
انیزا آٹھ جاؤ وین آتی ہوگی گی تیار ہونے میں بھی گھنٹہ لگاتی
ہو۔۔۔ ارسہ بیگم آدھے گھنٹے سے اسے اٹھانے میں لگی ہوئی تھی لیکن
"مجال ہے جو وہ لڑکی اٹھی ہو۔۔
"تم اٹھ رہی ہو یا میں جو تا پکڑو۔۔"

اٹھ گئی امی جی۔۔۔ جوتے کا نام سنتے ہی انیزا جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئی
کیونکہ ارسہ بیگم کا کوئی بھروسہ نہ تھا وہ ناشتے میں اسے جوتے
"کھلاتی۔۔"

امی میرم کہا ہے اٹھتے ہوئے پوچھ لینا بہتر سمجھا کیونکہ میرم جلدی تیار ہو
"جاتی تھی جس کی وجہ سے انیزا کی عزت افزائی ہوتی تھی۔۔۔۔۔"
وہ تیار ہو کے نیچے بیٹھی ہے تمھاری طرح سست نہیں ہے تمھاری بہن
"ارادہ بیگم نے اسے یاد دہانی کروائی۔۔۔"

امی آپ اپنی اولاد کو طنز کر رہی ہے۔۔ انیزا نے معصوم بننے کی ایکٹنگ کی
تاکہ اسے ڈانٹ نہ پڑے اس کا کوئی ارادہ نہ تھا صبح صبح عزت افزائی
"کروانے کا۔۔"

انیزا مجھے باتوں میں نہ لگاؤ اور اٹھ کر تیار ہو جلدی سے۔۔۔۔۔ ارسہ
بیگم نے غصے سے بولی۔ انیزا حد سے زیادہ باتونی تھی۔۔ وہ ارسہ بیگم کو

غصے میں دیکھ کر واش روم کی طرف بھاگی۔ انیزا ابھی واش روم کے
"دروازے کے پاس پہنچی تھی۔۔۔"

امی میں سست نہیں ہو آپ پر گئی ہو۔۔۔ ارسہ بیگم نے جوتا اٹھا لیا اس سے
پہلے کے وہ جوتا انیزا کو لگتا اس نے فوراً دروازہ بند کر دیا۔ کچھ دیر میں
وین آچکی تھی میرم نے تو ناشتہ کر لیا تھا لیکن انیزا ناشتہ کیے بنا ہی کالج
"چلی گئی۔۔۔"

شاہ ہاؤس

"سب اکھٹے ناشتہ کر رہے تھے جب سیان شاہ کو شرارت سو جھی۔۔۔
اسمہ جان بریڈ پکڑنا۔۔۔ سیان کے اسمہ جان کہنے پر احمد نے گھور کر
"اپنے بیٹے کو دیکھا جو اسے تپانے کے لیے کہہ رہا تھا۔۔۔"

اسمہ جان جو س۔۔۔ سیان نے اپنے بابا کو چیرانے کے لئے بولا تھا تاکہ
"ناشتے میں ماحول تھوڑا سا تیکھا بنے۔۔"

ماں ہے تمھاری۔۔ سیان کی بات پوری ہونے سے پہلے احمد غصے سے
"بولا انھیں نہیں پسند تھا سیان کا اسمہ کو اسماء جان بلانا۔۔"

"آپ بھی تو جان کہتے ہے میری اسمہ جان کو۔۔"

بیوی۔۔ ہے۔۔ میری۔۔ میں۔۔ جو۔۔ مرضی۔۔ بلاؤں احمد نے اپنے
بیٹے کو دوبارہ جان بولنے پر غصے سے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا احمد شاہ
"کی جیلیسی دیکھ کر سب مسکرائے۔۔"

تو۔۔ میری۔۔ بھی۔۔ ماں۔۔ ہے۔۔ میں۔۔ بھی۔۔ جو۔۔ مرضی
۔۔ بلاؤں۔۔ سیان بھی اسی انداز میں احمد کو چیرانے کے لیے بولا تو احمد
"کا دل چاہا اس کا سر پھاڑ دے یا پھر گلاد بادے۔۔"

احمد وہ تو چھوٹا ہے تم باپ ہو کے بچوں کی طرح لڑ رہے ہو۔۔۔ سجاد
نے اپنے بھائی اور بھتیجے کو چپ کر وانا چاہا وہ دونوں ایک دوسرے کی
"جانب ایسے دیکھ رہے تھے جیسے آنکھوں سے ہی نکل لے گے۔۔۔
آپ کو کہا سے بچہ لگتا ہے یہ۔۔۔ احمد نے سیان کو اوپر سے نیچے تک گھور
"کر دیکھا کیونکہ سجاد شاہ کو 19 سالہ مرد بچہ لگ رہا تھا۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔ ارسلان سب کو سلام کرتے ہوئے سربراہی کے ساتھ
والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ارسلان کو آتے دیکھ کر سب ہی چپ کر کے بیٹھ
گئے۔۔۔

"وعلیکم السلام سب نے ایک ساتھ جواب دیا۔۔۔"

خیریت ہے بہت خاموشی سے بیٹھے ہیں ارسلان سب کی طرف دیکھتے ہوئے بولا کیونکہ سیان شاہ اور عالیان شاہ ناشتے پر موجود ہوا اور خاموشی

"چھائی ہو یہ ناممکنات میں ایک تھا۔۔۔۔۔"

سیان چپ کیوں ہو بولو جیسے پہلے بول رہے تھے عالیان نے سیان کو
تنگ کرنے کے لیے کہا سیان نے چہرے پر مسکراہٹ سجا کر کھا جانے
والی نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔

کھانے کے درمیان نہیں بولتے عالیان۔ سیان نے عالیان کی طرف
گھور کر دیکھتے ہوئے کہا جس نے سختی ارادہ کیا ہوا تھا اسے مروانے کا
۔۔۔

آج تم دونوں کے پیرینٹس میٹینگ ہے یونیورسٹی میں؟ ارسلان نے
سیان اور عالیان سے پوچھا تو دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ سختی سے
تھام لیا۔۔۔

ج۔ جی بھائی جی ہے سیان اور عالیان نے ڈرتے ہوئے بتایا دل گھبرا رہا
"تھا کہ ارسلان شاہ نے میٹینگ کے بارے میں کیوں پوچھا ہے۔۔۔"

آج بابا یازید نہیں میں تم دونوں کی میٹینگ اٹینڈ کرو گا۔۔ ارسلان نے
دونوں کو بتایا ان دونوں کے سانس وہی کے وہی رک گئے اگر ارسلان
شاہ ان کی میٹینگ اٹینڈ کر لیتا تو اس نے کہنا تھا میرے بھائیوں تم دونوں
"گھر ہی رہو یونیورسٹی جانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

بھ۔۔ بھائی۔۔ جی۔۔ ز۔۔ زید بھائی اٹینڈ کر لے گے۔۔ ہمت کرتے ہوئے
"کہا کیونکہ ان دونوں کو اپنی جان عزیز تھی۔۔۔"

میں نے تم دونوں سے پوچھا؟ ارسلان کے لہجے میں اتنی سنجیدگی تھی
کہ دونوں چپ ہو گئے۔۔ ارسلان شاہ نے ٹشو نے اپنا لب صاف کیے
"اور کرسی سے اٹھ گیا۔۔۔۔"

امی آج میں گھر شاید لیٹ آؤمیر اوپٹ مت کیجئے گا۔۔۔ ارسلان نے
اپنی والدہ کو بتایا۔ اسمہ بیگم نے آگے بڑھ کر اپنے بیٹے کی پیشانی پر بوسہ
"دیا۔۔"

دیہان رکھنا اپنا۔۔ فکر مندی سے ارسلان شاہ کا کندھا سہلایا تو اس نے
"ہامی میں سر ہلا دیا۔۔"

جی! نہایت ادب سے کہہ کر ارسلان اپنی والدہ کی پیشانی پر بوسہ دے
"کر چلا گیا۔۔"

مزہ آگیا۔۔ زید اور احمد دونوں باپ بیٹا ایک ساتھ بولے تو سب ہنسنا
شروع ہو گئے۔۔ وہ دو بچارے چپ کر کے بیٹھ گئے کیونکہ ان دونوں
"کی واٹ لگنے والی تھی۔۔"

ڈیول وہ بھاگ گیا۔۔ ایلف نے ڈرتے ہوئے بتایا یکدم ڈیول ڈیمن کی
آنکھوں میں لہورنگ شامل ہوا، خونخوار نظروں سے ایلف کی جانب
"دیکھا۔۔"

دو گھنٹے ہیں تمہارے پاس ایلف اگر وہ دو گھنٹے میں وہ میرے سامنے نہ
ہو اتو اس کی جگہ تم ٹارچر سیل میں تم ہو گے ڈیول ڈیمین کے الفاظ سن کر
اس کی سانسیں حلق میں اٹک گئی۔ ڈیول ڈیمین جو کہتا تھا وہ کر گزرتا
"تھا۔۔

د۔ دو۔ گھ۔ گھنٹے۔ سے۔ پ۔ پہلے۔ تم۔ تمہارے۔۔ س۔ سامنے
۔ ہو گا۔ ڈیول آنکھوں میں وہشت لیے اتنے غصے سے بولا تھا کہ
بامشکل الفاظ ادا کر پایا تھا ایلف اچھے سے جانتا تھا کہ ڈیول ڈیمین کے
سامنے اگر وہ آدمی دو گھنٹے کے اندر موجود نہ ہو اتو اس کی جگہ ایلف کو
"ڈیول ڈیمین کے ظلم کا شکار ہونا پڑے گا۔۔

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔ ایلف جلدی سے ڈیول ڈیمین کے روم سے
باہر چلا گیا۔ ڈیول کا دل چاہ رہا تھا کہ ہر چیز تہس نہس کر دے۔۔۔

کیسے بھاگ وہ کیسے ےےے ٹیبل پر پڑی تمام چیزیں اٹھا کر زمین پر
"بوس کی۔۔"

عالیان کیا کریں اگر بھائی جی نے میٹینگ اٹینڈ کر لی تو۔۔۔
چپ کر یا آگے ہی سوچ سوچ کر ٹینشن ہو رہی ہے ایک گھنٹے بعد
میٹینگ ہے۔۔ عالیان نے ٹینشن سے کہا کیونکہ پروفیسر نے ان کے
"تمام کارنامے ارسلان کو بتا دیئے تھے۔۔"

آئیڈیا پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہوئے پر سوچ انداز میں کہا۔۔۔۔۔
سیان اگر کوئی الٹا آئیڈیا ہو انہ تو۔ عالیان نے اسے پہلے ہی وارن کیا
"کیونکہ اکثر اس کی آئیڈیا کی وجہ سے وہ دونوں پھستے تھے۔۔"

نہیں یار کوئی الٹا آئیڈیا نہیں ہے۔۔ سیان نے عالیاں سے کہا جو اسے
"شکی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔"

! اچھا یار بتا۔۔

ہم نہ۔۔۔ تم دونوں کے بھائی آئے ہیں میٹینگ اٹینڈ کرنے سر بلار ہے
ہیں تم دونوں کو۔ اس سے پہلے سیان اپنی بات مکمل کرتا اس کے ایک
کلاس فیلو نے آکر اسے بتایا۔۔۔۔۔

مر گئے۔۔۔ دونوں ایک ساتھ بولے حلق اور لب خشک ہو گئے
"ارسلان شاہ کا نام سنتے ہی۔۔۔"

کیا ہوا تم دونوں کو۔ ان دونوں کی آڑی ہوئی رنگت دیکھ کر ان کے
"کلاس فیلو نے پوچھا۔۔"

کچھ نہیں۔۔۔ یہ کہتے ہوئے دونوں میٹینگ روم میں پہنچے۔۔ روم کے باہر کھڑے ہو کر لمبا سانس فضا کے سپرد کیا اور اللہ کا نام لیتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔۔

اسلام علیکم دونوں نے روم میں داخل ہوتے سلام کی ایک نظر پر وفیسر کی جانب اور پھر اپنے بھائی جی کی جانب دیکھا جو چہرے پر سنجیدگی سجائے بیٹھے تھے۔۔ "آئیے تشریف رکھیے سر نے دونوں کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے کہا تو انہوں نے چہرے معصومانہ مسکراہٹ سجا کر سر کی جانب دیکھتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئی۔۔

ارسلان سر آپ کے دونوں بھائیوں نے پوری یونیورسٹی کو آگے لگایا ہوا۔۔ سب سے زیادہ سیان احمد نے۔۔ ارسلان نے دونوں کو گھور کر دیکھا اسے ان دونوں سے یہی امید تھی کہ وہ ان کے خاندان کا نام "روشن کریں گے۔۔

عالیان تو دن میں اگر پانچ لیکچر ہو تو تین لیکچر لیتا اور یہ سیان تو پانچ لیکچر
ہو تو ایک یا دو لیکچر لیتا ہے۔۔۔۔۔ ہر لیکچر میں ادھم مچایا ہوتا ہے پروفیسر
نے 10 سے 12 باتیں مزید مرچیں لگا کے ارسلان شاہ کو بتائی وہ
دونوں سر جھکائے بیٹھے رہے کیونکہ گھر جا کر ان کی اچھی خاصی عزت
"افزائی ہوئی تھی۔۔

گھر جاؤ تم دونوں۔۔۔۔۔ میٹینگ روم سے باہر نکلتے ہوئے کہا چہرے پر
بے انتہا سنجیدگی تھی پروفیسر کی کی گئی باتوں کی وجہ سے ارسلان شاہ کے
چہرے کا رنگ بے انتہا ہو گیا تھا۔۔۔

بھائی وہ لیکچر۔۔ میں نے کہا گھر جاؤ دونوں۔۔ ان کی بات پوری ہونے
سے پہلے ارسلان غصے سے بولا۔۔ ارسلان کو غصے میں آتے دیکھ دونوں
چپ ہو گئے۔ کیونکہ پورا خاندان جانتا تھا کہ ارسلان احمد شاہ پڑھائی کے
معاملے میں کتنا سخت ہے

جی بھائی جی فرمانبرداری سے دونوں ہاں میں سر ہلاتے ہوئے کار میں
"بیٹھے اور گھر کی جانب روانہ ہو گئے۔۔۔"

امی جلدی کریں گھر آ کر میں نے پڑھنا بھی ہے۔۔ انیزا اور ارسہ بیگم
بازار جا رہی تھی کیونکہ انیزا نے کپڑے لینے تھے اس کے کالج میں
فنگشن تھا۔۔۔

چلو۔۔ اپنا واسٹ پکڑتے ہوئے ارسہ بیگم گھر سے باہر نکلی اور دونوں
"گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔"

امی لے آؤ گا۔۔ کہتے ہوئے ارسلان نے کال بند کر دی۔ اسمہ بیگم نے
ارسلان کو ناول لانے کا کہا تھا۔ ارسلان بک شاپ کے اندر داخل ہوا
تاکہ اپنی ماں کی کہی گئی کتابیں لے کر آ سکے۔۔

انیزا جلدی آجانا۔۔ انیزا کو کار سے باہر نکلتے ہوئے ارسہ بیگم نے جلدی
"واپس آنے کی تکلیف کی تو انیزا نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔"

آپ گاڑی میں ویٹ کرے میں بس پانچ منٹ میں آئی۔۔ انیزا کہتے
ہوئے جلدی سے بک شاپ میں داخل ہوئی اسے ناول پڑھنا بہت پسند
"تھا اپنے لیے کچھ ناول لینے کے لیے ارد گرد دیکھنے لگے۔۔"

بھائی بخت ناول ہے؟ جب بخت ناول نظر نہ آیا تو پھر دکاندار سے پوچھا
"کہ بخت ناول ہے یا پھر نہیں۔۔"

جی ہے۔ دوکاندار نے کہا دکاندار نے بخت ناول نکال کر انیزا کے سامنے
"رکھ دیا۔۔۔"

بھائی پیک کر دے ناول کو کھول کر چیک کر کے دکاندار کو پیک کرنے
کا کہا۔ انیزا نے دو تین ناول اور کہے تھے دوکاندار نے وہ بھی پیک
کر دیے۔ انیزا ناول لے کر جلدی سے پیچھے مڑی سامنے آتے شخص

سے ٹکرائی۔ ٹکرائے کی وجہ سے انیزا کے ناول گر گئے اور نکاب تھوڑا نیچے ہو گیا جس کی وجہ سے انیزا کو غصہ چڑھ گیا۔

وہ غلطی سے۔۔ اس سے پہلے ارسلان کچھ کہتا انیزا نے نکاب ٹھیک کرتے ہوئے غصے سے ارسلان کی طرف دیکھا۔ ارسلان اس کے "گہری کانچ کی آنکھوں میں کھوسا گیا۔"

کمینہ انسان۔۔ لڑکیوں کو دیکھ کر کہی بھی شروع ہو جاتے ہیں۔۔ انیزا کہتے ہوئے بک شاپ سے باہر نکل گئی اس کا دل تو چاہ رہا تھا کہ ارسلان "شاہ کا سر پھاڑ دے۔"

کمینہ۔۔ میں۔۔ میں۔۔ نے۔۔ کیا ارسلان نے حیران ہو کر اسے جاتے ہوئے دیکھا غلطی سے وہ اس لڑکی کے ساتھ ٹکڑا یا تھا اور وہ اسے "گالیاں دے کر چلی گئی۔"

ارسلان کیا ہوا زید نے ارسلان سے پوچھا جو ملک کی باندھے دروازے
کی جانب دیکھ رہا تھا۔

کچھ نہیں چلو۔۔ کانچ کی گڑیا۔۔ پہلا جملہ زید سے کہا اور پھر ارسلان دل
میں سوچتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے بک شاپ سے باہر نکل
گیا۔۔ انیزا غصے کی بھری گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔

انیزا کیا ہوا۔۔ اسے بیگم نے انیزا کو غصے میں دیکھتے ہوئے پوچھا اسے اتنے
جلدی غصہ نہیں آتا تھا۔

کچھ نہیں ہوا امی جان۔ ڈرائیور چلو۔۔ انیزا کو ابھی بھی اس شخص کی
"نظریں خود پر محسوس ہو رہی تھی۔

"ڈیول وہ آدمی ٹارچر سیل (روم) میں ہیں۔

گڈ۔۔ ڈیول آنکھوں میں وہشت لیے تیز رفتار سے ٹارچر سیل کی طرف چل دیا۔ ڈیول نے ٹارچر روم کا دروازہ کھولا اچانک روشنی ہونے کی وجہ آدمی نے اپنی آنکھیں بند کر لی۔۔ ڈیول سامنے رکھی "ہوئی چیئر پر بیٹھ گیا۔۔

شد اور خان کا بیٹا کہا ہے۔۔ ڈیول کے ایک دم دھہارنے سے آدمی نے خوف سے آنکھیں بند کر لی۔ ڈیول کے چہرے پر ماسک تھا آج تک اس "کا چہرہ کسی نے بھی نہیں دیکھا تھا۔۔

م۔ مجھے ن۔ نہیں پ۔ پتہ۔۔ آدمی نے ڈرتے ہوئے کہا ڈر کے مارے اس سے بولا نہیں جا رہا تھا اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اگلے پل ہی اس "کی جان نکل جائے گی۔۔

نہیں پتا، کوئی بات نہیں ڈیول ڈیمین نے کہتے ہوئے اس آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا۔ اس آدمی کی دردناک چیخیں کمرے میں گونجی۔۔ ڈیول سرد

آنکھوں میں وہشت لیے ایک وحشی درندہ لگ رہا تھا۔۔۔ ایلف جو
ڈیول کے پیچھے آیا تھا واپس باہر کمرے چلا گیا کیونکہ ڈیول جو اس آدمی
کے ساتھ کرنے والا تھا وہ سب دیکھنے کے لیے بہت ہمت کی ضرورت
تھی اور ایلف اس وقت یہ سب نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔

اب بتاؤ شد اور خان کا بیٹا کہا ہے۔ وہ زندہ ہے۔۔۔ ڈیول نے اس کا
"گریبان پکڑ کر پوچھا۔۔۔

ہ۔ ہاں۔۔۔ وہ۔ ذن۔ زندہ۔ ہ۔ ہے۔۔۔ اس آدمی کو تکلیف کی وجہ
"سے بولا نہیں جا رہا تھا ٹ میں ہر جگہ خون بکھرا ہوا تھا۔۔۔

"کہاں ہے اس آدمی کا چہرہ ابو چتے دھاڑا۔۔۔

ش۔ شد اور۔ خ۔ خان۔ ن۔ نے۔ ک۔ کہا۔ تھ۔ تھا ک۔ کہ۔ اس۔
اسے وہ آدمی بول رہا تھا کہ ڈیول نے اس کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا۔۔۔

جلدی بولو۔۔۔ ڈیول ڈیمن آنکھوں میں وہشت لیے دھارا اس کا دل
"چاہ رہا تھا اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔۔"

بتاتے ہو یا پاؤں بھی کاٹوں اسے بولتے ہوئے نہ دیکھ ڈیول ڈیمن نے
شعلے برساتی آنکھوں سے اسے دیکھا جیسے اپنی آنکھوں سے ہی اسے
"راکھ کر دے گا۔۔"

اس۔ اسے۔ تم۔ تمہارے۔ علا۔ علاقے۔ ک۔ کے
۔ گ۔ گرد۔ چھ۔ چھوٹی۔ ج۔ جگہ۔ پ۔ پر چھ۔ چھپایا۔ ہے۔ ت۔
تاکہ۔ ت۔ تم۔ اسے۔ ڈ۔ ڈ۔ ڈونڈ۔ ن۔ نہ۔ س۔ سکو۔۔۔ ابھی اس
نے بات مکمل کی تھی کہ ڈیول نے اس کے اوپر تیزاب پھینک دیا
"اس آدمی کی جلد پگھلنے لگی وہ آدمی پانچ منٹ کے اندر ختم ہو گیا۔۔"

بابا۔۔ بڑے بابا بچا لیں بھائی جی نے بہت خاطر تو اضع کرنی ہے۔ بابا اااا
سیان نے اپنے بابا اور بڑے بابا کی طرف مدد طلب نظروں سے دیکھا
"ارسلان شاہ گھر آنے والا تھا اور ان دونوں کی درگٹ بننے والی تھی۔۔
یہ تم دونوں کو ایسی حرکتیں کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔۔ دونوں
"بھائی ایک ساتھ بولے۔۔۔"

عیشان بھائی۔۔۔ دونوں عیشان کی طرف ہوئے کیونکہ انہیں اب اپنے
باپ سے کوئی امید نہ تھی نہ تو سیان کا باپ ان کا ساتھ دے رہا تھا اور نہ
"ہی عالیان کا۔۔"

احمد مراد شاہ اور ساجاد مراد شاہ دو بھائی اور ایک بہن جس کا نام نیہا ہے جو
ساجاد شاہ کی بیٹی کی ہم عمر ہے ان کے والدین مراد شاہ اور میرال بیگم
ان کی شادی کے دس سال بعد وفات پا گئے۔۔

ساجاد شاہ کی بیوی کا نام انشا اقبال۔

ساجاد شاہ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی بڑا بیٹا اذہان شاہ۔ پھر زیان شاہ
 سب سے چھوٹا عالیان شاہ تین بھائیوں کی اک لوتی بہن عرتج شاہ گھر
 میں سب کی لاڈلی۔۔۔۔

احمد مراد شاہ کی بیوی اسمہ اقبال۔۔ اسمہ اور انشاد دونوں بہنیں تھیں انشا
بڑی اور اسمہ چھوٹی تھی۔۔ اسمہ اور احمد شاہ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی
تھی بڑا بیٹا ارسلان شاہ اور زید شاہ دونوں جڑواں تھے پھر عیشان شاہ
اور سب سے چھوٹا سیان شاہ ان چار بھائیوں کی اک لوتی بہن عانیہ شاہ جو
”گھر کی بڑی بیٹی“ تھی۔۔ جواب نہیں رہی تھی۔۔۔۔۔ شاید۔۔۔
احمد شاہ اور ساجاد شاہ نے دو بچے اڈاپٹ کیے تھے ایک رضا اور دوسری

منیشہ۔۔۔

"اس وقت سب ہال میں بیٹھے تھے ارسلان اور زید کو چھوڑ کر۔۔۔"

اذہان بھائی آپ تو بھائی جی سے بڑے ہے نہ وہ آپ کی بات مانے گے
"۔۔ عالیان نے اپنے بڑے بھائی کو منانے کی کوشش کی۔۔

اوہیلو پیچھے۔۔ میں نہ ارسلان سے صرف چھ ماہ بڑا ہوا اور پڑھائی کے
معاملے میں تو چھوٹے بابا (احمد شاہ) اور بابا (ساجاد شاہ) کی نہیں سنتا اور
تم دونوں مجھے کہہ رہے ہو۔۔ اذہان نے صاف منع کر دیا ارسلان شاہ
نے اس کی اچھی خاصی کر دینی تھی وہ بد تمیزی نہیں کرتا تھا لیکن تمیز کی
دائرے میں رہ کر اس قدر سامنے والے کو ذلیل کر دیتا تھا کہ وہ بولنے
"کے قابل نہ رہتا۔۔

تم دونوں کا اللہ حافظ ہے تم دونیہا نے ہنس کر ان کا مذاق اڑاتے ہوئے
"کہا۔۔۔

پھپھو چپ کر جائیں۔۔ سیان اور عالیان نیہا کی بات پوری ہونے سے
پہلے ایک ساتھ چیخے۔۔

اسلام علیکم ارسلان شاہ اور زید نے گھر میں داخل ہوتے سلام کی۔۔

ارسلان کو دیکھتے ہوئے سیان اور عالیان وہاں سے نکلنے لگے۔۔۔

جہاں بیٹھے ہو وہی بیٹھ جاؤ۔۔ ارسلان نے غصے سے کہا وہ دونوں جو

وہاں سے بھاگنے والے تھے ارسلان کی آواز سن کر دونوں وہی بیٹھ گئے

"چپ کر کے۔۔ دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

پانچ منٹ کے اندر میرے کمرے میں موجود ہو تم دونوں ارسلان

سنجیدگی اور غصے سے کہتے ہوئے سیڑھیاں چڑھتے اپنے کمرے میں چلا

گیا۔۔۔

سزا کے کیلئے تیار رہنا۔۔ زید عیشان کے ساتھ بیٹھتے ہوئے بولا ان

"دونوں نے کہا جانے والی نظروں سے ان کی جانب دیکھا۔۔

"زید بھائی۔۔

میرے دونوں ہاتھ اوپر ہے۔۔ زید دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر بولا زید کی
"بات پر سب ہنسنے لگے۔۔"

اللہ پوچھے آپ سب سے دونوں تلملاتے ہوئے ارسلان کے کمرے کی
"طرف چل دیے۔۔۔"

جی بھائی جی دونوں نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔۔۔
یونیورسٹی کیا کرنے جاتے ہو۔۔۔۔

پ۔ پڑھنے۔۔ دونوں نے کہا جس انداز میں ارسلان بات کر رہا تھا
دونوں کو ڈر لگ رہا تھا

ہممم۔۔ تم دونوں کو یونیورسٹی سے میرا ڈرائیور لینے اور چھوڑنے جایا
کرے گا۔۔ یونیورسٹی سے سیدھا اکیڈمی جایا کرو گے ڈرائیور کے ساتھ
اکیلے نہیں جانا۔۔ اکیڈمی سے واپس آ کر گھر سے باہر نہیں جانا تم دونوں
نے۔ اکیڈمی اور یونیورسٹی میں جو پڑھایا جائے گا وہ گھر آ کر میں سنو گا

دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا ان کی اچھی خاصی واٹ لگ
"چکی تھی۔۔

بھ۔ بھائی۔ ج۔ جی۔۔ ہم۔۔۔۔۔ تم دونوں کی اگر اب مجھے کوئی
شکایت آئی ابھی تو باہر جانا بند کیا ہے۔۔ یہ نہ ہو کہ یونیورسٹی جانا بند کر
دو۔۔ چلے جاؤ۔۔

سیان اور عالیان بولنے لگے تھے جب ارسلان کی غصے سے بھری آواز
کمرے میں گونجی۔۔

"ج۔ جی۔ بھائی۔ جی۔ کہتے ہی کمرے سے باہر چلے گئے۔۔

انیزا کیا ہوا جب سے شاپنگ کر کے واپس گھر آئی ہو تمہارا موڈ آف ہے
میرم نے پریشانی سے پوچھا۔۔ کیونکہ انیزا چپ ہو جائے ناممکن تھا
۔۔"

کمینہ انسان۔ گدھا۔ بغر۔۔۔ بس کر دو کس پر اتنا غصہ ہے کس کو
گالیاں نکال رہی ہو۔ اس سے پہلے انیزا اور گالیاں نکالتی میرم نے انیزا
کے منہ پر ہاتھ رکھ کر بولی۔۔

پیچھے کرو ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔۔ اچھا چلو ناراض نہیں ہونہ میری
پیاری چھوٹی سی بہن کل کالج میں فنگشن ہے اس کی تیاری نہیں کرنی
کیا۔

میں بول گئی تھی مجھے مجھے فنگشن کیلئے چیزیں اکٹھی کر کے رکھنی ہے انیزا
بیڈ سے اچھلتے کے الماری کے قریب جاتے ہوئے بولی۔۔
کیا فائدہ کرنا تم نے نکاب ہے۔۔ تو تمہیں مسئلہ ہے۔۔ نہیں یار آؤ
تمہاری ہلپ کرو میرم بیڈ سے اٹھ کر انیزا کے پاس گئی۔۔

ڈیول۔۔

ہم۔۔۔ کیا ہوا ہے ڈیول نے گھوری سے نوازا۔۔۔ ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔۔۔ میں جارہا ہو کوئی مسئلہ ہوا تو ہینڈل کر لینا۔۔۔ ڈیول نے دروازے کی طرف جاتے ہوئے کہا۔۔۔

تم پھر وہی جارہے ہو نہ ڈیول مان لو تم اب بھی اس سے عشق کرتے ہو نہیں ڈیول نے خود پر ضبط کرتے ہوئے کہا۔۔۔

پھر تم نے مارکیٹ میں سے اس لڑکے کو اٹھوا کر اس لڑکے کے ہاتھوں پر نویں کٹ کیوں لگائے اس کا سر کیوں پھاڑا تم نے۔۔۔

جان سے مار ڈالوں گا اس کی ہمت کیسے ہوئی تھی میری عین کی طرف دیکھنے کی تمہیں پتہ میں نے اس لڑکے کا سر کیوں پھاڑا اور اس کے ہاتھ کیوں پر اتنے کٹ کیوں لگائے کیونکہ وہ ڈیڑھ منٹ سے میری عین کو چھونے کی کوشش کر رہا تھا ڈیڑھ منٹ میں نویں سیکنڈ ہوتے ہیں نویں سیکنڈ ایلف۔۔۔ اس لیے اس کے ہاتھ پر نویں کٹ لگائے اور دماغ میں

اس نے میری عین کو چھونے کا خیال لایا اس لیے اس کا سر پھارا۔
میری عین کو سوچنے دیکھنے چھونے کا حق صرف مجھے ہیں صرف ڈیول
ڈیمن کو۔۔۔

ڈیول اتنے جنونی انداز میں بولا تھا کہ ایلف کو ڈیول سے بے حد وحشت
محسوس ہوئی۔ ایلف کو اس وقت مکمل طور پر سائیکو لگ رہا تھا۔۔
جنونیت سے کہتا اپنے آفس سے باہر چلا گیا۔۔
تمہارا یہ جنونی عشق تمہاری عین سے نہیں پائے گی۔۔ ایلف نے دل
میں سوچا

وہ کانچ سی آنکھیں۔۔ ارسلان شاہ چاہ کر بھی وہ آنکھیں بھلا نہیں پارہا تھا
ارسلان زید نے کمرے داخل ہوتے ارسلان کو بلایا۔
ارسلان شاہ کا کمرہ ان کے محل نما گھر کا سب سے بڑا کمرہ تھا۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی دروازے کے ساتھ دونوں سائیڈ پر واس
پڑے ہوئے تھے رائٹ سائیڈ پر دروازے سے تھوڑا سا آگے سٹڈی
روم تھا سٹڈی روم کے ساتھ بیٹھنے کی جگہ تھی جہاں دو چیئرز ساتھ ایک
ٹیبِل رکھا ہوا تھا لیفٹ سائیڈ پر سٹڈی روم کے سامنے ڈریسنگ روم تھا
ڈریسنگ روم کے اندر ہی واش روم تھا ڈریسنگ روم سے آگے ایک
کاؤچ اور ایک دیوان رکھا ہوا تھا کمرے کے درمیان میں ایک بڑا سا
زمین پر قلین تھا جو کمرے کو زیادہ خوبصورت بنا رہا تھا ہال نما جگہ ختم
ہونے کے بعد دوسٹپ سیر ھیوں کے تھے سامنے جہاز سائز کا بیڈ تھا
رائٹ سائیڈ پر ڈریسنگ ٹیبِل تھا جس پہ مہنگے پر فیوم رکھے ہوئے تھے
لیفٹ سائیڈ پر ایک چھوٹی الماری تھی کھڑکیوں پر خوبصورت کرٹن لگے

ہوئے تھے کمرے کا بلیک اور گریں پینٹ کمرے اور زیادہ خوبصورت بنا
رہا تھا

کوئی کام تھا۔۔ زید بیڈ پر آکر بیٹھا تو ارسلان نے کہا۔۔

کیوں جب کام ہو صرف تب ہی آسکتا ہوں۔۔ زید ارسلان کی طرف
دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔۔

ارسلان۔۔۔۔ وہ کون تھی جسے تم دیکھ رہے تھے۔۔

کون۔۔۔

وہی جس نے تمہیں گالیاں۔۔ زید بول رہا تھا جب ارسلان نے گھور
کر دیکھا

ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔۔۔ بتاؤ نہ

-----ارسلان تم مجھ سے چھپا رہے ہو-----زید نہ

کروارسلان کے سنجیدگی سے کہنے پر زید چپ کر گیا

یار ایک بات تو بتاؤ اس نے سچی تمہیں گالیاں نکالی تھی زید ارسلان کے

قریب بیٹھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا

ارسلان نے گھور کر زید کی طرف دیکھا۔۔ دیکھو نہ اتنی خوبصورت

اوشن بلو آنکھیں دونوں رخساروں پر ڈمپل گلابی ہونٹ خوبصورت

نکوش سفید رنگ سکس پیک چھ فٹ چار انچ قد بے تحاشہ ہینڈ سم

نوجوان ہو تم ہر لڑکی تمہیں دیکھتے ہی فدا ہو جاتی ہے اس لڑکی نے

تمہیں کیسے گا۔۔۔۔۔

ا۔ اچھا ٹھیک ہے۔۔ ارسلان کو غصے میں آتے دیکھ چپ ہو گیا

تمہاری حرکتیں مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی انہیں ٹھیک کرو۔۔

ہممم۔۔۔۔۔ ارسلان مجھے یاد آیا کل کالج جانا ہے وزٹ کیلئے کچھ ماہ
وہاں رہ کر نظام دیکھنا ہے

ٹھیک ہے جا کے سو جاؤ اپنے کمرے میں۔۔۔ جی نہیں آج میں
تمہارے کمرے میں سو گا زید کہتے ہوئے بستر اوڑھ کر لیٹ گیا ارسلان
بھی چپ کر کے لیٹ گیا

ڈیول پائپ سے چڑھ کر کھڑکی کے ذریعے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔
سامنے اس کی عین ہر چیز سے بے خبر ناول کو ہگ کیے سوئی ہوئی
تھی۔ شاید ناول پڑھتے پڑھتے سو گئی تھی۔۔۔ ڈیول اس کے پاس گیا
۔۔۔ ڈیول نے ناول اس کے ہاتھوں میں سے نکالا ڈیول کا دل کیا ناول جلا
دے لیکن وہ نہیں جلا سکتا تھا ناول جلتا تو اس کی عین روتی ڈیول ہر چیز
برداشت کر سکتا تھا لیکن اپنی کی آنکھوں میں آنسو نہیں۔۔۔

ڈیول بیڈ پر بیٹھ کر عین کو دیکھنے میں مصروف تھا جو آری تر چھی لیٹی ہوئی
تھی ڈیول کو سکون چاہیے تھا جو اسے صرف اسکی عین دے سکتی تھی
ڈیول عین کے پاس لیٹتے اس کے گرد اپنے بازوؤں کا حلقہ بنائے
آنکھیں موندھ گیا۔

انیزا کہاں گم ہو میرم نے کمرے میں آتے کہا۔۔۔ میرم میرے کمر پر
نشان ہیں۔۔۔ کیسے نشان۔۔۔ میرم نے پریشانی سے پوچھا۔
ہاتھوں کے نشان۔۔

کیا۔۔۔ میرم بے حد حیران ہوئی۔۔
ہاں۔۔ تم خود کو اتنی زور سے ہگ کر کے سوتی ہو اس لیے۔۔۔ ہاں ہو
سکتا ہے۔۔ میرم تمہیں پتہ ہے رات کو میں نے ناول پڑھا ہائے بہت

مرزہ آیا۔۔۔۔۔ انیزا کا لچ کیلئے دیر ہو رہی ہے۔۔۔ اس سے پہلے انیزا کا
ناول نامہ شروع ہوتا اور انھیں کالج کے لیے دیر ہوتی میرم بولی
چلو جلدی۔۔۔ بھاگتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔ انیزا کی سپیڈ دیکھ
کر

میرم کا منہ کھل گیا

عالم ملک دو بھائی اور ایک بہن۔ عالم ملک کا بڑا بھائی چھوٹی بہن اور ان
فیملیز آسٹریلیا میں رہتے تھے

عالم ملک کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں بیٹا ولید ملک پھر میرم جو ولید سے
چار سال چھوٹی تھی اور سب سے

چھوٹی انیزا جو سولہ سال کی تھی اور میرم سے دو سال چھوٹی۔۔۔

دونوں ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھ کر ناشتہ کر رہی تھی

امی بھائی اور بابا نے کب آنا ہے انیزا نے ناشتہ کرتے ہوئے پوچھا کل
آجائے گے۔۔ ارسہ بیگم نے بتایا۔۔ چلو میرم دیر ہو رہی ہے۔۔

اللہ حافظ امی دونوں نے ایک ساتھ کہا

دونوں گاڑی میں بیٹھ گئی انیزا اور میرم نے سمپل لانگ بلیک فرائیڈ
پاؤں تک آتی تھی میرم نے گولڈن کلر کا حجاب پہننا ہوا تھا اور ہلکا پھلکا
میک اپ کیا ہوا تھا

انیزا نے ہلکا پھلکا میک اپ کر کے گولڈن کلر کا حجاب بلیک کارڈنگ
پہننا ہوا تھا

ہائے کسی نے باہر نہیں جانا اذہان سیان اور عالیان کو چھیڑنے کے لیے
بولا

سب ناشتہ کرنے بیٹھے تھے ارسلان۔ زید۔ احمد شاہ۔ اسمہ اور انشا کو

چھوڑ کر۔۔۔ وہ صبح ہی سمبرٹریال کیلئے نکل گئے تھا

ماورہ بھابھی آپ کو ایک چیز دیکھانی ہے سیان اور عالیان دونوں ایک

ساتھ بولے۔۔ دیکھاؤ کیا دیکھانا ہے۔۔۔۔۔ دونوں آٹھ کرماورہ کے

پاس آئے۔۔ بھابھی یہ دیکھے دونوں نے موبائل دیکھاتے ہوئے اذہان

کی طرف دیکھا۔۔

تصویر دیکھتے ہی ماورہ کی آنکھوں میں آنسوؤں آگئے۔۔ میں چلتی ہو بابا

کالج کیلئے دیر ہو رہی ہے ماورہ آنکھوں میں آنسوؤں لیے اذہان کی طرف

دیکھتے ہوئے باہر چلی گئی

کمینوں کیا دیکھا یا ہے تم دونوں نے اذہان نے گھور کر دیکھتے ہوئے کہا

دیکھا ہم سے پنگالینے کا نتیجہ سیان نے تصویر دیکھاتے ہوئے کہا جس
میں اذہان کے قریب ایک لڑکی کھڑی تھی۔۔۔

اذہان تصویر دیکھتے ہی ماورہ کے پیچھے گیا۔۔

چچا آپ رہنے دیں میں ماورہ کو کالج چھوڑ آتا ہوں اذہان نے ڈرائیور سے کہا
نہیں مجھ۔۔ اذہان نے ماورہ کی طرف گھور کر دیکھا تو ماورہ چپ
ہو گئی۔۔۔

اذہان ڈرائیور سے چابی لیتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ کر ماورہ کی طرف دیکھا
جورونے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔ اذہان نے گاڑی سٹارٹ کر دی
ماورہ۔۔ اذہان نے ماورہ کو بلاتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا تو ماورہ نے
ہاتھ پیچھے کر لیا ماورہ کے رونے میں اور تیزی آگئی۔۔۔ ماورہ چپ اب
تمہاری آنکھوں میں ایک آنسو نہ آئے اذہان نے گاڑی روک کر ماورہ کو
زبردستی گلے لگاتے کہا۔۔۔۔۔ ماورہ یار تین دن پہلے جب ہم سب باہر

گئے تھے تب وہ لڑکی مجھ سے ٹکرائی تھی اور اس سیان شیطان نے پتہ
نہیں کب تصویر کھینچ لی۔۔۔

اذہان نے ماورہ کو وضاحت دی

مجھے پتا ہے آپ ایسے نہیں ہو۔۔۔ ل۔ لیکن اس نے آپ کے کندھے
پر ہاتھ رکھا

ماری روتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔۔

رونا تو بند کرو۔ آپ کی طرف کسی لڑکی نے دیکھا تو آپ نے اس سے
کہنا ہے آپ کا نکاح ہوا ہے اور میری منکوحہ بہت خوبصورت ہے۔۔۔
سیدھی طرح کہہ دو کہ گلے میں میڈل ڈال کے گھومو کہ میں نکاح شدہ
ہو۔۔۔

ہاں۔۔۔

ماورہ۔۔۔

جی۔۔۔ اذہان نے ماورہ کا چہرہ سامنے کیا
تو وہ مسکرا رہی تھی۔۔۔ چلو اسی بہانے تمہارا رونا تو بند ہوا۔۔۔۔۔

شرم نہیں آتی تم دونوں کو اپنے بھائی بھابھی میں لڑائی کرواتے ہوئے
۔۔۔

بڑے بابا چھوٹے بھائی کو بھی اس طرح تنگ نہیں کرتے۔۔۔
بھائی کسی کی یاد تو نہیں آرہی۔۔۔

نیہا۔۔۔۔۔ بھائی آپ کی انشہ بھابھی سے اب رات کو ہی ملاقات ہونی
ہے۔۔۔۔۔

سہی کہتے ہیں ایک مچھلی پورے تالاب کو گندہ کرتی ہے۔۔۔۔۔ سا جاد شاہ
نے عالیان اور سیان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

بڑے بابا ایک نہیں دو۔۔۔۔۔ دونوں ایک ساتھ بولے۔۔۔۔۔

شرم تو ختم ہی ہو گئی ہے تم دونوں میں۔۔۔۔

ساجاد شاہ نے جب دیکھا کہ ان دونوں کو کوئی اثر نہ ہوتے دیکھ چلے گئے
نیشتر ضا اور عیشان کو دیر ہو رہی تھی اسلحا حفظ کہتے وہ بھی چلے گئے۔۔۔
اہہ۔۔۔۔ عرتج کیا ہوا ہے۔۔۔ سیان نے عرتج کو تھامتے ہوئے کہا

۔۔۔

وہ میرا پاؤں۔۔۔۔ کیا ہوا ہے ہیں پاؤں کو۔۔۔۔ مڑ گیا۔۔۔۔ عرتج رونا تو
بند کرو عرتج کو روتے دیکھ ڈانٹا۔۔۔۔ بیٹھو کاؤچ پہ ہر وقت روتی رہتی
ہو۔۔۔۔

ایک اسے پہلے ہی چوٹ لگی ہے اوپر سے تم میری بہن کو ڈانٹ رہے
ہو۔۔۔۔

عالیان میری لیو لگوادینا۔۔۔۔ تم یونی نہیں جارہے۔۔۔۔ نہیں جارہا
۔۔۔۔ جاؤ تم دیر ہو رہی ہو گی۔۔۔۔ گڑیا۔۔۔۔ میں ہو اس کے پاس جاؤ تم

۔۔۔ زیادہ بنونہ منگیترا ہوا بھی بیوی نہیں ہے جو ایسے میری بہن پہ حق جما
رہے ہو۔۔۔۔ اچھا اچھا ٹھیک ہے زیادہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے
۔۔ میری بہن کا دیہان رکھنا بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہتے ہوئے
چلا گیا۔۔۔

آخری الفاظ منہ میں بڑبڑائے تھے۔۔۔

بہت درد ہو رہی ہے۔۔۔ دیکھاؤ پاؤں۔۔۔ عرتج نے اپنا پاؤں آگے کیا
۔۔ عرتج۔۔۔ جی۔۔۔ وہ کیا ہے۔۔۔ سیان نے پیچھے کی طرف اشارہ کیا
جیسے ہی عرتج نے پیچھے کی طرف دیکھا سیان نے اس کا پاؤں موڑ دیا
۔۔۔ ایسی سی اس سے پہلے عرتج کا امی اور لمبا ہوتا سیان نے اس کے منہ
پہ ہاتھ رکھ دیا۔۔۔۔

چپ بلکل ٹھیک ہے اب تمہارا پاؤں۔۔۔

سیان نے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹا دیا۔۔۔

ہیرا یار نہ کرانیزا نے ہیرا کو منع کیا جو کب سے انیزا کو تنگ کر رہی تھی

جب خود تنگ کرتی ہو۔۔

ہیرا جتنا تنگ کرنا ہے کر لو لیکن نکاب اتارنے کی کوشش نہ کرو۔۔

اوکے۔۔ ہیرا چپ کر گئی کیونکہ وہ جانتی تھی انیزا کبھی نکاب نہیں

اتارے گی۔۔ تین ماہ انیزا اور میرم کو کالج آئے ہو گئے تھے اور دو ماہ

تینوں کی دوستی کو ہوئے تھے دو ماہ میں ہی ان کی دوستی کافی مضبوط ہو گئی

تھی۔۔۔

اسلام علیکم سٹوڈنٹس میم نے کلاس میں داخل ہوتے سلام کیا وعلیکم

السلام سب سٹوڈنٹس نے کھڑے ہو کر جواب دیا۔۔ آپ سب

کلاس روم سے باہر اس لیے نہیں جانے دیا جا رہا کیونکہ کلاس میں

پرنسپل کا پیغام پہنچا تھا۔۔

آج ہمارے کالج میں ایک ٹیم آرہی ہے۔۔ جو ہمارے کالج کا نظام چک کریں گے اور جو ٹیم آرہی ہے وہ تمام ہی ڈاکٹرز ہیں۔۔ آپ کا چھٹی سے پہلے چالیس منٹ کا ایک لیکچر ہوگا۔ اس لیے چھٹی ہونے سے پہلے تمام سٹوڈنٹس کلاس میں موجود ہو۔۔ کل سے آپ ایک ایکسٹرا لیکچر ہوا کرے گا جو اس ٹیم میں سے ایک ممبر لیا کرے گا۔ امید ہے کوئی شکایت کا موقع فراہم نہیں کریں گے آپ سب۔۔ انجوائے یور سلف۔۔ اللہ حافظ میم۔ کہتے ہوئے کلاس روم سے باہر چلی گئی۔۔

آج فنکشن کے دن بھی ہم لیکچر لے گے

اور ڈاکٹرز کا کلاس کی کلاس میں کیا کام بھلا۔۔

میرم اور ہیرا نے انیزا کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔

جب سے وہ منحوس انسان ملا ہے سب کچھ ہی خراب ہو رہا ہے انیزا نے

دل میں سوچا۔۔ کیا ہوا کہاں گم ہو گئی ہو چلو باہر چلیں۔۔ تم دونوں چلو

میں آتی ہوں۔۔ جلدی آجانا دونوں کہتے کلاس سے چلی گئی۔۔ سب
سٹوڈنٹس کلاس سے باہر چلے گئے سوائے انیزا کے۔۔ ارسلان کیا ہوا
ارسلان کو ایک کلاس کے سامنے رکھتے دیکھ زید نے کہا۔۔ کچھ نہیں
چلیں۔۔ کہتے آگے نکل گئے۔۔ اگر میں غلط نہیں ہو تو وہ ارسلان نے
سوچا

ارسلان نے دروازے میں لگے کلاس میں سے انیزا کو دیکھا تھا۔۔ انیزا
کلاس سے باہر نکل گئی۔۔
میری کیز شاید کہی باہر گر گئی ہے میں کے آتا ہوں زید پر نسیل آفس سے
باہر نکل گیا
کہا گری ہوگی۔۔۔

ہیرا مین فی آنٹی سے کہتی ہو تمہارے لیے لڑکا ڈھونڈے۔۔۔ دماغ
خراب ہے تمہارا انیزا ابھی میں سولہ سال کی ہو

اچھا ہے نہ جلدی تمہاری شادی ہوگی تم اپنے ہسبنڈ کے ساتھ میرے
گھر آیا کرو گی پھر تمہارے بچے۔۔ بس کرو انیزا ہیرا کا انیزا کی پلاننگ پر
منہ کھل گیا میرم کے پیٹ میں درد ہونا شروع ہو گیا ایک سن کر اور
دوسری کا منہ دیکھ کر

یار کیا ہو گیا میں تو مزاق کر رہی تھی۔ مجھے نہیں پسند ایسے مزاق مجھے
نہیں کرنی ابھی شادی۔۔ اوکے اوکے رومت کہتے ہوئے انیزا نے ہیرا
کا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے اس کو گدگدی کی۔۔۔۔۔ ہیرا ہنسنے پر وہ
دونوں بھئی ہنسنا شروع ہو گئی۔۔ اچھا مجھے کلاس روم کے باہر سے یہ
کیز ملی ہیں۔۔۔۔۔ اچانک دروازہ کھلا زید کلاس روم میں داخل ہوا زید دو
روم کے سامنے روکا تھا ایک میں چیک کر لیا تھا دوسرا یہ تھا۔۔۔۔۔ زید
کو دیکھتے ہی انیزا نے نکاب اوپر کر لیا۔۔

اسلام علیکم سر کھڑے ہوتے زید کو اسلام کیا۔۔۔۔۔ یہاں پر آپ میں
سے کسی کو کیز ملی ہے۔۔۔ جی سر یہ ہیرا نے آگے ہیرا نے اپنا ہاتھ زید سر
کے سامنے کیا جس پر کیز تھی۔۔۔ ٹھینکس کیز لیتے ہوئے کہا زید کا ہاتھ
ہیرا کے ہاتھ سے ٹچ ہوا ہیرا نے فوراً ہاتھ پیچھے کر لیا
زید ایک نظر ہیرا کی طرف دیکھتے باہر چلا گیا۔۔۔۔۔

یارانیز امیرم۔ ہاں۔۔۔ یار یہ سرانگریز ہے۔۔۔ ہمیں کیا پتہ۔۔۔ زید احمد
شاہ انگریز ہی تو لگتا تھا وہ۔ پ۔ ارسلان شاہ کی کاربن کاپی تھا خوبصورتی
میں فرق اتنا تھا کہ ارسلان کی آنکھیں نیلی تھی اور زید کی شہدرنگ
کی۔۔۔

پورا دن سب سٹوڈنٹس نے بہت انجوائے کیا کچھ بچوں کا موڈ آف تھا
کیونکہ ان کا لیکچر تھا پانچ کلاسز کے لیکچر تھے جن میں سے ایک کلاس
کامرس کی تھی۔۔۔

سب بچے کلاس میں موجود تھے جن کے لیکچر نہیں تھے وہ بھی۔۔۔

چپ کر جاؤ سب سر آنے والے ہیں سی آر نے چپ کر وانا چاہا۔ اسلام

علیم سٹوڈنٹس ارسلان شاہ نے کلاس میں داخل ہوتے سلام کیا

۔۔۔ وعلیم اسلام سب بچوں نے کہا۔۔۔ سٹ ڈاؤن سب

سٹوڈنٹس بیٹھ گئے۔۔۔ انیز اکھڑے ہو کر ارسلان شاہ کو گھورنے میں

مصرف تھی میرم نے انیزا کو کھینچ کر بیچ پر بٹھایا

میرا نام ارسلان شاہ ہیں میں آج سے آپ کا لیکچر لیا کرو جیسا کہ آپ کو

آپ کی میم بتا چکی ہیں یہ ایکسٹرا لیکچر ہے تو اس میں ہم ہر ایک سبجیکٹ کو

پڑھا کریں گے۔۔۔ اوکے اپنی کوسچن۔۔۔ ارسلان نے سب سٹوڈنٹس

کی طرف دیکھا جو صرف اسے دیکھنے میں مصرف تھے۔۔۔

سٹوڈنٹس۔۔۔ ارسلان کے اونچا بولنے پر سب لڑکیاں ہوش میں آئی

۔۔۔ آئی ہو پمیری بات آپ سب کو سمجھ آگئی ہوگی۔۔۔ آخری اور

ضروری بات میں پڑھائی کے معاملے کوئی کوتاہی برداشت نہیں کروگا
۔۔۔ اوکے سر سب سٹوڈنٹس ایک ساتھ بولی۔۔۔

میرا انٹرو ہو گیا اب سب رول نمبر وائز اپنا انٹرو کروائے۔۔۔ سب نے
باری باری اپنا نام اور میٹرک کے مارکس بتائے۔۔۔

اب ہیرا کی باری تھی۔۔۔ میرا نام ہیرا احمد ہے میرے میٹرک میں
سیون ہنڈرٹ ایٹھ ناٹن مارکس ہے۔۔۔

میرا نام میرم عالم ہے میرے میٹرک میں سیون ہنڈرٹ سیونٹی ایٹ
مارکس ہے۔۔۔

اب انیزا کی باری تھی۔۔۔ جی آپ انیزا کو کھڑے نہ ہوتے دیکھ
ارسلان شاہ بولے

مجبوراً انیزا کو اٹھنا پڑا۔۔۔ میرا نام انیزا عالم ہے۔۔۔ میرے میٹرک میں
سیون ہنڈرٹ ففٹین مارکس ہے۔۔۔ لگتا ہے پڑھائی میں کافی ویک ہیں

آپ۔۔۔ اپنی پڑھائی پہ توجہ دینے کی ضرورت ہے آپ کو۔۔۔ اور کچھ
لوگوں کو اپنی آنکھوں پر انیزا بڑبڑائی۔۔۔ بلکل ارسلان نے دل میں
سوچا۔۔۔ کچھ کہا آپ نے۔۔۔ کچھ۔۔۔ نہیں۔۔۔ سر۔ انیزا نے ایک ایک
لفظ چبا چبا کر بولا۔۔۔ اوکے سٹ ڈاؤن۔۔۔

ارسلان شاہ نیکسٹ لیسن سمجھا کر کلاس روم سے چلے گئے۔۔۔۔۔
ہائے سر کتنے پیارے ہیں نیلی آنکھیں اف۔۔۔ انیزا کو کتنی اور ایسی
آوازیں سنائی دی۔۔۔ اکڑ دیکھوں اکڑو کی لو فرہی کا۔۔۔۔
تمہیں کیا ہو گیا تھا سر کو کیوں گھور گھور کر دیکھ رہی تھی۔۔۔
کچھ نہیں ہوا۔۔۔۔۔ بتانہ انیزا۔۔۔۔۔ یار کچھ نہیں ہوا۔۔۔۔۔ چاکلیٹ
لے کے دو گی۔۔۔

پکا۔۔۔۔۔ ہاں پکا اب بتاؤ۔۔۔ میرم اور ہیرا دونوں کو جاننا تھا کیونکہ انیزا
نے کبھی اتنا گھور کر کسی لڑکے کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔۔

کل جب ناول لینے گئی تھی۔۔۔۔۔ انیزا نے بک شاپ والا سارا قصہ بتا دیا۔۔۔

ہاے تم نے سر کو گالی نکالی تھی۔۔۔

تو اس سر نے حرکت بڑی اچھی کی تھی۔۔۔

پھر بھی یار۔۔۔ سب کچھ چھوڑو تم دونوں چاکلیٹ نکالو۔۔۔ یارا تنہا بیٹھا

کون کھاتا ہے۔۔۔ انیزا عالم ملک۔۔۔ جلدی جلدی چاکلیٹس لا کر دو

۔۔۔ ان دونوں کے پاس چاکلیٹ لانے کے علاوہ کوئی آپشن نہیں تھا

کیونکہ اگر وہ انیزا کو چاکلیٹس نہ لا کر دیتی تو انیزا نے پورا کالج سر پہ اٹھا

لینا تھا۔۔۔۔

میرم اور ہیرا نے چھ چاکلیٹس لا کر انیزا کو دی۔۔۔

اب سکون ہے میڈم۔۔۔ جی بلکل۔۔۔ چلو چھٹی ہو گئی ہے۔۔۔ ہاں چلو

۔۔۔۔۔

تینوں کلاس سے باہر چلی گئیں۔۔۔۔۔

زید شاہ پر نسیل آفس سے باہر نکلا جب اس کی نظر ہیرا پہ پڑی۔۔ ہیرا
نے وائٹ کلر کی شاٹ فرائز جس پہ بلیک کلر کی کڑھائی ہوئی تھی اس
کے ساتھ بلیک کلر کاٹروزر تھا ہیرا نے ڈریس کے ساتھ میچنگ بلیک کلر
کا حجاب پہنا ہوا تھا ماشاء اللہ بے اختیار زید شاہ کے منہ سے یہ الفاظ ادا
ہوئے۔۔

زید شاہ ہر چیز سے بے پروا ہو کر ہیرا کو دیکھنے میں مصروف تھا۔۔۔
ہیرا۔۔۔ انیزا نے بھاگتے ہوئے آواز دی تمہارا۔۔۔ پین۔۔۔
ٹھہینکیو۔۔۔ دیہان سے جانا۔۔۔ او کے میری اما اللہ حافظ۔۔۔ انیزا کے
گلے ملتے چلی گئی۔۔۔

اللَّهُ حَافِظُـــــــ

زید شاہ کہا گم ہو۔۔۔ کہی نہیں بابا چلو پھر۔۔۔ چلیں۔۔۔۔۔

زید شاہ احمد شاہ کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

ماورہ اذہان ماورہ کو کمرے میں داخل ہوا تو ماورہ سو رہی تھی۔۔۔

بہت اچھی بات ہے بیوی مجھے یہ کہہ کہ میرے لیے یہ بھی لے کر آنا
ہے اور وہ بھی تب اتنی لمبی لسٹ پکڑادی تھی اور اب مزے سے سو رہی

ہے اذہان سوچتا ہوا بیڈ پر بیٹھ کر اس کے ہونٹوں پر جھک گیا ماورہ کو
سانس لینے میں مشکل ہوئی تو اس نے آنکھیں کھولی تو اذہان کو خود پہ جھکا
دیکھ اس کے کندھے پہ اپنے ناکھون چبوائے۔۔۔ ظالم بیوی اذہان نے

پیچھے ہوتے کہا۔۔۔۔۔

ماورہ نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھ لیے آ۔ آپ کو شر۔ شرم نہی آ۔ آتی

۔۔۔۔۔ نہیں آتی کتنی دفعہ بتاؤ یا روز تم پوچھتی ہو

اپنے کمرے میں جا کے سوئے اذہان شاہ کو بیڈ پر لیٹ کر خود پر بستر
اوڑھتے دیکھ ماورہ بولی۔۔۔

آج میں یہی سوگا اذہان نے کہتے ہوئے ماورہ کو اپنے ساتھ لیٹا لیا۔۔۔
اذہان۔۔۔۔

سو جاؤ۔۔۔۔

اذہان جائے۔۔۔ تم سو رہی ہو یا میں سلاؤ تمہیں۔۔۔ اذہان کے غصے
سے بولنے پر ماورہ چپ کر کے لیٹ گئی۔

اذہان میری چیزیں لائے ہیں جو میں نے کہی تھی۔۔۔ ہاں لایا ہو۔۔۔ کہاں
ہیں مجھے دیں۔۔۔ ابھی چپ کر کے سو جاؤ ماورہ مجھے بہت نیند آرہی ہے
۔۔۔ آپ سو جائے آپ کو کس نے روکا ہے۔۔۔ اچھا سونے لگی ہوں

اذہان کے غصے سے دیکھنے پہ چپ کر کے لیٹ گئی۔۔۔ اذہاااااں ماورہ نے

اذہان کے نام کو لمبا کر کے بولا۔۔۔ ماورہ مجھے کیا لگتا ہے جہاں اتنی

چیزیں لے کر آیا ہو وہاں ایک نیند کی گولی بھی لے آتا۔۔۔ اچھا اب زیادہ طنز کرنے کی ضرورت نہیں ہے سونے لگی ہوں۔۔۔

ڈیول ہم نے اپنے سارے علاقوں میں دیکھ لیا ہے لیکن وہ کہی نہیں ہے
- اس نے اپنے بیٹے کو کہی اور بیجھ دیا ہے اسے پتہ چل گیا تھا اے۔ ڈی
کے بعد ایلف بولا۔۔

ہم کچھ دن کے لیے اسے ڈھونڈنا بند کر دو۔۔۔ ڈیول نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔۔

ٹھیک ہے ڈیول۔۔۔ ایک بات پوچھنی ہے ڈیول۔۔۔
کیا۔۔۔۔۔ کل رات کہا تھے تم ڈیول۔۔۔۔۔

اے۔ ڈی ڈیول نے اے۔ ڈی کی طرف دیکھا۔ پوری ٹیم اس وقت
ڈیول کے آفس میں موجود تھے۔۔۔ ایلف۔۔۔ آر۔ کے
ایگل گرل تینوں کو ڈر لگ رہا تھا کیونکہ ڈیول کا موڈ ٹھیک نہیں تھا
اپنے کام سے کام رکھو آج ہمت کی ہے پوچھنے کی آئندہ مت کرنا۔۔۔
اے۔ ڈی بیچارہ چپ ہو گیا۔۔۔

آج رات عاقب لڑکیا سپلائے کرنے والا ہے۔۔ آج رات گیارہ بجے
۔۔ ڈیول نے ٹیبل پر ایک نقشہ رکھا۔۔۔۔۔ یہ اس جگہ کا نقشہ ہے
گودام میں اس نے سب کو رکھا ہے وہی سے لڑکیوں کو سپلائے کریں گا
۔۔ گودام کے پچھلے حصے میں ایک چھوٹا سادروازہ ہے وہاں سے ہم
داخل ہو گے یہ علاقہ لاہور سے تھوڑا دور ہیں
یعنی ہمارے علاقوں سے تھوڑا سادور۔۔۔

ہاں۔۔ ہمیں۔ بہت دیہان سے لڑکیوں کو باہر نکالنا ہو گا ایک بھی لڑکی اندر نہیں رہنی چاہیے۔۔۔ کچھ اور باتیں سمجھانے کے بعد ڈیول ڈیمن چلا گیا

ایلف یار۔۔۔۔۔ہاں۔۔۔ڈیول عین کے لیے اتنے جنونی کیوں
ہے۔۔آر۔کے جا کے یہ بات نہ ڈیول سے پوچھو۔ ایلف نے ڈیول
کے کل والے جنونی انداز کے بارے میں سوچ کر جھر جھری لی

امی انیزادر وازہ نہیں کھول رہی میرم نے ارسہ بیگم کو بتایا۔۔۔ دونوں
بھاگتی ہوئی اوپر گئی۔۔۔

انیزا بیٹے دروازہ کھولو۔۔۔۔۔ انیزا دروازہ کھولا۔۔۔۔۔ ارسہ بیگم اور
میرم نے انیزا کو کئی آوازیں دی لیکن دروازہ نہ کھلا

عالم صاحب اور ولید گھر داخل ہوئے تو گھر خالی دیکھ کر دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا چانک انھیں اوپر سے آویزیں سنائی دی
دونوں اوپر کی طرف بھاگے۔۔۔ ارسہ کیا ہوا ہے عالم صاحب نے اپنی
بیگم سے پوچھا۔۔۔

عالم انیزادر وازہ نہیں کھول رہی جب سے کالج سے آئی ہے کمرے میں
بند۔۔۔

ولید جاؤڈ بلیکٹ کی لے کر آؤ۔۔۔ ارسہ ریلیکس کھل جاتا ہے دروازہ
۔۔۔ کچھ نہیں ہوا ہوگا انیزا کو۔۔۔

بابا کی۔۔۔ عالم نے کی لے کر دروازہ کھولا۔۔۔

انیزا کی طرف دیکھ کر سب کے منہ کھلے رہ گئے وہ سب جس کے لئے
اتنے پریشان ہو رہے تھے وہ آرام سے ہیڈ فون لگا کر کارٹون دیکھ رہی

تھی اور کارٹون دیکھتے ہوئے ناجانے وہ کتنے چاکلیٹ کے ڈبے ختم کر
چکی تھی۔۔۔

یہ لڑکی۔۔۔ ارسہ نہیں۔۔۔ عالم صاب نے اپنی بیوی کو روکا۔۔۔ انیزا
کے پاس جا کے بیٹھ گئے انیزا اپنے پاس کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو
سامنے دیکھ اوپچی آواز میں بابا چلاتے ہوئے عالم صاحب کے گلے لگ
گئی

بابا آپ کب آئے آپ نے تو کل آنا تھا کہتے ہوئے پیچھے ہوئی۔۔۔
میرا آنا میری بیٹی کو اچھا نہیں لگا
بابا آپ کی گڑیا کو آپ کا آنا برا لگ سکتا ہے۔۔۔ بلکل نہیں۔۔۔ یہاں پر
شاید کوئی اور بھی کھڑا ہے۔۔۔ ولی بھائی آٹھ کرو لید کے گلے لگی
۔۔۔ میں نے اپنی گڑیا کو بہت مس کیا۔۔۔

ہیلنے بھی۔۔۔ انیزا یہ کیا کمرے کی حالت بنا رکھی ہے تم۔۔۔ بیگم
کیوں ڈانٹ رہی ہے ہماری بیٹی کو۔۔۔ انیزا کو اداس ہوتے دیکھ عالم
صاحب نے کہا۔۔۔

عالم آپ نے بہت بیگار دیا ہے اسے۔۔۔ بیگم بھوک لگی ہے کھانا لگائے
۔۔۔ جی

ارسہ بیگم نیچے چلے گی

ہماری میر و کیسی ہے عالم صاحب نے اشارے سے میرم کو اپنے پاس
بلایا میرم اپنے بابا کے سینے سے آ لگی

بابا بہت مس کیا میں نے آپ کو۔۔۔ میں نے بھی اپنی بیٹیوں کو بہت
مس کیا

چلو سب نیچے چل کر کھانا کھائے اس سے پہلے آپ تینوں کی والدہ اور
میری بیگم غصے سے اوپر آئے

بابا آپ کی جو یہ بیگم ہے نہ یہ مجھے بہت ڈانڈتی ہے جس انداز میں انیزا
نے کہا سب ہنس پڑے۔۔۔ پھر سب نے کھایا اور اپنے اپنے کمرے میں
سونے کے لیے چلے گئے۔۔

عالم۔۔۔۔۔جی بیگم۔۔۔۔۔ہمیں انیزا کو سب بتا دینا چاہیے۔۔۔۔۔ابھی
نہیں میری بیٹی ابھی بہت چھوٹی ہے۔۔۔۔۔عالم وہ جوان ہو رہی ہے اسے
علم ہونا چاہیے کہ وہ کس۔۔۔۔۔بس کر دے بیگم میری بیٹی بہت معصوم
ہے میں نہیں چاہتا اس کی معصومیت ختم ہو جب مجھے لگے گا کہ اسے بتا
دینا چاہیے تب بتا دو گا اب اس بارے میں آپ کوئی بات نہیں کرے
گی۔۔۔۔۔عالم صاحب نے سنجیدگی سے کہتے اپنے اوپر لحاف لے لیا۔۔۔۔۔

تیار ہو سب اس وقت وہ گودام کے باہر کھڑے تھے

ہاں۔۔۔۔۔ جیسے ہی میں تم کو گودام سے نکلنے کا کہو سب اسی وقت نکل
جانا

ٹھیک ہے ڈیول۔۔۔۔۔

سب گودام کے پچھلے حصے پر جو دروازہ تھا وہاں سے داخل ہوئے
۔۔۔۔۔ گودام میں داخل ہوتے سب نے اپنی اپنی جگہ سنبھال لی۔۔۔
ایگل گرل نے ڈیول کو اشارہ کیا کہ لڑکیاں سامنے والے روم میں ہے
جہاں گارڈ کھڑے ہیں۔۔۔۔۔

ایک سائیڈ سے ڈیول نے اور دوسری سائیڈ سے اے ڈی نے دونوں
گارڈز کی گردنوں پر چاقو مار دیا۔ آر۔ کے باہر کھڑا ہوا اور وہ چاروں کمرے
میں داخل ہوئے۔۔۔۔۔

ایلف۔ ایگل گرل لڑکیوں کو باہر لے کر جاؤ ڈیول نے لڑکیوں کو
کھولتے ہوئے کہا۔۔ تقریباً تمام لڑکیوں کو باہر نکال چکے تھے جب

آر۔ کے نے انفارم کیا کہ وہ لوگ اندر آرہے ہیں آر۔ کے نکلے فوراً وہاں سے۔۔ لیکن ڈیول۔۔۔ میں نے کہا نکلوا بھی ڈیول تقریباً چلایا۔۔۔ آر۔ کے وہاں سے نکل گیا اے۔ ڈی ان لڑکیوں کو لے کر نکلے۔۔ ڈیول میں تمہیں چھوڑ کر کہی نہیں جا رہا۔۔۔ اے۔ ڈی یہ وقت جزباتی ہونے کا نہیں ہے نکلے یہاں سے۔۔۔ اے۔ ڈی جیسے ہی لڑکیوں کو لے کر کمرے سے نکل گیا عاقب جرائٹ ہینڈ اور کچھ گرڈ کمرے میں داخل ہوئے۔۔۔

ڈیول۔۔۔۔ عاقب کے رائٹ ہینڈ نے ڈیول کو اس کی آنکھوں سے پہچان لیا۔۔ ڈیول نے ماسک لگا رکھا۔۔۔ گارڈ نے ڈیول پر بندوق رکھی۔۔۔

لڑکیاں کہاں ہے۔۔۔۔۔ لڑکیاں ڈیول نے کہتے ہی ایک چھوٹی سی چیز زمین پر پھینکی جس سے ہر طرف دھواں چھا گیا۔۔ ایک گارڈ

نے گولی چلائی جو ڈیول کے کندھے کو چھو کر گزری۔۔۔ ڈیول نے اپنا
بیلٹ نکالا جس کی ایک سائیڈ تیز دھار چاقو کی طرح بنی ہوئی تھی
۔۔۔ ڈیول نے بیلٹ چلایا اور پانچوں کی گردن دھر سے علیحدہ
کر دی۔۔۔۔

ارسلان شاہ سیان کے کمرے آیا سیان ہاتھ میں تصویر پکڑے رو رہا تھا

سیان۔۔۔ ارسلان شاہ اپنے بھائی کے پاس گیا۔۔۔ سیان نے ارسلان شاہ
کو دیکھتے ہی تصویر چھپالی۔۔۔ کیا ہوا ہے کیوں رو رہے ہو کس کی تصویر
ہے۔۔۔

کسی کی نہیں بھائی جی۔۔۔ سیان ادھر دیکھاؤ مجھے۔۔۔ ارسلان نے
سیان سے تصویر کھینچی تصویر دیکھ کر ارسلان کی آنکھیں سرخ ہو گئی
۔۔۔

بھائی جی ہ۔ ہماری ایک بہن تھی وہ بھ۔ بھی ہم سے چھین لی
گ۔ گئی۔۔۔

سیان روتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔
ارسلان نے اپنے بھائی کو گلے لگا لیا۔۔۔

سیان نے اپنے بھائی جی کی طرف دیکھا جن کا چہرہ بالکل سیاٹ تھا
۔۔۔ سیان۔۔۔

سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔ بھائی جی آپ کو پتا آج عرتج کو چوٹ لگی تھی
۔۔۔ معلوم ہے۔۔۔ وہ روزیادہ رہی تھی میں نے تھوڑا سا ڈانٹا تو عالیان

نے کہا کہ میری بہن کو نہ ڈانٹو پتا ہے بھائی جی مجھے یہاں تکلیف ہوئی

سیان نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جب اس نے کہا میری بہن۔۔۔ جب
جب عالیان اور اذہان بھائی میری بہن کہتے ہیں نہ مجھے بہت درد ہوتا کہ
م۔ میری بہن میرے پاس کیوں نہیں ہے۔۔۔۔ سیان روتے ہوئے
بولتے دیکھ ارسلان کو لگا اس کے دل کو کسی نے جکڑ لیا جو ہر وقت
شیطانیاں کرتا رہتا ہر وقت ہستار ہتا آج رو رہا ہے۔۔۔۔
ارسلان نے سیان کے رخساروں پر ہاتھ رکھے۔۔۔ سب ٹھیک ہو
جائے گا۔۔۔

آج کے بعد مجھے تم روتے ہوئے نظر نہ آؤ سمجھ گئے ہوں نہ۔۔۔۔
جی بھائی جی۔۔۔ سیان کہتے ہوئے ارسلان شاہ کے گلے لگ گیا۔۔۔ آئی
لو یو بھائی جی۔۔۔

چلو چپ ہو جاؤ اب۔۔۔ ارسلان کے سنجیدگی سے بولنے پر سیدھا ہو گیا

بھائی جی۔۔۔۔ہم۔۔۔۔ایک بات مانے گے۔۔۔۔بولو۔۔۔۔میرا نکاح
کر وادیں عرتج سے۔۔۔

زید اور عیشان کے بعد تمھاری باری ہے چھوٹے شاہ۔۔۔ا۔۔آپ نے
چھوٹے شاہ بولا نہ آپ جانتے ہیں آپ نے کتنے سالوں بعد مجھے اس نام
سے بلایا ہے۔۔۔

سو جاؤ رات کافی ہو گئی ہے۔۔۔۔۔
ارسلان کمرے سے باہر چلا گیا۔۔۔۔

اتوار ہونے کی وجہ سے سب نے بھرپور نیند لی۔۔ سب ناشتہ کر کے
فارغ ہوئے تھے۔۔۔۔۔

عرتج۔۔ سیان نے عرتج کو بلایا۔۔

جی۔۔ چائے بنادوں سیان نے پیار سے عرتج کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا۔۔ جی میں بنادیتی ہو۔۔ عالیان نے اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس
بٹھالیا۔۔ بھائی سیان نے چائے پینی ہے۔۔ سروٹس کس لیے رکھے ہیں
گڑیا آپ رہنے دو۔۔۔۔ عالیان نے گھور کر سیان کی طرف دیکھا

۔۔۔۔۔

سب ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

حق جمالو جتنا جمانا ہے ایک دفعہ نکاح ہونے دو میرا پھر بتاؤں گا۔۔
کیا بتاؤ گے نکاح کے بعد مجھے بھی بتاؤ۔۔۔ ارسلان نے کاؤچ پہ بیٹھتے
کہا

ک۔ کچھ۔ ن۔ نہیں۔ بھ بھائی۔ ج۔ جی۔۔۔۔۔

تم عالیان کو کہہ رہے تھے کہ میں نکاح ہونے کے بعد بتاؤ گا دھر آؤ بتاؤ مجھے

آج تم نے عرتج کی طرف اس طرح دیکھا ہے آئندہ دیکھا تو آنکھیں نکال دو گا تمھاری منگ ہے وہ بیوی نہیں ہے

ارسلان اس قدر غصے میں بولا کہ سب جو سیان کے عزت افزائی ہونے پر مسکرا رہے تھے ایک سب کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی تھی

جی بھائی جی۔۔۔۔۔ زید۔۔۔۔۔ زید۔۔۔۔۔ زید دود دفع بلانے پر جب زید نہ بولا تو احمد شاہ تیسری بار اونچی آواز میں بولے۔۔۔۔۔ ہہہاں۔۔۔۔۔ کہاں گم ہو۔۔۔۔۔ وہ لڑکی۔۔۔۔۔ کون سی لڑکی۔۔۔۔۔ ارسلان بولا۔۔۔۔۔ کک کوئی لڑکی

نہیں زید کو اپنی بے اختیاری پر بہت غصہ آیا جب سے وہ کالج سے آیا تھا
اسے وہ لڑکی بار بار یاد آرہی تھی۔۔

ابھی تم نے کہا وہ لڑکی۔۔۔ کوئی نہیں ہے ارسلان۔۔۔۔۔ زید
۔۔۔۔۔ سچ میں۔۔۔۔۔ ہم۔

بابا میں نے نیہا پھپھو کے لئے ایک رشتہ دیکھا ہے۔۔ ارسلان کی بات
سننے ہی رضا کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔۔ ارسلان نیہا بھی چھوٹی ہے
۔۔ جانتا ہو بڑے بابا پھپھو صرف سولہ سال کی ہے میں کون سا آپ کو
شادی کا کہہ رہا ہوا گر لڑکا اچھا لگے آپ لوگوں کو تو صرف نکاح کر دیجئے
گا۔۔۔ ہم۔۔۔ پر بھائی جی نیہا بھی چھوٹی ہے رہنے دیں نہ۔۔۔ نیہا
ارسلان نے ایک آئی برو اوپر کرتے دیکھا۔۔۔ م۔ میرا۔ مطلب
پھپ۔۔۔۔۔ بولو۔۔۔ تم نیہا پھپھو کو پھپھو کیوں نہیں بولتے

۔۔۔۔۔م۔ میں وہ۔۔ میں چلتا ہوں مجھے کام ہے۔۔۔۔۔بیٹھ جاؤ رضا

ارسلان غصے سے بولا

رضاجو وہاں سے جانے کیلئے اٹھا تھا دوبارہ بیٹھ گیا۔۔۔

میرے سوال کا جواب نہیں دیا تم نے۔۔ سب ان دونوں کو دیکھ رہے
تھے اور سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔نیہا اپنے
کمرے میں تھی۔۔۔ یہ سب کیا ہے رضا۔۔۔۔۔ساجاد شاہ بولے

۔۔۔۔۔بڑے بابا میں وہ۔۔۔۔۔میں وہ کیا۔۔۔۔۔نیہا کو پسند کرتا ہوں
۔۔۔۔۔سب رضا کی بات پر حیران رہ گئے لیکن ارسلان پر سکون تھا جیسے
وہ یہ سب چاہتا تھا۔۔۔۔۔

رضا۔۔۔۔۔بابا بڑے بابا کچھ مت بولئے گا رضا کو ارسلان نے بابا اور
بڑے بابا دونوں کو روک دیا ارسلان دونوں کی طرف متوجہ ہوا
پہلی بات دل پر کسی کا بس نہیں چلتا

اور ویسے بھی نہی اچھو کون سی رضا کی پھو ہے

دوسری بات بڑے بابا آپ بھی تو شادی سے پہلے ماں کو پسند کرتے تھے
اگر رضا پھو کو پسند کرتا ہے تو اس میں کیا برائی ہے۔۔۔۔

برائی نہیں ہے ہاں میں پسند کرتا تھا لیکن جیسے ہی مجھے اس بات کا علم ہوا
کے میرے دل میں انشا کے لئے احساسات ہے تو میں نے اپنے بابا سے
بات کی ارسلان اگر یہ پسند کرتا ہے نہی کو تو کیوں نہیں بات کی اس نے
مجھ سے یا احمد سے۔۔۔ اس بات کا جواب تو رضا ہی دے سکتا ہے بولو
رضا۔۔۔۔۔

مجھے لگا تھا کہ آپ دونوں میری بات نہیں مانے گے کیونکہ میں کونسا سگہ
ہو۔۔۔۔ سیدھی طرح کہہ دو ہم سے مار کھانے کا ارادہ ہے ارسلان۔
احمد۔ ساجاد ایک ساتھ بولے۔۔

رضا۔۔ ساجاد شاہ نے اپنے پاس بلایا۔۔

رضا بڑے بابا پاس جا کے بیٹھ گیا۔۔۔

سیریس ہونیہا کے بارے میں۔۔۔ جی بڑے بابا۔۔۔ ہممم۔۔۔ میں نیہا
سے بات کرو گا اگر اس کا جواب ہاں ہو تو ہم جلد ہی تمہارا نکاح نیہا سے
کروادیں گے۔۔۔

ہائے پھپھو کی شادی عرتج نے خوش ہوتے کہا۔۔۔
تم کہتی ہو تو ہم بھی کروا لیتے۔۔۔۔۔

ادھر آؤ میں کرواں تمہاری شادی۔۔۔

نہیں بھائی جی میں یہی ٹھیک ہو۔۔۔۔۔ ارسلان نے گھور کر سیان کی
طرف دیکھا۔۔۔

تمہیں زیادہ جلدی نہیں ہے؟۔۔۔۔۔ زید بھائی کوئی پوچھے نہ عرتج کے
بارے میں منہ پہ کہتا ہو کہ مجھے عرتج اچھی لگتی ہے آپ کی طرح نہیں

جو یہ کہو کہ کوئی لڑکی نہیں ہے۔۔۔۔

ارسلان اس کی زبان بہت چل رہی ہے آج کل۔۔۔۔۔ تم دونوں ہی
چپ ہو جاؤ۔۔۔

ذرا اذہان بھائی کی طرف دیکھے عیشان نے اذہان کی طرف سب توجہ
دلوائی جو کب سے ماورہ کو دیکھنے میں مصروف تھا ماورہ کچن کے پاس
کھڑی سر وٹس سے کچھ کہہ رہی تھی۔۔

اذہان۔۔ اذہان دوسری دفعہ بڑے بابا اونچی آواز میں بولے
۔۔۔ جی بابا۔۔۔

بیٹا ماورہ کہی بھاگی نہیں جا رہی۔۔۔۔

جی بابا۔۔ اذہان منہ نیچے کر کے بیٹھ گیا وہ کیا بتاتا نہیں کہ اس کی منکوحہ
اس کی دیے ہوئے ڈریس میں اسے کتنی حسین لگ رہی ہے۔۔ ارسلان

۔۔۔ جی بابا۔۔۔ تم نے کیا سوچا ہے انی۔۔۔ بابا ابھی نہیں۔۔۔ ہم مٹھیک
ہے۔۔۔

اسمہ۔۔۔ جی۔۔۔ رات کو تیار ہو جانا باہر جانا ہے۔۔۔ سیان اور عالیان
نے کھانسنے کی ایکٹنگ کی۔۔۔ تم دونوں کو کیا ہوا ہے۔۔۔ کچھ نہیں
۔۔۔ دونوں بولے۔۔۔

ارسلان اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔

بابا آپ کے بچے جو ان ہو گئے ہیں اب آپ ڈیٹ پہ جاتے اچھے نہیں
لگتے۔۔۔

ارسلان کے جاتے ہی منہ کھل جاتا ہے تمہارا سیان۔۔۔۔۔ بھائی جی کے
سامنے بول کر میں نے اپنی ہڈی پسلی ایک نہیں کروانی۔۔۔۔۔ اگر میں
ارسلان کو بتا دوں کہ تم دونوں نے ماورہ اور اذہان میں لڑائی کروانے کی
کوشش کی ہے تو۔۔۔ بابا یہ غلط ہے۔۔۔ سیان عالیان دونوں ایک

ساتھ بولے۔۔۔ پھر دتم دونوں کے لیے یہی بہتر ہے کہ چپ کر کے
بیٹھ جاؤ۔۔۔

احمد شاہ کے کہنے کی دیر تھی کہ دونوں چپ کر گئے۔۔۔ اگر ارسلان
شاہ کو پتہ چل جاتا ایک سزا بھی ان کی ختم نہیں ہوئی تھی دوسری مل
جانی تھی۔۔۔۔

اذہان کچن میں داخل ہوا ماورہ اپنے لیے چائے بنا رہی تھی۔۔۔ اذہان نے
ماورہ کو اپنے حصار میں لیا۔۔۔ ماورہ گھبرا کر مڑی۔۔۔ اذہان آپ۔۔۔ جی
میں۔۔۔۔ ڈرا دیا آپ نے مجھے۔۔۔ بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔ وہ تو
میں ہمیشہ لگتی ہو۔۔۔ اچھا جی۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ ایک کپ چائے کا میرے
لیے بھی۔۔۔ اذہان ماورہ کے رخسار پہ لب رکھ کر کہتے ہی کچن سے باہر
چلا گیا کیونکہ سیان شیطان پورے گھر میں منڈھلاتا رہتا۔۔۔

ہم اندر آسکتے ہیں۔۔۔ بھائی جان آجائے آپ کو اجازت کی ضرورت
نہیں ہے۔۔۔

دونوں بھائی اپنی بہن کے پاس جا کے بیٹھے۔۔۔۔۔ نہ ہا بیٹا۔۔۔ جی احمد بھائی
۔۔۔

مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔ بولیں بھائی۔۔۔ ہمیں ایک لڑکا پسند
ہے تمہارے لیے ساجاد شاہ بولے۔۔۔ بھائی مجھے آپ کے کسی بھی فیصلے
سے کوئی اعتراض نہیں لیکن مجھے ابھی شادی نہیں کرنی۔۔۔ ساجاد
ایک پل کی لیے خاموش ہو گئے۔۔۔ وہ دونوں بھائی اپنی بہن کے ساتھ
زبردستی نہیں کر سکتے تھے لیکن وہ اپنی بہن پر نامحرم کی نظر بھی
برداشت نہیں کر سکتے تھے۔۔۔

مجھے آپ سب سے دور نہیں جانا۔۔۔

بھائی جی میں اندر آ جاؤ۔۔۔ آ جاؤ نیشا۔۔۔ نیشا ارسلان کے ساتھ والے
کاؤچ پر بیٹھ گئی۔۔۔ بھائی جی وہ۔۔۔

بولو نیشا۔۔۔ بڑی امی کہہ رہی تھی کہ آپ اب انی۔۔۔ نیشا میں
نیچے ابھی کہہ کہ آیا ہوا بھی اس بارے میں کوئی بات نہ کرے جب میرا
دل چاہے گا میں کر لو گا آپ سب کو اس معاملے میں ٹینشن لینے کی
ضرورت نہیں ہے۔۔۔

جی بھائی جی۔۔۔ کوئی اور بات۔۔۔ نہیں۔۔۔ دیکھان سے پڑھا کرو میں
چاہتا ہوں میری بہن ایک قابل ڈاکٹر بنے۔۔۔

جی بھائی جی۔۔۔ ارسلان شاہ کے اتنے پیار سے کہنے پہ نیشا کی آنکھیں
آنسوؤں سے بھر گئی۔۔۔۔۔

نیشا بچے۔۔۔ بھائی جی آپ نے اتنے پیار سے بولا نہ تو۔۔۔ ارسلان نے
نیشا کہ سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ کیوں پہلے پیار سے بات نہیں کرتا۔۔۔ آپ
ہمیشہ مجھ سے پیار سے بات کرتے ہیں آپ نے کبھی مجھ پہ غصہ نہیں کیا
۔۔۔ بہنوں پہ غصہ نہیں کرتے۔۔۔۔۔ چلو شاباش سو جاؤ جا کے صبح
جلدی اٹھنا بھی ہے تم

آر۔ کے میرا لپ ٹاپ لے کر آؤ۔۔۔ آر۔ کے نے

لیپ ٹاپ ڈیول کو دیا۔۔۔ تم سب بھی ریسٹ کر لو۔۔۔ ڈیول تم اسے

اپنے پاس کیوں نہیں لے آتے۔۔۔ ڈیول نے اے۔ ڈی کی طرف

دیکھا۔۔۔ اے۔ ڈی مجھ سے عمر میں بڑے ہو اس کا مطلب یہ نہیں

ہے کہ تم میری پرسنل لائف میں انٹرفیئر کرو۔۔۔ جاسکتے ہو تم سب

۔۔۔ ڈیول لیپ ٹاپ پر اپنی عین کو دیکھنے لگا ڈیول نے عین کے کمرے

۔ اور لاونج میں کیمرے لگائے ہوئے تھے۔۔۔ چاروں باہر چلے گئے

۔۔۔

ایک بات سمجھ نہیں آتی ڈیول اگر اتنا ہی سائنیکو ہیں اپنی عین کو لے کر تو

اسے اپنے پاس کیوں نہیں لے آتا۔۔۔ میں نے پوچھ کر عزت افزائی

کروائی ہے تم بھی کروالو نے اے۔ ڈی غصے سے ایگل گرل کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

میرا دماغ نہیں خراب۔۔۔ تو پھر منہ بند کر لو فضول میں کان کھارہی ہو
آر۔ کے نے اس کا منہ بند کروانا چاہا جو کب سے بولے جارہی تھی
۔۔۔ آر۔ کے کے بے بے۔۔۔ کیا۔۔۔ ایک کام کرو ڈنڈے پکڑو۔ اور
ایک دوسرے کے سروں پہ مارو۔۔۔ ایلف کب سے ان کو دیکھ رہا تھا
آکھر تنگ آکر بولا

تم کیوں اتنے جلے ہوئے بیٹھے ہو۔۔۔ ایگل گرل ڈیول سے کہہ کر
تمہاری زبان نہ کٹو ادوں بہت چل رہی ہے۔۔۔ جل نکرا۔۔۔ ادھر
آؤ۔۔۔ نہیں مجھے کام ہے میں جارہی ہوں۔۔۔ کہتے ہوئے آنکھ مار کر باہر
چلی گئی۔۔۔

اس کی تو۔۔۔ ایلف کیا کر رہے ہو لڑکی ہے وہ۔۔۔ لڑکی ہے تو لڑکیوں کی
طرح رہے۔۔۔ ریلیکس اے۔ ڈی نے اسے پر سکون کرنا چاہا۔۔۔۔۔

شاہ میلی تاکلیٹ (شاہ میری چاکلیٹ)

میں اپنی گڑیا کی چاکلیٹ لانا بھول سکتا ہوں۔۔ ادھل دھے (ادھر دیں
(۔۔ پہلے آٹھ کر میرے پاس آؤ۔۔ شاہ کمرے سے باہر چلا گیا۔۔ شاہ
۔۔ شاہ شاہ۔۔

شاہ۔۔ ہ ایک دم انیزا اٹھ کر بیٹھ گئی
اور لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔

یہ خواب کیوں آتا ہے مجھے۔۔۔ امیسی ارسہ بیگم کو آوازیں دیتی نیچے
ارسہ بیگم کے کمرے میں گئی

کیا ہوا ہے انیزا۔۔ مجھے آپ سے ایک بات پوچھنی ہے پہلے بھی آپ
نے میری بات کا جواب نہیں دیا تھا۔۔ اچھا پوچھو۔۔ امی ہمارے گھر
جب میں چھوٹی تھی کوئی آتا تھا ک۔ کوئی شاہ۔۔ انیزا۔۔ امی جھوٹ

نہیں بولنا۔۔ امی میں نے آپ کے کمرے میں ایک پک دیکھی ہے اس
پک میں میرے ساتھ ایک لڑکا تھا سچ بتائے نہ امی۔۔۔
صبر اور حوصلے سے میری بات سننی ہے اور سمجھنی ہے اوکے میری گڑیا
۔۔۔ جی۔۔۔

تمہارے بابا نے کافی کم عمر میں بزنس
سنجھال لیا تھا۔۔ جانتی ہوں۔۔۔ تمہارے بابا کے ایک پاٹرن تھے جن
کا پوتا ہمارے گھر آتا تھا وہ تمہارے ساتھ کھیلتا تھا
وہ ہمارے گھر ہفتے میں دو سے تین دفعہ آتا چار سال وہ ہمارے گھر آتا رہا
وہ تمہارے ساتھ بے حد اٹیچ ہو گیا تمہارے کزن بھی تب پاکستان میں
موجود تھے وہ تمہارے پاس ہوتا تو کسی کو تمہارے پاس نہیں آنے دیتا
تھا۔۔ کیوں اور اس کا نام۔۔۔ اس کا نام پارس وہ چھ سال کی عمر میں تم

سے پہلی بار ملاچھ سال کی عمر میں ہی وہ تمہارے لیے بے حد شدت
پسند تھا

جب وہ دس سال کا ہوا تو اس کے دادا نے اس کی شدت پسندی کو دیکھتے
ہوئے تمہارے بابا سے تمہارا رشتہ مانگا

انیزا سانس رو کے ارسہ بیگم کو سن رہی تھی۔۔۔ بابا نے نہ کر دی تھی
ایک امید تھی اس کی آنکھوں میں۔۔۔ تمہارے بابا نے نہ کر دی تھی
۔۔۔ انیزا کی آنکھوں میں خوشی سی آگئی۔۔۔ پھر اس کے دادا نے دوبارہ
تمہارے بابا سے بات کی کچھ وجوہات پیش کی جس کی وجہ سے تمہارے
بابا مان گئے اور تمہارا نکاح چار سال کی عمر میں پارس سے کروادیا
۔۔۔ نکاح کے دو دن بعد اس کے دادا شہید ہو گئے

انیزا کو ہوش ہی نہیں تھی کہ اس کی ماں کیا بول رہی ہے ایک بات اس
کے ذہن میں بیٹھ گئی کہ اسکے ماں باپ نے اس سے چھپایا اسے چار سال

کی عمر میں کسی کی منکوحہ بنا دیا۔۔ وہ بارہ سال سے کسی کے نکاح میں تھی اور اسے معلوم تک نہ تھا۔۔

انیزا کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے وہ بالکل خاموش بیٹھی تھی۔۔ اسے بیگم نے انیزا کو ایسے بیٹھے دیکھ ہلایا۔۔

عالم دیکھیں یہ کچھ بول نہیں رہی عالم صاحب جو ابھی کمرے میں داخل ہوئے تھے انیزا کو دیکھ کر تقریباً بھاگتے ہوئے انیزا کے پاس آئے۔۔۔ انیزا میرا بیٹا میری گڑیا کیا ہوا ہے۔۔۔

انیزا نے آنسو سے بھری آنکھیں اٹھا کر عالم صاحب کی طرف دیکھا۔۔۔

بابا۔۔۔ جی بابا کی جان۔۔۔ آپ نے کیوں کیا میرے ساتھ ایسا۔۔۔ کیا میری جان۔۔۔ پارس۔۔۔ عالم صاحب نے غصے سے اپنی بیوی کی طرف دیکھا۔۔۔

کیوں بابا۔۔ کیوں۔۔۔۔۔ انیز ابھا گتے ہوئے اپنے کمرے میں
خالی گئی۔۔۔

ارسہ منع کیا تھا میں نے آپ کو۔۔۔ عالم صاحب غصے سے چلائے
۔۔۔ ع۔ عالم۔ ا۔ اس نے خو۔۔۔ میں نے منع کیا تھا کہ نہیں تو پھر کیوں
بتایا۔۔۔

اپنی بیٹی کی آنکھوں میں عالم صاحب کو آنسو برداشت نہیں ہو رہے تھے۔۔۔ ولید اور میرم عالم صاحب کی آواز سن کر فوراً گھرے میں آئے۔۔۔

بابا کیا ہوا ہے ولید نے پوچھا۔۔۔

اپنی ماں سے پوچھو غصے سے کہتے کمرے سے چلے گئے۔۔۔

انیزا نے رورو کے اپنا برا حال کر لیا تھا

میرے بابا۔۔۔۔م۔۔میرے بابا۔۔نے مجھ سے چھ۔۔چھپایا
۔۔۔۔میرے بابا جانی نے۔۔میرا نکاح۔۔انیزا پھوٹ پھوٹ کر رونا
شروع ہو گئی۔۔۔

امی کیا ہوا ہے۔۔ولی نے ارسہ بیگم سے پوچھا۔۔
انیزا کو بتادیا میں نے کہ اس کا نکاح ہوا ہے۔۔امی۔۔ولی نے اپنی
ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔
کیا امی سب کو میں ہی غلط لگ رہی ہو میں نے جو کیا ہے صحیح کیا ہے۔۔
ولی وہ بڑی ہو رہی۔۔امی بڑی وہ صرف ابھی سولہ سال کی ہے۔۔
امی آپ کو پتہ رات کو وہ میرے کمرے میں آئی اس نے مجھ سے کہا
میری چاکلیٹس لالی پاپ جیلی کو کو مو اور میرا ٹیڈی بیر لائے ہونا ہونہ
آپ اور ٹیڈی بیر کا چھوٹا بے بی بھی لائے ہونا۔۔اور آپ کہہ رہی
ہے کہ وہ بڑی ہو گئی ہے۔۔۔

ولی بیٹامیری بات بھی سمجھنے کی کوشش کروا سے جتنی لیٹ پتا چلتا اسے
اتنی زیادہی تکلیف ہوتی اسے مجھے پتہ ہے اس کی حرکتیں بچوں والی ہے
لیکن اسے کافی چیزوں کی سمجھ ہیں اور جب ایک لڑکی چیزوں کو سمجھنے
لگ جائے نہ تو اس سے باتیں نہیں چھپانی چاہیے اسے نکاح سے زیادہ
اس بات کا دکھ ہے کہ ہم نے اس سے چھپایا۔۔۔

ولید چپ ہو گیا کیونکہ کہی نہ کہی اس کی ماں ٹھیک کہہ رہی تھی۔۔۔

ہیرا۔۔۔ زید نے اس کی دوست کو اس کا نام بلاتے سنا تھا۔۔۔ یہ ہیرا
تو صرف زید شاہ کے ساتھ اچھا لگے گا۔۔۔ کون کس کے ساتھ اچھا لگے
گا عیشان اور ارسلان کمرے میں داخل ہوئے

ک۔ کیا۔۔۔ ابھی جو کہہ رہے تھے آپ بھائی۔۔۔ عیشان تمہارے نہ
کان نج رہے ہے۔۔۔ عیشان کے کان نج رہے ہیں اور کالج میں کسی کی

آنکھیں بج رہی تھی۔۔۔ ارسلان نے زید کو ہیرا کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔۔۔

ار۔۔۔ ارسلان۔۔۔ ہاں جی۔۔۔ یار وہ کچھ نہیں تھا۔۔۔ ہاں کچھ نہیں تھا بس کوئی کسی کی طرف گھور کر دیکھ رہا تھا۔۔۔ بھائی جی زید بھائی کسی لڑکی کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔ دیکھ نہیں گھور کر دیکھ رہا تھا۔۔۔ زید بھائی۔۔۔ کیا۔۔۔ کوئی لڑکی پسند آگئی ہے۔۔۔۔۔ ہاں میرے بھائی تو پسند آگیا ہے مجھے۔۔۔۔۔ زید نے عیشان کو آنکھ ماری۔۔۔۔۔

استغفر اللہ میں لڑکا ہو زید بھائی۔۔۔۔۔ پہلے پروفیسر دیکھا ہے جو اپنی

سٹوڈنٹ پہ پہلی نظر پر فدا ہو گیا۔۔۔۔۔ سٹوڈنٹ زید

بھائی۔۔۔۔۔ عیشان نے حیران ہو کر کہا۔۔۔ اوے چپ کر و سب۔۔۔

ارسلان تیری ڈیوٹی ہے نہ ہو سپیٹل تو جے دیر نہیں ہو رہی اور عیشان

تمہیں یونی کا نہیں پڑھنا۔۔۔ سیدھی طرح کہہ دے زید کے دفعہ ہو

جائے کمرے سے۔۔۔ کہتے ہوئے ارسلان کمرے سے چلا گیا

۔۔ عیشان بھی ارسلان کے پیچھے چلا گیا۔۔۔

ہر بات کا الٹا مطلب نکلوا لو اس سے

انیزامیری گڑیادروازہ کھولو۔۔ جب سے انیزا کو اپنے نکاح کا پتا چلا تھا

تب سے وہ اپنے کمرے میں بند تھی۔۔

عالم اس نے خو کو کچھ کرنے لیا ہو عالم۔۔۔ ارسہ بیگم آپ کے لیے بہتر

یہی رہے گا کہ آپ چپ رہے۔۔۔ عالم صاحب نے غصے سے اپنی بیوی

کی طرف دیکھا جن کی وجہ سے یہ سب ہو رہا تھا۔۔۔

انیزادر وازہ کھولواپنے ولی بھائی کی بات نہیں مانوں گی۔۔۔ وہ چاروں
انیزا کے کمرے کے باہر تھے۔۔

نہیں کھولنا چلے جائیں یہاں سے سب۔۔ بے تہاشہ رونے کی وجہ انیزا
کی آواز بہت بھاری ہو گئی تھی۔۔ انیزادر وازہ کھولواس دفعہ میرم نے
کوشش کی۔۔ نہ۔ نہیں۔ کھ۔ کھولو۔ گ۔ گی۔ چ۔ چلے۔ ج۔ جائے
۔ یہ۔ یہاں سے۔۔ انیزا کو سانس لینے میں مشکل ہونے لگی۔۔۔

ولید۔۔ جی بابا۔۔ کیز کہاں ہے کمرے کی۔۔ بابا وہ کل جب انیزا کا
روم کھولا تھا کیز بھی اندر رکھ دی تھی۔۔۔

انیزا بابا کی جان در وازہ کھولو۔۔ ا۔ اپ۔ س۔ سب۔ نے

۔۔ ج۔ ج۔ جھو۔ جھوٹ۔۔ انیزا کو سانس لینے میں زیادہ دشواری ہو
رہی تھی

انیزا کیا ہو رہا ہے بیٹا۔۔ انیزا۔۔ دروازہ کھولو۔۔ بابا۔۔ بابا کی جان
کھولو۔۔

انیزا کے دروازہ کھولتے ہی عالم صاحب نے انیزا کو گلے لگا لیا۔۔ میری
بیٹی مجھے معاف کر دو اس وقت جو مجھے تمہارے لیے بہتر لگا میں نے
۔۔ انیزا۔۔ عالم صاحب نے اپنی بیٹی کو کوئی حرکت نہ کرتے دیکھ انیزا کا
چہرہ سامنے کیا تو انیزا ہوش و ہوا اس سے بیگانہ عالم صاحب کے بازوؤں
میں جھول گئی۔۔

انیزا آنکھیں کھولو۔۔ عالم صاحب چیختے انیزا کو اٹھائے نیچے گاڑی کی
طرف بھاگے۔۔ انیزا کو گاڑی میں لٹایا ولید گاڑی جلدی چلاؤ۔۔ جی بابا
ولید نے گاڑی کی سپیڈ اور تیز کر دی۔۔

ڈاکٹر ارسلان آپ نے وہ کردکھایا جس کی کسی کو امید نہیں تھی سب
ڈاکٹر

کو یہی لگتا تھا کہ وہ آدمی نہیں بچ سکے گا۔۔ ڈاکٹر اور ارسلان شاہ لیب
کی طرف جارہے تھے۔۔ سب الیسا کے ہاتھ میں ہوتا ہے ڈاکٹر میں نے
کچھ نہیں کیا۔۔ جی بلکل سب الیسا کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔۔
ڈاکٹر۔۔ ولید بھاگتا ہوا ارسلان شاہ کی طرف گیا۔۔ جی

۔۔ ڈاکٹر۔۔ م۔ میری

ب۔ بہن۔۔۔ چلے۔۔ ارسلان اسکی حالت دیکھتے ہوئے اس کے ساتھ
چل دیا۔۔

کون روم میں ہیں آپ کی بہن۔۔ روم نمبر بارہ میں۔۔ ریلیکس ہو
جائے آپ کی بہن ٹھیک ہو جائے گی۔۔ ارسلان شاہ اور ولید روم میں
داخل ہوئے۔۔

ڈاکٹر۔۔۔ عالم صاحب ارسلان کو دیکھ کر چپ ہو گئے۔۔۔ کیا ہوا ہے
ارسلان نے بیڈ کی طرف جاتے ہوئے کہا ارسلان سے اپنی کالج کی گڑیا
کو اس حالت میں دیکھ کر آگے کچھ بول ہی نہ پایا۔۔۔ انیزا کے ہونٹ
اس وقت بالکل نیلے ہوئے تھے ارسلان نے اس کی سانس چھک کی تو وہ
بہت دیکھی چل رہی تھی۔۔۔ ارسلان فوراً آکسیجن ماسک لگا دیا
۔۔۔ کچھ پوچھا ہے میں نے آپ سے ارسلان شاہ بے حد سنجیدگی سے
بولا۔۔۔ گ۔ گھر ایک ایشو ہوا تھا جو میری بیٹی برداشت نہیں کر
پائی۔۔۔۔۔

ا۔ اور کمرے میں بند ہو گئی۔۔۔ پ۔ پورا دن کمرے میں بند رہی
۔۔۔۔۔ ا۔ اور رات کو دروازہ کھولا تو بے۔۔۔ ہ۔ ہوش ہو گئی۔۔۔ عالم
سے اپنی بیٹی کی حالت دیکھ کر بولا نہیں جا رہا تھا۔۔۔ آپ والدین ایسے
حالات کیوں کریٹ کر دیتے ہیں کہ بچے ہینڈل ہی نہ کر پائے۔۔۔ تین

نرس روم میں داخل ہوئی۔۔۔ سر آپ دونوں باہر جائے ایک نرس
بولی عالم صاحب اور ولید کمرے سے باہر چلے گئے۔۔

ارسلان دو گھنٹے چیک اپ کرنے کے بعد روم سے باہر آیا۔۔ ڈاکٹر۔۔
میرے کبین میں آئے آپ دونوں۔۔ ارسلان شاہ کے کبین میں
موجود تھے

بہت سٹرانگ پینک اٹیک ہوا ہے۔۔ امید ہے کچھ دیر میں ہوش آجائے
۔۔۔ کتنی دیر عالم صاحب نے بے تاب ہوتے پوچھا۔۔ کچھ کہا نہیں
جاسکتا۔۔ امید ہیں بس ارسلان شاہ نے کہتے ہوئے لمبا سانس لیا جیسے
آکسیجن کی کم محسوس ہو رہی ہو۔۔۔ عالم صاحب کی آنکھوں میں
آنسوؤں جمع ہو گئے۔۔ بابا کچھ نہیں ہو گا ہماری گڑیا بالکل پہلے جیسی ہو
جائے گی۔۔۔ ہم۔۔۔ عالم صاحب سے کچھ بولا نہیں جا رہا تھا

انیزا کو آئی۔ سی۔ یو میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔۔ اپ یہی بیٹھ جائے
۔۔۔ ارسلان کبین سے باہر چلا گیا اب اس کا رخ آئی۔ سی۔ یو کی طرف
تھا ارسلان شاہ آئی۔ سی۔ یو میں داخل ہوا بیڈ کے پاس رکھے ٹول پر بیٹھ
انیزا کی طرف دیکھ کر ارسلان شاہ کے دل کو کچھ ہوا۔۔

ارسلان نے انیزا کا ہاتھ تھام کر بے اختیار اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔
ٹھیک ہو جاؤ۔۔ ایسے تم بالکل اچھی نہیں لگ رہی۔۔ ارسلان ہنوز انیزا کا
ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ اس نے انیزا کے چہرے کو دیکھنے کی خواہش
کی تھی اور اب دیکھا تو کس حال میں ارسلان شاہ سوچ کر رہ گیا۔۔۔

میری بیٹی پتہ نہیں کس حال میں ہوگی۔۔۔ ارسہ بیگم کا ٹینشن سے بی۔ پی
لو ہو گیا تھا۔۔۔

امی کیا ضرورت تھی ابھی انیزا کو بتانے کی۔۔۔ اس نے خود پوچھا
تھا۔۔۔ اور آپ نے بتا دیا کیوں امی۔۔۔ اپنے بابا کو کال کرو وہ میری
کال نہیں اٹھا رہے ارسہ بیگم نے روتے ہوئے کہا میرم اپنے بابا کو کال
کرنے لگی۔۔۔ بابا انیزا کال ریسیو ہوتے ہی میرم بولی۔۔۔ پینک اٹیک ہوا
ہے وہ ہوش میں نہیں ہے۔۔۔

عالم صاحب نے کال بند کر دی۔۔۔ انیزا اٹھیک ہے نہ۔۔۔ امی انیزا کو
پینک اٹیک ہوا ہے وہ ہوش میں نہیں ہے۔۔۔ میرم نے روتے ہوئے
بتایا۔۔۔

ڈیول یہ کیا کر رہے ہو۔۔۔ شور کی آواز سن کر ڈیول کے آفس میں داخل
ہوئے جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔۔

میری عین۔۔۔ اسے ہوش۔۔ نہیں۔۔ نہیں آرہا۔۔ میں جارہا ہوں
پوسٹل۔۔ ڈیول رک جاؤ ابھی گیارہ بجے ہے سب ڈاکٹرز وہاں
ہو گئے رات کے ایک دو بجے تک پوسٹل میں ڈاکٹرز کم ہو جاتے ہیں
پھر چلے جانا اے۔ ڈی نے ڈیول کو روکنے کی کوشش کی۔۔ ہرگز
نہیں۔۔ تین گھنٹے نہیں۔۔ میں تین گھنٹے انتظار نہیں کر سکتا وہ گھر
سے نکل چکے ہیں۔۔ اچھا کچھ دیر تک جاؤ ابھی وہ گھر سے نکلے ہیں انھیں
پوسٹل پہنچنے میں وقت لگے گا تب تک رک جاؤ۔۔ ڈیول رولنگ
چیرپہ بیٹھ کر اسے گھمانے لگا ان چاروں کو اس وقت ڈیول سائیکلوگ رہا
تھا جسے صرف اس کی عین چاہیے تھی۔۔
جاؤ باہر یہاں سے سب۔۔ ڈیول۔۔ میں نے کہاں جاؤ یہاں سے
ڈیول کے دھہار نے پہ چاروں باہر چلے گئے۔۔۔۔
کیوں بتایا اس کے گھر والوں نے اسے

کیوں۔۔۔ میری عین کو سانس نہ۔ نہیں آ رہا تھا اسے آکسیجن لگی ہوگی
۔۔ ڈیول مکمل سائیکو کی طرح حرکات کر رہا تھا۔۔۔ ڈیول نے کیمرے
میں ایک وڈیو دیکھی تھی جو اس کے گھر کے ہال میں لگوائے تھے۔

بابا نیزا اپنے بابا کے سینے پر سر رکھ کر اپنے بابا کو پکارا۔۔۔ جی بابا کی
گڑیا۔۔

امی نے بتایا کہ آپ کا جب میں چھوٹی تھی تو آپ کا ایکسیڈنٹ ہوا اور
آپ کو آکسیجن لگی تھی۔۔۔ جی بابا کی گڑیا۔۔۔ امی کہتی ہے جب آکسیجن
لگی ہوتی ہے تب جو ایلسٹک ہے زیادہ دیر رہنے سے رخساروں پہ درد
ہوتا ایک دن مجھے لگے گی نہ پھر امی کو بتاؤ کی نہیں ہوتا درد۔۔۔ نیزا
نہیں کہتے ایسے بیٹا اللہ نہ کرے آپ کو کچھ ہو۔۔۔ سوری بابا۔۔۔ نیزا
ارسہ بیگم عرصے سے آکر نیزا کے سامنے کھڑی ہو گئی۔۔

کیا ہوا ہے بیگم۔۔۔ آپ نے اپنی اس گڑیا کو بہت بگاڑ رکھا ہے۔۔۔ ارسہ
بیگم غصے سے انیزا کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

کیا کیا ہے ہماری گڑیا نے انیزا جو اپنا چہرہ اپنے بابا کے سینے میں چھپا گئی
تھی اس سے پوچھا۔۔۔ میں بتاتی چار ڈبے چاکلیٹ کے ختم کر گئی ہے
عالم اور سارے ریپرٹ کمرے میں بکھرے ہوئے ہیں۔۔۔ ارسہ کیا ہو گیا
ہے کھانے والی چیز تھی کھالی اور رہی بات ریپرٹز کی تو وہ سروینٹ سے
صاف کروالو۔۔۔

عالم وہ تو میں کروالو گی لیکن آپ کی گڑیا چار ڈبے۔۔۔ عالم اتنی چاکلیٹ
کون کھاتا ہے۔۔۔ ارسہ بیگم کو سمجھ نہیں آرہی تھی ان کی چھوٹی موٹی سی
بیٹی اتنی چاکلیٹ کیسے کھالی۔۔۔

کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ آپ بغارے اور اسے۔۔۔

ارسہ بیگم غصے سے کہتی ہوئی چلی گئی۔۔۔

گڑیا۔۔ بابا بھوک لگی تھی۔۔ تو بیٹا اتنی چاکلیٹ کھاتے ہیں۔۔۔ اپنے بابا
کی بات سن کر ہنسنے لگ گئی عالم صاحب نے دل میں اپنی سانولی گڑیا کے
نظر اتاری۔۔۔۔

ڈیول کا ہاتھ واس کو لگنے کی وجہ سے واس زمین پر بوس ہو گیا۔۔۔ واس
ٹوٹنے کی آواز سے ڈیول ہوش میں آیا۔۔۔
ڈیول نے ٹائم دیکھا تو گیارہ بنتا لیس ہوئے تھے۔۔
مجھے میری عین کے پاس جانا ہے۔۔۔۔

ڈیول چہرے پہ ماسک لگائے آئی۔ سی۔ یو میں داخل ہوا۔۔ عین انیزا
کے پاس جا کر اس بلایا۔۔ عین اٹھو دیکھو میں اپنی گڑیا کے لیے

چاکلیٹ لایا ہو۔۔ اس وقت اگر کوئی ڈیول کو اتنے پیار سے بات کرتے
دیکھ لیتا تو وہی پہ بے ہوش ہو جاتا۔۔۔

عین اٹھو۔۔ ڈیول نے دوبارہ بلایا لیکن عین نہ اٹھی۔۔۔

ڈیول کتنی دیر عین کے پاس بیٹھ کر اسے دیکھتا رہا۔۔ اسے وقت کا اندازہ
ہی نہ ہوا کب رات کے تین بجھ گئے۔۔۔

ڈیول کا فون رنگ ہوا موبائل دیکھا سکرین پر ایگل گرل جگمگا رہا تھا۔۔
بولو۔۔۔ ڈیول عاقب تمہارے آفس آرہا ہے جلدی پہنچو۔۔۔

آرہا ہو۔۔۔ ڈیول نے کہتے فون کاٹ دیا۔۔۔

کل پھر آوگا۔۔ ڈیول کہتے ہوئے عین کی پیشانی پر بوسہ دے کر چلا گیا

مجھے اپنی بیٹی سے ملنا ہے۔۔۔ عالم صاحب نے ارسلان سے کہا

۔۔۔ ٹھیک لیکن صرف دس منٹ۔۔۔۔ عالم صاحب

آئی۔ سی۔ یو میں داخل ہوئے انیزا بابا کی جان اٹھ جاؤ نہ تنگ کرو اپنے
بابا کو بابا سے غلطی ہو گئی انیزا عالم صاحب انیزا کا ہاتھ پکڑ کر رونے لگ
گئے۔۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا ارسلان شاہ آئی۔ سی۔ یو میں داخل ہوتے عالم
صاحب کو تسلی دی۔۔۔

با۔۔۔ با۔۔۔ انیزا میری بیٹی عالم صاحب نے اپنی بیٹی ماتھے پر بوسہ دیا
۔۔۔ م۔ میں ن۔ ناراض۔ ہ۔ ہو۔۔۔ کوئی بات نئی میں اپنی بیٹی کو منالو
گا مجھے پتا ہیں میری بیٹی مجھ سے زیادہ دیر ناراض نہیں رہ سکتی۔۔۔
ڈاکٹر آپ ولی کو بلادے گے۔۔۔ جی۔۔۔

ارسلان کہتے ہوئے آئی۔ سی۔ یو سے باہر چلا گیا۔۔۔

کچھ دیر بعد ولید کمرے میں داخل ہوا

ولید انیزا کو گلے لگایا۔۔۔ میری بہن کیسی ہے۔۔۔ میں ن۔ ناراض

ہوں۔۔۔ اب بھی ناراض ہو ولی نے انیزا کو ڈھیر ساری چاکلیٹس

دیکھاتے ہوئے کہا۔۔۔

میں یہ چاکلیٹس نہ میرم کو دے دوں گا

تم تو ناراض ہو مجھ سے۔۔۔

بھ۔ بھائی میرم! اتنی زیادہ چاکلیٹس نہیں کھ۔ کھا پائے گی! آپ یہ

چاکلیٹس۔ مجھ۔ مجھے دے دو۔۔۔ ماسک لگے ہونے کی وجہ سے انیزا

کو بولنے میں مشکل ہو رہی تھی۔۔۔

پر تم تو مجھ سے ناراض ہو۔۔۔ میں ناراض ہو پ۔ پر مجھے۔ چا۔

چاکلیٹس چاہیے۔۔۔ جی نہیں جب ناراضگی ختم کرو گی تب ہی

چاکلیٹس ملیں گی۔۔۔

اچھام۔ میں ناراض ن۔ نہیں ہو اب د۔ د۔

پے لو۔۔۔ ولی نے ساری چاکلیٹس انیزا کے پاس رکھ دی۔۔۔۔

انیزا بیٹے ابھی آپ نے یہ چاکلیٹس نہیں کھانی آپ کی طبیعت ٹھیک

نہیں ہے۔۔۔ بابا۔۔۔ میرا پیارا بچہ اپنے بابا کی بات مانے گا۔۔۔ میں

ن۔ ناراض ہو آپ سے

او کے گھر جا کے میں اپنی بیٹی کو منالو گا۔۔۔

خیریت۔۔۔ ڈیول نے آفس میں داخل ہوتے کہا۔۔۔

تم نے میرے رائٹ ہینڈ کو قتل کیا ہے

یہ پوچھنے آئے ہو۔۔۔ ڈیول رولنگ چیئر پہ بیٹھ گیا۔۔۔

عاقب ڈیول کے انداز پہ تلملا کر رہ گیا

ڈیول تم نے میرے رایت ہینڈ کو قتل کیا ہے میں اس لڑکی کو اپنی رکھیل
بنا کر رکھو گا جس کے پیچھے تم پاگل ہو۔۔

عاقب غصے سے چیخا۔۔ نیلی آنکھیں بے انتہا سرخ ہو گئی۔۔ کیا کہا
پھر بولو ڈیول ڈیمن چیئر سے اٹھ کر اس آدمی سامنے کھڑا ہوا عاقب کو
اس کی آنکھوں میں وہشت جنون دیکھ کر خوف محسوس ہوا۔۔
اس لڑکی کو اس سے پہلے عاقب اپنی بات مکمل کرتا ڈیول نے اپنی جیکٹ
سے چاقو نکال کر اس کے شہرگ میں اتار دیا۔ عاقب کی شہرگ سے
خون نکل کر ڈیول کے آدھے چہرے کو بھگو گیا۔۔ ار۔ کے اس آدمی
کو اٹھواؤ جس نے اسے عین کے بارے میں بتایا تھا۔۔
ڈیول کہتے آفس سے باہر چلا گیا۔۔

ارسلان۔۔۔ احمد شاہ ارسلان شاہ کے کئبن میں آئے۔۔ آپ تو کہہ
رہے تھے آپ نے آج پو سپٹل نہیں آنا۔

سو چا گھر بیٹھ کر کیا کرنا ہے پو سپٹل ہی آ جاؤ۔۔۔ سہی۔۔۔ ارسلان۔۔
جی بابا۔۔ پہلے جیسے ہو جاؤ۔۔ ارسلان نے آنکھیں میچ لی۔۔ کیوں
اس طرح چپ رہتے ہو جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہے

بابا پلیر۔۔۔ کب تک اپنے آپ کو درد دو گے۔۔ نہیں بھول سکتا چاہ
کہ بھی نہیں۔۔۔

ڈاکٹر ولید نے کئبن میں داخل ہوتے کہا
ہم انیزا کو گھر لے کے جاسکتے ہیں اسے سانس بھے ٹھیک آرہا ہے نرس
نے آکسیجن ماسک بھی ہٹا دیا ہے۔۔

ابھی وہ مکمل طور پر ریکوور نہیں ہے جب تک مکمل طور پر ٹھیک نہیں
جاتی آپ نہیں لے کے جاسکتے۔۔۔

ہمیشہ ڈانڈتے رہتے ہیں مجھے آپ احمد آٹھ کر چلا گیا۔۔۔ اچھا مراد میں
چلتا ہو گھر اسمہ اکیلی ہو گی ٹھیک ہے۔۔۔ مراد اور اقبال بچپن کے
دوست تھے مراد شاہ کی شادی میرال سے ہوئی تھی میرال اقبال کی
بہن تھی اور اقبال کی شادی روہی سے ہوئی روہی مراد کی بہن تھی روہی
اسمہ کی پیدائش کے وقت دنیا سے چل بسی مراد نے اقبال سے بہت بار
کہا کہ شادی کر لے لیکن اقبال نہیں کی۔۔۔

ساجاد اور انشا کی شادی ہو گئی تھی ساجاد انیس سال کا اور انشا سولہ سال کی
تھی۔۔۔ انشا پریگنٹ تھی۔۔۔

بابا میری گڑیا کہا ہے۔۔۔ وہ تو میں لانا بول گیا۔۔۔ بابا اسمہ رونے لگ
گئی۔۔۔ رونا نہیں میرا بچہ میں لے کر آتا ہو

او کے۔۔۔ سٹسر اسمہ کا دیکھنا رکھیے گا۔۔۔ جی سر۔۔۔ اقبال اسمہ کے
لیے گڑیا لینے گیا جب راستے میں اچانک اس کی گاڑی کی کے سامنے دو
ٹرک آگئے۔۔۔

اقبال نے گاڑی کی تو سامنے درخت سے جا ٹکرائی۔۔۔

مامو۔۔۔ اسمہ روتے ہوئے آکر مراد کے گلے لگی۔۔۔ کیا ہوا میری بیٹی کو

۔۔۔ مامو بابا ہو اسپتال میں بابا کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔۔۔ کس نے کہا ہے تم

سے۔۔۔ انٹی نے بابا کے موبائل پہ کال کی تھی۔ تو ڈاکٹر نے اٹھائی

۔۔۔ اسمہ کی بات سنتے میرال بیگم انشہ بھی رونے لگ گئی

مراد شاہ بھاگتے ہوئے گاڑی کی طرف گئے۔۔۔ مراد شاہ جب ہو اسپتال

پہنچے تو اقبال اپنی آخری سانسیں لے رہا تھا

اقبال کچھ نہیں ہو گا تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔۔۔م۔ مراد میری بیٹی

م۔ میری ا۔ اسمہ۔۔۔۔۔وہ ٹھیک ہے اقبال۔۔۔ا۔ اسمہ۔ک۔کا

نکاح ا۔ احمد۔س۔سے۔ کروادو میں

ا۔ اپنا فرض۔ پورا ک۔ کر کے ج۔ جانا چاہتا ہو۔۔۔کچھ نہی۔ ہوگا

تمہیں۔۔۔نکاح۔ کر۔ کرواد۔ دوسر آپ پلینز باہر چلے جائے۔۔ڈاکٹر

نے مراد سے کہا۔۔

م۔ مراد۔ قا۔ قاضی۔۔۔۔۔میں کرتا ہوں سب

مراد باہر چلا گیا مراد نے ساجاد کو کال کر کہا کہ قاضی اسمہ اور احمد کو لے

کر ہو اسپتال آؤ مراد نے کہتے ہی کال بند کر دی کچھ دیر بعد ساجاد ان

سب کو لے کر وہاں موجود تھا ڈاکٹر سے اجازت لیتے سب اندر داخل

ہوئے اور اسمہ اور احمد کا نکاح کروادیا اسمہ اور احمد شاہ کا نکاح ہوتے ہی

اقبال کا وجود ساکت ہو گیا۔۔۔اقبال۔۔۔اقبال آنکھیں کھولو اقبال

۔۔۔ سر یہ اب نہیں رہے۔۔۔ آپ چیک تو کریں آپ ایسے کیسے کہہ
سکتی ہیں میرا دوست میرا بھائی مجھے چھوڑ کہ نہیں جاسکتا۔۔
سر ہی از نو مور۔۔۔

حال

یہ نیند کا انجیکشن روم نمبر ایٹی کے پیشنٹ کو لگا اس انجیکشن کا الٹا اثر بھی
ہو جاتا دیکھنا سے ایک نرس نے دوسری کو کہا۔۔۔
جی کہتے نرس باہر چلی گئی۔۔۔ کیا کہا تھا روم نمبر اے سی آف میرا دماغ
بھی نہ آئی۔ سی۔ یو۔ کہا ہو گا۔۔۔ نرس آئی۔ سی۔ یو میں چلی گئی اور
انجیکشن انیزا کو لگا دیا۔۔۔

کچھ دیر بعد کوئی کمرے میں داخل ہوا اور کمرے کو لاکٹ کر دیا۔۔۔

چل کے انیزا کے پاس جا کے بیٹھ گیا۔۔۔

میری چھوٹی سی بیوی۔۔۔ کہتے ہی پاس اس کے ہونٹوں پر جھکا اور خود کو سیراب کرنے لگا۔ کتنی دیر خود کو سیراب کرنے کے بعد جب پیچھے

ہوا

تو انیزا نے تھوڑی سی آنکھیں کھولی میں بابا کو بتاؤ گی آپ نے بیڈ ٹچ کیا ہے اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے منہ پر رکھ کر بچوں کی طرح منہ بناتے ہوئے پاس کو بتایا۔۔۔ پاس کو ہوش میں نہیں لگ رہی تھی۔۔۔ بابا کو بتاؤ گی۔۔۔ انیزا نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔ او کے پھر سب کچھ بتانا جو میں کرو گا۔۔۔ میں سب بتاؤ گی۔۔۔ گوڈ پاس بے باکی سے اس کی گردن پہ جکا کر جگہ جگہ اپنا لمس چھوڑنے لگا۔۔۔ ایسی چب رہی ہے انیزا نے اس کی دھاری کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

میری جان اب یہ چبن تمہیں ہر جگہ محسوس ہوگی۔۔۔ انیزا کو اس کی
بات ذرہ بھی سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔

پارس اس کے کندھے سے شرٹ نیچے کر کے وہاں اپنا لمس چھوڑا اس
رات پارس شاہ نے مکمل طور پہ اپنا حق انیزا سے لیا۔۔۔۔ میری جان
ہم پہلی میاں بیوی ہے جنہوں نے اپنی گولڈن نائٹ ہو سپیٹل میں
سپینڈ کی ہے۔۔۔ پارس کچھ دیر انیزا کو دیکھ کر چلا گیا۔۔۔ انیزا اس کا
جنونی انداز نہیں سہ پائی تھی اور ہو سپیٹل کے بیڈ پہ وہ اپنے ہوش و
ہوا اس سے بیگانہ پری ہوئی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد عالم صاحب اندر آئے تو انھیں لگا کہ انیزا سوئی ہوئی ہو
کیونکہ پارس اسے اس انداز میں لیٹا کر گیا تھا جیسے وہ سوئی ہو۔۔۔
عالم صاحب انیزا کی پیشانی پر بوسہ دے کر چلے گئے۔۔۔

عالم صاحب ارسلان کے کین میں آئے

مجھے انیزا کو گھر لے کر جانا ہے اب وہ ٹھیک ہے۔۔۔ اٹھی ہوئی ہے وہ
۔۔۔ سوئی ہوئی ہے۔۔۔ جب اٹھے گی تو ڈسچارج پیپرہ سائن کر دوگا

--

جی بہتر۔۔۔ علم صاحب واپس آئی۔ سی۔ یو کے باہر بیٹھ گئے ولید کو
انہوں نے گھر بیچ دیا تھا۔۔۔

امی چپ ہو جائے انیزا اٹھیک ہے اب ولید نے اپنی ماں کو گلے لگا کر
حوصلہ دیا۔۔۔

میری بیٹی کب گھر آئے گی۔۔۔ امی میں نے بابا کو کال کی تھی وہ کہہ
رہے ہیں جیسے ہی انیزا کو ہوش آئے گی اسے لے کر گھر آ جائے گے
۔۔۔ ہم۔۔۔ اب رونا بند کریں۔۔۔

بھائی میرم روتے ہوئے بولی۔۔۔ میرم چپ کر جاو کر جاؤ ٹھیک ہے
انیزا۔۔

ولی نے میرم کو گلے لگا لیا چپ روتے نہیں۔ ہیں۔۔۔۔۔

ماضی

اقبال کو گزرے تین ہفتے ہو گئے تھے انشہ اور میرال بیگم نے رورو کر
اپنا برا حال کر لیا تھا۔ اسمہ ہر وقت بابا بابا کرتی رہتی اور جب اسے اس
کے بابا نظر نہ آتے تو روتی رہتی کھانا نہ کھاتی ضد کرتی بابا کو بلاؤ میں پھر
کھانا کھاؤ گی۔۔۔

اسمہ ادھر آؤ میرے پاس مراد شاہ نے اسمہ کو اپنے پاس بلایا۔۔۔

جی مامو۔۔۔۔ کھانا کھا لو اس طرح نہیں کرتے میرے بچے۔۔۔۔ مامو بابا
۔۔۔۔ آپ کے بابا اللہ تعالیٰ کے پاس چلے گئے ہیں وہ اب واپس نہیں۔
آئے گے۔۔۔۔ اگر آپ روگی نہ تو آپ کے بابا کو ہرٹ ہو گا اسمہ تیرا
سال کی تھی لیکن وہ بے حد معصوم بچی تھی۔۔۔۔

نہیں میں اپنے بابا کو ہرٹ نہی کرو گی مامو میں بابا کی اچھی بیٹی ہو۔۔۔۔
اسمہ کھانا کھانے لگ گئی۔۔۔۔ مراد خاموش ہو گئے بچی کو تو انھوں نے
بہلا لیا تھا لیکن خود کو کیسے بہلاتے

میرال احمد کہا ہے۔۔۔۔ اپنے کمرے میں ہے۔۔۔۔ ہم ہم
احمد واک کیلئے گھر سے نکلا تھا

احمد ادھر آؤ ایک آدمی نے اسے بلایا
اس آدمی کو اس نے کافی دفعہ اپنے بابا سے ملتے دیکھا تھا۔۔۔۔
جی انکل۔۔۔۔ کیسے ہو آپ۔۔۔۔ میں ٹھیک۔۔۔۔

یونیورسٹی جاتے ہو آپ۔۔۔ نہیں انکل میں نے ابھی میٹرک کیا ہے
احمد شاہ پندرہ سال کی عمر میں اس کا قد تقریباً چھ فٹ تھا دیکھنے میں ایک
خوبصورت نوجوان لگتا تھا۔۔۔

آپ بڑے لگتے ہو۔۔۔ میری ہائٹ بڑی ہے اس لیے بڑا لگتا ہو۔۔۔ یہ
جوس آپ کے لیے احمد نے پہلے اس آدمی کی طرف دیکھا پھر جوس کی
طرف۔۔۔ انکل مجھے نہیں پینا۔۔۔ بیٹا کوئی اگر اتنے پیار سے کہے تو منع
نہیں کرتے۔۔۔

مجبوراً احمد کو جوس پینا پڑا جوس پیتے ہی احمد کا سر چکرانے لگا تھا ادھر آؤ
میرے ساتھ اس کھلے میدان میں کافی جھونپڑیاں بنی تھیں جس میں
سے ایک کے اندر احمد کو لے گیا۔۔۔

احمد شاہ کو اسنے چار پانی پر بیٹھایا

میرا سر۔۔ یہ دیکھو کیا ہے اس آدمی نے احمد کے سامنے موبائل کیا جس
پہ فحاش وڈیو چل رہی تھی احمد نے موبائل پیچھے کرنا چاہا تو اس نے احمد
کے ہاتھ پکڑ لیے۔۔ یہ سب تم نے کرنا ہے اسمہ کے ساتھ
۔۔ تمہاری بیوی ہے وہ تم نے کرنا ہے۔۔ اس آدمی نے کئی آؤ باتیں
احمد کے ذہن میں بیٹھادی۔۔

کتنی دیر احمد کو فحش ویڈیو دیکھتا رہا۔۔ نشے میں ہونے کے باعث وہ
سب کچھ اس کے ذہن بیٹھتا گیا جو ان وڈیوز میں اور جو اس آدمی نے کہا
تھا۔۔

مکمل طور پہ احمد کو نشا چرچکا تھا جب احمد کو وہ آدمی گھر چھوڑ کر گیا احمد ہال
میں داخل ہوا ہال میں کوئی بھی نہیں تھا سب اپنے کمروں میں سونے
چلے گئے تھے احمد لڑکھڑاتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔

احمد کے ذہن میں بس وہی سب گھوم رہا تھا جب اسمہ احمد کے کمرے
میں آئی۔۔۔ وہ م۔ میری ب۔ بک یہاں رہ گ۔ گئی تھی ص۔ صبح
احمد کی لال آنکھیں دیکھ کر اسمہ کو ڈر لگ رہا تھا اسمہ اپنی بک لینے آئی
تھی جو احمد کے ساتھ پڑھتے ہوئے اس کے کمرے میں رہ گئی تھی
ادھر آؤ۔۔ م۔ میں ب۔ بک۔۔ میں نے کہا ادھر آؤ احمد چلا یا۔۔ اسمہ
ڈرتے ہوئے اس کے پاس جا کے کھڑی ہو گئی۔۔
احمد کیا ہوا ہے غصہ کیوں کر رہے ہو اسمہ معصوم سا چہرہ بنا کر چھوٹے
بچوں کی طرح بولی۔۔۔
احمد نے جو ان فحش ویڈیوز میں دیکھا تھا وہی سب اس نے اسمہ کے
ساتھ کیا وہ تیرا سالہ بچی اپنی اپنے ہی شوہر کے ہاتھوں درندگی کا نشانہ بنی
تھی۔۔۔

صبح سب ناشتہ کرنے بیٹھے تھے۔۔۔ امی احمد اور اسمہ کہاں ہے۔۔ میں
دیکھ کر آتی ہوں۔۔ میں دیکھ کر آتا ہوں آپ بیٹھ جاؤ مراد شاہ اسمہ کے
کمرے اور میرال بیگم احمد شاہ کے کمرے کی طرف۔۔۔ احمد میرال بیگم
نے احمد کے میں داخل ہوتے احمد کو آواز دی
کمرے کے اندر کا منظر دیکھ کر میرال بیگم کو لگا ان کے قدموں تلے سے
زمین نکل گئی زمین پہ اسمہ برہنہ حالت میں پڑی ہو تھی احمد پر آرا تر چھا
لیٹا تھا میرال بیگم بھاگ کر اسمہ کو پاس گئی اس اپنی شال سے کور کیا
۔۔۔ مراد شاہ کو کمرے میں اسمہ نظر نہ آئی تو احمد کے کمرے میں آئے
اسمہ کو میرال بیگم کی گود میں شال میں لپیٹی دیکھ انہوں نے غصے اور
شرمندگی سے آنکھیں میچ لی۔۔۔۔

حال

انیزا کو شام کو ہوش آتے ہی عالم صاحب نے ڈسچارج پیپر پر ارسلان
شاہ کے سائن کروا کے انیزا کو گھر لے گئے۔۔۔

انیزا عالم صاحب کے ساتھ اپنے کمرے میں داخل ہوئی کمرے کو دیکھ
کر انیزا کا منہ کھل گیا

کیسا لگا سر پر انز۔۔۔ انیزا کو عالم صاحب نے بیڈ پہ بٹھایا کمرے میں ہر
طرف بلون لگے ہوئے تھے بلونز کے اندر مختلف چیزیں تھیں بیڈ کے
دونوں سائیڈ پر گلاب کے بو کے سائٹ ٹیبلز چاکلیٹس سے بھرا ہوا تھا
۔۔۔

اب تو ناراضگی ختم ہو گئی ہے۔۔۔ عالم صاحب کے اتنے پیار سے کہنے پر
انیزا اپنے بابا کے سینے سے لگ کر رانا شروع ہو گئی۔۔۔ بس میرا بیٹا روتے
نہیں ہے۔۔۔

بابا آپ کیوں چھپایا۔۔۔ آپ کی اتج نہیں تھی یہ سب جاننے کی اس لیے اور مجھے اس وقت آپ کا نکاح کروانا ہی بہتر لگا تھا باب ہمیشہ اپنی اولاد کی بہتری سوچتا ہے میری گڑیا۔۔

ہمم۔۔۔ ولی بھائی ہو سپیٹل کمیں بلیک کلر کا چاکلیٹس کا باکس آپ لے کر آئے تھے۔۔۔ میں اتنی زیادہ چاکلیٹس لے کر آیا تھا مجھے نہیں یاد شاید میں ہی لے کر آیا ہو۔۔۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے کہا۔۔۔

انیزاریسٹ کرو تم۔۔۔ میرم نے انیزا کو لٹاتے اس کے اوپر کنفرٹر ڈیا

۔۔۔

سب باہر چلے صرف ارسہ بیگم کو چھور کر۔۔۔ انیزا میری بیٹی امی سے بات نہیں کرو گی۔۔۔ ارسہ بیگم انیزا کے پاس گئی۔۔۔ ہگ کرے گی اور مجھے بہت ساری چیزیں لا کر دیں گی پھر سوری ملے گی اور۔۔۔ ارسہ بیگم

نے انیزا کی بات پوری ہونے سے پہلے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔۔۔ جو
کہو گی دے دو گی میری بیٹی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔۔۔۔
امی رونابند کریں۔۔ نہیں رو رہی میں۔۔ تو یہ آنسو میرے نکل رہے
ہیں۔۔

انیزا کی بات پہ ارسہ بیگم ہنس پڑی
امی میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔۔ اتنی دیر غنودگی میں رہی ہو اس
لیے ہو رہا ہے میں دبا دیتی ہو۔۔ انیزا یہ تمھاری گردن پہ نشان کیسے
ہیں۔۔ پتا نہیں امی کل رات تک کوئی نشان نہیں تھے پھر نرس نے
انجیکشن لگا دیا اس کے بعد کا مجھے کچھ یاد نہیں۔۔ انجیکشن کے سائیڈ
ایفیکٹ ہو گے۔۔ ارسہ بیگم نے تھوڑی دیر سرد بایا تو انیزا
سو گئی۔۔۔۔

بابا ارسلان بھائی کو کیا ہوا ہے۔۔۔ دودن ہو اسپتال میں رہا ہے نیند پوری
نہ ہونے کی وجہ سے موڈ خراب ہو گا۔۔۔

پہلے بھی تو بھائی چار چار دن ہو اسپتال رہتے تھے تب تو ان کا موڈ خراب
نہیں ہوتا تھا عیشاں سوچتے ہوئے بولا۔۔۔

جا کے پوچھ آؤ اتنی جو تمہیں اگر اسیٹی ہو رہی ہے۔۔۔ مجھے نہیں پوچھنا
۔۔۔ پھر چپ کر کے بیٹھے رہو۔۔۔

احمد شاہ آٹھ کر کمرے میں چلے گئے۔۔۔

چھوٹی امی ان کو ہوا کیا ہے جب سے ہو اسپتال سے آئے ہیں ارسلان
کمرے سے باہر نہیں آیا اور چھوٹے بابا کا موڈ بھی آف ہے۔۔۔

مجھے نہیں پتا کھانا کھائے بغیر چلے گئے ہیں۔۔۔ اسمہ بیگم کمرے کی طرف
چل دی۔۔۔

احمد کیا ہوا ہے۔۔۔ کچھ نہیں ہوا۔۔۔ پھر کھانا کیوں نہیں کھایا۔۔
بھوک نہیں ہو مجھے۔۔۔ احمد بتائے نہ کوئی بات ہوئی ہے آپ کے اور
ارسلان کے بیچ۔۔۔ احمد نے اسمہ کی طرف دیکھا وہ آج بھی بات کرتی
ایک بچی کی طرح لگتی تھی۔۔

بتائے نہ احمد۔۔۔ وہ آج بھی اس سب میں گم ہے اسمہ تکلیف ہوتی ہے
اپنی اولاد کو ایسے دیکھ کر۔۔۔ احمد آپ ان سب کے بارے کیوں بات
کرتے ہیں ارسلان سے جب آپ کو پتا ہے وہ کبھی بھول نہیں پائے گا
۔۔۔

احمد سر پکڑ کے بیٹھ گئے۔۔۔ احمد چلے کھانا کھاتے ہیں۔۔۔ اسمہ مجھے
بھوک نہیں ہے تم کھا لو۔۔۔ مجھے بھی بھوک نہیں ہے اسمہ احمد کے
ساتھ بیٹھ گئی۔۔۔ اسمہ۔۔۔ احمد نے گھور کر دیکھا۔۔۔

جی۔۔۔

تھوڑی دیر پہلے تو کہہ رہی تھی مجھے بہت بھوک لگی۔۔۔ اب جیسے آپ
کو نہیں ہے مجھے بھی نہیں ہے۔۔۔ چلو اور ارسلان کو لے کر آؤ باہر

چلے میں ارسلان کو لے کر آتی ہوں۔۔

ارسلان کیا کر رہے ہوں کچھ نہیں امی۔۔

چلو آؤ پھر کھانا کھائے۔۔ امی بھوک نہیں ہیں۔۔۔ ٹھیک ہے اسمہ کہتے

ہوئے بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔ آپ جا کے کھائے کھانا۔۔۔ مجھے بھوک نہیں

ہے۔

جب گھر آیا تھا تب آپ بابا سے کہہ رہی تھی مجھے بہت بھوک لگی ہے

--

اب نہیں ہے جیسے تمہیں نہیں ہے۔۔۔

امی۔۔۔ہاں جی۔۔۔اسمہ کو ہلتے نہ دیکھ ارسلان آٹھ گیا۔۔۔چلیں
۔۔۔چلو دونوں باپ بیٹا ایک جیسے ہیں اسمہ سوچ کر مسکرا دی۔۔۔
تم دونوں کو کیا۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔دونوں کے ایک ساتھ بولنے پر
ساجاد شاہ دونوں کی طرف دیکھ کر چپ ہو گئے۔۔
اہہ۔۔۔کیا ہوا ماورہ۔۔۔کچھ نہیں ماورہ نے گھور کر اذہان کی جو ٹیبل کے
نیچے سے پاؤں مار کر پوچھ رہا تھا کیا ہوا۔۔
اذہان ماورہ نے سرگوشی کرتے اپنا ہاتھ چھروانے لگی۔۔
ماورہ بھا بھی آپ کہی بھاگنے لگی ہے۔۔کیا۔۔۔وہ اذہان بھائی آپ کا
ہاتھ پکڑ کر بیٹھے ہیں نہ اس لیے۔۔۔اذہان نے اسی وقت ماورہ کا ہاتھ
چھوڑ دیا۔۔

تیری باری آنے دے اذہان نے اشاروں میں کہا۔۔

بڑے بابا اذہان بھائی کہہ رہے ہیں کہ صرف نکاح ہی نہیں رخصتی بھی
عرتج کی میرے ساتھ کروادیں۔۔۔ اوہیلو میں نے نہیں کہا میری بہن
ابھی بہت چھوٹی ہے۔۔۔ اذہان بھائی آپ نے ابھی کہا تیری باری آنے
دے اس کا یہی مطلب ہونہ۔۔۔
اذہان سیان کو گھور کر رہ گیا۔۔۔

انیزا کو مکمل طور پر ریکور ہونے میں پانچ دن لگے تھے آج ہفتے بعد وہ
کالج جانے لگی تھی۔۔۔

میری بیٹی ٹھیک ہے اب عالم صاحب نے انیزا سے پوچھا۔۔۔ جی بابا ولی
بھائی کہا ہیں۔۔۔ وہ ڈیوٹی پہ۔۔۔ ایک بھائی اور ایک ان کی ڈیوٹی۔۔
ایس پی کی ڈیوٹی ایسی ہی ہوتی ہے بیٹا
ہمم میرم چلو دیر ہو رہی ہے کالج کیلئے
دونوں گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔

اسلام علیکم ارسلان شاہ کلاس روم میں داخل ہوا۔۔
سب سٹوڈنٹس سلام کا جواب دے کر بیٹھ گئے۔۔

جو اسائنمنٹ دی تھی رول نمبر وائز چیک کروائیں۔۔ سب نے چیک
کر وادی اب میرم چیک کروانے گئی تھی۔۔

ہیرا میری اسائنمنٹ گھر رہ گئی ہے۔۔۔ تم نے لکھی تھی۔۔ میرم نے
لکھ دی تھی۔۔ میری تو طبیعت ٹھیک نہیں تھی نہ۔۔۔ اب کیا کرو گی
تم۔۔۔

رول نمبر 29۔۔۔ جی سر۔۔ سر کے پاس جا کر کہا۔۔ اسائنمنٹ کہاں
آپ کی۔۔ گھر رہ گئی۔۔ آپ بھی گھر رہ جاتی۔۔
سراگر میں گھر رہ جاتی امی نے بہت طنز کرنے تھے اور پھر میں نے گھر
بور ہو جانا تھا انیز ابو لے جا رہی تھی ارسلان شاہ نے گھور کر دیکھا تو چپ
ہو گئی۔۔ اپنی جگہ پہ جا کہ کھڑی ہو جائے۔۔ سر۔۔ میں نے کہا
آپ ی جگہ پر جا کے کھڑی ہو جائے
ارسلان کی آواز پہلے سے ذرا اونچی تھی۔۔ اپنے پیشنٹس کو آنکھوں
سے دیکھ کر ہی مار دیتا ہو گا۔۔
انیز اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئی اس لگا کہ ارسلان شاہ نے اس کی بات نہیں
سنی۔۔

سرر۔۔۔جی۔۔۔انیزا ایک ویک لیو پر تھی۔۔۔انھوں نے جو فضول باتیں بولی ہے یہ بولنے کی بجائے جو آپ نے کہا ہے وہ نہیں کہہ سکتی تھی۔۔۔

سرر انیزا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اسے پنش نہ کرے۔۔۔بیٹھ جائے مس ارسلان نے انیزا کی طرف دیکھا جو غصے سے کھڑی تھی۔۔۔
انیزا بیٹھ گئی تھی لیکن اس کا دل کر رہا تھا کہ اس انسان کا منہ نوچ لیں سب کی اسائنمنٹ چیک کر لی گئی تھی کچھ لڑکیوں کو پنش کیا گیا تھا۔
انیزا۔۔۔۔۔

کیا ہے۔۔۔سر کے لیکچر کے بعد تمہارا موڈ کیوں آف ہو جاتا ہے۔۔۔
کیونکہ مجھے نہیں اچھے لگتے سر اور تمہیں بولنے کی ضرورت نہیں تھی
انیزا نے ہیرا کو گھورا۔۔۔اچھا چھوڑو سب کچھ کیفے چلتے ہیں کچھ کھانے
۔۔۔میرم نے انیزا کا موڈ ٹھیک کرنا چاہا۔۔۔لوفر، اکڑو، ہٹلر، سٹرل، نیلا

ڈریکولا۔۔۔ انیزا بس کردوا یک دفعہ شروع ہی ہو جاتی ہو تم۔۔۔ اچھا
چلو۔۔۔ تینوں کلاس روم سے باہر چلی گئی۔۔۔
احمد کالج میں کھڑے ہیں۔۔۔ تو میں کب کہا ہے بیڈ روم میں ہیں۔۔۔
حکمتیں تو آپ بیڈ روم والی کر رہے ہیں اسمہ نے سرگوشی کی۔۔۔ اسمہ
نے احمد شاہ کا ہاتھ ہٹانا چاہا جو اس کی کمر پر تھا۔۔۔ وہ میٹینگ روم میں بیٹھے
تھے۔۔۔

بیگم ابھی تو میں کچھ کیا ہی نہیں اور آپ۔۔۔ اسمہ نے گھور کر دیکھا احمد
شاہ خاموش ہو گیا

بیگم غصے میں بہت پیاری لگتی ہو۔۔۔ احمد آپ کچھ دیر خاموش نہیں رہ
سکتے۔۔۔ اوکے۔۔۔۔۔

کسے ڈھونڈ رہے ہو برکھودار۔۔۔ کسی کو نہیں۔۔۔ سوچ لو۔۔۔ میں نے
کس کو ڈھونڈنا ہے۔۔۔ جسے ہر وقت سوچتے رہتے ہو۔۔۔ بابا۔۔۔

سریسلی بتاؤ زید کون ہے وہ۔۔۔ یار کوئی بھی نہیں ہے پیچھے ہی پر گئے ہو
سارے۔۔۔ زید کہتے ہوئے وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔۔۔

عیشان۔۔۔ جی کہیے محترمہ۔۔۔ آئی لو یو۔۔۔ لڑکی کے اظہار پہ عیشان کو
بے حد غصہ آیا۔۔۔ دیکھے اچھے گھر کی لڑکیاں ایسے بے حیائی کے
مزاہرے کرتی اچھی نہیں لگتی۔۔۔ میں نے تو اظہار کیا ہے اور پیار کا اظہار
میں کون سی برائی۔۔۔

اظہار کرنے میں برائی نہیں لیکن ایک نامحرم سے کرنے میں برائی ہے
۔۔۔

تو محرم بن جاؤ نا لڑکی نے عیشان شاہ کے قریب آ کر دونوں کندھوں پر
ہاتھ رکھا۔۔۔ عیشان نے لڑکی کو خود سے دور کرنے کے لیے دھکا دیا وہ

منہ کے بل نیچے گری۔۔۔ عیشاں غصے سے وہاں سے واک آؤٹ کر گیا

چھوڑو گی نہیں تمہیں۔۔۔ رابعہ غصے میں اس لڑکے کے پاس گئی جسے
ڈیٹ کر رہی تھی۔۔۔ ارحم عیشاں نے میرے ساتھ بد تمیزی کی ہے یہ
دیکھوں میرے ہونٹ دیکھوں۔۔۔ اسے تو چھوڑو گا نہیں میں۔۔۔
عیشاں یونی کی بیک سائیڈ پر کتاب پڑھنے میں مصروف تھا جب اس کے
سر پر کسی نے بھاری چیز سے مارا عیشاں بے ہوش ہو گیا۔۔۔ ارحم نے اس
کے ہاتھوں پر کٹ لگائے۔۔۔

عیشاں بے ہوشی کی حالت میں وہاں پڑا رہا وہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔
زید عیشاں کو پک کرنے آیا تھا زید شاہ عیشاں کو ڈھونڈتے ہوئے بیک
سائیڈ پر گیا عیشاں کو اس حالت دیکھ کر زید نے فوراً عیشاں کو اٹھایا اور

اسے ہو سپیٹل سے بینڈ اتج کر وائی عیشان کو ہوش آنے کے بعد اسے گھر
لے کر جا رہا تھا۔۔۔

کس نے کیا ہے تمہارے ساتھ یہ سب۔۔۔

پتا نہیں بھائی میں بیک سائیڈ پر بک پڑھ رہا تھا جب کسی نے میرے پہ
بھاری چیز ماری۔۔۔۔۔

یعنی تمہیں بے ہوش کر کے تمہارے بازوؤں اور ہاتھوں پر کٹ لگائے
ہیں۔۔۔

گھر پہنچے تو سب عیشان کے ارد گرد اکھٹے ہو گئے۔۔ عیشان کیا ہوا ہے بیٹا
۔۔

عیشان بھائی چوٹ کیسے لگی۔۔ عیشان بھائی بتائیں۔۔ پیچھے ہٹو سب
ایک دفعہ ہی شروع ہو گئے ہو۔ احمد شاہ نے سب کو پیچھے کیا جو عیشان
کو بولنے کا موقع دینے کی بجائے خود شروع ہو گئے تھے۔۔

بابا عیشان بتانے لگا تھا جب اس کا فون رنگ ہوا عیشان نے کال پک کی
سامنے سے ایک ادھیڑ عمر شخص کی آواز سنائی دی۔۔۔ بیٹا میرے بیٹے کو
معاف کر دو اس نے تمہیں نقصان پہنچایا۔۔۔ میرے بیٹے کو کسی نے
بہت بے رحمی سے مارا اس کو ہاتھوں پر بے تحاشاکٹ لگائے اس کا سر
پھاڑ دیا میرا بیٹا آئی۔ سی۔ یو میں ہے اسے معاف کر دو۔۔۔ عیشان کو
سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا بولے۔۔۔ انکل معاف کرنے والی تو اللہ کی ذات
ہے ٹھیک ہو جائے گا وہ عیشان نے کہتے کال بند کر کے
ارسلان شاہ کی طرف دیکھا جو کاؤچ پر بیٹھ کر پرسکون انداز میں بریانی
کھا رہا تھا۔۔۔
بھائی جی آپ نے اس لڑکے کو کیوں مارا۔ ارسلان نے نیلی آنکھوں میں
وحشت لیے عیشان کو دیکھا۔۔۔

میرے بھائیوں کی طرف کوئی دیکھ کر دکھائے زندہ زمین میں گھاردوگا

ارسلان شاہ غصے سے بھرا گھر سے باہر چلا گیا۔۔

یہ نشان انفیکشن کے لگتے تو نہیں ہے۔۔ انیزا اپنی کمر کو دیکھ رہی تھی جہاں جگہ جگہ انگلیوں کے نشانات تھے۔۔ پتہ نہیں کب جائے گے یہ نشان۔۔ انیزا نے اپنی شرٹ نیچے کر کے بیڈ پر سونے کے لیے لیٹ گئی

--

انیزا چلو باہر چلتے ہیں ولی کمرے میں آیا اور انیزا کو گود میں اٹھا کر باہر لے گیا۔۔۔ بھائی کہا جانا ہے۔۔ گھومنے۔۔۔

اچھا مجھے عبا یا تو پہننے دیں۔۔۔ یہ لو تمہارا عبا یا میرم نے انیزا کے آگے عبا یا کیا۔۔۔ چلو پہنو۔۔۔ ولی نے انیزا سے کہا۔۔۔ مجھے نیچے تو اتاریں۔۔۔

انیزانے ولی سے کہا جو کب سے اسے اٹھائے کھڑا تھا ولی نے انیزا کو نیچے اتارا۔۔۔

تینوں پارک میں گھوم رہے تھے جب انیزا کو لگا کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔۔۔

کیا ہوا انیزا۔۔۔ کچھ نہیں بھائی۔۔۔ انیزا کہتے آگے کو چلی گئی۔۔۔
بیگم کچھ دیر اور پھر تم میری باہوں میں ہو گئی اپنے شاہو کے پاس۔۔۔۔
پارس انیزا کو محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا۔۔
پارس پ انیزا کا پیچھا کرتا رہا جب تک وہ گھر نہیں پہنچ گئی۔۔۔
گھر پہنچ کر انیزا اتھکاوٹ کی وجہ سے جلد ہی گہری نیند میں چلی گئی۔۔
رات کے بار بجے ڈیول انیزا کے کمرے میں آیا۔۔۔

میری عین سو رہی ہے ڈیول سوچتے ہوئے اس کے ساتھ بیڈ پر لیٹ گیا۔۔۔

ڈیول کبھی بے باکی سے انیزا کے رخساروں پر لب رکھے کبھی پیشانی پر تو
کبھی ہونٹوں پر۔۔۔

ڈیول نے انیزا کو باہوں میں لیتے اس کے ساتھ سو گیا۔۔۔

نیہا کچن میں کھڑی تھی جب اس اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا
نیہا نے پیچھے دیکھا تو رضا کھڑا تھا۔۔

ایک گلاس پانی ملے گا۔۔ نیہا نے کانٹے ہاتھوں سے رضا کو پانی دیا۔۔

نیہا کو۔۔ نیہا کو باہر جاتے دیکھ روکا

رضانے چیئر پیچھے کرتے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

نیہا کو مجبوراً بیٹھنا پڑا۔۔

آپ سے بابا اور بڑے بابا نے بات کی ہوگی۔۔۔ ک۔۔ کس بارے

م۔۔ میں۔۔۔

ہمارے نکاح کے بارے میں۔۔ مجھے جانا ہے۔۔ نہیہا اگر تمہارا جواب نا
ہے تو مجھے بتادو میں بابا اور بڑے بابا کو منع کر دیتا ہوں۔۔ نہیہا اٹھنے لگی
تھی جب رضا بولا۔۔۔

مجھے وقت چاہیے۔۔ دس دن ہو گئے ہیں نہیہا رضا بے حد پیار سے بولا
۔۔۔۔

آپ کی پسند اگر دو دن کی ہوئی تو۔۔

ایسا لگتا ہو میں تمہیں۔۔۔ مجھے ڈر لگتا ہے۔۔۔ کس سے۔۔۔

امیسی نہیہا چلاتے ہوئے رضا کے سینے سے لگ گئی۔۔۔

نہیہا کیا ہوا رضا نے نہیہا کو دور کرنے کی کوشش کی تو اس نے اپنا حصار سخت
کر لیا۔۔۔۔

و۔ وہاں بچ۔۔۔ چپکلی۔۔۔ رضا نے شلف پہ دیکھا جہاں چپکلی کا چھوٹا سا بچہ

تھا۔۔۔

بنانا کاح کے انسان رو مینس کرتا اچھا نہیں لگتا۔۔ نیہا سیان کی آواز پہ رضا
کو دھکا دیے کر منہ پہ دونوں ہاتھ رکھ گئی

وہ۔۔۔ وہاں۔۔۔ چ۔۔۔ چپکلی۔۔۔ رضا نے شلف کی طرف اشارہ کیا
کہاں ہے چپکلی رضا بھائی۔۔۔ وہ ابھی یہی تھی۔۔۔

رضا نے شلف کی طرف اشارہ کیا جہاں چپکلی کا نام و نشان تک نہیں
تھا۔۔۔

آپ کہاں جا رہی ہے سیان نے نیہا کا ہاتھ پکڑا جو وہاں سے بھاگ رہی
تھی

م۔م۔م۔ میں وہ۔۔۔۔ میں وہ بابا اور بڑے بابا کو کہنے جا رہا ہوں کہ آپ
کی بہن کی طرف سے ہاں ہے۔۔۔ نہیں میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔۔۔

نیہا سیان کی بات پہ فوراً بولی۔۔۔ مطلب ہمارے رضا بھائی آپ کو

پیارے نہیں لگتے۔۔۔۔۔ پیارے لگتے ہیں رضا۔۔۔ یعنی آپ کو کوئی
اعتراض نہیں پھپھو۔۔۔ ہاں۔۔۔

رضا بھائی مبارک ہو۔۔۔ سیان خوش ہوتے رضا کے گلے لگا رضا بس نہا
کو دیکھنے میں مصروف تھا۔۔۔

وہ۔۔۔ م۔۔۔ میں سہی کہتا ہے اذہان تم سیان نہیں شیطان ہو۔۔۔ نہا غصے
میں وہاں سے واک آؤٹ کر گئی اسے خود پہ غصہ آ رہا تھا کہ اس نے ہاں
کیوں کی۔۔۔

زیدار سلان کے روم میں بیٹھا جوس پی رہا تھا۔۔۔
زید اپنا رشتہ بھجوں ہیرا کے گھر۔۔۔ ارسلان زید کی طرف سنجیدگی
سے دیکھ رہا۔۔۔

ارسلان کی بات پہ زید کے منہ سے جوس فوارا کی شکل میں نکلا۔۔۔

تمہیں کیسے بتاؤں حیرانگی سے ارسلان کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ تم سب
کیا کارنامے سرانجام دے رہے ہو تم سب کو یہ خوش فہمی کیوں رہتی
ہے ہر وقت کہ مجھے پتا نہیں چلے گا۔۔

جب اس کے بارے پتا لگوا ہی لیا ہے تو رشتہ بھیجنے کی زحمت بھی کر لو
۔۔۔۔

زید شاہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا اپنے بھائی کی بات سن کر۔۔
ارسلان بہت مشکل ہے۔۔۔۔ اگر کسی چیز کی دل سے نیت کر لی جائے
تو کچھ بھی مشکل نہیں رہتا۔۔

جتنی جلدی ہو سکے نکاح کر لو۔۔۔ ارسلان بیڈ پہ سیدھا ہو کے بیٹھ گیا
زید نے اس کی گود پلور کھ کر اس پہ لیٹ گیا۔۔

ارسلان بھائی۔۔ زید میرے خیال سے ہم ٹو نر ہیں۔۔۔ لیکن میرے
لیے تم میرے بڑے بھائی ہو۔۔ زید کہتے آنکھیں بند کر گیا۔۔ بہت

جلد تم ہیر ازید شاہ بن جاؤ گی۔۔۔ زید شاہ مسکرایا۔۔۔ سوچنے سے کچھ
نہیں ہوتا زید شاہ عمل کرنا پرتا ہے۔۔۔ زید نے گھور کر ارسلان کی طرف
دیکھا۔۔

تم نجومی ہو میں اگر کوئی چیز سوچو وہ بھی تمہیں پتہ چل جاتی ہے
چل سو جا چپ کر کے ارسلان زید کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگا۔
زید جلد ہی گہری نیند میں چلا گیا۔۔

زید شاہ جب بھی پریشان ہوتا تو ارسلان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ جاتا
تھا۔۔۔۔

ارسلان پوری رات اسی حالت میں بیٹھا رہا۔۔۔

مراد شاہ پریشانی سے آئی۔ سی۔ یو کے باہر چکر لگا رہے تھے۔۔

بابا۔۔ انشا کچھ نہیں ہو گا اسمہ کو سا جاد نے اپنے بابا کو اور انشا کو حوصلہ دینا چاہا جو کب سے رو رہی تھی۔۔۔

اگر اسمہ کو کچھ ہو نہ جان مار دو گا احمد کو۔۔ بابا سا جاد شاہ نے تڑپ کر اپنے بابا کی طرف دیکھا۔۔

میرال۔۔۔ مراد شاہ میرال کے پاس گئے جو آئی۔ سی۔ یو سے نکلی تھی۔۔

ہوش میں آئی تھی اسمہ لیکن جو کچھ اس کے ساتھ ہوا ہے وہ بے حد ڈر گئی ہے ہمیں اسے بے ہوشی کے انجیکشن دینے پڑے۔۔۔

گھر لے کے جاسکتے ہیں مراد شاہ کو پہ ضبط کرتے بولے۔۔۔ ایک ڈرپ لگی ہے اس وہ ختم ہو جائے پھر۔۔۔ میں ڈسچارج پیپر لے کر آتا ہوں۔۔۔

انشا چپ ہو جاؤ۔۔ ساجاد میری بہن وہ۔

میرال بیگم نے آگے ہو کے انشا کو گلے لگایا۔۔

وہ ٹھیک ہے بیٹا۔۔ میں اس سے مل لو۔۔ صرف دو منٹ۔۔ اوکے

انشا کہتے آئی۔ سی۔ یو کی طرف بھاگی۔۔

ساجاد تمہارے بابا آتے ہیں تو انھیں میرے کعبین میں بیجھو۔۔

میرال بیگم اپنے کعبین میں چلی گئی۔۔

بولو۔۔ مراد شاہ چمیر پہ بیٹھ گئے۔۔

مراد اسمہ۔۔۔ اسمہ کیا۔۔ مراد شاہ کے چہرے کی سنجیدگی دیکھ کر

میرال بیگم کو ڈر لگ رہا تھا۔۔

دعا کرے گا مراد کہ اسمہ پریگنٹ نہ ہو جائے۔۔ مراد شاہ نے اپنا سر

تھام لیا

مراد۔۔۔ میرال بیگم مراد شاہ کے پاس آئی۔۔

میرال وہا۔ ابھی ت۔ تیرا سال کی ہے۔۔

پہلی بار مراد شاہ کی زبان لڑکھڑائی تھی۔۔

اسمہ کو بے ہوشی کی حالت میں گھر لے آئے۔۔

احمد کہاں ہے۔۔ م۔ مراد۔۔ مراد شاہ کے ہاتھ میں بیلٹ دیکھ کر

میرال بیگم گھبرا گئی۔۔

آپ سب کہاں گئے تھے بابا۔ احمد نے

مراد شاہ کے پاس جاتے ہوئے کہا مراد شاہ احمد کو بے رحمی سے بیلٹ

مارنا شروع ہو گئے۔۔ بابا۔۔ مرگیا تمہارا باپ۔۔ مراد شاہ کے ہاتھ

نہیں روکے تھے وہ بے رحمی سے احمد کو مار رہے تھے۔۔

بابا سا جاد آگے ہوا۔۔ کوئی بیچ میں نہیں آئے گا۔

میرال بیگم اپنی بیٹے کو مار کھاتے دیکھ اپنی آنکھیں بند کر لی اپنے ہاتھ

کانوں پر رکھ لیے وہ اپنے بیٹے کی چیخیں نہیں سن سکتی تھی۔۔

م۔ میں نے کیا کیا ہے احمد روتے ہوئے بولا آج پہلی بار اس کے بابا سے
مار رہے تھے وہ بھی اس کی غلطی بتائے بغیر۔۔۔ مراد شاہ اور بے رحمی
سے مارنا شروع ہو گئے۔۔۔

اچانک مراد شاہ کے ہاتھ روکے جب انشا احمد کے آگے آئی۔۔۔ اٹھوا انشا
نے احمد کو اٹھایا۔۔۔ انشا پیچھے ہٹو مراد شاہ غصے سے بولے۔۔۔

ہر مجرم کو بولنے کا موقع دیا جاتا ہے

احمد کو بولنے کا ایک موقع تو دیں۔۔۔

احمد تم نے کیوں کیا۔۔۔ انشا روتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔ آپ مجھے کچھ

سمجھ نہیں آرہی آپ سب کیا بول رہے ہو۔۔۔ ک۔ کیا مطلب۔۔۔

میں اٹھا تو میرے سر میں درد ہو رہا تھا میں باہر آیا تو کوئی نہیں تھا۔۔۔ بابا

سے پوچھا تو بابا مارنا شروع ہو گئے احمد روتے ہوئے بتا رہا تھا۔۔۔

تمہیں پتا ہے اسمہ اس وقت کس حال میں ہے۔۔۔ کیا ہوا ہے اسمہ کو
احمد کو بے چینی ہوئی۔۔

میں بتاتا ہوں کیا ہوا ہے مراد شاہ احمد کو قریب آئے۔۔۔
تم نے کل رات اسمہ کو درندوں کی طرح نوچا وہ چلاتی رہی لیکن تم اپنی
درندگی پوری کر کے پیچھے ہوئے۔۔۔
بابا۔ م۔ میں۔۔۔ نہ۔ نہیں۔۔۔ اسمہ۔۔۔

ک۔ کمرے۔۔۔ م۔ م۔ میرے

احمد شاہ سے کچھ بولا نہیں جا رہا تھا

وہ اتنا بچہ نہیں تھا کہ اپنے باپ کی باتوں کا مطلب نا سمجھ پاتا۔۔۔

بابا اسمہ کہاں۔۔ احمد اسمہ کے کمرے کی طرف جانے لگا جب مراد شاہ
نے احمد کا بازو پکڑا۔۔

خبردار اگر تم اسمہ کے جانے کی کوشش کی دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔

بابا ایک دفعہ مجھ۔۔۔ میں نے کہا دفع ہو جاؤ۔۔۔

احمد اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔

ایک ہفتے سے احمد اپنے کمرے میں بند تھا دن ایک دفعہ مشکل کھانا کھاتا

--

میرال بیگم اس کی منتیں کرتی رہتی کہ وہ کچھ کھالے۔۔۔

ایک ہفتے میں اس کی حالت ایسی ہو گئی کہ ناجانے وہ کب سے بیمار ہو۔۔۔

اسمہ کو پہلے تین دن بہت مشکل سے سنبھالا۔۔۔ اب وہ کچھ نارمل تھی

انشا میرال بیگم اسمہ کے کمرے میں تھی جب اچانک اسمہ نے وامٹ

کر دی

میرال بیگم اسمہ کو واش روم لے کر گئی اس کا ہاتھ منہ دھلوا کر اسے

ہو سپیٹل لے گئی۔۔۔

میرال کیا ہوا ہے۔۔ مراد شاہ نے میرال بیگم کو پریشانی میں دیکھتے پوچھا

مراد اسمہ۔۔ اسمہ ٹھیک ہے نامیرال بیگم کی بات پوری ہونے سے پہلے
مراد شاہ بولے۔۔

اسمہ پ۔۔ پریگنٹ ہے۔۔ یا اللہ مراد شاہ نے سر تھام لیا۔۔ میں آج
اسے ہو اسپتال لے کر گئی تھی۔۔ احمد کو بتایا۔۔ نہیں۔۔

مراد احمد سے بات کریں کیا پتہ جیسا آپ سوچ رہے ہو ویسا کچھ ہو ہی نا

میری تربیت ایسی نہیں ہے مراد۔۔

میرال بیگم رونے لگ گئی۔۔

احمد کو نشا آور چیز پلائی گئی تھی۔۔

مراد شاہ نے ضبط کرتے ہوئے کہا۔۔

میں جانتا ہوں میرا بیٹا ایسا نہیں ہے لیکن اس نے کیا ہے چاہے نشے میں
تھا

اس معصوم کا کیا قصور تھا۔۔۔

آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن کب تک اسے سزا دیں گے۔۔۔ ایک
دفعہ اس سے مل لیں۔۔۔ میرا بیگم نے منت کرنے والے لہجے میں کہا
۔۔۔

ٹھیک ہے جاتا ہوا احمد کے پاس۔۔۔

دروازہ کھولا احمد۔۔۔ احمد نے اپنے بابا کی آواز سن کر فوراً دروازہ کھل دیا
۔۔۔

اپنے بیٹے کی حالت دیکھ کر ان کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔

بابا۔۔۔ احمد نے اپنے بابا کی طرف دیکھا جن کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔۔۔

کیا ہوا تھا اس دن مراد شاہ سنجیدگی سے بولے۔۔۔۔۔

میں باہر واک کرنے گیا راستے میں کھلا میدان تھا ایک آدمی میرے پاس آیا وہ کافی دفعہ ہمارے گھر بھی آیا تھا۔۔۔

اس نے مجھے جوس دیا۔۔۔

اور تم نے پی لیا مراد شاہ کو احمد پر بے حد غصہ آ رہا تھا۔۔۔
مجھے اس کے بعد کچھ یاد نہیں ہے۔۔۔

بابا معاف کر دیں مجھے۔۔۔ کل سے تم میرے ساتھ آفس جایا کرو گے

۔۔۔

میں۔۔۔۔۔ ہاں تم۔۔۔۔۔ بابا پلینز معاف احمد نے التجائی نظروں سے اپنے
بابا کی طرف دیکھا۔۔۔

میں ایک باپ ہونے کی حیثیت سے تمہیں معاف کر سکتا ہوں لیکن۔۔۔
لیکن کیا بابا۔۔۔

لیکن اسمہ کا سر پرست اور ایک بہن کا بھائی کیسے معاف کر دے۔۔۔

میری بہن اپنی بیٹیوں کو میرے پاس چھوڑ کر جاتی تو وہ پر سکون ہوتی
تھی۔۔۔ میں اس کی بیٹی کی حفاظت نہیں کر پایا۔۔ مراد شاہ نے اپنے
منہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔

احمد اسمہ امید سے ہیں۔۔۔ ب۔ بابا۔۔

وہ۔۔ ا۔ بھی بچ۔ چھوٹی۔۔ مراد شاہ کی بات سن کر احمد سے بولا نہیں
گیا۔۔

احمد جسے تم ظاہری طور پر ایک نوجوان مرد لگتے ہو تمہیں ذہنی طور پر
بھی ویسا بننا ہو گا۔۔

میں ایک باپ ہونے کے ناطے اسمہ کا سر پرست ہونے کے ناطے اسمہ
کی ذمہ داری اٹھا سکتا ہو لیکن اپنی اولاد کی ذمہ داری تمہیں خود اٹھانی
ہو گی۔۔

اولاد کی ذمہ داری صرف باپ ہی اٹھا سکتا ہے اور مجھے پتا ہے میرا بیٹا یہ
ذمہ داری بہت اچھے طریقے سے پوری کریں گا۔۔۔

مراد شاہ کچھ پل کے لیے خاموش ہو گئے پورے کمرے میں گہری
خاموشی چھا گئی۔۔۔

میں جایا کرو گا آفس آپ کے ساتھ۔۔۔
احمد نے مراد شاہ کی طرف دیکھا۔۔۔

بابا میں اسمہ سے۔۔۔ ابھی نہیں مراد شاہ احمد کی بات پوری ہونے سے
پہلے بولے۔۔۔

چلو کھانا کھائے۔۔۔ مراد شاہ جانے لگے جب احمد نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا
۔۔۔

بابا میں آپ کو ہگ کر لو۔۔۔ احمد نے پوچھا۔۔۔

مراد شاہ اپنے بیٹے کو سینے سے لگا لیا

میں ہمیشہ اپنے بیٹے کے ساتھ ہو۔۔

اولاد کو تکلیف میں مبتلا دیکھنا باپ کو بہت درد دیتا ہیں۔۔۔

کتنی دیر دونوں ایسے ہی کھڑے رہے چلو۔۔ احمد اور مراد شاہ باہر

آئے

سب کھانا کھا رہے تھے۔۔ احمد کو دیکھ کر اسمہ نے ڈر کر میرا بیگم کا ہاتھ
پکڑ لیا۔۔۔

احمد مراد شاہ کے ساتھ بیٹھا۔۔ بیٹا ادھر آؤ میرے پاس۔۔ مراد شاہ نے
اسمہ کو بلایا۔۔۔

اسمہ ڈرتے ہوئے اپنے مامو کے پاس گئی

آپ احمد سے کیوں ڈر رہی ہو۔۔ احمد گندے ہے۔۔ اسمہ معصومیت

سے بولی

احمد گندہ نہیں ہیں گندے وہ انکل ہی۔ جنھوں نے احمد کو گندی چیز
کھلائی اور احمد کچھ دیر گندہ بن گیا۔۔

اسمہ معصومیت سے اپنے مامو اور احمد شاہ کی طرف دیکھ رہی تھی
پہلے احمد نے کبھی میری بیٹی کو ہرٹ کیا ہے؟۔۔۔ اسمہ نے نفی میں سر
ہلایا

مطلب گندے انکل نے احمد کو گندہ کیا

ہاں مراد شاہ نے اسے بچوں والے انداز میں سمجھایا۔۔

احمد آپ نے کیوں گندے انکل سے چیز لی اسمہ نے احمد کے بازو پر تھپیر
مارا۔۔

احمد مسکرایا اسمہ تب اسے بازو پر تھپیر مارتی تھی جب اسے احمد پر غصہ
ہوتا تھا۔۔

مجھے نہیں پتہ تھا کہ وہ گندے ہیں۔۔

آئندہ کسی انکل سے چیز نہیں لینی اسمہ کی آنکھوں میں آنسوؤں آگئے

کبھی نہیں لوگا۔۔۔

میرال بیگم اپنے بیٹے کی طرف دیکھ رہی تھی جس کے چہرے پہ بڑوں
کی طرح سنجیدگی تھی۔۔

اسمہ احمد کو گھور کر دیکھ رہی تھی

کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہی ہو۔۔ آپ مجھ سے دو سال بڑے ہیں اسمہ

نے دو انگلیاں دیکھائی۔۔ اتنے لمبے اور اتنے بڑے لگتے ہیں۔۔۔ تو

۔۔۔ مجھے بھی لمبی ہونا ہے۔۔ اسمہ کی بات پہ سب مسکرائے۔۔

امی یہ تو ہے احمد اپنی اتج سے کافی بڑا ہے پندرہ سال کی عمر میں اس کا قد

چھ فٹ ہو گیا ہے۔۔۔

حال

آپ سب چلے جائیں میں دوسری گاڑی میں آ جاؤ گا۔۔ آج کالج کی
طرف سے ٹرپ جانی تھی ارسلان کو کہی ضروری کام سے جانا تھا۔۔۔
ٹائم سے کالج آ جانا۔۔ آ جاؤ گا بابا۔۔

ٹھیک ہیں کہتے احمد شاہ نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔
تم دونوں تو کہہ رہی تھی ہم نے نہیں آنا۔۔ ہیرا دونوں کی طرف غصے
سے دیکھ رہی تھی جب سے دونوں نے کہا تھا کہ انہوں نے نہیں جانا وہ
منہ بنا کے بیٹھی ہوئی تھی۔۔

تم دونوں کی وجہ سے میں دو دن منہ بنا کے بیٹھی ہوئی تھی۔۔

یار سچی بابا نہیں مان رہے تھے کہہ رہے تھے کہ انیزا بھی مکمل طور پر
ٹھیک نہیں ہے اور اگر یہ ناجاتی تو میں بھی نہیں جانا تھا۔۔۔ میرم نے
ہیرا کا موڈ ٹھیک کرنا چاہا۔۔۔

مجھے تو کہی سے بیمار نہیں لگ رہی یہ۔۔۔ ہیرا نے گھور کر انیزا کی طرف
دیکھا جو دانت نکال رہی تھی۔۔۔

ہیرا بابا کو لگتا ہے۔۔۔ انکل کو نہ تم کچھ زیادہ ہی نازک کلی لگتی ہو ہیرا
نے کہتے انیزا کا بازو دبایا۔۔۔

کتنی ظالم ہو تم۔۔۔ کیا کیا میں نے دکھاؤ۔۔۔

جہاں سے ہیرا نے انیزا کا ہاتھ پکڑا تھا وہ ساری جگہ ریڈ ہو گئی تھی۔۔۔
میں نے تو ہلکا سا ہی دبایا ہے۔۔۔ انکل کو سہی لگتا ہے۔۔۔ کیا سہی لگتا ہے

--

کہ ان کی بیٹی نازک کلی ہے۔۔۔

اوہیلواتنی بھی نازک نہیں ہو۔۔

وہ دکھ رہا ہے ہمیں دونوں نے ایک ساتھ بولتے ہوئے انیزا کے بازو کی طرف اشارہ کیا جس کی ریڈنس اور زیادہ ہو گئی تھی۔۔۔

چلے سٹوڈنٹس سب سیٹس پر جا کے بیٹھ جائے میم نے بس کی طرف اشارہ کیا۔۔

کہاں جا رہی ہو میرم نے انیزا کا ہاتھ پکڑا۔۔ میری چاکلیٹس کلاس روم میں رہ گئی ہیں۔۔۔ رہنے دو۔۔۔ کیوں رہنے دو میں نے راستے میں کھانی ہے۔۔ انیزا ہاتھ چھڑا کر کلاس روم کی طرف بھاگی۔۔ اس کا کچھ نہیں ہو سکتا ہیرا نے کہتے میرم کو اندر کھینچا۔۔

یہ رہی۔۔ انیزا چاکلیٹس کا پیک لے کر باہر آئی تو چاروں بس میں جگہ فل ہو گئی تھی تین بس روانہ ہو گئی ابک بس موجود تھی۔۔۔

کہاں تھی آپ پروفیسر غصے سے بولے

انیزا کارونے والا منہ بن گیا۔۔ کہی جگہ بھ نہیں ہے۔۔ سر کو سمجھ نہیں
آ رہا تھا کہ اسے کہا بیٹھائے آگر انیزا بیٹھ جاتی تو دوسرے بچوں نے تنگ
ہو جانا تھا سمبر ٹیال سے مری تک کا راستہ
بچوں کو انکفر ٹیبل ہو کر گزارنا پڑتا۔

اسلام علیکم ارسلان نے کالج کے باہر گاڑی کھڑی کی۔۔۔ وعلیکم السلام
۔۔

آپ مری جا رہے ہیں۔۔۔ جی۔۔۔ آپ کی ایک چھوٹی سی ہیلپ چاہیے
۔۔۔ کہے۔۔۔ پروفیسر نے سارا مسئلہ ارسلان شاہ کو بتایا۔۔ ارسلان
نے انیزا کی طرف دیکھا جو نکاب کیے ادا اس گہری کالی آنکھوں لیے
کھڑی گرڈ یا لگ رہی تھی۔۔

بس میں پروفیسر کا ہونا ضروری ہے اس لیے آپ انھیں ساتھ لے
جائے۔۔

چلیں ارسلان نے انیزا کو گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔ انیزا اس نیلے
ڈریکولاسر کے ساتھ سفر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔
لیکن وہ میرم اور ہیرا سے دور بھی نہیں رہنا چاہتی تھی۔۔ مرتی کیانہ
کرتی مجبوراً بیٹھنا پڑا۔۔

انیزا کے بیٹھتے ہی ارسلان شاہ نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔
آدھے گھنٹے کا سفر وہ طے کر چکے تھے اس آدھے گھنٹے میں ارسلان شاہ کا
دیکھنا ڈرائیونگ میں کم اور انیزا میں زیادہ تھا۔۔
آپ میری طرف کیوں دیکھ رہے ہیں۔۔ انیزا کو غصہ چڑھ گیا ارسلان
شاہ کا بار بار پر۔۔

گڑیا لگتی ہیں آپ مجھے۔۔ کہتی ہے تو اپنے والدین کو بھیجو آپ کے گھر

۔۔۔

آپ کو شرم نہیں آتی آپ کی سٹوڈنٹ ہو۔۔۔ تو۔۔۔

انیزانے دل میں کتنی صلاتیں سنائی ارسلان شاہ کو۔۔

میرانکاح ہوا ہے۔۔۔

تو مجھ سے شادی کر لے۔۔۔ ارسلان شاہ کی بات پہ انیزاکا منہ کھل گیا

۔۔۔

انیزاکو شک ہوا کہی یہ پاگل تو نہیں ہے۔۔

آپ پاگل ہے۔۔۔۔ میں نے ایسا کیا کہا جو آپ کو پاگل لگ رہا ہو۔۔

ارسلان ڈرائیونگ کرتے ہوئے باتیں کر رہا تھا۔۔

جواب نہیں دیا آپ نے میری بات کا۔۔

میرانکاح ہوا ہے آپ چھوٹے بے بی نہیں ہے جو آپ کو میری بات

سمجھ نہیں آرہی۔۔ معصوم بچوں کی طرح منہ بناتے بولی۔۔ ایک پل

کے لیے ارسلان شاہ کی آنکھیں مسکرائی۔۔

چھ فٹ چار انچ کا انسان آپ کو بے بی لگتا ہے۔۔۔ باتیں تو آپ چھوٹے
بے بی والہ کر رہے ہے۔۔۔۔ انیزا نے آنکھوں میں معصومیت لیے کہا

ابھی آپ چھوٹی ہے تو بڑوں والی باتیں کرنے سے رہا میں۔۔۔ ارسلان
نے پیار بھری نظروں سے دیکھا۔۔۔

لوفر کہی کا انیزا بڑ بڑائی۔۔۔ کیا کہا۔۔۔ آپ سے مطلب اور اپنے کام سے
کام رکھے میرا نکاح ہوا ہے اور شادی بھی اپنے شوہر سے کروں گی سمجھے
آپ۔۔۔

انیزا بے حد غصے سے بول کر چاکلیٹس کا پیک کھول کر نکاب کے نیچے
سے کھانے لگی بس طرح وہ کھا رہی تھی ارسلان شاہ کو اپنی کانچ کی گڑیا
پہ بے گناہ پیار آیا۔۔۔

انیزا چاکلیٹس کھاتے کھاتے سو گئی تھی۔۔۔

ارسلان بھی پرسکون انداز میں ڈرائیونگ کرنا شروع ہو گیا۔

زید ہیرا کو دیکھنے میں مصروف تھا۔

ہیرا عجیب لگ رہا تھا زید شاہ کا اسے دیکھنا۔

ہیرا کچھ دیر خاموش رہی جب زید شاہ باز نہ آیا تو ہیرا نے گھور کر دیکھا

زید شاہ ایک پل کے لیے مسکرایا۔

زید شاہ تو کبھی مسکرا لیتا تھا لیکن ارسلان شاہ اس کو کبھی کسی نے

مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔۔

عالم کب تک ناراض رہے گے۔۔۔ جب تک وہ رات نہیں بول جاتا

میں۔۔ میں یا میرا خدا جانتا ہے وہ رات میں نے کس درد میں گزار دی

ہیں۔۔۔

ضبط سے لال ہو گئے تھے۔۔

ارسہ بیگم رونا شروع ہو گئی۔۔ ایک تو تم عورتوں کو کچھ سمجھنا آئے تو
رونا شروع ہو جاتی ہو۔۔ اچھا ٹھیک ہے نہیں ناراض عالم صاحب نے
جب دیکھا کہ ارسہ بیگم چپ نہیں ہو رہی تو کہا
پکارا ارسہ بیگم فوراً چپ ہو گئی۔۔ بڑی ڈرامے باز ہو تم عالم صاحب
مسکرائے۔۔

اسمہ۔۔ جی۔۔ اسمہ نے احمد شاہ کی طرف دیکھا۔۔ ہائے یہ نیلی
آنکھیں۔۔

احمد۔۔ سٹوڈنٹس بیٹھے ہیں۔۔

تو۔۔ بچے جوان ہو گئے ہیں عمر ہو گئی ہے آپ کی لیکن آپ نہیں بدلے
۔۔ اسمہ نے سوچنے والے انداز میں کہا۔۔

پہلی بات بیگم میں کبھی بھی نہیں بدلو گا۔ دوسری بات کیا عمر ہو گئی
ابھی میں صرف اٹھتیس (38) کا ہوا اور آپ چھتیس (36) کی

احمد کو تو جیسے صدمہ لگ گیا۔۔

صرف۔۔۔ جی۔۔۔ یہ عمر نہ انجوائے کرنے کی ہوتی۔۔۔ اور جب بچے
بڑے ہو جائے۔۔

پھر بچے اپنی لائف انجوائے کریں اور والدین اپنی۔۔۔ اسمہ چپ کر کے
بیٹھ گئی وہ ہر دفعہ بول جاتی تھی کہ احمد شاہ کے پاس ہر سوال کا جواب
موجود ہوتا ہے۔۔۔

ویسے اسمہ بیگم تم کہی سے بھی چھتیس کی نہیں لگتی۔۔۔ تو۔۔۔ پھر۔۔
کتنے۔۔۔ کی۔۔۔ لگتی۔۔۔ ہوں اسمہ نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔۔
پیچھے بیٹھی ہیرا اور میرم ان کی باتوں پر اپنی ہنسی کنٹرول کر رہی تھی۔۔
چوبیس پچیس کی۔۔۔ اسمہ نے گھور کر دیکھا۔۔۔ سچ میں اگر کوئی تمہیں
پہلی بار دیکھے گا تو یہی سمجھے گا کوئی یہ نہیں کہے گا کہ تم جوان بچوں کی ماں
ہوں۔۔۔

اسمہ شاہ اپنی عمر سے بہت چھوٹی لگتی تھی جب کلاس میں ایک دفعہ اسمہ نے ماسک اتارا تھا سب لڑکیوں نے اسمہ کی ایک پوچھی اسمہ کے نا بتانے پر سب نے خود ہی گیس کی کسی نے تنہیں بتائی تو کسی نے چوبیس

--

احمد چپ کر کے بیٹھ جائے۔۔ اوکے بیگم۔۔ احمد نے اسمہ کی کمر پہ ہاتھ رکھ لیا۔۔ احمد۔۔ جی اسمہ احمد شاہ۔۔

کچھ نہیں اسمہ کو احمد پر بہت غصہ آرہا تھا۔۔

اسمہ جان۔۔ احمد شاہ کے اسمہ جان کہنے پر میرم اور ہیرا چہرا نیچے کر کے ہنسی جائے۔۔۔

میرم اور ہیرا کی ہنسی سن کر اسمہ نے گھور کر احمد شاہ کی طرف دیکھا۔۔

چھ گھنٹے ہو گئے تھے ارسلان کو ڈرائیو کرتے۔۔ کچھ کھانے کے لیے
ارسلان شاہ نے گاڑی روک کر انیزا کی طرف دیکھا جو ہر چیز سے بے
خبر ساری چاکلیٹس ختم کر کے سوئی ہوئی تھی۔۔
ارسلان کار باہر گیا اور کھانے کی کچھ چیزیں اور انیزا کے لیے ڈھیر ساری
چاکلیٹس لے کر آیا۔۔

ارسلان شاہ نے انیزا کے کندھے کو تھوڑا ہلایا لیکن وہ نہ اٹھی۔۔
ارسلان شاہ نے تھوڑے زور سے ہلایا پھر بھی نہ اٹھی۔۔
یہ کیا کھا کے سوتی ہے۔۔ میں اگر ایسے سوئے میرے گھر والے سوچے
گے میں اوپر۔۔۔

ارسلان نے انیزا کے ہاتھ پر ہلکی چٹکی کاٹ کر زور سے ہلایا۔۔

ک۔ ک۔ کیا ہوا ہے۔۔ بھوکم آگیا ہے۔۔ ہائے اللہ جی بھوکم انیزانے
کانوں پہ ہاتھ رکھ کر آنکھیں بند کر لی۔۔ ہوش میں آؤ لڑکی کوئی بھوکم
نہیں آیا ارسلان شاہ نے پھر ہلایا۔۔

بھوکم نہیں آیا ارسلان شاہ نے سر پکڑ لیا۔۔

کچھ نہیں ہوا یہ کھالو۔۔ ارسلان نے ساری چاکلیٹس برگر اور ایک
کولڈرنک پکڑائی۔۔

انیزانے چیزیں پکڑ اپنا بیگ ڈھونڈنے لگی۔۔

کیا ڈونڈھ رہی ہو۔۔ یہ مل گیا انیزانے اپنا بیگ پکڑا جو نیچے گرا ہوا تھا۔۔
یہ لے پیسے۔۔ مجھے نہیں چاہیے ارسلان شاہ نے انیزا کا ہاتھ پیچھے کر دیا
جس میں پیسے تھے۔۔

میں اپنوں کے علاوہ کسی کے پیسوں سے نہیں کھاتی۔۔ انیزانے
ارسلان شاہ کے ہاتھ پر پیسے رکھ دیے۔۔

ارسلان شاہ نے وہ پیسے کار میں بنے ڈرار میں رکھ دیے۔۔

سب مری پہنچ چکے تھے۔۔۔ وہاں غلطی سے ایک کمر اکم بک کروالیا گیا
سر وہ کہہ رہے ہیں سارے رومز بک ہیں
اب کیا کریں سر۔۔ آپ کے ذمے ایک کام لگوایا تھا وہ بھی آپ ٹھیک
سے نہیں کر پائے۔۔۔ پرنسپل کو وائس پرنسپل پر بے حد غصہ آ رہا تھا

۔۔
کچھ سٹوڈنٹس اور فی میل پروفیسر

کاریڈور میں ارسلان شاہ کے فلیٹ کے باہر کھڑے تھے۔۔

ایوری تھنگ از او کے ارسلان شاہ فلیٹ سے باہر نکلا تو سب کو پریشان
دیکھ کر پوچھا۔۔

پرنسپل ساری بات ارسلان شاہ کو بتائی۔۔ احمد شاہ بھی پرنسپل کے ساتھ
تھے۔۔۔

ارسلان تمہارے فلیٹ میں دو کمرے ہیں جب تک کمرے کا انتظام
نہیں ہو جاتا یہ تمہارے فلیٹ میں رہ لیتی۔۔

ارسلان شاہ نے خود پہ ضبط کرتے اپنے بابا کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔
پانچ سٹوڈنٹس اور دو فی میل پروفیسر تھی ارسلان شاہ کے فلیٹ داخل
ہوئی۔۔۔

ارسلان شاہ نے مری میں فلیٹ لیا تھا کام کے سلسلے میں اس سائیڈ پر
اس کا کافی آنا جانا تھا۔۔۔

فلیٹ چھوٹا لیکن بے حد خوبصورت بنا تھا فلیٹ دو کمرے۔۔ اوپن کچن
۔۔ لاؤنج۔۔ بالکنی پر مشتمل تھا۔۔

سب دوسرے میں روم میں چلی گئی

اس فلیٹ میں رہے تو کوئی مزہ نہیں کر پائے گے۔۔ انیزا نے سوچا۔۔
یار سر کا فلیٹ کا کتنا پیارا ہے۔۔ میرم اور ہیرا کمرے کو دیکھ رہی تھی
منہ بند کرو مکھی چلے جائے گی انیزا نے دونوں کا کھلا منہ دیکھ کر کہا۔
دونوں نے فوراً منہ بند کیا۔۔

ڈیول مری آنے کا مقصد۔۔ اے۔ ڈی ڈیول کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔
میری عین۔۔ ڈیول نے پرسکون ہو کر جواب دیا۔

اسے پاس کیوں نہیں لے آتے۔۔ اے۔ ڈی تم۔۔ بولنے سے پہلے یہ
سوچ لینا باپ ہو تمہارا ڈیول کی بات کاٹتے ہوئے اے۔ ڈی عرصے میں
بولا۔۔۔

کمرے میں صرف ڈیول اور اے۔ ڈی موجود تھے۔۔
نہیں لا سکتا۔۔ ڈیول خود پر ضبط کر رہا تھا۔۔

اسے لے آؤ اپنے پاس ایک پاٹرن نہیں باپ بن کر کہہ رہا ہوں اے
۔ ڈی نے ادا اس ہوتے کہا۔۔ جب تمہیں پتا ہے تم اس کے بنا خوش
نہیں رہ سکتے تو پھر۔۔ خوش ڈیول نے اے۔ ڈی کی بات کاٹتے ہوئے
کہا۔۔

مجھے خوش رہنے کا حق ہے؟ ڈیول نے اپنے باپ سے سوال کیا۔۔
ڈیول۔۔۔ اے۔ ڈی نے اپنے بیٹے کی بات سن کر تکلیف سے آنکھیں
بند کر لی۔۔۔

مجھے اس بارے میں بات نہیں کرنی

اس سے پہلے ڈیول جذبات میں بہتا ڈیول اپنے اصلی روپ میں واپس
آتے نیلی آنکھوں میں وحشت لیے بولا۔۔۔

ڈیول فرش ہونے کے لیے چلا گیا۔۔۔۔۔ صبح سب نے گھومنے لیے جانا
تھا۔

سب تھکے ہونے کی وجہ سے سو گئے تھے۔۔ جب ڈیول کمرے آیا اور
اپنے عین کو اپنے ساتھ لے گیا۔۔۔

ڈیول نے عین کو بیڈ پہ لٹایا کر اس کا ہاتھ پکڑ کر دیوانوں کی طرح اسے
دیکھے جا رہا تھا۔۔۔

بہت جلد لے آؤ گا تمہیں اپنے پاس۔۔۔

ڈیول نے جھک کر اس کے دونوں رخساروں پر لب رکھے۔۔ میری

سانولی عین گڑیا۔۔۔ ڈیول ڈیمن کی عین گڑیا۔۔

ڈیول عین کے اوپر بلینکٹ دے کر کھود بھی اس کے ساتھ لیٹ گیا۔۔۔
عین کو خود میں بھینچ کر اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر آنکھیں بند کر
گیا۔۔۔۔

صبح چار بجے ڈیول کی آنکھ کھلی جب انیزا نے نیند میں اسے ٹانگ ماری کر
نیچے گرایا تھا۔

ڈیول نے انیزا کی طرف دیکھا جو اسے ٹانگ مار کر آرام سے سو رہی تھی
۔۔۔

لوگ ڈیول ڈیمن کو ہاتھ کے بارے میں سوچ کر ہی ڈر جاتے تھے اور
اس کی چھٹاک بھر کی عین نے صبح کے چار بجے ٹانگ مار کر بیڈ سے نیچے
گرایا

ڈیول نے انیزا کے لبوں پر اپنے لب رکھے
کافی دیر جب ڈیول پیچھے نہ ہوا تو انیزا ذرا سا کسمسائی۔۔

ڈیول انیزا کے کسمسانے سے پیچھے ہوا انیزا کو اپنی باہوں میں اٹھا کر جیسے
اسے لے کر آیا تھا ویسے ہی چھوڑ آیا۔

انیزا آٹھ جاؤ۔۔۔ میرم اور ہیرا سے اٹھانے میں لگی ہوئی تھی۔۔۔
انیزا نے آٹھ کر غصے سے دونوں کی طرف دیکھا۔
ایسے کیا دیکھ رہی ہو تیار ہو کر باہر آؤ۔۔۔ میرم اور ہیرا کہتے ہوئے کمرے
سے بھاگ گئی اگر وہ کمرے میں رک جاتی انیزا نے دونوں کو بالوں سے
پکڑ کر گھما دینا تھا۔۔۔

انیزا کہاں ہے میم نے میرم سے پوچھا۔۔۔
میم آرہی رہی ہے۔۔۔ انیزا کے آتے ہی سب باہر چلے گئے۔۔۔
ارسلان شاہ پر نسیل اور پروفیسر کے ساتھ کھڑا تھا جب اس کی نظر
سامنے کھڑے اپنے بھائیوں پر پڑی۔۔۔

یہ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔ ارسلان سوچتے ہوئے ان کے پیچھے جا کے
کھڑا ہو گیا۔۔

تم سب یہاں کیا کر رہے ہو۔۔ ارسلان کی آواز سنتے ہی سب کے
سانس سوکھ گئے۔۔ سب ارسلان شاہ کی طرف مڑے۔۔ بھ۔ بھائی
جی۔۔ ارسلان شاہ نے غصے سے سب کی طرف دیکھا۔۔

بھائی وہ ہم سب گھومنے آئے تھے۔۔
کس کی اجازت سے۔۔ بھائی وہ۔۔
بڑے بابا کو پتا ہے۔۔ نہیں۔۔ بابا کو
کسی کو بھی نہیں پتا۔۔

لڑکیاں کہا ہیں ارسلان شاہ غصے سے بولا۔۔
اوپر روم میں ہیں۔۔ سیان ڈرتے ہوئے بولا۔۔

اذہان بھائی آپ سے ایسی بچگانہ حرکت کی امید نہیں تھی۔۔۔ ارسلان
یار سب نے پلان بنایا تھا۔۔

سہی ہے جو مرضی کرتے رہے۔۔۔ ارسلان شاہ غصے سے کہتے ہوئے
چلا گیا۔۔ ارسلان۔۔ بھائی جی۔۔ انہوں نے ارسلان کو بلایا لیکن وہ نہ
رکا۔۔ بھائی نے آپ سب کو بولا تھا کہ سکیورٹی کے بغیر کہی نہیں جانا
پر آپ سب لوگ نہیں مانے۔۔۔ عیشان یار چپ کر جا ابھی رات کو بابا
سے کلاس لگنی ہے۔۔۔ اذہان کو رات کی سوچ کر ٹینشن ہونے لگی۔۔
ارسلان شاہ اور احمد شاہ سختی سے منع کیا تھا کہ سکیورٹی کے بغیر گھر سے
نہیں نکلنا۔۔۔

انیزا درخت کے پاس کھڑی برف سے ڈھکے پھول کو دیکھ رہی تھی۔۔۔
جب اس کسی نے برف کا گولا سر پر مارا انیزا نے مڑ کر دیکھا تو میرم اور
ہیرا نے اکھٹے اس کی طرف برف کا بال بنا کر مارا۔۔۔
انیزا اپنا بیلنس برقرار نہ رکھ سکی جس کی وجہ سے وہ پیچھے کی طرف گری
۔۔۔

انیزا۔۔۔ ہیرا اور میرم بھاگتے ہوئے انیزا کے پاس آرہی تھی جب انیزا
نے پاؤں آگے کیا میرم اور ہیرا بھی گر گئی۔۔۔
تینوں ہنسنا شروع ہو گئی۔۔۔ ان کی ہنسنے کی آواز سن کر زید۔ ارسلان۔۔۔
اور عیشان نے مر کر دیکھا جو ان سے تھوڑے فاصلے پر کھڑے تھے
۔۔۔

ارسلان تو اپنی دشمن جاں کی طرف دیکھ کر اپنی نگاہیں اس پر سے نہ ہٹا
سکا۔۔۔ زید کا بھی کچھ ہی حال تھا۔۔۔

زید اور ارسلان نے کچھ دیر بعد عیشان کی طرف دیکھا جو میرم کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ عیشان شاہ کو میرم کا وائٹ حجاب میں سرخ چہرہ بہت پرکشش اور حسین لگ رہا تھا۔۔

عیشان صاحب۔۔ زید نے عیشان کو بلایا جسے اپنے ارد گرد کی کوئی ہوش نہ تھی۔۔۔ عیشان شاہ۔۔ ج۔ جی بھ۔ بھائی ارسلان کی سنجیدہ آواز سن کر گھبرا کر بولا۔۔۔

کہاں۔۔ ارسلان نے میرم کی طرف اشارہ کیا۔۔ عیشان نے نظریں نیچے کر لی۔۔۔ اپنی نظریں سنہبہال کر رکھو شاہزادوں۔۔۔ زید اور عیشان ایسے چپ ہو گئے جیسے سانپ سو نگھ گیا ہودونوں کو۔۔۔ یار بھوک لگی ہے۔۔ کتنی بھوک لگتی ہو تمہیں۔۔۔ میرم اور ہیرا ایک ساتھ بولی۔۔۔ یار تھوڑا سا ناشتہ کیا تھا میں نے۔۔

تھوڑا سا۔۔ دونوں کا انیزا کی بات پر منہ کھل گیا صبح انیزا نے ناشتے میں
دوپراٹھے۔۔ ایک پلیٹ کو فتنے کی۔۔ دو مگ لسی اس کے بعد تین
چاکلیٹس کھائی تھی۔۔۔

ایسے کیا منہ کھول کر دیکھ رہی ہو تم دونوں تھوڑا سا ہی تو کھایا تھا میں نے
۔۔۔ انیزا یہ تھوڑا تھا تو پھر زیادہ کتنا ہوتا ہے۔۔۔

میرا مزاق اڑا رہی ہو تم دونوں۔۔۔ انیزا کو منہ بن گیا۔۔ نہیں یار ہم
مزاق نہیں اڑا رہے لیکن۔۔۔ تمہارے لیے وہ سب کچھ تھوڑا سا تھا
۔۔۔ مجھے تم دونوں سے بات ہی نہیں کرنی۔۔۔ انیزا کہتے ہوئے ایک
درخت کے نیچے جا کے بیٹھ گئی۔۔۔ پاس درخت سے تھوڑا سا دور کھڑا
اپنی چھوٹی سی بیوی کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔۔ میری بیوی کو بھوک لگی
ہے۔۔۔ پاس نے ایک لڑکی کو ڈیڑھ ساری چاکلیٹس اور کچھ چٹپٹی
چیزیں انیزا کو دینے کا کہا۔۔۔۔

سنیں میم یہ آپ کے لیے۔۔ لڑکی انیزا کی گود میں چیزیں رکھ کر چلی گئی
۔۔ یہ کس نے۔۔ انیزا سوچ میں پر گئی ضرور یہ میرم اور ہیرا کام ہے
۔۔

انیزا چیزیں کھانا شروع ہو گئی۔۔۔

میری معصوم سی بیوی پارس دور کھڑا مسکرایا۔۔۔

انیزا نے بیس منٹ میں سب کچھ کھالیا۔۔ مزہ آگیا انیزا ہاتھ جھاڑتے
ہوئے بولی۔۔۔

ہیرا میرم اور انیزا نے دن بھر بہت مستیاں کی۔۔۔ ڈیول انیزا کی
پر چھائی بن کر اس کے ساتھ رہا۔۔

رات وہ سب تھکی ہوئی فلیٹ میں آئی ارسلان شاہ فلیٹ میں موجود نہ تھا

انیزا نے روم میں آتے سب سے پہلے نکاب اتارا۔۔۔ اف یار میں اتنا

بھاگی ہو کہ ٹھنڈ میں بھی پسینہ آگیا۔۔۔

انیزا یہ تمہارے ہاتھ پر کیا ہوا ہے۔۔۔

ہیرا انیزا کا ہاتھ پکڑا جہاں نیل پڑا ہوا تھا۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ انیزا نظریں
چراتی واش روم میں چلی گئی۔۔۔ لوفرا کڑو ہٹلر سٹریل نیلا ڈریکولا۔۔۔
انیزا ایک سانس میں ارسلان شاہ کے کتنے خطاب دے گئی۔۔۔ انیزا
نے اپنی کلانی دیکھی جہاں ارسلان شاہ نے چٹکی کاٹی تھی۔۔۔
میرا ہاتھ انیزا کا رونے والا منہ بن گیا اپنے ہاتھ کو دیکھ کر۔۔۔

شرم تو نہیں آتی تم سب کو۔۔۔ احمد شاہ غصے سے سب کی طرف دیکھ
رہے تھے۔۔۔

ساری لڑکیاں چپ کر کے سائیڈ پر بیٹھ کر لڑکوں کی کلاس لگتے دیکھ رہی
تھیں۔۔۔

سوری بابا آئیندہ ایسا نہیں ہوگا۔۔۔

عیشان نے اپنے بابا کا غصہ کم کرنا چاہا۔۔ سوری بابا سیان اور عالیان آگے
ہوئے۔۔۔ تم دونوں وہی کھڑے ہو جاؤ بچنے کے لیے میٹھی چھوری بن
کے آجاتے ہوں۔۔۔

احمد شاہ کی بات پر سب لڑکیوں کی ہنسی نکل گئی۔۔۔
سب لڑکوں نے گھور کر دیکھا۔۔۔

چھوٹے بابا آئیندہ بن بتائے کہی نہیں جائے گے۔۔ عرتج نے احمد شاہ کو
ہگ کرتے ہوئے معصومیت سے کہا۔۔۔

بیٹا منع کیا تھا آپ سب کو سکیورٹی کے بنا آپ کہی نا جانا۔۔۔ لاسٹ
چانس اوکے۔۔ عرتج کے معصوم چہرے کو دیکھتے احمد شاہ پیار سے
بولے۔۔۔

بھائی جی۔۔ عرتج ار سلاان شاہ کے پاس گئی صوفے پر غصے سے بیٹھا ہوا تھا۔۔

سوری۔۔ میری بہن کیوں سوری کر ہی ہے۔۔ ار سلاان شاہ نے اپنی بہن کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔ عرتج ار سلاان شاہ کی رضائی بہن تھی۔۔ ار سلاان شاہ کو گھر میں سب سے عزیز۔۔

غصہ ختم کر دیں۔۔ آپ کو نہیں پتا گڑیا کتنے دشمن مو کے کی تلاش میں ہے۔۔ ار سلاان شاہ کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئی۔۔

بھائی جی میرے لیے۔۔ ار سلاان شاہ اپنی بہن کے اتنے پیار سے بولنے پر ہاں میں سر ہلا گیا۔۔۔

ہماری پیاری بہن اذہان اور عالیان نے عرتج کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔ سیان کا ان تینوں کو دیکھ کر چہرہ اتر گیا جوار سلاان شاہ سے چھپانہ رہا۔۔

سیان ادھر آؤ۔۔۔ جی بھائی جی سیان اداس چہرالیے ارسلان کے پاس گیا

--

کیا سمجھایا تھا میں نے۔۔۔ سیان ارسلان کے سینے سے لگ گیا۔۔۔

ارسلان شاہ سیان کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگا۔۔۔ سیان کیا ہوا ہے

سب ہی ارسلان کے پاس جا کر سیان کو پریشان ہو کر دیکھا۔۔۔

انیس سال کا لڑکا اپنے بھائی کے سینے پر سر رکھ کر سسک رہا تھا۔۔۔

سیان کیا ہوا ہے احمد شاہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

سب لڑکیاں اپنے روم میں جائے ارسلان کی سنجیدہ آواز کمرے میں

گو نجی۔۔۔ سب لڑکیاں چلی گئیں۔۔۔

ادھر دیکھو سیان۔۔۔ ارسلان نے سیان کا چہرہ سامنے کر کے اس کے

آنسو صاف کیے۔۔۔

چھوٹے شاہ۔۔۔ ارسلان کے چھوٹے شاہ کہنے پر سیان مسکرا دیا۔۔۔

اس طرح اچھے لگتے ہو۔۔۔ ارسلان کھڑا ہو گیا اور سیان بھی۔۔۔ بھائی
جی یہ غلط بات جو سب سے زیادہ شیطانیاں کرتا ہے آپ اس کے ہی بس
لاڈاٹھا رہے ہیں۔۔۔ عیشان کا منہ بن گیا
ارسلان شاہ نے بازو آگے کیا عیشان نے ارسلان کے کندھے پر سر رکھ
لیا۔۔۔

میں بھی ہو۔۔۔ زید نے سامنے سے تینوں کو ہگ کر لیا رضاعا لیاں اذہان
بھی ان میں شامل ہو گئے۔۔۔ سب ارسلان کو اوپر چڑھے تھے۔۔۔
احمد شاہ نے دل میں اپنے شاہزادوں کی نظر اتاری اور ماشاء اللہ کہا۔۔۔
ایس۔۔۔ کے تم نے کہا تھا مراد شاہ کے خاندان کی بنیاد ختم ہو جائے گی۔۔۔
تم غلط تھے ایس۔۔۔ کے شاہ خاندان کے شاہزادے اپنوں کے لیے حد
سے بڑھ کر جنونی ہے وہ اپنوں کے لیے جان دے اور لے بھی سکتے ہیں

احمد شاہ ان سب کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔۔۔

کچھ دیر بعد سب پیچھے ہوئے۔۔۔

بابا زید نے احمد شاہ کو بلایا۔۔۔

ہاں۔۔۔ بابا وہ۔۔۔ کیا وہ۔۔۔ سب بیڈ پر بیٹھ گئے ارسلان شاہ اور احمد کاؤچ پر۔۔۔

میرا رشتہ لے کر جانا ہے۔۔۔ اوہو چھپے رستم بھی بولے ہیں۔۔۔ زید کو تنگ کرنے کے لیے سیان اور عالیان بولے۔۔۔

کہاں لے کر جانا ہے۔۔۔ احمد شاہ سنجیدگی سے پوچھ رہے تھے۔۔۔ بابا وہ لوگ تھوڑی مشکل سے مانے گے۔۔۔

کیوں۔۔۔ وہ راجپوت ہیں وہ ذات کے باہر بہت مشکل سے شادی کرتے ہیں۔۔۔

اور۔۔۔ اور کیا۔۔۔ لڑکی ابھی سولاسال کی ہے۔۔۔ بہت اچھے ویلڈن
۔۔۔ احمد شاہ گھور کر زید کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔

میں نے اس کے بارے میں پتا لگوا یا تھا وہ احمد راجپوت جس سے ہمارا
بزنس میں اچھا کھاسا مقابلہ چل رہا ہے اس کی اک لوتی بیٹی ہے۔۔۔
اور کچھ رہ گیا ہے تو وہ بھی بتا دو احمد شاہ نے خود پہ ضبط کرتے منہ پہ ہاتھ
پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔ سب لڑکے اپنی ہنسی کنٹرول کر رہے تھے۔۔۔
وہ میری سٹوڈنٹ ہے۔۔۔ زید شاہ دفع ہو جاؤ میرے سامنے سے مجھے
زلیل کروانے کی پوری تیاری کر کے بیٹھے ہو تم احمد شاہ نے غصے سے
پاس پڑاپلو پکڑ کر زید کے منہ پہ مارا۔۔۔

زید بھائی تو اڈا سئی والا پرو گرام وڑیا اے۔۔۔ سیان کی بات پر سب کے
چھت پھاڑ قہقہے کمرے میں گونجے۔۔۔

ارسلان شاہ کی آواز پہ سب خاموش ہو گئے۔۔۔

بابا زید کا رشتہ لے کر جائے گے ہم۔۔۔

ارسلان اس راجپوت نے پہلی شرط ہی یہ رکھنی ہے کہ اسے میں اپنی
کمپنی کے شئیر زد دو۔۔۔ تو دیں گے اسے شئیرز۔۔۔ ارسلان شاہ ٹھیک ہو
تم۔۔۔ بابا جس نظریے سے میں سوچ رہا ہوں اس سے آپ نہیں سوچ
رہے بزنس میں ہار جیت چلتی رہتی ہے۔۔۔ لیکن جو ہارتے ہوئے جتنے کا
مرزہ ہوتا ہے وہ الگ ہے۔۔۔

ارسلان شاہ کی بات پر احمد شاہ سوچ میں پڑ گئے۔۔۔ ٹھیک ہے جس طرح
تمہیں بہتر لگتا ہے کرو۔۔۔ بابا یہاں سے جانے کے بعد رضا اور پھپھو کا
نکاح۔۔۔ ارسلان نے انہی جواب نہیں دیا۔۔۔

بابا پھپھو کی طرف سے ہاں ہے ارسلان شاہ کے بولنے سے پہلے سیان
بولا۔۔۔

اس نے تم سے کہا ہے احمد شاہ نے ایک آئی برو اوپر کر کے دیکھا۔۔۔

یہ آپ کو رضا بھائی بہتر بتائے گے۔۔۔ سیان کی بات پہ سب رضا کی
طرف دیکھنے لگے۔۔۔ م۔ میں رضا کے ہر برانے پہ سب ہنسنے لگے

میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔۔۔ ارسلان کو کمرے سے جاتے ہوئے
دیکھ زید بولا۔۔۔ جہاں بیٹھے ہو وہی پہ رہو تو اچھا رہے گا۔۔۔ ارسلان زید کا
اس کے فلیٹ میں جانے کا مقصد سمجھ چکا تھا۔۔۔

میرم یار باہر کوئی ہے تو نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ اوکے۔۔۔ انیزا کہتے کمرے
سے باہر چلی گئی کافی بنانے کے لیے۔۔۔

انیزا کافی بنا رہی تھی جب ارسلان شاہ فلیٹ میں داخل ہوا۔۔۔

انیزا نے ارسلان کو دیکھتے ہی اپنے حجاب کا پلو پکڑ نکاب کر لیا۔۔۔

ارسلان انیزا کے پاس گیا۔۔۔ ادھی رات کو کافی ارسلان نے گھڑی کی

طرف دیکھا جہاں گیارہ بجے تھے۔۔۔

میں نے پینی ہے آپ کو کوئی مسئلہ ہے۔۔ مجھے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے
محترمہ لیکن ادھی رات کو کافی پینے سے آپ کی نیند ڈسٹرب ہو سکتی ہے
۔۔

جی نہیں مجھے کافی پینے سے زیادہ گہری نیند آتی انیزا تیز تیز ہاتھ چلانے لگی
۔۔ گاڑی والی کچی نیند تھی تو پھر اس کی گہری نیند کیسی ہو گی ارسلان شاہ
سوچ ہی سکا۔۔۔

کیا۔ سوچا پھر آپ نے میرے پر پوزل کے بارے۔۔۔
آپ پاگل ہے۔۔ آپ کو لگتا ہو۔۔ جی آپ مجھے پاگل لو فراکڑو ہٹلر
سٹرل نیلا ڈریکولا سب لگتے ہیں۔۔ انیزا ایک ہی سانس میں سب بول
گئی۔۔۔

جو بھی ہو آپ کا ہوں۔۔۔ ارسلان شاہ اسے پیار بھری نگاہوں سے
دیکھتے ہوئے ہولا۔۔۔

سرپلیز میرا نکاح ہوا ہے آپ کو شرم نہیں آتی کسی کی بیوی کو تنگ کرتے ہوئے۔۔۔ انیزا رونے لگ گئی۔۔۔ ارسلان شاہ نے انیزا کے آنسو صاف کرنے چاہے لیکن وہ نہ کر پایا اگر وہ اسے ہاتھ لگاتا تو وہ اور روتی

لیکن آپ تو اسے پسند نہیں کرتی۔۔۔ جب رخصتی ہوگی تو کرنے لگ جاؤں میں اپنے شوہر ساتھ مخلص ہوں سمجھے آپ۔۔۔ انیزا نے اپنے آنسو صاف کیے اور کافی کے لیے دودھ گرم کرنے لگی۔۔۔

کافی مگ میں ڈال کر انیزا نے پاس پرے باکس میں سے دہی بھلے نکال کر پلیٹ میں ڈالے۔۔۔

صوفے پر بیٹھ کر وہ کھانے کے ساتھ مکمل انصاف کر رہی تھی۔۔۔ نکاب کی وجہ سے اسے کھانا کھانے میں تھوڑی مشکل ہو رہی تھی۔۔۔

کافی کے ساتھ دہی بھلے۔۔ آپ کو مسئلہ ہے۔۔ تمہارا پیٹ خراب
ہو جائے گا۔۔ میرا ہو گا آپ کو کیا۔۔ انیزا پانچ منٹ میں کھا کر فارغ
ہو گئی۔۔

آپ کسی اور سے شادی کر لے آپ میری طرف نادیکھا کریں پلیز۔۔
انیزا بولتے ہوئے رونا شروع ہو گئی۔۔

اسے مس الینہ کی باتیں تکلیف دے رہی تھی جو انہوں نے رات کو
فلیٹ میں آکر کی تھی۔۔

شرم آنی چاہیے تمہیں اپنے استاد کے ساتھ چکر چلاتے ہوئے۔۔ روم"
میں صرف میم الینہ اور انیزا تھی۔۔

میم آپ کو غلط۔۔ مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی میں نے نیچے دیکھا جب
پروفیسر ارسلان شاہ تمہاری طرف دیوانوں کی طرح دیکھ رہے تھے۔۔

مجھے سمجھ نہیں آتا تم میں ہے ہی کیا اور اوپر سے سانولارنگ۔۔۔

تم جیسی بد کردار بیٹیاں ہوتی ہے جو باپ کی عزت خراب کرتی ہیں۔۔
"انیزاز میں پہ بیٹھ کر رونے لگی۔۔۔"

کیا ہوا ہے کسی نے کچھ کہا ہے۔۔۔ ارسلان شاہ بے چین ہوا۔۔ کسی نے
کچھ نہیں کہا انیزاز سو سو کرتے ہوئے بولی۔۔۔

ارسلان شاہ کو اپنی کانچ کی گڑیا پہ بے گناہ پیار آیا۔۔۔
مت روئے خوبصورت آنکھوں پہ ظلم نہیں کرنا چاہیے اس کے چاہنے
والے کی دھر کن رک جاتی ہے۔۔۔

آپ مجھ شادی کیوں کرنا چاہتے ہیں میں تو اتنی پیاری بھی نہیں ہو
میرے تو شوہر بھی مجھ بات نہیں کرتے۔

انیزاز انا چاہتے ہوئے بھی شکوا کر گئی

آپ گڑیا لگتی ہیں مجھے اور آپ کا شوہر بد قسمت ہے آپ جیسی گڑیا سے
بات نہیں کرتا۔۔۔

ارسلان شاہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تو انیز اپنی نظریں جھکا گئی

--

نیلادریکولا پاگل ہٹلر سٹریل اکڑو لو فر

انیزا بڑبڑاتے ہوئے روم میں چلی گئی

کانچ کی گڑیا تم ارسلان احمد شاہ کا جنون بنتی جا رہی ہو۔۔۔

ڈیول جس لڑکی کے پیچھے پاگل ہے وہ اس وقت مری میں ہے۔۔۔

اٹھو الو اسے۔۔۔ جی بوس کہتے وہ آدمی باہر چلا گیا۔۔

ڈیول تم نے میری ان لڑکیوں کو مجھ تک پہنچنے سے روکا تھا اب میں

تمہاری اس محبوبہ کو اپنے پاس ان لڑکیوں کی جگہ رکھوں گا۔۔۔

انیزارات کے بارہ بجے کچن میں چیئر پہ بیٹھ کر آئس کریم کا ڈبہ ختم
کر رہی تھی۔۔

اللہ جی مجھے اتنی زیادہ بھوک کیوں لگ رہی ہے۔۔ انیزا اوپر کی طرف
دیکھتے ہوئے بولی۔۔

آئس کریم ختم ہو گئی مجھے اور کھانی ہے کیا کرو۔۔ ہاں یاد آیا نیچے ایک
مارٹ تھا۔۔ انیزا نے سر پہ ہاتھ مارا۔۔

انیزا نے چھکے سے دروازہ کھولا۔۔

انیزا جیسے ہی مارٹ چیزیں لے کر نکلی ایک آدمی نے پیچھے سے اس کے
منہ پہ رمال رکھ کر اسے بے ہوش کر کے اپنے ساتھ لے گیا

ڈیول فون ایلف نے ڈیول کو فون پکڑیا

ڈیول تمہاری محبوبہ اف۔۔۔ شد اور خان کے بیٹے کی کمینگی سے بھری
آواز سپیکر سے آئی۔۔۔

زوریز خان ڈیول چلایا۔۔

میں تمھاری محبوبہ کی ایک وڈیو بھیج رہا ہوں دیکھ کر بتانا کیسی لگی تمہیں۔۔

زوریز خان نے کال بند کر کے ڈیول کو وڈیو بھیجی جس میں ایک آدمی

نے انیزا کا نکاب تار کر اس کا عبا یا پھار رہا تھا۔

یہ تو ابھی کچھ بھی نہیں ہے ڈیول۔۔

زوریز خان کا میسج آیا۔

ایلف اس نمبر کی لوکیشن کا پتہ کروا بھی۔۔ ڈیول دھارا۔۔

ڈیول بے چینی سے کمرے میں چکر لگا رہا تھا۔ میری عین کو ہاتھ لگایا

اس نے میری عین کو۔۔

ڈیول نے کمرے کی ہر چیز کو زمین میں بوس کر رہا تھا۔۔

میری عین کو ہاتھ لگایا ڈیول اپنا سر پکڑ کر ایک جنونی سائیکو کی طرح بول

رہا تھا۔۔۔

ڈیول اس نمبر کی لاسٹ لوکیشن پہار والی سائیڈ پر آرہی ہے۔۔۔

ڈیول اے۔ ڈی کی بات سنتے ہی اپنی گنز لے کر چہرے پر ماسک لگا کر نکل گیا۔۔

جلدی چلاؤ۔۔ ڈیول کے دھہارنے پہ ایلف نے گاڑی حد سے زیادہ تیز کر دی۔۔۔

پیچھے ہٹو زوریز نے اس آدمی کو پیچھے کیا جو تقریباً نیزا کا عبا یا پھاڑ چکا تھا۔۔

اسے اس کے عاشق کے سامنے بے پردہ کریں گے زوریز بے ہوش ہوئی نیزا کی طرف کھباست سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

اور وہاں چلا گیا۔۔ نیزا کو گھنٹے بعد ہوش آیا۔۔ نیزا نے ارد گرد دیکھا جہاں صرف اندھیرا تھا۔۔

کوئی ہے۔۔ انیزا چلائی۔۔ میں کہاں پھنس گئی اللہ جی۔۔ کوئی ہے۔۔

انیزا کتنی دیر چلاتی رہی لیکن کوئی نہ آیا

چلا چلا کر انیزا کا سانس پھولنے لگا تھا۔۔

بابا اپنی گڑیا کو بچالیں انیزا اپنے بابا کو یاد کرتی رونے لگی۔۔

اے لڑکی کیوں اتنا شور مچا رہی ہے۔۔

آدمی غصے سے کمرے میں آکر بولا۔۔

کھولو مجھے میں نے گھر جانا۔۔ منہ بند کر کے بیٹھ جا۔۔ کھولو مجھے انیزا

چلائی۔۔

تیری تو اس آدمی نے کہتے ہوئے کمرے کی لائٹ ان کر کے انیزا کی

طرف دیکھا اس کے باقی الفاظ منہ میں رہ گئے۔۔

معصوم چہرا۔۔ رونے کی وجہ سے گہری کالی آنکھیں سرخ ہوئی تھی۔۔

سو جی ہوئی آنکھیں اس کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہی تھی۔۔

انیزا کر سی پہ بندھی گڑیا لگ رہی تھی۔۔۔

پلیز مجھے جانے دو انیزا آدمی کو خود کی طرف بڑھتے دیکھ بولی۔۔۔

اب سمجھا آئی کہ وہ سائیکو درندہ تمہارے پیچھے کیوں پاگل ہے آدمی نے انیزا کے چہرے کو چھونے کے لیے ہاتھ آگے کیا انیزا نے اس کے منہ پر تھوکا۔۔

اس آدمی نے انیزا کے منہ پر تھپیر مارا

سالی تیری ہمت کیسے ہوئی میرے منہ پہ تھوکنے کی۔۔۔

تجھ جیسے بے غیرت کتوں کے منہ پہ ایسے ہی تھوکا جاتا ہے۔۔ انیزا کو

اپنے بابا کی باتیں یاد آئیں جو انہوں نے اسے سکھائی تھی (میری گڑیا

کبھی اگر کوئی تمہیں گندی نظر سے دیکھے یا تمہیں ہاتھ لگانے کی کوشش

کریں تو تم نے کمزور نہیں بننا بہادر بننا ہے

(اور دل میں اپنے اللہ سے مدد مانگنا

انیزا کے گالی دینے پر پر اس نے انیزا کے پیٹ پر لات ماری انیزا کی درد
سے چیخ نکلی۔۔۔ کمینی تو مجھے کتا کہہ رہی ہیں۔۔ اس آدمی نے انیزا کا منہ
دبوچا۔ انیزا نے پھر اس کے منہ پر تھوکا۔ اس نے دو تھپڑ انیزا کے
رخساروں پر مارے انیزا کے پیٹ پر لات ماری جس سے چیئر نیچے گر گئی
زوریز کمرے میں داخل ہوا تو انیزا اپنے ہوش ہو اس سے بیگانی زمین پہ
گری تھی۔۔

یہ کیا ہے تو نے زوریز عرصے سے چلایا

بوس چلا بہت رہی تھی ایک تھپڑ مارا تو بے ہوش ہو گئی۔۔ اس آدمی نے
جھوٹ بولا۔۔

دفع ہو جا یہاں سے اور پہاڑ کے دوسری سائیڈ پر جو گودام ہے وہاں سے
ڈر گز لے کر آؤ۔ اسے اور ڈوز دی تو مر جائے گی یہ۔۔۔ تم سے جتنا
کہا ہے اتنا کرو۔ وہ آدمی زوریز خان کے عرصے سے بولنے پر باہر چلا گیا

ایک بار تمہارے اس عاشق کو یہاں آنے دو زوریز ہوس بھری نظروں
سے انیزا کو دیکھ کر چلا گیا۔۔۔

سب اس جگہ کے باہر کھڑے تھے۔۔

ڈیول اس بنگلے میں اسے رکھا ہے زوریز خان نے۔۔

ڈیول اس بنگلے میں داخل ہوا اس نے زوریز خان کو بیس مینٹ سے نکلتے
دیکھا۔۔ ڈیول بیس مینٹ داخل ہوا جب کسی نے اس کے سر پر گن
رکھی

ڈیول پیچھے مڑا تو سامنے زوریز خان کھڑا تھا۔۔

اپنی محبوبہ کو لینے آئے ہو۔۔ ڈیول نے سرخ آنکھوں سے زوریز خان
کی طرف دیکھا۔۔

لے کے آؤ اسے زوریز نے اپنے ایک آدمی سے انیزا کو لانے کا کہا

دو آدمی انیزا کو کمرے سے بے ہوشی کی حالت میں لے کر آئے۔۔۔
انیزا کی حالت دیکھ ڈیول نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھا۔۔۔
کیسا لگا اپنی محبوبہ کو دیکھ کر۔۔۔

تو نے اپنی موت کو دعوت دی ہے زوریز خان۔۔ جس انداز میں ڈیول
بولا زوریز کو ڈیول سے خوف محسوس ہوا۔۔

زوریز آگے بڑھ کر انیزا کو ہاتھ لگانے لگا جب زوریز خان کو ایک ساتھ
پانچ گولیاں ماری گئی اس سے پہلے اس کے گارڈ کچھ سمجھ پاتے۔۔ ان
سب کی گردنیں دھر سے علیحدہ کر دی گئی۔۔ چاروں باہر آئے۔۔۔
ڈیول نے آگے ہو کے عین کو تھاما۔۔۔

ڈیول نے عین کے سر پہ رومال باندھا جہاں سے خون نکل رہا تھا۔۔۔
عین عین اٹھو میری گڑیا اٹھو ڈیول جنونی انداز میں چلایا۔۔۔

ڈیول عین کو باہوں میں لیے گاڑی میں بیٹھا۔۔۔

ان کے وہاں سے نکلتے ہی وہاں بلاسٹ ہو گیا

عین اٹھو۔۔ عین۔۔ بابا عین نہیں ا۔ اٹھ رہی۔ ب۔ بابا سے کہیں کہ

اٹھ ج۔ جائے

عین اٹھو ایگل گرل ڈیول کی طرف دیکھا جو دوسروں کو لڑکھڑانے پہ

مجبور کر دیتا تھا آج اس کی زبان لڑکھڑا رہی تھی اے۔ ڈی نے اپنی

آنکھیں میچ لی۔۔

عین اٹھو ڈیول دیوانہ وار اس کے چہرے پہ لب رکھ رہا تھا۔۔

ایگل گرل گاڑی کیوں روکی ہے۔۔۔ ڈیول جنونی انداز میں دھہارا

ڈیول اسے یہی چھوڑ دو۔۔ دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا اے۔ ڈی

۔۔ ڈیول نے سرخ آنکھیں لیے اے۔ ڈی کی طرف دیکھا۔۔

ڈیول تم اسے ہو سپیٹل نہیں لے کے جاسکتے یہ اس کے شوہر کا فلیٹ ہے

یہاں چھوڑ دواسے اس کا شوہر لے جائے گا۔۔۔ ڈیول اے۔ ڈی کی
بات سمجھتے ہوئے خود پر ضبط کر کے عین کوپارس کے گھر کے باہر چھوڑ
گیا

ویسے بڑا بیوی کرتے رہتے ہیں مجھے برتھ ڈے وش ہی نہیں۔ کیا۔۔
ماورہ ادا اس ہو کر موبائل یوزر کرنے لگ گئی جب اذان کا میسج آیا۔
ماورہ باہر آؤ۔۔۔

کیوں ماورہ نے ریپلائے دیا۔۔۔

تم باہر آرہی ہو یا میں اندر آؤ۔۔۔ آرہی ہوں ماورہ ریپلائے کرتے
کنفرٹر اپنے اوپر سے اتارا۔۔۔

ماورہ باہر آئی تو اذان نے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔۔۔ اذان کیا
کر رہے ہیں آپ۔۔۔ چپ کر کے ابھی میرے ساتھ چلو۔۔۔

اذہان نے ماورہ کو گاڑی میں بٹھایا کچھ دیر بعد گاڑی ایک کاسٹج کے سامنے
رکی۔۔۔

ماورہ کا ہاتھ پکڑ کر کار سے باہر نکالا

اسے اپنی باہوں میں اٹھا کر کاسٹج کے اندر لے کر گیا۔۔۔

اس کی آنکھوں سے پٹی ہٹائی۔۔۔ ماورہ ٹرانس کی کیفیت میں کاسٹج کو دیکھ
رہی تھی۔۔۔ جہاں جگہ جگہ پھول بیچھے ہوئے تھے زمین پر خوبصورتی

سے بیڈ کو سجایا گیا تھا سامنے بڑے الفاظ میں، پیپی برتھ ڈے بیوی لکھا
ہوا تھا اس کے آگ ٹیبل کے اوپر خوبصورت کیک تھا۔۔۔

کاسٹج کی دیواریں پینٹ کی وجہ سے ایسی معلوم ہوتا تھا جیسے ان کے اوپر
برف پڑی ہو۔۔۔

Happy birthday my sweetheart

اذہان اپ کو یاد تھا۔۔۔ میں اپنی بیوی کا برتھ ڈے بھول سکتا ہوں
۔۔ اذہان نے کہتے ماورہ کو اپنے حصار میں لیا۔۔۔

اذہان۔۔ اذہان یہ سب کچھ بہت پیارا ہے
ماورہ خوشی سے اچھلتی اذہان کے گلے لگی۔۔۔

میری بیوی کو پسند آیا۔۔ بہت زیادہ ماورہ نے اوپر ہو کر اذہان کے گال پر
لب رکھے۔۔۔

اور شرماء اذہان کے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔۔
بیوی یہ بہت غلط بات ہے بھرتم کہتی ہو مجھے شرم نہیں آتی۔۔۔ اذہان
ماورہ کو سختی سے خود میں بھینچ گیا۔۔۔
اذہان مجھے سانس نہیں آرہی۔۔۔

اذہان ماورہ کا ہاتھ پکڑ کے ٹیبل کے پاس لے گیا۔۔۔

ماورہ نے کیک کاٹ اذہان منہ میں ڈالنے لگی اذہان نے ماورہ کا ہاتھ پکڑ کر اس کو کھلایا۔۔۔

آپ نے نہیں کھانا اذہان اس کے ہونٹوں پہ بے باکی سے لب رکھے ماورہ کے باقی لگائے منہ میں ہی رہ گئے خود کو سیراب کرنے کے بعد پیچھے ہوا ماورہ گہرے سانس لینے لگی۔۔۔ کیک بہت مزے کا ہیں ماورہ اذہان کے کندھے پہ مکہ مار کر اس کے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔۔۔

آپ بہت بے شرم ہیں۔۔۔ جانتا ہو بیوی تمہیں بار بار کہنے کی ضرورت نہیں ہے

ماورہ نے گھور کر اذہان کی طرف دیکھا۔۔۔ بیوی اس طرح نہیں دیکھتے شوہر کو بیوی پہ پیار آئے گا تو پھر تم کہو گی میں بے شرم ہوں۔۔۔۔

اس طرح دیکھو یا نادیکھو آپ بے شرم ہی ہیں۔۔۔ اوکے بیوی۔۔
اذہان کہتے ہوئے اس کی پیشانی پہ لب رکھ گیا۔۔
بیوی اگر تم اٹھارہ کی ہوتی تو میں رخصتی کروانے میں ایک منٹ نہ
لگاتا۔۔

اذہان مجھے نہیں کرنی رخصتی ابھی
مجھے پڑھنا ہے۔۔ ماورہ اتنی تیزی سے بولی اذہان منہ کھولے ماورہ کو
دیکھا

پہلی بات بیوی میں تمہیں پرھنے سے کبھی نہیں روکو گا۔۔
دوسرا اٹھارہ کی ہوتے ہی میں نے بابا سے رخصتی کی بات کرنی ہے۔۔
اذہان کی سنجیدگی دیکھ کر ماورہ خاموش ہو گئی۔۔
بیوی ماورہ کا ادا اس چہرہ دیکھتے پیار سے بولا۔۔

آپ مجھ پہ غصہ کر رہے ہیں۔۔۔ ماورہ آنکھوں میں موٹے آنسو لیے
بولی۔۔

میں اپنی بیوی پہ غصہ کر سکتا ہوں

اذہان نے ماورہ کے رخساروں پہ لب رکھ کر اس کے ہاتھ پر انگوٹھی
پہنائی۔۔

چھوٹا سا تحفہ میری بیوی کے لیے اذہان نے پیچھے سے اسے اپنے حصار
میں لیا۔۔۔

بہت پیاری ہے ماورہ نے انگوٹھی پہ لب رکھے۔۔۔

بیوی میں کیا سوچ رہا ہوں نکاح تو ہوا ہے ہمارا تو اذہان نے بیڈ کی طرف
اشارہ کیا۔۔

ماورہ اذہان کی بات کا مطلب سمجھ سرخ ہو گئی۔۔ اذہان آپ بہت۔۔

بے شرم ہے جانتا ہو بیوی کتنی بار بتاؤ گی۔۔

کیسے لڑکے ہیں آپ خود کو ہی بے شرم کہہ رہے ہیں۔۔ میں اس لیے
بولتا ہوتا کہ میری بیوی کو بولنے میں پریشانی نہ ہو۔۔ اذہان کی بات پہ
ماورہ اس کو گھور بھی نہ سکی۔۔۔ ویسے بیوی تمہارا یہ بے شرم شوہر تم
سے بہت محبت کرتا ہے۔۔

مجھے پتا ہے ماورہ ایک ادا سے بولی

اچھا جی۔۔۔ ہاں جی۔۔ اذہان کیا کر رہے ہیں۔۔ اذہان کا لمس اپنی
گردن پہ محسوس کرتے بولی۔۔ ماورہ کپکپا رہی تھی۔۔

اذہان اس کی گردن کو چھاڑ کر ہونٹوں پر جھکا۔۔ ماورہ کے آنسو خود پہ
محسوس کرتے پیچھے ہوا

ماورہ کیا ہوا ہے۔۔ اذہان نے ماورہ کے آنسو اپنے لبوں سے چنے۔۔

اچھا کچھ نہیں کر رہا چپ ہو جاؤ ماورہ چپ نہ ہوتے دیکھ اذہان بولا۔۔

اذہان اسے خود میں بھینچ گیا۔۔

بیوی رویانہ کرو مجھے مجھے تمہارے آنسو تکلیف دیتے ہیں۔۔۔ ماورہ جو
چپ ہوئی تھی اذہان کے بات پہ پھر رونا شروع ہو گئی۔۔۔
بیوی اب تو میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔

اذہان آپ کو پتا ہے جب میں ار فینج میں روتی تھی تو سسٹر مجھے اور مارتی
تھی کبھی کسی نے اتنے پیار سے چپ نہیں کروایا۔۔۔

ماورہ کتنی دفعہ کہاں ہے ان فضول چیزوں کے بارے میں سوچ کے نہ

رویا کرو۔۔۔ اذہان بے حد پیار سے بولا۔۔۔ ماورہ کی ماں اس کے

پیدائش کے وقت وفات پا گئی ماورہ کے بابا اس کی پیدائش کا سن کر

ہوسپٹل آررہے تھے راستے میں ایکسیڈنٹ ہوا ماورہ کے والدین دنیا

میں اپنی بیٹی کو تنہا چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔ ماورہ کے چچا نے اپنے بھائی کی

جائیداد ہتھیانے کے لیے ماورہ کو مرہ ہوا ثابت کر کے اسے ار فینج میں

چھوڑ آئے جہاں اس پہ بے حد ظلم کیا جاتا۔۔۔ اتوار کا دن اس کے

خوبصورت ہوتا تھا اس دن وہ اذہان شاہ کے گھر جاتی تھی یا احمد شاہ اس سے ملنے آ جاتے تھے انہیں ماورہ میں اپنی بیٹی نظر آتی تھی۔۔

ماورہ تیرا سال کی تھی جب ار فینج کی مالکن ماورہ کا نکاح ایک ساٹھ سال کے بڈھے کے ساتھ کروا رہی تھی

احمد شاہ اذہان کا یونی اڈمیش کروا کر آرہے تھے جب ان کا دل ماورہ سے ملنے کو کیا چھوٹے بابا کہاں جا رہے ہیں ہم۔۔ اذہان نے احمد شاہ کو راستہ بدلتے دیکھ پوچھا۔۔ ار فینج۔۔ اس لڑکی سے ملنے۔۔ ہاں۔۔ بابا ار فینج والے اس معصوم پر اتنے ظلم کیوں کرتے ہیں۔۔ بیٹا میں نے ماورہ کی کسٹڈی لے لی ہے۔۔ چھوٹے بابا۔۔ احمد شاہ نے گاڑی ار فینج کے باہر روکی۔۔ چلو اسے لے گھر جانا ہے میں اس معصوم بچی کو یہاں ظلم سہنے کے لیے نہیں چھوڑ سکتا۔۔

احمد اور اذہان ار فینج کے اندر گئے ماورہ کا نکاح ہوتے دیکھ احمد شاہ نے
روکنا چاہا تو وہاں کی اونر نے کہا یہ آپ کی کچھ نہیں لگتی احمد شاہ نے اونر کو
کسٹڈی پیپر دیکھائے۔۔۔

احمد شاہ ماورہ کو وہاں سے لے جانے لگے خواہشات پوری کرنے کے
لیے لے کے جا رہا ہو گا۔۔۔ احمد شاہ ضبط اور غصے سے سرخ ہو گئے۔۔
لوگوں کے منہ بند نہیں ہوتے آپ اس کا نکاح اپنے بھائی کے ساتھ
کروالے ایک عورت نے اذہان کی طرف اشارہ کر کے کہا۔۔ وہ واحد
تھی جو ماورہ سے ہمدردی کرتی تھی۔۔۔

احمد شاہ نے التجائی نظروں سے اذہان کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہے ہو
نکاح کر لو میری خاطر۔۔۔

اذہان نے ہاں کر دی وہ جانتا تھا اس کے چھوٹے بابا کس درد سے گزر
رہے ہیں وہ اپنے چھوٹے بابا اور درد نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔

ماورہ اور اذہان کا نکاح ہو گیا ماورہ خوش ہوتے احمد شاہ کے ساتھ چلی گئی

گھر پہنچ کر احمد شاہ نے ساری بات سا جاد شاہ کو بتائی سب نے ماورہ کو اپنا

لیا۔۔۔

آج کے بعد ان فضول لوگوں کے بارے میں سوچ کر تم روئی نہ ماورہ تو

مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔

اذہان بے حد سنجیدگی سے بولا۔۔۔

ماورہ سو سو کرتے سر ہلا گئی۔۔۔

اذہان مجھے ایک چھوٹا سا گفٹ چاہیے آپ سے۔۔۔ حکم کرو بیوی۔۔
میں آج پوری رات آپ سے ڈھیٹر ساری باتیں کرنا چاہتی ہو۔۔ بس اتنا
سا گفٹ۔۔۔

جی۔۔۔ چلو اذہان ماورہ کو اٹھا کر باہر جھیل کے پاس گیا ماورہ کا چپ نہ
ہونے والا بٹن ان ہو گیا تھا۔ اذہان ماورہ کو سن کم اور دیکھ زیادہ رہا تھا

پارس صبح چار بجے نماز پڑھنے کے لیے باہر نکلا اپنے فلیٹ کے باہر انیزا کو
دیکھ کہ اس کے ہوش اڑ گئے۔۔۔

انیزا اٹھو پارس نے اس کے گال تھپتھپاتے انیزا کو ہوش میں نہ آتے دیکھ
اسے ہو اسپتال لے گیا۔۔

ڈاکٹر۔۔۔ ڈاکٹر۔۔۔ پارس ہو اسپتال میں داخل ہوتے چلانے لگا۔۔

دیکھے یہ پولیس کیس ہے ہم پولیس کو انفارم کیے بغیر کچھ نہیں کریں
گے

ڈاکٹر۔۔۔

انیزا کی حالت دیکھ کر ڈاکٹر انیزا کو ایمر جنسی روم میں لے گئے۔۔۔

کچھ نہیں ہوگا میری ریزا کو کچھ نہیں ہوگا

کچھ بھی نہیں۔ پارس ایک بات بار بار دہرائے جا رہا تھا۔۔۔

یا اللہ میری بیوی کو بچا لینا۔۔۔ پارس شاہ دل میں انیزا کے لیے دعائیں کر

رہا تھا۔۔۔

دو گھنٹے گزر گئے لیکن کوئی ایمر جنسی روم سے باہر نہ آیا۔۔۔

سر۔۔۔ پارس سر تھام کر بیٹھا تھا جب

ایک آدمی نے اسے پکارا۔۔۔

یہ کوئی دے کر گیا ہے آپ کے لیے۔۔۔۔

میرے لیے اس سے پہلے پارس اس سے کچھ پوچھتا وہ آدمی وہاں سے جا
چکا تھا۔۔۔۔۔

پارس نے لیٹر کھولا۔۔۔

لیٹر۔۔۔

تمہاری بیوی کو اغوا کیا گیا تھا وہاں اس پہ تشدد کیا اور اسے ڈرگ کے
ڈوز دیے گئے باقی سب تو مر گئے لیکن وہ آدمی زندہ ہے جس نے تمہاری
بیوی پہ تشدد کیا۔۔۔

اپنی بیوی کو کچھ وقت کے لیے محفوظ جگہ لے جاؤ۔۔ پہلے کم لوگ تھے
تمہاری بیوی کے پیچھے لیکن اب

ان سب لوگوں میں ایک حیوان کا اضافہ ہوا ہے۔۔

اس کی گندی نظر سے بچا لو اپنی بیوی کو پارس شاہ۔۔

کون ہے۔۔۔ آپ پیشنٹ کے ہز بینڈ ہے۔۔۔ جی میری بیوی T یہ
 ۔۔۔ سر ریلیکس آپ میرے کیبن میں آئے۔۔۔ ڈاکٹر نے پارس کو
 ریلیکس کرنا چاہا۔۔۔

ڈاکٹر میری بیوی۔۔۔ آپ کی وائف کی حالت بہت کریٹیکل ہے ان کا
 بچ پانا مشکل ہے۔۔۔ بٹ ففٹی پر سینٹ چانسسز ہیں ان کے صحیح ہونے
 پارس کو اپنا سر پکڑتے دیکھ حوصلہ دینا چاہا۔۔۔

And Mr. Paras shah sorry for the baby

...

بے بی۔۔۔ پارس نے حیرانگی سے ڈاکٹر کی طرف دیکھا۔۔۔
 جی آپ وائف پہ تشدد کیا گیا تھا جس کی وجہ سے مس کیرج ہو گیا۔۔۔
 فوٹی پر سینٹ چانسسز تھے آپ کے بے بی کے بچنے کے لیکن جو ڈر گز

انہیں دیے گئے اس کی وجہ سے۔۔ ڈاکٹر پر و فیشنل انداز میں بولتی ہوئی
آخر میں چپ ہو گئی۔۔

مسٹر شاہ آریو او کے۔۔۔ پاس اپنے ہاتھوں کو دیکھے جا رہا تھا۔۔
پاس اٹھنے لگا لڑکھڑا کر چیخ رہا تھا۔۔۔ میرا اب۔۔ بچہ۔۔۔ مسٹر شاہ
سنجھالے خود۔۔ ڈاکٹر۔۔ ڈاکٹر آپ۔ ایک دفعہ پھ۔ پھر چیک
ک۔ کرے نہ ش۔ شاید مس کیرجن۔ نہ ہوا۔ ہو۔۔۔

پاس حقیقت ماننے کو تیار نہیں۔ تھا

مسٹر شاہ ہم نے دو دفعہ چیک کیا ہے بے بی نہیں رہا آپ کا۔۔ آپ دعا
کریں آپ کی وائف کو کچھ نہ ہو۔۔۔

اپنی وائف کے کپڑے وغیرہ لے آئے اللہ آپ کو صبر دے ڈاکٹر کیبن
سے باہر جلی گئی۔۔۔

پاس گھر جا رہا تھا تاکہ انیزا کے ضرورت کا سامان لے جائے۔۔۔

گھر پہنچ کر سارا سامان بیگ میں ڈالا

پارس کی ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔۔

میرے ساتھ ہی کیوں یا اللہ کیوں۔۔

پارس زمین پہ بیٹھ اونچی آواز میں بولا

کیوں اللہ پاک۔۔ خوشی محسوس کرنے سے پہلے ہی مجھ چھین لیا۔۔

سجدے حالت میں روتے ہوئے بچے کی طرح بول کر اپنے خدا سے

شکایت کر رہا تھا۔۔۔

میرا بچہ۔۔ میں اپنی بیوی کی حفاظت نہیں کر پایا۔۔ میں اپنے بچے کی

حفاظت نہیں کر پایا۔۔ وہ اپنے بالوں کو نوچتے ہوئے بول رہا تھا۔۔

پارس ولید کمرے میں داخل ہوا پارس کی حالت دیکھ اس کے کندھے

پے ہاتھ رکھا۔۔ کیا ہوا ہے۔۔ ایس پی

م۔ میرا۔۔ ب۔ بچہ۔۔ ب۔ بیوی۔۔ آئی۔ سی۔ یو۔۔ کون سا بچہ اور

آئی۔ سی۔ یو میں بیوی۔۔۔ انیزا تو میرم کے ساتھ ہے۔۔ ولید حیرانگی سے پارس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ امید س۔ سے۔ ت۔ تھی اغوا ہوئی وہ آئی۔ س۔ سی۔ یو۔ م۔ میں
ہے۔۔ میرا بچہ نہیں رہا میں اپنی بیوی کی حفاظت نہیں کر پایا۔۔
میرا بچہ۔۔۔۔۔ پارس اپنا ضبط کھو کر روتے ہوئے چلا یا تھا۔

ولید نے پارس کو گلے اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ اس پہ غصہ کریں کہ
اس کی چھوٹی سی بہن کے ساتھ رخصتی سے پہلے رشتہ بنایا یا ایک باپ کو
حوصلہ دے جس سے خوشی محسوس کرنے سے پہلے چھین لی گئی یا شوہر
کو حوصلہ دیں جس کی بیوی موت سے لڑ رہی تھی۔۔۔

بارہ سال بعد مجھے خوشی ملنے والی تھی وہ بھی چھین لی گئی میرا سکون میری بیوی اپنی آخری سانسیں لے رہی ہے پاس کانپتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

کتنی دیر اس کی رونے کی آوازیں کمرے میں گونجتی رہی۔۔۔ پاس
سنجھا لو خود کو اللہ کے فیصلے کبھی غلط نہیں۔ ہوتے۔۔ بس دعا کرو انیزا کو
کچھ نہ ہو۔۔۔ اللہ اپنی پسندیدہ انسان کو زندگی میں سب سے زیادہ
آزمائشیں دیتا ہے۔۔ صبر سے کام لو اور دعا کرو انیزا اٹھیک ہو جائے
۔۔۔

یا اللہ مجھے صبر دے۔۔۔ پاس شاہ اپنے منہ پہ ہاتھ پھیرتا اٹھا۔۔۔
میرم انیزا میرے پاس ہے اپنے بابا سے کہہ دینا کہ اب وہ واپس نہیں
آئے گی پاس شاہ اسے اپنے ساتھ لے گیا ہے۔۔۔
پاس نے میرم کو میسج کر کے اپنی سم ہیک کر کے توڑ دی تاکہ اس تک
کوئی بھی پہنچ نہ سکے۔۔۔۔۔ پاس نے میرم کو میسج کیا جو ولید نے دیکھ لیا
۔۔

کیا مطلب تمہارے اس میسج کا۔۔ ولید کو غصہ آ رہا تھا۔۔۔

ایزا کی جان خطرے میں ہے۔۔ اسے میں کسی محفوظ جگہ لے جاؤ گا۔۔
اور تم کسی کو نہیں بتاؤ گے کہ ایزا کے ساتھ کیا ہوا ہے۔۔

پارس نی ولید کو ساری بات سمجھائی

چھوڑو گا نہیں اسے جس نے میری بہن کے ساتھ یہ سب کیا۔۔ ولید
کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔۔

نہیں ایس پی تم کچھ نہیں کرو گے میں اپنے طریقے سے اسے سزا دو گا
۔۔۔ پارس آنکھوں میں وحشت۔۔ جنونیت لیے بولا۔۔۔

مجھے میری بہن سے ملنا ہے۔۔ ہم چلو

ولی اور پارس دونوں ہو اسپتال کے لیے نکل گئے۔۔۔

انیزا کہاں ہے میرم کو جب انیزا نظر نہ آئی تو اسے ڈھونڈے لگی۔۔

چلی گئی ہوگی اپنے کسی عاشق کے ساتھ۔۔ میم میرم اور ہیرا نے افسوس
سے میم کی طرف دیکھا۔۔

میرم نے اپنے بابا کو کال کرنے کے لیے فون ان کیا جہاں ان نئون نمبر
سے میسج آیا ہوا تھا۔۔

میرم نے چیٹ اوپن کی۔۔

آیا ہو گا میسج تمہاری بہن کا کہہ رہی ہوگی میں اپنے عاشق کے ساتھ
بھاگ گئی ہوں جس کے ساتھ میرے ناجائز

اس سے پہلے مس علینا اور بکو اس کرتی ہیرا نے اس کے منہ پر تھپڑ رسید
کر دیا۔۔

آپ میم ہیں اس کا یہ ہر گز مطلب نہیں ہے آپ میری دوست کے
بارے میں اس طرح کے الفاظ استعمال کریں۔۔

کس کا میسج ہے میرم میم کو سنا کر ہیرا میرم کی طرف ہوئی۔۔

پارس بھائی کا میسج ہے۔۔۔ کون پارس بھائی۔۔۔ انیزا کے شوہر۔۔۔ میرم
ہیرا نے دکھی ہوتے میرم کی طرف دیکھا۔۔
ہیرا پلینریا میں تمہیں بعد میں ایکسپلین کرو گی میرم بے حد پریشانی
سے بولی۔۔۔ ہیرا نے میرم کی حالت دیکھتے ہاں میں سر ہلایا۔۔
کہا کہہ رہے ہیں۔۔۔ ہیرا نے موبائل کی طرف اشارہ کیا۔۔۔
وہ انیزا کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ وہ اب اسے واپس
نہیں آنے دیں گے۔۔۔ میرم نے روتے ہوئے بتایا۔۔۔
کیوں واپس کیوں نہیں آنے دیں گے تم انہیں کال کرو۔۔۔ کی ہے لیکن
وہ نہیں اٹھا رہے۔۔۔
میں بابا کو کیسے بتاؤ گی۔۔۔ میرم روتے ہوئے بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔
میں کہا کرو ہیرا کل صبح ہم نے گھر کے لیے نکلنا ہے۔۔۔
کرنا کیا ہے انکل کو بتا دینا۔۔۔

ڈیول سنبھالو خود کو۔۔۔ بابامیری عین۔۔۔ بابا وہ ہوش میں نہیں ہے
۔۔۔ بابا۔۔۔ ڈیول کا پورا جسم کانپ رہا تھا۔۔۔

اسے ج۔ جب بچے کے بارے میں پتا چلے گا۔ اسے کتنی تکلیف ہوگی
۔۔۔ وہ نہیں سہہ پائے گی بابا ڈیول کے چلانے پر اے۔ ڈی نے
آنکھیں میچ لی۔۔۔

اے۔ ڈی کمرے سے باہر چلا گیا وہ اپنی اولاد کو تڑپتے نہیں دیکھ سکتا
تھا۔۔۔

اے۔ ڈی ڈیول کیسا ہے اب۔۔۔ ایگل گرل نے پوچھا۔۔۔ کیسا ہو سکتا ہے
۔۔۔ انیزا کو ہوش نہیں آیا بھی۔۔۔ نہیں اس کی حالت بہت ناساز ہے

اور اس کا مسکیر ج ہو گیا ہے۔۔۔ انیزا کا۔۔ ایگل گرل نے حیرانگی سے
اے۔ ڈی کی طرف دیکھا۔۔

اے۔ ڈی نے اپنا سر تھام لیا۔۔

اے۔ ڈی سب ٹھیک ہو جائے گا آپ کیوں ٹینشن لے رہے ہیں۔۔
ہمم اے۔ ڈی خود پہ ضبط کرتا سیدھا ہوا۔۔

اے۔ ڈی ایک آدمی وہاں سے بھاگتا تھا جس نے انیزا پہ تشدد کیا تھا ہمیں
اسے ڈھون۔۔۔ نہیں ایگل گرل وہ ہمارا نہیں پارس کا مجرم ہے اور وہ
اسے ڈھونڈ رہا ہے۔۔۔ ہممم۔۔۔ شد اور خان بہت بڑی غلطی کریں گا
۔۔ کس معاملے میں اے۔ ڈی۔۔۔ پارس کو معمولی سا شخص سمجھ کر
۔۔ بہت بڑا خسارہ اس کے ہاتھ آئے گا۔۔۔ اے۔ ڈی لہجے میں بے
پناہ نفرت لیے بولا۔۔۔۔۔

آفس میں سب ادا اس چہرے لیے بیٹھے تھے۔۔

پارس بے جان دیوار کے ساتھ کھڑا ولید کو انیزاکا ہاتھ پکڑے دیکھ رہا تھا
وہ اسے بلارہا تھا کہ شاید وہ اٹھ کر اس سے باتیں کرے

تمہیں جانا چاہیے اب ایس پی۔۔ نہیں میں اپنی بہن کو چھوڑ کر نہیں جاؤ
گا۔۔۔ ولید۔۔۔ میں نہیں جانا۔۔۔ یہاں رہ کر اگر اپنی بہن کو
خطرے میں ڈالنا چاہتے ہو تو موسٹ ویلکم۔۔ ولید پارس کے دودفعہ
کہنے پہ نا اٹھا تو پارس غصے سے بولا۔۔۔

میری بہن کا خیال رکھا اگر تم نے اسے رلایا تو چھوڑو گا نہیں تمہیں۔۔۔
ولید بے حد سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ پارس نے ایک آئی برو اوپر
کر کے دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو میں رلاؤ گا اسے؟۔۔۔۔۔

کیا ہوا ولید کو منہ پہ ہاتھ پھیرتے دیکھ پوچھا۔۔۔
گھر میں سب کو کس طرح ہینڈل کرو گا۔۔۔۔۔

ولید اپنی بہن کی پیشانی پر بوسہ دے کر چلا گیا۔۔۔

پارس بیڈ کے پاس رکھے ٹول پہ بیٹھ گیا۔۔

میں کیسے بتاؤں گا تمہیں پارس نے انیزا کے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔۔۔ جانتی ہو

میری ماں کہتی ہے ماں چاہے خود کچی عمر کی ہو لیکن وہ اپنی اولاد کے

بارے میں کبھی کبھی نہیں ہوتی۔۔ اس میں جتنا مرضی بچپنا ہو اس کی

اولاد کو کچھ ہو جائے تو وہ سہ نہیں پاتی۔۔۔۔۔ پارس انیزا کے پیٹ پہ

سر رکھ آنکھیں موندھ گیا۔۔۔

گھنٹے بعد ڈاکٹر اندر آئی۔۔ پارس شاہ کو انیزا کے پیٹ پر سر رکھے دیکھ کر

سوچ میں پر گئی کہ کوئی اتنا میں اپنی بیوی سے پیار کر سکتا ہے۔۔۔

مسٹر شاہ ڈاکٹر نے پارس کو ہلایا۔۔

ایزا پارس گھبرا کر اٹھا۔۔ مسٹر شاہ ہمیں چیک اپ کرنا ہے آپ باہر

جائے۔۔۔

جی پارس انیزا کی پیشانی پر بوسہ دے کر چلا گیا۔۔۔

ڈاکٹر تقریباً گھنٹے بعد باہر آئی۔۔۔

میری بیوی۔۔۔ مسٹر شاہ ریلیکس پارس کو پریشان دیکھتے ڈاکٹر بولی۔۔۔

میرے کبین میں آئیں آپ سے تفصیلی بات کرنی ہے مجھے۔۔۔

جی کہیں پارس چئیر پہ بیٹھا۔۔۔ آپ کی وائف کو پینک اٹیک ہوا تھا کچھ

عرصہ قبل۔۔۔ جی تقریباً دو ہفتہ پہلے۔۔۔

ان کی برین کی جو وین ہے اس میں سویکنگ ہو گئی ہے۔۔۔ پارس کارنگ

اڑ گیا ڈاکٹر کی بات سن کر۔۔۔ بٹ سویکنگ ابھی بہت کم ہے۔۔۔ امید

ہے کہ یہ مسئلہ ٹھیک ہو سکتا ہے اگر انہیں سٹریس نہ دیا جائے۔۔۔

پارس سانس روکے ڈاکٹر کی بات سن رہا تھا۔۔۔

اینڈ ایک گوڈ نیوز ہیں آپ کے لیے۔۔۔ میری بیوی۔۔۔ پارس کی بے تابی

دیکھ ڈاکٹر مسکرائی۔۔۔

آپ کی بیوی خطرے سے باہر ہیں اور آکسیجن اتار دی گئی ہے۔۔۔ یا اللہ
تیرا شکر ہے تو نے میری دعا سن لی۔۔۔ پارس اوپر کی طرف دیکھتے بولا

ڈاکٹر میں اپنی وائف کو گھر لیں کے جانا چاہتا ہوں۔۔۔ مسٹر شاہ آپ کی
وائف خطرے سے باہر ہیں مکمل طور پہ ٹھیک نہیں ہوئی اور نہ ہی انہیں
ہوش آیا ہے۔۔۔ ڈاکٹر پارس کی بات پر تھوڑے سخت لہجے میں بولی

دیکھے ڈاکٹر میرے کچھ ایشو ہیں جس کی وجہ سے میں اپنی وائف کو یہاں
نہیں رکھ سکتا۔۔۔ آپ کے ایشو ہو گے لیکن۔۔۔ ڈاکٹر مجھے اپنی وائف
کو لے کر جانا ہے میں اس کا تمام ٹریٹمنٹ گھر کر والو گا پارس ڈاکٹر کی
بات کاٹ کر اٹل لہجے میں بولا۔۔۔

وہ ڈاکٹر کو کیسے سمجھاتا کہ اس کی بیوی کی جان خطرے میں ہے۔۔۔۔۔

ایس یووش مسٹر شاہ لیکن ان ہوش میں آنے میں نا جانے کتنے دن لگے
۔۔۔ ڈاکٹر کہہ کر کعبین سے باہر چلی گئی۔۔۔۔۔

پارس انیزا کو اپنے فلیٹ میں لے گیا۔۔

تم نے کیسے اسے جانے دیا۔۔ میں نے کوشش کی تھی اسے روکنے کی
لیکن وہ نہیں مانا۔۔

ڈاکٹر ڈری ہوئی ایس۔ کے کے سامنے کھڑی تھی۔۔

وہ لڑکی ہوش میں تھی ایس چلایا۔۔

ن۔ نہیں۔۔ میری بیٹی۔۔ اسکی بیٹی دوا سے اور دفعہ کروا سے یہاں
سے۔۔۔

ڈاکٹر اپنی بیٹی کو لے وہاں سے نکل گئی۔۔۔۔۔

پارس کو دس منٹ سے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہو
۔۔۔ پارس نے مرد سے دیکھا دو گاڑیاں اس کے پیچھے تھیں۔۔۔

انیزا کو اس نے بیک سیٹ پہ لٹایا ہوا تھا۔۔۔

مجھے کسی طرح نکلنا ہو گا یہاں سے۔۔۔ پارس نے گن نکال کر ایک ہاتھ
سے ڈرائیونگ کرتے ایک گاڑی کا ٹائر پہ گولی ماری۔۔۔ دوسری کار
میں بیٹھے آدمی نے پارس کی کار کے ٹائر پہ گولی ماری۔۔۔

پارس مشکل سے کار کو کنٹرول کیے ہوا تھا۔۔۔ کار پارس کی کار کے بالکل
پیچھے تھی۔۔۔

سب کے سب مرو گے پارس جنوبی انداز میں مرر کی طرف دیکھتا بولا
۔۔ اس نے کار کے مرر بند کر کے ایک بٹن کلک کیا جس سے ہر طرف
زہریلا گیس پھیلی جو نظر نہیں آ رہی تھی۔۔۔

آدمی پارس کا پیچھا کرتے ہوئے زہریلی گیس کے زیر اثر درخت سے
ٹکرا گیا۔۔۔

پارس ٹرن کرتے گاڑی دو کلو میٹر کے فاصلے پہ روکی۔۔۔
یہاں سے کافی دور جانا ہو گا مجھے میں اپنی زندگی کا رسک لے سکتا ہو
لیکن اپنی ایزا کی زندگی کا نہیں۔۔۔

کیا کرو۔۔۔ پارس نے ایزا کو اپنی باہوں میں اٹھایا ایزا کے چہرے کو دیکھ
کر پارس کو لگا اس کا دل بند ہو جائے گا

جس پہ ایک خراش تک وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا آج اس کے چہرے
پہ کئی نشانات اس کی پیشانی پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔۔۔

پارس چار گھنٹے ایزا کو اٹھائے چلتا رہا سامنے جنگل آگیا۔۔۔

امید ہے شام تک کسی جگہ پہنچ جاؤ گا۔۔۔ پارس سوچتے ہوئے جنگل میں

چلا گیا

تمہارا کیوں منہ بنا ہوا ہے۔۔۔ سیان منہ بنا کہ بیٹھا تھا۔۔۔

بابا یہ کیا بات ہوئی ابھی دو دن ہوئے ہے یہاں آئے اور آپ کہہ رہے
ہیں واپس جانا۔۔۔ اور بھائی جی انہیں پتا نہیں کون سا ضروری کام آگیا جو
واپس چلے گئے۔۔۔

تمہاری طرح فارغ نہیں ہے وہ۔۔۔ احمد شاہ غصے سے بولے۔۔۔
اچھا ٹھیک ہے غصہ تو نہ کریں ڈرائیو کرتے ہوئے غصہ کرنا اچھی بات
نہیں ہے احمد شاہ آپ کے غصے کو دیکھ میری اسمہ جان گھبرار ہی ہے۔۔۔
سیان اپنی ٹون میں آتے پیچھے اسمہ کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔
گھر جا کے تیرا اسمہ جان نکالتا ہوں میں۔۔۔ بابا آپ اپنے خوبصورت
بیٹے کو مارے گے احمد شاہ نے گھور کر دیکھا۔۔۔ بابا خوبصورت پُرکشش

چہرے پہ نشان کتنے برے لگے۔۔ سیان نے بے اختیار ہاتھ اپنے گال پر رکھا۔۔۔

اسمہ اپنے اس شیطان کوچپ کر والو یہ میرے ہاتھوں ضائع ہو جائے گا۔۔۔۔

سیان میری جان نہ تنگ کرو نہ۔۔ بابا احمد کے اچانک بریک لگانے سے سیان سر سامنے لگتا ہوا بچا۔۔ احمد اسمہ کی طرف گھور کر دیکھ رہا تھا جو عیشان اور زید کے درمیان بیٹھی تھی۔۔۔۔ میری اسمہ جان کو کیوں گھور رہے ہیں آپ۔۔ احمد نے غصے سے گھور کر سیان کی طرف دیکھا۔۔۔۔

میری۔۔۔ جان۔۔۔ احمد چبا چبا کر بولا۔۔

احمد بیٹے ماں کی جان ہی ہوتے ہیں

گھر کچھ گھنٹوں تک گھر پہنچ جائے گے ہم۔۔۔ احمد غصے سے کہتا
ڈرائیونگ کرنے لگ گیا۔۔۔

احمد حد ہوتی ہے اپنے بیٹے سے جیلس ہو رہے ہیں۔۔۔ اسمہ منہ بنا کر
بیٹھ گئی

بیگم گھر جا کے میں آپ کو حد پار کر کے دکھاؤ گا۔۔۔
احمد فرنٹ مرر سے اسمہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

احمد اسمہ کے معاملے میں پچپن سے ہی بہت جنونی تھا۔۔۔
جب وہ اسمہ کے پاس ہوتا تو کسی کو اس کے پاس نہیں آنے دیتا تھا

احمد کی بات سن کر اسمہ کے سانس سوکنے لگے۔۔۔
ک۔ کیا کریں گے آپ۔۔۔ اسمہ گھبرائی آواز میں بولی۔۔۔

بیگم اگر یہاں بچے نہ بیٹھے ہوتے تو بتانے کی بجائے آپ کو پر یکٹیکل
کر کے دکھاتا۔۔۔ احمد شاہ آنکھوں میں مسکراہٹ لیے بولے۔۔۔
بابا کچھ تو شرم کریں آپ کے شدید سنگل بیٹے کار میں موجود ہیں۔۔۔
سیان نے کہتے ہوئے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔
تو میرے ان شدید سنگل بیٹوں کس نے کہا ہے سنگل رہے۔۔۔
ٹھیک ہے پھر گھر جا کے مولوی کو بلا کر کرتا ہو عرتج سے نکاح۔۔۔۔۔
پہلے اپنے پاؤں پہ کھڑے ہو جا۔۔۔ بابا گاڑی میں ہم نہیں ہوتے تو
کھڑے ہو کے دکھا دیتا آپ کو میری ٹانگیں سہ سلامت ہیں۔۔۔
سیان منہ بند کر کے بیٹھو نہیں تو گاڑی سے اٹھا کر باہر پھینک دو گا۔
احمد شاہ کے غصے سے بولنے پر سیان چپ کر گیا۔۔۔
یہ نہیں سدھر سکتا بابا عیشان اور زید بولے۔۔۔۔۔

میرم پورا دن پریشان رہی۔۔۔ پریشانی میں سفر طے کیا۔۔۔
میرم گھر داخل ہوئی سامنے عالم صاحب کھڑے تھے۔۔۔
عالم صاحب نے میرم کو گلے لگایا۔۔۔

کیسی ہے میری میرو۔۔ ٹھیک۔۔ ولی بابا کے گلے لگا۔۔ عالم صاحب
نے پیچھے دیکھا کوئی نہیں تھا۔۔ میروانیزا کہاں ہے۔۔ بابا چلے اندر
ولی نے بابا کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے جانا چاہا۔۔

انیزا کہاں ہے ولید عالم صاحب غصے سے بولے۔۔۔ بابا پر سکون ہو جائے اندر چل کر بیٹھ کے بات کرتے وہ لوگ گارڈن میں کھڑے تھے۔۔۔ پر سکون۔۔۔ میری بیٹی کہاں ولید ملک تمہارے بھروسے مین نے

اپنی بیٹیوں کو بھیجا تھا۔۔۔ عالم صاحب نے ولید کا گریبان پر لیا۔۔۔
جس کی امانت تھی لے گیا وہ۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔ عالم صاحب کو لگا انہوں نے شاید غلط سنا۔۔۔ پاس
لے گیا ہے اسے وہ کہہ رہا تھا کہ اب وہ اس کے پاس ہی رہے گی۔۔۔
اس سے پہلے ولی کچھ اور بولتا تھپیر کی آواز گونجی۔۔۔
کیوں لے جانے دیا اسے تم نہیں جانتے وہ کتنا جنونی ہے انیزا کو لے کر
میری بیٹی نہیں سہہ پائے گی اس کا جنون۔۔۔
بابا ایک نا ایک تو جانا ہی تھا اس نے۔۔۔ عالم صاحب نے غصے سے ولید
کی طرف دیکھا۔۔۔

ٹھیک تمہاری بھی شادی کروادیتا ہوں۔۔۔ بابا۔۔۔ کیا ہوا زمہ داری
نہیں اٹھا سکتے ولید ملک انڈیپنڈنٹ ہونے کے باوجود۔۔۔ تم نے یہ
کیسے سوچ لیا کہ سولہ سال کی لڑکی۔۔۔ نہیں ولید ملک ایک چھوٹی سی

بچی کیسے ایک بیوی ہونے کے فرائض ایک ماں ہونے کی ذمہ داریاں
پورے کریں گی۔۔۔

عالم۔ صاحب غصے سے اندر چلے گئے۔۔۔

میرم پیچھے کھڑی روئے جا رہی تھی۔۔۔

میرو۔۔ ولید میرم کے گرد حصار بناتے اسے اندر لے گیا۔۔۔

عالم انیزا کہاں ہے۔۔ اپنے چہیتے بیٹے سے پوچھو کیا کارنامہ کر کے آیا ہے

۔۔۔

عالم صاحب کمرے تلملاتے ہوئے کمرے میں چلے گئے۔۔۔

ولی اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔ یا اللہ بابا انیزا کے جانے پہ اتنا غصہ ہے

جب انہیں میرے۔۔۔ اُف خدا یا۔۔۔ ولی کا موبائل رنگ ہوا جس پہ

نیسلیہان جگمگا رہا تھا۔۔۔ اسلام علیکم ولی نے کال پک کی۔۔۔ وعلیکم

اسلام۔۔۔ کیسے ہو ولی۔۔۔ ٹھیک ہوں۔۔۔ آواز سے لگ تو نہیں رہے

۔۔۔ انیزا۔۔ کیا ہوا تمہاری بہن کو۔۔۔ اس کا شوہر اسے لے گیا ہے بابا
بہت غصے میں ہیں۔۔۔ یہ اچھی تو اچھی بات ہے ولی وہ اپنے شوہر پاس
ہے۔۔۔ نیسلیمان ابھی وہ بہت چھوٹی ہے۔۔۔ ولی اپنا سر پکڑ بیٹھا تھا
۔۔۔

یہ بھی ہے۔۔۔ ولی۔۔۔ ہم۔۔۔ مجھے پاکستان کب بلارہے ہو۔۔۔ بابا
سے بات کروں گا پھر۔۔۔

اور کب بتاؤ گے تم۔۔۔ کوشش کرو گا جلد بتانے کی۔۔۔ میں بعد میں
بات کرتا ہوں نیسلیمان میرے سر میں شدید درد ہے ابھی۔۔۔
اللہ حافظ کہتے دونوں نے فون بند کر دیا۔۔۔

ایلف پورے اپنے پورے علاقے میں آدمی کھڑے کر دوا گر شد اور کا
کوئی آدمی ہے تو لاہور سے باہر نہ جا پائے۔۔۔
ڈیول ڈیمن اپنے اصلی روپ میں آ گیا تھا۔۔۔

ایلف نے لاہور اے۔ ڈی کو کال کر کے ڈیول کا پیغام دیا۔۔ اے۔ ڈی
نے پورے لاہور میں اپنے آدمی تعنا د کر دیے۔۔۔۔

ڈیول وہ شد اور کے آدمی انیزا کے پیچھے گئے تھے۔۔۔ ان کا کیا۔۔۔ کچھ
نہیں کرنا پاس سنبھال لے گا۔۔ شد اور خان پاس کو کمزور سمجھ رہا
ہے وہ نہیں جانتا کہ پاس شاہ چیز کیا ہے۔۔۔

ڈیول ٹھیک ہو تم۔۔ ایلف نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔ تکلیف
سہنے کا عادی ہو گیا ہوں۔۔۔ ایلف کی آنکھیں آنسو سے بھر گئی۔۔۔
ایلف ڈیول کے گلے لگ گیا۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا ہمت نہیں ہارتے
اللہ سب ٹھیک کر دے گا۔۔۔

ڈیول نے ایلف کا کندھا تھپتھپایا ایلف پیچھے ہوا۔۔۔

سب کچھ سمجھا دیا ہے میں نے تمہیں اب بس پلین پہ ورک کرنا ہے
۔۔۔ دونوں کے چہروں پر پر سرار مسکراہٹ تھی جس دیکھ کوئی بھی
خوف سے بے ہوش ہو سکتا تھا۔۔۔۔

رات کے گیارہ بجے پارس جنگل سے باہر نکلا۔ جنگل میں مسلسل بارہ
گھنٹے چلنے کی وجہ سے اس کے پاؤں سے خون نکل رہا تھا۔۔۔
پارس کو دور سے روشنی دیکھائی دی جیسے جگنوؤں کا ایک چھوٹا سا جھنڈ ہو

آدھے گھنٹے کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک چھوٹے سے گاؤں میں پہنچا

پارس نے انیزا کے چہرے پہ چادر ڈال دی۔۔۔ اوئے لڑکے اس بگا کے
لایا ہے ایک آدمی غصے سے پارس کے پاس آتے بولا

بیوی ہے میری۔۔۔ تو جھوٹ نہیں بول رہا۔۔۔ ارے کیا پتا سچ کہہ رہا ہو
دکھنے میں تو عزت دار گھر سے لگتا ہے ایک عورت نے پارس کا جائزہ
لیتی بولی۔۔۔

بھوری آنکھیں گھنی مونچھے اور دارھی۔۔۔ چھ فٹ سے اونچا قد۔۔۔
سرخ و سفید رنگت۔۔۔ پارس بکھرے حلیے میں بلا کا حسین لگ رہا تھا۔
دیکھے یہ میری بیوی ہے ہم لوگ کرائے کے گھر پر رہتے تھے دو ماہ مکان
مالک کو پیسے نہیں دے پائے تو اس نے گھر سے نکالنے کی دھمکی دی میں
نے ادھار لے کر مکان مالک کو کرایہ دے دیا۔۔۔ میں کل گھر آیا تو
میری بیوی نے بتایا مکان مالک اس پہ گندی نظر رکھے ہوئے ہے میں
اسے گھر سے لے کر نکل گیا اس کھبیس کے بچے نے ہمارے پیچھے اپنے
آدمی لگا دیے۔۔۔ مہربانی کر کے ہمیں یہاں رہنے کی جگہ دی دیں۔۔۔
پارس نے سچ جھوٹ ملا کر گاؤں والوں کو بتایا۔۔۔ اچھا کیا بیٹا جو اس کمینے

کے گھر کو چھوڑ آئے ایک بوڑھی خاتون بولی۔۔ تمہاری بیوی کو کیا ہوا ہے۔۔۔۔

وہ بیمار ہے ٹینشن کی وجہ سے بے ہوش ہے۔۔۔۔ اچھا بیٹا ہمارا ایک گھر ہے تم وہاں اپنی بیوی کے ساتھ رہ سکتے ہو۔۔۔ اس عورت نے اسے اپنے ساتھ آنے کا کہا۔۔۔ بیٹا یہ گھر ہے۔۔۔ بوڑھی عورت نے گھر کا دروازہ کھولا۔۔

پارس انیزا کو اٹھائے اندر داخل ہوا۔۔۔

بیٹا میں کھانا اور کچھ ضرورت کا سامان بھجواتی ہوں اگر کسی اور چیز کی ضرورت ہوئی تو بتا دینا۔۔ بیٹا گھر تھوڑا پرانا ہے۔۔ کوئی بات نہیں اماں جی۔۔۔ بوڑھی عورت پارس کے سر پر ہاتھ رکھ کر چلی گئی۔۔۔

پارس نے چاروں طرف نظر گھمائی چھوٹا سا حال جس میں چھوٹا سا اوپن کچن تھا۔۔ سامنے ایک کمرہ تھا ہر طرف مٹی جمی ہوئی تھی۔۔ پارس

کمرے میں گیا جب ایک لڑکی کمرے داخل میں ہوئی۔۔ بھائی ر کے
مجھے صاف کرنے دیں پھر بھابھی کو لٹائیے گا۔۔ لڑکی نے بیڈ صاف
کر کے اس کے اوپر چادر بچھائی اور کمرے میں جاڑو دینے لگی۔۔ پاس
نے انیزا کو بیڈ پہ لٹا کر اس پر لحاف دیا۔۔

پانچ منٹ میں لڑکی نے جاڑو لگا لیا۔۔

یہ صبح کر لینا جا کے سو جاؤ بیٹا۔۔ پاس اس لڑکی کو حال کی صفائی کرتے
دیکھ کر بولا۔۔

بھائی یہاں جاڑو لگا لو پھر باقی کام صبح کر لو گی۔۔ پاس چپ ہو گیا لڑکی
جاڑو لگا کر کھانا رکھ کر چلی گئی پاس دروازہ بند کر کے کھانا اٹھا کر کمرے
میں چلا گیا۔۔ پاس کا جسم درد سے ٹوٹ رہا تھا اوپر سے بھوک کی وجہ
سے سر میں درد تھا۔۔ بھوک ہونے کے باوجود تین چار نوالے لے کر
انیزا کے پاس بیٹھ گیا۔۔ انیزا سردی سردی سے کانپ رہی تھی پاس

نیزا کے ساتھ لیٹ کر اس کے گرد حصار بنایا تاکہ اسے گرماھٹ ملے

پارس انیزا کی پیشانی پر بوسہ دے تو کبھی اس کے رخساروں پر۔۔۔

پارس کتنے دیر اس دیکھتا رہا۔۔۔۔۔

تھکا ہونے کی وجہ سے پارس جلدی سو گیا۔۔۔

صبح چار بجے اٹھ کر نماز پڑھ انیزا کے پاس بیٹھ گیا اسے ابھی بھی ہوش

نہیں آیا تھا۔۔۔

کیسے ہو بیٹا رات والی بوڑھی خاتون آئی۔۔ اللہ کا شکر۔۔۔ تمہاری بیوی

اٹھی نہیں ہے۔۔۔ اماں جی اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ میں

حکیم کو بلاتی ہو بیٹا رات کی بے ہوش ہے۔۔۔ اماں جی میں ڈاکٹر کے

پاس لے کر گیا تھا۔۔ ڈاکٹر نے کہا ہے ایک دو دن تک ہوش میں اجائے

گی۔۔۔ پارس کی ضبط سے آنکھیں سرخ ہو گئی۔۔۔ بیٹے تم جھوٹ بول

رہے ہو تمہاری آنکھیں تمہارا ساتھ نہیں دے رہی۔۔ بوڑھی خاتون
اس کی آنکھوں میں دیکھتے بولی۔۔ تمہاری آنکھوں سے ایسا لگ رہا ہے
جیسے بہت قیمتی چیز کھوئی ہے اور کچھ قیمتی چیز کھونے کا ڈر ہے۔۔۔ پاس
نظریں جھکا گیا۔۔۔۔

اللہ تمہیں صبر دے اور تمہاری بیوی کو صحت میں کھانا بھجواتی ہوں
عورت کہتے ہوئے چلی گئی۔۔۔

پارس فرش ہونے چلا گیا۔۔۔۔۔

انیزانے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی

میرا سرا اس نے اپنا سر پکڑ لیا۔۔ سر بھاری ہونے کی وجہ سے وہ آنکھیں
نہیں کھول پارہی تھی۔۔۔

انیزا مشکل سے اٹھ کر بیٹھی۔۔ میں کہاں ہوں۔۔ ارد گرد دیکھنا رمل
سائز کا کمر جس میں ایک بیڈ الماری اور دو چیئرز جس کے آگے چھوٹا سا
ٹیبل تھا۔۔۔

ک۔ کوئی ہے۔۔ انیزا سے بولا نہیں جا رہا تھا۔۔ انیزا اٹھنے لگی جب
پارس نہا کر شرٹ لیس باہر آیا۔۔۔

ت۔ تم کون ہو انیزا نے لحاف سے خود کو کوور کر لیا۔۔ مجھے جانے دو
انیزا رونے لگی۔۔۔ پارس نے جلدی سے کُرتا پہنا۔۔

ریلیکس۔۔ م۔ میرے پاس مت آنا انیزا نے اسے خود کی طرف قدم
بڑھاتے دیکھ روکا۔۔۔

تم کون ہو اور م۔ مجھے کیوں رکھا ہے یہاں انیزار وزوں قطار روئے
جار ہی تھی۔۔۔۔

میں پاس شاہ تمہارا شوہر۔۔ تم ان گنڈوں کے پاس نہیں ہو اب۔۔
سیف ہو تم۔۔ مجھے گھر جانا ہے۔۔ انیزا کو اور زیادہ رونا آیا۔۔
کہیں نہیں جانا اب تم ہمیشہ میرے پاس رہو گی۔۔ مجھے ن۔ نہیں رہنا
۔۔۔

کیوں۔۔۔ م۔ مجھے گھر جانا ہے۔۔ انیزار روئے جار ہی تھی۔۔
یہ خوبصورت آنکھیں رونے کے لیے نہیں ہیں۔۔ گھر جانا ہے۔۔
پاس کو غصہ آ رہا تھا جب وہ بار بار اس سے دور جانے کی بات کر رہی
تھی

دیکھو تمہاری جان خطرے میں ہے یہ جگہ تمہارے لیے سیف ہے۔۔
اسے پیار سے سمجھانا چاہا۔۔۔

پارس کی سرخ آنکھیں دیکھ خود میں سمٹی۔۔۔

میرے پاس نہیں آنا۔۔۔ اسے خود کی طرف آتے دیکھ روکا۔۔۔ اوکے

نہیں آرہا۔۔۔ پارس اس کی حالت کو مد نظر رکھتے چتر پہ بیٹھ گیا۔۔۔

کھانے کو دیکھ انیزا کے منہ میں پانی آرہا تھا۔۔۔

پارس نے کھانا بیڈ پہ رکھ دیا۔۔۔

انیزا ایک منٹ ضائع کیے بغیر کھانا شروع ہو گئی۔۔۔ پارس اسے کھانا

کھاتے دیکھ پر سکون ہو کر چتر سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لی۔۔۔

آپ نے کھانا کھالیا۔۔۔ نہیں ابھی پارس سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔ انیزا نے

کھانے کی طرف جو تین چار نوالے رہ گئے تھے۔۔۔

سوری۔۔۔ کس لیے۔۔۔ میں نے ختم کر دیا

کھانے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ طبیعت ٹھیک تمہاری

۔۔۔ سر میں درد ہے۔۔۔ انیزا پھر رونے لگ گئی۔۔۔

اس میں رونے والی کیا بات ہے۔۔۔ مجھے بھوک لگی ہے۔۔۔ اچھا میں لاتا
ہو کچھ کھانے کے لیے۔۔۔ وہ ناچاہتے ہوئے بھی ہاں کر گیا اس کے
لیے اتنا زیادہ کھانا ٹھیک نہیں تھا۔۔۔

وہ باہر گیا۔۔۔ سنو اس نے ایک بچے کو بلایا۔۔۔ جی انکل۔۔۔ یہاں
گرا سری سٹور ہے۔۔۔ جی؟۔۔۔ بات بچے کے سر پر سے گزری۔۔۔
میرا مطلب کریا نے کی دکان کہاں ہے۔۔۔ آگے دائیں جانب۔۔۔ سامنے
کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ ارے بیٹا تمہاری تو بیوی ٹھیک نہیں ہے تو
کریا نے کی دکان پر جا کے تم نے کیا کرنا ہے۔۔۔

اماں جی اسے بھوک لگی ہے کھانا پکانا ہے اس لیے۔۔۔ ہائے ہائے تم کھانا
پکاؤ کے بیٹا شوہر کھانا پکاتے اچھے نہیں لگتے۔۔۔ تم رہنے دو جب تک
تمہاری بیوی ٹھیک نہیں ہو جاتی کھانا میں بیچھ دیا کرو گی۔۔۔ عورت
پارس کو اپنے ساتھ لے گئی۔۔۔

یہ لو پاس نے اس کے سامنے کھانا رکھا۔۔۔ انیزا نے پہلے گھور کر دیکھا
پھر کھانا کھانے لگی۔۔۔ اسے اکیلے ڈر لگ رہا تھا اور وہ اتنی دیر لگا کر آیا تھا

پاس چپ کر کے بیٹھ گیا وہ جانتا تھا جب تک انیزا کو اس کی عادت نہیں
ہو جائے گی وہ اسے ایسے ہی گھوریوں سے نوازا کرے گی۔۔۔

اماں جی آئے۔۔۔ بیٹا یہ اچار۔۔۔ پاس نے اچار پکڑا انیزا کے پاس رکھا
جو اچار کو دیکھ کر ہونٹوں پہ زبان پھیر رہی تھی۔۔۔

تم نے کھانا لیا۔۔۔ بوڑھی عورت نے پوچھا۔۔۔ نہیں ابھی۔۔۔

کتنی بے شرم بیوی ہو تم تمہیں شوہر کی زرہ پر وا نہیں ہے وہ یہاں بھوکا
بیٹھا ہے اور تم کھائے جا رہی ہو۔۔۔ بیویاں شوہر کو کھلا کر کھاتی ہے۔۔۔

تمہیں اپنی بھوک کی پڑی ہوئی ہے میں کھا لو بس۔۔۔ انیزا رونا شروع

ہو گئی۔۔۔۔۔ اماں جی چھوٹی ہے ابھی اسے ان چیزوں سمجھ نہیں ہے

پارس بوڑھی عورت کے پاس گیا جو انیزا کے پاس کھڑی سنانے میں لگی ہوئی تھی۔۔

بیٹا دکھنے میں تیرا چودہ سال کی لگتی ہے ہماری ہاں تیرا سال کی لڑکی کی شادی کروادیں اسے بھی پتا ہوتا ہے میں نے اپنے شوہر کو سنبھالنا ہے اس کے لیے تیار ہونا اسے سمجھ ہوئی۔۔۔ پارس تو حیرانگی سے بوڑھی عورت کو دیکھ رہا تھا اسے کسی نے سہی کہا تھا بوڑھی عورتیں بولتی بہت ہیں۔۔۔

میں سمجھا دوں گا۔۔ سمجھا دینا اسے ایسے گھر نہیں چلتے وہ کہتے ہوئے چلی گئی۔۔۔

ایزا۔۔۔ میرا نام انیزا ہے اور سکون مل گیا آپ کو۔۔۔ مجھے نہیں کھانا اس نے کھانے کو خود سے دور دھکیل دیا۔ اس کی سانس پھولنے لگی

۔۔۔ ایزا پاس اس کے پاس گیا۔۔۔ دور۔۔۔ رہے انیزا نے کپکپاتے
ہاتھوں سے پانی پیا اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔
پاس کھانا پکڑ کر باہر رکھ کے گراسری کا سامان اور انیزا کی ضرورت کی
چیزیں لینے چلا گیا۔ انیزا کو ریلیکس کرنے کی ضرورت تھی جو وہ اس
کی موجودگی میں نہیں کر پاتی۔۔۔۔۔

تقریباً گھنٹے بعد گھر آیا سامان فریج میں رکھ کے کمرے گیا تو وہ سو رہی
تھی۔۔۔ کپڑے اور کچھ ضروری چیزوں الماری میں رکھ دی۔۔۔
بھوک سے اس کے سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔۔۔ کچن میں جا کے کھانا
کھا کر کچن کی ساری صفائی کی۔۔۔ سارے گھر کی ڈسٹنگ کی صفائی بھی کر
گئی تھی۔۔۔۔

کمرے میں گیا انیزا گہری اور پرسکون نیند میں تھی۔۔۔

پارس اس کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔ میری چھوٹی سی بیوی۔۔ اس کے ناک
پہ لب رکھے جو رونے اور سردی کی وجہ سے سرخ ہو گئے تھے۔۔
اسے دیکھتے ہوئے کب اس کی آنکھ لگ گئی اسے پتا ہی نہ چلا۔۔ پارس
اس کے پاس بیٹھے اس کے پیٹ پہ سر رکھ کے سویا ہوا تھا۔۔

ڈونڈوں اس لڑکی کو۔۔۔ شد اور خان دھہارا۔۔
بوس ہم نے آدمی لگائے لگائے تھے اس کے پیچھے لیکن اس کا شوہر اسے
لے کر نکل گیا۔۔۔

اس لڑکی کی عزت اس کے عاشق کے سامنے پامال کرو گا۔۔ میرے بیٹے
کومار دیا اس نے۔۔۔۔ کس کومار دیا ڈیڈ۔۔۔۔ شد اور خان مڑا تو اس
کے پیچھے زور یز خان کھڑا تھا۔۔۔

زوریز۔۔۔جی ڈیڈ۔۔۔شد اور خان نے اسے گلے لگایا۔۔۔میرا بیٹا۔۔
تمہیں گولیاں لگی تھی تم شد اور خان بے حد حیران تھا اپنے بیٹے کو دیکھ
کر۔۔۔ڈیڈ آپ کیوں بھول جاتے ہیں میں زوریز شد اور خان ہوں

--

میں نے بولٹ پر وف جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔۔۔میرا شیر بیٹا۔۔۔اس کا
کندھا تھپتھپایا۔۔۔

بوس ایک آدمی ہر براتا ہوا آیا۔۔۔کیا ہوا۔۔۔بوس جو ایک آدمی بچہ تھا وہ
نہیں مل رہا۔۔۔کیا مطلب نہیں اس کو ڈھونڈو اسے اس لڑکی۔۔
زوریز تم نے اس لڑکی کو دیکھا ہے ناشد اور نے اپنا رخ زوریز کی طرف
کیا۔۔۔جی دیکھا ہے۔۔۔

اس لڑکی کے گھر کا پتہ ہے۔۔۔ وہ بے چین ہوا۔۔ نہیں میں نے اس
آدمی کو لڑکی کے پیچھے لگایا تھا کہ موقع ملے اسے اٹھالینا میں نے بس اس
کا چہرہ دیکھا ہے۔۔۔

وہ کس کے پاس ہو سکتا ہے۔۔۔ ڈیول۔۔ یا پھر اس لڑکی کا شوہر۔۔
شد اور خان بے چین ہو کر چکر لگا رہا تھا۔۔

اس لڑکی کے بارے میں پتہ کرو اور یہ بھی کہ وہ آدمی کس کے پاس ہے
۔۔۔

حکم دیا گیا۔۔۔

ڈیڈ مل جائے گا اگر وہ ڈیول کے پاس ہے تو تھوڑی مشکل ہوگی لیکن اگر
وہ اس لڑکی کے شوہر کے پاس ہے تو پھر آسانی سے وہ ہمارے پاس آ سکتا
ہے۔۔۔

نہیں زور یز وہ اس لڑکی شوہر مجھے عام انسان نہیں لگتا۔۔۔ شد اور
سوچنے والے انداز میں بولا۔۔۔ کیا مطلب زور یز نے پوچھا۔۔۔
اگر وہ عام انسان ہوتا تو میرے ان آدمیوں سے بچ نہ پاتا۔۔۔ بوس
۔۔۔ ادنیٰ روم میں داخل ہوا۔۔۔ بولو۔۔۔ بوس اس لڑکی کے بارے
میں اک چیز معلوم ہوئی ہے۔۔۔ کیا شد اور ادنیٰ کے پاس گیا۔۔۔
احمد شاہ کا بڑا بیٹا بھی اس لڑکی کے پیچھے ہیں۔۔۔ آخر ہے کیا اس لڑکی
میں جو سب اس لڑکی کے پیچھے پاگل ہے۔۔۔
بوس اس ادنیٰ کی غائب ہونے سے پہلے مجھ سے بات ہوئی تھی وہ کہہ
رہا لڑکی سانولے رنگ کی ہے لیکن بلا کی خوبصورت ہے۔۔۔
ڈھونڈو اس لڑکی کو میں بھی تو دیکھوں اس کی بلا کی خوبصورتی۔۔۔
شد اور خان کی مکر و قہقہہ کمرے میں گونجا۔۔۔

سب حال میں بیٹھے تھے سیان شاہ کی زبان میں دو منٹ بعد خجلی ہو رہی
تھی۔۔۔۔۔

بابا زید بھائی کا رشتہ نہیں لے کر جانا کیا۔۔۔ احمد شاہ نے سیان کی طرف
گھور کر دیکھا جو کب سے بولے جا رہا تھا۔۔۔

اسمہ جان آپ کا شوہر مجھے گھور کر دیکھ رہا ہے۔۔۔ احمد شاہ نے اسمہ
کی کمر پہ ہاتھ رکھ کے قریب کیا۔۔۔

تم جتنا مرضی جان بول لو بیوی تو میری ہے۔۔۔ احمد نے اسمہ کی پیشانی
پر بوسہ دیا۔۔۔

بابا شرم کریں سب کنواریں بیٹھے ہیں یہاں پہ۔۔۔

تم فرست سے جلو بیٹھ کے۔۔۔ اسمہ چلے کمرے میں۔۔۔ اسمہ نے منہ
کھولے دونوں باپ بیٹے کی طرف دیکھا۔۔۔

بے شرمی کی حد کی ہوئی ہے آپ دونوں نے اسمہ غصے سے بھری وہاں
سے چلی گئی۔۔۔۔

احمد ارسلان کی کال ہے۔۔ انشانے فون پکڑیا۔۔ کب آرہے ہو
ارسلان۔۔۔ فون پکڑتے ہی پوچھا۔۔ بابا مجھے کچھ ہفتے لگ سکتے ہیں
شائد مہینہ لگ جائے۔۔ احمد شاہ ارسلان کے مہینہ کہنے پر اداس ہو گئے
وہ اپنے بیٹے سے دوری برداشت نہیں کر سکتے تھے۔۔۔ ارسلان زید کا
رشتہ لے کر جانا ہے اور نیہا کا نکاح بھی کرنا ہے۔۔۔ بابا زید کے رشتے
کی بات کتنی آپ احمد راجپوت سے اگر وہ شیرز کی ڈیمانڈ کرتا ہے تو
اسے دے دیں پھر میں آگے سے سنبھال لو گا اگر اس کا ارادہ کچھ اور ہوا
تو مجھے بتائیے گا۔۔ ہم اور رضا کا کیا۔۔۔۔

نکاح کروادیں اور ساتھ میں سیان کا بھی۔۔۔ تم اچھی طرح جانتے ہو
ارسلان وہ تمہاری غیر موجودگی میں نکاح نہیں کریں گے۔۔۔ ارسلان
شاہ ایک پل کے لیے خاموش ہو گیا۔۔۔

بابا رضا آپ کے پاس موجود ہے تو میری بات کروائے اس سے۔۔۔
احمد شاہ نے رضا کو فون پکڑ لیا۔۔۔ جی بھائی جی۔۔۔ دو دن بعد تمہارا
نکاح ہے پھپھو۔۔۔ میں آپ کے بغیر نکاح نہیں کرو گا بھائی جی۔۔۔
رضارسلان کی بات کاٹتے ہوئے ہمت کر کے بولا۔۔۔

میرے بغیر نکاح نہیں کرنا ایک کام کرنا پھر رضا خانزادہ شادی کی رات
اپنی بیوی کی جگہ مجھے کمرے میں لے جانا۔۔۔

استغفر اللہ بھائی جی۔۔۔ اس نے جھر جھری لیتے کہا۔۔۔ پھر چپ
کر کے نکاح کرو غصے سے بھری ارسلان شاہ کی آواز آئی۔۔۔ میں
نہیں چاہتا رضا میری پھپھو پہ ایک نامحرم کی نظر رہے۔۔۔ ارسلان شاہ

کی آواز میں نرمی آئی۔۔۔۔۔جی بھائی جی۔۔۔سیان کو فون دو۔۔۔سیان
بھائی جی سیان کو فون پکڑا یا۔۔۔

اسلام علیکم بھائی۔۔وعلیکم السلام دو دن بعد رضا کا نکاح ہے اور۔۔۔سچی
بھائی جی۔۔سیان ارسلان شاہ کی پوری بات سنے بغیر خوش ہوتے
ہوئے بولا۔۔۔میں بول لو چھوٹے شاہ لگر آپ کا ہو گیا ہو۔۔۔ج۔جی
بولے سیان ہر برا گیا ارسلان شاہ کے میٹھے سے طنز یہ۔۔۔

رضا اور پھپھو کے ساتھ تمہارا اور عرتج کا بھی نکاح ہے۔۔۔ارسلان
سنجیدگی سے بولا۔۔۔مجھے نہیں کرنا۔۔۔سیان ارسلان شاہ غصے سے
بولا۔۔۔بھائی جی آپ نے رضا بھائی کو تو منا لیا لیکن میں نہیں مانوگا
آپ جتنا مرضی غصہ کر لے میرے بھائی جی اگر میری خوشی میں
شریک نہیں ہو گے تو پھر مجھے نہیں۔ کرنا نکاح۔۔۔

سب حیرانگی سے سیان کی طرف دیکھ رہے تھے جو کبھی سیرس نہیں
ہوتا تھا آج حد سے زیادہ سنجیدگی سے بات کر رہا تھا۔۔۔

چھوٹے شاہ میری بات نہیں مانو گے۔۔۔ ارسلان شاہ نے چھوٹے شاہ
کہہ کر بات منوانی چاہی سیان ضد کا بہت پکا تھا بچپن میں بھی جب سیان
ضد کرتا تو ارسلان چھوٹے شاہ کہہ کر بات منوالیتا تھا۔۔۔

بھائی جی ہمیشہ آپ کی بات مانی ہے لیکن یہ نہیں۔۔۔ ایک بات کہو گا
آگے تمہاری مرضی۔۔۔ ارسلان شاہ اٹل لہجے میں بولا۔۔۔

اگر عانیہ ہمارے پاس ہوتی اور عالیان اسے پسند کرتا تو تم ایک نامحرم کی
نظر اپنی بہن پر برداشت کرتے اور وہ کہتا کہ میں ابھی شادی نہیں کرنا
چاہتا تو تم کیا کرتے سیان شاہ۔۔۔ سیان خاموش ہو گیا اس کے پاس کوئی
جواب نہیں تھا ارسلان کی بات کا۔۔۔ کیا ہوا چپ کیوں ہو گئے۔۔۔

میں کر لو گا نکاح لیکن آپ سے بات نہیں کرو گا۔۔۔ سیان کہتے ہی کال

بند کر کے غصے سے بھرا اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔ سیان۔۔۔ احمد شاہ
کی آواز پہ بھی وہ نار کا۔۔۔ بابا وہ غصے میں ہے ابھی۔۔۔ زید نے احمد
شاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔ تیاری کرو سب نکاح کی۔۔۔ عرتج
بیٹے میرے پاس آؤ آپ ساجاد شاہ نے عرتج کو اپنے پاس بلایا۔۔۔ جی بابا
عرتج اپنے بابا کے پاس بیٹھ گئی۔۔۔

بیٹا دو دن بعد آپ کا نکاح ہے سیان کے ساتھ۔۔۔ عرتج نظریں جھکا
گئی۔۔۔

میری بیٹی کو کوئی اعتراض تو نہیں۔۔۔ انہوں نے عرتج کا چہرہ اسامنے کیا
۔۔۔ بابا آپ کا چھوٹے بابا اور بھائی جی جو بھی فیصلہ ہے مجھے اس پہ کوئی
اعتراض نہیں۔۔۔ میری پیاری بیٹی ساجاد شاہ نے عرتج کی پیشانی پر
بوسہ دیا۔۔۔

بھائی کیا ہوا ہے۔۔۔ میرم ولی کے کمرے میں اس کے پاس بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔

کچھ نہیں میرو مجھے کیا ہونا ہے۔۔۔

ولی نے چہرہ دوسری طرف کر لیا۔۔

میری طرف دیکھے۔۔ اسکی طرف دیکھا۔۔ آپ اپنی میرو سے

چھپائے گے۔۔ ولی کے سینے پہ سر رکھ گئی۔۔

ولی خاموش ہو گیا۔۔ بھائی بتائیں نہ۔۔ میرم میں نے نکاح کر لیا ہے

۔۔ بھ۔ بھائی ا۔ اپ مزاق کر رہے ہیں نہ میرم آنکھیں پھاڑے ولی

کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

میں مزاق نہیں کر رہا میرو میں نے نکاح کر لیا ہے۔۔ بھائی آپ نے

کیوں چھپایا میرم رونے لگی۔۔ میرو چپ کر جاؤ کیسے بتاتا گر ماما سے

بات کرتا تو انہوں میری سنسنی نہیں تھی کیونکہ وہ اپنی بھانجی کا نکاح مجھ

سے کروانا چاہتی ہیں۔۔۔ بابا سے بات کرنے لگتا انہیں ضروری
میٹینگ یاد آ جاتی بابا نے میرا ہمیشہ تمہیں اور انیزا کو ٹائم دیا مجھے کبھی
نہیں ٹائم دیا۔۔۔ میں حسد نہیں کر رہا میرا لیکن انہوں نے کبھی مجھ
سے نہیں پوچھا کہ میرا بیٹا ٹھیک ہے کوئی پریشانی تو نہیں۔۔۔ تم بتاؤ
ک۔ کبھی پوچھا انہوں نے۔۔۔ نہیں پوچھا۔۔۔ ولی نے جیسے خود کو جواب
دیا۔۔۔۔

سب کو لگتا ہے مرد کے زندگی میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی کوئی درد
نہیں ہوتا کیونکہ کبھی کسی نے مرد سے پوچھا ہی نہیں۔۔۔
اس کی آنکھیں تکلیف سے سرخ ہو گئی۔۔۔ عالم صاحب ولید کی نکاح
والی بات سن کر غصے سے اندر جانے لگے ولی کی باتیں سن رکے۔۔۔۔۔
بھائی بابا آپ سے بہت پیار کرتے ہیں۔۔۔ کرتے ہو گے لیکن انہوں
نے ہمیشہ ضرورت کی چیزیں پوری کرنے میں دکھایا ہے چیزوں سے

پیار نہیں دکھایا جاتا۔۔۔ جب ہم کسی کو وقت دیتے ہیں وہ پیار ہوتا ہے
۔۔۔ جب ہم کسی سے پیار بھرے لہجے میں بات کرتے ہیں وہ پیار ہوتا
۔۔۔ جب ہم کسی سے بس اتنا کہہ دے کہ تم میرے لیے ضروری ہو وہ
پیار ہوتا۔۔۔ جب ہم پیار سے کسی سے کہے میں تمہارے ساتھ ہو وہ
پیار ہوتا ہے۔۔۔ میرو۔۔۔ مجھے چیزوں کا پیار نہیں چاہیے۔۔۔ ولی نے
اپنا سر پکڑ لیا۔۔۔ میرم اپنے بھائی کی باتیں سن کر روئے جا رہی تھی

تم دونوں ہو میرے پاس آ کر بیٹھتی ہو مجھ سے باتیں کرتی تم دونوں
اپنے بھائی کو وقت دیتی ہو۔۔۔ امی بھی کبھی کبھار دے دیتی ہے۔۔۔
لیکن بابا۔۔۔

اس کی آنکھ سے آنسو گرا۔۔۔۔۔ بھائی مت روئے۔۔۔۔۔ میرم نے
روتے ہوئے اپنے بھائی کی آنکھیں صاف کی۔۔۔۔۔ عالم۔ صاحب نے

اپنے آنسو ضبط کرتے دروازہ ناک کیا۔۔ میرم اور ولی دونوں نے اپنے
آنسو صاف کر لیے۔۔۔

آجائیں ولی بولا۔۔۔

عالم صاحب کمرے میں داخل ہوئے۔۔

کیا ہو رہا ہے۔۔ بے حد پیار سے بولے۔۔۔ کچھ نہیں بابا۔۔ عالم
صاحب دونوں کے درمیان میں بیٹھ گئے۔۔۔ بر خودار ہمیں بھی بتاؤ
کس سے نکاح کیا ہے ہمارے بیٹے نے۔۔ ولی اور میرم نے آنکھوں میں
حیرانی لیے اپنے بابا کی طرف دیکھا یعنی وہ سب کچھ سن چکے تھے۔۔۔
بابا وہ۔۔ ہاں بولو۔۔ عالم صاحب نے اسے گھبرا تا دیکھ کندھے پہ ہاتھ
رکھا۔۔ ترکی کی لڑکی ہے۔۔۔ ہم نام کیا ہے۔۔۔ نیسلیمان۔۔ اس
کے والدین کا نمبر دو مجھے۔۔۔

اس کا کوئی نہیں ہے۔۔۔ ولی حیرانگی سے اپنے بابا کی طرف دیکھ رہا تھا جو نارمل لہجے میں بات کر رہے تھے جیسے کوئی بڑی بات ہی نہ ہو۔۔۔۔۔ نیسلیمان کو پاکستان بلوالو۔۔ اس کے آنے کے کچھ دنوں بعد رخصتی ہوگی۔۔

بابا امی۔۔ حیرانگی سے دیکھتے ہوئے گھبرا کر بولا۔۔۔ میں سنبھال لو گا عالم صاحب نے دونوں کو اپنے سینے سے لگایا۔۔۔ مجھے معاف کر دو ولی بیٹا میں تمہیں وقت نہیں دے پایا۔۔ بیٹیوں کے لیے ایک اچھا باپ بن گیا لیکن تمہارے لیے۔۔ والد معافی مانگتے ہوئے اچھے نہیں لگتے۔۔۔ تھینکیو سوچ بابا۔۔ ولید اپنے بابا کو زور سے ہگ کرتے بولا۔۔۔۔۔

بابا آپ انیزا کے معاملے میں ٹینشن نہ لے وہ اپنے شوہر کے پاس ہے۔۔ بابا جتنا آپ پارس کو جانتے میں شاید نہ جانتا ہوں لیکن بابا مجھے اتنا معلوم

ہے وہ میری بہن کی آنکھوں میں کبھی آنسو نہیں۔ آنے دے گا۔۔۔
ولی کی آنکھوں میں یقین تھا۔۔۔۔

معلوم ہے مجھے۔۔ میں بس ایک بات سے ڈرتا ہو بیٹا۔۔۔ کس بات سے
بابا۔۔۔ دونوں بولے۔۔ وہ انیزا کو لے حد سے زیادہ حساس اور جنونی
ہے انیزا اس کی جنونیت نہیں سہہ پائے گی۔۔۔۔
عالم صاحب پریشان ہو کر بولے۔۔۔

سب ٹھیک ہو گا بابا۔۔ ولی اور میرم کے بولنے پر عالم صاحب ہاں میں
سر ہلاتے دونوں کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

انیزا اٹھنے لگی جب اسے اپنے پیٹ پہ کسی بھاری چیز کا احساس ہوا۔۔۔

ایزا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایزا۔۔ آنکھیں کھولو پارس اسے باہوں میں لیے
اس کے گال تختہ چار ہا تھا۔۔

پارس نے پانی کے چھینٹیں ماری۔۔۔ اس نے آنکھیں کھولی۔۔۔ پارس
کو اپنے قریب دیکھ کر اس کی سانسیں اکھڑنے لگی۔۔۔ ریلیکس۔۔۔
اسے چھوڑتے ہوئے پیچھے ہوا۔۔۔

گ۔۔۔ گندہ کہہ کر بے رحمی سے اپنے ہونٹ صاف کرنے لگی۔۔۔
پارس نے اسے کمر سے تھامتے اپنے قریب کیا۔۔۔ آج کے بعد خود پر
سے میرا لمس مٹانے کی کوشش مت کرنا۔۔۔

پارس جنونیت سے کہتے پیچھے ہوا۔۔۔ وہ اس سے خوفزدہ ہو کر کپکپا رہی تھی۔۔۔

میری وجہ سے خود کو تکلیف دی تم نے اس نے ہاتھ میں چاقو پکڑ کے
انیزا کے ہونٹوں کو دیکھا جس کے کنارے سے خون کی ایک بوند نکلی
تھی۔۔۔

اس نے اپنے ہونٹوں پہ نہایت بے رحمی سے گہرا کٹ لگا دیا انیزا کو لگا تھا
وہ اسے مارنے لگا ہے۔۔۔ اس نے خوف سے آنکھیں بند کر لی۔۔۔
وہ اس کے پاس جا کے بیٹھا۔۔۔ آنکھیں کھولو۔۔۔ ڈر کے آنکھیں کھول
دی۔۔۔ ہاتھ لگاؤ یہاں۔۔۔ اپنے ہونٹوں کی طرف اشارہ کیا جہاں سے
خون نکل کر اس کی بیئر ڈبگھو گیا۔۔۔ ن۔۔۔ نہیں رونے میں تیزی آگئی
۔۔۔ پاس نے اس کے آنسو اپنے لبوں سے چنے۔۔۔ ان پہ ظلم مت کیا
کرو۔۔۔ اس کی آنکھوں پہ لب رکھے۔۔۔ پاس کے قریب آنے پہ
آنسو اور تیزی سے بہنے لگے۔۔۔

Touch my lips hayatim

جنونی انداز میں بولا۔۔۔

ڈرتے ہوئے ہاتھ اس کے ہونٹوں کو لگایا۔۔ انیزا کی انگلیاں خون سے
بھر گئی۔۔۔

آپ گندے اور برے ہو انیزا ڈرتے ہوئے پیچھے ہوتے بچوں کی طرح
بولی۔

I am bad for others not for you
hayatim

پارس خون سے بھرے لب اس کی پیشانی پر رکھ کر چلا گیا۔۔۔
انیزا بھاگتی ہوئی واش روم میں جا کر اپنے ہاتھ اور چہرہ دھویا جہاں خون لگا
تھا۔۔۔ کانپتی ہوئی زمین پہ بیٹھ کر رونے لگی۔۔۔

ٹیپ ہٹاؤ اس کے منہ سے۔۔۔ پارس نے پاس کھڑے آدمیوں کو حکم
دیا۔۔۔

مجھے چھوڑ دو میں نے کچھ نہیں کیا۔۔ آدمی گر گرایا۔۔۔

کیا مارا تھا میرا ایزاکو۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔ اس کے ہاتھ میں چاقو دیکھ
گر گرایا۔۔۔

کیا مارا تھا پاس جنونی انداز میں دھہرا۔۔

پ۔پ۔ پاؤں۔۔۔۔۔ کون سا۔۔ یاد

۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔ پاس نے اس کے دونوں پاؤں آدھے کاٹ دیے

۔۔ آدمی کی دردناک چیخیں گونجی۔۔

پاس کھڑے آدمی نے پاس کو انجیکشن پکڑا یا۔۔ میرا ایزاکو درگزر
دیے تھے تم نے اب روز تم اس کی تکلیف سہو گے انجیکشن اسے لگا دیا

۔۔۔

پاس وہاں سے چلا گیا وہ آدمی تڑپ تڑپ کر بے ہوش ہو گیا۔۔

ایزا۔۔۔ ایزاکہاں ہو۔۔۔ پاس اسے ڈونڈھتا ہوا واش روم گیا۔۔

ایزا۔۔۔ اسے باہوں میں اٹھا کر بیڈ پہ بیٹھایا۔۔۔ انیزا روتی جا رہی تھی

آپ گندے ہو پ۔ پیچھے ہٹے۔۔ امی جھوٹ کہا تھا کہ آپ مجھ سے پیار کرتے ہو۔۔۔ آپ گندے ہو بہت زیادہ گندے آپ نے مجھے ہرٹ کیا

۔۔۔ انیزا بچوں کی طرح روتے ہوئے اپنی کمر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔

دکھاؤ پاس کمر پر ہاتھ رکھنے لگا انیزا نے اس کے ہاتھ پر تھپڑ مارا۔۔۔

پیچھے ہٹے۔۔۔ کیا ہوا ہے۔۔۔ کچھ نہیں ہوا آنسو صاف کیے۔۔۔ ایزا

۔۔۔ اس کی طرف سخت نظروں سے دیکھا۔۔۔

جہاں سے آپ نے پکڑا تھا وہاں سے بلو ہو گیا ہے۔۔۔

پاس ہاتھ میں ٹیوب لے کر آیا۔۔۔ یہ لگا دیتا ہوں درد کم کم ہو جائے گا

پاس کے بے حد پیار سے بولنے پر انیزا آنکھیں بند کر گئی۔۔۔

Hayatim...

یہ کیا ہے۔۔۔ یہ میری پیاری سی بیوی کانک نیم۔۔۔۔

انیزانہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دی۔۔۔

شرٹ اوپر کرو میں لگا دیتا ہوں۔۔۔ پاس کہتے ہوئے اس کے قریب ہوا

۔۔۔

ا۔۔۔ آپ آنکھیں بند کر کے لگ۔۔۔ لگائے گے۔۔۔ اٹک اٹک کر بولی

۔۔۔

اوکے اس نے اپنی انگلیوں پر ٹیوپ لگا کر آنکھیں بند کر لی۔۔۔

میرا ہاتھ وہاں رکھوں جہاں درد ہوتا ہے۔۔۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے

پاس کا ہاتھ پکڑ کر کمر رکھا۔۔۔

انیزانہ درد سے آنکھیں بند کر لی۔۔۔ پاس نے دوا لگا کر اس کی

طرف دیکھا وہ درد سے آنکھیں میچے بیٹھی تھی۔۔۔۔

ٹھیک ہو تم۔۔۔ ج۔ جی۔۔۔ انیزانے آنکھیں کھول کر پاس کی طرف
دیکھا۔۔۔ وہ اس کی کانچ سی آنکھوں میں کھو گیا۔۔۔ دونوں ایک
دوسرے میں مکمل طور پر کھوئے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

Hayatim ----

ہوش میں آتے انیزا ہاتھ چہرے پہ رکھتے اپنا چہرہ اچھپا گئی۔۔۔
بیگم ایسے شرماتے نہیں ہے بندہ بشر ہو بہک جاؤ گا۔۔۔ جی۔۔۔ انیزانے
کو hayatim نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ بھوک لگی ہے
۔۔۔۔۔ اس نے فوراً ہاں میں سر ہلایا۔۔۔ کیا کھانا ہے۔۔۔ آپ ان
بوڑھی آنٹی کے گھر سے منگوائے گے۔۔۔ بیگم یہ نا چیز بنائے گی آپ کے
لیے کھانا۔۔۔ آپ کو بنانا آتا ہے انیزانے پاس کے قریب ہوتے
تعب سے پوچھنے پہ اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

دال چاول کھانے ہے۔۔۔ بس۔۔۔ اور ساتھ میں لسی۔۔۔ ایزارات
کو لسی نہیں پیتے کسی صبح بنادو گا اوکے۔۔۔ انیزا نے کچھ سوچتے ہوئے
ہاں میں سر ہلا دیا۔۔۔

پارس کچن میں چلا گیا۔۔۔ انیزا کو اپنی امی کی باتیں یاد آرہی تھی۔۔۔
امی آپ بابا کی ہر بات کیوں مانتی ہوں۔۔۔ کیونکہ بیٹا بیوی کو شوہر کی
ہر بات مانتی چاہیے اللہ بہت خوش ہوتا ہے۔۔۔ آپ شروع سے بابا کی
ساری باتیں مانتی ہے۔۔۔ شروع میں نہیں مانتی تھی۔۔۔ کیوں انیزا
ادا اس ہو گئی۔۔۔ بچپنا بہت تھا مجھ میں۔۔۔ میں اپنے بچپن میں ایسی حرکتیں
کر جاتی جو ایک بیوی کو زیب نہیں دیتی تھی۔۔۔ مطلب امی۔۔۔ جیسے
شوہر کے لمس کو خود پر سے مٹانا۔۔۔

یہ بری بات ہوتی ہے امی انیزا نے ارسہ بیگم سے پوچھا۔۔۔

یہ بہت بری بات ہوتی ہے۔۔۔ بابا تو بری باتوں پہ ناراض ہوتے ہیں
۔۔ وہ آپ سے ناراض ہوئے تھے۔۔۔ بہت زیادہ ارسہ بیگم سوچتے
ہوئے مسکرا دی۔۔۔ آپ میری ایک بات مانوں گی۔۔۔ جی امی جان
۔۔۔ اپ بلکل میری جیسی ہو بیٹا فیوچر میں آپ کی لائف میں یہ دن
آنے ہے آپ ایسی غلطی نہ کرنا کیونکہ شوہر یہ سب برداشت نہیں
کرتا۔۔۔ اگر ہو جائے تو فوراً اپنے شوہر کو منالینا چاہے وہ کتنا بھی ناراض
ہو جائے۔۔۔ شادی کے بعد ایک لڑکی کا سب کچھ اس کا شوہر ہوتا ہے اگر
وہ جنونی ہو یا غصے والا ہو تم نے بس اسے خوش رکھنا ہے۔۔۔ میری بات
سمجھ رہی ہو انیزا۔۔۔ اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔ مجھے پتا میری بیٹی
(بہت اچھی بیوی بنے گی

انیزا نے آنسو صاف کیے۔۔۔

آپ کیا کر رہے ہیں پاس کے پیچھے کھڑے ہوتے کہا۔۔۔۔۔

کھانا بنارہا ہو۔۔۔۔ میں بھی بناؤ پاس نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

میرے بچے نے کھانا بنانا ہے۔۔۔ بے حد پیار سے بولا۔۔۔ ہاں اور میں بچہ

نہیں۔۔۔ میرے لیے تو میرا بچہ ہی ہو تم۔۔۔ آپ کو میں کہاں سے

بچی لگتی ہوں میں بڑی ہو سمجھے آپ انیزا نے گھور کر دیکھا۔۔۔ اوکے بچہ

میرا بچہ غصہ نہیں کرتے۔۔۔ میں۔۔۔۔ بچہ۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ ہو

بچوں کی طرح ہاتھ پاؤں مارتے کہا۔۔۔

میں بھی تو کہہ رہا ہو میرا بچہ بڑا ہو گیا ہے۔۔۔۔ شاہو و و و و غصے سے

پاس کی دیکھا۔۔۔۔

پھر کہنا۔۔۔ پاس اس کے قریب ہوا۔۔۔

ک۔ کیا انیزا اس کے قریب ہونے پہ ہر برائی۔۔۔۔ جو ابھی بولا ہے

۔۔۔ آنکھوں میں بے پناہ جذبات لیے بولا۔۔۔

شاہو۔۔۔ جی جانِ شاہو۔۔۔ کمر سے تھا متے رخساروں پہ لب رکھے۔۔۔
انیز اسانس رو کے کھڑی تھی۔۔۔

یا میں اپنی سانسیں دو۔۔۔پارس کے hayatim تم سانس لوگی
کہتے ہی وہ لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔۔

گڈ گرل۔۔۔ اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے کھانے کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔
ایک بات پوچھو شاہو۔۔۔ تمہیں اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے
جان شاہو۔۔۔

آپ مجھ ملنے کیوں نہیں آتے تھے۔۔۔۔

امی نے مجھ سے کہا تھا آپ مجھ سے پیار کرتے ہو جو پیار کرتے ہیں وہ
چھوڑ کر نہیں جاتے۔۔۔ انیزار نے لگی۔۔۔

پارس کی آنکھیں اس حد تک سرخ ہو گئی جیسے ابھی خون نکل آئے گا

انیزا کو جب کوئی جواب نہ ملا تو کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔۔
دو دن ایسے ہی گزر گئے انیزا پارس سے ڈر جاتی تھی تو پارس اسے پیار
سے مناتا۔۔۔ انیزا کو اب وہ اچھا لگنے لگا تھا

سب نکاح کی تیاریوں میں مصروف تھے۔۔۔
اسلام علیکم چھوٹی امی زیان نے اسمہ کو پیچھے سے ہگ کیا۔۔۔
زیان۔۔۔ اسمہ مڑی تو زیان ان کے گلے لگ گیا۔۔۔
کیسی ہے اپ چھوٹی امی۔۔۔۔۔ میں بالکل ٹھیک۔۔۔۔۔ امی زیان نے انشا
بیگم کی طرف دیکھا جو ناراض کھڑی تھی۔۔۔

ناراض ہے مجھ سے انشا کو ہگ کرتے کہا۔۔۔ تمہیں کیا تم رہو بڑی۔۔۔
انشا نے ناراضگی سے منہ موڑ لیا۔۔۔

امی پڑھائی ختم کر کے آنا تھا نہ۔۔۔ ٹھیک ہے اگر آپ کو میرا نابرا لگا تو
میں واپس چلا جاتا ہوں۔۔۔۔۔ جوتے کھاؤ گے مجھ سے اگر واپس گئے تو
۔۔۔ انشا نے کہتے زیان کو گلے لگایا۔۔۔

میری پیاری امی زیان نے انشا کی پیشانی پر لب رکھے۔۔۔ سب سے مل کر
زیان آرام کرنے کے غرض سے کمرے میں چلا گیا۔۔۔ صبح نکاح تھا
سب تیاریوں کی وجہ سے تھکے اپنے کمرے میں آرام کر رہے تھے

نیشہ کچھ کھانے کے غرض سے کمرے سے باہر نکلی جب اسے سامنے
کسی کی پرچھائی نظر آئی نیشہ نے واس پکڑ لیا۔۔۔

زبان کی کیز حال میں گر گئی تھی وہ لینے باہر آیا جب اسے سامنے پر چھائی
نظر آئی۔۔۔

زبان واس پکڑ کر آگے گیا۔۔۔ نیشہ واس پکڑے پر چھائی کی طرف گئی
۔۔۔ جب دونوں نے ایک دوسرے کے سر پہ واس مارے دونوں کی
چنچیں گھر میں گونجی۔۔۔۔۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے دونوں کو ایک
دوسرے کے چہرے نظر نہیں آرہے تھے۔۔۔

سارے کمروں سے باہر آگئے۔۔۔ نیشہ واس لگنے کی وجہ سے بے ہوش
زمین پہ گری تھی۔۔۔ زبان کا سر بھی چکرا رہا تھا وہ دیوار کو تھامے کھڑا
تھا۔۔۔

نیشہ کو اٹھا کہ کاؤچ پہ لٹایا۔۔۔

زبان بیٹا کیا ہوا ہے۔۔۔ زبان بھی چکراتے سر کے ساتھ کاؤچ پہ بیٹھا

۔۔۔۔

نیشہ کیا ہوا بیٹا نیشہ کے ہوش میں آتے احمد شاہ نے پوچھا۔۔۔
بابا گھر میں چور آگیا ہے۔۔۔ تمہیں میں چور نظر آتا ہوں زیان نے
گھورا۔۔۔ آپ۔۔۔ جی میں۔۔۔ زیان دانت پستے اپنے چکراتے سر کو
پکڑا۔۔۔

آپ کو شرم نہیں آئی میرے سر پہ واس مارتے۔۔۔ نیشہ نے سر پہ ہاتھ
لگایا جہاں سے سویل ہوا تھا۔۔۔
تمہیں شرم آئی تھی۔۔۔ مجھے لگا چو۔۔۔ زیان کے گھورنے پہ نیشہ چپ
ہو گئی۔۔۔

تم دونوں زحمت کر لو گے بتانے کی۔۔۔
ساجاد شاہ سنجیدگی سے بولے۔۔۔

آپ بتاؤ نیشہ بیٹا۔۔۔ بڑے بابا میں باہر کھانا کھانے آئی تھی سامنے
پر چھائی نظر آئی مجھے لگا چور ہے میں نے واس مار دیا۔۔۔ نیشہ کی بات پہ
سب نے ہنسی کنٹرول کی۔۔۔

ہاں جی آپ بھی بتائیں۔۔۔ مجھے پر چھائی نظر آئی تو مجھے لگا کوئی گھر
گھس آیا ہے۔۔۔ انڈائیر یکٹلی آپ مجھے چور کہہ رہے نیشہ گھورتے بولی
۔۔۔ انڈائیر یکٹلی کہاں ہے تمہاری طرح سیدھی منہ پہ چپیر نئی ماری
میں نے ینگ پارٹی زیاں کی بات پہ پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ہنسنا شروع
ہو گئے۔۔۔ زیاں وہ بچی ہے تم بچے ہو۔۔۔ کہنے کو تم وکیل ہو لیکن دماغ
تمہارا گھٹنوں میں ہے۔۔۔ چھوٹے بابا زیاں نے منہ بنا کر دیکھا۔۔۔
پٹھان اتنے کمزور ہوتے ہیں مجھے پتہ نہیں تھا۔۔۔ زیاں نے نیشہ کو
چھیڑا۔۔۔

میں کمزور نہیں ہو سمجھے آپ۔۔۔

غصے سے بولی۔۔۔ پٹھانی صاحبہ اتنا غصہ نہیں کرتے۔۔۔ نیشہ پاؤں
چٹکتی کمرے میں چلی گئی۔۔۔ شرم نامی چیز ہے ہی نہیں آج کل کے
لڑکوں میں تم سب سے زیادہ سدھرا ہوا عیشان ہے سا جاد نے عیشان کی
طرف دیکھا جو نا جانے کن خیالوں میں گم تھا۔۔۔
عیشان۔۔۔ بے حد خوبصورت عیشان کھوئے ہوئے بولا۔۔۔ کیا بے
حد خوبصورت ہے۔۔۔ عالیان صوفے سے کود کر عیشان کے پاس بیٹھ
گیا۔۔۔ میرم۔۔۔

کون میرم احمد شاہ کی غصے سے بھری آواز گونجی۔۔۔
ب۔ بابا کوئی بھی نہیں احمد شاہ کے غصے سے بولنے پر ہر برا گیا۔۔۔
سارے کے سارے ایک ہی تھالی کے چٹے بٹے ہو۔۔۔ بلکل بابا بیٹے
باپ پہ ہی جاتے ہے۔۔۔ احمد شاہ نے جوتا اٹھا کر عالیان کو مارا۔۔۔ ظالم

کمر توڑ دی میری۔۔۔ جنانیاں وی ایٹج نئی روندیا عالیاں۔۔۔ زیان بھائی
۔۔۔ عالیاں نے منہ کھولے زیان شاہ کو دیکھا۔۔۔

ہائے لڑکے بھی اتنے مزے کھانا بنا سکتے ہیں۔۔۔۔

انیزا پلیٹ صاف کرتی بولی۔۔۔ اچھا لگا میرے بچے کو۔۔۔

ہو نٹوں پہ زبان پھیری۔۔۔۔ yummy

آپ نے بس ایک پلیٹ کھانی ہے۔۔۔ میں تین پلیٹ نہیں کھاتا۔۔۔

آپ مجھے طنز کر رہے ہیں۔۔۔ منہ بناتے چہرہ دوسری طرف کر لیا۔۔۔

میں اپنے بچے کو طنز کر سکتا ہوں۔۔۔۔

پارس نے چاکلیٹس اس کے سامنے کی۔۔۔

انیزا پکڑنے لگی تو پارس نے پیچھے کر لی۔۔۔

تم تو ناراض ہو مجھ سے۔۔۔

نہیں میں ناراض نہیں ہو چا کلیٹس۔۔۔

پارس نے اس کا منہ بنتے دیکھ اسے چا کلیٹس دے دیں۔۔۔

بس دے دو مجھے اب کافی ہے اتنی چا کلیٹس۔۔۔ پارس نے چا کلیٹس

پکڑ لی جو لایا تو بیس تھارہ پانچ گئی تھی۔۔۔

میری چا کلیٹس دیں۔۔۔ اس نے نہ میں سر ہلایا۔۔۔ نہیں دیں گے

۔۔۔ نہیں۔۔۔ انیزا نے اس کے بال پکڑ لیے۔۔۔ نہیں دیں گے۔۔۔

پھر نہ میں سر ہلایا۔۔۔

آپ بہت پیارے ہے میری چا کلیٹس دیں دے۔۔۔ اس کے بال زور

سے کھینچ کر ڈمپل پہ انگلی رکھ کر پیار اسامنے بناتے کہا۔۔۔۔

پارس کا سارا غصہ انیزا کے معصوم چہرے کو دیکھ کر جھاگ کی طرح بہہ

گیا۔۔۔

یہ لو تمہاری چاکلیٹس۔۔۔ تھینکیو۔۔۔ تھینکیو سوچ خوشی سے اچھلتے
پارس کے ڈپل پہ لب رکھے۔۔۔

انیزا چاکلیٹس کھانے مصروف تھی جب پارس نے اسے کھینچ کر قریب
کرتے بیٹ پہ لیٹ گیا۔۔۔ انیزا نے چاکلیٹ کی بائٹ لیتے گھور کر دیکھا
۔۔۔

اب میری باری۔۔۔ کس چیز کی باری۔۔۔

hayatim... یہ جوا بھی کیا آپ نے

آپ چاکلیٹس نہیں دے رہے تھے اس لیے بھال کھینچے۔۔۔۔

ل۔ لیکن بعد میں تعریف بھی کی۔۔۔ اب مجھے بھی تعریف کرنی ہے

۔۔۔ اوکے کر لے انیزا پارس کے سینے پہ سر رکھ کر چاکلیٹ کھانے لگی

۔۔۔ وہ تقریباً پارس کے اوپر لیٹی ہوئی تھی اس نے خود کی حالت پہ غور

نہیں کیا۔۔۔

hayatim.... یہ معصومیت مہنگی پرے گی تمہیں

پارس کے ہاتھ اس کی کمر سے ہوتے دھر کن تک ائے۔۔۔ وہ ہر چیز

سے بے خبر چاکلیٹس کھانے میں مصروف تھی۔۔۔

اس کے سینے پر سر رکھے اس نے ساری چاکلیٹس ختم کی۔۔۔

پارس انیزاکو بیڈ پہ لٹاتے اس کے ہونٹوں پر جھک کر خود کو سیراب

کرنے لگا۔۔۔۔۔

انیزا کی سانسیں رکتے دیکھ پارس پیچھے ہوا۔۔۔۔

یہ چھوٹی سی سزا میرے بال کھینچنے کی۔۔۔ شوہر کے پیار کرنے پہ روتے

۔۔۔ پارس نے اس کے آنسو لبوں سے چنے hayatim نہیں ہے

۔۔۔۔

میں بابا کو بتاؤ گی آپ مجھے بیڈ ٹچ کرتے ہو۔۔۔ میں بیڈ ٹچ کرتا ہو؟

۔۔۔۔

انیزانے ہاں میں سر ہلاتے اس کے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا جو اس کے
سینے پر تھا۔۔۔

ہسبنڈ کا ٹچ بیڈ نہیں ہوتا۔۔۔ اگر کوئی نا محرم تمہیں انگلیوں کے ایک
پور سے چھوئے وہ بھی بیڈ ٹچ ہوتا ہے۔۔۔

انیزا ہاں میں سر ہلاتے پاس کے بال کھینچے۔۔۔
یہ میری سانسیں بند کرنے کے لیے۔۔۔

کو ہمیشہ hayatim انیزا کہتے ہنسنے لگی۔۔۔ میری دعا ہے اللہ میری
خوش رکھے۔۔۔۔

کچھ کہا آپ نے۔۔۔ کچھ نہیں پاس کہتے اسے اپنی باہوں میں لیے
آنکھیں بند کر گیا۔۔۔

سو جاؤ رات کافی ہو گئی ہے۔۔۔۔ مجھے نیند نہیں آرہی اس کے سینے پر
کہنیاں رکھ کر اوپر ہوتے دیکھا۔۔۔

کیوں اپنی جان مشکل میں ڈالنا چاہتی ہو۔۔۔ اس کی آنکھوں میں اپنے لی
جذبات دیکھتے نظریں جھکا گئی۔۔۔

کیا ہوا میرا بچہ۔۔۔ پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔ آپ مجھے بچہ کیوں کہتے ہے
منہ بناتے بولی۔۔۔

کیونکہ میں نے اپنی اس چھوٹی سی بیوی کو شروع سے ہی بچہ سمجھا ہے
۔۔۔

تب تو میں چھوٹی تھی اب بڑی ہوں۔۔۔ اتج میں ہی تھوڑی بڑی ہوئی
ہو حرکتیں پانچ سال سے بھی چھوٹے بچے جیسی ہے۔۔۔۔۔ اچھی بات
ہے انسان کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔۔۔
کاش ہوتے۔۔۔

تھوڑا اونچا بولا کریں منہ میں برابر اتے رہتے ہیں۔۔۔

میری چھوٹوسی بیوی کو غصہ آرہا ہے۔۔۔پارس نے اس کی ناک سے اپنی
ناک مس کرتے لاڈ سے کہا۔۔۔۔

ہاں آرہا ہے۔۔۔منہ بناتے اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپا گئی۔۔۔
ایک پل کے لیے اس کی آنکھیں مسکرائی۔۔۔۔

آپ یہاں کیوں لیٹے ہیں انیزا اٹھ کر بیٹھی۔۔۔کیا مطلب۔۔۔آپ
نیچے سوتے ہیں۔۔۔تمہیں شرم نہیں آتی شوہر کو نیچے سلاتے ہوئے
۔۔۔آپ میرے ساتھ نہیں سو سکتے۔۔۔بات کو لمبا کرتی بولی۔۔۔
کیوں نہیں سو سکتا۔۔۔وہ بھی اسی کے انداز میں بولا۔۔۔

میں رات کو ٹانگیں مارتی ہوں۔۔۔کوئی بات نہیں مار لینا۔۔۔پارس اسے
باہوں لیے لیٹ گیا۔۔۔

صبح اٹھ کہ یہ مت بولنے گا میری کمر توڑ دی تم نے۔۔۔۔نہیں کہو گا

او کے انیزا کہتے کچھ دیر میں گہری نیند میں چلی گئی۔۔۔

پارس بھی پر سکون نیند سو رہا تھا۔۔۔

انیزا کی ایک ٹانگ پارس کے پیٹ پر اور ایک ہاتھ اس کے سینے پر۔۔۔

وہ آدھی سے زیادہ اس کے اوپر تھی۔۔۔۔

اہہ۔۔۔ پارس نے خود پہ کنٹرول کیا وہ حیرانگی سے اپنی پانچ فٹ کی

کمزور سی بیوی کو دیکھ رہا تھا جس نے ایک ٹانگ مار کر چھ فٹ سے لمبے

انسان کو بیڈ سے گرایا دیا۔۔۔

اب سمجھ آئی اس کا سارا کھانا اس کی ٹانگوں کو لگتا ہے۔۔۔ پارس نے

بے اختیار کمر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

آٹھ کر بیڈ پر لیٹ کے انیزا کی دونوں پاؤں کو اپنی ٹانگوں میں قید کر کے

اس خود میں بیچ لیا۔۔۔۔۔

زینب۔۔۔ زینب نیسلیمان زینب کو گول گمار ہی تھی۔۔۔ نیسلیمان آپا
کیا ہوا ہے۔۔۔ زینب ولی کی کال آئی تھی اس نے اپنے بابا سے بات کر لی
ہے ہم پاکستان جا رہے ہیں۔۔۔ پ۔ پاکستان زینب کا چہرہ زرد پر گیا
۔۔۔ تم جلدی سے اپنا ٹرانسفر کرواؤ۔۔۔ زینب کیا ہوا۔۔۔ نیسلیمان
نے اس کا چہرہ اٹھاما۔۔۔

کچھ نہیں آپا میں بہت خوش ہو آپ کے لیے۔۔۔ میں ٹرانسفر کروا لیتی
ہوں۔۔۔ زینب کمرے میں چلی گئی۔۔۔
ہیلو۔۔۔ زینب نے آرمی ہیڈ کو کال کی۔۔۔

جی میجر کہے۔۔۔ سر مجھے پاکستان ٹرانسفر کروانا ہے۔۔۔ لیکن کیوں
میجر۔۔۔ سر میں نے سٹارٹ پہ ہی آپ سے کہہ دیا تھا کہ میں نے اپنا

ٹرانسفر کر والینا ہے۔۔۔ اوکے میں کروادیتا ہوں آپ شہر کا نام بتادیں
۔۔۔ گجرانوالہ۔۔۔ اوکے۔۔۔ ہیڈ نے کال بند کر دی۔۔۔
اپنے انجام کے لیے تیار رہنا۔۔۔ میں واپس آرہی ہوں شد اور خان تمہیں
تباہ کرنے۔۔۔ زینب کے ہر لفظ میں نفرت تھی۔۔۔۔

انیزا پارس کے سینے پر سر رکھے سوئی تھی جب اچانک گولیاں چلنے کی
آواز سے دونوں اٹھے۔۔۔
شاہ ڈر کے پارس کے ساتھ چپک گئی۔۔۔
شاہ کی جان کچھ نہیں ہوگا میں ہونا تمہارے ساتھ۔۔۔۔
پارس انیزا کو چھوڑے الماری میں سے گزنکال کر چہرے پہ ماسک لگایا

شاہو نہیں۔۔۔ جانِ شاہو ڈرنا نہیں اور جب تک میں ناکھو دروازہ مت
کھولنا پیشانی پہ بوسہ دے کر باہر سے دروازہ لاک کر گیا۔۔

تمہیں کیا لگا تم ہم سے بچ پاؤ گے۔۔۔ پندرہ آدمی پارس پہ بندوق تانے
کھڑے تھے۔۔۔ وہ ان سب کے درمیان میں تھا۔ اپنی بیوی ہمارے
حوالے کر دو ایک آدمی خباثت سے بولا۔۔۔

تم سب نے موت کو دعوت دی ہے۔۔۔ سب کا نشانہ پارس کے پیشانی
پر تھا۔۔

پارس نے ایک کے پاؤں پر گولی ماری سب نے ایک ساتھ گولیاں چلائی
پارس نے پیچھے کو جھک کر اپنے ہاتھ زمین پہ لگائے۔۔۔ گولیاں کسی
کے دماغ میں لگی تو کسی کی آنکھوں میں لگی۔۔۔۔

دو لوگ بچے تھے انہوں نے پارس کے ہاتھوں پہ گولیاں چلائی اس سے
پہلے وہ گولیاں پارس کو لگتی پارس سیدھا ہو گیا۔۔۔۔ پارس نے گنز پکڑ

کر ایک کے دماغ پی گولی اور ایک کے ہاتھ پہ جس سے گن اس آدمی کے
ہاتھ سے چھوٹ گئی۔۔۔

انیزا گولیوں کی آواز سے ڈر کے زمین پہ بیٹھ کر رو رہی تھی۔۔۔۔
پارس نے اس کے پیشانی پہ گن رکھی۔۔۔ کس نے بھیجا ہے۔۔۔ شد اور
خان نے۔۔۔ پارس کے چہرے پر سرسراہٹ آئی۔۔۔ آدمی
اس کی مسکراہٹ دیکھ کر خوف سی کپکپانے لگا۔۔۔

پارس نے اس کے منہ کے اندر گن رکھ کر گولی چلا دی۔۔۔
اس آدمی کے جیکٹ سے چاقو نکال کر اپنے بازوؤں پر تین کٹ لگائے
۔۔۔

۔۔۔ hayatim دروازہ کھولو

انیزا نے پارس کی آواز سنتے ہی بھاگ کر دروازہ کھول کر اس کے سینے
سے لگ کر رونے لگی۔۔۔

چلو ہمیں نکلنا ہے۔۔۔ پاس نے اپنا سامان الماری سے پکڑا۔۔۔ باہر
گاڑی آچکی تھی۔۔۔ پاس نے انیزا کو گاڑی میں بٹھایا۔۔۔ پاس
بوڑھی خاتون کے پاس گیا جس نے اسے رہنے کو گھر دیا تھا۔۔۔ بوڑھی
خاتون کا ہاتھ اپنی پیشانی کو لگایا۔۔۔ آپ کا بہت شکریہ آپ نے آج
دوسری دفعہ مدد کی۔۔۔ بوڑھی نے غور سے پاس کی طرف دیکھا
۔۔۔ تم۔۔۔ بوڑھی خاتون اتنا ہی بول پائی پھر مسکرا دی۔۔۔
اللہ تمہیں کامیاب کریں بیٹا۔۔۔ میری دعائیں ہمیشہ تمہارے ساتھ
ہیں۔۔۔

بوڑھی خاتون نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔ اب جاؤ اس سے پہلے وہ
کھبیس کا بچہ اپنے آدمی تمہارے پیچھے بھیجے۔۔۔۔۔
پاس ہاں میں سر ہلاتے گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔۔
انیزا اس کے سے سینے لگ گئی۔۔۔

اگر اس طرح تم میری باہوں میں رہو گی تو گاڑی کون کبخت چلائے گا
hayatim....

اسی طرح چلائے پاس نے اس کی حالت کو مدِ نظر رکھتے کارسٹارٹ کر
دی شاہو آپ کے کندھے سے خون نکل رہا ہے۔۔۔ ڈرتے نہیں ہیں
بس چھوٹے سے کٹ ہیں انہوں نے مارے مجھے اس نے جھوٹ سچ ملا
کر بتایا۔۔۔ کمینے۔۔۔ ایزا گالیاں نہیں نکالتے پاس نے اسے
ٹوکا۔۔۔ سورج اپنی آب و تاب سے چمک رہا تھا لیکن اس کا رنگ سرخ
تھا اور یہ رنگ کس کی زندگی کو گرہن لگانے والا تھا یہ تو وقت ہی بتائے
گا۔۔۔

کئی گھنٹے ڈرائیو کرنے کے بعد وہ دونوں لاہور پہنچے۔۔۔ ایزا اس کے
کندھے پر سر رکھے سو رہی تھی۔۔۔

پارس نے گاڑی بنگلے کے سامنے روکی۔۔۔۔۔ انیزا کو باہوں میں اٹھائے
کمرے میں لٹا کر حال میں بیٹھ گیا۔۔۔

سرجوس سروینٹ نے جوس ٹیبل پر رکھا۔۔۔

ارسلان۔۔۔ احمد شاہ نے ارسلان نے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ ارسلان
گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔۔۔

کیوں تلخ یادوں کو سوچ کر خود کو تکلیف دے رہے ہو تم تو اپنے دادو
کے۔۔۔۔۔ مت بلائیے گا اس نام سے مجھے ارسلان احمد شاہ کی بات
کاٹتے بولا۔۔۔

احمد اس کے پاس بیٹھ گئے۔۔۔۔۔

ان تلخ یادوں کو کبھی نہیں بھول سکتا۔۔۔۔۔ منہ کے بل گراؤں گا اسے
۔۔۔ ارسلان شاہ کی آنکھیں بے حد سرخ ہو گئی۔۔۔۔۔

رات کو نکاح ہے ارسلان۔۔۔ میں نہیں آ پاؤں گا بابا۔۔۔ سیان کسی
سے بات نہیں کر رہا۔۔۔ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ ارسلان شاہ اپنے بات
پہ قائم تھا۔۔۔

تم اس کی ضد کو اچھی طرح جانتے ہو۔۔۔ وہ سب سے زیادہ تمہارے
ساتھ اٹیچ ہے اس کی خوشی کے لیے آجانا۔۔۔
احمد شاہ کہتے ہوئے چلے گئے۔۔۔۔۔ ڈیول کہا جا رہے ہو۔۔۔

ڈیول کو گنز اور بیلٹ رکھتے دیکھ پوچھا۔۔۔
شد اور خان نے بہت بڑی غلطی کی ہے میری عین پہ حملہ کروا کر۔۔۔
ڈیول کہتے وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔۔

شد اور کیسے ہو۔۔۔ او۔۔۔ ہو ڈیول ڈیمن۔۔۔
تشریف لایا ہے۔۔۔ کوئی مجھے سے ملنے کو ترس رہا تھا اس کے سامنے
بیٹھ کر ٹانگ پہ ٹانگ رکھی۔۔۔

کیسے عاشق ہو تم اپنی محبوبہ کو اس کے شوہر کے حوالے کر دیا۔۔۔

شد اور نے ڈیول کو غصہ دلانا چاہا۔۔۔

محبوب کی بہتری جس چیز میں ہونی چاہیے وہی کام کرنا چاہیے۔۔۔

ڈیول بظاہر پر سکون بیٹھا تھا کوئی نہیں جانتا تھا اس کے اندر آگ چل رہی ہے۔۔۔

ڈیول ڈیمن میرا آدمی تمہارے پاس ہے۔۔۔ جس کا مجرم ہے اس کے

پاس ہے۔۔۔ جو میرا مجرم تھا میں نے اسے سزا دے دی ہے تمہارا بیٹا

۔۔۔۔۔

یعنی وہ اس لڑکی کے شوہر کے پاس ہے۔۔۔۔۔ میرا بیٹا زندہ ہے ڈیمن

۔۔۔۔

خواب اچھے دیکھتے ہو۔۔۔۔۔ ہا ہا ہا اس کا قہقہہ کمرے میں گونجا۔۔۔

تم تو اپنا چہرہ اچھپا کر رکھا ہے۔۔۔ ڈیول ڈیمن کے ماسک کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

میں بتاتا ہوں کو خواب دیکھ رہا ہے۔۔۔

زوریر خان۔۔۔ شد اور خان کی آواز پہ زوریز کمرے میں داخل ہوا

۔۔۔۔

کیسا لگا مجھے دیکھ کر ڈیول ڈیمن۔۔۔

زوریز آنکھ مارتے ہوئے بولا۔۔۔۔

ڈیول نے خود پہ ضبط کیا وہ اپنے غصے کی وجہ سے کام خراب نہیں کر سکتا

تھا۔۔۔۔

تمہارے پارٹنرز کہا ڈیول۔۔۔ زوریز شد اور کے پاس بیٹھا۔۔۔۔

ڈیول زوریز کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جب وہ نظریں پھیر گیا۔۔۔

لوگ اس سے خوف سے نظریں چراتے تھے لیکن زوریز کی نظروں
میں کچھ اور تھا جو ڈیول کو عجیب لگا۔۔۔۔

سنا ہے تمہاری محبوبہ بہت خوبصورت ہے۔۔۔

میں نے بھی سنا ہے تمہارے ناجائز بیٹے کی ماں بھی بہت خوبصورت ہے

— — —

ڈیول ڈیمن اپنی حد میں رہو شداور سے پہلے زور یز غصے سے بولا۔۔۔

میں نے حد پار کی کب ہے جب کرو گا تو لوگوں کو ان اوقات اچھی طرح

یاد دلا دو گا۔۔۔۔۔

ڈیول وہاں سے چلا گیا شد اور چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا وہ اچھے سے

جانتا تھا ڈیول یہاں خود آیا ہے تو مکمل تیاری کے ساتھ آیا ہو گا۔۔۔۔۔

راجپوت صاحب۔۔۔ خیریت ہے شاہ صاحب تشریف ہیں بیٹھے۔۔۔
جی خیریت ہی ہے میں آپ کی بیٹی ہیرا کے لیے زید کا رشتہ لے کر آیا ہوں۔۔۔

ہیرا جو اپنے بابا پاس بیٹھی تھی شکوہ کر احمد شاہ کے ساتھ بیٹھے زید کو
دیکھا۔۔۔

احمد شاہ یہ جانتے ہوئے بھی ہم بزنس میں ایک دوسرے وہ بولتے
ہوئے رکے۔۔۔

مجھے نہیں کرنی سر سے شادی۔۔۔

سن لیا زید شاہ۔۔۔ ٹینشن نہ لے آپ سر جی۔۔۔ آپ کی بیٹی خود بولے
گی مجھے زید شاہ سے شادی کرنی ہے۔۔۔

سر آپ کا دماغ ٹھیک ہے۔۔۔ زید نے محبت پاش نظروں سے دیکھا۔۔۔

جس دن میری بیٹی نے ہاں کی اس دن میری طرف سے بھی ہاں ہوگی
۔۔۔ لیکن ایک شرط کے ساتھ۔۔۔ احمد شاہ اس کی بات پر مسکرائے

۔۔۔

زید اور احمد شاہ اس کے آفس سے چلے گئے۔۔۔

سیان موڈ ٹھیک کر یار آج تیرا نکاح ہے۔۔۔۔

عالیان منہ بند کر لے اپنا۔۔۔ سیان سنجیدگی اور غصے سے بولا۔۔۔

سیان کیا ہو گیا یار۔۔۔۔ عالیان مجھے اکیلا چھوڑ دے۔۔۔

عالیان باہر چلا گیا۔۔۔۔

آپ نے اچھا نہیں کیا بھائی جی میرے ساتھ۔۔۔ نہیں کرنا مجھے نکاح

آپ کے بغیر۔۔۔ سیان نے واسکوٹ اتار کے پھینک دی۔۔۔ سفید

شلوار قمیض سفید رنگ کی واسکوٹ نفاست سے بال سیٹ کیے بے حد

خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔۔

سیان۔۔ اسمہ کمرے میں آئی۔۔۔ چلو واس کوٹ پہنو قاضی صاحب
آگئے ہیں نیچے رضا کا نکاح ہو چکا ہے۔۔۔ امی بھائی جی۔۔۔ بیٹا وہ نہیں
آئے گا اس نے کہا تھا۔۔۔ سیان نے خود پہ ضبط کرتے واسکوٹ پہن
لی۔۔۔۔

نیچے آیا تو ارسلان کو دیکھ کر بھاگ کر اس کے گلے لگا۔۔۔
بھائی جی آپ آگئے۔۔۔ نہیں آنا چاہیے تھا کیا۔۔۔
میں ناراض ہو آپ سے سیان پیچھے ہوتے چہرہ دوسری طرف کر گیا۔۔۔
چلو ٹھیک ہیں میں چلا جاتا ہوں واپس۔۔۔ میں نکاح نہیں کرو گا اگر آپ
چلے گئے۔۔۔ چہرا ابھی بھی دوسری طرف تھا۔۔۔۔
سیان۔۔۔ ارسلان کو بے حد غصہ آیا اس پہ۔۔۔۔

ارسلان بلیک شلوار قمیض بلیک ہی واسکٹ پہنے بال نفاست سے سیٹ
کیے

بے پناہ خوبصورت لگ رہا تھا وہ خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھا۔
لوگ سرگوشیاں کر رہے تھے۔۔ یہ گھر کا بڑا بیٹا ہے۔۔ یہ تو شہزادہ لگ
رہا ہے۔۔

سب لڑکوں نے سیم ڈریسنگ کی تھی۔۔ ارسلان شاہ کو چھوڑ کر۔۔
ارسلان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر رضا کے پاس بیٹھایا۔۔
نکاح ہونے دو تمہاری ضد اچھی طرح پوری کرتا ہوں۔۔ ارسلان کی
بات پہ اس کے سانس سوکنے لگے۔۔۔

قاضی صاحب شروع کریں۔۔۔

حال کو سادہ لیکن بے حد خوبصورت طریقے سے سجایا گیا تھا۔۔۔
ایک سائیڈ پہ لڑکیاں تھیں دوسری سائیڈ پہ لڑکے درمیان میں دو
پردے لگائے گئے تھے ایک پھولوں کا اور دوسرا نیٹ کا۔۔۔

سید سیان ولد احمد شاہ آپ کو عرتج ولد ساجاد شاہ سے حق مہر بیس لاکھ

نکاح میں قبول ہے۔۔۔ قبول ہے۔۔۔ قاضی صاحب نے دو مرتبہ اور
پوچھا پھر عرتج سے پوچھا اس نے روتے ہوئے قبول ہے بولا۔۔۔
مبارک ہو احمد شاہ نے سیان کو گلے لگایا۔۔۔ سب نے سیان کو مبارکباد
دی۔۔۔

روتے نہیں ہیں ساجد شاہ نے عرتج کو سینے سے لگایا جو رو رہی تھی۔۔۔
گڑیا۔۔۔ ارسلان نے عرتج کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔
گڑیا روتے نہیں ہے۔۔۔ اس نے ہاں میں سر ہلاتے آنسو صاف
کیے۔۔۔

کدھر ارسلان نے سیان کو لڑکیوں ولی سائیڈ پہ آتے دیکھ دوسری
طرف جا کے پردہ بند کیا۔۔۔

اپنی بیوی سے ملنا ہے۔۔۔۔۔ وہ بیوی جس سے تھوڑی دیر پہلے کوئی نکاح
نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

بھائی جی نا کریں۔۔۔ کیا نا کرو۔۔۔

ملنے دیں دے نہ چہرے پر دنیا جہاں کی معصومیت سجائے بولا۔۔۔

یہ فرضی معصوم چہرے کسی اور کو دکھانا۔۔۔

ارسلان نے ناک سے مکھی اڑائی۔۔۔

بیٹھ جامیرے پاس تو نکاح شدہ ہو کر بھی کنوارا ہے۔۔۔

زید نے اسے اپنے پاس بٹھایا۔۔۔

زید کی بات پر سب کے قہقہوں کی آوازیں گونجی۔۔۔

کوئی بات نہیں بھائی میرا تو بس ملنا بند ہوا ہے وہ بھی عارضی۔۔۔ میری

ہے میں جب چاہے مل سکتا ہوں۔۔۔ میں نے سنا ہے ہیرا بھا بھی نے نہ

کردی ہے شادی کے لیے۔۔۔ وہ اٹھنے لگا سیانہ نے اپنے پاس کھینچ کر

بٹھایا۔۔۔

آؤ پاس میں تو بیٹھو۔۔۔

بولو کیا بات ہوئی۔۔۔

یا بول نہیں سکتے۔۔

جو آپ کے ساتھ ہوئی۔۔۔

سیان کے بچے۔۔۔ زید اس کے پیچھے بھاگا۔۔ بھائی میرے بچے ابھی
نہیں ہوئے۔۔۔ زید نے جوتا اس کی طرف پھینکا سیان عالیاں کے پیچھے
کھڑا ہو گیا جس وجہ سے جوتا عالیاں کو لگ گیا۔۔۔

زید بھائی میں نے کیا کیا۔۔ اس نے اپنے سر پہ ہاتھ رکھ لیا۔۔۔

ادھر آتو میں تجھے بتاؤ میرے ساتھ کیا ہوا ہے۔۔۔

چپ کر کے بیٹھ جاؤ سب۔۔ ارسلان شاہ کی غصیلی آواز پہ جو جہاں تھا
وہی بیٹھ گیا۔۔۔

بابا میں جا رہا ہوں واپس۔۔۔ ارسلان۔۔۔

ساجاد بھائی جانے دیں اسے ضروری کام ہے۔۔۔ فیملی سے زیادہ کیا
ضروری ہے احمد۔۔۔ احمد شاہ خاموش ہو گئے۔۔۔

بڑے بابا کچھ دن تک آ جاؤں گا۔۔۔

ارسلان۔۔۔ بابا احمد راجپوت پاس گئے تھے آپ۔۔۔ وہ بات بدل گیا

--

ہاں گیا تھا ہیرا نے منع کر دیا۔۔۔ ارسلان نے گھور کر زید کی طرف
دیکھا۔۔۔

زید بھائی

بولو کیا بات ہوئی۔۔۔

ارسلان اس کا منہ کروالے میرے ہاتھوں ضائع ہو جائے گا۔۔۔

زید بھائی کیوں میری کچھ منٹ کی بیوی کو بیوہ کرنا چاہتے ہیں آپ

زید لمبا سانس لے کر رہ گیا۔۔۔

عیشان بھائی آپ کی میرم کے کیا ارادے ہیں۔۔۔ سیان سیدھی طرح
کہہ دے جوتے کھانے ہے۔۔۔ بھائی جی کے جاتے ہی تمہاری زبان
کھل گئی ہے۔۔۔

عیشان گھور کر دیکھ رہا تھا۔۔۔

ہائے میری بیوی کہاں ہے۔۔۔ جہاں بھی ہے وہی رہنے دو بھائی نے
منع کیا ہے ملنے سے۔۔۔

اوے سالے چپ۔۔۔ ایسے کیا دیکھ رہے ہے بابا عالیان سالہی لگتا ہے
احمد شاہ کو غصے میں آتے دیکھ پیار سے بولا۔۔۔۔۔

بابا نیہا سے ملنا ہے مجھے۔۔۔ احمد شاہ اور ساجاد شاہ نے ہاں میں سر ہلا دیا

--

نیہارضا کے ساتھ کمرے میں چلی گئی۔۔۔

مجھے بھی ملنا ہے عرتج سے۔۔۔ ادھر آؤ میں ملاؤں۔۔۔ بابا یار۔۔۔
آپ لوگ نہیں روک سکتے مجھے بیوی ہے میری۔۔۔
تو مل دکھا مجھے۔۔۔ احمد شاہ نے چیلنج کرنے والے انداز میں کہا۔۔۔

Challenge accepted dad...

سیان بھی اسی انداز میں بولا۔۔۔۔

مہمان جا چکے تھے۔۔۔۔

سنیا سی پٹھان بڑے سونے ہوندے نے ان کو یکھ وی لیا۔۔۔

کیا۔۔۔۔ نیشہ نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔

پٹھانی صاحبہ کو پنجابی نہیں آتی۔۔۔

آپ سے مطلب مسٹر۔۔۔ اوہو اٹیٹیوڈ کوین۔۔۔ زیان بھائی کیا مسئلہ

ہے آپ کو۔۔۔ زیان جو جو س پی راہ تھا فوارہ کی صورت میں باہر نکل

آیا۔۔۔۔ نیشہ دو قدم پیچھے ہوئی۔۔۔۔

پٹھانی صاحبہ میری بس ایک ہی بہن ہے عرتج۔۔۔

میرے خیال سے میں اس گھر میں سب کی بہن ہو۔۔۔ مجھے چھوڑ کے
۔۔۔ اپنے دانتوں کی نمائش کی۔۔۔

مجھے نہیں پتا تھا شاہزادے اتنے ٹھہر کی بھی ہوتے ہیں۔۔۔

غصے سے تلملاتی ہوئی کمرے میں چلی گئی۔۔۔

سب لڑکوں کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا۔۔

زیان بھائی آپ کی وجہ سے ہم سب لڑکوں کو ٹھہر کی کہہ کر گئی ہے نیشہ

آپی۔۔۔ عالیان نے اسے اور آگ لگانی چاہی۔۔۔

بکو اس سن لو جتنی مرضی تم سب سے۔۔۔ تن فن کرتا وہ بھی اپنے
کمرے میں چلا گیا۔۔۔

ہم چلو ہم بھی اپنے کمرے میں چلے۔۔۔

لڑکیاں سب اپنے کمرے میں تھیں۔۔۔

نکاح مبارک نہار ضا خان۔۔۔ رضانے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔
وہ ڈر کے پیچھے ہو گئی۔۔۔

ڈر کیوں رہی ہو نہا۔۔۔ مجھے میرے کمرے میں جانا ہے۔۔۔ دو قدم
پیچھے ہوئی۔۔۔ یہ بھی آپ کا ہی کمرہ ہے۔۔۔
رضانے فاصلہ ختم کیا۔۔۔

آپ دور رہ کر بات نہیں کر سکتے کیا۔۔۔

اس نے دور ہونا چاہا لیکن پیچھے دیوار تھی۔۔۔

ڈر کیوں رہی ہے مجھ سے۔۔۔ وہ ماورہ نے کہا تھا آپ مجھے ک۔۔۔ نہا
اپنے منہ پہ ہاتھ رکھ گئی۔۔۔

نہار ضا بھائی نکاح کے بعد تم ملے گئے۔۔۔ تو۔۔۔ تمہیں پتا وہ

کمرے میں جا کے کیا کریں۔۔۔ کیا کریں گے۔۔۔ ماورہ نے اس کی

(پس پہ فنگر رکھ کر ہونٹوں کو گول کیا۔۔۔

کیا کہا ہے ماورہ بھا بھی نے۔۔۔ ک۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ تم کچھ تو بتانے لگی
تھی۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔ وہ جانے لگی رضا نے دیوار پہ اس کے دائیں بائیں ہاتھ رکھ
کر راستہ بند کیا۔۔۔

رضا کو اپنے قریب کھڑے دیکھ رونا شروع ہو گئی۔۔۔
او کے جاؤ اپنے کمرے میں۔۔۔ نہا کی سپیڈ دیکھ کر رضا کا منہ کھل گیا
۔۔۔

رضا نے خود کو آئینے میں دیکھا۔۔۔
بھوری آنکھیں پٹھانوں کی طرح سرخ و سفید رنگت بھورے بال
پر کشش نقوش سفید شلوار قمیض وہ نظر لگ جانے کی حد تک
خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔

اتنا ڈر ونا تو نہیں ہو میں۔۔۔

بیوی کہا جانے کے ارادے ہے تمہارے۔۔۔

وہ ساری لڑکیاں عرتج کے کمرے میں ہے وہاں جا رہی ہوں۔۔۔

کیا کرنا وہاں جا کر۔۔۔ باتیں کریں گی ہم سب۔۔۔

ماورہ دروازہ کھولنے اذہان سامنے کھڑا ہو گیا۔۔۔

اذہان پیچھے ہو۔۔۔ بیگم جوان سے باتیں کرنی ہے مجھ سے کر لو۔۔۔

جی نہیں مجھے جانا ہے۔۔۔ اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام۔۔۔

اذہان۔۔۔ ماورہ غصے سے بولی۔۔۔

اذہان بے باکی سے اس کے لبوں پہ جھکا۔۔۔

پیچھے ہوا تو ماورہ لمبے لمبے سانس لیتے رونے لگی۔۔۔

یہ رونے کیوں لگے جاتی ہو تم۔۔۔ میرا میک اپ خراب کر دیا آپ نے

۔۔۔ اذہان نے غور سے اسے دیکھا جہاں میک اپ کے نام پہ صرف

ڈارک پنک لپسٹک لگی ہوئی تھی۔۔۔

کون سامیک اپ بیوی۔۔۔ یہ لپسٹک کی طرف اشارہ کیا جو ساری پھیل
چکی تھی۔۔۔

میری معصوم بیوی اذہان نے کہتے اس کے رخسار کھینچے۔۔۔
پیچھے ہٹے۔۔۔ ماورہ اسے پیچھے کرتی اپنے لپسٹک صاف کرنے لگی۔۔۔
بیوی آج بہت پیاری لگ رہی تھی تم۔۔۔
پیچھے سے حسار میں لیا۔۔۔

میں ہمیشہ لگتی ہو روتے ہوئے منہ بناتی بولی۔۔۔ وہ مجھے پتا ہے۔۔۔
ماورہ اس کی بات پہ ہنسنا شروع ہو گئی۔۔۔
عرتج۔۔۔ جی آپ۔۔۔ یا اتنی معصوم کیوں ہو تم نیشہ جو اسے تنگ کرنے کا
سوچ رہی تھی۔۔۔ اس کا معصوم چہرہ دیکھ کر چپ ہو گئی۔۔۔

نیہا بھا بھی۔۔۔ نیہا نے گھور کر دیکھا۔۔ ایسے کیا دیکھ رہی ہے اپ میری
بھا بھی ہے اب۔۔۔ ویسے بھائی نے کچھ کیا۔۔۔ نیشہ منہ بند کر لو میں
سر پھاڑ دوں گی تمہارا۔۔۔

نیشہ بیچاری چپ کر کے بیٹھ گئی ایک کو تنگ کرنے کا سوچا اس کا معصوم
چہرہ دیکھ کر چپ ہو گئی دوسری غصے سے بھری بیٹھی تھی۔۔۔ ماورہ اس کا
ساتھ دے سکتی تھی اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ مصروف تھی۔۔۔

پارس اپنے منشن میں آیا۔۔۔ جنت بی۔ بی ایزا کہاں ہے۔۔۔ گھر کی کئی
ٹیکر سے پوچھا۔۔۔

بی۔ بی جی کمرے سے باہر نہیں نکلی۔۔۔

کیا مطلب۔۔ وہ صبح سے کمرے میں جنت بی۔ بی کی بات پوری ہونے
سے پہلے ہی وہ اوپر اپنے کمرے کی طرف بھاگا۔۔

دروازہ کھولا، نظریں دوڑائیں انیزاز میں پہ بیٹھی رو رہی تھی۔۔

Hayatim...

اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھایا۔۔

میرا بچہ رو کیوں رہا ہے۔۔ آپ گندے ہو مجھے آپ سے بات نہیں
کرنی۔۔

آپ مجھے اکیلا چھوڑ کر چلے گئے۔۔ مجھے ڈر لگ رہا تھا۔۔ اس نے ضبط
سے آنکھیں بند کی وہ کیسے بھول گیا کہ وہ کس کنڈیش میں ہے۔۔ اس
کی برین کی وین سویل ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہ بہت جلد ڈر جاتی

۔۔

غلطی ہو گئی آئندہ نہیں کرو گا کان پکڑ کر اسے منانا چاہا۔۔

پارس شاہ جس نے کبھی کسی سے معافی نہیں مانگی تھی وہ آج اپنی سولا سال کی بیوی کے سامنے کان پکڑے بیٹھا تھا۔

ایک شرط پر مانو گی۔۔۔ اس کے ڈمپل پر انگلی رکھ کے کہا۔۔

کی ہر شرط قبول ہے۔۔ hayatim مجھے

مجھے ڈھیر ساری چاکلیٹس چاہیے۔۔

بازوں پھیلاتے ہوئے کہا۔۔۔ بس۔۔ اور جیلی، نوڈلز، کوکو مو، نمکو،

کینڈی، ایس کریم، کیک، بسکٹ، لیز، کرکرے، چیٹوز بس یہی تھوڑا سا

چاہیے۔۔۔

جی۔۔۔ اوکے میں سب کچھ لا دو گا hayatim یہ تھوڑا ہے

۔۔ لیکن اس کے بدلے مجھے کیا ملے گا۔۔ میں آپ کو ایک چاکلیٹ دو

گی سوچتے ہوئے بولی۔۔ میں تو یہ سب چیزیں نہیں کھاتا۔۔ پارس

نے بھی اس کے انداز میں اپنے ڈمپل پہ انگلی رکھتے کہا۔۔

پھر آپ کو کیا چاہیے۔۔۔ یہ یہاں پہ پاس نے اس کے رخسار پر بوسہ
دے کر اپنے ڈمپل پہ فنکر رکھی۔۔۔

سوچنے والے انداز میں سر ہلایا۔۔۔

آپ کو پتا مجھے یہ پیارا لگتا ہے۔۔۔ اس کے ڈمپل پہ ہاتھ رکھا۔۔۔

اچھا جی۔۔۔ ہاں جی۔۔۔ اوکے جی۔۔۔

اچھا تم بیٹھو یہاں میں تمہارے لیے چیزیں لے کر آتا ہوں۔۔۔

جلدی آنا ہے۔۔۔

اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔

دس منٹ میں واپس آنا ہے۔۔۔ پاس ہاں میں سر ہلا کر چلا گیا۔۔۔

پاس اس کا بتایا ہوا سامان لے کر آیا۔۔۔

سامنے اس کا بھائی کھڑا تھا۔۔۔

سب ٹھیک ہے۔۔۔ پریشان ہوتے پوچھا۔۔۔ ہاں سب ٹھیک ہے

۔۔۔ یہاں آنے کا مقصد آئی بروا پر کرتے دیکھا۔۔۔

میرے بھائی کی یاد آرہی تھی تو سوچا مل آؤ جا کے۔۔۔ پارس نے گھور کر

دیکھا۔۔۔ بابا گھر نہیں ہے۔۔۔ کیا بابا گھر نہیں ہے۔۔۔

پارس نے اپنے بھائی کی طرف دیکھا دونوں بیسمنٹ کی طرف بھاگے

۔۔۔

تم نے میرے بیٹے سے اس کی خوشیاں چھینی انہوں نے اس کے

بازوؤں پر کیمیکل گرایا۔۔۔ اس کی دردناک چیخیں بیسمنٹ میں گونجی

۔۔۔

اس بازوؤں کی جلد پگھلنے لگ گئی۔۔۔

اس کے بچے کو مار دیا۔۔۔ اس کی ٹانگوں اور پیٹ پر کیمیکل گرایا۔۔۔

م۔۔۔ مجھ۔۔۔۔۔ے۔۔۔۔۔م۔۔۔۔۔معا۔۔۔۔۔ف۔۔۔۔۔ک۔۔۔۔۔کر

۔۔۔ دو۔۔۔ تکلیف کے باعث اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔۔۔

میرے بیٹے کی عزت اس کی بیوی کو بے پردہ کرنے کی کوشش کی۔۔۔

انہوں نے اس کے چہرے پر کیمیکل پھینکا۔۔۔۔

وہ تڑپ رہا تھا جلد پگھلنے کی وجہ سے جسم کا گوشت نظر آ رہا تھا۔۔۔

وہ پر سکون ہو کر اس کی چخیں سن رہا تھا۔۔۔۔۔

پارس اور اس کا بھائی جب بیسمنٹ میں داخل ہوئے وہ مرچکا تھا ہڈیوں

کے اوپر کچھ جگہوں پر گوشت کے ٹکڑے تھے۔۔۔ شیر و وامت کرنا

شروع ہو گیا۔۔۔ جاؤ تم باہر۔۔۔ پارس نے اسے باہر بیچھ دیا۔۔۔

بابا سے نہیں مارنا تھا ابھی۔۔۔

جو تم اس سے پوچھنا چاہتے ہو اسے نہیں معلوم۔۔۔۔ اور یہ شد اور خان

کے ہر برے کاموں میں ملوث تھا۔۔۔

پارس کی آنکھیں بے تحاشا سرخ ہو گئی۔۔۔۔

آپ گھر جائے امی پریشان ہو رہی ہے۔۔

ہمم انیز اٹھیک ہے۔۔۔ دونوں باہر آگئے تھے۔۔۔ ڈرتی بہت زیادہ ہے

۔۔۔ اس کی جو وین سویل ہوئی ہے اس کی وجہ سے ہو رہا ہے اس کا

دیہان رکھنا اسے کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔۔۔ شاہ صاحب سنجیدگی سے

بات کر رہے تھے۔۔۔

ایک اور بات کسی قسم کا بوجھ ہو اس کے ذہن پہ، پہلے اس کی حرکات

دس سال کے بچوں جیسی ہو جائے گی۔۔۔ اور اس بعد۔۔۔ میں اسے

اس سٹیج تک آنے ہی نہیں دو گا۔۔۔

شاہ صاحب کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔۔۔

ہمم بہتر۔۔۔۔ تم ٹھیک ہو شاہ صاحب شیر و کے کندھے پر ہاتھ رکھا

۔۔۔۔

بابا اس سے تو اس طرح کی بے رحمی کی امید کی جاسکتی ہے آپ بھی۔۔۔
جو میرے بیٹوں کی خوشیاں چھیننے گا میں اس سے اس کی زندگی چھین لوں گا
۔۔۔ شاہ صاحب آنکھوں میں وحشت لیے بولے۔۔۔

چلو گھر چلیں۔۔۔ شیر و کوکھڑا کیا۔۔۔

پارس۔۔۔ جی کریں بکو اس۔۔۔ بھائی سے اس طرح بات کرتے ہیں
۔۔۔ بات کرنی ہے تو کرو نہیں تو دفع ہو جاؤ۔۔۔

میں نے کبھی نہیں سوچا تھا پارس شاہ دی ہٹلرا اپنی بیوی کے لیے رات
کے بارہ بجے بچوں والی چیزوں کے لیے خوار ہو گا۔۔۔

شاہ صاحب اور شیر و نے بامشکل اپنی ہنسی کنٹرول کی۔۔۔ وہ دونوں
پارس سے اپنی عزت افزائی نہیں کروانا چاہتے تھے۔۔۔

ہو گیا۔۔۔ جاسکتے ہیں آپ لوگ۔۔۔ دونوں مسکراتے ہوئے چلے گئے

۔۔۔۔

میرے بچے کو کیا ہوا۔۔۔ انیزامنہ بنا کر بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔۔

اس نے گھڑی کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

وہ تھوڑی سی دیر ہو گئی۔۔۔ تھوڑی۔۔۔ گھور کر دیکھا۔۔۔ تھوڑی سی
زیادہ ہوئی ہے۔۔۔ اگر تم ایسے گھور کر دیکھو گی تو میں نے پھر یہ نہیں
دینی چیزوں کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

آپ تو بہت اچھے ہونا شاہو بیڈ پہ کھڑے ہو کر اس کے پاس آتے
گردن پہ بازو حائل کیے۔۔۔

مجھے اچھے سے پتہ ہے حیاتم یہ سب صرف چاکلیٹس کے لیے ہو رہا ہے
۔۔۔

شاہو بے حد پیار سے بلایا۔۔۔

جی جان شاہو۔۔۔ اس کی پیشانی پر لب رکھے۔۔۔ چیزوں کی طرف
اشارہ کیا۔۔۔ سب کچھ اس کے حوالے کر دیا۔۔۔

چیزیں پکڑ کے اسے دھکا دیتے بیڈ پہ بیٹھ سناٹکس کے ساتھ انصاف کرنا
شروع ہو گئی۔۔۔

پارس منہ کھولے اس دیکھے گیا۔۔۔

وہ پر سکون ہو کر بیڈ پہ لیٹ گیا اسے پتا تھا جب تک چیزیں ختم نہیں ہوگی
اس نے نہ کسی سے بات کرنی ہے اور نہ کسی چیز کی ہوش ہونی ہے

ملوگا تو میں بھی جو مرضی کر لے یہ سب۔۔ احمد شاہ نے نیشہ سے کہا تھا
وہ آج عرتج کے پاس سوئے۔۔۔

بابا اچھا نہیں کیا آپ نے میرے ساتھ۔۔۔ یہ نیشہ آپنی کو کمرے سے
کیسے نکالو۔۔۔ سیان سوچ میں پر گیا۔۔۔

آپنی تو جلدی سو جاتی ہے سیان شیطانی ہنسی ہنسا۔۔۔

اس نے آہستہ سے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔۔ نیشہ سوئی ہوئی تھی۔۔۔ یہ
عرتج کہا گئی ہے اس نے چاروں طرف دیکھا عرتج واش روم سے باہر
نکلی تھی۔۔۔ وہ رہی محترمہ

سیان اس کے پاس جا کے کھڑا ہو گیا۔۔

اس سے پہلے وہ چلاتی سیان نے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا۔۔

چلو میرے ساتھ۔۔ عرتج نے نہ میں سر ہلایا۔۔ اگر تم چلائی نہ تو

بہت برا پیش آؤ گا تمہارے ساتھ سیان سرگوشی کرتے کان کی لو کو

دانتوں میں دبایا۔۔ عرتج آنسو بہاتی اس کے ساتھ چلی گئی۔۔

کمرے میں آ کے دروازہ لاک کر کے موبائل اٹھایا۔۔۔ نیہا پھپھو۔۔ کیا

ہوا ہے سیان۔۔ نیند میں ڈوبی آواز آئی۔۔

نیشہ آپی کہہ رہی تھی انہیں ڈر لگ رہا ہے آپ ان کے پاس جا کے سو

جائے۔۔۔

اچھا جاتی ہو۔۔ سیان نے کال بند کر دی۔۔ آپ نے پھپھو کو آپنی کے پاس کیوں بھیجا ہے آنسو صاف کیے۔۔ محترمہ اگر آپ کی آپنی صاحبہ رات کو اٹھ گئی اور آپ وہاں موجود نہ ہوئی انہوں نے پورا گھر سر پہ اٹھا لینا ہے۔۔۔۔۔

پھپھو کے جانے سے کیا ہو گا آپ مجھے بھیج دو کمرے میں پھر کچھ نہیں ہو گا۔۔ اس کی معصومیت دیکھ کر سیان کا دل کیا اپنا سردیوار میں مار لے۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔ محترمہ تمہارے بس کی بات نہیں ہے رہنے دو دماغ نا ضائع کرو اپنا اسے سوچتے دیکھ کہا۔۔۔
آپ مجھے یہاں کیوں لے کر آئے ہیں۔۔۔
ڈانس کروانے۔۔۔ ہائے اللہ جی۔۔۔ سیان
میں ایسے گندے کام نہیں کرتی۔۔۔

لڑکیوں کو بہت گناہ ہوتا ہے ڈانس کرنے سے اللہ پاک ناراض ہوتے
ہیں یہ بہت۔۔۔

میری ماں چپ کر جا۔۔۔ سیان میں آپ کی ماں نہیں بیوی ہوں چھوٹی
امی آپ کی ماں ہے۔۔۔ کیا ڈونڈھ رہے ہے۔۔۔
اسے ادھر ادھر دیکھتے پوچھا۔۔۔

اپنے سر پہ مارنے کے لیے کچھ ڈونڈھ رہا ہوں۔۔۔۔۔ سیان نے اپنے بال
پکڑ لیے۔۔۔

سیان خود کشتی بری بات ہے۔۔۔ عرتج اگر اب تم ایک لفظ بھی بولی نا میں
نے اپنا سر دیوار میں مار لینا ہے۔۔۔

سیان خود پہ ضبط کرتا بولا۔۔۔۔۔

نہیں بھول رہی بس آپ دیوار پہ سر نہ مارنا آپ کے سر سے خون نکلنا
شروع ہو سیان اس کے لبوں پہ جھکا اس کے الفاظ منہ میں رہ گئے۔۔۔

عرتج نے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔۔۔۔
پانچ منٹ بعد وہ پیچھے ہوا۔۔۔ عرتج لمبے سانس لیتے رونے لگی۔۔۔ اگر
تمہارا رونا بند نہ ہوا تو اس سے برا کرو گا۔۔۔

عرتج نے اپنے آنسو صاف کیے۔۔۔

میں بھائی جی کو بتاؤ گی۔۔۔ بڑی امی نے صبح کیا سمجھایا تھا۔۔۔ سیان نے
انشا کی باتیں سن لی تھی جب وہ عرتج سے کہہ رہی تھی کہ شادی کے
بعد تم اپنی اور سیان کی باتیں کسی کو نہیں بتاؤ گی۔۔۔
امی نے کہا تھا کسی کو نہیں بتانا۔۔۔

ویری گڈ۔۔۔ چلو اب سوتے ہیں مجھے بہت نیند آرہی ہے۔۔۔
اوکے۔۔۔ کہاں۔۔۔ عرتج کو دروازے کی طرف جاتے دیکھ روکا
۔۔۔ اپنے کمرے میں۔۔۔ نہیں یہی سونا ہے۔۔۔ نکاح کے بعد شوہر

کے کمرے میں سونا چاہیے نہیں تو گناہ ہوتا ہے۔۔۔ سیان نے اس کی
معصومیت کا فائدہ اٹھایا۔۔۔

عرتج ہاں میں سر ہلا گئی۔۔۔

سیان اسے باہوں میں لیے لیٹ گیا۔۔۔ آپ دور ہو کے لیٹے۔۔۔ چپ
کر کے لیٹ جاؤ میرا دماغ خراب ہو رہا ہے یہ ناہوا اس گھومے ہوئے
دماغ کے ساتھ تمہارا دماغ درست کر دو۔۔۔۔۔

عرتج چپ کر کے لیٹ گئی۔۔۔

اصل تماشہ تو صبح لگے گا سیان سوچ کر مسکرا کے آنکھیں بند کر گیا۔۔۔
ار کے ایگل گرل نے اس کے کندھے پر سر رکھا۔۔۔ کیا کام ہے۔۔۔
کیسے بھائی ہو تم ہاں بہن پاس آ کے بیٹھے تو اس اسے ایسے کہتے ہیں۔۔۔
ایگل گرل منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ کیونکہ اس بہن کو جب کام ہوتا ہے
تب ہی میرے ساتھ میٹھی بنتی ہے۔۔۔۔۔ ار کے نے بھی اسی کی طرح

منہ بنایا۔۔۔ کیا کام ہے اسے اداس ہوتے دیکھ پوچھا۔۔۔ ڈیول سے
بات کرو گے تم۔۔۔ کس بارے میں۔۔۔ ار کے کو گھر بر کا احساس ہوا
۔۔۔ وہ کل ڈیول شد اور کے آفس میں کیمرے لگا کر آیا تھا نہ وہ۔۔۔ وہ
کیا۔۔۔ ار کے نے غصے سے دیکھا۔۔۔ مجھ سے ڈس کو نیکٹ ہو گئے
۔۔۔ ار کے نے ضبط کرتے منہ پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔ میرے پیارے
بھائی ہونا ڈیول کو سنبھال لینا۔۔۔ ایگل گرل۔۔۔ بہن کی خاطر اتنا
نہیں کر سکتے۔۔۔

مرواؤ گی مجھے تم۔۔۔ نہیں مرتے اب جاؤ ار کے کو دھکا دیا۔۔۔ بے
فیض۔۔۔ ار کے منہ کے اٹے سیدھے زاویے بناتے اللہ کا نام لیتے
ڈیول کے آفس میں داخل ہوا۔۔۔

ایگل گرل سے کہہ دو وہ چار دن تک سوشی کھائے گی اور اسے کھانے
کے بعد آدھے گھنٹے تک پانی نہیں پینا۔۔۔

ار کے کے بولنے سے پہلے ڈیول بولا۔۔۔

ڈیول تمہیں پتا ہے اسے سوشی کے نام سے کتنی چر ہے۔۔۔ ار کے نے اسے منانا چاہا۔۔۔ یہ اسے کیمرے ڈس کونیکٹ کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔۔۔ ار کے چپ کر گیا وہ جانتا تھا غلطی ایگل گرل کی ہے۔۔۔ ایلف اور اے ڈی سے کہنا کام کی طرف دیہان دے ایک کو محبوبہ سے فرصت نہیں اور دوسرے کو بیوی سے۔۔۔ ڈیول کی بات پہ ار کے نے ہنسی کنٹرول کی۔۔۔ ڈیول اے۔ ڈی کی بیوی تمہاری بھی کچھ لگتی ہے۔۔۔ ڈیول کے گھورنے پہ ار کے باہر چلا گیا۔۔۔

کیا کہا ڈیول نے۔۔۔ ایگل گرل نے بے چینی سے پوچھا۔۔۔ ڈیول نے کہا تم نے چار دن صرف سوشی کھانی ہے اور اس کے بعد آدھا گھنٹہ پانی نہیں پینا۔۔۔ ار کے بیٹھا صوفے پر بیٹھا۔۔۔ ایگل گرل گرنے کے

انداز میں صوفے پر بیٹھی۔۔۔۔۔ ار کے میں نہیں کھانی۔۔۔۔۔ جھر جھری
لیتے کہا۔۔۔۔۔ یہ بات ڈیول سے جا کے کہو مجھ سے نہیں۔۔۔۔۔

ار کے صوفے سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر گیا۔۔۔۔۔ اس کی بیوی
ہوتی نہ تو مزہ آتا۔۔۔۔۔ ایگل گرل تلملاتے ہوئے وہاں سے چلی گئی

۔۔۔۔۔

ڈیول کیمرے میں زوریر خان کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ جو سویا ہوا تھا
یہ کیسے زندہ ہے پانچ گولیاں لگی تھی اسے۔۔۔۔۔ ڈیول سوچ میں پڑ گیا

۔۔۔۔۔

کتنے دن ہو گئے ہیں ڈیول کو اپنی عین سے ملے ڈیول کی آنکھیں مسکرائی

۔۔۔

ار کے سے کیا کہا تم نے اے۔۔۔۔۔ ڈی آفس میں داخل ہوا۔۔۔۔۔ جو کہا ہے سہی
کہا ہے۔۔۔۔۔ تمہاری معلومات کے لیے بتادوں میری بیوی، تمہاری ماں کی

طبعیت ٹھیک نہیں ہے اس لیے اس سے ملنے گیا تھا۔۔۔ اے۔ ڈی کو
غصہ آرہا تھا۔۔۔

طبعیت ٹھیک ہے اب ان کی سیدھی طرح کہہ دے رو مینس کی کمی
ہو رہی تھی آپ کو۔۔۔ شرم تو آتی نہیں ہے تمہیں باپ سے اس طرح
بات کرتے ہوئے۔۔۔ باپ آپ گھر ہے یہاں پر میں بوس ہو۔۔۔
ڈیول سنجیدگی سے بولا۔۔۔۔۔

تمہاری شادی کروادینی چاہیے اب مجھے بیوی آئے گی تو تمہارے یہ ہلا
ہو ادا غ درست کرے گی تمہیں۔۔۔ ڈیول کے گھورنے پر اے۔ ڈی
چپ کر گیا۔۔۔۔۔

ایسے گھورنے کی ضرورت نہیں ہے جارہا ہو کام کرنے۔۔۔
اے۔ ڈے باہر نکلا تو ایلف آفس کی طرف آرہا تھا۔۔۔ کیا ہوا

اے۔ ڈی۔۔۔ بیوی لا کے دوا سے دماغ درست ہو اسکا۔۔۔ اے۔ ڈی
غصے سے بھرا چلا گیا۔۔۔

ڈیول کیا ہوا ہے۔۔۔ محبوبہ کو دیکھنے سے فرصت مل گئی تمہیں۔۔۔
ایلف نظریں جھکا گیا۔۔۔ کام کی طرف دیہان دو محبوبہ کی تصویر کو بعد
میں تار لینا۔۔۔ ڈیول بے حد غصے سے بولا۔۔۔

ایلف باہر چلا گیا۔۔۔ سہی کہہ رہا تھا اے ڈی اس کی شادی کر دینی
چاہیے۔۔۔ خود جو اتنے دنوں سے اپنی عین کو نہیں ملا۔۔۔
ادھر آؤ میں کروا تمہاری شادی ڈیول آفس سے باہر آیا ایلف وہاں کھڑا
بڑبڑا رہا تھا۔۔۔۔

ڈ۔ ڈیول میں وہ جا رہا تھا۔ اچھا جا رہے تھے ڈیول نے طنزیہ اس کی
طرف دیکھا۔۔۔ ایلف نے وہاں سے نکلنے میں ہی بھلائی سمجھی۔۔۔۔
پاگل ہو گئے ہیں سارے۔۔۔۔

ہیرا اور میرم انیزا کے جانے کے بعد آج کالج گئی تھی۔۔۔

انیزا کے شوہر کو شرم نہیں آتی ایسے کون لے کر جاتا ہے بیوی کو۔۔ بارہ

سال بیوی کی یاد نہیں آئی اور اب میری بیوی۔۔ جب سے میرم نے

اسے مکمل بات بتائی تھی وہ غصے سے بولے جارہی تھی۔۔

تم کیوں رورہی ہوں میرم کا چہرہ اٹھایا جو نیچے کیے رورہی تھی۔۔۔

مجھے ملنا اپنی بہن سے۔۔۔۔۔ روتے ہوئے بولی۔۔۔ میرا دل کر رہا ہے

میں اس کے شوہر کا سر پھاڑ دوں۔۔۔۔۔ میرم نے ہیرا کے کندھے پہ سر

رکھ لیا۔۔۔۔۔

آپ کا نام ہیرا ہے۔۔۔ ایک لڑکی ان کے پاس آئی۔۔۔ جی کہے۔۔۔

آپ کو میم بلارہی ہے روم نمبر 40 میں۔۔۔ اوکے میں آتی ہوں۔۔۔

لڑکی وہاں سے چلی گئی۔۔۔

میں آتی ہوں میرم۔۔۔ ہیر اکھڑی ہو گئی۔۔۔ ویسے بلا کون سی میم رہی ہے۔۔۔ پتہ نہیں یاد دیکھ لیتی ہوں جا کہ چھٹی کا ٹائم ہو گیا ہے باہر ویٹ کر نامیرا میں وہی آ جاؤ گی۔۔۔ میرم نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔ ہیرا روم نمبر 40 میں داخل ہوئی جب کسی نے دروازہ لاک کر دیا۔۔۔

آپ۔۔۔ ہیرا نے منہ کھولے زید شاہ کو دیکھا۔۔۔ جی میں۔۔۔ دروازے کے ساتھ ٹیک لگائی۔۔۔ آپ کو شرم نہیں آتی جھوٹ بول کر سٹوڈنٹ کو کمرے میں بلاتے ہوئے۔۔۔ غصے سے ہیرا کا چہرہ سرخ ہو گیا۔۔۔ اس سٹوڈینٹ کو بلایا ہے جو کچھ دنوں میں میری شریک حیات بننے والی ہے۔۔۔ وہ پر سکون کھڑا جلے پر تیل چھڑک رہا تھا۔۔۔ میں نے آپ کو نہ کر دی تھی مسٹر زید احمد شاہ۔۔۔ اور میں نے آپ کی نہ قبول نہیں کی تھی مسز ہیرا زید شاہ ٹوبی۔۔۔ چلتے ہوئے اس سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہوا۔۔۔

میں کبھی تم سے شادی نہیں کرو گی۔۔۔ ہیرا آپ سے تم تک آگئی

۔۔۔۔

تمیز سے بات کرو لڑکی۔۔۔ جب سامنے والے میں تمیز اور شرم نہ
رہے تو بد تمیز بننا پرتا ہے۔۔۔ آج کے بعد مجھے تم مت کہنا بہت برا
پیش آؤ گا لڑکی۔۔۔

زید خود پہ ضبط کرتے بولا۔۔۔

کیا کرو گے تم ڈرتی نہیں ہو تم سے میں ہیرا احمد راجپوت ہو سمجھے تم
۔۔۔ غصے سے کہتے ہوئے اپنی طرف اشارہ کیا۔۔۔

زید نے اس کا بازو پکڑتے دبوچا۔۔۔

اہہ۔۔۔ اس نے سسکی دبائی۔۔۔

ہیرا احمد راجپوت تمہارے سامنے زید احمد شاہ ہے جس نے کبھی ہار
نہیں مانی۔۔۔ زید خود پہ ضبط کرتے بے حد سرخ ہو گیا تھا جیسے ابھی
خون نکل آئے گا۔۔۔

اس دفعہ ہار و گے تم زید شاہ۔۔۔۔۔ تمہارے خام خیالی میں مسز زید شاہ
ٹوپی۔۔۔ مسز زید شاہ پر زور دیا گیا۔۔۔

ہاتھ چھوڑو میرا۔۔۔ تمیز سے بولو جانِ من۔۔۔ اس کی آنکھیں
مسکرائی۔۔۔

تمیز۔۔۔ مائے فٹ۔۔۔۔۔ زید نے اس کے بازوؤں پہ زور دیا۔۔۔۔۔ ہاتھ
چھوڑو۔۔۔ اس کی آنکھوں میں آنسوؤں آگئے۔۔۔۔۔

تمیز سے کہو۔۔۔ سفاکیت کا مظاہرہ کرتے اس کے بازو پر اپنی گرفت
سخت کی۔۔۔۔۔

کبھی۔۔۔ نہیں۔۔۔ بولو۔۔۔ گی ہر لفظ کو چبا کر بولا۔۔۔ آنسو پر کنٹرول
کرنا چاہا لیکن وہ بہتے گئے۔۔۔

زید نے اس کا بازو چھوڑ دیا۔۔۔ ہیرا نے سلیو اوپر کیا خون کی گردش
روکنے کی وجہ سے ساری جگہ نیلی ہو چکی تھی۔۔۔ زید نے ایک نظر
دیکھتے رخ دوسری طرف کر لیا۔۔۔
میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔۔

آہ رینکی مسٹر زید۔۔۔ جیسے میرا ہاتھ چھوڑا ہے ایسے ہی میری جان بھی
چھوڑ دو۔۔۔ ہیرا پیچھے ہوتی چلائی۔۔۔ جانِ من جان کو چھوڑا نہیں جاتا
۔۔۔ زید نے محبت پاش نظروں سے دیکھا۔۔۔

آگ لگا دو گی تمہاری ان آنکھوں اگر دوبارہ مجھے ایسے دیکھا۔۔۔
میری بات یاد رکھنا ایک دن تمہاری یہ انا بہت برے طریقے سے ٹوٹے
گی۔۔۔۔۔ زید چیڑپہ بیٹھ گیا۔۔۔

اچھا اور تم توڑو گے۔۔۔۔۔ ہیرا نے جیسے اس کا مزاق اڑایا۔۔۔۔۔ میں
نہیں وقت توڑے گا۔۔۔۔۔ دیکھتے ہیں زید احمد شاہ وقت کس کو توڑتا ہے
۔۔۔۔۔ اس کے سامنے چیئر پر ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کر بیٹھی۔۔۔۔۔
ٹوٹے ہوا کیا ٹوٹے گا۔۔۔۔۔ منہ پہ بات کرتے ہیں بزدلوں کی طرح منہ
میں بربر اتے نہیں ہیں۔۔۔۔۔ ہیرا کو اس کا منہ میں بربر انا بے حد برا
لگا۔۔۔۔۔

کل میں آؤ گا تمہارے گھرا گر تم نے ہاں نہ کی تو مجھ سے برا تمہارے
لیے کوئی ثابت نہیں ہو گا۔۔۔۔۔
میرا جو جواب تھا ہمیشہ وہی رہے گا نہیں۔۔۔۔۔ ایک بار پھر سوچ لو۔۔۔۔۔
زید نے ایک موقع دینا چاہا۔۔۔۔۔

ہزار بار بھی سوچو تب بھی جواب نہیں ملے گا تمہیں۔۔۔۔۔ یہ تمہارا
آخری فیصلہ ہے زید کچھ نرم پڑ گیا وہ اس کے ساتھ زبردستی نہیں کرنا

چاہتا تھا وہ اس کی راضا مندی سے نکاح کرنا چاہتا لیکن وہ بد تمیزی کے
جار ہی تھی۔۔۔ ایک بات کے پیچھے کیوں پر گئے ہو تم ایک دفعہ نہ کہا
ہے تمہیں سمجھ نہیں آئی۔۔۔ تم جیسا بے غیرت مرد نہیں ہو گا کہیں
اتنا ہی شوق ہے زبردستی ہاں کروانے کا تو اپنی بہن۔۔۔
شٹ اپ جسٹ شٹ یو ر ماؤتھ ہیرا راجپوت۔۔۔۔ زید غصے سے پاگل
ہوتا دھہرا۔۔۔۔

تم جیسے امیر زادے ہوتے ہی عیاش ہے تم لوگوں کا خون ہی ایسا ہیرا اور
زہرا گلنے لگی تھی جب کمرے میں تھپڑ کی آواز گونجی۔۔۔
بکو اس بند کرو اپنی۔۔۔ پہلے سوچا تھا پیار اور عزت سے مناؤں گا تمہیں
لیکن یہ بھول گیا میں آنا پرست انسان کبھی پیار محبت سے نہیں مانتا۔۔۔
زید نے کہتے ہوئے اس کے ہاتھ باندھے۔۔۔ کیا کر رہے ہو تم چھوڑو
مجھے۔۔۔ وہ تو قیامت تک نہیں چھوڑو گا۔۔۔۔

یہ ہیرا کی بجی کہاں رہ گئی۔۔۔۔۔ میرم کی انوسمنٹ ہوئی وہ چلی گئی۔۔
سارا کالج فارغ ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

چھوڑو مجھے ہیرا نے رو کر اپنا برا حال کر لیا تھا۔۔۔۔۔

زید نے ٹائم دیکھا چار بج گئے تھے۔۔۔۔۔

چلے جانِ من۔۔۔۔۔ زید نے اسے کندھوں پہ اٹھایا۔۔۔۔۔ چھوڑو مجھے

۔۔۔۔۔ زید نے اسے کھڑا کر کے منہ پے ٹیپ لگا دی۔۔۔۔۔

زید اسے بیک سائیڈ سے نکال کر فارم ہاؤس آیا۔۔۔۔۔ اسے کمرے میں
بند کر دیا۔۔۔۔۔

قاضی کا انتظام کرو۔۔۔۔۔ جی سرگار ڈباہر چلے گئے۔۔۔۔۔ زید کمرے میں

آیا وہ زمین پی بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ کچھ دیر تک قاضی آنے والا ہے یہاں سے

ہاں نکلے اس نے ہیرا کے ٹیپ لگے ہونٹوں پر انگلی رکھی۔۔۔۔۔

اور اگر یہاں سے ہاں نہیں نکلا تو تمہارے اس سو کو لڈ بھائی کو۔۔۔ زید
بات مکمل کیے بغیر چپ ہو گیا۔۔۔

آواز نہ آئے اس کے منہ سے ٹیپ ہٹادی۔۔ آنکھوں میں آنسو لیے اس کی
طرف دیکھا۔۔۔

زید باہر چلا گیا وہ خود پہ کنٹرول نہیں کھونا چاہتا تھا۔۔۔
بہت شوق ہے نہ مجھ سے نکاح کرنے کا تمہیں دن میں تارے نہ
دیکھائے پھر کہنا۔۔۔۔۔ آنسو صاف کیے۔۔۔

زید قاضی کے ساتھ کمرے میں آیا۔۔۔
زید صوفے پر بیٹھا قاضی صاحب نکاح شروع کریں۔۔۔ بیٹا لڑکی کی
رضامندی شامل ہے۔۔۔ قاضی کو شک ہوا۔۔

اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔ لگ تو نہیں رہا قاضی نے ہیرا کی طرف
دیکھا جو غصے سے بیٹھی تھی۔۔۔

راضی ہے قاضی صاحب بس دماغ کی ڈھیلی ہے۔۔۔ ہیرا نے گھور کر
دیکھا۔۔۔

قاضی صاحب نے نکاح کے کلمات بولے۔۔۔ زید نے قبول ہے کہہ
کر سائن کیے ہیرا نے خود پہ ضبط کرتے سائن کیے۔۔
اللہ آپ دونوں کے رشتے میں برکت پیدا کرے۔۔ قاضی صاحب کہہ
کر چلے گئے۔۔۔

نکاح مبارک ہو مسز زید شاہ اسے اپنے مقابل کھڑا کیا۔۔
چھوڑو مجھے میرا بازو۔۔ اس نے مزاحمت کی۔۔۔ بیگم اب تو موقع ملا
ہے تمہیں پکڑنے کا۔۔۔
یو کہو اپنی اوقات دیکھانے کا موقع ملا ہے۔۔۔ حد میں رہو لڑکی۔۔۔
ابھی حد پار کی ہی کب ہے ہیرا نے اس کا گریبان پکڑا۔۔۔ مجھے زبردستی
کرنے پہ مجبور نہ کرو۔۔۔ زید خود پہ ضبط کر رہا تھا۔۔۔

مجھے دھمکا کر نکاح کیا وہ زبردستی نہیں تھی۔۔۔۔۔ وہ چلائی۔۔۔ تمہاری
زبان درازی کا نتیجہ ہے۔۔۔۔۔ وہ پر سکون تھا۔۔ گھر کب لے جاؤ گے
مجھے وہ سوچتے ہوئے بولی۔۔۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے جانِ من۔۔۔
ہمت نہیں ہے اپنے کارنامے گھربتانے کی۔۔۔ تمہیں اس بات کی
ٹینشن نہیں ہونی چاہیے۔۔۔ اپنا گریبان چھڑوا کر صوفے پر بیٹھا۔۔۔
زید اسے محبت پاش نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس کی نظریں خود پر
محسوس کرتے اپنے کو دیکھا وہ ڈوپٹے سے بے نیاز کھڑی تھی۔۔۔ میرا
ڈوپٹہ۔۔۔ زید نے اپنا ہاتھ اوپر کیا جس میں ڈوپٹہ تھا۔۔۔
ہیرا ڈوپٹہ پکڑنے لگی وہ لڑکھڑا کر اس کے گود میں گری۔۔۔ اٹھنے لگی
جب زید نے اس کے گرد حصار بنایا۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔ بیگم سیدھی
طرح کہہ دیتی میری گود میں بیٹھنا ہے۔۔۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے تم
جیسے کی گود میں بیٹھنے کا۔۔۔ ہیرا نے کہتے ہرکارت سے منہ پھیر لیا۔۔۔

کوئی بات نہیں ہو جائے گا شوق بھی۔۔۔ مر جاؤ گی لیکن یہ شوق نہیں
پالو گی اس کی گود سے نکلنے کی کوشش کی۔۔۔ اتنے بڑے داوے
نہیں کرتے وہ اس کی حالت سے محظوظ ہو رہا تھا۔۔۔ زید نے اس کی
پیشانی پر لب رکھے۔۔۔ ہیرا اس کی سینے پر تھپڑ مارنے لگی زید نے اس
کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔

مجازی خدا پر ہاتھ نہیں اٹھاتے انا پرست بیوی۔۔۔
چھوڑو مجھے کمینے انسان۔۔۔ زید کے ہاتھ کو اپنی کمر پہ حرکت محسوس
کرتے چلائی۔۔۔

ابھی تو کمینگی دیکھائی ہی نہیں میں نے۔۔۔۔ زید کہتے اس کے ہونٹوں
پر جھکا۔۔۔ وہ اس کے کندھے پر مگے جڑ کر پیچھے کرنا چاہا۔۔۔
زید اس کی سانسیں رکتے محسوس کرتے پیچھے ہوا۔۔۔

تم جیسا انسان اپنی اوقات دیکھا۔۔۔ مجھے مجبور مت کرو کہ میں تمہاری
فضول گوئی کو سچ کر دکھاؤ۔۔۔

زید نے اس کی بات کاٹتے منہ دبوچا۔۔
اسے صوفے پر دھکا دے کر باہر چلا گیا۔۔۔۔
ہیرا پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔۔

سب رات کا کھانا کھا رہے تھے۔۔۔۔۔
بابا عرتج رات کو کمرے میں نہیں تھی۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ بابا میں صبح
اٹھی تو میرے ساتھ نہیالیٹی ہوئی تھی۔۔۔

احمد بھائی مجھے سیان نے کہا تھا نیہا کو ڈر لگ رہا ہے میں اس کے ساتھ سو
جاؤ۔۔۔۔۔ احمد شاہ اور سا جاد نے گھور کر سیان کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔
عرتج تمہارے کمرے میں تھی۔۔۔۔۔ احمد شاہ خود پر کنٹرول کر رہے
تھے۔۔۔۔۔

بابا جیسا آپ سمجھ رہے ہیں ویسا کچھ نہیں ہوا۔۔۔۔۔ وہ بس میرے کمرے
میں تھی۔۔۔۔۔ کون سی آگ لگی ہوئی تھی تمہیں۔۔۔۔۔ احمد شاہ چیئر سے
اٹھے۔۔۔۔۔ سیان آٹھ کر بھاگا۔۔۔۔۔ احمد نے جوتے اس کی طرف پھینکے جو
اس نے مہارت سے کیچ کیے۔۔۔۔۔ مجھے کوئی آگ نہیں لگی تھی میں نے
چیلنج پورا کیا ہے۔۔۔۔۔ ایسی کی تیسری چیلنج کی جوتے پکڑاؤ واپس۔۔۔۔۔
صوفے گرد دونوں گھوم رہے تھے۔۔۔۔۔ اسمہ جان اپنے شوہر کو پکڑے
۔۔۔۔۔ خبردار اگر تم نے میری بیوی کو جان بولا۔۔۔۔۔ تمہیں شرم نہیں
آئی رخصتی سے پہلے اسے اپنے کمرے میں رکھتے ہوئے اس کے ساتھ

-- انف بابا -- سیان سنجیدگی سے کہتے احمد شاہ کے پاس آیا۔۔۔ مجھے
اسے اپنے کمرے رات نہیں رکھنا چاہیے تھا لیکن خود پہ کنٹرول کیسے
رکھنا ہے آپ کا بیٹا اچھی طرح جانتا ہے۔۔۔

سیان احمد شاہ نے سیان کو گلے لگایا۔۔۔ آپ اس انسان کی باتیں نہیں
نکال پارہے اپنے ذہن سے آپ ہوش میں نہیں تھے۔۔۔ اس لیے
آپ سے وہ سب ہو گیا کیا آپ کو ہم یہ یقین نہیں ہے سیان اپنے آنسو
ضبط کیے کھڑا تھا۔۔۔

سیان نے احمد شاہ کا ہاتھ پکڑا۔۔۔
مجھے میرے بیٹوں پر خود سے زیادہ یقین ہے لیکن تم جیسے شیطانوں کا پتہ
نہیں ہوتا ناکب کیا کر جائے۔۔۔
سیان ان کی بات پر مسکرا دیا۔۔۔

آپ سب کو جو لگ رہا ہے ناکہ مجھے رخصتی کی بہت جلدی ہے ایسا بالکل
نہیں۔۔۔ میں جانتا ہوں تمہیں ایکسپلین کرنے کی ضرورت نہیں ہے

آج پہلی بار لگ رہا ہے آپ میرے بابا ہے۔۔ تم نہیں سدھر سکتے اس
کی کمر پر مکہ جڑا۔۔

کھانا کھالو۔۔ اس کے سامنے کھانا رکھا۔۔ وہ خاموشی سے بیٹھی
رہی۔۔۔

ہیرا۔۔ نام مت لو میرا وہ چلائی۔۔

تمہارے بابا کو میسج کر دیا ہے کہ تم اپنی دوست کے گھر ہو۔۔۔ بے شرم
انسان ہیرا نے اس کا گریبان پکڑ لیا۔۔

آج پکڑا ہے یہاں سے آئندہ ہمت مت کرنا اپنا گریبان چھڑوا کر اس
بیڈ پر دھکا دیا۔۔۔

میرے پاس مت آنا۔۔۔ اسے اپنی طرف قدم بڑھاتے دیکھ روکنا چاہا

بیگم تمہیں تو بھوک نہیں ہے اور مجھے نیند آرہی ہے چلو دونوں سوتے
ہیں۔۔۔ تم جیسے بے غیرت کے ساتھ کبھی نہیں زید نے اس کے

قریب جا کے اس کا منہ دبوچا۔۔۔۔

آج کے بعد یہ لفظ تمہاری زبان پر آیا تو حلق سے تمہاری زبان کھینچ لوگا

وہ آنکھوں میں سفاکیت لیے جنونی انداز میں بولا۔۔۔

اس حقیقت کو تسلیم کر لو میں تمہارا شوہر ہوں اور پوری زندگی میرے

ساتھ گزارنی ہے مسز زید شاہ۔۔۔۔

کہتے اسے اپنی باہوں میں لیے لیٹ کیا۔۔ چھوڑو مجھے مزاحمت کرتی
ہوئے اس کے سینے پر مگے مارے۔۔۔

تمہارے ان چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے مجھے کچھ نہیں ہوگا تو تمہارے
لیے یہی بہتر ہے سکون سے خود بھی سو جاؤ اور مجھے بھی سونے دو۔۔۔
زید آنکھوں میں جذبات لیے بولا۔۔۔

تمہیں تو پکی پر سکون نیند سلانے کا ارادہ ہے۔۔۔ وہ دانت پستے ہوئے
بولی جیسے دانتوں کے درمیان زید ہو۔۔۔۔

زید کا قہقہہ کمرے میں گونجا جو ہیرا کو زہر لگا۔۔۔

ایک بات یاد رکھنا مرنے سے پہلے تمہارے دل میں اتنی جگہ بنا لو گا کہ
تمہیں میرے بغیر سانس لینے میں مشکل ہوگی۔۔۔ اس کا چہرہ قریب
کیا۔۔ ایسی کھوکھلی باتوں پر یقین نہیں رکھنا چاہیے زید شاہ۔۔۔۔

یہی کھوکھلی باتیں ایک دن سچ ہو گئی۔۔۔ زید نے اس کے رخسار پر مہر لگائی۔۔۔ میرے ساتھ ایسی بے ہودہ حرکتیں مت کیا کرو۔۔۔ یہ بے ہودہ نہیں پیار ہے مسسر زید شاہ۔۔۔ مجھے ایسا بے ہودہ زید اس کے ہونٹوں پر جھکتا اس کے الفاظ منہ میں ہی دبا گیا۔۔۔

آئندہ بد تمیزی کی تو اس سے بری سزا دینے کا اختیار ہے میرے پاس اس لیے خود کو مشکل میں ڈالنے کی بجائے آرام سے سو جاؤ لائٹ آف کرتے آنکھیں بند کر گیا۔۔۔

لائٹ ان کرو۔۔۔ مجھے نیند نہیں آتی۔۔۔ تو میں کیا کرو مسسر شاہ۔۔۔ ہیرا کو اندھیرے میں ڈر لگ رہا تھا وہ زید کی گردن میں چہرا چھپا گئی۔۔۔ مسکرا کر اس نے ہیرا کے گرد اپنا حصار سخت کر لیا۔۔۔

کوئی ناراض لگ رہا مجھ سے۔۔۔ آپ کو کیا آپ اپنا کام کریں جا کے۔۔۔ میری چھوٹی سی بیوی نے مجھے مس کیا۔۔۔

انیزانے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا۔۔۔

مجھے کالج جانا ہے۔۔۔ ہنوز منہ بنا ہوا تھا۔۔۔ جب طبیعت ٹھیک ہو

جائے گی تب چلی جانا۔۔۔ پارس نے پیار سے سمجھانا چاہا۔۔۔ میں

ٹھیک ہو۔۔۔ حیاتم ضد نہیں کرتے اس کے تاثرات سخت ہوئے۔۔۔

مجھے نہیں پتا مجھے جانا ہے وہ ضدی لہجے میں بولی۔۔۔

اگر آپ نے مجھے کالج نہ بھیجا تو۔۔۔

تو میں نے کھانا نہیں کھانا اور۔۔۔ اور میڈیسن بھی نہیں کھاؤ گی وہ سوچ

سوچ کر بتا رہی تھی۔۔۔۔

پارس کو اس کے انداز پر ہنسی آرہی تھی جو وہ بڑی مہارت سے کنٹرول کر

رہا تھا۔۔۔۔

بالم ایسے نہیں کرتے۔۔۔ پارس نے اس کا رخ اپنی طرف کرنا چاہا، اس

نے ہاتھ جھٹک دیا۔۔۔

ہاتھ مت لگائے مجھے۔۔۔ پارس خود پر ضبط کرتا بیڈ پر بیٹھا رہا۔۔۔

اگر بالہ نے ناراضگی ختم کر دی تو میں چاکلیٹس لا کر دوں گا۔ نہیں کرو گی
۔۔ میں چاکلیٹس بھی نہیں لا کر دوں گا۔ پھر میں اور زیادہ ناراض ہو جاؤ
گی۔۔۔ رخ پارس کی طرف کیا۔۔۔

میری کالی آنکھوں والی پیاری سی گڑیا بھی آپ ٹھیک نہیں ہو جب آپ
کی طبیعت بہتر ہو گی پھر کالج چلی جانا۔۔۔

شاہو میں ٹھیک ہو پورا دن گھر میں بور ہو جاتی ہو پلینز مجھے جانے دیں
۔۔۔ معصوم سامنہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔ ٹھیک ہے پارس کو اس کی ضد
کے آگے ہار مانتی پڑی۔۔۔۔

میرے پیارے شاہو اس کے ڈمپل پر لب رکھے۔۔۔۔
یہ مجھے دے دیں۔۔۔ اس کے ڈمپلز پر انگلیاں رکھی۔۔۔

کیسے۔۔۔ مجھے نہیں پتا مجھے یہ چاہیے۔۔۔ اس ڈمپلز پر دانت گاڑھے

--

ظالم بیوی۔۔۔ اس نے اپنے دونوں رخساروں پر ہاتھ رکھ دیا۔۔۔ اب
اپنے رخساروں پر ہاتھ کیوں رکھا ہے۔۔۔ اس کے ہاتھ ہٹانے چاہے
۔۔۔ سوری وہ نہ مجھے بہت پیارے لگ رہے تھے۔۔۔ آنکھیں پٹیٹاتے کہا
۔۔۔ مجھے بھی تمہارے رخسار بہت پیارے لگ رہے ہیں۔۔۔ اس کے
ہاتھ پیچھے لے جا کے اپنے ایک ہاتھ میں پکڑ لیے۔۔۔

اس نے ڈر کے آنکھیں بند کر لی۔۔۔ پاس نے نرمی سے اس کے
رخساروں پر لب رکھے۔۔۔ اس نے حیرانگی سے آنکھیں کھولی۔۔۔
آپ نے کاٹی نہیں کاٹنی۔۔۔ اگر میری چھوٹی سی بیوی کہتی ہے تو کاٹ
لیتا ہو وہ اس کے قریب ہونے لگا جب انیزا اس کے سینے میں چہرا چھپا گئی

شاہو میرا کالج بیگ، یونیفارم۔۔۔ سب کچھ مل جائے گا صبح۔۔۔ پارس
نے اسے بیڈ پر لٹا کر اس کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگا وہ کچھ دیر میں
گہری نیند میں چلی گئی۔۔۔۔

اس نے فون اٹھایا۔۔۔ شیر و گرلز ٹیم تیار کرو جو کل سے ایزا کے
ساتھ ہریل رہے گی۔۔۔ گرلز ٹیم بھائی۔۔۔ ہاں گرلز ایک بھی لڑکا نہ
ہو اندر میں ایک نامحرم کی نظر اپنی بیوی پر برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔۔
اوکے ہو جائے گا۔۔۔ اس نے کال بند کر دی۔۔۔۔

سوئے ہوئے وہ انتہا کی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ میرا ضبط آزما رہی
ہو تم اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔

اس کے قریب بیٹھ کر جنونی انداز میں اس کے چہرے پر لب رکھ رہا تھا
۔۔۔

پوری رات اسے ایک دیوانے کی طرح دیکھتا رہا۔۔۔۔

تیری یہ آنکھیں تیری آدائیں

اف جاناں ہم کیسے بھلائے

(اے این رائٹس)

شعر بولتے ہوئے اس کی آنکھوں پر لب رکھے۔۔۔

ہم تیرے دیوانے تجھ کو کیسے بتائے

تو زندگی ہے میری تجھ کو کیسے بتائے

(اے این رائٹس)

اس کی پیشانی پر لب رکھے۔۔۔

ہم تیرے لیے خود کو تباہ کر سکتے ہیں

ہم تیرے لیے دنیا کو جلا سکتے ہیں

تجھ کو کیوں لگتا ہے اے صنم

ہم خود سے تجھ کو جدا کر سکتے ہیں

(اے این رائٹس)

پاس سے قریب کر کے اس کے گرد سخت حصار بنا گیا۔۔۔۔۔

ولی ایئر پورٹ پر ان دونوں کا انتظار کر رہا تھا۔

کسی نے پیچھے سے اس کے گرد حصار بنایا۔۔۔۔۔ ولی مڑا تو نیسلیمان اس

کے سینے سے لگی۔۔۔

اتنی دیر کہاں تھی یا کب سے انتظار کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ اس کے سر پہ ہلکی

سی چپٹ لگائی۔۔۔۔۔ فلائٹ لیٹ ہو گئی تھی ولی۔۔۔۔۔ سہائل پاس کی۔۔۔

یہی آتا ہے تمہیں نیسلیمان نے کندھے پر تھپڑ مارا۔۔ کیسی ہوزینب،
اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔ میں ٹھیک ہو بھائی۔۔
وہ مسکرائی۔۔۔ چلو گھر چلتے ہیں۔۔۔

گھر پہنچ کر سب نیسلیمان اور زینب سے بہت پیار سے ملے۔۔۔ عالم
صاحب نے کہا تھا کہ یہ ان کی رشتہ دار ہیں۔۔۔
بیٹا آپ دونوں آرام کر لو تھک گئی ہو گی۔۔۔ دونوں کمرے میں چلی گئی
۔۔۔

عالم صاحب مجھے آپ سے بات کرنی ہے کمرے میں آئے۔۔۔ عالم
صاحب ارسہ بیگم کے ساتھ کمرے میں چلے گئے۔۔۔
بھائی ٹینشن نہ لے بابا سنبھال لے گے۔۔۔

امید تو یہی ہے۔۔۔ ولی نے لمبا سانس لیا۔۔۔
عالم یہ لڑکی۔۔۔ وہ بولتی ہوئے رکی۔۔۔

کیا یہ لڑکی۔۔۔ آپ نے دیکھا نہیں ولی اور وہ ایک دوسرے کو کیسے دیکھ
رہے تھے۔۔۔ ارسہ بیگم کو نیسلیمان کا ولی کی طرف دیکھنا اچھا نہیں لگا
تھا۔۔۔

میاں بیوی ہے ظاہر سی بات ہے ایک دوسرے کو محبت سے ہی دیکھے
گے۔۔۔

کیا بولا آپ نے انھیں لگا انہوں نے شاید غلط سنا۔۔

جو آپ نے سنا ہے وہ صوفے پر بیٹھ گئے۔۔۔ عالم میں نے اپنی بہن سے
اس کی بیٹی کا رشتہ مانگا تھا۔۔۔ وہ غصے سے بولی۔۔۔ آپ نے ولی سے
پوچھا۔۔۔ نہیں، آپ کو جو سہی لگا ارسہ آپ نے کر دیا جس نے زندگی
گزارنی تھی اس سے پوچھے بنا آپ نے اپنی بہن کو ہاں کی۔۔۔ ارسہ بیگم
خاموش ہو گئی۔۔۔

ہم نے کبھی ولی کو ٹائم نہیں دیا ارسہ ہم نے اسے ماں باپ ہوتے ہوئے
ہمارے پیار سے محروم رکھا، جب ماں باپ کا پیار نہ ملے تو اولاد کسی اور
سے پیار کی طلبگار ہو جاتی ہے، اسے کسی اور سے خوشی ملنے لگتی ہے میں
اپنے بیٹے سے اس کی خوشی نہیں چھیننا چاہتا، اگر آپ چاہتی ہے آپ کا
بیٹا خوش رہے تو نیسلیمان کو قبول کر لے۔۔ اگر نہیں کریں گی تو آپ
کا بیٹا آپ سے دور ہو جائے گا۔۔ عالم صاحب ارسہ بیگم کے جواب
کے منتظر تھے۔۔

عالم، عالم صاحب کا نام لیتے وہ رونے لگی۔۔ اس نے ہمیں بتائے بغیر
نکاح، اسے اپنے پاس صوفے پر بٹھا کر سینے سے لگایا۔۔ جب ماں باپ
وقت نہ دیں تو اولاد ان سے باتیں چھپانا شروع ہو جاتی ہیں ہم بھی یہی
غلطی کر گئے ارسہ، چپ ہو جائے اور اپنی بہو سے ماں بن کر مل کر آئے

--عالم میں ابھی نہیں جانا چاہتی میں غصے میں کچھ بول دو گی اسے

ارسہ بیگم نے اپنا ناک ان کی شرٹ سے صاف کیا۔۔

ارسہ آپ کی یہ عادت کب جائے گی۔۔

کبھی نہیں۔۔ کہتے ہوئے سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔ عالم صاحب مسکرا

دیے۔۔

دروازہ ناک کر کے ولی کمرے میں داخل ہوا۔۔ ولی آپ یہاں۔۔

واپس چلا جاؤ۔۔ میں نے جانے کا تو نہیں کہا اسے کھینچ کر بیڈ پر بیٹھا کر

اس کے سینے سے لگ گئی۔۔ ولی آپ کی امی مجھے غصے سے دیکھ رہی

تھی۔۔

وہ ادا اس ہو گئی۔۔

پہلی بات بیوی صاحبہ وہ اب آپ کی بھی امی ہے، دوسرا وہ ابھی تھوڑا

غصے میں ہے۔۔ سوری اس نے کان پکڑے۔۔ سوری کس لیے اس کے

ہاتھ پکڑے۔۔۔ وہ میں نے آپ کی امی بولانا۔۔۔ آج کے بعد سوری
مت بولنا اس کے پیشانی پر لب رکھ کر لیٹ کے خود پہ لحاف اوڑھ لیا
۔۔۔ ولی اپنے کمرے میں جا کے سوئے۔۔۔ اسے زبردستی اٹھا کر بٹھایا۔
یار نہ کرو بہت نیند آرہی ہے۔۔۔ آنکھیں بند کرتے پھر لیٹ گیا۔۔۔
ولی نہ کریں، اٹھے اور اپنے کمرے جا کے سوئے، ولی اٹھیں ہماری ابھی
رخصتی نہیں ہوئی ہے ترکی میں رہنے کے باوجود اس کی اردو کافی زیادہ
بہتر تھی۔۔۔

تو ہو جائے گی کچھ دنوں میں۔۔۔ جب ہوگی تب آئیے گا۔۔۔ نیسلیمان
بیٹا دروازہ کھولو، عالم صاحب کی آواز آئی۔۔۔ بآباد و نوں ایک ساتھ
بولے۔۔۔

کچھ نہیں ہو گا دروازہ کھولو۔۔۔

ولی۔۔۔ ولی نے گھور کر دیکھا اس نے ڈرتے ہوئے دروازہ کھولا۔۔۔

میں اندر آ جاؤ۔۔ آئیے بابا۔۔ عالم صاحب اندر داخل ہوئے سامنے ولی بیڈ پہ بیٹھا تھا۔۔۔

ولی صاحب زیادہ آگ لگی ہوئی ہے۔۔۔

عالم صاحب اس کے پاس گئے۔۔ آگ تو نہیں لگی بس یاد آرہی تھی۔۔۔ اس یاد کو رخصتی تک روک کر رکھو صاحب زادے۔۔۔ عالم صاحب نے ہلکی سے چپت لگاتے اسے کھڑا کیا۔۔۔ چلو اپنے کمرے میں شاباش اسے دروازے کی طرف کیا۔۔۔

ولی بچارہ سامنے بناتے چلا گیا۔۔۔

بیٹا اگر آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہوئی بلا جھجک اپنے بابا کو کہنا ہے۔۔۔ عالم صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔ نیسلیمان کی آنکھیں آنسو سے بھر گئی۔۔۔ روتے نہیں ہے بیٹا۔۔۔ تھینکیو بابا اتنے پیار کے لیے

-- اس نے اپنے آنسو صاف کیے۔۔۔ بابا کو تھینکیو بولتے ہیں۔۔۔ نہ
میں سر ہلایا۔۔۔

ریسٹ کرو آپ اوکے۔۔۔ عالم۔ صاحب باہر چلے گئے۔۔۔
صبح پانچ بجے ہیرا کی آنکھ کھلی۔۔۔

آنکھوں میں نیند کا خمار لیے زید کی طرف دیکھا وہ تقریباً زید کے اوپر
تھی اپنی حالت پر غور کر کے پیچھے ہونا چاہا زید نے حصار سخت کر لیا

چھوڑو مجھے۔۔۔۔۔ اسے مگے مارے۔۔۔ ابھی نماز پڑھ کر لیٹا ہوا دماغ نہ
خراب کرنا میرا۔۔۔ مجھے گھن آتی ہے تم سے۔۔۔ مزاحمت کرتے
ہوئے کہا۔۔۔

اسے نیچے کرتے اس پہ اوپر آتے منہ دبوچا۔۔۔ اپنی زبان سنبھال کر
بات کیا کرو مجھ سے۔۔۔ تمہارے خوابوں میں، چھوڑو مجھے کالج کے
لیے تیار ہونا ہے میں نے۔۔۔

مسسز شاہ پانچ بجے کالج جا کر کیا کرو گی۔۔۔ چہرے پر آئے بال پیچھے
کیے۔۔۔

تم سمجھتے کیا ہو خود کو۔۔۔

تمہارا شوہر اور ایسے گھور نابند کرو مجھے میں کھانے کی چیز نہیں ہو۔۔
ہیرا نے نظریں پھیر لی۔۔۔

اف یہ قاتل آنکھیں۔۔۔ اس کی آنکھوں پر لب رکھے۔۔۔ اب اگر تم
میرے قریب آئے تو خون پی لو گی تمہارا۔۔۔

آپ بولو اس کی کمر پر گرفت سخت کی۔۔۔ تم، تم، تم آنکھوں میں دیکھتے
ہوئے کہا۔۔ اس کی گردن پر دانت گاڑتے نامحسوس طریقے سے لب
رکھے۔۔۔

تکلیف سے آنکھیں بند کر لی۔۔۔

آپ بولو۔۔ شہادت کی انگلی چہرے سے گردن تک لایا اس سے پہلے
وہ نیچے جاتا ہیرانے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

تم جو مرضی کر لو میں نہیں بولو گی۔۔ اس کے کالر بون پر دانت
گاڑھے۔۔۔

تکلیف سے اس کے منہ سے سسکی نکلی آنکھوں میں آنسوؤں چھلکنے کو تیار
تھے۔۔۔

تمہاری یہ اکڑنا نکال دی پھر کہنا مسسز شاہ زید نے سوچا۔۔۔

تم جیسا درندہ کہی نہیں ہو گا۔۔ آنسو صاف کرتے بولی۔۔۔

تم اچھی بیوی بن جاؤ پھر مجھ سے اچھا شوہر تمہیں نظر نہیں آئے گا شک
کرو گی اپنی قسمت پر۔۔۔

اس کے رخسار پر مہر لگائی۔۔۔

تمہارے خواب میں۔۔ حقارت سے کہا۔۔

ایک دن یہ خواب سچ ہو گا مسسز شاہ۔۔ زہر لگتا ہے تمہارا مسسز شاہ بولنا
۔۔۔

کب زہر نہیں لگتا تمہیں۔۔۔ اب زہر

شہد لگنے سے تو رہا۔۔۔ پوائنٹ سوچنے والے انداز میں کہا۔۔۔ ایسی کی

تیسری تمہارے پوائنٹ کی چھوڑ مجھے۔۔۔

اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کی۔۔

تھکتی نہیں ہو بول بول کر۔۔۔ اپنی بکو اس بند کرو اور چھوڑ مجھے۔۔۔

جب تک تمیز سے نہیں کہو گی نہیں چھوڑو گا۔۔۔

سکون سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔۔

نہ چھوڑو مجھے کیا۔۔ اوکے مسسز شاہ۔۔ کہتے ہوئے اس کی گردن پر
ہونٹ رکھے۔۔ نہایت ہی گھٹیا انسان ہو تم۔۔ اس کے سینے پر مگے
مارے۔۔

شکر یہ بتانے کے لیے، ایک بات تو بتاؤ
تم یہ اکڑ تمہیں وراثت میں ملی ہے۔۔۔
ہیرا نے خونخوار نظروں سے دیکھا۔۔۔

اور تمہیں یہ چھچھورا پن بھی کیا وراثت میں ملا ہے۔۔۔ مسسز اسے
چھچھورا پن نہیں رو مینس کہتے ہیں۔۔۔ اس کے قریب جانے لگا ہیرا
نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔۔۔
تمہاری نظر میں یہ رو مینس ہے۔۔۔

زید نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا ہیرا نے کو جیسے کرنٹ لگا اس نے فوراً
ہاتھ پیچھے کر لیا۔۔۔۔

تو پھر تم بتادوں رو مینس کیا ہوتا ہے۔۔ اور میں تمہیں کیوں بتاؤ گی۔۔
کیونکہ میں تمہارا مجازی خدا تمہارے شوہر تمہارا ہمسفر تمہارا سب کچھ
ہوں۔۔۔۔

زید اسے محبت پاش نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔
اس کی نظروں میں خود کے لئے جزبات دیکھ کر نظریں جھکا گئی۔۔۔
زید نے اس کی پیشانی پر لب رکھ کر چھوڑ دیا۔۔۔
جاؤ ریڈی ہو جاؤ۔۔ ہیرا تو اس کے چھوڑتے ہی واش روم کی طرف
بھاگی۔۔۔

واش روم کا دروازہ بند کر کے زمین پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونا
شروع ہو گئی۔۔۔

یا اللہ مجھے اس وحشی کے ساتھ نہیں رہنا۔۔۔ وہ روتے ہوئے اوپر دیکھتے
بولی۔۔۔

کچھ دیر رونے کے بعد آٹھ کر فرش ہو کر باہر آئی زید ناشتہ سیٹ کیا تھا

ناشتہ بھی اندر ہی کر کے آنا تھا زید نے طنز کیا۔۔۔ ہیرا بیٹھ کر ناشتہ کرنا
شروع ہو گئی وہ اس کی وجہ سے اور بھوکا نہیں رہ سکتی تھی۔۔۔

وہ کالج کے لیے نکل گئے۔۔۔ ہیرا خو نوار نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی
۔۔۔ زید شاہ کچھ گھنٹوں بعد تمہاری خوبصورت سی عزت افزائی ہوگی،
وہ سوچ کر مسکرائی۔۔۔

کیا سوچ کر مسکرایا جا رہا ہے۔۔۔ زید نے اس کے چہرے کو چھونے کے
لئے ہاتھ آگے کیا جو ہیرا نے جھٹک دیا۔۔۔

تم سے مطلب۔۔۔ تمہارے سارے مطلب مجھ سے شروع اور مجھ پہ
ہی ختم ہے مسسز شاہ۔۔۔ زید کی آنکھوں میں سنجیدگی تھی۔۔۔
مجھے مسسز نہ کہا کرو۔۔۔

او کے جانِ من۔۔۔ تم مسسز ہی کہہ لو۔۔۔ ہیرا کو خود پہ ضبط کرنا مشکل
لگ رہا تھا۔۔۔ پہلے منع کیوں کیا۔۔۔

زید کو اسے ٹیز کرنے میں مزہ آرہا تھا۔۔۔ زید احمد شاہ اپنا منہ بند کر لو میں
تمہارا گلہ دبا دوں گی۔۔۔ وہ اپنے ہاتھ اس کی گردن کے قریب لے
جاتے ہوئے بولی۔۔۔ کیوں بیوہ ہونا چاہتی ہو اس کا ہاتھ اپنے ہونٹوں
سے لگایا۔۔۔

چھوڑو۔۔۔ اس نے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی۔۔۔ چھوڑ دیا تو سہ
نہیں پاؤ گی تم۔۔۔ اس کا ہاتھ چھوڑتے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

حیاتِ تم آٹھ جاؤ۔۔۔ پاس گھنٹے سے اسے اٹھانے میں لگا تھا۔۔۔ گندہ
آنکھوں میں نیند کا خمار لیے اٹھ کر بیٹھی۔۔
کیا گندہ اس کے قریب بیٹھا۔۔۔ آپ گندے۔۔۔ آنکھیں مسلتے ہوئے
اس کی طرف دیکھا۔۔
میں گندہ لگتا ہوں حیاتِ تم کو اس کی گود میں سر رکھا۔۔۔ اس نے فوراً نہ
میں سر ہلایا۔۔۔
کیسا لگتا ہوں۔۔۔ اس کے چہرے پہ آئے بالوں سے کھیلنے لگا۔۔۔
بہت پیارے۔۔۔ ہاتھ دونوں اطراف میں پھیلاتے ہوئے کہا۔۔۔
پر کبھی میری بالم نے مجھ سے اظہار نہیں کیا۔۔۔ اس نے ادا اس ہونے
کی ایکٹنگ کی۔۔۔

میں اپنے جنونی شوہر سے بہت پیار کرتی ہوں۔۔۔ اس کی پیشانی پر لب
رکھے۔۔۔ جنونی، نائس وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔۔
اب آپ کرو۔۔۔ اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔
کیا کرو۔۔۔ انجان بننے کی ایکٹنگ کی۔۔۔
شاہ جی۔۔۔ اس نے منہ بنا لیا۔۔۔

Sen benim kalp atisimsin

یہ کیا تھا۔۔۔ اس کے بال کھینچے۔۔۔

جو میری حیاتم نے کہا تھا۔۔۔

مجھے آپ کی یہ فارسی سمجھ نہیں آتی۔۔۔ منہ کے اٹے سیدھے زاویے

بنائے۔۔۔

میں نے فارسی نہیں بولی۔۔۔ پیچھے ہٹے مجھے تیار ہونا ہے اسے دھکا دیتے
واش روم میں بند ہو گئی۔۔۔

بہت ہاتھ چل رہے ہیں اس کے۔۔۔ پاس نے اپنے گھومتے ہوئے سر
کو پکڑا۔۔۔

ناشتہ کر کے پاس اسے کالج چھوڑ آیا۔۔
کلاس میں داخل ہوئی اسے دیکھتے ہی میرم اور ہیرا بھاگ کر اس کے گلے
لگی۔۔

انیزا تم ٹھیک ہونا۔۔۔ میرم اور ہیرا نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔
میں بالکل ٹھیک۔۔۔ اس نے تمہارے ساتھ کچھ کیا تو نہیں ہیرا کو
پریشانی ہوئی۔۔۔ کس نے اس کی بات سر کے اوپر سے گزری۔۔۔
کچھ نہیں ہیرا کو سمجھ لگ گئی وہ اس شخص کے ساتھ محفوظ تھی۔۔۔
میم کو کلاس میں آتے دیکھ تینوں بیٹھ گئی۔۔۔

کیسی ہے آپ مس انیزا کافی دن ایبسیٹ رہی ہے آپ۔۔۔ میم طبیعت
ٹھیک نہیں تھی اس لیے۔۔۔ اوکے سب اپنا لیسن ریوائز کریں۔۔۔
فری لیکچر کے آتے ہی تینوں کیفے کی طرف بھاگی۔۔۔ برگر لے کر
گراؤنڈ میں

گاس پر بیٹھی تھی۔۔۔

کیسا لگ رہا ہے انیزا شوہر کے ساتھ رہ کر۔۔۔ بہت اچھا آنکھیں پٹیٹاتے
ہوئے کہا۔۔۔

ہاں ہاں وہ تو تمہارے لہجے کی خوشی سے ہی پتہ چل رہا ہے۔۔۔۔ میرم
اور ہیرا نے شوخ لہجے میں کہتے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارا

کہاں جا رہی ہوں انیزا۔۔۔ میرم نے اسے اٹھتے دیکھ اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔
میری چاکلیٹ بیگ میں ہے وہ لے کر آتی ہوں۔۔۔

چھوٹو مچھلی

تمہیں چھوڑ دیا تو میری سانسیں ختم ہو جائے گی۔۔۔ اس کے ہونٹوں
پر جھک گیا۔۔۔

انیزا کی سانسیں اکھڑنے لگی۔۔۔

ڈیول اس کی سانسیں اکھڑتے دیکھ پیچھے ہوا۔۔۔

عین ریلیکس ہو جاؤ۔۔۔ ڈیول اس سے دور کھڑا ہو گیا۔۔۔

وہ لمبے سانس لیتے ہوئے اپنے ہونٹوں کو بے رحمی سے صاف کرنے لگی
اس کے ہونٹوں سے خون رسنے لگا۔۔۔

ڈیول نے اس کے ہاتھ پیچھے کرتے اپنے ہاتھ میں قید کیے۔۔۔

چھوڑ مجھے، چھوڑ وہ روئے جا رہی تھی۔۔۔ رونا بند کر و پہلے۔۔۔

ڈیول نے اس کے آنسو دیکھ کر ضبط کرتے آنکھیں بند کر کے کھولی۔۔۔

چھوڑ مجھے اس کے سر میں درد شروع ہو گیا۔۔۔ ڈیول اس کی حالت
دیکھتے پیچھے ہوا۔۔۔ اس کا دیہان گھڑی کی طرف گیا لیکچر اور ہونے
والا تھا۔۔۔

ڈیول وہاں سے چلا گیا۔۔۔

انیزا گرنے والے انداز بیچ پر بیٹھ گئی۔۔۔ وہ بار بار اپنے ہونٹوں کو بے
رحمی سے صاف کر رہی تھی۔۔۔ میرا نکاب اس نے تارا۔۔۔ اس نے
میرا، وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔

سٹوڈنٹس کو کلاس میں آتے دیکھ اس نے اپنے آنسو صاف کیے۔۔۔
انیزا کیا ہوا ہے اس کا نپتے دیکھ پوچھا۔۔۔ کچھ نہیں ہوا۔۔۔ وہ ہنوز کانپ
رہی تھی۔۔۔ ہیرا اور میرم نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔۔

چھٹی تک وہ کانپتی رہی اس کے سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔۔۔
انیزا تم گھر آؤ گی یا پھر۔۔۔ میرم نے بات اُدھوری چھوڑ دی۔۔۔

شاہو نے کہا تھا میں ان کا ویٹ کرو۔۔

یعنی تم بھائی کے ساتھ جاؤ گی۔۔

انیزانے ہاں میں سر ہلایا۔۔

میرم چلی گئی۔۔ ہیرا اپنے گھر چلی گئی تھی زید نے اس سے کہا تھا وہ
اپنے گھر چلی جائے۔۔

شاہ جی کہاں رہ گئے آپ، اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔۔

کیا ہوا ارسلان۔۔ اس نے نہ میں سر ہلایا وہ اسے کیسے بتاتا آج اس کا
لیکچر نہیں تھا کالج کی گریڈ کی کلاس میں۔۔

وہ دونوں کالج سے باہر آئے۔۔

کالج میں صرف ایک دوستوڈنٹس ہی رہ گئے تھے گارڈائیڈ من آفس میں
چلا گیا تھا۔۔

انیزا پاس کو دیکھنے باہر گئی جب کسی نے اس کے منہ پہ ہاتھ کر دو لوگ
اسے گاڑی میں ڈال کر گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔۔ ارسلان نے فوراً گاڑی
میں بیٹھا وہ فل سپیڈ سے کار چلا رہا تھا۔۔۔

ارسلان آرام سے چلاؤ۔۔ ڈیم اسٹ وہ میری گڑیا کو لے جا رہے ہیں
۔۔۔ زید نے سامنے چلتی کار کو دیکھا جس سے لڑکی کی چیخنے کی آوازیں
آ رہی تھیں۔۔۔

بوس کو بتایا تم نے لڑکی مل گئی ہے۔۔۔ نہیں۔۔۔ اگر بوس کا پتا چل گیا
بوس تمہیں جان سے مار دے گے۔۔۔
میرا دماغ نہیں خراب جو بوس سے دگا کرو، اسے بوس کے پاس ہی لے
کر جا رہا ہوں۔۔۔

زید نے گن نکال کر گاڑی کے ٹائر پر نشانہ بناتے گولی چلائی۔۔۔
گاڑی درخت سے جا لگی۔۔۔

ارسلان کار سے نکل کر بھاگ کر دوسری کار کا دروازہ کھولا۔۔ آدمی نے
گولی چلائی جو اس کی بازو میں لگی۔۔۔

دونوں آدمیوں کو باہر نکال کر ایک کی آنکھوں میں ارسلان نے گولیاں
ماری، دوسرے کے منہ میں گن رکھ کر زید نے گولی چلائی۔۔۔
انیزا دونوں کو بے رحمی سے قتل کرتے دیکھ وہ اپنے ہوش و حواس سے
بیگانہ ہو گئی۔۔۔

ارسلان نے آدمی کو وہی چھوڑ کر انیزا کو باہر نکالا۔۔۔
گڑیا اٹھو بے چینی پریشانی سے اس کے گال تھپتھپا رہا تھا۔۔۔
زید نے ارسلان کو پانی کی باٹل

پکڑائی اس کے چہرے پر ہلکا سا پانی گرایا۔۔۔
ارسلان شاہ نے اس کا نکاب نہیں اتارا تھا۔۔۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد اسے ہوش آئی۔۔ خود کو ارسلان کے قریب دیکھ کر اس کی سانسیں اکھڑنے لگی۔۔۔

بیچھے ہٹے۔۔۔ اسے دھکا دیتے اس سے دور ہوئی۔ ریلیکس اوکے۔۔۔ شاہو آپ کہاں ہو۔۔ وہ پارس شاہ کو آواز دینے لگی۔۔ شاہو آپ کی حیاتم کو پین ہو رہا ہے۔۔ اس نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔۔

کہاں پین ہو رہا ہے تمہیں اس کے قریب جا کے چہرے کو تھاما، انیزا نے اس کے چہرے پر تھپڑ رسید کیا۔۔۔ دور ہٹو مجھ سے جان لے لو گی تمہاری۔۔۔ وہ چلا کر لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔۔ ارسلان اپنی جگہ پر ساکت ہو گیا۔۔۔

ارسلان اس کی طبیعت خراب ہو رہی ہے اکیلا چھوڑ دو فل حال اسے

۔۔۔۔

مس انیزا میں آپ کو گھر چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔ نہیں جانا مجھے کسی کے
ساتھ مجھے میرے شاہو پاس جانا۔۔۔

وہ رونے لگی۔۔۔

دیکھے میں آپ کو آپ کے شاہو پاس چھوڑ آتا ہوں کس کے ساتھ جائے
گی آپ۔۔۔۔ پلیر، زید نے منت کرنے والے لہجے میں کہا وہاں میں
سر ہلا گئی۔۔۔

ارسلان اور زید فرنٹ سیٹ پر تھے انیزا پیچھے بیٹھی تھی وہ اس کے بتائی
ہوئی جگہ پر چھوڑ گئے۔۔۔۔۔

انیزا روم ہی آتے ہی واش روم میں جا کے شاور کے نیچے کھڑی ہو گئی

۔۔۔

مجھے چھو اس نے مجھے۔۔۔ وہ کہتے ہوئے بے رحمی سے ٹاول سے صاف
کر رہی تھی۔۔۔

وہ کمرے میں داخل ہوا جب اس کا دیہان ٹائم کی طرف گیا۔۔
حیاتم کو لینے جانا تھا وہ کیزاٹھانے لگا جب اسے واش روم سے شاہور چلنے
کی آواز آئی۔۔

اندر کون ہے وہ واش روم میں داخل ہوا انیزا عبا یا پہنے نکاب کیے شاہور
کے نیچے کھڑی خود کو ٹاول سے بے رحمی سے صاف کر رہی تھی اس
کے ہاتھ بے رحمی سے صاف کرنے کی وجہ سے بے پناہ سرخ ہو گئے
تھے۔۔۔

پارس نے اس کے پاس جا کر ٹاول اس سے دور پھینک کر اسے سینے سے
لگایا۔۔ وہ اس کے سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔
کیا ہوا حیاتم۔۔ اس کی آنکھوں میں خوف دیکھتے پوچھا۔۔

کچھ نہیں کہتے اس کے سینے میں منہ چھپا گئی وہ اسے کچھ نہیں بتانا چاہتی
تھی اس سے کسی نے کہا تھا اگر شوہر کو پتا چل جائے کہ اس کی بیوی کو
کسی غیر مرد نے چھوا ہے تو وہ اسے چھوڑ دیتا ہے۔۔۔

اچھا چلو شاہباش رونا بند کرو،

چینج کر لو اوکے پاس باہر چلا گیا وہ چینج کر کے باہر آکر اس کے ساتھ
لیٹ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔۔

پاس نے اس سے کچھ نہ پوچھا۔۔ وہ خوف سے کانپ رہی تھی اس کی
پیشانی پر لب رکھتے اسے کے بال سہلانے لگا۔۔۔

انیزا نے اس کی طرف دیکھا جو اسے پیاری بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا

۔۔۔

شاہو۔۔۔ جی جان شاہو۔۔۔ پیارے سے کہتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا

۔۔

اسنے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھی۔۔۔

حیاتم۔۔۔ انیزانے رونے والا منہ بنالیا۔۔

پارس نے اس کی گیلے لبوں پر اپنے لب رکھے۔۔۔

کیا ہوا میری بالم کو پیچھے ہوتے ٹھوڑی سے پکڑ کے اس کا چہرہ سامنے کیا

— — —

کچھ نہیں اس نے پارس کے ڈمپیل پر لب رکھے۔۔

یہ چاہیے۔۔۔ اس کے ڈمپلنز پر فنکٹر رکھی۔۔۔۔

لے لو پارس نے اس کے رخسار پر لب رکھ کے اسے سینے میں بھنچ لیا

سراسر وکیل کے ساتھ جو چھو کڑا تھا اس نے ثبوت
دیے تھے۔۔۔

اُڑادوں اس کو۔۔۔ اوکے سر۔۔۔

زیان کورٹ سے فارگ ہو کر گھر جا رہا تھا۔۔۔

اس کا فون رینگ ہوا۔۔۔ آپ کا بہت شکریہ زیان شاہ آپ نے میری
بہت مدد کی۔۔۔ شکریہ کی کوئی ضرورت نہیں وکیل صاحب۔۔۔ آپ
بہت اچھے وکیل بنے گے زیان شاہ۔۔۔ شکریہ کہتے زیان نے فون بند
کر دیا۔۔۔

مکمل ہونے میں ایک سال تھا۔۔۔ وہ کچھ ماہ کے لیے L.L.B زیان کا
پاکستان آیا تھا۔۔۔ کسی نے زیان کی گاڑی پر گولی چلائی ٹائر پر گولی لگنے
کی وجہ سے وہ بیلنس برقرار نہ رکھ سکا، گاڑی درخت سے جا ٹکرائی۔۔۔
کام ہو گیا، وہ آدمی مسکرا ہٹ چہرے پر سجائے گاڑی بگا کر لے گیا۔۔۔

زیان کے سر سے خون کی لکیر نکل کر گردن تک آئی۔۔۔ اس کے ہاتھ پر گہرا زخم آیا تھا۔۔۔

زیان گاڑی سے باہر نکلا، سامنے ہو اسپتال تھا۔۔۔ شکر ہے زیان شکر کرتے روڈ کراس کر کے ہو اسپتال کے اندر داخل ہوا۔۔۔ ڈاکٹر احمد موجود ہے پو اسپتال میں۔۔۔

زیان نے پاس گزرتی نرس سے پوچھا۔۔۔

نہیں سران کی رات کی شفٹ ہوتی ہے۔۔۔

ڈاکٹر نیشا موجود ہیں اس کے زہن میں پٹھانی صاحبہ آئی۔۔۔

نرس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

ان کا کیبن کہا ہے۔۔۔ سر یہاں سے سیدھا پھر رائٹ سائیڈ پہ۔۔۔

زیان نے اس کے کیبن کے باہر کھڑے ہو کر لمبا سانس لیا۔۔۔

آجائیں زیان نے دروازہ ناک کیا اندر سے اس کی آواز آئی۔۔۔

زبان چیر پر جا کے بیٹھ گیا۔۔۔

زبان بھائی کیا ہوا ہے آپ کو اس نے فکر مندی سے پوچھا۔۔۔ زبان
نے گھور کر دیکھا۔۔۔

میرے خیال سے ہم دونوں ہم عمر ہے۔۔۔

نیشہ نے غصے سے آنکھیں گھمائی۔۔۔ اسے رات کا اس پہ بہت غصہ تھا
جب وہ کچن میں کھانا بنا رہی تھی زبان کچن میں آیا۔۔۔

کیا ہو رہا ہے پٹھانی صاحبہ۔۔۔

آپ کو کچھ چاہیے زبان بھائی۔۔۔

کام کرتے جواب دیا۔۔۔ مجھے بھائی مت کہا کرو۔۔۔ میرے لیے آپ

میرے بھائی جیسے ہی ہے۔۔۔ وہ خود پہ ضبط کیے کھڑی تھی۔۔۔

تو نہ بناؤ بھائی جیسا۔۔۔ وہ شوخ انداز میں بولا۔۔۔

زبان شلیف سے برتن اٹھانے لگا جب غلطی سے اس کا ہاتھ نیشہ کی کمر پر
لگ گیا۔۔۔

نیشہ غصے سے مڑی۔۔۔ وہ غلطی سے۔۔۔ نیشہ اس پر ہاتھ اٹھانے لگی
تھی۔۔۔ جب ارسلان کچن میں آیا۔۔۔

کیا ہوا نیشہ، نیشہ کا سرخ چہرہ دیکھتے پوچھا۔۔۔

کچھ نہیں بھائی جی زبان بھائی چائے کا کہنے آئے تھے چھوتی دفعہ چائے پی
رہے ہیں۔۔۔ ارسلان نے گھور کر زبان کی طرف دیکھا۔۔۔

ن۔ نہیں پی رہا اسے غصے میں آتے دیکھ زبان کچن سے چلا گیا۔۔۔

کیا ہوا ہے آپ کو۔۔۔ ایکسیڈنٹ ہوا ہے، اس کی آنکھوں میں دیکھنے کی
کوشش کی وہ گریں کرتے کے ساتھ بلیک حجاب کیے بے حد خوبصورت
لگ رہی تھی۔۔۔

آپ وہاں بیٹھے میں بینڈ تاج کر دیتی۔۔۔

نیشہ نے صوفے کی طرف اشارہ کیا جس کے پاس میڈلسن وغیرہ پڑی
ہوئی تھی۔۔۔۔

نیشہ اس کی پیشانی سے خون صاف کر رہی تھی جب زیان نے آنکھ ماری

۔۔۔

کیا بد تمیزی ہے یہ زیان بھائی۔۔
نیشہ کو اس پہ بے حد غصہ آیا۔۔۔

کیا کیا ہے میں نے زیان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔ ہاتھ چھوڑیں میرا

۔۔۔

وجہ پٹھانی صاحبہ۔۔۔ نیشہ نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔۔۔
اپنی حد میں رہو تم تمہاری کھال ادھیڑنے میں وقت نہیں لگاؤ گی میں

۔۔۔

وہ غصے میں آتی چلائی۔۔۔۔

زبان نے غصے سے کھڑے ہو کر اپنے خون آلود ہاتھ سے اس کا بازو
دبوچا۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھ پہ، زبان شاہ پہ ہاتھ اٹھانے کی اپنی سرخ
آنکھوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے چلایا۔۔

بازوں چھوڑو میرا، نیشہ نے اپنے بازوں کی طرف دیکھا جو اس کے خون
سے بھیگ چکا تھا۔۔

یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے نیشہ خان۔۔۔ اس کی آنکھوں میں
دیکھتے دھہرا۔۔

مجھ سے جواب مانگنے والے کوئی نہیں ہوتے تم۔۔۔ دونوں کی
آنکھیں اس حد تک سرخ ہو گئی تھیں جیسے ابھی خون نکل آئے گا۔۔
نیشہ نے اس کے پیٹ پر ٹانگ ماری زبان صوفے پہ جا گرا۔۔

کیا کہا تم نے پٹھان کمزور ہوتے ہیں تمہاری بھول ہے زیان شاہ
تمہارے ٹکڑے کرتے ہوئے بھی میرے ہاتھ نہیں کانپے گے۔۔
اگر تم بھائی جی کے کچھ نہ لگتے ہوتے تو اب تک یہ کام بھی کر چکی ہوتی
۔۔۔ وہ چسیر پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گئی۔۔۔

زیان شاہ سیدھا ہو کے پھیل کر صوفے پر بیٹھا۔۔
اور تمہیں لگتا ہے کہ میں چپ چاپ تمہیں خود پہ وار کرنے دیتا نیشہ
خان۔۔

وکیل سے پنگا بہت مہنگا پرتا ہے۔۔
چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔۔
نیشہ نے زوردار قہقہہ لگایا۔۔

وکیل تو کوٹ کچہری میں گھسیٹے ہے لیکن ڈاکٹر وہ سیدھا چیر پھاڑ کرتے
ہیں، زیان شاہ سمجھل کر رہنا۔۔

آنکھوں میں سفاکیت لیے بولی کوئی نہیں کہہ سکتا تھا وہ ایک شریف
ڈاکٹر کے روپ میں ایک سفاک انسان ہے۔۔۔

کوٹ کچہری اس نے قہقہہ لگایا۔۔۔

بلی کو خواب میں چھپھڑے نظر آتے ہیں آج دیکھ بھی لیا۔۔۔

دفعہ ہو جاؤ ڈھیٹ انسان میرے آفس سے۔۔۔

اس نے غصے سے دروازے کی طرف اشارہ کیا، اس کے اتنا کچھ کرنے

کے بعد بھی وہ ڈیٹھو کی طرح بیٹھا مسکرا رہا تھا۔۔۔

ویٹ اینڈ وایچ پٹھانی صاحبہ۔۔۔ کہتے وہ کمرے سے چلا گیا اس کے لہجے

میں کچھ کر گزرنے کا جنون تھا۔۔۔

پاگل کہاں سے پیچھے پر گیا میرے۔۔۔

ٹیبیل پر پڑی چیزیں ہاتھ مار کر نیچے گرا دی۔۔۔

اس کا دیہان صوفے پر گیا جس کی اوپر والی سائیڈ خون سے بھری تھی
پھر اپنے بازوؤں کی طرف جو خون آلود تھا۔۔۔

زیان غصے میں ڈرائیو کر رہا تھا اسے کوئی ہوش نہ تھی اس کے کتنا خون
بہہ کر اس کی سفید شلوار قمیض کو بگھور رہا تھا۔۔۔

تم نے اچھا نہیں کیا پٹھانی صاحبہ۔۔۔

اس انجام تو بھگتو گی تم۔۔۔ ایک کلینک پر رک پر ہاتھ پر پٹی کروائی پھر
مال جا کرنے کپڑے خرید کر

چینج کیے۔۔۔

گھر داخل ہوا سب بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ رات کو وہ گھر آیا۔۔۔۔۔ انشہ اور
احمد ڈیوٹی پر تھے۔۔۔

سب ہال میں بیٹھے تھے۔۔۔ ساجاد شاہ کا دیہان اس کے ہاتھ اور پیشانی
پر گیا۔۔۔

زبان کیا ہوا ہے تمہیں۔۔۔ ہلکا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا وہ ساجاد شاہ کے پاس بیٹھا۔۔۔

گاڑی پر بیلنس نہیں رکھ سکا۔۔ اس نے جھوٹ بولا۔۔۔

سب نے غصے اور پریشانی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

ٹھیک ہو بابا وہ پر سکون ہو کر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا ارسلان کی طرف دیکھا جو

اسے غصے سے گھور رہا تھا۔۔۔ بھائی جی کیا ہوا۔۔۔ تمہیں اچھے سے پتا

ہے کیا ہوا ہے اور کیا نہیں ہوا ارسلان دانت پیستے ہوئے بولا۔۔۔

زبان ایک پل کے لیے زبان کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔۔۔ جب زبان

میں پہلا سال تھا ارسلان نے اسے منع کیا تھا اس کام L.L.B کا

میں خطرہ ہے لیکن زبان نے ضد کی اور کہا تھا بھائی اس میں کوئی خطرہ

نہیں ہے اگر ہوا تو میں میں یہ کام چھوڑ دو گا۔۔۔ کچھ یاد آیا زبان شاہ،

ارسلان سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ بھائی جب کسی کام

کے لیے قدم بڑھالے تو وہ راستے میں چھوڑا نہیں جاتا، وہ نظریں جھکا کر
کہہ رہا تھا۔۔۔ یعنی تم اپنی بات سے مکر رہے ہو۔۔۔ ایسی بات نہیں ہے
بھائی جی۔۔۔ تمہاری ماں گھر ہوتی تو اس نے رو رو کر اپنا برا حال کر لینا
تھا۔۔۔

جانتا ہوں۔۔۔ مسکراتے ہوئے نیشہ کی طرف دیکھا۔۔۔ نیشہ اسے خود
کی طرف دیکھتے محسوس کرتے سٹیلا گئی۔۔۔

بابا نیشہ کی اتج کیا ہے۔۔۔

نیشہ ایکس کی ہونے والی ہے۔۔۔

ساجاد شاہ بولے۔۔۔ اس شادی نہیں کرنی کیا۔۔۔ نیشہ نے آنکھیں
پھاڑ کر زیاں کی طرف دیکھا۔۔۔

کیا سوچا ہے ارسلان اس بارے میں اسمہ اور ساجاد شاہ ارسلان کی
طرف ہوئے۔۔۔

رشتے دیکھنا شروع کر دے نیشہ کے لیے۔۔۔ بھائی جی میں۔۔۔ تم نے
مجھ سے چار سال پہلے کہا تھا نیشہ، تم جب ڈاکٹر بن جاؤ گی تو تب میں
تمہاری شادی کروا سکتا ہوں، تب تک کوئی اس معاملے میں بات نہیں
کرے گا۔۔۔

میں نے چار سال اس بارے میں کوئی بات نہیں کی نہ کسی کو کرنے دی
لیکن تم چھوٹی بچی نہیں ہوں، تم ایک میچور خاتون ہو۔۔۔
ارسلان نیشہ کی بات کاٹتے سنجیدگی سے بولا۔۔۔

نیشہ نے سر نیچے کر لیا۔۔۔ اسے زیاں پر غصہ آرہا اس نے سن لیا تھا جب
وہ کہہ رہی تھی مجھے شادی سے ڈر لگتا ہے۔۔۔

ارسلان نیشہ کے پاس بیٹھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔ نیشہ نے
ارسلان کے کندھے پر سر رکھ لیا۔۔۔

سب ٹھیک ہو گا ارسلان اسے حوصلہ دے کر کمرے میں چلا گیا۔۔۔
نیشہ زیان کو غصیلی نظروں سے دیکھ کر وہاں سے واک آؤٹ کر گئی

نیشہ خان تمہیں منہ کہ بل نہ گرایا تو کہنا مجھے زیان کے چہرے پر سرار
مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔

ارسلان کمرے ٹہل رہا تھا۔۔۔ وہ ٹھیک ہو گی وہ بڑ بڑا رہا تھا۔۔۔
ارسلان اس نے تمہیں تھپڑ مارا اور تم اس کے لیے فکر مند ہو۔۔۔
زید شاہ وہ مجھے جان سے مار بھی دے نہ تب بھی یہ دل۔۔۔ ارسلان
بولتے ہوئے رک گیا۔۔۔۔۔

کیا ہوا چپ کیوں ہو گئے، اظہار کرنے سے کچھ ہو نہیں جاتا، کیوں تم پیار
کے معاملے میں اظہار نہیں کرتے۔۔۔

اپنے کام سے کام رکھو۔۔۔ ارسلان شاہ غصے سے بولا۔۔۔

ارسلان شاہ کو حد سے زیادہ بے چینی ہونے لگی۔۔۔

امی میں اپنی دوستوں کے ساتھ باہر جا رہی ہو۔۔۔ ماورہ بیٹا اذہان غصہ

ہو گا۔۔۔ اسمہ نے اسے روکنا چاہا۔۔۔

امی کچھ نہیں کہے گے، اوکے بائے۔۔۔

ماورہ اسمہ کی گال پر پیار کر کے باہر بھاگ گئی۔۔۔

اسمہ کمرے میں چلی گئی۔۔۔

احمد آپ کب آئے، احمد کو بیڈ پر بیٹھے دیکھ پوچھا۔۔۔ جب آپ کچن میں

مصرف تھی اسے کھینچ کر اپنے قریب بیٹھا کے کمر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

کیسا رہا جگادن اس کے سینے پر سر رکھتے پوچھا۔۔۔

اچھا تھا منہ کے اٹے سیدھے زاویے بناتے ہوئے کہا۔۔۔

آپ کے چہرے سے لگ تو نہیں رہا۔۔۔

احمد شاہ آنکھوں میں بے پناہ جذبات لیے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔
ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں احمد۔۔۔۔۔ اسمہ شرم سے سرخ ہو گئی۔۔۔
اسمہ جان آپ کی خوبصورتی ہمیں مدہوش کر دیتی ہے ہمیں بہکا دیتی
ہے۔۔۔

احمد کہتے اس کی گردن پر لمس چھوڑنے لگا۔۔۔

احمد مدہوش ہوتا اس بدن کے ہر حصے پر مہر لگا رہا تھا۔۔۔

دروازہ ناک ہونے کی آواز سے احمد ہوش میں آیا۔۔۔۔۔

کسے رنگ میں بھنگ ڈالنے کا شوق پر گیا ہے۔۔ احمد نے بڑبڑاتے ہوئے
دروازہ کھولا۔۔۔

سامنے ارسلان کھڑا تھا۔۔۔ ارسلان سب ٹھیک ہے۔۔۔ جی سب
ٹھیک ہے،

ارسلان احمد کو سائیڈ پہ کر کے اسمہ کو گود میں اٹھا کر باہر لے گیا۔۔۔

اوہیلو کہاں۔۔۔ اسے سیڑھیاں چڑھتے دیکھ روکا۔۔۔

اتار و میری بیوی کو نیچے۔۔۔ احمد نے اسمہ کو اس سے لینا چاہا، ارسلان نے آنکھوں سے پیچھے ہونے کا اشارہ کیا۔۔۔

میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں اپنی ماں کو لے کر۔۔۔

وجہ اور کس سی پوچھ کر ارسلان شاہ۔۔۔ مجھے ضرورت ہے ان کی اس لیے۔۔۔ ارسلان کے لہجے میں بے حد سنجیدگی تھی۔۔۔

مجھے اس وقت تم زیادہ ضرورت ہے اپنی بیوی کی۔۔۔ احمد کو غصہ آرہا تھا لیکن وہ جانتے تھے کہ ارسلان شاہ ضد کا کتنا پکا ہے۔۔۔۔

بابا مجھے ایک اور دفعہ بھائی بننے کا کوئی شوق نہیں ہے۔۔۔۔ شرم کو ہاتھ مارو تھوڑا اسے شرم دیلائی چاہی۔۔۔ شرم وہ کیا ہوتا ہے، کندھے

اچکائے۔۔۔

اسمہ کبھی اپنے شوہر کی طرف دیکھتی کبھی اپنے بیٹے کی طرف۔۔۔۔

جو تم زرہ بھی نہیں رہی۔۔۔ وہ کیا ہے نہ بابا شرم آئی اسے اپنا آپ
میرے سامنے ذلیل ہوتا نظر آ رہا تھا وہ دور سے ہی بھاگ گئی اس کے
بعد واپس آئی ہی نہیں۔۔۔

احمد شاہ کا دل کیا اپنا سردیوار سے مار لے۔۔۔۔۔ بابا دیوار سامنے ہے
انہیں کندھا مار کر دیوار کی طرف اشارہ کیا۔۔۔
جاؤ جان چھوڑو میری احمد شاہ نے جان چھڑوانی چاہی۔۔۔
بابا ہاتھ ہولار کھا کریں رو مینس پہ میری جان پر ترس کھا لیا کریں۔۔۔
ارسلان اونچی آواز میں بول کر دروازہ بند کر گیا۔۔۔

پتہ نہیں کیا کھا کر پیدا کیا تھا اسے۔۔۔ احمد شاہ کاؤچ پر بیٹھ گیا۔۔۔
میرے کباب ہمیشہ ہی ہڈی نکل آتی ہے۔۔۔ وہ پہلا باب تھا جو اپنی

اولاد

کو کباب میں ہڈی بول رہا تھا۔۔۔۔۔

ارسلان نے اسمہ کو بیڈ پر بیٹھا کر

اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔۔۔

ارسلان یہ کیا تھا بیٹا اس طرح بات کرتے ہیں بابا سے۔۔۔ اسمہ اس

کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔۔

ایسے بات نہ کرتا تو انہوں نے آپ کو آنے نہیں دینا تھا۔۔۔

اسمہ اس کی بات پر مسکرا دی۔۔۔۔

کیا چیز پریشان کر رہی ہے میرے بیٹے کو اسمہ نے اس کی پیشانی پر بوسہ

دیا وہ تب ہی ان کی گود میں سر رکھتا تھا جب وہ حد سے زیادہ پریشان ہوتا

۔۔۔

امی وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے اس کے لہجے میں نمی لگی ارسلان نے اس

کی آنکھوں میں خود کے لیے نفرت محسوس کی تھی۔۔۔

اسمہ کی آنکھیں آنسو سے بھر گئی۔۔

اسمہ اس کے بال سہلاتی گئی جب تک وہ سونہ گیا۔۔۔

اسمہ روتے ہوئے اس کے پیشانی اور رخساروں پر لب رکھے۔۔۔ میرا
پیارا بیٹا۔۔۔ ہو گیا پیار بیٹے سے چلو اب اس کے باپ سے بھی کمرے
میں آکر تھوڑا پیار کر لے۔۔۔ احمد کمرے داخل ہوتے ہی اسمہ کا ہاتھ
پکڑ کر اٹھانا چاہا۔۔۔

اسمہ نے آنکھوں میں آنسو لیے ان کی طرف دیکھا۔۔۔

اسمہ کیا ہوا ہے۔۔۔ اس کے آنسو صاف کیے۔۔۔

کچھ نہیں، مجھے نہیں جانا مجھے اپنے بیٹے کے پاس رہنا ہے۔۔۔ اسمہ

روتے ہوئے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔

اچھا نہ جاؤ اس کے کندھے پر سر رکھ کر لیٹنے والے انداز میں بیٹھ گیا

۔۔۔

احمد اور اسمہ دونوں ارسلان کے کمرے میں سو گئے۔۔۔

ڈیم اٹ فون اٹھاؤ زید کب سے اسے کال کر رہا تھا۔۔۔۔۔

بھائی کیا کر رہے ہے آپ سیان اور عیشان زید کے کمرے میں آئے

— — —

ناچ رہا ہوں تم بھی آ کے ناچ لو زید جل کر بولا۔۔۔ جلے کیوں بیٹھے ہیں آپ

— — —

دونوں ایک ساتھ بولے۔۔۔

کچھ نہیں ہوا۔۔۔ زید کو ہیرا پر بے پناہ

غصہ آرہا تھا۔۔۔

بھائی یار بورہور ہے ہیں عیشان اس کے پاس بیٹھا۔۔۔

مجر اکر کے دکھا دوں۔۔۔ استغفر اللہ بھائی جی۔۔۔ عیشان نے کانوں کو

ہاتھ لگایا۔۔۔

زید بھائی آپ کیوں اتنی جلی کٹی

سنار ہے ہیں۔۔ سیان چپ کر کے بیٹھ اگر نہیں بیٹھ سکتا تو وہ دروازہ ہے
دفعہ ہو جا۔۔ زید نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔۔

سیان کا فون رنگ ہوا۔۔ سیان فون اٹھا کر سائیڈ پر کھڑا ہو گیا۔۔
او کے جان اور کچھ سیان پیار بھرے لہجے میں بولا۔۔ کل وہ کالا جوڑا
پہننا ہے جو میں نے لا کر دیا تھا،

او کے جان میں بعد میں بات کرتا ہوں۔۔۔
زید اور عیشان منہ کھولے سیان کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔
آج کالا جوڑا پاساڈی

فرمیش تے
کدی پا کے سامنے آساڈی
فرمیش تے

فون وہ پہلے ہی بند کر چکا تھا انہیں چیرانے کے لیے گانا بولا تھا۔۔

کنوارے لوگوں منہ بند کرو مکھی چلی جائے گی اندر، ایسے کسی کو نہیں
دیکھتے نظر لگ جاتی ہے۔۔۔

سیان آخر میں آنکھ مارتے بولا۔۔۔

زید اور عیشان نے اسے پکڑ کر بیڈ پہ گرا کر اس کے اوپر بیٹھے۔۔
سالے تو ہماری معصوم بہن کو بگاڑ رہا ہے کون لے کر آکالا جوڑا تجھے
پہنائے ہم۔۔۔۔۔

زید نے اس کے بال کھینچے۔۔۔۔۔ بھائی بال نہ کھینچے اس کے عیشان جو اس
کے ہاتھ پکڑ کے بیٹھا تھا معصوم چہرہ بنائے بولا۔۔۔۔۔

زید بھائی، عیشان بھائی ٹھیک کہہ رہے ہیں بچے کی جان لو گے کیا۔۔۔
ایڈا تو بچہ رہ گیا اور تو معصومیت کی صورت چپ کر جا۔۔۔

زید اس کے اوپر سے اٹھ کر بالوں سے پکڑا اسے کھڑا کیا۔۔۔

زید بھائی لمبا کرتے بولا۔۔۔

جی۔۔ زید بھی اسی کا انداز اپنایا۔۔۔

زید بھائی، بھائی جی کے کمرے میں چلے رازداری سے بولا۔۔۔ ہاں چلو

۔۔ زید اور سیان دونوں بولے۔۔۔

دونوں کمرے میں آئے، سامنے ارسلان اسمہ کی گود میں اور احمد اس

کے کندھے پہ سر رکھے سوئے تھے۔۔۔

سیان احمد کے کندھے اور عیشان احمد کی گود پہ سر رکھ کر لیٹ گئے۔۔

زید اسمہ کی گود میں دوسری طرف سر رکھ کر لیٹ گیا۔۔۔

اذہان نے پورے گھر میں دیکھ لیا اسے ماورہ کہی نظر نہ آئی۔۔۔ اذہان

نیچے آ رہا تھا جب ماورہ گھر داخل ہوئی۔۔

اذہان تیز قدم اٹھاتا اس کے سر پہ پہنچا۔۔۔

کہاں گئی ہوئی تھی۔۔۔ اذہان برہمی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا

۔۔۔۔

میں وہ وہ جھولتی ہوئی اس کے گلے میں بازوؤں حائل کر گئی۔۔۔

ماورہ تم۔۔۔ اذہان نے غلط الفاظ کہنے سے پہلے اس کے بے حد قریب
ہو کر سمیل کیا۔۔۔

کیا پیا تھا تم نے۔۔۔ سختی سے اسے کمر سے پکڑا وہ غصے پر قابو کرنے کی
کوشش کر رہا تھا۔۔۔

جوس پاؤں اوپر کرتے اس کی گردن پر لب رکھے۔۔۔

اذہان اسے باہوں میں اٹھائے کمرے میں لا کر بیڈ پر لٹایا، وہ پیچھے ہونے
لگا ماورہ نے اس کی شرٹ پکڑ لی۔۔۔

کہاں جارہے ہیں آپ۔۔۔ نشے کی وجہ سے اس کی آنکھیں بند ہو رہی
تھیں۔۔۔

ماورہ اذہان شاہ صبح جو سزا تمہیں ملے گی وہ اپنے وہم و گمان میں بھی تم
نے نہیں سوچی ہو گی۔۔۔

اذہان اپنی شرٹ چھڑاتے ایک برہم نظر ڈال کر باہر چلا گیا۔۔۔

اذہان غصے میں یہ بھی نہ دیکھ پایا وہ کس کے کمرے میں جا رہا ہے دروازہ بند کرتے اسے احساس ہوا وہ کسی اور کے کمرے میں ہے مڑ کر دیکھا،
بے ساختہ اس کے لب مسکرائے۔۔۔

وہ اسمہ کے پاس جا کر اس کے کندھے پر لیٹنے کے انداز میں بیٹھ گیا۔۔۔ وہ
پر سکون ہو کر سو رہے تھے۔۔۔

عالیان کسے ڈھونڈ رہے ہو۔۔۔ زیان کمرے سے باہر آیا اسے کچھ
ڈھونڈتے دیکھ پوچھا۔۔۔

زیان بھائی کوئی بھی اپنے کمرے میں نہیں ہے سب کے کمرے چیک
کر لیے ہیں میں نے۔۔۔ پریشان ہوتے اپنے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔
بھائی جی کے کمرے میں دیکھا۔۔۔

اس نے نہ میں سر ہلایا۔۔۔ وہ کمرے میں داخل ہوئے ان کا منہ کھل گیا
ان سب کو دیکھ کر۔۔۔

کیا بات ہے ان سب کی بھائی۔۔۔

سہی کہہ رہے ہو دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔۔

سب کو ادھر ادھر کر کے زیاں ارسلان کے پیٹ پر کشن رکھ کر لیٹ گیا

--

عالیان زید اور عیشان کے درمیان میں لیٹ گیا۔۔۔

وہ نو ایک پیڈ پر ایک دوسرے کے کندھوں اور گود پر سر رکھ کر سوئے

ہوئے تھے۔۔۔۔

اپنے کندھوں اور گود میں وزن اور پوری رات بیٹھنے کی وجہ سے درد
محسوس کرتے اسمہ کی آنکھ کھولی۔۔۔

اس نے دائیں جانب دیکھا احمد کا سر اس کے کندھے پر بائیں جانب
اذہان سر رکھے بیٹھ کر سویا ہوا تھا۔۔۔

سب لیٹنے والے انداز میں سوئے ہوئے تھے۔۔۔

انشا اور ساجاد کمرے میں داخل ہوئے ان سب کو دیکھ بے ساختہ
مسکرائے۔۔۔

وہ دونوں بیڈ کے پاس کھڑے ہو کر ان کو دیکھنے لگے۔۔۔

اسمہ، انشا مسکرا نے لگی۔۔۔

آٹھ جاؤ سب ساجاد شاہ کی گرج دار آواز سن کر سب نے آنکھیں کھولی
عیشان سب سے پہلے آٹھ کر بیٹھا۔۔۔

سیان آنکھیں کھول کر سب کی طرف دیکھ کے احمد کے سینے پر سر رکھ گیا۔۔۔

اوائے آٹھ میں تیری بیوی نہیں ہو۔۔۔ باپ تو ہے نہ اور کون بد بخت آپ کو بیوی تصور کر کے گناہ کبیرہ کرنا چاہے گا سیان پھیل کر لیٹ گیا۔۔۔

احمد نے اسے دھکا دے بیڈ سے نیچے

گرا دیا جو نہیں اٹھا تھا وہ سیان کی چیخیں سن کر اٹھ بیٹھا۔۔۔

میری کمر اس نے کمر پہ ہاتھ رکھ کر دہائی دی۔۔۔ میرا بیٹا۔۔۔ کچھ نہیں

ہوا تمہارے بیٹے کو اسمہ اٹھنے لگی اس کا ہاتھ پکڑ کے واپس بٹھا دیا۔۔۔

احمد شرم نہیں آتی بیٹے کو گراتے ہوئے۔۔۔ بیٹے کو شرم نہیں آتی باپ

سے زبان چلاتے ہوئے۔۔۔ احمد نے اس کو ہاتھ دے کر کھڑا کیا۔۔۔

سکون سے سو بھی نہیں سکتا یہاں انسان، اور تم زبان کو لگام دوار سلان
برہمی سے کہتے فریش ہونے چلا گیا

خیریت ہے آج سب ایک کمرے میں سوئے تھے۔۔۔ سا جاد بیڈ پر
بیٹھے۔۔۔

دس بجے تک تو ہم تین ہی تھے یہ اضافہ رات کو ہوا۔۔ احمد نے سب کی
طرف اشارہ کیا جو آٹھ کر دوبارہ سو گئے تھے۔۔۔

میری بہن کو اکڑا دیا ہے تم سب نے۔۔۔

سا جاد نے اسمہ کی طرف دیکھتے کہا جو اپنے کندھے دبار ہی تھی۔۔۔

بڑے باہر چلے گئے اتوار ہونے کی وجہ سے سب لڑکے ار سلان کے بیڈ

پر ایک دوسرے پر چڑھ کر سوئے۔ ہوئے تھے۔۔۔

ار سلان فریش ہو کر شرٹ لیس باہر آیا۔۔۔

ار سلان نے پانی کا جگ پکڑ کے سب کے چہروں گرایا۔۔۔

سب ہر بھرا کراٹھ بیٹھے۔۔۔ آٹھ جاؤ صبح ہو گئی ہے۔۔۔ ارسلان کیا
ہے یاد تمہیں۔۔۔ اذہان کا دیہان اس کے بازوؤں کی طرف کیا جہاں گہرا
زخم تھا۔۔۔

سب نے ارسلان کو پکڑ کے بیڈ پر بٹھایا۔۔
بھائی کیا ہوا ہے۔۔۔ ارسلان چھوٹ کیسے لگی۔۔۔ ڈاکٹر پاس گئے تھے
آپ۔۔۔ ڈاکٹر نے کیا کہا۔۔۔

ایک دم چپ ہو جاؤ سب کسی کی

آواز نہ آئے مجھے ارسلان کے غصے سے کہنے سے سب کی چلتی زبان کو
بریک لگی۔۔۔

گولی چھو کر گزر گئی سب ٹھیک ہے کسی کی آواز نہ آئے مجھے پاگل ہو گئے

ہو سب ہو اسپتال جا کے چیک اپ کرواؤ اپنا۔۔۔ گھور کے سب کی

طرف دیکھا۔۔۔

بھائی ڈاکٹر نے اذہان بھائی کا چیک اپ کرتے کہنا ہے یہ زن مرید ہے
اس کا علاج کسی پاگل خانے میں نہیں ہو سکتا۔۔۔۔

سیان کی بات پر سب نے قہقہہ لگایا۔۔۔

ارسلان اور اذہان نے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔۔

اذہان بھائی آپ بہنوئی آپ کی بہن کو کالا جوڑا پہنا کر رخصتی سے پہلے
ہانی مون پر لے کر جانا چاہتا ہے۔۔۔

زید نے پوری طرح اسے پھسانے کی کوشش کی۔۔۔

ہانی مون پر جانا ہے ان تینوں نے سیان کو پکڑ لیا۔۔۔

ہاں جی بہنوئی صاحب رخصتی سے پہلے ہانی مون پر جانا ہے۔۔۔۔ اذہان
نے اس کے پیٹ پر مکارا۔۔۔

بھائی جی بچالے اس نے مدد طلب نظروں سے ارسلان کی طرف دیکھا

ارسلان نے کندھے آچکا دیے۔۔۔

سب نے اس کے کندھے آچکانے پر ہنسی کنٹرول کی۔۔۔

اذہان نے تین مکے اور اس کے پیٹ میں مارے۔۔۔

بھائی چھوڑے سیان کو عرتج نے سیان کے پاس آکر اپنے بھائیوں کو اس سے پیچھے کیا۔۔۔

یہ کہا سے آگئی زید بڑ بڑایا۔۔۔

آپ سب کیوں مار رہے ہیں انہیں۔۔۔ معصوم چہرے پہ غصہ تھا۔۔۔

اس نے اپنی بیوی کے پیچھے کھڑے ہو کر سب کو منہ چرایا۔۔۔

پہلا ایسا کمینہ شوہر دیکھا ہے جو سالو سے بچنے کے لیے بیوی کے پیچھے کھڑا

ہو گیا ہے۔۔۔ عالیان کو وہ زہر لگ رہا تھا۔۔۔

میں بیوی کے پیچھے نہیں ہو بیوی میرے آگے ہیں سالے صاحب۔۔۔

اسے آنکھ ماری۔۔۔ تو مل مجھے اکیلے پھر بتاتا ہوں عالیاں نے آنکھوں
سے اشارہ کیا۔۔۔۔۔

سیان آپ کو درد تو نہیں ہو رہا۔۔۔

اس نے نہ میں سر ہلا کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔

سب لڑکوں نے نظریں دوسری طرف کر لی۔۔۔

عرتج بیٹے آپ زرہ جاؤ مجھے ضروری کام ہے سیان سے ارسلان نے اس
کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھا۔۔۔

جی بھائی جی۔۔۔ عرتج کمرے سے چلی گئی۔۔۔

بھ۔۔۔ بھائی ج۔۔۔ جی۔۔۔ اس نے پیچھے کو قدم بڑھائے۔۔۔

سب سکون سے بیٹھ گئے تھے شہد کیلئے لیے۔۔۔

کس چیز کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے چھوٹے شاہ،

چیر پر پڑے بیلٹ کو ہاتھ میں پکڑ لیا، اس کی بیلٹ کی طرف اشارہ کیا یا
پھر ارسلان نے ہاتھ کا مکا بنایا اس کے مسلز دیکھ کر سیان کے سانس
سوکھ گئے۔۔۔

بتاؤ چھوٹے شاہ میں وہ کمی تمہاری پوری کرو اس کی طرف قدم
بڑھائے۔۔۔ بھائی یہ والا کام تو رہنے دے یہ میری ہڈی پسلی ایک کر
دے گا اور بھائی دوسرے والے سے میرے جسم پہ نشان پڑ جائے گے
۔۔۔ سیان اس کے قریب اس کے کان کے پاس ہوا۔۔۔

بھائی میری بیوی کو شادی کی رات میرے نشان زدہ سکس پیک اچھے
نہیں لگے گے۔۔۔

اس سے پہلے سیان اور بکو اس کرتا ارسلان نے اس کی کمر پہ بیلٹ مارا
۔۔۔

وہ درد ضبط کرتے اس سے دو قدم پیچھے کھڑا ہوا۔۔۔

تم کیوں بھول جاتے ہو چھوٹے شاہ

میں اس کا بھائی ہو، میرے سامنے ایسی بکو اس نہ کیا کرو۔۔۔

ارسلان کا غصہ بڑھتا دیکھ سب کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی

جی بھائی جی۔۔۔

سیان چپ کر کے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔

چلو اٹھو اب فریش ہو کے آؤ ناشتہ کریں۔۔۔

سب نے وہاں سے نکلنے میں ہی عافیت سمجھی۔۔۔

کیا کر رہی میری بیٹی احمد راجپوت ہیرا کے کمرے میں آئے۔۔۔ اس

کے بازو دیکھ ان کا رنگ اڑ گیا۔۔۔

ہیرا کیا ہوا ہے اس کے نیلے ہوئے بازو

کو پکڑا۔۔۔

بابا کہہ کر وہ ان کے سینے سے لگ کر رونے لگی۔۔۔

ہیرا کیا ہوا ہے بتاؤ بیٹا۔۔۔ انہوں نے اس کے آنسو صاف کیے۔۔۔

بابا وہ آپ احمد شاہ ہے نہ۔۔۔ کیا کیا ہے اس نے تمہارے ساتھ وہ بے

حد غصے سے بولے۔۔۔

انہوں نے نہیں، ان کے بیٹے زید شاہ نے مجھ سے زبردستی نکاح کیا اور
مجھے

درندگی کا نشانہ بنایا۔۔۔

وہ ان کے سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔

احمد راجپوت کی آنکھوں میں جیسے خون اتریا۔۔۔

وہ اپنا فون اٹھا کر غصے سے چلے گئے۔۔۔

اب مزہ آئے گا زید احمد شاہ۔۔۔ ہیرا نے جان بوجھ کر ہاف بازوں والا
کرتا پہناتا کہ اس کے بازوؤں کے نشانات نظر آئے۔۔۔

سب فریش ہو کر ناشتہ کر رہے تھے۔۔۔

جب ماورہ آکر اذان کے ساتھ بیٹھی۔۔۔

اذان کھڑا ہو گیا۔۔۔

اذان بیٹا ناشتہ تو کر لو۔۔۔

امی بس اتنی ہی بھوک تھی کہہ کر وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔

امی بابا کو صبح صبح کیا کام پر گیا تھا۔۔۔ اسمہ نے موبائل ان کیا کر کے

دیکھا یا جہاں بارہنج چکے تھے۔۔۔

سیان چپ چاپ کھانے میں جت گیا۔۔۔

احمد مراد شاہ۔۔۔ احمد راجپوت غصے سے گھر میں داخل ہوئے۔۔۔

احمد راجپوت کی آواز پہ ساجاد اور ارسلان چیتر سے اٹھ کھڑے ہوئے

کیا ہوا راجپوت ساجاد شاہ ان کے پاس گئے ارسلان ان کے ہم قدم تھا

زید بھی اٹھ کر ان کے ساتھ کھڑا ہوا۔۔۔

کمینے انسان احمد راجپوت اس کا گریبان پکڑنے لگا، ارسلان نے ان کا

ہاتھ تھام لیا۔۔۔

اپنے ہاتھ خود تک ہی رکھے راجپوت صاحب۔۔۔

اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔۔۔

تمہارے اس درندے صفت بھائی نے میری بیٹی سے زبردستی نکاح کیا

اسے درندگی کا نشانہ بنا کر اس حوس پرست انسان نے اپنی حوس پوری

کی۔۔۔

زبان سنبھال کر بات کرو راجپوت احمد شاہ گھر میں داخل ہوتے غصے
سے چلائے۔۔۔

میری زبان بند کروا کر تم اپنے بیٹے کے کالے کرتوت پر پردہ نہیں ڈال
سکتے۔۔ وہ غصے سے چلائے۔۔

سب کو اپنے بیٹے کی طرح سمجھا ہوا ہے تم نے، جوہر کسے کے ساتھ
زبردستی کرتا ہے۔۔ احمد شاہ خود پر ضبط کرتے ہوئے بولے۔۔
یہ کہہ کون رہا جس نے اپنی بیوی کے ساتھ زبردستی کر کے اپنی حوس
پوری کی۔۔

راجپوت صاحب طنزیہ مسکرائے۔۔
اپنی زبان سنبھال کر بات کرو راجپوت
اسے کاٹنے میں وقت نہیں لگے گا۔۔

ارسلان شاہ آنکھوں میں سفاکیت لیے دھہرا۔۔۔

گارڈزار سلان کی آواز سن کر گھر کے اندر آئے۔۔

نکالو باہر اسے۔۔۔

اپنے اس درندے حوس پرست بھائی سے کہو طلاق دینے کے لیے تیار

ہو جائے۔۔۔

غصے سے چلا کر تلملاتے ہوئے چلے گئے۔۔

احمد شاہ گرنے والے انداز میں صوفے پر بیٹھ گئے بے ساختہ انہوں نے

ہاتھ دل کے مقام پر رکھا۔۔۔

زید ان کے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔

بابا۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ نے۔۔۔۔۔ کچھ۔۔۔۔۔

اپنے بابا کو کی طبیعت بگڑتے دیکھ اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔۔۔

تم نے اس کے ساتھ زبردستی نہیں کی معلوم ہے مجھے۔۔۔۔۔

لیکن زید تمہاری ایک غلط حرکت نے۔۔۔

وہ رک گئے۔۔۔ یا شاید میرے ماضی کی وجہ سے، ان کی آنکھیں نم
ہوئی، میرے بیٹے پر ایسا گھٹیا الزام لگایا گیا۔۔۔
بابا آپ کی وجہ سے کچھ نہیں ہو امت ٹھہرائے خود کو قصور وار۔۔۔
ان کے پاس بیٹھ کر ارسلان نے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔
درد حد سے زیادہ بڑھنے لگا احمد شاہ کارنگ پیلا پر گیا۔۔۔
بابا، بابا، بابا کیا ہو رہا ہے احمد شاہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئے۔۔۔۔۔
احمد شاہ کو آپریشن تھیٹر میں لے گئے۔۔۔
وہ انسان جو خود ڈاکٹر تھا اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اپنے باپ کا
آپریشن کرتے وقت۔۔۔
باہر جاؤ زید تم۔۔۔ ارسلان شاہ نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔
زید احمد شاہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔

میں وعدہ کرتا ہوں آپ سے بابا جس کی وجہ سے آپ کا یہ حال ہوا ہے اس
کی زندگی جہنم بنادوں گا میں دل میں سوچتے خود سے عہد کیا۔۔۔

سر آپ کی وائف کے ساتھ تین لڑکیاں تھیں اور ایک لڑکا تھا اس لڑکے
نے

نشا آور گولیاں ان کے جوس میں ملائی تھیں ریسٹورنٹ کی فوٹیج سے پتا چلا
ہے سر۔۔۔ اس لڑکے کو پکڑو۔۔۔

اوکے سر۔۔۔ اذہان نے کال بند کر دی۔۔۔

ماورہ شاہ میں نے تم پر آنکھیں بند کر کے بھروسہ کیا تھا۔۔۔ اس نے

تکلیف سے آنکھیں بند کر لی۔۔۔

اذہان انتہائی غصے میں کمرے میں ٹھہل رہا تھا، ماورہ کمرے میں آئی۔۔
اذہان وہ اس کے سینے سے لگ کر رونے لگی۔۔۔

اذہان نے اس کو دھکا دیتے خود سے دور کیا اس کا سردیوار سے لگتے بچا

ماورہ آنکھوں میں آنسوؤں لیے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔
اذہان۔۔۔۔۔ مجھ۔۔۔۔۔ سے کوئی۔۔۔ غلطی ہوئی ہے آنسو صاف
کرتے بہا در بننے کی کوشش کی۔۔۔

غلطی، نہیں ماورہ اذہان شاہ تم غلط نہیں ہو غلط میں ہوں جو تم پہ ناحق
پابندیاں عائد کرتا ہو، تمہیں قید کر رکھا ہے میں نے۔۔۔ اذہان منہ
موڑے سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔۔۔

اذہان ماورہ نے اس کے قریب جانے کیلئے قدم بڑھائے۔۔۔

جہاں ہو وہی رک جاؤ یہ نہ ہو کہ ، خود پہ کنٹرول کرتے وہ چپ ہو گیا

ماورہ وہی رک گئی۔۔۔

میری غلطی کیا ہے ، وہ روئے جا رہی تھی آنسو صاف کرتی وہ پھر بہنا

شروع ہو جاتے۔۔۔

مجھے کسی کی غلطیاں گنوانے کا کوئی شوق نہیں ہے جاسکتی ہو تم یہاں سے

وہ شخص جس نے اسے ایک ریت کے دانہ کے برابر بھی کبھی تکلیف نہ

دی تھی آج وہ اس سے اجنبی لہجہ اپنائے تکلیف دے رہا تھا اس کے

اذہان نے اسے دھکا دیا تھا۔۔۔

ماورہ بے یقینی سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

چھوٹے بابا ہو اسپتال میں ہے وہ آپریشن تھیٹر میں ہے ماورہ روتے ہوئے
کمرے سے بھاگ گئی۔۔۔

بابا، چھوٹے بابا، ازہان کار کی کیزا اٹھا کر باہر کی طرف بھاگا۔۔۔

یا اللہ میرے بابا کو بچالے، یا اللہ پاک

انہیں کچھ ہو گیا تو مر جاؤ گا میں وہ سجدے میں اپنے خدا سے اپنے بابا کی
زندگی مانگ رہا تھا۔۔۔

میں نے زندگی میں بہت غلطیاں کی ہے

ان غلطیوں کی اتنی بڑی سزا نہ دے مجھے۔۔۔ وہ کہتے ہوئے پھوٹ

پھوٹ کر رو دیا۔۔۔

میرے بابا کو بچالے۔۔۔ وہ کانپ رہا تھا۔۔۔

دعا مانگ کر وہ باہر آیا۔۔۔ ارسلان کو آپریشن تھیٹر سے باہر نکلتے دیکھ

بھاگ کر اس کے پاس گیا۔۔۔

ارسلان بابا ٹھیک ہے نہ۔۔۔ انہیں ہارٹ اٹیک ہوا تھا جس کی وجہ۔۔۔
وہ ٹھیک ہے نہ زید اس کی بات کاٹتے بولا۔۔۔

آپریشن کامیاب ہو گیا ہے لیکن ابھی ہوش نہیں آیا ان کے ہوش میں
آنے تک کچھ نہیں کہہ سکتے۔۔۔

ارسلان اسمہ کے پاس گیا جس نے تین گھنٹے سے رو کر اپنی حالت
خراب کر لی تھی۔۔۔

امی آپریشن کامیاب ہو گیا ہے جلد انہیں ہوش آجائے گی۔۔۔ ارسلان
نے اسمہ بیگم کو اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

کہاں جا رہے ہو زید کو وہاں سے جاتے دیکھ پوچھا۔۔۔

جس کی وجہ سے یہ سب ہوا ہے اس کا کہا سچ کرنے جا رہا ہوں۔۔۔

زید۔۔۔ آج مت روکنارسلان اس کے جھوٹے الزام کی وجہ سے آج

میرے بابا کا یہ حال ہوا ہے۔۔۔

ارسلان اس کا بازو پکڑ کے اسے اپنے کعبین میں لے گیا۔۔۔
پاگل ہو گئے ہو، تم کچھ نہیں کرو گے اس کے ساتھ۔۔۔ وہ خود پر ضبط کر
رہا تھا۔۔۔

یہ تم کہہ ہو، جو اپنوں کی طرف دیکھنے والوں کی آنکھیں نکال لیتا ہے، وہ
مجھ سے کہہ رہا ہے میں کچھ نہ کرو۔۔۔ وہ برہمی سے چلایا۔۔۔
وہ عورت ہے زید۔۔۔ ارسلان نے سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔
عورت ذات ہے تو کچھ بھی کریں گی وہ،
زید بے قابو ہو رہا تھا۔۔۔

اس نے الزام لگا کر اپنے باپ کی تربیت کو غلط ثابت کیا، تم اس کا کہا سچ
کر کے میری تربیت کو غلط ثابت کر آؤ گے، تم میں اور ہیرا میں کوئی فرق
نہیں رہ جائے گا، میں نے تم تینوں کو عورت کے ساتھ زبردستی کرنا
نہیں سکھایا زید ارسلان کے لہجے میں نمی آئی گئی اس کے لیے خود پہ ضبط

کرنا مشکل ہو رہا تھا، اس کا باپ اپنے ہوش میں نہ تھا اس کے بھائی پر
جھوٹا الزام لگایا گیا۔۔۔

صوفے پر بیٹھ کر اس نے اپنا سر تھام لیا۔۔۔ چند سیکنڈ بعد خود پر خول
چڑھا کر سیدھا ہو کے بیٹھا۔۔۔

تمہاری مرضی، جو کرنا چاہتے ہو کر لو۔۔۔ زید ارسلان کے پاس بیٹھا۔۔
میں اس کا کہا سچ نہیں کرو گا لیکن میں ہیرا احمد راجپوت کی زندگی کو جہنم
بنا کر رکھ دوں گا، اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا،

ارسلان کیسے خود پہ ضبط کر لیتے ہو ایک مضبوط انسان بھی ٹوٹ جاتا ہے
خود پہ ضبط کرتے ہوئے۔۔۔ زید اس کے کندھے پہ سر رکھ گیا۔۔۔

ٹوٹا ہوا اور کتنا ٹوٹے گا۔۔۔ ارسلان نے اس کے بال سہلائے۔۔۔ ان

دونوں کے پیار کو دیکھ اگر کوئی یہ محاورہ کہتا

دو جسم ایک جان "تو غلط نہ تھا۔۔۔"

بھائی۔۔۔ زید مجھے بھائی مت کہا کرو جڑواہیں ہم دونوں۔۔۔ ارسلان اس سے دور ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔

پہلے تم ادھر ہو کے بیٹھو اسے کھینچ کر پاس کرتے اس کے کندھے پر سر رکھا۔۔۔ کہنے کو ہم جڑواں ہیں لیکن ارسلان تم میرا بڑا بھائی میرا باپ بن کر میرے ساتھ رہے ہو۔۔۔ کہہ کر وہ سیدھا ہو کے بیٹھا۔۔۔

میں جا رہا ہوں ارسلان بابا کو جب ہوش آئے تو مجھے کال کر دینا۔۔۔ وہ کہتے آنکھوں میں انتقام کا جنون لیے وہاں سے چلا گیا۔۔۔

ساجاد شاہ اور اسمہ آئی سی یو میں گئے۔۔۔

احمد کا ہاتھ پکڑ کے اس کے پاس بیٹھ گئے۔۔۔

کیوں ماضی کو بھول نہیں پارے تم۔۔۔

مجھے لگا تھا تو بھول گئے ہو سب،

میں غلط تھا۔۔۔۔۔ ان کی آنکھوں سے آنسو گرا۔۔۔

نہیں دیکھ سکتا تمہیں اس حال میں،

میرے بس میں ہوتا تو ساری دنیا کی خوشیاں تمہیں دے دیتا، کوئی دکھ
تمہارے پاس نہ آنے دیتا۔۔۔

تم تو بابا کے بہادر بیٹے ہونا احمد بھائی کی جان آنکھیں کھولو، ساجاد شاہ کے
آنسو احمد کے چہرے پر گر رہے تھے۔۔۔ اسمہ احمد کے پاس کھڑے
روئے جا رہی تھی۔۔۔

ہیرا شاپنگ کر کے مال سے باہر نکلی۔۔۔

یہ ڈرائیور کہاں رہ گیا اس نے ارد گرد دیکھا کار کہی بھی نہیں تھی۔۔۔
چند منٹ بعد ڈرائیور کار لے کر آیا کار میں پیچھے بیٹھ کر غصے سے دروازہ
بند کیا۔۔۔

میں نے تمہیں کہا تھا باہر رہنا پھر کہا دفع ہو گئے تھے تم وہ ڈرائیور پر چلا
رہی تھی۔۔۔

وہ چپ کر کے ڈرائیو کرتا رہا۔۔۔ بہرے انسان تم سے بات کر ہی ہو

جواب دو میری بات کا، کہاں لے جا رہے ہو مجھے

ہیرا سے راستہ بدلتے دیکھ چلائی۔۔۔

جہنم میں، ہیرا نے مر رہی اس کی شہد رنگ آنکھیں دیکھ ایک پل کے

لیے اس کی سانس رک گئی۔۔۔

تم بے غیرت، گاڑی روکو، میں نے کہا گاڑی روکو اسے سپیڈ بڑھاتے

دیکھ چلا کر کہا۔۔۔

زید نے گاڑی ویران جگہ پر روکی ہیرا پورے راستے اسے کندھے پر

لگے مارتی رہی۔۔۔

کار سے باہر نکل کر اسے کھینچ کر باہر نکال کر گھسیٹے ہوئے فارم ہاؤس کے

اندر لے کر آیا۔۔۔ یہ کہاں لے کر آئے ہو مجھے۔۔۔

جہنم میں اس کے چہرے پر سرسراہٹ مسکراہٹ دیکھ ہیرا کو اس سے خوف
محسوس ہوا۔۔۔

دروازہ کھول کر اسے بیسمنٹ میں پھینکا وہ منہ کے بل نیچے گری اس کے
منہ سے خون بہنا شروع ہو گیا۔۔۔

زمین پر اس کے قریب بیٹھ کر بالو سے پکڑ کے چہرہ اپنے قریب کیا۔۔۔
اس کے منہ سے سسکی نکلی۔۔۔

کیا کہا تھا اپنے باپ سے تم نے میں نے حوس کا نشانہ بنایا تمہیں، مجھے لگا
تم سدھر جاؤ گی میں بھول گیا تھا ہیرا راجپوت انا پرست اور عیاش لوگ
کبھی نہیں سدھر سکتے، تم جیسی آوارہ لڑکی پہ تھو کنا اپنی توہین سمجھتا ہو
میں۔۔۔ حقارت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

زید نے اسے چھوڑ دیا اس کا سر زمیں پہ لگا۔۔۔

درد برداشت نہ ہونے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئی۔۔۔۔

ارسلان آپریشن تھیٹر سے باہر آیا، سیان آنکھوں میں آنسو لیے اس کے پاس گیا۔۔

بھائی جی۔۔۔ وہ بے ساختہ رونے لگا۔۔

سیان رو کیوں رہے ہو اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

بھائی جی۔۔۔ بابا کو ما میں سیان اس کے گلے لگ گیا ارسلان نے اسے خود

سے دور کیا۔۔۔ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے، میں ابھی بابا کو دیکھ کر آیا

ہو وہ۔۔۔ ڈاکٹر آپ جب سرجری کر رہے تھے۔۔ تب آپ کے والد

کی طبیعت ناساز ہو گئی تھی، چیک اپ کیا تو، ڈاکٹر ارسلان شاہ کی بات

کاٹ کے پرو فیشنل انداز میں کہتے آخر میں خاموش ہو گئے۔۔۔۔

ن۔ نہیں میرے بابا کو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ گرنے والے انداز میں
چیتّر پر بیٹھ کر اپنا سر تھام لیا۔۔۔

بھائی جی۔ ارسلان کے پاس بیٹھا۔۔

سب ٹھ۔ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ وہ ارسلان کے کندھے پر سر رکھ کے
بیٹھ گیا۔۔۔

دو گھنٹے بعد وہ سب احمد شاہ کو لے کر گھر چلے گئے۔۔۔

اسمہ احمد کے سینے پر سر رکھے لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ اس کے آنسو احمد کی
شرٹ بگھور رہے تھے۔۔۔

احمد اٹھ جائے وہ روئے جا رہی تھی۔۔۔

احمد اٹھے آپ کی اسمہ جان رو رہی ہے۔۔۔ آنکھوں میں آنسو لیے اس
کے ساکت وجود کو دیکھا۔۔۔

آپ کی وجہ سے کچھ نہیں ہوا۔۔۔ میں سب بھول چکی ہو کچھ نہیں ہوا
تھا۔۔ آپ ہوش میں نہیں تھے کیوں خود کو قصور وار ٹھہرا رہے ہیں

اسمہ نے اوپر ہوتے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔

میرے لیے ماضی بہت تکلیف دے رہا ہے احمد لیکن آپ کے ساتھ
گزارے ہوئے پل میرے لیے سب سے خوبصورت پل تھے وہ جب
آپ میری ضد پوری کرنے کے لیے آدھی رات کو خوار ہوتے تھے
سوچتے ہوئے آنکھوں میں آنسوؤں لیے وہ مسکرا دی۔۔۔
جب آپ ارسلان چڑکرا سے مامو پاس چھوڑ آتے تھے۔۔۔ اسمہ روتے
ہوئے مسکرا کر بول رہی تھی۔۔۔

احمد اٹھے اسمہ احمد کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔
ارسلان اور عیشان کمرے میں داخل ہوئے اسمہ آٹھ کر بیٹھ گئی۔۔۔

عیشان نے اسمہ کے پاس جا کے اسے سینے سے لگایا۔۔۔

بابا ٹھیک ہو جائے گے امی۔۔۔ عیشان نے حوصلہ دیا۔۔۔

ارسلان احمد شاہ کے پاس بیٹھے انہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔

عورت ذات سے بدلہ لینا میری فطرت میں نہیں ہے بابا، اس راجپوت
کی وجہ سے آپ کا یہ حال ہوا ہے، منہ کے بل گراؤ گا اسے۔۔۔

ارسلان خود سے عہد کرتا کھڑا ہو گیا۔۔۔

کہاں جا رہے ہو رونے کی وجہ سے اسمہ کی آواز بھاری ہو گئی تھی۔۔۔

میٹینگ اٹینڈ کرنے جا رہا ہو سنجیدگی سے کہتے وہ کمرے سے چلا گیا۔۔۔

آنٹی ایک کپ چا۔۔۔ ازہان کچن میں آیا سامنے ماورہ کو دیکھ اس کے الفاظ
منہ میں رہ گئے۔۔۔

چائے چاہیے ماورہ اس کے جواب کی منتظر تھی۔۔۔ آنٹی ایک کپ

چائے بنادے ماورہ کو نظر انداز کرتے آنٹی سے کہہ کر چلا گیا۔۔۔

ماورہ روتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

بی۔بی جی کچھ کھالے آپ نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔۔

جنت بی۔بی کب سے کھانا لیے کھڑی تھی۔۔۔

جنت بی۔بی نہیں کھانا جائے یہاں سے۔۔ انیزادو سری طرف رخ کیے

لیٹ گئی۔۔۔ پاس آواز پیدا کیے بغیر کمرے میں داخل ہو کر جنت

بی۔بی کو باہر جانے کا اشارہ کیا وہ باہر چلی گئی۔۔۔

پاس نے لیٹتے اس کا رخ اپنی طرف کیے آغوش میں لیا۔۔۔

چھوڑے مجھے دور ہٹے وہ مزاحمت کرنے لگی۔۔۔

چھوڑ ہی تو نہیں سکتا حیاتم۔۔۔

اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔

میں رونے لگ جاؤ گی رونے والا منہ بنایا۔۔

حیاتم پارس نے آنکھیں دیکھائی۔۔۔ اپنی یہ بھوری آنکھیں نہ کسی اور کو
دیکھائے۔۔۔ ناراضگی سے کہتے منہ پر ہاتھ رکھ لیے۔۔۔

ہاتھ پیچھے کرو۔۔۔ اس نے نہ میں سر ہلایا۔۔۔

بری بات ہے حیاتم۔۔۔ جو آپ نے کیا وہ برا نہیں تھا مجھے سوئی ہوئی کو
چھوڑ کر چلے گئے آپ۔۔۔ آنکھوں میں آنسو جمع ہو گئے۔۔۔

تمہارے رونے سے یہاں درد ہوتا ہے اس کا ہاتھ پکڑ کے دل کے مقام
پر رکھا۔۔۔

اور آپ کی یہ بونگی باتیں سن کر میرے سر میں درد ہوتا ہے۔۔۔ اپنا ہاتھ
چھڑوا کر سر پہ رکھا۔۔۔

میری باتوں سے تمہیں سر درد ہوتا ہے۔۔۔ وہ فوراً ہاں میں سر ہلا کر
کمرے سے بھاگ گئی۔۔۔

اف یہ لڑکی بھی نہ۔۔۔ پارس کی آنکھیں مسکرائی۔۔۔

انیزا بھاگ کر کچن میں آگئی اچانک لائٹ بند ہو گئی۔۔۔

ش۔ شاہو۔۔ ش۔ شاہو اس کے سانس سوکنے لگے، پیچھے سے کسی نے اس کے گرد حصار بنایا۔۔۔

شاہو رخ اس کی طرف کرتے ڈرتے ہوئے اس کی سینے میں چہرا چھپا گئی۔۔۔

عین جان۔۔ اس کی گردن پر لمس چھوڑتے ہوئے بولا۔۔۔
میں تمہارا شاہو نہیں ہو عین جان اس سے پہلے وہ اُسے خود سے دور کرتی
ڈیول نے اس کے لبوں پر بوسہ دیا۔۔۔

انیزا نے اسے دھکا دینے لگی، اس نے سختی سے اسے خود میں بھینچ لیا۔۔۔

انیزا اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ اس کی باہوں میں جھول رہی تھی۔۔۔

ڈیول اسے اٹھا کر کمرے میں لٹا کر چلا گیا۔۔۔

پارس واش روم سے باہر نکلا، انیزا کو سوئے ہوئے دیکھ وہ چابیاں اٹھا کر
چلا گیا اسے ضروری کام تھا۔۔۔

ڈیول آفس میں داخل ہوا۔۔۔

ایگل گرل ار کے کے کندھے پر سر رکھے سوئی تھی۔۔۔

ایلف آدھا صوفے پر اور آدھا زمین پر سویا ہوا تھا۔۔۔

ڈیمین نے ٹیبل پر پڑا پانی کا جگ اٹھا کر تینوں کے منہ پر پھینکا۔۔۔

تینوں ہر بھرا کر اٹھے۔۔۔

کام کے وقت گھوڑے بھیج کر سوئے ہوئے ہو۔۔۔ ڈیمین صاحب کام

مکمل کر کے ہی سوئے تھے۔۔۔ ایلف جل کر بولا۔۔۔

پکا ہی نہ سلادو تمہیں۔۔۔ ڈیول نے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔

ایلف خاموش ہو گیا۔۔۔

ڈیول۔۔۔ میری سزا کم کر دو مجھ سے نہیں کھائی جاتی سوشی۔۔۔ منہ
کے اٹے سیدھے زاویے بنائے۔۔۔

کمیرے تو ڈسکو نیکٹ ہو جاتے ہیں تم سے۔۔۔ وہ چیئر پر بیٹھ گیا۔۔۔
غلطی سے ہو گیا تھا۔۔۔ ایسی غلطی دوبارہ نہ ہو اس لیے ہی سزا دی ہے

ایگل گرل ڈیول کی سنجیدگی دیکھ کر خاموشی سے صوفے پہ بیٹھ گئی۔۔۔
ایلف کچھ گھنٹوں تک شد اور کارائٹ ہینڈ مجھے میرے سامنے چاہیے

ایلف ہاں میں سر ہلا کر باہر چلا گیا۔۔۔

کام پہ لگ جاؤ سب۔۔۔ ڈیول کے کہتے ہی وہ دونوں بھی باہر چلے گئے

--

میری عین گڑیا کچھ زیادہ ہی مجھ سے ڈرنے لگ گئی ہے یہ ڈرا ایک دن
دور کر دو گا۔۔۔ ڈیول پر سکون ہوتا ٹیک لگا گیا۔۔۔

عین کھانا کھاؤ کھانے کے پلیٹ اس کے سامنے کی۔۔۔ مجھے نہیں کھانا وہ
چہرہ دوسری طرف کر لیا۔۔۔

عین نہیں تنگ کرتے آپ اچھا بچہ ہونا۔۔۔ انیزا نے نہ میں سر ہلایا۔۔۔
چاکلیٹ لا کر دو گا۔۔۔ انیزا نے اس کے ہاتھ سے نوالہ پکڑ کر منہ میں
ڈال لیا۔۔۔

مجھے تالیکنٹس زیادہ سی لا کر دینی ہے۔۔۔ وہ تو تلی زبان میں بولی۔۔۔
اوکے۔۔۔ اس کے رخسار پر بوسہ دیا۔۔۔

میری عین گڑیا۔۔۔ دونوں ہنسنے شروع ہو گئے۔۔۔

آپ میلے ساتھ رہو گے نہ۔۔۔ اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔۔۔
اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

چلو کھانا فنش کرو۔۔ وہ اس کے منہ میں نوالہ ڈالنے لگا نیزا آٹھ کر
بھاگ گئی۔۔۔

عین رو کو۔۔۔

عین۔۔ ڈیول ہر بھرا کراٹھا۔۔۔

اپنی چہرے پہ آئے پسینے کی بوندوں کو صاف کیا۔۔۔

میں پہلے جیسا نہیں رہا عین تمہارا یہ نیلی آنکھوں والا شہزادہ اب شیطانی
درندہ بن چکا ہے۔۔۔ ڈیول کی آنکھوں میں وہشت تھی۔۔۔

ڈیول ڈیمن آخری بار تمہارے ساتھ مسکرایا تھا میری گڑیا۔۔۔ پہلے
میری مسکراہٹ سے لوگ مسکراتے تھے۔۔۔

اب لوگ اس مسکراہٹ سے خوف سے اپنا ہوش گنوا بیٹھتے ہیں۔۔۔
ڈیول کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہو گئی۔۔۔

زینب کہاں جا رہی ہو۔۔۔ نیسلیمان نے اسے عبایا پہنتے دیکھ پوچھا۔۔
آپا کام کے سلسلے میں جا رہی ہو رات کو آ جاؤ گی شاید۔۔۔ شاید نیسلیمان
نے غصے سے دیکھا۔۔۔

کوشش کرو گی جلدی آنے کی، اللہ حافظ اپنا دیہان رکھے گا کہتے وہ چلی
گئی۔۔۔

کیا ہوا نیسلیمان بیٹا اسے بیگم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔
کچھ نہیں امی، میرا مطلب انٹی اس کے گھبرانے پر اسے بیگم
مسکرائی۔۔۔

مجھے امی بلا سکتی ہو اس کی پیشانی پہ بوسہ دیا۔۔۔

کیا ہوا اسے آنکھیں جھپکتے نہ دیکھ پوچھا۔۔۔

کچھ نہیں، وہ آپ مجھ سے ناراض تھی نہ گھبراتے ہوئے پوچھا۔۔۔

میں آپ سے نہیں اپنے بیٹے سے ناراض تھی۔۔۔ وہ نظریں جھکا گئی

۔۔۔

کیا باتیں ہو رہی ہے ولی اور عالم صاحب بولے۔۔۔۔

آپ سے مطلب، چلو نیسلیمان ہم کمرے چلتے ہے ار سہ بیگم نیسلیمان

کا ہاتھ پکڑ کے اسے اپنے کمرے میں لے گئی۔۔۔

بابا آپ کی بیوی کباب میں ہڈی بنے گی۔۔۔ اوئے بے شرم تمیز سے ماں

ہے تیری۔۔۔ عالم صاحب نے ڈپٹ کر سوچ میں۔۔۔ پر گئے۔۔۔

کیا سوچ رہے ہیں بابا۔۔۔ انیز اپتہ نہیں کیسی ہوگی میری بیٹی۔۔۔ عالم

صاحب کے لہجے میں نمی شامل ہوئی۔۔۔

بابا وہ ٹھیک ہوگی آپ ٹینشن نہ لے۔۔۔

ولی کہہ کر ڈیوٹی کے لیے چلا گیا عالم صاحب بھی آفس چلے گئے۔۔۔۔
امی میں شاپنگ کرنے جا رہی میرم اونچی آواز میں بولتے ارسہ بیگم کے
کمرے میں داخل ہوئی نیسلیمان کو وہاں موجود پا کر خاموش ہو گئی۔۔۔
کس کے ساتھ۔۔۔ ڈرائیور فٹ سے جواب دیا۔۔۔

ٹھیک ہے جلدی آ جانا واپس۔۔۔ اوکے امی، بھابھی آپ کو کچھ چاہیے
۔۔۔ نیسلیمان اس کے اتنے پیار سے پوچھنے پر مسکرا دی۔۔۔ نیسلیمان
نے نہ میں سر ہلایا۔۔۔

میرم نے ڈیڑھ ساری شاپنگ کی۔۔۔ گاڑی میں بیٹھ کر اپنے سر پر ہاتھ
مارا۔۔۔

چچا آپ کا یہی رہنے دے، میں تھوڑی دیر تک آتی ہو۔۔۔ میڈیسن
لینی تھی کیسے بھول گئی میں وہ بڑبڑاتے ہوئے جا رہی تھی سامنے سے
آتے ہوئے عیشان سے ٹکرائی۔۔۔

سوری محترمہ غلطی میرم کو دیکھ کر اسے کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے،
عیشان پیار بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔
اومسٹر کبھی لڑکی نہیں دیکھی کیا۔۔۔ میرم غصے سے بولی۔۔۔ دیکھی
نہیں۔۔۔ وہ۔۔۔ میں۔۔۔ پاگل میرم اسے دھکا دیتے چلی گئی۔۔۔
موبائل رنگ ہونے کی آواز سے ہوش میں آیا۔۔۔
میڈیسن لینے گئے ہو یا بنانے۔۔۔ کال پک ہوتے ہی ساجاد شاہ برہم
ہوئے۔۔۔

آدھے گھنٹے تک آ رہا ہو بڑے بابا کال بند کر کے فارمیسی کی دکان میں
داخل ہوا۔۔۔

دوالے کر باہر نکلنے لگا جب میرم سے دوبارہ ٹکراؤ ہوا۔۔۔
اندھے ہو نظر نہیں آتا تمہیں، آنکھیں بند کر کے چلتے ہو۔۔۔ میرم
غصے سے چلائی۔۔۔

محترمہ غلطی سے ٹکراؤ ہوا ہے عیشان بے حد پیار سے بولا۔۔

اچھی طرح پتہ ہے جو غلطی سے ہوا ہے وہ تلملاتے ہوئے وہاں سے
واک آؤٹ کر گئی۔۔۔

عیشان شاہ تجھے بیوی نہیں پٹھا کا ملے گی۔۔ سوچتے ہوئے جھر جھری لی
۔۔

زید بیسمنٹ میں داخل ہوا وہ زمین پر سو رہی تھی پیشانی سویل ہوئی تھی
لبوں کے پاس اور گال پر خون
سوکھ گیا تھا ناک نیلی پر گئی تھی۔۔ زید کا فون وا بھریٹ ہوا، ارسلان
کی کال آرہی تھی۔۔۔

بابا کو ہوش۔۔ بابا کو ما میں ہے زید۔۔ ارسلان زید کے بات کاٹتے
ہوئے بولا۔۔۔

زید شاہ کو لگا اس کے قدموں تلے سے زمین نکل گئی۔۔

ارسلان نے کال بند کر دی۔۔۔

سرخ آنکھیں لیے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا۔۔

بالو سے پکڑ کے بیٹھا کر چہرہ اپنے سامنے کیا۔۔ تکلیف کی شدت سے
آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔۔

مسز شاہ کو درد ہو رہا ہے۔۔۔ بال پر سختی زیادہ کی۔۔۔

چھوڑ مجھے وحشی درندے۔۔۔ اسے دھکا دینے کے لیے ہاتھ آگے کیے
جو زید نے پیچھے کرتے اپنے ایک ہاتھ میں قید کر کے بال سختی سے
پکڑتے چہرہ اس کے قریب کیا۔۔۔

ابھی وحشی پن کہا دیکھا یا ہے جانِ من، اس کی گردن پر بے حد سختی سے
دانت گاڑتے اس کے کالربون پر دانت گاڑھے اسے خود سے دور
کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام۔۔۔ جب زید کے منہ میں خون کا ذائقہ

آیا تو پیچھے ہوا۔۔۔ اس کے پیچھے ہوتے ہیرا اپنی گردن اور کالر بون پر
ہاتھ رکھ کر آنسو بہانے لگی۔۔۔

جتنی تکلیف سے میں میرا خاندان گزر رہا ہے ہیرا راجپوت اس سے
دو گنی تکلیف دوں گا تمہیں۔۔۔ تمہاری وجہ سے میرے بابا کا یہ حال
ہوا ہے صرف تمہاری وجہ سے۔۔۔

اس کے چہرے پر تھپڑ مارا وہ منہ کے بل نیچے گری، بالوں سے پکڑ کر
اسے اپنے مقابل کھڑا کیا۔ اس کے ناک سے خون بہہ رہا تھا آنکھوں
میں آنسو لیے شرٹ کی سلیو سے صاف کر رہی تھی۔۔۔

بہت اکڑے نہ تم میں امیر باپ کی بیٹی ہونے پر اپنی اس دو ٹوکی کی
خوبصورتی پر۔۔۔ حقارت سے کہتے اس کا منہ دبو چا۔۔۔

چھوڑو مجھے بے غیرت ہیرا نے اس کے ہاتھ پر ناخن گاڑھے۔۔۔

اس کے بے غیرت کہنے پر اسے دھکا دیا اس کا سر دیوار سے جا لگا۔۔۔

ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتے زمین پر گر گئی۔۔۔

زید اسے باہوں میں اٹھا کر کمرے میں لے گیا۔۔۔

اس کے ناک اور سر سے بہتے خون کو روکنے کے لیے دوا لگائی۔۔۔

اپنی شرٹ اتار کر اس کے ساتھ لیٹ کے اسے آغوش میں لے لیا۔۔۔

رات دو بجے سر میں اٹھنے والے بے تحاشہ درد کی وجہ سے اس کی آنکھ کھلی۔۔۔

زید شاہ کو خود سے لپٹے سوئے دیکھ اس نے حیرانگی نفرت اور غصے سے

اسے دھکا دیا۔۔۔

آنکھوں میں نیند کا خمار لیے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

کیا تکلیف ہے تمہیں وہ غصے سے بولا۔۔۔

ہیرا اسے جواب دینے لگی اچانک اس

کا دیہان اپنے کپڑوں کی طرف گیا۔۔۔

اس کے بدن پر زید کی شرٹ تھی۔۔۔

ہیر اپنی بکھری حالت دیکھ کے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

زید پر سکون ہوتا لیٹ کر اس کی رونے کی آوازیں سننے لگا۔۔۔

مسز شاہ میری غیرت کو چیلنج کرنے کا انجام دیکھ لیا ہے تم نے، امید ہے کہ وہ اس کرنے سے پرہیز کرے گی اب۔۔۔ حقارت سے اس کی طرف دیکھ کر منہ پھیر لیا۔۔۔

دفع ہو جاؤ میرے سامنے سے اپنا یہ رونا دھونا کہی وار جا کے کرو۔۔۔ وہ چلایا۔۔۔

ہیر اروتے ہوئے کمرے سے باہر نکلی ملازمہ اسے بیسمنٹ میں واپس بند کر گئی۔۔۔

وہاں پڑے ہوئے کپڑے کو پکڑ کے بے رحمی سے خود کو صاف کرنے لگی۔۔۔

نہیں کچھ نہیں ہوا۔۔ نہیں ہوا۔۔ کچھ نہیں ہوا وہ روتے ہوئے پکڑے
سے خود کو صاف کرتے بولے جارہی تھی۔۔۔

کھانا کھالو ملازمہ کھانا لے کر آئی۔۔۔

نہیں کھانا مجھے دفع ہو جاؤ وہ

ضبط کھوتے ہوئے چلائی۔۔۔

ملازمہ جانے لگی جب زید بیسمنٹ میں داخل ہوا ملازمہ سے کھانا پکڑ کر
اسے جانے کا اشارہ کیا۔۔۔

گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کھانا اس کے سامنے رکھا۔۔۔

چپ کر کے کھالو جانِ من یہ نہ ہو جو رات کو ہوا وہ مجھے دوبارہ کرنا

پڑے۔۔۔

اس چہرہ ادب و چاہ۔۔ بہتر یہی ہے تمہارے لیے چپ کر کے کھا لو۔۔ ہیرا
نے پلیٹ کی طرف دیکھا جس میں روٹی اور سبز مرچ تھی۔۔ ایسے کیا
دیکھ رہی ہو قیدیوں کا کھانا یہی ہوتا ہے۔۔۔

نوالہ بنا کر زبردستی اس کے منہ میں ڈالا۔۔۔ وہ نوالہ باہر نکالنے لگی زید
نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔۔۔

مرچ حد سے زیادہ تیکھی ہونے کی وجہ سے آنکھوں سے پانی بہنا شروع
ہو گیا۔۔۔

زید نوالے بنا کر زبردستی اسے کھلانے لگا۔۔

پ۔۔۔ پانی۔۔۔ ہیرا کا منہ جل رہا تھا۔۔۔

بعد پانی دو، اس لیے تو نہیں کھلایا۔۔

کیسا لگ رہا ہے میری قید میں رہ کر۔۔

اس کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے میں میرے ساتھ یہ سب کرو گے اور میں ڈر کے تم
سے معافیاں مانگوں گی، تمہارے خواب ہے یہ وحشی درندے۔۔۔
آنکھوں میں پانی لیے مسکرائی۔۔۔

زید نے اس کے سو جے ہوئے چہرے پر تھپڑ رسید کیا۔۔۔
ہیرا نے ہاتھ بے ساختہ رخسار رکھا۔۔۔

اب لگے گا زید چہرے پر پر سرار مسکراہٹ سجائے باہر چلا گیا۔۔۔
کچھ دیر واپس بیسمنٹ میں آیا اس کے ہاتھ میں ڈبہ تھا۔۔۔ زید نے ڈبہ
زمین پر رکھ کے کھول دیا اس میں سے سو کی تعداد میں بچھونکل کر ہر
طرف پھیل گئے۔۔۔

اگر زندہ بچ گئی تو دوبارہ ملاقات ہو گئی۔۔۔
زید بیسمنٹ کو لاک کرتے فارم ہاؤس سے چلا گیا۔۔۔
ہیرا چیختی رہی لیکن کسی نے دروازہ نہ کھولا۔۔۔

زید کالج میں لیکچر زلے کر سٹاف روم میں بیٹھا تھا۔۔۔

جب اسے ارسلان کا فون آیا ارسلان نے زید کو فوراً گھر آنے کا کہا۔۔۔

زید گھر پہنچا حال میں سب موجود تھے سب کے چہرے پر ادا سی اور

حیرانگی تھی۔۔۔

زید ارسلان کے پاس جا کے بیٹھ گیا۔۔۔

کیا ہوا ہے۔۔۔ سب کی طرف دیکھا جو پریشان بیٹھے تھے۔۔۔

راجپوت آیا تھا وہ کہہ رہا تھا اس کی بیٹی کل سے گھر نہیں ہے، وہ

تمہارے پاس ہے زید سا جادو برہمی سے بول رہے تھے۔۔۔

بڑے بابا بیوی ہے میری وہ زید نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

بیوی ہے تو اس کے گھر والوں کو بناتا ہے اٹھا کر لے جاؤ گے۔۔ سا جاد کا
اس کی بات پر دماغ گھوم گیا۔۔۔

اسے کہہ دیجیے گا میری بیوی میرے پاس رہے گی۔۔۔

میرے کمرے میں آؤ زید ارسلان آٹھ کر چلا گیا۔۔

تم اس کے ساتھ غلط تو نہیں کر رہے اسمہ بیگم اس کے غصے سے اچھی
طرح واقف تھی۔۔۔

جس رویے کی وہ مستحق ہے وہی رویہ اپنایا ہوا ہے میں نے۔۔۔ زید آٹھ
کر چلا گیا۔۔۔

اسمہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

زید اس کے سامنے کاؤچ پر بیٹھ گیا۔۔۔

ہیرا کیسی ہے۔۔۔ ارسلان سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔

زندہ ہی ہوگی۔۔۔ زید ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔۔

زید شاہ وہ غصے سے بولا ارسلان کا دماغ گھوم گیا اس کے انداز سے۔۔۔۔
اس نے جو کیا ہے وہ بھگت رہی ہے پر سکون ہوتا آنکھیں بند کر گیا۔۔۔
پھر مجھے بھی سزا ملنی چاہیے کیونکہ میری وجہ سے ہماری۔۔۔ تمہاری
وجہ سے کچھ نہیں ہوا وہ بچپنا تھا تمہارا خبردار تم نے خود کو تکلیف دی
کوئی اس کی بات کاٹتے زید برہمی اور تکلیف سے بولا۔۔۔
اس سے بھی بچنے میں ہی غلطی ہوئی ہے زید۔۔۔۔ ارسلان غصے سے
بولا۔۔۔

اس کے بچنے کی وجہ سے ہمارا پورا خاندان تکلیف میں ہے۔۔۔ سرخ
آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔
میری غلطی کی وجہ سے جو خسارہ ہوا ہے وہ بھول پائے ہو سب، اس کی
تکلیف ختم ہو گئی؟۔۔۔
آنکھیں نم کیوں ہو رہی ہے زید،

بولو بھول پاؤ گے وہ خسار اذند گی بھر۔۔۔ ارسلان اپنا ضبط کھوتے چلایا

زید آنکھوں میں آنسو لیے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔

ارسلان اگر بچنے میں غلطی ہو جائے تو بعد میں انسان اپنے خدا سے معافی مانگتا ہے اس انسان سے معافی مانگتا ہے جس کا نقصان ہوا ہو، اس کی چہرے پر پچھتاوا نظر آتا ہے، (وہ کچھ پل کے لیے خاموش ہو گیا) اس کی چہرے پر پچھتاوا نہیں اکڑ، ضد، غرور نظر آتا ہے۔۔۔ اسے مجھے تکلیف میں دیکھ کر سکون ہوتا ہے۔۔۔ سنجیدگی سے کہتے وہ کھڑا ہو گیا۔۔۔

ایک بات یاد رکھنا زید عورت کے دل میں دہشت پھیلانے سے خسار ہاتھ آتا ہے۔۔۔ انتقام کے اس جنون میں خسار اپنے حصے میں مت لے لینا۔۔۔ زید اس کی بات سن کر خاموشی سے چلا گیا۔۔۔

ڈیول ترکی سے ایک لیڈی میجر پاکستان آئی ہے۔۔۔۔

تو ایک آئی برو اوپر کرتے کہا۔۔۔

تمہیں پکڑنے کے لیے آئی ہے۔۔۔ ار کے اس کے جواب کا منتظر تھا

۔۔۔

چلو دیکھتے ہیں کیا کرتی ہے یہ لیڈی میجر۔۔۔ آنکھیں پر سرار انداز میں
مسکرائی۔۔۔

ڈیول شد اور کے رائٹ ہینڈ کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔۔۔ ایلف کمرے
میں داخل ہوتے بولا۔۔۔

کچھ پتا چلا کس نے قتل کیا تھا۔۔۔ نہیں ابھی تک کچھ پتہ نہیں چلا۔۔۔
ایلف نے فوراً جواب دیا۔۔۔

شد اور کا بیٹا اس کے بارے میں کیا معلومات ملی ہیں سنجیدگی سے بولا۔۔۔
وہ آج کل اپنی روزمرہ کے کام نہیں کر رہا۔۔۔

مطلب۔۔ ڈیول نے دونوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔

کوٹھے پر جانا۔۔ کلب، شراب، ڈر گز لینا ان میں سے کوئی کام نہیں کر رہا۔۔۔ ہمارے ایک آدمی نے اسے مسجد میں نماز پڑھتے دیکھا ہے

ڈیول نے آخری بات پر حیرانگی سے ایلف کی طرف دیکھا۔۔۔

مسجد سوچنے والے انداز میں بولا۔۔۔

زنا کرنے والا مسجد میں سٹرینج۔۔۔

ڈیول یہ تو اچھی بات ہے وہ مسجد۔۔۔

نہیں ار کے جس نے اس کی تربیت کی ہے اس نے مسجد جانا نہیں سکھایا

ہوگا۔۔۔ کچھ دیر وہ خاموش ہو گیا۔۔۔

شد اور لڑکیوں کو آج رات کے وقت بیرون ممالک میں بھیجنے لگا ہے

ریڈی رہنار ات کے لیے۔۔۔

او کے بوس دونوں ایک ساتھ بولے۔۔۔

نیہا ہاتھ میں مراد شاہ اور میرال بیگم کی تصویر پکڑے رو رہی تھی۔۔۔

رضا کمرے میں داخل ہوا اسے روتے دیکھ پاس جا کے بیٹھا۔۔

نیہا رضا کر گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔۔۔

نیہا چپ کر ویلینز چپ کر جاؤ رضا نے اس کا چہرہ سامنے کیا۔۔۔

احمد بھائی روتے ہوئے بولی۔۔۔ نیہا بابا ٹھیک ہو جائے گے اس کی پیشانی

پر بوسہ دیا۔۔۔

میں اپنے بھائی کو نہیں کھونا چاہتی اس کے سینے میں منہ چھپاتی رونا

شروع ہو گئی۔۔۔۔۔

کافی دیر رونے کے بعد وہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔۔۔

سوری میں نے آپ کو ہگ کیا۔۔۔ شرم سے چہرہ ابے انتہا سرخ ہو گیا

میں تمہارا کیا لگتا ہوں؟ گھور کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔

ش۔۔ شوہر ڈرتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

شوہر محرم ہوتا ہے؟۔۔ گھوری سے نوازا۔۔

جی۔۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ سوال کیوں کر رہا ہے۔۔۔

محرم کو ہگ کر کے سوری بولتے ہیں؟۔

رضا کے سوال پر اس کے چہرے پر چھائی سرخی میں مزید اضافہ ہوا وہ

بے ساختہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔۔۔

رضا کو ٹوٹ کے اس پر پیار آیا۔۔۔ مجھے جواب نہیں ملا نہ ہار رضا خان زادہ

۔۔۔ اس کے ہاتھ چہرے سے ہٹاتے کر پہ ہاتھ رکھ کر قریب کیا۔۔

نہانے سختی سے آنکھیں بند کر لی۔۔

رضانے اس کے لبوں پر بوسہ دے کر شہرگ پر لب رکھے۔۔۔

وہ سانس روکے بیٹھی تھی۔۔۔

سانس لے لو یہ نہ ہو کہ مجھے اپنی سانسیں دینی پڑے سرگوشی کرتے
کان کی لو پر لب رکھ کر پیچھے ہوا۔۔۔۔

نیہا لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔۔

ابھی تو زرا سا چھو ا ہے تم لال ٹماٹر بن گئی ہو جب یہ خانزادہ مکمل طور پر
تمہاری روح میں اترے گاتب کیا ہو گا تمہارا۔۔۔ شرارتی لہجے میں
اس کی سرخ رخساروں پر لب رکھے۔۔۔۔

آپ۔۔۔ آپ بہت بے شرم ہے اس کے سینے پر مکے جڑے۔۔۔
میری معلومات میں اضافہ کرنے کا شکریہ۔۔۔ اسے سختی سے خود میں
بھینچا، مقصد اس کا دیہان کسی اور جگہ پر لگانا تھا جو وہ بڑے پیار سے کر
چکا تھا۔۔۔۔

چھوڑے مجھے مزاحمت کرتے پیچھے ہونا چاہا۔۔۔ سوچ لو اس کی
آنکھوں میں دیکھا وہ نظریں جھکا گئی۔۔۔

سوچ لیا۔۔۔

رضانے اسے اپنے حصار سے آزاد کیا۔۔۔

رضا۔۔۔ بے حد پیار سے بلایا۔۔۔

جی نہیا کا ہاتھ لبوں سے لگایا۔۔۔

آپ کے بابا کا نام کیا ہے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔

رضانے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی۔۔۔

آج مجھ سے یہ پوچھا ہے آئندہ مت پوچھنا ہاتھوں کو آپس میں پیوست
کیے سنجیدگی سے بولا۔۔۔

نہیا خوف سے پیچھے ہو کر بیٹھ گئی۔۔

اسے ڈرتے دیکھ رضانے اسے ہگ کیا۔۔۔

تم اچھی طرح جانتی ہو نہیا میرا سب کچھ بھائی جی ہے، ان کے بعد اگر
میری زندگی میں کوئی ہے تو وہ تم ہو۔۔۔ اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔

وہ شرماتی ہاں میں سر ہلا گئی۔۔

اس میں شرمانے والی کیا بات ہے۔۔۔

ایک بات پوچھو۔۔ گھبراتے ہوئے پوچھا۔۔

اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔

آپ لڑکوں کے زہن میں ایسی بونگی فلمی لائنز کہاں سے آتی ہے۔۔

رخسار پر انگلی رکھ کے پوچھا۔۔

بونگی؟۔۔ منہ کھولے اس کی طرف دیکھا۔۔

جی بونگی باتیں ہیں یہ۔۔ آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے کہا۔۔

بابا کو ہوش آنے دو، رخصتی کے بعد اچھی طرح بتاؤ گا بونگا پن کیا ہوتا

۔۔۔ اسے گھوری سے نوازا

میں نے نہیں سننی آپ کی بونگیاں۔۔

سر کونہ میں ہلاتے ہوئے کہا۔۔

رضا خود پہ ضبط کر کے رہ گیا۔۔۔

ایک بات بتاؤ تم واقع اتنی معصوم ہو یا مجھے بیوقوف بنارہی ہو۔۔۔۔ اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔

بیوقوف انسان کو بھی بیوقوف بنایا جاتا ہے کیا؟۔۔۔ سوچنے والے انداز میں کہا۔۔۔

کیا کہا تم رضا کو غصے میں آتے دیکھ ہاتھ چھڑوا کر باہر کی طرف بھاگی اس کے دروازے تک پہنچنے سے پہلے رضا نے اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لے لیا۔۔۔

رضا خانزادہ تمہیں بیوقوف نظر آتا ہے۔۔۔ اس کے بالوں میں اپنا چہرا چھپایا۔۔۔

نیہا نے فوراً نہ میں سر ہلایا۔۔۔

چھوڑے نہی اپنی گردن پر اس کا لمس محسوس کرتے ڈرتے ہوئے بولی
۔۔۔ بیگم یہ آپ کو مجھے بیوقوف بولنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔۔۔
اس کا رخ اپنی طرف کیا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر رضائے
اس کی آنکھوں پر لب رکھے۔۔۔۔

روکیوں رہی ہو۔۔۔ میرے سر میں درد ہے مجھے سونا ہے آنسو بہاتے
ہوئے کہا۔۔

روتے نہیں ہے۔۔ رضائے اپنے حصار میں لیے بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔
یہاں سر رکھو، اپنی گود پر ہاتھ رکھا۔۔
نہی جھجکتے اس کی گود میں سر رکھ گئی۔۔۔
رضائے کو سرد بانے لگا جلد ہی وہ گہری نیند سو گئی۔۔۔

رضائے سے پیار بھری نظروں سے دیکھ کر ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر گیا

۔۔۔۔

سیان گم سم احمد کے پاس اس کے سینے پر سر رکھ کے لیٹنے والے انداز
میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

عرتج کمرے میں داخل ہوئی سیان اسے دیکھ سیدھا ہو کے بیٹھ گیا۔۔
سیان بابا کب ٹھیک ہو گے۔۔ اس کی پاس بیٹھ گئی۔۔۔

مجھے نہیں علم آنکھیں میں آئی نمی کو چھپانے کی کوشش کی۔۔۔
وہ اس کے کندھے پر سر رکھے بے آواز رونے لگا۔۔۔

مت روئے۔۔۔ اسے روتے دیکھ عرتج بھی رونا شروع ہو گئی۔۔۔
سیان نے احمد شاہ کا ہاتھ پکڑا۔۔۔

بابا اٹھ جائے نہیں تنگ کرو گا آپ کو۔۔۔

اٹھ جائے نہ، م۔ میں امی کو اسمہ جان۔ بھ۔ بھی نہیں کہو گا۔۔۔ وہ بے
آواز روتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔

شیطانیاں بھی نہیں کروگا اچھا بیٹا بن کر رہو گا بابا اٹھ جائے وہ ضبط کھوتا
ان کے سینے پر سر رکھ کے ہچکیاں لیتے رونے لگا۔۔۔
آپ کے بیٹوں سے آپ کی یہ حالت نہیں دیکھی جا رہی اٹھ جائے۔۔۔
وہ روئے جا رہا تھا۔۔۔

اسمہ کمرے میں داخل ہوئی اس کی باتیں سن کر آنکھوں سے آنسو بہنے
لگے۔۔۔

عرتج اسے چپ کروانے کے لیے اس کی پیٹ سہلا رہی تھی۔۔۔
بابا اٹھ جائے وہ اونچی آواز میں رونے لگا۔۔۔
اسمہ اس کے پاس گئی۔۔۔

سیان اٹھو کندھے سے پکڑ کر اسے پیچھے کیا۔۔۔

امی بابا سے کہے نہ اٹھ جائے میں تنگ نہیں کروگا کوئی شیطانیاں نہیں
کروگا اسمہ سے لپٹ کر بچوں کی طرح روتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔

سیان سنبھالو خود کو۔۔۔

اسمہ نے اس کا چہرہ سامنے کیا۔۔۔

مجھے نہیں پتا بابا کو کہے اٹھے۔۔۔ انہیں کہے وہ اٹھے اور مجھے ڈانٹے،

بابام۔ میں آپ کی اسمہ جان کو لے کر جا رہا ہوں۔۔۔ بابا دیکھے نہ میں

آپ کی بیوی کو جان کہہ رہا ہوں اٹھے۔۔۔ بچوں کی طرح ضد کرتے بولے

جا رہا تھا۔۔۔

ارسلان اسے چپ کر واؤں ارسلان کو دیکھ اسمہ نے روتے ہوئے کہا

۔۔۔

سیان۔۔۔ ارسلان شاہ اور عیشان اس کے پاس گئے۔۔۔ اذہان، زیان،

عالیان بھی ان کے ہم قدم تھے۔۔۔

بھائی، بھائی جی بابا کو کہے اٹھ جائے میری بات نہیں سن رہے آپ کی تو

ساری باتیں مانتے ہے آپ کہے ارسلان کا ہاتھ پکڑے وہ رو رہا تھا۔۔۔

ارسلان نے سیان کے پاس بیٹھ کر اسے گلے لگایا۔۔۔

رونے سے سب ٹھیک ہو جائے گا؟۔۔۔

اس کے بال سہلائے۔۔۔

اب تم نہ رونا شروع ہو جانا۔ عیشان کارونے والا منہ بنتے دیکھ اسے

ڈانٹا۔۔۔۔۔

عیشیان نے ارسلان کے کندھے پر سر رکھ کے اس کے گرد بازوؤں

پھیلائے۔۔۔

وہ تینوں بھی ان میں شامل ہوئے۔۔

وہ سات ایک دوسرے کے ساتھ سر ملائے کھڑے تھے۔۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا چھوٹے شاہ ارسلان نے اس کے بال بکھیرے

— — —

ڈیول ڈیمن کی پوری ٹیم جہاں لڑکیوں کو سمگلنگ کیا جانا تھا وہاں موجود تھی۔۔۔

اب انہیں کسی طرح گودام میں داخل ہونا تھا۔ ڈیول جنتی تعداد میں یہاں گارڈز ہیں اندر داخل ہونا مشکل ہے۔۔۔ ایلف سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا۔۔۔

شد اور کی جس ٹیم کے ساتھ ڈیل ہوئی ہے وہ کس وقت یہاں آئے گی۔۔۔

دو گھنٹے بعد۔۔۔ ایگل گرل بولی یعنی دو گھنٹے ہے ہمارے پاس۔۔۔ ڈیول نے سامنے دیکھا جہاں تقریباً 40 گارڈز کھڑے تھے گودام کے سائیڈ پر ایک چھوٹا سا دروازہ تھا اس دروازے سے کچھ فاصلے پر گارڈز کھڑے تھے۔۔۔

گودام جنگل کے درمیان میں تھا۔۔۔

ار کے تم دائیں جانب سے جاؤ، ایلف تم بائیں جانب سے، ایگل گرل تم
میرے ساتھ چلو۔۔ ڈیول اور ایگل گرل پیچھے کی طرف گئے دونوں
گودام کی پیچھے والی دیوار سے جڑ کر کھڑے ہو گئے۔۔ ڈیول نے ایگل
گرل کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا ار کے نے دروازے کے دئیں جانب
کھڑے گاڑڈ کی گردن کی مخصوص نبرد باتے چاقو اس کی گردن میں
گاڑھ دیا۔۔

بائیں جانب ایلف نے بھی یہی عمل دہرایا۔۔

وہ چاروں گودام کے اندر داخل ہوئے سامنے گاڑڈز کو کھڑے دیکھ وہ
پیلرز کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔۔

ڈیول یہاں چار کمرے ہیں میپ میں تو دو تھے۔۔ ار کے نے پریشانی سے
کہا۔۔

ڈیول کی پریشانی پر بل پڑے۔۔۔

تم سب کو لیڈ یز پر فیوم کی سمیل آرہی ہے۔۔ ایگل گرل نے ارد گرد دیکھتے پوچھا۔۔ ڈفریہاں لیڈی تم ہی ہو۔۔ ار کے کا دل کیا اس کی عقل پر ماتم کرے۔۔

نہیں ار کے ایگل گرل کے علاوہ یہاں کوئی اور بھی ہے۔۔ ڈیول کو وہاں کسی پانچویں شخص کا احساس ہوا۔۔
سیٹی کی آواز پر سب چو کٹا ہوئے۔۔

کچھ آدمی ہاتھ میں پیکٹس اور انجیکشن لے کر کمرے میں گئے۔۔

ار کے، ایلف، ایگل گرل جلدی وہ آدمی ڈر گز لے کر گئے ہیں۔۔

سب نے گنز لوڈ کر لی۔۔ ڈیول نے چھوٹے بلیڈ جس پر زہریلا کمیکل لگا

تھا گارڈز کی گردن پر نشانہ بناتے پھینکے سب گارڈز وہی دم توڑ گئے۔۔

ڈیول ڈیمن کمرے میں داخل ہوا۔ آدمی ڈیول پر گولی چلانے لگے
تھے تینوں نے کمرے میں داخل ہوتے ان چاروں گارڈز کی گردنیں اڑا
دی۔۔

ڈیول نے لڑکیوں کی طرف دیکھا چھوٹی چھوٹی لڑکیاں تھیں جن سب کی
عمر چودہ سے پندرہ سال تھی۔۔

اس سے پہلے وہ لڑکیوں کو کھولتے کئی گارڈز کمرے میں داخل ہوئے

ڈیول نے ایلف کو دروازہ کرنے کا اشارہ کیا جو پلر کے پیچھے کھڑا تھا۔۔
دروازہ بند ہونے کی آواز سے وہ پیچھے مڑے جب ان تینوں نے گولیاں
چلائی گارڈز وہی دم توڑ گئے ایک گارڈ نے سائیڈ پر ہوتے خود کو محفوظ کیا
تھا۔۔۔

ایگل گرل اس پر گولی چلانے لگی گارڈ نے اس کے ہاتھ پر پاؤں مارتے
منہ پہ مکہ مارا۔۔ اس کی گردن اپنے بازو میں لے گن گن پٹی پر رکھی۔۔
بیچھے ہو جاؤ نہیں تو اس کا دماغ اڑانے میں ایک سیکنڈ نہیں لگاؤ گی سب
حیرانگی سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے لڑکے کے بیس میں وہ لڑکی
تھی۔۔۔

ڈیول ڈیمن امید نہیں تھی اتنی جلدی ملاقات ہو جائے گی اس کے نیلی
آنکھوں کی طرف دیکھ کر طنزیہ مسکرائی۔۔ اپنا چہرہ اشریف بھی دیکھا
دے۔۔

لیڈی میجر تمہاری قسمت اتنی بھی اچھی نہیں ہے۔۔۔ ڈیول نے
آنکھوں میں وحشت لیے اس کی طرف دیکھا ہاتھ میں پکڑا زہریلہ بلیڈ
اس کی طرف پھینکا جو اس نے مہارت سے پکڑ لیا۔۔۔

نائس۔۔ زینب نے بلیڈ اس کی طرف پھینکا ڈیول نے پیچھے ہوتے خود کا
بچاؤ کیا۔۔

ایگل گرل نے ہاتھ میں پکڑ چاقو سے اس کے ہاتھ پر وار کیا لیڈی میجر
اسے دھکا دیتے پیچھے کیا۔۔

اس کے بازوؤں سے خون بہنا شروع ہو گیا۔۔ ماسک میں سے نظر آتی
آنکھیں سرخ ہوئی۔۔ اس کی آنکھوں میں سرخی دیکھ کر ایک پل کے
لیے ڈیول کے دل کو کچھ ہوا۔ ڈیمن کی نیلی آنکھوں میں پریشانی دیکھ
کر اسے حیرانگی ہوئی۔۔

بعد میں اس کو دیکھے گے پہلے لڑکیوں کو باہر نکالو۔۔ ایگل گرل لیڈی
میجر پر گن تانے کھڑی تھی۔۔

وہ تینوں لڑکیوں کو کھول کر باہر لے جا رہے تھے۔ تقریباً سب
لڑکیوں کو باہر نکال لیا گیا تھا۔ مجھے ایک بات بتا تم میجرز کو کیا ملتا ہے

اپنی ٹانگ دوسروں کے کام میں اڑا کر۔۔ چاقو سے اس کی انگلی پر کٹ لگایا۔۔

ایک دفعہ ہاتھ کھولو پھر بتاتی ہو کیا ملتا ہے سرمئی آنکھوں میں بے پناہ غصہ لیے بولی۔۔ چھوڑ دو اسے ساری لڑکیوں کو وہ باحفاظت وہاں سے سمجھ چکا تھا۔۔

مجھے تم جیسے درندے کے ترس کی ضرورت نہیں ہے وہ غصے سے پھنکاری۔۔ لیڈی میجر ڈیمن کسی پہ تار نہیں کھاتا تمہیں اس لیے چھوڑ رہا ہو کیونکہ (ایک پل کے لیے وہ خاموش ہوا) تمہاری یہ آنکھیں میرے کسی عزیز سے ملتی ہے۔۔ آنکھوں میں وحشت لیے کہا۔۔ ایگل گرل اسے ساتھ لے گئی جنگل سے تقریباً باہر نکلے تھے وہاں پر اسے بندھے ہاتھوں کے ساتھ پھینک دیا۔۔

وہ چاروں وہاں سے چلے گئے۔۔

ڈیول ڈیمن بہت بری موت دوگی تمہیں خود سے عہد کرتے وہ سیدھی
ہو کر بیٹھی اور اپنے ہاتھ کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

اذہان واش روم سے شرٹ لیس باہر آیا ماورہ سامنے بیڈ پر بیٹھی تھی

اسے دیکھ بھاگ کر اس کے سینے سے لگی۔۔ سوری مجھے نہیں پتا مجھ سے
کسی غلطی ہوئی ہے پلیز مجھے معاف کر دے میں آئندہ کبھی وہ غلطی
نہیں دہراؤ گی وہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔۔

اذہان نے اسے خود سے دور کیا۔۔۔ ماورہ شاہ میں تمہاری اس غلطی کو
کبھی۔ معاف نہیں کر سکتا۔۔ اذہان غصے سے کہہ کر جانے لگا ماورہ نے
اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

مجھے بتائے نہ کیا غلطی ہوئی ہے مجھ سے۔۔۔ براؤن آنکھوں میں

موٹے موٹے آنسو لیے کہا۔۔ رات کو مجھے بن بتائے اپنے اس کزن کے

ساتھ باہر گئی تھی تمہیں میری عزت کا زرہ بھی خیال نہیں آیا اور وہ
اذہان شاہ وہ غصے سے چلایا۔۔

اذہان مجھے نہیں پتا تھا وہ بھی جا رہا ہے مجھے میری دوست نے کہا کہ تم
آ جاؤ ہم چاروں بہت مزہ کریں گے اس نے مجھے نہیں بتایا تھا کہ میرا
کزن بھی وہاں موجود ہے ان کے ساتھ۔۔ جھے نہیں پتا تھا اذہان پلیز
معاف کر دے وہ اس کے سینے سے لگ کر آنسو بہانے لگی۔۔

نہ چاہتے ہوئے بھی اذہان کا دل پگھلنے لگا۔ اس کا چہرہ سامنے کرتے
آنکھوں پر لب رکھے۔۔

میں نے منع کیا تھا کہ مجھے بتائے بغیر کہی نہیں جاؤ گی تم پھر میری بات
کیوں نہیں مانی تم نے اس کے آنسو لبوں سے چنتے پیار بھرے لہجے میں
کہا۔۔

آئندہ نہیں کرو گی گی سو سو کرتے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔۔

میں نے سوری ایکسپٹ کی ہے مانا نہیں ہوا بھی۔۔ ناراض ہونے کی
ایکٹنگ کی۔۔

آپ کیسے مانوں گے پھر اس کی چلاکیاں سمجھتے شرارتی لہجے میں کہا۔۔
کوئی میرے ساتھ رو مینٹک مووی دیکھے گا تو مان جاؤ گا۔۔ ماورہ ہاں
میں سر ہلاتی پاؤں اوپر کرتے اس کے رخسار پر لب رکھ گئی۔۔
بیوی ابھی مووی سٹارٹ نہیں ہوئی اور تمہارا رو مینٹک شروع ہو گیا

ماورہ شرم سے سرخ ہوتے اس کے سینے میں اپنا چہرہ اچھپا گئی۔۔
یار بیوی کیا ہو گیا ہے اتنی سی بات پر شرماؤ گی تو معاملہ خراب ہو جائے گا
۔۔ اس کی کمر پر ہاتھوں کو حرکت دیتے کہا۔۔ چلیں مووی دیکھتے ہیں
اسے دھکا دیتے پیچھے کیا۔۔ اذہان نے زوردار قہقہہ لگایا۔۔
اذہان نے مووی کا سارا سیٹ اپ کیا سنیکس وغیرہ لا کر رکھے۔۔

بیوی بلو بتاؤ کون سی ہالی وڈ مووی دیکھنی ہے۔۔ ٹائٹینک فوراً جواب دیا

--

نہیں بیوی وہ بہت دفعہ دیکھی ہے کوئی اور دیکھتے ہیں میں نے اس کے علاوہ میں نے کوئی ہالی وڈ مووی نہیں دیکھی۔۔ آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے جواب دیا۔۔

چلو ہم ٹیوی لائٹ دیکھتے ہیں۔۔ مووی کا نام سرچ کرتے لگا دی۔۔ یہ کیسی مووی ہے۔۔ یہ فائٹنگ والی مووی ہے۔۔
ماورہ ایکسائیٹڈ ہوتے اسے کے سینے پر سر رکھ کر بیٹھ گئی اذہان نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھ لیا۔۔

پندرہ منٹ کی مووی بھی نہیں گزری تھی ماورہ اذہان کو مارنا شروع ہو گئی۔۔

یہ فائنٹنگ ہے اس نے سکریں کی طرف اشارہ کیا جہاں انتہائی بولڈ سین
چل رہا تھا۔۔۔

بیوی میں نے آپ سے پہلے ہی کہہ دیا تھا مووی رومینٹک دیکھنی ہے
۔۔ اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

اذہان رومینٹک اور گند میں نہ بہت فرق ہوتا ہے مجھے نہیں دیکھنی یہ
بند کرے۔۔ ماورہ منہ بناتے بولی۔۔ اذہان نے مووی بند کر کے اس
رخ اپنی طرف کیا جو اس نے دوسری طرف کر لیا تھا۔۔

ٹھیک ہے مووی نہیں دیکھنی پھر میری بیوی آج میرے پاس سوئے گی
۔۔

اسے اپنے بے حد قریب کیا۔۔ اذہان امی غصہ ہو گی اسے منانا چاہا۔۔
نہیں ہوتی بیوی جان آپ میرے پاس یہی سوئے گی اذہان اسے باہوں
میں لیے لیٹ گیا۔۔

اذہان۔۔۔ جی اذہان کے اتنے پیار سے جی کہنے پر وہ مسکرائی۔۔۔

زید بھائی ہیرا کو اپنے پاس لے گئے ہیں وہ اس کے ساتھ برا تو نہیں کر رہے ہو گے۔۔۔ پریشانی سے کہتے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔ پتا نہیں بیوی وہ کیا کرنا چاہ رہا ہے، وہ کچھ ایسی غلطی نہ کر بیٹھے جس کا پچھتاوا اسے زندگی بھر اذہان بولتے رک گیا۔۔۔

کچھ نہیں ہو گا اذہان، ماورہ اس کے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔۔
اذہان اس کی گردن پر لمس چھوڑنے لگا۔۔۔ اذہان نہ کریں سو جائے پلیر مجھے بہت نیند آرہی ہے۔۔۔۔۔ چہرا اوپر کرتے کہہ کر دوبارہ منہ اس کے سینے میں چھپا گئی۔۔۔

زید ڈرائیو کر رہا تھا اس کا فون رنگ ہوا دیکھا تو کسی ان نوٹن نمبر سے
کال آرہی تھی۔۔ زید شاہ تمہاری بیوی اف بلا کی خوبصورت ہے۔۔

اپنی بکو اس بند کرو زید پھنکارا۔۔ نہیں کر سکتا وہ ہے ہی اتنی

خوبصورت اتنے حسین پل ساتھ گزارے ہیں اس کی کمر۔۔ بکو اس

بند کرو اپنی جان سے مار دوں گا تمہیں میں زید ضبط کھوتا چلا یا۔۔ میں

کچھ تصویریں بھیجتا ہوں خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا۔۔

اس آدمی نے کال بند کر دی۔۔ زید کو جیسے ہی تصورات موصول ہوئی

اس نے فوراً اوپن کی جس میں ہیرا بے حودہ لباس میں ایک لڑکے کے

بے حد قریب کھڑی تھی لڑکے کا ہاتھ اس کی کمر پر تھا۔۔ کچھ تصویریں

اس انداز میں لے گئی تھی کہ اس کے جسم کا ہر عضو واضح ہو رہا تھا۔۔

زید نے غصے سے موبائل پٹکا۔۔

زید فارم ہاؤس جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ ایک ملازمہ اس کے پاس آ کے
کھڑی ہو گئی۔۔۔

سر بیسمنٹ کالا کھول دے اس لڑکی کو کھانا دینا ہے۔۔ ملازمہ کی
بات سنتے ہی وہ بیسمنٹ کی طرف بھاگا۔

اوشٹ وہ صبح سے بچھو کے ساتھ لاک کھولتے وہ بڑبڑا رہا تھا۔۔
لاک کھولا وہ حوش و حواس سے بیگانہ تھی اس کے جسم پر بچھو چل رہے
تھے۔۔۔

زید نے فوراً ان سب بچھوؤں کو اس کے اوپر سے ہٹاتے اسے باہوں میں
لیے کمرے میں لا کر بیڈ پر لٹایا۔

ہیرا، ہیرا آنکھیں کھولو اس کے گال تھپتھپا رہا تھا۔ اسے کوئی حرکت نہ
کرتے دیکھ زید کو لگا اس کے دل کو کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہے۔

ہیرا آنکھیں کھولو وہ، ان بچھوؤں کے اندر زہر نہیں تھا آنکھیں کھولو
اسے اٹھتے نہ دیکھ چلایا۔۔۔

زید نے اس کے قریب ہو کر اس کی سانسیں سنی جو بہت دیکھی چل
رہی تھی۔۔۔ زید اس کے ہونٹوں پر جھک کے اسے سانسیں دینے لگا
۔۔۔

کافی دیر اسے سانسیں دی لیکن وہ حوش میں نہ آئی۔۔۔
اس کی پیشانی پہ ہاتھ رکھا ہیرا بخار میں مبتلا تھی۔۔۔ مجھے اس کے ساتھ
یہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔ بے ساختہ اس نے ہاتھ دل کے مقام پر رکھا
۔۔۔ زید نے ہیرا کو سختی سے خود میں بھینچ لیا۔۔۔ خود پر سخت گرفت
محسوس کرتے اس نے آنکھیں کھولی۔۔۔ بچھو بچھو بچاؤ مجھے، بچھو اسے
خود سے دور کرتی کانوں پر ہاتھ رکھتے وہ چلانے لگی۔۔۔ ہیرا کوئی بچھو
نہیں ہے۔۔۔ زید نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھا۔

بچھو، بچھو وہ بولے جارہی تھی۔۔

اسے چہرے سے تھامتے خود کے قریب کیا بے ساختہ زید نے اس کے
لبوں پر اپنے لب رکھے، پیچھے ہوتے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔
ہیر اساکت ہو کر اسے دیکھنے لگی۔۔

سب ٹھیک ہے زید نے اس کی پیشانی پر لب رکھ کر اس کے رخسار پر مہر
ثبت کی۔۔

(تمہارے بیٹے نے میری بیٹی کے ساتھ زبردستی کی ہے اسے درندگی کا
نشانہ بنایا، تمہاری بیوی کے ساتھ میرے بہت حسین پل گزرے ہیں)
سب کچھ یاد آنے پر اسے دھکا دیتے اس کے اوپر جھک کر اس کا منہ دبوچا

--

ہیرانے آنکھوں میں آنسو لیے اس کی طرف دیکھا۔۔

آج کے بعد یہ معصومیت کا خول خود پہ مت چڑھانا مسز شاہ ورنہ مجھ
سے برا تمہارے لیے کوئی نہیں ہو گا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں آنکھیں
گاڑھتے بولا۔۔۔

تم سے برا کوئی ہے بھی نہیں وہ چلائی۔۔۔
زید شاہ کی آنکھیں طنزیہ مسکرائی۔۔۔

چھوڑو مجھے مزاحمت کرتے اسے دور کرنا چاہا۔۔۔

کیسا لگ رہا ہے مجھے اپنے قریب دیکھ کر مسز شاہ۔۔۔ اس کے ناک سے
ناک مس کرتے کہا۔۔۔ زہر لگ رہے ہو اس کا چہرہ غصے سرخ ہو گیا تھا
۔۔۔

میں زہر سے بھی زیادہ برا ہوں جانِ من زید بولتا ہوا اس کی گردن ر
دانت گاڑھ گیا۔۔۔

ہیرا کے منہ سے سسکی نکلی۔۔ زید پیچھے ہوتے اس کے رخسار پر دانت
گاڑھے۔۔ پیچھے ہٹو وحشی انسان ہیرا کی گردن سے خون بہنا شروع
ہو گیا۔۔

تم جیسی عیاش لڑکی کا خون بھی اتنا میٹھا ہو سکتا ہے۔۔ آنکھوں میں
سفاکیت لیے کہا۔۔

کسی نے سہی کہا ہے زید احمد شاہ لڑکی اس انسان کو عیاش لگتی ہے جس
کی خود کی بہن اور ماں عیاش

ہیرا کے منہ پر پرتے زوردار تھپڑ نے اس کا منہ بند کر دیا۔۔
زید نے چار تھپڑ اور اس کے چہرے پر رسید کیے، اسے بالوں سے پکڑ کر
اپنے سامنے کھڑا کیا۔۔

عیاش لڑکیوں کا لباس ایسا ہوتا ہے زید نے اس کے سامنے موبائل کیا
جس میں ہیرا نے شارٹ شارٹ جو بامشکل اس کی کمر تو چھپا پار ہی تھی

پینٹ اس حد تک ٹائٹ تھی کہ اس کا جسم مکمل طور پر واضح ہو رہا تھا ہیرا
نے موبائل کی طرف دیکھ کر اپنی آنکھوں میں آئے آنسو کو روکنا چاہا
لیکن وہ بہتے ہی چلے گئے۔۔۔

میری ماں بہن ایسے بے حودہ، بے غیرتوں والا لباس نہیں پہنتی وہ اپنے
آپ کو ڈھانپ کر رکھتی ہے۔۔۔

زید اس کے بالوں پر گرفت سخت کرتے دھہرا۔۔۔

شرم محسوس ہوتی ہے مجھے خود سے کہ میں نے تم جیسی عیاش لڑکی کو

پسند کیا۔۔ زید نے زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارا وہ منہ کے بل نیچے

گری۔۔ زید نے بالوں سے پکڑ کر اپنے سامنے کھڑا کیا۔۔۔

تم سب مرد ایک جیسے ہوتے ہو درندے عورتوں کو نوچنے والے اس

نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا جو درد سے پھٹ رہا تھا۔۔۔

ابھی کہا نو چاہے تمہیں اس کے بالوں پر گرفت سخت کرتے اس کو چہرا
اپنے قریب کیا۔۔

اس نے زوردار قہقہہ لگایا جیسے خود کا مزاق اڑا رہی ہو۔۔۔ زید نے ہاتھ
میں بلیڈ پکڑ کر اس کے بازو پر چلانا شروع ہو گیا۔۔
پاگل ہو تم۔۔

ہاں پاگل، عیاش، بے غیرت، بے حیا سب کچھ وہ درد برداشت کرتی
مسکرا نے لگی۔۔

ارسلان شاہ فارم ہاؤس آیا ملازمہ کھانا لگا رہی تھی۔۔۔

زید کہاں ہے اور اس وقت کس کے لیے کھانا لگا رہی ہو ارسلان نے
گھڑی دیکھی جہاں صبح کے پانچ بج رہے تھے۔۔۔

ملازمہ ارسلان شاہ کی خوبصورتی دیکھتی ہی رہ گئی کالی شلوار قمیض کالی ہی
چادر لیے وہ شہزادہ معلوم ہو رہا تھا فاف اوپر سے اس کی قاتل آنکھیں۔۔

ارسلان کے چٹکی بجانے پر وہ ہوش میں آئی۔۔۔

سرزید سراو پر کمرے میں ہے اور ان کے لیے ہی کھانا لگا رہی ہوں۔۔

ارسلان سیڑھیاں چڑھتے کمرے کے پاس گیا اسے اندر سے چیخنے کی
آوازیں آرہی تھی اس نے فوراً دروازہ کھولا زید ہیرا کے ہاتھ بیلٹ سے
باندھ کر اس کے بازوؤں پر بلیڈ چلا رہا تھا۔۔۔

ارسلان کو دیکھ کر زید ہیرا سے پیچھے ہوا، ارسلان نے زید کے منہ پر زور
دار تھپڑ رسید کیا۔۔۔

ہیرا کے ہاتھ کھول کر ارسلان نے اپنی چادر اتار کر اس کے گرد پھیلا
دی۔۔۔

ارسلان نے زید کی طرف رخ کرتے اسے کے چہرے پر دو تھپڑ اور
مارے۔۔۔

زید مجرموں کی طرح چپ چاپ ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔۔۔

تم سے یہ امید نہیں تھی زید۔۔۔ ارسلان شاہ کی آنکھوں میں غصہ اور شکوہ تھا۔۔۔

تم نے مجھے نراش کیا زید شاہ تم نے مجھے غلط ثابت کر دیا آج۔۔۔
ارسلان کے لہجے میں نمی، دکھ اور غصہ تھا۔۔۔

ارسلان شاہ نے ہیرا کی طرف دیکھا جو آنسو بہا رہی تھی۔۔۔

ہیرا تمہارا سامان موجود ہے یہاں۔۔۔ اس نے نہ میں سر ہلایا۔۔۔ ٹھیک ہے تم چلو میرے ساتھ گھر تم۔۔۔ ارسلان یہ ہمارے گھر نہیں جائے گی ارسلان کی بات کاٹتے وہ غصے سے بولا۔۔۔

اور کون روکے گا مجھے۔۔۔ زید خاموش ہو گیا وہ ارسلان سے بدتمیزی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے لیکن یہ میرے کمرے میں رہے گی۔۔۔ زید نے خود پر ضبط کرتے کہا۔۔۔

ارسلان شاہ نے کچھ سوچتے ہوئے ہاں میں سر ہلا دیا۔۔۔
سر مجھے نہیں رہنا اس کے ساتھ آنکھوں میں آنسو لیے ارسلان کی
طرف دیکھا۔۔۔

ہیرا کچھ نہیں کہے گا تمہیں کیونکہ تمہارے ساتھ کوئی غلط حرکت
کرنے پر اسے معلوم ہے میں اس کے ساتھ کیا کروں گا، ریلیکس ہو جاؤ تم
۔۔

ارسلان شاہ غصے سے زید کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔
تینوں گھر کے لیے روانہ ہو گئے۔۔۔
ارسلان اگر کوئی مال کھولا ہوا ہے تو اس کے لیے کپڑے لینے ہیں۔۔
زید نے مرر سے اس کی طرف دیکھتے کہا جو اس کی شرٹ ٹرور میں
موجود تھی۔۔۔

ارسلان ہاں میں سر ہلاتے مال کے سامنے گاڑی روکی، ہیرا نے کپڑے
چینج کیے ارسلان کے کہنے پر زید نے دو تین سوٹ اس کے لیے
خریدے۔۔۔

وہ تینوں صبح کے نو بجے گھر داخل ہوئے سب ناشتہ کر رہے تھے۔۔۔

ایک لڑکی کو ان کے ساتھ آتے دیکھ سب کے چہروں پر حیرانگی چھا گئی

انیز از میں پہ بیٹھے رورہی تھی۔۔۔

پارس کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ حیاتم اسے باہوں میں اٹھائے بیڈ پہ بیٹھ کر اسے گود میں بٹھایا۔۔۔

روکیوں رہی ہو اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔

چھوڑے مجھے، مجھے آپ سے بات نہیں کرنی چھوڑے اس کے سینے پر
مارنے لگی۔۔۔

مجھ سے بات کیوں نہیں کرنی میرے بچے نے۔۔۔ پیار سے کہتے اس کے
رخسار پر لب رکھے۔۔۔

اپنے رخسار پر سے اس کا لمس مٹانے لگی پار سے کو غصے سے خود کی طرف
دیکھتے ہاتھ جو رخسار کے پاس لے جا رہی تھی نیچے کر لیا۔۔۔

مجھ سے ناراض ہے میری چھوٹوسی بیوی۔۔۔ آنکھوں میں آنسو لیے
ہاں میں سر ہلایا۔۔۔ اور یہ ناراضگی کیسے دور ہوگی۔۔۔

پتا نہیں آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔۔۔

کیوں نہیں پتا میری حیاتم کو۔۔۔ اس کی گردن میں اپنا چہرا چھپایا۔۔۔
پیچھے ہوا سے بالوں سے پکڑ کر پیچھے کیا۔۔۔ بہت ہی ظالم بیوی ہو تم۔۔۔
میں نہیں آپ ظالم ہو۔۔۔ اس کے ڈمپل پر انگلی رکھی۔۔۔

میں نے کون سا ظلم کر دیا حیاتم پر اس کا ہاتھ لبوں سے لگایا۔۔۔

آپ مجھے اکیلا چھوڑ کر چلے جاتے ہو۔۔ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو آگئے۔۔ آپ کو پتا ہے میرے سر میں آج بہت درد ہوئی آنسو آنکھوں سے بہنا شروع ہو گئے۔۔

پارس نے تکلیف سے آنکھیں بند کی۔۔

پارس نے اس کے چہرے کو تھام کر اس کے لبوں پر بوسہ دیا۔۔ آپ کی وجہ سے میں کالج نہیں جا رہی آپ گھر پہ موجود ہی نہیں ہوتے۔۔ اس کے ڈمپلز پر چٹکی کاٹی۔۔

آپ یہاں بیٹھو میں آتا ہو پارس اسے بیڈ پر بٹھا کر باہر جا کے ڈاکٹر کو کال کی۔۔ ڈاکٹر اس کے سر کا درد بڑھتا جا رہا ہے۔۔ انہیں کسی چیز کا سٹریس تو نہیں دیا۔۔ نہیں پارس فوراً بولا۔۔

کوئی چیز جن کی انہیں شدت سے طلب ہوتی ہو کمی محسوس ہوتی ہو یا وہ کسی چیز کی ضد کرتی ہو جو آپ نہ دے رہے ہوا نہیں۔۔ ڈاکٹر پرو فیشنل انداز میں بولی۔۔ وقت بے ساختہ پارس کے منہ سے نکلا۔۔

مسٹر شاہ آپ اتنے لاپرواہ کیسے ہو سکتے ہیں جس حد تک وہ سنسیٹو ہو گئی ہے آپ کو چاہیے ہر وقت ان کے ساتھ رہے انہیں اکیلا نہ چھوڑے۔۔۔

پارس نے ضبط سے آنکھیں بند کر کے کال بند کر دی۔۔
پارس بنا آواز کیے کمرے میں داخل ہوا انہیں ابھالو پکڑ کر اس سے باتیں کر رہی تھی۔۔ تمہیں پتا ہے ٹیڈی شاہو اب مجھ سے پیار نہیں کرتے وہ مجھ سے باتیں بھی نہیں کرتے اور باہر رہتے ہیں میرے پاس نہیں رہتے۔۔

کیا میں ایک اچھا شوہر نہیں بن پایا اس کے دل میں خیال آیا۔۔

وہ انیزا کے پاس جا کے بیٹھ گیا۔۔۔

میرا بچہ ٹیڈی سے کیا باتیں کر رہا ہے۔۔ اس کے گرد حصار بنایا۔۔ میں نہیں بتاؤ گی یہ میری اور ٹیڈی کی پرسنل باتیں ہیں۔۔۔ انیزا نے ٹیڈی کو زور سے ہگ کر لیا۔۔

پارس نے ٹیڈی کو پکڑ کر دور اچھالا اسے کہا برداشت تھا اس کی موجودگی میں وہ کسی اور پر توجہ دے۔۔

شاہو انیزا نے غصے سے اس کی طرف دیکھا۔۔

جی جان شاہو اس کی ٹھوڑی پر لب رکھے۔۔۔ میرے ٹیڈی کو کیوں

پھینکا آپ نے انیزا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دانت گاڑھے۔۔۔

تم بہت ظالم ہوتی جا رہی ہو۔۔ پارس نے اس کی رخسار پر لب رکھے۔۔

حیا تم اب تم مجھے یہاں پیار نہیں کرتی پارس نے اپنے ڈمپل پر انگلی رکھی

آپ میرے پاس نہیں ہوتے تو میں پیار کیسے کرتی۔۔ وہ ناچاہتے ہوئے
بھی شکوہ کر گئی۔۔۔

اب تو پاس ہو پیار بھر لہجے میں کہا۔۔
انیزا نے اس کے دونوں ڈمپلز پر لب رکھ کر اس کی آنکھوں پر لب
رکھے۔۔

پارس نے مسکراتی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔
اب مجھے بھی پیار کریں۔۔ پارس نے اس کے رخسار اور آنکھوں پر لب
رکھے۔۔

انیزا مسکرا کر اس کے سینے سے لگی گئی۔۔
اب کبھی بھی تمہیں تنہا نہیں چھوڑو گا۔۔ پارس نے اس کی بالوں پر
نامحسوس طریقے سے پیار بھری مہر لگائی۔۔۔

شاہو مجھے ایس کریم کھانی ہے وہ ہنوز اس کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔۔
بس انیزا پر اپنی گرفت سخت کی۔۔ ہاں کیونکہ پچھلی بار آپ سے زیادہ
چیزیں مانگی تھی اس کے بعد آپ گھر ہی نہیں رہتے تھے پاس کی
طرف دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔۔ پاس کو شدت سے
افسوس ہوا کہ وہ کتنی بڑی غلطی کر بیٹھا ہے اسے تنہا چھوڑ کر۔۔
ایسی بات نہیں ہے بالم مجھے کچھ ضروری کام تھے لیکن اب جتنے بھی اہم
ہو کام وہ میری بالم سے اہم نہیں ہو سکتے۔۔ آپ یہاں بیٹھو میں آئس
کریم لے کر آتا ہوں۔۔ اسے پیار بھری نظروں سے دیکھ کر باہر چلا گیا۔۔
کچھ دیر بعد ہاتھوں میں تین باکس آئس کریم کے لے کر آیا۔۔
یہ لو میرا بچہ تینوں باکس انیزا کے سامنے رکھے۔۔۔
انیزا خوش ہوتے ایک باکس آئس کریم کا پکڑ کے کھانا شروع ہو گئی

ایک ڈبہ ختم کر کے دوسرا کھولتے پارس کی طرف دیکھا۔

آپ بھی کھالے۔۔ تیسرا ڈبہ اس کے سامنے کیا۔

بہت جلدی نہیں یاد آگیا میرے بچے کو۔۔ پارس نے میٹھا سا طنز کیا۔

شاہو بچے سے یاد آیا آپ پتا ہے آنٹی (ملازمہ) نے مجھے کل کیا کہا تھا

اس کے قریب ہو کے رازداری سے کہا۔

کیا کہا تھا آنٹی نے۔۔ پارس کے چہرے پر سنجیدگی چھا گئی۔

کل کمرے میں صفائی کرنے آئی تھی وہ دوسری آنٹی سے کہہ رہی تھی

ایک ماہ ہو گیا ہے اس (انیزا) کو یہاں آئے لیکن کوئی بچے کی خوشخبری

نہیں آئی۔۔ انیزا نے انکھیں پٹیٹاتے ہوئے کہا۔ شاہو مجھے بے بی

چاہیے وہ آنٹی روز کہتی ہے اس کا بے بی نہیں ہے، مجھے بے بی لا کر دے

مجھے بے بی چاہیے ابھی۔۔

پارس منہ کھولے اس کی طرف دیکھ رہا تھا جو بے بی لا کر دے ایسے کہہ
رہی تھی جیسے بے بی مارکٹ میں ملتے ہیں۔۔

لا کر دے مجھے ضد کرتے بچوں کی طرح ہاتھ پاؤں بیڈ پر مار رہی تھی۔۔
کہاں سے لا کر دوں پارس نے پیشانی پر ہاتھ رکھتے کہا۔۔

آپ کو اتنا بھی نہیں پتا، ہو اسپتال سے لا کر دے بے بی مجھے بہت سارے
جلدی۔۔ چہرے پر بے انتہا معصومیت سجائے پارس کی طرف دیکھا

ہاں ہو اسپتال تو سیل لگی ہوئی ہے نہ بچوں کی، بائے ون گیٹ ٹو فری۔۔

پارس جھنجھلا کر بول۔۔

ہائے سچی، پھر لے آئے نہ، کتنے پیارے لگے گے چھوٹے چھوٹے بے بی

۔۔ خوشی سے اچھلتے پارس کو ہگ کیا۔۔۔

شاہو چھوٹے بے بی کتنے پیارے ہوتے ہیں نہ انیزا اسے سینے پر سر رکھ
کر لیٹنے والے انداز میں بیٹھ گئی۔۔

ایک پل کے لیے پارس کی آنکھیں نم ہوئی خود پر ضبط کرتے آنکھیں بند
کیے نمی کو چھپانے کی کوشش کی۔۔

کاش میں اپنے بچے کو بچا پاتا اس نے دل میں سوچا۔۔

انیزا کی طرف دیکھا جو اس کی سینے پر سر رکھے آنکس کا چمچ منہ میں ڈالے
سو گئی تھی۔۔

پارس اسے بیڈ پر لٹا کر لحاف دے کر باہر آیا۔۔

جنت بی بی نیچے آ کر غصے سے جنت بی بی کو پکارا۔۔

کیا ہوا ہے بیٹا۔۔ جنت بی بی کچن سے باہر آئی۔۔

کل میرے کمرے کی صفائی کس نے کی تھی بلائیں ان دونوں کو۔۔

چہرے پر بے حد سنجیدگی تھی۔۔

جنت بی بی نے ان دونوں ملازمہ کو بلایا جنہوں نے کل پارس کے
کمرے کی صفائی کی تھی۔۔

کس کی اجازت سے آپ دونوں میرے کمرے میں گئی تھی۔۔
ارسلان بیٹا میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے ان دونوں کو بھیجا تھا
آپ کے کمرے میں۔۔۔ جنت بی بی کھانستے ہوئے بولی۔۔۔
آج کے بعد آپ کے علاوہ جنت بی بی کو میرے کمرے میں نہ جائے۔۔
اور آپ دونوں لاسٹ چانس دے رہا ہوں مجھے اگر آپ دونوں کے بچوں
کا خیال نہ ہوتا تو فارغ کرنے میں دیر نہ لگاتا۔۔

پارس جنت سے بی بی سے کہہ کے غصے سے ان دونوں کی طرف دیکھتے
ہوئے بول کر کمرے میں چلا گیا۔۔

جنت بی بی نے مسکرا کر پارس کی طرف دیکھا جو غصے میں بھی بڑوں سے
بد تمیزی نہیں کرتا تھا۔۔

زینب گھر پہنچ کے چھپتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

بیڈ پر گرنے والے انداز میں لیٹ کر آنکھیں بند کی سامنے ڈیول ڈیمین
کی نیلی آنکھیں آئی۔۔ زینب ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔۔

اس کی آنکھوں میں میرے لیے پریشانی مجھے اپنی سی کیوں لگی۔۔
زینب نے اپنا سر تھام لیا۔۔

ڈیول ڈیمین بہت جلد دوبارہ ملاقات ہوگی اور تب میں تمہارا چہرہ دیکھ کر
رہوں گی۔۔۔ زینب سوچتے ہوئے طنزیہ مسکرائی۔۔۔

زینب کا فون رنگ ہوا کسی ان نوٹن نمبر سے کال آرہی تھی۔۔

اس نے کال پک کی۔۔۔ یار کب سے تجھے کال کر رہا ہوں فون کیوں

نہیں اٹھا رہا، گھر آ جا چھوٹی امی کو تمہاری غیر موجودگی پتا چلا تو وہ پھر رونا

شروع ہو جائے گی۔۔۔

رانگ نمبر ہیں مسٹر لڑکی آواز سن کر عالیان کی نون سٹاپ چلتی ہوئی
زبان کو بریک لگی۔۔۔

زینب نے کال بند کر دی۔۔ عجیب لوگ ہیں نمبر دیکھے بنا کال کر دیتے
ہیں۔۔۔

زینب نے موبائل پھینکنے کے انداز میں بیڈ پر رکھا۔۔۔

ولی دروازہ ناک کرتے کمرے میں داخل ہوا۔۔

اسلام علیکم ولی بھائی۔۔ حجاب ٹھیک کرتے سلام کی۔۔

وعلیکم اسلام۔۔ ولی زینب سے کچھ دوری پر کھڑا ہو گیا۔۔

زینب رات کو تم کہا تھی۔۔ ولی چہرے پر سنجیدگی سجائے کھڑا تھا۔۔

میشن پر گئی تھی۔۔ اور وہ میشن ڈیول ڈیمین کو پکڑنا تھا رائٹ۔۔ زینب

نے ہاں میں سر ہلایا۔۔

تمہیں پتا ہے زینب اس سب میں تمہاری جان بھی جاسکتی۔۔۔ نہیں پروا
۔۔۔ بے فکری سے کہتے بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔

ولی ٹھنڈا سانس لے کر رہ گیا۔۔۔

اگر کوئی مدد چاہیے ہو گی تو میں حاضر ہوا اپنی بہن کے لیے۔۔۔ زینب ولی
کی بات پر مسکرائی۔۔۔

آپ دونوں یہاں ہیں میں کب سے ڈھونڈ رہی ہوں نیسلیمان کمرے میں
داخل ہوتے منہ بناتے بولی۔۔۔

ولی نے اس کمرے سے پکڑ کر قریب کیا۔۔۔

میں نے کہا جانا ہے اپنی منکوحہ کو چھوڑ کر۔۔۔

ولی شرم کر لے تھوڑی۔۔۔ وہ کیا ہوتا ہے۔۔۔ ولی بات کی بات پر

نیسلیمان اور زینب دونوں نے قہقہہ لگایا۔۔۔

چلو چل کر کھانا کھاتے ہیں یار بہت بھوک لگی ہے۔۔۔ ولی نے پیٹ پر
ہاتھ رکھتے بیچارہ سامنہ بناتے کہا۔۔

آپ دونوں چلے میں فریش ہو کر آتی ہوں۔۔

سب لڑکیاں کمرے میں جائے۔۔ ارسلان کی سنجیدہ آواز سن کر سب
لڑکیاں کمرے میں چلی گئی۔۔۔

اسمہ ان تینوں کے پاس گئی اس نے ہیرا کی طرف دیکھا سو جا ہوا نشان
زدہ چہرہ، سرخ آنکھیں، بازوؤں پر کٹس کے نشان اسمہ کا نظر اپنے
بازوؤں پر دیکھ ہیرا نے فوراً چادر سے کوور کیے۔۔

یہ۔۔۔۔ ہیرا۔۔۔ ہے اسمہ بامشکل بول پائی اسمہ کی آنکھوں سے آنسو
بہنے لگے۔۔۔

کیا حال کر دیا ہے تم نے اس کا انشا حیرانگی اور غصے سے زید کی طرف
دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

زید وہاں سے جانے لگا اسمہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔ میں نے تمہیں یہ
سب سکھایا تھا۔ اسمہ بیگم کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ امی جو جس
روپے کا مستحق ہو اس کے ساتھ وہی روپہ اپنا یا جاتا ہے۔۔۔ آنکھوں
میں سفاکیت لیے ہیرا کی طرف دیکھ کر جانے لگا، اسمہ کی آواز پر اس
کے قدم رکے۔۔۔

اگر یہی کوئی تمہاری بہن کے ساتھ کرتا تب بھی یہی کہتے۔۔۔ اس نے
تڑپ کر اسمہ بیگم کی طرف دیکھا۔
امی جان میری بہن اس جیسی عیا۔۔۔
زید خود پر ضبط کرتا چپ ہو گیا۔۔۔
وہ تلملاتے ہوئے کمرے میں چلا گیا۔۔۔

ہیرا کمرے میں جاؤ۔۔۔ ہیرا چپ کر کے کمرے میں چلی گئی جہاں زید
گیا تھا۔۔

اسمہ اور انشا کے آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔۔ امی، ماں
چپ کر جائے ارسلان دونوں کے گرد حصار بنا کر صوفے پر بٹھایا۔۔
مجھ یقین نہیں آ رہا زید، زید نے اس بچی کے ساتھ یہ سب کیا۔۔۔ اسمہ
نے اپنا سر تھام لیا۔۔۔

جنون سوار ہے اس کے سر پہ اس لیے دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔
ارسلان غصے سے بولا۔۔۔۔

آپ دونوں ٹینشن نہ لے ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ ارسلان نے دونوں کو
سینے سے لگایا۔۔

ساری بنگ پارٹی خاموش بیٹھی تھی۔۔ تم سب کو کیا ہو گیا ہے۔۔
ارسلان نے سب کی طرف دیکھا جو منہ بنائے بیٹھے تھے۔۔

زید بھائی ایسا کیسے کر سکتے ہیں عالیاں کے لہجے میں بے یقینی تھی۔۔۔

جب دماغ خراب ہو جائے تو انسان یہی سب کرتا ہے ارسلان غصے سے

کہتا کمرے میں چلا گیا۔۔۔

ہیرا کے کمرے میں داخل ہوتے ہی زید نے دروازہ بند کرتے اس کی گردن پکڑی۔۔

بہت شوق ہے تمہیں سب کے سامنے مظلوم بننے کا۔۔ چھوڑو
مجھے

درد کی وجہ سے وہ بامشکل بول پائی۔۔

زید نے اسے دھکا دیا زمین پر گرتی وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی۔۔۔
زید کچھ دیر خاموشی سے چیئر پر بیٹھ کر اسے غصے سے دیکھتا رہا، سائیڈ پر
پڑا پانی کا جگ اٹھا کر اس کے چہرے پر سارا پانی انڈیل دیا ہیرا ہڑ بڑا کر
اٹھ بیٹھی۔۔۔

گڈ مار ننگ مسز شاہ۔۔ چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ سجائے کہا۔۔۔

وحشی درندہ۔۔ ہیرا منہ میں بڑ بڑائی۔۔

اس منہ دبوچتے کھڑا کیا۔۔ ابھی تو وحشی پن کہاں دیکھایا ہے میں نے

مسز شاہ۔۔ اس کی آنکھوں میں تکلیف دیکھ زید پیچھے ہو گیا۔۔۔

کیا ہوا چھوڑ کیوں دیا، دیکھاؤ وحشی پن، ٹینشن نہ لوسہ لوگی عادت ہے

مجھے۔۔ مسکراتے ہوئے زمین پر بیٹھ گئی۔۔۔

تمہیں پتہ مجھے بس ایک بات پر تکلیف ہوتی ہے وہ یہ کہ زید شاہ میں نے

تم سا ہمسفر نہیں سوچا تھا۔۔۔

ہیرا کے چہرے پر زخمی مسکراہٹ تھی۔۔

اپنے جیسا عیاش ہمسفر ہی سوچا ہو گا تم نے پر بد قسمتی سے میں ویسا نہیں

ہوں۔۔۔ پلک جھپکے بنا زید ہیرا کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

ہاں بالکل اس نے اپنے آنسوؤں کو روکنا چاہا لیکن ان پہ بس کس کا چلتا ہے۔۔۔۔۔؟ ایک تمہاری سمجھ نہیں آتی بات بات پہ رونا کیوں شروع ہو جاتی ہو۔۔ جس کی قسمت میں جو لکھا ہو وہی ہوتا ہے۔۔ ہیرا اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

اپنی یہ فلاسفی باتیں اپنے پاس رکھوں، تمہاری وجہ سے ارسلان مجھ سے ناراض ہے اگر اس نے مجھ سے بات نہ کی تو تم اپنی خیر منانا۔۔۔ شہد رنگ آنکھوں میں سفاکیت جنون لیے کہا۔۔ جنون میں پاگل ہو کر وہ اس کے دل میں دہشت پھیلا رہا تھا۔۔۔

زید بھائی نے، نہیں زید بھائی نہیں ایسا کر سکتے، نہیں زید بھائی، میرے بھائی ایسے نہیں ہے۔۔ وہ خود سے باتیں کرتی کمرے میں چکر لگا رہی تھی۔۔۔

زید بھائی نے ہی کیا ہے نیشہ۔۔ نیشہ پیچھے مڑی زیان دروازے کے
ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔۔

دیکھوں میرے ساتھ ایسا مزاق نہ کرو نیشہ غصے سے بولی۔۔ میں تمہارا
کوئی مزاق ہے پٹھانی صاحبہ۔۔ زیان اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہوا۔۔
نیشہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔۔

ہاں زید بھائی نے کیا ہے پٹھانی صاحبہ مرد تب ہی عورت کے اس طرح
کا سلوک کرتا جب وہ برداشت کی آخری حد پہ پہنچ جاتا ہے، ہیرا بھا بھی
نے کیا ہو گا کچھ وہ پر سکون ہوتا۔ بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔

اٹھو یہاں سے۔۔ اسے کھینچ کر بیڈ سے اٹھایا۔ کیا مسئلہ ہے تمہیں ہاتھ
چھڑواتے غصے سے بولا۔۔

خود کو تیار کر لو شادی کے لیے، جیسے ہی بابا ٹھیک ہو گے تمہاری شادی
۔۔ بکو اس بند کرو اپنی اس کی بات کاٹتے وہ غصے سے بولی۔۔

پٹھانی صاحبہ کب تک اس بات کو جھٹلاؤ گی۔۔ تم نہ پہلے یہ مجھے پٹھانی
صاحبہ بلانا بند کرو وہ جل کر بولی۔۔۔

کم جلا کر ویہ نہ ہو سر کر سوانہ ہو جانا پٹھانی صاحبہ۔۔ اسے آنکھ مارتے
بولا۔۔

آوارہ انسان۔۔۔ گھوری سے نوازا۔۔

پٹھانی صاحبہ کتنا مزہ آئے گا نہ جب تمہاری شادی ہو گی۔۔۔ ہاں اور
ساتھ میں تمہاری میں تمہاری شادی بھی ہو گی۔۔۔ نیشہ نے گھور کر
اس کی طرف دیکھا۔۔۔

مجھے نہ اپنی آزادی بہت پیاری ہے۔۔۔

شادی کرنے سے تم مرد قید ہو جاتے ہو۔۔۔؟ غصے سے نیشہ کا چہرا
سرخ ہو گیا۔۔۔

ہاں بالکل ہم مرد قید ہو جاتے ہیں کوئی کام کرے تو تم نے یہ کیوں کیا،
باہر چلے جاؤ تو کس لڑکی سے مل کر آرہے ہو، مسکرائے تو کہتی ہے کس
ماں کے بارے میں سوچ کر مسکرا رہے ہو، کام سے واپسی پر خوش ہو تو
کہا جاتا ہے کس بھوتنی کے ساتھ ڈنر کر کے آرہے ہو۔۔۔۔۔ بس کر دو
وہ غصے سے کانوں پر ہاتھ رکھ کر چلائی۔۔۔

شروع ہی ہو گئے ہو تم۔۔۔

میں نے تو بس تمہاری بات کا جواب دیا ہے پٹھانی صاحبہ۔۔۔
ایسی کی تیسری تمہارے جواب کی دفع ہو جاؤ یہاں سے نیشہ نے اسے
دھکے دے کر باہر نکالا۔۔۔۔۔

میں اندر آ جاؤ بھائی جی دروازے پر کھڑے ہو کر اس سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔۔۔

ارسلان نے ہاں میں سر ہلایا۔۔

کہاں گئے ہوئے تھے تم اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

دوست کے ہاں گیا تھا۔۔ سیان کی نظریں جھکی ہوئی تھی۔۔۔

جہاں تک میں جانتا ہوں سیان عالیان کے علاوہ تمہارا کوئی اور دوست نہیں ہے، کہاں گئے ہوئے تھے تم۔۔ ارسلان سیان کی طرف دیکھ رہا تھا جو منہ سیلے بیٹھا تھا۔۔۔

بھائی جی وہ میں سیان خاموش ہو گیا۔۔۔

وہ میں کیا۔۔۔؟ ارسلان کے چہرے پر چٹانوں سی سنجیدگی تھی۔۔۔۔

بھائی جی میں ہمارے پرانے گھر گیا تھا۔۔ وہ ہنوز نظریں جھکائے بیٹھا تھا۔۔

وجہ۔۔۔۔؟ ارسلان خود پہ ضبط کر رہا تھا۔۔۔

دل کر رہا تھا۔۔۔ لہجے میں نمی شامل ہوئی۔۔ ارسلان خاموشی سے اسے دیکھے گیا۔۔

ماضی تکلیف دینا جانتا ہے یہ کبھی سکون کا باعث نہیں بن سکتا، بہتر یہی ہے کہ بھول جاؤ سب کچھ۔۔۔

سنجیدگی سے کہتے چہرہ دوسری طرف کر لیا۔۔

آپ بھول پائے ہو۔۔؟ نہ کوئی بھولا ہے بھائی جی نہ ہی کوئی بھول پائے گا۔۔

یہ تلخ حقیقت ہے جو حال میں ہمارے ساتھ ہے اور مستقبل میں بھی رہے گی۔۔ سیان صوفہ سے اٹھ کے ارسلان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔۔۔

بھائی اب مجھ سے کوئی لڑنے والا بھی نہیں ہے، جب چھوٹے تھے میں
آپ کی گود میں سر رکھ کر لیٹا تھا تو عانیہ مجھے دھکادے کر آپ کی گود
سے اٹھا دیتی تھی اور کہتی تھی یہ میرے لالا ہے اور ان کی گود میں
صرف عانیہ شاہ ہی سر رکھ سکتی ہے۔۔۔ سیان نے ارسلان کی طرف
دیکھا جو ساکت بیٹھا تھا جس کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا سیان کچھ دیر
میں ہی سو گیا۔۔۔ ارسلان شاہ کی آنکھیں بے انتہا سرخ ہو گئی۔۔۔
کیسے وہ ساری لڑکیاں لے کر جاسکتا ہے کیسے عے عے عے شد اور غصے
سے پاگل ہوتا چلا رہا تھا۔۔۔ ڈیڈ ریلیکس ہو جائے۔۔۔ کیسے ریلیکس ہو
جاؤ زوریز ڈیول ڈیمن میرے لاکھوں کی نہیں کئی ہزار کروڑوں کی ڈیل
کو تباہ و برباد کر گیا ہے۔۔۔ شد اور نے ٹیبل پر پڑی چیزوں کو ہاتھ مار کر
زمین پر بوس کر دیا۔۔۔

زوریز کمرے سے باہر چلا گیا گارڈ نے کار کا دروازہ کھولا۔۔۔

زوریز کار کافرنت ڈور کھول کر بیٹھ کر کار سٹارٹ کر دی۔۔۔

زوریز خان گھر پہنچ کر پھیل کر کاؤچ پر بیٹھ گیا ملازمہ پانی لے کر آئی۔۔

زوریز پانی پی رہا تھا جب اس کی نظر سامنے کھڑی ایک لڑکی پر گئی۔۔۔

یہ کون ہے۔۔۔؟ غصیلی سے ملازمہ کی طرف دیکھا۔۔۔

سرپتا نہیں صبح سے باہر کھڑی تھی اور کہے جا رہی تھی مجھے صاحب سے

ملا دوں گا رڈز کے کان کھائے جا رہی تھی سر اور زوریز نے گھور کر

ملازمہ کی طرف دیکھا اس کی بولتی وہی بند ہو گئی۔۔۔

بلاؤ اسے۔۔۔ زوریز کی سنجیدہ آواز سن کے ملازمہ نے لڑکی کو پاس آنے کا

اشارہ کیا۔۔۔

زوریز نے نیچے سے لے کر اوپر تک اس لڑکی کا جائزہ لیا۔۔۔ حد سے

زیادہ کھولا کرتا جس میں اس کے سائز کی چارپوری آ جانی تھی۔۔۔ اپنے

سے بڑا ڈوپٹہ لیے بڑی بڑی سنہری آنکھیں، باریک ہونٹ، ناک کے
اوپر سائیڈ پہ تل

سانولی رنگت یا شاید گرد کی وجہ سے سانولی لگ رہی تھی وہ وہ عجیب سے
حلیے میں بھی بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ زوریز خان ایک پل
کے لیے اس کی سنہری آنکھوں میں کھوسا گیا۔۔۔

عنائزہ زوریز خان کو دیکھتی ہی رہ گئی سبز آنکھیں، بھورے بال، سرخ و
سفید رنگت، پیشانی پر بکھرے بال، سفید شلوار قمیض پہنے وہ بے انتہا
خوبصورتی لیے بیٹھا تھا۔۔۔ اونچی نیچی کہاں گم ہو گئی ہو اسے آنکھیں
جھپکتے نہ دیکھ اونچی آواز میں بولا۔۔۔ صاحب جی تو سی کڈے سونے او (جھپکتے نہ دیکھ اونچی آواز میں بولا۔۔۔ صاحب جی تو سی کڈے سونے او)
صاحب جی آپ کتنے پیارے ہو) ابھی بھی اس نے آنکھیں نہ جھپکی تھی
۔۔۔ نیچی تمہارا دماغ سیٹ ہے۔۔۔ زوریز جھنجھلا گیا تھا اس کے بولنے کے
طریقے پر یا تعریف پہ۔۔۔۔۔

صاحب جی میں تانوپچی لگنی آ۔۔۔

(صاحب جی میں آپ کو پچی لگتی ہو)

کمر پر دونوں ہاتھ رکھتے کہا۔۔

نہیں بڑی اماں لگتی ہو زور یز نے گھور کر اس کی طرف دیکھا جو مشکل سے پانچ فٹ کی ہوگی۔۔۔ میں وی سال دی آ (میں بیس سال کی ہوں)

۔۔۔ زوریر اس کے بیس سال بولنے پر منہ کھولے اس کی طرف دیکھا

جو دیکھنے میں بارہ تیر سال کی بچی لگتی تھی۔۔۔ میری شکل پہ نہ جا

صاحب جی اے پیری شکل دی وجہ تو ساریاں نو میں یانی کا کی لگنی آ)

میرے چہرے پہ نا جاؤ صاحب جی اس برے چہرے کی وجہ سے سب کو

میں چھوٹی بچی لگتی ہوں)

منہ کے اٹے سیدھے زاویے بناتے بولی۔۔

وٹ ایور، کیا کام تھا تمہیں مجھ سے۔۔ صاحب جی مینوں کم تے رکھ
لوں منے کار دے کم بڑے سونے کرنے آندے نے
صاحب جی مجھے کام پر رکھ لے مجھے گھر کے کام بہت اچھے کرنے)
(آتے ہیں

چہرے پر دنیا جہاں کی خوشی، معصومیت سجائے بولی۔۔
زوریز خان لمبا سانس لے کر رہ گیا۔۔

یہاں کام کر سکتی ہو لیکن ایک بات یاد رکھنا مجھے کام میں کوتاہی نہیں
پسند۔۔ زوریز شاہ بے حد سنجیدگی سے بولا اسے عنائزہ اچھی لگی تھی

پوتا ہی کی ہوندا آئے۔۔؟ (کوتا ہی کیا ہوتا ہے)۔۔ وہ معصومیت کے
سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے بولی۔۔۔

پوتا ہی مطلب زوریز نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا وہ لڑکی پانچ منٹ میں ہی
اس کا دماغ اچھی طرح چاٹ چکی تھی۔۔۔ زوریز نے لمبا سانس کھینچا۔
کو تا ہی مطلب کام میں کوئی غلطی نہ ہو۔۔۔ زوریز غصے سے بولتے
تلملاتے ہوئے کمرے میں چلا گیا۔۔۔

جس کی اس پدنی کے ساتھ شادی ہوگی وہ بیچارہ پاگل ہو جائے گا دن
رات اللہ سے صبر کی دعا مانگے گا یا پھر دنیا سے ہی رخصت ہونے کی دعا
مانگنا شروع ہو جائے گا۔۔۔

زوریز بیڈ پر بیٹھا تھا جب دروازہ ناک ہوا۔۔۔ آجاؤ زوریز خان کی بھاری
آواز کمرے میں گونجی۔۔۔

صاحب جی تو سی کھانے وچ کی کھانا اے مینوں دسوفیر میں بنا دیا
(صاحب جی آپ نے کھانے میں کیا کھانا ہے مجھے بتائے پھر میں بنا دو
)۔۔۔ زوریز خان نے اپنا سر پکڑ لیا۔۔۔

لڑکی تمہیں اردو آتی ہے۔۔۔؟

اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔ مینو اردو چنگی پلی آتی ہے (مجھے بہت اچھی اردو آتی ہے) آنکھیں پٹیٹاتے کہا۔۔۔

تم پنجابی ہی بول لو اور دوسرے ملازمین کو پتا ہے لنچ میں کیا بنتا ہے ان سے پوچھ لیا کرو ہر وقت میرے سر پہ نہ کھڑی ہو جانا۔۔۔ جی صاحب جی کہتے ہوئے عنائزہ کمرے سے چلی گئی۔۔۔ یا اللہ مجھے صبر دے پتہ نہیں کیوں میں نے اس لڑکی کو یہاں رکھ لیا ہے۔۔۔۔۔

زید واش روم میں تھا اس کے موبائل پر کسی کی کال آرہی تھی ہیرا نے اٹھ کر دیکھا اس کے بھائی کی کال آرہی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں میں امید پیدا ہوئی۔۔۔ بھائی مجھے یہاں سے لے جائے وہ میرے ساتھ بہت برا کر

رہا ہے بھائی پلینز مجھے لے جائے یہاں سے۔۔ کال پک کرتے ہی وہ
روتے ہوئے اپنے بھائی سے التجا کرنے لگی۔۔۔

لے جاؤ تمہیں اس کے بھائی نے زوردار قہقہہ لگایا۔۔۔

مجھے تو سوچ کر ہی انتہا کی خوشی ہوتی ہے کہ تم وہاں افیت میں ہو ہیرا
نے اپنی سسکیوں کو دبایا آنسو اس کی آنکھوں سے سے بہتے ہی چلے
گئے۔۔۔ میں اس کی جگہ ہوتا تو وہی پہ تم جیسی عیاش اور بد کردار لڑکی کو
قتل کر دیتا حقارت سے کہتے اس کے بھائی نے کال کاٹ دی۔۔۔۔
ہیرا موبائل بیڈ پر رکھ کے بے جان وجود لیے آنسو بہاتے زمین پر بیٹھتی
ہی چلی گئی۔۔۔

زید فریش ہو کر واش روم سے باہر آیا ایک حقارت بھری نظر اس پہ
ڈال کر کمرے سے باہر چلا گیا۔۔۔

رات کے آٹھ بجے تھے سب رات کا کھانا کھا رہے تھے جب زید نیچے آیا

ہیرا کہا ہے ساجاد شاہ برہمی سے بولے۔۔ کمرے میں ہے کہتے ہوئے
چیز پر بیٹھنے لگا۔ جاؤ لے کر آؤ اسے نیچے ساجاد شاہ کی بات پر زید نے
خود پر ضبط کرتے ہاتھوں کا مکینا کر کمرے کی طرف چل دیا۔۔
دروازہ کھولا ہیرا زمین پر بیٹھی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے وہ رہی تھی
غصے سے اس کی طرف قدم اٹھاتے سختی سے بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کیا،
درد ضبط کرتے ہیرا نے سختی سے آنکھیں بند کی۔۔ مرا نہیں ہوا بھی جو
بیٹھ کر رو رہی ہو حقارت سے اس کی طرف دیکھا۔۔ ہیرا نے زخمی
نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ زید اسے گھسیٹے ہوئے واش روم
میں لے کر گیا مٹھی میں پانی لے کر دو سے تین بار اس کے منہ پر پھینکا
پاس پڑا ٹاول پکڑ کے بے رحمی سے اس کا چہرہ صاف کیا ہیرا کے منہ سے

سکی نکلی، چہرہ ابے رجمی سے صاف کرنے کی وجہ سے بے حد سرخ
ہو گیا تھا۔۔۔

باہر لایا وہ بے جان سی اس کے ساتھ چلی جا رہی تھی۔۔ بیڈ پہ پڑا اس
ڈوپٹہ اٹھا کر اسے کے گرد پھیلا دیا سختی سے ہاتھ پکڑ کر اسے نیچے لایا
۔۔۔

اپنے ساتھ والی چیر پر اسے بٹھایا۔۔۔

ہیرا کا زخمی چہرہ دیکھ کر سب نے ضبط سے آنکھیں بند کی۔۔۔ سب کھانا
کھا رہے تھے ہیرا ان سب کے درمیان خاموشی سے سر جھکا کر بیٹھی
ہوئی تھی۔۔۔

ہیرا بیٹا کھانا نہیں کھا رہی آپ۔۔۔ سا جاد شاہ نے بے حد پیار سے کہا۔۔
انکل۔۔۔ بھوک۔۔۔۔۔ نہیں ہے اپنے آنسوؤں پر ضبط کرتی بولی۔۔

بیٹا پہلی بات مجھے انکل نہیں بڑے بابا کہنا ہے جیسے یہ سب کہتے ہیں اور
دوسرا بھوک نہیں ہے تو بھی تھوڑا سا کھالو۔۔ زید خاموشی سے کھانا کھا
رہا تھا جیسے اسے کسی سے غرض ہی نہ ہو۔۔۔

عرتج نے اس کی پلیٹ میں چاول ڈالے ہیرا زبردستی کھانے لگی۔۔
سب نے خاموشی سے کھانا کھایا۔

ہیرا نے مشکل سے پانچ سے چھ بانٹ کھانے کے لیے تھے۔۔
ہیرا اپنے کمرے میں چلی گئی کیونکہ اس کے لیے آنسوؤں پر کنٹرول کرنا
مشکل ہو رہا تھا۔

میرے حصے میں پیار نہیں ہے اللہ، آپ نے میرے حصے میں پیار کیوں
نہیں رکھا۔۔ وہ آنسو بہاتے اپنے خدا سے شکوہ کر رہی تھی۔۔

آپ جانتے ہیں نہ اللہ جی میں عیاش نہیں ہو، نہیں ہو میں عیاش وہ کہتے
ہوئے اونچی آواز میں رونے لگی۔۔

جھوٹی ہے وہ تصویریں م۔ میں بد کردار نہیں ہو وہ اپنے بال نوچتے
ہوئے چلائی۔۔

اللہ جی مجھے اپنے پاس بلا لیے نہیں رہنا مجھے اس خود غرض دنیا میں، نہیں
رہنا وہ کہتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔

زید کمرے میں آیا وہ پھر زمین پر بیٹھی رو رہی تھی۔۔ رونے کے علاوہ
کوئی اور کام نہیں ہے تمہیں زید برہمی سے کہتے ہوئے بیڈ پر بیٹھا۔۔
مجھے مار دو روتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ دماغ خراب ہو گیا ہے
تمہارا زید کو اس کی دماغی حالت پہ شک ہوا۔۔

ہیرا نے اس کے پاس بیٹھ کر اس کے پاؤں پکڑ لیے۔۔۔ مجھے نہیں جینا،
میں تمہاری مجرم ہونا میری وجہ سے تمہارے بابا کو ما میں ہے تم مجھ سے
نفرت کرتے ہو تو مجھے مار دو پھر تمہارا بدلہ بھی پورا ہو جائے گا وہ اس
کے گٹھنے پر سر رکھ کر سسکیاں لیتے رونے لگ گئی۔۔۔

زید نے سختی سے اس کا منہ دبوچ کر سامنے کیا۔۔۔

یہی تو چاہتا ہو میں مسز شاہ، تمہیں نہیں پتا تمہیں اس طرح تڑپتے

ہوئے دیکھ مجھے کتنا سکون مل رہا ہے۔۔۔

زید کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔۔

تم نے اس لیے یہ س۔ سب کیا تا کہ م۔ میں معافی مانگو، ہیرا نے اس

کے ہاتھ پر ہاتھ جس سے زید نے اس کا منہ دبوچا ہوا تھا۔۔۔

مجھے م۔ معاف کر دو۔ آنکھوں میں آنسوؤں لبوں پر زخمی مسکراہٹ

تھی۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے تم مجھ سے معافی مانگو گی اور میں معاف کر دو گا زید شاہ

نے زوردار قہقہہ لگایا۔۔۔

ہر گز نہیں مسز شاہ تم دودھ سے بھی دھل کر میرے سامنے آ جاؤ نہ

تب بھی تمہیں میں معاف نہیں کرو گا، تم نے میرے نکاح میں ہوتے

ہوئے غیر مردوں کے ساتھ تعلقات رکھے مجھے یقین نہیں آتا تم جیسی
بدکردار بیوی ہے میر زید کے چہرے پر پرانے والے تھپڑنے اس بولتی
بند کر دی۔۔۔

بکو اس بند کرو اپنی وہ ضبط کھوتے چلائی۔۔ دروازہ کھولا ہونے کی وجہ
سے ہیرا کی آواز سن کر اسمہ، انشا، ساجاد شاہ اور ارسلان کمرے میں گئے
۔۔ ہیرا دوپٹے سے بے نیاز کھڑی تھی ارسلان شاہ اور ساجاد شاہ نے
نظریں جھکالی۔۔ اسمہ نے اس کا دوپٹہ زمین سے اٹھا کر اس کے گرد
پھیلا دیا۔۔۔

ہیرا کانپ رہی تھی۔۔ ہیرا اسمہ کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رودی
۔۔۔

زید شاہ ارسلان غصے سے اونچی آواز میں بولا۔۔ زید نے سارا قصہ
سب کو سنا دیا۔۔

میں بد کردار نہیں ہو آنٹی میں نے کچھ نہیں کیا وہ سب جھوٹ ہے
آنٹی، میں نے کچھ نہیں کیا، میں عیاش نہیں ہو، میں نے کچھ نہیں کیا وہ
اپنے بال نوچتے روتے ہوئے بولے جارہی تھی۔۔۔ اسمہ نے تڑپ کر
اسے گلے لگایا۔۔

اور زید تم نے بنا تحقیق کیے اسے مجرم سمجھ لیا۔۔۔ ساجاد شاہ تکلیف سے
اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔

امی ہیرا نیشہ کے کمرے میں رہے گی۔۔

ارسلان۔۔۔ آواز نہ مجھے تمہاری زید شاہ ارسلان کی سنجیدگی اور غصے

سے بھری آواز کمرے میں گونجی۔۔۔

ارسلان نے ہیرا کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔

میری بہن نے رونا نہیں ہے اوکے ارسلان پیار سے ہیرا سے کہتے اسمہ

بیگم کو اسے وہاں سے لے جانے کا اشارہ کیا۔۔۔

اسمہ ہیرا کو لے کر کمرے سے باہر چلی گئی۔۔۔

ارسلان کمرے سے باہر چلا گیا کچھ دیر بعد واپس آیا ہاتھ میں پکڑی فائل
بیڈ پر پھینکی۔۔۔ کھولو فائل کو ارسلان بے انتہا غصے سے بولا۔۔
زید نے فائل کھول کر دیکھی اس رنگ اڑ گیا بے یقینی سے وہ ارسلان کی
طرف دیکھنے لگا۔۔۔

احمد راجپوت گھر آیا جب اسے پی اے کی کال موصول ہوئی۔۔
سر ہماری کمپنی کے اکسٹھ پر سینٹ شیئرز ارسلان شاہ نے خرید لیے ہیں
۔۔

تم ہوش میں ہو پی اے احمد راجپوت چلایا۔۔
سر ارسلان شاہ نے تیس منٹ میں اکسٹھ پر سینٹ شیئرز خرید کر اچھے
خاصے ہوش اڑا دیے ہیں سب کے۔۔۔

سرہرنیوز چینل پر یہی خبر گردش کر رہی معروف بزنس مین ارسلان احمد نے تیس منٹ میں راجپوت کمپنی کے شیئرز حاصل کر کے انہیں بزنس میں دھول چٹادی۔۔۔

احمد نے راجپوت نے ایل سی ڈی ان کی ہر جگہ ایک ہی خبر ارسلان شاہ نے راجپوت کمپنی کے اکسٹھ پر سینٹ شیئرز خرید لیے۔۔۔ ارسلان شاہ احمد راجپوت غصے سے پاگل ہوتا چلا یا۔۔۔

اس کی کمپنی کے شیئرز خریدوں فوراً احمد راجپوت غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔۔

سرپی اے ایس کمپنی کے شیئرز بہت ہائی ہے ہم تب نہیں خرید سکتے تھے جب ہمارے پاس کمپنی کے تمام شیئرز موجود تھے اب تو پے اے خاموش ہو گیا۔۔۔ احمد راجپوت نے فون دیوار میں دے مارا۔۔۔ چھوڑو گا نہیں تمہیں ارسلان شاہ۔۔۔

ا۔ ارسلان یہ زید سے بولا نہیں جا رہا تھا۔ اب بھی بولو کہ وہ بد کردار
ہے عیاش ہے، بولو زید شاہ ارسلان شاہ دھہارا۔۔

تم نے ایک دفعہ بھی تحقیق کرنے کی کوشش کی، تم نے اس پہ بہتان
لگایا، تم۔۔ ارسلان وہ ٹھیک ہو جائے گی؟ زید نے اس کی بات کاٹتے
سوال کیا اس کی آنکھوں صرف بے یقینی تھی۔۔

تمہیں کیوں اس کی فکر ہو رہی ہے ارسلان نے ایک برہم نگاہ اس پہ
ڈالی۔۔

آگے پڑھو فائل کو۔۔ ارسلان کے کہنے پر وہ ہمت کرتے فائل پڑھنے لگا
جیسے جیسے وہ پڑھتا گیا اس کی آنکھوں میں نمی، تکلیف شامل ہونے لگی

زید نے فائل پھینک دی۔۔ نہیں ہے مجھ میں ہمت یہ پڑھنے کی۔۔۔ وہ اپنا سر تھام کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔

اس پر ہاتھ اٹھانے کی ہمت ہے؟ اس پہ بیڈ چلانے کی ہمت ہے؟ اس پر بچھو چھوڑنے کی ہمت ہے تم میں زید شاہ؟

اسے بدکردار کہنے کی ہمت ہے تو پھر یہ فائل پڑھنے کی ہمت کیوں نہیں ہے تم میں۔۔۔ ارسلان شاہ ضبط کھوتے ہوئے چلایا زمین پر پڑی فائل پکڑ کر زید کے منہ پر ماری۔۔۔ انشا اور ساجاد شاہ صدمے کی حالت میں زید کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔

وہ بچپن سے ہی احساسِ کمتری کا شکار تھی اسے اندھیرے سے فوبیا ہے اور تم اسے بیسمنٹ میں بند کیا جہاں دروازہ بند ہونے پر روشنی کا نام و نشان تک نہیں رہتا۔۔۔ ارسلان کچھ پل کے لیے خاموش ہو گیا۔۔۔

اس کے باپ نے اس کی ماں سے صرف پیسوں کی شادی کی تھی جب
ہیرا کی ماں کو اس بات کا علم ہوا اس نے اپنی ساری جائیداد ہیرا کے نام
کردی، ہیرا کو جائیداد اٹھارہ سال کی ہونے پر ملنی تھی، اس کی ماں چند
روز بعد وفات پا گئی۔۔ ہیرا کے باپ کو اس بات کا علم ہوا وہ پر سکون تھا
کیونکہ ہیرا بارہ سال کی ہونے کے باوجود چھ سال کے بچوں کی طرح
حرکات کرتی تھی اس کا ذہن چھوٹے بچوں جیسا تھا یا بنا دیا گیا تھا اسے
اس کا بھائی زہنی ٹارچر کرتا تھا کیونکہ اسے جائیداد جاسیے تھی۔۔۔
اور جو تصویرات تم نے دیکھی وہ سب اس کے بھائی نے کھینچی تھی اس کا
بھائی اسے زبردستی لے کر گیا تھا وہاں بے حودہ لباس پہنا کر یہ کہہ کر
اگر وہ اس کے ساتھ نہ گئی تو وہ ان لڑکوں کو گھر بلا لے گا۔۔ چپ کر جاؤ
وہ پر ہاتھ کر چلایا۔۔۔ کیوں چپ کر جاؤ ارسلان نے اس کے ہاتھ کانوں
سے ہٹائے۔۔

وہاں جب وہ لڑکے اس کے قریب آرہے تھے دانش نے تصویریں
کھینچی تھی وہ تو عین وقت وہاں احمد راجپوت آگیا اور ہیرا کو وہاں سے
لے کر چلا گیا۔۔

اور وہ نام نہاد باپ جو یہاں آیا تھا وہ اپنی بیٹی کے لیے نہیں جائیداد کے
لیے آیا تھا کیونکہ ہیرا کی شادی اٹھارہ سے پہلے ہو گئی تھی تو ساری
جائیداد کی کسٹڈی اس کے شوہر کے پاس ہونی تھی۔۔۔ ارسلان کا چہرا
بے انتہا سرخ ہو گیا تھا جیسے ابھی اس کے چہرے سے خون نکل آئے گا
۔۔۔

وہ نہ ہی عیاش ہے اور نہ بد کردار، اپنوں کے رویوں نے اسے ایسا بنا دیا
ہے۔۔

اور جو قصر رہتی تھی وہ تم نے پوری کر دی زید وہ ایک ایسی بیماری میں مبتلا ہو گئی ہے جس میں انسان اپنی احساسِ محرومی کو دور کرنے ایک انسان کو اپنے پاس ایکیجن کرنا شروع ہو جاتا ہے۔۔
ارسلان نے اپنی پیشانی مسلی۔۔

اسے شیر و فرینیا ہے۔۔۔

اس سے نکلنا بہت مشکل ہوتا ہے۔۔

میری وجہ سے، نہیں میری وجہ سے نہیں ہو سکتا اس کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے۔۔۔

انا انسان کو ایسے افسوس میں مبتلا کر دیتی ہے جس سے وہ زندگی بھر نہ باہر نکل سکے، انا اپنوں کے سامنے ہمیں زلیل کر دیتی ہے، تم نے ایک بے قصور کو تکلیف دی ہے زید شاہ ارسلان کمرے سے باہر چلا گیا انشا اور ساجاد شاہ بھی اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔

یا اللہ پاک یہ میں نے کیا کر دیا۔۔ اے خدا مجھے معاف کر دے وہ کانپ
رہا تھا۔۔۔۔۔

ہیرا چپ ہو جاؤ بیٹا اسمہ کب سے اسے چپ کروانے میں لگی ہوئی تھی
۔۔

آنٹی میں بد کردار نہیں ہو، میں عیاش نہیں ہو کہتے ہی وہ بے حوش
ہو گئی۔۔

ہیرا، ہیرا آنکھیں کھولو اسمہ نے اس کے رخسار تھپتھپائے۔۔۔
امی پیچھے ہو میں دیکھتی ہوں نیشہ نے چیک کیا اس کی سانسیں بہت دیکھی
چل رہی تھی۔۔۔

عاقل مجھے درد ہو رہا ہے وہ بے ہوشی کی حالت میں بڑبڑا رہی تھی۔۔
نیشہ نے پانی کی چھینٹیں اس کے منہ پہ ماری ہیرا نے موندی موندی
آنکھیں کھولی۔۔۔

آپ ٹھیک ہے بھابھی۔۔ نیشہ نے اسے اٹھا کر بیٹھایا۔۔

ماما پاس جانا ہے مجھے میری ماما پاس جانا ہے آنسو بہاتے ہوئے بولی۔۔
امی میں بھائی جی کو بلا کر لاتی ہوں۔۔ نیشہ ارسلان شاہ کو لے کر آئی۔۔
ہیرا کیا ہوا ہے ارسلان اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہوا۔۔
مجھے ماما پاس جانا وہ ہنوز رو رہی تھی۔۔

اس طرح نہیں کہتے ہیرا۔۔

سب بہت برے ہے کوئی مجھ سے پیار نہیں کرتا مجھے میری ماما پاس جانا
ہے وہ سسکیاں لیتے رونے لگی۔۔

ارسلان کو وہ ایک چھوٹی بچی لگ رہی تھی۔۔

ارسلان نے نیشہ اور اسمہ بیگم کو باہر جانے کا اشارہ کیا ارسلان ہیرا سے
فاصلہ بنائے بیڈ پر بیٹھا۔۔

میں نے اوپر کمرے میں کیا کہہ کر بھیجا تھا۔ ارسلان سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

رونا نہیں اس نے روتے ہوئے کہا۔

تو پھر کیوں رو رہی ہو۔

مجھے درد ہو رہا ہے نظریں جھکائے کہا۔ کہاں درد ہو رہا ہے۔ ہیرا

نے سر اور بازو پر ہاتھ رکھا جہاں کٹس لگے ہوئے تھے۔

میں میڈیسن دیتا ہوں پھر درد سہی ہو جائے گا۔ ارسلان نے بے حد

پیار سے کہا۔ ہیرا نے حیرانگی سے ارسلان کی طرف دیکھا۔

آپ مجھ سے اتنے پیار کیوں بات کر رہے ہیں میری وجہ سے آپ کے

بابا کو ما میں ہے۔

تمہاری کی وجہ سے نہیں تمہارے بابا کی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔ احمد
راجپوت کے بارے میں سوچ کر ارسلان شاہ کی آنکھیں سرخ ہو گئی

بابا ہیرا نے کہتے ہوئے قہقہہ لگایا۔۔۔

ہیرا آپ نے ٹینشن نہیں لینی جس چیز کی ضرورت ہو اپنے بھائی سے
آکر کہنا جھک محسوس نہیں کرنی ارسلان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا

ارسلان باہر آیا تو نیشہ باہر کھڑی تھی اسمہ اپنے کمرے میں جا چکی تھی

--

نیشہ کمرے میں داخل ہوئی ہیرا آنکھیں بند کیے لیٹی تھی۔۔

نیشہ اس کے ساتھ لیٹ گئی۔۔۔ نیشہ ہیرا نے ڈرتے ہوئے اسے بلایا
۔۔۔ جی بھا بھی نیشہ نے رخ اس کی طرف کیا۔۔۔ میں تمہیں ہگ کر لو
مجھے ہگ کیے بنا نیند نہیں آتی۔۔۔ نیشہ نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا۔۔۔
ہیرا نیشہ کو ہگ کرتے آنکھیں بند کر گئی۔۔۔ اتنی پیاری ہے بھا بھی
بھائی ان کے ساتھ اتنا غلط کیوں کر رہے ہیں نیشہ نے ادا اس ہوتے دل
میں سوچا۔۔۔

شاہو، شاہو اٹھیں انیزا پاس کے پیٹ کر بیٹھی تھی۔۔۔
اسے اٹھتے نہ دیکھ انیزا کھڑے ہو کر گرنے والے انداز میں اس کے
پیٹ پر بیٹھی۔۔۔ پاس چیخ مار کے ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا انیزا اس کی گود میں
بیٹھ گئی۔۔۔

کیسا لگا میرا اٹھانے کا سٹائل مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

ایسے کون اٹھاتا ہے۔۔۔ پارس اس کا معصوم چہرہ دیکھ کر اسے گھور بھی نہ سکا۔۔۔ انیزا پارس شاہ، شاہو کی حیاتم فخر سے کہا گیا۔۔۔

رات کے تین بجے میرے اندر کی ہر شے ہلاڈالی تم نے حیاتم پارس نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر درد برداشت کرتے ہوئے کہا۔۔۔ دل گردہ پھینچ پھڑے سب کچھ ہل گیا۔۔۔؟ انیزا نے اس کے پیٹ پر اور دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کے منہ کر کھولے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

نہیں تم کیا چاہتی تھی ملنے کی بجائے منہ کے راستے سب کچھ باہر آ جاتا پارس جل کر بولا۔۔۔

السلامت۔۔۔ انیزا آنکھیں پھاڑے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔
کیا السلامت تمہارے منہ کے ایکسپریشن دیکھ کر مجھے یہی لگ رہا ہے

آپ کو میں ایسی لگتی ہوں آنکھوں میں آنسو آگئے۔۔۔ حیاتم کیوں ان پر
ظلم کرتی ہو پارس نے اس کی آنکھوں پر لب رکھے۔۔۔

یہاں بھی روتے ہوئے رخسار پر ہاتھ رکھا پارس نے اس کے دونوں
رخساروں پر لب رکھے۔۔۔ حیاتم پارس نے اپنا چہرہ اس کے سامنے کیا
انیزا نے اس کے پیشانی اور ڈمپلز پر لب رکھ کر کاٹی کی۔۔۔ یہ کیا تھا
پارس نے آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا۔۔۔

یہ پیار ہے آنکھیں پٹیٹاتے کہا۔۔۔

اسے پیار کہتے ہیں پارس نے دانت پیستے ہوئے کہا۔۔۔ اس نے فوراً ہاں
میں سر ہلایا۔۔۔ میں آپ کے رخسار پر کاٹی کیا کرو گی پھر میرے بھی
ڈمپل آجائے گے اس کے گردن میں بازو حائل کیے۔۔۔ سبحان اللہ
تمہارے لاجب پر۔۔۔

تھینکیو شاہو اتراتے ہوئے اس کی گال پر لب رکھے۔۔۔

تمہاری یہ حرکات تمہیں کسی دن مشکل میں ڈالے گی آنکھوں میں بے
پناہ جذبات لیے کہا۔۔۔

کیا مطلب شاہونا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

اس بات کا مطلب سمجھنے کے لیے ابھی تم بہت چھوٹی ہو۔۔۔ اسے
باہوں میں لیے لیٹ گیا۔۔۔

لیکن مجھے جانتا ہے ضد کرتے اس کے سینے پر کہنیاں ٹکائے گھور کر
پارس کی طرف دیکھا۔۔۔

اور میں کوئی چھوٹی بچی نہیں ہوں۔۔۔ ہاں بالکل میری حیات تم چھوٹی بچی
نہیں ہے لالی پاپ میں کھاتا ہو، کوکو مو، جیلی، بنٹیاں، نوڈلز، سلائی،
لنز، چاکلیٹس، چیٹوز، زبیاں سب بچوں والی چیزیں میں کھاتا ہو۔۔۔ انیزا
اپنی اتنی لمبی چیزوں کی لسٹ بتانے پر اسے گھور بھی نہ سکی۔۔۔

آپ کو پتا آپ بہت برے ہے منہ بناتے اس کی گردن میں چہر اچھپا گئی
--

حیاتِ تمہاری اس طرح کی ناراضگی میری نیت خراب کرتی ہے۔۔۔ بہکے
ہوئے لہجے میں کہا۔۔

آپ کی نیت ہے ہی خراب۔۔۔ انیزا نے غصے سے اس کی گردن پر دانت
گاڑھے۔۔۔ ظالم بیوی کچھ تور حم کرو شوہر پر۔۔۔

شوہر حم کرنے کے قابل ہی نہیں ہے۔۔

پارس شاہ اس کے گرد سخت حصار بنا گیا۔۔۔ شاہو بے بی چاہیے۔۔۔
حیاتِ تم سو جاؤ ابھی بے بی نہیں آسکتا۔۔

کیوں نہیں آسکتا انیزا نے غصے سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ تمہاری
جان کو خطرہ ہو سکتا ہے کیونکہ ایک ماہ پہلے تمہارا مس۔۔۔ پارس خود پر

ضبط کرتا خاموش ہو گیا۔۔ میں کیا کرنے والا تھا اس نے دل میں سوچا

کون سا خطرہ شاہو۔۔ نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔ تمہارے سر میں درد
ہوتا ہے اس لیے تم بے بی نہیں سنبھال سکتی۔۔ پاس بات بدل گیا۔۔
میں سنبھال لو گی آپ لا کر دے۔۔

اچھا فل وقت سو جاؤ کیونکہ آدھی رات کو پاس نے لمبا سانس کھینچا۔
ہو سپیٹل سے بے بی لانے سے رہا۔۔

او کے پھر صبح لا کر دینا حکم دینے والے انداز میں کہہ کر آنکھیں بند کر لی
۔۔ یا اللہ صبر دل میں سوچتے آنکھیں بند کر لی۔۔۔

تین دن بعد۔۔۔۔۔

احمد نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی سر بھاری ہونے کی وجہ سے اسے
مشکل ہو رہی تھی احمد نے ارد گرد دیکھا کوئی کمرے میں موجود نہ تھا
دس منٹ کی کوشش کی بعد احمد شاہ آٹھ کر بیٹھا۔۔۔ اپنے ہاتھوں سے
ڈرپس اتاری۔۔۔

احمد آٹھ کر چلنے لگا کمزوری کی وجہ سے لڑکھڑا کر نیچے گرنے لگا ارسلان
نے فوراً احمد شاہ کو تھام کر انہیں بیڈ پر بیٹھا کے ان کے گلے لگ گیا۔۔۔
بابا آپ ٹھیک ہو ارسلان کے لہجے میں نرمی شامل ہوئی۔۔۔
بابا کی جان میں بالکل ٹھیک احمد شاہ نے اس کی پیٹ تھپتھپائی۔۔۔

احمد شاہ اپنے بیٹے کے لہجے میں نمی محسوس کرتے ان کی آنکھیں نم ہو گئی
۔۔ میں ٹھیک ہو میرے چیونگم ارسلان احمد شاہ کے چیونگم کہنے پر اداس
سا مسکراتے پیچھے ہوا۔۔

مسکرایا کرو اچھے لگتے ہو۔۔ احمد شاہ نے دل میں اپنے بیٹے کی مسکراہٹ
کی نظر اتاری بے شک وہ اداس مسکراہٹ تھی احمد شاہ اس اداس سی
مسکراہٹ کے لیے کچھ بھی کر گزرنے کو تیار تھے۔۔

بابا آپ ٹھیک ہونا ارسلان نے احمد شاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔
احمد شاہ نے ہاں میں سر ہلایا۔۔

سب کہاں ہے؟۔۔

باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔۔ ارسلان دروازے کی طرف دیکھتا ہوا بولا

چلو چلتے ہیں پھر باہر۔۔۔ ارسلان نے بابا کو سہارا دیتے کھڑا کیا۔۔ سب
باہر ادا اس چہرے لیے سر جھکائے بیٹھے تھے وہ دونوں سب کے درمیان میں
جا کے بیٹھ گئے۔۔۔

میرے چالیسویں کی تیاری کی ٹینشن لے رہے ہو سب۔۔ احمد کہ آواز
سن کر سب نے چہرہ اٹھایا۔۔

ساجاد شاہ نے اپنے دائیں جانب دیکھا احمد ان کے پاس بیٹھا مسکرا رہا تھا
۔۔۔ ساجاد شاہ ان کے گلے لگتے بے ساختہ رو پڑے۔۔۔

بھائی نہ روئے احمد نے سختی سے ان کے گرد حصار بنایا۔۔ بھائی میں
ٹھیک ہو۔۔ ساجاد شاہ پیچھے ہوئے ہی تھے جب عیشان اور عالیان بھاگ
کر ان کے گلے۔۔ بابا بہت رلایا ہے آپ نے ہمیں احمد شاہ خاموشی سے
مسکراتی آنکھوں سے اپنے گھر والوں کو دیکھ رہے ازہان اور زیان نے

ان دونوں کو دیکھا جو پیچھے ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے انہوں نے
دونوں کو کھینچ کر پیچھے کرتے احمد شاہ کے سینے سے لگے۔۔۔

یہ کیا ہے دونوں غصے سے بولے۔۔۔

تم دونوں تو چھوٹے بابا ساتھ ایسے چپک گئے تھے جیسے تم دونوں کی بیوی
ہو احمد شاہ نے مسکراتے ہوئے دونوں کی کمر پر چیت رسید کی۔۔

ہاں تو چھوٹے بابا کب سے آپ کے ساتھ چپک کر بیٹھے تھے زیاں غصے
سے دونوں کی طرف دیکھتا بولا۔۔

بھائی پیچھے ہونیشہ نے دونوں کو گھوری سے نوازا۔۔۔

بھائی اٹھ جائے اس پٹھانی ڈاکٹر نے ہمارا یہی پر آپریشن کر دینا ہے زیاں
اسے آنکھ مارتے اٹھ گیا۔۔۔

لو فرنیٹھ بڑبڑاتے احمد شاہ کے سینے پر سر رکھ گئی دوسری طرف رضا ان
کے گلے لگ کر بیٹھ گیا۔۔۔

سب نے باری باری احمد شاہ کو ہگ کیا۔۔

اسمہ احمد شاہ کے سامنے والے کاؤچ پر بیٹھی روئے جا رہی تھی۔۔

اسمہ ادھر آؤ احمد شاہ کے کہنے پر اسمہ آنسو بہاتے ان کے پاس بیٹھی۔۔

سیان نیچے آ رہا تھا سا منے احمد شاہ کو دیکھتے وہی ساکت ہو گیا۔۔

احمد نے اسمہ کو سختی سے خود میں بھینچ لیا۔۔ اسمہ احمد کے سینے سے

لگی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔

اسمہ چپ کر جاؤ احمد نے اسمہ کا چہرہ سامنے کرتے پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

سب ننگسٹرز نے ہوٹنگ کی۔۔

کیا بات ہے بابا عیشان شوخ لہجے میں بولا۔۔

اسمہ سب کی ہوٹنگ کرنے پر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔۔

ہاں بس بیوی سے ہی پیار کرنا آتا ہے سیان منہ بناتے احمد شاہ سے کچھ

فاصلے پر بیٹھ گیا۔۔۔

احمد شاہ نے اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا۔۔۔ جتنا پیار تجھ شیطان کو
کیا ہے نہ شاید ہی کسی کو کیا ہو میں نے۔۔۔ سیان ان کے سینے پر سر
رکھے آنسو بہائے جارہا تھا۔۔۔

اوے شیطان چپ کر احمد نے اس کے سر پر چپت لگائی سیان نے منہ بنا
کر ان کی طرف دیکھا۔۔۔

روتا ہوا اچھا نہیں لگتا تو احمد شاہ اسے آنکھ مارتے بولے۔۔۔ اسمہ جان
اپنے شوہر کو سنبھالے اپنے بیٹے کو ہی پٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔۔
احمد شاہ نے اسے دھکا دیتے خود سے دور کیا۔۔۔ بابا مجھ سے آپ پیار
نہیں کرتے رونے کی ایکٹنگ کرنے لگا۔۔۔

یہ میرے پیار کو غلط رنگ دینے کا نتیجہ۔۔۔
اسمہ ان دونوں کی طرف دیکھ کر مسکرا دی۔۔۔

بابا اتنے برے دن آگے ہیں آپ کے، آپ ایک لڑکے کو عالیاں کہتے
ہو ننوں کو گول کرتے چپ ہو گیا۔۔۔

پاس پڑا کشن اٹھا کر احمد نے عالیاں کے منہ پر مارا۔۔۔ میری نہ بیوی ہے
میرے پاس مجھے تم جیسے آدھے مرد اور آدھی عورت کو چھیڑنے کا کوئی
شوق نہیں۔۔۔

بابا۔۔ احمد کی بات پر عالیاں اور سیان دونوں کے منہ کھل گئے۔۔۔ باقی
سب نے زوردار قہقہہ لگایا۔۔۔

اسمہ جان اپنے نہ اس مجازی خدا کو بتا دے ہم پورے مرد ہیں سیان اپنا
کالر ٹھیک کرتے ہوئے بولا۔۔۔

احمد شاہ نے اسے گھوری سے نوازا۔۔۔

زید گھر داخل ہوا احمد شاہ کو سب کے درمیان بیٹھے باتیں کرتے دیکھ
بھاگ کر ان کے پاس جاتے گلے لگ گیا۔۔۔

بابا، بابا آپ ٹھیک ہے نہ زید بے یقینی سے ان کے کندھوں اور چہرے
کو چھوتے ہوئے بولا۔۔۔ زید کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے جو
رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔۔

احمد شاہ نے تڑپ کر اسے گلے لگایا۔۔۔

میں ٹھیک ہو بابا کی جان بالکل ٹھیک ہو رونا بند کرو۔۔ احمد شاہ اس کے
پیٹ تھپتھپاتے پیار بھرے انداز میں بولے۔۔۔

بہت رولا یا ہے آپ نے ہمیں بہت تکلیف دی ہے زید احمد شاہ کے ہاتھ
چومتے ہوئے بولا۔۔ باپ کے کھو کر دوبارہ ملنے کی خوشی اولاد کے لیے
ایسی ہوتی ہے جیسے دل کو دھڑکن مل گئی ہو دوبارہ۔۔۔

میرے بیٹے میں بالکل ٹھیک ہو ریلیکس ہو جاؤ احمد شاہ نے زید کے

کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔ زید نے نظریں اٹھا کر ارسلان شاہ کی طرف

دیکھا، ارسلان نے نظریں پھیر لی۔۔ زید نے آنسو ضبط کیے اسے لگا اس

کے اندر سب کچھ ٹوٹ گیا ہے اس کا جان سے پیارا جڑواں بھائی نے اس
کے ارسلان نے اس سے تین دن سے بات کرنا تو دور اس کی طرف
دیکھا تک نہ تھا۔۔۔

ساجاد شاہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ دوسرے سب تو اس سے
بات کر لیتے تھے لیکن ارسلان۔۔۔۔

امی میری میڈیسن کہا ہے مجھے مل ہیرا چلتی ہو ہال میں داخل ہوئی احمد
شاہ کو دیکھ کر وہ خاموش ہو گئی اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی۔۔
احمد شاہ نے حیرانگی سے ہیرا کی طرف دیکھا اس لیے وہ ان کے گھر تھی
سو جن زدہ چہرہ جس پر نشانات تھے آنکھوں کے نیچے گہرے ہلکے بے
یقینی سے اسے دیکھتے غصے سے زید کی طرف دیکھا۔۔۔

ز۔ زید ان کی زبان لڑکھڑائی۔۔۔

ان۔ انکل م۔ میں سیڑھیوں سے گر گئی تھی۔۔ آنسو بہاتے ہوئے
ہمت کر کے بولی۔۔ اس لیے یہ نشانات ہیں انکل۔۔ احمد شاہ نے لمبا
سانس لیتے دل پر ہاتھ رکھا۔۔ بابا ارسلان ان کی حالت دیکھ گھبرا کر
بولا۔۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔ ہیرا ادھر آؤ بیٹا۔۔ اسمہ کی جگہ ہیرا بیٹھ گئی۔۔
آپ مجھے جھوٹ تو نہیں بول رہی احمد شاہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔
ن۔ نہیں انکل م۔ میں کیوں آپ سے جھوٹ بولو گی۔۔
ہیرا نظریں جھکا کر بولی۔۔۔

زید آپ کے ساتھ سہی رہ رہا ہے۔۔؟ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار
سے کہا۔۔

اپنے آنسوؤں پر ضبط کرتی وہ ہاں میں سر ہلا گئی۔۔۔۔

آپ کب سے یہاں آئی ہو۔۔ چار دن آنسو ضبط کرنا اس کے لیے انتہائی مشکل ہو رہا تھا۔۔ بیٹا آپ زید کے کمرے میں۔۔۔ بابا آپ کو اب آرام کرنا چاہیے ارسلان ان کے بات کو کاٹتے ان کا بازو پکڑ کر کھڑا کیا۔۔۔

احمد شاہ کو کمرے میں چھوڑ کر وہ باہر آیا۔۔۔

جیسے ہی بابا کی طبیعت ٹھیک ہوتی ہے میں انہیں سب۔۔ نہیں بھائی جی انہیں کچھ مت بتانا آپ پہلے ہی میری وجہ سے ان کا یہ حال ہوا ہے میں انہیں چاہتی میری وجہ سے پھر کچھ ہو ہیرا نے ارسلان کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔۔۔

ارسلان ہاں میں سر ہلا گیا۔۔۔

ارسلان۔۔۔۔ زید نے اس کا ہاتھ پکڑا، ارسلان اس کا ہاتھ جھٹک کر

کمرے میں چلا گیا۔۔۔ زید نے ہیرا کی طرف دیکھا وہ بھی بے رخی

دیکھاتی نیشہ کے کمرے میں چلی گئی۔۔ ہیرا تین دن بعد زید شاہ کے سامنے آئی تھی اپنے بھائی اور بیوی کی بے رخی دیکھ زخمی مسکراہٹ اس کے چہرے کا حصہ بنی۔۔۔

زید خاموشی سے اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔ سب ایک دفعہ پھر ادا اس ہو گئے۔۔

انیزا کا میٹھا کھانے کا دل کر رہا تھا وہ کچن میں جانے لگی جب اسے ڈائنگ ٹیبل صاف کرتی ملازمین کی آواز سنائی دی۔۔۔ ہماری بی بی جی تو بڑی بونگی بیوی ہے نہ اپنے شوہر کے لیے تیار ہوتی ہے نہ اس کے لیے کچھ بناتی ہے۔۔۔ ایک ملازمہ دوسری سے بولی۔۔۔ میری ماں جب مجھے رخصت کرنے لگی تھی تو انہوں نے سختی سے کہہ کر بھیجا تھا اپنے شوہر کے لیے تیار ہونا اس سے یار بھری باتیں کرنا اس کو اپنے ہاتھ کا بنا کھانا کھانا اور بھی بہت کچھ سکھایا تھا ملازمہ اپنا ناکاب سیٹ کرتے ہوئے بولی

--ہاں نہیں تو بیویاں اتنا کچھ کرتی ہیں شوہر کے پیار کے لیے، مجھے تو لگتا ہے بی بی جی صاحب جی پیار ہی نہیں کرتی۔۔۔

انیزا غصے سے بھری کمرے میں واپس چلی گئی۔۔۔

میں پیار کرتی ہوں اپنے جنونی گندے شوہر سے، اور شاہو بھی مجھ سے پیار کرتے ہیں۔۔۔ منہ بناتے بیڈ پر بیٹھی۔۔۔

میں، میں بونگی نہیں ہوں میں تیار ہو کے دکھاؤ گی انیزا کبڈی کھول کر کھڑی ہو گئی۔۔۔ کیا پہنوں۔۔۔؟ کیا ہوا بیٹا جنت بی بی کمرے کی صفائی کرنے آئی تھی انیزا کو پریشان دیکھ پوچھا۔۔۔

آنٹی میں کیا پہنوں، مجھے شاہو کے لیے تیار ہونا ہے مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔۔ تو بیٹا اس میں رونے والی کیا بات ہے میں آپ کی مدد کر دیتی ہوں۔۔۔ جنت بی بی نے الماری میں سے باربی فرائک نکال کر انیزا کے ساتھ لگا کر دیکھی۔۔۔ نہیں یہ نہیں دوبارہ

الماری میں رکھ دی۔۔۔پارس کہاں ہے جنت بی بی کپڑوں کی طرف
دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔میری چیزیں لینے گئے ہیں۔۔۔یہ پرفیکٹ ہے
جنت بی بی نے رائے بلوکلر کی ساڑھی نکالی۔۔

آنٹی یہ نہیں پہننی۔۔۔کیوں بیٹا اس میں کیا برائی ہے۔۔۔آنٹی اس کی
کُرتی دیکھے کتنی چھوٹی ہے۔۔۔انیزا نے منہ کے اٹے سیدھے زاویے
بنائے۔۔

آپ نے اپنے شوہر کے سامنے ہی پہننا ہے بیٹا اور بیویاں تو اس طرح
کے کپڑے پہنتی ہے شوہروں کے لیے، یہ بہت پیاری لگے گی آپ پر
۔۔۔انیزا نے منہ بناتے پکڑ لی کیونکہ پارس آنے والا تھا اور اسے اس
کے آنے سے پہلے تیار ہونا تھا۔۔۔

انیزا چیخ کر کے باہر آئی جنت بی بی اس کی ساڑھی سیٹ کرنے لگتی جو بار
بار اس کی نازک کمر سے ڈھلک جاتی آدھا گھنٹہ لگا کر جنت بی بی نے

ساڑھی سیٹ کی۔۔۔ اب میں کر لوگی انیزا خوش ہوتے بولی جنت بی بی
چلی گئی انیزا نے میک اپ کے نام پر کریم لگا کر ریڈ لپسٹک لگائی اور وہی
لپسٹک ہلکی سی رخساروں اور ناک پر لگالی۔۔۔ وہ اس ساڑھی میں گڑیا
لگ رہی تھی۔۔۔

پارس گھر آیا انیزا ساڑھی پہنے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی کُرتی کی
ڈوری سے الجھ رہی تھی۔۔۔

کیا مصیبت ہے۔۔۔ پہلی دفعہ شاہو کے لیے تیار ہو رہی ہوں اللہ جی، بند
ہو جاوہ منہ بناتی آئینے میں خود کو گھور رہی تھی۔۔۔

پارس دروازے کے پاس ساکت کھڑے بہکی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا
تھا۔۔۔

نیوی بلوساری پہنے جس کی کُرتی نہایت چھوٹی تھی جس میں اس کی
گندمی کمر انتہائی پُرکشش لگ رہی تھی۔۔۔ سلیو لیس بازو گالا جو آگے سے

نہایت ڈیپ تھا کرتی کے بیک پر صرف ایک ڈوری تھی بیک سائیڈ
صرف نام کی تھی۔۔

ساری کاپلوز مین کو سلامی پیش کر رہا تھا۔۔
انیزا کے بال آگے کی طرف تھے جس کی وجہ سے اس کمر مکمل طور پر
نظر آرہی تھی۔۔

انیزا گندمی رنگت پر ہلکا پھلکا میک اپ کیے نظر لگ جانے کی حد تک
خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

پارس اپنی بھوری آنکھوں میں جذبات لیے اسے دیکھنے میں محو تھا۔
پارس نے بنا آواز پیدا دروازے کو لاک کیا۔۔

دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے پیچھے سے اس کے گرد حصار بناتے
گردن پر لمس چھوڑا۔۔

انیزا کی برہنہ کمر اسے کے سینے سے لگی۔۔ انیزا نے مسکراتی آنکھوں
سے پارس کی طرف دیکھا پھر اپنی حالت پر غور کرتے وہ بے انتہا سرخ
ہوتی رخ بدلتے اس کے سینے میں چہر اچھپا گئی۔۔ پارس اسے سختی سے
خود میں بھینچ کر اس کے کُرتی کی ڈوری بند کرتے اس کی گردن پر
نہایت بے باکی سے لمس چھوڑنے لگا۔۔

ش۔ شاہو چھ۔ چھوڑے اٹک اٹک کر بولتے مزاحمت کرتے اسے خود
سے دور کرنا چاہا۔۔

نہیں چھوڑ سکتا حیاتم تمہیں کس نے کہا تھا یہ قیامت خیز حسن لے کر
میرے سامنے آؤ۔۔

اب آگئی ہو تو سہن بھی کرو میرا بچہ پارس اس کا چہر اسامنے کرتے اس
کے لبوں پر جھک کر خود کو سیراب کرنے لگا۔۔

انیزا نے مزاحمت کرنی چاہی تو پارس نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ
میں قید کیے۔۔۔۔

خود کو سیراب کر کے وہ پیچھے ہوا انیزا گہرے سانس لینے لگی۔۔۔ پارس
کو اس کا حسن بہت کچھ کرنے پر اکسار ہا تھا۔۔۔۔
شاہو چھوڑے انیزا رونے والی ہو گئی تھی۔۔

آج کے بعد چھوڑنے کی بات مت کرنا پیار سے سمجھا رہا ہو سمجھ جاؤ
کیونکہ حیات تم تمہیں میرا دوسرا طریقہ پسند نہیں آئے گا پارس نے
جنونیت سے کہتے اس کے کالر بون پر لب رکھے۔۔ انیزا نے آنکھیں میچ
لگی وہ اس وقت پارس کو معصوم ڈری ہوئی گڑیا لگی۔۔۔

پارس نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ انیزا رونے لگ گئی۔۔۔ بالم کیا ہوا
ہے۔۔۔ آپ نے میری تعریف نہیں کی بچوں کی طرح منہ بناتے بولی
پارس کو اس پہ ٹوٹ کر پیار آیا۔۔۔

Ay prensesi gibi gorunuyorsun
bebegim

شاہو چیتے ہوئے اس کے سینے پر تھپڑ مارنے لگی۔۔۔
کیا ہوا حیاتِ تم پارس نے اس کے ہاتھ پکڑ کر اپنے گرد حصار بناتے اسے
قریب کیا۔۔۔ میں نے آپ کو تعریف کرنے کا کہا تھا۔۔۔
بیگم تعریف ہی کی ہے۔۔۔
مجھے آپ یہ فارسی نہیں سننی۔۔۔ آپ اردو میں تعریف کریں۔۔۔
فارسی تو نہیں بولی میں نے۔۔۔
میری حیاتِ تم چاند کا لگ رہی ہے۔۔۔
ہائے انیز اثر ماتے ہوئے اس کے سینے میں چہرا چھپا گئی۔۔۔
پارس کو خود پہ ضبط کرنا مشکل لگ رہا تھا لیکن وہ خود کو بے قابو کر کے
اپنے حیاتِ تم کی زندگی خطرے میں نہیں ڈال سکتا تھا۔۔۔

شاہو آپ نے مجھے بے بی لا کر دینا تھا اس کے سینے سے چہرہ نکالتے کہا

لا دو گا۔ نظریں چراتے کہا۔۔

کب غصے سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔۔ جب سہی ٹائم آئے گا۔۔
اور یہ سہی ٹائم کب آئے گا۔۔ ایذا بحث نہ کرو۔۔ اسے سنجیدہ ہوتے
دیکھ انیزا چپ کر گئی۔۔۔

شاہو نہ کریں انیزا نے اپنی کمر پر پارس کے ہاتھ کی حرکت محسوس
کرتے کہا۔۔ کیا نہ کرو حیاتم پارس محبت پاش نظروں سے اس کی طرف
دیکھ رہا تھا۔۔ آپ کتنے بے شرم ہیں۔۔ انیزا نے گھوری سے نوازا۔۔
تمہیں کہا کس نے ہے کہ شوہر میں شرم نامی کوئی چیز ہوتی ہے؟۔۔
شوہر سے بڑا سے بے شرم انسان کوئی نہیں ہوتا انہوں نے بے شرمی

میں پی اتیج ڈی سے بھی آگے تک پڑھائی کی ہوتی ہے حیاتم۔۔۔ پاس
اسے آنکھ مارتے بولا۔۔۔

پتا چل رہا ہے مجھے منہ بناتے رخ دوسری طرف کر لیا۔ ابھی تو میں
نے کچھ کیا ہی نہیں تو تمہیں پتا کیسے چل گیا حیاتم اس رخ اپنی طرف
کرتے اس کی گردن پر جھکا۔۔۔

اسے پیچھے ہٹتے نہ دیکھ انیزا نے اس کی گردن پر سختی سے دانت گاڑھے
پاس درد ضبط کرتا پیچھے ہوا۔۔۔

جب میں گھر نہیں ہوتا تو بلیوں کے پاس جا کے تو نہیں بیٹھ جاتی تم
۔۔۔ شاہو میرے پاس مت آنا آپ۔۔۔

کیوں۔۔؟

مجھے آپ کا چھونا نہیں اچھا لگتا انیزا غصے سے چیختی اسے دکھا دیتی بیڈ پر
جا کے لیٹ کر کشن کو ہگ کر لیا۔۔۔

اس کی ساری کاپلو اس کے کندھے پر نہ تھا پلو ساڑھی سے جدا ہو کر
زمین پر گرا ہوا تھا اس کی برہنہ کمر دیکھ پارس خود پر ضبط کرتا سٹڈی روم
میں چلا گیا۔۔۔

پارس میں داخل ہو کر اپنا سر تھام کر بیٹھ گیا۔۔۔ یہ میرے پاس رہی تو
میرا خود پر ضبط کرنا مشکل ہو جائے گا اس سے بچہ ضائع ہونے بات چھپانا
مشکل ہو جائے گا۔۔۔ پارس جانتا تھا اس نے غصے میں کہا ہے۔۔۔

جن کاموں میں ملوث ہو چکا ہوں اس کی جان کو خطرہ ہے میرے ساتھ
رہنے پر۔۔۔ پارس نے سامنے بنے ڈیکوریشن پیس کو دیکھا۔۔۔

کہاں بیجھو اسے میں وہ سوچ میں پر گیا۔۔۔ پارس قدم اٹھاتے ڈیکوریشن
پیس کے سامنے کھڑا ہو کر اس نے موتی کی طرح دیکھنے والے بٹن کو

دبایا۔۔۔ ڈیکوریشن پیس اوپن ہو گیا اس کے اندر پارس نے کوڈ انٹر کیا اور

اپنا فنگر پر نٹ لگایا۔۔ دیوار سائیڈ پہ ہو گئی سامنے سیڑھیاں تھی پارس
اندر چلا گیا دیوار واپس سے بند ہو گئی۔۔۔

بے پناہ سیڑھیاں ختم ہوئی سامنے بڑی سی دیوار پر بے شمار ایل سی ڈی
اور کمپیوٹرز تھے۔۔ پارس نے ٹیبل سے ایک پیکٹ اٹھایا۔۔۔
پارس نے دائیں جانب دیکھا جہاں بلیک مرر کی دیوار تھی اس کا دروازہ
کھولتے وہ اندر داخل ہوا۔ وہاں قید آدمیوں کی خوف سے آنکھیں
پھیل گئی۔۔۔ پارس چیئر پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا۔۔۔ میری
بیوی کو ہاتھ لگایا تھا تم دونوں نے میری حیات تم کو پارس نے پیکٹ کھول کر
اس میں سے انجیکشن نکال کر ان دونوں کے سینے پر لگا دیے۔۔۔ تم
لوگوں کی سانسیں بھی میں ویسے ہی اکھڑتے دیکھنا چاہتا ہوں جیسے
میری حیات تم کی سانسیں اکھڑی تھی۔۔۔ اس کی جنونیت دیکھ وہ دونوں
خوف سے کانپنے لگے۔۔۔ پارس نے ان کے منہ سے ٹیپ ہٹا دی۔۔۔

اچانک دونوں کے دل میں جان لیوا تکلیف شروع ہو گئی۔۔۔ جو ایک پل کے لیے بند ہو کر دو رنگی شدت سے دوبارہ شروع ہو جاتی۔۔۔

وہ دونوں تڑپتے ہوئے چیخنے لگے ان کی سانسیں اکھڑ رہی تھی۔۔۔

پارس آنکھیں بند کر کے پرسکون ہوتا ان کی چیخیں سننے لگ گیا۔۔۔ مجھے

سکون نہیں مل رہا بھی وہ درد نہیں ہے تم دونوں کی آوازوں میں۔۔۔

پارس نے ایک اور انجیکشن دونوں کو لگا دیا۔۔۔ ان کی جلد پگھلنے لگی ان

دونوں کی دردناک چیخیں کمرے میں گونجی پندرہ منٹ میں ان دونوں

کی ہڈیاں پکی تھی۔۔۔ آج کے بعد تم جیسے درندے کسی عورت کو

چھونے کی ہمت بھی نہیں کرے گے اور تمہارے اس بوس شد اور خان

کوکتے کی موت ماروں گا میں۔۔۔ پارس نے پورے کمرے میں نظر

دوڑائی جہاں ہر طرف خون تھا۔۔۔ پارس کے سارے کپڑے خون

سے رنگے ہوئے تھے۔۔۔

پارس سٹڈی روم سے باہر نکل کے واش روم میں چلا گیا۔۔۔
انیزا اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔ شاہو ناراض ہو گئے ہیں اسے کمرے میں موجود نہ
دیکھ وہ ادا اس ہو گئی۔۔۔

پارس فریش ہو کر شرٹ لیس باہر آیا۔۔ اس نے انیزا کی طرف دیکھنے
سے گریز کیا۔۔ انیزا کو اس کا نظر انداز کرنا انتہائی برا لگا اپنی حالت پر غور
کیے بغیر وہ اٹھ کر اس کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔۔ جنونی شوہر مجھ سے
ناراض نہ ہو منہ بنا کر کہا۔۔

پارس خاموشی سے کھڑا اپنے بال سیٹ کر رہا تھا۔۔ گندے شوہر میں
آپ سے کہہ رہی ہو پارس اس کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہا تھا
کیونکہ وہ جس حال میں اس کے سامنے کھڑی تھی، وہ اس کی طرف دیکھ
کر خود پر قابو نہیں کھونا چاہتا تھا۔۔ انیزا نے سٹول پر کھڑے ہو کر اس
کے لبوں پر اپنے لب رکھ دیے۔۔ پارس ساکت نظروں سے اس

طرف دیکھے گیا۔۔ انیزا کافی دیر اس کے ہونٹوں سے اپنے ہونٹ جوڑ کر کھڑی رہی اس کے لبوں پر دانت گاڑھ کر وہ پیچھے ہوئی۔۔ گندے شوہر مجھ سے ناراض نہ ہوں رونے والا منہ بناتے کہہ کر اس کے ہاتھ اپنی کمر پر رکھا اس کی گردن پر لب رکھے۔۔۔ پارس ساکت کھڑا تھا وہ تو جیسے صدمے کی زد میں آگیا تھا۔۔ شاہو کیا ہوا ہے اسے ساکت کھڑے دیکھ پوچھ کر اس کے گلے میں بازوؤں حائل کر کے اس کے ڈمپلز پر لب رکھے۔۔۔

یہ سب تمہیں کس نے سکھایا ہے پاس خود پر ضبط کر رہا تھا۔۔۔ اس نے خواب و خیال میں بھی نہیں سوچا تھا اس کی معصوم سی حیاتِ اس کی بالمراس طرح کی حرکات کرے گی پہلے بولڈ ساڑھی اور اب یہ

سب

کچھ پوچھا ہے میں نے کہاں سے سیکھا ہے تم نے یہ سب پارس نے بے
حد پیار سے پوچھا وہ اس پہ سختی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

ناول میں پڑھا تھا اگر شوہر ناراض ہو جائے تو اس طرح منائیں یعنی اسے
کس کریں تو مان جاتا ہے۔۔۔۔ آج ہی تمہارے ان ناولز کو آگ لگاتا
ہوں میں۔۔۔ پارس دانت پیستے ہوئے بولا۔۔

میرے ناولز کو ہاتھ بھی نہیں لگانا۔ ہاتھ کیا پاؤں بھی لگاؤ گا میں۔۔
میرے ناولز کو پاؤں لگائے گے آپ گھورتے ہوئے پوچھا۔۔ جی بلکل
حیاتم انیزا نے غصے سے اس کی ڈمپلز پر دانت گاڑھے پارس اس کی بچوں
والی حرکت پر مسکرا دیا۔۔ اب تو پکا یقین ہو گیا ہے تم میرے جانے کے
بعد بلیوں کے ساتھ رہتی ہو بالہ۔۔ شاہو پلیر میرے ناولز کو کچھ مت
کیجیے گا پلیر معصومانہ چہرہ بنا کر اس کی طرف دیکھا۔۔

پارس کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔۔۔

حیاتِ میری گڑیا آپ جا کے چینیج کر ل حدو۔۔ یہ اچھا نہیں لگ رہا مجھ
انیزا بولتے ہوئے خود کو دیکھا وہ شرم سے بے انتہا سرخ ہوتی بے ہوش
ہو کر پاس کی باہوں میں جھول گئی۔۔۔

پاس نے پریشان ہوتے اسے بیڈ پر لٹا کر اس کے اوپر لحاف دیا پاس پڑا
جگ اٹھا کر اس کے چہرے پر کچھ پانی کی بوندیں گرائی۔۔ انیزا نے
موندھی موندھی آنکھیں کھول کر پاس کی طرف دیکھا اپنا حلیہ یاد
کرتے وہ وہ زور سے آنکھیں بند کر گئی۔۔ میں باہر جا رہا ہو جا کر چینیج کر
لو۔۔ پاس اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر کمرے سے چال گیا۔۔۔

زید ارسلان کے کمرے میں آیا۔۔ ارسلان فائلز چیک کر رہا تھا زید
اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ ارسلان اسے نظر انداز کیے کام میں
مصروف تھا۔۔

ارسلان مت کرو میرے ساتھ ایسا نہیں برداشت ہو رہی تمہاری
نارا ضگی۔۔۔

ارسلان بات کرو ڈانٹو، مار لو لیکن یہ بے رخی نہ دکھاؤ۔۔۔ ہر چیز سہ
سکتا ہوں تمہاری نارا ضگی تمہاری بے رخی نہیں سہ سکتا۔۔۔

زید سر تھا مے روتے ہوئے کہہ رہا تھا اس کی آواز میں کپکپاہٹ تھی
خوف تھا اپنے بھائی کے دور ہو جانے کا۔۔۔

ارسلان سپاٹ چہرے کیے ساکت بیٹھا تھا۔۔۔ میں نے بہت بڑی غلطی کی
ہے اگر میں اس کا ازالہ کر دو تو تم مجھ سے بات کرو گے۔۔۔ زید کچھ پل
کے لیے خاموش ہو گیا اسے طلاق دینے سے غلطی کا ازالہ ہو جائے گا
میں اسے طلاق ارسلان شاہ کا ہاتھ اٹھا تھا جو زید کے چہرے پر نشان
چھوڑ گیا۔۔۔

وہ بنا سوچے سمجھے بہت بڑی بات کر گیا تھا۔۔۔

طلاق دو گے اسے؟ ارسلان شاہ ضبط کھوتا چلایا۔۔۔ ہاں دوں گا کیونکہ
اس نکاح سے ہی سب کچھ خراب ہوا ہے نکاح ختم سب کچھ ٹھیک ہو
جائے گا۔۔۔ ہیرا جو پانی پینے نیچے جا رہی تھی زید کی باتیں سن کر بے جان
قدموں سے واپس چلی گئی۔۔۔

سب ٹھیک جائے گا پھر تم میرے ساتھ پہلے طرح رہنے لگ جاؤ۔۔
ارسلان کو ایک پل کے لیے یقین نہ آیا اس کا بھائی طلاق کی بات کر رہا
ہے جسے ان مردوں سے بے انتہا نفرت تھی جو اپنی عورتوں کو چھوڑ
دیتے تھے اپنے گھر والوں کے لیے۔۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے زید شاہ تم اسے چھوڑ دو گے تو ازالہ ہو جائے گا۔۔۔؟
ارسلان شاہ ایک پل کے لیے خاموش ہو گیا۔۔۔ ہاں ہو جائے گا ازالہ وہ
ہر تکلیف سے آزاد ہو جائے گی جب جسم میں جان ہی نہ رہے تو کون سی

تکلیف رہتی ہے زید شاہ۔۔ ارسلان کی بات پر بے ساختہ زید کی
آنکھوں سے آنسو گرے۔۔۔

زید سر جھکا گیا۔۔ سر کیوں جھک گیا ہے تمہارا۔۔ بولو زید۔۔ ارسلان
سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ زید ارسلان کے کندھے پر
سر رکھ گیا۔۔ تمہیں پتا ہے ارسلان میں اسے چاہتا تھا یا شاید ہوں میں
کبھی اپنے اور اس کے درمیان انا کو نہ لاتا اگر وہ میری بہن کے بارے
میں زید خاموش ہو گیا۔۔۔

ہاں میں نے کیا اس کے ساتھ غلط مانتا ہوں میں ارسلان اس نے میری
ماں کو میری بہن کو عیاش بولا، یہ مجھ سے برداشت نہیں میں نے اس
کے ساتھ جتنا مرضی برا کیا ہو لیکن کبھی اس کی ماں بہن تک نہیں گیا
۔۔ سب مجھے غلط کہہ رہے ہوں۔۔۔

میں یہ نہیں کہتا کہ اسے غلط کہو لیکن ہر چیز کا زمہ دار مجھے بھی تو نہ ٹھہراؤ
۔۔۔ مجھے معاف کر دو میں اپنی انا میں تمہاری تربیت کو بھول بیٹھا۔۔۔
زید بے آواز رونے لگا۔۔۔

ارسلان نے اسے گلے لگا لیا زید کو ایسا محسوس جیسے اس کے سارے درد
ختم ہو گئے۔۔۔

میں ناراض نہیں تھا غصہ تھا تم پہ، یقین نہیں آ رہا تھا میرا بھائی میرا زید
ایسا کر سکتا ہے۔۔۔ ارسلان کی لہجے میں بے یقینی تھی۔۔۔

میں اب کچھ غلط نہیں کرو گا میں وعدہ کرتا ہوں چاہے جو مرضی ہو جائے
۔۔۔ اپنے وعدے قائم رہنا۔۔۔ ارسلان کی بات پر وہ مسکرا کر ہاں میں سر
ہلا گیا یہ نہ جانتے ہوئے کہ یہ وعدہ اس کے لیے کتنا مشکل ہونے والا
ہے۔۔۔ اس کا بھائی اس سے ناراض نہیں تھا زید کے چہرے پر دنیا جہاں
کی خوشی تھی۔۔۔

ارسلان پتا ہے تمہیں میں نے کیا سوچا تھا۔۔؟

کیا سوچا تھا۔۔؟ ارسلان نے اس کی طرف رخ کیا۔۔

شادی کر کے ایک پرسکون زندگی گزاروں گا ہیرا کے ساتھ لیکن
قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا ارسلان نے اس کا کندھا تھپتھپایا۔۔

مجھے ایک بات بتاؤ تم صبح سے چار بجے آفس کا کام کون کرتا ہے۔۔

میٹنگ ہے نوبے اس کی تیاری کر رہا ہوں۔۔

ارسلان انسان کو اتنا بھی کام کا پجاری نہیں ہونا چاہیے۔۔

اچھا زید اس کے اچھا کہنے پر کھل کر مسکرایا۔۔

طلاق۔۔ اگر مجھے طلاق دے دی تو میں کہا جاؤ گی عاقل میرے تو بابا اور

بھائی بھی مجھے اپنے پاس نہیں رکھے گے۔۔۔ وہ روئے جا رہی تھی۔۔

اس نے اپنا سر تھام لیا اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔۔

عاقل میں مر جاؤ گی اگر مجھ پر طلاق کا دھبہ لگ گیا جب اسے کوئی بات
برداشت نہیں ہوتی تھی تو وہ اپنے پاس عاقل کو پا کر اس سے باتیں کرتی
تھی جس کا حقیقت میں کوئی وجود ہی نہ تھا۔۔۔

عاقل میرا سر پھٹ رہا ہے۔۔۔ وہ روئے جا رہی تھی۔۔۔ ہیرا اپنے روم
میں رہتی تھی اس نے دراز سے نیند کی گولیاں نکال کر کھا۔۔۔
ہیرا کچھ دیر میں ہے گہری نیند سو گئی۔۔۔

دوماہ سے زیادہ وقت گزر گیا سب کچھ معمول کے مطابق ہوتا رہا اگر
کوئی ٹھیک نہ تھا تو وہ ہیرا اور زید تھے۔۔۔ احمد شاہ بالکل ٹھیک ہو چکے تھے
ان سے ہیرا اور زید کے معاملات کو راز ہی رکھا گیا تھا۔۔۔
سب ناشتہ کر کے فارغ ہو کے حال میں بیٹھے تھے۔۔۔

احمد پیار بھری نظروں سے اسمہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ سیان عرتج نے
عرتج کی کمر پر ہاتھ رکھا جو ساجاد شاہ نے دیکھ لیا۔۔۔ تم دونوں باپ بیٹوں

میں شرم نامی چیز ہی ختم ہو گئی ہے۔۔۔ سا جاد شاہ کے طنز پر وہ دونوں باز
آنے کی بجائے میسنے بن کر مسکرا نے لگے۔۔۔ بابا سب زیادہ بے شرم
یہ سیان ہے عالیان جل کر بولا۔۔۔

سالے صاحب ابھی تو نکاح ہوا ہے اور آپ مجھے بے شرم کہہ رہے ہیں
رخصتی کے چند دن بعد جب آپ مامو بنے گے تب۔۔۔ بھائی جی اس کا
منہ بند کروالے عالیان دانت پیستے ہوئے بولا۔۔۔

ارسلان نے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔

اسلام و علیکم ارد شیر سکندر نے گھر میں داخل ہوتے اونچی آواز میں
سلام کیا۔۔۔

و علیکم اسلام احمد شاہ سلام کا جواب دیتے بے یقینی سے اسے دیکھنے لگے
۔۔۔ ارد شیر تیز قدم اٹھاتا احمد کے پاس پہنچ کر اس کے گلے لگا۔۔۔

کیسے ہوا احمد۔۔۔ میں ٹھیک تم کہاں تھے۔۔۔ احمد نے غصے سے پوچھا۔۔۔

یورپ۔۔ سوال مت کرنا احمد میں ان کا جواب نہیں دے پاؤ گا۔۔

نہیں کرتا میرے لیے یہی کافی ہے کہ میرا دوست واپس آ گیا ہے احمد شاہ مسکراتے ہوئے بولے۔۔۔

احمد اور ارد شیر بچپن کے دوست تھے ارد شیر کئی سال پہلے غائب ہو گیا تھا کسی کو معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہیں۔۔۔

ارد شیر سب سے خوش اخلاقی سے ملا۔۔ یہ سیان ہے۔۔؟ ارد شیر نے احمد کی طرف دیکھتے ہوئے احمد سے پوچھا۔۔ سیان نہیں شیطان ہے یہ سب نے احمد کی پر قہقہہ لگایا۔۔

ایک بات پوچھو آپ سے سیان ارد شیر کی طرف متوجہ ہوا۔۔

پوچھو۔۔ آپ نے شادی کیوں نہیں کی۔۔ کوئی ملی ہی نہیں۔۔

انسان کونہ اتنا جھوٹ بولنا چاہیے جتنا سامنے والا سچ مان لے۔۔ سیان

ایک آئی بروا پر کرتے بولا۔۔

یورپ رہ کر آئے ہیں گرل فرینڈز تو بنائی ہو گی ارد شیر نے نہ میں سر
ہلایا۔۔

کر لے شادی آپ بابا سے تقریباً دو سال چھوٹے ہے تو پھر آپ کی اتج
چھتیس (36) ہے، بابا نے شادی بھی کر لی اور پانچ بچے بھی۔۔

بیٹا میرا تیرے باپ کی طرح سپیڈ چھوڑنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔
تو پھر آپ کا دادا بننے کی عمر باپ بننے کا ہے۔۔۔ سب جو بامشکل ہنسی
روکے بیٹھے تھے سیان کی بات پر سب نے قہقہہ لگایا۔۔

اردانگل۔۔۔ مجھے اس نام سے نہ بلایا کرو۔۔ اوکے اردانگل میں آپ کو
اس نام نہیں بلایا کرو گا۔ آپ کی محبوبہ آپ کو اس نام سے بلاتی ہے
؟۔۔

احمد شاہ تم نے اسے کیا کھا کر پیدا کیا تھا۔۔ ارد شیر دانت پستے ہوئے
بولایا۔۔

اسمہ نے اس کے پیدا ہونے سے پہلے چائے پر اٹھا کھایا تھا۔۔۔ سہی کہانہ
اسمہ جان۔۔۔ اسمہ نے اور ارد شیر نے گھور کرا احمد کی طرف دیکھا۔۔۔
میں بھی کسے کہہ رہا ہوں جو خود دماغ خراب کرنے میں سب سے آگے
ہیں۔۔۔ ہیرا کمرے میں بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔۔ یہ کیا ہو رہا مجھے کیوں اتنی
واٹس ہو رہی ہیں۔۔۔ ہیرا کو دو ماہ سے واٹس ہو رہی تھی وہ بے حد
کمزور ہو گئی تھی اس نے کسی کو نہیں بتایا تھا کہ اس کی طبیعت خراب ہے

اچانک ہیرا کے پیٹ میں شدید درد شروع ہو گیا۔۔۔ وہ درد ناقابل
برداشت ہونے کی وجہ چیخنے لگ گئی۔۔۔

ہیرا کی چیخیں سن کر زید بھاگتا ہوا ہیرا کے کمرے میں گیا۔۔۔

زید کو دیکھ وہ ہوش و ہواس سے بیگانہ ہو گئی۔۔۔ زید اسے باہوں میں
اٹھا کر نیچے آیا سب پریشانی سے ان دونوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔
زید ہیرا کو کار میں لیے بیٹھ گیا ارسلان نے فل سپیڈ میں کار چلائی۔۔
ہیرا آنکھیں کھولو ہیرا زید کی آنکھوں میں ڈرتھا اسے کھودینے کا۔۔
گاڑی ہو اسپتال کے سامنے رکتے ہی زید اسے باہوں میں اٹھائے اندر
داخل ہوا۔۔

انشاہیرا کو زید کی باہوں میں دیکھ پریشانی سے تیز قدم اٹھاتی ان کے پاس
گئی۔۔۔

امی، بڑی امی اسے پتا نہیں کیا ہو گیا اسے دیکھے نہ زید نے ہیرا کو سٹرچر پر
لٹا کر انشا سے کہا۔۔

زید ریلیکس ہو جاؤ میں دیکھتی ہوں انشا ہیرا کو لے کر ایمر جنسی روم میں
چلی گئی۔۔

اتنی دیر میں اسمہ، احمد، عیشان ازہان بھی ہو سپیٹل آ گئے۔۔۔

ہیرا کو کیا ہوا ہے کچھ پتا چلا ارسلان ازہان نے فکر مندی سے پوچھا۔۔۔

ایمر جنسی روم میں لے گئے ہیں۔۔۔

زید سر تھامے بیٹھا تھا۔۔۔ اسمہ بیگم زید کے پاس بیٹھ گئی وہ اس کی

کیفیت سے اچھی طرح واقف تھی۔۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔

انشاروم سے باہر آئی۔۔۔

امی ہیرا زید انشا کے پاس گیا۔۔۔

زید بیٹا وہ۔۔۔ بے ساختہ زید نے ہاتھ دل کے مقام پر رکھا۔۔۔

ہیرا ٹھیک ہے لیکن۔۔۔ لیکن کیا امی زید کی سانسیں سوکنے لگی۔۔۔ تین

ماہ سے وہ پریگنٹ تھی بچہ نہیں رہا انشا ہمت کرتے ایک سانس میں کہہ

گئی۔۔۔

زید کے پاؤں اس کا ساتھ چھوڑنے لگے وہ لڑکھڑا کر گرنے لگا احمد نے
اسے پکڑ کے سہارا دیتے انشا کے کعبین میں لے گئے۔۔۔
سب کی آنکھیں نم ہوئی تھی پہلی بار کوئی گھر میں خوشی آنے لگی تھی اور
وہ بھی۔۔۔۔

آپی مس کیرج ہوا کس وجہ سے ہے۔۔
اسمہ۔۔ ہیرا کا مس کیرج ٹینشن اور روٹین سے نیند کی گولیاں کھانے
کی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔۔ ہوش آیا سے اسمہ آنسو صاف کرتے بولی
۔۔۔ نہیں ابھی۔۔

زید۔۔ ارسلان اس کے پاس بیٹھا۔۔
زید کچھ تو بولو۔۔ زید ارسلان شاہ نے اسے ہلایا جو سپاٹ چہرہ اس رخ
آنکھیں لیے ساکت بیٹھا ہوا تھا۔ زید نے نم آنکھوں سے اس کی
طرف دیکھا۔۔

ارسلان نے اسے گلے لگا لیا وہ ٹوٹ چکا تھا مکمل طور پر۔۔۔ زید کچھ تو بولو۔۔

ایسا۔۔۔ لگ رہا ہے۔۔۔ اگر بولو۔۔۔ گاتو۔۔۔ ضبط کھودو۔۔۔ گادل
۔۔۔ پھٹ جائے۔۔۔ گامیرا۔۔۔ میری وجہ سے۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔
ارسلان کے گلے لگتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔۔۔

کیبن میں گہری خاموشی چھا گئی آواز تھی تو وہ زید کی سسکیوں کی۔۔
(میری وجہ سے میرا بچہ) احمد شاہ کو اس کی بات عجیب لگی۔۔۔ وہ اس
سے پوچھنا چاہتے تھے لیکن یہ وقت مناسب نہیں تھا۔۔۔
میمیشنٹ کو ہوش آگیا ہے نرس نے کیبن میں داخل ہوتے کہا۔۔
زید تم نہیں جاؤ گے احمد شاہ نے پوچھا۔۔۔ زید خاموش رہا اس نے کوئی
جواب نہ دیا۔۔۔ اسمہ اور انشا ہیرا کے پاس چلی گئی۔۔
تین گھنٹوں بعد وہ ہیرا کو لے کر گھر چلے گئے۔۔۔

ہیرا کو زید کے کمرے میں لے جایا گیا۔۔ ہیرا درد ٹھیک ہوا ہے۔۔۔ ماما
دیکھیں کتنا اچھا تحفہ ملا ہے نہ مجھے میری سالگرہ پر۔۔۔ یہ سب کچھ زید
کی وجہ سے ہوا ہے۔۔ چہرا ہاتھوں میں چھپاتے وہ سسکیاں لیتے رونے
لگی۔۔

خدا نے جو قسمت میں لکھ دیا ہو وہ ہو کے ہی رہنا ہوتا ہے انشانے اسے
حوالہ دینا چاہا۔۔ اسمہ کو بے ساختہ ہیرا پہ غصہ آیا جو ساری غلطی زید
کی نکال رہی تھی۔۔۔

نیشہ نہی سب لڑکیوں نے اسے چپ کروانے کی کوشش کی لیکن ناکام
۔۔ وہ روئے جا رہی تھی۔۔

ہیرا روتے ہوئے سو گئی۔۔۔ سب باہر چلے گئے۔۔۔

زید اور ارسلان فارم ہاؤس میں موجود تھے۔۔

ارسلان دیکھو کیا ہو گیا ہے۔۔ سب ختم زید کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے
اس کے اندر سب ختم ہو گیا ہے۔۔ میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔۔ زید کی
آنکھوں میں نمی شامل ہوئی۔۔

کیا۔۔؟ جیسے ہی ہیرا کی طبیعت ٹھیک ہو گی میں چھوڑ دوں گا اسے۔۔
زید۔۔ ارسلان شاہ نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔۔

زبردستی قائم کردہ رشتے کا نتیجہ علیحدگی ہی ہوتا ہیں۔۔ ہمارا رشتہ
یہی تک ہے۔۔ اس نے ضبط سے آنکھیں بند کی۔۔

یہ دوسرا خسارہ ہے میری زندگی کا جسے میں چاہ کر بھی نہیں بھلا پاؤں گا
وہ روتے ہوئے بول رہا تھا۔۔

زید سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ کچھ ٹھیک نہیں ہو گا کچھ بھی نہیں
۔۔ مجھے بھی یہی لگتا تھا سب ٹھیک ہو جائے گا میں نے دو ماہ میں کئی

دفعہ اس سے بات کرنے کی کوشش کی۔۔ سب کچھ ساٹ آؤٹ کرنا
چاہا۔۔ اپنی اناسب کچھ ختم کر دیا اس کے لیے۔۔

: ایک ماہ پہلے

ہیرا مجھے بات کرنی ہے زید ہیرا کے کمرے میں آیا۔۔ بات کرنی ہے یا
مارنا ہے۔۔ حقارت سے اس کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔۔

میں نے جو کچھ کیا مجھے معاف کر دو۔۔ ہیرا نے زوردار قہقہہ لگایا جیسے
اس کا اور خود کا مزاق اڑا رہی ہو۔۔

معاف کس چیز کے لیے مجھ پہ ظلم کرنے کے لیے، مجھ سے اپنی حوس
پوری کرنے کے لیے۔۔ مجھے زہنی ٹارچر کرنے کے لیے۔۔ کس کس
چیز کی معافی مانگو گے۔۔ آخر میں وہ چلائی۔۔

ہر چیز کے لیے مانگو گا۔۔ زید نے نظریں نیچے کر لی وہ بغیر ڈوپٹے کے اس
کے سامنے تھی۔۔ زید شاہ کیا ہوا نظریں کیوں نیچے کر لی تم نے دیکھو

میری طرف دیہان سے۔۔ کہی حوس جاگنے کا ڈر تو نہیں ہے۔۔۔ ہیرا
پلیز۔۔ زید کا خود پہ ضبط کرنا مشکل ہو رہا تھا لیکن وہ خود پہ ضبط کھو کر
وعدہ نہیں توڑنا چاہتا تھا۔۔

کیا پلیز وہ چلائی۔۔ میں نے کوئی حوس نہیں پوری کی تھی بیوی ہو تم
میری۔۔

وہ بیوی جسے تم طلاق دینے والے ہو۔۔

ہیرا چیخ رہی تھی۔۔

نہیں۔۔۔

جھوٹ مت بولو زید شاہ میں نے خود سنا ہے تم بھائی جی سے کہہ رہے
تھے۔۔ پاگل ہو گیا تھا تب، نہیں چھوڑو گا، ہم دونوں ایک ساتھ رہتے
ہیں ایک اچھا کیل بن کر۔۔ زید نے بے حد پیار سے کہا۔۔

یہ میٹھی باتیں نہ کرو مجھ سے سیدھی مدے کی بات کرو تمہیں حوس
پوری کرنی ہے زید شاہ ہیرا نے اس کا گریبان پکڑا۔۔۔

ہیرا اس معاملے میں تم مجھے غلط سمجھ رہی۔۔۔

تم ہو ہی غلط زید شاہ۔۔۔ زید نے اسے گلے لگانا کے لیے ہاتھ آگے کیے
ہیرا نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔۔۔

ہاتھ مت لگانا مجھے اسے دھکا دیتے پیچھے ہوئی۔۔۔ زید کی ضبط سے آنکھیں
سرخ ہو گئی۔۔۔ وہ کمرے سے چلا گیا۔۔۔

ایک ہفتے بعد وہ پھر اس کے کمرے میں آیا۔۔۔

طبیعت کیسی ہے تمہاری۔۔۔؟ پیار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا

کیا مسئلہ ہے تمہیں روز آجاتے ہو منہ اٹھا کر میرے کمرے میں۔۔۔
جب تک معاف نہیں کر دو گی اسی طرح اتار ہوں گا۔ ہلکا سا مسکرا کر
اس کی طرف دیکھا۔

نہیں چاہیے مجھے تمہاری معافی دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔ دروازہ کی
طرف اشارہ کیا۔

ہیرا ایک دفعہ بھولنے کی کوشش تو کرو۔۔ زید کے لہجے میں التجا تھی۔۔
نہیں بھولنا چاہتی میں، تمہیں پتا ہے مجھے خود سے گھن آتی ہے یہ سوچ
کر کہ تم نے مجھے چھوا ہے۔۔۔

تمہاری حوس تمہیں معافی مانگنے پر اکسارہی ہے۔۔ حقارت سے
دیکھتے رخ دوسری طرف کر لیا۔

میں لاکھ برا سہی ہیرا، لیکن کبھی بھی میرے دل میں تمہارے لیے
حوس پیدا نہیں ہوئی زید کمرے سے چلا گیا۔

کتنی دفعہ میں نے اپنی عزتِ نفس کو کچل کر اسے منانے کی کوشش کی
۔۔ لیکن اس نے مجھے ہر دفعہ دھتکارا۔۔

وہ اگر ہمارے رشتے کو ٹھیک کرنا چاہتی ہوتی تو وہ مان جاتی اور سلان لیکن
وہ نہیں مانی۔۔ اس لیے آخری حل علیحدگی ہے۔۔
اور سلان ساکت بیٹھا اس کی باتیں سن رہا تھا۔۔

ہم ایک دفعہ اگر کسی کے دل سے اتر جائے، دوبارہ ہمیں وہ جگہ نہیں
مل سکتی۔۔ لیکن میں تو اس کے دل میں تھا ہی نہیں۔۔۔
زید سنبھالو خود کو۔۔۔ نہیں سنبھال پار ہا خود جنتی کوشش کر رہا ہوں اتنا
ہی بکھرتا جا رہا ہوں۔۔ اس نے اپنا سر تھام لیا۔۔

وہ خوشی مجھ سے چھین لی گئی جو میں نے محسوس بھی نہیں کی تھی۔۔
اس کے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔

زید مس کیرج میں تم دونوں کی غلطی ہے۔۔ ارسلان نے اس کے
کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

یہ بات صرف تم مان رہے ہو اور کوئی نہیں۔۔۔ باقی سب کو یہی لگ رہا
ہے کہ میں ہی اپنے بچے کا قاتل ہو۔۔ وہ خاموش ہو گیا۔۔

ایک باپ کیسے اپنے بچے کو ختم کر سکتا ہے۔۔؟ میں نہیں ہوں قاتل وہ
روتے ہوئے چلایا۔۔ زید تمہیں آرام کہ ضرورت ہے۔۔۔ نہیں کرنا
مجھے آرام مجھے میرا بچہ چاہیے ارسلان میں نے تو ابھی اسے محسوس بھی
نہیں کیا تھا۔۔۔ چلو گھر چلے ارسلان نے اسے زبردستی کھڑا کیا۔۔ نہیں
جانا مجھے گھر زید نے ہاتھ چھڑوانا چاہا۔۔

ارسلان اسے زبردستی گھر لے کر آیا۔۔

سب ہال میں بیٹھے تھے احمد نے زید کو اپنے پاس بیٹھا لیا۔۔ بابا مجھے آرام کرنا ہے زید کھڑا ہو گیا احمد شاہ نے اسے جانے دیا کیونکہ جس درد سے وہ گزر رہا تھا وہ نہایت تکلیف دہ تھا۔۔

زید کمرے میں داخل ہوا اس کے بیڈ پر ہیرا سوئی ہوئی تھی۔۔۔ وہ خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔

زید اسے ہمدردی اور غصے سے دیکھ رہا تھا۔ اسے معلوم ہی نہ ہو رہا تھا کہ اس کی کیفیت کیسی ہے۔۔

ہیرا نے آنکھیں کھولی زید کو سامنے بیٹھے دیکھ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی اسے پیٹ میں درد ہوئی۔۔

زید آنکھیں بند کرتا ٹیک لگا گیا اس کے پاس بولنے کے لیے کچھ نہ تھا۔ یا شاید وہ پوچھنا نہیں چاہتا تھا۔۔

مجھے۔۔۔ میرے کمرے۔۔ میں جانا ہے۔۔ چلی جاؤ بند آنکھوں سے
ہی جواب دیا۔۔

امی۔۔۔ کو بلاؤ۔۔ م۔۔ مجھ۔۔۔۔۔ سے چلا۔۔۔ نہیں جا رہا۔۔۔ درد
ہونے کی وجہ سے وہ بامشکل بول پائی۔۔
زید نے موبائل پکڑ کے اسمہ کو کال کی۔۔

امی کمرے میں آئے۔۔ کہہ کر کال بند کر دی۔۔ اسمہ اور ارسلان
دونوں کمرے میں آئے۔۔ امی۔۔ مجھے کمرے۔۔ میں جانا ہے۔۔
ٹھیک ہے میں۔۔ کہی پہ نہیں جانا تم یہی رہو گی۔۔ ارسلان شاہ اسمہ
بیگم کی بات کاٹتے بولا۔۔

جتنا اپنے آپ کا اور اپنے رشتے کا تم دونوں نقصان کر چکے ہوں کافی ہے،
خبردار اگر تم دونوں نے علیحدہ کمرے کی بات کی ارسلان برہمی سے
کہتا اسمہ کو ساتھ لیے کمرے سے چلا گیا۔۔ ہیرا رونے لگ گئی۔۔

زید بیڈ کی دوسری سائیڈ پر لیٹ گیا۔۔ مجھے تمہارے در کی شدت کی وجہ سے ہیرا نے بے ساختہ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ لیا۔۔ مجھے تمہارے ساتھ نہیں سونا۔۔ دروازہ سامنے ہے جاسکتی ہو۔۔ زید نے سنجیدگی سے کہا۔۔

کاؤچ پر جا کے۔۔ سو جاؤ۔۔ زید نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔۔ ہیرا جل کر رہ گئی۔۔ کچھ دیر بعد زید نے رخ اس کی طرف کیا۔۔ چالیس دن تک تک فارغ کر دوں گا تمہیں۔۔ فارغ مطلب۔۔ سانس روکے پوچھا۔۔

طلاق دے دو گا۔۔ ہیرا نے نظریں اٹھا کر زید کی طرف دیکھا جس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔۔

اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔۔۔ زید اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔ ہم یہ رشتہ
آگے نہیں بڑھا پائے گے ہیرا تو بہتر یہی ہے کہ ہم علیحدہ ہو جائے،
بہت جلد میں گھر میں بھی سب کو بتا دوں گا۔۔

آنکھوں میں جمع ہوئے آنسو بہنے لگے۔۔۔ روکیوں رہی ہوا چھا ہے نہ
تم بھی آزاد ہو جاؤ گی مجھ جیسے درندے کی قید سے۔۔ زید کے لہجے میں
نمی شامل ہوئی جو وہ بڑی مہارت سے چھپا گیا۔۔

ہاں ہو جاؤ گی آزاد۔۔ وہ کچھ پل کے لیے خاموش ہو گئی۔۔ میں تمہیں
کبھی معاف نہیں کرو گی زید شاہ تمہاری وجہ سے میرا بچہ کہتے ہوئے وہ
پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

زخمی مسکرا ہٹ زید کی کے چہرے کا حصہ بنی۔۔ سیدھی طرح کہہ دو
ہیرا راجپوت کہ میں قاتل ہوں اپنی اولاد کا۔۔ سپاٹ چہرا تھا۔۔

ہاں ہوں تم قاتل ہو میرے بچے کے میری خوشیوں کے قاتل ہو تم
۔۔۔ جب سے میری زندگی میں آئے میرے حصے میں دکھ کے علاوہ
کچھ نہیں آیا۔۔۔

میرے محرم ہی مجھ سے میری خوشیاں چھین لیتے ہیں۔۔۔ پہلے میرا باپ
پھر میرا بھائی اور اب میرا شوہر۔۔۔ پیٹ اور سر میں اٹھنے والے تکلیف
سے اس نے آنکھیں بند کی۔۔۔

نام کا شوہر ہیرا راجپوت۔۔۔ وہ طنزیہ مسکرایا۔۔۔ زید لحاف خود پر اوڑھ کر
لیٹ گیا۔۔۔ مجبوراً ہیرا کو بھی لیٹنا پڑا۔۔۔

صبح سات بجے زید کی آنکھ کھلی اسے اپنے سینے پر بھاری چیز کا احساس ہوا
نظریں نیچے کی۔ ہیرا اس کے ساتھ لپٹے سوئی ہوئی تھی۔۔۔

ہیرا تقریباً زید کے اوپر تھی۔۔ زید کو اپنے سینے پر سر رکھے سوئی وہ
معصوم سی گڑیا لگی ماضی کی گزرے وقت کی تلخ باتیں یاد آتے
مسکراتے ہونٹ سنجیدگی میں بدل گئے۔۔۔

ہیرا نے آنکھ کھولی زید کا چہرہ خود کے قریب دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیلی
۔۔۔ تم بے شرم انسان رات تک تو طلاق کی باتیں کر رہے تھے اور اب
میری ساتھ چپک کر لیٹے ہوئے ہو۔۔۔ ہٹو میرے اوپر سے۔۔۔ نیند
سے جاگ کر دیکھوں کون کس کے اوپر چپک کر لیٹا ہوا ہے زید نے
چپک کر پہ زور دیا۔۔۔

ہیرا ہڑبڑا کر اٹھی جس سے اس کے پیٹ میں شدید درد کی لہر پیدا ہوئی
۔۔۔ بے ساختہ ہیرا کی چیخ نکلی۔۔۔

زید فوراً اٹھ کر اس کا پیٹ سہلانے لگا۔ ٹھیک ہو زید جھٹکے سے اس سے پیچھے ہوا۔ ہیرا کو اس کا پیچھے ہونا برا لگا۔۔۔ زید اٹھ کر واش روم چلا گیا۔۔۔

اسمہ ادھر آؤ احمد برہمی سے بولا۔۔

اسمہ احمد کو برہم ہوتا دیکھ اس کے پاس بیٹھ گئی۔۔۔ جی کہے۔۔۔ ادھر آؤ تم احمد نے اسے اپنے اوپر گرایا۔ احمد کیا کر رہے ہیں آپ صبح ہو گئی۔۔

تو میں نے کب کہا ہے کہ رات ہے اسمہ جان۔۔ احمد آپ کو شرم نہیں آتی۔۔ احمد نے زور سے نہ میں سر ہلایا۔۔

بلکل بھی نہیں آتی اسمہ جان احمد اس کے لبوں پر جھک کر اس کی سانسیں پینے لگا۔۔ اسمہ نے مزاحمت کرنی چاہی احمد نے اس کے ہاتھ پکڑ لیے اسمہ بن پانی کی مچھلی کے طرح اس کی باہوں میں تڑپی۔۔ وہ خود

کو سیراب کرتے پیچھے ہوا۔۔۔ اسمہ لمبے سانس لینے لگی۔۔۔ احمد اس کی گردن پر جھکامس چھوڑنے لگا اسمہ شرم سے لال ٹماٹر بن گئی تھی۔۔۔ اسمہ جان ابھی تو کچھ کیا بھی نہیں میں نے اور آپ لال ٹماٹر بن گئی ہیں۔۔۔ میرا دل کر رہا ہے میں اس لال ٹماٹر کو کھالو۔۔۔

احمد اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں لیتے ہوئے بولا۔۔۔

یہی ہے احمد نے آنکھ مارتے بولا اسمہ کا چہرہ ابے انتہا سرخ ہو گیا۔۔۔ احمد چھوڑے مجھے ناشتہ بنانا ہے اسمہ نے نظریں جھکائے بولا۔۔۔

اسمہ جان سروینٹ کس لیے رکھے ہیں۔۔۔ احمد آپ کو پتا بھی ہے اتوار والے دن سب بچے میرے ہاتھوں کا بنا ناشتہ کرتے ہیں۔۔۔ اسمہ نے اٹھنا چاہا احمد نے گرفت سخت کر لی۔۔۔ اسمہ جان آج آپ کہی نہیں جائے گی احمد نے اسے نیچے کیا اس کے اوپر ہوتے دونوں سائیڈ پر ہاتھ رکھ کر نکلنے کا رستہ بند کیا۔۔۔

احمد شاہ اس پہ حاوی ہوتا شد تیں نچھاور کرنے لگا کتنی دیر وہ اسمہ پر اپنے
پیار کی شد تیں نچھاور کرتا رہا۔۔۔ احمد پیچھے ہوا اسمہ غصے سے بولی۔۔
کون کمبخت اتنی خوبصورت بیوی سے دور ہو گا تمہاری یہ آنکھیں احمد
نے اس کی نیلی آنکھوں پر لب رکھے۔۔ تمہارے یہ ڈمپل کہتے ہوئے
اس کے ڈمپلز پر لب رکھے۔۔ یہ قاتل تل ٹھوڑی پر بنے تل پر لب
رکھے۔۔ باریک گلابی ہونٹ احمد اس کے لبوں پر شدت سے لمس چھوڑا
۔۔ احمد چھوڑ دے گیارہ بج گئے ہیں سب نے ناشتہ بھ کر لیا ہو گا اسمہ
کہتے ہوئے رونے لگ۔۔ تو اس میں رونے والی کیا بات ہے اسمہ جان
۔۔ مجھے بھوک لگی ہے آنسوؤں بہاتے کہا۔۔ احمد نے اس کے آنسو
لبوں سے چنے۔۔

چلو اٹھو فریش ہو پھر ناشتہ کرتے ہیں۔۔ دونوں فریش ہو کر باہر آئے
کمرے میں ارد شیر بیٹھا تھا ارد شیر نے اسمہ کو دیکھتے فوراً نظریں جھکالی

اسمہ نے حجاب نہیں کیا تھا سر پر لیے ڈوپٹے سے اس کے بال نظر آرہے
تھے اسمہ ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔۔۔

اپنی طرح سب کو تم نے کنوارا سمجھ رکھا ہے اب میرے کمرے میں
میری بیوی میرے ساتھ ہوتی ہے تو زرا احتیاط کیا کرو۔۔ احمد جل کر
بولا۔۔

تم مجھے طنز کر رہے ہو۔۔ جی بلکل طنز ہی کر رہا ہوں میرے رنگ میں
بھنگ ڈال دی ہے تم نے احمد کا دل چاہ رہا تھا اس کا گلہ دبا دے۔۔ چل جا
باہر مجھے کام ضروری کام ہے۔۔۔ یہ ضروری کام بھابھی سے رومینس
کرنا ہو گا۔۔ جی بلکل۔۔ احمد فخر سے بولا جیسے بہت بڑا کارنامہ کرنا ہے

۔۔۔

بے شرم انسان تجھے پتہ تیرا چھوٹا بیٹا کیا کہہ رہا تھا جب تو ناشتے پر نہیں
آیا۔۔

کیا کہہ رہا تھا گھڑی پہنتے ہوئے کہا۔۔

کہہ رہا تھا میرے باپ کو ہر دو گھنٹے بعد رو مینس کے وٹامن کی کمی لاحق ہو جاتی ہے اور پھر میری ماں پر ظلم ڈھایا جاتا ہے۔۔۔

اور جب میں نے کہا کہ تمہیں پتا نہیں کیا کھا کر پیدا کیا ہے آگے سے تمہاری طرح فوراً بولا اسمہ جان نے میرے پیدا ہونے سے پہلے چائے پراٹھا کھایا تھا۔۔۔

آپ اب بابا سے نہ پوچھئے گا کہ دادو نے انہیں کیا کھا کر پیدا کیا ہے۔۔ یا پھر پوچھ لینا پھر مجھے بھی بتانا۔۔

شیطان کے بچے میں تمہیں بتاتا ہوں میری ماں نے مجھے کیا کھا کر پیدا کیا ہے احمد شاہ ضبط کرتا بولا۔۔۔

مان گئے آج تم کہ تم شیطان کے باپ ہو ارد شیر دفع ہو جا یہاں سے
اس پہلے میں تیرا گلہ دبا دوں۔۔۔ احمد اسے کھا جانے والی نظروں سے
دیکھ رہا تھا۔

تو اپنے جگری یار کا گلہ دبائے گا۔۔۔ احمد نے فوراً ہاں میں سر ہلایا۔۔۔
احمد کے چہرے کے تاثرات بگڑتے دیکھ ارد شیر باہر چلا گیا احمد کا کوئی پتہ
نہیں تھا وہ گلہ دبانے میں گریز بھی نہ کرتا۔۔۔

زید بننا شتہ کیے گھر سے نکل گیا تھا ارسلان کی بھی میٹنگ تھی وہ ایک
ہفتہ کے لیے دوسرے شہر چلا گیا تھا۔

ہیرا جب سے شاہ ہاؤس میں آئی تھی اس نے کالج جانا سٹارٹ کر دیا
تھا۔

اب چونکہ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس نے کالج سے چٹھیاں
لے لی تھی۔۔۔

پارس انیزا کو کالج نہیں سمجھ رہا تھا شاید اور انیزا کی تاق میں بیٹھا تھا۔

اس لیے پارس اسے گھر میں ہی پڑھا رہا تھا۔۔۔

میرم کالج جاتی تھی ہیرا سے اس کی ملاقات ہوتی تھی ہیرا نے میرم کو نکاح کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا تھا۔۔۔

صاحب جی تو انوں کی ہو یا (صاحب جی آپ کو کیا ہوا ہے)

تسی واوانئی لگن دے (آپ ٹھیک نہیں لگ رہے) زوریز سوچ میں تھا

کہ ڈیول کو جال میں کیسے پھنسائے جائے جب عنائزہ اس کے سر پر آکر
کھڑی ہو گئی۔۔۔

لڑکی جا کے اپنا کام کرو۔۔ زوریز کے غصے سے بولنے پر عنائزہ کا دل
ادا اس ہو گیا۔۔ وہ چپ کر کے کچن میں چلی گئی۔۔۔ سر کھانا ریڈی
ہے ملازمہ ادب سے بولی۔۔

زوریز کھانا کھانے لگا۔۔ سب ملازمین آپس میں کھسر پھسر کر رہے
تھے۔۔ سر شراب نہیں پیتے اب۔۔۔ سر توروانہ تین سے چار بوتلیں
ختم کرتے تھے۔۔

زوریز ان کی آوازوں سن رہا تھا۔۔
کھانا کس نے بنایا ہے۔۔ سر اس نئی لڑکی نے۔۔
وہ لڑکی کہاں ہے بلاؤ اسے کھانا کھاتے ہوئے کہا۔۔
ملازمہ عنائزہ کو لے کر آئی۔۔
جی صاحب جی نظریں جھکائے کہا۔۔

کھانا تم نے بنایا ہے۔۔۔ جی۔۔ اس کے جی کہنے پر زوریز نے اس کی
طرف دیکھا۔۔ اف اس کی شہدرنگ آنکھیں۔۔ عنائزہ نے اس کی
طرف دیکھا زوریز نظریں جھکا گیا۔۔
تیری یہ آنکھیں ہمیں دنیا بھلا دیتی ہے
تیری یہ حیا ہماری نظریں جھکا دیتی ہے
(اے این رائٹس)

اچھا بنا ہے۔۔ تانوں چنگا لگیا (آپ کو اچھا لگا) خوشی سے چہکتی آنکھیں
پٹپٹاتے ہوئے بولی۔۔ زوریز نے ہاں میں سر ہلایا۔۔ منے تے ڈر لگن
دیا سی پتائی تے چنگا لگے کہ نہ (مجھے تو ڈر لگ رہا تھا پتا نہیں آپ کو اچھا
لگے گا کہ نہیں)

بہت اچھا بنا ہے۔۔ صاحب جی مینوں پکھ لگی اے مینور وٹی کھانی اے
(صاحب جی مجھے بھوک لگی ہے مجھے کھانا کھانا ہے)۔۔

بیٹھ کر کھالو زوریز نے چیتر کی طرف اشارہ کیا۔۔ سب ملازمین کے منہ
کھل گئے جو کسی ملازم کو اپنے پاس نہیں بٹھاتا تھا ایک گندی جھلی سی
ملازمہ کو اپنے ساتھ کھانا کھانے کو کہہ رہا تھا۔۔ صاحب جی ٹواڈے نہ
(صاحب جی آپ کے ساتھ)۔۔ زوریز نے غصے سے آئی برواوپر
کرتے دیکھا۔

عنائزہ فوراً بیٹھ کر کھانا کھانے لگ گئی۔۔ وہ بے صبری سے کھانا کھا
رہی تھی۔۔ کھانا کہی بھاگا نہیں جا رہا آرام سے کھاؤ۔
مینوں پکھ لگی اے (مجھے بھوک لگی ہے)
پاگل دیکھو کیسے کھا رہی ہے ایک ملازمہ نے دوسری سے کہا۔
زوریز نے گھور کر دیکھا ملازمین کچن میں چلے گئے۔
دوماہ بعد ان کی ملاقات ہوئی تھی۔

بھوک لگی ہو تو ایسے کھاتے ہیں۔۔ صاحب جی منے پر سو سویر دا کھانا
کھا داسی۔۔ (صاحب جی میں نے پر سو کی صبح کا کھانا کھایا ہے)۔۔
کیا مطلب نہیں کھایا۔۔ زوریز کے پوچھنے پر اس کی پیشانی پر پسینہ آگیا
۔۔ جواب دو۔۔ زوریز کو اس کی خاموشی پر غصہ آ رہا تھا۔۔

اوجی مینوں۔۔ (وہ جی، مجھے)

عنائزہ کو ڈر لگ رہا تھا کہیں وہ اسے ڈانٹے نہ۔۔

گانہ (ملازمہ) نے مینوں کھان نئی دیتا۔۔ میکو گمہ ڈگ گیا سی اُنے مینو
کھان کو کج نئی دیتا کیندی اے، ایے نقصان پورا کر، فیر ملے گا کھان نو۔
(گانہ نے مجھے کھانے نہیں دیا۔۔ مجھ سے واس گر گیا تھا اس نے مجھے
کھانے کو کچھ نہیں دیا کہتی ہے پہلے نقصان پورا کرو، پھر ملے گا کھانے کو
۔۔)

گانہ زور یزدھارا۔۔ گانیہ ڈرتی ہوئی کچن سے باہر آئی۔۔ زور یز کو غصے
میں دیکھ اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔۔

جی سر۔۔ فائر ہو تم وہ بے حد سنجیدگی سے بولا۔۔

سر۔۔ میری بات سمجھ نہیں آئی تمہیں اس کی بات کاٹتے غصے سے بولا
۔۔ گانیہ اس کے غصے سے سہم گئی آنکھوں میں آنسو لیے وہ چلی گئی۔۔
تمہیں کیا ہوا زور یز ناچاہتے ہوئے بھی غصے بول گیا۔۔

سو سو کرتے وہ رونے لگی۔۔ زور یز سمجھ نہیں آ رہا تھا اسے کیسے چپ
کروائے ایک تو اسے نام نہیں پتہ تھا اس کا۔۔

لڑکی چپ کر جاؤ زور یز خان پیار سے بولا۔۔ کھانا کھاؤ زور یز نے کھانے
کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

آنسو صاف کرتی وہ کھانا کھانے لگی۔۔

تمہاری والدین کہاں ہیں۔۔۔ اسلئے کول (اسلئے پاس) کھانا کھاتے
کہا۔۔۔ بہن بھائی۔۔۔

قتل ہو گئے۔۔۔ زوریز نے اس بیس سالہ لڑکی کی طرف ہمدردی سے
دیکھا جو دیکھنے میں دیکھنے میں چھوٹی سی گڑیا لگتی تھی۔۔۔ دیکھنے والے کو وہ
بارہ تیرا سال کی لگتی تھی۔۔۔

کس نے کیا قتل۔۔۔ کسے نواب زادے دے آدمی سان (کسی امیر
زادے کے آدمی تھے)۔۔۔ روزیز خان خاموشی سے کھانا کھانے لگا کھانا
ختم کر کے اس نے عنائزہ کی طرف دیکھا۔۔۔ عنائزہ چار پلیٹ بریانی کی
کھا چکی تھی۔۔۔ زوریز اسے دیکھے گیا وہ بولنے لگا لیکن پھر چپ کر گیا
کیونکہ وہ دودن سے بھوکی تھی۔۔۔

صاحب جی تسی مارے نہ چنگے کیوں رہن دے او (صاحب جی آپ
میرے ساتھ اچھے سے کیوں رہ رہے ہو)

عنائزہ کو عجیب لگ رہا تھا اس کا یہ رویہ، اس نے ملازمین سے زور پز کے بارے میں بہت براسنا تھا۔۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا اسے خود معلوم نہ تھا وہ کیوں اس سے ہمدردی کر رہا ہے۔۔

صاحب جی تسی شراب پیندے او۔۔؟ (صاحب جی آپ شراب پیتے ہوں)

نہیں۔۔ یک لفظی جواب دیا۔۔

شادی ہوئی ہے تمہاری بے ساختہ زور پز سوال کر بیٹھا۔۔ اس نے زور سے نہ سر ہلایا۔۔

تنے کیوں بچھ رہے ہو (آپ کیوں پوچھ رہے ہیں) نا سمجھی سے دیکھا۔۔

زور پز بنا جواب دیے کمرے میں چلا گیا۔۔ میں کیوں اس سے ہمدردی کر رہا ہوں۔۔ کیوں اس سے پیار سے بات کر رہا ہوں۔۔

تم ہمیں خود میں گم کر دیتی ہو
ہمیں خود کی ہوش نہیں رہتی اے صنم
(اے این رائٹس)

پاگل ہو گیا ہو میں جو اس سے پوچھ بیٹھا۔۔۔ اس نے اپنا سر تھام لیا۔۔
صاحب جی نے میکو کیوں پوچھا کہ ماری سادی ہوئی ہے کہ نہ۔۔)
صاحب جی نے مجھ سے کیوں پوچھا کہ میرے شادی ہوئی ہے کہ نہیں
(

ہائے صاحب جی دیا آنکھیں کڑیاں سونیاں نے۔۔ (ہائے صاحب جی
کی آنکھیں کتنی پیاری ہیں)

وہ اس کی آنکھوں کے بارے میں سوچتے ہوئے بولی۔۔
زوریز کوشد اور خان کا فون آیا وہ فوراً گھر سے نکل گیا۔۔

کیا ہوا ہے ڈیڈ زوریز شد اور کے اڈے پر پہنچا۔۔۔ ڈیول ڈیمین بہت بڑا
کھیل ہمارے ساتھ کھیل گیا ہے شد اور غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔۔ ہوا
کیا ہے ڈیڈ۔۔۔ وہ چسیر پر بیٹھا۔۔۔ وہ اپنی اس محبوبہ کو اس کے شوہر کے
پاس چھوڑ گیا ہے وہ اسے پتا نہیں کہاں لے کر چلا گیا ہے آدمی اس کے
پیچھے لگائے تھے اس پارس شاہ نے قتل کر دیا ہے یا اس کے پاس ہیں۔۔۔
شد اور آفس میں ٹہل رہا تھا۔۔۔ ہم لوگ پارس شاہ کو ہلکے میں لے رہے
ہے ڈیڈ وہ دیکھنے میں صرف ایک عام آدمی لگتا ہے وہ اندر سے آگ کی
طرح ہے جو اپنی ایک چنگاری سے پوری جنگل کو جلا کر راکھ کر سکتا ہے
۔۔۔ زوریز کچھ سوچتے ہوئے بولا۔۔۔ میں نے اس کے بارے میں پتا
لگوا یا ہے صرف یہی پتا چلا ہے وہ ایک عام انسان ہے، کوئی غلط معلومات
نہیں ملی مجھے۔۔۔

اس لیے ہی تو کہہ رہا ہوں ڈیڈ وہ آج کی دنیا میں کوئی ایس شخص نے
نہیں ہے جس نے کچھ غلط نہ کیا ہو۔۔

ڈیول ڈیمن سے بھی چار ہاتھ آگے ہے ڈیڈ اگر کوئی غور سے زوریز خان
کو دیکھتا تو اس کی نظروں میں طنزیہ پر سرار مسکراہٹ تھی۔۔

ہمم کہہ تو تم سہی رہے ہو پہلے ہمیں ان دونوں میں سے ایک کو ٹھکانے
لگانا ہو گا۔ دوسرے کو پھر قابو کر پائے گے۔۔ شد اور خان نے کمینگی
سے قہقہہ لگایا۔۔

مجھے تو لگتا ہے سرائیزابی بی سے پیار ہی نہیں کرتے کبھی ان دونوں کو
ایک دوسرے کے قریب نہیں دیکھا انیزا ہال میں بیٹھی ناول پڑھ رہی
تھی ملازمہ کام کرتے ہوئے باتیں کر رہی تھی۔۔

بتاتی ہوں تم سب کو میرے شاہو مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔۔ انیزا
ناول پڑھنے میں دوبارہ مصروف ہو گئی۔۔

شاہو گندے جنونی شوہر کہاں رہ گئے تھے آپ اتنی دیر پارس شاہ آفس
سے تھکا ہوا بھی گھر پہنچا تھا انیز اغصے سے اس کے سینے پر تھپڑ مارتے
ہوئے بولی۔۔

حیاتم مجھے بیٹھنے تو دو انیزا نے معصوم سامنہ بناتے اس کا ہاتھ پکڑ کر کاؤچ
پر بیٹھایا۔۔ اب بتائے کہاں تھے۔۔

میٹنگ تھی حیاتم اس لیے دیر ہو گئی۔۔ اسے اپنی گود میں بٹھایا۔۔
میٹنگ مجھ سے زیادہ ضروری ہے آپ کے لیے۔۔ اس کے ڈمپلز کر
انگلی رکھی۔۔ بلکل نہیں حیاتم سے زیادہ کچھ ہو سکتا ہے ضروری میرے
لیے۔۔۔ پارس نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔ انیزا شرماتی اس کی
گردن میں چہرا چھپا گئی۔۔ حیاتم، بالم اس کا کیا مطلب ہے شاہو آپ
مجھے میرے نام سے کیوں نہیں بلاتے ہمیشہ یہی کہتے ہیں یا پھر میری

چھوٹوسی بیوی، میرا بچہ وغیرہ وغیرہ اس کے بچوں والے انداز پر وہ
مسکرایا۔۔

حیاتم کا مطلب مائے لائف اور بالم کا مطلب ہے مائے ہنی۔۔ حیاتم اس
سے اچھا نام کوئی ہو سکتا ہے میری چھوٹو سی بیوی۔۔ انیزا شرماتی اس
لے لبوں پر لب رکھ گئی۔۔۔ پارس ساکت ہو گیا۔۔ حیاتم نشا تو کیا ہوا
۔۔ نہیں تو مسکراتے اس کے ڈمپلز پر لب رکھے۔۔ نہیں۔۔۔ وہ

تم۔۔۔۔۔ یہ پارس شاہ کو آج پہلی دفعہ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا
بولے وہ نہیں چاہتا تھا وہ انیزا کے دل میں جو اس کے لیے جذبات ہیں وہ
پروان چڑھے۔۔۔ آپ کو اچھا نہیں لگا میرا پیار کرنا۔۔ بہت اچھا لگا ہے
بے ساختہ وہ کہہ گیا۔۔

سن لیا تم سب نے جو چھپ چھپ کر دیکھ رہی ہو میرے شاہو مجھ سے
بہت پیار کرتے ہیں انیزا اونچی آواز میں بولی ملازمین کو چھپ کر دونوں
دیکھ رہے تھے فوراً کام میں مصروف ہو گئیں۔۔

پارس نے حیرانگی سے انیزا کی طرف اور ارد گرد دیکھا۔ شاہو آپ نے
یہ کیسی ملازماؤں کو رکھا ہوا ہے جب دیکھو ہمارے بارے میں بات
کرتی رہتی ہیں۔۔۔ انیزا نے غصے سے کچن کی طرف دیکھا۔۔

حیاتم غصہ نہیں کرتے پارس اسے باہوں میں اٹھائے کمرے میں لے
گیا۔۔

شاہو چھوڑے مجھے ان کو میں بتاتی ہوں میرے شاہو مجھ سے بہت پیار
کرتے ہے۔۔ اس کی باہوں میں اچھلتی ہوئی بولی۔۔ حیاتم پارس

سنجیدگی سے بولا۔۔ شاہو گندے شوہر آپ مجھ پہ غصہ کر رہے ہے
۔۔ اس کی ڈمپل پر دانت گاڑھے۔۔ میں اپنی حیاتم پر غصہ کر سکتا ہوں

اس کی ناک پر شدت سے لب رکھے۔۔۔ شاہو اس کی آنکھوں میں
دیکھتے ہوئے پکارا۔۔۔ جی جان شاہو۔۔۔

مجھے بے بی چاہیے پارس نے لمبا سانس لیا ایک ماہ اس کا بے بی نامہ بند ہوا
تھا اب پھر شروع ہو گیا تھا۔۔۔

میرا بچہ ابھی آپ بے بی کے لیے بہت چھوٹے ہوں جب آپ اٹھارہ کی
ہو جاؤ گی تب بے بی لادو گا۔۔۔ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے بے حد پیار
سے کہا۔۔۔ شاہو ابھی اٹھارہ کی ہونے میں ڈیرھ سال ہے میں اتنا انتظار
نہیں کر سکتی۔۔۔ مجھے ابھی چاہیے۔۔۔ ضدی لہجے میں کہتے منہ بناتے
آنکھوں میں آنسو لے کر رخ دوسری طرف کرنا چاہا پارس نے اسے
سینے سے لگایا۔۔۔

حیاتم میں آپ کے لیے ضروری ہوں۔۔ بہت زیادہ انیزا نے بازوؤں کو پھیلا کر کہا۔۔ جو ہمارے لیے ضروری ہوتا ہے ہم اس کی بات بھی مانتے ہیں۔۔ اس نے فوراً ہاں میں سر ہلا دیا۔۔

جانِ شاہو، بالم ابھی آپ بہت چھوٹی ہو بے بی کے لیے جب آپ اٹھارہ کی ہو گی بے بی لادو گا اوکے۔۔ اس کی آنکھوں پر لمس چھوڑتے پیار بھرے لہجے میں کہا۔۔

انیزا رونے والا منہ بنا کر ہاں میں سر ہلا گئی۔۔ تمہیں مجھ پر ترس نہیں آتا تمہاری ان کانچ سی آنکھوں میں نمی دیکھ مجھے یہاں تکلیف ہوتی ہے پارس نے اس کا ہاتھ دل کے مقام پر رکھا۔۔

مجھے پیار کرے چہر اس کے قریب کرتے آنکھیں بند کی پارس اس کے چہرے پر جا بجا لمس چھوڑنے لگا۔۔

چہرے سے ہوتے نہایت ہی بے باکی سے اس کی گردن پر لمس
چھوڑتے اس سے پہلے اس کی دھڑکن تک جاتا خود پہ قابو کرتے اپنا چہرا
اس سے دور کیا پاس کا ہاتھ اس کی دھڑکن پر تھا۔۔۔ انیزا سانس روکے
بیٹھی تھی پاس کو خود سے پیچھے ہوتے محسوس کرتے آنکھیں کھولی

شاہو میں نے پیار کرنے کو کہا تھا گندے کام کرنے کو نہیں کہا تھا۔۔۔
سہی کہتی ہوں میں آپ گندے شوہر ہو۔۔۔ غصے سے پاس کی طرف
دیکھا۔۔۔

گندہ شوہر میں نے کون سا گندہ کام کیا ہے۔۔۔ انیزا نے غصے سے دیکھتے
ہوئے اس کے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا پاس نے فوراً ہاتھ اس کی کمر پر
رکھ لیا۔۔۔

وہ غلطی سے وہاں چلا گیا تھا۔۔۔ اب بیوی اتنے پیار سے قریب آئے گی
تو اس بندہ بشر کی نیت تو خراب ہو گی نہ۔۔

اس بندے کی نہ پہلے دن سے ہی نیت اور دماغ مجھ پر خراب ہے اس کی
ڈمپلز پر دانت گاڑھے۔۔۔

ظالم بیوی کچھ تو شرم کیا کرو تمہارے اس مجازی خدا نے آفس جانا ہوتا
ہے۔۔۔

تو جائے میں نے کون سارو کا ہے آپ کو آفس جانے سے۔۔۔
یہ نشانات میرے منہ پر ہونے کی وجہ سے لوگ عجیب نظروں سے
دیکھتے ہیں مجھے۔۔۔

تو کہ دیجیے گا ان لوگوں سے کہ میری بیوی کو میرے ڈمپلز سے عشق
ہے اس لیے وہ ان پر پیار کرتی ہے تاکہ اس یہ ڈمپلز مل جائے۔۔۔
خوش ہوتے دوسروں کو اپنا کارنامہ فخر سے بتانے کا کہہ رہی تھی۔۔۔

یہ تو تمہیں ملنے سے رہے ہاں ایک دن ان رخصتوں کی جگہ ہڈیاں نظر
آئے گی۔۔۔

کیوں؟۔۔۔پارس نے اس کے کیوں کہنے پر آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا

روز دن میں پانچ دفعہ تو میری بیگم صاحبہ اپنے دانت گاڑھتی ہے۔۔۔
شاہو میں پیار کرتی ہوں۔۔۔ ماشاء اللہ، حیاتِ تم تمہارے اس پیار کو نظر نہ
لگے۔۔۔ پارس نے دانت چستے ہوئے کہا۔۔۔

اسلام و علیکم پٹھانی صاحبہ کسی ہے آپ۔۔۔ زیان نیشہ کے کمرے آیا۔۔۔
کیا مسئلہ ہے تمہارا۔۔۔؟ وہ جل کر بولی۔۔۔ میرا مسئلہ تم پٹھانی صاحبہ

نیشہ نے خود پر ضبط کرتے آنکھیں بند کی۔۔۔

ایک رشتہ آیا ہے تمہارے لیے ایک جلے ہوئے وکیل کا۔۔ اچھا خاصا
کھانا ہے۔۔

تم رشتے کروانے والی آنٹی ہو۔۔ دانت پیستے ہوئے بولی۔۔
پٹھانی صاحبہ شرم کرو کیوں میرا جینڈر چینج کر رہی ہوں۔۔۔ وہ ہڑ بڑا
گیا اس کی بات پر۔۔۔ کام تو ویسے ہی کر رہے ہو۔۔۔ اسے گھوری سے
نوازا۔۔۔

کیوں میری شادی کے پیچھے پر گئے ہو تم۔۔ بدلہ پٹھانی صاحبہ اس تھپڑ کا
جو تم نے مجھے مارا تھا تمہیں شادی سے خوف آتا ہے نہ بس وہی کروا گا
میں۔۔۔ اس کی طرف دیکھتا طنزیہ مسکرایا۔۔۔

دیکھو وہ تمہاری اس حرکت کی وجہ سے تمہیں پڑا تھا۔۔۔ وہ اپنا غصہ
ضبط کرتی ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی۔۔۔

یہ بھی تمہاری اس کی حرکت کی وجہ سے ہو گا پٹھانی صاحبہ۔۔۔ زیان
شاہ بھی اس کی انداز میں بولا۔۔۔

میں نہیں کرو گی شادی وہ چلائی۔۔۔

کیسے نہیں کرو گی تمہارے بھائی جی نے کیا کہا تھا بھول گئی ہو۔۔ اور
ارسلان بھائی جی بات ٹال نہیں سکتی تو ت۔ ہارے پاس پٹھانی صاحبہ
کوئی دوسرا آپشن نہیں ہے۔۔۔ بے ساختہ نیشہ کی آنکھیں نم ہوئی۔۔
وہ واقعی میں ہی اپنے بھائی جی کو منع نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

میں شادی کرو گی زیان سا جاد شاہ لیکن تمہارے وجہ سے نہیں اپنے
بھائی جی کی وجہ سمجھے تم دفع ہو جاؤ اب یہاں سے۔۔۔ نیشہ نے اسے
دھکا دیتے کمرے سے نکالا۔۔۔

وہ زمین پر بیٹھتے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔۔۔۔

تمہیں نیشہ کو بلانے کے لیے بھیجا تھا۔۔ زیان نیچے آیا انشا آنکھیں
دیکھاتی بولی۔۔ لڑکے والے دو گھنٹے سے بیٹھے ہوئے تھے۔۔

آرہی ہے امی زیان مسکرا کر کہتے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔ نیہا اور ماورہ اسے
بلانے کے لیے اس کے کمرے میں گئی۔۔ نیشہ چیخ کر کے حجاب
کرنے لگی تھی۔۔ ان دونوں دیکھ کر اس نے نظریں جھکالی تاکہ انھیں
اس کی آنکھوں کی سرخی نظر نہ آئے۔۔

نیشہ یہ کیا ہے ماورہ اس کے پاس جاتی گھورتے ہوئے بولی۔۔
کیا۔۔؟

یار لپسٹک وغیرہ تو لگاؤ۔۔ ماورہ بھابھی پلیمیر ادل نہیں کر رہا۔۔
نہیں کر رہا دل پھر بھی لگاؤ۔۔ ماورہ نے زبردستی اسے لپسٹک اور بلش
لگایا۔۔ وہ دونوں اسے ساتھ لیے نیچے آئی۔۔ یہ ہے ہماری نیشہ نیہا

مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ زیان کی نظریں بے ساختہ اس کے جانب
اٹھی کالی شارٹ فرائک کے اوپر ڈارک پنک حجاب کیے وہ بے پناہ
خوبصورت لگ رہی تھی اس کی براؤن آنکھیں باریک لب چھوٹی سے
ناک پٹھانوں جیسی رنگت۔۔۔ واللہ کیا خوبصورتی ہے بے ساختہ اس
کے منہ سے نکلا۔۔ کیا کہا عالیان نے پوچھا جو اس کے پاس بیٹھا تھا
۔۔۔ کچھ نہیں بولا میں نے زیان نے اس لڑکے کی طرف دیکھا وہ نیشہ
کی طرف بناپلک جھپکے دیکھ رہا تھا۔۔۔ زیان کا خون کھول اٹھا۔۔۔ نیشہ
کمرے میں جاؤ وہ دبا دبا دھہارا۔۔۔ ماورہ اور نیہا اسے وہاں سے لے گئی
۔۔۔ ساجاد شاہ اور احمد شاہ نے حیرانگی اور غصے سے اس کی طرف دیکھا

بابا بھی رشتہ طے نہیں بلکہ ابھی تو کوئی رشتہ نہیں ہے تو نیشہ کا یہاں
بیٹھنا مناسب نہیں۔۔۔ وہ اپنے لہجے میں سختی کو شامل ہونے سے نہ
روک پایا۔۔۔

کہہ تو یہ سہی رہے ہے انکل، میں بھی یہی چاہتا ہوں نکاح ہو پھر میں
نیشہ کو دیکھو۔۔۔ زیان کو شدید جلن ہوئی اس کے میٹھے لہجے پر بے انتہا
غصہ آیا۔۔۔ ہمیں آپ کی بیٹی بہت پیاری لگی ہے ہماری طرف سے ہاں
ہے زوہان ملک بولے۔۔۔ ہم سوچ کر بتائے گے آپ کو احمد شاہ سنجیدگی
سے بولے۔۔۔

کچھ دیر بیٹھنے کے بعد وہ لوگ چلے گئے۔۔۔ ساجاد مجھے لڑکا اچھا لگا ہے انشا
سوچتے ہوئے بولی۔۔۔ بیگم لڑکا اچھا ہے لیکن ہم اس کے بھائی جی سے
پوچھے بغیر فیصلہ نہیں کر سکتے۔۔۔

انشا ہاں میں سر ہلا گئی۔۔۔

کیسے بے صبروں کی طرح دیکھ رہا تھا پٹھانی کو زیان جل جل کر سرخ
پر گیا تھا۔۔۔ مجھے کیا ہے دیکھے جتنا مرضی اس کی ہونے والی بیوی ہے

--

زیان شاہ ابھی تو رشتہ بھی طے نہیں ہوا اس کے دل نے کہا۔۔۔

بھاڑ میں جائے سب کے سب غصے سے بولتا وہ گھر سے چلا گیا۔۔۔

اسمہ جان کیا ہوا ہے احمد نے اسمہ کے گرد حصار بنایا۔۔۔

احمد کیا ہو رہا ہے گھر میں کچھ سمجھ نہیں آرہا۔ اسمہ نے رونا شروع کر

دیا۔ اسمہ جان مت روتے ہو سب ٹھیک ہو جائے گا قسمت کا فیصلہ سمجھ کر

قبول کر لو۔ احمد ہمارے گھر اتنی دیر بعد خوشیاں آنے لگی تھی۔۔

احمد نے سر د آہ بھری۔۔۔ دل دُکھتا ہے جب اپنی اولاد کو اس حال میں

دیکھتا ہوں پہلے ارسلان سنجیدہ رہتا تھا اور اب زید بھی ویسا ہو گیا ہے۔۔

وہ ایک پل کے لیے خاموش ہو گئے۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا کیا پتا اللہ اسے اگلی دفعہ دودے۔۔ احمد شاہ
مسکراتے ہوئے بولے۔۔ احمد ان دونوں کے بیچ اسمہ نے اپنے منہ پر
ہاتھ رکھ لیا۔۔

احمد نے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹایا۔۔

مجھے معلوم ہے ان دونوں کے درمیان اختلافات ہے آپ سب کو کیا
لگتا تھارات کے وقت ان دونوں کو ایک کمرے میں بھیج دو گے تو مجھے
لگے گا ان دونوں کے درمیان سب ٹھیک ہے، اسمہ جان میاں بیوی
کے چہرے سے ان کی آنکھوں سے پتا چلتا ہے ان کا رشتہ کیسا ہے احمد
شاہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس کی طرف دیکھا۔۔

اسمہ نظریں جھکا گئی۔۔ اب سہی میں ایک ساتھ رہ رہے تو کچھ دیر
میں سہی ہو جائے گے احمد نے کہتے اس کی پیشانی پر بوسہ دے دیا۔۔

آپا میں جارہی ہوں۔۔۔۔۔ زینب پلیر جلدی گھر آجانا۔۔ اوکے آپا زینب
نیں سلیمان کے گال پر پیار کرتی چلی گئی۔۔۔

اف اتنی دور جانا ہے زینب کو جب نہیں سلیمان نے بتایا تھا پاکستان جانے
کا، اس نے کہا تھا کہ گجرانوالہ ایئر پورٹ پر لینڈ کرنا ہے زینب کو لگا تھا کہ
گجرانوالہ جا کر رہنا ہے اس نے اپنا ٹرانسفر گجرانوالہ کر والیا تھا اب اسے
آنے جانے میں مسئلہ ہوتا تھا۔۔۔۔۔

وہ ابھی گجرانوالہ پہنچی تھی جب اس کی کار خراب ہو گئی۔۔۔ اللہ اللہ
اسے بھی ابھی خراب ہونا تھا جب تک میں وہاں پہنچو گی میٹنگ ختم ہو
جانی ہے۔۔۔۔۔ اف کیا کرو زینب ارد گرد دیکھنے لگی جب اس کی نظر محل
دیکھنے والے گھر پر پڑی۔۔۔ اس کی سانسیں رک گئی۔۔۔ بے ساختہ اس
کے قدم گھر کی طرف بڑھنے لگے۔۔۔ گیٹ کے پاس پہنچی گاڑی کی آواز
پہ وہ ہوش میں آئی۔۔۔ بی بی آپ باہر کب گئی ہے۔۔۔ زینب نے حیرانگی

سے گارڈز کی طرف دیکھا۔۔۔ گارڈز نے دروازہ کھول دیا۔۔۔ زینب خود
کو روک نہیں پائی اندر جانے سے۔۔۔ میرا گھر اس کی آنکھیں نم ہوئی
۔۔۔ عالیان فٹ بال کھیل رہا تھا جب اس کی نظر ساکت کھڑی زینب پر
پڑی۔۔۔ وہ اس کے پاس گیا۔۔۔ عرتج گڑیا یہاں کیا کر رہی ہو عالیان نے
اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔ عالیان زینب کو اپنی آنکھوں پر یقین نہ
ہوا۔۔۔ عرتج کیا ہو گیا ہے اپنے بھائی کو نام سے کیوں بلا رہی ہو۔۔۔ چلو
اندر عالیان اس کا ہاتھ پکڑے اندر لے گیا وہ دونوں اندر داخل ہوئے
عالیان اسے اپنے ساتھ لیے سب کے پاس گیا وہاں عرتج کو بیٹھے دیکھ وہ
زینب سے دور ہوا آنکھیں پھاڑے کبھی عرتج کی طرف دیکھے تو کبھی
اس کی طرف۔۔۔ سب گھر والے حیرانگی سے زینب کی طرف دیکھ
رہے تھے۔۔۔ زینب کی آنکھوں میں جمع ہوئے آنسو بہنے لگے۔۔۔

عانیہ احمد تیزی سے لمبے لمبے ڈگ بڑھتا عانیہ کے پاس پہنچ کر اسے تڑپ
کر سینے سے لگایا۔۔۔ زینب عرف عانیہ اپنے بابا کے گلے لگتے رو
گزرے ہوئے سالوں کا غبار نکالنے لگی۔۔۔ ب۔۔۔ بابا روتے ہوئے
پکارا۔۔۔ بابا کی جان احمد شاہ نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔ بابا
ا۔۔۔ آپ۔۔۔ سب ذ۔۔۔ زندہ ہچکیاں لیتے ہوئے بولی۔۔۔ بابا کی جان
سب موجود ہیں احمد شاہ نے پھر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔ ت۔۔۔ ت۔۔۔
سچ میں م۔۔۔ میرے پاس ہونہ۔۔۔ م۔۔۔ میرے سامنے، میری ب۔۔۔ بیٹی احمد
شاہ کو یقین نہیں آرہا تھا۔۔۔ بابا جان میں آپ کے پاس ہوں عانیہ نے
ان کا چہرہ اٹھا۔۔۔

عانیہ اسمہ اسے اپنے سینے سے لگاتے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گئی

دونوں ماں بیٹی اپنا غم ہلکا کر رہی تھی۔۔۔ اسمہ کے پیچھے ہوتے ہی انشا
نے اسے گلے لگایا۔۔۔ زیان، ازہان اور رضا نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا
۔۔۔ ساجاد شاہ اسے اپنے سینے سے لگاتے بے ساختہ رو پڑے۔۔۔ بڑے
بابا مت روئے۔۔۔ ساجاد نے آنکھوں میں آنسو لیے اس کے سر پر ہاتھ
رکھا۔۔۔ عیشان بھائی آنسو بہاتے اس کے پاس گئی۔۔۔ گڈو، ہماری گڈو
عیشان اس کے چہرے اور کندھوں کو چھوتے یقین کرنے کی کوشش کر
رہا تھا۔۔۔ شانی بھائی میں آپ کے پاس ہوں، آپ سب کی گڈو آپ کے
سامنے ہے۔۔۔ عانیہ نے عیشان کے آنسو صاف کیے۔۔۔ عانیہ عیشان
کے گلے لگ گئی۔۔۔ عیشان نے اس کے گرد سخت حصار بنایا جیسے اسے
ڈر ہو کہیں وہ پھر ان سب سے دور نہ ہو جائے۔۔۔

وہ عیشان سے دور ہوتی سیان کے پاس گئی جو منہ مورے کھڑا آنسو بہا رہا تھا۔۔۔ یان بھائی میری طرف نہیں دیکھے گے۔۔ اس کا رخ اپنی طرف کرنا چاہا، عانیہ کے ہاتھ لگانے پر اکڑ کر کھڑا ہو گیا۔۔

نہیں ہو میں تمہارا یان بھائی جاؤ واپس جہاں سے آئی ہو آنسو صاف کیے جو پھر سے بہنا شروع ہو گئے۔۔ یان بھائی اتنے آنسو کہاں سے لاتے ہے آپ اتنا تو لڑکیاں بھی نہیں روتی روتے ہوئے مسکرا کر کہا

۔۔۔ تمہیں کیا تم جاؤ واپس نہیں ضرورت مجھے تمہاری آنسو صاف کرتے کہا۔۔ ٹھیک ہے آپ کو میری ضرورت نہیں ہے میں چلی جاتی ہوں وہ قدم پیچھے کو لینے لگی تو سیان نے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے اپنے سینے سے لگاتے بچوں کی طرح رونے لگا۔۔ تمہیں پتا ہے مجھے تمہاری کتنی یاد آتی تھی تمہیں کیسے پتا ہو گا تم تو یہاں تھی نہیں۔۔ بہت رلایا ہے تم نے مجھے ایک بہن ہو تم میری۔۔۔ تمہیں مجھ سے دور جاتے

شرم نہیں آئی تھی۔۔ مجھے لگا آپ سب۔۔ اس نے بات اُدھوری چھوڑ دی۔۔ زور مرتے تھے یہ سوچ کر ہم اپنی بہن کی حفاظت نہیں کر پائے۔۔

یاں بھائی چپ ہو جائے عانیہ نے اس کے آنسو صاف کرتی وہ دوبارہ بہنے لگتے۔۔ نہا عانیہ کے گلے لگنے لگی سیان نے عانیہ کو اپنے سینے سے لگالیا۔۔ سیان مجھے بھی تو ملنے دو نہا نے منہ بناتے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔۔ مجھے تو یقین کر لینے دے کہ میری بہن میرے پاس پاس ہے۔۔ بعد میں کر لینا یقین نہا نے عانیہ کو سیان سے دور کرتے اس کے گلے لگی۔۔ میں نے بہت مس کیا تمہیں۔۔ میں نے بھی آپ کو بہت مس کیا۔۔

آپی عرتج عانیہ کے گلے لگتے رونا شروع ہو گئی۔۔ چوہیار و نابند کرو میں نے واپس چلی جانا ہے اس کی کمر پہ تھپڑ رسید کیا۔۔ آپی مار کیوں۔۔

[illegible]

پائے۔۔ ہمارے لیے گڈو سے زیادہ کچھ ضروری نہیں سیان اور عیشان
اس کے پاس کے بیٹھتے بے حد پیار سے بولے۔۔

بابا۔۔۔

جی بابا کی جان۔۔

لالا۔۔ بے چینی سے ارد گرد دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ کام کے سلسلے
دوسرے شہر گیا ہوا ہے۔۔ کب تک آئے آئے گے بے صبری سے
پوچھا۔۔ کچھ دنوں تک آجائے گا۔۔ احمد شاہ اس کی بے چینی پر
مسکرائے۔۔ وہ دونوں بہن بھائی ایک دوسرے کے لیے بہت زیادہ
جنونی تھے ایک پل کے لیے انہیں ایک دوسرے کا چہرہ نظر نہ آتا تو
پورے گھر کو سر پہ اٹھا لیتے تھے۔۔ بابا آپ لالا کو فون کرے انہیں کہے
واپس آئے ضدی لہجے میں بولی۔۔ گڈو بابا کی جان میں نے اسے کال کی
تھی اس کا نمبر بند جا رہا ہے احمد شاہ اسے پیار بھری نظروں سے دیکھتے

ہوئے بولے۔۔۔ اسمہ عانیہ کی طرف دیکھے روئے جا رہی تھی۔۔
چھوٹی امی مت روئے عرتج ان کے گال پر پیار کرتی بولی اسمہ اس کا
معصوم چہرہ دیکھ کر مسکرا دی۔۔ وہ سب مسکراتے آپس میں باتیں
کرنے لگے۔۔ عالیان ساکت کھڑا ٹکٹکی باندھے اسے دیکھنے میں
پہ محسوس کرتے مصروف تھا۔۔ عانیہ نے کسی کی گہری نظریں خود
نظریں اٹھائی۔۔ عالیان کو خود کو تکتا دیکھ اس کے دل کی بیٹ مس
ہوئی۔۔۔ وہ نظریں جھکا گئی۔۔ ماورہ کچن میں کھڑی چائے بنائے بنا رہی
تھی۔۔ جب ازہان خوشی سے چہکتا کچن میں۔۔۔ کیا بات ہے بہت
خوش ہے آپ۔۔ کیوں نہیں ہونا چاہیے۔۔ ازہان میں نے ایسا کچھ
نہیں کہا ازہان ماورہ کو باہوں میں اٹھا کر گھمانے لگا۔۔ ازہان کیا کر رہے
ہیں آپ مجھے اتارے میرا سر گھوم رہا ہے۔۔ بیوی میں بہت خوش ہوں

بہت زیادہ ازہان اسے نیچے اتار کر اس کی پیشانی پر لب رکھتے ہوئے بولا
۔۔ اچھا جی۔۔ ماورہ نے دل میں اس کی نظر اتاری۔۔

بیوی ہمارے بین واپس آگئی ہماری گڈو۔۔ عانیہ؟۔۔ ازہان نے
مسکراتے ہاں میں سر ہلایا۔۔ ایک بات پوچھو؟۔۔ تمہیں اجازت لینے
کی ضرورت نہیں ہے جو پوچھنا ہے بلا جھجک پوچھو۔۔ عانیہ کو ہوا کیا
تھا۔۔؟ ڈرتے ہوئے بولی۔۔ کئی سال پہلے جب ہم۔۔ چھوٹے تھے
ایک حادثہ ہوا تھا جس میں عانیہ ہم سے دور ہو گئی تھی اس لگتا تھا ہم
نہیں رہے اور ہمیں لگتا تھا کہ وہ۔۔

ازہان نے آدھی ادھوری بات بتائی۔۔ او واد اس ہوتے کہا۔۔ سب
خوش ہو گئے؟۔۔ ہاں بہت زیادہ ازہان کے چہرے سے مسکراہٹ
غائب ہی نہیں ہو رہی تھی۔۔ ازہان نے ماورہ کے لبوں پر شدت سے
لمس چھوڑا۔۔ ازہان یہ کچن ہے ہمارا کمرہ نہیں۔۔ جانتا ہو بیوی ازہان

کہتے ہوئے اس کی گردن پر لمس چھوڑنے لگا ماورہ شرم سے لال ہو گئی
۔۔ ہیرا جو بیک ڈور سے کچن میں داخل ہوئی تھی ان دونوں کو قریب
دیکھ کر اس کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی تھی۔۔ ہیرا کا ہاتھ واس کو لگا
زمین پر گرنے کی وجہ سے شور پیدا ہوا۔۔ ازہان ماورہ سے فوراً پیچھے ہوا
۔۔ ہیرا اثر مندگی سے سر جھکا گئی۔۔ ازہان کچن سے باہر نکل گیا
۔۔ ماورہ اس کے پاس گئی۔۔ ہیرا کیا ہوا ہے۔۔ ایم سوری بھا بھی مجھے
نہیں پتا آپ دونوں اندر ہیں کوئی بات نہیں یا اس میں اس میں رونے
والی کیا بات ہے ماورہ نے اس کے آنسو صاف کیے۔۔
شرم تو مجھے آر رہی ہے ازہان کہی پر بھی شروع ہو جاتے ہیں مجھے اب
ان سے بات ہی نہیں کرنی۔۔ ماورہ کو ازہان پر بے پناہ غصہ آرہا تھا۔۔
بھا بھی اس طرح مت کریے گا آپ شوہر کے معاملے میں بہت لکی ہے
آپ کو اتنا پیر کرنے والا شوہر ملا ہے ہیرا آنسو ضبط کرتے بولی۔۔

میری بات کا برا تا ماننا ہیرا اگر تم اپنے رشتے کو زید بھائی کے ساتھ بہتر
کر لو شاید تم مجھ سے زیادہ لکی نکلو ماورہ نے اس کا سمجھنا چاہا۔۔۔
ہمارے بیچ جو اختلافات ہے وہ کبھی بھی نہیں ختم ہو گے بھابھی۔۔
کوشش کرو گی تو ٹھیک ہو جائے گے دیکھنا تم۔۔ ماورہ ٹکٹکی باندھے
اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

عزتِ نفس ہر چیز سے بڑھ کر ہوتی ہے بھابھی ہیرا کہتے کچن سے باہر
جاتے اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھائے عانیہ کی آواز پر وہ رکی۔۔ بابا
یہ کون ہے۔۔ یہ تمہاری بھابھی۔۔ احمد شاہ نے ہیرا نے کو اپنے پاس بلایا
۔۔ لالہ نے شادی کر لی عانیہ کا رونے والا منہ بن گیا۔۔ نہیں یہ زید کی
بیوی ہے ہیرا احمد شاہ سے کچھ فاصلے پر بیٹھی تھی۔۔ زید کی بیوی ہے۔۔
عانیہ نے نا سمجھی سے احمد شاہ کی طرف دیکھا۔۔ ارسلان کا جڑواں بھائی
۔۔ پر بابا جان ان کی تو پیدا ہوتے ہی دھڑکن بند ہو گئی تھی۔۔ نرس کی

غلط فہمی کی وجہ سے ہوا تھا یہ سب عانیہ بولنے لگی احمد شاہ نے آنکھوں
سے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔۔ عانیہ آٹھ کر ہیرا کے گلے لگی۔۔
کیسی ہے اپ بھابھی۔۔ ٹھیک وہ بامشکل مسکراتے ہوئے بولی۔۔ ہیرا
یہ اس گھر کی بڑی بیٹی ہے۔۔ عانیہ نیشہ کی طرف دیکھا کر سوالیہ نظروں
سے احمد شاہ کی طرف دیکھا۔ احمد شاہ نے آنکھوں سے کہا بعد میں بتاؤ
گا

ڈیول معلومات ملی ہے کہ شد اور نے اپنے آدمیوں کو پاس کے پیچھے لگا
دیا ہے تاکہ اس کی کمزوری کے بارے میں پتا کر سکے تاکہ پھر وہ اس
کمزوری اک فائدہ اٹھا کر انیزا کے ساتھ ڈیول نے خونخوار نظروں سے
اس کی طرف دیکھا ایلف خاموش ہو گیا۔۔ ہم نے ریکارڈنگ چیک کی

تھی زور یز خان نے ہی اسے مشورہ دیا تھا آدمی پاس پاس کے پیچھے
لگانے کے لیے۔۔۔ ار کے سنجیدگی سے بولا۔۔۔

وہ جتنے مرضی ہاتھ پیر مار لے میری عین کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔۔۔
ڈیول ڈیمین کی آنکھیں پر اسرار انداز میں مسکرائی۔۔۔ رہی پاس شاہ کی
بات تو یہ تو اچھا ہو گا میرا راستہ صاف ہو جائے گا۔۔۔ ار کے اور ایلف کو
پاگل سائیکو لگ رہا تھا۔۔۔

اگر عانیہ کو پتا چل گیا جو اس کے ساتھ ہوا ہے وہ سب رضا نے فوراً اپنے
خیالات کو جھٹکا۔۔۔

رضا آپ کو کیا ہوا ہے نہ ہا اپنے کمرے میں جا رہی تھی، گارڈن میں رضا
کو اداس بیٹھے دیکھ اس کے پاس گئی۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ کچھ نہیں ہوا تو پھر
اپنا سر کیوں تھامے بیٹھے ہیں۔۔۔

سر میں درد ہے۔۔ جھوٹ بولا۔۔

میں سرد بادوں نیہا جھجھکتے ہوئے بولی۔۔ اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔

اس کے پاس بیٹھ کر نیہا اپنے نازک ہاتھوں سے اس کا سرد بانے لگی رضا پر سکون ہوتے آنکھیں بند کر گیا۔۔

نیہا۔۔ رضائے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

رضائے اسے گود میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

نیہا نے فوراً نہ میں سر ہلایا۔۔ رضائے زبردستی اسے اپنی گود میں بٹھایا

کیا کر رہے آپ۔۔ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔

رضا اس کے غصے کی پروا کیے بغیر اس کے لبوں پر شدت سے لمس چھوڑ

گیا۔۔ نیہا نے شرم اور غصے سے آنکھیں بند کی۔۔ کچھ مت کہنا رضا

اسے باہوں میں لیے اپنے کمرے میں کی طرف قدم بڑھائے۔۔ نکاح

ہو گیا ہے اس مطلب یہ نہیں ہے رضا بھائی کے آپ کھلے عام رو مینس
کرنا شروع ہو جائے اس گھر میں کنوارے میں موجود ہے کچھ خیال کیا
کرے رضا جو نہا کی پیشانی پر لب رکھتے سیڑھیاں چڑھنے لگا تھا زیان کی
آواز پر اس کے قدم رکے۔۔۔ نہا شرم سے سرخ ہو گئی۔۔

تو صاحب زادے آپ کو کس نے روکا ہے نکاح کر کے آپ بھی اپنی
بیوی کے ساتھ رو مینس کر لے۔۔۔ بیچھے اپنی بہن کو میرے ساتھ
قاضی کے پاس کر لیتا ہوں نکاح وہ منمنایا۔ کیا منہ میں بڑبڑا رہے ہو۔۔
کچھ نہیں آپ کانٹینیو کریں اپنا رو مینس زیان اپنے کمرے میں چلا گیا
۔۔۔۔

چھوڑے مجھے کمرے میں داخل ہوتے ہی نہا غصے سے چیخی۔۔ نہا جانم
کیا ہو گیا ہے یا اسے بیڈ پر لٹاتے بے حد پیار سے کہا۔۔ اس کی کے پیار
بھرے انداز پہ نہا پگھل گئی۔۔

مجھے کمرے میں جانا ہے منہ بنا کے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔۔۔
میرے پاس رک جاؤ آج۔۔۔ ہماری رخصتی نہیں ہوئی۔۔۔ جانتا ہوں
جانم میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ آج ٹائم سپینڈ کرو۔۔
میں سکون چاہتا ہوں جانم رضا نے اس کی پیشانی پر لمس چھوڑا۔۔۔ رضا
نے بیڈ پر لیٹ کے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ نیہا جھجھکتے اس کے سینے پر
سر رکھ گئی۔۔۔

نیہا مجھ سے کبھی بدگمان مت ہونا۔۔۔ رضا انسان اپنوں سے بدگمان تب
ہوتا ہے جب وہ اس سے باتیں چھپائے اسے دھوکے میں رکھے اور بعد
میں وہ باتیں کسی غیر سے معلوم ہو۔۔۔ آپ مجھ سے باتیں نہ چھپانا میں
آپ سے کبھی بدگمان نہیں ہوگی نیہا سنجیدگی اور مان سے کہتے پر سکون
ہوتے سونے کے لیے آنکھیں بند کر گئی۔۔۔ وہ رضا خانزادہ کا سکون

چھین کر خود پر سکون ہوتے سو گئی تھی۔۔ رضا کی ساری رات آنکھوں
میں گزری۔۔

پارس انیزا کو ضروری کام کے باعث اسلام آباد لے کر آیا ہوا تھا۔۔
پارس انیزا کے ساتھ فام ہاؤس میں تھا۔۔
شاہو اٹھیں انیزا پارس کو اٹھارہی تھی جو اٹھنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔
گندے شوہر اٹھے انیزا نے اس کے ڈمپلز پر دانت گاڑھے۔۔۔ پارس
نے اٹھ کر بیٹھتے اسے آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا ہو یہ
کیا ہے۔۔ شاہو مجھے بھوک لگی ہے بات کو لمبا کرتے بولی۔۔ جانِ شاہو
وہ دروازہ ہے جاؤ کچن میں اور کھالو کھانا۔

پارس اسی کے انداز میں کہتے اپنے اوپر لحاف اوڑھ کر لیٹ گیا۔۔ انیزا
نے اس کے اوپر سے لحاف ہٹانے کے لیے کھینچا لیکن ناکام۔۔ ایک
سائیڈ سے وہ بلینکٹ کو پسٹنا بھول گیا تھا۔۔

انیزا پتلی ہونے کی وجہ سے بلینکٹ کے اندر چہرا کرتے اس کی گردن پر
دانت گاڑھ گئی۔۔ پارس نے سختی سے اس کی کمر پر ہاتھ رکھتے اپنے
قریب کیا۔۔ سچ بتانا آج میرے جانے کے بعد بلیوں کے ساتھ رہتی
ہو۔۔ شاہو غصے سے چیخنی۔۔ ایسے کیا دیکھ رہی ہوں جب دیکھوں مجھے
بلیوں کی طرح کبھی میرے ڈمپلز پر دانت گاڑھتی ہو تو کبھی گردن پر
بھوک لگی تو کھانا کھاتے ہیں حیاتم شوہر کو کھانا شروع نہیں ہو جاتے۔۔
پارس بے قابو ہوتے اس کی گردن اور چہرے پر جا بجا لمس چھوڑنے لگا
۔۔ پارس نے اس کے کالر بون پر لب رکھے۔۔ شاہو انیزا اس کی قربت

میں رونے والی ہو گئی تھی۔۔۔ کیا کھانا ہے پارس اس پہ ترس کھاتے
پیچھے ہوتے۔۔

پُرے۔۔ انیزا ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولی۔۔ وہ کیا ہوتا ہے
۔۔ پارس نے عجیب نظروں سے دیکھا۔۔
آپ نے کھایا نہیں کبھی۔۔ پارس نے نہ میں سر ہلایا۔۔ آپ انسان ہو
۔۔

تمہیں میں خلائی مخلوق نظر آتا ہوں۔۔ پارس دانت پیستے ہوئے بولا۔۔
آپ نے کبھی پُرے نہیں کھائے نہ۔۔۔ سمجھ داروں کی طرف کہتے
ہوئے منہ بنایا۔۔ اگر کسی نے پُرے نہ کھائے ہو تو وہ انسان نہیں ہوتا
کیا؟۔۔

نہیں۔۔ پارس نے گھور کر دیکھا انیزا نے بامشکل اپنی مسکراہٹ چھپائی
۔۔۔

چلو میں کچھ بنادیتا ہوں تمہیں کھانے کے لیے۔۔۔ پارس اٹھ کے بیٹھ گیا
گھڑی کی طرف دیکھا تو جو رات کے تین بج رہی تھی۔۔۔

چلے پُرے بناتے ہیں۔۔۔ آدھی رات کو یہ پُرے کون کھاتا ہے۔۔۔ انیزا
پارس شاہ کھاتی ہے چلیں نیچے۔۔۔ انیزا زبردستی اسے اپنے ساتھ نیچے
لے گئی۔۔۔

یہ بنتے کیسے ہیں پتا بھی ہے۔۔۔ جی بلکل پتا ہے مجھے۔۔۔ گڑھ نکالے اور
ایک جگ میں پانی ڈالے۔۔۔ پارس نے کاونٹر نے گڑھ نکال کر جگ میں
پانی ڈالا۔۔۔ اب اس میں گڑھ کو کرش کریں یا پھر چھوٹے پیس کر کے
پانی میں مکس کریں اتنا گڑھ ڈالے کہ پانی سہی طرح میٹھا ہو جائے اس
کے بعد آٹا گوندھے اور ہاں آٹا نرم ہونا چاہیے۔۔۔ چپ کر جاؤ ایک کام تو
کر لینے دو پھر آٹا بھی گوندھ لو گا۔۔۔ پارس اس کی بات کاٹتے دانت پیستے
ہوئے بولا انیزا کی چلتی زبان کو بریک لگی۔۔۔

اب اسی طرح خاموش رہنا مجھے کھانا بناتے وقت شور و غل نہیں پسند
ایک کام ختم کر لو پھر دوسرا کہنا۔

انیزالبوں پر انگلی رکھ کر شلف پر بیٹھ گئی۔۔۔ پارس نے گڑھ والا پانی بنا
کر آٹا نکال کر گوندھنے لگا۔

آگے کیا کرنا ہے آٹا گوندھ کر پارس نے کہا۔۔۔ اب یہ جو پانی بنایا ہے
تھوڑا تھوڑا کر کے اس میں ایڈ کریں بیٹر زیادہ تھک نہ ہو اور نہ ہی زیادہ
پتلا ہو۔۔۔ اوکے جی اور کچھ انیزا نے اس نے اس کی ڈمپلز پر کس کرتے
مسکراتے نہ میں سر ہلایا۔

شاہو پیل کے پتے چاہیے اس کے ساتھ سپریڈ کرنا ہے پارس پین میں
بیٹر ڈالنے لگا انیزا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس وقت اب وہ کہاں سے لاؤ
میں پارس کا دل کیا اپنا سردیوار سے دے مارے۔

آپ کاغذ سے سپریڈ کر لے انیزا پاس کا چہرہ ضبط سے سرخ ہوتے دیکھ
ڈرتے ہوئے بولی۔۔ اس کی آواز میں ڈر محسوس کرتے پاس نے اس
کی طرف دیکھا۔۔ حیاتم ڈر کیوں رہی ہو اس کی پیشانی پر مہر ثبت کی۔۔
آپ کو غصہ آرہا ہے مجھ پہ۔۔ بلکل بھی نہیں مجھے میرے بچے پر غصہ
کیوں آئے گا۔۔ پاس نے اسے سینے سے لگایا۔۔

چلو یہ بنائے جلدی کیونکہ مجھے بھی اب بھوک لگ رہی ہے اور میں بھی
تو ٹیسٹ کرو جس کے لیے میری بیوی نے مجھے رات کے تین بجے اٹھایا
ہے۔۔

پاس نے پانچ پُرے بنا کر فلیم آف کرنے لگا۔۔ شاہو اور بنائے۔۔
انیزا پانچ کافی پاس کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے اس نے پلیٹ کی طرف
دیکھا جس میں ایک بھی نہ تھا۔۔ ایسے کیا پلیٹ کی طرف دیکھ رہے ہیں

اور بنائے مجھے بھوک لگی ہے پاس نے دس اور بنا کر فلم بند کیا پلیٹ
اٹھانے لگا جس میں سے بھی انیزا چھ کھا چکی تھی۔۔

چلو پاس اس کا ہاتھ پکڑ کر لاؤنج میں جا کے بیٹھ گئے۔۔ کہاں جا رہی
ہو انیزا اٹھنے لگی پاس نے ہاتھ پکڑ لیا۔۔

میں نے تو کھا لیے بہت لمبی بنے تھے اب مجھے نیند آرہی ہے پانچ بجنے
والے ہے۔۔ چپ کر کے بیٹھو یہاں اسے کھینچ کر اپنے پاس کاؤچ پہ
بٹھایا۔۔ پاس نے ایک بائٹ لی ہممممم میں بیٹھا نہیں کھاتا لیکن واقعی
ہی یہ لمبی ہے حیاتم۔۔ مجھے پتا ہے وہ اتراتے ہوئے بولی۔۔

اس کا ڈوپٹہ بازوؤں میں جھول رہا تھا۔۔ اس کی آنکھیں گہری سیاہ رات
کی طرح لگ رہی تھی پاس بہکنے لگا تھا۔۔

پاس کو ٹکٹکی باندھے خود کی طرف دیکھتے انیزا نے ہاتھ اس کے سامنے
لہرایا۔۔ شاہو کہاں کھو گئے ہیں آپ۔۔

کہی نہیں یہ کھلاؤ مجھے۔۔۔ پاس نے پلیٹ اس کے سامنے کی۔۔۔ انیزا نے لقمہ اس کے لبوں کے قریب کیا۔۔۔ ایسے نہیں حیاتم۔۔۔ پھر کیسے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

لمقہ پکڑ کے اس کے منہ میں ڈال کر جو آدھا لقمہ اس لبوں کے باہر تھا پاس نے لقمے کو لبوں لینے کے ساتھ انیزا کے لبوں کو اپنے ہونٹوں میں لے گیا۔۔۔ انیزا اس کی قربت میں تڑپ کر رہ گئی۔۔۔ پاس اس کے لبوں کو آزاد کرتے اس کی گردن پر لمس چھوڑنے لگا۔۔۔ انیزا نے مزاحمت کرنی چاہی پاس نے اس کے ہاتھ پکڑ لیے۔۔۔

پاس کتنی دیر اس کے چہرے گردن اور کالر بون پر مہر ثبت کرتا رہا۔۔۔ بیگم ایک اور بانٹ انیزا نے زور سے نہ میں سر ہلایا۔۔۔ حیاتم آرام سے پیار سے مجھے یہ کھلاؤ نہیں تو میں اس کی جگہ تمہیں کھا جاؤ گا پاس اس کے تھائیز پر ہاتھ رکھتا اسے سرتا پاؤں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

انیزا کو اس کے انداز سے ڈر لگ رہا تھا ڈرتے ہوئے نوالہ آدھا اپنے لبوں
کے اندر کیا پاس اس کے لبوں پر جھکتے شدت لٹانے لگا۔ اس سے پہلے
وہ اور بہکتا وہ انیزا سے دور ہوا۔ انیزا اپنے سے بھیگ چکی تھی۔ حیاتِ تم
میری زرا اسی قربت پر تمہارا یہ حال ہو گیا ہے۔ جب مکمل طور پر تم پہ
قابض ہو کر تمہاری روح میں بس جاؤ گا تب کیا حال ہو گا تمہارا۔
پاس بہکے ہوئے لہجے میں بولا۔

ش۔ شاہو آپ نہایت ہی بے شرم انسان ہے۔ میں نے کیا کہا تھا حیاتِ تم
کہ شوہر سے۔ زیادہ بے شرم انسان کوئی نہیں ہوتا انہوں نے
بے شرمی میں پی اتچ ڈی سے بھی آگے تک کی پڑھائی کی ہوتی ہے انیزا
اس کی بات کاٹتے ہوئے آنکھیں دیکھاتی بولی۔
میری حیاتِ تم کو میری باتیں یاد ہے۔ اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

آپ کی بے شرمی کیسے بھول سکتی ہوں میں غصے سے اس کی طرف دیکھا
۔۔ میرے بچے پر میرا اثر ہونا شروع ہو گیا ہے۔۔ مجھے آپ سے بات
ہی نہیں کرنی انیزا اس سے پہلے کاؤچ سے اٹھتی پارس نے اسے اپنی گود
میں بٹھایا۔ شاہو مجھے نیند آرہی ہے۔۔ اپنے شاہو سے بات نہیں کرنی
انیزا نے منہ مور لیا۔۔ پارس اس کا چہرہ اپنی طرف کرنے لگا جب
اچانک گولیوں کی آواز آئی۔۔ شاہو انیزا ڈر کے اس کے ساتھ لپٹ
گئی۔۔ پارس اس کا ہاتھ پکڑے اسے کچن میں لے گیا پارس نے ایک
کاؤنٹر کھولا سائیڈ پر ایک چھوٹا سا چیچ لگا ہوا تھا وہ دیکھنے میں ایسا تھا جیسے
کسی نے پینٹنگ کی ہو اسے الٹا کیا سامنے سیڑھیاں نمودار ہوئی۔۔ ایزا
شاہو کی جان جاؤ اندر پارس نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ شاہو آپ بھی
چلے میرے ساتھ میں آپ کے بغیر نہیں جاؤ گی۔۔ ایزا ضد مت کرو
جاؤ یہاں سے اس سے پہلے وہ گھر کے اندر داخل ہو۔۔ پارس بار بار باہر

کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مجھے آپ کے بنا ہی نہیں جانا۔ روتے ہوئے
اس کے سینے سے لگ گئی۔ ایزا جاؤ یہاں سے تمہیں میری قسم وہ
تمہیں لینے آئے ہیں اور میں اپنی حیاتِ تم کو کھونا نہیں چاہتا پلیز جاؤ۔
سیڑھیاں ختم ہونے کے بعد وہاں ایک دروازہ ہو گا دروازے کے
درمیان میں لال نشان ہو گا اس پہ ایک منٹ انگلی رکھنا دروازہ کھل
جائے گا۔ انیزا آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے اندر چلی گئی پارس
نے کاوٹر بند کر دیا۔۔۔ کمرے میں سے وہ گنز لے کر باہر آیا شد اور
خان کے آدمی گھر میں داخل ہو چکے تھے۔۔۔ لڑکی کہاں ہے پارس شاہ
ایک آدمی کمینگی سے قہقہہ لگاتے بولا۔۔۔ پارس نے تین گولیاں اس
کے سر میں اتار دی۔۔۔ سب نے گنز کا رخ پارس کی طرف کیا۔ اس
کے ہاتھوں سے گنز لے لی۔۔۔

مل گئی ہے لڑکی ایک آدمی انیزا کو بازو سے کھینچتے ہوئے لایا۔۔۔

پارس کارنگ اڑ گیا انیزا کو دیکھ کر۔۔ کیا خوبصورتی ہے اس کی ان میں
سے ایک کمینگی سے انیزا کی طرف دیکھتے بولا۔۔ اپنی بیوی کو بغیر دوپٹے
کے غیر مردوں کے سامنے دیکھ اس کا دل چاہا خود کو قتل کر دے۔۔
رونا نہیں حیاتم میں ہونہ پارس نے اس کی آنکھوں میں آنسو چمکتے دیکھ
پیار بھرے لہجے میں کہا۔۔ اور لیلیٰ مجنوں بند کر واپسی یہ عاشقی اس آدمی
کے دھہار نے پر انیزا نے خوف سے آنکھیں بند کی۔۔

پارس نے اپنے بازو سے چاقو نکال کر آدمی کے ہاتھ پر مارا جس نے انیزا
کا بازو پکڑا تھا انیزا کو جھٹکے سے خود کے قریب کیا انیزا پارس کے پیچھے
چھپ کر کھڑی ہو گئی۔۔ شاہو۔۔۔ مجھے۔۔۔ ڈر۔۔۔ لگ۔۔۔
رہا۔۔۔ ہے انیزا خوف سے کانپتی بامشکل بول پائی۔۔ کچھ نہیں ہوگا
تمہیں پارس نے ایک ہاتھ پیچھے لے جاتے انیزا کی کمر پر رکھ کے اسے
اپنے ساتھ لگایا۔۔

وہ سب ان پہ گن تانے کھڑے تھے وہ پاس کو کچھ نہیں کر سکتے تھے
جب تک انیزا ان کے ہاتھ نہ لگ جاتی۔۔

ایزا جیسے ہی میرا ہاتھ تمہاری کمر پہ حرکت کرے کھڑکی سے کود کر
بھاگ جانا اور پہلے کی طرح بیوقوفی مت کرنا واپس آنے کی اور دس
منٹ تک پیچھے مرنے کی غلطی بھی مت کرنا میں کچھ دیر تک آ جاؤ گا
تمہارے پاس۔۔ پاس کھڑکی طرف اشارہ کرتے انتی آہستہ بولا کہ
اس کی آواز انیزا بامشکل سن پائی۔۔

انیزا روتے ہوئے ہاں میں سر ہلا گئی۔۔

ہاتھ میں پکڑا تین انچ کا بال نیچے پھینکتے ہی انیزا کی کمر پر اپنے ہاتھ کو
حرکت دی ہر طرف زہر یلا دھواں پھیل گیا۔۔ انیزا کھڑکی کی طرف
جاتے وہاں سے جمپ کر کے باہر بھاگ گئی۔۔

وہ ابھی پانچ منٹ بھاگی تھی فارم ہاؤس سے تھوڑا پہنچی تھی جب فام
ہاؤس کو آگ لگتے بلاسٹ ہوا۔

شاہو انیزاز مین پر بیٹھتے اونچی آواز میں چلاتے رونے لگی۔۔۔ میرے
شاہو وہ اٹھنے لگی لڑکھڑا کر منہ کے بل نیچے گری۔۔ شاہو اسے پکارتے
ہچکیاں لیتے روتے وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی۔۔۔

کیا ہو رہا ہے سیان عرتج کے کمرے میں آتے اس کے ہاتھ پکڑتے اس
کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔ یان بھائی شرم کریں کچھ سیان جھٹکے سے اس
سے دور ہوا۔۔ گ۔ گڈو تم عرتج کے کمرے میں۔۔ سیان کا دل اس
سرپیٹ لے۔۔ الٹا چور کو تو ال کو ڈانٹے آپ یہاں کیا کر رہے ہے
آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا۔۔ میری بیوی کا کمرہ ہے عرتج واش روم
سے باہر نکلی سیان نے اسے کھینچ کر اپنے ساتھ لگایا۔۔۔

بیوی۔۔ آپ نے شادی کر لی آنکھوں میں نمی آگئی۔۔ سیان نے عرتج کو چھوڑ کر عانیہ کو گلے لگایا۔۔ گڈ ورتے نہیں ہے بھائی کی جان سیان اس پیشانی پر پیار کرتے بولا۔۔ میرے اتنے ارمان تھے اپنے بھائی کے سینے میں چہرہ اچھپاتے آنسو بہانے لگی۔۔ بھائی کی پیاری سی گڈ واپنے سارے ارمان اپنے یان بھائی کی رخصتی پر پورے کر لینا۔۔ رخصتی نہیں ہوئی ابھی۔۔؟ چہرے پر دنیا جہاں کی خوشی سجائے کہا۔۔

سیان نے نہ میں سر ہلایا۔۔ یان بھائی لالا اور زید بھائی کب آئے مجھے ملنا ہے ان سے عانیہ ادا اس ہو گئی۔۔ جلد آجائے گے گڈ و۔۔ سیان نے ایک طرف عانیہ کو اپنے ساتھ لگایا اور دوسری طرف عرتج کو۔۔ چوہیا کتنی تیز نکلی ہو تم میرے بھائی کو پھنسا لیا۔۔ پھنساتے کیسے ہیں معصومیت سے کہتے دونوں کی طرف دیکھا سیان اور عانیہ کا زور دار قہقہہ گونجا۔۔

یان بھائی میں چلتی ہوں آپ اپنی منکوحہ کو بتائے پھنساتے کیسے ہیں
پھنساتے پر زور دیتے وہ کمرے سے چلی گئی۔

سیان کیسے پھنساتے ہیں اس کے سینے پر ٹھوڑی ٹکاتے معصومیت سے
دیکھا۔۔ سیان نے نظریں اس پر سے ہٹالی اس کی معصومیت اسے بہکا
رہی تھی۔۔ اس سب کے لیے ابھی تم چھوٹی ہو میری جان سیان اس کی
پیشانی پر بوسہ دے کر چلا گیا۔۔

میری بہن کیا کر ہی ہے عالیان نے عانیہ کے دائیں جانب کھڑے
ہو کے بائیں کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔ عانیہ نے گھور کر اسے دیکھا۔۔ ایسے
کیا دیکھ رہی ہو گڑیا عالیان اس کے رخسار کھینچنے لگا عانیہ نے اس کا ہاتھ
جھٹک کر کندھے سے ہاتھ ہٹایا۔۔ وہ ہکا بکارہ گیا۔۔ عرتج بھائی کی گڑیا

بھائی سے ناراض ہو۔۔۔ مسٹر عالیان میں عرتج نہیں عانیہ ہوفاریو
کاسنڈانفارمیشن۔۔ اس نے آنکھیں پھاڑے عانیہ کی طرف دیکھا۔
اس کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے جسے وہ بچپن سے پسند کرتا تھا اسے بہن کہہ
گیا تھا وہ تین دفعہ اسے بہن کہہ گیا تھا۔ عالیان نے بے ساختہ اپنے بال
پکڑ لیے۔۔ پاگل ہو گئے ہو تم اپنے بال کیوں نوچ رہے عانیہ کی آواز
سے وہ جیسے ہوش میں آیا۔

نہیں میں بال نہیں نوچ رہا، میرے سر میں خارش ہو رہی ہے۔۔ کیوں
تمہارے سر میں جوے پڑی ہوئی ہے؟ ن۔ نہیں وہ ہڑا گیا تھا۔ تو
پھر بال کیوں پکڑے ہے ڈفر عجیب نظروں سے عالیان کی طرف دیکھا
۔۔ اس نے فوراً اپنے بال چھوڑ دیے۔۔ یہ تم نے اور عرتج نے سیم
کپڑے کیوں پہنے ہیں آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا۔ تم سے مطلب وہ

غصے سے کہتی کچن سے باہر چلی گئی۔۔ عالیان کچن سے باہر آیا سیان کو
نیچے آتے دیکھ اس کی پاس گیا۔۔

سیان پاگل ہو گیا تو تجھے بہن اور منکوحہ میں فرق نظر نہیں آیا۔۔ اس نے
جھر جھری لی۔۔ کیا منمنار ہے ہو۔۔

کچھ نہیں یار دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔ کیا ہوا۔۔ ہونا کیا ہے عرتج کے
کمرے میں گیا گڈو ہاں موجود تھی غلطی سے اے عرتج سمجھ بیٹھا۔۔ تو

نے کچھ عالیان زور دار قہقہہ لگا کر بھاگا سیان جوتا لے کر اس کے پیچھے

بھاگنا شروع ہو گیا۔۔ کمینے بے غیرت بہن ہے وہ میری۔۔ ہاں تو میں

نے کچھ کہا ہے۔۔ تو ادھر آ میں تجھے بتاتا ہو تو نے کیا کہا ہے سیان کاؤچ

کے سامنے تھا اور عالیان پیچھے۔۔ اچھا سوری علیان کان پکڑتے اس

کے پاس گیا سیان نے جوتا نیچے رکھ دیا۔۔ یار دماغ تو سہی میں خراب

ہو گیا ہے میں کچن میں گیا مجھے لگا عرتج ہے میں نے اس کے کندھے پر

ہاتھ رکھ کے اس دو تین دفعہ بہن کہہ دیا۔۔ عالیان نے ہاتھ دل کے
مقام پر رکھا سیان نے اس کا وہی ہاتھ پکڑ کر پاس پڑا شو پیس اٹھا کر اس
کے ہاتھ پہ مارا۔۔ ظالم میرا ہاتھ توڑ دیا۔۔ تو نے میری بہن کو ہاتھ کیوں
اسے بہن بولا ہے؟ بیٹا جی وہ آپ کی لگایا اور کیا کہا تو نے دو تین دفعہ
بہن ہی ہے۔۔ استغفر اللہ سیان نے اس کے استغفر اللہ کہنے گھور کر کھا
جانے والی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔ ایسے کیا دیکھ رہا ہے اپنے
ہاتھ پر پھونک مارتے بولا۔۔ کیا چل رہا ہے تیرے دماغ میں عالی۔۔
عالیان خاموش ہو گیا سیان اسے عالی تب بلاتا تھا جب وہ حد سے زیادہ
سنجیدہ ہو۔۔

سیان کچھ نہیں یار۔۔ ہچکچاتے ہوئے کہا۔۔ کچھ نہ ہی ہو تو اچھا ہے عالی تو
اچھے سے جانتا ہے میں اپنی بہن کے بارے میں کتنا جذبہ ہوں۔۔
سیان کی آنکھیں بے پناہ سرخ ہو گئی۔۔ اچھا غصہ تو نہ کر، تو بس دیہان

سے رہ کہی بیوی کو بہن مت کہہ دینا۔۔ عالیان مسکراتے ہوئے بولا۔۔
بہت بڑا کمینہ ہے تو، ویسا کہہ تو ٹھیک رہا ہے۔۔ سیان سوچنے والے انداز
میں بولا۔۔ جی بالکل سو بار سوچ کر ہمیں انہیں ہاتھ میرا مطلب
تمہیں ہاتھ لگانا ہو گا سیان کو خود کی خو نوار نظروں سے دیکھتے وہ بات
بدل گیا۔۔

اپنی زبان کو لگام دو سیان کہتے ہوئے وہاں سے جانے لگا جب عانیہ ان
دونوں کے پاس آئی۔۔ بھائی کچھ کرے۔۔ عانیہ چہرے پر شیطانی
مسکراہٹ لیے بولی۔۔

کیا؟۔۔ تم سے پوچھا میں نے عانیہ نے گھور کر عالیان کی طرف دیکھا
وہ بچا راچپ ہو گیا۔۔ ادھر آؤ سیان نے دونوں کو پاس کرتے ان کے
کان میں کچھ کہا۔۔ شاہ حویلی والوں کو بھی تو پتا چلے تین کراٹم پارٹنرز
عرف شیطانوں کی ٹیم ایک بار پھر اکھٹی ہو گئی ہے سیان نے ہاتھ سامنے

کیا عانیہ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا جیسے ہی عالیان نے عانیہ کے ہاتھ
پر ہاتھ رکھا اس نے فوراً ہاتھ پیچھے کر لیا۔۔ ٹائم کیا ہوا ہے عانیہ نے سیان
کی طرف دیکھتے پوچھا۔۔ سات بج گئے ہیں۔۔ یہی ٹائم ہے اپنا کارنامہ
سرا انجام دینے کا۔۔ وہ تینوں جہاں گھر کے مین سوئچ لگے تھے وہاں
جا کے فائر الارم آن کر کے وہاں سے بھاگ کر گارڈن میں چلے گئے۔۔
سب گھر والے ہڑبڑا کر نیند سے اٹھ کر باہر کو بھاگے۔۔ سب لاؤنج میں
اکھٹے ہو گئے ارد گرد دیکھا سب نارمل وہ تینوں خاموشی سے گھر میں
۔۔ احمد سمجھ نہیں داخل ہوتے پریشانی چہرے پر سجا کر کھڑے ہو گئے
آ رہا آگ لگی کہاں ہے ساجاد شاہ نے ارد گرد دیکھا ہر چیز نارمل تھی کہی
سے دھواں بھی نہیں اٹھ رہا تھا۔۔ احمد شاہ بھی نظریں دوڑاتے چیزوں
کا جائزہ لینے لگے جب ان کا دیہان ان تینوں کی طرف گیا جو اپنی
مسکراہٹ چھپانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔۔

احمد شاہ ان تینوں کے پاس گئے۔۔ شرم تو نہیں آئی تم لوگوں کو یہ حرکت کرتے ہوئے۔۔۔

ہم نے کیا کیا ہے بابائینوں ایک ساتھ بولے۔۔ کیوں میرے بچوں کو ڈانٹ رہے ہیں الارم بجنے میں ان کی کیا غلطی ہے کسی گارڈ نے وہاں بیٹھ کر سیگریٹ پیا ہو گا فضول میں میرے بچوں کو ڈانٹ رہے ہیں اسمہ نے تینوں کو اپنے ساتھ لگایا۔۔ سیان نے احمد شاہ کو آنکھ ماری وہ اپنے بیٹے کی حرکت پر جل کر رہ گئے۔۔ کیا کھا کر تم نے اسے پیدا کیا ہے احمد شاہ دانت پیستے ہوئے بولے۔۔ چائے پراٹھا بابا جان سیان نے پھر سے آنکھ ماری۔۔ میں بتا رہا ہوں اسمہ یہ شیطان میرے ہاتھوں ضائع ہو جائے گا۔ اسمہ جان دیکھے اپنے شوہر کو۔۔ ادھر آؤ تمہیں میں دیکھو احمد شاہ اسے پکڑنے کے لیے آگے ہوئے اسمہ نے سیان کو اپنے پیچھے کرتے آنکھیں دیکھائی۔۔ خبردار اگر آپ نے میرے بچوں کو کچھ کہا

صبح صبح ان کے پیچھے پر گئے ہیں آپ ابھی اٹھے ہے ناشتہ بھی نہیں کیا
لگی ہے انہوں نے۔۔ اسمہ کو غصہ آگیا۔۔ بالکل چھوٹی امی ہمیں بھوک
اور بابا ہمیں کھانا کھلانے کی بجائے ڈانٹ کھلا رہے ہیں عالیان کے
معصومیت سے کہنے پر احمد کا دل کیا اس کا سر پھاڑ دے۔۔ امی بہت
بھوک لگی ہے عانیہ اسمہ کے ساتھ لگتے بولی۔۔ چلو میں اپنے بچوں کو
ناشتہ بنا کر دوں اسمہ ان تینوں کو لیے کچن میں چلی گئی۔۔ احمد شاہ غصے
سے سرخ پر گئے۔۔ باقی سب بات سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ
آخر ہوا کیا ہے۔۔۔

رضا بھی رخصتی نہیں ہوئی تو زرہ قابور کھو خود پر سا جاد شاہ رضا کے
کندھے پر ہاتھ رکھ کے کہتے ہوئے چلے گئے انہوں نے نیہا کو اس کے
کمرے سے نکلتے دیکھ لیا تھا۔۔۔

سب اپنے اپنے کمرے میں فریش ہونے کے لیے چلے گئے کیونکہ نیند تو ان کی خراب ہو چکی تھی۔۔

بلا سٹ ہونے کی وجہ سے سیاہی ہر جگہ پھیلی تھی۔۔ ارسلان کسی کام سے وہاں سے گزر رہا تھا جب کسی لڑکی کو سڑک کے کنارے پر گرے ہوئے دیکھا۔۔ وہ فوراً باہر آیا لڑکی کے قریب پہنچ کے اس کے چہرے سے بال ہٹائے ارسلان شاہ کی ایک پل کے لیے سانسیں رک گئی چہرے پر سیاہی لگی تھی جگہ جگہ شیشے کے ٹکڑے جلد میں پیوست تھے۔۔ وہ ساکت کھڑا تھا اس کے ہاتھ پاؤں اس کا ساتھ چھوڑنے لگے۔۔ انیزا کو باہوں میں اٹھائے اسے بیک سیٹ پر لٹا کر گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔ وہ کبھی روڈ کی طرف دیکھتا تو کبھی انیزا کی طرف۔۔ اللہ جی میری گڑیا کو بچالے اس کا دل بار بار دعا کر رہا تھا۔۔ ارسلان ہو سپیٹل

میں داخل ہوتے ہی اونچی آواز میں چیختے ڈاکٹر کو بلانے لگا نیزا کو ایسی
حالت میں دیکھ وہ پاگل سا ہو گیا تھا اسے یہ تک ہوش نہ تھی کہ وہ خود
ایک ماہر ڈاکٹر ہے۔۔ ڈاکٹر ارسلان انہیں کیا ہوا ہے ایک میل ڈاکٹر کی
نظریں نیزا کی طرف جاتے محسوس کرتے ارسلان نے اسے خود میں
چھپایا۔۔ ارسلان اسے ایمر جنسی روم میں لے گیا۔۔ اس کے ہاتھ
کانپ رہے تھے نیزا کے زخم صاف کرتے وقت۔۔۔

سب سے تکلیف دہ لمحہ ہوتا ہے کسی اپنے کو تکلیف میں مبتلا دیکھنا۔۔
اور ارسلان شاہ کے لیے بھی یہ سب سے تکلیف دہ لمحہ تھا اپنی کانچ کی
گڑیا کو زخمی دیکھ کر۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا میری گڑیا ٹھیک ہو جائے
گی وہ جیسے خود کو حوصلہ دے رہا تھا۔۔ نیزا کے سارے زخم صاف
کر دیے گئے تھے لیکن اسے ہوش نہ آیا تھا۔۔ ارسلان بے چینی سے
اس کے ارد گرد چکر کاٹ رہا تھا۔۔ گھنٹے بعد اس نے آنکھیں کھولنے کی

کوشش کی۔۔۔ ارسلان اس کے پاس گیا۔۔۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔۔۔ شاہو
میرے شاہو، مجھے میرے شاہو پاس جانا، میرے شاہو وہ ایک بات کو
دہرائے جا رہی تھی۔۔۔ ریلیکس ہو جاؤ چھوڑ آتا ہوں تمہارے شاہو
کے پاس تمہیں ارسلان نے اس کا ہاتھ پکڑا نیزا نے فوراً اس کا جھٹکا۔
پیچھے ہو مجھ سے مجھے میرے شاہو پاس جانا ہے نیزا نے بیڈ کی چادر کو
خود کے گرد لپیٹ لیا۔۔۔ جب دونوں روم میں آئی۔۔۔ یار ایک عالی
شان گھر تھا ہو اسپتال سے کچھ دوری پر وہاں بلاسٹ ہوا اور جو لوگ اندر
تھے سب مر گئے فائر بریگیڈ والوں نے آگ بجھائی پتا چلا جو لوگ اندر
تھے سب ختم۔۔۔ نیزا نے پاس پڑا شیشے کا جگ اٹھا کر ان دونوں کی
طرف پھینکا اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے جس کی وجہ سے نشانہ چوک
گیا۔۔۔ ب۔۔۔ بکو اس۔۔۔۔۔ کر رہی۔۔۔۔۔ ہو سب۔۔۔۔۔ میرے
شاہو۔۔۔۔۔ کو کچھ۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ ہو سکتا۔۔۔۔۔ وہ کہتے ہوئے

اونچی آواز میں پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔۔۔ ارسلان نے ان دونوں کو باہر بھیج دیا۔۔

میرے شاہو۔۔ اس نے اپنا سر پکڑ لیا۔۔

اس کی ذندگی انتی ہی تھی۔۔۔ چلے جائے یہاں سے ورنہ جان لے لوگی

آپ کی۔۔ وہ ضبط کھوتے چلائی۔۔ انہوں نے۔۔۔۔ کہا تھا

میں۔۔۔۔۔ ان کی زندگی۔۔۔۔۔ ہو تو مجھے۔۔۔ وہ چھوڑ کر

۔۔۔ اپنا سر گھٹنوں میں دیتے وہ ہچکیاں لیتے ہوئے رونے لگی۔۔۔

نہیں میرے شاہو کو کچھ نہیں ہو سکتا وہ مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتے،

میرے شاہو مجھ سے بہت پیار کرتے ہے وہ مجھے چھوڑ کر جا ہی نہیں

سکتے انیزا کی سانسیں اکھڑنے لگی۔۔۔ ش۔ شاہو۔۔۔ م۔ مجھے۔۔۔۔۔

س۔ سانس۔۔۔۔۔ن۔ نہیں۔۔۔۔۔آ۔ آرہی۔۔۔۔۔ارسلان نے آگے

بڑھ کر اسے آکسیجن ماسک لگانا چاہا جو انیزا نے جھٹک دیا۔ مجھے

----- میرے----- شاہو پاس----- جانا ہے----- وہ

بے ہوش ہو گئی۔۔۔ ارسلان اپنا سر تھام کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔۔
ارسلان نے عالم صاحب کو کال ملائی جو دو بیل کے بعد ریسو ہو گئی۔۔۔
اسلام علیکم ارسلان نے ادب سے سلام کی۔۔ وعلیکم اسلام کون بات کر
رہا ہے۔۔ ارسلان شاہ بات کر رہا ہوں آپ کی بیٹی اس وقت ہو سپیٹل
میں ہے اس کی کنڈیشن ٹھیک نہیں ہے آپ اپنی وائف کو لے اسلام
آباد آئے ارسلان نے ہو سپیٹل کا نام بتا کر ان کی بات سننے بغیر کال بند
کے لیے روانہ کر دی۔۔۔ عالم صاحب اسے بیگم کو لے کر اسلام آباد
ہو گئے۔۔

زید گھر داخل ہوا لاؤنج میں کوئی نہ تھا وہ اپنے کمرے میں چلا گیا زید تین
دن بعد گھر آیا تھا۔۔ کمرے میں داخل ہوا ہیرا سورہی تھی۔۔ اس کا دل

چاہا ہیرا کو اپنے سینے سے لگا لے۔۔ لیکن جو اختلافات ان کے درمیان
تھے ان کے باعث دور رہنا ہی بہتر تھا۔۔ زید نے خود کو معاف کر سکتا تھا
اور نہ ہی ہیرا کو ان دونوں کی غلطی کی وجہ سے ان کا بچہ ان سے چھین گیا
۔۔ زید ایک سائٹیڈ پر لیٹ گیا ہیرا بیڈ کے درمیان میں لیٹی تھی زید نے
رخ اس کی طرف کیا ان کے درمیان صرف ایک انچ کا فاصلہ تھا دونوں
کی ناک آپس میں مس ہوئی۔۔ وہ دیوانہ وار اسے دیکھ رہا تھا پچھتاوے
نے اسے ان گھیرا کہ کاش وہ اس کے ساتھ غلط نہ کرتا، آج وہ ساتھ
خوش ہوتے ان کا بچہ ان کے پاس ہوتا۔۔
انسان سنگین غلطیاں کر جاتا ہے پھر بعد میں پچھتاوے اور کاش کے علاوہ
کچھ نہیں رہتا۔۔۔

تھکاوٹ کے باعث وہ کچھ پل میں ہی گہری نیند میں چلا گیا۔۔ ہیرا نیند سے بیدار ہوئی آنکھیں پھاڑے زید کی طرف دیکھا۔ اس کا ہاتھ ہیرا کی کمر پر تھا۔ چاہتے ہوئے بھی اس کا ہاتھ وہ اپنی کمر سے نہ ہٹا پائی۔۔ اس کے زہن میں ماورہ کی باتیں گھوم رہی تھی (میری بات کا برا مت ماننا ہیرا تم اگر اپنے رشتے کو زید بھائی کے ساتھ ٹھیک کر لو تو شاید تم مجھ سے بھی زیادہ لکی نکلو)۔ کیا واقعی میں زید مجھ پیار کریں گے اس کے دل میں خیال آیا۔ وہ تم سے کیوں پیار کرے گا تمہاری وجہ سے اس کا بچہ پیدا ہونے سے پہلے ہی ختم ہو گیا وہ طلاق دیں دے گا ایک مہینے تک اس دماغ نے کہا۔۔ دل و دماغ کی لڑائی میں اس کا سر پھٹنے لگا درد سے۔۔ کاش میں الزام نہ لگاتی تو شاید ہم ایک ساتھ خوش ہوتے ہیرا کی آنکھوں میں آنسو آگئے انہیں ضبط کرنا چاہا لیکن وہ بہتے ہی گئے۔۔ سرخ آنکھیں وہ زید کے چہرے پر گاڑھے لیٹی تھی۔۔

اس سرخ و سفید رنگت گلابی ہونٹ کسی کو بھی شرمانے پر مجبور کر سکتے تھے۔۔ نہیں میں اس پر بوجھ نہیں بننا چاہتی وہ کسی اور کو پسند کرتا ہوگا اس لیے مجھے چھوڑنا چاہتا ہے۔۔۔ بے ساختہ اس کے ہاتھ نے زید کا چہرہ اچھوا۔۔ اپنے چہرے پر کسی کا نازک لمس محسوس کرتے اس نے آنکھیں کھولی۔۔ اس ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹاتے اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔ ہیرا نے بامشکل آنکھوں میں آنے والی نمی کو روکا۔۔ کوئی لڑکی پسند آگئی ہے؟

زید نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔ مجھے طلاق۔۔ دے دوں کچھ دن انتظار کر لو زید اس کی پوری بات سننے بغیر بولا۔۔ نہیں چاہیے مجھے طلاق۔۔ آنسو بہاتے کہا۔۔ ہیرا راجپوت ہمارا رشتہ کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتا تو بہتر یہی ہے ہم علیحدگی اختیار کر لے۔۔ زید بیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔ دیکھو تم جس کو پسند کرتے

ہو تم اس سے شادی کر لو بس مجھے طلاق مت دو میں یہ دھبہ نہیں لگوانا
چاہتی خود پر۔۔ ہیرا نے زید کا ہاتھ پکڑنا چاہا اس نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا
۔۔ پہلی بات میں کسی کو پسند نہیں کرتا دوسری یہ کہ جب ہمارا رشتہ
سہی ہو ہی نہیں سکتا تو اس رشتے میں رہنے کا فائدہ؟۔۔ زید نے آنکھیں
چھوٹی کر کے اس کی طرف دیکھا۔۔ تم تو رہا ہو جاؤ گے لیکن مجھ پہ
دھبہ لگ جائے گا لوگ باتیں کرے گے مجھ۔۔ کوئی اگر باتیں کرے
تو کہہ دینا وہ کچھ پل خاموش ہو گیا۔۔ میرے بچے کا۔۔ قاتل تھا
۔۔ اس لیے چھوڑ دیا اس کی بات کاٹتے ہوئے کہہ کر زید نے تکلیف
سے آنکھیں بند کی۔۔ اور اگر میں۔۔ کہوں مجھے رہنا ہے اس رشتے
میں تو۔۔ ہیرا نے اس کے تاثرات دیکھنے چاہے لیکن وہ سپاٹ چہرہ لیے
بیٹھا تھا۔۔ تب بھی نہیں ہیرا راجپوت ایک بات مجھے سمجھ آ گئی ہے میں
نہ کبھی ایک اچھا شوہر نہیں بن سکتا اور باپ بننے کے تو قابل ہی نہیں ہو

میں زید کی آنکھیں نم ہوئی۔۔۔ زید ایک موقع دے کر دیکھتے ہم اپنے
رشتے کو آنکھوں میں امید لیے اس کی طرف دیکھا۔ کیا چاہتی ہو تم؟
رخ اس کی طرف کر کے بیٹھا۔
سکون دہ زندگی ہیرانے اس کا ہاتھ پکڑا۔

مجھے اب اور نہیں سہنی یہ تکلیف، میں اچھی بیوی بننے کی پوری کوشش
کرو گی۔۔ اور اگر نہ بن پائی تو بے شک تم مجھے مار لینا وہ روتے ہوئے
اس کے سینے سے لگ گئی۔ کیا ہمارے ٹھیک ہونے سے جو خسار اہوا
ہے وہ خسار ختم ہو جائے گا۔۔ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے
زید کی دیکھا۔۔ بولو کیا جو کھویا ہے ہم نے وہ واپس مل جائے گا ہیرا
میں تمہیں تو شاید معاف کر دو لیکن خود کو کبھی نہیں کر پاؤ گا، تم چاہتی ہو
ہماری طلاق نہ ہو ٹھیک ہے میں طلاق نہیں دو گا لیکن ہمارے درمیان

ازدواجی رشتہ نہیں ہو گا ہم دونوں صرف اچھے دوست بن کر رہے گے
۔۔ ہیرا نے ناچاہتے ہوئے بھی ہاں میں سر ہلا دیا اسے انیزا کی یاد آئی جو
اس سے کہا کرتی تھی لڑکا لڑکی کبھی دوست نہیں ہوتے وہ دونوں اگر
ساتھ رہتے ہیں تو انہیں پیار ہو جاتا ہے ایک دوسرے سے۔۔۔ غیر
محرم لڑکے کو ایک غیر محرم لڑکی سے پیار ہو سکتا ہے تو ہمارے درمیان
تو ایک مضبوط رشتہ ہے اس کے دل سے آواز آئی۔۔

طبعیت ٹھیک ہے زید اتنے دنوں سے اس سے یہ بات پوچھنے کے لیے
بے تاب تھا۔۔ بے ساختہ ہیرا کے لب مسکرائے۔۔ ہاں میں ٹھیک
ہوں اب درد بھی کم ہوتا ہے۔۔۔ زید اٹھ کر فریش ہونے چلا گیا۔۔۔
فریش ہو کے وہ باہر آیا ہیرا خود سے سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔ عاقل
تمہیں پتا ہے زید مجھے طلاق نہیں دے رہے۔۔۔ ہم ساتھ رہے گے
عاقل وہ مجھ سے پیار کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہے ہم دوست بن کر

رہے گے۔۔ زید نے ضبط سے آنکھیں بند کی۔۔ زید اس کے پاس گیا۔۔ کس سے باتیں کر رہی ہو۔۔ عاقل سے!۔۔

کون عاقل؟۔۔ زید نے آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا۔۔ ہیر اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر نظریں نیچے کر گئی۔۔ ہیر ادھر دیکھو۔۔ اس نے نظریں اٹھا کر زید کی طرف دیکھا۔۔ میرا دوست ہے، وہ سات سال سے میرے ساتھ ہے وہ آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے بولی۔۔ زید کو پچھتاوے نے ان گھیرا اس نے ہمدردی سے ہیرا کی طرف دیکھا۔۔ چھوڑ دو اس دوست کو میں ہونا تمہارے ساتھ زید اس کے پاس بیٹھ گیا۔۔ میں اسے نہیں چھوڑ سکتی اس کے کندھے پر سر رکھ کر بیٹھ گئی۔۔ زید ساکت بیٹھا اس کی خوشبو محسوس کرتا رہا وہ بے آواز اس کے کندھے پر سر رکھے روتی رہی۔۔ ہیرا چپ ہو جاؤ کہتے اس کے بال سہلانے لگا۔۔ چلو اٹھو کھانا کھائے دو پہر کا سب ڈانگ ٹیبل پر بیٹھے انتظار کر رہے ہو گے۔۔

اس کا ہاتھ پکڑتے اس کو واش روم کی طرف کیا۔۔ اس کے فریش
ہونے کا ویٹ کرنے لگا دس منٹ بعد وہ باہر آئی اسے ساتھ لیے لاؤنج
میں گیا۔۔ سب نے خوشگوار حیرت سے ان دونوں کی طرف دیکھا
۔۔۔ زید چیئر پر بیٹھنے لگا جب اس کی نظر عانیہ پر پڑی، زید شاہ جیسے
آنکھیں جھپکانا بھول گیا۔۔ آنکھوں میں نمی اور شرمندگی لیے وہ اس کی
طرف دیکھتا رہا اس میں اتنی ہمت نہ پیدا ہو سکی کہ وہ اٹھ کر اپنی بہن کو
گلے لگالے۔۔ عانیہ قدم اٹھاتی اس کے پاس آئی۔۔۔ زید بھائی عانیہ
کے بلانے پر وہ اٹھ کر جانے لگا عانیہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ گھن آتی
ہے بہن سے اس لیے اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کر رہے آپ
۔۔ عانیہ کے آواز میں بے پناہ دکھ تھا۔۔ جو مرد اپنی بہنوں کی حفاظت نہ
کر سکے انہیں بھائی کہلانے کا کوئی حق نہیں ہوتا۔۔ کیوں آپ سب اپنے
آپ کو زمرہ دار ٹھہرا رہے ہیں عانیہ زید کے سینے سے لگ کر رونا شروع

ہو گئی اس نے اپنے آپ کو بہت مضبوط بنا لیا تھا لیکن اپنوں کو سامنے
بھینچ لیا پاتے وہ پھر کمزور ہو گئی تھی۔۔ زید نے اسے سختی سے خود میں
۔۔ بہنوں سے بھی گھن آتی ہے کیا؟ اس کی پیشانی پر پیار کرتے سوال کیا

--

اس نے فوراً نہ میں سر ہلا دیا۔۔ گڈو تم سچ میں ہمارے پاس ہو اس کا چہرہ
تھامتے پیار بھرے لہجے میں بولا۔۔ آپ سب کی گڈو آپ کے پاس ہے
مسکراتے ہوئے اپنے بھائی کے گلے لگی۔۔ کتنی دیر وہ دونوں ایسے ہی
کھڑے رہے۔۔

اوہیلو گڈو میڈم میں بھی تمہارا بھائی ہو سیان عانیہ کو کھینچ کر اسے اپنے
پاس کھڑے کرتا بولا۔۔ تم نے جل جل کر ہی اوپر پہنچ جانا ہے۔۔ زید
نے سیان کے سر پر ہلکی سی چپت لگاتے کہا۔۔ زید بھائی لالا کب آئے
گے ارسلان کا سوچتے ہی عانیہ کی آنکھیں نم ہو جاتی تھی۔۔ بہت جلد

تمہارا لالا تمہارے پاس ہو گا جتنی خوشی اسے تمہیں دیکھ کر ہو گی شاید
ہی ہم میں سے کسی کو ہوئی ہو زید نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے اس
کی ناک کھینچتے کہا۔۔ عانیہ ادا اس سا مسکرائی وہ اپنے لالا کو افسوس میں مبتلا
نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ کہاں کھو گئی ہو گڈو۔۔ کہیں نہیں بس لالا کا
انتظار ہے۔۔ مجھے ایک بات بتاؤ تم میں تمہارا بھائی ہوں؟ سیان نے غصے
سے اس کی طرف دیکھا۔۔ عانیہ نے ہاں میں سر ہلایا۔۔ لگتا تو نہیں
ہے مجھے جب دیکھو لالا، لالا کی رٹ ختم ہوتی ہے تو زید بھائی، عیشان
نہیں ہو تم۔۔ بھائی، میرا نام لیتی ہی

سیان بے انتہا سرخ پر گیا تھا۔۔ یان بھائی آپ تو میرے بھائی نہیں ہو
۔۔ کیا کہا تم نے سیان نے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔۔ میرا مطلب
صرف بھائی ہی نہیں آپ میرے دوست کراٹم پاٹنر بھی ہو آپ کیوں
ایسا لگتا ہے کہ میں آپ سے پیار نہیں کرتی۔۔ آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے

کہا۔۔ ہائے میری گڈو میری شہزادی سیان نے اسے ساتھ لگایا۔۔ سب
ان دونوں کی باتوں پر مسکرائے۔۔

عالیان عانیہ کو پیار بھری نظروں سے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔ اس
بات سے انجان کہ یہ پیار اسے زندگی کے وہ رخ دیکھائے گا اور ایسی
تکلیفوں سے آشنا کروائے گا جو کبھی اس نے سوچا بھی نہ ہوگی۔۔ ہیرا
ان سب بہن بھائیوں کی طرف رشک کی نگاہ سے دیکھ رہی تھی۔۔ بے
ساختہ اس کی آنکھیں نم ہوئی۔۔ کاش مجھ سے بھی کوئی ایسے پیار کرے
، کیا زید مجھ سے پیار کر پائے گے؟۔۔ اس کے دل میں خیال آیا۔۔

سب چیئر زیر بیٹھ کر کھانا کھانے لگے۔۔ کھانا کھاتے ہوئے زید کا
دیہان ہیرا کی طرف گیا جو عانیہ کو نم آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔ ہیرا
زید نے بلانے پر ہوش میں آتے اس کی طرف دیکھا۔۔ کھانا کھاؤ ٹھنڈا
ہو رہا ہے ہیرا ہاں میں سر ہلاتی کھانا کھانے لگی۔۔ زید بھائی بھابھی بولتی

ہی نہیں ہے جب دیکھو گم سم بیٹھی ہوتی ہے۔۔ عانیہ نے ہیرا کہ طرف
دیکھتے زید سے سوال کیا۔ اس کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے اس لیے
زیادہ نہیں بولتی۔۔ کیا ہوا بھابھی کو۔۔ عانیہ کی بات پر زید نے اپنی
آنکھوں کو نم ہونے سے روکا۔۔ موٹے موٹے آنسو ہیرا کی آنکھوں
سے بہنے لگے۔۔ مس کیرج ہو گیا ہے زید شاہ کو خود میں ہمت ختم
ہوتے محسوس ہو رہی تھی۔۔ عانیہ کو بے ساختہ خود پہ غصہ آیا سب کے
مسکراتے چہرے اداسی میں بدل گئے۔۔ کیا ہو گیا سب منہ بنا کر بیٹھ
گئے ہو کھانا کھاؤ سب زید فرضی مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولا۔۔
سب نے خاموشی سے کھانا ختم کیا۔۔ ہیرا کھانا ختم کرتے ہی کمرے
میں چلی گئی۔۔ زید گھر میں موجود لائبریری میں چلا گیا۔ عانیہ عالیان
اور سیان تینوں اکٹھے ہو کے گارڈن میں بیٹھ گئے۔۔ گڈو کیا ہوا ہے اداس
کیوں ہو۔۔ یان بھائی مجھے وہ سوال نہیں کرنا چاہیے تھا میری وجہ سے

سب ادا اس ہو گئے تھے اور بھا بھی رونا شروع ہو گئی تھی۔۔۔ عانیہ نے
ادا سی سے کہتے ہوئے سرسیان کے کندھے پر رکھ لیا۔ اس میں تمہاری
غلطی نہیں ہے ایک بچے کی وجہ سے اور دوسرا ان کے درمیان کچھ
اختلاف چل رہے جس کی وجہ سے دونوں چپ ہے تمہیں دیکھ کر آج
زید بھائی اتنے مہینوں بعد مسکرائے ہے گڈو۔۔۔ سیان بھی ادا اس ہو گیا
۔۔۔ اوئے یہ ادا اس ہونا بند کرو کیوں نہ ہم تینوں مل کے ان کا پیچ اپ
کروائے۔۔۔ آئیڈیا برا نہیں ہے سیان اور عانیہ ایک ساتھ بولے۔۔۔
عالیان نے ان دونوں کو قریب ہونے کا اشارہ ہوا۔۔۔ عیشان رضا ازہان
اور زیان باہر آئے ان تینوں کو سر جوڑے دیکھ ان کے پاس گئے۔۔۔ کیا
کچھڑی پکار ہے ہو چاروں کے ایک ساتھ بولنے پر وہ تینوں سیدھے ہو کر
بیٹھے۔۔۔ ہاں دیکھے نہ ٹیبل کے نیچے چولہا جلا ہوا ہے اور اوپر چاول رکھے
ہے عالیان چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ سجائے بولا۔۔۔ ازہان بھائی اس کی

زبان زیادہ نہیں چل رہی۔۔ مجھے بھی یہی لگ رہا ہے عیشان لگتا ہے
زبان کٹوانی پرے گی ارسلان سے کہہ کر۔۔ ب۔ بھائی ارسلان کا نام
سنتے ہی عالیاں کے پسینے چھوٹنے لگے۔۔ سیدھی طرح بتاؤ کیا کھڑی پکا
رہے ہو تم تینوں وہ چاروں بھی ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔۔ دیکھے آپ
ہمارے پر سنل میٹرز میں انٹرفیئر نہ کریں سیان کالر ٹھیک کرتے بولا۔۔
ایسی کی تیسری تیرے پر سنل میٹرز کی بتا سیدھی طرح رضانے سیان کی
کمر پر تھپڑ مارا۔۔ رضا بھائی آپ ہمارے پھوپھا بن کر کچھ زیادہ ہی نہیں
رعب جھاڑنے لگ گئے۔۔ بیٹا ایک دفعہ ارسلان کو آنے دے گھر پھر
تجھے اچھی طرح بتائے گا وہ کہ رعب کہتے کسے ہے۔۔ یا ایک تو مجھے
آپ لوگوں کی سمجھ نہیں آتی بات بات پہ میں ارسلان کو بتا دوں سیان
جل کر بولا۔۔ ان کا اصل مقصد انہیں باتوں میں لگا کر اپنے اوپر سے
دیہان ہٹانا تھا جو با آسانی کر چکے تھے۔۔

کیونکہ تم سب کنٹرول بھی اس سے ہی ہوتے ہو زیان قہقہہ لگاتا بولا۔۔
زیان بھائی ایک دفعہ آپ کی شادی ہو جائے پھر آپ کو اچھی طرح پتا
چلے گا سہی معنی میں کنٹرول کرتا کون ہے سیان کی بات پر سب نے زور
دار قہقہہ لگایا زیان نے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔۔ میں تجھے کچھ
کہہ بھی نہیں سکتا کیونکہ تیری بیوی ہماری بہن ہے زیان دانت پیستے
ہوئے بولا۔۔ ہائے زیان بھائی میری بیوی کی تو بات ہی الگ ہے۔۔
سالے کمینے عالیان نے اس کی کمر پر ان گنت گلے مارے۔۔ اوئے آرام
سے بیٹھ اور تو میرا سالہ ہے میں تیرا سالہ نہیں ہو سمجھے۔۔ سیان نے
اسے گھوری سے نوازا۔۔ کچھ وقت تک بن جائے گا سالہ بھی عالیان
بڑبڑایا۔۔ کیا بھونک رہا ہے تو سیان نے اس کے بال پکڑ لیے۔۔ سیان
یار چھوڑ عالیان نے اس کے ہاتھوں سے اپنے بال نکالنے چاہے۔۔

میری بہن کے بارے میں کچھ بھی الٹا سیدھا سوچا تم تو سر پھاڑ دوں گا
میں تمہارا سیان اس کے بال چھوڑ کر اسے غصے سے گھورنے لگا۔۔
عانیہ کو عالیان پہ بے انتہا غصہ آیا لیکن وہ ضبط کیے بیٹھی رہی اس نے
عالیان سے اکیلے میں بات کرنے کا ارادہ کیا۔۔ میں جارہا ہوں مجھے کچھ
کام ہے۔۔ سیان اندر چلا گیا۔ مجھے بھی کام ہے عالیان بھی سیان کے
پیچھے چلا گیا عانیہ کو کال آئی وہ کال پک کر کے اندر چلی گئی۔۔ یہ ضرور
کوئی الٹا کام کرنے والے ہے ازہان ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا
۔۔ چل جائے گا پتہ کچھ دیر تک تینوں ایک ساتھ بولے۔۔ اسلام علیکم
نیسلیمان آپا۔۔ زینب کہاں ہو تم نیسلیمان روتے ہوئے بولی۔۔ آپا
میں اپنی فیمیلی کے پاس ہوں مجھے میری فیمیلی مل گئی ہے۔۔ عانیہ نے خوش
ہوتے بتایا۔۔ فیمیلی مل گئی ہے تو اپنی آپا کو بھول جاؤ گی رونے کی وجہ سے
نیسلیمان کی آواز بھاری ہو گئی تھی۔۔ آپا میں سب کو بھول سکتی ہوں

لیکن آپ کو نہیں سمجھ آئی آپ کو آئندہ نہیں کہنا ایسا، میں کچھ دنوں
تک آؤ گی آپ کے پاس او کے عانیہ بے انتہا پیار سے بولی۔۔ جلدی آنا
ہے نیسلیمان نے اپنے آنسو صاف کیے۔۔ میں آپ سے بعد میں
بات کرتی ہوں سیان اور عالیان کو اپنے پاس آتے دیکھ مسکراتے ہوئے
کال بند کر دی۔۔

مشن پر ور کنگ سٹارٹ کریں۔۔ شیور سیان اور عانیہ ایک ساتھ بولے
۔۔

زید بھائی بھائی کو پتا نہیں کیا ہو گیا ہے انہیں سانس نہیں آرہی وہ

عالیان کی پوری بات سنے بغیر لائبریری سے بھاگا۔۔

بھائی زید بھائی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے عانیہ رونے کی جھوٹی ایکٹنگ

کرتے ہوئے بول کر فوراً لمبے لمبے ڈگ بھرتی کمرے سے باہر چلی گئی

۔۔ ہیرا کی سانسیں اکھڑنے لگی وہ لڑکھڑا کر کاؤچ پر گری۔۔ زید ایک

منٹ سے پہلے کمرے میں داخل ہوا۔۔ ہیرا کو لمبے لمبے سانس لیتے دیکھ
اس کے پاس جا کے اسے سینے سے لگایا۔۔ ہیرا کیا ہوا ہے اس کا چہرہ خود
کے قریب کرتے پوچھا۔۔ سا۔۔۔ سانس زید اس کے لبوں پر جھکتا
اس میں اپنی سانسیں منتقل کرنے لگا۔۔ وہ جو پردے کے پیچھے سے
انہیں دیکھ رہے تھے فوراً آنکھیں بند کرتے وہاں سے ر فو چکر ہو گئے

کافی دیر اسے اپنی سانسیں دے کر پیچھے ہوا۔۔ ہیرا اس کے سینے سے
لگتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔ ہیرا کیا ہوا ہے کیوں رہی ہو۔۔
پریشانی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ آپ ٹھیک ہو۔۔ میں
ٹھیک ہوں زید اس کے آنسو اپنے لبوں سے چنے لگا۔۔ ہیرا آنکھیں بند
کر گئی زید اس کا چہرہ اتھا متے اس کے قریب ہونے لگا اچانک جھٹکے سے
اس سے دور ہوا۔۔

سوری وہ غلطی سے ہو گیا یہ سب، میرا یہ سب کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔ ہیرا کے آنسو جو بہنا بند ہوئے تھے پھر بہنے لگے اس کا دل ٹوٹ گیا۔۔

غلطی؟ روتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ ہاں غلطی ہی ہے یہ میں نے کچھ دیر پہلے بتایا تھا کہ ہمارے بیچ ایسا کچھ نہیں ہو گا ہم صرف دوست بن کر رہے گے میں نے صرف ایک دوست ہونے کے ناتے تمہاری ہیلپ کی ہے اور جو۔۔۔، غلطی ہے صرف یہ اور کچھ نہیں۔۔۔ سخت لہجے میں کہتے بنا ہیرا کی طرف دیکھے وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔۔۔ ہیرا کا دل جیسے سو ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر رہ گیا۔۔۔

عالم صاحب ارسہ بیگم کو لیے اسلام آباد پہنچے روم داخل ہوئے اپنی بیٹی کو بے ہوشی کی حالت میں دیکھ کر ان کے قدم رکے۔۔ ارسہ بیگم انیزا

کے پاس جاتے رونے لگی۔۔ عالم صاحب نے ارسلان کی طرف سوالیہ
نظروں سے دیکھا۔۔ ارسلان ان کے قریب جاتے ساری بات بتا گیا
۔۔ عالم صاحب کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔ آپ انہیں گھر لے
جائے اپنوں کے ساتھ رہے گی تو جلدی بہتر ہو جائے گی۔۔ عالم
صاحب ہاں میں سر ہلاتے ڈسچارج پیپر لینے کے لیے چلے گئے ان میں
اتنی ہمت نہ تھی کہ اپنی بیٹی کو اس حال میں دیکھ پاتے۔۔۔۔۔ انیزا کو بے
ہوشی کی حالت میں ہی گھر لے آئے۔۔ میرم لاؤنج میں بیٹھی پڑھ رہی
تھی انیزا کو عالم صاحب کی بازوؤں میں بے ہوش دیکھ کر ان کے پاس
گئی۔۔ بابا انیزا کو کیا ہوا ہے عالم صاحب کوئی جواب دے بغیر انیزا کو
لیے اس کے کمرے میں چلے گئے۔۔ بابا۔ میرم اونچی آواز میں بولی

نیسلیمان کیا ہوا ہے تمہیں؟۔۔ ولی نیسلیمان کے کمرے میں تھا اس کی سرخ آنکھیں دیکھتے سوال کیا۔۔

زینب اپنی فیملی کے پاس چلی گئی ہے۔۔ یہ تو اچھی بات ہے نہ اسے اس کی فیملی مل گئی ہے۔۔ نیسلیمان نے ہاں میں سر ہلایا۔۔ امی بابا کہاں ہے؟۔۔ پتا نہیں میں کمرے سے باہر نکلی تھی تو کوئی گھر میں نہیں تھا میرم اپنے کمرے میں تھی۔۔ آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے کہا۔۔ میں کیا سوچ رہا ہوں بابا کا تو مجھے کوئی ارادہ نہیں لگ رہا ہماری رخصتی کرنے کا تو ولی اس کے قریب ہونے لگا جب اسے باہر سے شور سنائی دیا۔۔

نیسلیمان اور ولی باہر گئے میرم تیزی سے سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔۔ میرو کیا ہوا ہے۔۔ ولی بھائی انیزا اندر وہ۔۔ ولی میرم کی پوری بات سنے بغیر انیزا کی کمرے کی طرف بھاگا۔۔ بابا کیا ہوا ہے انیزا کو۔۔ عالم صاحب کے پاس کھڑے ہوتے پریشانی سے پوچھا۔۔ عالم صاحب نے

پوری بات بتادی ولی نے ضبط سے آنکھیں بند کی۔۔ انیزا نے موندی
موندی آنکھیں کھولی۔۔ شاہوار د گرد دیکھا اسے اس کا شاہو کہی نظر نہ
آیا۔۔ ارسہ بیگم اسے اپنے سینے سے لگا گئی۔۔ امی شاہو۔۔ آنسوؤں
بہاتے کہا۔۔ تمہارا شاہو نہیں رہا۔۔ ارسہ بیگم بامشکل بول پائی۔۔ آپ
سب جھوٹ بول رہے ہیں میرے شاہو کو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔ جب
اسے ہوش آتا وہ چلانا شروع ہو جاتی اور چلاتے ہوئے پھر بے ہوش
جاتی۔۔

انیزا بابا کی جان اس کی زندگی اتنی ہی تھی۔۔ عالم صاحب نے اس کے
پاس جانا چاہا انیزا بیڈ سے اتر کر ان سے دور کھڑی ہو گئی۔۔ نہیں آپ
سب جھوٹ بول رہے ہیں میرے شاہو کو کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔۔
انہوں نے کہا تھا وہ مجھے چھوڑ کر کبھی نہیں جائے گے آپ سب جھوٹے
ہو۔۔۔۔۔

وہ تمہیں چھوڑ کر جا چکا ہے انیزا وہ اب کبھی واپس نہیں آئے گا ختم ہو چکا ہے وہ عالم صاحب سخت لہجے میں بولے۔۔

شاہو مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے۔۔ اس کے کندھے پر سر رکھ کر بیٹھ گئی۔۔ پوچھو جانِ شاہو!۔۔ میں پوچھو گی اور آپ نے بس جواب دینا ہے اوکے۔۔ اوکے پاس اس کے سر کے ساتھ اپنا سر ٹکا گیا۔۔

زندگی؟۔۔

تم!۔۔

قربان؟۔۔

شاہو کی حیاتِ تم پر!۔۔

آباد کرنے کے لیے؟۔۔

خود کو تباہ کر دو گا!۔۔

میری مسکراہٹ؟۔۔

دنیا کی خوبصورت ترین شہ!۔۔۔

انیزا سوال پوچھتی گئی اور وہ جواب دیتا گیا۔۔

ہمارا ساتھ؟۔۔

قیامت تک!۔۔

مجھے بچانے کے لیے؟۔۔۔

جان دے دوں گا!۔۔۔

شاہو انیزا نے ناراضگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔ کیا ہوا جانِ شاہو۔۔

آپ میرے لیے اپنی جان نہیں دے گے میں آپ کے بغیر نہیں رہ

سکتی۔۔ اس کے رخسار پر لب رکھتے ہوئے بولی۔۔ میرے لیے میری

حیاتم سے زیادہ کچھ ضروری نہیں ہے اپنی جان بھی نہیں۔۔

شاہو۔۔ ششش پاس نے اس لبوں پر ہاتھ رکھ کر اسے چپ کر وادیا۔۔

ہم ہمیشہ ساتھ رہے گے جانِ شاہو پارس نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا

--

آپ نے جھوٹ کہا تھا ہمارا ساتھ قیامت تک۔۔ شاہو آپ مجھ پر اپنی
جان قربان کر گئے۔۔ وہ زمین پر بیٹھ کر دھہارے مار کر رونے لگی۔۔
آپ اپنی جان کو چھوڑ کر کیوں چلے گئے وہ نیم پاگل سی ہونے لگی گئی۔۔
عالم صاحب تڑپ کر اس کے پاس گئے وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی

انیزا پارس کی موت کو تسلیم ہی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔
عالم صاحب نے اسے اٹھا کر بیڈ پر لٹایا۔۔ عالم کیا حال ہو گیا ہے میری
بیٹی کا۔۔ ارسہ بیگم نے رو کر اپنا برا حال کر لیا تھا۔۔ جو قسمت میں تھا
ہو گیا عالم صاحب خود پر ضبط کرتے ہوئے بولے۔۔۔

میرم انیزا کے پاس بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔۔ میرم بیٹا اٹھو، شاباش اپنے
کمرے میں جاؤ۔۔ اسے کھڑا کر کے دروازے کی طرف کیا۔۔ میرم
روتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔
عالم صاحب انیزا کا ہاتھ پکڑ کر اس کے پاس بیٹھ گئے۔۔

ڈیول پارس شاہ کا کام ختم ہو گیا ہے ایگل گرل سنجیدگی سے کہتی اس کے
سامنے بیٹھ گئی۔۔ شد اور خان جانے انجانے میں میرا کام آسان کر گیا
ہے وہ اس کھیل میں خود کو ماہر کھلاڑی سمجھ رہا ہے جبکہ یہ کھیل ڈیول
ڈیمین کے اشاروں پہ چل رہا ہے ڈیول نے پر اسرار قہقہہ لگایا۔۔ ایگل
گرل کو اس سے خوف محسوس ہوا۔۔ ڈیمین لیکن تمہاری عین وہ اس
صدے کو برداشت نہیں کر پار ہی۔۔ جانتا ہوا ایگل گرل، وقت لگے
اسے اپنے شاہ کی موت بھولنے میں اور جیسے ہی وہ اس کی موت

بھولے گی وہ ڈیول ڈیمین کی باہوں میں ہوگی۔۔۔ ایگل گرل کو وہ پاگل
سائیکو لگتا تھا جب وہ ایسی جنونیت سے بھری باتیں کرتا تھا۔۔۔

ڈیول سائیکو لگتے ہو مجھے جب تم ایسی باتیں کرتے ہو۔۔۔ ڈیول نے
گھور کر اس کی طرف دیکھا۔ ایگل گرل نے وہاں سے نکلنے میں ہی
عافیت جانی۔۔

اما ابا تو سی مینوں کیو چھڈ کے چل گے او، مینوں تو اڈی بڑی یاد آوندی
اے (امی بابا آپ مجھے چھوڑ کر کیوں چلے گئے ہو مجھے آپ کی بہت یاد
آتی ہے) عنائزہ آسمان کی طرف دیکھ کر روتے ہوئے کہہ رہی تھی اس
کے والدین کے جانے کے بعد اس کی چچا اور چچی نے اس کے ساتھ

بہت برا سلوک کیا تھا وہ وہاں سے بھاگ کر آئی تھی اور خوش قسمتی سے
اسے یہاں کام مل گیا۔۔

یہاں کیا کر رہی ہو۔۔ زوریز کب سے کھڑا اسے روتے ہوئے دیکھ رہا
تھا اور ساتھ ہی ساتھ اس کی باتیں بھی سن رہا تھا۔۔ میں اپنی امانہ گل
کرن دیئی آ (میں اپنی امی سے بات کر رہی ہوں)۔۔ عنائزہ مجھ سے
شادی کرو گی زوریز نے اپنے دل کی بات اس سے کہہ دی پچھلے کچھ
دنوں سے اس کی حالت عجیب سی ہو رہی تھی وہ ہر وقت اسے ہی سوچتا
رہتا تھا۔۔ صاحب جی ٹواڈا دماغ ٹھیک اے (صاحب جی آپ کا دماغ
ٹھیک ہے)۔۔

کیا میں اتنا برا ہو کہ تم مجھ سے شادی نہیں کر سکتی۔۔ صاحب جی میں
ہلے چھوٹی آ (صاحب جی میں ابھی چھوٹی ہوں) آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے
کہا۔۔ کیا میں نہ سمجھو؟ دیکھو اگر تم مجھ سے شادی کر لو گی تو تمہیں کام

نہیں کرنا پڑے گا زور یز نے اسے کل دیکھا تھا جب وہ کام کرتے ہوئے
بڑبڑا رہی تھی کہ کیا مصیبت ہے کام کرنا بھی یا اللہ کوئی ایسا معجزہ
کردے کے مجھے کوئی کام ہی نہ کرنا پڑے۔۔۔

سچی؟ خوشی سے چہکتی ہوئی بولی۔۔ زور یز مسکراتے ہاں میں سر ہلا گیا
۔۔ ٹھیک اے فیر مینوں منظور اے (ٹھیک ہے پھر مجھے منظور ہے)۔۔
چلو چلتے ہے زور یز نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا۔۔ کھتے صاحب جی)

کہاں صاحب جی)۔۔ نکاح کرنے زور یز عنائزہ کو اپنے ساتھ مسجد میں
لے گیا۔۔ زور یز نکاح نامے پر دستخط کر چکا تھا عنائزہ کی آنکھوں میں
آنسو آگئے وہ چاہے جتنی مرضی جھلی تھی لیکن ہے تو وہ ایک لڑکی تھی
۔۔ اپنے والدین کو یاد کرتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔ لڑکی میرا
مطلب عنائزہ رومت زور یز خان کو اس کا نام کچھ دیر پہلے پتا چلا تھا وہ
پہلا شوہر تھا جسے اپنی بیوی کا نام نکاح پہ پتا چلا تھا۔۔

وہ آنسو صاف کرتی نکاح نامے پر دستخط کر گئی۔۔ زوریز خان کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔۔ اسے لیے وہ گھر آ گیا۔۔ عنائزہ گھر میں داخل ہوئی زوریز گاڑی پارک کرنے گیا تھا۔۔ اوئے لڑکی چلو کام کرو۔۔ ایک ملازمہ اس کے پاس آتے بولی جب زوریز خان گھر نہ ہوتا تو وہ سب اس پہ رعب جھاڑنے لگتی تھی۔۔

منے کوئی کم نئی کرنا (میں نے کوئی کام نہیں کرنا) عنائزہ پھیل کر کاؤچ پر بیٹھ گئی ملازمہ اس کے بالوں سے پکڑ کر اسے اٹھانے لگی جب زوریز خان کی گرج دار آواز آئی۔۔ اپنی حد میں رہا کرو تم سب عنائزہ کے پاس جاتے اسے اپنے ساتھ کھڑا کیا۔۔ خبردار اگر کسی نے میری بیوی کو کام کہانہ کر تم سب ہو یہ نہیں زوریز خان اشتعال اور غصے سے سرخ پر گیا عنائزہ کا ہاتھ پکڑے اسے کمرے میں لے گیا۔۔

صاحب جی اینا غصہ نئی کری دا (صاحب جی اتنا غصہ نہیں کرتے) زوریز
خان اپنے غصے کو ختم کرنے کے لیے اس کے لبوں پر جھکتے شدتیں نچھاور
کرنے لگا۔ عنائزہ کی سانسیں اکھڑتے دیکھ وہ پیچھے ہوا۔ زوریز کے
پیچھے ہوتے ہی وہ رونا شروع ہو گئی۔ کیا ہوا؟۔۔۔ تسی ترے او (آپ
گندے ہو) اچھا جی مجھے نہیں پتا تھا۔ مینوں تو اڈے ناگل ہی نئی کرنی)
مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی) اس سے پہلے زوریز اسے پکڑتا وہ
واش روم میں بند ہو گئی۔۔۔

باہر تو آنا ہے ہی تم نے زوریز دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا

تہ زمرہ زڑگے یہ (تم میری دھڑکن ہو)

زوریز اس کے جواب کو انتظار کرتا رہا اسے کچھ ملا تو صرف خاموشی۔۔۔

ارسلان عالم صاحب کے ہو اسپتال سے جاتے ہی اسلام آباد سے روانہ ہو گیا تھا۔ صبح کے پانچ بجے وہ گھر داخل ہوا سب مرد حضرات نماز پڑھ کر آرہے تھے ارسلان کو لاونج میں کھڑا دیکھ مسکراتے ہوئے ملے۔ سیان ارسلان نے گلے ملا۔ بہت مس کیا آپ کو بھائی جی ارسلان نے اس کی پیٹ تھپتھپائی۔ بھائی جی ایک بات پوچھنی ہے عیشان اور سیان ارسلان کے بازو پکڑ کر اسے کاؤچ پر بیٹھا کر اس کے ساتھ بیٹھ گئے۔

پوچھو۔ بھائی اگر عانیہ واپس آجائے تو؟ ارسلان نے ضبط سے آنکھیں بند کی۔ میرا ضمیر مجھے اندر سے ختم کر دے گا۔ لالا عانیہ کی آواز پر ارسلان فوراً پیچھے مڑا۔ عانیہ بھاگ کر اس کے سینے سے لگی۔ لالا کہتے ہوئے وہ اونچی آواز میں رونا شروع ہو گئی ارسلان کی آنکھوں سے

آنسو گرا آنکھوں سے بہتے بیڑی میں جذب ہو گیا۔۔ ارسلان شاہ کو پہلی دفعہ اس کے بھائیوں نے روتے ہوئے دیکھا تھا۔

م۔ میری۔۔ گ۔ گڈ وارسلان شاہ بامشکل الفاظ ادا کر سکا۔۔

ارسلان شاہ کی نظریں جھکی ہوئی تھی۔۔ ان سب کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں جکر لیا ان کے بھائی کی نظریں جھکی تھی اس بات پر جس کا قصور وار وہ نہ تھا۔۔ لالا میری طرف دیکھے عانیہ نے اس کا چہرہ اتھام کر اوپر کیا ارسلان اپنی آنکھیں بند کر گیا۔۔ لالا دیکھے میری طرف، اپنی گڈو کی طرف نہیں دیکھے گے عانیہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔ لالا اگر آپ نے میری طرف نہ دیکھا تو میں۔۔۔۔ واپس چلی جاؤ گی عانیہ ارسلان کو خود کی طرف نہ دیکھتے، بولی۔۔

اگر چاہتی ہو تمہارے لالا نہ زندہ رہے تو چلی جاؤ اسے خود میں سختی بھینچتے ہوئے کہا۔۔ آپ کی گڈو آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جائے گی

آنکھوں میں آنسو لیے اس کی طرف دیکھا۔ ارسلان اس کی آنکھوں
میں ایک پل کے لیے بھی نہ دیکھ پایا۔

لالا کی جان ارسلان اسے سینے سے لگائے کھڑا رہا۔ میری گڈو۔
میرے پاس بے یقینی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ آپ سب
کو کیوں نہیں یقین آ رہا میں آپ سب کے پاس ہوں۔ میرے لیے یہ
ایک خواب جیسا ہے ایسا لگتا ہے جیسے ابھی ٹوٹ جائے گا۔ ارسلان اس
کی پیشانی پر پیار کرتے ہوئے بولا۔

یہ خواب نہیں حقیقت ہے مسکراتے اس کے گلے سے لگ گئی۔ گڈو
سیان اونچی آواز میں بولا۔ میں بھی بھائی ہوں تمہارا۔ اسے پتا ہے تو
اس کا بھائی ہے عالیاں دانت نکالتے ہوئے بولا۔ تجھ سے پوچھا کسی
نے سیان اسے گھورتے ہوئے ارسلان کے پاس جاتے عانیہ کو اپنے پاس
کھڑا کر گیا۔

یان بھائی مجھے ابھی لالا پاس رہنا ہے۔۔ عانیہ ارسلان کا ہاتھ پکڑ کے
کھڑی ہو گئی سب اپنی ہنسی بامشکل کنٹرول کیے کھڑے تھے۔۔ بھائی جی
اسے کہے میرے پاس بیٹھے اور مجھ سے باتیں کرے ارسلان نامحسوس
طریقے سے مسکراتے ان کو لیے اپنے پاس بٹھا گیا۔۔ خوش عانیہ اور
سیان دونوں مسکرائے۔۔

ارسلان یہ کیا بات ہوئی یا راتنے دن کہاں تھا تو احمد شاہ نے کاؤچ پر
بیٹھتے ارسلان شاہ سے پوچھا۔۔

بابا کچھ امپورٹینٹ میٹنگز تھی جس کی وجہ سے زیادہ دیر ہو گئی۔۔ لیکن
اب کہیں نہیں جانا آج کا دن ہم۔ سب ایک ساتھ گزارے گے۔۔۔ یا
ہو سب نے ہوٹنگ کی۔۔ لالا آپ پوچھے گے نہیں میں ارسلان نے
اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ کر اسے چپ کر وادیا۔۔ تم ہو میرے پاس مجھے

اور کسی چیز کے بارے میں نہیں جانتا۔۔ عانیہ اس کے سینے پر سر رکھے
بے آواز رونے لگی۔۔

لالا کی گڈونے نہیں رونا ارسلان نے اس کے آنسو صاف کیے۔۔ چلو
جاؤ شاباش فریش ہو کے آؤ۔۔ عانیہ ہاں میں سر ہلاتی کمرے میں چلی گئی
ارسلان اور باقی سب بھی آرام کرنے کے غرض سے کمرے میں چلے
گئے۔۔۔

اذہان ماورہ کے کمرے میں داخل ہوا وہ ہر چیز سے بیگانہ آری تر چھی لیٹی
سوئی ہوئی تھی۔۔ شرٹ اوپر ہونے کی وجہ سے اس کی سفید کمر نظر
آ رہی تھی۔۔۔ اذہان کے حلق میں جیسے کانٹے چھنے لگے۔۔ اس کے
قریب بیٹھتے بے ساختہ اس کی کمر پر لب رکھ گیا۔۔ ماورہ کو سیدھا
کرتے اس کی گردن پر جھکتے لمس چھوڑنے لگا۔۔ کیا کھا کر سوتی ہے یہ
اذہان سوچتے ہوئے مسکرا کر کے کالر بون پر لب رکھ کر اسے اپنی

باہوں میں لیے لیٹ گیا۔۔۔ صبح کے دس بجے ماورہ کی آنکھ کھولی خود کو
ازہان کی باہوں میں دیکھ غصے سے اس کی طرف دیکھا ماورہ نے اس کی
گردن پر دانت گاڑھے ازہان ہڑبڑا کر اٹھ گیا۔ بیوی یار کیا ہے سونے
دواسے اپنے ساتھ لیے لیٹ کر لحاف اوڑھ گیا ماورہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔
ازہان اٹھے چلے نیچے ماورہ نے اس کے اوپر سے لحاف کھینچا۔ ازہان منہ
بناتے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کیا ہوا منہ کیوں بن گیا ہے آپ کا۔ ازہان کوئی
جواب دیے بغیر اپنے کمرے میں چلا۔ ایک یہ اور ایک ان کی نیند ماورہ
مسکراتے ہوئے فریش ہونے چلی گئی۔۔

رضانا شتہ کر کے چھپتے ہوئے نیہا کے کمرے میں گیا نیہا اپنے بال بنا رہی
تھی رضا خانزادہ نے پہلی بار اپنی منکوحہ کے کھولے بال دیکھے تھے وہ
ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہا تھا نیہا خود پر کسی کی گہری نظریں محسوس
کرتے مڑی سامنے رضا کو دیکھ بے اس کے دل کی بیٹ مس ہوئی۔۔

جانم مجھے معلوم نہیں تھا آپ کے بال اتنے خوبصورت ہے۔۔ رضا اس کے گرد حصار باندھتے اس کے بالوں کی خوشبو اپنے اندر اتارنے لگا۔۔ رضا پیچھے ہونہانے مزاحمت کرتے اسے خود سے دور کرنا چاہا لیکن ناکام

--

جانم آپ جتنی چاہے مزاحمت کر لے لیکن خود سے مجھے دور نہیں کر پائے گی۔۔ رضا اس کی گردن پر لب رکھتے بولا۔۔ رضا پ۔ پلیر۔۔ نہا سے بولا نہیں جا رہا تھا۔ جانم جلدی سے اٹھا رہ کی ہو جائے پھر میں بابا سے رخصتی کی بات کر دو رضا اس کے لبوں پر شدت سے لمس چھوڑتا کرے سے چلا گیا۔۔

نہا شرم سے سرخ ہو گئی۔۔

یان بھائی مجھے لگتا ہے ہمارا پلین کامیاب نہیں ہوا عانیہ نے سیان کے پاس ہوتے سرگوشی کرتے ہیرا اور زید کی طرف دیکھا جو ایک

دوسرے سے فاصلے پر بیٹھے تھے۔۔ کچھ اور کرنا پڑے گا پارٹنرز عالیاں اتنا آہستہ بولا کہ بامشکل عانیہ اور سیان سن پائے۔۔

شادی کے بعد کیل کہاں جاتے ہے عالیاں نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ تمہیں اس سے کیا تم تو سنگل ہو زیان نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔۔۔ یہ کہہ کون رہا ہے جو خود سنگل ہے وہ جل کر بولا زیان نے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔۔ ایسے کیا دیکھ رہے آپ سنگل ہی ہے زیان بھائی جان۔۔ ارسلان بھائی اس کا منہ بند کروالے وہ دانت پیستے ہوئے بولا ارسلان نے کندھے آچکا دیے۔۔ سب ارسلان شاہ کے کندھے آچکانے پر مسکرا دیے۔۔ بتائے نہ چھوٹے بابا۔۔ عالیاں احمد شاہ کے پاس جا کے بیٹھ گیا۔۔ ہانی مون پر۔۔ احمد مسکراتے ہوئے بولے۔۔ تو پھر زید بھائی اور ہیرا بھابھی کو بھیجے ہانی مون پر ینگ پارٹی نے عالیاں کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔ بابا اس کی کوئی ضرورت۔۔ کیوں

نہیں ضرورت تم دونوں جا رہے ہو کل لندن میں ٹکٹ بک کروادیتا ہو
احمد شاہ زید کی بات کاٹتے ہوئے بولے۔۔ زید خاموش ہو گیا ہیرا
بیٹھی رہی۔۔۔ نظریں جھکائے

اب آئے گامزہ جب یہ دونوں ہانی مون پر جائے گے عالیان کی بات پر
سب مسکرائے زید اور ہیرا کو سا جاد شاہ نے پیکنگ کرنے کے لیے بھیج
دیا تھا۔۔

ہاں جائے گے دو اور واپس تین ہو کر آئے گے ارسلان نے سیان کے
سر پر تھپڑ مارا۔۔ بھائی جی منہ بنا کر ارسلان کی طرف دیکھا۔۔ زبان کم
چلایا کرو۔۔ کم ہی چلاتا ارسلان کے گھورنے پر وہ چپ کر گیا۔۔ تو آج
پھر ہم سب کہاں جائے گے عیشان نے پوچھا۔۔ آج نہیں عیشان مجھے

کافی تھکاوٹ ہوئی اور ہیر اور زید بھی جارہے ہیں، انہیں واپس آنے دو
پھر سب مل کر جائے گے ارسلان کی بات پر سب منہ بنا کر بیٹھ گئے۔۔
ہیر اپنی پیکنگ کر رہی تھی۔۔ کوئی ضرورت نہیں ہے اتنی پیکنگ
کرنے کی زید بیڈ پر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔ زید وہاں پر۔۔ میں نے کہا ہے
زیادہ سامان پیک مت کرنا اس کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔۔ ہیرا
خاموش ہو گئی اس کے لیے یہی بہت تھا کہ زید اس سے تحمل سے بات
کر رہا ہے۔۔ ٹھیک ہے میں نہیں کرتی زیادہ پیکنگ۔۔ زید آنکھیں
موندھ کر لیٹ گیا۔۔

ڈیول رات کے وقت انیزا کے کمرے میں داخل ہوا اس کے پاس گیا
انیزا کے آنکھوں کے گرد گہرے سیاہ ملقے تھے ڈیول اس کے پاس بیٹھ گیا

۔۔۔ بہت درد ہوا ہے میری عین کو؟ ڈیول پیار بھری نظروں سے اسے
دیکھ رہا تھا۔۔

ڈیول پوری رات انیزا کو دیکھتا رہا اسے وقت کا اندازہ ہی نہ ہوا کب صبح
کے نو بج گئے ہوش میں وہ تب آیا جب میرم نے دروازہ ناک کیا۔۔
ڈیول انیزا کی آنکھوں پر لب رکھتا میرم کے کمرے میں داخل ہونے
سے پہلے چلا گیا۔۔ میرم کمرے میں داخل ہوئی انیزا کو سوئے دیکھ نم
آنکھیں لیے واپس چلی گئی۔۔۔

ارسلان مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے احمد شاہ سنجیدگی سے
بولے۔۔ جی کہے بابا۔۔ نیشہ کے لیے رشتہ آیا ہے لڑکا اچھا ہے میں نے
پتا کروایا ہے اس کے بارے میں دانیال نام ہے اس کا۔۔ اگر آپ کو
سہی لگا ہے تو ہاں کر دے ارسلان کے ہاں بولنے پر نیشہ کی آنکھیں نم

ہوئی وہ شادی نہیں کرنا چاہتی تھی ایک انجانے احساس سے زیان کا چہرا
سرخ ہو گیا۔۔ ان کی کال آئی تھی وہ نکاح کرنا چاہ رہے ہیں۔۔ ارسلان
نے نیشہ کی طرف دیکھا جو نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔۔ نیشہ تمہارا کیا
فیصلہ ہے۔۔ جو آپ کا فیصلہ ہو گا نظریں جھکائے جواب دیا۔۔ نیشہ
زندگی تم نے گزارنی ہے میں نے نہیں۔۔ مجھے اتنا معلوم ہے کہ میرے
بھائی جی میرے لیے کوئی غلط فیصلہ نہیں کریں گے نیشہ نے مسکرا کر
ارسلان شاہ کی طرف دیکھا زیان کا دل کیا ارسلان کو کہے کہ وہ نہیں
۔۔ چاہتا نیشہ کی شادی وہاں ہو لیکن وہ خاموش بیٹھا سب کچھ دیکھتا رہا
ہیرا اور زید سامان لیے نیچے آئے۔۔ جارہے ہیں آپ دونوں سیان
شرارتی نگاہوں سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ زید اور ہیرا سب
سے ملے۔۔ اپنا اور زید کا بہت زیادہ دیہان رکھنا اسمہ ہیرا کی پیشانی
چومتے ہوئے بولی ہیرا ہاں میں سر ہلا گئی۔۔ چلو ہم سب تو لوگوں کو باہر

تک چھوڑ آئے۔۔۔ بابا پاسپورٹ تو دے پھر ہی جا پائے گے ہانی مون پر
زید نے ہانی مون پر زور دیا احمد شاہ نے مسکراتے ہوئے پاسپورٹ زید کو
پکڑا یا۔۔ زید لندن کی ٹکٹس نہیں ملی تھی اس لیے میں نے آئس لینڈ کی
ٹکٹ بک کروادی زید ہاں میں سر ہلا گیا اسے اس بات سے کوئی فرق
نہیں پڑتا تھا وہ کہاں جا رہا ہے وہ دونوں گھر سے روانہ ہو گئے پورے
راستے انہوں نے ایک دوسرے سے بات نہ کی آئس لینڈ کے
ایئر پورٹ پر پر اترے جب اسے ارسلان کا میسج موصول ہوا۔۔
زید شاہ ہوٹل میں نہ جانا میں نے وہاں تم دونوں کے لیے کالج بک "

" کروایا ہوا ہے

زید کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ سب اس سے چاہتے کیا ہے اس نے
ضبط سے آنکھیں بند کی زید نے کیب بک کروائی ارسلان نے اسے میسج
پر بتا دیا تھا کہ کالج کہاں پر ہے کالج پر پہنچتے ہی کمرے میں جا کے لیٹ گیا

ہیرالاونج میں بیٹھ کر کاج ٹیج کا جائزہ لینے لگی کاج دو کمرؤں پر مشتمل تھا
اوپن کچن چھوٹا سا لاونج جہاں خوبصورتی سے فرنیچر سیٹ کیا گیا تھا اس
نے کمرے کی طرف قدم بڑھائے وہ سردی سے کانپ رہی تھی اس
گرم کپڑے نہیں رکھے تھے کمرے میں داخل ہوئی زید لحاف اوڑھے
سو یا ہوا ہیرا کو لگا وہ دوسری طرف جا کے لیٹ گئی سردی کم ہونے کی
بجائے اسے زیادہ لگنی شروع ہو گئی تھی ڈرتے ہوئے وہ زید کے سینے
سے لگ گئی زید نے اسے خود سے دور کرنا چاہا ہیرا حصار سخت کر گئی
۔۔۔ ہیرا دور ہو کے لیٹو وہ آنکھیں کھلے بغیر بولا۔۔۔ مجھے سردی لگ رہی
ہے۔۔۔ سردی لگ رہی تو میرے ساتھ چپکنے سے کم لگے گی؟ ہیرا اس کی
دیکھتے ہاں میں سر ہلا گئی اس کی آنکھیں نم ہوتے دیکھ زید شاہ طرف
پگھلنے لگا تھا۔۔۔ زید پلینز ہم پیار سے رہتے ہیں نہ ایک ساتھ ہیرا زید کے
رخسار پر لب رکھ گئی۔۔۔ ہیرا تم یہ اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتا

ہیرا اس کے لبوں پر اپنے لب رکھ گئی نرم لمس اس کے لبوں پر چھوڑتے
وہ پیچھے ہوئی۔۔۔ زید اس نیچے کرتے اس کے دائیں بائیں جانب ہاتھ
رکھ کر اسے سخت نظروں سے دیکھتے لگا۔۔۔ آج یہ حرکت کی ہے آئندہ
مت کرنا ہیرا راجپوت، مجھے سختی کرنے پر مجبور مت کرو ہیرا رونے لگ
گئی زید شاہ اسے خود میں بھیج گیا۔۔۔ ہیرا کیوں تمہیں میری بات سمجھ
نہیں آتی، نہیں رہ سکتے ہم میاں بیوی کی طرح، مت کرنا آج کے بعد
ایسا میں بہکنا نہیں چاہتا زید نے اس کی طرف پیار سے دیکھا۔۔۔ لیکن
مجھے رہنا ہے اس نے نہ میں سر ہلایا۔۔۔ میں یہ سب نہیں سہہ پار ہی زید
وہ اس کے سینے سے میں اچھی بیوی بنو گی پکا میں بہت اچھی بیوی بنو گی
لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رودی زید نے ضبط سے آنکھیں بند کرتے اس
کے گرد حصار سخت کر گیا وہ بھی تھک چکا تھا ان سب چیزوں سے زید
شاہ ایک پر سکون زندگی جینا چاہتا تھا۔۔۔ سوچ لو مسز شاہ سہہ لو گی زید

احمد شاہ کو اس کے مسز کہنے پر ہیرا کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نے
احاطہ کیا وہ خوش ہوتے اس کی پیشانی پر لب رکھتے ہاں میں سر ہلا گئی۔۔
سردی لگ رہی ہے۔۔ بہت زیادہ آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے معصومیت
سے کہا۔۔ چلو پھر مسز شاہ جی کی سردی دور کرتے ہیں زید اس کی
گردن پر جا بجا لمس چھوڑنے لگا ہیرا شرم سے سرخ ہوتے ہنسنے لگی۔۔
زید گد گدی ہو رہی ہے نہ کریں زید نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا
اس کی پیشانی پر لب رکھتے اس پر حاوی ہوتا شدتیں نچھاور کرنے لگا
کمزور سی ہیرا زید شاہ کے مضبوط جسم کے پیچھے جیسے چھپ سی گئی تھی
۔۔

مسز شاہ اٹھ جاؤ نماز کا ٹائم گزر رہا ہے ہیرا کے نہ اٹھنے پر زید اسے نیند
میں ہی اٹھا کر واش میں لے جا کے شاور کے نیچے کھڑا کر گیا اپنے اوپر پانی
گرتے محسوس کرتے ہڑ بڑا کر آنکھیں کھول کر زید کی طرف دیکھنے لگی

-- مسز شاہ اس طرح مت دیکھو میری طرف بندہ بشر ہوں بہک جاؤ گا پہلے ہی تمہیں اپنی شرٹ میں دیکھ بامشکل خود پر کنٹرول کیے کھڑا ہوں، جلدی سے فریش ہو کر باہر آؤ نماز پڑھنی ہے اس کی کان میں سرگوشی کرتے کان کی لو کو چومتے باہر چلا گیا ہیرا شرم سے بے انتہا سرخ ہو گئی --

پانچ منٹ بعد وہ حجاب کیے زید کے سامنے نظریں جھکائے کھڑی تھی ان دونوں نے اکٹھے فجر کی نماز ادا کی۔

مسز شاہ میری طرف کیوں نہیں دیکھ رہی تم زید اسے قریب کرتے بولا -- میری طرف دیکھو ہیرا نہ میں سر ہلا گئی۔ اگر تم نے میری طرف نہ دیکھا مسز شاہ تو پورا دن بھی رات کی طرح ہی گزرے گا ہیرا نے آنکھیں پھاڑے زید کی طرف دیکھا۔ اف یہ آنکھیں آنکھوں میں شرارت لیے ہیرا کی طرف دیکھا وہ پھر نظریں جھکا گئی۔ مسز شاہ مجھے

لگتا ہے تمہارا ناشتہ کی بجائے کسی اور چیز سے اس سے پہلے زید بے
شرمی کی ہر حد پار کرتا ہیرا اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ گئی۔۔ مجھے بھوک
لگی ہے چلے کھانا کھائے زید اس کے انداز اور دوبارہ نظریں جھکانے پر
مسکرایا۔۔ چلو مسز اس کا ہاتھ پکڑے اسے کچن میں لے گیا۔۔ آج میں
اپنی مسز کے لیے ایک مزے کی ڈش بنانا چاہتا جو میری من پسند ہے زید
مسکراتے ہوئے فریج سے سامان نکالنے لگا۔۔ ہیرا کی آنکھیں نم ہوئی
زید نے سامان شلف پر رکھتے ہیرا کی طرف دیکھا اس کے آنسو بہتے دیکھ
اسے اپنے سینے سے لگاتے اس کے آنسو اپنی لبوں سے چنے لگا۔۔ مجھے
اب یہ آنکھیں نم نظر نہ آئے۔۔ زید کیا میں اتنے پیار کے قابل ہوں؟

--

مسز شاہ تم تمہاری سوچ سے بھی زیادہ پیار کے قابل ہوں میرے بس
میں ہو تو تمہیں دنیا کی ہر خوشی کا کردے دوں میں جو کچھ تمہارے

ساتھ کر چکا ہوں میرا ضمیر پوری زندگی مجھے ملامت کرتا رہے گا ہیرا اس
کا پیار بھرا ہجہ دیکھ کر رونے لگی۔۔ مجھ سے کبھی کسی نے اتنے پیار سے
بات نہیں کی ہیرا اس کے گلے لگتے، ہجکیاں لیتے رونے لگی زید نے اسے
اٹھا کر شلف پر بیٹھا کر اس کے دائیں بائیں جانب ہاتھ رکھا۔۔ اب تم
مجھے روتی ہوئی نظر آئی تو کمرے میں لے جاؤ گا اور جب تک ہم یہاں پر
ہے مسز شاہ تم باہر نہیں نکل پاؤ گی اگر منظور ہے تو رو پھر ہیرا اس کی
بات سنتے اپنے آنسو صاف کر کے نظریں جھکا کر لبوں پر انگلی رکھ کر بیٹھ
زید نے اس کا بچوں والا انداز دیکھ کر خود کو قہقہہ لگانے سے روکا۔۔
میں نے رونے سے منع کیا نہ کے بولنے سے جان من زید اس کے
آپ کیا بنا رہے پیشانی پر لب رکھتے اپنی فیورٹ ڈش بنانے لگ گیا۔۔
ہے۔۔ بریانی، ایک بات بتاؤ مجھے یہ اتنی عزت کیوں دے رہی ہو مجھے
ہضم نہیں ہو رہی زید آنکھ مارتے بولا ہیرا نے منصوبی غصے سے اس کی

طرف دیکھا۔۔ سچ کہہ رہا ہوں یا۔۔ میں نے آپ کو تم نہیں بلانا ایک
تو اللہ ناراض ہو گے مجھ سے اور دوسرا اچھی بیویاں شوہر کو تم کہہ کر
نہیں بلاتی شرماتے ہوئے چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپا گئی۔۔ مسز مجھے
بریانی بنالینے دو پھر میں تمہیں اچھی طرح شرمانے پر مجبور کر دوں گا
۔۔ آپ کتنے بے شرم ہے آپ کو شرم نہیں آتی ہیرا بے حد سرخ
ہو گئی تھی۔۔ مسز میں نے رات کو ہی کہہ دیا تھا کہ اگر تم سہہ سکتی ہو
مجھے تو پھر ہاں کرنا اور تم نے نہایت بے باکی سے میرے لبوں پر لب
رکھتے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔ زید آپ کتنے جھوٹے ہے میں نے آپ کی
پیشانی پر پیار کر کے ہاں کی تھی، جھوٹے کہیں کے ہیرا منہ بنا کر کمرے
دار قہقہہ سنائی دیا۔۔ آپ میں چلی گئی پیچھے سے اسے زید شاہ کا زور
بہت بڑے بے شرم ہے ہیرا دروازہ بند کرتے اونچی آواز میں بولی۔۔
زید شاہ مسکراتے ہوئے بریانی بنانے لگا۔۔ بریانی بنا کر اسے ٹرے میں

رکھتے کمرے کی طرف قدم بڑھائے دروازہ کھولا ہیرا ڈوپنگ سے بے
نیاز کھڑی بال بنارہی تھی زید دھبے پاؤں سے اس کے پیچھے جا کے اس
کے گرد حصار باندھ گیا۔ گورے مجھے بال باندھنے ہے ناراضگی سے
کہتے مزاحمت کرتے اسے دور کرنا چاہا۔ مسز ناراض ہو گئی ہے مجھ سے
۔۔ ہیرا نے کوئی جواب نہ دیا اور اس کے ہاتھ اپنے پیٹ سے ہٹانے لگی
۔۔ مسز اپنی یہ ناراضگی ختم کر دے میں ناراض ہوا تو آپ سہ نہیں
پائے زید کو اس کی خود سے دور کرنے والی حرکت ایک آنکھ نہیں بھائی
تھی۔۔ روز و قطار ہیرا کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے رخ زید کی طرف
کرتے پاؤں اوپر اٹھاتے اس کے لبوں پر نازک سا لمس چھوڑ گئی۔۔
میں آپ سے کبھی ناراض نہیں ہوگی پلیز آپ مجھ سے ناراض نہ ہونا
اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔۔ چاہے میں جتنی چاہے بے شرمی

دیکھاؤ۔۔ نہیں ہوگی ناراض جتنی چاہے بے شرمی دیکھائے ہیرا اس
کے سینے میں چہرہ اچھپا گئی۔۔۔۔۔

زید اس کے گرد حصار باندھ گیا وہ اس کی ذہنی حالت کو ٹھیک کرنا چاہتا
تھا تا کہ اس کا ضمیر اسے کم ملامت کرے زید شاہ اس کے دماغ سے
عقل کو ختم کرنا چاہتا تھا۔۔۔ چلو بریانی کھائے میں نے اتنے پیار سے
بنائی ہے اسے ساتھ لیے بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔ ہیرا ایک چیچ بریانی کالے کر
آنکھیں پھاڑے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔۔ کیا ہوا اچھی
نہیں بنی کیا؟۔۔ زید یہ بہت اچھی ہے بہت زیادہ والی بمی ہے۔۔ تم سے
کم بمی ہے زید نے اس کے لبوں پر انگلی رکھے رب کرنے لگا ہیرا نظریں
جھکا گئی۔۔

کیا سوچ رہی ہو۔۔

کچھ نہیں۔۔ مسز ایک بات کہوں ہیرا نے ہاں میں سر ہلایا۔ میں نے
کبھی سوچا نہیں تھا تم اتنی بے باک ہو گی وہ شرم اور غصے سے سرخ ہو گئی
اسے اگر اندازہ ہوتا زید شاہ اتنا بے شرم ہے تو وہ کبھی بھی پہل نہ کرتی

--

کیا ہو رہا ہے سیان عرتج کے کمرے میں داخل ہو کر دبے پاؤں اس کے
پیچھے کھڑے ہوتے اس کے گرد حصار بنایا گیا۔ کچھ نہیں، ڈریسنگ
ٹیبل سیٹ کر رہی ہو۔ اتنا خوبصورت سکس پیک والا انسان سیٹ کر لیا
اور کچھ سیٹ کرنے کی ضرورت ہی نہیں تمہیں آئینے میں اس کی طرف
دیکھتے آنکھ مار کر بولا۔ چھوڑے سیان مزاحمت کرتے اسے دور کرنا چاہا
۔۔ بیگم مجھے اپنی خوبصورتی تو دیکھ لینے دے۔۔ عرتج نے آنکھیں

چھوٹی کر کے اس کی طرف دیکھا۔۔ ایسے مت دیکھو بیگم کیوں میری
خوبصورتی کو نظر لگانے کا ارادہ ہے تمہارا ایک ہاتھ سے اپنے بال پیچھے کو
کیے۔۔ انسان کو اتنا بھی سیلف البسیڈ نہیں ہونا چاہیے سیان صاحب۔۔
خدا نے اتنی خوبصورتی دی ہے تو سیلف البسیڈ بننا تو بنتا ہے جانِ من
سیان نے اس کے کندھے پر لب رکھ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔۔
تمہارا یہ تل دیوانہ کرتا ہے مجھے اس کے کندھے پر بنے تل پر انگلی
لگا۔۔ پھیرنے

سیان عرتج کے قریب ہوتے اس کے لبوں پر لمس چھوڑنے لگا جب
زیان کمرے میں داخل ہوتا نظریں جھکا گیا سیان فوراً پیچھے ہو گیا۔۔ شرم
نامی چیز تو ہے ہی نہیں تم میں سیان زیان دانت پیستے ہوئے بولا۔۔ اور
آپ میں میسرز نامی کسی کے کمرے میں آنے سے پہلے ناک کرتے ہے
زیان بھائی جان سیان بھی اسی کے انداز میں بولا۔۔ تم اپنا ناک نہ تڑوا لینا

مجھ سے نکاح ہو گیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں جب دل کرے منہ اٹھا کر
میری بہن کے کمرے میں آ جاؤ گے زیان نے سیان کا ہاتھ پکڑتے اسے
کمرے سے باہر دھکا دیا۔

اللہ کرے جب آپ کا نکاح ہو کوئی آپ کو آپ کی منکوحہ سے ملنے ہی نہ
امین کہتے وہ وہاں سے بھاگ گیا زیان کا دل چاہا اس پیچھے جا کے اس سر
پھاڑ دے۔۔۔

امی شاہو پاس جانا۔۔ انیزا کیوں تم ماننے کو تیار نہیں، پاس نہیں رہا
ارسہ بیگم اسے سینے سے لگاتے بولی۔۔ شاہو مجھے چھوڑ کر جا ہی نہیں
سکتے، امی وہ کہتے تھے میں ان کی جان ہو جب میں ٹھیک ہوں تو انہیں
کیسے کچھ ہو سکتا ہے! ارسہ بیگم کی آنکھیں بھر آئیں انیزا کے بولنے کے
انداز پر وہ بچوں کی طرح حرکات کرنا شروع ہو گئی تھی۔۔ میرے شاہو

مجھے چھوڑ کر جاہی سکتے وہ میرے بغیر نہیں رہ سکتے امی وہ مسکراتے
ہوئے کہہ رہی تھی۔۔ ارسہ بیگم کی آنکھوں سے آنسو روز و قطار بہنے
لگے۔۔ ع۔ عالم وہ بامشکل بول پائی عالم صاحب جو کمرے میں داخل
ہوئے تھے ارسہ بیگم کو روتے دیکھ ان کے پاس گئے۔۔ ارسہ کیا۔۔ بابا
مجھے شاہو پاس چھوڑ کر آئے وہ ہمارے گھر کے باہر انتظار کر رہے ہے
انہوں نے کہا تھا میں کچھ دیر تک آ جاؤ گا نیز اپنے بابا کی بات کاٹ کر
ضبط ان کے پاس جا کے ان کے سینے سے لگ کر بولی عالم صاحب نے
سے آنکھیں بند کی۔۔ بابا چلے شاہو پاس بچوں جیسے چہرہ بنایا نیچے والا
ہونٹ باہر نکال کر آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے کہا۔۔ نہیں رہا تمہارا شاہو
مرچکا ہے وہ عالم صاحب سخت لہجہ اپناتے ہوئے بولے نیز اہوش و
ہوا اس سے بیگانہ ہو گئی اس سے پہلے وہ زمین پر گرتی عالم صاحب نے
اسے تھام کر ہو سپیٹل لے گئے۔۔ ہو سپیٹل پہنچتے ہی ڈاکٹر زاسے

ایمر جنسی روم میں لے گئے۔۔ عالم صاحب سر تھام کر روم کے باہر بیٹھ گئے انہوں نے سب کو ہو سپیٹل آنے سے منع کر دیا تھا۔۔ چار گھنٹے عالم صاحب انتظار کرتے رہے لیکن کوئی ڈاکٹر باہر نہ آیا۔۔ مزید آدھا گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد احمد شاہ ایمر جنسی روم سے باہر آئے۔۔ عالم صاحب میرے کیمین میں آئے آپ عالم ملک ان کے ساتھ کیمین میں داخل ہوئے۔۔ ڈاکٹر میری بیٹی بے چینی سے پوچھا۔۔ جب فرسٹ ٹائم انہیں ہو سپیٹل لے کر آئے تھے تب آپ کو ہم نے کہا تھا کہ انہیں کسی قسم کی ٹینشن نہیں دینی عالم صاحب نے سر تھام لیا۔۔ آپ کی بیٹی نو دس سال کی بچی بن چکی ہے میرے خیال سے اس کی یاداشت بھی جا چکی ہے یہ بات اس کے ہوش میں آنے پر پتا چلے گی اس کی دماغ کی نبر پر حد سے زیادہ سو جن ہو چکی ہے اگر اسے اب زرہ سی بھی ٹینشن دی گئی نبر پھٹ جائے گی۔۔۔ بے ساختہ عالم ملک نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔۔

بابامیری فائل آپ کے ارسلان احمد شاہ کے کیمین میں داخل ہوا عالم
ملک کو وہاں بیٹھے دیکھ خاموش ہو گیا۔ احمد شاہ نے ارسلان کو فائل
پکڑائی فائل لیتے وہ غائب دماغی میں باہر چلا گیا اس کے زہن میں صرف
ایک انسان گھوم رہا تھا انیزا، تیز قدم اٹھاتے وہ ایمر جنسی روم میں داخل
ہوا انیزا عالم ارسلان شاہ کی کالچ کی گڑیا مشینوں میں جکڑی لیٹی تھی
دونوں ہاتھوں پر ڈرپ لگی تھی آکسیجن لگی ہوئی تھی سست رفتار سے وہ
اس پاس گیا انیزا کے پاس بیٹھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ انیزا نے آنکھیں
کھول کر اس کی طرف دیکھا۔ شاہو آپ آگئے وہ تیزی سے اٹھ کر اس
کے سینے سے لگی ہاتھوں پر لگی ڈرپ کے ہلنے کی وجہ سے وہاں سے خون
بہنے لگا ارسلان شاہ ساکت ہو گیا ہمت کرتے انیزا کو اس نے خود سے
دور کیا اس کی ہاتھوں پر دیہان جاتے ہی ڈرپ بند کر کے ہاتھوں سے
اتار کر وہاں کاٹن رکھا اور آکسیجن ماسک اس کے چہرے سے ہٹایا۔

شاہو آپ کہاں چلے گئے انیزا عالم کی یادداشت جاچکی تھی اسے کچھ یاد تھا تو صرف اس کے شاہو کا نام اس کا پیار وہ ارسلان شاہ کو پاس سمجھ رہی تھی۔۔ اس سے پہلے ارسلان کچھ بولتا احمد شاہ اور عالم ملک روم میں داخل ہوئے۔۔ بابا شاہو مجھ سے بات نہیں کر رہے روتے ہوئے اس نے اپنا سر پر ہاتھ رکھا۔۔ انیزا بچے کیا ہوا۔۔ انکل سر میں پین ہو رہا ہے آنسو صاف کرتے بول کر ارسلان کے سینے سے لگ گئی۔۔ بیٹا یہ آپ کا انہیں چپ شاہو نہ عالم ملک نے احمد شاہ کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر رہنے کا اشارہ کیا۔۔ میں اپنی بیٹی کو کھونا نہیں چاہتا عالم ملک نہایت ہی آہستہ آواز میں بولے۔۔ شاہو مجھے ہمارے گھر جانا ہے انیزا اس کے رخسار پر لب رکھتے بولی ارسلان فوراً کھڑا ہو گیا۔۔

بابا کی جان ہم گھر چلتے ہے عالم صاحب نے اسے اپنے ساتھ کھڑا کرنا چاہا وہ ارسلان کا بازو پکڑ کر اس کے ساتھ لگ گئی۔۔ مجھے میرے اور شاہو

کے گھر کے جانا ہے۔۔ عالم صاحب نے التجائی نظروں سے ارسلان کی طرف دیکھا۔۔ میں آتا ہوں ارسلان اپنا بازو چھڑواتے باہر چلا گیا عالم ملک اور احمد شاہ بھی اس کے پیچھے چلے گئے وہ تینوں کبین میں داخل ہوئے۔۔ کیا چاہ رہے آپ مجھ سے ارسلان سخت لہجے میں بولا۔۔ میں اپنی بیٹی کو کھونا نہیں چاہتا اس سے کچھ مت کہنا۔۔ دیکھے آپ۔۔ پسند کرتے ہونہ اسے تو نکاح کر کے لے جاؤ اپنے گھر عالم صاحب ارسلان کی بات کاٹتے ہوئے بولے۔۔

ایک باپ ایک مرد کی نظر اس کی بیٹی پر کس طرح کی ہے وہ اچھی طرح واقف ہوتا ہے۔۔

میں لے جاؤ گا آپ کی بیٹی کو اپنے ساتھ۔۔ ارسلان کہتے ہی کبین سے باہر نکل کر ایمر جنسی روم میں چلا گیا۔۔ انیزا کینچی پکڑ کے بیڈ پر بیچھی چادر کو کاٹ رہی تھی اس نے روم کے پردوں کو بھی کاٹ دیا تھا چادر کو

چھوڑ کے اب اس نے اپنے بال پکڑ لیے اس سے پہلے وہ اپنے بال کاٹتی
ارسلان نے بھاگ کر اس سے کینچی پکڑی۔۔ شاہو مجھے یہ کاٹنے ہے
یہ اتنے بڑے ہے مجھ سنبھالے نہیں جاتے اپنے بالو کو بکھیر کر منہ
بناتے کہا۔۔ میں ہونا سنبھالنے کے لیے۔۔ انیزا کھلکھلا کر ہنس دی
۔۔ وہ تو مجھے پتا میری شاہو میرے مجھے سنبھال لے گے انیزا اس کے
سینے سے لگ گئی۔۔

نکاح کر کے ارسلان اسے اپنے ساتھ گھر لے گیا عالم صاحب نم
آنکھوں سے بیٹی کو روانہ کرتے گھر چلے گئے۔۔ ارسلان گھر پہنچا کار کا
دروازہ کھول کر انیزا کو باہر آنے کا اشارہ کیا۔۔ مجھے اٹھائے۔۔ ارسلان
نے احمد شاہ کی طرف دیکھا وہ ارد گرد دیکھتے اندر چلے گئے۔۔ ارسلان
اسے باہوں میں اٹھائے گھر داخل ہوا سب گھر والوں کو منہ کھل گیا وہ
حیرانگی سے ارسلان کو کسی لڑکی کو اپنی باہوں میں اٹھائے دیکھ رہے تھے

-- لالایہ عانیہ کے بولنے پر انیزا ارسلان کی گردن میں چہرا چھپا گئی۔
تمہاری بھابھی ہے ارسلان اسے جواب دیتے انیزا کو اٹھائے اپنے
کمرے میں لے گیا۔

احمد شاہ اپنی مسکراہٹ پر کنٹرول کرنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے
-- یہ سب کیا ہے سب ایک ساتھ بول کر غصے سے احمد شاہ کی طرف
دیکھنے لگے۔ نکاح اس نے کیا اور غصہ تم سب کو مجھ پر آرہا۔ کب کیا
نکاح، کیوں کیا نکاح، کس سے کیا اور ہمیں کیوں نہیں بلایا عالیان سیان
عانیہ تینوں احمد شاہ کو آگے پیچھے سے پکڑتے ایک ساتھ کئی سوال کر گئے
-- خاموش ہو جاؤ احمد غصے سے بولے۔ دماغ خراب کر دیا ہے میرا۔
باباجان میں نے کیا کہا ہے عانیہ معصوم چہرا بنا کر بولی۔ بابا کی بیٹی نے
کچھ نہیں کیا اور تم ان دو شیطانوں کے ساتھ نہ رہا کرو تمہیں بھی اپنے
جیسا بنارہے ہے میری معصوم بیٹی کو عالیان اور سیان نے آنکھیں عانیہ

کی طرف دیکھا جیسے کہنا چاہ رہے ہو یہ کہاں سے معصوم ہے۔۔ احمد شاہ
نے سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور سب کو ساری بات بتادی۔۔

آپ نے ہمیں بھائی جی کے نکاح پر نہیں بلایا۔۔ ہاں ہم تو جیسے بارہا
لے کر گئے تھے پیرس اور تمہیں گھر چھوڑ گئے تھے احمد شاہ جل کر
بولے۔۔ سب ہنسنے لگ گئے۔۔

ارسلان اسے بیڈ پر بیٹھا کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔۔ ارسلان شاہ کی
آنکھوں میں خوشی بھی تھی اور غم بھی خوشی اس بات کی کہ اس کی کانچ
کی گڑیا اس کے پاس تھی اور غم اس بات کا کہ وہ سٹیبیل نہیں تھی۔۔
شاہو مجھے حیاتم بلائے اتنے دنوں سے آپ نے اس نام سے نہیں بلایا
مجھے۔۔ حیاتم اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے پیار بھر لہجے میں کہا۔۔ شاہو
آپ کی آنکھیں رنگ بدلتی ہے ارسلان نے نہ میں سر ہلایا۔۔ آپ کی
آنکھیں کارنگ یہ نہیں تھا آپ کی آنکھیں انیزاسوچ میں پڑ گئی اچانک

اس کے سر میں شدت سے درد ہونے لگا گیا اس نے اپنا سر پکڑ لیا
ارسلان نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ میری جان میری آنکھوں کا
رنگ نیلا ہے اور پہلے بھی یہی تھا زیادہ نہ سوچو اس کے رخسار کھینچ کر
اسے لیٹا دیا۔ اب آرام سے سو جاؤ انیزا نے زور نہ میں سر ہلایا۔
آپ میرے لیٹو پھر سو گی ارسلان اس کے ساتھ لیٹ گیا یہ احساس کتنا
خوبصورت ہوتا ہے جب آپ کا من پسند انسان کے پاس ہو آپ اس
کے محرم ہو ارسلان نا محسوس طریقے سے مسکرایا۔ انیزا کچھ پل میں
ہی گہری نیند میں چلی گئی ارسلان اس کے اوپر لحاف اچھی طرح سیٹ
کر کے کمرے سے باہر چلا گیا۔ نیچے آ یا سب لاؤنج میں منہ بنا کر بیٹھے
تھے کسی نے اس کی طرف نہ دیکھا۔ وہ اسمہ اور انشا کے درمیان
جا کے بیٹھ گیا۔ ناراض تو نہ ہو مجھ سے ان دونوں کے کندھوں پر ہاتھ
کر اپنے پاس کیا۔ چھوڑو ہمیں نہیں بات کرنی تم سے تم جاؤ اپنی بیوی

کے پاس دونوں ایک ساتھ بولی۔۔ مجھے کیوں لگ رہا ہے کہ میری یہ
دونوں مائیں جلاد ن ساس بنے گی۔۔ انشا اور اسمہ نے اس کے چہرے پر
ہلکی سے چپت لگائی۔۔ ہم دونوں تمہیں ایسی نظر آتی ہے بے شرم۔۔
امی حالات ایسے بن گئے تھے کیا کرتا ہے آپ ہی بتائے۔۔ میں نے
تمہارے نکاح کے لیے جوڑا خریدا ہوا تھا اسمہ رونے لگ گئی۔۔ امیبی
ارسلان نے اسمہ کو اپنے ساتھ لگایا احمد شاہ اٹھ کر اسمہ کے پاس بیٹھ گیا
۔۔ اسمہ جان رونا بند کرے اسمہ کے آنسو صاف کرتے اسے اپنے
ساتھ لگایا۔۔ بابا آپ کمرے میں نہیں لاؤ نج میں بیٹھے ہے سب کے
احتیاط کریں۔۔ اسمہ جھٹکے سے احمد سے دور ہوئی احمد سامنے تو تھوڑی
شاہ سیدھا ہو کر بیٹھے۔۔ بابا انسان کو اتنا بھی ترسا ہوا نہیں ہونا چاہیے احمد
شاہ کشن اٹھا کر سیان کے منہ پر مارا۔۔ سہی کہاں ہے میں نے، میں اگر
اکیلے میں بھی اپنی بیوی سے تھوڑا رو مینس کر لو آپ سب کو آگ لگ

جاتی اور خود سرے عام لگے ہوئے ہوتے ہے سب سیان نے گھور کر
رضا اور اپنے بابا کی طرف دیکھا رضا سے خود کی طرف دیکھنے پر ہڑبڑا گیا
سیان نے اسے نیہا کے کمرے جاتے ہوئے کئی دفعہ دیکھا تھا۔۔۔ زیان
بھائی آپ نے صبح مجھے میرے منکوحہ کے کمرے سے نکالا تھا یہ کہہ کر
کہ ابھی رخصتی نہیں ہوئی تو پھر ازہان بھائی ماورہ بھابھی کے کمرے اور
رضا بھائی پھپھو کے کمرے میں ہر دوسرے دن رات کو کیوں جاتے
ہے ان کی بھی تو رخصتی نہیں ہوئی ازہان اور رضا جو جو س پی رہے تھے
فوارے کی صورت میں ان کے منہ سے باہر نکلا وہ غصے میں ان دونوں
کی بھی پول کھول گیا تھا۔۔۔ احمد شاہ اور ساجاد شاہ غصے اور اشتعال سے
سرخ ہو گئے انہوں گھور کر دونوں سے کی طرف دیکھا۔۔۔

بابا وہ ہم وہ دونوں کو سمجھ نہ کہ وہ کیا بولے۔۔۔ نیہا، ماورہ، عرتج، نیشہ،
عانیہ آپ پانچوں ایک کمرے میں سویا کرے گی ساجاد شاہ سخت لہجہ

اپناتے ہوئے بولے۔۔ یہ نا انصافی ہے میرے ساتھ رضا بھائی چار پانچ
ماہ سے نہا پھپھو کے کمرے میں جا رہے اور اذہان بھائی ڈیرھ سال سے،
مجھے انصاف چاہیے سیان نے غصے سے سب کی طرف دیکھا۔۔ ادھر آؤ
میں تمہیں انصاف دلواتا ہوں ارسلان شاہ نے اسے اپنے پاس آنے کا
اشارہ کیا۔۔ ن۔ نہیں بھائی جی مجھے کوئی انصاف نہیں چاہیے میں ایسے
ہی ٹھیک ہو وہ ایک سانس میں ہی سب بول گیا۔۔ تو پھر منہ بند کر کے
بیٹھو اذہان اور رضا کھا جانے والی نظروں سے سیان کی طرف دیکھ رہے
تھے سیان نے ان دونوں کو آنکھ مار کر جلتی پر تیل کا کام کر دیا۔۔ بابا آپ
کو پتا آپ جو گفٹ کل امی کے لیے لائے تھے وہ امی سے پہلے سیان کے
ڈالا تھا جب ہاتھ لگ گیا تھا جو سیان صاحب نے بڑی مہارت سے جلا
میں نے پوچھا کیوں جلایا ہے تو کہتا ہے بابا میری رخصتی نہیں کر رہے اور
اپنی بیوی میری اسمہ جان کو ایسے تحائف دے رہے چھی رضا نے ٹیرھا

منہ بنا کر چھی کہا اس نے سیان سے بدلہ لے لیا تھا اس کا کل والا کار نامہ
بتا کر اسمہ شرم سے بے انتہا سرخ ہوتے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔۔
کینے، بے غیرت، بے شرم، بے حیاء نہیں کون سا منحوس وقت تھا
جب تم پیدا ہوئے تھے احمد نے جوتا سے مارا جو اس کے پیٹ پر بری
طرح لگا۔۔ خبردار اگر آج کے بعد تم مجھے عرتج کے آس پاس بھی نظر
آئے پاؤں توڑ دوں گا میں تمہارے احمد غصے سے کہتے اپنے کمرے میں
چلے گئے اسمہ بھی ان کے پیچھے چلی گئی۔۔ ہائے میرے سکس پیک وہ
اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر دہائی دینے لگا۔۔ جلایا کیا تھا تم نے سیان
ارسلان نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔ نائیٹی کہتے ہی وہ اپنے کمرے کی
پڑتے۔۔۔ سب طرف بھاگا اس سے پہلے کہ اسے ارسلان سے جوتے
چپ کر کے اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔۔۔

لاونج میں صرف ساجاد شاہ اور ارسلان بیٹھے تھے۔۔ ارسلان احمد

راجپوت ملنا چاہتا ہے تم سے اور اپنی بیٹی اور داماد سے بھی۔۔ کل ملاقات کرے گے احمد راجپوت سے ارسلان کی آنکھیں پر سرار انداز میں مسکرائی۔۔۔

ارسلان اپنے کمرے میں چلا گیا نیزا ہر چیز سے بے خبر سوئی ہوئی تھی۔۔ ارسلان اس کے پاس جا کے بیٹھ گیا۔۔ جب تمہیں سچ پتا چلے گا کہ

میں تمہارا شاہوار ارسلان شاہ صرف اتنا ہی سوچ سکا۔۔ کیا اس جھوٹ کے لیے میرا اللہ مجھے معاف کرے گا بے شک میں نے تمہاری بھلائی کے لیے کیا ارسلان شاہ کا دل بولا تھا۔۔ تمہیں معلوم ہے میں چاہتا تھا تم میری زندگی میں آؤ ہم دونوں ایک ساتھ اچھی زندگی گزارے لیکن جو کچھ ماضی میں ہوا مجھے لگا اس کے بعد ہم دونوں کبھی ایک ساتھ نہیں رہ پائے گے۔۔ میں اپنی گڑیا کا بہت دیہان رکھوں گا ارسلان اس کے

بال سہلانے لگا۔۔ میرا چھوٹا سا بچہ ارسلان لیٹ کر خود پر لحاف اوڑھ گیا
اسے صبح احمد راجپوت سے بھی ملنا تھا۔۔۔

وہ لیٹ کر اوپر کی طرف دیکھنے لگا کوئی نہیں جانتا تھا ارسلان شاہ کی
زندگی میں کیا چل رہا ہے وہ کس ازیت میں ہے سب کو یہی لگتا ہے کہ وہ
پر سکون ہے لیکن کسی کو معلوم نہیں وہ اپنے اوپر خول چڑھائے بیٹھا ہے
۔۔۔ صبح چار بجے اس کی آنکھ کھلی وضو کر کے اس نے انیزا کو اٹھانے کے

لیے اس کا بازو ہلایا۔۔ شاہو مجھے سونا ہے۔۔ چلو اٹھو شاہباش نماز پڑھ لو
پھر سو جانا ارسلان نے اس کے اوپر سے لحاف ہٹایا۔۔ انیزا منہ بناتے اٹھ
کر بیٹھ گئی۔۔ چلو وضو کرو اسے اپنے ساتھ لیے واش روم میں گیا اس
کے پاس کھڑے ہو کے اسے وضو کروایا وہ بچوں کی طرح اپنے سارے
کپڑے گیلے کر چکی تھی۔۔ جاؤ کپڑے چنچ کر کے آؤ پھر نماز پڑھتے ہے
انیزا ہاں میں سر ہلاتی اچھلتی ہوئی ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔۔ تھوڑی

دیر بعد وہ ارسلان کا ٹرور شرٹ پہن کر باہر آئی گھٹنوں سے نیچے آتی
شرٹ ٹرور آدھے سے زیادہ فولڈ تھا وہ واقعی میں بچی لگ رہی تھی
ارسلان کے لب مسکرائے وہ پہلی بار کھل کر مسکرایا تھا۔ گڑیا آپ
نے میرے کپڑے کیوں پہنے ہیں۔۔ شاہو میرے نہیں ہے اندر ہاتھ
نچاتے ہوئے کہا ارسلان نے اپنے سر پر ہاتھ مارا وہ کیسے بھول گیا تھا اس
کے کپڑے لانا۔۔ چلو نماز پڑھتے ہے ڈوٹے سے اس کا حجاب بنا کر
ارسلان نے جائے نماز بیچھایا۔۔ دونوں نے نماز ادا کی۔۔ انیزا نے دعا
پہلے مانگ لی ارسلان آنکھیں بند کیے سے دعا مانگ رہا تھا انیزا اس کے
ہاتھوں کے نیچے اپنے ہاتھ رکھ گئی۔۔ بند آنکھیں مسکرائی تھی۔۔ دعا
مکمل کرتے ہاتھ منہ پر پھیرا انیزا نے ارسلان کا ہاتھ پکڑ کے اپنے منہ پر
پھیرا۔۔ یہ کیا تھا گڑیا؟۔۔ میں نے بھی امین کہا ہے آپ کی دعا پر اس

لیے کیا ہے آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے بولی۔۔ اچھا جی۔۔ انیزا نے زور سے
ہامی میں سر ہلایا۔۔ قرآن پاک پڑھتے ہے اس کا پکڑ کہ اسے کھڑا کیا۔۔
جائے نماز کو تہہ لگائی۔۔ قرآن پاک لے کر وہ دونوں بیڈ پر بیٹھ گئے

ارسلان سورت الرحمن کی تلاوت کرنے لگا انیزا اس کی آواز میں جیسے
کھوسی گئی ارسلان نے سورت کے دور کو ع پڑھے انیزا آنکھیں بند
کرتے اس سننے لگی ارسلان کے خاموش ہونے پر انیزا نے اسے غصے
سے دیکھا۔۔ شاہو۔۔ جی گڑیا۔۔ سورت ابھی ختم نہیں ہوئی اسے
پوری پڑھے منہ بنا کر غصے سے دیکھا۔۔ ارسلان پھر پڑھنا شروع ہو گیا
سورت مکمل کر کے انیزا کی ناک کھینچی جو کسی اور ہی جہاں میں کھو گئی
تھی۔۔ شاہو آپ کی کتنی پیاری تلاوت کرتے ہے آپ کی آواز۔۔ گڑیا

قرآن پاک کی الفاظ ہی بے انتہا پیارے ہیں کہ تلاوت کرتے وقت
آواز خود بخود ہی پیاری ہو جاتی ہے۔۔

شاہو مجھے چاکلیٹس چاہیے معصوم سامنہ بنا کر کہا۔۔ اوکے میرے گڑیا
ابھی لا دیتا ہوں اس کے رخسار کھینچ کر کمرے سے چلا گیا کوئی اگر ارسلان
شاہ کا یہ لہجہ دیکھ لیتا تو وہی بے ہوش ہو جاتا دی ہٹلر شاہ اپنے گڑیا پر غصہ
تو دور سخت لہجہ بھی نہیں اپنا سکتا تھا۔۔

ارسلان نے کچن میں داخل ہوتے فریج کھولی سات آٹھ چاکلیٹس اٹھا
کر کمرے میں جانے لگا جب اس کے سامنے احمد شاہ آگئے۔۔ بر خودار
سیوا ہو رہی ہے بیوی کی۔۔ جی بالکل فخر سے کہتے اپنے کمرے میں چلا گیا
احمد شاہ کی آنکھیں خوشی سے نم ہوئی تھی آج انہیں ان کا ارسلان بدلا
بد لا لگ رہا تھا اس میں پرانے ارسلان شاہ کی جھلک نظر آئی تھی۔۔
ارسلان کمرے میں داخل ہوا نیزانے اس کی میٹنگ کی ساری فائلز

میں سے صفحات نکال کر پورے کمرے پھیلائے تھے کچھ کچھ کے جہاز
بنا کر اڑا رہی تھی۔۔ شاہو یہ دیکھے میں نے کتنے زیادہ جہاز بنائے ہے۔۔
شاہو کی گڑیا یہ کیا کیا ہے آپ نے ارسلان نے صدمے سے اپنے
کمرے میں بکھری فائلز کو دیکھا۔۔ میں نے جہاز بنائے ہے۔۔ میٹنگ
میں یہ جہاز ہی دیکھا کر ڈیل ڈن کر آؤگا میں ارسلان منمنایا۔۔ کچھ کہا
آپ نے ارسلان شاہ نے نہ میں سر ہلایا۔۔ چلو چھوڑو یہ سب اس کا
ہاتھ پکڑ کے کھڑا کیا۔۔ نہیں میں نے ارسلان نے چاکلیٹس والا ہاتھ
اس کے سامنے کیا انیزا خاموش ہوتے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی۔۔
اسے بیڈ پر بیٹھا کر چاکلیٹس اس کے ہاتھ میں پکڑادی دو منٹ میں وہ
تین چاکلیٹس ختم کر چکی تھی ارسلان شاہ تو بس اس کی سپیڈ دیکھتا رہ
گیا۔۔ دس منٹ میں وہ آٹھ چاکلیٹس ختم کر چکی تھی۔۔ شاہو
چاکلیٹس ختم انیزا رونے لگ گئی۔۔ گڑیا اتنی زیادہ چاکلیٹس نہیں

کھاتے اس کے پاس بیٹھ کر اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا۔ گڑیا سر میں
درد تو نہیں ہوتا۔ ہوتا ہے روتے ہوئے جواب دیا۔ مت رو یا کرو
تمہارے آنسو دیکھ کر میری دھڑکن رکنے لگتی ہے اس کے آنکھوں
صاف کرتے پیار سے اس کی طرف دیکھا۔۔ آپ کو ہرٹ ہوتا ہے؟
۔۔ میاں بیوی کا رشتہ روح کا ہوتا ہے ان میں سے اگر ایک تکلیف میں
ہو تو دوسرا پر سکون کیسے ہو سکتا ہے گڑیا۔ انیزا سر کھجاتے اس کی
طرف دیکھ رہی تھی ارسلان کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے اس کا دماغ بچوں
والا تھا اور وہ اسے میچور اشخاص والی باتیں بتا رہا تھا۔ آپ نے کیا کہا یہ
سمجھ نہیں آئی لیکن سننے میں اچھا ہے روح کا رشتہ کھلکھلا کر اس کی
طرف دیکھا کچھ وقت ارسلان شاہ ساکت بیٹھا رہا۔ چلو شاہ اب
میری گڑیا سو جائے۔۔ ارسلان نے انیزا کی طرف دیکھا جو سو چکی تھی
اسے لیٹا کر کمرے میں بکھر فالتز اکھٹی کرنے لگا اسے تین گھنٹے میں

ساری فائز دو بارہ بنانی تھی۔۔۔ اف گڑیا یہ کیا کردیا ساری فائز اکھٹی
کر کے سٹی روم میں چلا گیا۔۔۔

بابا کس کو سوچ کر مسکرا رہی ہے سیان جو نماز پڑھ کر گھر آیا تھا اپنے
والد کو سوچ میں ڈوبے دیکھ پوچھا۔ تمہاری ماں کو احمد شاہ جل کر
بولے۔۔۔ بیٹے باپ پر ہی جاتے ہے آج پتا چل گیا ہے۔۔۔ کیا مطلب
نا سمجھی سے سیان کی طرف دیکھا۔۔۔ پہلے مجھے سمجھ نہیں آتا تھا کہ اتنی
بے شرم مجھ میں کہا سے آئی ہے آج پتا چل گیا ہے مجھے احمد شاہ سیان کی
بات کا مطلب سمجھتے اس کی گردن پکڑ گئے۔۔۔ بابا کیوں میری منکوحہ
کو رخصتی سے پہلے بیوہ کرنا چاہتے ہے سیان گردن میں اٹھنے والے درد
کی وجہ سے بامشکل بول پایا احمد شاہ نے اس کا رنگ سرخ پڑھتے دیکھ
چھوڑ دیا۔۔۔ بات کرنے سے پہلے سوچ لیا کرو سامنے تمہارا باپ ہے۔۔۔
بابا آپس کی بات ہے آپ کو دیکھ کر باپ والی فیلنگ ہی نہیں آتی ایسا لگتا

ہے باپ سے نہیں بھائی بڑے بھائی سے بات کر رہا ہوں سیان نے آنکھ
-- اس کے سر پر مارتے بولا احمد ہنسنے لگے تم نہیں سدھر سکتے سیان شاہ
ہلکی سے چپت لگائی۔ آخر بیٹا کس کا ہوں۔۔ زیادہ بنومت جا کے سو جاؤ
مجھے بھی بہت نیند آرہی ہے صبح آٹھ بجے میٹنگ بھی اٹینڈ کرنی ہے ہے
احمد شاہ نے گھڑی کی طرف دیکھا جو پانچ بجارہی تھی۔۔ بابا کیا فائدہ
سونے کا سات بجے آپ نے پھر اٹھ جانا ہے۔۔ جا جا کے سو جا احمد
سیڑھیوں کی طرف اشارہ کرتے اپنے کمرے میں چلے گئے سیان بھی
اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔ ماورہ کیا سوچ رہی ہو نیہا نے اس کے کندھے
پر ہاتھ رکھا۔۔ سوچ رہی ہوں کہ ہمارے جو مجازی خدا ہے ان کی کافی
عزت افزائی ہوئی ہے یا ان کو تو شرم نہیں آئی لیکن میرا دل کر رہا تھا
چلو بھر پانی میں ڈوب مروں۔۔ ماورہ کی بات پر چاروں نے زوردار
قہقہہ لگایا۔۔ ہاں یار ویسے سچی میں دل تو یہی کر رہا تھا میرا بھی اتنی

شرمندگی ہوئی تھی احمد بھائی اور سجاد بھائی کے سامنے نیہار وہانسی ہوئی
۔۔ اچھا کیا ویسے بابا اور بڑے بابا نے سب بھائیوں کے ساتھ عانیہ
سوچنے والے انداز میں بولی۔۔ ویسے مجھے تو یہ نا انصافی لگ رہی ہے
ازہان بھائی اور رضا بھائی کے ساتھ کیونکہ وہ دونوں انڈیپنڈنٹ ہے وہ
ذمہ داری اٹھا سکتے ہے۔۔ انشارے میں داخل ہوئی انشا کی بات سن کر
وہ مسکرا کر اس کے پاس جا کے بیٹھ گئی انشا کو دیکھ کر سب خاموش
ہو گئیں۔۔ نیشہ بیٹا آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن ابھی ماورہ اور نیہا بہت
چھوٹی ہے یہ دونوں اٹھارہ کی بھی نہیں ہم نہیں چاہتے ان پر وقت سے
پہلے ذمہ داریاں عائد وہ جائے، میں جانتی ہوں کتنا مشکل ہوتا ہے چھوٹی
عمر میں پورا گھر سنبھالنا۔۔ انشا بے حد پیار سے بول کر نیشہ کے سر پر ہاتھ
رکھا۔۔ امی اگر شوہر ساتھ دینے والا ہو تو پھر تو مشکل نہیں ہوتی نیشہ
نے اپنی سمجھ کے مطابق بات کی۔۔ میری جان شوہر چاہے جتنا مرضی

چاہنے والا ہو ذمہ داریاں تو عورت کو پوری کرنی ہوتی ہے عورت کے کام اس کی ذمہ داریاں مرد تو پوری نہیں کر سکتے۔۔ انشانیشہ کو لا جواب کر گئی تھی۔۔ سہی کہا آپ نے بڑی عانیہ ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔۔

کس سے پوچھ کر تم نے نکاح کیا ہے زوریز۔۔
شد اور خان زوریز خان کے فام ہاؤس آیا تھا۔۔
ڈیڈ مجھے اچھی لگی تھی صاف گوئی سے جواب دیا۔۔

اچھی لگی تھی تو کچھ راتیں گزار کر چھوڑ دیتے نکاح کرنے کی کیا ضرورت تھی تمہیں اپنے باپ کی باتیں سن کی زوریز خانزادہ کی آنکھیں بے انتہا سرخ ہو گئی اس کا خون کھولنے لگا تھا اپنی بیوی کے بارے میں ایسے الفاظ سن کر۔۔ عنائزہ جو ڈر کر کچن کے دروازے کے

پیچھے چھپی تھی شد اور خان کے الفاظ سن کر اس کا دل ڈر گیا وہ نا سمجھ اتنی
بھی نہ تھی کہ شد اور خان کی باتوں کا مطلب نہ سمجھ پاتی۔۔۔ میں زنا
نہیں کرنا چاہتا۔۔

یہ کہہ کون رہا ہے جو نا جانے کتنی کے ساتھ زنا کر چکا ہے۔۔
ڈیڈ زوریز کا لہجہ سخت ہوا تھا۔۔

مجھے اکڑ دیکھانے کی ضرورت نہیں ہے جب دل بھر جائے گا تو چھوڑ
آنا اسے کسی کو ٹھہے پر شد اور خان اپنی بات مکمل کرتا فام ہاؤس سے چلا
گیا۔۔

زوریز کی رنگت غصے اور اشتعال سے سرخ ہو گئی۔۔ عنائزہ زمین پر بیٹھ
کر رونا شروع ہو گئی زوریز نے اس کے پاس جا کے اسے اٹھانا چاہا عنائزہ
نے اس کا ہاتھ جھٹک کر کھڑی ہو گئی۔۔ مینوں لگیا سی تو سی چنگے اوپر
تو سی درندیاں تو وی پیرے نکلے او میں اللہ دے گناہگار بندے دی بیوی

آ) مجھے لگا تھا آپ اچھے ہو لیکن آپ تو درندوں سے بھی نکلے ہو، میں اللہ کے گناہگار بندے کی بیوی ہو) وہ ہچکیاں لیتے رونے لگی۔۔ عنائزہ مجھے غلط سمجھ رہی ہوں تم میں زنا کار نہیں ہو۔۔ اس ہاتھ پکڑ کر وضاحت دی عنائزہ نے اس کا جھٹک دیا۔۔ تاڈے ابو کی کہ کے گئے؟۔۔ پیپوتے چھوٹ نئی بول دے نہ (آپ کے بابا کیا کہہ کر گئے ہے؟۔۔ بابا تو جھوٹ نہیں بولتے نہ) شکایتی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔ میں تمہیں فل وقت وضاحت نہیں دے سکتا لیکن میں وعدہ کرتا ہوں وقت آنے پر تمہیں ہر ایک بات بتاؤ گا بس مجھ پر یقین کر کے مجھے ایک موقع دو التجائی نظروں سے عنائزہ کی طرف دیکھا۔۔

ٹھیک اے بس ایک واری موقع دین دئی آ) ٹھیک ہے بس ایک بار موقع دے رہی ہو) آنسو صاف کرتے کہا۔۔

میری پیاری بیوی اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔ زوریز کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ
کیا کرے کیسے عنائزہ کے دل سے یہ شک نکالے۔۔ سب کی نظر میں
گناہگار زناکار تھا لیکن وہ اور اس کا خدا جانتے تھے وہ کیسا ہے۔۔۔

عالم انیزا کہاں ہے عالم صاحب صبح سات بجے گھر آئے تھے۔۔ چلی گئی
ہے ادا سی سے کہتے صوفے پر بیٹھ گئے۔۔ کہاں چلی گئی ہے عالم پریشانی
سے ان سے پوچھا۔۔ نکاح کروادیا ہے اس کا اپنے شوہر کے پاس ہے
عالم صاحب اپنا لہجہ سخت کرتے بولے۔۔ آپ کو پتا ہے آپ کیا کہہ
رہے ہیں عالم اس کا شوہر مرچکا ہے اسے مرے ہوئے صرف ایک ماہ
گزر رہا ہے آپ نے اس کا نکاح کروادیا۔۔ ارسہ بیگم صدمے سے چیختے
ہوئے بولی۔۔ مجھے پتا ہے میں کیا کر کے آیا کس میرا کام تمہیں بتانا سو
میں نے بتا دیا اب تم بات کو جون سا چاہے رخ دے لو عالم صاحب غصے

سے کہتے اپنے کمرے میں چلے گئے ارسہ بیگم گرنے والے انداز میں
صوفے پر بیٹھی۔۔ پہلے بھائی اپنی بہن کو اس کے شوہر کے پاس چھوڑ آیا
تھا یہ سوچے بنا کہ وہ محض ابھی سولہ سال کی بچی ہے اور آج باپ اس کا
نکاح کروا کے اسے اس کے شوہر کے حوالے کر آیا ہے میری بیٹی ارسہ
پھوٹ کر رو دی۔۔ کیا ہو رہا ہے میری بیٹی کے ساتھ سولہ بیگم پھوٹ
سال کی عمر میں دو دفعہ اس کا نکاح ہو چکا ہے، کیوں کیا عالم آپ نے ایسا
میری بیٹی کے ساتھ بارہ سال پہلے بھی آپ اس کا نکاح کسی کو بتائے بغیر
کر آئے تھے اور آج بھی آپ نے وہی کیا ارسہ بیگم اپنا سر پکڑے رو
جارہی تھی۔۔۔

ارسلان سٹڈی روم سے باہر آیا اس کا موبائل رنگ ہوا زید کی کال آرہی
تھی۔۔

اپنی بیوی کے ساتھ گئے ہو اسے ٹائم دو۔۔ یار کب سے اسے ہی ٹائم
دے رہا ہوں تمہاری یاد آرہی تھی تو سوچا کال کر لو اپنی جان کو شرارتی
لہجے میں بولا۔۔ چل اب زیادہ باتیں نہ بناؤ جا کے ہیرا کو وقت دو اسے
ضرورت ہے۔۔

کر رہا ہوں کال بند تجھے پتا تجھ میں میری جان بستی میں اپنے بھائی سے
دور نہیں رہ سکتا تجھے کچھ ہو گیا تو میرا دل بند ہو جائے گا کہتے ہی زید نے
کال بند کر دی۔۔ کچھ نہیں ہو سکتا اس کا۔۔

ارسلان انیزا پر ایک نظر ڈالتے میٹنگ اٹینڈ کرنے چلا گیا تھا تین گھنٹے
میں بامشکل وہ فائلز ریڈی کر پایا تھا۔۔ عانیہ ضد کر کے اس کے ساتھ
آئی تھی۔۔ ڈیل دن کر کے ابھی وہ باہر آیا تھا ریسٹوران کے جب اس
کے سینے پر سامنے کھڑے ایک آدمی نے گولی چلائی اس سے پہلے وہ اور
گولیاں چلاتا عانیہ نے اپنی گن نکال کر دس گولیاں اس کے سینے میں اتار

دی پیچھے مڑ کر دیکھا ارسلان شاہ ہوش و ہواس سے بیگانہ زمین پر گرا ہوا
تھا اس کا خون سفید پتھر کو رنگ رہا تھا۔ لالا لالا لالا عانیہ اونچی آواز میں
چلائی۔۔ سب لوگ اکٹھے ہوئے سب نے ارسلان کو کار میں لٹایا عانیہ
کار 180 کی سپیڈ میں چلانے لگی۔ اللہ میرے لالا کو کچھ مت ہونے
دینا اتنے سالوں بعد میں ان سے ملی اللہ جی عانیہ شاہ کی آنکھوں سے روز
وقطار آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔ ہو اسپتال داخل ہوتے عانیہ ڈاکٹر ڈاکٹر چلا
رہی تھی عانیہ بیٹا کیا ہوا ارد شیر عانیہ کے پاس آتے اس کے سر پر ہاتھ
رکھتے پریشانی سے بولے۔۔

ا۔ انکل ا۔ انکل ل۔ لالاب۔ باہرم۔ میرے اس کی زبان اس کا ساتھ
نہیں دے رہی تھی۔۔ ارد شیر فوراً باہر کی طرف بھاگا کار کا دروازہ کا
پچھلا دروازہ کھولا ارسلان خون سے لت پت پڑا ہوا تھا پوری سیٹ اس

کے خون سے بھر چکی تھی۔۔ ایک پل بھی ضائع کیے بغیر اسے اٹھا کر
سٹرچر پر لٹاتے آپریشن تھیٹر میں لے گئے۔۔۔

عانیہ روتے ہوئے پریشانی سے آپریشن تھیٹر کے باہر چکر لگا رہی تھی
۔۔۔ زید عانیہ کو ہو اسپتال میں دیکھ کر بھاگ کر اس کے پاس گیا گڈو تم
یہاں دونوں حیرانگی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے ہیرا
بھی ان کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔۔ آپ تو آئس لینڈ۔۔ مجھے ارسلان
سے ملنا تھا مجھے پتا نہیں کیوں رات کی بے چینی لگی ہوئی تھی اس لیے
میں واپس آ گیا گڈو تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔ ارسلان بھائی کو گولی لگی
اس کی بات مکمل بھی نہ ہوئی تھی جب زید کے دل میں درد شروع
ہو گیا بے ساختہ اس نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا اس کی آنکھیں بند
ہونے لگی ہوش وہ اس سے بیگانہ ہوتے وہ زمین پر گر گیا۔۔ بھائی، زید
ہیرا اور عانیہ آنکھوں میں آنسو لیے چلائی۔

زید کو ایمر جنسی روم میں لے جایا گیا ہیرا چیر پر گم سم بیٹھ کر آنسو بہانے لگی اللہ جی زید کو کچھ نہ ہو بہت مشکلوں سے مجھے ان کا پیار ملا ہے مجھ سے مت چھینے میں مر جاؤ گی اگر انہیں کچھ ہو گیا آسمان کی طرف دیکھتے اس نے اپنے اللہ سے کہا۔۔ اللہ جی میرے لالا میرے زید بھائی کا نپتا ہوا ہاتھ عانیہ نے اپنے دل پر رکھا اس کی آنکھیں خون چھلکنے کی حد تک سرخ ہو چکی تھی۔۔۔ اسلام علیکم ڈاکٹر احمد ایک ڈکٹر نے احمد کے پاس آ کے سلام کی۔۔ وعلیکم السلام مسکرا کر جواب دیا احمد شاہ کے چہرے پر بے انتہا خوشی تھی آج ان کا ارسلان خوش تھا وہ ایک ہاتھ جیکٹ میں ڈالے کھڑے تھے آتے جاتے لوگ احمد شاہ کی پر سنیلٹی آنکھیں پھاڑے دیکھ رہے شہد رنگ آنکھیں واللہ اوپر سے سرخ و سفید رنگت

دیکھنے والے اس کو انگریز کہتے تھے۔۔ اللہ آپ کے بیٹے کو صحت دے
۔۔ جی؟ ۔۔ ڈاکٹر نے احمد کے کندھے پر ہاتھ رکھا کر ہمدردی سے کہا
نا سمجھی سے احمد شاہ نے اس کی طرف دیکھا پیشانی پر حیرانگی سے بل
پڑے۔۔ ڈاکٹر ارسلان کو گولی لگی ہے اور ڈاکٹر زید کا دل نہ چلنے کے
برابر دھڑک رہا آپ کے احمد شاہ ڈاکٹر کی پوری بات سننے بغیر آپریشن
تھیٹر کی طرف بھاگ کر گئے سامنے عانیہ اور ہیرا آنسو بہا رہی تھی
۔۔ احمد شاہ کو سمجھ نہ آیا وہ کیا بولے ان کی زبان ان کا ساتھ نہیں دے
رہی تھی۔۔ ار۔ ار۔ اس۔ ارسلان وہ کانپ رہے تھے عانیہ احمد شاہ کی آواز
سننے بھاگ کر ان کے گلے لگی احمد شاہ لڑکھڑا کر گرنے لگے عانیہ کے
انہیں سہارا دیتے چیئر پر بیٹھایا۔۔ مجھے میرے بیٹوں پاس جانا احمد شاہ
اٹھے، لڑکھڑا کر چیئر پر گرے دوبارہ اٹھ کے آپریشن تھیٹر کا دروازہ
کھول کر اندر داخل ہوئے ارسلان شاہ کے سینے پر کٹ لگا کر گولی نکالنے

کی کوشش کی جارہی تھی احمد شاہ بے جان قدم اٹھاتے سٹریچر کے پاس
گئے۔۔ ارد شیر نے ہمدردی سے اپنے دوست کی طرف دیکھا۔۔۔ خان
م۔ میرے بیٹے وہ آنکھیں جھپکے بغیر ارسلان کو دیکھ رہے تھے وہ کس
تکلیف سے گزر رہے تھے وہ خود یا ان کا خدا جانتا تھا ہمت کرتے
ارسلان کا ہاتھ تھا اس کا برف کی مانند سرد تھا اس کا خون آلود ہاتھ
پیشانی سے لگاتے آنسو بہانے لگے پاس کھڑے سب سر جن نے ایک
پل کے لیے احمد شاہ کی طرف دیکھا ایک مضبوط جسامت اور ذہن رکھنے
والا شخص آج رو رہا تھا۔۔ ڈاکٹر احمد سب ٹھیک ہو جائے گا سب سب
ایک ساتھ بولے احمد شاہ اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑے ساکت بیٹھے آنسو بہا
رہے تھے یا اللہ اتنی آزمائشیں، مجھے ہمت دے تاکہ میرا صبر برقرار
رہے اے خدا اپنے اس بندے کو ٹوٹنے نہ دینا اپنے بندے کی ارزی سن
لے انہوں نے دل میں دعا کی۔۔

زید اچانک انہیں زید کا خیال آیا۔۔ خان زید کہاں ہے مجھے اس کے پاس
جانا ہے میرا بیٹا میرا زید احمد شاہ ایک سانس میں بول گئے۔۔ ایمر جنسی
ارد شیر نے ابھی ایمر جنسی ہی بولا تھا وہ لمبے لمبے ڈگ بڑھتے باہر چلے
گئے۔۔ ایمر جنسی روم میں داخل ہوا اللہ سے ہمت دینے کی دعا دل میں
مانگتے زید کے قریب گئے۔۔ ساتھ پڑی مشین پر دیہان گیا جہاں زید کی
ہارٹ بیٹ نہ ہونے کے برابر تھی۔۔ ایک باپ کے لیے سب سے
تکلیف دہ لمحہ اپنی جوان اولاد کو تکلیف میں دیکھنا ہوتا ہے۔۔

ترس نہیں آتا تم دونوں کو مجھ پر، آ۔ آج خوش تھا میں کہ میرے دونوں
بیٹے پہلے جیسے ہو رہے ہیں، میری ہی نظر لگ گئی ہے میرے بیٹوں کو
ایک باپ کی نظر کھا گئی ہے اپنی اولاد کو احمد شاہ چیر پر بیٹھ کر پھوٹ
پھوٹ کر رو دیے ہیر اور عانیہ کمرے میں داخل ہوئی تھی احمد شاہ کی
باتیں سن کر ان کے آنسوؤں تیزی سے بہنے لگے عانیہ اپنے بابا کی باتیں

سن کر تڑپ کے ان کے پاس گئی۔۔ کیسی باتیں کر رہے آپ بابا باب کی
نظر کیسے لگ سکتی ہے؟ جو انسان اپنی اولاد کی خوشیوں کا باعث ہو جو اپنی
اولاد کو دیکھ کر خوش ہوتا ہوں اس کی نظر کیسے لگ سکتی عانیہ احمد شاہ کے
پاس بیٹھ کہ ان کے آنسو صاف کرنے لگی۔۔ سب ٹھیک ہو گا احمد شاہ
نے عانیہ کو اپنے سینے سے لگا لیا سیٹیاں خود چاہے جتنا مرضی اندر سے
ٹوٹیں ہو اپنوں کو حوصلہ دینے کے لئے مضبوط بن جاتی ہے وہ کانپ
رہی تھی۔۔۔ رہی تھی لیکن ہمت کر کے اپنے والد کو حوصلہ بھی دے
احمد شاہ اور عانیہ نے ہیرا کی طرف دیکھا وہ گم سم کھڑی زید کو دیکھے
جارہی تھی انہوں اٹھ کر ہیرا کے پاس جا کے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔
بیٹا سب ٹھیک ہو جائے گا کچھ نہیں ہو گا ہیرا احمد شاہ کے کندھے سے سر
لگاتے ضبط کھوتے ہچکیاں لیتے رونے لگی۔ ب۔ بابا میں انہیں نہیں کھونا
چاہتی م۔ میرے ساتھ ہی کیوں ایسا ہوتا ہے جو مجھ سے پیار کرتا ہے وہ

ہی دور ہو جاتا ہے پ۔ پہلے میری امی اور اب زید احمد شاہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا عانیہ کو اشارہ کیا کہ اسے باہر لے جائے وہ یہاں زید کے پاس رکتی تو اپنی حالت خراب کر بیٹھتی۔۔ ہیرا عانیہ، انیزا کو ارسلان کی حالت کا پتا نہیں چلنا چاہیے دونوں ہاں میں سر ہلاتی باہر چلی گئی۔۔

انیزا منہ بنائے کمرے میں کاؤچ پر بیٹھی ارسلان کا انتظار کر رہی تھی۔۔ میں آپ سے ناراض ہو مجھے بتا کر نہیں گئے ارسلان کی تصویر پکڑ کے اس کی پیشانی پر انگلی رکھے اس سے باتیں کر رہی تھی۔۔ شاہو آپ بہت گندے ہو گئے ہو مجھے چھوڑ کر چلے گئے انیزا ایک ہاتھ میں اس کی تصویر پکڑے دوسرا ہاتھ سے چاکلیٹس کھاتے کہہ رہی تھی۔۔ جب ملازمہ کھانے کا کہنے آئی اس نے جھوٹ بول دیا تھا کہ اس نے کھانا کھا

لیا ہے تاکہ وہ کھانے کی بجائے چاکلیٹس اور سناٹکس سے پیٹ بھر سکے وہ صبح سے ہی یہ سب کھا رہی تھی۔۔

یارانیز ابھا بھی سے ملنے جائے نیشہ بولی۔۔ چلو چلتے ہے عرتج نیہا ماورہ ایک ساتھ بولی وہ چاروں اوپر کی طرف جانے لگی نیشہ سب سے آگے تھی سامنے سے آتے زیان سے ٹکرائی دونوں کا سر ایک دوسرے کے ساتھ لگا۔ اللہ نے آنکھیں دیکھنے کے لیے دی ہے ڈفر نیشہ جل کر بولی پیچھے کھڑی ان تینوں نے اپنی ہنسی پر کنٹرول کیا۔۔ جسے دیکھنے کے لیے دی ہے اسے دیکھتا تو ہوں زیان شاہ منمنایا۔۔ بزدل لگتے ہے مجھے وہ لوگ جو منہ میں بڑبڑاتے ہے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔۔ ہائے پٹھانی صاحبہ ہمت کی بات نہ ہی کرے، میرے ہمت کے مظاہرے آپ کو ہضم نہیں ہو گے پٹھانی صاحبہ زیان نے آنکھ مارتے ہوئے کہا نیشہ نے کھا جانے والی نظروں سے اس کی طرف دیکھا وہ اپنے آپ میں ہی مگن

تھا اسے یہ تک ہوش نہ تھی وہ سب سیڑھیوں کے درمیان میں کھڑے
ہے اور ان دونوں کے علاوہ پیچھے تین گھر کی لڑکیاں عرف رپورٹرز
کھڑی ہے۔۔ ٹھہر کی شاہ دفع ہو جاؤ میرے سامنے سے نہیں تو سر پھاڑ
دوں گی تمہارا نیشہ اسے دھکا دیتے ارسلان کے کمرے میں چلی گئی زیان
کی ان تینوں پر نظر پڑی نظریں چراتے وہ چپ کر کے نیچے چلا گیا۔۔ ان
تینوں کا زور دار قہقہہ گونجا۔۔ چلو انیزا سے نہیں ملنا کیا نہانے ماورہ کے
کمر پر تھپڑ مارا۔۔ نہا کی بچی تھپڑ کیوں مارا ماورہ نے گھور کر اس کی طرف
دیکھا۔۔ بھابھی پھپھو کے ابھی بچے نہیں ہے نہانے منہ کھولے اس کی
طرف دیکھا ماورہ کا دل کیا اسے کچھ کر دے ان کے گھر میں یہ
معصومیت کی صورت پتا نہیں کہا سے آگئی تھی۔۔ چلو معصومیت کی
مورت ماورہ اس کا پکڑے اسے ارسلان کے کمرے میں لے گئی۔۔
اسلام علیکم چاروں نے ایک ساتھ سلام کی انیزا چاروں کو دیکھ کر گھبرا

گئی۔۔۔ وعلیکم السلام ہچکچاتے ہوئے سلام کا جواب دیا وہ چاروں اس کے پاس جاتے اسے دیکھتے ہی رہ گئی انہیں وہ جیتی جاگتی گڑیا لگ رہی تھی گہری کالی آنکھیں دو بالوں کی دو پونیاں کیے کھولی فراک پہنے، آنکھیں پٹیٹا کر ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ نہانے اس کی طرف ہاتھ بڑھا کر اسے چھونا چاہا نیز اڈر کر پیچھے ہو گئی وہ جس طرح اسے آنکھیں جھپکے بنا دیکھ رہی تھی انیز اکوان سے ڈر لگ رہا تھا۔۔۔ بھابھی آپ ہم سے ڈر کیوں رہی ہے نیشہ بے حد پیار سے بول کر اس کے پاس بیٹھی وہ تینوں بھی نیشہ کے پیچھے ایک لائن میں بیٹھ گئیں۔۔۔ آپ سب ایسے کیوں دیکھ رہی ہو مجھے۔۔۔ نیشہ اس کی آواز کتنی پیاری ہے نہانے نیشہ کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔ آپ بہت پیاری ہے بھابھی عرتج نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ انیز اثرم سے سرخ ہو گئی وہ محو ہوتے اسے دیکھ رہیں تھی وہ چاروں خود بے انتہا خوبصورت تھی لیکن وہ اس سانولی گڑیا

کو دیکھتی ہی رہ گئی۔۔ آپ سب کون ہوا نیزا نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ میں بتاتی ہوں ماورہ بیڈ کے اوپر چڑھ کر نیزا کے پاس۔۔ میں آپ کی جیٹھانی ہوں ماورہ نے خود کی طرف اشارہ کیا جا کے بیٹھی۔۔ یہ آپ کی دیورانی پلس نند ہے عرتج کی طرف اشارہ کیا۔۔ اور یہ آپ کی نند ہے نیشہ کی کمر پر تھپڑ مارا نیشہ نے گھور کر دیکھا۔۔ اور یہ نیہا کے بارے میں بتانے لگی جب تینوں نے قہقہہ لگایا۔۔ نیہا نے کھا جانے والی نظروں سے ان تینوں کی طرف دیکھا۔۔ یہ آپ کی ساس ہے تینوں ایک ساتھ بولتے ہوئے پیٹ پکڑ کے ہنسا شروع ہو گئی۔۔ ساس نیزا نے اوپر سے نیچے تک اسے دیکھا نیزا کے اس طرح دیکھنے پر نیہا کا دل کیا ان تینوں کا سر پھاڑ دے جو قہقہے لگا رہیں تھی۔۔ چھوٹی سی ساس نیزا کھلکھلا کر ہنسا شروع ہو گئی نیہا بچاری چپ کر گئی وہ نیزا کو کچھ نہیں کہہ سکتی تھی کیونکہ اس کا ذہن بچوں والا تھا لیکن تینوں کی مرمت کروانے

کا اس نے پکارا وہ کر لیا تھا۔۔۔ بھابھی باہر چلے نیشہ نے اس کا ہاتھ پکڑا
وہ چاروں اچھی لگی تھی انیزا کو انیزا خوش ہوتے ہاں میں سر ہلا گئی اسے
کھڑا کرتے ساتھ لے جانے لگی انیزا بیڈ سے اتر کے ایک جگہ جم کر
کھڑی ہو گئی۔۔ کیا ہوا انیزا انہا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا انیزا
خاموشی سے ڈوپٹے کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ نیشہ نے اپنی پیشانی پر
ہاتھ مارا، انیزا نے ڈوپٹہ نہیں لیا ہوا تھا نیشہ نے ڈوپٹہ پکڑ کر انیزا کا حجاب
بنایا، حجاب سیٹ ہوتے ہی جیسے انیزا پر سکون سی ہو گئی تھی۔۔ ہائے کتنی
پیاری ہو تم ماورہ نے اس کے قریب ہوتے اس کے رخسار پر پیار کیا انیزا
بے انتہا سرخ ہو گئی۔۔ بھابھی اتنا سرخ نہ ہو وہ آپ کی جیٹھانی ہے
ارسلان بھائی نہیں ہے نیشہ کی بات پر نیہا اور ماورہ ہنس دی۔۔ ہاں یہ
میرے شاہو (انیزا نے بولا) / بھائی جی (عرتج نے کہا) نہیں ہے دونوں
ایک ساتھ معصومیت سے آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے بولی۔۔ ایک

معصومیت کی صورت کم تھی جو دوسری بھی آگئی ماورہ بڑ بڑائی جو نیشہ
اور نیہانے سن لیا اور گھور کر اس کی طرف دیکھا جیسے کہنا چاہ رہی ہو
خاموش رہو۔۔

وہ پانچوں نیچے آئی سب عورتیں اور مرد گھر تھے اتوار تھا عموماً ارسلان
اور احمد بھی گھر ہوتے تھے لیکن آج وہ میٹنگ کی وجہ سے گئے ہوئے
تھے اور زید ہانی مون پر گیا ہوا تھا۔ انشا اور اسمہ انیزا کو دیکھتی رہ گئی وہ
حجاب میں بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی سب مردوں کی ایک پل
کے لیے انیزا کی طرف نظر گئی وہ فوراً اپنی نظریں جھکا گئے وہ اچھے سے
جانتے تھے ان نیت چاہے جتنی بھی صاف ہو ارسلان شاہ اپنی بیوی پر
کسی کی بھی نظر برداشت نہیں کر سکتا تھا چاہے وہ اس کا جتنا مرضی
قریبی ہو۔۔ چاروں نے انیزا کو اسمہ اور انشا کے درمیان بیٹھا دیا وہ
ہچکچاتے اور گھبراتے ہوئے ان کے درمیان بیٹھ گئی۔ انیزا آپ ہم

سے ڈر کیوں رہی ہو بیٹا اسمہ نے اسے اپنے ساتھ لگاتے کہا۔۔ پتا نہیں
معصومیت سے آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے کہا اسمہ کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا
بھوک لگی ہے بچوں ان بیٹا واقع ہی گڑیا لے کر آیا تھا۔۔ آنٹی مجھے
جیسا منہ بنا کر کہا۔۔ کھانا نہیں کھایا آپ نے اسمہ بیگم کے کہنے پر وہ چہرا
نیچے کر کے بیٹھ گئی اس نے کھانے کی جگہ بس چاکلیٹس ہی کھائی تھی
انہیں بتاتی تو ڈانٹ پڑنی تھی۔۔ کھایا تھا لیکن پھر بھوک لگ گئی
معصومیت سے کہہ کر خاموش ہو گئی اسمہ نے مسکرا اس کی طرف دیکھا
۔۔ بیٹا آپ کو بھوک لگی تھی تو بتا دیتی اسمہ بیگم پیار سے اس سے کہہ کر
ملازمہ کو کھانا لانے کا کہا۔۔

کھانا آتے ہی انیزا اس میں جھت گئی۔۔ انشا بیگم کا فون رنگ ہوا عانیہ کی
کال آرہی تھی، کال پک کی عانیہ کی بات سنتے ان کے چہرے کا رنگ
زرد پر گیا۔۔۔۔۔

پیچھے گئے وہ لوگ گاڑیوں میں بیٹھ کر ہو اسپتال روانہ ہو گئے گھر میں
صرف انیز اور نیہا موجود تھی۔۔۔

ہو اسپتال پہنچتے ہی سب بھاگنے والے انداز میں آپریشن تھیٹر کی طرف
گئے۔۔ بابا، بھائی جی زید بھائی! سیان نے احمد شاہ پاس جاتے بے چینی
سے پوچھا۔۔ اندر ہے احمد شاہ سر جھکائے بیٹھے تھے ان میں جیسے ہمت
ہی ختم ہو گئی تھی اپنی اولاد کو ایسی حالت میں دیکھ کر۔۔ اس سے پہلے
کوئی اور سوال کرتا رد شیر آپریشن تھیٹر سے باہر آیا سب اس کے گرد
اکھٹے ہو گئے۔۔ آپریشن کامیاب ہو گیا ہے لیکن۔۔ لیکن کیا خان
ارد شیر کے بات اُدھوری چھوڑنے پر احمد شاہ ضبط کھوتے چلائے۔۔
ہارٹ بیٹ نارمل نہیں ہو رہی زید کو بھی نرس چیک کر کے آئی ہے
دونوں کی ہارٹ بیٹ نہ ہونے کے برابر ہے ارد شیر نظریں جھکا گیا وہ
اپنے دوست کو ٹوٹا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا تھا ارسلان کو آپریشن تھیٹر کے

بیک ڈور سے ہی دوسرے کمرے میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔ سب کی آنکھیں نم ہو گئی۔ عیشاں آپریشن تھیر کے ساتھ والے روم میں گیا سامنے ارسلان آنکھیں موندے بیڈ پر تھا ساتھ والے بیڈ پر زید تھا۔ بھائی جی آنسو بہاتے اس کے پاس جا کے بیٹھ کر اس پکارا۔ شاہ خاندان کے مرد حد سے زیادہ مضبوط تھے لیکن جب ان کے ارسلان کو کچھ ہو جاتا تو سب ٹوٹ جاتے تھے اس میں سب کی جان بستی تھی۔۔۔۔۔ بھائی اٹھیں تنگ نہ کریں سب کو آپ کو پتا ہے ہم آپ کے بغیر نہیں رہ سکتے اٹھیں عیشاں ارسلان شاہ کے بازو پر سر رکھے بے آواز رونے لگا۔ بھائی جی میں آپ کو ایک بتانا چاہتا ہوں مجھے پتا آپ اٹھ کر مجھے ڈانٹے گے، بھائی جی مجھے ایک لڑکی اچھی لگتی ہے کئی ماہ ہو گئے ہیں اسے سوچتا ہوں، بھائی جی دیکھیں نہ آپ کا شانی اس سے نکاح کرنے کی بجائے اسے دل میں بسائے بیٹھا ہے بھائی مجھے ڈانٹے نہ اٹھیں ارسلان

کو ہوش میں آتے نہ دیکھ وہ ضبط کھوتا اونچی آواز میں رونے لگا سب گھر
والے روم میں آئے عیشان ان کے اندر داخل ہونے پر خاموش ہو گیا
۔۔ سیان دونوں بیڈ کے درمیان کھڑے اپنے دونوں بڑے بھائیوں کو
دیکھے جا رہا تھا۔ ہیرازید کے پاس بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔ اسمہ ایک
ہاتھ ارسلان کا پکڑے اور ایک زید کا ہاتھ پکڑے روئے جا رہی تھی۔
سب سر تھا مے رو رہے تھے۔ زید بیٹا آنکھیں کھولوا می بلارہی ہے امی
سے ناراض ہو، ارسلان اسے دیکھو ذرا مجھ سے یہ بات نہیں کر رہا، اٹھو
ہاتھ پیشانی دونوں چلو گھر چلے اسمہ ان دونوں کو اٹھتے نہ دیکھ ان کے
سے لگاتے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔ اسمہ سنبھالو خود احمد
شاہ نے اسمہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پریشانی سے اس کی طرف دیکھا
۔۔ احمد انہیں کہیے اٹھے اور مجھ سے بات کرے احمد کہیے انہیں اسمہ
ضدی لہجے میں کہتے ان دونوں کا ہاتھ چومنے لگی۔ میرے پیارے بیٹے

امی کو تنگ نہیں کرتے اٹھو چلو گھر چلتے ہے رضا آگے بڑھ کر اسمہ کا ہاتھ
پکڑ کے اسے کمرے سے باہر لے گیا جس طرح وہ روئے جا رہی تھی اس
نے اپنی حالت خراب کر لینی تھی۔۔ انشا ارسلان کا ہاتھ پکڑے رو رہی
تھی سب کھڑے ان دونوں کو دیکھے جا رہے تھے وہ اگر ان کے پاس
جاتے تو اپنا ضبط کھودیتے۔۔۔ روم کا دروازہ کھولا انیزا اندر داخل ہوئی
اسے سب نے حیرانگی سے دیکھا۔۔ انیزا بیٹا چلو باہر انشا کھڑے ہوتے
اسے باہر لے جانے لگی انیزا ان کا ہاتھ جھٹک کر ارسلان کے پاس جا کے
آپ کتنے گندے ہونیند اس ہاتھ پکڑ کر بیڈ کی سائیڈ پر بیٹھ گئی۔۔ شاہو
آئی تھی تو گھر آکر سو جاتے انیزا غصے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ میں
آپ سے ناراض ہو آپ مجھے بتائے بغیر چلے گئے آپ کی حیاتم آپ سے
کٹی ہے چلے اٹھیں جلدی سے اپنی حیاتم کو منائے، شاہو اٹھیں انیزا نے
منہ بنا کر اس کی طرف دیکھ رہی تھی انیزا کی باتیں سن کر سب کی

آنکھوں میں جمع ہوئے آنسو بہنے لگے وہ جو موت سے لڑ رہا تھا نیزا سمجھ رہی تھی وہ سویا ہوا ہے۔۔ شاہو آپ ناراض ہو گئے ہو مجھ سے میں نے آج زیادہ چاکلیٹس کھالی اس وجہ سے ارسلان شاہ کو کوئی حرکت نہ کرتے دیکھ انیزا کو لگا وہ اس سے ناراض ہو گیا ہے۔۔ آئیڈیا نیزا چٹکی بجاتے ہوئے منمننائی۔۔ شاہو میں جارہی ہو بابا ساتھ گھر اور کبھی واپس نہیں آؤ گی اور اسمہ امی کو بھی لے کر جارہی ہو انیزا قدرے اونچی آواز میں کہتے اس کے پاس سے اٹھ گئی ارسلان کی دھڑکن تیز ہوتے نارمل ہونا شروع ہو گئی سب حیرت سے کبھی انیزا کی طرف دیکھتے تو کبھی مشین کی طرف۔۔ ارسلان کی ہارٹ بیٹ نارمل ہوتے ہی زید کو ہوش آ گیا۔۔ امی زید ہیرا کی آواز پر سب زید کی طرف ہوئے زید آنکھیں کھولتے ہی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔۔ ارسلان۔۔ ارسلان کہاں ہے وہ اپنی حالت کی پروا کیے بغیر بیڈ سے اٹھ کر ارسلان کے پاس بیٹھ گیا ارسلان کو

ہوش نہیں آئی تھی۔۔۔ ارسلان۔۔۔ آنکھیں۔۔۔ کھول، اٹھ نہ کیوں
۔۔۔ سب کو۔۔۔ تنگ کر۔۔۔ رہا ہے زید کی سانسیں اکھڑ رہی
تھی وہ بامشکل الفاظ ادا کر سکا۔۔۔ زید بیٹا تمہیں آرام کی ضرورت ہے
احمد شاہ پریشانی سے اسے اپنے ساتھ لگاتے بولے۔۔۔ بابا میں۔۔۔
ٹھیک۔۔۔۔۔ ہو اسے۔۔۔ کہے۔۔۔ اٹھے۔۔۔ زید نے اپنے دل پر ہاتھ
رکھا۔۔۔ ارسلان۔۔۔ آٹھ، ایک دفعہ۔۔۔ ہی مار۔۔۔۔۔ دے
جان۔۔۔۔۔ سے کیوں۔۔۔۔۔ تڑپا رہا۔۔۔۔۔ ہے زید اس کے کندھے پر
سر رکھے بے آواز رونے لگا۔۔۔ ارسلان شاہ نے بامشکل آنکھیں کھولی جو
تقریباً آدھی بند تھی۔۔۔ تھپڑ۔۔۔ کھانا۔۔۔۔۔ ہے۔۔۔۔۔ ارسلان
ماسک اور سینے پر سٹیچرز لگے ہونے کی وجہ سے ایک ایک لفظ بامشکل
بول پایا۔۔۔ سب کے چہرے پر خوشی چھا گئی سب کو جیسے نئی زندگی مل
گئی ہو۔۔۔ شاہو نیزا خوشی سے چیختے ہوئے ارسلان کے پاس بیٹھ کر اس

کے سینے پر سر رکھ گئی ارسلان نے سرد آہ بھری تکلیف سے اس کی
آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔۔ بھابھی پیچھے ہو جائے اسے درد ہو رہا ہے
زید کے کہنے پر انیزارونے والا منہ بنا کر پیچھے ہونے لگی ارسلان نے اس
کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

انیزا خوش ہوتے آرام سے اس کے کندھے پر سر رکھ کر زید کو گھورنے
لگی انیزا کے انداز پر سب کے ادا اس چہرے بے ساختہ مسکرائے۔۔ ہیرا
زید کے پیچھے کھڑے آنسو بہا رہی تھی جو زید کی شرٹ پر گر کے اس کو
بھگور رہے تھے شرٹ کو گیلی محسوس کرتے زید نے پیچھے دیکھا ہیرا کو
روتے دیکھ اٹھ کر اسے گلے لگا گیا۔۔ مسز کچھ نہیں ہو اسب ٹھیک ہے
اس کا حجاب ٹھیک کرتے پیار بھرے لہجے میں کہا ہیرا روتے ہوئے اوپر
کی طرف دیکھا اور دل سے اپنے اللہ کا شکر ادا کیا اس کا شوہر ٹھیک تھا۔
ارسلان نے چاروں طرف نظر دوڑائی اسے عانیہ کہیں نظر نہ آئی۔۔ بابا

۔۔۔ عانیہ۔۔۔ وہ بس اتنا ہی بول پایا۔۔۔ پتا نہیں ابھی تو یہاں ہی تھی
ہیرا نے ارد گرد دیکھتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

کس نے چلائی تھی گولی عانیہ سرمئی آنکھوں میں وحشت لیے چلائی
سامنے کھڑے مضبوط جسامت کے آدمیوں کو اس سے خوف محسوس
ہوا۔۔۔ دو لوگوں نے کروایا ہے ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے ایک
آفیسر بولا۔۔۔ کس نے کیا وہ سرخ انگار آنکھوں سے ان طرف دیکھ کر
پھنکاری۔۔۔ شد اور خان اور احمد راجپوت ایک آفیسر نے گھبراتے
ہوئے بتایا۔۔۔ احمد راجپوت آنکھیں چھوٹی کر کے ان کی طرف دیکھا
جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو یہ احمد راجپوت کون ہے۔۔۔۔۔ زید شاہ کی بیوی کا
باپ۔۔۔ اس کی کیا دشمنی ہے میرے لالا سے آفیسر سے استفادہ کیا۔۔۔
میجر معلومات کے مطابق پتا چلا ہے کہ ارسلان شاہ نے اس کا بزنس

تقریباً برباد کر دیا ہے اور احمد راجپوت اس سے بدلہ لینے کی طاق میں بیٹھا تھا آفیسر زسخت لہجے میں پرفیشنل انداز میں بولا۔ تمہارا بزنس برباد نہ کر دیا میں نے تو میں بھی اپنے لالا کی بہن نہیں احمد راجپوت آنکھوں کا جنون لیے بولی۔ میجر شداور خان کا مسئلہ بڑا ہے اس میں انتقام کا کیا کرنا ہے۔ جو کرنا ہے میں کر لو گی اس سے تو میرے پرانے حساب کتاب ہے عانیہ نے ہاتھ دروازے کی طرف کرتے باہر جانے کا اشارہ کیا سب آفیسر ز باہر چلے گئے۔

شداور خان احمد راجپوت تیار ہو جاؤ اپنی بربادی کے لیے عانیہ نے گھڑی کی طرف دیکھا جو رات کے اٹھ بج رہی تھی۔ تین گنزاور کچھ اور چیزیں رکھ کر وہ روم سے باہر چلی گئی۔ گاڑی میں بیٹھ کر اسے احمد راجپوت کی کمپنی کی طرف رخ کیا۔ وہاں پہنچی اندر داخل ہو کر جائزہ لینے لگی کہ کتنے لوگ اندر موجود ہے، کمپنی میں صرف آٹھ دس لوگ

تھے عانیہ کی آنکھیں پر اسرار انداز میں مسکرائی وہ چھپ گئی تاکہ کسی کو اس کی۔ موجودگی کا علم نہ ہو آدھے گھنٹے میں پوری کمپنی خالی ہو چکی تھی عانیہ مین سوئچ بورڈ کے پاس گئی تاروں کو غلط جگہ جوڑ دیتاروں میں سے آگ کی چنگاریاں نکلتے وہاں لگے پردے کو آگ لگ گئی آگ پھیلتی جارہی تھی عانیہ وہاں سے نکل گئی اسے آگ پوری کمپنی میں پھیلنے سے پہلے نکلنا تھا ہر دروازہ بند تھا عانیہ نے اوپر کی طرف دیکھا آگ اوپر کے باریک چاقواپنی سارے فلورز میں پھیل چکی تھی۔۔۔ اوٹ عانیہ نے جیب سے نکال کر لاک کھولنے لگی بیک ڈور کالاک کھول کر جیسے ہی وہ باہر نکلی ایک زبردست دھماکا ہوا۔ ایک چھوٹا پتھر عانیہ کے سر پر لگا اس نے پر اسرار قہقہہ لگایا۔ ہر اس انسان کو برباد کر دو گی جو میرے لالا کو نقصان پہنچانے کے بارے میں سوچے گا بھی تو جیب سے رومال نکال کر پیشانی سے نکلتے خون پر رکھا۔۔۔

شد اور خان اب تمہاری باری عانیہ گاڑی سٹارٹ کرتی رخ شد اور خان
کے اڈے کی طرف کا کر گئی۔۔۔ اسے آفیسرز سے معلومات ملی تھی کہ
شد اور نے اپنا نیا مال (ڈرگز) جو سپلائے کرنا ہے وہ ڈیول ڈیمین کے
علاقے میں رکھا ہے۔۔۔ عانیہ اس کے اڈے سے کچھ دوڑی کار روک گئی
کار کی ڈکی سے بمب نکال کر گودام کی طرف چل دی گودام کے چاروں
طرف گارڈز تھے۔۔۔ عانیہ نے ایک کھلونا نکالا اس کے اوپر بمب فٹ
کر کے اسے ریموٹ کے ذریعے اسے گودام کی طرف بھیجنے لگی اس نے
گودام کے چاروں بمب سیٹ کر دیے گودام سے دوڑی پر جا کے عانیہ
نے بٹن پریس کر دیا۔۔۔ بلاسٹ ہوا جس کا دھواں میلوں تک پھیلا تھا ہر
چیز جل کر راکھ ہو گئی تھی۔۔۔ یہ تو ابھی ڈیمو تھا شد اور خان آگے آگے
دیکھو ہوتا ہے کیا۔۔۔ عانیہ وہاں سے نکلتے ہو سپیٹل چلی گئی۔۔۔۔۔

عنائزہ کچن میں کھڑی کھانا بنارہی تھی زور یز خان عموماً رات کے آٹھ بجے تک آجاتا تھا عنائزہ نے گھڑی کی طرف دیکھا جو رات کے بارہ بجارہی تھی۔۔ آج اس نے کچھ نہیں بنایا تھا جب دس بجے اسے بھوک کا احساس حد سے زیادہ ہونے لگا وہ کھانا بنانے کے لیے کچن میں آگئی تھی۔۔ زور یز گھر داخل ہوا۔۔ آف آج بہت دیر ہو گئی ہے عنائزہ انتظار کر رہی ہو گی زور یز کے چہرے پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔۔ بیگم آج سے آپ ہمارے کمرے میں رہے گی زور یز دل میں سوچتا ہوا عنائزہ کے کمرے میں گیا چاروں طرف نظر دوڑائی اسے عنائزہ کہیں نظر نہ آئی۔۔ وہ پریشان ہوتا نیچے آیا۔۔ عنائزہ کہاں ہے ملازمہ سے سخت لہجے میں پوچھا۔۔ س۔۔ سر وہ کچن میں ہے ملازمہ ڈرتے ہوئے بولی۔۔ زور یز لمبے ڈگ بڑھتا کچن میں داخل ہوا وہ کھانا بناتے گنگنارہی تھی۔۔ یہاں میری سانسیں سوک گئی ہے اور تم یہاں چل کر رہی ہو

زوریز اس کے سر پر کھڑا ہوتے بولا۔۔ کی ہو یا (کیا ہوا) آنکھیں پٹپٹاتے
ہوئے پوچھا۔ کی ہو یا، میرا دماغ کما دیتا اے تو (کیا ہوا، میرا دماغ گھوما
دیا ہے تم نے) غصے سے اس کی طرف دیکھا غصے کی وجہ سے اس کا رنگ
سرخ ہو گیا تھا۔ ہائے تسی پنجابی کڈی سونی بولدے او فیر بولیسو (ہائے
آپ پنجابی کتنی پیاری بولتے ہے پھر بولے) عنائزہ اس کے سرخ رخسار
کھینچتے ہوئے بولی۔۔ زوریز نے اسے اپنے سینے سے لگایا۔ تمہیں مزاق
سو جھ رہا ہے یہاں میری سانسیں بند ہونے والی تھی زوریز کے لہجے میں
نمی شامل ہوئی عنائزہ نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھا۔۔

کی ہو یا (کیا ہوا) نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

کچھ نہیں گھبرا گیا تھا بس پیار بھرے لہجے میں کہا جب زوریز کو وہ کمرے میں نظر نہیں آئی تھی اس کے دل میں پہلا خیال ہی یہی آیا کہ کہیں اس کے باپ نے عنائزہ کو کچھ کرنے دیا ہو۔۔۔ تسی مینوں اک گل دسوائی لیٹ کیو آئے او تسی کار (آپ ایک بات بتائے مجھے، اتنی لیٹ کیوں گھر آئے ہے آپ) غصے سے اس سے استفادہ کیا وہ خالص بیوی کی طرح اس سے سوال کر رہی تھی زوریز خان کے لب مسکرائے۔۔۔ جی سانو آج کم سی تھوڑا جیاتا واسطے کار لیٹ آیا (جی ہمیں کام تھا تھوڑا سا اس لیے میں لیٹ آیا ہوں) پنجابی میں کہتے اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا۔۔۔ عنائزہ شرما کر نظریں جھکا گئی۔۔۔ اچھایار جلدی سے کھانا بناؤ بہت بھوک لگی ہے تب تک میں فریش ہو کے آتا ہوں زوریز کہہ کر چلا گیا عنائزہ گئی تھی اور جو نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا وہ آج زوریز کے کمرے میں

حالت کر کے آئی تھی وہ ناقابل برداشت تھی زور یز خان لیے۔۔

مینوں لک جانا چائی دا اے (مجھے چھپ جانا چاہیے) اس سے پہلے وہ چھپتی زور یز خان کی گرج دار آواز آئی۔۔ عنائزہ میرے کمرے میں آؤ۔۔ عنائزہ کانپتی ہوئی دروازے کے باہر کھڑی ہو گئی اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اندر جاتی۔۔ اللہ جی میں کی کرا اینا نے پھینٹی لانی اے مینو) اللہ جی میں کیا کروا نہوں نے مارنا ہے مجھے) اوپر کی طرف دیکھتے اپنے اللہ سے دعا مانگ رہی تھی زور یز کو کمرے کے باہر کسی کے بولنے کی آواز آئی دروازہ کھولا سامنے عنائزہ کھڑی بڑبڑا رہی تھی اس کا ہاتھ پکڑتے اسے اندر کر کے دروازہ بند کر دیا۔۔

یہ کیا ہے عنائزہ زور یز خان؟ خود پر ضبط کرتے اس نے پورے کمرے میں نظریں دوڑا کر گھور کے عنائزہ کی طرف دیکھا۔۔ بیڈ کی چادر کاؤچ پر تھی میٹرس زمین کو سلامی پیش کر رہا تھا کھڑکی پر لگے کرٹن پہ چائے

اور پتا نہیں کیا کیا گرا ہوا تھا کشن الماری کے اوپر اور ڈریسنگ ٹیبل پر
ریسٹ کر رہے تھے فرش پر املی کے پیکٹ پاؤں کے پیکٹس کیلوں کے
چھلکے پھیلے ہوئے تھے پر فیومز ٹوٹیں ہوئی تھی کپڑے بیڈ پر اور کاؤچ پر
پھیلے ہوئے تھے۔۔

تم کیا کرتی رہی ہو میرے کمرے عنائزہ صدے سے اپنے کمرے کی
طرف دیکھتے ہوئے پوچھا زوریز خان نہایت ہی صفائی پسند شخص تھا۔
اونامینوں کچھ لگی سی (وہ نہ مجھے بھوک لگی تھی) آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے
معصومیت سے کہا۔۔۔ بھوک لگی ہو تو یہ حال کرتے ہے کمرے کا زرگو
(دل میری) زوریز کا بامشکل خود پہ ضبط کیے کھڑا تھا اگر عنائزہ کی جگہ
کوئی اور ہوتا تو اسے اس کے آباؤ اجداد یاد کروادیتا۔۔ سرتاج میں نئی کیتا
اپنے آپ ہو گیا (سرتاج میں نے نہیں کیا اپنے آپ ہو گیا) دنیا کی جہاں
معصومیت چہرے پر سجائے بولی، عنائزہ کے سرتاج بولنے پر زوریز کا

غصہ جھاگ کی طرح بہہ گیا۔۔ پھر بولنا اس کے بکھرے بال ٹھیک کرتے ہوئے بے انتہا پیار سے بولا۔۔ کی بولا (کیا بولو)۔۔ مجھے جس نام سے ابھی پکارا ہے تم نے زوریز خان کا دل چاہ رہا تھا وہ بس اسے پکارتی جائے۔۔

سرتاج۔۔۔

پھر۔۔

سرتاج۔۔ مسکراتے ہوئے کاؤچ پر بیٹھ گئی۔۔ جب تک میں چپ ہونے کا نہ کہو تب تک بولتی جاؤ زوریز چیئر پر بیٹھ گیا۔۔ عنائزہ آدھے گھنٹے سے اسے سرتاج بولے جا رہی تھی اس کا حلق خشک ہو گیا تھا زوریز مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ زوریز خان کا فون رنگ ہوا شد اور خان کی کال آرہی تھی اس نے عنائزہ کو خاموش ہونے کا اشارہ کیا کال پک کر کے سلام کیا۔۔ میرے آفس میں آؤ زوریز شد اور

خان نے غصے سے کہہ کر کال بند کر دی۔۔۔ زور یز عنائزہ کی طرف بنا دیکھے کمرے سے چلا گیا۔۔ عنائزہ کا منہ بن گیا اتنی لیٹ وہ گھر آیا تھا اور ایک گھنٹہ بھی نہ رکا تھا۔۔

جی ڈیڈ۔۔ ہمارے ڈر گزوالے گودام کو کسی نے بمب سے اڑا دیا تھا اور غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔ مجھے سمجھ نہیں آرہا یہ کس کا کام ہو سکتا ہے شدا اور خان بے چینی سے چکر لگا رہا تھا۔۔ ڈیول ڈیمن ہو۔۔ نہیں وہ اس وقت ملک سے باہر ہے شدا اور اس کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔۔ ارسلان شاہ کو گولی مروائی تھی اسے کے بعد، یعنی یہ شاہ خاندان کے کسی فرد کا کام ہے وہ غصے سے پھنکارا۔۔ آپ نے ارسلان شاہ کو گولی کیوں مروائی زور یز نے حیرانگی سے اپنے باپ کی طرف دیکھا۔۔ میں احمد شاہ کو بلیک میل کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ان کے گھر کے کسی فرد کے پاس میرے خلاف ثبوت ہے شدا اور نے کمینگی سے قہقہہ لگایا۔۔ اور تمہیں کیوں اتنی

حیرانگی ہو رہی ہے شد اور نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا جو انہیں بدلا بدلا
لگ رہا تھا۔ مجھے کیوں حیرانگی ہو گی ڈیڈا چھا ہے آپ کے دشمن کو مات
زوریز یہ کس کا کام ہے ملے گی زوریز چیئر پر پھیل کر بیٹھا۔ پتا کرواؤ
اسے میں احمد شاہ کے سامنے ایسا سبق سکھاؤ گا اس کی سات نسلیں
میرے راستے میں آنے سے پہلے ہزار بار سوچے گی، ایک دفعہ پھر ماضی
دہرایا جائے گا شاہزادوں شد اور خان کی آنکھوں میں گناہوں کی پٹی
بندھ چکی تھی وہ صرف لوگوں کو تباہ و برباد کرنے کا سوچتا تھا وہ یہ بھول
چکا تھا جب مکافات عمل ہوتا ہے تو انسان منہ کے بل نیچے گرتا ہے خدا
کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔۔

عانیہ ہو سپیٹل گئی وہاں کوئی نہیں تھا ڈاکٹر سے پوچھنے پر اس نے بتایا وہ
گھر جا چکے ہے عانیہ کے چہرے دنیا جہاں کی خوشی چھا گئی اس کے لالا

ٹھیک تھے۔۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتی ہو سپیٹل سے باہر آئی کار سٹارٹ کرتے گھر کی طرف چل دی۔۔ گھر پہنچی کوئی حال میں موجود نہیں تھا وہ ارسلان کے کمرے کی طرف بھاگنے والے انداز میں گئی کمرے میں داخل ہوئی بیڈ پر ارسلان ٹیک لگائے بیٹھا تھا اس کے دائیں جانب کچھ فاصلے پر زید ٹیک لگائے بیٹھا تھا اور بائیں سائیڈ پر انیز اس کے کندھے پر سر رکھے بیٹھی تھی سارے گھر والے ارسلان کے کمرے میں تھے۔۔

عانیہ خاموشی سے ارسلان کے سامنے جا کے بیٹھ گئی ارسلان نے فکر مند اور پریشان نظروں سے عانیہ کی طرف دیکھا اس کی پیشانی اور رخسار پر خون جم چکا تھا ہاتھ پر کٹ لگے تھے۔۔ گڈو۔۔ کیا۔۔ ہوا ارسلان کو بولنے میں مشکل ہو رہی تھی۔۔ عانیہ ارسلان کا ہاتھ پکڑ کے اپنی آنکھوں سے لگا کر روناشروع ہو گئی۔۔ گڈو کیا ہوا ہے ارسلان نے انیز کو اپنے پاس سے اٹھنے کا اشارہ کیا وہ رونے والا منہ بنا کر اٹھ گئی عانیہ

اپنے لالا کے کندھے پر سر رکھے رونے لگی۔ گڈولا لالا کی جان کیا ہوا
چوٹ کیسے لگی۔ عانیہ نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔
شد اور خان اور احمد راجپوت نے آپ پر گولی چلوائی تھی عانیہ کی بات پر
ارسلان نے زید کی طرف جو حیرانگی سے ہیرا کی طرف دیکھ رہا تھا۔
زید ہیرا کی غلطی نہیں ہے احمد راجپوت نے مجھ سے بدلہ لینا تھا ارسلان
نے اسے پر سکون کرنا چاہا۔ بہت شوک ہے نہ اسے بدلہ لینے کا اسے
میں بتاؤ گا اب بدلہ ہوتا ہے زید انتقام کا جنون آنکھوں میں لیے بولا۔
زید بھائی ابھی اسے پہلے والا دھجکا برداشت کر لینے دے عانیہ پر اسرار
انداز میں مسکرائی۔ کیا مطلب احمد، زید، ارسلان شاہ تینوں ایک ساتھ
آیا۔ جھوٹ مت بولنا گڈو بولے عانیہ کو اپنی بے اختیاری پر غصہ
ارسلان کے لہجے میں سنجیدگی شامل ہوئی۔ جس کمپنی کے شیئرز
خریدنے پر اس نے آپ پر گولی چلوائی ہے آگ لگادی اسے میں نے اور

عانیہ خاموش ہو گئی۔۔ اور کیا گڈ واہد شاہ عانیہ کے سامنے کھڑے
ہو گئے۔۔ شد اور خان کے گودام کو بمب سے عانیہ کی آنکھیں شد اور
خان کے بارے میں سوچتے ہی خون چھلکنے کی حد تک سرخ ہو گئی عانیہ
نے اپنی بات اُدھوری چھوڑ دی۔۔ تمہیں پتا بھی ہے تم ارسلان نے
احمد شاہ کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔۔ کیا کام کرتی ہو تم گڈ وارسلان
شاہ خود پر ضبط کرتے بولا اس نے دل میں دعا کی وہ جیسا سوچ رہا ہے ویسا
کچھ نہ ہو۔۔ لالا میں وہ عانیہ خاموش ہو گئی اسے معلوم تھا اس کے لالا
اسے فیلڈ میں رہنے نہیں دے گے جب وہ بچپن میں آرمی میں جانے
کی بات کرتی تھی تو ارسلان اسے ڈانٹ دیتا تھا۔۔ گڈ و جھوٹ نہیں
سینے جس آدمی نے۔۔ مجھ پر گولی۔۔ چلائی تھی تم نے اس۔۔۔ کے
میں دس۔۔ گولیاں اتاری تھی۔۔ ارسلان شاہ نے پتھر یلی نظروں
سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا اسے بولنے میں پریشانی ہوتی تھی۔۔ لالا

میں میجر ہوں عانیہ کہتے ہوئے نظریں جھکا کر اپنے لالا کے کندھے سے لگ گئی۔۔ سب نے حیرانگی سے عانیہ کی طرف دیکھا۔۔ کیوں گئی ہو اس فیلڈ میں احمد شاہ کے لہجے میں نمی شامل ہوئی تھی۔۔ باباجان۔۔ کیا باباجان گڈ واپنے بابا کو کھو دیا ہے میں نے اپنی بیٹی کو کھونا نہیں چاہتا احمد شاہ اسے کے پاس بیٹھتے اپنے سینے لگا گئے۔۔ بابا کچھ نہیں ہو گا مجھے عانیہ ان کے سینے سے لگی نم لہجے میں بولی۔۔ مجھ سے نہیں ہوا برداشت، ہر اس انسان کو تباہ کر دو گی جو میرے لالا میرے اپنوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا۔۔ عانیہ کی آنکھوں میں کیا کچھ نہ تھا جنون دہشت وحشت احمد شاہ کو وہ اپنی پرانی گڈ و نہیں لگ رہی تھی وہ بدل گئی دوسرے الفاظ میں وہ پتھر بن چکی تھی۔۔ کیا آپ سب میری گڈ و کو ڈانٹ رہے ہیں زید نے عانیہ کو اپنے پاس بلایا عانیہ زید کے پاس جا کے بیٹھ گئی عانیہ کے اٹھتے ہی انیزا ارسلان کے پاس بیٹھ کر اس کے کندھے پر سر رکھ کر غصے

سے عانیہ اور زید کو گھورنے لگی۔۔ میرے شاہو کے پاس کسی نے نہیں
آنا اور مجھے میرے شاہو سے دور کیا تو میں وہ آگے کے الفاظ سوچنے لگی
۔۔ میں اسے کاٹی کاٹو گی اور اسے گنجا کر دو گی نیچے والا ہونٹ باہر نکال
کر غصے سے سب کی طرف دیکھا۔۔ انیزا کی بات پر سب نے بامشکل
اپنی ہنسی پر کنٹرول کیا۔۔ دیکھ لو بر خودار تمہاری بیوی ہمیں گنجا کر ناچاہ
رہی ہے سا جاد شاہ شرارتی لہجے میں بولے۔۔ جی نہیں میری گڑیا بہت
معصوم اور پیاری ہے ارسلان نے انیزا کی بالوں پر نا محسوس طریقے سے
لب رکھے۔۔ اہم، اہم سیان نظریں گھماتے ہوئے شرارت کر گیا۔۔
بھائی جی آج ایک بات سمجھ آگئی ہے جو انسان شادی سے پہلے جتنا سخت
ہوتا ہے شادی کے بعد وہی سب سے زیادہ رومینٹک نکلتا ہے اور ہٹلر
سیان کی بات پر سب نے زوردار قہقہہ لگایا۔۔ لکھوالے مجھ سے بابا
آپ کو داد اسب سے پہلے ارسلان بھائی جی ہی بنائے گے پہلا بچہ ہی ان کا

آئے گا سیان بات پوری کر کے پیٹ پکڑ کر ہنسنا شروع ہو گیا۔۔ شاہو
ہمارا بے بی آئے گا نیزا خوش ہوتے تالیاں بجانے لگی۔۔ شاہو چلے
بے بی لے کر آتے ہے ارسلان شاہ نے کھا جانے والی نظروں سے سیان
کی طرف دیکھا۔۔ تو مجھے۔۔ اکیلے میں مل ارسلان سے بولا نہیں جا رہا
تھا وہ جب بات کرتا تو سینے میں درد کی لہر پیدا ہوتی۔۔ بھائی جی اب کہاں
اکیلے میں مل سکتے ہے اب تو آپ کی شادی ہو گئی ہے سیان آنکھ مارتے
ہوئے بولا۔۔ ارسلان اٹھنے لگا زید نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ ارسلان
رہنے دے تجھے پتا تو ہے اس کا ارسلان زید کے کہنے پر واپس بیٹھ گیا۔۔
شاہو بے بی؟ نیزا روہانسی ہوتے اس کی طرف دیکھنے لگی۔۔ میری گڑیا
میں کہاں سے بے بی لا کر دوں تمہیں ارسلان کا دل چاہ رہا تھا سیان کا سر
پھاردے۔۔ جہاں سے سب لاتے ہیں معصوم کی انتہا کرتے بولی سب
اپنی ہنسی پر کنٹرول کر رہے تھے۔۔ بر خودار کا کردار سے بے بی سا جاد شاہ

بے بی کو لمبا کرتے بولے۔۔ ساجاد شرم کرے کچھ انشانے ساجاد کے
بازو پر تھپڑ مارا۔۔ بیگم وہ کیا ہوتا ہے۔۔ کمرے میں چلے بتاتی ہوں میں
کیا ہوتا ہے انشا غصے سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ کمرے میں
ساجاد شاہ آنکھوں میں شرارت لیے بولے۔۔ بڑے بابا مجھے نہیں پتا تھا
آپ بھی بابا کی طرح ٹھہر کی ہوسیان نے آنکھیں چھوٹی کر کے اپنے
بڑے بابا کی طرف دیکھا۔۔ ٹھہر کی دونوں بھائی ایک ساتھ بولے۔۔
اس سے پہلے سیان کو جوتے پڑتے وہ عرتج کے پیچھے کھڑے ہو گیا۔۔
انیزا کی نظر اس کے ڈمپل پر پڑی اوپر ہوتے انیزا ارسلان شاہ کے ڈمپلز
پر دانت گاڑھ گئی تھی۔۔ سب نے نہ میں سر ہلاتے انیزا کی طرف دیکھا
ارسلان کو یہ برداشت نہیں تھا کہ کوئی اس کے ڈمپلز کو ہاتھ لگائے انیزا
نے تو سیدھے دانت گاڑھ دیے تھے۔۔۔

گڑیا یہ کیا ہے؟ ارسلان نے بے حد پیار بھرے لہجے میں کہا سب کے
منہ کھل گئے ارسلان کے میٹھے لہجے پر۔۔ مجھے آپ کے ڈمپل بہت
پیارے لگتے ہیں یہ مجھے دے دیں انیزا معصوم چہرہ بنائے بولی۔۔ امی
بھائی جی بدل گئے میں بتا رہا ہوں ایک رات میں ہی بدل گئے بھابھی نے
جادو کر دیا ہے میرے بھائی پر ہائے سیان دہائی دینے والے انداز میں بولا
۔۔ کمرے میں سب کا زور دار قہقہہ گونجا۔۔ آپ میرے شاہو کو باتیں
کر رہے ہیں گندے بچے انیزا غصے سے سیان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی
۔۔ بھابھی میں آپ کو کہاں سے بچہ لگتا ہوں سیان نے خود کو آئینے میں
سرتاپاؤں دیکھا۔۔ گندے بچے بڑے بھائی کو تنگ کرتے ہیں جیسے
آپ کر رہے ہیں معصومیت سے کہتے ہوئے ارسلان کے کندھے پر
دوبارہ سر رکھ گئی۔۔ شاہو بھوک لگی ہے چاکلیٹس کھانی ہیں۔۔ گڑیا
اس ٹائم چاکلیٹس ارسلان نے گھڑی کی طرف دیکھا جو دو بج رہی تھی

-- جی مجھے اس ٹائم ہی کھانا ہے کیونکہ مجھے بہت زیادہ بھوک (بھوک)
لگی ہے انیزار وہاں سی ہوئی۔۔ گڑیا میں آپ کو صبح زیادہ ساری چاکلیٹس لا
دوں گا ابھی میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے ارسلان نے اسے پیار سے
سمجھانا چاہا۔۔ انیزا منہ بنا کر صوفے پر جا کے بیٹھ گئی ارسلان شاہ کو اس کا
یوں خود سے دور جانانا گوارا گزرا۔۔ چلو سب اپنے اپنے کمروں میں
آرام کرنے دوں ارسلان کو احمد شاہ کھڑے ہوتے بولے۔۔ سیدھی
طرح کہہ دے کہ اسمہ جان کے پیار کے وٹامن کی کمی محسوس ہو رہی
ہے سیان اور عالیان ایک ساتھ بولے۔۔ ایک دفعہ تم دونوں کی رخصتی
ہونے دے پھر بتاؤ گا تمہیں کہ کون کون سے وٹامن کی کمی ہوتی ہے
احمد شاہ خود پر ضبط کرتے ہوئے بول کر اسمہ کو ساتھ لے کر چلے گئے

میں نے کہا تھا انہیں بس میری اسمہ جان کے ساتھ وقت گزارنا ہے
ہائے میری اسمہ جان سیان رونے کی ایکٹنگ کرتے صوفے پر انیزا کے
ساتھ بیٹھ کر دہائی دینے لگا۔ روتے نہیں ہے انیزا نے فکر مندی سے
کہتے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا سیان نے جھٹکے سے ہاتھ پیچھے کر کے
ارسلان کی طرف دیکھا جو خونخوار آنکھوں سے سیان کے ہاتھ کی طرف
دیکھ رہا سیان کو ارسلان شاہ کی نظروں سے خوف محسوس ہوا وہ فوراً
کمرے سے باہر چلا گیا۔ سب ایک ایک کرتے کمرے سے چلے گئے
کمرے میں صرف زید، ہیرا، عانیہ، ارسلان اور انیزا موجود تھے۔ گڈو
تم اب شد اور کے معاملے میں نہیں آؤ گی۔۔۔ لالا۔۔۔ میں نے کہا نہیں تو
نہیں میں ہو سب سنبھالنے کے لیے ارسلان شاہ اس کی بات کاٹتے
سخت لہجے میں بولا ایک پل کے لیے اس کی سانس اکھڑی ارسلان شاہ
بڑی مہارت سے خود پر خول چڑھا گیا۔۔۔ جی لالا عانیہ خاموش ہو کے بیٹھ

گئی لیکن اس نے اپنا ارادہ نہ بدلاتھا۔ تمہیں کس چیز کی آگ لگی تھی جو کچھ دن بھی وہاں رک نہیں سکے ارسلان اب زید کی طرف ہوا۔ ارسلان وہ تم سے ملنے کو دل چاہ رہا تھا زید آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے بولا۔ میں تمہاری بیوی ہو محبوبہ ہو جو کچھ دن تم مجھ سے دوری برداشت نہیں کر سکتے بیوی پاس تھی تمہارے لیکن اسے ٹائم دینے کی بجائے تم میرے دیو داس لیے بن کر بیٹھے تھے۔

ارسلان کو اصل غصہ انیزا کی حرکت پر آیا تھا جواب وہ ان پر اتار رہا تھا۔۔۔ بھائی جی یہ اچھی بات نہیں ہے آپ کو کسی اور پر غصہ ہے اور نکال آپ میرے شوہر پر رہے ہیں ہیرا "کسی اور" پر زور دیتے بولی۔ ارسلان نے ضبط سے آنکھیں بند کی اسے نا جانے کیوں اتنا غصہ آ رہا تھا۔۔۔ میری پیاری بیوی زید کھڑے ہوتے ہیرا کو اپنے ساتھ لگا گیا۔۔۔ چلو مسز ہم کمرے میں چلتے ہیں بھائی صاحب کو جس پر غصہ ہے وہی ٹھنڈا

کر سکتی ہے چلو گڈو تم بھی زید ایک سائیڈ پر عانیہ اور دوسری سائیڈ پر
ہیرا کو اپنے ساتھ لگائے باہر لے گیا۔۔

انیزا منہ بنا کر کاؤچ پر بیٹھی۔۔ گڑیا دھر آؤ میرے پاس ارسلان بے حد
پیار سے بولا وہ اس سے سخت لہجے میں بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ انیزا
چپ کر کے اس کے پاس بیٹھ گئی۔۔ ناراض ہو گئی ہے میری حیاتم
ارسلان شاہ اچھے سے جان چکا تھا کہ اس کا حیاتم بلانا انیزا کو کتنا اچھا لگتا
ہے۔۔

آپ نے مجھے چاکلیٹس نہیں لا کر دی انیزا نے رخ دوسری طرف کر لیا
۔۔ بس اتنی سی بات پر میری حیاتم کا منہ بن گیا ہے صبح اتنی زیادہ
چاکلیٹس لا کر دوں گا تم کھاتے کھاتے تھک جاؤ گی لیکن چاکلیٹس ختم
نہیں ہو گی ارسلان نے اس کی پیشانی پر مہر ثبت کی۔۔ چلو شاباش اب
سو جاؤ ارسلان شاہ کے کہنے وہ خاموشی سے ارسلان کے سینے پر سر رکھ

کر لیٹ گئی ارسلان شاہ پوری رات ٹیک لگائے درد برداشت کرتا رہا
لیکن اسے یہ نہ کہہ سکا کہ تم مجھ سے دور ہو کر لیٹو۔

ہیرا اور زید اپنے کمرے میں آئے زید نے ہیرا کو ہنوز اپنے ساتھ لگایا ہوا
تھا۔ ہیرا ٹکٹکی باندھے زید کی طرف دیکھے جا رہی تھی زید پاؤں سے
دروازہ بند کر کے ہیرا کو ساتھ لیے بیڈ پر بیٹھ کر ہیرا کی طرف دیکھا جو
آنکھیں جھپکے بنا اسے دیکھے جا رہی تھی۔ مسر میں اتنا خوبصورت لگ
رہا کہ آپ کی نظریں مجھ سے ہٹ نہیں رہی ہیرا زید کی آواز پر ہوش
میں آتی سرخ چہرہ لیے اس کے سینے میں منہ چھپا کر رونا شروع ہو گئی
۔۔ ہیرا رونا بند کر زید نے اس کا چہرہ سامنے کرتے آنسو صاف کیے
۔۔ میں ڈر گئی تھی روتے ہوئے دوبارہ اس کے سینے سے لگ گئی۔

کیوں؟ اسے سختی سے خود میں بھینچا۔ مجھے لگا آپ مجھ سے دور ہو
جائے گے میں آپ کو کھونا نہیں چاہتی تھی ہیرا زید کا چہرہ اٹھاتے ہوئے

بولی۔۔ مسز مجھے کچھ نہیں ہو سکتا تم ٹینشن نہ لو درجن بچے کر کے ہی جاؤ
گا ہمارے بہت سارے بچے زید اپنے الفاظ پر غور کرتے خاموش ہو گیا
اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی زید شاہ کی آنکھیں نم دیکھ کر ہیر اس کے
سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی کاش وہ نیند کی
گولیاں نہ کھاتی کاش وہ سب کو بتا دیتی اس کی طبیعت خراب رہ رہی ہے
کاش اس کا ضمیر اسے بار بار ملامت کر رہا تھا۔۔۔

کاش اور اگر انسان کو پوری زندگی جینے نہیں دیتے اسے ایسے "
پچھتاوے میں مبتلا کر دیتے ہے جس سے وہ کبھی نہ باہر نکل سکے
کیا ہو گیا ہے یار کچھ بھ۔۔۔۔۔ بھی تو نہیں ہو زید شاہ کی آواز لڑکھڑائی
تھی۔۔ ہیر اصبر کرتے اپنے آنسو صاف کرنے لگی جو قسمت میں تھا وہ
ہو گیا تھا۔۔

ہیرا مجھے جڑواں بچے چاہیے پہلے جڑواں بیٹے اور پھر سیٹیاں زید ہیرا کا
موڈ ٹھیک کرنے کی خاطر بولا۔۔ پہلے بیٹے ہی کیوں مانگے جاتے ہیں ہیرا
کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔ مسز مجھے بیٹوں سے زیادہ پیاری سیٹیاں لگتی
ہے میں نے بیٹا کو پہلے اس لیے مانگا ہے کیونکہ ہیرا بھائی بڑا ہو تو وہ اپنی
بہن کی حفاظت کرتا ہے اس کی ڈھال بن کر اس کے ساتھ رہتا ہے
اسے بھائی بن کر نہیں اس کا باپ بن کر پالتا ہے اگر مجھے کچھ ہو گیا تو میرا
بیٹا ہو گا نہ میری بیٹی کو سنبھالنے کے لیے زید ہیرا کی پیشانی پر پیار کرتے
بولا۔۔

اللہ نہ کرے آپ کو کچھ ہو ہم ہمیشہ ایک ساتھ رہے گے ہیرا اس کے
سینے پر سر رکھ کر آنکھیں موندھ گئی وہ کچھ دیر میں ہی گہری نیند سو گئی
تھی زید اسے لٹاتا اس کے اوپر لحاف سیٹ کرتا خود بھی لیٹ گیا۔۔

ماورہ کچن میں کھڑی کسی سے بات کر رہی تھی نہیں میں یہ ازہان کو کچن
میں داخل ہوتے دیکھ فوراً کال بند کر گئی۔۔۔ کس سے بات کر رہی تھی
ازہان کے سوال پر ماورہ کا رنگ زرد پر گیا۔۔۔ بیوی کیا ہوا ہے ازہان اس
کا چہرہ اتھا متے بولا ماورہ ٹھنڈی پر گئی تھی۔۔۔ م۔ میں اپنی دوست سے
بات کر رہی تھی ماورہ جھوٹ بول گئی۔۔۔ تو اس میں پریشان ہونے والی کیا
بات ہے بیوی ازہان نے بے حد پیار سے بول کر اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ نہیں
میں پریشان نہیں ہو بس نیند آرہی ہے ماورہ اپنا ہاتھ چھڑواتے کمرے
میں بھاگ گئی۔۔۔ دوست سے بات کر رہی تھی تو اس میں گھبرانے والی
کیا بات ہے ازہان سوچ میں پر گیا۔۔۔

عانیہ خون اپنے چہرے سے صاف کر کے ڈوپٹے سے بے نیاز واش روم
سے باہر آئی تھی عالیان کو اپنے کمرے دیکھ کاؤچ پر پڑا دوپٹہ اٹھا کر اوڑھ
کے غصے سے اس کی طرف دیکھا اشتعال اور غصے سے عانیہ سرخ پر گئی

تھی۔۔ یہاں کیا کر رہے ہو تم عانیہ غصے پر ضبط کرتے سخت لہجے میں
بولی۔۔ مجھے تم سے بات کرنی۔۔ جو بھی بات کرنی ہے صبح کرنا دفع ہو
جاؤ میرے کمرے سے عانیہ نے اس کی بات کاٹ کر پھنکارتے ہوئے
دروازے کی طرف اشارہ کیا۔۔ عانیہ میری بات۔۔ میں نے کہا دفع ہو
جاؤ یہاں سے عانیہ اس کی بات سننے کو تیار ہی نہ تھی۔۔ عالیان خاموشی
سے باہر چلا گیا۔۔ عالیان شاہ صبح بھی تو بات کر سکتا تھا تو آدھی رات کو
اس کے کمرے میں جانے کی کیا ضرورت تھی عالیان نے اپنے سر پر
ہاتھ مارا وہ فوراً اپنے کمرے میں چلا گیا کہیں اسے کوئی عانیہ کے کمرے
کے باہر دیکھ نہ لے۔۔ عالیان شاہ اس بات سے انجان تھا کہ احمد شاہ
اسے عانیہ کے کمرے کے باہر دیکھ چکا تھا۔۔ احمد شاہ عالیان سے صبح
بات کرنے کا ارادہ کر کے اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔

ڈیول تم اے۔ ڈی نے حیرانگی سے ڈیول کی طرف دیکھا تو ڈیول نے
ایک آئی برو اوپر کرتے اسے گھورا۔ کبھی تو باپ کی طرح ٹریٹ کر لیا
کرو۔ کام میں کوئی باپ نہیں ہوتا ڈیول سنجیدگی سے کہتے سربراہی کی
کر سی پر بیٹھا۔ شد اور خان کے بارے میں کیا معلومات ملی ہے ان
چاروں پر نظریں گاڑتے ہوئے پوچھ کے اپنی پیشانی مسلی۔ لیڈی میجر
نے آگ لگادی ہے اس کی فیکٹری کو اور ایک اور گودام تھا اس میں بھی
بمب فٹ کر کے اڑا دیا گیا ہے اب وہ آگ کا شولا بنا گھوم رہا ہے ار کے
نے اپنے ہاتھوں کا مقہ بناتے کہا۔ ایک میں لیڈی میجر نے بمب لگائے،
دوسرے میں کس نے لگائے ہے ایلف سوچنے والے انداز میں بولا۔
ڈیول ڈیمن کا پراسرار قہقہہ آفس میں گونجا۔ ڈیول زوریز خان آیا
ہے ایگل گرل آفس میں داخل ہوئی۔ آنے دوں اسے ڈیول کی
اجازت پر ایگل گرل نے اسے اندر آنے کا اشارہ کیا زوریز خان ڈیول

کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔ کیسے ہو ڈیول ڈیمن طنزیہ مسکراہٹ
چہرے پر سجائے کہا۔۔ مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے زوریز خان کہ تمہیں
اپنی بیوی کو بیوہ کرنے کا شوق چڑھا ہوا ہے ڈیول اس کی سبز آنکھوں
میں آنکھیں گاڑتے بولا۔۔ مجھے تم سے بات کرنی ہے ڈیول اکیلے میں
زوریز خان سنجیدگی سے بولا ڈیول نے سب کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔۔
کیا بات کرنی ہے پتھرلی نظریں زوریز پر گاڑتے ہوئے پوچھا۔۔
میری ماں کو ڈھونڈنے میں مدد چاہیے، میں اتنا جانتا ہوں ڈیول تم
گناہگاروں کو سزا دیتے ہو جو زنا کرتے ہے اور بلاوجہ لوگوں کو قتل
کرتے ہے اپنی ماں کے بارے میں بات کرتے اس کی لہجے میں نمی
شامل ہوئی تھی۔۔ ایس۔ کے کا بیٹا اپنے باپ سے مدد لینے کی بجائے
مجھے کہہ رہا ہے سٹرینج ڈیول کے لہجے میں طنز نہ تھا لیکن زوریز کو برا لگا
تھا۔۔ میری مدد کرو گے زوریز کا چہرہ ابے تاثر تھا یہ جاننا مشکل تھا کہ وہ

اداس ہے ٹوٹا ہوا ہے یا چال چل رہا ہے۔۔ ڈیول نے ہاں میں سر ہلایا۔۔
لیکن ایک شرط پر زور یز خان تم اپنے باپ کے بارے میں معلومات
دو گے زور یز نے فوراً ہامی میں سر ہلایا۔۔ ڈیمن شد اور کو اس بارے میں
علم نہیں ہونا چاہیے کہ تم میری ماں کو تلاش کر رہے ہوں اور میں
تمہیں اس کے بارے میں انفارمیشن دیتا رہو گا زور یز کی آنکھیں بے
انتہا سرخ تھیں۔۔ ڈیول نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا وہ پہلا بیٹا تھا
جو اپنے باپ کے خلاف چال چل کر اسے برباد کرنا چاہتا تھا جس نے
ڈیول ڈیمن کو حیران ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔۔ اپنی ماں کے بارے کچھ
معلومات دو تاکہ میں اسے ڈھونڈ سکوں ڈیول ڈیمن ٹیک لگا کر بیٹھ گیا
اسے یہ معاملہ دلچسپ لگ رہا تھا۔۔ میری ماں بہت چھوٹی عمر میں ماں
بنی تھی میری ماں کو ٹھہے زور یز کی آنکھیں نم ہوئی تھی وہ کچھ پل
خاموش ہو گیا۔۔ کوٹھے پہ رہتی تھی بنا نکاح کے میں پیدا ہوا کچھ سال

گزرے میری ماں باہر گئی ہوئی تھی گھر واپس ہی نہیں آئی ایک دن بعد
خبر آئی نہر میں کود کر ایک طوائف، نہیں تھی میری ماں طوائف وہ
چلاتے ہوئے اپنا سر تھام گیا ایک آنسو زوریز کی آنکھوں سے گر کر بیرڈ
میں جذب ہو گیا۔۔ مجھے لگتا ہے میری ماں زندہ ہے خود پر خول چڑھاتے
وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔ اور کچھ معلومات بت۔۔ میں اپنے ماضی کے
بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں بتا سکتا زوریز خان ڈیول کی بات
کاٹے اٹل لہجے میں بولا ڈیول کو بے حد غصہ آیا کہ اس نے ڈیول ڈیمن
کی بات کاٹی وہ زوریز سے اگلو انا چاہتا تھا آخر وہ کیوں اپنے باپ کے
خلاف چال چل رہا ہے۔۔ ڈیل ڈن زوریز خان زادہ میں تمہاری ماں کو
تلاش کرو گا اور تم مجھے شداور کے بارے میں معلومات دیا کرو گے
زوریز نے ہاتھ آگے کیا ڈیول نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔ زوریز ہاتھ ملا کر
چلا گیا وہ چاروں اندر داخل ہوئے۔۔ کیا کہہ رہا تھا اے۔۔ ڈی نے ڈیول

کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔۔ کچھ خاص نہیں، ڈیول اس کی کوئی چال
نہ ہوا رکے نے اپنا شک بیان کیا۔۔ پارٹنر زابھی تو کھیل شروع ہوا ہے
دیکھتے ہے کون شہ دیتا ہے اور کون مات کھاتا ہے ڈیول ڈیمن نے
پراسرار قہقہہ لگایا۔۔

شاہ ہاؤس

سب ناشتے کے ٹیبل پر موجود تھے سوائے پانچ لوگوں کے انیزا ارسلان
اور ہیرازید، عانیہ۔۔ بابا یہ جو دو ہمارے گھر کے مکمل شادی شدہ کیلرز
ہے کچھ زیادہ ہی نہیں کمرے تک محدود ہو کر رہ گئے سیان شرارتی لہجے
میں بولا۔۔ پہلی بات تمہیں کیا تکلیف ہے اور دوسرا یہ مکمل شادی شدہ
کیا ہوتا ہے احمد شاہ نے ایک آئی برو اوپر کر کے دیکھا۔۔ ایک ہوتا ہے
کنوارا جیسا کہ زیان بھائی، عیشان بھائی اور عالیان ان تینوں نے کھا جانے

والی نظروں سے سیان کو دیکھا۔۔ دوسرا ہوتا ہے نکاح شدہ جو نہ
کنواروں میں گنا جاتا ہے نہ شادی شدہ میں اس کی بیوی تو ہوتی ہے لیکن
پاس نہیں ہوتی جیسے کہ میں، ازہان بھائی، رضا بھائی ہائے ہم بچاروں پر
کوئی ترس ہی نہیں کھاتا سیان ادا اس چہرہ بناتے دہائی دینے والے انداز
میں بولا۔۔ پھر آتے ہے مکمل شادی شدہ جن کے پاس ان کی بیوی ہوتی
ہے اور وہ کمرے سے باہر آنے کا نام ہی نہیں لیتے جیسا کہ بھائی جی اور
زید بھائی، او ہمیں پتا ہے آپ دونوں کی بیویاں آپ کے پاس ہے کیوں
ہم نکاح شدہ اور کنواروں کا دل جلا رہے ہو سیان نے جھوٹے آنسو
صاف کرتے ایک ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھا اور دوسرے سے
سب لڑکوں کی طرف کیا۔۔ زید اور ارسلان جو کب سے اس کے پیچھے
کھڑے اس کی بکواس سن رہے تھے ارسلان اس کی گردن پکڑ گیا زید
نے اس کے سر پر تھپڑ مارا ہیرا شرم سے سرخ ہو گئی تھی۔۔ ارسلان

نے سیان کی گردن پیچھے سے پکڑے اسے کھڑا کیا سب اپنی ہنسی پر
کنٹرول کیے بیٹھے تھے۔ کیا بکو اس کر رہے ہو پھر کروڑہ میں پھر تم پر
کھاتا ہوں ترس۔۔ بھائی جی خون سیان نے آنکھیں پھاڑے اس کے
سینے کو دیکھا جہاں سے خون نکل کے گرے کرتے کو کالا کر رہا تھا۔
سب ارسلان کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ احمد شاہ اور ساجاد شاہ نے اسے
کاؤچ پر بیٹھایا۔ بابا، بڑے بابا میں ٹھیک ہوں ارسلان ان دونوں کو
تسلی دینی چاہیے۔ کیا ضرورت تھی ہاتھ پر دباؤ ڈالنے کی اور کمرے
سے باہر آنے کی زید پریشانی سے اس کے سینے کی طرف دیکھتے ہوئے
بولا۔۔ کیا ہو گیا ہے آپ سب کو۔۔ ٹھیک ہوں میں سینے میں اٹھنے
والا درد ناقابل برداشت تھا۔ کیا کر رہے ہو ارسلان نے زید کا ہاتھ
پکڑا جو اس کی کورتا تار نے لگا تھا۔ سٹیچز دیکھنے ہے کہیں زیادہ خراب تو
نہیں ہو گئے زید نے غصے سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ انیزا

زمین پر گرے ارسلان کے خون کو دیکھ رہی تھی اچانک اس کی آنکھوں
کے سامنے اندھیرا چھایا وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گری اس کا ہاتھ اس
کو لگا جو زمین پر گرتے شور پیدا کر گیا سب نے مڑ کر پیچھے دیکھا ارسلان
اپنی پروا کیے بغیر انیزا کے پاس جاتے اسے باہوں میں اٹھا کر صوفے پر
لٹایا۔۔ گڑیا آنکھیں۔۔۔ کھولو۔۔ گڑیا۔۔ اٹھو ارسلان کی سانسیں
رہا تھا اکھڑنے لگی تھی۔۔ ارسلان شاہ کا خون انیزا کے چہرے پر گر
ارسلان اسے اپنے خون آلود سینے سے لگا گیا۔۔ گڑیا آنکھیں۔۔۔ کھولو
کیوں۔۔۔۔ اپنے شاہو۔۔۔۔۔ کا دل۔۔۔۔۔ بند کرنا۔۔۔۔۔ چاہتی ہو،
انیزا کا چہرہ خون سے بھر چکا تھا انیزا نے موندی موندی آنکھیں کھول کر
ارسلان شاہ کی طرف دیکھا۔۔ میری گڑیا ارسلان دیوانہ وار انیزا کے
خون آلود چہرے پر مہر ثبت کرنے لگا سب اپنی نظریں جھکا گئے وہ
جانتے تھے ارسلان شاہ اپنی گڑیا کو لے کر کتنا جنونی ہے لیکن انہیں

ارسلان سے سب کے سامنے اس بے باکی کی امید نہ تھی۔۔ تم ٹھیک ہو
ارسلان ٹیبل سے ٹشو پکڑ کے اس کا چہرہ صاف کرنے لگا ارسلان کا سارا
کُرتا خون سے بھرچکا تھا اسے خود کی پروا نہ تھی۔۔ ش۔ شاہو بخ۔ خون
انیزا اس کے سینے کو دیکھ کے بامشکل بول پائی۔۔ جانِ شاہو بخ یہ خون
نہیں ہے عرتج پینٹ کے ساتھ کھیل رہی تھی غلطی سے پینٹ میرے
کُرتے پر گر گیا۔۔ ارسلان اسے ریلیکس کرنے کی خاطر جھوٹ بول گیا
۔۔۔ اسے صاف کرے یہ برا لگ رہا ہے آپ پر انیزا رونے لگ گئی۔۔
اچھا کرتا ہوں صاف رونا بند کرو تمہیں میرے دل پر ترس نہیں آتا،
آپ سب ناشتہ کرے اور میری گڑیا کو بھی کھلائے میں آتا ہوں
ارسلان اس کی پیشانی پر پیار کر کے کمرے میں چلا گیا جیسے جیسے وہ قدم
بڑھا رہا تھا تکلیف اور بڑھتی جا رہی تھی۔۔ انیزا کو نیہا اپنے کمرے میں
لے گئی۔۔ عیشان کو کال آئی تھی یونیورسٹی سے وہ وہاں چلا گیا۔۔

اسلام علیکم عالم صاحب نے شاہ ہاؤس میں داخل ہوتے سب کو سلام کیا
۔۔ سب مسکراتے ہوئے عالم صاحب سے ملے۔۔ اسمہ اور انشاوارسہ
بیگم کے گلے ملی نیسلیمان اور میرم کو پیار کیا۔۔ مرد بائیں جانب پر بیٹھ
گئے اور عورتیں دائیں جانب پر۔۔ احمد صاحب ارسلان کی طبیعت کیسی
ہے اب احمد شاہ سے ارسلان کی طبیعت کا پوچھا۔۔ جی بہتر ہے احمد شاہ
نے مسکرا کر جواب دیا۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے اپنا کرتا اتار کر دور اچھالا۔۔ ایک
سائیڈ سے سٹیچرز کھل گئے تھے، میڈیکل باکس ڈرار سے نکال کر
صوفے پر بیٹھ گیا سارے سٹیچرز کھول کر دوبارہ لگائے اس کے ہاتھ
ایک دفعہ بھی نہ کانپے تھے خود کی جلد سیتے ہوئے۔۔ سارا سامان اٹھا کر
اپنی اپنی جگہ پہ رکھ دیا سے بے تحاشہ درد ہو رہا تھا لیکن اسے خود کی پروا
کہاں تھی ڈریسنگ روم جا کے دو شرٹ نکالی ایک کو بگھو کر اپنا خون

صاف کیا سٹیچز تازہ ہونے کی وجہ سے وہ شاور نہیں لے سکتا تھا دوسری
شرٹ پہن کے بامشکل نیچے والے بٹن بند کر سکا۔ انیز اکرے داخل
ہوتے ارسلان کے قریب جا کے کھڑی ہو گئی۔ شاہو آپ ٹھیک
ہو آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا ارسلان ہاں میں سر ہلا گیا۔ شاہو آپ
کتنے پیارے ہو بلکل شہزادے انیز اسے سرتاپاؤں تک دیکھتے ہوئے
بولی بلیک شرٹ کے ساتھ بلیک پنٹ پہنے شرٹ کے اوپر والے تین
بال پیشانی پر بکھرے تھے نیلی آنکھیں بات کرتا تو بٹن کھلے ہوئے تھے
اس کے ڈمپل نمایاں ہوتے انیز اٹکٹکی باندھے دیکھے جارہی تھی۔ گڑیا
کہاں کھو گئی ہو چٹکی بجاتے اسے ہوش میں لانا چاہا۔ شاہو اپنی آنکھیں
اور ڈمپلز مجھے دے دیں انیز اس کے ڈمپلز کو چھوتے ہوئے بولی
ارسلان شاہ انیز کی بات پر نامحسوس طریقے سے مسکرایا۔ گڑیا آپ
جا کے فریش ہو جاؤ ارسلان نے اس کے خود آلود کپڑے دیکھتے ہوئے

کہا انیزا ہاں میں سر ہلاتی اچھلتی ہوئی واش روم میں چلی گئی۔۔ آدھا گھنٹہ
گزر گیا لیکن وہ باہر نہ آئی ارسلان کو ٹینشن ہونے لگی تھی ارسلان واش
روم میں داخل ہوا انیزا کو دیکھ کر اس کا منہ کھل گیا انیزا کپڑوں سمیت
باتھ ٹپ میں بیٹھی پانی کے ساتھ کھیل رہی تھی ارسلان اس کے پاس
جا کے کھڑا ہو گیا۔۔ گڑیا یہ کیا کر رہی ہو۔۔ شاہو میں کھیل رہی ہوں
پانی ارسلان کی طرف اچھالا۔۔ جان شاہو چلو اٹھو ارسلان نے اس کا
ہاتھ پکڑے اسے باتھ ٹپ سے باہر نکالا۔۔ ارسلان نے نظریں پھیر لی
گیلے کپڑے اس کی جسامت کو واضح کر رہے تھے۔۔ گڑیا آپ چیخ
کر کے جلدی سے باہر آؤ ارسلان اپنی بات مکمل کرتا واش روم سے باہر
چلا گیا۔۔ انیزا کچھ دیر بعد باہر آگئی بلیو شارٹ فرائٹ ساتھ کھلا ٹروزر
پہنے ہوئی تھی کمر سے نیچے آتے بال گندمی رنگت کالی آنکھیں ڈوپٹہ
انیزا سے سنبھالا نہیں جا رہا تھا آدھے سے زیادہ نیچے لٹک رہا تھا واللہ

قیامت لگ رہی تھی وہ ارسلان شاہ کو۔۔ ماشاء اللہ بے ساختہ ارسلان نے بولا۔۔ انیزا نے ارسلان کے پاس جا کے ڈوپٹہ اس کے گلے میں ڈال کر شیشے کے سامنے کھڑی ہو گئی۔۔ انیزا نے ایک زوردار چیخ ماری ارسلان پریشانی سے اس کے پاس گیا۔۔ گڑیا کیا ہوا ہے ارسلان نے فکر مندی سے پوچھا۔۔ انیزا کی چیخ سن کر سب بھاگتے ہوئے ارسلان کے کمرے میں آئے۔۔ سب کو اپنے کمرے میں موجود دیکھ ارسلان شاہ نے فوراً انیزا کو خود میں چھپاتے ڈوپٹہ اس کے گرد پھیلا دیا۔۔ میرم بھاگ کر انیزا کے پاس گئی۔۔ انیزا کیا ہوا چیخ کیوں ماری میرم اس کے گلے لگی۔۔ میرم میرے بال لمبے ہو گئے ہیں خوش ہوتے آنکھیں پٹیٹا کے کہا میرم نے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔۔ چیخ تو تم نے ایسے ماری ہے جیسے خدا نہ خواستہ کچھ ہو گیا ہو تمہیں۔۔ میرم نے غصے سے اس کی طرف دیکھا اس کی سانسیں سوکھ گئی تھی اپنی بہن کی چیخ سن کر۔۔ سب

گندے ہو مجھے ڈانٹتے ہو میرے شاہو سب سے اچھے ہے انیزا ارسلان
کے سینے میں اپنا چہر اچھپا گئی۔۔ بیٹھ جائے سب ارسلان نے صوفے کی
اشارہ کیا سب بیٹھ گئے سوائے انیزا کی فیملی کے۔۔ انیزا بابا کی جان بابا
سے نہیں ملو گی عالم صاحب نے ارسلان کے پاس جا کے انیزا کے سر پر
ہاتھ رکھا انیزا عالم صاحب کے سینے سے لگ گئی۔۔ میری بیٹی خوش ہے
انیزا نے زور سے ہاں میں سر ہلایا۔۔ ارسہ بیگم انیزا کو عالم صاحب سے
دور کرتے تڑپ کر اسے اپنے سینے سے لگا کر رونا شروع ہو گئی۔۔ میری
بیٹی انیزا کا چہر اچھپاتے ہوئے بولی۔۔ امی میرے گال پر پیار نہ کرے
یہاں صرف میرے شاہو پیار کر سکتے ہے انیزا نے منہ بناتے ہوئے کہا
ارسہ بیگم اس کی بات پر مسکرا دی ان کا دل ہلکا ہو گیا تھا اپنی بیٹی کو خوش
دیکھ کر۔۔ میرے خیال سے کسی کا بھائی بھی ہے یہاں پر ولی آگے ہوتا
انیزا کو اپنے ساتھ لگا گیا۔۔ نیسلیمان نے آگے ہو کے انیزا سے ہاتھ ملایا

--ولی بھائی یہ کون ہے آنکھیں چھوٹی کر کے نیسلیمان کی طرف دیکھا
--یہ میری گڑیا کی بھابھی ہے ولی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
آپ نے شادی کر لی انیزار ونا شروع ہو گئی۔ بھائی کی جان میں نے
نکاح کیا ہے رخصتی میں اپنی بہن بغیر کروا سکتا ہوں؟۔ ولی نے اپنی
بہن کی پیشانی پر پیار کیا۔ سب بیٹھ کر ہلکی پھلکی گفتگو کرنے لگے۔
--لاونج کھالی ارد شیر عانیہ اور عیشان ایک ساتھ گھر میں داخل ہوئے
تھا۔ سب کہاں گئے ہے ارد شیر نے چاروں طرف نظریں گھماتے
ہوئے کہا۔۔ بھائی جی کے کمرے میں ہو گے عیشان نے کہاتینوں نے
ارسلان کے کمرے کی جانب قدم بڑھائے۔۔ عانیہ کمرے میں
نیسلیمان کو دیکھ کر بھاگ کے اس کے گلے لگی۔ آپا آپ یہاں خوش
ہوتے اس کے رخسار پر پیار کیا۔ یہ تمہارا گھر ہے نیسلیمان نے حیرانگی
سے پوچھا عانیہ ہاں میں سر ہلا گئی۔

آپاب ہم ایک ساتھ رہے گی یہاں پر عانیہ دوبارہ اس کے گلے لگی۔۔
ولی نے نے آنکھوں سے نیسلیمان کو نہیں کا اشارہ کیا نیسلیمان نظریں
جھکا گئی۔۔

کیسے ہو بر خود ار ارد شیر ار سلان شاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بولا۔۔ اللہ
کا شکر ہے ار سلان نے نہایت احترام سے جواب دیا۔۔ احمد مجھے تم سے
بات کرنی ہے باہر آنا ارد شیر باہر چلا گیا احمد شاہ بھی اس کے ہم قدم
تھے۔۔

ار سلان کی نظر عیشان پر پڑی جو میرم کو ٹکٹکی باندھے دیکھے جا رہا تھا
ساجاد شاہ بھی عیشان کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔ عیشان۔۔۔ عیشان
ساجاد نے پہلے آرام سے اسے پکارا اسے ہلتے نہ دیکھ ساجاد شاہ قدرے
اونچی آواز میں سخت لہجے میں بولے۔۔ ج۔ جی عیشان ہڑ بڑا گیا تھا
ار سلان نے اسے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔ یہی وہ لڑکی ہے ار سلان

شاہ آہستہ آواز میں بولا جو صرف عیشان سن پارہا تھا۔۔ کون سی لڑکی
بھائی انجان بننے کی ایکٹنگ کی۔۔ میں بے ہوش تھا عیشان مرا نہیں تھا جو
تمہاری بات نہ سن پاتا ارسلان شاہ نے غصے سے کہا۔۔ اللہ نہ کرے
بھائی جی کیسی باتیں کر رہے ہے آپ، ہاں وہی ہے عیشان نظریں
جھکاتے ہامی بھر گیا۔۔ کرتا ہوں گھر میں بات میں۔۔ بھائی جی۔۔ آواز
نہ آئے مجھے تمہاری ارسلان کی نیلی آنکھوں میں غصہ دیکھ عیشان
خاموش ہو گیا۔۔

کیا ہوا خان احمد شاہ نے ارد شیر کے بائیں جانب کھڑے ہو کے دائیں
کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔ احمد میں جا رہا ہوں ارد شیر احمد شاہ کے کندھے
پر ہاتھ رکھتا بولا۔۔ کہاں جا رہا ہے خان احمد شاہ روہا نسی ہوا۔۔ نور کو

ڈھونڈنے جا۔۔۔ مرچکی ہے وہ احمد شاہ اس کی بات کاٹتے قدرے
اونچی آواز میں بولا۔ میں نہیں مانتا مجھے اسے ڈھونڈنا ہے احمد ارد شیر
خان اٹل لہجے میں بولا۔ خان کب تک اس کا روگ لیے بیٹھے رہو گے،
خان وہ ایک طوائف۔۔ احمد مراد شاہ وہ طوائف نہیں ہے ارد شیر غصے
سے بولا اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔ ہر کوٹھے پر رہنے والی لڑکی
بد کردار نہیں ہوتی، میری محبت بد کردار نہیں ہے ارد شیر کی آواز میں
بے پناہ درد تھا۔ احمد میرے لیے میری نور سے زیادہ کوئی عورت پاک
نہیں، احمد وہ واقعی میں ہی نور ہے وہ تینیس سال پہلے مجھے اپنا اسیر کر چکی
ہے، میں چاہ کر بھی اس کے سحر سے آزاد نہیں ہو سکتا ارد شیر گرنے
والے انداز میں چیئر پر بیٹھ گیا۔ احمد شاہ اس کے سامنے والی کرسی پر
بیٹھا۔ ٹھیک ہے ڈھونڈوں اسے لیکن میرے سامنے رہ کر کہیں نہیں
جاؤ گے تم خان احمد شاہ نے غصے سے ارد شیر کی طرف دیکھا جو اپنے

دوست سے دور جانے کی بات کر رہا تھا۔۔۔ کیا ہوا احمد ارد شیر نے
مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔۔۔ دماغ خراب ہو گیا ہے
جو تم سے بحث کرنے بیٹھ گیا تھا جو تینیس سال سے اسے بھلا نہیں پایا تھا
اب کیا خاک بھلائے گا احمد شاہ نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔۔
آنکھیں کم گھماؤ کہیں میری بھابھی نہ ڈر جائے ارد شیر شرارتی لہجے میں
بولا۔۔ احمد ارسلان پر گولی کس نے چلوائی تھی۔۔ شد اور احمد
راجپوت نے احمد شاہ کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔ شد اور خان
ارد شیر ہلکا سا منمنایا۔۔ عالیان ادھر آؤ عالیان کمرے سے باہر آیا تھا احمد
شاہ نے غصے سے اسے اپنے پاس بلایا اپنے چھوٹے بابا کو غصے میں دیکھ
عالیان کو گڑ بڑ کا احساس ہوا۔۔ جی چھوٹے بابا عالیان احمد کے پاس
جا کے احتراماً بولا۔۔ رات کو عانیہ کے کمرے میں کیا کر رہے تھے تم احمد
کو خود پر ضبط کرنا مشکل لگ رہا تھا۔۔ وہ میں بابا وہ عالیان کو سمجھ نہیں

آ رہا تھا وہ کیا جواب دے کیونکہ عانیہ کے ساتھ اس کا کوئی ایسا رشتہ نہ تھا جس کی بنا وہ آدھی رات کو اس کے کمرے میں جاتا۔ وہ کیا عالیاں شاہ احمد اپنی آواز کو دھیمی رکھتے پھنکارے۔۔ مجھے بات کرنی۔۔ ایسی کون سی بات تھی جو تمہیں رات کے تین بجے کرنی یاد آئی تھی احمد شاہ چیئر سے اٹھ کے عالیاں کے سامنے کھڑے ہوئے عالیاں کے پاس کوئی جواب نہ تھا وہ جو بات عانیہ سے کرنا چاہتا وہ ایک بیٹی کا باپ نہیں سن سکتا تھا۔ خاموش کیوں ہو عالیاں جواب دوں میری بات کا۔۔ پیار کرتا ہوں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں م۔۔ عالیاں کے منہ پر پر نے کی بات منہ میں ہی رہ گئی۔۔ آج یہ بات والے تھپڑ کی وجہ سے اس کہی ہے عالیاں آئندہ یہ الفاظ اپنی زبان پر مت لانا اور میری بیٹی اس پاس بھی نظر نہیں آنے چاہیے اور خبردار اگر تم نے عانیہ سے اس متعلق بات کی مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا تمہارے لیے دفع ہو جاؤ

میرے سامنے سے احمد شاہ بے رخی دیکھاتے رخ موڑ گئے عالیاں
آنکھوں میں آنسو لیے اپنے کمرے میں چلا گیا۔ احمد مانا اس نے غلطی
کی ہے رات کو عانیہ کے کمرے میں جا کے لیکن تمہیں جو ان بیٹے پر ہاتھ
نہیں اٹھانا چاہیے تھا ارد شیر نے احمد کا غصہ ٹھنڈا کرنا چاہا جو غصے اور
اشتعال سے سرخ ہو گیا تھا۔ خان میں نے اس کی بہتری کے لیے ہاتھ
اٹھایا ہے میں جانتا ہوں وہ میری بیٹی سے بچپن سے محبت کرتا ہے جب
اسے اصلیت معلوم ہوگی اسے دکھ ہو گا وہ ٹوٹ جائے گا وہ میری بیٹی کو
چھوڑ دے گا میری بیٹی احمد شاہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی وہ کچھ پل
خاموش ہو گئے۔ میری بیٹی ٹوٹ جائے گی ختم کر لے گی خود کو ان
دونوں کو میں نے اس دکھ سے بچانے کے لیے کیا احمد شاہ بات مکمل کرتا
اپنے کمرے میں چلا گیا ارد شیر خان نے اپنے دوست کی طرف دکھ اور
ہمدردی سے دیکھا وہ بے شمار دکھ اپنے اندر دبائے ہوئے تھا۔

اللہ جی میں نے کیا کیا ہے صرف اپنی محبت کا محرم بننا چاہتا ہوں چھوٹے بابا
میری محبت کو کیوں غلط رنگ دے رہے ہیں، مجھے میری محبت کا محرم بنا
دے اللہ پاک وہ نماز میں سجدے کی حالت میں اپنے اللہ سے اپنی محبت
کو مانگ رہا تھا۔ اللہ جی تین سال اپنی محبت کی زندگی مانگتا رہا ہوں آج
آپ سے اپنی محبت کو مانگ رہا ہوں مجھے اس کا محرم بنادے وہ ہچکیاں
لیتے رو رہا تھا۔ نماز مکمل کرتے وہ جائے نماز کو تہہ لگا کر بیڈ پر بیٹھ گیا
۔۔ مجھے یقین ہے میرا خدا مجھے اس کا محرم بنادے گا عالیاں اوپر کی
طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ عانیہ احمد شاہ بہت جلد تم عانیہ عالیاں شاہ
بن جاؤ گی اور پھر میں تمہیں کبھی خود سے دور نہیں جانے دوں گا تمہیں
پھولوں کی طرح سنبھال کر رکھو گا عالیاں عانیہ اور اپنی بچپن کی تصویر
ڈرار سے نکالتے اسے سینے سے لگائے بولا اس بات سے انجان کہ یہ
محبت اسے بے تحاشہ دکھ میں مبتلا کرنے والی ہے جو ناقابل برداشت

ہونے والے تھے۔۔ عالیان اپنے آنسو صاف کرتے ارسلان کے
کمرے کی طرف چل دیا۔۔ انیزا ارسلان کے ساتھ جڑ کے بیٹھی تھی
عالم صاحب نے دو سے تین مرتبہ اسے اپنے پاس بلایا لیکن وہ نہ گئی وہ
ارسلان کے ساتھ چپک کر بیٹھی رہی۔۔ بابا میں انیزا کے پاس رہ جاؤ
پلیزمیرم آنکھوں میں آنسو لیے بولی ارسہ بیگم نے عالم صاحب کو
آنکھیں سے نہیں کا اشارہ کیا وہ نہیں چاہتی تھی ان کی بیٹی اکیلی یہاں
رہے۔۔ عالم صاحب ارسہ بیگم کو نظر انداز کرتے ہامی میں سر ہلا گئے۔۔
میرے پیارے بابا میرم خوش ہوتے عالم صاحب کے گلے لگی۔۔ چلے
ہم چلتے ہے ساجاد صاحب عالم صاحب اور ان کی فیملی کھڑی ہو گئی۔۔
ارے بھائی صاحب رک جائے تھوڑی دیر اور ساجاد شاہ نے اسرار کیا
۔۔ پھر کبھی عالم ملک مسکراتے ہوئے ساجاد شاہ کے گلے ملے۔۔ انکل
نیسلیمان آپا کو یہیں رہنے میرے پاس عانیہ نیسلیمان کا ہاتھ پکڑتے

بولی۔۔ نہیں ولی چلانے والے انداز میں بولا۔۔ میرا مطلب ہے وہ اپنے شوہر کے گھر رہے گی نہ اپنے انداز پر غور کرتے وہ سکون سے بولا۔۔ ولی بھائی ابھی نکاح ہوا ہے اور اصولاً جب تک رخصتی نہیں ہو جاتی دلہن اپنے میکے میں ہی رہتی ہے عانیہ آنکھیں دکھاتے ہوئے بولی اگر ولید کا اس کی بیوی پر حق تھا تو عانیہ شاہ کا بھی اپنی بہن پر حق تھا۔۔ بات تو سہی کہی ہے ہماری بیٹی نے احمد شاہ کمرے میں داخل ہوتے بولے۔۔ لیکن انکل۔۔ بیٹا جیسے عانیہ اس گھر کی بیٹی ہے ویسے نیسلیمان بھی اس گھر کی بیٹی ہے اور ہم اپنی بیٹی کو دھوم دھام سے رخصت کرنا چاہتے ہیں احمد نے شاہ سنجیدگی اور اٹل لہجے میں بول کر نیسلیمان کے سر پر ہاتھ رکھا نم آنکھوں سے نیسلیمان نے احمد شاہ کی طرف دیکھا۔۔ ولید نے اپنے بابا کی طرف دیکھا انہوں نے خاموش رہنے کا اشارہ کیا وہ اور اسے بیگم عانیہ اور احمد شاہ کی بات سے متفق تھے۔۔ اپنا دیہان رکھنا بہت سارا

ارسہ بیگم نے نیسلیمان کی پیشانی چومی نیسلیمان ہاں میں سر ہلاتی ان سے گلے ملی وہ تینوں چلے گئے۔۔ انیزا ادھر آؤ میرم نے اسے اپنے پاس بلانا چاہا۔۔ نہیں مجھے اپنے شاہو پاس رہنا ہے انیزا ارسلان کے رخسار پر پیار کرتی اس کی گردن میں چہرا چھپا گئی سب کھانسنے کی ایکٹنگ کرتے باہر چلے گئے۔۔ ارسلان نے اسے سختی سے خود میں بھینچ لیا۔۔

زید ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے گھڑی پہن رہا تھا وہ نیوی بلو کلر کے پینٹ کوٹ میں ملبوس تھا ہیرا محو ہوتے اسے دیکھ رہی تھی وہ بے انتہا خوبصورت لگ رہا تھا ہیرا اس کے پاس جا کے کھڑی ہو گئی۔۔۔ زید کہاں جا رہے ہے آپ ہیرا اس کے شرٹ کے بٹن کے ساتھ کھیلتی ہوئے بولی۔۔ اکیلے نہیں جا رہا مسز آپ کو ساتھ لے کر جاؤ گا اس کے گرد حصار بناتے بولا۔۔ کہاں؟ سوالیہ نظروں سے زید کی طرف دیکھ کے اس کے سینے پر سر رکھ گئی ہیرا بے انتہا خوش تھی اس کے اور زید

کے مابین سب ٹھیک ہو گیا تھا۔ آفس زید کے آفس کہنے پر ہیرا نے گھور کر اس کی طرف دیکھا اسے لگا تھا کہی باہر ڈنر پہ لے کر جائے گا جیسے سب شوہر لے کر جاتے ہے۔۔ ڈنر پر بھی لے جاؤ گا مسز جلدی سے عبایا پہنے کر آؤ زید ہیرا کی پیشانی پر لب رکھتا بے حد پیار سے بولا ہیرا مسکراتے اور حیرانگی سے زید کی طرف دیکھ کر ڈریسنگ روم میں چلی گئی تھی کہ زید شاہ بن بولے اس کی بات کیسے سمجھ گیا ہے۔۔۔ وہ حیران ہیرا بلیک عبائے کے اوپر بلیک حجاب کر کے باہر آئی زید شاہ اس کی خوبصورتی میں کھو گیا تھا وہ حجاب میں بے پناہ خوبصورت لگ رہی تھی۔۔ زید کیا ہوا اسے ساکت کھڑے دیکھ ہیرا نے پریشانی سے پوچھا۔۔ ک۔ کچھ نہیں چلو اسے اپنے ساتھ لیے نیچے آیا ٹی وی پر نیوز لگی ہوئی تھی احمد راجپوت کی ایک کمپنی کو کسی نے رات میں آگ لگا دی ابھی تک مجرم کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔۔ زید شاہ طنزیہ

مسکراتے ہیرا کو ساتھ لیے چلا گیا پندرہ منٹ کا راستہ اس نے پچیس منٹ میں طہ کیا کیونکہ اس کی مسسز اس کے ساتھ تھی زید نے کار احمد راجپوت کی دوسری کمپنی کے سامنے روکی ہیرا نے آنکھیں پھاڑے زید کی طرف دیکھا۔ مسز چلے کار سے باہر نکل کر دوسری سائیڈ پر آ کے دروازہ کھول کر ہاتھ بڑھایا ہیرا کی سانسیں سوکھ رہی تھی۔ مسز چلو باہر نکالتے اپنے ساتھ اندر لے گیا۔ زید اندر چلتے ہے اسے کار سے شاہ سیدھا احمد راجپوت کے کیمین میں داخل ہوا۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو عقیل غصے سے زید اور ہیرا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ سالے صاحب مجھے اپنے آفس میں آنے کے لیے آپ کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے زید شاہ پر اسرار انداز میں مسکرایا۔ کیا بکو اس ہے یہ احمد راجپوت چلائے۔ بکو اس نہیں سچ ہے یہ سر جی زید نے ٹیبل پر فائل پھینکی۔ احمد راجپوت فوراً فائل کھولتے اسے پڑھنے لگے ان کے چہرے

کارنگ اڑ گیا 80 پر سنٹ کمپنی زید کے انڈر تھی۔۔ سائیڈ پر ہو سسر جی
، بیٹھو یہاں پر مسسز زید احمد راجپوت کو پیچھے کرتے ہیرا کو اونر کی کرسی
پر بیٹھا گیا ہیرا بے انتہا ڈری ہوئی تھی۔۔ تو سالے صاحب اور سسر جی
اس کمپنی کے 80 پر سینٹ شیئرز ہیرا کے نام ہے چونکہ ہیرا ابھی اٹھارہ
کی نہیں تو تب تک ہیرا کا مجازی خدا ہونے کے ناتے یہ کمپنی میرے
انڈر رہے گی ایک سال تک اس کا اونر میں ہوں زید ٹیبل پر چڑھ کے
بیٹھ گیا۔۔ احمد راجپوت اور عقیل ان دونوں کا چہرہ دیکھتے رہ گئے۔۔
سسر جی سالے صاحب دروازہ اس طرف ہے، مجھے میری مسسز کے
ساتھ پرائیویسی چاہئے زید ہیرا کو چیئر سے اٹھا کے خود چیئر پر بیٹھتے اسے
اپنی گود میں بٹھا گیا۔۔ وہ دونوں تلملاتے ہوئے باہر چلے گئے۔۔ زید
آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا ہیرا منہ بناتے اس کی طرف دیکھنے لگی۔۔
مسسز مجھے اچھے سے معلوم ہے میں نے کیا کیا ہے اس کمینے انسان نے

کمپنی کے شیئرز کی وجہ سے میرے بھائی پر گولی چلوائی جائیداد کے لیے
میری بیوی پر ظلم ڈھائے زید اشتعال سے سرخ ہو گیا تھا ہیرا کی
آنکھوں میں آنسوؤں جمع ہوتے بہنے لگے۔۔ میری مسسز نے رونا ہے
رولانا ہے ان لوگوں کو جنہوں نے تمہیں تکلیف دی ہے زید اسے اپنے
ساتھ لگا گیا۔۔۔۔۔

زور یز شد اور کے بلانے پر اس کے آفس میں آیا تھا۔ کیا ہوا ڈیڈ چیئر پر
بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ کہاں مر گئے تھے تم جب سے وہ چھو کری ساتھ
ہے نکلے ہو گئے ہو تم شد اور خان پھنکارا۔ کوئی کام تھا شد اور کی بات کو
نظر انداز کرتے ڈھیٹ بنتے ہوئے بولا شد اور خان نے تلملا کر اس کی
طرف دیکھا۔ ہمارے ایک اور گودام کو کسی نے آگ لگا دی ہے اپنے
سارے آدمیوں کو میں نے پتا کروانے بھیجا ہے لیکن کوئی معلومات ہاتھ

نہیں آئی شد اور خان نے چلاتے ہوئے ٹیبل پر پڑی ساری چیزیں زمین پر بوس کر دی۔۔ پتا کرتا ہو میں زوریز آٹھ کر جانے لگا جب اپنے باپ کی آواز پر رکا۔۔ زن مریدی کرنے جا رہے ہو گے شد اور خان نے طنزیہ کہا۔۔ افکورس ڈیڈ اپنے باپ کو آنکھ مارتے وہ باہر چلا گیا وہ کار میں بیٹھا تھا جب اسے ڈیول کی کال آئی زوریز نے فوراً ریسو کی۔۔۔ زوریز تمہاری تمہیں کوٹھے کا نام معلوم ہے جہاں تمہاری ماں رہتی تھی اور ماں کا نام کیا ہے ڈیول ایک سانس میں ہی سب بول گیا وہ لیپ ٹاپ کھولے بیٹھا ہوا تھا۔۔

میری ماں کا نام نور ہے کوٹھے کے بارے میں مجھے معلوم نہیں ہے ڈیول نے اس کی بات سنتے ہی کال کٹ کر دی زوریز خان نے کھانے والی نظروں سے موبائل کو دیکھا جیسے وہ ڈیول ڈیمن ہو۔۔۔ پتا نہیں کیا سمجھتا ہے خود کو زوریز موبائل سیٹ پر پٹک کر کارسٹارٹ کر گیا۔۔۔

ازہان آفس سے تھکا ہوا گھر آتے ہی سب کو سلام کرتے اپنے کمرے
میں چلا گیا۔ ماورہ اس کے کمرے داخل ہوئی ازہان نے اس کی طرف
دیکھا تک نہ تھا۔ ازہان آپ ناراض ہے مجھ سے ماورہ اس کے پاس بیٹھ
گئی۔ تمہیں کیا تم جاؤر ہو سب ایک کمرے میں ماورہ زید کی بات پر
مسکرائی۔ زیادہ ہنسی آرہی ہے تمہیں ابھی بتاتا ہوں ازہان نے اس کے
بازو پکڑتے انہیں پیچھے کر کے اپنے اسے اپنے قریب کیا۔ اب ہنس
کے دیکھاؤ ازہان کی کہنے کی دیر تھی اس نے زوردار قہقہہ لگایا ازہان اس
کے منہ میں سٹابری فلیور چاکلیٹ ڈالتے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ گیا ماورہ
نے آنکھوں سے اسے ہاتھ ہٹانے کا اشارہ کیا اسے سٹابری چاکلیٹ بلکل
نہیں پسند تھی وہ تھوڑی سی کھا لیتی تھی تو اسے الٹی آ جاتی تھی ابھی دو
منٹ ہی ازہان نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا ماورہ کا وامٹ سے منہ

وقت سیان بڑھ گیا وہ ازہان کو دھکا دیتے واش روم کی طرف بھاگی اسی
کمرے میں داخل ہوا۔ ازہان بھائی یہ کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے آپ
نے رخصتی سے پہلے ہی سیان واش روم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔
ازہان نے جوتا اتار کے سیان کو مارا جو اس کی کمر پر جا لگا۔ ہائے میری
نازک کمر توڑ دی ظالم سیان دہائی دینے والے انداز میں بولا۔ ایک تو
تمہاری یہ بکو اس اوپر سے لڑکیوں کی طرح دہائی دینے لگ جاتے ہو بلکہ
اس طرح تو لڑکیاں بھی نہیں کرتی شیطان شاہ دفع ہو جاؤ میرے
کمرے سے ازہان نے کشن اس کی کمر پر مارا۔ سیدھی طرح کہہ دے
اتنے دن ہو گئے ہے بیوی سے رو مینس نہیں کیا اور جو بات ابھی میں
نے کہی ہے اسے سچ کر کے دیکھنا چاہتے ہے اس سے پہلے وہ ازہان شاہ
سے اور جوتے کھاتا کمرے سے بھاگ گیا۔۔۔ ماورہ آدھ موئی حالت

میں واش روم سے باہر آئی ازہان نے اسے سہارا دیتے صوفے پر بیٹھایا

بیوی ازہان نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھا۔۔ پیچھے ہٹے مجھ سے
ماورہ نے اسے دھکا دیتے خود سے دور کیا۔۔ بیوی یار سوری میں بھول گیا
تھا تمہیں سٹا بری سے الرجی ہے ازہان نے کان پکڑ لیے۔۔ ماورہ نے
اس کے ہاتھ پکڑے۔۔ ازہان شوہر ایسے معافی مانگتے اچھے نہیں لگتے
۔۔ جب شوہر کی غلطی ہو تو ایسے معافی مانگنے میں کوئی حرج بھی نہیں
ہے بیوی ازہان نے مسکراتے ہوئے اسے خود سے لگایا ماورہ کا فون رنگ
ہوا فون پر جگمگاتے نام کو دیکھ ماورہ کی رنگت زرد ہو گئی اس سے پہلے
ماورہ موبائل پکڑتی ازہان نے ماورہ کا زرد چہرہ دیکھتے ہوئے موبائل پکڑا
غصے سے ازہان کان کی لو تک سرخ ہو گیا۔۔ اس نے کال پک کر کے
سپیکر پہ لگاتے ماورہ کو بولنے کا اشارہ کیا۔۔ اسلام علیکم چاچو ڈرتے

ہوئے بولی۔۔ جو کام میں نے تجھے کہا تھا کب کر رہی ہے تو ماورہ کا چچا

سوال کا جواب دیے بغیر جاہلوں کی طرح بولا۔۔ چاچو وہ۔۔۔ م

میرے بابا کی۔۔۔۔۔ پ۔ پ۔ پ۔ پر اپرٹی ہے ماورہ اٹکتے ہوئے باقاعدہ ہچکیاں

لیتے رونے لگی اذہان غصے سے اپنی پیشانی مسل رہا تھا۔۔ میں تیرے اس

کمینے باپ کا بھائی ہو اس کی پر اپرٹی پر میرا حق ہے اگلے ہفتے تو اٹھارہ کی ہو

جائے گی اسی وقت پر اپرٹی میرے نام ہو جانی چاہیے نہیں تو تجھے جان

سے مار۔۔۔ ہاتھ لگا کے دیکھا کمینے انسان میری بیوی کو تجھے زندہ زمین

میں گاڑھ دوں گا یا تیرے اتنے ٹکڑے کروں گا کوئی گن نہیں پائے گا

بے غیرت ازہان اس کی بات پوری ہونے سے پہلے دھہرا۔۔ دیکھ لوگا

تجھ ازہان نے اس کی بات سنے بغیر کال کٹ کر کے ماورہ کی طرف دیکھا

جورونے میں مصروف تھی۔۔ ازہان اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔۔ بیوی

میں ہوں نہ تمہارے ساتھ ازہان اس کے آنسو صاف کرتے دیوانہ وار

اس کے چہرے پر مہر ثبت کرنے لگا۔۔ ماورہ اس کی پیار بھرے لہجے پر
ہچکیاں لیتے رونے لگی۔۔

آپ مجھ سے بدگمان نہیں ہوئے۔۔ میں اپنی بیوی کیوں بدگمان ہونے
لگا؟ ازہان نے اس کے چہرے پر آئے بال پیچھے کرتے کہا۔۔ جب میں
کچن میں کھڑی بات کر رہی تھی آپ کو دیکھتے ہی کال بند کر دی تھی اس
لیے آپ مجھ سے بدگمان۔۔ میری پیاری سی گولو سی بیوی ایسی چھوٹی
سی باتوں پر ازہان شاہ بدگمان نہیں ہوتا اگر کوئی بڑی بات بھی ہو جائے
گی تب بھی نہیں ہو گا ازہان اس کی ناک کھینچتے ہوئے اسے اپنے ساتھ
کھڑا کر گیا۔۔ چلو نیچے چل کر کھانا کھاتے ہے۔۔ جلدی چلے مجھے بہت
بھوک لگی ہے، بریانی ماورہ خوش ہوتے بولی کیونکہ اسے بے انتہا بھوک
لگی تھی۔۔ بیوی آپ نے نیچے جا کے بریانی نہیں نرم غذا کھانی ہے مثلاً
دلیہ، کھجڑی وغیرہ ماورہ کا منہ بن گیا۔۔ بیوی ابھی وامٹ کی ہے تم نے

تو زہرہ بریانی وغیرہ سے پرہیز کروا زہان مزے سے بولا ماورہ جل کر رہ
ڈاکٹر نہیں گئی۔۔ آپ ڈاکٹر ہے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔ بیوی
ہوں لیکن ڈاکٹر کا بیٹا اور ڈاکٹر کا بھائی ضرور ہو ویسے جتنے ہمارے گھر میں
ڈاکٹر ہے جس نے ایم۔بی۔بی۔ ایس نہ بھی کیا ہو وہ بھی ڈاکٹر بن جائے
گا۔۔ ماورہ ازہان کی بات پر ہنسنا شروع ہو گئی۔۔

نیہا خاموش کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی رضا کمرے میں داخل ہوا اسے گم
سم بیٹھے دیکھ اس کے پاس بیٹھ گیا نیہا خیالات میں اتنی گم تھی اسے رضا
کی موجودگی کا احساس ہی نہ ہوا۔ نیہا، نیہا ایک دفعہ بلانے پر جب وہ نہ
بولی تو رضا نے قدرے اونچی آواز میں اسے پکارا۔ نیہا ڈر کر ہڑبڑاتے
ہوئے رضا سے دور ہوئی۔۔ آ۔ آپ ڈر ادا یا آپ نے رضا نیہا دل کے

مقام پر ہاتھ رکھتے ہانپتے ہوئے بولی۔۔ کہاں گم تھی تم اسے کھینچ کر اپنے پاس کیا۔۔

کہی وہ نہیں بس نہیالفاظ کو بے ترتیب کرتے خاموش ہو گئی۔۔ نہیالکچھ چھپا رہی ہو مجھ رضانے اس کا چہرہ سامنے کرتے خود کے قریب کیا وہ دونوں کاؤچ پر بیٹھے تھے چاند کی روشنی رضا خانزادہ کے چہرے پر پڑتی اسے اور زیادہ خوبصورت بنا رہی تھی اس کی بھوری آنکھیں چمک رہی تھی اس کی گلابی چھوٹے ہونٹ، بھوری آنکھوں کی طرح بھورے بال جو ہر وقت پیشانی پر بکھرے رہتے تھے نہیالحو ہوتی اسے دیکھنے لگی۔۔

جانم مجھ معلوم ہے میں حد سے زیادہ خوبصورت ہوں اس طرح مجھے دیکھ کر کیوں مجھے اپنی خوبصورتی پر غرور کرنے پہ اکسار ہی ہے رضا خانزادہ شرارتی لہجے میں بولا وہ بہت کم شرارت کرتا تھا یا شاید اپنے من پسند لوگوں کے ساتھ کرتا تھا نہیالرضا کی بات پر اسے گھورنا شروع ہو گئی

-- چلو اب مجھے بتاؤ کس بات نے تمہیں آپ سیٹ کیا ہوا ہے رضا
ان کی مدد کی بات پر آیا۔ امی بابا کی یاد آرہی ہے نہ ہارور ہی تھی۔
زندگی اتنی ہی تھی نہ ہارضا نے اس اپنے سینے سے لگانا چاہا نہ ہارنے آکر کے
بیٹھ گئی۔ اگر وہ ویسے دنیا سے جاتے جیسے سب جاتے ہے تو مجھے شاید
حوصلہ ہو جاتا، رضا میرا بابا کو قتل کیا گیا تھا ان کے ٹکرے کر دیے گئے
تھے میری ماں میرے بابا کی موت کا سن کر اس دنیا سے چلی گئی، خدا
غارت کرے اسے جس نے مجھ سے میرے ماں باپ چھین لیے، جیسے
میں تڑپ رہی ہوا اپنے ماں باپ کے پیار کے لیے اس کی اولاد بھی تڑپے
گی وہ اپنی اولاد کے لیے تڑپے گا لیکن کبھی اسے اس کی اولاد کا پیار نصیب
نہیں ہو گا وہ چلائے گا بھیک مانگے گا اپنی اولاد سے پیار کے لیے لیکن
اسے کبھی نہیں اپنی اولاد کا پیار ملے گا اور نہ اس کی اولاد کا اس کا روتے
ہوئے اپنا سر تھام کر چلائی تھی رضا خان زادہ کو اپنے کان کے پردے پھٹتے

ہوئے محسوس ہو رہے تھے نہاد صہارے مار مار کر رو رہی تھی۔ کیا پتا
ہی اس کی اولاد تڑپ رہی ہو رضا سے تمہارے بد عادی نے پہلے
اپنے سینے سے لگا گیا۔ نہا سہارا ملتے ہی اور زیادہ رونا شروع ہو گئی۔
پوری بات جانے بغیر ہمیں کسی کو بدعا نہیں دینی چاہیے بدعا اگر پوری ہو
جائے تو سامنے والے انسان کو اندر سے ختم کر دیتی ہے اس کا سب کچھ
اس سے چھن جاتا ہے، ہم بد عادی نے پہلے نہیں سوچتے کہ اس کے
پاس شاید جو ایک جینے کی وجہ ہے وہ بھی اس سے چھن جائے گی۔۔۔
رضانے اس کے آنسو کرتے اس کی آنکھوں پر مہر ثبت کی۔ رونا نہیں
میری جانم نے چلو شا باش اٹھو سب کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے ہے
رضانے اسے کھڑا کیا تو نہا اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔ مجھے نہیں جانا
باہر ابھی، مجھے ہگ کرے نہا پھر رونے لگ گئی رضانے سختی سے اسے
خود میں بھینچا۔ دس منٹ وہ دونوں اسی حالت میں کھڑے رہے۔۔۔

چلے باہر چلتے ہے نہا پیچھے ہوتے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔۔
دونوں ہاتھ پکڑ کر باہر چلے گئے۔۔

دائیں جانب سے ازہان ماورہ کا ہاتھ پکڑے، بائیں جانب سے رضا نہا کا
ہاتھ پکڑے اور درمیان میں ارسلان انیزا کا ہاتھ پکڑے آ رہا تھا تبھی
زید ہیرا کو ساتھ لیے گھر میں داخل ہوا۔۔ ان چاروں نے اپنی اپنی
بیویوں کے لیے چیئر پیچھے کی ان چاروں کو بیٹھا کر ان کے ساتھ بیٹھ گئے
۔۔۔ ارسلان شاہ کی طرف دیکھ کر سب کے منہ کھل گئے ان تینوں
سے ایسی حرکت کی وہ امید کر سکتے تھے لیکن ارسلان شاہ سے کبھی نہیں
۔۔ ایسے کیا منہ کھولے دیکھ رہے ہے سب میری طرف ارسلان کی
بات پر سب نے منہ بند کرتے نہ میں سر ہلایا۔ گھر والوں کھانا شروع
کرنے سے پہلے میں آپ سب کو ایک گڈ نیوز بتانا چاہتا ہوں سیان کے
گڈ نیوز بولنے پر عالیان نے اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کان اس کے

پیٹ کے پاس کیا۔۔ یار بچے کی رونے کی آواز نہیں آرہی عالیاں آنکھ
مارتے ہوئے بولا۔۔ کمینے بے غیرت سالے دفع ہو پیچھے سیان نے اسے
دھکا دیا عالیاں چیئر سے نیچے گر گیا۔۔ سب نے زوردار قہقہہ لگایا
سوائے ارسلان کے کیونکہ وہ ہنستا نہیں تھا زید شاہ صرف مسکرایا تھا۔۔
ہائے سیان میری کمر عالیاں زمین پر لیٹ گیا۔۔ بڑی امی آپ کا بیٹا اوپر
پہنچ گیا ہے پوسٹ مارٹم کرے اسکا سیان نے انشا کو آنکھ ماری سیان کی
بات پر عالیاں جھٹکے سے اٹھ کر چیئر پہ بیٹھ گیا۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں
سب کو دانت دیکھاتے ہوئے بولا۔۔ سب نے نہ میں سر ہلاتے ان
دونوں کی طرف دیکھا ان دونوں کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔۔ اچھا تو گڈ نیوز
یہ ہے کہ ازہان بھائی نے رخصتی سے پہلے ہی کارنامہ کر دیکھا یا ان شاٹ
ہمارے گھر چھوٹا سا مہمان آنے والا ہے سیان نے آئی برو اوپر نیچے
کرتے ازہان کی طرف دیکھا ازہان نے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔۔ ازہان

بھائی ہم سب توارسلان بھائی جی سے یہ امید لگائے بیٹھے تھے لیکن چکھا
۔۔ امی جی آپ مار گئے ازہان نے چیخ پکڑ کے عالیاں کے سر پر مارا
عالیاں نے رونے والا منہ بنا کر اپنی امی کی طرف دیکھا۔۔ ازہان سچ میں
اسمہ نے کنفرم کرنا چاہا۔۔ نہیں چھوٹی امی بکواس کر رہا ہے یہ میں بھول
گیا تھا کہ ماورہ کو سٹا بری سے الر جی ہے میں نے اس کے منہ میں سٹا بری
چاکلیٹ ڈال دی جس کی وجہ سے اسے وامٹ ہو رہی تھی اور اسی وقت
یہ شیطان کمرے میں ٹپکا تھا اس لیے یہ فضول بکواس کر رہا ہے کوئی بچہ
ازہان خاموش ہو گیا اس نے کھا جانے والی نظروں سے اس کی طرف
دیکھا۔۔ شاہو ازہان بھائی بھی بے بی کے کر آنے لگے ہے، مجھے بھی
بے بی لا کر دے انیزا ضد کرتے کھانے کو خود سے دور کر گئی۔۔ گڑیا
آپ کو بے بی لادوں گا آپ کھانا کھاؤ ارسلان نے کھانا اس کے پاس
کرتے پیار سے کہا۔۔ نہیں پہلے مجھے بے بی لا کر دے عالیاں بھائی کہہ

رہے ہیں ہمارے بی پہلے آئے گارسلان نے خود پر ضبط کرتے اپنے
بھائیوں کی اچھی چہرے پر ہاتھ پھیرا اس کا دل کر رہا تھا اپنے ان دونوں
خاصی دھلائی کرے، ابھی تو نہیں عالیان اور سیان صاحب کھانا کھالو
پھر تم لوگوں کی آگ ٹھنڈی کرتا ہوں جو تم دونوں کو سکون نہیں لینے
دے رہی ارسلان شاہ نے دل میں سوچا۔ میری گڑیا، حیات تم یہ دونوں
تو ایسے ہی بکو اس کرتے رہتے ہیں ان کی باتیں نہ سنا کرو تم ارسلان اس
کی پیشانی پر پیار کرتا نوالے بنا کے اس کو کھلانے لگا جب انیزا اٹھ کر اس
کی گود میں بیٹھ گئی۔ اب کھلائے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کھلکھلا کر کہا
۔۔ سب اپنے منہ دیہان کھانا کھانے لگے کسی نے ان دونوں کی طرف
نہ دیکھا۔ ارسلان اسے منع نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اس کا ذہن دس
سال کی بچی کی طرح تھا۔ شاہو آپ مجھے کتنے بے بی لا کر دے گے
سب بامشکل اپنی ہنسی پر کنٹرول کیے بیٹھے تھے۔ یہ تو اللہ کو ہی پتا ہو

ارسلان نے اوپر کی طرف دیکھتے ہوئے بول کر اس کے منہ میں نوالہ
ڈالا۔ شاہو مجھے ہنڈریڈ (100) بے بی چاہیے انیزا کے ہنڈریڈ بولنے
پر اسے بری طرح کھانسی شروع ہو گئی۔ شاہو کیا ہوا، پانی پیے انیزا نے
پانی اس کے لبوں کے پاس کیا ارسلان نے گلاس ٹیبل پر رکھ کے جگ
اٹھا کے جگ میں موجود سارا پانی ایک سانس میں پی گیا۔ میری گڑیا
مجھے شہر آباد نہیں کرنا ارسلان کھانتے ہوئے بامشکل بول پایا۔
سب جو خود پر کنٹرول کیے بیٹھے تھے پیٹ پکڑ کر ہنسنا شروع ہو گئے۔
ارسلان 100 بچے سہی ہے یا زیادہ تو بالکل نہیں ہے احمد شاہ اپنی
مسکراہٹ پر کنٹرول کرنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔۔۔ کم ہے تو
شروع ہو جائے آپ ارسلان شاہ جل کر بولا احمد شاہ خاموش ہو گئے
کیونکہ ارسلان شاہ کا پارہ ہائی ہو رہا تھا تو انہوں یہی بہتر سمجھا۔۔۔

عرتج بن گئی عانیہ عرتج کچن میں کھڑی تھی عرتج کو عالیان نے اور
عانیہ کو سیان نے کھیر بنانے کا کہا تھا سیان ایک دفعہ کچن میں چکر لگا چکا تھا
تب باؤل عرتج نے پکڑا ہوا تھا۔۔ آپی بن گئی ہے عرتج نے کھیر کا باؤل
فرتج سے نکال کر شلف پر رکھا۔۔ ڈیکوریشن میں کرو گی عانیہ اسے
پیچھے کرتے بادام، پستہ کشمش اوپر لگانے لگی۔۔ یہ دیکھو کتنا پیار بنا ہے
عانیہ نے دو جڑے ہوئے پھول بنائے تھے۔۔ پیار ہے عرتج مسکراتے
ہوئے بولی دونوں نے آج بھی سیم ڈریس اور سیم حجاب کیا ہوا تھا دونوں
باہر آئی ایک کے ہاتھ میں باؤل تھا اور دوسری کے ہاتھ پلیٹیں تھی
عالیان عانیہ کے پاس جاتے اس کے ہاتھ سے باؤل پکڑتے اس کے ہاتھ
پر لب رکھ گیا۔۔ تھینکیو میری پیاری بہن اس کی گال کھینچے۔۔ تھینکس
میری پیاری بہن سیان عرتج کے پاس کھڑے اس کے پیشانی پر لب
رکھ گیا وہ دونوں جانے لگے جب عانیہ نے عرتج سے آدھے پلیٹیں

پکڑی دونوں ان کی کمر پر مارنا شروع ہو گئی۔۔ سیان نے عرتج کے ہاتھ سے پلیٹیں پکڑ کر سائیڈ پر رکھی عالیاں نے باؤل ٹیبل پر رکھ کر با مشکل عانیہ کے ہاتھ سے پلیٹیں پکڑی۔۔ چاروں کی سانسیں پھولنے لگی تھی دو کی مار کر اور دو کی مار کھا کر۔۔ عرتج اپنے بھائی کو مارتے ہوئے شرم نہیں آئی تمہیں۔ عالیاں اپنی کمر پر ہاتھ رکھتے با مشکل درد ضبط کیے عانیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔

گڈویار کیا کیا میں نے بس تھینکس ہی تو بولا تھا مارا کیوں سیان کو کمر میں ناقابل برداشت درد ہو رہا تھا پہلے ازہان نے جو تمارا تھا اور اب اس نے پلیٹیں۔۔ ڈفرانسان میں عانیہ ہوں اور خبردار آج کے بعد مجھے تم نے ہاتھ، وہی توڑ کے رکھ دوں گی میں عانیہ غصے سے اس کی طرف دیکھتے چیئر پر جا کے بیٹھ گئی۔۔ اور آپ میں عرتج ہوں آپ کی بیوی، بہن نہیں ہوں میں خبردار آج کے بعد مجھے بہن کہا یا پھر مجھے ہاتھ بھی لگایا

آپی سے کہہ کر آپ کے ہاتھ تڑوا دوں گی عرتج غصے سے بول کر عانیہ
کے ساتھ جا کے بیٹھ گئی۔۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف
دیکھا۔۔ عزت ک فالودہ بن گیا ہے سیان عالیان نے سرگوشی کی۔۔
بلکل یار اور یہ سب مزے سے وہ فالودہ بیٹھ کر کھائے نے منہ کے اٹے
سیدھے زاویے بنا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر چپ کر کے چیڑ پر
پلیٹیں بیٹھ گئے۔۔ ہائے امی میری کمر ازہان ایکٹنگ کرتے بولا۔۔ امی
بہت ہلکی تھی اس وجہ سے بہت زور سے لگی ہے رضا اپنی کمر پر ہاتھ رکھ
کر ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ دونوں خاموش ہو گئے
انہیں سمجھ لگ گئی تھی یہ دونوں اس دن کا بدلہ پورا کرنے کے لیے بول
رہے ہیں۔۔ یہ کیا تھا عرتج انشانے غصے سے عرتج کی طرف دیکھا۔۔
امی انہوں نے مجھے بہن کہا معصومیت سے کہتے انشا بیگم کی طرف دیکھنے
لگی۔۔ غلطی سے کہہ دیا تھا اس نے، شوہر ہے وہ تمہارا شرم آنی چاہیے

تھی تمہیں اسے پلیٹیں مارتے ہوئے انشا بیگم اپنی آواز کو دھیمی رکھتے
ہوئے چلانے والے انداز میں بولی۔۔ عرتج رونا شروع ہو گئی۔۔ ایک
کام تمہیں آتا ہے بس رو۔۔ بڑی امی بس کر دے سیان انشا بیگم کی بات
کاٹ کر احتراماً لیکن سخت لہجہ اپناتے ہوئے بولا۔۔ سیان اٹھ کے عرتج
کے پاس گیا۔۔ چپ کر و کچھ نہیں ہوا عرتج سیان اسے کھڑے کر کے
اس کے آنسو صاف کرتے بولا۔۔ آپ کو درد ہو رہا ہے آنسو بہاتے
ہوئے بولی۔۔ یارا اتنی ہلکی پلیٹیں تھی زرہ سی بھی نہیں لگی سیان جھوٹ
بول کے بامشکل اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجائے بولا، اصل میں تو
اسے بے انتہا درد ہو رہا تھا موٹے کانچ کی پلیٹ تھی جو انتہائی برے
طریقے سے لگی تھی۔۔ رونا نہیں ہے میری منکوحہ چلو کھانا کھاؤ بیٹھ کر
سیان نے چیئر پیچھے کر کے اسے بیٹھا کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔۔ احمد شاہ اور
ارسلان نے مسکراتی آنکھوں سے سیان کی طرف دیکھا انہوں نے

عرتج کے لیے بہترین شخص چنا تھا۔ احمد شاہ کو لگتا تھا سیان ہر وقت مزاق کے موڈ میں ہوتا ہے تو وہ کبھی عرتج کی ذمہ داری شاید نہ سنبھال پائے اس کے لیے کھڑے نہ ہو سکے، آج وہ اپنے بیٹے کو دیکھ بہت خوش ہوئے اس نے انشا سے بد تمیزی بھی نہ کی لیکن انہیں چپ بھی کروادیا۔۔۔ عرتج تھوڑا سا کھانا کھا کر کمرے میں چلی گئی سیان نے اسے کمرے میں جاتے دیکھا۔ بڑی امی آپ کو پتا ہے وہ بے حد معصوم ہے کیوں آپ اسے ڈانٹتی ہے سیان روہانسی ہوا تھا۔ بیٹا اتنی معصومیت اچھی نہیں ہوتی وہ اپنے آپ کو کیسے سنبھالے گی انشا بیگم فکر مندی سے بولی۔۔۔ وہ اب میری ہے تو اسے میں سنبھال لو گا اس کی اسی معصومیت کے ساتھ، وہ مجھے ایسے ہی اچھی لگتی ہے سیان احتراماً کہتے ہوئے عرتج کے پیچھے چلا گیا۔ انشا نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا انہیں اسی بات کا

صرف ڈر تھا کہی سیان اس کی معصومیت سے عاجزنہ آجائے، آج ان کا یہ ڈر بھی دور ہو گیا تھا۔۔۔

ماں باپ بیٹیوں کے مستقبل کے لیے بے انتہا پریشان ہوتے ہے، "چاہے وہ بیٹیاں غیروں میں دے یا اپنوں میں انہیں ڈر ہوتا ہے کہیں ان کی بیٹی کے ساتھ کچھ غلط نہ ہو جائے ان کی بیٹی سے اس کا شوہر عاجز نہ ہو جائے۔۔"

ارسلان اگلے ہفتے دانیال کے گھر والے آنا چاہتے ہے نکاح کے لیے ساجاد شاہ سنجیدگی سے بولے۔۔ بلا لے انہیں ارسلان انیزا کو کھڑا کرتے ساجاد شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ چلو گڑیا ارسلان اسے ساتھ لیے کمرے میں چلا گیا ارسلان نے اسے کھانا کھلایا تھا تا کہ وہ اپنے کپڑے نہ گندے کرے لیکن وہ بھی انیزا ملک تھی کھاتے وقت وہ اپنے کپڑے گندے کیے بغیر رہ ہی نہیں سکتی تھی۔۔۔

زبان ارسلان کا جواب سنتے غصے سے اٹھ کر کمرے میں چلا گیا۔۔۔ اسے
کیا ہوا ہے ساجاد شاہ نے انشا سے پوچھا انشانے کندھے چکا دیے۔۔۔
شادی، پٹھانی کی شادی ہو جائے وہ کسی اور کی ہو جائے گی، لیکن وہ شادی
سے ڈرتی ہے تو اس نے منع کیوں نہیں کیا، پتا نہیں دانیال اچھا ہے یا
نہیں، وہ اسے خوش رکھے گا، پٹھانی اس گھر سے چلی جائے گی، میں اسے
پھر دیکھ نہیں سکو گا، ہمارا جھگڑا بھی نہیں ہو گا زبان بے چینی سے کمرے
میں چکر لگاتے مسلسل بولے جا رہا تھا۔۔۔ وہ اپنی کیفیت سے ناواقف تھا
وہ نیشہ خانزادی کے عشق میں مبتلا ہو چکا تھا۔۔۔ وہ شادی نہیں کرے
گی مجھے پتا وہ اس معاملے میں بہت ڈر پوک ہے وہ نہیں شادی کرے گی
زبان شاہ خود کو حوصلہ دینے کی کوشش کر رہا تھا اس بات سے انجان
کے نیشہ خانزادی اپنے بھائی جی کے لیے جان بھی دے سکتی ہے یہ تو پھر
نکاح ہے بس۔۔۔ اگر اس نے نکاح کر وقت ہاں کر دی تو، دماغ خراب

ہو گیا ہے میرا کیا سوچے جا رہا ہو میں، ہوتا ہے نکاح تو ہوتا رہے مجھے کیا
کر زمین میں بوس کرنے لگا بیڈ پر بیٹھ کر غصے سے پاس پڑے کشن اٹھا

--

نکاح، میں کر پاؤ گی اللہ جی؟۔۔ نیشہ اوپر کی طرف دیکھتے اپنے اللہ سے
سوال کر رہی تھی۔۔ اللہ جی میرے لیے بہت مشکل ہے یہ سب کرنا
مجھے حوصلہ دے اس کی آنکھ سے آنسو گرا تھا۔۔ وہ ٹھہر کی شاہ تو بہت
خوش ہوا ہو گا میرے نکاح کے بارے میں سن کر ویسے ہی منہ بنا کر گیا
ہے اندر سے بہت خوش ہے نیشہ کے آنسو روز و قطار بہنے لگے تھے
زیان کے بارے میں سوچ کر۔۔ نا جانے دانیال کیسا ہو گا اللہ جی کیا وہ
بھی میرے باپ کی طرح نیشہ سوچتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رودی
۔۔ اللہ جی میرے آسانیاں پیدا کرنا بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے جو
میرے لیے بہترین ہے وہ مجھے عطا کر دے مجھے بھٹکنے نہ دینا اللہ پاک

آنکھیں بند کیے اپنے اللہ سے اپنے مستقبل کی بہتری کے لیے دل میں
دعا کر رہی تھی۔۔ اللہ جی یہ جو ٹھہر کی شاہ ہے بہت تنگ کرتا ہے اس
نے ہی یہ شو شا چھوڑا ہے بد تمیز نیشہ اس کے بارے میں سوچ کر روتے
لگی۔۔ ہوئے مسکرا نے

زبان شاہ اور نیشہ خانزادی کے عشق کی داستان کا آغاز ہو گیا اب مستقبل
انہیں کس موڑ پر لے جائے گا یہ تو خدا ہی جانتا ہے۔۔

عرتج کھانا کیوں نہیں کھایا ٹھیک سے سیان اس کے سر پر کھڑا تھا۔
مجھے بھوک نہیں ہے منہ بناتے کہا۔ اس طرح نہیں کرتے سیان نے
پیار سے اس کی آنکھوں میں دیکھا عرتج شرمنا کر اس کے سینے میں چہرا
چھپا گئی سیان اس کے گرد حصار باندھ گیا۔ اسی وقت میرم کمرے میں
داخل ان دونوں کو دیکھ آنکھیں بند کر گئی سیان عرتج سے پیچھے ہوا۔

میرم مڑنے لگی کمرے میں داخل ہوتے عیشان سے ٹکرائی۔۔ اندھے
ہو دیکھ کر نہیں چل سکتے میرم نے اپنے سر پر ہاتھ رکھتے غصے سے اس کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ جب آپ سامنے ہوتی ہے تو کچھ اور نظر ہی
نہیں آتا عیشان منمنایا جو میرم تو نہ سن پائی لیکن سیان نے ضرور سن لیا
تھا۔۔ بد تمیز میرم گھور کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے چلی گئی۔۔ عیشان
بھائی یہ کیا چل رہا ہے سیان آنکھیں گھماتے ہوئے بولا۔۔ زیادہ زبان نہ
چلا اور جس کام میں مصروف ہے وہی کر عیشان جل کے کہتا دروازہ زور
سے بند کرتا چلا گیا۔۔ سیان نے زوردار قہقہہ لگایا۔۔ چلو بیگم ہم
کانٹینیو کرتے اپنا کام۔۔ کون سا کام عرتج معصومیت کی حد کرتے
ہوئے بولی۔۔ کچھ بھی نہیں میری معصوم بیوی، اور چیزوں کا تو پتا نہیں
لیکن تمہیں اپنے شوہر کے رومینٹک موڈ کا ستیا ناس کرنا اچھے سے آتا
ہے سیان نے منہ کے اٹے سیدھے زاویے بنائے۔۔ کیا کہا آپ نے؟

نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔۔ کچھ نہیں کہا مجھے نیند آرہی ہے چلو
سوتے ہے سیان اسے ساتھ لیے لیٹ گیا۔۔ عرتج اس کی سینے پر سر
رکھتے کچھ دیر میں ہی سو گئی۔۔۔

ڈیول ہم نے پتا کروایا ہے لاہور کی ساری ہیرا منڈی میں ہر کوٹھے پر
کوئی بیس نور نامی لڑکیاں ہے ہمیں کیسے پتا چلے گا زوریز کی ماں کا۔۔
اے۔ ڈی ڈیول کے سر پر کھڑا تھا۔۔ پہلے والد صاحب آپ پیچھے
کھڑے ہو کے بات کریں دوسرا جتنی بھی نور ہے کوٹھے پر مجھے ان
سب کی انفارمیشن دو اور جو وہاں سے جا چکی ہے ان کی بھی ڈیول
سنجیدگی سے بول کر لیپ ٹاپ میں مصروف ہو گیا۔۔ زرہ جو تم میں تمیز

ہو باپ سے بات کرنے کی۔۔ کہا تو ہے "والد صاحب" ڈیول "والد صاحب" پر زور دیتے بولا۔۔ اے۔ ڈی نے اپنے سر پر ہاتھ مارا، میں کیوں پاگلوں کی طرح چٹان سے سر مار رہا ہوں اے۔ ڈی نے جل کر سوچا۔۔ والد صاحب آپ پاگل نہیں ہے بس فضول میں مجھ سے بحث کرنے کا شوق چڑھ جاتا ہے آپ کو اے۔ ڈی نے حیرانگی سے ڈیول کی طرف دیکھا جو اس کی سوچ کو بھی پڑھ گیا تھا۔۔ میرے چہرے پر کچھ نہیں لگا ہوا اے۔ ڈی جا کے کام کر و ڈیول ڈیمن غصے سے بولا اے۔ ڈی خاموشی سے باہر چلا گیا اسے معلوم تھا ڈیول ڈیمن کام کے معاملے میں کسی کا نہیں ہے۔۔۔ شد اور کوٹھے پر جاتا تھا لیکن کون سے؟ ڈیول ٹیبل پر سختی سے ہاتھ مارتا پھنکارا اسے کسی طرح بھی زوریز کی ماں کو تلاش کرنا تھا ڈیمن کا اصل مقصد شد اور کا مکمل ماضی جاننا تھا جو زوریز کی ماں ہی بتا سکتی تھی۔۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد اے۔ ڈی آفس میں داخل ہوا

اس نے ٹیبل پر فائل رکھی ڈیول نے فوراً فائل کھولی جس میں تقریباً سو
نور کے بارے میں معلومات تھی۔۔ نور صالح ڈیول منمنایا فائل میں
سب کے نام کے آگے بائی لکھا ہوا تھا صرف ایک کے نام کے آگے
صالح لکھا ہوا تھا۔۔ اے۔ ڈی زوریز کو کال ملاؤ فائل پر نظریں گاڑتے
ہوئے اے۔ ڈی سے کہا۔۔ نور صالح، کوٹھا چندہ بائی ڈیول صرف ان
حروف کو دیکھے جا رہا تھا۔۔ اے۔ ڈی نے زوریز کو کال ملائی لیکن اس
نے پک نہ کی۔۔ ڈیول وہ کال پک نہیں کر رہا

دوبارہ کرو کال اے۔ ڈی نے دوبارہ کال کی جو چار بیل کے بعد ریسپو
ہوئی۔۔ ڈیول سے بات کرو زوریز کے کال اٹھاتے ہی اے۔ ڈی سلام
کیے بغیر اسے حکمی انداز میں کہتے ڈیول کو موبائل پکڑا گیا۔۔ زوریز
تمہاری ماں کا پورا نام کیا ہے؟ ڈیول نے فائل کے پنے لٹے کرتے
ہوئے سنجیدگی سے کہا۔۔ مجھے نہیں معلوم زوریز نے صاف گوئی سے

جواب دیا۔۔۔ تمہیں بس یہ پتا ہے میری نورماں نے مجھے پیدا کیا اپنے
باپ سے جا کے پوچھو تمہاری ماں کا پورا نام کیا ہے۔۔ ڈیول نے کہتے ہی
کال کٹ کر دی زوریز نے گھور کے فون کی طرف دیکھ کر گھڑی کی
طرف دیکھا صبح کے چار بج چکے تھے۔۔ کمینہ کہیں کانیند برباد کر دی
زوریز دوبارہ لیٹ گیا۔۔

اے۔ ڈی میرے جانے کے بعد سب ہینڈل کر لینا ڈیول کہتے ہوئے
آفس سے نکل گیا۔۔ کار میں بیٹھ کر اس نے رخ چندہ بائی کے کوٹھے کی
طرف کیا۔۔ ڈیول ڈیمین نے کوٹھے سے تھوڑی دور کار کھڑی کر دی
کالی شلوار قمیض پہنے، کالی چادر لیے، چہرے پر کالا رومال باندھے کوٹھے
کے اندر داخل ہوا۔۔ لڑکیاں اس گورے جوان مرد کو آنکھیں پھاڑے
دیکھنے لگی۔۔ چندہ بائی کہاں ہے ڈیول نے ایک عورت سے پوچھا۔۔

میں چندہ بائی کی بیٹی ہوں چندہ بائی نہیں رہی اس دنیا میں۔۔ مجھے تم سے

بات کرنی ہے ڈیول نے آنکھوں میں سپاٹ تاثر لائے کہا اس کی صرف
آنکھیں نظر آرہی تھی۔۔ صاحب جی یہاں مرد بات کرنے نہیں
سکون کے لیے آتے ہے وہ عورت ڈیول نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے
بولی ڈیول نے خود پر ضبط کیا۔۔ ہم بھی اسی کام کے لیے آئے ہے محترمہ
بشرطیکہ آپ ہمیں میسر ہو ڈیول نے نظریں دوسری طرف کر لی
کیونکہ اس کا لباس دیکھنے لائق نہ تھا گھٹنوں سے اونچی شارٹ سرکٹ
پہنی تھی جس کی اوپر برائے نام لانگ نیٹ کی جیکٹ تھی ڈیول کی
آنکھیں پر اسرار انداز میں مسکرائی۔۔ جی بالکل وہ عورت تو ڈیول کی
آنکھوں پر ہی فدا ہو گئی تھی اوپر سے اس کی باڈی، کالے کف سے چھلکتے
اس کے سفید و سرخ ہاتھ، وہ سرتاپاؤں تک ڈیول کو دیکھ رہی تھی۔۔
چلے صاحب ڈیول کا بازو پکڑے اسے کمرے میں لے گئی۔۔ یار یہ
شہناز بائی کتنی چلاک ہے اتنے خوبصورت مرد کو اپنے ساتھ کمرے میں

لے گئی ہے ہمیں بھی تو موقع دیتی اس کا دیدار کرنے کا ایک طوائف
دوسری طوائف کے کان میں بولی۔۔ شہناز بائی نے ڈیول کو بیڈ پر بیٹھایا
اس سے پہلے وہ اپنی صرف برائے نام کی پہنی ہوئی جیکٹ اتارتی ایگل
گرل جو پردے کے پیچھے کھڑی تھی باہر نکلتے اس کی گردن پر چاقور کھ
گئی۔۔ ڈیول بھاری قدم اٹھاتا شہناز بائی کے پاس پہنچا۔۔ نور صالح کہاں
ہے ڈیول اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے بولا۔۔ ک۔۔ کون
ن۔۔ نور ص۔۔ صالح شہناز بائی کی زبان لڑکھڑانے پر ڈیول کو یقین ہو گیا
کہ نور صالح یہاں پہرہتی تھی۔۔ وہی نور صالح جس کو شداور خان نے
خرید اٹھا ڈیول نے آنکھوں میں وحشت لیے اس کی طرف دیکھا شہناز
خوف سے کانپنا شروع ہو گئی۔۔ دیکھو مجھے ن۔۔ نہیں ڈیول نے اس کی
پوری بات سنے بغیر ایگل گرل کو اشارہ کیا ایگل گرل اس کی گردن میں
چاقو کی نوک کو اندر کی طرف کرنے لگی اس سے پہلے کہ شہناز چیخ مارتی

ایگل گرل نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔۔۔ وہ م۔۔۔ مرچکی ہے ڈرتے ہوئے جواب دیا۔۔۔ ایگل گرل نے اس کے چہرے پر زوردار تھپڑ رسید کیا وہ بے ہوش ہوتی زمین پر گر گئی۔۔۔ ہوش میں لاؤ اسے ایگل گرل ڈیول غصے سے بول کر بیڈ پر بیٹھا۔۔۔ ایگل گرل نے سائیڈ ٹیبل پر رکھے پانی کے جگ کو اٹھا کر شہناز کے اوپر انڈیل دیا وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔۔۔ نور صالح کہاں ہے؟ ڈیول پھنکارا ایگل گرل اسے بالوں سے پکڑتے ڈیول کے پاس لے کر گئی۔۔۔ مجھے نہیں پتا وہ گھر سے گئی تھی اس کے بعد خبر آئی تھی کہ اس نے نہر میں کود کر جان دے دی اس سے زیادہ مجھے کچھ معلوم نہیں مجھے چھوڑ دو وہ ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی وہ خوف سے کپکپا رہی تھی۔۔۔ شد اور کو جب اس کی موت کا پتا چلا تھا تو اس نے کیا کیا تھا؟ ڈیول نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔ کچھ نہیں وہ بس خاموش رہا تھا شہناز بائی بری طرح کانپ رہی

تھی۔۔ تم کون ہو اور کیوں یہ سب جاننا چاہتے شہناز نے دل میں آئی
بات پوچھی۔۔ ڈیول نے پراسرار قہقہہ لگایا۔ اتنی جلدی بھول گئی مجھے
شاز و بائی اپنا پرانا نام سن کر اس کے ہوش اڑ گئے اسے صرف شد اور کئی
سال پہلے اس نام سے بلاتا تھا۔۔ ک۔ کون ہوت۔ تم اٹکتے ہوئے پوچھا
۔۔ تمہاری موت ڈیول ڈیمن اس کو بالوں سے پکڑتا کھینچ کر اس کا سر
دیوار سے مارتے ہوئے بولا۔۔ اسی طرح تم نے اس کے بال نوچ کے
رکھ کے کر اپنے سے چپ کروانا چاہا تھا شاز و بائی شہناز اپنے سر پر ہاتھ
لگی۔۔ ک۔ کون اس کی سانسیں اکھڑ رہی تھی ڈیول کی نیلی آنکھیں
دیکھ کر اس نے پہلی دفعہ اپنے خدا سے دعا کی کہ یہ وہ بچہ نہ ہو۔۔
میرا چہرہ دیکھ کر شاز و بائی تمہاری سانسیں ختم ہو جائے گی ڈیول نے اپنا
رومال اتار کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ شہناز اس کا چہرہ دیکھ لہبی لہبی سانسیں
لینے گی ایک دم اسے سانس آنا بند ہو گئی اس کی آنکھیں الٹی ہو گئی تھی

اس کارنگ نیلا پر گیا تھا ڈیول نے رومال دوبارہ چہرے پر باندھ لیا۔۔
ایگل گرل نے اس کے پاس جا کے اس کی سانسیں چیک کی وہ مرچکی
تھی ایگل گرل اور ڈیول ڈیمین کھڑکی کے راستے کو ٹھٹھے سے باہر نکل
گئے۔۔

ڈیول ہم نور کو کہاں ڈھونڈیں گے یہاں سے اس کے بارے میں کوئی
معلومات نہیں ملی ایگل گرل ڈیول کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی
۔۔ ایگل گرل ار کے کو فون کرو اور اسے کہو اس جگہ کا پتا کروائے جہاں
نور صالح نے اپنی جان دی تھی۔۔ ڈیول کے کہتے ہی ایگل گرل نے
ار کے کو کال کر کے کہا۔۔ ڈیول ہم ماضی سے جتنا نکلنے کی کوشش کر
رہے ہیں اتنا ہی اندر گھستے جا رہے ہیں ایگل گرل کی آنکھیں نم ہوئی تھی
۔۔ ایگل گرل میں نے پہلے دن ہی تمہیں کہا تھا اگر اس ٹیم میں شامل
ہونا ہے تو اپنی آنکھوں کو اپنے دل کو بنجر زمین کی طرح کرنا ہو گا ڈیول

کار روک کر سفاکیت سے ایگل گرل کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔۔ ایگل
گرل اپنی آنکھیں صاف کر کے خود پر خول چڑھائے بیٹھ گئی ڈیول نے
کارسٹارٹ کر دی۔۔ اپنے اڈے پر پہنچ کر ڈیول کار کو پارک کر کے
آفس میں داخل ہوا۔۔ ار کے؟ ڈیول نے سوالیہ نظروں سے اس کی
طرف دیکھا۔۔ ڈیول لاہور کی ایک نہر ہے میں تمہیں اس کی لوکیشن
سینڈ کرتا ہوں وہاں نور صالح نے اپنی جان دی تھی۔۔ ڈیول ہاں میں سر
ہلاتا باہر جا کے کار میں بیٹھ میں گیا جب ار کے نے لوکیشن سینڈ کی ڈیول
اسی وقت کارسٹارٹ کر گیا۔۔ نہر کنارے پر کار روکی سورج طلوع
ہو چکا تھا جس کی روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔۔ نور تمہارے ساتھ
اب میرا ماضی جڑ چکا ہے تمہیں تو ہر حال میں ڈھونڈ کے رہو گا ڈیول دل
میں عہد کرتے آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔۔ میں خود سے عہد کرتا ہوں
ہر اس انسان کو ختم کر دو گا جس نے آج مجھے اس مقام پر پہنچایا ہے سب

کو دردناک موت سے آشنا کرواؤں گا ڈیول چلاتے ہوئے خود سے عہد
کر گیا تھا۔۔ میری عین بہت جلد اس سب کو حل کر کے تمہارے روبرو
آؤ گا تمہارا ڈیمن تمہارے روبرو آئے گا نیزا کے بارے میں سوچتے
ڈیول کی آنکھیں مسکرائی۔۔۔

تم سے دوری بہت مشکل ہے میری جان ڈیول نے اپنے وائلٹ نکالا
جس میں نیزا کے بچپن کی تصویر تھی۔۔ میں تمہیں بہت مس کرتا ہوں
بہت زیادہ میری وجہ سے آج تمہارا یہ حال ہوا ہے ڈیول ڈیمن آج
جانے انجانے میں اظہارِ ہجر کر گیا تھا۔ ہجر عاشق کو محبوب پر بنا سوچے
سمجھے جان بچھاؤر کرنے کی حد تک فدا کر دیتا ہے تمہارا عشق آج ڈیمن
کو اس موڑ پر لے آیا ہے عین ڈیول اس کی تصویر دل سے لگاتے ہوئے
بولا۔۔۔

ارد شیر گن اٹھاتا گھر سے نکل گیا تھا۔ اس نے اپنے آدمی کو جاسوسی کے لیے چندہ بائی کے کوٹھے پر بھیجا تھا چندہ بائی مرچکی تھی لیکن وہ کوٹھا آج بھی اس کے نام سے مشہور تھا۔ ارد شیر ابھی کار میں بیٹھا تھا جب اسے جاسوس کی کال موصول ہوئی۔ ہاں بولو ارد شیر سخت لہجے میں بولا۔ سر چندہ بائی کی بیٹی کو کسی نے مار دیا ہے اس سے ہی ہمیں معلومات مل سکتی تھی آدمی اپنی بات مکمل کرتا خاموش ہو گیا ارد شیر نے کال بند کر دی۔ ڈیم اٹ، مجھے نور کو ڈھونڈنا ہے مجھے اپنی نور کو ڈھونڈنا ہے ارد شیر چلایا۔ کہاں چلی گئی ہو تم تو کہتی تھی ہم دونوں دوست ہمیشہ ساتھ رہے گے اپنے دوست کو چھوڑ کر کہاں چلی گئی ہو ارد شیر نم آنکھوں سے اپنی اور نور کے پچپن کی تصویر دیکھتے ہوئے بولا

بہت جلدی ہم دونوں ایک ساتھ ہو گے ارد شیر ایک پل کے لیے
خاموش ہو گیا۔۔

ہم دونوں ایک دوسرے کے محرم بن جائے گے ارد شیر اس کی تصویر
پر لب رکھتا ہوا بولا۔۔ تم جانتی ہو نور تم سب سے الگ ہو تمہارے ارد کو
تمہارے علاؤہ کوئی اور لڑکی اچھی ہی لگی یا شاید وہ ہر لڑکی میں تمہیں
ڈھونڈتا تھا اس لیے کوئی اور اچھی ہی نہیں لگی ارد شیر کی گہری کالی
آنکھیں اداس تھی جو کبھی مسکرائے بنا رہ نہیں سکتی تھی بات کرتا تو ایک
سائیڈ پر ڈمپل نمایا ہوتا تھا اس نے سورج کی طرف دیکھا سورج کی
روشنی سے اس کی کالی آنکھیں رنگ بدل کر بھوری ہو کر چمکنے لگی اسے
دیکھ ہر لڑکی اس پر فدا ہو جاتی تھی لیکن وہ انہیں گھاس ڈالنا ضروری نا
سمجھتا تھا۔۔ ارد شیر سیٹ سے ٹیک لگا گیا اسے علم ہی نہ ہوا کب اس کی
آنکھ لگ گئی وہ کل رات سے جاگ رہا تھا۔۔

زور یزدو گھنٹے سے سونے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اسے نیند ہی نہیں
آ رہی تھی اس کا دل کر رہا تھا ڈیول کا گلہ دبا دے وہ اٹھ کر عنائزہ کے
کمرے میں گیا وہ آری تر چھی سوئی ہوئی تھی زور یز بیڈ پر اس کے پاس
بیٹھتے اسے دیکھنے لگا۔ میری جھلی سی بیوی زور یز اس کے دونوں
رخسار پر لب رکھ گیا عنائزہ کسمائی۔ زور یز اسے باہوں میں لیے لیٹ
گیا عنائزہ نے اپنے گرد سخت حصار محسوس کرتے آنکھیں کھول کر دیکھا
زور یز کو اپنے قریب دیکھ کر ہر بڑا کراٹھ بیٹھی۔ تسی ایٹھتے کی کرن
دے او (آپ یہاں کیا کر رہے ہے) عنائزہ غصے سے اس کی طرف
دیکھتے ہوئے بولی زور یز اٹھ کر بیٹھا۔ مجھے اپنی بیوی کی یاد آ رہی تھی تو
سوچا مل آؤ زور یز دوبارہ اسے اپنے حصار میں لیتے لیٹ گیا۔ میں کیری
چوتھے ملے گئی سا ایٹھتے ٹاڈے کارای سا (میں کون سا چوتھے محلے گئی

ہوئی تھی ادھر آپ کے گھر ہی تو ہوں) عنائزہ گھورتے ہوئے بولی۔۔

زرگو آپ کے بغیر آپ کے شوہر کا دل نہیں لگ رہا تھا زوریز نے اس کی پیشانی پر پیار کیا۔۔ تسی اے ہر ویلے کی کردے رہنے دو (آپ ہر وقت یہ کیا کرتے رہتے ہے) عنائزہ نے منہ بنایا۔۔ مجھے لگائیں اپنی زرگو کو پیارا لگتا ہوں یہ سب کرتے ہوئے سبز آنکھوں کو اداس کر کے عنائزہ کی طرف دیکھا۔۔ سونے تے تسی مینوں ہر ٹیم لگدے او (پیارے تو آپ مجھے ہر وقت لگتے ہو) عنائزہ اس کے رخسار پر پیار کر کے شرم کر اس کے سینے میں چہرہ اچھپا گئی۔۔ زرگو کیوں چاہتی ہو میں ابھی رخصتی کر لو زوریز اس کی آنکھوں پر لب رکھتے آنکھیں موندھ گیا وہ ابھی عنائزہ کو اس رشتے کو سمجھنے کے لیے وقت دینا چاہتا تھا۔۔

صبح کے گیارہ بجے شور کی وجہ سے زوریز اور عنائزہ کی آنکھ کھلی کسی کے چلانے کی آواز آرہی تھی عنائزہ ڈر کر زوریز کے ساتھ لگ گئی۔۔

عنائزہ باہر مت انا سے کمرے میں رہنے کا کہہ کر وہ باہر چلا گیا نیچے پہنچا
شد اور لاونج میں کھڑا خونخوار نظروں سے زوریز کی طرف دیکھنے لگا۔
کیا ہوا ڈیڈ پر سکون لہجے میں پوچھا۔ ڈیول، اس ڈیول ڈیمن نے شہناز
بائی کو مار دیا اشتعال سے شد اور کی پیشانی کی رگیں بے حد ابھری ہوئی
تھی۔ آپ کو کیوں ایسا لگ رہا ہے کہ یہ ڈیول کا کام ہے اپنے چہرے پر
پیشانی سجاتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ان طوائفوں نے بتایا اس کی نیلی
آنکھیں صرف نظر آرہی تھی ڈیول اپنا چہرہ کسی کو نہیں دیکھاتا اس کو
زمین پر بوس کرتے چلایا۔

وہ میرے ماضی کی طرف جا رہا ہے زوریز شد اور کے زہن میں صرف
اس لڑکی باتیں گھوم رہی تھی (اس نے کوٹھے پر داخل ہوتے ہی چندہ
بائی کے بارے میں پوچھا تھا)۔ اس کو آپ کے ماضی سے کیا ملے گا
زوریز نے جاننا چاہا آخر ڈیول کو اس کے ماضی سے کیا حاصل ہوگا۔ اگر

اسے میرے ماضی کے بارے میں پتا چل گیا تو وہ مجھ سے پہلے میرے
ثبوتوں تک پہنچ جائے گا جو ان شاہزادوں میں سے کسی ایک کے پاس
ہے شد اور زوریز کی طرف دیکھتے پھنکارا۔۔

یعنی ڈیول اپنا کام شروع کر چکا ہے زوریز خان دل میں مسکرایا۔ تیار
رہوں سب شاہزادوں اور ڈیول ڈیمین شد اور خان مکمل طور پر میدان
میں اترنے والا ہے شد اور خان نے پر اسرار قہقہہ لگایا۔ ڈیڈ آپ کیا
کرنے والے ہے۔ دیکھتے جاؤ میں کیا کرتا ہوں شد اور گردن گھماتے
ہوئے بولا۔ ڈیول ڈیمین میرے اگلے وار کے لیے تیار رہنا شد اور
منمناتا ہوا جیسے غصے سے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا زوریز خان نے اس کا
بڑبڑانا سن لیا تھا۔

ڈیڈ اتنا ہوا میں اڑنا اچھی بات نہیں ہوتی جب پر کٹتے ہے تو اس انسان منہ
کے بل زمین پر گرتا ہے زوریز دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے

کمرے میں چلا گیا عنائزہ ڈر کر بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔ زر گو سب ٹھیک ہے
کچھ بھی نہیں ہوا زوریز اس کے پاس بیٹھتے اس کے بکھرے بال
سنوارتے ہوئے بولا۔۔ عنائزہ ہاں میں سر ہلاتی اپنے آپ کو اس میں
چھپا گئی۔۔

سب مرد آفس گئے ہوئے تھے عورتیں ساری گھر میں موجود تھی نیشہ،
اسمہ اور انشا ہو سپیٹل نہیں گئیں تھی اور باقی سب لڑکیوں نے کالج سے
چٹھی کر لی تھی سب لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔۔ امی بور ہو رہے یار عانیہ
صوفے پر الٹالیٹ کرا انگلیوں سے زمین پر کچھ لکھ رہی تھی۔۔ بور تو
واقعی میں ہو رہے ہے اسمہ منہ بناتے ہوئے بولی۔۔ ایک کام کریں ہیرا
جھٹ سے بولی۔۔ کیا؟ سب نے سوالیہ نظروں سے ہیرا کو دیکھا۔۔
پجامہ پارٹی کرتے ہے، ہم سب لڑکیاں نائٹ سوٹ پہن کر بیک سائیڈ

پر جو پول بنا ہے وہاں ڈیکوریشن کر کے انجوائے کرتیں ہیں ہیرا ایک سانس میں پوری بات کہہ گئی۔۔

کیسا لگامیرا آئیڈیا ہیرا نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

پرفیکٹ سب ایک ساتھ بولی سوائے انیزا اور عرتج کے۔۔ یہ پجامہ پارٹی کیا ہوتی ہے اس میں پجامہ پہنتے ہے سب انیزا اور عرتج کے سوال اور معصومیت پر مسکرائیں۔۔ اس میں سب ٹائٹ سوٹ پہنتے ہے اور

انجوائے کرتے ہے عرتج کو تو انشا کی بات کی سمجھ آگئی لیکن انیزا ابھی بھی سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ یہ۔۔! انشا کو سمجھ نہیں آرہی تھی اسے کیسے سمجھائے۔۔ چھوٹی قمیض ہوتی ہے اور

ساتھ کھلا ٹروزر ہوتا ہے انشا اس کی پیشانی پر پیار کرتے ہوئے بولی۔۔

سب لڑکیاں ڈیکوریشن کرنا شروع ہو چکی تھی ساتھ میں انہوں نے

ملازمین کو لگالیا تھا۔۔ انشا اور اسمہ سناٹکس تیار کر رہی تھی۔۔ رات کے

چھ بجے تک انہوں نے بیک سائیڈ نہایت خوبصورت طریقے سے سجائی
تھی دیواروں پر پنک لائٹس لگائی تھی زمین پر دو بڑے میٹرس رکھ کے
ان کے اوپر پنک چادر اور پنک کشن رکھے تھے پول کو چاروں طرف
سے کینڈل سے سجایا تھا اس کے اندر گلاب بکھیرے ہوئے تھے دوانچ
اونچا ٹیبل دونوں میٹرس کے درمیان میں رکھ کے اس کے اوپر کھانے
کی چیزیں سجائی تھی۔ آٹھ بجے تک سب تیار ہو کر بیک سائیڈ پر اکھٹی
ہو گئی تھی سب نے پنک کلر کانسٹ سوٹ پہن کر پنک کلر کا ہی ہجاب
کیا تھا۔ آپی پنک کلر کتنا پیار الگ رہا ہے عرتج چاروں طرف نظریں
دور اتے ہوئے بولی۔ انیزا منہ بنا کر سائیڈ پر کھڑی تھی اسے اس کے
شاہو کی یاد آرہی تھی۔ انیزا کیا ہوا اسمہ اس کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے
بولی۔ امی شاہو انیزا رونا شروع ہو گئی۔ بیٹا آجائے گا آپ کا شاہو
تھوڑی دیر تک اسمہ نے بے حد پیار سے کہا۔ مووی دیکھتے ہے ماورہ

نے سامنے لگے پرو جیکٹر پہ مووی لگائی۔۔ سب ایک دوسرے کے
کندھے پر سر رکھ کر مووی دیکھنے لگ گئیں۔۔

سب مرد حضرات کو کام ختم کرتے ہوئے رات کے گیارہ بج گئے تھے
تقریباً بارہ بجے سب ایک ساتھ گھر پہنچے۔۔ سب نے نظریں دوہرائیں
خالی لاؤنج انہیں منہ چڑھا رہا تھا۔۔ کمرے میں ہوگی سب بڑبڑاتے
ہوئے اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔ عالیان زیان اور عیشان لاؤنج میں
بیٹھ گئے۔۔ ارسلان کمرے میں داخل ہوا، کمر خالی تھا اس نے کمرے
میں ہر جگہ دیکھا ڈریسنگ روم میں، واش روم میں، سٹڈی روم میں اسے
انیزا کہیں نظر نہ آئی اس کے دل میں عجیب و غریب وسوسے آنا شروع
ہو گئے۔۔ گڑیا کہاں ہو اس طرح تنگ نہیں کرتے، آئندہ لیٹ نہیں
آؤگا حیاتم ارسلان بے چینی سے کمرے ارد گرد دیکھنے لگا شاید کہیں سے
وہ باہر آجائے۔۔

احمد شاہ کمرے میں داخل ہوا کمر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا احمد نے لائٹس آن کی۔۔ اسمہ جان اندر ہو تم احمد نے واش روم کے باہر کھڑے ہوتے پوچھا کوئی جواب نہ ملنے دروازہ کھولا کوئی اندر نہ تھا۔۔ زید نے کمرے کا دروازہ کھولا ہر چیز بکھری پڑی تھی واش روم سے پانی کی آوازیں آرہی تھی زید مسکراتا ہوا واش میں داخل ہوا شاہور آن تھا لیکن کوئی اندر موجود نہ تھا۔۔ کہاں گئی ہے ہیرا زید کا دل گھبرانا شروع ہو گیا کہ کہیں اس کا باپ یا بھائی اسے لے نہ گیا ہو زید نے ڈریسنگ روم چیک کیا وہاں بھی کوئی نہ تھا۔۔

ازہان کمرے میں گیا ماورہ کا کمر اسائیں سائیں کر رہا تھا ڈریسنگ روم، واش روم چیک کیا ماورہ کہیں پر بھی نہ تھی اس کا چچا ازہان کے دل میں خیال آیا اس نے پریشانی سے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا۔۔ رضا، سیان اور ساجاد کا بھی کچھ یہی حال تھا۔۔ سب ایک ساتھ اپنے اپنے کمرے سے

باہر آئے۔۔ سب کے چہروں کی ہوائیاں اڑ گئی تھیں وہ ایک دوسرے کے چہرے دیکھنے لگے نیچے جاتے کوئی لاونج چیک کر رہا تھا کوئی کچن کوئی گارڈن انہیں وہ کہیں نظر نہ آئیں۔۔ کیا ہوا آپ سب کو کیا ڈھونڈ رہے ہیں وہ تینوں ان کے زرد چہرے دیکھتے ہوئے بولے۔۔ نہیں مل رہی سب اپنی اپنی بیویوں کے نام لیتے پریشانی سے ایک ساتھ بولے۔۔ کیا مطلب نہیں مل رہی آپ دیکھے یہی کہیں پر ہوگی عالیاں ٹیک لگاتے بولا۔۔ ہاں دیکھ نہ عرتج تیرے پاس بیٹھی ہوئی ہے سیان نے جل کر کا بول کے پریشانی سے اپنے بلائی لب پر زبان پھیری سیان اور ان سب سنجیدہ چہرہ دیکھ وہ تینوں کھڑے ہو گئے۔۔ پول سائیڈ پر چیک کیا آپ سب نے زیان نے پوچھا سب نہ میں سر ہلاتے پول سائیڈ پر گئے سب کے منہ کھل گئے انھیں دیکھ کر وہ سب قہقہے لگا رہیں تھیں، ارسلان نے اپنی گڑیا کی طرف دیکھا جس کے لیے وہ پریشان ہو رہا تھا دل میں

ناجانے کیسے عجیب و غریب و سو سے آرہے تھے وہ آرام سے بیٹھ کر
چہکتے ہوئے چاکلیٹ کھا رہی تھی دواس نے بائیں ہاتھ میں پکڑی تھی
اور ایک کودائیں ہاتھ سے کھا رہی تھی اس کے منہ پر چاکلیٹ لگی تھی
سائیڈ پر کوئی بیس چاکلیٹس کے ریپر اور دس بند پڑی ہوئی تھی پنک
حجاب اور پنک نائٹ سوٹ پہنے وہ اسے جیتی جاگتی گڑیا لگ رہی تھی
ارسلان شاہ کا سارا غصہ جھاگ کی طرح بہہ گیا۔

زید شاہ کی نظر اپنی دشمن جاں پر گئی وہ سب کے ساتھ مل کر ہنس رہی
تھی جو اپنے شوہر کو بھلائے آرام سے پارٹی انجوائے کر رہی تھی۔
ممسز ایک دفعہ کمرے میں آؤ تم میرے ساتھ پھر تمہیں اچھی طرح
انجوائے کرواؤں گا زید شاہ نے دل میں سوچا۔

اسمہ جان تمہیں تو میں بتاتا ہوں جان نکلنے والی ہو گئی تھی میری تمہیں
گھر میں موجود نہ دیکھ کر احمد شاہ اسمہ پر نظریں گاڑھے کھڑا تھا احمد شاہ

کی اسمہ جان انشا کے کندھے پر سر رکھے اس سے مسکرا کے باتیں کر رہی تھی۔۔

میری کمر کو پلیٹوں سے مالش کروا کے کہا تھا کہ مجھے ہاتھ لگایا تو ہاتھ تڑوا دوں گی عانیہ آپ سے کہہ کر اب تو ہاتھ کہ ساتھ اور بھی بہت کچھ لگاؤ گا تمہیں عرتج شاہ تم نے صرف سیان شاہ کا شرارتی روپ دیکھا ہے آج تم اس کا جنوبی روپ بھی دیکھو گی کر لو جتنا انجوائے کرنا ہے عرتج صاحبہ سیان اسے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا جو معصومیت کی انتہا کیے عانیہ سے کسی بات پر جھگڑ رہی تھی۔۔

ازہان تو منہ کھولے ماورہ کو دیکھے جا رہا تھا جو بے فکر بیٹھی ہوئی تھی اسے جیسے کوئی پرواہی نہ تھا اپنے شوہر کی وہ گھر آیا ہے کہ نہیں اس نے کھانا کھایا ہے یا نہیں، وہ ہر چیز سے بے پروا ہوئے لیز کھا رہی تھی۔۔

رضا کو لگا تھا نہ ہاتھوڑی سی میچور ہے آج اس کی یہ خوش فہمی بھی دور ہو گئی تھی اس کی جانم اپنے سے زیادہ شوار ما اپنے کپڑوں، ہاتھوں اور رخسار کو کھلا رہی تھی نہانے اپنے کپڑوں پر مایو نیز اور کیچپ گیرائی ہوئی تھی وہ ماورہ کی کسی بات پر قہقہہ لگا رہی تھی۔

عالیان، زیان اور عیشان ٹکٹکی باندھے بے حد پیار سے اپنی محبوباؤں کی طرف دیکھ رہے تھے۔

ساجاد نے انشا کی طرف دیکھ اپنی پر ہاتھ مارا ان کی بیوی جو گھر میں سب سے بڑی تھی پول میں ہاتھ ڈال کر پانی سب لڑکیوں پر اچھال رہی تھی۔ جب ماں کا بچپنا ہی ختم نہیں ہوا تو بچے کیسے بڑے ہو گے ساجاد شاہ کی

بات پر سب لڑکوں نے ان کی طرف دیکھا سب ایک ساتھ قدم بڑھاتے ان کے سر پہ جا کے کھڑے ہو گئے۔ ان کو دیکھ سب خواتین ہڑبڑا کے اٹھ بیٹھی انیزا بھاگ کر ارسلان کے سینے سے لگی۔ شاہو

آپ کہاں تھے آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے انیزا روتے ہوئے اپنے
چاکلیٹ سے بھرے ہاتھوں سے اس کے سینے پر مارنے لگی۔۔ میں اپنی
گڑیا کو چھوڑ کر جاسکتا ہو؟ ارسلان پیار بھری نظروں سے اس کی طرف
دیکھتے ہوئے بول کر اس کا حجاب ٹھیک کرنے لگ گیا۔۔ آپ جھوٹ
بولتے ہو آپ نے اپنی حیاتم سے کہا تھا آپ رات کو جلدی آؤ گے انیزا
ارسلان شاہ کے بازو پر دانت گاڑھ گئی۔۔ ارسلان اسے چاکلیٹ سے
بھرے کپڑوں سمت اپنے سینے سے لگا گیا وہ ارسلان شاہ جسے اپنے
کپڑوں پر داغ تو دور کی بات ہے ایک سلوٹ پسند نہ تھی آج اپنی گڑیا
کے گندے کپڑوں کی پروا کیے بغیر اسے خود میں بھینچ گیا تھا سب
لڑکیوں نے رشک کی نگاہ سے انیزا کی طرف دیکھا۔۔ نہیں نہیں بیٹھی
رہو سب ہم تو کسی دوسری دنیا میں چلے گئے تھے واپس تو آنا ہی نہیں تھا
ہم نے سب مرد اپنی اپنی مسسز کی طرف دیکھ کر دانت پیستے ہوئے

بولے وہ سب نظریں جھکا گئیں۔۔ ہمارے شوہروں کو طنز کرنے آتے
ہے ایک انیزا کا شوہر ہے جو اس سے پیار کر رہا ہے جو اس پر اپنی جان
نچھاور کرتا ہے سب لڑکیاں منمنائیں۔۔ بہرے نہیں ہے ہم وہ سب
اپنے بیویوں کو گھورتے ہوئے بولے۔۔ کیا کہا آپ سب نے کہ
ارسلان بھائی جی بھابھی پر جان نچھاور کرتے ہے وہ انہیں ڈانٹے کی
بجائے پیار کر رہے ہے، کیونکہ بھابھی نے انہیں مس کیا ہے ان کے
آتے ہی اس بات کا ظہار کر کے ان کے گلے لگی ہے اور ایک آپ سب
ہے جو اپنے اپنے مجازی خدا کو مس کرنے کی بجائے انہیں اپنی سامنے
دیکھ کر یہ نہیں کہ ان سے پیار بھرے طریقے سے ملے بلکہ دانت نکالنا
شروع ہو گئی ہیں آپ کو طنز نہیں کرے گے تو کیا گلے سے لگا کر یہ کہے
گے جاناں ہم تو آپ سب کی اس ادا پر فدا ہو گئے سیان نے جل کر سب
کو گھوری سے نوازتے ہوئے بولا جو اپنے اپنے شوہروں کو برا کہہ رہی

تھی سب نے سیان کی طرف دیکھا جو سب کی بولتی بند کروا گیا تھا۔
بچاریاں وہ سب تو آنکھیں بند کیے اپنی عزت افزائی ہضم کرنے کی
کوشش کر رہی تھیں۔۔

میرم، عانیہ اور نیشہ اپنی ہنسی پر کس طرح کنٹرول کیے کھڑی تھیں یہ
صرف ان کا خدا جانتا تھا۔۔

شاہو انہیں کہے اتنا غصہ کرنا اچھی بات نہیں ہوتی، یہ کیوں انہیں ڈانٹ
رہے ہے انیزا معصومانہ چہرہ بنا کر ارسلان کی طرف دیکھ کر بولی۔۔
ارسلان نے سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا
انیزا کی صحت پر کوئی برا اثر پڑے۔۔

شاہو آپ بھی ہمارے ساتھ مزہ کرے مجھے آپ کے بغیر مزہ ہی نہیں
آ رہا تھا آپ میرے ساتھ کھلیوں گے انیزا اس کے بازو کے ساتھ سر
لگاتے ہوئے ناز سے بولی ارسلان بے اختیار ہامی میں سر ہلا گیا۔۔ بھا بھی

آپ کھیلے بھائی جی کے ساتھ ہم زرہ اپنی اپنی بیویوں کو کمرے میں لے
جا کے ان کے ساتھ کھیلتے ہے جیسے انہوں نے ہمارے ساتھ چھپن
چھپائی کھیلی ہے سیان سب کی طرف دیکھتے ہوئے بولا سب اپنی اپنی
بیویوں کا ہاتھ پکڑ کے انہیں اپنے ساتھ لے گئے۔۔۔ میرم عانیہ اور نیشہ
خاموشی سے وہاں سے نکل گئی۔۔۔ ان تینوں کے وہاں سے جاتے عیشان
عالیان اور زیان بھی اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔۔

شاہو میرے ساتھ کھیلے انیزا اس کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے بولی
۔۔۔ کیا کھیلنا ہے میری گڑیا نے ارسلان شاہ اس کی پیشانی پر پیار کرتے
ہوئے بولا۔۔۔ مجھے پکڑے انیزا اس سے دور بھاگ گئی ارسلان تیز قدم
اٹھاتا اس کے پیچھے جانے لگا۔۔۔ انیزا بنا پیچھے دیکھے بھاگ رہی تھی جب وہ
سامنے سے آتے ہوئے ارسلان سے ٹکرائی۔۔۔ شاہو انیزا نے روہانسی

ہوتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جی جان شاہو اس کے گرد حصار بنایا۔۔
اتنی جلدی نہیں پکڑنا تھا نیز اس کے سینے پر مگے مارنے لگی۔

گڑیا کیا ہو گیا ہے ارسلان نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے ساتھ لیے میسٹرس
پر بیٹھ گیا نیز انہ نے منہ بناتے رخ دوسری طرف کر لیا ارسلان نے اس کا
رخ اپنی طرف کرنے کے لیے جیسے ہی ہاتھ آگے بڑھایا نیز انہ نے اس کا
ہاتھ جھٹک دیا۔۔

میں ناراض ہوں آپ سے ارسلان شاہ کی آنکھیں اس کی بات پر
مسکرائی اس نے دوبارہ اس کا رخ اپنی طرف کرنا چاہا نیز انہ نے پھر سے
اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔۔ تو میری حیاتم اب کیسے مانے گی، میرے خیال
سے حیاتم چاکلیٹس سے مان جائے گی ارسلان شاہ نے چاکلیٹس کا لالچ

دے کر اسے منانا چاہا، اسے ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا ارسلان کو یقین تھا
انیزا چاکلیٹس کا نام سنتے ہی مان جائے گی لیکن وہ رخ موڑے بیٹھی رہی
وہ انیزا کے سامنے جا کے بیٹھا وہ رو رہی تھی۔۔ گڑیا کیا ہوا ہے ارسلان
اسے اپنے سینے سے لگاتے بولا اس کے سینے سے لگتی وہ ہچکیاں لیتے
رونے لگی ارسلان اس کے گرد حصار سخت کر گیا۔۔ جانِ شاہو کیوں
میرے دل کو تکلیف دے رہی ہوں اپنے آنسوؤں سے اس کا چہرا
سامنے کرتے اس کے آنسو صاف کیے، انیزا کی آنکھیں بے پناہ سرخ
ہو چکی تھی ارسلان شاہ کے ہاتھ جھٹک کر اس سے دور ہو کر بیٹھ گئی اس
کر جاتی ارسلان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ آپ گندے سے پہلے وہ اٹھ
ہو آپ رلاتے ہو مجھے، آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے، آپ مجھے چھوڑ کر
چلے گئے تھے نہیں چاہیے مجھے چاکلیٹس وہ اپنا ہاتھ چھڑوا رہی تھی
ارسلان کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا وہ اچھے سے جانتا تھا انیزا

اس کے ساتھ کس حد تک اٹیچ ہو گئی ہے وہ اس کے بنا ایک پل بھی نہیں رہتی، آج وہ پندرہ گھنٹے سے گھر سے باہر رہا تھا اس نے انیزا کو کال تک نہ کی تھی وہ حیرانگی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا جتنی چاہے بڑی بات ہو وہ چاکلیٹس کا نام سنتے ہی مان جاتی تھی لیکن آج وہ منہ موڑے ہوئے تھی

تو پھر میری حیاتم، میری گڑیا کیسے مانے گی ارسلان شاہ اس کی طرف پیار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا انیزا نے کوئی جواب نہ دیا آج وہ پورا دن ادا اس رہی تھی پورا دن اپنے شاہ کو یاد کرتی رہی تھی وہ بہت زیادہ روتی تھی تاکہ اس کے شاہو گھر واپس آجائے لیکن ارسلان واپس نہیں آیا تھا۔۔۔

نہیں پتا نیچے والا ہونٹ باہر نکالتے گھور کر اس کی طرف دیکھا ارسلان شاہ کو اپنی کانچ کی گڑیا پر ٹوٹ کر پیارا آیا غصے اور رونے کی وجہ سے اس

کی ناک سرخ ہو گئی تھی بے ساختہ ارسلان شاہ اس کی ناک پر لب رکھ
گیا نیز اس کے کندھے پر تھپڑ مارنا شروع ہو گئی۔۔ گندہ کہتے ہوئے
انیز اندر کی طرف بھاگ گئی ارسلان اندر گیا لاونج خالی وہ کہی نہ تھی۔۔
گڑیا کہاں چھپ گئی ہوا اپنے شاہ کو تنگ نہ کرو جلدی سے باہر آ جاؤ
ارسلان شاہ تین منٹ ارد گرد دیکھتا رہا شاید کہیں سے باہر آ جائے لیکن
وہ باہر نہ آئی اس نے لاونج میں ہر جگہ چیک کیا صوفے کے پیچھے، ٹیبل
کے نیچے، کچن میں، گارڈن میں لیکن وہ کہیں پر نہ نظر آئی۔۔ کہاں چلی
گئی ہو، کمرے میں لیکن اتنی جلدی کمرے میں کیسے جاسکتی ہے ارسلان
شاہ منمناتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بھاگا ہر جگہ دیکھ لیا تھا اسے وہ کہیں
پر نظر نہ آئی باہر گارڈن سے پوچھا کہ انیز ابی بی باہر گئی ہے تو انہوں نے نہ
میں سر ہلا دیا۔۔ ارسلان شاہ کی سانسیں پھولنا شروع ہو گئی تھی درد کے
باعث بے ساختہ اس کا ہاتھ دل کے مقام پر گیا اسے اپنا ہاتھ گیلا محسوس

ہوا، دیکھا تو سارا ہاتھ خون سے رنگا ہوا تھا۔۔۔ ارسلان شاہ نے ایک دفعہ
پھر سارا گھر چیک کیا اسے انیزا کہیں پر بھی نظر نہ آئی۔۔۔ یا اللہ میری گڑیا
کو مجھ سے دور مت کرے گا آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ارسلان
شاہ کی شرٹ خون سے بھیگ چکی تھی۔۔۔ اسے اپنی کوئی پرواہ نہ تھی وہ
دل میں دعا کر رہا تھا اس کی گڑیا کو کچھ نہ ہوا ہو اس کی گڑیا گھر میں ہی
موجود ہو اس کا دل گھبرا رہا تھا کہیں اس کی گڑیا کو کچھ ہونہ گیا ہو۔۔۔ اج
پہلی بار ارسلان شاہ صحیح معنی میں گھبرا یا تھا وہ شخص جو ہر وقت سنجیدہ
رہتا تھا جس پر کسی چیز کا اثر نہ ہوتا تھا اسے اس کی گڑیا ایک پل کے لیے
نظر نہ آتی تو وہ پریشان ہو جاتا گھبرا جاتا۔۔۔ ارسلان باہر گارڈن میں کھڑا
تھا جب اسے اندر سے میرم کی چیخنے کی آواز آئی ارسلان شاہ بھاگتا ہوا
اندر کچن میں داخل ہوا میرم رو رہی تھی ارسلان کی نظر جب شیلف کے
نیچے بنے کاؤنٹر میں گئی وہاں انیزا اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ پڑی ہوئی

تھی ارسلان شاہ اسے اپنی باہوں میں اٹھائے لاونج میں لے جاتے
صوفے پر لٹا گیا۔ گڑیا آنکھیں کھولو حیاتم آنکھیں کھولو ارسلان شاہ
اس کے گال تھپتھپاتے ہوئے کہہ رہا تھا میرم پاس کھڑے روئے جا
رہی تھی پانی لے کر آؤ ارسلان شاہ نے میرم کی طرف دیکھا میرم فوراً
کچن میں جاتے پانی لے آئی ارسلان نے اس سے پانی لیتے انیزا کے منہ پر
پانی کے چھینٹے ماریں انیزا نے اپنی پلکوں کو ہلکی سی جنبش دی۔
گڑیا آنکھیں کھولو ارسلان اس کا سر اپنی گود میں رکھ کر اس کے گال
تھپتھپانے لگا انیزا نے موندی موندی آنکھیں کھولی، ارسلان کی طرف
دیکھتے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے وہ ڈر رہی تھی کہیں اس کا شاہو
اسے ڈانٹ نہ دے میرم انیزا کو ہوش میں دیکھ خوش ہوتے آگے بڑھ
کر اس کے گلے لگنے لگی جب ارسلان انیزا کو ڈرتے دیکھ اسے اپنی باہوں
میں اٹھائے کمرے میں لے گیا۔ میرم کو اپنے بہنوئی پر بے انتہا غصہ

آیا جو ہر وقت اس کی بہن کے ساتھ چپکار ہتا تھا وہ جب بھی اپنی بہن کے پاس جانے کی کوشش کرتی تو ارسلان شاہ انیزا کو اپنے ساتھ لے جاتا تھا۔ ارسلان نے نہایت ہی آرام سے انیزا کو بیڈ پہ بیٹھا کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔ گڑیا یہ کیا حرکت تھی ارسلان شاہ نے بے حد پیار سے پوچھا وہ انیزا پر سختی نہیں کرنا چاہتا تھا ارسلان نے اس کا حجاب اتار کر میں ناراض تھی آپ سائیڈ ٹیبل پر رکھا وہ پسینے سے بھیگی ہوئی تھی۔

سے کیونکہ آپ مجھے اکیلا گھر چھوڑ کر چلے گئے تھے انیزا نے ہاتھ نچاتے ہوئے کہہ کر چہرے پر آئے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے ایک ادا سے کہا ارسلان شاہ کو وہ واقعی میں ایک گڑیا لگ رہی تھی۔

حیاتِ یہ گندی بات ہے ایسے کسی کو پریشان نہیں کرتے ارسلان شاہ نے اس کا ناک کھینچتے ہوئے کہا۔۔۔ آپ پریشان ہوئے تھے؟ خوش ہوتے سوال کیا ارسلان شاہ نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا جو اس کے

پریشان ہونے پر خوش ہو کر کھلکھلا کر اس کی طرف دیکھ رہی تھی
ارسلان شاہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ ایسے کیا
دیکھ رہے ہیں میری طرف جب مجھے صبح سے آپ نے اکیلا چھوڑ دیا تھا
تب میں بھی ایسے ہی پریشان ہوئی تھی میں روئی تھی آپ میرے پاس
نہیں تھے مجھے چپ کروانے کے لیے اب مزہ آیا جب میں نظر نہیں آئی
پریشان ہوئے نا آپ بھی وہ خوش ہوتے فخریہ انداز میں اپنا کارنامہ بتا
رہی تھی جیسے اس نے بہت اچھا کارنامہ سرانجام دیا ہوا ارسلان شاہ
صرف اپنا سر ہلاتا رہ گیا وہ اسے کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ اس کا
ذہن 10 سال کی بچی کی طرح تھا۔۔۔ انیزا کے بال جو بار بار چہرے پر آ
ایک ادا سے پیچھے کرتے بیڈ پر لیٹ گئی ارسلان شاہ کو رہے تھے انہیں
اپنی کانچ کی گڑیا پر ٹوٹ کے پیار آیا۔۔۔ سونا نہیں ہے ابھی مجھ سے باتیں
کرو کتنی دیر ہو گئی ہے میں نے اپنی حیاتم سے باتیں نہیں کی چلو شاباش

سونا نہیں ہے آج ہم دونوں خوب ساری باتیں کریں گے ارسلان نے
اسے اٹھا کر بٹھایا۔۔۔ جی نہیں مجھے نیند آرہی ہے میں صبح سے جاگ رہی
ہوں آپ تو آفس جا کر سو ہی گئے تھے مجھے سونا ہے چھوڑے میرا ہاتھ
انیزا اس کا ہاتھ جھٹک کر دوبارہ لحاف اپنے اوپر اوڑھ کر لیٹ گئی۔۔۔ میں
سو گیا تھا؟ ارسلان نے خود کی طرف اشارہ کرتے صدے سے اس کی
طرف دیکھا جو صبح سے میٹنگز اٹینڈ کر رہا تھا جس نے ایک پل کے لیے
سکون کا سانس نہ لیا تھا 15 گھنٹوں سے وہ آفس کے کاموں میں
مصروف تھا لیکن اس کی حیاتم کے لیے وہ 15 گھنٹے سے صرف سو ہی رہا
تھا۔۔۔ جان شاہ تنگ نہ کرو چلو اٹھو مجھے باتیں کرنی ہیں تم سے میں اپنی
سے بے پناہ آج باتیں کرنا چاہتا ہوں میں اپنے دل کی ہر بات اپنی حیاتم
حیاتم کو سنا نا چاہتا ہوں ارسلان اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھاتا اس کے
گرد سخت حصار بنا گیا۔۔۔

شاہو مجھے سونا ہے مجھے نیند آرہی ہے انیزا اس کے سینے پر مگے مارنے لگی
ارسلان نے اسے پھر بھی نہ چھوڑا بلکہ وہ اس کے گرد اپنا حصار اور زیادہ
سخت کر گیا انیزا کا موڈ ٹھیک ہوتے نہ دیکھ ارسلان کو ایک ترکیب
سو جھی جس سے انیزا کا موڈ بھی ٹھیک ہو جاتا اور ارسلان شاہ اس سے
جی بھر کر باتیں بھی کر لیتا۔

حیاتم ہم گیم کھیلیں؟ ارسلان شاہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سوال
کیا انیزا خوش ہوتے فوراً ہاں میں سر ہلا گئی۔
چلو میں آپ سے سوال پوچھتا ہوں اور آپ اس کے جواب دینا ٹھیک
ہے ارسلان اس کے بال پیچھے کرتا بولا جو بار بار اس کے چہرے پر آرہے
تھے انیزا نے اس کی بات پر ہاں میں سر ہلایا۔

نیند یا پھر شاہو؟

شاہو انیزا نے خوش ہوتے اس کے گردن میں بازو حائل کیے۔

سٹوریز یا پھر شاہو۔۔ ارسلان مسکراتی آنکھوں سے اس سے سوال کر رہا تھا۔۔

شاہو انیزا نے جھٹ سے جواب دیا۔۔

اگر شاہو آپ سے کچھ چھپائے تو آپ اپنے شاہو سے ناراض ہوگی یا پھر اس کی بات کو سمجھیں گی؟ ارسلان شاہ اس کے جواب کا منتظر تھا وہ اس کا جواب سننا چاہتا تھا اگر انیزا کو اصلیت پتہ چل جاتی تو وہ اس سے ناراض ہوتی یا پھر اسے سمجھتی۔۔

مجھے پتہ ہے میرے شاہو کبھی مجھ سے کچھ چھپائیں گے نہیں اور اگر چھپا بھی دیں گے تو پھر بھی میں ان سے ناراض نہیں ہوں گی انیزا بچوں کی طرح ہاتھ نچاتے ہوئے بول کر اس کے کندھے پر سر رکھ گئی۔۔

آپ کے شاہو غصے کے تھوڑے سے تیز ہیں اگر انہیں کبھی میری حیاتم نے غصہ کرتے دیکھ لیا تو میری حیاتم کیساری ایکٹ کرے گی؟۔۔

غصہ کرنا بری بات ہے غصہ نہیں کرتے غصے سے انسان کا دماغ ختم ہو جاتا ہے اس لیے آپ نے غصہ نہیں کرنا اگر آپ غصہ کرو گے تو میں آپ کو ڈانٹوں گی اور، اور انیزا سوچنے لگی کہ وہ اسے کیا جواب دے اپنے سر پر ہاتھ رکھتے وہ چھت کی طرف دیکھتے ہوئے آنکھیں گھما رہی تھی۔۔

آپ کو ماروں گی بھی اگر آپ غصہ کرو گے انیزا اس کے کان کھینچتے ہوئے بولی ارسلان شاہ کی آنکھیں مسکرائی تھی وہ جو کسی کو اپنے آپ کو ہاتھ نہیں لگانے دیتا تھا اپنی حیاتم کے ہاتھ لگانے پر وہ اسے کچھ نہ کہتا تھا چاہے وہ اس کی ڈمپلز پر دانت گاڑھتی تھی یا اس کے کان کھینچتی وہ بس مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھتا جیسے وہ اپنی حیاتم کو پہلی دفعہ دیکھ رہا ہو اس کی نظریں ہمیشہ ہی ایسی ہوتی تھی وہ چاہے پوری رات پورا دن اسے دیکھتا رہتا اس کا جی نہ بھرتا تھا۔۔۔

شاہو مجھے بھی کو تسحبن کرنے ہیں آپ سے انیز آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے
بولی۔۔۔

آخری سوال اس کے بعد میرے حیاتم جتنے چاہے مجھ سے سوال پوچھے
میں کچھ نہیں کہوں گار سلان اس کی پیشانی پر پیار کرتے ہوئے پیار
بھرے لہجے میں بولا۔۔

چاکلیٹ یا شاہوار سلان شاہ نے اس کی طرف دیکھا اسے پتہ تھا اس کی
حیاتم چاکلیٹ ہی چنے گی لیکن پھر بھی وہ اس کے جواب کا منتظر تھا کہ وہ
کیا کہے گی وہ ار سلان شاہ کو چنے گی یا پھر چاکلیٹس کو۔۔

اگر مجھے کوئی کہے گا کہ تمہیں تمہارا شاہو چاہیے یا پھر چاکلیٹس، تو میں
اسے کہوں گی مجھے میرا شاہو دے دو پھر وہ مجھے ڈھیر ساری چاکلیٹس
لا دے گے انیز آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی ار سلان شاہ کا دل کیا وہ

مسکرائے لیکن اس کے اوپر چڑھے خول نے اسے مسکرائے سے روکے رکھا۔۔۔

اب میں سوال پوچھوں گی اور آپ جواب دیں گے جھوٹ نہیں بولنا سچ سچ جواب دینا ہے انیزا گھور کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی ارسلان شاہ ہاں میں سر ہلا دیا گیا۔۔۔

میں آپ سے جو بھی کہوں گی آپ میری ساری باتیں مانا کر وگے؟ آنکھیں چھوٹی کر کے ارسلان کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کہ ہاں میں جواب ہونا چاہیے نہیں تو میں آپ کو ماروں گی۔۔۔

میں اپنی حیات کی ہر بات مانوں گا بشرطیکہ وہ بات میری حیات کے لیے صحیح ہو اس سے میری حیات کا نقصان نہ ہو اسے کوئی تکلیف نہ ہو

ارسلان شاہ اسے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا اسے اپنے سینے سے لگا لے وہ بس اس کے پاس اس کے قریب رہے اس سے دور

نہ جائے جب اسے اس کی حیاتِ نظر نہ آئی تھی اس کی سانسیں پھولنے
لگی تھی وہ اس سے ایک پل کی بھی دوری برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔
یسیے یعنی آپ میری ہر بات مانیں گے، تو پھر آپ مجھے صبح ڈھیر ساری
چاکلیٹس لا کر دو گے اور اگر آپ نے نہ لا کر دی تو میں آپ کو ماروں گی
انیزا ناز سے اور غصے سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی ارسلان شاہ
مسکراتی ہوئی آنکھوں سے ہاں میں سر ہلا گیا۔۔۔

مجھے ایک بات بتاؤ تم آج پورا دن تمہارے پاس کون رہا ہے ارسلان شاہ
نے اس سے سوال کیا اسے عانیہ کے رنگ اس میں نظر آ رہے تھے جو ہر
وقت لڑنے کو تیار رہتی تھی کوئی اس کی چھوٹی سی بات نہ مانتا تو وہ مارنے
پر آ جاتی تھی انیزا بھی بار بار مارنے کی بات کر رہی تھی اس لیے ارسلان
نے اس سے پوچھنا ضروری سمجھا۔۔۔

ہاں آج عانیہ آپنی میرے پاس رہی تھی میں رورہی تھی انہوں نے مجھے
چپ کروایا اور کہا لا جلدی آجائیں گے اپ روئیں نہ انہوں نے مجھ
سے بہت پیار سے بات کی وہ بہت اچھی ہیں انیزا خوش ہوتے بتا رہی تھی

--

تمہاری عانیہ آپنی اچھی تو بہت ہیں لیکن وہ میری حیاتیم کی معصومیت ختم
کر دیں گی اور میں یہ نہیں چاہتا کہ میری حیاتیم چلاک بنے میں چاہتا
ہوں میرے حیاتی معصوم ہی رہے میں اپنی اس معصوم سی حیاتیم پر ہی تو
مرتا ہوں ارسلان شاہ نے دل میں سوچا ارسلان پلک جھپکے بنا اس کی
طرف دیکھ رہا تھا انیزا کی آنکھیں نیند سے بند ہو رہی تھی ارسلان اسے
بیڈ پر لٹا کر اس کے اوپر لحاف اڑ گیا انیزا دو منٹ کے اندر ہی گہری نیند سو
گئی ارسلان نے سائیڈ سے ٹشو پکڑ کے اسے تھوڑا سا گھیلا کر کے انیزا کے
رخسار صاف کرنے لگا انیزا نے جب اس کے کندھے پر سر رکھا تھا اس

کے رخسار پر خون لگ گیا تھا ارسلان نے اسے نہ بتایا تھا کیونکہ وہ خون دیکھ کر ڈر جاتی تھی۔۔

اس کے رخسار سے خون صاف کر کے ارسلان شاہ و اش روم میں چلا گیا ارسلان نے اپنی شرٹ اتار کر سائیڈ پر پھینکی خون اس کے سارے سینے پر جم گیا تھا ارسلان کی کمر پیچھے لگے شیشے سے نظر آرہی تھی اپنی کمر پر نشانات دیکھ کر ارسلان شاہ کی آنکھیں اشتعال اور غصے سے سرخ پڑ گئی اس کے کمر پر جو نشان تھے وہ اسے اس کے ماضی کی یاد دلاتے تھے اس دن جب زید شاہ اس کی شرٹ اتار کر اس کے سچرہ دیکھنے لگا تھا تو ارسلان نے اسے روک دیا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا اس کے یہ زخم کوئی دیکھے وہ خود ایک ماہر سرجن تھا وہ چاہتا تو اپنے یہ نشانات مٹوا سکتا تھا جب وہ اپنے نشانات کو دیکھتا تھا اسے اس کے ماضی کی تلخ یادیں یاد آتی تھی وہ ان یادوں کو بھلانا نہیں چاہتا تھا۔۔

سائیڈ بنے ڈرا سے کاٹن نکال کر اپنے سینے پر لگے خون کو صاف کرنے لگا
خون صاف کر کے بلیک کلر کا ٹراؤزر شرٹ پہن کر وہ باہر آیا وہ زیادہ تر
کالارنگ ہی پہنتا تھا یا پھر ڈارک گرے یا نیوی بلو کلر پہنتا تھا اسے اور
رنگ نہیں پسند تھے۔۔ وہ باہر آیا اس نے اپنے آپ کو آئینے میں دیکھا
بال پیشانی پر بکھرے ہوئے، نیلی آنکھیں جو سرخ ہوئی تھی اس کی
سرخ و سفید رنگت گردن، پیشانی اور بازوؤں کی رگیں ابھری ہوئی
تھی وہ بے حد خوبصورت تھا لوگ اسے ایک دفعہ دیکھ لیتے تو آنکھیں
جھپکنا بھول جاتے لیکن اسے سلان شاہ کو اپنی اس خوبصورتی سے نفرت
تھی اپنا خوبصورت چہرہ دیکھ کر اس کا دل چاہتا تھا اپنے چہرے پر چاقو پکڑ
کر بے انتہا نشانات بنائے اسے نفرت تھی اپنے اس چہرے سے اسے
نفرت تھی اپنی خوبصورتی سے اسے نفرت تھی اپنی ذہانت سے اسے
اپنے آپ سے نفرت تھی۔۔۔ اپنی اس ذہانت اور خوبصورتی کی وجہ

سے جو نقصان اور جو خسارہ ماضی میں اس کے ہاتھ آیا تھا وہ چاہ کر بھی نہیں بھول سکتا تھا۔۔۔

وہ خاموشی سے بیٹھ کے پاس گیا انیزا کے پاس بیٹھ کر اسے دیوانوں کی طرح دیکھنے لگا نیند تو اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔

تمہیں پتہ ہے میں جس کو چاہتا ہوں وہ مجھ سے دور ہو جاتا ہے جب تمہیں اصلیت پتہ چلے گی تم بھی شاید مجھے چھوڑ دو ماضی میں تو میں اپنوں سے دوری برداشت کر گیا تھا لیکن تمہاری یہ دوری برداشت نہیں کر پاؤں گا تمہارا شاہوتم سے ایک پل کے لیے بھی دور نہیں رہ سکتا مجھ سے کبھی دور مت ہونا یہ سانسیں رک جائیں گی دل دھڑکنا بند ہو جائے گا شاہو اپنی حیاتم کے بغیر کچھ نہیں ہے پوری رات ارسلان شاہ کی آنکھوں میں کٹنے والی تھی۔۔۔

زید ہیرا کا بازو پکڑے کمرے میں داخل ہوا پوری طاقت سے دروازہ بند کرتے وہ ہیرا کی طرف مڑا۔

کیا ہو رہا تھا وہاں پہ اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا ہیرا نظریں جھکا گئی اسے معلوم تھا اگر وہ کوئی جواب دیتی تو زید کو اور زیادہ غصہ آتا پھر اس کی خیر نہ تھی کچھ ماہ پہلے وہ اس کا غصہ اچھی طرح دیکھ چکی تھی اب اس کا کوئی ارادہ نہ تھا زید شاہ کا غصہ دوبارہ دیکھنے کا وہ خاموشی سے بیڈ پر جا کے بیٹھ گئی اس کی یہ حرکت زید شاہ کو اور زیادہ غصہ دلا گئی۔ یہ اکڑ کسے دکھا رہی ہو تم زید شاہ اس کے پاس جاتا اسے بازو سے پکڑ کے کھڑے کرتے اپنے قریب کر گیا ہیرا نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا زید شاہ کی آنکھیں بے انتہا سرخ ہو گئی۔

زید میں آپ کو اگنور نہیں کر رہی اور نہ ہی کوئی اکڑ دکھا رہی ہوں ہم سب لڑکیاں گھر میں بور ہو رہی تھی تو سوچا سب مل کر تھوڑا ہلاکلا کر

لے ہم لوگ باہر تو کہیں نہیں گئی تھی جو آپ سب کو اتنا غصہ آرہا ہے
ہیرامنہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔

غصہ ہمیں تم لوگ کے ہلاکلا کرنے پر نہیں آرہا ہم جب گھر داخل
ہوئے ہمیں گھر میں کوئی نظر نہ آیا، ہم سب نے اپنے اپنے کمروں میں
چیک کیا کہ شاید تم لوگ کمرے میں ہو تم لوگ کمرے میں بھی نہ تھی
کچن میں چیک کیا لاؤنچ ہر جگہ گھر کا کونا کونا چیک کیا ہمیں تم لوگ کہیں
نظر نہ آئی ہماری جو حالت اس وقت ہوئی تھی وہ ہمیں یا ہمارے خدا کو
پتہ ہے جتنے دشمن ہمارے ہیرا اس وقت بن چکے ہیں تم خواب و خیال
میں بھی سوچ نہیں سکتی ہمارے دل میں اس وقت جو وسوسے آرہے
تھے ہمیں لگا ہمارے دشمنوں نے تم لوگوں کو زید شاہ ایک پل کے لیے
خاموش ہو گیا اس کی رگیں بے حد ابھری ہوئی تھی جیسے ابھی پھٹ
جائیں گی۔۔ جب ہم لوگ پول سائیڈ پر گئے تم لوگ کو ہنستے ہوئے دیکھ

ہم لوگ کا دل کیا تم سب کا سر پھاڑ دیں یا اپنا سر پھاڑ لیں ہم لوگ یہاں
پریشان ہو رہے تھے اور تم سب وہاں بیٹھے مسکرا کر باتیں کر رہے تھیں
قہقہے لگا رہی تھیں ہیرا نظریں جھکا گئی ان لوگوں نے یہ تو سوچا ہی نہ تھا
جب ان کے شوہر گھر آئیں گے انہیں گھر کے اندر موجود نہ دیکھ ان کی
کیا حالت ہوگی۔۔۔

سوری ناہمیں معلوم ہی نہ تھا کہ آپ لوگ اتنی ٹینشن لے لو گے ہماری
آئندہ ایسا نہیں کریں گے سوری ہیرا نے کان پکڑ لیے کیونکہ وہ زید شاہ
کے غصے کو جانتی تھی اگر وہ اکڑ دکھاتی تو کام خراب ہو سکتا تھا اس لیے
اس نے پیار سے بات کو ختم کرنا چاہا۔۔

آئندہ ہیرا ایسا مت کرنا تم نہیں جانتی اس وقت میری کیا حالت ہوئی
تھی تمہیں کمرے میں موجود نہ دیکھ کر سب سے پہلے تو میرے دل میں
یہ خیال آیا تمہارا بھائی اور تمہارا باپ تمہیں مجھ سے دور لے گئے ہیں

زید شاہ اس کی پیشانی پر پیار کرتا بولا ہیرا نم آنکھوں سے اس کی طرف
دیکھنے لگی اسے ایک پل کے لیے یقین ہی نہ ہوا یہ وہی پرانا زید ہے جو اس
پہ تشدد کرتا تھا آج وہ اتنے پیار بھرے لہجے سے اس سے بات کر رہا تھا،
ماورہ بھا بھی نے ٹھیک کہا تھا اگر میں زید کے ساتھ اپنے تعلقات سہی کر
لوں تو میں ان سے بھی زیادہ لکی نکلوں گی ہیرا نے دل میں سوچا وہ ٹکٹکی
باندھے زید شاہ کی طرف دیکھ رہی تھی زید شاہ آنکھوں میں خمار لیے
اس کی طرف دیکھنے لگا دونوں ایک دوسرے میں مکمل طور پر کھوئے
ہوئے تھے۔۔۔

زید شاہ بے ساختہ ہیرا کے رخسار پر لب رکھ گیا۔۔ ہیرا تم نے مجھے
واقعی میں معاف کر دیا ہے نازید نے سوالیہ نظروں سے ہیرا کی طرف
دیکھا وہ اپنے آپ کو ہر چیز کے لیے قصور وار ٹھہرا رہا تھا جب کہ ہیرا بھی
برابر کے قصور وار تھی لیکن ہیرا سب کچھ بھلا کر اپنے رشتے میں آگے

بڑھ چکی تھی لیکن زید شاہ ابھی ابھی اسی سب میں تھا اس نے آج تک
کبھی کسی عورت کی طرف دیکھا تک نہ تھا اس نے کبھی سوچا نہ تھا کہ وہ
عورت ذات پر ہاتھ اٹھائے گا اس پر تشدد کرے گا اسے یہ پچھتاوا زندگی
بھر رہنا تھا کیونکہ وہ کہتا ہوتا تھا کہ عورت ذات پر ہاتھ نامرد اٹھاتا ہے
مرد کبھی اپنی عورت پر ہاتھ نہیں اٹھاتا۔

میں نے آپ کو معاف کر دیا ہے آپ کی اتنی غلطی نہ تھی جتنی غلطی
میری تھی معافی تو مجھے مانگنی چاہیے آپ سے ہر روز کیونکہ میری غلطی
کی وجہ سے ہمارا بچہ ہیرا کی انکھوں سے آنسو بہنے لگے وہ خاموش ہو گئی
کچھ پل کے لیے۔

ہمارا بچہ ہم سے دور ہوا تھا مجھے معلوم تھا کہ میری طبیعت خراب ہے
لیکن میں نے کسی کو نہ بتایا کہ مجھے واٹس ہوتی ہے مجھے چکر آتے ہیں
میں نے اس بارے میں کسی کو علم تک نہ ہونے دیا میرے سر میں بے

انتہا درد رہتا تھا اس وجہ سے مجھے نیند نہیں آتی تھی میں نے روز ایک نیند
کی گولی کھانا شروع کر دی جو اپنا اثر دکھا گئی تھی میں نے اپنا بچہ کھو دیا اپنی
غلطی کی وجہ سے سب سے بڑا خسارہ میرے ہاتھ آیا میری اس غلطی کی
وجہ سے ہمارا رشتہ طلاق کی نوبت تک پہنچ گیا تھا میں کبھی خود کو معاف
نہیں کر پاؤں گی زید آپ سے زیادہ اس سب میں میری غلطی ہے مجھے
معاف کر دیں ہیرا اس کے سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع
ہو گئی اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔۔۔

خاموش ہو جاؤ ہیرا جو ہونا تھا ہو گیا جو خسارہ ہماری قسمت میں لکھا تھا وہ
ہمیں مل چکا ہے اب اس سب کے بارے میں بات کر کے ہمیں کچھ
حاصل نہیں ہو گا تو بہتر یہی ہے ہم اس سب کو بلانے کی کوشش کریں
اور ایک بہتر زندگی جیسے جس میں صرف خوشیاں ہوں ہم دونوں ہوں

ایک ساتھ زید اس کا چہرہ سامنے کرتے اس کے آنسو صاف کرتے اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا ہیرا کانپ رہی تھی۔۔۔

ان آنکھوں میں اب مجھے آنسو نظر نہ آئیں اگر آنسو نظر آئے تو پھر وہی سزا دوں گا جو میں نے آئس لینڈ میں دی تھی زید شاہ اپنی بات سے نہیں پھرتا زید شاہ شرارتی لہجے میں بولتا آنکھ مار گیا ہیرا اس کی شرارت پر ہنستے ہوئے ہاں میں سر ہلا گئی۔۔

مجھے آپ کی ہر سزا منظور ہے میں بہت خوش قسمت ہوں کہ میرے شوہر نے اتنی غلطیوں کے بعد بھی مجھے اپنا یا مجھے بیوی کا درجہ دیا مجھے تو لگتا تھا میری زندگی میں میرے جو محرم ہیں کبھی مجھے پیار نہیں دیں گے میرے باپ نے کبھی مجھ سے پیار نہیں کیا وہ ہمیشہ کام میں مصروف رہتا باہر اس نے میری ماں سے صرف دولت کے لیے شادی کی تھی اسے بیٹوں کی طلب تھی دانیال کے پیدا ہونے پر وہ بہت خوش ہو

ہوئے تھے لیکن جب میں پیدا ہوئی انہوں نے مجھے اٹھایا تک نہ تھا میرا
وہ نام نہاد بھائی وہ ہر غلط کام میں ملوث تھا لڑکیوں کے ساتھ کلب میں
جانا غلط کام کرنا آپ نے جو تصویریں دیکھی تھی وہ سب ہیرا کہتے ہوئے
پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی ہیرا راجپوت وہ لمحہ کبھی نہیں بھلا
سکتی تھی جب اس کا بھائی اسے وہ واحیات کپڑے پہنا کر اپنے ساتھ
کلب میں لے کر گیا تھا اور اس لڑکے نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھا تھا جب
بھی وہ اس لمحے کے بارے میں سوچتی اس کا دل چاہتا تھا اپنے جسم کا وہ
حصہ کاٹ کر پھینک دے جہاں اس لڑکے نے ہاتھ لگایا تھا۔۔۔

بھول جاؤ وہ سب جو کچھ ماضی میں ہوا آئندہ مجھے یہ بات دہرائی نہ پڑے
ہیرا، ویسے اگر تم اپنے شوہر کو خوش رکھنا چاہتی ہو تو بیویوں والے کام
بھی کر سکتی ہو جو بیویاں کر کے اپنے شوہر کو خوش کرتی ہیں مجھے اچھا لگے

گاباتی تمہاری مرضی ہے زید شاہ پہلے سختی سے کہتے بعد میں شرارتی لہجہ اپناتے ہیرا کو تنگ کرنے لگا۔۔۔

مجھے تو نہیں پتا بیویاں کون سے کام کر کے شوہروں کو خوش کرتی ہیں ہیرا کندھے اچکاتے ہوئے بولی زید شاہ اس کے لہجے میں شرارت محسوس کرتے زوردار قہقہہ لگا گیا۔۔۔

ویسے اگر تم چاہو مسز تو میں تمہیں بتا سکتا ہوں بیویاں کون سے کام کرتی ہیں زید اسے کمر سے پکڑتا اپنے قریب کر گیا ہیرا اس کے قریب کرنے پر ہڑبڑا گئی۔۔۔

ج۔ جی نہیں مجھے نہیں جانتا بیویاں کون سے کام کرتی ہیں اور نہ ہی مجھے وہ کام کرنے ہیں آپ نہ چپ چاپ سو جائیں ٹائم بہت زیادہ ہو گیا ہے مجھے بھی نیند آرہی ہے ہر وقت ٹھکرک پن جھاڑتے رہتے ہیں اور کوئی کام ہی نہیں آتا آپ کو ہیرا آنکھیں دکھاتے ہوئے بول کر بھاگ کے بیڈ

پر جا کے لیٹ کر اپنے اوپر لحاف اوڑھ گئی زید شاہ اس کی سپیڈ دیکھتا رہ گیا۔۔

بیگم ایسی بھی میں نے کیا بات کہہ دی ہے جو تم شرلی کی طرح بیڈ پر جا کر لیٹ گئی ہوا اٹھو نہیں سونا مجھے باتیں کرنی ہیں زید اس کے اوپر سے لحاف کھینچ کر اس کے پاس بیٹھ گیا ان کے درمیان ایک انچ کا فاصلہ تھا ہیرا آنکھیں پھاڑ کر غصے سے زید کی طرف دیکھنے لگی جیسے کہنا چاہ رہی ہو مجھے نیند آرہی ہے مجھے سونے دیں لیکن زید شاہ آنکھوں میں خمار لیے اس کی طرف دیکھ رہا تھا ہیرا اس کی آنکھوں میں جذبات دیکھتے نظریں جھکا گئی زید شاہ اس کی ادا پر دل و جان سے فدا ہوا تھا۔۔

کیا باتیں کرنی ہیں آپ نے ہیرا آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے بول کر اس کے کندھے پر سر رکھ گئی زید شاہ کے لب مسکرائے تھے۔۔ میری بیگم کو

کتنے بی بی چاہیے زید کے سوال پر ہیرا شرم سے سرخ ہوتی اس کی طرف دیکھنے لگی۔۔

یہ ک۔ کیسا س۔ سوال ہے زید ہیرا کی زبان لڑکھڑائی تھی زید نے کندھے اچکا دیے۔۔

بیگم ایک نارمل سوال ہی تو کیا ہے میں نے بتاؤ کتنے بے بی چاہیے۔۔
جتنے اللہ دے گا ہیرا کہتے ہوئے اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی زید شاہ
دل کھول کر مسکرایا تھا۔۔

پہلے رضا مندی تو اللہ کی ہی ہوتی ہے اور اللہ کے بعد کچھ مرضی انسانوں
کی بھی شامل ہوتی ہے مسز زید شاہ اس کی کمر پر گرفت سخت کرتے اس
کا چہرہ سامنے کرتے اس کے رخسار پر لب رکھ گیا۔۔

زید آپ کتنے بے شرم ہیں آپ کو شرم نہیں آتی ایسی باتیں کرتے
ہوئے آدھی رات کو آپ کو ایسی باتیں کرنی یاد آرہی ہیں چپ کر کے

سو جائیں مجھے بہت نیند آرہی ہے ہیراروہانسی ہوئی تھی بمشکل اپنی
مسکراہٹ پر کنٹرول کیا تھا کیونکہ ہیرا کے تاثرات دیکھ کر لگ رہا تھا اگر
زید شاہ ہنسنا تو ہیرا پاس پڑا وہ اس اٹھا کر زید کے سر پر مار دے گی۔
مسز ایسی باتیں رات کو ہی کی جاتی ہیں زید اسے اپنے بے انتہا قریب کر
گیا تھا ہیرا کی آنکھیں باہر نکلنے کو تھی زید باز آجائیں مجھے بہت نیند آرہی
ہے مت کریں ہیراروہانسی ہوئی تھی اس کی آنکھیں نم ہو گئی تھی۔
اچھا اچھا رومت کچھ نہیں کر رہا زید اس کی پیشانی پر پیار کرتا اسے اپنے
ساتھ لیے لیٹ گیا وہ اسے اور زیادہ تنگ نہیں کرنا چاہتا تھا ہیرا اس کے
سینے پر سر رکھتے آنکھیں بند کر گئی۔

میری طرف ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں آپ احمد اسمہ نے احمد کو خود کی
طرف گھورتے دیکھ اس سے پوچھا۔

بہت اچھا کارنامہ سرانجام دیا ہے نا آپ نے اسمہ جان احمد شاہ دانت
پیتے ہوئے بولا اسمہ منہ بنا کر صوفے پہ جا کے بیٹھ گئی احمد شاہ نے گھور
کر اس کی طرف دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا ہو کام خود الٹا کیا ہے اور ناراض
بھی خود ہی ہو رہی ہو، اسمہ رونا شروع ہو گئی اسمہ کو روتے دیکھ احمد فوراً
اس کے پاس گیا اس کے آنسو صاف کرنے لگا۔

ٹینشن بھی خود ہی تم نے مجھے دی ہے اور اب رو بھی خود ہی رہی ہو احمد
شاہ روہانسی ہوتی اس کی طرف دیکھنے لگا اسمہ نے گھور کے اس کی طرف
دیکھا۔

میں نے کون سی ٹینشن دی ہے آپ کو منہ بناتے ہوئے بولی احمد شاہ نہ
میں سر ہلاتے سیدھا ہو کے فاصلے پر بیٹھ گیا اسمہ کو اس کا یوں دور ہو کے
بیٹھنا برا لگا۔

کیا کر دیا ہے ہم سب نے جو آپ سب مرد ہمیں ناراضگی دکھا رہے ہیں
ہم گھر بور ہو رہی تھی تو سوچا تھوڑا سا ہلا گلا کر لیں سب اسمہ نے اس کا
رخ اپنی طرف کر کے اسے منانا چاہا۔

ہلا گلا کر نا تھا تو ان سب لڑکیوں کو کرنے دیتی تم کیوں گئی تھی احمد شاہ
نے بے تکا سوال کیا اسمہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

کیا مطلب؟ میں کیوں گئی تھی آپ چاہتے ہیں میں ایک کمرے میں بند
رہوں کمرے سے باہر بھی نہ نکلو اسمہ کو آج احمد کا رویہ عجیب سا لگ رہا
تھا وہ پہلے ایسی باتیں کبھی نہیں کرتا تھا۔

میرے کہنے کا وہ مطلب نہیں ہے اسمہ میں بس احمد شاہ ایک پل کے
لیے خاموش ہو گیا۔ جب تمہیں کمرے میں موجود نہ پایا تم نہیں
جانتی میری اس وقت حالت کیا ہوئی تھی، تم سب تو وہاں مزے کر
رہی تھی لیکن ہم مردوں کی جو حالت ہوئی تھی تم لوگوں کو گھر میں

موجود نہ دیکھ کر وہ ہم یا ہمارا خدا جانتا ہے احمد شاہ بے حد پیار سے کہتے
اس کی پیشانی پر بوسہ دے گیا اسمہ خم آنکھوں سے مسکرائی۔۔
یہ آئیڈیا ہے کس کا تھا پارٹی کرنے کا احمد شاہ نے آنکھیں چھوٹے کر کے
اسماء کی طرف دیکھا نظریں جھکا کر احمد شاہ کے سینے سے سر ٹکا گئی احمد شاہ
اس کی چالاکی اچھے سے سمجھ گیا کہ وہ اسے بتانا نہیں چاہتی احمد نے اس
کے گرد سخت سار بنا لیا۔۔

بیویوں کو یہ کام اچھی طرح آتے ہیں جب شوہر کو کوئی بات نہ بتانی ہو تو
گلے لگ جاتی ہیں یا کوئی ویسی حرکت کر دیتی ہیں کہ شوہر بیچارہ،۔۔ اس
کی بولتی ہی بند ہو جاتی ہے احمد شاہ کی بات پر اسمہ نے مسکراتے ہوئے
اس کی طرف دیکھا احمد نے آنکھ ماری اسمہ اس کے کندھے پر تھپڑ رسید
کرنا شروع ہو گئی۔۔

ہاں تو شوہر ایسی بات پوچھیں ہی ناجو بیویاں بتانا نہ چاہتی ہوں اور اس طرح کی بے شرمی مجھے نہ دکھایا کریں احمد شاہ کی ہلکی سی بیرڈ کو اسمہ نوچنا شروع ہو گئی اس نے اسمہ کے ہاتھ پکڑ کے پیچھے کی طرف لے جاتے اپنے ایک ہاتھ میں پکڑے۔۔

کیوں اپنے شوہر کے خوبصورت چہرے کو بگاڑنا چاہتی ہو اسمہ جان تمہارا جو شیطان ہے اس نے نہیں مجھے چھوڑنا اس نے کہنا ہے ہاں کوئی کارنامہ سرانجام دیا ہو گارات کو اسی وجہ سے یہ نشانہ ہے اس کا دماغ ہمیشہ الٹی طرف ہی جاتا ہے احمد شاہ سیان کے بارے میں سوچتے ہوئے نہ میں سر ہلاتے اسمہ کو آنکھیں دکھا کر کہہ رہے تھے احمد شاہ کی بات پر دل وہ کھول کر ہنسی احمد نے دل میں اس کی نظر اتاری۔۔

ویسے بیگم میں کیا سوچ رہا ہوں ایک بیٹی اور ہونی چاہیے تھی میری مجھے میری تین چار بیٹیوں کی چاہت تھی لیکن ایک ہی ہوئی اس کے بعد احمد

شاہ آنکھ مار دے خاموش ہو گیا اسمہ اس کے لہجے میں شرارت محسوس کرتے اور اس کی بات کا مطلب سمجھ کر اسے مارنا شروع ہو گئی۔۔

ایک بات بتاؤ آج پورا دن تم کس کے ساتھ رہی ہو بات بات پہ مار رہی ہو مجھے احمد نے اس کے ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب کیا اسماء نے کھا جانے والی نظروں سے احمد کی طرف دیکھا احمد اس کی آنکھوں پر لب رکھ گیا۔۔۔

اف جب تم یہ نیلی آنکھیں بڑی کر کر مجھے دیکھتی ہو بے پناہ پیار آتا ہے تم پر دل چاہتا ہے میرے دل میں تمہارے لیے جتنا پیار ہے سب تم پہ نچھاور کر دوں اپنی جان تم پہ نچھاور کر دوں احمد شاہ اس کے چہرے پر آئے بال پیچھے کرنے لگا اسمہ شرم سے چہرہ جھکا گئی احمد شاہ اس کا سرخ چہرہ دیکھ کر دل کھول کر مسکرایا آج اسے وہ پرانی اسمہ لگ رہی تھی جو بات بات پر شرما جاتا کرتی تھی آج اس کی شرم میں وہی رنگ نظر آ رہا

تھا جو احمد شاہ کئی سالوں سے دیکھنا چاہتا تھا جسے وہ بے حد مس کرتا تھا۔۔۔

احمد مجھ سے ایسی باتیں نہ کیا کریں۔۔ تو پھر کس سے کیا کروں ایسی باتیں اگر تم چاہتی ہو میں تمہارے ساتھ نہ کروں ایسی باتیں تو پھر میں کسی اور سے احمد شاہ "اور" پر زور دیتے ہوئے بول کر خاموش ہو گیا اسمہ اس کی بات پر پھر رونا شروع ہو گئی احمد شاہ نے اپنی پیشانی مسلی احمد شاہ کو اسمہ کی یہ رونے والی عادت سے بچپن سے ہی چڑھتی تھی وہ اکثر اسمہ کو ڈانٹ دیتا تھا جب وہ روتی تھی اس کی ڈانٹ پر وہ چپ ہونے کی بجائے اور زیادہ رونا شروع ہو جاتی تھی احمد شاہ نے اسے ڈانٹا بند کر دیا تھا وہ جب بھی روتی تھی احمد یا تو اسے چپ کرواتا اگر اسے زیادہ چڑھوتی تو وہ اپنی پیشانی مسلنا شروع ہو جاتا تھا۔۔

اسمہ جان تم جانتی ہونا مجھے تمہاری یہ رونے والی عادت سے کتنی چڑ ہے
مجھ سے نہیں برداشت ہوتا جب تم روتی ہو میرا دل چاہتا ہے جس کی
وجہ سے تم رو رہی ہو اس وجہ کو ختم کر دوں اور آج تم میری وجہ سے رو
رہی ہو میرے ایک چھوٹے سے مذاق کی وجہ سے، رونا بند کر دو اسمہ
جان یہ نہ ہو میں خود کو نقصان پہنچالوں اسمہ نے تڑپ کر اس کی طرف
دیکھا وہ ایسا ہی تھا جنونی چھوٹی چھوٹی بات پر وہ خود کو نقصان پہنچانے کی
بات کر جاتا تھا یہ نہ جانتے ہوئے کس کی اسمہ جان کو کتنی تکلیف ہوتی
ہے وہ سفاک بنا کہہ جاتا تھا۔

کیا کہا ہے آپ نے پھر کہیں ذرا کشن اٹھا کر اسے مارنا شروع ہو گئی احمد
نے اسے پیچھے کرنا چاہا اسمہ نے احمد کے ہاتھوں پر گٹھنے رکھ کر بیٹھتے اس
کے کان پر دانت گاڑھ گئی اس نے تکلیف سے آنکھیں بند کی اسمہ اس کا
سرخ چہرہ دیکھتے اس کی گردن پر دانت گاڑھ گئی یہ پرواہ کیے بغیر کہ

جب صبح سب اس کی شوہر کی گردن اور کان پر دانتوں کے نشان
دیکھیں گے تو وہ کیا جواب دے گا۔

اب اگر آپ نے ایسی کوئی بات کی نا احمد میں آپ کا سر پھاڑ دوں گی اسمہ
اس کے سینے سے لگتی اس کی کمر پر مگے مارنے لگی۔

میں نے سوچا تھا کمرے میں جا کر تم پر تھوڑا رو ب جما کر حق وصول
کروں گا لیکن یہاں تو بیگم صاحبہ کی مار ہی ختم نہیں ہو رہی میں نے
خاک کچھ کرنا ہے احمد نے اسے پیچھے کرتے گھور کر اس کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا اسمہ مسکرا نے لگی احمد شاہ اس کی مسکراہٹ پر ہی توفدا تھا۔
میرے شوہر کو غصہ آرہا ہے عرف آلو کو اسمہ احمد کا ناک کھینچتے ہوئے
بولی احمد شاہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتا رہا۔

احمد آپ اس طرح کیوں دیکھتے ہیں میری طرف اسماء اسے پلک جھپکے بنا
خود کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھ اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی
اس میں فوراً اسمہ کا ہاتھ اپنی آنکھوں سے ہٹایا۔

کیونکہ مجھے میری اسمہ جان حد سے زیادہ خوبصورت لگتی ہے، اس کی
نیلی آنکھیں مجھے دیوانہ کرتی ہیں، اس کی ادائیں مجھے کچھ اور سوچنے ہی
نہیں دیتی، اس کی باتیں مجھے اپنے سحر میں جکڑتی ہیں، میں اپنی اسمہ
جان کا اسیر ہوں، میں چاہتے ہوئے بھی اس کے سحر سے نہیں نکل سکتا
احمد شاہ اپنی شہد ر نگ آنکھوں سے اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھتے
ہوئے خمار بھرے لہجے میں بولا اسمہ کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھی احمد شاہ
اس کی دھڑکنوں کا شور سنتا مسکرایا تھا وہ بے خود سا ہوتا اسمہ میں کھونے
لگا تھا وہ شرماس کر اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی کھڑکی سے نظر آتا چاند بھی
ان کے ملن پر مسکرایا تھا۔

اذہان کمرے کا دروازہ بند کے ماورہ کو گھورنے میں مصروف تھا وہ چپ
کر کے بیڈ پر بیٹھی تھی ماورہ کو اس وقت سب سے مشکل کام اپنی ہنسی پر
کنٹرول کرنا لگ رہا تھا۔

میں تمہارا کیا لگتا ہوں؟ اذہان نے غصے سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے
سوال پوچھا ماورہ مسکراتی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔

میرے مجازی خدا ماورہ کہتے ہوئے ہنسنا شروع ہو گئی اذہان کو اس کے
ہنسنے پر اور زیادہ تپ چڑھ گئی وہ تیز قدم اٹھاتا ماورہ کے سر پر پہنچا وہ
آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

مجازی خدا اذہان الفاظ کو لمبا کرتے ہوئے بولا، اسی مجازی خدا کو آپ
بھلائے وہاں پر پارٹی انجوائے کر رہی تھی تب اس مجازی خدا کی یاد نہیں
آئی کہ اس مجازی خدا نے کچھ کھایا ہے یا نہیں وہ گھر آیا بھی ہے کہ نہیں

بس اپنی پارٹی انجوائے کرنے کی پڑی ہوئی تھی اذہان دانت پیستے ہوئے
بولا ماورہ اس کے لہجے میں غصہ محسوس کرتے معصومانہ چہرہ بنا کر اس کی
طرف دیکھنے لگی۔۔

میں تمہارے اس فرضی معصوم چہرے سے نہیں پگھلنے والا بیوی تو بہتر
یہی ہے یہ معصومیت کا ڈھونگ رچنا بند کر دو اذہان غصے سے کہتا ہوا بیٹھ
کی دوسری سائیڈ پر جا کر لیٹ گیا ماورہ رونے والا منہ بنا کر اس کی طرف
دیکھنے لگی اذہان نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا۔۔

شوہر یہ تو اچھی بات نہیں ہے نا اس طرح ناراض نہیں ہوتے ماورہ اس
کے قریب ہوتے اس کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکا کر اس کا چہرہ دیکھنے لگی
اذہان نے اپنا کندھا ہلایا تاکہ وہ پیچھے ہو جائے لیکن ماورہ اکڑ کر اس کے
کندھے پر ٹھوڑی ٹکائے بیٹھی رہی۔۔

شوہر سوری نہ اب نہیں کرو گی ایسا ناراض تو نہ ہونا پکا آپ کے گھر
آنے سے پہلے میں تیار بھی ہوا کروں گی آپ کے لیے کھانا بھی بنایا
کروں گی اور آپ سے کھانے کا پوچھو کروں گی بلکہ کھلا بھی دیا کروں گی
ماورہ اس کے رخسار پر اپنا رخسار رکھتے اس کے گرد حصار بنا گئی۔۔۔
اذہان اٹھ کر بیٹھتے ہوئے اس کی طرف دیکھنے لگا ماورہ آنکھیں پٹیٹاتے
ہوئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ گئی۔۔۔

اب یہ جو کچھ کہا ہے کل سے وہ کرنا بھی ہے اگر نہ کیا تو بات نہیں کروں
گاتم سے اذہان اسے اپنے قریب کرتے خود کے سینے سے لگا گیا۔۔
ویسے ایک بات بتائیں آپ سب کو غصہ کس بات پر آیا تھا آنکھیں
چھوٹی کر کے اذہان کی طرف دیکھا۔۔

نہیں ہمیں غصہ کہاں آیا تھا ہم تو خوشی سے ناچ رہے تھے کہ ہماری
بیویاں گھر نہیں ہیں ہمیں کہیں پہ نظر نہیں آرہی نہ کمرے میں نہ لاونج

میں نہ کچن میں نہ گارڈن میں ہم لوگ تو خوشی سے ناچ رہے تھے
پورے گھر میں اور جب ہمیں تم لوگ پول کے پاس نظر آئی تو ہمارے
دکھ کا ٹھکانہ نہیں تھا اذہان دانت پیستے ہوئے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا
ماورہ آنکھیں پھاڑے اس کی طرف دیکھنے لگی۔۔

آپ لائن غلط بول گئے ہیں خوشی کا ٹھکانہ نہیں ہوتا، آپ انوکھے ہی ہیں
جن کے دکھ کا ٹھکانہ نہیں ہے ماورہ جل کر ہاتھ نچاتے ہوئے بولی۔۔
جی شاہزادوں کے پاس بیویوں کی جگہ نمونے ہے اس ان کے دکھ کا
ٹھکانہ نہیں ہوتا اذہان بھی جل کر اسی کے انداز میں بولا تھا ماورہ منہ
کھول کر اس کی طرف دیکھتے رہ گئی جو اسے نمونہ بول گیا تھا۔
میں آپ کو نمونہ نظر آتی ہوں ماورہ نے خود کی طرف اشارہ کرتے
خونخوار نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

جو خیر سے آپ سب لڑکیوں کے کارنامے ہیں وہ نمونوں سے کم نہیں
ہیں شوہروں کو بناتائے آپ لوگ وہاں پارٹی انجوائے کر رہی تھی
سبحان اللہ شاہزادوں کی بیویوں پر ماورہ کشن اٹھا کر اذان کو مارنے لگی
اذہان کا زور دار قہقہہ کمرے میں گونجا اس کے قہقہہ لگانے پر ماورہ کشن
کی بجائے اس کے سینے پر تھپڑ مارنا شروع ہو گئی اذان ماورہ کے ہاتھ
پکڑتے ایک ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھا ہنس ہنس کے اس کے پیٹ میں درد
شروع ہو گیا تھا۔

کوئی ہم شاہزادوں کا دکھ نہیں سمجھ سکتا اتنے ذہین شاہزادوں کو بیویاں
نہیں ایٹم بمب ملے ہیں اذان اس کا چہرہ قریب کرتے اس کے رخسار پر
لب رکھ گیا۔

تو آپ سب کو کس نے کہا ہے ان ایٹم بمب کے ساتھ رہیں اور چھوڑیں
میرا ہاتھ اور آج کے بعد آپ نے مجھے ہاتھ لگانا تو اذان مجھ سے زیادہ

ظالم آپ کے لیے کوئی نہیں ہو گا ماورہ اپنے ہاتھ چھڑوائی کمرے سے
باہر جانے لگی جب اذہان دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔۔

تم سے زیادہ ظالم کوئی ہے بھی نہیں اپنی آنکھوں سے قتل کرنا تمہیں
اچھے سے آتا ہے اذہان اسے اپنے بے حد قریب کر گیا ماورہ مزاحمت
کرتے اس سے دور ہونے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

جتنی مرضی کوششیں کر لو بیوی مجھے خود سے دور نہیں کر پاؤ گی اذہان
ساجاد شاہ تمہیں کبھی خود سے دور نہیں کرے گا تم سے ایک پل کی بھی
دوری اسے برداشت نہیں ہے تمہیں علم نہیں ہے میں کتنا بے چین تھا
جب تم مجھے نظر نہ آئی اگر کچھ اور پل تم مجھے نظر نہ آتی تو اذہان شاہ کی
سانسیں بند ہو جانی تھی اذہان اسے خود میں نیچے ہوئے جنونی انداز میں
بولے۔۔۔

ایک پل کے لیے آپ شوہروں کو اگر بیویاں نظر نہ آئیں آپ لوگوں کا
میٹر شارٹ ہو جاتا ہے اور بیویاں ان کا کیا وہ 10 گھنٹے انتظار کریں یا 15
گھنٹے کیا فرق پڑتا ہے ان کی تو کوئی وقعت ہی نہیں ہوتی نا آپ لوگوں کی
نظر میں جیسے آپ مجھ پر غصہ کر رہے تھے پھر تو میرا بھی حق بنتا ہے میں
بھی آپ پر غصہ کروں، پر نہیں بیویاں غصہ کریں تو ان میں اکڑ ہے
شوہر غصہ کریں تو حق ہوتا ہے ماورہ بولنے پر آئی تو بولتی ہی چلی گئی اذہان
خاموشی سے سن رہا تھا اس کی بات صحیح تھی کہ اگر بیویاں غصہ کریں تو
سمجھا جاتا ہے ان میں اکڑ بہت ہے لیکن اذہان شاہ نے اسے غصہ کرنے
سے کبھی منع نہ کیا تھا تو پھر وہ کیوں اسے سنار ہی تھی تو آج زیادہ کام میں
مصروف ہو گیا تھا پہلے کبھی وہ اتنا لیٹ کبھ گھرنے آیا تھا اسے ماورہ کی باتوں
کا برا لگا تھا۔

جانتا ہوں بیوی آج لیٹ ہو گیا تھا آئندہ نہیں لیٹ ہو گا اور آئندہ تم بھی
اس طرح کی کوئی حرکت مت کرنا جب میں گھر آؤں تو تم مجھے کمرے
میں ملو میں گھر داخل ہوتے سب سے پہلے تمہارا چہرہ دیکھنا چاہتا ہوں
اذا ہاں پیار بھرے لہجے میں کہہ کر اسے باہوں میں بٹھائے نہایت ہی
پیار سے بیڈ پر لٹا کر لیمپ آف کر کے خود بھی لیٹ گیا۔

سیان نے عرتج کو کمرے میں لاتے بیڈ پر پھینکا۔
رونامت اسے رونے والا منہ بناتے دیکھ سیان سختی سے بولا عرتج چپ
کر کے بیڈ پر بیٹھ گئی سیان اپنی پیشانی مسلنے لگا وہ اپنے غصے پر کنٹرول کرنا
چاہتا تھا لیکن نہیں کر پار ہا تھا وہ چاروں باپ بیٹے ایک جیسے تھے جب
انہیں ان کے اپنے نظر نہ آتے وہ بے چین ہو جاتے تھے ان کا غصہ ان
کے آپے سے باہر ہو جاتا تھا۔

سیان میں نے کیا کیا ہے روتے ہوئے اس کی طرف دیکھ کے کہا سیان
شاہ کا غصہ اس کی معصومیت دیکھ کر جھاگ کی طرح بہہ گیا۔۔

سیان کی محترمہ تم نے سیان کی جان نکال ڈالی تھی کیا ضرورت تھی
پارٹی کرنے کی اور اگر کرنی بھی تھی تو کم از کم گھر کے اندر والی سائیڈ پر
کرتی تاکہ جب ہم گھر آتے ہمیں کم از کم اتنا تو پتہ ہوتا کہ ہماری بیویاں
گھر میں موجود ہیں سیان اپنے لہجے کو سخت ہونے سے نہ روک پایا عرتج
آنسو بہانا شروع ہو گئی اس سے آج تک کسی نے سخت لہجے میں بات نہ
کی تھی سب نے ہمیشہ اسے پلکوں پر بٹھایا تھا۔۔

سیان اس کے پاس جا کے بیٹھا اس کے آنسو صاف کرنے لگا۔۔ رویا
مت کرو سیان اس کا چہرہ تھام کر رخسار سے سہلانے لگا۔

آپ گندے کیوں بن گئے ہو آپ تو اتنے پیار سے بات کرتے ہو مجھ
سے اب آپ گندے بن کر بات کر رہے ہو عرتج معصومیت کی انتہا

کرتے ہوئے بولی سیان شاہ اس کی معصومیت دیکھتا ہی رہ گیا کہ آخر کوئی اتنا بھی معصوم کیسے ہو سکتا ہے کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے سیان شاہ کو اس کا رونا پسند نہ تھا لیکن سیان کو اس کی نم سر مٹی آنکھیں بے حد پیاری لگتی تھی۔۔

سیان مجھے آئس کریم کھانی ہے عرتج آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے بولی سیان ہاں میں سر ہلاتے کمرے سے باہر چلا گیا وہ یہ سوچ کر اسے کمرے میں لے کر گیا تھا تا کہ اس پر سختی کر سکے لیکن ہمیشہ کی طرح اس کی معصومیت دیکھ کر اس کا غصہ جھاگ کی طرح بہہ گیا تھا چاکلیٹ فلیور آئس کریم کا چھوٹا باکس لے کر کمرے میں آیا عرتج نے بھاگنے والے انداز میں اس کے پاس جا کے اس سے آئس کریم پکڑ کے صوفے پر بیٹھ کر کھانا شروع ہو گئی سیان شاہ اس کی حرکت پر مسکرایا تھا۔۔

سیان کی محترمہ یہاں آپ کا شوہر بھی موجود ہے اس سے آئس کریم کا
باکس لے کر خود کھانا شروع ہو گیا۔ سیان مجھے بھی کھانی ہے عرتج
غصے سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی سیان نے مسکرا کر اس کی
طرف دیکھا۔

سیان کی محترمہ غصہ مت کیا کرو کسی دن سیان احمد شاہ بہک گیا تو انجام
اچھا نہیں ہو گا آئس کریم اس کے رخسار پر لگاتے ہوئے بولا اس کی بات
عرتج کے سر کے اوپر سے گزری۔

سیان عرتج کا چہرہ دیکھتے اچانک اداس ہوا۔ کاش میری بہن کی
معصومیت ختم نہ ہوتی کاش جو کچھ ماضی میں اس کے ساتھ سیان نے دل
میں سوچتے ہوئے اپنا سر تھام لیا۔

سیان پلیز ناراض نہ ہو، یہ لے آپ ساری آئس کریم کھالے، مجھے نہیں
کھانی عرتج رونے والا منہ بناتے ہوئے بولی اسے لگ رہا تھا سیان اس

کے آئس کریم نہ دینے پر ناراض ہے سیان نے پیار بھری نظروں سے
اس کی طرف دیکھا جو اپنی آئس کریم کسی کو بھی نہ دیتی تھی آج اس کے
ادا اس ہونے پر ساری آئس کریم اس کے حوالے کر رہی تھی۔۔
میری محترمہ آپ کھاؤ میرا دل نہیں کر رہا سیان آئس کریم کا چچ اس
کے لبوں کے پاس کرتے پیار سے بولا۔۔

آپ جھوٹ بول رہے ہو آپ کو میں نے آئس کریم نہیں دی آپ اس
لیے ناراض ہو عرتج چچ اس کے لبوں کے پاس کرتے ہوئے بولی سیان
نے اس کے ہاتھ سے آئس کریم کھالی۔۔

ایک بات پوچھوں؟ عرتج نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا
سیان نے ہاں میں سر ہلایا۔۔

آپ مجھ سے پیار کرتے ہو؟ آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے کہا سیان نے ایک
آئی برو اوپر کر کے اس کی طرف دیکھا آج پہلی دفعہ عرتج اس سے اس
طرح کا سوال کر رہی تھی۔

یہ سوال تمہارے دماغ میں کس نے ڈالا ہے عرتج سیان اس کا چہرہ تھام
کر پیار بھرے لہجے میں بولا۔

کسی نے نہیں میں ڈرامہ دیکھ رہی تھی اس میں جو شوہر ہوتا ہے وہ اپنی
بیوی کو کہتا ہے کہ تم مجھ سے پیار کرتی ہو تو اس کی بیوی ہاں کہتی ہے پھر
بیوی بھی اس سے یہی سوال پوچھتی ہے تو اس کا شوہر ہاں میں جواب دیتا
ہے، میں تو آپ سے پیار کرتی ہوں آپ مجھ سے پیار کرتے ہو؟ اس
نے معصومانہ انداز میں کہہ کر سیان کا ہاتھ پکڑا عرتج نے آج پہلی دفعہ
پہل کی تھی وہ سیان کو جھٹکے پہ جھٹکا دیے جا رہی تھی سیان کو بری طرح

کھانسی شروع ہو گئی اس نے کبھی نہیں سوچا تھا عرتج اس سے اس طرح کا سوال کرے گی۔۔

بتائیں نا آپ مجھ سے پیار کرتے ہیں؟ عرتج سننے کے لیے بے تاب تھی کہ سیان اس سے پیار کرتا ہے کہ نہیں۔۔

من پسند ہو تم میری سیان اس کے بالوں پہ نہ محسوس طریقے سے لب رکھتے ہوئے بولا عرتج نے نہ سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔۔

میں آپ کی من پسند ہوں یعنی پیار نہیں کرتے آپ مجھ سے میں بھائی جی کو بتاؤ گی سیان کا دل کیا اس کے اس بے تکے سوال پہ اپنا سر دیوار سے دے مارے وہ ہر دفعہ اس سے ایسے ہی سوال کر جاتی تھی اس لیے سیان شاہ اسے کم ہی اس طرح کے سوالوں کے جواب دیتا تھا۔۔

میری محترمہ شوہر کی من پسند ہونے کا مطلب ہوتا ہے کہ اس کے من کو اس کے دل کو اس کی بیوی عزیز ہے جب کوئی دل کو عزیز ہو جاتا ہے تو

وہ انسان کی سانسوں میں بس جاتا ہے اس کی روح کا حصہ بن جاتا ہے اس کی سانس لینے کی وجہ بن جاتا ہے بیوی شوہر کو مکمل کرتی ہے لیکن اگر وہی بیوی من پسند ہو تو وہ شوہر کو مکمل کرنے کے ساتھ اس کی زندگی کو دنیا کے ہر رنگ سے بھر دیتی ہے وہ مرد اپنے آپ کو دنیا کا سب سے خوش قسمت مرد تصور کرتا ہے، اور سیان شاہ دنیا کا سب سے خوش قسمت مرد ہے کہ اسے اس کی من پسند عورت ملی ہے سیان اس سے بہت گہری بات کر گیا تھا سیان اس کی سرمئی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا یہ اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا اپنی محترمہ کی سرمئی آنکھوں میں دیکھنا۔

یعنی آپ مجھ سے پیار کرتے ہیں سیان کا اب صحیح معنوں میں دل کر رہا تھا کہ وہ اپنا سردیوار سے مار دے اتنا سب کچھ بولنے کے بعد بھی اس کے ذہن میں یہ بات نہ بیٹھی تھی کہ سیان شاہ اس کو جنون کی حد تک

چاہتا ہے وہ اب بھی اس سے یہی پوچھ رہی تھی کہ آپ مجھ سے پیار کرتے ہو یا نہیں۔۔

میری بھولی بھالی، معصوم سی، جھلی سی محترمہ آپ کا سیان آپ سے بے پناہ محبت کرتا ہے وہ اپنی محترمہ کو ہمیشہ ہنستا مسکراتا دیکھنا چاہتا ہے ہمیشہ اس کی آنکھوں میں کھوکھو کر اسے محسوس کرنا چاہتا ہے سیان اس کے بال سہلاتے ہوئے بولا ارتج خوش ہوتی ہے اس کے کندھے سے سر ٹکا گئی۔۔

اب میری محترمہ مجھے بتائیں کہ وہ مجھ سے کتنا پیار کرتی ہے سیان اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔

میں آپ سے بہت بہت زیادہ والا پیار کرتی ہوں عرتج نے اپنے بازو دونوں اعتراف میں پھیلا کر کہا سیان شاہ دل کھول کر مسکرایا تھا ایک شوہر کے لیے اظہار محبت کا لمحہ سب سے زیادہ خوبصورت ہوتا ہے، ہر

احساس سے زیادہ خوبصورت، ہر خوشی سے زیادہ خوبصورت سیان شاہ
کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھی اپنی بیوی کے لبوں سے اظہارِ محبت سن کر۔
محترمہ مجھے اب بہت زیادہ نیند آرہی ہے چلو سوتے ہیں سیان اس کے
ساتھ لیے بیڈ پر گیا لیمپ آف کرتے عرتج کے اوپر لحاف سیٹ کرتے
اسے اپنی باہوں میں لیے لیٹ گیا۔

نیہا یہ سب کیا تھا رضاءِ رازے کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا نیہا نے
کندھے اچکا دیے رضاءِ خود پر ضبط کرتا اس کی طرف قدم بڑھانے
لگا۔

میں نے کچھ پوچھا ہے نیہا رضاءِ کا سنجیدہ چہرہ اور سرخ آنکھیں دیکھ نیہا کو
اس سے ڈر لگنے لگا تھا۔

و۔ وہ م۔ میں نیہا کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی اسے رضا سے
بے انتہا ڈر لگ رہا تھا۔ وہ میں کیا نیہا رضا خان اس نے اپنے لہجے کو دھیمہ
رکھتے پیار سے کہا۔۔۔

ہم سب پارٹی کر رہی تھیں اتنی چھوٹی سی بات کا آپ سب نے ایشو بنالیا
ہے نیہا کو سب پر غصہ آ رہا تھا جو اتنی چھوٹی بات کا اتنا بڑا ایشو بنا رہے تھے
۔۔

نیہا رضا خان زادہ جب انسان کے دشمن حد سے زیادہ بڑھ جائیں اور اسے
اس کی عورت گھر میں نظر نہ آئے تو وہ مرد ایک وحشی درندہ بن جاتا ہے
رضا اس کا بازو سختی سے پکڑتے اپنے قریب کر کے اس کی آنکھوں میں
آنکھیں گاڑتے ہوئے بولا نیہا کپکپا نا شروع ہو گئی تھی اس نے رضا کا ایسا
روپ کبھی نہ دیکھا تھا غصے اور اشتعال سے اس کا چہرہ کان کی لوتک

سرخ ہو گیا تھا اس کی آنکھیں اس حد تک سرخ تھی کہ جیسے ابھی خون نکل آئے گا۔

میری نظروں سے کبھی او جھل مت ہونا جب میں گھر آؤں تم مجھے
میری نظروں کے سامنے چاہیے ہو رضا اس کا بازو چھوڑ کر اس کا چہرہ
تھام کے بے حد پیار سے بولا نم آنکھوں سے نہانے اس کی طرف دیکھا
اسے رضا کا رویہ سمجھ نہیں رہا تھا۔

عورت کی آنکھیں نم اچھی نہیں لگتی وہ ہمیشہ مسکراتی ہوئی اچھی لگتی ہیں
رضانے اس کی آنکھوں پر لب رکھ کر نہا خود سے لگا گیا نہا اس کی بات پر
ادا سی سے مسکرائی۔

اچھا ٹھیک ہے ہم آئندہ جو بھی کام کریں گیں گھر کے اندر والی سائیڈ پر
کریں گی اب آپ جائیں مجھے نیند آرہی ہے بھائی نے آپ کو میرے

کمرے میں دیکھ لیا تو پھر ڈانٹیں گے آپ کو نیہار رضا کو دروازے کی طرف دھکیلتے ہوئے بولی۔

جانم دھکے کیوں دے رہی ہو رضا دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا نیہانے اسے باہر جانے کا اشارہ کیا وہ کندھے اچکا کر ڈھیٹ بنے وہیں کھڑا رہا۔

رضا صاحب پلینز جائیں باہر مجھے سونا ہے کوئی دیکھے گا تو کیا کہے گا رخصتی سے پہلے ہی ہر دوسرے دن رات کو اپنی بیوی کے کمرے میں چلا جاتا ہے نیہا آنکھیں گھماتے ہوئے بولی رضا نہ میں سر ہلاتے وہیں پر کھڑا رہا۔

کسی اور کا تو پتہ نہیں تمہارا وہ شیطان بھتیجا ضرور کہے گا کہ رضا بھائی ہر دوسرے دن رات کو پھپھو کے کمرے میں چلے جاتے ہیں پتا نہیں کیا کھا کے امی نے اسے پیدا کیا تھا وہ انسان کم شیطان زیادہ ہے ہر کسی کا

بھانڈا پھوڑ دیتا ہے آج گیا ہوا ہے نا اپنی بیوی کے کمرے میں صبح
تمہارے اس بھتیجے کی اچھی خاصی خبر لوں گا میں مجھے باتیں کرتا تھا کہ
میں اپنی بیوی کے کمرے میں ہر دوسرے دن رات کو جاتا ہوں اب اس
سے پوچھوں گا رات کو بیوی کے کمرے میں کون کون سے کارنامے کر
کے آیا ہے رضا ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا اسے سیان پہ بے حد غصہ تھا
اس کی وجہ سے وہ چار دن اپنی بیوی کے کمرے میں نہیں جاسکا تھا۔۔۔
آپ سب کو شرم نہیں آتی سارے گھر والوں کے سامنے لگے ہوتے
ہیں یہ اپنی بیوی کے کمرے میں گیا تھا، میں اپنی بیوی کے کمرے میں
چلے جاؤں تو ان کو آگ لگ جاتی ہے میں رومانس کر لوں تو یہ ہو جاتا ہے
وہ ہو جاتا ہے شرم نامی چیز نہیں ہے آپ سب میں آپ سب کی بہنیں
پاس بیٹھی ہوتی ہیں مائیں پاس بیٹھے ہوتی ہیں بے شرمیوں کی طرح آپ
لوگ لگے ہوئے ہوتے ہو بہنوں کے سامنے کے بے حیاؤں کی طرح

لگے ہوئے ہوتے ہیں آپ سب نیہا گھور کر اس کی طرف دیکھ رہی تھی
اسے بے انتہا اثر مند گی ہوئی تھی اپنے بھائیوں کے سامنے جب سیان
نے کہا تھا کہ اس کا شوہر رخصتی سے پہلے اس کے کمرے میں ہر
دوسرے دن جاتا ہے۔۔

جانم میں نے تو اس دن کچھ نہیں کہا تھا سیان نے ہی بکو اس کی تھی میں
اور اذہان بھائی تو خاموشی سے بیٹھے ہوئے تھے رضا معصومانہ چہرہ بناتے
ہوئے بولا۔۔

نہیں آپ تو ہیں ہی معصوم نا اور اذہان اسے تو چھوڑ ہی دے اسے تو جو
جگہ ملے وہی پر شروع ہو جاتا ہے بیوی کے ساتھ نیہا کے لطیف طنز پر
رضا چہرہ نیچے کر کے مسکرا نے لگا۔۔

بالکل میں تو ہوں ہی معصوم میں نے آج تک کمرے سے باہر کچھ نہیں کیا بلکہ کمرے میں بھی کچھ نہیں کیا، یا یوں کہوں تم نے کبھی کچھ کرنے ہی نہیں دیا آخری بات رضا نے دل میں کہی تھی۔۔

آپ نا اپنی لمٹ میں رہیں تو بہتر رہے گا آپ کے لیے اور خبردار اگر آپ رخصتی پہلے میرے کمرے میں آئے جب تک رخصتی نہیں ہو جاتی آپ اپنے کمرے میں اور میں اپنے کمرے میں جائے جا کے سو جائے، اپنے کمرے میں رضا کو بیٹھ کی طرف جاتے دیں نہا "اپنے کمرے" پر زور دیتے ہوئے بولی۔۔

جانم بیوی کا کمرہ بھی تو شوہر کا کمرہ ہی ہوتا ہے نارضا اس کا ہاتھ پکڑے بولا نہا نے کھا جانے والی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔

یعنی آپ یہیں پر سوتیں گے رضائے نے فوراً ہاں میں سر ہلایا۔ بالکل جانم
بہت نیند آرہی ہے رضا انگڑائی لیتے ہوئے بول کر بیڈ پر نیم دراز ہو گیا

--

آپ بہت ڈھیٹ ہیں آپ کو اپنے کمرے میں نیند نہیں آتی نہانے اس
کی کمر پر تھپڑ مارا۔ تمہارے اس خانزادے کو اپنی جانم کی خوشبو
محسوس کیے بغیر نیند نہیں آتی رضا سے قریب کرتے بولا نہانے اس کی
بات پر آنکھیں گھمائی۔

مجھے نہیں پتہ تھا پٹھان ایسی حرکات بھی کرتے ہیں اور آپ مجھے بات
بات پر خود کے قریب کیوں کرتے ہیں نہا سیدھی ہو کر لیٹی۔۔۔
کیونکہ میری جانم مجھے ہر وقت میرے قریب چاہیے اور جہاں تک رہی
پٹھانوں کی بات تو پٹھان تو بہت کچھ کرتے ہیں رضا خانزادہ کی آنکھیں
مسکرائی تھی۔۔

اچھا جی، آپ ذرا اب بتانے کی زحمت بھی کر دیں تاکہ مجھے بھی معلوم ہو کہ پٹھان کیا کیا کرتے ہیں نہانے آنکھیں چھوٹی کر کے گردن ٹیڑی کیے اس کی طرف دیکھا۔

چار شادیاں رضا بڑ بڑایا تھا جو نہانے سن لیا تھا۔ تو کریں جا کے چار شادیاں نہا داسی سے کہتے رخ دوسری طرف کر گئی۔

نہا یار میں مذاق کر رہا تھا میں نے کون سی چار شادیاں کرنی ہیں میرے لیے میری ایک ہی کافی ہے رضا پیچھے سے حصار بناتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں کہہ کر اس کے کندھے پر لب رکھ گیا۔

ہاتھ مت لگائیں مجھے پیچھے ہٹیں نہا اس کا ہاتھ اپنے کمر سے ہٹاتے خود سے دور جھٹک گئی۔

جانم سوری، میں تمہارے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا رضا نے اس کا رخ اپنی طرف کرتے اسے خود میں بیچ گیا۔

صبح کے تقریباً پانچ بجے گھر کے سب مرد فجر کی نماز کے لیے مسجد جانے کے لیے کمروں سے باہر نکلے رب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر چہرہ نیچے کرتے نہ میں سر ہلایا۔ مسجد ان کے گھر سے زیادہ دور نہ تھی نماز ادا کر کے وہ ابھی گھر داخل ہوئے تھے جب احمد کی گردن اور کان پر دانتوں کے نشان دیکھ کر سیان کی زبان میں کھجلی ہونا شروع ہو گئی۔ بابرات کو اگر انسان بیوی کے ساتھ مصروف ہو تو ضروری نہیں ہے صبح سب کو دکھاتا ہے پھرے سیان کی بات پر سب نے احمد شاہ کی طرف دیکھا سب چہرہ نیچے کر کے مسکرا نے لگے احمد شاہ نے اپنی گردن اور کان پر ہاتھ رکھتے گھور کر سیان کی طرف دیکھا جس کے پیٹ میں کوئی بات بچتی ہی نہ تھی۔

میری طرف ایسے کیا دیکھ رہے ہیں اپ جائے جا کر ان نشانات کے اوپر کچھ لگائیں ویسے مجھے نہیں پتہ تھا میری اسماء جان کے دانت اتنے نکیلے

ہیں سیان کی بات پر سب نے چھت پھاڑ قہقہہ لگایا۔ احمد شاہ خاموشی
سے اپنے کمرے میں چلے گئے

کس سوچ میں گم ہو ڈیول اے ڈی نے اس کے پاس صوفے بیٹھتے
ہوئے پوچھا۔ جہاں تک مجھے شداور کی ماضی کے بارے میں معلوم
ہوا ہے وہ نور کو لے کر جنونی تھا پھر اس کے مرنے کی خبر پر وہ خاموش
کیوں رہا ڈیول اپنی پیشانی مسلتے ہوئے بولا اے ڈی بھی ڈیول کی بات پر
سوچ میں پڑ گیا۔

یہ ہو سکتا ہے کہ شداور نے ہی اسے مار دیا۔ نہیں اے ڈی شداور جس
حد تک کہ اس کے لیے جنونی تھا وہ اسے مار نہیں سکتا ڈیول اس کی بات
کاٹ کر بول کے کچھ پل کے لیے خاموش ہو گیا۔

کہیں نور شد اور کے پاس ہی تو نہیں ڈیول کے ذہن میں اچانک خیال آیا
اس نے موبائل پکڑ کے زوریز کو کال ملائی جو ایک بیل کے بعد ریسو ہو
گئی۔۔ اگر تم گھر پر موجود ہو تو فوراً شد اور کے پاس جاؤ اور اس سے اپنی
ماں کے بارے میں پوچھو وہ کیا بتاتا ہے فوراً مجھے کال کر کے بتانا ڈیول
نے کہتے ہی کال کٹ کر دی۔۔

زوریز کو بے انتہا غصہ آیا اس کے حکمیاں انداز پر لیکن وہ خاموش رہا
کیونکہ اسے اس کی ماں اپنے پاس چاہیے تھی۔۔ زوریز اس وقت کے
آفس کے باہر تھا ڈیول کے کال بند کرنے پر وہ فوراً آفس میں داخل ہو
کر شد اور کے سامنے والی چیئر پر بیٹھ گیا۔۔

ڈیڈ مجھے آپ سے ایک بات پوچھنی ہے سنجیدگی سے شد اور کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا شد اور نے ہاں میں سر ہلایا۔۔

میری ماں کیسے مری تھی زوریز کے سوال پر شد اور کارنگ اڑ گیا۔
تمہاری ماں نے خود کشی کی تھی نہر میں کود کر شد اور نے کندھے اچکا کر
کہا شد اور نے بات ختم کرنا چاہ رہی تھی۔۔ کیوں؟ زوریز نے سوالیہ
نظروں سے شد اور کی طرف دیکھا۔۔ مرنے سے پہلے مجھے بتا کر گئی
تھی نایہ وجہ ہے اور میں نہر میں کود کر خود کشی کرنے جا رہی ہوں
شد اور جل کر بولا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا آج اسے اس طرح کے سوال
کیوں کر رہا ہے۔۔

لاش ملی اس کی آپ کو ان کی زوریز کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہو گئی
تھی۔۔ نہیں ملی تھی اور اب مجھ سے اس بارے میں کوئی سوال مت
پوچھنا شد اور سنجیدگی سے کہتے ہوئے آفس سے باہر چلا گیا زوریز چیئر
سے ٹیک لگا کے بیٹھ کر ڈیول کو کال کی جو اس نے شد اور سے پوچھایا
شد اور نے اسے بتایا زوریز نے لفظ بالفظ ڈیول کو بتا دیا۔۔

زوریز تمہاری ماں شد اور کے پاس ہے ڈیول کی بات پر زوریز کارنگ
در دپڑ گیا تھا۔ تمہیں معلوم ہے ڈیول تم کیا کہہ رہے ہو وہ بمشکل بول
پایا اس کے ہاتھ کانپنا شروع ہو گئے تھے۔

تمہارے باپ نے تمہاری ماں کو خریدا تھا وہ اس کے لیے جنونی تھا
زوریز جب تمہاری ماں کے مرنے کی خبر شد اور کو پتہ چلی تو وہ خاموش
رہا تھا اس نے کچھ نہیں کیا تھا اور اب تمہارے پوچھنے پر اس کا رنگ اڑ گیا
تھا اس سے یہی سب ظاہر ہوتا ہے کہ تمہاری ماں اس کے پاس ہے یا
اسے معلوم ہے تمہاری ماں کہاں پر ہے زوریز خان کی آنکھیں نم ہوئی
تھی اس کی آنکھوں سے جمع ہوئے آنسو گرنے لگے۔

یہ اب تم ہی پتہ کروا سکتے ہو زوریز کیونکہ تم شد اور کے ہراڈے کی
چھوٹی چھوٹی جگہ سے واقف ہو ڈیول کی آنکھوں میں صرف وحشت ہی
وحشت تھی وہ جلد از جلد نور کو ڈھونڈنا چاہتا تھا۔

ڈیول شد اور کے اڈے بہت زیادہ ہیں میں اس کے ہر اڈے کی چھان
بھین نہیں کر سکتا شک ہو جائے گا زوریز فوراً بولا وہ شد اور کی نظروں
میں نہیں آنا چاہتا تھا وہ ویسے ہی اسے برباد کرنا چاہتا تھا جیسے وہ سب کو
برباد کرتا تھا۔

زوریز اس کا کوئی ایک ایسا اڈا جہاں اس کے سوا کوئی بھی نہ جاتا ہو تم بھی
نہیں ڈیول کی بات پر زوریز سوچ میں پڑ گیا ڈیول اس کے جواب کا منتظر
تھا۔

ایک اڈا ہے ایسا جہاں پہ صرف شد اور جاتا ہے اس کے علاوہ وہاں کوئی
نہیں۔۔ شد اور اس وقت کہاں پہ ہے زوریز کی بات پوری ہونے سے
پہلے بولا۔

پانچ منٹ پہلے وہ آفس سے نکل گیا ہے مجھے نہیں معلوم وہ کہاں پہ ہے
زوریز نے فوراً جواب دیا ڈیول نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔۔ اس کا پیچھا

کرو فوراً اور اپنی گاڑی میں نہیں کسی ملازم کی گاڑی پکڑ لو ڈیول پھنکارا تھا
زوریز بھاگنے والے انداز میں ملازم گاڑی سے شدا اور کا پیچھا کرنے
لگا۔

زوریز اپنی لوکیشن سینڈ کرو مجھے ڈیول آفس سے باہر نکلتے گاڑی میں بیٹھا
زوریز کی لوکیشن سینڈ کرتے ہی ڈیول نے کارسٹارٹ کر دی۔
شدا اور نے گاڑی جنگل کی پاس رو کی زوریز اور ڈیول شدا اور سے پانچ
منٹ کی دوری پر تھے گاڑی سے باہر نکلتے وہ جنگل کے اندر جانے لگا۔
زوریز اور ڈیول نے شدا اور کی گاڑی سے کچھ دوری پر کار روک کر
دونوں باہر نکلے۔

اڈا جنگل میں ہے زوریز ڈیول نے زوریز کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی
سے پوچھا۔ وہ اڈا جنگل میں نہیں ہے ڈیول وہ تو تمہارے علاقے سے

کچھ دوری پر ہے میں نہیں جانتا وہ جنگل میں کیوں گیا ہے دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے جنگل کی طرف قدم بڑھانے لگے۔

شد اور کے موبائل کو ہیک کرو اور اس کی لوکیشن مجھے سینڈ کرو ڈیول

نے ایگل گرل کو میسج کیا ایگل گرل اوکے کا میسج کرتے شد اور کے

موبائل کو ہیک کرنا شروع ہو گئی تین منٹ بعد اس نے شد اور کا

موبائل ہیک کر کے ڈیول کو اس کی لوکیشن سینڈ کی۔

ویسے کبھی میں نے سوچا نہیں تھا کہ تمہاری مدد کروں گا میں زوریز

خانزادہ ڈیول ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔

میں نے بھی نہیں سوچا تھا ڈیول کہ میں تم سے مدد لو گا زوریز آنکھ مارتے

ہوئے بولا ڈیول کو تپ چڑھ گئی اس کی آنکھ مارنے پر۔

تم زندہ کیسے بچے تھے وہاں سے ڈیول نے ایک انی براؤپر کرتے اس کی

طرف دیکھا دونوں جنگل میں چلتے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔

بہت لمبی کہانی ہے کبھی فرصت سے بتاؤں گا تمہیں زریز نے دوبارہ انکھ ماری اس سے پہلے ڈیول اس کا گلا پکڑتا زوریز کا پاؤں کسی چیز نے جکڑا سوکھے پتوں کی سنسناہٹ سی پیدا ہوئی ڈیول نے زوریز کو نہ ہلنے کا اور خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

ڈیول نے موبائل پر شد اور کی لوکیشن چیک کی جو ان سے تین منٹ کی دوری پر تھا اگر وہ ذرا سا بھی شور کرتے تو شد اور کو ان کی موجودگی کا علم ہو جاتا۔ ڈیول نے ارد گرد نظر دوڑائی جنگل میں جال بچھایا گیا تھا اگر زوریز ذرا سا بھی ہلتا تو رسیاں کھینچی جاتی اور وہ درخت کے ساتھ لٹک جاتا۔ ڈیول نے پاکٹ سے باریک سا تیز دھار والا چاقو نکال کر رسی کاٹنے لگا جس نے زوریز کے پاؤں کو جکڑا ہوا تھا۔ پانچ منٹ کے بعد بھی وہ چاقو اس رسی کو نہ کاٹ پایا۔ زوریز تمہارے پاس لیٹر ہے ڈیول

نے زوریز سے پوچھا کیونکہ وہ سموکنگ کرتا تھا زوریز نے نام ہے سر
ہلایا۔۔

لیٹر کامیرے پاس کیا کام میں تھوڑی نا سموکنگ کرتا ہوں ڈیول نے
گھور کر اس کی طرف دیکھا۔۔ مجھے نہیں معلوم تھا خانزادے اتنے
جھوٹے ہوتے ہیں ڈیول نے خود پر ضبط کرتے اپنی پیشانی مسلی۔۔
اوہیلو کون سا جھوٹ بولا ہے میں نے زوریز کو غصہ چڑھ گیا اس کے
جھوٹے بولنے پر۔۔

تم سموکنگ نہیں کرتے ڈیول نے خونخوار نظروں سے اس کی طرف
دیکھا۔۔

نہیں زوریز نے کانفیڈنس سے جواب دیا۔۔

اب یہ بھی کہہ دو کہ تم نے کبھی زنا بھی نہیں کیا ڈیول کا دل چاہ رہا تھا
رسی کو ذرا سا کھینچے اور یہ اوپر لٹک جائے۔۔ میں نے کبھی زنا نہیں کیا

ڈیول زوریز نے صاف گوئی سے جواب دیا ڈیول کو اس کی آنکھوں میں
کہیں جھوٹ نظر نہ آیا۔

تم نے میری عین کو اغوا کیا تھا زوریز تم نے اس کے ساتھ زبردستی ڈیول
خاموش ہو گیا اگر وہ ایک لفظ بھی اور بولتا تو وہ بے قابو ہو جاتا اور زوریز
خانزادہ کا قتل کر دیتا۔

اسے میں نے نہیں شدا اور نے اغوا کروایا تھا اور جو زوریز نے بات
اُدھوری چھوڑ دی وہ فل وقت کوئی وضاحت نہیں دینا چاہتا تھا۔

ڈیول نے دوبارہ موبائل پر شدا اور کی لوکیشن چیک کی وہ ان سے 15
منٹ کی دوری پر جا چکا تھا ڈیول نے بیلٹ نکالتے رسی پر مارا جو ایک ہی
جھٹکے میں ٹوٹ گئی۔

دونوں تیز تیز قدم بڑھانے لگے دونوں بے حد بے چین تھے ایک اپنی
ماں سے ملنے کے لیے اور دوسرا ماضی جاننے کے لیے۔

دونوں تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے شد اور کا پیچھا کر رہے تھے۔۔ شد اور
جنگل کے درمیان موجود فام ہاؤس میں داخل ہوا ڈیول اور زوریز دور
سے ہی اسے دیکھنے لگے۔۔

ڈیول اندر کیسے جانا ہے، میں گیٹ سے گیا تو شد اور کو پتا چل جائے گا
زوریز کے اپنے باپ کو نام سے بلانے پر ڈیول نے عجیب نظروں سے
اس کی طرف دیکھا۔۔ زوریز خان تم شد اور کو اس کے نام سے کیوں بلا
رہے ہو وہ تمہارا باپ۔۔ میں اس کی ناجائز اولاد ہو ڈیول ڈیمن، میرے
لیے وہ میرا باپ نہیں ہے زوریز ڈیول کی بات پوری ہونے سے پہلے
دانت پیستے ہوئے بولا۔۔

ہے تو باپ ہی نازوریز خان ڈیول کو اس کے انداز پہ تعجب ہوا تھا کہ آخر
وہ اپنے باپ سے اتنا اکتایا ہوا کیوں ہے اس کے باپ نے ایسا کیا کیا ہے،
ڈیول جانا چاہتا تھا۔۔

اچانک ان دونوں کو اپنے پیچھے کسی کی آہٹ محسوس ہوئی گن لوڈ کرتے
انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا اس سے پہلے وہ دونوں گولی چلاتے ایلف کو
دیکھتے ہی دونوں نے گن نیچے کر لی۔۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو ایلف ڈیول نے خونخوار نظروں سے اس کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا بدلے میں الف نے بھی اسے اسی نظروں سے
دیکھا۔۔ تم ہر دفعہ ہی اس طرح کرتے ہو ڈیول جب کوئی زیادہ خطرے
کا کام ہوتا ہے اکیلے چلے جاتے ہو لیکن اس بار نہیں ایلف سنجیدگی سے
کہتا ہوا ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔۔ ڈیول خاموشی سے کھڑا رہا وہ اس
وقت اسے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا کیونکہ انہیں ٹارگٹ پر فوکس کرنا تھا۔۔
میرے پاس ایک آئیڈیا ہے اندر داخل ہونے کا ایلف گارڈز کی طرف
دیکھتے ہوئے بولا ان دونوں نے آنکھیں چھوٹی کر کے ایلف کی طرف
دیکھا۔۔ مجھے ہمارے آدمیوں سے معلوم ہوا ہے شد اور نے آج کچھ

ادویات باہر سے منگوائی ہیں ہم اس آدمیوں کا بیس لے کر اندر جاسکتے
ہے ایلف آنکھ مارتے ہوئے بولا ڈیول نے گھور کر اس کی طرف
دیکھا۔۔

ادویات تمہارا باپ ہمیں لا کر دے گا اندر لے جانے کے لیے ڈیول
جل کر بولا ایلف نے کندھے پر پہنا ہوا بیگ کھول کر ڈیول کے سامنے
کیا اس کے اندر بیرون ملک کی ادویات تھی الف نے آنکھیں گھما کر
ڈیول کی طرف دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا ہو میں ہر کام مکمل طریقے سے کرتا
ہوں۔۔

ایلف نے بیگ میں سے تین رومال نکال کر دوان کو پکڑائے اور ایک
اپنے چہرے پر باندھ لیا اتفاق سے ان دنوں نے کالے رنگ کے کپڑے
پہنے ہوئے تھے الف نے اس بیگ میں سے تین باکس نکالے دوان کی
طرف بڑھائے اور ایک خود پکڑا۔۔

مجھے ایک بات بتاؤ تم اتنا بھاری بیگ پہن کر اتنے زیادہ کلو میٹر کا فیصلہ
طے کر کے کیسے آئے زوریز نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا جس
کے چہرے پر تھکاوٹ کا نام و نشان تک نہ تھا۔

پاؤں سے چل کر جیسے سب آتے ہیں زوریز خان صاحب ایلف نے
کہتے ہوئے منہ پھیر لیا اسے زوریز ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔ اپنی یہ طوطا مینا
کی لڑائی بند کرو اور ٹارگٹ پر دھیان دو ڈیول نے دونوں کے سر پر تھپڑ
لگاتے ہوئے فام ہاؤس کی طرف اشارہ کیا زوریز خان نے گھور کر اس کی
طرف دیکھا جیسے اسے کچا چبا جائے گا۔

تینوں فارم ہاؤس کے مین گیٹ کے پاس گئے گارڈز نے انہیں روک لیا
۔۔۔ کس کام کے لیے آئے ہو تم تینوں ایک گارڈ غصیلے انداز میں بولا
۔۔۔ بیرون ملک سے ایس کے نے ادویات منگوائی تھی وہی لے کر آئے
ہیں ڈیول کے کہنے پر گارڈ نے شد اور کو کال کی اس نے گارڈ سے ان

تینوں کو اندر بھیجنے کا کہا۔ تینوں کی آنکھیں پر اسرار انداز میں مسکرائی
تھی تینوں تیزی سے قدم بڑھاتے شد اور کے پاس پہنچے شد اور نے ان
سے ادویات بیسمنٹ میں رکھنے کا کہا تینوں خاموشی سے بیسمنٹ کی
طرف چل دیے تاکہ شد اور کو ان پہ شک نہ ہو۔

ڈیول، نور کو شد اور نے کہاں رکھا ہو گا ایلف نے بیسمنٹ کا جائزہ لیتے
ہوئے کہا۔ زوریز تمہیں اس بارے میں کچھ معلوم ہے ڈیول نے
زوریز سے پوچھا زوریز نہ میں سر ہلا گیا۔ میں آج پہلی بار اس جگہ پر آیا
ہوں ڈیول مجھے کچھ علم نہیں ہے کہ شد اور نے میری ماں کو کہاں رکھا
ہو گا یا میری ماں یہاں پر ہے بھی کہ نہیں اپنی ماں کے بارے میں
سوچتے زوریز کی آنکھیں نم ہوئی تھی وہ جلد از جلد اپنی ماں سے ملنا چاہتا
تھا وہ اپنی ماں کے گلے لگ کر جی بھر کر رونا چاہتا تھا وہ اپنی ماں کے پیار کو
محسوس کرنا چاہتا تھا۔

اس کی نم آنکھیں دیکھ ڈیول کو نہ جانے کیوں اسے ہمدردی ہوئی تھی
۔۔ مل جائے گی تمہاری ماں زوریز ڈیول سنجیدہ انداز میں بولا۔۔
ادویات بیسمنٹ میں رکھ کے باہر وہ آگئے۔۔

جب ان کی نظر شد اور پر پڑی وہ کمرے سے باہر نکلا تھا اس کی آنکھیں
بے انتہا سرخ تھی جیسے وہ رویا ہوتینوں سیڑھیوں کے پیچھے چھپ
گئے۔۔ شد اور فارم ہاؤس سے باہر چلا گیا کچھ دیر بعد ڈیول نے اس کی
لوکیشن چیک کی وہ فارم ہاؤس سے 10 منٹ کی دوری پر جا چکا تھا۔۔
زوریز بھاگتے ہوئے کمرے کی طرف گیا ڈیول اور ایلف بھی اس کے
پیچھے گئے تھے۔۔ کمرے کا دروازہ کھولتے ہی زوریز بیڈ کے پاس جاتے
زمین پر گرنے والے انداز میں بیٹھ گیا ایلف اور ڈیول زوریز کے پیچھے
کھڑے تھے تینوں ساکت تھے پتھریلی نظروں سے وہ تینوں بیڈ پر لیٹے
ہوئے اس بے جان وجود کو دیکھ رہے تھے۔۔ زوریز زمین سے اٹھا وہ

لڑکھٹا کر گرنے لگا تھا جب ڈیول اور الف نے اسے تھا ما زوریز مکمل طور
پہ کام رہا تھا کانپتے ہوئے ہاتھ اس نے اپنی ماں کے رخسار پر رکھے۔۔۔ ڈ۔
ڈیول۔۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔۔ م۔۔۔۔۔ میری۔۔۔۔۔ م۔۔۔۔۔ ماں اس کی زبان اس کا
ساتھ دینے سے انکار کر رہی تھی وہ بے یقینی سے اپنی ماں کی طرف
دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا اس کی آنکھوں سے آنسو گر کر بیرڈ میں جذب
ہوئے۔۔

اپنی ماں کے سینے سے لگتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گیا وہ روتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔ یا اللہ یہ کس آزمائش میں ڈال دیا ہے آپ نے مجھے ایک طرف ماں کے ملنے کی خوشی اور دوسری طرف بات اُدھوری چھوڑتے وہ ہچکیاں لیتے رونے لگا۔

زوریز پیچھے ہٹو ہمیں یہاں سے نکلنا ہے تمہاری ماں کو لے کر ڈیول نے
اسے پیچھے کرنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا زوریز نے اس کا ہاتھ جھٹک
دیا۔۔

زوریز پاگل مت بنو ڈیول نے اسے کھینچ کر اسے اس کی ماں سے پیچھے کیا
زوریز نے اس کا گلا پکڑ کر خونخوار نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔
مجھے میری ماں کے پاس رہنا ہے دفع ہو جاؤ یہاں سے زوریز ضبط کھوتا
چلایا تھا ڈیول کا دل کیا پاس بڑا لیمپ اٹھا کر اس کے سر پر دے مارے جو
جذبات میں آکر ہر چیز خراب کرنے والا تھا۔۔

رہنا ہے اپنی ماں کے پاس تو رہو، جب شد اور یہاں پہنچے گا تمہیں اپنی
ماں کے پاس دیکھ کر بہت خوش ہو گا نا کہ میرے بیٹے نے اپنی ماں کو
ڈھونڈ لیا ہے ڈیول طنز کرتے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔۔

زور یز نے اپنی ماں کے بے جان وجود کو دیکھا جس کی سانسیں تو چل رہی تھی لیکن جسم میں کوئی حرکت نہ تھی۔۔

چلو زور یز خود پر ضبط کرتے ہوئے بولا وہ اس وقت صرف اپنی ماں کے سینے سے لگ کر رونا چاہتا تھا اپنا غم ہلکا کرنا چاہتا تھا۔۔

زور یز نے ڈرا زو غیرہ کھول کر دیکھیں تاکہ اس میں سے اسے کوئی ضرورت کی چیز مل جائے ایک ڈراما میں سے اسے آکسیجن کا ایک باکس ملا آکسیجن ماسک کا پائپ اس باکس کے ساتھ جوڑ کر اس نے اپنی ماں کو گود میں اٹھا لیا۔۔ باکس الف نے ہاتھ میں پکڑ لیا تینوں کمرے سے باہر آئے۔۔

واپس چلو کمرے میں فوراً ڈیول موبائل پر شد اور کی لوکیشن چیک کرتے ہوئے بولا جو فارم ہاؤس کی طرف آ رہا تھا ان دونوں نے سوالیہ نظروں سے ڈیول کی طرف دیکھا۔۔

شد اور فارم ہاؤس کی طرف آرہا ہے اپنی ماں کو فوراً بیڈ پر جس حالت میں لیٹی ہوئی تھی ویسے ہی لٹا دو ڈیول کے کہتے ہی زوریز اپنی ماں کو لیے کمرے میں داخل ہوا اسے اسی انداز میں بیڈ پر لٹا دیا جس حالت میں وہ لیٹی ہوئی تھی الماری کے دروازے وغیرہ بند کر کے تینوں واش روم کے اندر چلے گئے۔

شد اور کمرے میں داخل ہوا نور کے بے جان وجود کو دیکھ کر شد اور اس کا ہاتھ تھام کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔ نور جان تم کب پہلے جیسی ہوگی شد اور کے لہجے میں نمی تھی۔ مجھ سے بات کرو نور جان میں تمہیں کبھی اذیت نہیں دوں گا تم کہتی تھی نا مجھ سے نکاح کر لو میں تم سے نکاح بھی کر لوں گا پلینز مجھ سے بات کر لو اس کے ہاتھ پر وہ بوسہ دیتے ہوئے بولا زوریز اس کی رگیں غصے اور اشتعال سے اس حد تک ابھری ہوئی تھی جیسے ابھی پھٹ جائیں گی۔

سالہ مرد اپنی محبوبہ کا ہاتھ پکڑے آنسو بہا رہا تھا وہ ایس۔ کے 45
جسے دوسروں کو تڑپا کے سکون ملتا تھا وہ اپنی نور جان کے لیے تڑپ رہا
تھا۔۔

شد اور کتنی دیر نور کا ہاتھ پکڑے بیٹھا رہا اس کا ہاتھ کبھی اپنی پیشانی پر
لگاتا تو بھی اپنے لبوں پر وہ دیوانوں کی طرح اسے دیکھے جا رہا تھا زوریز کا
ضبط جواب دے رہا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا شد اور کا وہ ہاتھ کاٹ دے
جس سے اس نے اس کی ماں کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔۔ جیسے ہی تم ٹھیک ہوگی
میں تمہیں اپنے نکاح میں لے لوں گا شد اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے
ہوئے سائیڈ ٹیبل سے کار کی چابیاں اٹھاتے باہر چلا گیا وہ اپنی کار کی
چابیاں یہاں بھول گیا تھا۔۔

شد اور کے باہر جاتے ہی وہ تینوں باہر آئے۔۔

زور یز نے اپنی ماں کو دوبارہ اٹھا کر کمرے سے باہر آگیا۔۔ فام ہاؤس کے بیک سائیڈ پر ایک دروازہ ہے اس طرف چلو ڈیول نے تینوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا انہوں نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس کی طرف دیکھا۔۔

تمہیں کیسے پتہ ہے اس فام ہاؤس کے بارے میں ڈبل نے خود پر ضبط کرتے ہوئے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔ جب تم لوگ منہ اٹھائے باہر شد اور کو گھور رہے تھے تب میں نے ایگل گرل کو اس فام ہاؤس کے سارے کیمرے ہیک کرنے کا کہا تھا، وہ اس فام ہاؤس کے ایک ایک جگہ کی بارے میں معلوم کر کے مجھے بتائے تاکہ ہم یہاں سے باہر نکل سکیں ڈیول نے کہتے ہی اگے کو قدم بڑھائے دونوں خاموشی سے اس کے پیچھے چلنے لگے تینوں فارم ہاؤس سے 20 منٹ کی دوری پر جا چکے تھے جب انہیں سامنے شد اور نظر آیا اس سے پہلے شد اور ان کو دیکھتا

تینوں ایک بڑے سے درخت کے پیچھے چھپ گئے ڈیول نے ارد گرد
دیکھا کوئی درخت اتنا بڑا نہ تھا ایلف کا دھیان اوپر کی طرف گیا درخت پر
ایک اژدھا سویا ہوا تھا ایلف نے ڈیول کا ہاتھ پکڑ کر اوپر کی طرف اشارہ
کیا زوریز اور ایلف کے سانس رک گئے تھے اتنے بڑے اژدھا کو دیکھ
سے بھی لمبا تھا۔ شد اور ایک درخت کے کر، اژدھا تقریباً 15 فٹ
ساتھ ٹیک لگائے تقریباً آدھے گھنٹے آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔
یہ کمینہ آسمان کی طرف دیکھ کر سوچ رہا ہو گا کہ میں جہنم کے کس
درجے میں جاؤں گا ایلف منہ میں بڑبڑایا تھا جو ڈیول اور
زوریز نے بھی سنا تھا وہ بار بار اوپر سوئے اژدھا کی طرف دیکھ رہا تھا۔
شد اور کو قدم جنگل کی باہر کی طرف بڑھاتے دیکھ ایلف نے سکون کا
سانس لیا شد اور کے کچھ دور جاتے ہی اس نے قدم آگے بڑھایا جب
اس کا پاؤں ایک پتھر کے ساتھ ٹکرا نے سے شور پیدا ہوا زوریز اور

ڈیول نے اژدھا کی طرف دیکھا جو نیند سے بیدار ہو چکا تھا۔ ڈیول نے ایلف کو نہ ہلنے کا اشارہ کیا کیونکہ اگر ان تینوں میں سے کوئی ایک بھی ہلتا تو وہ سب اژدھا کا کھانا بن جاتے۔

منٹ وہ بنا حرکت کیے کھڑے رہے اژدھا کے وہاں سے جاتے ہی 15 تینوں تیز تیز قدم بڑھاتے جنگل سے باہر نکلنے لگے۔ جنگل سے باہر نکلتے انہیں شام ہو گئی تھی ڈیول اور ایلف فرنٹ سیٹ پر بیٹھے تھے زوریز اپنی ماں کو لیے بیک سیٹ پر بیٹھا تھا۔

زوریز اپنی ماں کو اپنے فام ہاؤس لے جانا جب شد اور کو نور کی وہاں غیر موجودگی کا پتہ چلے گا تو اپنے اڈوں اور گھر کو چھوڑ کر ہر جگہ اسے ڈھونڈے گا ڈیول نے سنجیدگی سے کہا اس کی بات پر زوریز نے ہامی میں سر ہلایا۔

ڈیول زوریز کو اس کے گھر چھوڑ کر اپنے آفس کی طرف روانہ ہو گیا۔

زوریز اپنی ماں کو لیے گھر میں داخل ہوا عنائزہ بچن میں کھڑی کھانا بنا رہی تھی وہ بنا آواز پیدا کیے اپنے ساتھ والے کمرے میں اپنی ماں کو لیے چلا گیا۔ اپنی ماں کو بیڈ پر لٹا کے ان کی ضرورت کا سامان کال کر کے اس نے منگوایا۔

زوریز اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کر ان کے پاس بیٹھ گیا۔ ماں آنکھیں کھولیں آپ کا بیٹا آپ کے پاس ہے زوریز اپنی ماں کے کندھے پر سر رکھ کے بیٹھ گیا۔ ماں اٹھے نا مجھ سے پیار کرے آپ کا بیٹا آپ کے پیار کے لیے ترس رہا ہے 23 سال سے ترس رہا ہوں آپ کے پیار کے لیے اور مت ترسائے مجھے زوریز اپنی ماں کا ہاتھ چومتے ہوئے بولا یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کی ماں کو ماں میں ہے وہ نہیں بولے گی پھر بھی وہ چھوٹے بچے کی طرح اپنی ماں کے سینے پر سر رکھیں ضدی انداز میں کہہ رہا تھا۔ شور کی آواز سننے زوریز اپنی ماں کے پاس اٹھ گیا باہر آتے اس

نے دروازہ لاک کر دیا نیچے کی طرف دیکھا تو شدا اور عنائزہ پر غصہ کر رہا تھا وہ لمبے لمبے ڈگ بڑھتا ان کے پاس جاتے عنائزہ کو اپنے پیچھے کرتے ساتھ لگا گیا۔

بات کرنے سے پہلے یہ سوچ لیا کریں ڈیڈ یہ میری بیوی ہے میری عزت ہے زوریز بنا لحاظ کیے غصے سے بولا عنائزہ ڈر کر اس کے ساتھ چپک گئی تھی۔ تم سے کیا کہا تھا زوریز میں نے کہ دو تین دن اس کے ساتھ دل بہلا کر چھوڑ دینا اسے کسی کو ٹھٹھے پر تو کیوں نہیں چھوڑ کر آئے اسے شدا اور کھا جانے والی نظروں سے عنائزہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ جو زوریز نے خود پر ضبط کیا کیونکہ اگر وہ باغی لہجے میں شدا اور سے بات کرتا تو جب اسے نور کے غائب ہونے کی خبر ملتی تو پہلا شک اس کا زوریز پر بھی جاسکتا تھا۔

میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا مجھے اچھی لگی ہے اس لیے میں نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے اور دوسرا آپ یہ بات اچھے سے جانتے ہیں کہ پٹھان غیرت اور عزت کی معاملے میں کیسے ہوتے ہیں وہ جان لے بھی سکتے ہیں اور دے بھی لیکن اپنی عزت پر انچ نہیں آنے دیتے زوریز اپنے لہجے کو دھیمار کھتے خود پر ضبط کرتے ہوئے پر سکون انداز میں بولا۔

شد اور خاموش ہو گیا کیونکہ وہ جانتا تھا زوریز ضد کے معاملے میں اس پر ہی گیا ہے۔۔ جیسے ہی دل بھرے اسے چھوڑا آنا کہیں پر بھی شد اور حقارت سے عنائزہ کی طرف دیکھتے ہوئے فام ہاؤس سے چلا گیا۔

شد اور کے وہاں سے جاتے ہی عنائزہ ہچکیاں لیتے رونے لگی زوریز نے اسے سامنے کرتے اپنے سینے سے لگایا۔۔ زرگورومت تمہارا یہ سبز

آنکھوں والا صاحب جی تمہیں کبھی نہیں چھوڑے گا جان بستی ہے اس

کی تم میں زوریز اس کی پیشانی پر پیار کرتے ہوئے بولا۔۔ عنائزہ ادا سی
سے مسکرا دی۔۔

صاحب جی مینوں ڈر لگدا اے کیتے تاڈے ابو مینو تاڈے تو دور نہ کر
دین (صاحب جی مجھے ڈر لگتا ہے کہیں آپ کے بابا مجھے آپ سے دور نہ
کر دیں) عنائزہ اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے زوریز کے ہاتھ تھامتے
ہوئے بولی۔۔

مجھے میری زرگو سے کوئی بھی دور نہیں کر سکتا زوریز پیار بھری نظروں
سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

زرگویار مینوں پکھ لگی اے صبح دا کچھ کھا داوی نئی اے (زرگویار مجھے
بھوک لگی ہے صبح کا کچھ کھایا بھی نہیں ہے میں نے) زوریز اس کا موڈ
ٹھیک کرنے کے لیے پنجابی میں بولا عنائزہ اس کے پنجابی میں بات
کرنے پر کھلکھلا کر ہنس دی۔۔

صاحب جی تسی مینوں بڑے سونے لگدے اوجید و پنجاہی وچ گل
کردے او (صاحب جی آپ مجھے بہت پیارے لگتے ہیں جب آپ پنجاہی
میں بات کرتے ہیں) عنائزہ اوپر ہوتے بمشکل اس کی ٹھوڑی پر لب
رکھتے ہوئے بول کر اس کا ہاتھ پکڑے اسے کچن میں لے گئی۔۔
دونوں نے ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا زوریز خان بظاہر تو مسکرا رہا تھا
لیکن اندر سے وہ مکمل طور پر ٹوٹ چکا تھا۔۔

ارسلان فائل ریڈی ہو گئی ہے احمد شاہ ارسلان کے کیمین میں داخل
ہوتے بولے ارسلان نے فائل سے نظریں ہٹا کر احمد شاہ کی طرف
دیکھا۔۔

خیریت ہے بابا آج آپ میرے افس میں ارسلان کو تعجب ہوا تھا احمد
شاہ کو اپنے آفس میں دیکھ کر۔۔ کیوں بیٹے کے آفس میں آنا منع ہے

کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر ارسلان کی طرف دیکھا ارسلان نے نہ
میں ہے سر ہلایا۔۔

جب آپ کا دل چاہے آپ آسکتے ہیں آپ کا ہی تو ہے سب کچھ ارسلان
نے پر سکون ہوتے چیئر کے ساتھ ٹیک لگاتے احمد شاہ کو کہا۔۔

جی نہیں یہ سب میرے بیٹے کی محنت ہے جس نے 23 سال کی عمر میں
بزنس میں اپنا نام بنایا اتنی انٹر سٹریز خریدیں اپنی محنت سے اپنے پیسوں

سے، ارسلان احمد شاہ تم نے بزنس میں اپنا نام بنانے کے لیے نہ ہی

میری کمپنی، نہ میرے نام کا استعمال کیا نہ ہی مجھ سے پیسہ لیا تو پھر یہ

سب میرا کیسے ہوا احمد شاہ چاروں طرف نظر دراتے ہوئے بولے۔۔

دعائیں تو ماں باپ کی ہی ہیں نا جو اللہ نے قبول کی ہے اور مجھے یہ سب

عطا کیا ہے تو اس حساب سے یہ سب میرے ماں باپ کا ہی ہوا ارسلان

شاہ کے یہ الفاظ بولنے پر احمد شاہ نے فخر سے اپنے بیٹے کی طرف
دیکھا۔۔

کس سے میٹنگ ہے تمہاری ارسلان میں آفس میں داخل ہوا تو سارے
ایمپلائز میٹنگ کی تیاری کر رہے تھے جب میں نے ان سے تمہارے
بارے میں پوچھا انہوں نے کہا سر میٹنگ کی فائل ریڈی کر رہے ہیں
15 منٹ بعد میٹنگ ہے احمد شاہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

احمد راجپوت کے ساتھ میٹنگ ہے ارسلان کی بات پر احمد شاہ نے
حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔

اس کی ایک کمپنی تباہ ہو چکی ہے دوسری کمپنی کے 80 پرسنٹ شیئرز
زید کے نام ہیں تو میٹنگ کیسے اس کے ساتھ تمہاری احمد شاہ حیران کن
نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔

جہاں تک مجھے معلوم ہے بابا اس کے پاس صرف دو کمپنیاں تھیں جیسا کہ
اپنے کہا ایک تباہ ہو چکی ہے دوسری کے 80 پر سنٹ شیئرز زید کے نام
ہیں جو کمپنی ہمارے ساتھ ڈیل کرنا چاہتی ہے وہ اس پر وجیکٹ میں حصہ
لینا چاہتے ہیں اس کا مالک احمد راجپوت ہے مجھے نہیں علم اس کے پاس یہ
کمپنی کہاں سے آئی ہے اسلانی نے خود پر ضبط کرتے ہوئے اپنے
چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا اسلانی کے کھڑے ہونے پر احمد شاہ
کہتے ہوئے اس کے ساتھ چل دیے۔

احمد شاہ اور اسلانی میٹنگ روم کے دروازے کے پاس پہنچے سامنے سے
ہیرا کو زید کے ساتھ آتے تھے حیرانگی سے ان دونوں کی طرف سے تھا

-- خیریت احمد شاہ نے زید سے پوچھا۔۔ میرے اور میری بیوی کے
بغیر آپ میرے سسر جی کے ساتھ میٹنگ کیسے کر سکتے ہیں بابا زید آنکھ
مارتے ہوئے بولا احمد نے زید کے سر پہ ہلکی سی چپت لگائی۔۔ بابا جوان
بیٹے کو مارتے ہوئے آپ کو شرم نہیں آتی وہ بھی اس کی بیوی کے سامنے
زید احمد شاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کے شرارتی لہجے میں بولا اس سے
پہلے وہ اور شرارت کرتا ارسلان نے گھور کے اس کی طرف دیکھا وہ
خاموش ہو گیا۔۔

وہ چاروں میٹنگ روم میں داخل ہوئے احمد راجپوت ہیرا، زید اور احمد
شاہ کو ارسلان کے ساتھ دیکھ انہوں نے غصے سے آنکھیں بند کر کے
کھولی۔۔

سسر جی مجھے یہاں دیکھ کر شاک لگا آپ کو ان کے پاس جاتے گلے ملتے
ہوئے بولا مجبوراً احمد راجپوت کو اسے گلے لگانا پڑا کیونکہ وہاں کو لیکرز
بیٹھے ہوئے تھے وہ کوئی تماشا نہیں بنانا چاہتے تھے۔۔

اونر کی چیئر پر ارسلان شاہ بیٹھا ارسلان شاہ کے دائیں جانب احمد شاہ بیٹھے
تھے اور بائیں جانب زید کے ساتھ ہیرا۔۔ ہیرا نے سختی سے زید کا ہاتھ
پکڑا ہوا تھا اسے ڈر لگ رہا تھا کہیں اس کا باپ کوئی غلط بات نہ کہتے اس
کے کردار کے خلاف۔۔ مسز میں تمہارے ساتھ ہوں سسر جی کچھ
نہیں کہیں گے تمہیں کیونکہ وہ اپنے سر پھیرے داماد کو کافی قریب سے
جان چکے ہیں جو 20 پر سنٹ شیئرز کمپنی کے ان کے نام ہیں وہ انہیں
گوانا نہیں چاہیں گے ہیرا کے ہاتھ پر اپنا دوسرا ہاتھ رکھتے ہوئے بولا ہیرا
نے سکون کا سانس لیا زید کے تسلی دینے پر۔۔

احمد راجپوت نے پروجیکٹ کے حوالے سے کچھ چیزیں پروجیکٹر پر چلائی
آدھا گھنٹہ سب خاموشی سے پروجیکٹر پر چلنے والی ویڈیو دیکھ رہے تھے

--

احمد راجپوت کی ویڈیو ختم ہوتے ہی ارسلان نے اپنی ویڈیو چلائی سب
ارسلان کی ویڈیو کو غور سے دیکھنے لگے احمد راجپوت کو آگ لگ گئی اس
بات پر۔۔ ارسلان شاہ کی ویڈیو تقریباً ایک گھنٹہ چلی تھی جو سب نے
بہت دلچسپی سے دیکھی تھی۔۔ اس کے بعد دو تین اور لوگوں نے
پروجیکٹ کے حوالے سے اپنی اپنی ویڈیو چلائی۔۔ سب پروجیکٹ کے
اونر کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔

آپ سب میں سے مجھے زیادہ اچھی ویڈیو ارسلان احمد شاہ کی لگی ہے اس
کے بعد اگر کسی کی ویڈیو بہتر تھی تو وہ احمد راجپوت کی باقی سب کو اس

پروجیکٹ سے نکالا جاتا ہے احمد راجپوت نے حسد کی نگاہ سے ارسلان کی طرف دیکھا جو اس دفعہ بھی ان سے آگے نکل گیا تھا۔

ارسلان احمد شاہ کو اس پروجیکٹ میں 65 پر سنٹ اور احمد راجپوت کو 35 پر سنٹ اس پروجیکٹ کا حصہ دار بنایا جاتا ہے جو اس پروجیکٹ میں بہتر طریقے سے کام کرے گا یہ پروجیکٹ اس کا ہو جائے گا جیسا کہ آپ لوگوں کو معلوم ہے جو اس پروجیکٹ کو جیت جائے گا میری کمپنی بھی اسی کی ہو جائے گی پروجیکٹ کا او نر ارسلان شاہ کے گلے ملتے میٹنگ روم سے باہر چلا گیا ارسلان شاہ کی آنکھیں مسکرائی تھی جو احمد راجپوت کو طنزیہ لگ رہی تھی۔

جب آپ کو یہ معلوم ہے کہ آپ میرے بھائی سے نہیں جیت سکتے تو کیوں منہ کالا کروانے آ جاتے ہیں میرے بھائی کے سامنے زید احمد

راجپوت کو مزید تپانے کے لیے بولا ہیرا نے سختی سے اس کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔

احمد راجپوت کا دل چاہا اس کا گلہ دبا دے لیکن وہ ارسلان شاہ کے جنونی پن سے ڈرتا تھا جو اپنے جنون میں آکر کچھ بھی کر جاتا تھا۔ کیا ہوا سسر جی میرا گلا دبانے کا دل کر رہا ہے دبا لیں اس کے بعد جو آپ کے ساتھ ہو گا اس کی ذمہ دار بھی آپ ہی ہوں گے زید ارسلان کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں آگ لگانے سے باز نہ آیا ارسلان اور احمد شاہ نے گھور کر اس کی طرف دیکھا جسے کہنا چاہ رہے ہیں تم بیچ بکو اس بند کر کے کھڑے نہیں ہو سکتے تو دودھ ہو جاؤ یہاں سے۔

احمد راجپوت جنگل کی طرح بزنس میں بھی ایک ہی راجا ہوتا ہے جو ارسلان احمد شاہ ہے تم جتنا مرضی چاہے لگا لو میری جگہ نہیں لے پاؤ گے ارسلان شاہ چیئر پر بیٹھتے ٹانگ پر ٹانگ رکھتے ہوئے بولا۔

تمہاری وجہ سے یہ سب ہوا ہے منحوس اس سے پہلے احمد راجپوت ہیرا
کو ہاتھ لگاتا زید ہیرا کے آگے آتے احمد راجپوت کا ہاتھ پکڑتے ٹیڑھا کر
گیا میٹنگ روم میں ہڈی ٹوٹنے کی آواز گونجی۔۔ احمد راجپوت اپنا ہاتھ
پکڑ کر درد سے کراہنے لگا۔

میری بیوی کو ہاتھ لگانے سے پہلے سوچ لینا احمد راجپوت اس کا شوہر کس
حد تک سر پھیرا ہے سامنے والے کی گردن اڑانے سے پہلے ایک دفعہ
بھی نہیں سوچے گا زید احمد راجپوت کے قریب ہوتے جنونی انداز میں
بولا احمد راجپوت کو زید سے خوف محسوس ہوا۔

دفع ہو جاؤ یہاں سے اس سے پہلے کے میں جان لے لوں میں زید غصے
سے پنکھا اٹھا ارسلان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس کو ریلیکس
کرنا چاہا۔ احمد راجپوت کل تلملاتے ہوئے میٹنگ روم سے باہر چلا گیا

زید اپنے غصے پر کنٹرول کرنا سیکھو بے وقت غصہ کرنا انسان کو مشکل میں ڈال دیتا ہے ارسلان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔
ارسلان اس دن کمرے میں انیزہ بھا بھی نے صرف سیان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تھا اور تمہارا غصہ تمہارے کنٹرول سے باہر ہو گیا تھا یہاں تو پھر وہ میری بیوی کے بارے میں بکواس کر رہا تھا تو میں کیسے کنٹرول کرتا اپنے غصے پر آخر کار بھائی تو تمہارا ہی ہوں میں زید گردن ٹیڑی کیے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جنونیت سے بولا۔

ہیرا کو زید سے ڈر لگنے لگا آج اسے وہ پرانا وحشی زید شاہ لگ رہا تھا جس کو اپنے آپ پر کوئی کنٹرول نہ تھا احمد شاہ نے زید کی جنونیت دیکھ کر نہ میں سر ہلایا ایک پل کے لیے ان کے لب مسکرائے تھے کیونکہ وہ دونوں ہو بہو احمد شاہ کی طرح تھے اپنوں کے لیے بے حد جنونی۔

زید ہیرا کو اپنے حصار میں لیا ہے میٹنگ روم سے باہر چلا گیا احمد شاہ اور
ارسلان بھی ان دونوں کے ساتھ چلتی ہے ارسلان شاہ کی گڑیا اس کا گھر
انتظار کر رہی تھی اور احمد شاہ کی اسماء جان۔۔

ارسلان گھر داخل ہوا نیزا منہ بنائے اسماء کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی اسمہ
نے غصے سے ارسلان کی طرف دیکھا۔ احمد شاہ اسماء کے ساتھ جا کر بیٹھ
گئے اسماء ان سے ناراض نہ تھی کیونکہ احمد شاہ نے اسے بتا دیا تھا آج
انہیں گھر آنے میں دیر ہو جائے گی۔۔

ارسلان نیزا کے ساتھ جا کر بیٹھا وہ اسماء کے سینے سے لگ گئی۔ امی
شاہو سے کہہ دے مجھے ان سے بات نہیں کرنی اور آج ان کی گڑیا ان
کے پاس بھی نہیں ہوئے گی آج میں آپ کے پاس سوگی نیزا اسماء کی
طرف دیکھتے ہوئے اس کے گال پر بوسہ دے گئی۔۔

احمد شاہ نے موبائل پر ارسلان کو میسج کیا کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس سلاؤ
خبردار تمہاری بیوی میری بیوی کے ساتھ سوئی اپنا تو کام خراب کر بیٹھے
ہو میرے رنگ میں بھنگ ضرور ڈالنی ہے تم نے احمد شاہ میسج کر کے
گھور کی ارسلان کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔ گڑیا آئندہ اس طرح نہیں
ہوگا آج ضروری میٹنگ تھی اس وجہ سے میں گھر نہیں رہ سکا تمہارے
ساتھ، اپنے شاہو کے ساتھ سونا ہے میری گڑیا نے ارسلان نے انیزا کا
رخ اپنی طرف کرنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا انیزا نے اس کا ہاتھ پکڑ
کر دانت گاڑھ دیے ارسلان شاہ نے ضبط سے آنکھیں بند کی سب
آنکھیں پھاڑے ارسلان کی طرف دیکھے جارہے تھے جو سب کے لیے
ہٹلر تھا لیکن اپنی پرنسز کے لیے اس کا پرنس تھا۔۔

مجھے آپ کے ساتھ نہیں سونا جائے سوئے جا کے اپنے کمرے میں، میں
امی کے ساتھ سوؤں گی انیز انچوں والا منہ بناتے ہوئے ارسلان سے کہہ
کر دوبارہ اسماء کے گلے لگ گئی۔

ارسلان نے التجائی نظروں سے اپنی امی کی طرف دیکھا اسماء دل کھول کر
مسکرائی تھی اس کا بیٹا پہلے جیسا ہو رہا تھا۔

بیٹا آپ ارسلان کے ساتھ جا کے سو جاؤ انیز نے فوراً نہ ہے سر ہلایا۔
ضد نہیں کرتے بیٹا آج اپنے شاہو کی غلطی کو معاف کر دو آئندہ آپ کا
شاہو ایسی غلطی نہیں کرے گا اگر اس نے ایسی غلطی کی تو میں اسے
ڈانٹوں گی اسماء نے اسے بچوں والے انداز میں سمجھانے کی کوشش کی
انیز اسو چتے ہوئے ہاں میں سر ہلا گئی۔۔۔ بر خودار بیٹھ جاؤ تم سے بات
کرنی ہے ارسلان اس کے ہاں میں سر ہلاتے ہی اسے باہوں میں اٹھائے

کمرے میں لے کر جانے لگا جب ساجاد شاہ نے اسے واپس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔ ارسلان نے انیزا کو صوفے پر بٹھا دیا۔۔

ماورا اور اذہان کی رخصتی نیشہ کے نکاح کے ساتھ کروادی جائے گی ساجاد شاہ ایک پل کے لیے خاموش ہو گئے۔۔ جب عانیہ اور عالیان چھوٹے تھے تو یہ بات ہوئی تھی بڑوں کے درمیان جب یہ بڑے ہوں گے بیٹا دونوں بالغ ہے تو ہم۔۔ میں آپ کی بات سے متفق نہیں ہوں ارسلان نے عانیہ کا اتر اہوا چہرہ دیکھ کر ساجاد شاہ کی بات پوری ہونے سے پہلے بولا ارسلان کی بات پر عالیان ادا اس ہو گیا کیا مجھے میری محبت نہیں ملے گی میں اس کا محرم نہیں بن پاؤں گا عالیان نے دل میں سوچا۔۔۔۔

کیوں ارسلان؟ ساجاد شاہ نے وجہ جانی چاہی انہوں نے سنجیدگی سے ارسلان کی طرف دیکھا۔۔ پہلی بات بابا وجہ آپ بھی جانتے ہیں اور

دوسری میں ابھی اپنی بہن کے سر اتنی بڑی ذمہ داری نہیں ڈالنا چاہتا
ابھی میں چاہتا ہوں وہ ہمارے ساتھ ہنسی خوشی زندگی گزارے جب
اس کی شادی ہو جائے گی تو اپنی لائف میں بڑی ہو جائے گی۔۔ لیکن
ارسلان۔۔ اس بات کو یہیں پر ختم کر دے بابا یہ علیان کے لیے بہتر
رہے گا اور عانیہ کے لیے بھی سجاد شاہ ارسلان کی بات کاٹتے ہوئے
بولے ارسلان ان کی بات پوری ہونے سے پہلے پھر درمیان میں بولا
ارسلان کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔۔

بھائی جی میں۔۔ عالیان کچھ پل کے لیے خاموش ہو گیا۔۔ کیا میں
ارسلان نے آنکھوں میں سفاکیت لیے اس کی طرف دیکھا وہ اس کی
نظروں میں اپنی بہن کے لیے پسندگی نظر آتی تھی۔۔

مجھے آپ لوگوں کا فیصلہ منظور نہیں ہے مجھے عانیہ سے نکاح کرنا ہے
پسند کرتا ہوں اسے میں عالیان ایک سانس میں کہہ گیا احمد شاہ خود پر

ضبط کرتے اپنی پیشانی مسلنے لگے انہوں نے اسے منع بھی کیا تھا اس بات کا ذکر دوبارہ نہ کرے لیکن وہ باز نہ آیا تھا ارسلان شاہ کی آنکھیں اشتعال اور غصے سے بے انتہا سرخ ہو گئی تھی اس نے خود کو پر سکون کرنے کے لیے ایک لمبا سانس لیا۔۔۔۔

میں اپنی بہن کی شادی تم سے نہیں کروانا چاہتا، آج کے بعد یہ بکو اس مت کرنا تم ارسلان عالیان کے قریب جاتے پھنکارا تھا۔

بھائی جی میں چاہتا ہوں اسے نکاح کرنا چاہتا ہوں عالیان نے التجائی نظروں سے ارسلان کی طرف دیکھا۔ جب لالانے تمہیں منع کر دیا ہے تو کیوں ایک بات کے پیچھے پڑ گئے ہو تم مجھے تم سے شادی نہیں کرنی نہیں اچھے لگتے تم مجھے عانیہ غصے سے چلائی تھی وہ عالیان سے نکاح نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ وہ اچھے سے جانتی تھی جب اسے اصلیت پتہ چلے گی وہ چھوڑ دے گا اسے وہ بھی ٹوٹ جائے گا اور عانیہ بھی۔۔

پلیز عانیہ چاہتا ہوں تمہیں پیار کرتا ہوں تم سے اپنے نکاح میں لینا چاہتا
ہوں عالیان نے اس کا ہاتھ تھا منے کے لیے ہاتھ آگے کیا بڑھایا عانیہ
نے اس کا ہاتھ جھٹک کر اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ عالیان نے سرخ
آنکھیں لیے اس کی طرف دیکھا۔

آج مجھے ہاتھ لگانے کی ہمت کی ہے آج کے بعد اگر تمہارا ہاتھ میری
طرف بڑھا تو ہاتھ توڑ تو گی تمہارا میں عانیہ غصے سے چلاتی ہوئی اپنے
کمرے میں چلی گئی۔ عالیان نظریں جھکائے اپنے کمرے میں چلا
گیا۔

ارسلان انیزا کو اپنے ساتھ لیے کمرے میں چلا گیا۔ میں نے منع کیا تھا
بھائی آپ کو کوئی بات مت کیجئے گا اس بارے میں بچوں سے نتیجہ آپ
نے دیکھ لیا ہے احمد شاہ سنجیدگی سے کہتے ہوئے اپنے کمرے میں چلے
گئے ساجاد شاہ نے اپنا سر تھام لیا۔

ارسلان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔۔ شاہو اپ کو نیند نہیں آرہی
ارسلان کو ٹیک لگائے اوپر کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔
ارسلان نے کوئی جواب نہ دیا آج یہ پہلی بار تھا کہ اس نے اپنی گڑیا کو
جواب نہ دیا تھا۔۔ سو جاؤ گڑیا صبح نماز کے لیے اٹھانا ہے میں نے آپ کو،
جلدی سے سو جاؤ ارسلان اس کے بال سہلاتے ہوئے بولا۔۔
انیزا اس کے بال سہلانے پر کچھ دیر میں ہی گہری نیند سو گئی۔۔ ارسلان
عانیہ اور عالیان کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ خدا نے ان کی قسمت میں
کیا لکھا ہے۔۔

امی چار دنوں بعد آپ کی بیٹی کسی اور کی ہو جائے گی نیشہ اپنی ماں کی
تصویر پکڑے انسو بہاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔ امی مجھے ڈر لگ رہا ہے
اگر وہ اس کی طرح نکلا تو نیشہ کہتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو
گئی۔۔ امی آپ کی بیٹی کو نہیں کرنی شادی، نہیں کرنی مجھے شادی وہ

ہچکیاں لیتے روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔ اپنے کمرے کے باہر کسی کی آہٹ محسوس کرتے ہیں اس نے اپنی ماں کی تصویر پلو کے پیچھے چھپا دی زبان کمرے میں داخل ہوا نیشہ نے غصے سے اس کی طرف دیکھا۔۔

مبارک ہو پٹھانی صاحبہ چار دن بعد نکاح ہے آپ کا جانے کیوں زبان شاہ کی زبان لڑکھڑائی تھی۔۔ تم تو بہت خوش ہو گے نا جو تم چاہتے تھے وہ ہو رہا ہے تم نے اس تھپڑ کا بدلہ لے لیا زبان شاہ جیت گئے تم نیشہ اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی لیکن وہ کمزور پڑ رہی تھی۔۔۔ ہاں ب۔ بالکل بہت ز۔ زیادہ خوش ہوں م۔ میں زبان شاہ بمشکل مسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔ تمہاری شادی ہو جائے گی پھر تم اپنے ش۔ شوہر کے ساتھ آیا کرو گی اور۔۔ تمہاری زبان کیوں لڑکھڑا رہی ہے زبان شاہ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے لیکن تمہاری زبان کے لڑکھڑانے سے محسوس ہو رہا ہے جیسے تم اندر سے

خوش نہیں ہو خیریت ہی ہے ناشاہ زخمی سا مسکراتے ہوئے بولی وہ
دونوں اندر سے ٹوٹ رہے تھے ایک انجانا احساس تھا ان دونوں کے
دل میں جو وقت کے ساتھ انہیں سمجھ آنا تھا۔

جی نہیں میں بہت خوش ہوں تمہارا نکاح ہو جائے گا اپنے ش۔ شوہر کی
ہونج۔ جاؤ گی زیان شاہ کی آنکھوں میں نمی شامل ہوئی تھی۔۔ لگ تو
نہیں رہا تمہارے چہرے سے تمہاری آنکھوں سے یہ سب تو کچھ اور ہی
بتا رہی ہیں مجھے اور تمہاری معلومات کے لیے بتادوں میرا نکاح ہونا ہے
رخصت ہو کر نہیں جانا بھی جو تم کہہ رہے ہو کہ اپنے شوہر کے ساتھ
آیا کروں گی، جسٹ نکاح ہونا ہے مسٹر زیان شاہ نیشہ خود پر ضبط کرتے
ہوئے وہ بولی اسے زیان پہ بے حد غصہ تھا۔ نکاح ہی سب سے زیادہ
ضروری ہوتا ہے پٹھانی صاحبہ اس کے بعد کچھ نہیں رہ جاتا، لڑکی مکمل
طور پر اپنے شوہر کی ہو جاتی ہے، اس کی پابند ہو جاتی ہے، اس کی زندگی کا

حصہ بن جاتی ہے نکاح کے بعد تم بھی کسی اور کی زندگی کا حصہ بن جاؤ
گے اس کا تم پر مکمل اختیار ہو گا چاہے تمہاری رخصتی نہ ہو، بظاہر تو زیان
شاہ مسکرا رہا تھا لیکن اس کی آنکھیں وہ کس قدر تکلیف میں ہے بیان کر
رہی تھی۔۔

جی بھر کے شاپنگ کر ناشادی کی کوئی ارمان رہ نہ جائے تمہارا زیان
مسکرا کر کہتے ہوئے اس کے کمرے سے باہر چلا گیا نشا کو اس کی باتوں
سے تکلیف ہوئی تھی بے انتہا تکلیف جو ہے وہ بیان نہیں کر سکتی تھی بے
ساختہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔

وہ زیان سے باتیں کرتے ہوئے اس قدر اس میں کھو گئی تھی کہ اس کو
اندازہ ہی نہ ہوا نہ اس کے کمرے میں ہے نہ اس طریقے سے بیڈ پر لیٹی
ہوئی تھی کہ دیکھنے والے کو لگتا تھا کہ پیلور کھے ہوئے ہیں۔۔

نیشہ یہ سب کیا ہے نہیہا حیرانگی سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔
ک۔ کیا؟ اس نے انجان بننے کی کوشش کی نہیہا نے دروازے کی طرف
اشارہ کیا۔۔ کیا چل رہا ہے تمہارے اور زیان کے بیچ تم لوگوں کی باتوں
سے صاف واضح ہو رہا ہے جیسے تم لوگ ایک دوسرے کو پسند۔۔ ایسا
کچھ نہیں ہے نہیہا نیشہ اس کی بات کاٹتے ہوئے بولی اس کے آنسو جو ایک
پل پہلے رکے تھے پھر بہنا شروع ہو گئے۔۔

کچھ نہیں ہے ایسا تو پھر تم دونوں روکیوں رہے تھے زیان کی آنکھیں
بھی نم تھی اور تمہارا رونا تو ابھی تک بند نہیں ہوا اگر نہیں کرنا چاہتی
شادی تو منع کر دو کیوں زبردستی کر رہی ہو خود کے ساتھ نہیہا کو نیشہ پر
غصہ آ رہا تھا جو خود کے ساتھ زبردستی کر رہی تھی۔۔ میں خود کے ساتھ
کوئی زبردستی نہیں کر رہی بھائی جی چاہتے ہیں میں شادی کروں تو میں
شادی کروں گی اور ایک نہ ایک دن تو کرنی ہی ہے شادی کسی نہ کسی

سے، ہمارے درمیان ایسا کچھ نہیں ہے نہ اس نے صرف تھپڑ کا بدلہ
لینے کے لیے گھر میں شادی کی بات شروع کی تھی جو سب نے مان لی
نیشہ اپنے آنسو صاف کرتی جو دوبارہ بہنا شروع ہو جاتے۔۔
سچ بول رہی ہو نیشہ، ابھی بھی وقت ہے اگر اسے پسند کرتی ہو تو اسے
کو جا کے کہہ دو وہ تمہاری بات مان لے گا نہ اس کے کندھے پر ہاتھ
رکھتے ہمدردی سے کہا۔۔

نہ اس نے پسند کیا اسے پسند کیوں تم ایک بات کو لے کر بیٹھ گئی ہو مجھے
اس سے نف۔۔ نیشہ بولتے ہوئے رک گئی نہ اس نے مسکرا کر اس کی
طرف دیکھا۔۔ خاموش کیوں ہو گئی ہو بولو کہ تم اس سے نفرت کرتی
ہو پھر میں بھی تمہاری بات کا یقین کر لوں گی کہ تم دونوں کے درمیان
ایسا کچھ نہیں ہے نہ اس سے باتوں میں لگا سچا گلو انا چاہتی تھی جس میں

وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہو چکی تھی نیشہ سوچ میں پڑ گئی آخر وہ کیوں نہیں بول پائے کہ وہ زیان شاہ سے نفرت کرتی ہے۔۔

بولو نیشہ نہانے سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھا۔ میں اس سے نفرت نہیں کرتی لیکن اسے پسند بھی نہیں کرتی نیشہ نظریں چراتے ہوئے بولی۔۔ یہ بات میری طرف دیکھ کر کہو نہانے اس کا چہرہ اوپر کرتے کہا۔۔

کیوں خود سے جھوٹ بول رہی ہو، تم پسند کرتی ہو نیشہ اسے تمہاری آنکھوں سے نظر آتا ہے اور خاص کر زیان کی آنکھیں تو ہر چیز بیان کر جاتی ہیں جب جب ارسلان نے تمہارے رشتے کی بات کی اس کی آنکھیں اس کی تکلیف کو بیان کرتی تھی کیا تم نہیں دیکھ پائی اس کی آنکھوں میں نہانے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

مجھے اس کی آنکھوں اپنے لیے پسند گی، پیار، جلن، غصہ سب کچھ نظر
آتا تھا، تم مجھے ایک بات بتاؤ رضا بھائی تمہیں پسند کرتے تھے انہوں نے
بابا سے بات کی اس بارے میں، تمہارے لیے کھڑے ہوئے اگر اتنا ہی
اس کے دل میں میرے لیے پیار ہے تو کیوں نہیں وہ بولا اس نے کہ وہ
مجھے پسند کرتا ہے مجھے ایسے بزدل مرد سے نکاح نہیں کرنا نہیں رہنا
زندگی بھر ایسے بزدل مرد کے ساتھ کیا پتا وہ بھی میرے باپ کی طرح
ہی نکلے ہوس پرست نیشہ کہتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔
نیشہ مجھے نہیں پتہ تمہارا باپ کیسا تھا لیکن ہر مرد ایک جیسا نہیں ہوتا نہیہا
نے اسے گلے لگا یا نیشہ نہیہا کے گلے لگتے ہچکیاں لیتے رونے لگی۔۔
چپ ہو جاؤ سب ٹھیک ہو جائے گا نہیہا اس کے بال سہلاتے ہوئے
بولی۔۔۔

عالیان بیڈ پر ساکت لیٹا ہوا تھا اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر پلو میں
جذب ہو رہے تھے۔ نفرت، اتنا برا ہوں میں کہ وہ مجھ سے نفرت
کرتی ہے عالیان کروٹ لیتے سائیڈ ٹیبل پر پڑی اپنی اور عانیہ کے بچپن
کی تصویر دیکھنے لگا۔ کیوں تمہیں میرا پیار نظر نہیں آتا، بچپن سے چاہتا
ہوں تمہیں، کیوں تم مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتی، جانتا ہوں ابھی
مکمل طور پہ ذمہ داریاں نہیں اٹھا سکتا لیکن میں کون سا رخصتی کے لیے
کہہ رہا تھا صرف نکاح ہی تو کرنا چاہتا ہوں ایک نامحرم تمہارے بارے
میں ہر وقت سوچتا ہے میں تو گنہگار ہوں لیکن اس گناہ سے تمہیں بچانا
چاہتا ہوں میں عالیان اس کی تصویر کو اپنے سینے سے لگاتے اپنا سر تھام
لیا۔

کون سی وجہ ہے جس کی بنا پر سب مجھے تم سے دور کر رہے ہیں پہلے
چھوٹے بابا انہوں نے تم سے دور رہنے کو کہا پھر ارسلان بھائی جی وہ

ہمارے رشتے پر خوش نہیں ہیں اور تم نے تو پہلے دن سے ہی میری طرف دیکھا ہی نہیں ہے عالیاں تصویر پر بنے اس کے چہرے کو انگوٹھے سے سہلانے لگا۔

مجھے میرے اللہ پر یقین ہے ایک دن وہ ضرور مجھے تمہارا محرم بنائے گا عالیاں نے اوپر کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اسے اپنے خدا پر سب سے زیادہ یقین تھا۔

جتنی مرضی ناراضگی ہے دکھا لو تم، جتنے چاہے تھپڑ مار لو نکاح تو میں بھی تم سے ہی کروں گا عالیاں سا جاد شاہ عانیہ احمد شاہ سے ہی نکاح کرے گا عالیاں نے تصویر پر لب رکھے۔

یہ جو شوق چڑھا ہوا ہے نا تمہیں مجھ سے نکاح کرنے کا جب اصلیت جانو گے اسی وقت طلاق دے دو گے مجھے اور طلاق کا دھبہ عانیہ احمد شاہ یا خود پر نہیں لگانا چاہتی عالیاں شاہ عانیہ کشن کو نوچتے ہوئے غصے سے بولی۔

بہت آسان ہوتا ہے یہ کہنا میں تم سے محبت کرتا ہوں نکاح کرنا چاہتا
ہوں لیکن اپنے محبوب کی اصلیت کو جان کر محبت کو ہر کوئی نہیں نبھا
سکتا عالیان شاہ تم بھی نہیں نبھا پاؤ گے، عانیہ احمد شاہ ایک دفعہ پھر نہیں
ٹوٹنا چاہتی ڈرار سے اپنے اور عالیان کے بچپن کی تصویر نکال کر دیکھتے
ہوئے بولی اس کی آنکھ سے آنسو بہہ کر تصویر پر گرا تھا۔

ہم اچھے دوست تھے اور ہمیشہ اچھے دوست ہی رہیں گے کبھی ہم سفر
نہیں بن پائیں گے میرے کراٹم پارٹنر، عانیہ شاہ تمہیں ایک دوست کی
طرح چاہتی ہے ایک بیوی کی طرف کبھی نہیں چاہ پائے گی ایک بیوی کی
طرح کبھی پیار نہیں دے پائے گی تو بہتر یہی ہے تمہارے لیے کہ مجھ
سے دوری اختیار کرو عانیہ آنسو بہاتے ہوئے مسکرا کر تصویر کی طرف
دیکھ کے بولی۔

تمہیں پتہ ہے عالیاں جب بچپن میں بڑے بابر دادو کہتے ہوتے تھے کہ
عانیہ عالیاں کی ہے اور ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گی میں بہت خوش ہوتی
تھی اس بات پر لیکن وہ بچپن تھا بچپن گزر گیا وہ خوشی گزر گئی اب عانیہ
شاہ کو اس بات پر غصے کے علاوہ کوئی احساس محسوس نہیں ہوتا عانیہ
تصویر کو اپنے سینے سے لگا گئی۔۔

میں وہ پہلے جیسی عانیہ نہیں رہی جسے تمہاری عادت تھی، یہ عانیہ بہت
مختلف ہے عالیاں یہ عانیہ پتھر بن چکی ہے اور پتھر پگھلتا نہیں ہے وہ بیڈ
پر گرنے والے انداز میں لیٹتے ہوئے تصویر کو سختی سے اپنے سینے سے لگا
گئی۔۔

یا اللہ مجھے صبر دے میں خود پر قابو نہیں کھونا چاہتی عانیہ آنکھیں بند کر
کے دل میں اللہ سے صبر کی دعا کرنے لگی۔۔

زید عانیہ نے عالیان کو تھپڑ کیوں مارا اس نے نکاح کی بات کی تھی اور
نے نکاح کی بات کرنا بری بات تو نہیں ہے ہر ابیڈ پر بیٹھ کے زید کی
طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ تم مکمل بات نہیں جانتے ہیرا، عانیہ اپنی
جگہ صحیح ہے اور عالیان اپنی جگہ دونوں اپنے آپ میں الجھے ہوئے ہیں
دیکھو قسمت انہیں کہاں لے کر جاتی ہے یہ تو صرف خدا ہی جانتا ہے
زید ہیرا کے ساتھ بیٹھتے اس کے یہ گرد حصار بناتے اس کی پیشانی پر پیار
کرتے ہوئے بولا۔۔

زید کل ہمارے کالج میں پارٹی ہے مجھے جانا ہے وہاں ہیرا زید کے
کندھے پر ٹھوڑی ٹکاتے ہوئے پیار بھری نظروں سے اس کی طرف
دیکھتے ہوئے بولی تاکہ وہ اسے کالج جانے کی اجازت دے دیں۔۔ اور یہ
اتنا میٹھا لہجہ صرف ہاں بلوانے کے لیے اپنایا گیا ہے زید ہیرا کا چہرہ تھامتے
ہوئے بولا۔۔

چلی جانا لیکن گارڈ تمہارے ساتھ جائیں گے گارڈز کا نام سن کے ہیرا نے
گھور کر اس کی طرف دیکھا۔۔ زید گارڈز کی ضرورت نہیں۔۔ اگر تم
نے جانا ہے تو گارڈز بھی تمہارے ساتھ جائیں گے اگر انہیں ساتھ نہیں
لے کر جانا تو گھر پر ہی رہو مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے بلکہ مجھے تو اپنی بیوی
کے ساتھ وقت گزارنے کا موقع مل جائے گا زید اس کی بات کاٹتے
ہوئے اس کے رخسار پر پیار کرتے ہوئے بولا ہیرا نے معصومانہ چہرہ بنا
کر اس کے رخسار پر لب رکھے۔۔

مسز میں آپ کے اس معصوم چہرے ان اداؤں سے قابو میں نہیں آنے
والا تو بہتر ہے اس طرح کے طریقے نہ ہی اپنائیں زید اس کے چہرے پر
آئے ہوئے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں بولا۔۔
اچھا ٹھیک ہے لے جاؤں گی آپ کے گارڈز کو ساتھ وہ منہ بناتے ہوئے
کہہ بیڈ پر لیٹ گئی۔۔

یہ کیا ہے زید نے اس کے بازو سے پکڑ کر اسے بٹھایا۔ مجھے نیند آرہی ہے سونا۔ ایک تو تم بیویوں کو جب شوہر کے موڈ اچھے ہونا تبھی نیند آتی ہے کوئی نہیں سونا ج میں اپنی وائف کے ساتھ کوالٹی ٹائم سپینڈ کرنا چاہتا ہوں اس کی بات کاٹتے ہوئے کہہ کر اسے اپنے بے حد قریب کر گیا ہیرا نظر جھکا گئی۔

زید شاہ بے خود سا ہوتا اس میں کھونے لگا تھا ہیرا اثر ما کر اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ گئی زید شاہ لیمپ آف کر گیا۔

سیان آدھی رات کو چھپتے ہوئے عرتج کے کمرے میں داخل ہوا عرتج گہری نیند سوئی ہوئی تھی سیان بنا آواز پیدا کیے اس کے سر پہ جا کے کھڑا ہو گیا۔

عرتج اٹھو، عرتج سیان کے دودفعہ جھنجھوڑنے پر وہ اٹھ کر بیٹھی موندی
موندی آنکھیں کھول کر سیان کی طرف دیکھ کے اس نے گھڑی کی
طرف دیکھا جو رات کے تین بجارہی تھی۔۔ سیان کیا ہوا ہے آنکھوں
میں نیند کا خمار لیے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا سیان اس کے پاس
بیٹھ گیا۔۔ محترمہ مجھے بھوک لگی ہے عرتج بالکل خالی پڑی ہوئی ہے اور
تمہارے مجازی خدا کو کھانا کھانا ہے اٹھ کے بنا دو سیان اس کا چہرہ تھامتے
ہوئے میٹھے لہجے میں بولا۔۔

سیان رات کے تین بجے کسے بھوک لگتی ہے عرتج رونے والی ہو گئی
تھی۔۔ سیان کی محترمہ آپ کے مجازی خدا کو بھوک لگتی ہے چلو شاباش
اٹھو مجھے کباب بنا کے دو بہت کریونگ ہو رہی ہے کباب کی سیان اس
کے اوپر سے لحاف ہٹاتے اسے باہوں میں اٹھائے واش روم میں لے
جاتے کے شاور کے نیچے کھڑا کرتے شاور ان کر کے پیچھے ہو گیا۔۔۔۔

فریش ہو کے جلدی سے باہر آؤ میں کچن میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں
سیان کہتے ہوئے باہر چلا گیا۔ عرتج ارد گرد دیکھنے لگی وہ سمجھنے کی
کوشش کر رہی تھی اس کے ساتھ ہوا کیا ہے اس نے فوراً سے شاوہر بند
کیا پانی بے حد ٹھنڈا ہونے کی وجہ سے وہ کپکپا رہی تھی جلدی سے چینج
کرتے نیچے کچن میں گئی۔

سیان شیلف پر بیٹھے اسے دیکھ مسکرایا تھا۔ عرتج فرتج سے قیمہ نکال کر
سیلف پر رکھ کے کباب کا مٹیریل بنانے لگی۔ محترمہ جلدی کرو مجھے
بھوک لگی ہوئی ہے پیٹ میں ہاتھی، چوہے، بندر ناچ رہے ہیں یہ نہ ہو
تمہارے شوہر کے پیٹ میں وہ مرجائیں اور میں اللہ کو پیارا ہو جاؤں
سیان رونے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے بولا جیسے واقع ہی وہ اللہ کو پیارا
ہونے والا ہے۔ سیان پلیز ایسی باتیں نہ کیا کریں عرتج نے غصے سے
اس کی طرف دیکھا سیان اسے آنکھ مار گیا وہ دل تلملا کر رہ گئی۔

تو پھر جلدی ہاتھ چلاؤ سیان اس کے پاس کھڑا ہوتے بولا۔۔ سیان کر تو رہی ہوں اب میرے پاس کوئی جادو کی چھڑی ہونے سے رہی جو میں گھماتی اور کباب فوراً بن جاتے عرتج روہانسی ہوتے بولی۔۔ گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد کباب بن کے تیار ہوئے عرتج نے ایک بڑی پلیٹ کباب کی بنائی تھی جو سیان شاہ 15 منٹ میں ختم کر گیا تھا اور عرتج اس کا منہ دیکھتے رہ گئی جس نے اتنی محنت سے بنایا تھا اس سے سیان نے پوچھا تک نہ تھا۔۔ عرتج رونا شروع ہو گئی۔۔

سیان کی محترمہ روکیوں رہی ہو سیان اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا عرتج نے اس کے ہاتھ جھٹک دیے۔۔ مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی آپ کو صرف اپنی پڑی ہوتی ہے عرتج اسے خود سے دور کرتے اپنے کمرے میں چلی گئی سیان نے گردن ٹیری کر کے اسے کمرے میں

جاتے ہوئے دیکھا۔۔ میں نے کیا کہا ہے اسے سیان انگلی سے پیشانی
مسلتے سوچتے ہوئے بولا۔۔

سیان کی نظر پلیٹ پر پڑی جو خالی ہو چکی تھی۔۔ اوٹھٹ سارے کباب
میں اکیلے کھا گیا میں نے اس سے پوچھا تک نہیں سیان کو اپنی غلطی کا
شدت سے احساس ہوا۔۔ چلو کوئی نہیں صبح منالوں گا اسے سیان پلیٹ
کچن میں رکھتے اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔

گڑیا اٹھوار سہلان نے انیزا کو ہلا کر اس کے اوپر سے لحاف اتارا۔۔ شاہو
مجھے سونا ہے نیند آرہی ہے منہ بناتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ گڑیا
پہلے نماز پڑھو اس کے بعد سو جانا چلو اٹھو شاہو انیزا اسے پیچھے کودھکا
دیتی واش روم میں چلی گئی۔۔

وضو کر کے باہر آ کے دوپٹہ پکڑ کے عجیب سا حجاب کر کے نماز پڑھنے
لگی۔۔ ارسلان خاموشی سے اس تھوڑا سا آگے جائے نماز بچھا کر نماز

پڑھنا شروع ہو گیا۔ دونوں نماز پڑھ کے دعا مانگ رہے تھے انیزا دعا مانگ کر جلدی سے بیڈ پر لیٹ کر خود پر لحاف اوڑھ گئی۔ ارسلان نے دعا مانگ کر نہ میں گردن ہلاتے اس کی طرف دیکھا۔

گڑیا ناراض ہو مجھ سے ارسلان اس کے ساتھ نیم دراز ہوتے اس کا رخ اپنی طرف کرتے پیار بھرے لہجے میں بولا۔

انیزا آنکھیں بند کر کے لیٹی رہی اس نے ارسلان کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔

ارسلان شاہ اس کا معصوم چہرہ دیکھ اس میں کھونے لگا تھا اس کی گندمی رنگت، گہرے کالے بال، گردن پر تل ارسلان شاہ بہکنے لگا تھا۔ ارسلان بے خود سا ہوتا اس کی گردن پر بنے تل پر لب رکھ گیا۔ انیزا نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول کے ارسلان کی طرف دیکھا۔ ارسلان نے اس کی آنکھوں پر لب رکھے اچانک انیزا کے سر میں شدید درد ہونے لگا

(تمہارے گردن پر بنا یہ دل مجھے دیوانہ کر رہا ہے۔۔ شاہ اپنی گندی باتیں کرتے ہو انیزا نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس کی طرف دیکھا۔۔
بالم یہ تو میرا پیار ہے تمہیں میرا پیار گندا لگتا ہے پارس اس کی آنکھوں پر لب رکھتے ہوئے بولا۔۔ مجھے میرے شاہو کا پیار گندا نہیں لگتا انیزا اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے بولی۔۔) اسے پارس شاہ کی باتیں یاد آرہی تھی لیکن اس کا چہرہ اسے دھندلا نظر آ رہا تھا۔ انیزا اپنا سر پکڑتے چیخنا شروع ہو گئی۔۔

گڑیا، گڑیا کیا ہوا ہے ارسلان گھبرا کر اٹھ بیٹھا اسے اپنے سینے سے لگا کر پریشانی سے پوچھا۔ شاہ میرے سر میں درد ہو رہا ہے، میرا سر درد سے پھٹ رہا ہے انیزا روتے ہوئے بولی۔ ارسلان نے موبائل پکڑ کے احمد شاہ کو کال کر کے پاس بڑا ڈوپٹہ اٹھا کر انیزا کو حجاب کیا۔ احمد شاہ دو

منٹ کے اندر ارسلان کے کمرے میں آئے۔۔ بابا اس کے س۔ سر میں
درد ہو رہا ہے ارسلان احمد شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے پریشانی سے بولا۔
انیز ایٹا کہاں درد ہو رہا ہے احمد شاہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے
بولے۔۔

ی۔ یہاں اس نے بائیں جانب ہاتھ سر پہ رکھا اس کی سانسیں اکھڑ رہی
تھی۔۔ انیز ایٹا چاکلیٹس کھانی ہے اپ نے احمد شاہ ریلیکس ہو کے اس
سے فاصلے پر بیٹھتے ہوئے بے حد پیار سے بولے۔۔ م۔ مجھے درد ہو
رہا ہے انیز اروتے ہوئے بولی۔۔ بابا اسے درد ہو رہا ہے اور اپ ریلیکس
بیٹھے ہوئے ہیں ارسلان اپنے لہجے کو سخت ہونے سے نہ روک پایا۔۔ تم
چپ کر کے کھڑے رہو مجھے پتہ ہے میں کیا کر رہا ہوں احمد شاہ اسے
کہتے ہوئے انیز کی طرف متوجہ ہوئے۔۔

بیٹا اتنا ہلکا سا درد ہے اس کے لیے اپ اتنی پریشان ہو رہی ہوا بھی ٹھیک
ہو جانا ہے مجھے بھی کبھی کبھار اسی طرح درد ہوتا ہے میں تو نہیں روتا
احمد شاہ نے اپنی پاکٹ سے چاکلیٹ نکال کر انیزا کی طرف بڑھائی۔
اپ چاکلیٹ کھاؤ درد ابھی ٹھیک ہو جائے گا احمد شاہ نے چاکلیٹ اس کی
گود میں رکھ دی انیزا نم آنکھوں سے ان کی طرف دیکھنے لگی۔ ٹھیک ہو
جائے گا آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے پوچھا۔

بالکل ٹھیک ہو جائے گا احمد شاہ کے کہتے ہی انیزا چاکلیٹ کھانا شروع ہو
گئی وہ پرسکون ہو کر چاکلیٹ کھا رہی تھی ارسلان نے حیرانگی سے احمد
شاہ کی طرف دیکھا۔

احمد شاہ نے ارسلان کو باہر آنے کا اشارہ کیا۔ ہر بات پر غصہ کرنا
ضروری نہیں ہوتا کچھ چیزیں پیار سے بھی ٹھیک کی جاسکتی ہیں۔ اس
کے سر میں درد تھا کیونکہ اسے اپنا ماضی یاد آ رہا تھا وہ ٹینشن لے رہی تھی

ماضی کی میں ایک سکالچسٹ ہوں ار سلان شاہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے پیشنٹ کو کس طرح ہینڈل کرنا ہے تو بہتر ہے جب میں کام کر رہا ہوں تو اس کے درمیان مت بولا کرو احمد شاہ سنجیدگی سے بولے تھے ار سلان شاہ نے خود پر ضبط کرتے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا وہ پریشانی میں اپنے لہجے کو احمد شاہ کے ساتھ سخت کر گیا تھا۔

آئندہ خیال رکھوں گا ار سلان اپنے باپ کے گلے لگا۔ بابا جب اسے سب کچھ یاد آئے گا وہ مجھے چھوڑ دے گی؟ ار سلان نے پیچھے ہوتے احمد شاہ سے سوال کیا۔ شاید چھوڑ جائے تمہیں احمد شاہ نے صاف گوئی سے جواب دیا۔ ار سلان ہاں میں سر ہلاتے اپنے کمرے میں چلا گیا۔ انیزا نے چاکلیٹ ختم کر لی تھی ار سلان کے کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ دوسری طرف رخ کر کے بیٹھ گئی۔ گڑیا آپ کس بات پر ناراض ہو مجھ سے ار سلان پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیا۔

آپ جھوٹ بولتے ہو آپ نے کہا تھا مجھے ڈھیر ساری چاکلیٹ لا کر دو
گے لیکن آپ نے نہیں لا کر دی انیزا نے اس کا حصار توڑ کر اسے دور
ہونا چاہا لیکن ناکام۔۔

صبح میں اپنی گڑیا کو ڈھیر ساری چاکلیٹ لا کر دوں گا اب یہ ناراضگی ختم
کر دو ارسلان نے اس کا رخ اپنی طرف کرتے اس کی پیشانی پر بوسہ
دیا۔ پکانگلی اٹھاتے اس کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ وعدہ اپنی گڑیا کو
صبح میں اتنی زیادہ چاکلیٹ لا کر دوں گا ارسلان نے اسے اپنے سینے سے
لگالیا جیسے ہی مجھے لگے گا تمہاری حالت بہتر ہو گئی ہے تمہیں سب سچ بتا
دوں گا ارسلان شاہ نے دل میں سوچا۔۔

اسماء نماز پڑھ کے بیڈ پر بیٹھ کر قرآن پاک پڑھ رہی تھی۔ احمد شاہ اس
کے پاس بیٹھ کر پیار بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ احمد میں قرآن

پڑھ رہی ہوں باز آجائیں اسماء غصے سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے
بولی۔۔ شوہر کے دیکھنے سے کچھ نہیں ہوتا اسماء جان احمد دوسری طرف
رخ کر کے نیم دراز ہو گیا اسماء نے پارہ ختم کر کے قرآن پاک رکھ دیا۔۔
اتنی سی بات پر منہ بنا کر لیٹ گئے ہیں آپ اسماء نے اس کے ساتھ نیم
دراز ہوتے اس کا رخ اپنی طرف کیا۔۔ تمہیں کس نے کہا ہے کہ میں
نے منہ بنا لیا ہے احمد اسے اپنے قریب کرتے بولا۔۔ کچھ نہیں ہو سکتا
اپ کا احمد اپ نہیں سدھر سکتے اسمہ مسکراتے ہوئے ان کی طرف
دیکھنے لگی۔۔

احمد آج ہیرا کے کالج میں پارٹی ہے تو وہ چاہتی ہے میں بھی اس کے
ساتھ جاؤں اسمہ احمد سے اجازت لینا چاہی۔۔ ٹھیک ہے چلی جاؤ لیکن
میرے گھر آنے سے پہلے واپس آ جانا کچھ پارٹیز لیٹ نائٹ بھی چلتی ہیں
اگر لیٹ نائٹ ہے تو نہیں جانا۔۔

لیٹ نائٹ نہیں ہے میں آپ کے گھر آنے سے پہلے آ جاؤں گی اسماء اس کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے بولی۔۔ احمد اس کے رخسار پر لب رکھ گیا اسماء نے اسے خود سے دور کرنا چاہا احمد اس کی کمر پر ہاتھ رکھتے اسے اور زیادہ قریب کر گیا۔۔

اسماء جان تم اچھے سے جانتی ہو مجھے تمہارا خود سے مجھے دور کرنا پسند نہیں ہے احمد شاہ سنجیدگی سے کہتے ہوئے اس کی گردن پر مہر ثبت کرنے لگا۔۔

احمد ہماری بیٹی اس کا چہرہ تھامتے پریشانی سے بولی۔۔ عانیہ اپنی جگہ صحیح ہے اسماء لیکن عالیان اس کے ساتھ غلط ہو رہا ہے وہ اس کا حقدار نہیں ہے احمد شاہ نے رات کو اسے بہت غور سے دیکھا تھا ایک مرد دوسرے مرد کی آنکھوں میں دیکھ اس کی نیت جان سکتا ہے احمد شاہ کو اس کی آنکھوں میں صرف عانیہ کے لیے احترام، عزت اور پیار نظر آیا تھا۔۔

پھر آپ عانیہ کو سمجھائیں نا وہ کر لے نکاح عالیان سے۔۔ اسماء میں اس کے ساتھ زبردستی نہیں کرنا چاہتا اس کا جو فیصلہ ہے وہی میرا فیصلہ ہے، زندگی اس نے گزارنی ہے میں نے نہیں احمد شاہ اٹل لہجے میں بولے اسماء خاموش ہو گئی وہ جانتی تھی جب احمد اس لہجے میں بات کرتا ہے تو وہ کسی کی نہیں سنتا۔۔

ٹھیک ہے جیسے آپ کو بہتر لگے اسماء اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی احمد اس کے گرد سخت ہی حصار بنا گیا۔۔

سب مرد حضرات ساتھ ہی آفس چلے گئے تھے کیونکہ ان کی ضروری میٹنگ تھی سیان، عیشان اور عالیان تینوں یونیورسٹی جا چکے تھے۔۔

سب لڑکیاں تیار ہو رہی تھیں وہ سب اسماء کے کمرے میں تھیں انیزابیڈ پر بیٹھے ان سب کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

ماورہ بھا بھی، نیہا، عرتج اپ سب نے اپنے اپنے شوہر سے اجازت لے لی ہے ناہیرا نے ان سے پوچھا ان سب نے ہاں میں سر ہلایا۔ انہوں نے کہا ہے ان کے گھر آنے تک ہم گھر موجود ہوں سب ایک ساتھ بولی۔۔

بھا بھی اپ بھی ہمارے ساتھ چلیں انیزا کے پاس بیٹھ اس کے گرد حصار بناتے بولی اس نے بمشکل اپنے آنسوؤں پر قابو کیا تھا اس کی دوست اسے بھول گئی تھی اسے ہیرا یاد نہ تھی۔۔ ٹھیک ہے انیزا مسکراتے ہوئے بولی ہیرا نے اپنی الماری سے سیم سوٹ نکالا جیسے اس نے پہنا ہوا تھا۔۔

انیزا بلیک کلر کی لانگ فرائیڈ پہن کر باہر آئی ہیرا نے ڈاک پنک حجاب انیزا کو کیا۔۔

سب لڑکیوں نے سیم ڈریسنگ کی ہوئی تھی پنک حجاب اور بلیک کلر کی لانگ فرائیڈ اسماء اور انشانے بھی ان کے جیسی ہی ڈریسنگ کی تھی لیکن انہوں نے حجاب سکن کلر کر لیا تھا۔

وہ سب کالج کے لیے روانہ ہو گئی۔ وہاں جا کر انہیں معلوم ہوا کہ ان کی پارٹی لاہور کی یونیورسٹی میں ہوگی سب اس بات پر بے انتہا خوش ہوئی تھی لیکن ڈر بھی رہی تھی کہ وہ ان کے مجازی خداؤں کے گھر آنے سے پہلے وہ گھر پہنچ جائے۔ وہ سب وین میں بیٹھ گئی تقریباً دو گھنٹے کا سفر طے کرنے کے بعد وہ لاہور پہنچی۔

یونیورسٹی کا ایک بلاک کالج کی لڑکیوں کو دیا گیا تھا پارٹی انجوائے کرنے کے لیے۔

واؤ مجھے نہیں معلوم تھا لاہور کی یونیورسٹیز اتنی خوبصورت ہے عانیہ بلاک کا جائزہ لیتے ہوئے بولی۔ وہ سب پارٹی انجوائے کرنے لگی اسماء

اور انشا ایک چیئر پر بیٹھ گئی تھی۔۔ سب تصویریں بنا رہی تھی انہوں نے
گروپ پکس بنائے۔۔

ایک لڑکا اس بلاک کے پاس سے گزر رہا تھا جب اس کی نظر انیز اپر پڑی
وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھنے لگا وہ بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی اس کی
کالی آنکھیں کسی کو بھی پہلی نظر میں دیوانہ بنا سکتی تھی۔۔

سیان یار میں نے سنا ہے آج کالج کی لڑکیوں کو پارٹی ہماری یونیورسٹی میں
دی گئی ہے عالیان اور سیان کاریڈور میں چل رہے تھے۔۔

پتہ نہیں شاید دی گئی ہو دونوں چلتے ہوئے دوسرے بلاک میں داخل
ہونے لگے جب انہوں نے ایک لڑکے کو ٹکٹکی باندھے کسی کی طرف
دیکھتے ہوئے دیکھا۔۔

گھر میں ان کی ماں بہن نہیں ہے جو لڑکیوں کو گھورنے کے لیے کھڑے
ہو جاتے ہیں کمینے سیان غصے سے اس لڑکے کی طرف دیکھتے ہوئے

بولا۔۔ چل عالیاں اسے مزہ چکھاتے ہیں دونوں اس لڑکے کی طرف
بڑے اس لڑکے کے قریب جاتے اس طرف جہاں وہ لڑکا بنا پلک جھپکے
دیکھے جارہا تھا۔۔ سیان اور عالیاں غصے اور اشتعال سے سرخ ہو گئے
اس لڑکے کو گریبان سے پکڑتے اس کے چہرے پر مگے رسید کرنے
لگے۔۔

وہ دونوں بے دردی سے اسے ماڑے جارہے تھے سب لڑکوں نے
آگے ہوتے انہیں پیچھے کرنا چاہا ان سب کو پیچھے دھکا دیتے وہ پھر اسے
مارنا شروع ہو گئے۔۔ بے غیرت کمینے انسان تیری ہمت کیسے ہوئی
ہمارے خاندان کی عزت کی طرف دیکھنے کی وہ دونوں پھنکارتے ہوئے
اس کے سر پر پاس پڑی چیئر مارنے لگے جب عانیہ نے آگے آتے عالیاں
کے ہاتھ سے چیئر پکڑ کر عالیاں اور سیان کو اس لڑکے سے پیچھے کیا۔۔

یاں بھائی، عالیان کیا ہو گیا ہے آپ دونوں کو، دماغ خراب ہو گیا ہے
آپ دونوں کا عانیہ غصے سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔
ہاں ہو گیا ہے دماغ خراب ہمارا جان سے مار ڈالیں گے اسے جو ہمارے
خاندان کی عزت کی طرف دیکھے گا سیان خونخوار نظروں سے اس لڑکے
کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔

کس کی طرف دیکھ رہا تھا یہ عانیہ نے سیان سے پوچھا۔۔ انیزا بھا بھی کی
طرف دیکھ رہا تھا یہ کمینہ بغیرت سیان نے اسے ٹانگ رسید کی۔۔ عانیہ
نے ہاتھ میں پکڑا ہوا بیگ پانچ مرتبہ اس کے چہرے پر مارا۔۔
یعنی میں نے رنگ میں بھنگ ڈال دی عانیہ نے نہ میں سر ہلایا۔۔
خبردار اگر تم لوگوں نے کچھ کیا اسماء اور انشان دونوں کو پیچھے کرتے
ہوئے بولی جو دوبارہ اس لڑکے کو مارنے والے تھے۔۔۔

جیسا بھائی ویسے ہی بہن ہے اسماء نے دونوں کو غصے سے دیکھا۔۔ انیزا
تالیاں مارتے ہوئے سب دیکھ رہی تھی۔۔ یہ ہوئی نامیری بھابھی والی
بات سیان اور عالیان دونوں مسکراتے ہوئے بولے۔۔ بھابھی اور
ماڑے سے سیان اور عالیان انیزا کے پاس جاتے ہوئے بولے۔۔ اس
گندے کو مارو یہ گندامیری طرف دیکھ رہا تھا انیزا ہاں میں سر ہلاتے
ہوئے غصے سے اس لڑکے کی طرف دیکھنے لگی۔۔

سیان اسمہ نے التجائی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔ سیان اس
لڑکے کو گریبان سے پکڑ کر کھڑے کر گیا۔۔ اگر اب تم نے میری بہن
کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا تو دور کی بات ہے اگر سوچا بھی تو تمہارا وہ حشر
کروں گا پوری زندگی تم بھول نہیں پاؤ گے سیان آنکھوں میں سفاکیت
لیے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ تم ابھی شاہزادوں کو جانتے
نہیں ہو وہ اپنی عزت اور غیرت کے معاملے میں سامنے والے کی

گردن کاٹنے سے بھی پرہیز نہیں کرتے عالیاں نے اس کے چہرے پر
زوردار تھپڑ مارا۔

سب لڑکے اسے وہاں سے لے کر چلے گئے وہ سیان اور عالیاں کو کچھ
نہیں کہہ سکتے تھے کیونکہ وہ ان کے فیملی بیک گراؤنڈ کو اچھی طرح سے
جانتے تھے۔

اگر یہ سب بھائی جی کو پتہ چلاتو، کیوں کیا ہے تم دونوں نے یہ سب
عیشان غصے سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا وہ وہاں سے گزر رہا تھا جب اس
نے بھیڑ وہاں دیکھی تھی وہ اس طرف آیا تو سیان اور علیاں اس لڑکے کا
گریبان پکڑے کھڑے تھے۔ بھائی جی کو اگر یہ سب کچھ معلوم ہوا تو
وہ ہمیں شاباشی دیں گے کیونکہ عیشان بھائی وہ کمینہ ہماری بھابھی کی
طرف دیکھ رہا تھا سیان گردن خم دیتے جنونی انداز میں بولا۔

گڈ پھر بہت اچھا کام کیا ہے تم لوگوں نے عیشان نے مسکرا کر ان دونوں کی طرف دیکھا۔۔ یہ سب کے سب پاگل ہیں میرم بڑ بڑائی جو عیشان نے سن لیا تھا۔۔ ہم پاگل نہیں ہیں میرم صاحبہ ہم جنونی ہیں اپنوں کے معاملے میں اپنی عزت کے معاملے میں تمہاری بہن ہمارے گھر کی عزت ہے اور جو بھی ہمارے گھر کی عزت کی طرف دیکھے گا جان سے مار دیں گے ہم اسے عیشان شاہ سرخ آنکھیں لیے میرم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا میرم کو ایک پل کے لیے اس سے خوف محسوس ہو اسب نے عیشان کی طرف حیرانگی سے دیکھا انہوں نے عیشان کا ایسا روپ پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔۔ وہ تو ہمیشہ خاموش رہتا تھا کبھی اس نے غصہ نہ کیا تھا لیکن آج وہ جنونی انداز میں آنکھوں میں سفاکیت لیے کہہ رہا تھا۔۔ عیشان بھائی آپ ٹھیک ہیں سیان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔۔ مجھے کیا ہونا ہے میں بالکل ٹھیک ہوں یک دم وہ نارمل

ہوتے ان کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا سب اس کے اچانک
انداز بدلنے پر بے حد حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔

کیا ہو گیا ہے سب کیوں اس طرح میری طرف دیکھ رہے ہیں عیشان
چہرے کو معصوم بناتے بولا۔

کچھ نہیں آپ کا یہ انداز آج پہلی دفعہ دیکھا ہے تو حیرانگی ہو رہی ہے
عانیہ عیشان کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے بولی۔۔ خیریت ہے آج
اپنے لالا کی بجائے میرے کندھے پر سر رکھ گئی ہو یاد آگئی میری۔۔
شانی بھائی ایسی بات نہیں ہے آپ سب کو کیوں لگتا ہے کہ میں زیادہ
پیار لالا سے کرتی ہوں۔۔

ہمیں ایسا لگتا ہے کیونکہ ہماری گڈ وایسا ہی کرتی ہے وہ توجہ صرف اپنے
لالا کو دیتی ہے عیشان نے اٹے سیدھے منہ کے زاویے بناتے ہوئے کہا
۔۔ میں اپنے سب بھائیوں سے بہت زیادہ پیار کرتی ہوں عانیہ سیان اور

عیشان کے درمیان میں کھڑے ہوتے ان کے رخسار کھینچتے ہوئے
بولی۔۔

اچھا اب آپ سب جائیں ہم لڑکیوں کو اپنی پارٹی انجوائے کرنی ہے
ساری پارٹی ہماری خراب کر دی آپ نے سب لڑکیوں کے ایک ساتھ
بولنے پر وہ تینوں خاموشی سے وہاں سے چلے گئے۔۔

عالیان میں ایک منٹ میں آسیان عالیان سے کہتے ہوئے واپس اس
بلاک کی طرف آیا جہاں پر لڑکیاں تھیں۔۔ امی عرتج کو باہر بھیجیں
سیان نے اسماء کو کہا۔۔ اسماء نے عرتج کو باہر بھیج دیا۔۔

یہ تم سب کی کالج میں پارٹی ہو رہی ہے سیان غصے سے اس کی طرف
دیکھتے ہوئے بولا۔ کالج میں ہی ہونی تھی لیکن جب ہم کالج پہنچے تو
انہوں نے بتایا پارٹی لاہور یونیورسٹی میں دی گئی ہے عرتج معصوم چہرہ
بناتے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی۔

گھر چلو پھر تمہیں پارٹی اچھی طرح انجوائے کرواؤں گا میں سیان دانت
پستے ہوئے کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔

عرتج بے فکر ہوتی واپس اندر چلی گئی۔

کیا ہوا ہے کس بات کا غصہ چڑھا ہوا ہے تمہیں اب عیشان اور عالیان
نے اس کا سرخ چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ہم تو کالج میں پڑھتے ہیں نہ
عالیان، عالیان نے عجیب نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

کیا بول رہا ہے تو۔۔ تمہاری بہن نے کالج کی پارٹی میں جانے کے لیے مجھ سے اجازت لی تھی، یہ دیکھو کالج سیان نے سامنے لگے بورڈ کی طرف اشارہ کیا جہاں یونیورسٹی کا نام لکھا ہوا تھا۔۔

یہاں پہ کوئی بکھیرا مت کھڑا کر دینا گھر چل کے سکون سے بات کر لینا اس سے سیان نے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔۔ ہاں سب بکھیرے تو میں ہی کھڑا کرتا ہوں ناسیان غصے سے کہتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔۔ وہ دونوں اپنی اپنی کلاس میں چلے گئے کیونکہ ان کا لیکچر تھا۔۔

نیشہ کیسا محسوس ہو رہا ہے کچھ دن بعد تمہارا نکاح ہے ماورہ نیشہ کے پاس بیٹھے ہوئے بولی۔۔ جیسا ہر لڑکی کو محسوس ہوتا ہے نیشہ نظریں جھکائے بولی۔۔ آپ کو کیسا محسوس ہو رہا ہے ہم آپ بھی آپ کی بھی تو رخصتی ہے کچھ دن بعد۔۔ میں بہت خوش ہوں اور کیونکہ اذہان مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں میں اپنے آپ کو دنیا میں سب سے زیادہ خوش قسمت اس

معاملے میں سمجھتی ہوں کہ مجھے اتنا زیادہ پیار کرنے والا شوہر ملا ہے ماورہ
چہکتے ہوئے بولی اس کے انداز سے اس کے لہجے سے خوشی چھلک رہی
تھی۔۔

نیشہ ایک بات پوچھو تم سے۔۔ جی پوچھے بھا بھی نیشہ مسکراتے ہوئے
بولی۔۔ اس نکاح سے خوش ہو تم ماورہ اس کا چہرہ تھا مگر اس کی آنکھوں
میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔

ہاں شاید نیشہ نظریں چراتے ہوئے بولی۔۔ سب لڑکیوں نے پارٹی میں
بہت زیادہ انجوائے کیا، انہوں نے پکس بنائی، مختلف کھانے کھائے ایک
دوسرے کو جی بھر کے تنگ کیا۔۔

ہیرا چیئر پہ بیٹھی تھی جب اسے زید کا میسج موصول ہوا۔۔ (مسز میرے
گھرانے سے پہلے تیار رہنا خوبصورت سی ساڑھی پہن کر)۔۔ ہیرا زید کا

میسیج پڑھ کے مسکرائی۔۔ کس کا میسیج پڑھ کے مسکرایا جا رہا ہے میڈم۔۔
میرم اسے کندھا مارتے ہوئے بولی۔۔

زید کا میسیج تھا ہیرا نے شرماتے ہوئے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔ اتنی
خوشی شوہر کے میسیج پر۔۔ میرم تنگ نہ کرو ہیرا وہاں سے اٹھ کر نہا کے
پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔۔

ارد شیر اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔۔ سر آپ نے جس کی انفارمیشن
معلوم کرنے کے لیے بھیجا تھا ہمیں، اس نے نہر میں کود کر اپنی جان
دے دی تھی اس کے علاوہ اس کی کوئی معلومات نہیں ملی وہ آدمی سر
جھکائے بولا۔۔ تم لوگوں کو ایک بات سمجھ کیوں نہیں آتی، ذندہ ہے وہ
ارد شیر دھہرا تھا۔۔ سر ہم نے ہر جگہ معلوم کیا ہے ہمیں صرف یہی
معلومات مل سکتی ہیں اس آدمی کے کہنے پر شیر نے ٹیبل پر پڑی ساری

چیزیں زمین پر گرا کر بوس کر دی۔۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے ارد شیر چلایا
آدمی خاموشی سے وہاں سے چلا گیا۔۔

نور کہاں ہو گی ارد شیر سر تھامتے ہوئے چیر سے ٹیک لگا گیا۔۔ شد اور،
کہی وہ اس کے پاس اس کے دل میں خیال آیا۔۔ ارد شیر کار کی کیز
اٹھاتے کار لے کر شد اور کے آفس کی طرف چل دیا۔۔ بنا اجازت لیے
دروازہ کھولتے ہوئے وہ شد اور کے آفس میں داخل ہوا۔۔

شد اور اسے دیکھ کر بے حد حیران ہوا۔۔ نور کہاں ہے ارد شیر خود پر ضبط
کرتے ہوئے ٹیبل پر ہاتھ رکھ کے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے
ہوئے بولا۔۔ مجھے نہیں معلوم اور تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری نور کا
نام لینے کی شد اور چیر سے اٹھتے پھنکارا تھا۔۔ نور کی موت پر اگر سب
سے زیادہ کوئی پر سکون تھا تو وہ تم تھے شد اور خان وہ تمہارے پاس ہے یا

پھر تم جانتے ہو وہ کہاں پر ہے ارد شیر ٹیبل پر ہاتھ مارتے چیزیں نیچے
گراتے ہوئے بولا۔

اپنی خدمت بھولو ارد شیر چٹکیوں میں تمہیں مسل کر رکھ دوں گا
میں۔۔ شد اور کی بات پر ارد شیر نے زوردار قہقہہ لگایا۔۔ کون مسئلے گا
مجھے تم، جو 23 سال پہلے میرا کچھ نہیں بگاڑ پایا وہ اب کیا خاک کرے گا
ارد شیر اس کا مذاق اڑاتے ہوئے حقارت سے بولا۔۔ ایک بات یاد رکھنا
شد اور خان نور ماضی میں بھی میری تھی حال میں بھی میری ہے اور
مستقبل میں بھی میری رہے گی اپنی کالی آنکھیں اس کی سبز آنکھوں
میں گاڑتے ہوئے وہ جنونیت سے بولا تھا۔

شد اور میں زوردار قہقہہ لگایا جیسے اس کا مذاق اڑا رہا ہو۔۔ ارد شیر سکندر
خان تم بھول رہے ہو ماضی میں نور صالح میری دسترست میں تھی اور
وہ ہمیشہ میری دسترست میں رہے گی وہ ماں ہے میرے بچوں کی شد اور

کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔۔ یعنی نور تمہارے پاس ہے ارد شیر
کی آنکھیں غصے اور اشتعال سے سرخ ہو گئی تھی۔۔ میں نے ایسا تو کچھ
نہیں کہا وہ آنکھیں گھماتے ہوئے بولا۔۔

شد اور زبردستی ہم کسی کو خود کے ساتھ نہیں باندھ سکتے خاص کر
عورت کو، عورت اس مرد کے ساتھ خوشی سے رہتی ہے، جو اس کی
عزت کرتا ہے، اس کا احترام کرتا ہے نہ کہ اسے ذلیل کرتا ہے، عورت
کبھی اس کی ہو کر نہیں رہتی، اب تم خود سمجھا رہے ہو کہ ماضی میں نور
تمہاری تھی؟ ارد شیر اسے آگ لگا کر آفس سے باہر چلا گیا اسے اتنا تو
معلوم ہو چکا تھا کہ نور شد اور کے پاس ہے۔۔

شد اور نور کو کہاں رکھ سکتا ہے ارد شیر گہری سوچ میں تھا۔۔ وہ اپنے
اڈوں پر نہیں رکھ سکتا نہ ہی اسے بیرون ملک بیچ سکتا ہے کیونکہ وہ جتنا
پاگل ہے اسے خود سے دور نہیں رکھ سکتا، اس کا گھرا چانک اس کے

دماغ میں خیال آیا۔۔ لیکن کون سا گھرار د شیر اس کے تو بے شمار گھر ہیں
کبھی وہ ایک گھر میں ہوتا ہے تو کبھی دوسرے میں ارد شیر اپنے چہرے پر
ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔ شد اور خان تم سے پہلے ارد شیر سکندر
خان اپنی نور تک پہنچے گا ارد شیر اٹل لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

بکو اس کر رہا ہے یہ نور جان میری تھی اور ہمیشہ میری رہی گی، وہ تو مجھ
سے محبت کرتی ہے، وہ ہمیشہ میرے پاس رہے گی وہ مجھے چھوڑ کر کبھی
نہیں جائے گی شد اور پاگلوں کی طرح کپکپاتے ہاتھوں سے اپنے بال
پکڑتے ہوئے بولا۔۔ مجھے میری نور جان کے پاس جانا ہے کار کی چابیاں
پکڑتے آفس سے بھاگنے والے انداز میں باہر گیا اسے صرف اپنی نور
جان سے ملنا تھا۔۔

جنگل کے پاس گاڑی روکتے وہ بھاگتے ہوئے جنگل پار کرنے لگا وہ جلد از
جلد جنگل پار کرنا چاہتا تھا۔۔ گھر پہنچتے ہی گارڈ کے دروازہ کھولتے ہی وہ

بھاگتے ہوئے نور کے کمرے میں داخل ہوا، نور کمرے میں نہ تھی کمرہ
سائیں سائیں کر رہا تھا۔

نور، نور جان کہاں ہو شد اور بے حد پیار سے بولا۔۔ اسے لگ رہا تھا کہ
نور کو ہوش آچکی ہے اس نے ڈریسنگ روم میں چیک کیا واش روم میں
نور کہیں پر بھی نہ تھی۔۔

نور جان تنگ نہیں کرتے، کہاں پر ہو شد اور چاروں طرف نظر
دہراتے ہوئے بولا۔۔۔ لمبے لمبے ڈگ برتا وہ لاونج میں آیا۔ کہاں مر
گئے ہو سب شد اور کے چلانے پر سب نو کر لاونج میں اکٹھے ہوئے۔۔
میری نور جان کہاں ہے شد اور ایک عورت کا گلا پکڑتا ہوا بولا جو نور کی
کیئر ٹیکر تھی۔۔ س۔۔ سروہ کل سے اپنے کمرے میں نہیں ہے وہ عورت
ڈرتے ہوئے بولی۔۔ شد اور نے گن نکال کر اس کے سر میں پانچ
گولیاں ماری۔۔ میرے جانے کے بعد کون گھر آیا تھا شد اور گارڈ کا

گریبان پکڑتے ہوئے بولا۔۔ سراپ کے جانے کے بعد کوئی بھی گھر
نہیں آیا تھا گارڈ خوف سے کانپتے ہوئے بولا۔۔ اگر کوئی گھر نہیں آیا تو
میری نور جان کو کون لے کر گیا ہے اس نے گاڈ کے گلے میں گولی ماردی
خون نکل کر شد اور کے چہرے کو رنگ گیا۔۔

اگر میری نور جان مجھے نہ ملی تم سب کو جان سے ماردوں گا میں شد اور
دھہارتے ہوئے گھر سے باہر چلا گیا جو جنگل ڈیڑھ گھنٹے میں پار ہوتا تھا
اس نے 45 منٹ میں پار کر لیا۔۔ گاڑی کی سپیڈ وہ حد سے زیادہ تیز کر
گیا۔۔ میری نور جان، کس کے پاس ہوگی اس کے ذہن میں ارد شیر کی
باتیں گھومنے لگی۔۔ (ایک بات یاد رکھنا شد اور خان نور ماضی میں بھی
میری تھی، حال میں بھی میری ہے اور مستقبل میں بھی میری رہے گی)
۔۔ ارد شیر اگر میری نور جان تمہارے پاس ہوئی ٹکڑے ٹکڑے کر
دوں گا تمہارے میں کار کی سپیڈ بے انتہا تیز کرتے وہ دھہارا تھا۔۔

زوریز کمرے سے باہر نکلا تو عنائزہ باہر کھڑی تھی۔۔ اتھے کی اے جیڑا
تسی ہر دو منٹ بعد اندر ورے ہوندے ہو (ادھر کیا ہے جو اپ ہر دو
منٹ بعد اندر گئے ہوتے ہیں) عنائزہ کمرہ ہاتھ رکھے لڑا کو عورتوں کی
طرح بولی۔۔

کچھ نہیں ہے اندر عنائزہ میں بس چیک کر رہا تھا کہ ملازمین کمرے کی
صحیح طریقے سے صفائی کر رہی ہیں یا نہیں زوریز اس کے کندھے پر ہاتھ
رکھے اسے نیچے لے جانے لگا۔۔

تسی ہون مینو پیار نہیں کر دے (آپ اب مجھے پیار نہیں کرتے) عنائزہ
ادا اس ہوتے بولی۔۔ اور میری زرگو کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں اس سے
پیار نہیں کرتا۔۔ کیونکہ تسی ہون ہر ویلے کم تے ریندے ہو یا فیر اندر
وڑے ریندے ہو (کیونکہ آپ اب ہر وقت کام کرتے رہتے ہیں یا پھر

کمرے میں رہتے ہیں) عنائزہ منہ بناتے ہوئے بولی زوریز خان کو وہ
ایک چھوٹی سی معصوم سی بچی لگی تھی۔۔ زرگوجب ہمارے بچے ہوں
گے تم تو ان کی ماں لگنے کی بجائے بہن لگو گی وہ یہ نہیں کہیں گے ہماری
ماں کہاں ہے، بلکہ وہ کہیں گے ہماری بہن کہاں گئی ہے۔۔ زوریز کی
بات پر عنائزہ اس کے سینے پر مگے مارنا شروع ہو گئی۔۔
زرگوشوہر کو مارنا بری بات ہے زوریز اس کے ہاتھ پکڑتے ان پر لب
رکھتے ہوئے بولا۔۔

تے بیوی نہ ایہو جیا گلاں کرنا چنگی گل اے؟ (تو بیوی کے ساتھ ایسی
باتیں کرنا اچھی بات ہے؟)۔۔ جب بیوی لگتی ہی بچی ہو تو پھر ایسی باتیں
کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے میری پیاری زرگوزوریز اس کے رخسار
پر پیار کرتے ہوئے بولا۔۔

میں کی کراد سو، میں جد و لگنی بچی آ میں کی اپنے آپ نو کھچ کے وڈی کر لا) میں کیا کروں بتائیں، جب میں لگتی ہی بچی ہوں تو کیا میں اپنے آپ کو کھینچ کر برا کرو) عنائزہ نے گھور کر زوریز کی طرف دیکھا۔

سچ سچ بتانا جب تم چھوٹی تھی تمہارے سر پہ کوئی ڈنڈے مارتا ہوتا تھا زوریز نے بے حد سنجیدگی سے سوال پوچھا۔ مینو کنے ڈنڈے مارنے سان ولا، اونج تسی کیوں پوچھندے ہو (مجھے کس نے ڈنڈے مارنے تھے بھلا، ویسے آپ کیوں پوچھ رہے ہیں) عنائزہ سوچنے والے انداز میں بولی۔

تم میں دماغ نامی چیز نہیں ہے نا اس لیے پوچھا کہیں کسی نے ڈنڈے مار مار کے باہر نکال تو نہیں دی زوریز کہتے ہی گارڈن کی طرف بھاگا۔۔۔ عنائزہ پاس پر اڈنڈا اٹھا کر زوریز کے پیچھے بھاگنے لگی۔ ایدھر آؤ میرے کول میں تانود سا میرے سیرتے کنے ڈنڈے مارے سن (ادھر آئیں

میرے پاس میں آپ کو بتاؤں میرے سر پر کس نے ڈنڈے مارے
تھے۔۔) غصے سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے چلائی۔۔

مجھے مار کے کیوں رخصتی سے پہلے ہی بیوہ ہونے کا ارادہ ہے تمہارا زوریز
اس کے ہاتھ سے ڈنڈا پکڑتے اس کے دونوں ہاتھوں کو ایک ہاتھ میں
پکڑ گیا۔۔ ہاتھ چھڈو میرے فیرتا نو دسنی آ میں (ہاتھ چھوڑیں میرے
پھر بتاتی ہوں میں آپ کو) عنائزہ آنکھیں چھوٹی کر کے اس کی طرف
گھور کے دیکھتے ہوئے بولی۔۔

اچھا چلو غصہ ختم کرو مجھے بھوک لگی ہے کھانا بنانے کے دو۔۔ میں نہیں بنانا
کیونکہ تسی کیا سی جے میں تاڈے نہ ویا کر لو اگی فیو میری کم تو چھٹی (میں
نے نہیں بنانا کیونکہ آپ نے کہا تھا اگر میں آپ سے شادی کر لوں گی تو
پھر میری کام سے چھٹی) عنائزہ خوش ہوتے آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے

معصومانہ چہرہ بنا کر بولی۔۔ زوریز خان اس کی معصومیت اور خوشی دیکھ

کر خاموش ہو گیا۔۔ آج میں اپنی زر گو کے لیے کھانا بناتا ہوں زوریز
اس کے پیشانی پر پیار کرتے کچن میں چلا گیا۔۔ عنائزہ نے نم آنکھوں
سے اسے کچن میں جاتے ہوئے دیکھا۔۔

اللہ جی تسی مینوں بہت وڈی خوشی دتی ہے اینادی صورت وچ (اللہ جی
آپ نے مجھے بہت بڑی خوشی دی ہے ان کی صورت میں) زوریز کے
بارے میں سوچتے ہوئے دل کھول کر مسکرائی تھی۔۔

عنائزہ کچن میں گئی زوریز اس کے لیے آلو والے پراٹھے بنا رہا تھا۔۔ الو
دے پراٹھے، میرے واسطے بناندے او (الو کے پراٹھے، میرے لیے بنا
رہے ہیں) عنائزہ زوریز کے کندھے پر سر رکھے پیار بھرے لہجے میں
بولی۔۔

جی بالکل اپنی زر گو کے لیے بنا رہا ہوں کیونکہ میری زر گو کو آلو کے
پراٹھے بے حد پسند ہیں زوریز اسے اپنے اگے کرتے اس کی کمر کے

دائیں اور بائیں جانب سے اپنے ہاتھ آگے کو کرتے ابلے ہوئے الو میں
مرچ ڈالنے لگا۔ عنائزہ رخ اس کی طرف کرتے اس کے سینے پر سر
رکھ گئی۔

خیریت ہی ہے نا آج اپنے سبز آنکھوں والے صاحب جی پر بہت پیارا رہا
ہے زوریز اس کے پیشانی پر لب رکھتے ہوئے بولا۔ تسی تے ایخ کین
دے ہو جیوے کدی میں پیلا تو انوں پیار نئی کیتا (آپ تو ایسے کہہ رہے
ہیں جیسے پہلے کبھی میں نے آپ کو پیار نہیں کیا) عنائزہ کی بات پر زوریز
نے نفی میں سر ہلایا۔ بہت جلد رخصتی کروالوں گا میں پھر اپنی زرگو
سے میں اپنا ہر حق وصول کروں گا ریز اس کے کان کے پار جھکتے گھمبیر
آواز میں سرگوشی کر گیا۔ عنائزہ سہم کر اس کے سینے میں چہرہ چھپا
گئی۔

زرگوچن سے باہر چلی جاؤ یہ نہ ہو کہ میں خود پر قابو کھودوں زوریز اس کے گرد سے اپنے بازو ہٹاتے سائیڈ پر ہوتے ہوئے بولا۔

زوریز کے پیچھے ہوتے ہی عنائزہ بھاگنے والے انداز میں کچن سے باہر چلے گئی۔

کیا شد اور کو معلوم ہو گیا ہو گا نور کی غیر موجودگی کا زوریز کے دل میں خیال آیا۔ تم پاگلوں کی طرح اسے ڈھونڈو گے شد اور لیکن وہ تمہیں نہیں ملے گی بہت دور لے جاؤں گا اپنی ماں کو میں تم سے تمہارا چھوٹا تو دور کی بات ہے تمہاری پر چھائی بھی اس پر نہیں پڑھنے دوں گا زوریز آنکھوں میں سفاکیت لیے بولا تھا۔

بہت دور لے جاؤں گا میں اپنی ماں کو جہاں صرف میں، میری زرگو اور میری ماں ہوگی ہم خوشحال زندگی جییں گے تم جیسے درندوں سے دور زوریز اپنی ماں اور اپنی بیوی کے بارے میں سوچتے ہوئے مسکرایا تھا۔

پراٹھے بنا کر وہ باہر آیا عنائزہ بے تابی سے پراٹھوں کا انتظار کر رہی تھی۔۔ اٹھوں کو دیکھ اس نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری۔۔

زرگو گرم ہے آرام سے کھاؤ زوریز کے پراٹھے ٹیبل پر رکھتے ہیں عنائزہ کھانا شروع ہو گئی اس نے یہ تک نہ دیکھا کہ پراٹھے بے حد گرم ہیں۔۔ اے تے بالکل وی گرم نئی نے (یہ تو بالکل بھی گرم نہیں ہے) عنائزہ مزے سے کھاتے ہوئے بولی وہ کچھ منٹ میں ہی دوپراٹھے کھا چکی تھی۔۔ وہ تو تمہارے کھانے کی سپیڈ دیکھ کر ہی علم ہو رہا ہے مجھے زوریز نے بے حد گرم ہونے کی وجہ سے بمشکل آدھا پراٹھا کھایا تھا۔۔

وہ سب پارٹی میں اتنی مشغول ہو چکی تھی کہ انہیں وقت کا اندازہ ہی نہ ہوا کہ کب رات کے آٹھ بج گئے سب مرد رات کے آٹھ بجے تک گھر میں موجود ہوتے تھے۔۔

سیان عیشان اور عالیان وہ تینوں یونیورسٹی سے آفس جا چکے تھے انہیں
اس بات کا علم ہی نہ تھا کہ وہ ابھی تک یونیورسٹی میں ہی ہیں۔۔

تقریباً آٹھ تیس پر وہ سب گاڑی میں بیٹھی تھی جب پرنسپل نے سب
لڑکیوں کو بتایا کہ لاہور کہ سب راستے بند کر دیے گئے ہیں ہمیں آج
رات لاہور میں سٹیں کرنا پڑے گا۔۔

سب نے ڈر کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔

اگر ہم گھر ٹائم سے نہ پہنچے ہم سب کی شامت پکی ہے اسماء نے سب کی
طرف دیکھا۔۔ امی مجھے تو یہ تھا کہ ہم اٹھ بجے تک گھر موجود ہوں گے
نونج چکے ہیں ہیرا ڈرتے ہوئے بولی۔۔

جو ہو گا دیکھا جائے گا، اللہ جی سب اللہ کا نام لیتے خود کو پرسکون کرنے
لگیں۔۔۔

بجے کے قریب وہ سب ایک ہوٹل میں پہنچی۔۔ 10

جب ہوٹل کے باہر گولیاں چلنے کی آواز آئی۔۔

سب نے ڈر کر ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لیا۔۔ امی یہ کیا ہو رہا ہے
عرتج انشا بیگم کے ساتھ لگتے روتے ہوئے بولی۔۔ میری جان ڈر و مت
سب ٹھیک ہو جائے گا انشا بیگم عرتج کو اپنے سینے سے لگایا۔۔

نیسلیمان ماورہ کے ساتھ چپکے کھڑی تھی انیزا اسمہ بیگم کے سینے میں
چہرہ چھپائے بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی سب ڈر کے ایک دوسرے کے ساتھ
جڑ کے بیٹھی تھی سوائے عانیہ اور نیشا کے۔۔ ان دونوں نے اپنے بیگ
سے گن نکال کے لوڈ کر لی۔۔ عانیہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے نیشہ کی
طرف دیکھا جیسے وہ پوچھنا چاہ رہی تھی کہ آپ کے پاس گن کہاں سے
آئی ہے۔۔

تمہاری الجھن کو بعد میں سلجھاؤ گی میں نیشہ نے سنجیدگی سے کہا۔۔ اس
سے پہلے عانیہ کچھ کہتی چند آدمی دروازہ توڑتے ہوئے کمرے میں داخل

ہوئے۔۔ ایک آدمی نے انیزا کی طرف دیکھ کر مسکرا کے شدا اور کو کال کی۔۔ بوس جس لڑکی کو آپ ڈھونڈ رہے تھے کچھ ماہ پہلے وہ مل گئی ہے وہ آدمی کمینگی سے انیزا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا نیشہ نے انیزا کا ہاتھ سختی سے پکڑ لیا۔۔

ایس۔ کے بوس ساتھ میں کچھ اور لڑکیاں بھی ہیں مال بہت زبردست ہے دوسرا آدمی اونچی آواز میں قہقہہ لگاتے ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ اٹھالو سب کو شدا اور نے کہتے ہی کال بند کر دی۔۔ ایس۔ کے کا نام سن کر عانیہ اور نیشہ نے گن چھپالی۔۔

وہ آدمی ان سب کو کھینچتے ہوئے وہاں سے لے گئے عانیہ کی آنکھیں انتقام کی آگ سے بے انتہا سرخ ہو گئی تھی۔۔ یہ تو تم نے بہت اچھا کام کیا ہے شدا اور خان مجھے اپنے پاس بلوا کر عانیہ نے دل میں سوچا اس کی

آنکھیں پر سرار انداز میں مسکرائی تھی لیکن اسے ڈرتھا کہیں شد اور ان
سب کو کچھ نہ کر دے۔۔

سب مرد گھر میں داخل ہوئے گھر پورا خالی تھا پورے گھر میں سناٹا چھایا
ہوا تھا۔ سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔
ابھی تک گھر نہیں ہے آئی سب نے چاروں طرف نظر دوڑاتے ہوئے
کہا۔ کیا مطلب ابھی تک گھر نہیں آئی وہ گڑیا کو اکیلا گھر چھوڑ کر چلی
گئی تھیں ارسلان نے غصے سے سب کی طرف دیکھا۔۔
بھائی انیزا بھابھی بھی ان کے ساتھ ہی ہیں۔۔

کون ساتھ لے کر گیا ہے اسے ارسلان شاہ کو خود پر ضبط کرنا مشکل لگ
رہا تھا۔ مجھے نہیں معلوم بھائی یونیورسٹی میں انیزا بھابھی بھی ان کے
ساتھ موجود تھی۔۔ سیان نے صاف گوئی سے جواب دیا سے بے انتہا

ٹینشن ہو رہی تھی۔۔ پارٹی تو کالج میں۔۔ بھائی ج پارٹی کالج میں ہی تھی
لیکن جب وہ وہاں گئی تو انہیں معلوم ہوا کہ پارٹی لاہور یونیورسٹی میں
دی گئی ہے ہم تینوں بھی انہیں یونیورسٹی میں دیکھ کر حد سے زیادہ
حیران ہوئے تھے عیشان پریشانی سے ارسلان کی طرف دیکھتا ہوا بولا
اسے ڈر لگ رہا تھا کہی وہ غصے میں آکر کچھ کرنے دے۔۔

ارسلان کہاں جا رہے ہو ارسلان کی طرف جاتے دیکھ سجاد شاہ نے
اس کا بازو پکڑا۔ اپنی گڑیا کو لینے جا رہا ہوں۔۔ شان وائس وقت لاہور
میں ہے اور لاہور کی طرف جانے والے سارے راستے بند کر دیے گئے
ہیں سجاد شاہ نے اس کا بازو چھوڑ دیا۔۔

تو کیا ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاؤں ارسلان اپنے لہجے کو سخت ہونے سے
روک کر گھمبیر آواز میں بولا۔۔ کیسے جاؤ گے لاہور احمد شاہ ارسلان
کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔۔ آپ بھول رہے ہیں بابا

راستے کھلوانا ارسلان شاہ کے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے ارسلان
آنکھوں میں سفاکیت لیے گردن کو خم دیتے ہوئے بولا۔۔ تم میں سے
کوئی گھر سے باہر نہ نکلے ارسلان کہتے ہی گھر سے باہر نکل گیا اس کے
پیچھے احمد شاہ زید اور رضا بھی چلے گئے۔۔۔۔۔

لاہور کے سارے راستے کھلواؤا بھی ارسلان شاہ کال پر بات کرتے
ہوئے دھہرا تھا۔۔

سر لیکن ہم۔۔ میری بات تم لوگوں کو سمجھ نہیں آرہی یا تم لوگوں کے
دماغ میں گولیاں اتار کے تم سب کو سمجھاؤں میں ارسلان شاہ ان کی
بات کاٹتے ہوئے پھنکارا تھا۔۔۔۔ ہم کرتے ہیں سر آدمی کی پکپاتے
ہوئے بولا ارسلان نے کال کٹ کی تھی جب احمد کو ان ناؤن نمبر سے
کال آئی۔۔ احمد مراد شاہ تمہارے خاندان کی سب عورتیں میری قید
میں ہے کیا خوبصورتی ہے ان کی شد اور اسماء کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

جو ڈری ہوئی بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی احمد شاہ نے کال پک کی
تھی جب شد اور خان کی کمینگی سے بھری آواز سپیکر سے آئی۔
تمہاری بیوی اف اس کی تو بات ہی الگ ہے۔ اپنی بکواس بند کرو شد اور
خان جان لے لوں گا اگر تم نے میری بیوی کی طرف دیکھا بھی تو احمد
شاہ ضبط کھوتے پھنکارا تھا۔

اتنی خوبصورت عورت دیکھ کر کون بد بخت مرد اس سے دور رہے گا
شد اور اسماء کا سر تا پاؤں تک جائزہ لیتے ہوئے بولا۔ اس سے پہلے احمد
شاہ اسے کچھ کہتا ارسلان نے احمد شاہ سے موبائل پکڑا۔
شد اور خان میرے خاندان کی عورتوں میں سے اگر ایک کو بھی تم نے
چھوا تو تمہارا وہی ہاتھ کاٹ کے رکھ دوں گا میں تمہارے اتنے ٹکڑے
کروں گا کہ تمہارا وہ ناجائز بیٹا گن نہیں پائے گا ارسلان شاہ سفاکیت اور
جنونیت سے کہتے ہوئے کال کٹ کر گیا اس کی آنکھوں میں بے پناہ

وحشت تھی جسے دیکھ احمد شاہ پر سکون ہوئے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے
ارسلان جب سفاک بنتا ہے تو سامنے والا جان سے جاتا ہے۔۔

سیان میں تمہیں نمبر سینڈ کر رہا ہوں اس کی لوکیشن ٹریس کرو اور ارسلان
نے کال پر سیان کو کہا۔۔

بھائی جی میں۔۔ بکو اس مت کرنا کوئی میں اچھی طرح جانتا ہوں اس دن
عانیہ کے کہنے پر اس بلڈنگ کے سارے کیمرے تم نے ہیک کیے تھے،
جو میں نے کہا ہے ابھی اور اسی وقت کرو اور ارسلان اس کی بات کاٹتے ہو
غصے سے کہہ کر کال بند کر گیا۔۔

اسے کہتے ہیں ایک تیر سے دوشکار کرنا ہے پہلا، مراد شاہ میں نے تم سے
کہا تھا کہ میں تمہارے خاندان کو کبھی آباد نہیں ہونے دوں گا آج تمہارا
خاندان ایک دفعہ پھر ٹوٹ جائے گا۔ دوسرا، میری نور جان مجھے مل

جائے گی اگر وہ ارد شیر کے پاس ہے تو وہ اپنے دوست کی خاطر سب کچھ
اس پر قربان کر سکتا ہے شد اور خان نے قہقہہ لگایا جس کی آواز پورے
گودام میں گونجی۔۔

ان سب کو ایک کمرے میں بند کر دوسوائے اس کے شد اور نے انیزا کی
طرف اشارہ کرتے ان سب کو اندر لے جانے کو کہا۔۔ انیزا ڈر سے
کانپ رہی تھی۔۔ تمہاری خوبصورتی قابل دید ہے ایسے ہی تو نہیں ہر
کوئی تمہارا دیوانہ ہوتا جا رہا ہے شد اور خان مسکراتے ہوئے انیزا کی
طرف دیکھ رہا تھا۔۔ مجھے اپنی نور جان کے علاوہ کسی کی طلب نہیں ہے
لیکن میں تمہاری عزت خراب کروں گا ڈیول سے بدلہ لینے کے لیے،
میں نہیں جانتا تمہارا شاہ خاندان کے ساتھ کیا رشتہ ہے لیکن اتنا معلوم
ہے کہ تم ان کے خاندان کی عزت ہو تمہاری عزت پامال کرنے سے

شاہ خاندان کی عزت پامال ہوگی شد اور لمبے لمبے ڈگ اس کی طرف
بڑھاتے ہوئے بولا۔

انکل آپ مجھ سے دور رہو، پلیز مجھے جانے دو مجھے میرے شاہو پاس جانا
ہے انیزا آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے ڈر کر معصومیت سے بولی۔۔ کیسے
جانے دو، تمہیں تڑپا کر میرے دل کو سکون ملے گا اور تمہیں تڑپتے دیکھ
تمہارا وہ عاشق تڑپے گا شد اور اسے بازو سے سختی سے پکڑتے ہوئے چلایا
تھا۔

انیزا ڈر کے اپنے ہوش و ہواس سے بیگانہ ہو کر زمین پہ گر گئی۔۔ ہوش
میں لاؤ چھو کری کو شد اور ایک آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے چلایا تھا۔
زور یز شد اور کے بلانے پر گودام میں داخل ہوا کسی لڑکی کو زمین پر بے
ہوش پڑے دیکھ زور یز نے قدم اس کی طرف بڑھائے انیزا کو دیکھتے ہی
اس کے چہرے کا رنگ زرد پر گیا۔۔ ڈیڈ یہ زور یز بمشکل دو الفاظ بول

پایا۔۔ یہ ڈیول کی محبوبہ ہے اور شاہ خاندان کی عزت جس کا فائدہ میں
اب اٹھاؤں گا شد اور کمینگی سے قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔۔

ایک آدمی انیزا کے قریب جاتے اس کے منہ پر پانی کا پورا جگ انڈیل
گیا۔۔ انیزا ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی وہ آدمی اسے کھینچتے ہوئے شد اور کے
قدموں میں گرا گیا۔۔ اس سے پہلے شد اور اس کا دوپٹہ اس کے بدن
سے جدا کرتا زوریز آگے ہوتے شد اور کا ہاتھ پکڑ گیا۔۔

ڈیڈ جب اس کا عاشق اور جس خاندان کے یہ عزت ہے یہاں پر موجود
ہوں گے ان کے سامنے اس کی عزت پامال کیجئے گافل وقت اسے ان
لڑکیوں کے ساتھ ہی اندر بند کرتے زوریز پر سکون لہجے میں بولا۔۔
شد اور زوریز کی بات پر حامی میں سر ہلاتے اس نے آدمی کو اشارہ کیا
انیزا کو اندر لے جانے کا۔۔

بوس دو گاڑیاں گودام کی طرف آرہی ہیں گاڑیوں نے سر جھکائے شد اور کو بتایا۔۔

آنے دوان سب کو اندر شد اور کہتے ہوئے چیر پر ٹیک لگا کے بیٹھ گیا۔۔
سب گاڑیوں سے باہر نکلے جب ایک گاڑی میں سے ارد شیر باہر نکلا سب نے ارد شیر کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔ یہ وقت حیران ہونے کا نہیں ہے احمد چلو اندر لمبے لمبے ڈگ بڑھتے گودام میں داخل ہوئے۔۔
سب سے آگے احمد شاہ اور ارد شیر کھڑے تھے ان کے پیچھے زید اور رضا تھے۔۔

شد اور نے احمد شاہ اور ارد شیر کی طرف دیکھ کر قہقہہ لگایا جب ان دونوں کے پیچھے سے ارسلان شاہ نکلا اسے دیکھ شد اور کارنگ اڑ گیا۔۔
تم زندہ شد اور بے یقینی سے سرتاپاؤں تک ارسلان شاہ کو دیکھتے ہوئے

بولا وہ کیسے نہ اسے پہچانتا اس کی نیلی آنکھیں، اپنے دادا جیسے نقوش وہ ہو
بہو مراد شاہ کی کاپی تھا۔

میرے خاندان کی عورتیں کہاں ہیں شد اور ارسلان شاہ قدم بڑھاتے
اس سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہوتا آنکھوں میں وحشت اور سفاکیت لیے
دھہرا تھا۔

تمہیں کیا لگتا ہے میں انہیں تمہارے کہنے پر چھوڑ دوں گا شد اور کمینگی
سے مسکراتے ہوئے بولا۔ جب تمہیں معلوم ہو گا تمہاری بیٹی میرے
پاس ہے تو کیا میں اسے چھوڑ دوں گا ارسلان شاہ کے لبوں پر اسرار
مسکراہٹ تھی۔ م۔ میری بیٹی شد اور اپنے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے
بمشکل بول پایا۔ ارسلان شاہ میری بیٹی میرے حوالے کر شد اور اس
کا گریبان پکڑنے لگا ارسلان شاہ نے اس کے ہاتھ پکڑتے اسے خود سے
دور جھٹکا۔

پہلے میرے خاندان کی عورتیں میرے حوالے کروارسلان شاہ کے
جنونیت بھرے انداز پر زور یز خان اور شد اور خان کو ایک پل کے لیے
اس سے خوف محسوس ہوا۔ ٹھیک ہے میں تمہارے خاندان کی سب
عورتیں تمہارے والے کر دوں گا لیکن اس کے بدلے مجھے میری بیٹی
اور میری نور جان چاہیے جو تمہارے اس دوست کے پاس ہے احمد شاہ،
شد اور خان نفرت سے اور حقارت سے ارد شیر کی طرف دیکھتے ہوئے
پھنکارا تھا۔

میرے پاس نور نہیں ہے شد اور خان ارد شیر خود پر ضبط کرتے ہوئے
بولا۔ جھوٹ مت بولو وہ تمہارے پاس ہے شد اور نے اس کا گریبان
پکڑنا چاہا احمد شاہ نے اسے ارد شیر سے دور جھٹک گیا۔ خبردار اگر
میرے دوست کو ہاتھ بھی لگایا تم نے احمد شاہ نے انگلی اوپر کرتے اسے
خبردار کیا۔

ان سب کو باہر لے کر آؤ شد اور نے وہاں کریں چند آدمیوں کو ان سب کو باہر لانے کا کہا۔

سب ڈری سہمی ہوئی باہر آئی۔ سب کے کپڑے گندے تھے چہروں پر لال نشان تھے آنکھوں پر رونے کی وجہ سے سے سو جن ہوئی تھی۔ ارسلان شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے عانیہ اور نیشہ اداسی سے مسکرائی۔ اسے بھاگتے ہوئے ان پانچوں کی طرف گئی۔ اب میری بیٹی میرے حوالے کر و شد اور خود پر ضبط کرتے ہوئے بولا اسے اپنی بیٹی چاہیے تھی جسے وہ 12 سالوں سے ڈھونڈ رہا تھا۔

ارسلان شاہ نے پر سرار قہقہہ لگایا۔ کون سی بیٹی شد اور خان میرے پاس تمہاری کوئی بیٹی نہیں ہے ارسلان نے کہتے ہی چٹکی بجائی گو دام میں کھڑے سب آدمیوں نے گن کارخ شد اور کی طرف کیا۔ تمہارے اس دھوکے کی سزا تمہیں دوں گا میں پارس ارسلان شاہ ایک بار پھر

تمہیں اسی درد سے گزاروں گا جس درد سے تم تقریباً 13 سال پہلے

گزرے تھے شد اور نے ہاتھ میں پکڑا بال زمین پر پھینکا ہر طرف

دھواں چھا گیا۔۔ چند منٹ بعد دھواں غائب ہوا شد اور خان اور زوریز

وہاں پر موجود نہ تھے۔۔۔

ان سب کو لیے وہ گھر چلے گئے۔۔ ارسلان شاہ میرا کچھ کہے اپنے کمرے

میں جا کے دروازہ بند کر گیا اس کے زہن میں صرف ماضی کی یادیں

گردش کر رہی تھی۔۔۔

ماضی

احمد شاہ نے آفس جانا شروع کر دیا تھا اسمہ کو پریگنٹ ہوئے آٹھ ماہ

ہو چکے تھے۔۔۔

احمد اسمہ کی اپنی پڑھائی کے ساتھ اسمہ کے تمام اخراجات اٹھاتا پندرہ سال کی عمر میں اس نے اپنی بیوی اور بچے کی ذمہ داری اٹھالی تھی۔۔۔ احمد مجھے چاکلیٹ کھانی ہے۔۔۔ احمد شاہ تھکا ہوا گھر آیا تھا جب اسمہ نے فرمائش کی۔۔۔

کون سی کھانی ہے اس نے پوچھ لینا بہتر سمجھا پچھلی بار بنا پوچھے گیا تھا۔۔۔ جو وہ چاکلیٹ لے کر آتا وہ منع کر دیتی کھانے سے پھر کسی اور چاکلیٹ کا نام بتا دیتی۔۔۔

سنیکر چاکلیٹ ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے اسمہ نے کہا احمد شاہ اس کے کہتے ہی چاکلیٹ لینے کے لیے چلا گیا۔۔۔ پندرہ منٹ بعد چاکلیٹ کا ڈبہ لے کر آیا۔۔۔ احمد آپ بہت اچھے ہیں اسمہ نے اس کے گال پر کس کی۔۔۔

احمد۔۔ ہاں آنکھوں پہ بازور کھتے اس نے کہا۔۔ آپ تھک گئے ہیں
اس کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکائی۔۔ ہاں اسماء کے سوال کا جواب احمد شاہ
نے مختصر سا دیا۔۔۔۔ میں سرد بادوں آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے پوچھا
اس نے ہاں میں سر ہلایا اسمہ چاکلیٹس سائیڈ پر رکھ احمد کا سردبانے لگی
۔۔

احمد کی آنکھ ابھی لگی ہی تھی جب اسمہ کی چلانے کی آواز آئی۔۔
اسمہ کیا ہوا۔۔ احمد اس کا ہاتھ پکڑتے بولا۔ احمد۔۔۔۔۔ درد
۔۔۔۔۔ ہو۔۔۔۔۔ رہا۔۔۔۔۔ ہے درد ناقابل برداشت ہونے کی وجہ
سے اسماء سے بولا نہیں جا رہا تھا۔۔ م۔ میں امی کو بلاتا ہوں احمد باہر کی
طرف بھاگا۔۔

امیسی۔۔۔۔ احمد اونچی آواز میں چلایا۔۔ احمد کی آواز سن کر سب باہر آگئے احمد کیا ہوا میرال بیگم نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ امی اسمہ کو درد ہو رہا ہے احمد شاہ نے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔ اسمہ کو ہو اسپتال لے گئے تھے سب آپریشن تھیٹر کے باہر کھڑے تھے انشا کو چھوڑ کر۔۔۔

بابا اسمہ احمد شاہ نے نم آنکھوں سے مراد شاہ کی طرف دیکھا۔۔ احمد کچھ نہیں ہو گا مراد شاہ نے احمد کو حوصلہ دینا چاہا۔۔

تین گھنٹوں بعد میرال بیگم باہر آئی۔۔۔

میرال۔۔ مراد شاہ بے چینی میں میرا بیگم کے پاس گئے۔۔۔

ٹونز ہوئے ہیں۔۔۔ ٹونز تینوں ایک ساتھ بولے۔۔۔ ہاں وہ شاید مشین

خراب تھی جس کی وجہ سے ایک بچہ لگتا تھا میرال بیگم مسکرا کر کہا۔۔۔

اسمہ کیسی ہیں امی احمد بے حد پریشان تھا۔۔ اسمہ ٹھیک ہے لیکن بہت

زیادہ کمزور ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ یا اللہ تیرا شکر ہے احمد اور مراد شاہ بولے
۔۔۔۔۔ ان دونوں کو اب سے زیادہ ٹینشن اسمہ کی تھی۔۔۔۔۔

امی اسمہ سے مل سکتا ہوں احمد شاہ آپریشن تھیر کی طرف بڑھنے لگا
میرال بیگم نے اسے بازو سے پکڑتے روکا۔۔۔۔۔ ابھی نہیں۔۔۔۔۔ امی
بچے ٹھیک ہے احمد نے جھجھکتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔ میرال بیگم اپنے بیٹے کی
طرف دیکھ کر مسکرائی۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے احمد لیکن۔۔۔۔۔ لیکن کیا امی
میرال بیگم کی بات کاٹتے ہوئے احمد نے پوچھا۔۔۔۔۔ احمد نے ہاتھ بے
اختیار دل پہ رکھا۔۔۔۔۔

میرے کعبین میں آؤ وہ تینوں میرال بیگم کے ساتھ ان کے کعبین میں
داخل ہوئے۔۔۔۔۔ میرال بچے ٹھیک ہے نہ مراد شاہ نے چیر پہ بیٹھے
ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔ مراد ان دونوں کے دل ایک ساتھ دھڑکتے ہیں ایک
کی دھڑکن کم ہوئی تھی تو دوسرے کی بھی کم ہو گئی، بس کوئی مسئلہ نہ ہو

جائے اسی بات کا ڈر ہے میراں بیگم بولتے ہوئے رونے لگی۔۔ میراں
کچھ نہیں ہوگا۔۔ مراد شاہ نے میراں بیگم کو کھڑا کرتے گلے لگایا۔
احمد سر جھکائے بیٹھا تھا۔۔ احمد سب ٹھیک ہو جائے گا سا جاد شاہ نے
اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔ اور میراں بیگم خاموش ہو گئی۔۔ اور
کیا امی احمد شاہ نے روتے ہوئے میراں بیگم کی طرف دیکھا۔۔ اسمہ
بچوں کو کمزور ہونے کی وجہ سے فیڈ نہیں کروا سکے گی وہ سر جھکائے
بولیں۔۔۔

یہ پیسے پکڑو اور وہاں بچے کی جگہ مراہو اچہ رکھ دو اور اس بچے کو مار آدمی
نے سامنے پر ایک بچے کی طرف اشارہ کیا۔۔ میں یہ نہیں کروں گی۔۔
اگر تم نے نہ کیا تو تمہارے باپ کو مار دوں گا گردن ٹیری کیے نرس کے
قریب ہوتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے سفاکیت سے بولا۔۔ م۔ میں
کرتی ہونرس کہتے ہوئے اس بچے کی طرف بڑھی وہ آدمی کمرے سے

باہر جا چکا تھا۔۔۔ مرا ہوا بچہ جس کے آگے پیچھے کوئی نہ تھا اس بچے سے تبدیل کر دیا۔۔۔

نرس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ ایک معصوم بچے کو مار دے۔۔۔
نرس نے بچے کو چھپا دیا تاکہ اسے بعد میں ارفینج میں چھوڑ آئے۔۔۔
نرس نے باہر آکر اس سے کہہ دیا میں نے اس مار کر کچرے کے ڈبے
میں پھینک دیا ہے۔۔۔ وہ درندہ خوش ہوتے وہاں سے چلا گیا۔۔۔

مراد شاہ تمہیں برباد نہ کر دیا تو میں شد اور خان نہیں اس کے چہرے پر
شیطان مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔

ڈاکٹر نرس میرال بیگم کے کیمین میں آئی۔۔۔ ڈاکٹر وہ آپ کا ایک پوتا
نہیں رہا۔۔۔ میرال بیگم اس کی بات سنتے ہی فوراً بچوں کے پاس گئی
۔۔۔ انہوں نے دونوں کو علیحدہ لٹایا ہوا تھا۔۔۔

انہوں چیک کیا بچے کی سانسیں بند تھیں۔۔۔ یہ ک۔ کیسے ہو سکتا
دو۔ دونوں کے دل ایک ساتھ دھڑکتے تھے تو ا۔ ایک زندہ کیسے۔۔
میرال بیگم سر تھا مے رونے لگی۔۔۔

ڈاکٹر جو اللہ یہ طے کیا تھا وہ تو ہو کر رہنا تھا۔۔۔ نرس نے کندھے پہ ہاتھ
رکھتے اپنے آنسو کو نکلنے سے روکا اس کی وجہ سے ایک ماں کو یہ تکلیف
سہنی تھی۔۔۔

میرال بیگم باہر آئی جہاں سب کھڑے تھے۔۔۔ ایک بچہ نہیں رہا
میرال بیگم مراد شاہ کے سینے پر سر رکھتے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو
گئی۔۔۔ اسمہ کو کوئی نہیں بتائے گا احمد خود پہ ضبط کرتے بولا۔۔۔
احمد بیٹا یہ غلط ہو گا۔۔۔ کوئی نہیں بتائے گا امی احمد اپنی امی کی بات کاٹتے
ہوئے اٹل لہجے میں بولا مراد شاہ نے احمد کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔

اسمہ کو لگتا تھا اس کا ایک بچہ ہوا ہے کسی نے اسے سچ نہ بتایا۔۔۔ کچھ
گھنٹوں بعد اسمہ کو گھر لے گئے۔۔۔ انشا اسمہ کے پاس بیٹھی تھی۔۔
جب ساجاد اذہان کو گود میں اٹھائے کمرے میں آیا۔۔۔ انشا اس پکڑو
سجاد نے اذہان کو انشا کی طرف کیا۔۔۔ خود پکڑے میں نے نہیں پکڑنا
انشا نے غصے سے کہتی اذہان کو اٹھانے کی بجائے بی بی کو اٹھالیا
۔۔۔ تمہارا بھی بیٹا ہے شاید۔۔۔ مراد شاہ مسکرا ہٹ دباتے بولے۔۔۔
کیا مطلب شاید میرا بیٹا ہے یہ ساجاد شاہ اذہان کو اپنے سینے سے لگاتے
بولے۔۔۔۔۔ سب ساجاد شاہ کے بات پہ ہنس دیے۔۔۔ آپ کی بہو
مجھ ناراض ہے وہ اس لیے کے میں اسے ہو سپیٹل نہیں لے کر گیا،
اذہان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی بابا اور یہ منہ بنا کر بیٹھ گئی ہے۔۔۔
ساجاد کہتے اذہان کا منہ چومنے لگے جو بالکل گولو مولو تھا۔۔۔

چھوڑے انہیں یہ بتائے سب بے بی کا نام کیا رکھنا ہے انشا بی بی کی
طرف دیکھتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں بولی۔۔

ارسلان، پارس میرال بیگم نے ارسلان کہا تھا اور مراد شاہ نے
پارس۔۔

ایک بتائے انشا نے ان سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ مراد اس کا نام
ارسلان رکھنا ہے۔۔۔ جی نہیں میرال صاحبہ میں نے اپنے پوتے کا نام
پارس رکھنا ہے۔۔ احمد شاہ نے اپنے امی بابا کی طرف دیکھا جو ایک
دوسرے سے لڑ رہے تھے۔۔ ارسلان۔۔ جی نہیں پارس رکھنا ہے
۔۔۔ چپ کر جائے امی بابا آپ دونوں بچوں کی طرح لڑ رہے ہیں
۔۔ احمد شاہ نے دونوں کو چپ کروانے کے لیے اونچی آواز میں کہا۔۔
میں اپنے بیٹے کا نام پارس ارسلان احمد شاہ رکھو گا جس سے آپ کے دادا

دادی دونوں خوش ہو جائیں احمد نے اسے انشا سے لیتے اٹھا کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تو کھلکھلا کر ہنسا۔۔۔

تم لوگ بلا تے رہنا رسلان میرے لیے تو یہ میرا بیٹا میرا پارس ہو گا مراد شاہ نے اپنے پوتے کو اٹھاتے اس کے دونوں گال چومے۔۔۔

شدا اور مت کرو اس طرح مجھ سے شادی کر لو شدا اور خان ہیرا منڈی میں کھڑا تھا نور اس کے پاؤں پکڑتے ہوئے بولی۔۔

میں شادی شدہ ہو شدا اور نے اسے خود سے دور جھٹکا۔۔ م۔ میں دوسری بیوی بننے کو تیار ہوں مجھ سے شادی کر لو، مجھے پتا چلا ہے تمہاری بیوی ماں نہیں بن سکتی نور اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔۔۔

ہاں نہیں بن سکتی تو شدا اور نے حقارت سے اس کی طرف دیکھا۔۔

شدا اور اس بچے کی خاطر اور اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے اپنے آنسو صاف

کرتے ہوئے بولی جو دوبارہ بہنے لگے۔۔ تم جیسی بد کردار طوائف سے
کون شادی کریں گا، پتہ نہیں یہ بچہ میرا ہے بھی کہ نہیں شدا اور خان
مسکراتا ہوا بولا۔۔

شدا اور تم اچھے سے جانتے ہو مجھے تمہارے علاؤہ کسی نے نہیں چھو انور
ہچکیاں لیتے رونے لگی۔۔۔۔ یہ بھی ہے شدا اور کمینگی کا مظاہرہ کرتے
ہنسا۔۔۔

بچہ تو میرا ہے اس کی ٹینشن نہ لو تم اسے میں لے جاؤ گا اور اسے اپنی
پر چھائی بناؤ گا شدا اور کہتا ہوا انور کے قریب ہونے لگا۔۔۔ میرے پاس
مت آنا انور نے قدم پیچھے کو بڑھائے۔۔۔
نور جان چھ ماہ ہو گئے ہیں آپ کا نظارہ کیے شدا اور اسے بازو سے دبوچتے
ہوئے اس کی گردن پر جھکا۔۔۔ شدا اور مجھ پر نہ سہی اپنے بچے پر رحم
کر لو۔۔۔ نور کا نوا مہینہ چل رہا تھا۔۔۔

شد اور خان اپنی درندگی دکھا کر اسے بے حال چھوڑ کے چلا گیا۔۔۔
نور روتے ہوئے خود تھپہر مار رہی تھی، کیوں اس دن میں نے وہ جو سہیا
کیوں اپنے بال نوچتے ہوئے چلا رہی تھی۔۔۔

تقریباً نو ماہ پہلے شد اور خان ہیرامنڈی آیا۔۔ نور پانی پینے آئی تھی جب
شد اور خان کی نظر اس پہ پڑی۔۔۔

وہ بلا کی خوبصورت تھی سرخ و سفید رنگت کٹاؤ دار لب، براؤن
آنکھیں جو گڑیا کی آنکھیں معلوم ہوتی تھی، نور مسکرائی اس کا ڈمیل
ظاہر ہوا جو اس کی خوبصورتی میں اور مزید اضافہ کر گیا۔۔۔

چندہ بائی مجھے وہ لڑکی چاہیے شد اور نے نور کی طرف اشارہ کیا۔۔۔
شد اور خان وہ لڑکی ابھی تمہیں نہیں مل سکتی چندہ بائی نے نور کی طرف
دیکھتے ہوئے شد اور کو منفی جواب دیا۔۔۔ وجہ شد اور خان غصے سے بولا
۔۔۔ وہ ابھی اٹھارہ کی نہیں ہوئی ہمارے یہاں کا اصول ہے جب تک

لڑکی اٹھارہ کی نہیں ہو جاتی اسے کسی مرد کے سامنے پیش نہیں کیا جاتا
چندہ بائی نے اٹل لہجے میں کہا۔۔۔۔

میں تمہیں تمہاری سوچ سے زیادہ رقم دو گا مجھے یہ لڑکی چاہیے شد اور
خان بہک کی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ شد اور خان۔۔
بیس کروڑ چندہ بائی کی بات کاٹتے ہوئے بولا قیمت سن کر چندہ بائی نے
لاچ میں آکر ہاں کر دی۔۔۔

کمرے میں بھیج دینا اسے شد اور خان کہتے کمرے میں چلا گیا۔۔۔
چندہ بائی نے اب نور کو شد اور کے کمرے میں بھیجنا تھا۔۔۔
نور اس کے پاس جاتے چندہ بائی نے اسے پیار بڑے لہجے میں
پکارا۔۔۔ جی نور نے ادب سے جواب دیا اس کی آواز بے حد سریلی
تھی۔۔۔۔ ایک آدمی تیرے ساتھ رات گزارنا چاہتا ہے چندہ بائی
نے اس کے چہرے پر آئے بالوں کو پیچھے کیا۔۔۔

بچ۔ چندہ بائی آپ نے تو کہا تھا۔ تھا جب ت۔ تک میں اٹھارہ سال کی
نہیں ہو جاتی ا۔ آپ نور سے بولا نہیں جا رہا تھا۔۔۔ اس نے بیس کروڑ
لگائے ہے تیرے پاگل نہیں ہو جو اسے منع کر دو تجھے جانا ہو گا اس کے
کمرے میں چندہ بائی نے اسے بازو سے دبوچتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔
م۔ میں نہیں جاؤ گی، ہر گز نہیں نور روتے ہوئے بولی وہ محض 13 سال
کی تھی لیکن یہاں پر آنے کے بعد اسے کوٹھے کے ماحول نے میچور کر
دیا تھا۔۔۔

اچھا نہ جانا چندہ بائی کچھ سوچتے ہوئے پیار سے کہتے ہوئے وہاں سے چلے
گئی۔۔۔ چندہ بائی کچھ دیر چندہ جو س لے کر آئی تو نور رو ہی تھی۔۔۔
چل رونا بند یہ جو س پی لے۔۔۔ چندہ بائی نے زبردستی نور کو جو س پلایا
جس میں نشا آور چیز ملائی تھی۔۔۔
جو س پی کر نور کا سر چکرانے لگا۔۔۔

چندہ بائی نے نور کو بے حودہ لباس پہنا کر شد اور کے کمرے میں بھیج دیا

چشم بدّ اور شد اور خان نے اسے اپنے قریب کیا وہ نشے میں ہونے کی وجہ سے اس کے سینے سے جا لگی۔۔۔

شد اور خان نے پوری رات اس 13 سالہ معصوم کو درندوں کی طرح نوچا۔۔۔۔۔

صبح اپنی حالت دیکھ نور پاگلوں کی خود مارے جا رہی تھی۔۔۔

شد اور خان نے اس رات کے بعد دو دفعہ اور اسے اپنی درندگی کا نشانہ بنایا تھا۔۔۔۔۔

نور وہ سب یاد کر کے روئے جا رہی تھی جب اسے درد شروع ہو گیا۔۔۔

نور کی چیخ سن کر کام کرنے والی ایک خاتون اندر آئی۔۔۔

حویلی میں کوئی موجود نہ تھا سب ایک سیٹھ کے گھر گئی ہوئی تھی جو حویلی
میں تھی وہ کسی راتیں رنگین کر رہی تھی۔۔۔

نور بیٹا عورت کمرے میں داخل ہوتے نور کو اپنے سینے سے لگاتے
پریشانی سے بولی۔۔۔ آنی نور چلائی۔۔۔ اس عورت نے اٹھ کر دروازہ
بند کیا۔۔۔ درد کے باعث نور چلا رہی تھی سعدیہ نے نور کے منہ میں کپڑا
ڈال دیا تاکہ اس کی آواز یہ کمرے سے باہر نہ جائیں۔۔۔

نور کے دو بیٹے ہوئے۔۔۔۔۔ نور یہ دیکھو ماشاء اللہ کتنے پیارے ہیں اس
عورت نے دونوں کو نور کے ہاتھوں میں دیا۔۔۔ نور روتے ہوئے
دونوں کو چومنے لگی۔۔۔

آنّی پانی اس کا گلابے حد خشک ہو چکا تھا التجائی نظروں سے اس نے
سعدیہ کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ میں لا کر دیتی ہو کی پیشانی پر بوسہ دیتے

ہوئے سعدیہ باہر چلے گئی۔۔ یہ واحد عورت تھی جو نور سے پیار سے
بات کرتی تھی۔۔۔

دومنٹ بعد سعدیہ بھاگتی ہوئی کمرے میں آئی۔۔۔

کیا ہوا آنیٰ اسے لمبے لمبے سانس لیتے دیکھ نور نے پوچھا۔۔۔ شد اور خان
حویلی کی طرف آرہا ہے اس کے بعد سنتے ہی نور کے ذہن میں شد اور کی
باتیں گردش کرنے لگی (میں اسے اپنی پر چھائی بناؤ گا)۔۔۔ آنیٰ میرے
بچوں کو چھپا دے نور نے دونوں کو سعدیہ کی طرف کیا۔۔۔

کیسے باتیں کر رہی ہو اسے تمہیں دیکھ کر ہی پتا چل جائے گا تمہارے
بچے ہوئے ہیں۔۔۔ ا۔۔۔ اپ ایک کو چھپا دے اسے نہیں پتا کہ دو بچے ہیں
نور نے ایک بچہ سعدیہ کو پکڑا دیا۔۔۔ نور کچھ غلط نہ ہو جائے سعدیہ کو
ڈر لگ رہا تھا۔۔۔ آنیٰ میں اس کی حفاظت کر رہی ہو، کچھ غلط نہیں ہوگا
آنیٰ بچے کو دوسری کمرے میں لے گئی۔۔۔

کیا مصیبت ہے شد اور حویلی میں داخل ہوتے غصے سے بولا وہ اپنی
چابیاں بھول گیا تھا۔۔۔

وہ کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ نور بچے کو چپ کر وار ہی تھی۔۔۔ شد اور
ایک پل کے لیے حیران ہو گیا۔۔۔

میرا بچہ اس نے نور سے بچہ پکڑ لیا۔۔۔

خوبصورتی ہم دونوں پہ گئی ہے شد اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے
بولا بچے کے سارے نقش نور جیسے اور آنکھیں شد اور جیسی سبز تھی

۔۔۔

ابھی مجھے کام ہے ہفتے بعد اسے اپنے بیٹے کو ساتھ لے جاؤ گا کو بچے کو نور

کے حوالے کرتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے بولا نور نے ضبط

سے آنکھیں بند کی۔۔۔

کبھی نہیں دو گی نور کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔ تو وقت بتائے گا

ہے نہ زور یز شد اور خان اس کی گال پر پیار کیا۔۔۔

شد اور خان اپنی کیز اٹھا کر چلا گیا نور رونے لگ گئی۔۔۔۔

آنی کمرے میں داخل ہوئی۔۔ میرے بچے کو اپنے ساتھ لے جائے نور

اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ رہ لو گی اپنی اولاد سے دور

سعدیہ نے اس کے بال سہلائے۔۔۔ میں یہاں سے بہت جلد نکل جاؤ

گی نور نے جیسے خود سے عہد کیا تھا۔۔۔ یہاں سے نکلنا بہت مشکل ہے

بیٹا سعدیہ نے اسے حقیقت بتائی۔۔۔ میرا اللہ میرے ساتھ ہے آنی میں

نکلو گی یہاں سے اوپر کی طرف دیکھتے ہوئے نور نے کہا۔۔۔

ٹھیک ہے میں لے کر جا رہی ہوں اسے، اس کا نام کیا رکھو گی دروازے

کے پاس رکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ تبریز۔۔ نور نے سوچتے ہوئے بتایا

۔۔۔ بہت پیارا نام ہے تبریز کی پیشانی پر بوسا دیتے ہوئے آنی چلی گئی
نور پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔۔

نور نے زوریز کو پھولوں کی طرح رکھا۔۔۔ آنی تبریز کو میرے پاس لے
آئے کچھ دیر کے لیے نور نے سعدیہ کی طرف ادا سی سے دیکھا تین
دنوں سے اس نے اپنے بیٹے کو نہ دیکھا تھا۔۔۔ بیٹا مشکل نہ ہو جائے اسے
ڈر لگ رہا تھا۔۔۔ نہیں ہوگی پلیر آنی انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔
اچھا ٹھیک ہے میں لے آؤ گی کل۔۔۔ اگلے دن آنی تبریز کو لے کر
حویلی آئی۔۔۔ یہ کون ہے چندہ بابی نے سادیہ کے ہاتھ میں بچہ دیکھ کر
پوچھا۔۔۔

یہ میری بہن کا بچہ ہے سادیہ ڈرتے ہوئے بولی اگر وہ چندا بابی کو سچ بتا
دیتی تو چندا بابی اسے شدا اور خان کے حوالے کر دیتی۔۔۔ تو اسے یہاں
کیوں لے کر آئی ہے۔۔۔ وہ بی بی جی میری بہن نہیں رہی اس دنیا میں

سعدیہ نے ادا اس ہوتے کہا۔۔۔ جا اے جو مرضی کر چندہ بائی کہتے
ہوئے وہاں سے چلی گئی۔۔۔ سادیہ بچے کو لے نور کے کمرے میں گئی

نور تبریز کو خود میں بیچ کر دیوانہ وار اس کے منہ پر لب رکھ رہی تھی

ایک ہفتہ پڑ لگا کر اڑ گیا۔۔۔

نور جان کیسی ہو۔۔۔ شد اور کی آواز سن کر نور نے زوریز کو سینے میں

چھپا لیا۔۔۔

جتنا مرضی چھپا لو لے کر چلا جاؤ گا میں شدہ اور اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ گیا

کچھ تو رحم کرو مجھ پہ شد اور نور روتے ہوئے بولی۔۔۔

پکڑاؤ میرا بیٹا مجھے شد اور نے نور سے اپنے بیٹے کو چھیننا چاہا۔۔۔ میں
نہیں دو گی نور نے سختی سے خود میں بھینچا، زور یز و نا شروع ہو گیا۔۔۔
شد اور نے بچے کو اس سے چھین لیا۔۔۔

میں تمہارے پاؤں پر تہی ہو شد اور میرے بیٹے کو نہ لے کر جاؤ۔۔۔ نور
اس کے پاؤں پکڑتی بولی۔۔۔ نور جان یہ میرا بیٹا ہے شد اور خانزادہ کا بیٹا
ہے یہ اور میں اسے اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا شد اور نے ٹانگ مار کر
اسے پیچھے گرایا۔۔۔ شد اور میرا بچہ نور گر گرائی رہی شد اور زور یز کو
لے کر چلا گیا۔۔۔۔

میرا بچہ میرا شہزادہ اسمہ ارسلان کے ساتھ کھیل رہی تھی۔۔۔ ارسلان
رونے لگ گیا۔۔۔

آپی۔۔۔ انشا چکن سے باہر نکل رہی تھی اسمہ نے رونے والا منہ بنا کر
کہا۔۔۔ کیا ہوا اسمہ انشا اس کے ساتھ بیٹھی۔۔۔ آپی ارسلان کو بھوک
لگی ہے انشا ارسلان کو لے کر کمرے میں چلی گئی اسمہ بھی اس کے ساتھ
کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

آپی ایک آنٹی مجھے کہہ رہی تھی، تمہاری بہن کیسی ماں ہے جو اپنے بچے
کو چھوڑ کر تمہارے بچے کو فیڈ کروا رہی ہے اسے اپنے بچے کی پروا نہیں
ہے اسمہ رونے لگی۔۔۔

اسمہ رونا بند کر لو گوں کام ہوتا ہے بولنا فضول میں روتی ہوں تم
میرے لیے دونوں ایک جیسے ہے انشانے اسے پیار سے سمجھایا۔۔۔ وہ
ہاں میں سر ہلا گئی انشانے اسے گلے لگا لیا۔۔۔

انشاسترہ سال کی عمر میں میچور ہو چکی تھی۔۔۔ لوگوں کی باتیں سن کر
اسمہ کو ان سب کی باتیں زیادہ سمجھ نہیں آتی تھی۔۔۔ لیکن انشا وہ ہر چیز
سمجھتی تھی وہ اپنے بابا جیسی تھی کم گو اور سمجھ دار۔۔۔۔

کیا ہو رہا ہے لیڈیز۔۔۔ سا جاد شاہ کمرے میں داخل ہوا انشانے خود کو
کوڑ کر لیا۔۔۔ ارسلان کو بھوک لگی تھی انشا نظر چراتے ہوئے بولی۔۔۔
اواچھا سا جاد نے انشا کی طرف دیکھا جوارسلان کو فیڈ کر رہی تھی۔۔۔
اسمہ گڑیا آپ کی بہن مجھ سے پیار نہیں کرتی بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے سا جاد
شاہ بولا۔۔۔

آپی آپ میرے بھائی کو پیار کیوں نہیں کرتی اس کی طرف گھور کر دیکھا
۔۔۔ تم مجھے ان کی وجہ سے گھور رہی ہو انشانے اسما کے کندھے پر تھپڑ
مارا۔۔۔ میری بہن کونہ ڈانٹوں سا جاد نے اسمہ کی سائیڈ لی۔۔۔ آپ تو
چپ ہی رہے انشانے آنکھیں چھوٹی کر کے گھور کر سا جاد کی طرف

دیکھا۔۔۔ اسمہ ایک ہفتہ ہو گیا تمہاری آپنی صاحبہ مجھ سے پیار تو دور
بات ہے بات تک نہیں کر رہی سا جادو کھی ہونے کی ایکٹنگ کرتے
ہوئے بولا۔۔۔

آپی بری بات ہے اتنی زیادہ دیر ناراض نہیں رہتے آپ بھائی کو یہاں
پیار کر کے ناراضگی ختم کریں اسمہ نے اپنے گال پر انگلی رکھی۔۔۔
انشا اس کی طرف دیکھا وہ آج بھی پہلے کی طرح ہی معصوم تھی احمد نے
جو وعدہ اس سے کیا تھا وہ پورا کر رہا تھا۔۔۔

او کے میری جان میں کر دو گی آپ کے بھائی کو آپ اپنے کمرے میں
جا کے سو جاؤ رات کافی ہو گئی ہے انشا نے اسماء کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔
ارسلان نے انشا سے ارسلان کو لینا ہے کے لیے ہاتھ اگے کو بڑھائے
۔۔۔ اسے میرے پاس رہنے دو آج۔۔۔ او کے اسمہ کہتے ہوئے چلی گئی

آپ کو شرم نہیں آئی اسمہ کے سامنے کہتے ہوئے کہ میں آپ سے پیار
نہیں کرتی انشانے ساجاد کی طرف رخ کیا۔۔۔

سہی تو کہا ہے ایک ہفتہ ہو گیا ہے تم نے مجھ سے سہی طرح بات نہیں کی
ساجاد بیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔۔۔

کام آپ نے بڑا اچھا کیا تھا انشانے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا۔۔۔
اچھا سوری اس نے غلطی نہ ہوتے ہوئے بھی سوری کر دیا۔۔۔۔
اٹس اوکے۔۔ اچھا چلو اپنی بات تو پوری کرو نہ سمجھی سے ساجاد کی
طرف دیکھا۔۔۔

کون سی۔۔۔ ابھی جو کہا تم نے اسمہ سے۔۔ ساجاد نے اپنی گال پر ہاتھ
رکھا۔۔

ساجاد نے اپنا چہرہ انشا کے سامنے کیا۔۔
اس نے شرماتے ہوئے لب رکھ دیے۔۔۔

ساجاد انشا کہ لبوں پر

مہر ثبت کرنے لگا تھا کہ اچانک ارسلان روناشروع ہو گیا۔۔۔

ایک بات بتاؤ مجھے اس الہام ہوتا ہے کہ میں تمہارے قریب آنے لگا ہوں

۔۔۔ ساجاد ارسلان کو گھور کر دیکھ رہا تھا جسے انشا سینے سے لگائے چپ

کر وار ہی تھی۔۔۔

ساجاد کیا ہو گیا۔۔۔ کچھ نہیں ساجاد منہ بناتے خود پر لحاف آور لیا۔۔۔

ارسلان مسکرایا۔۔۔ اپنے بڑے بابا کو تنگ کرنے میں مزہ آتا ہے

میرے بچے کو انشا اس کا منہ چومتے ہوئے بولی۔۔۔

ارسلان کچھ دیر میں ہی گہری نیند سو گیا تھا انشا نے اپنے اور ساجاد کے

درمیان ارسلان کو لٹا دیا۔۔۔

اسمہ چھوڑ واس چیونگم کو احمد نے ارسلان کو لینا چاہا اسمہ نے اس کو سینے سے لگا لیا۔۔ احمد میرا بیٹا ہے۔۔ بیٹا نہیں چیونگم ہے جو ہر وقت تمہارے ساتھ چپکار ہتا ہے اسمہ نے غصے سے احمد کی طرف دیکھا۔۔ احمد غصے سے ارسلان کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔

میرے بیٹے کی طرف ایسے نہ دیکھے ورنہ میں مامو کو بتا دوں گی احمد کے ایک کندھے پر تھپڑ مارے۔۔ خبردار اگر تم نے بابا کو بتایا احمد نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسماء کو دیکھا۔۔

کیا کرو گے تم۔۔ مراد شاہ کمرے میں داخل ہوتے غصے سے بولے۔۔ ک۔ کچھ نہیں بابا احمد نظریں جھکا گیا اگر وہ کچھ بولتا ہے تو مراد شاہ نے اس کی اچھی خاصی دھلائی کرنی تھی۔۔ تم اسے خبردار کر رہے تھے، شرم نہیں آتی تمہیں اپنے بیٹے کو چیونگم کہتے ہوئے پیار بھری نظروں

سے ارسلان کی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے احمد کو کہا۔۔۔ بابا وہ ہر
وقت اسمہ کے ساتھ چپکار ہوتا ہے۔۔۔

تو تمہیں کیا تکلیف ہے احمد شاہ کے بے تکے سوال پر مراد شاہ نے عجیب
نظروں سے دیکھا۔۔۔

کچھ نہیں احمد منہ بنا کر بیٹھ گیا۔۔۔

چھوٹے بچوں والی حرکتیں چھوڑ دو اب احمد مراد شاہ نے اسے عقل دلانی
چاہی۔۔۔ بابا میں چاہے پچاس کا ہو جاؤ لیکن جب میں اسمہ کے ساتھ ہو
کوئی اس کے پاس نہ آئے یہ چیونگم بھی نہیں وہ ارسلان کو گھورے جا رہا
تھا۔۔۔ شرم کرو کچھ تمہارا بیٹا ہے۔۔۔ بیٹا کم چیونگم زیادہ ہے احمد

ارسلان کو زبان دکھاتے ہوئے بولا مراد شاہ اس کی بات پر اور انداز پر
بے اختیار مسکرائے۔۔۔

احمد اس طرح نہیں کرتے بیٹا، وہ دیکھو تمہارے پاس آرہا ہے۔۔۔ مراد
شاہ نے ارسلان کی طرف اشارہ کیا جو اپنے بازوؤں احمد شاہ کی طرف کر
رہا تھا۔۔۔ احمد نے اسے اٹھالیا۔۔۔

بابا یہ کتنا پیارا ہے احمد اس کا منہ چومنا شروع ہو گیا۔۔۔ اپنے دادا پر گیا
ہے۔۔۔

جی نہیں یہ آپ سے زیادہ پیارا ہے احمد دیوانہ وار کا چہرہ چوم رہا تھا اسے
اپنا بیٹا بے انتہا پیارا لگتا تھا مراد شاہ مسکرا کر اپنے کمرے میں چلے
گئے۔۔۔

مراد شاہ بیڈ پر لیٹ کر میرال کو بلایا جو ناجانے کن سوچو میں گم چھت کی
طرف دیکھے جا رہی تھی۔۔۔

میرال کہاں گم ہوا سے سوچو میں ڈوبے دیکھ مراد شاہ نے چٹکی بجائی
انہوں نے مراد کی طرف کروٹ لی۔۔۔ مراد مجھے سمجھ نہیں آرہا ہے

کی سانسیں کیسے ختم ہو سکتی ہے۔۔۔ میرا اس کی زندگی اتنی ہی تھی
اسے اپنے حصار میں لیے کہا۔۔۔ مراد یہ تو ہے لیکن دونوں کی دھڑکن
ایک ساتھ چلتی تھی ایک ختم ہوتا تو دوسرے کو سانسوں کا مسئلہ ہوتا
لیکن ارسلان کی سانسیں بالکل ٹھیک ہے۔۔۔

میرا بیگم کی بات پر مراد شاہ سوچ میں پڑ گئے۔۔۔ زیادہ نہ سوچوان
کے ذہن میں جو خیالات آرہے تھے انہیں جھٹکتے ہوئے کہا۔۔۔ آپ
کی الٹیر منٹ کب ہے مراد شاہ کی داڑھی سے کھلتے ہوئے کہا۔۔۔
اگلے مہینے۔۔۔

شکر ہے انہوں نے لمبا سانس لیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔۔ کیسی بیوی ہو
تم اپنے شوہر کی جاب جانے پر خوش ہو رہی ہو مراد شاہ اٹھ کر بیٹھ
گئے۔۔۔ آپ غلط سمجھ رہے ہیں، میں نے اس لیے کہا کیونکہ اب آپ کو
میشن کے چکروں میں مہینہ گھر سے باہر نہیں جانا پڑے گا اور ہم دونوں

ساتھ رہیں گے نا اس لیے میراں بیگم مراد شاہ کے کندھے پر سر رکھ گئی۔۔۔

اچھا جی۔۔ ہاں جی دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا دیے۔۔

اسے میں نے باہر پھینک آنا ہے پکڑاؤ اسے مجھے۔۔۔ احمد اسمہ نے رونے والا منہ بنا کر اس کی طرف دیکھا۔ کیا؟ احمد لٹاؤ اسے کارٹ میں اسمہ نے نہ میں سر ہلایا۔۔۔۔

احمد ایک ماہ کے بچے سے آپ جیسے ہو رہے ہے اسماء رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔ مجھے نہیں اچھا لگتا جب میں تمہارے پاس ہو تو کوئی اور تمہارے پاس آئے اور اسے گھوڑے جا رہا تھا وہ پہلا باپ تھا جب اس کا بیٹا اپنی ماں کے پاس رہتا تھا تو اس کا دل چاہتا تھا اسے اٹھا کر کہیں پھینک آئے۔۔

احمد حد ہوتی ہے۔۔۔ لٹاؤ اسے سو گیا ہے وہ احمد شاہ کو غصہ آرہا تھا

ارسلان پر جو اس کی بیوی کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔۔۔ اچھا لٹار ہی ہوا احمد کو غصے میں آتے دیکھ اسمہ نے ارسلان کو کارت میں لٹا دیا۔۔۔

چھوٹے بے بی سے جیسے ہو رہے ہیں آپ اسمہ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے غصے سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ ہاں ہو رہا ہوں تو۔۔۔ مامو

سہی کہتے ہیں آپ کا کچھ نہیں ہو سکتا اسماء بار بار ارسلان کی طرف دیکھ رہی تھی کیونکہ جب وہ سو جاتا تھا اگر ڈیڑھ گھنٹے سے پہلے اسے گود سے

بیڈ پر یا پھر کارت میں لٹا دیتے تو وہ رونا شروع ہو جاتا تھا۔۔۔

بلکل احمد بیڈ پر پھیل کر لیٹ گیا۔۔۔ احمد کم پھیل کر لیٹے میں نے بھی

سونامی ہے احمد ایک سائیڈ پہ ہو گیا اسمہ اس کے پاس بیٹھ گئی۔۔۔

احمد ارسلان کتنا بڑا لگتا ہے۔۔۔ کیا مطلب اسمہ کی بات پر احمد نے

سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ ایک ماہ کا ہے لیکن لگتا نو،

دس ماہ کا ہے ارسلان کی جسامت ایک ماہ کے بچے کی طرح نہ تھی جب کوئی گھر آتا تھا تو میرال بیگم انشایا پھر اسمہ کو کہتی کہ ارسلان کو اندر لے ان کا کہنا تھا کہی میرے پوتے کو نظر نہ لگ جائے۔۔۔

باپ پہ گیا ہے نہ اس لیے۔۔۔ اسمہ مسکرا دی وہ جسامت میں احمد شاہ جیسا تھا۔۔۔

احمد مجھے ایک آنٹی نے۔۔۔ لوگوں کا کام ہوتا ہے بکو اس کرنا اور وہ کر کے چلے جاتے ہے ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیا کرو۔۔۔ احمد اس کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔۔۔

احمد دونوں کانوں کے درمیان میں دماغ بھی آتا ہے اس سے کیسے باہر نکالیں انسان اسماء سوچنے والے انداز میں بولی احمد نے اپنا سر پکڑ لیا۔۔۔ جیسے تم عورتیں نکالتی ہو منہ کے راستے تم بھی نکال لیا کرو احمد جل کر بولا تھا۔۔۔

منہ کے راستے کیسے نکالتے ہیں؟ اسما اس کے پاس ہوتی آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے معصومیت سے بولی۔۔ میری معصومیت کی صورت میں تمہیں کیسے سمجھاؤں، کوئی اگر بات کرتا ہے نا تمہیں تمہارے ہاتھوں میں جو بھی چیز ہوگی نا اٹھا کے اس کے سر پہ مار دینا اس کے بعد وہ کچھ نہیں کہے گا احمد اس کے چہرے پر آئے بال پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔

احمد اگر میرا ہاتھ میں کوئی برتن ہوا یا پھر کوئی بھاری چیز ہوئی میں نے اس کے سر پہ مار چ کی تو اس کے سر سے خون نکلے گا وہ روئے گا پھر ہائے اللہ جی پھر وہ مجھے بد دعا بھی دے گا اسماء کی آنکھوں میں آنسو جمع ہو گئے۔۔

اسماء احمد اسے پکارتے ہوئے اس کے آنسو صاف کر کے اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا۔۔

تمہارے آنسو میرے دل پر گرتے ہیں بہت تکلیف ہوتی ہے احمد پیار
بھرے لہجے میں بولا اسمہ روتے ہوئے مسکرا کر اس کے سینے پر سر رکھ
گئی جب ارسلان کا سپیکر آن ہو گیا وہ گلا پھاڑ کر رونے لگا۔

یہ چیونگم میرے صبر کو آزما رہا ہے احمد غصے سے اٹھتا ارسلان کو کارٹ
سے اٹھا کر باہر جانے لگا اسماء دروازے کے سامنے کھڑے ہو گئی۔
میرے بیٹے کو لے کر کہاں جا رہے ہیں آپ۔۔ پیچھے ہٹو، امی کے پاس
چھوڑنے جا رہا ہوں اسے میں جان عذاب بنادی ہوئی ہے اس نے میری
جب بھی میں تم سے باتیں کرنے لگتا ہوں اس کا سپیکر شروع ہو جاتا
ہے احمد ارسلان کو اپنے سامنے کرتے غصے سے اس کی طرف گھورتے
ہوئے بولا۔۔

احمد یہ اچھی بات نہیں ہے کل بھی ارسلان آپ کی پاس سویا تھا اور آج
آپ اسے پھپھو پاس چھوڑنے جا رہے ہیں اسمہ نے ہاتھ اگے بڑھاتے

ارسلان کو احمد سے لینا چاہا۔۔ احمد اسماء کو پیچھے کرتے ارسلان کو لیے باہر چلا گیا۔۔

امی احمد غصے سے میرال بیگم کے کمرے میں آیا۔۔ کیا ہوا احمد بیگم نے اسے غصے میں دیکھتے ہوئے پریشانی سے پوچھا۔۔ پکڑے اس چیونگم کو غصے سے ارسلان میرال بیگم کی گود میں رکھا۔۔ کیا ہو گیا ہے وہ پریشان ہوئی۔۔ جب دیکھو اسے اسمہ کے ساتھ چیکارہتا ہے احمد شاہ روہانسی ہوا تھا۔۔ بچہ ماں کے ہی چپکتا ہے احمد شاہ صاحب مراد شاہ نے گھوراء انہیں احمد کی اس بات پر بے انتہا غصہ آتا تھا۔۔ مجھے نہیں پتا اسے رات کو اپنے پاس سلایا

کریں احمد کہتے ہوئے جانے لگا مراد شاہ کی بات پر اس کے قدم رکے۔۔ رہنے دوا سے میرے پاس خبردار احمد شاہ اگر تم نے میرے

بیٹے کو اٹھایا نہیں احمد پہ بے حد غصہ آ رہا تھا وہ کیسا باپ تھا جو اپنے بیٹے کو
خود کے پاس نہیں سلا سکتا تھا۔۔۔

بابا آپ کا پوتا ہے احمد نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔۔۔ تمہیں مسئلہ
ہے میرے بیٹا بولنے سے۔۔۔ مجھے کیا مسئلہ ہو گا وہ وہ کندھے اچکا کر
کمرے سے چلا گیا۔۔۔

مراد کیوں اتنا غصہ کرتے ہیں۔۔۔ اسے شرم نہیں آتی اپنے بیٹے کو
چیونگم کہتے ہوئے مراد شاہ میرال بیگم کے ساتھ اپنے لہجے کو سخت
ہونے سے نہ روک پائے انہوں نے اپنے غصے کو کنٹرول کرنے کے لیے
ارسلان کو میرال بیگم کی گود سے اٹھالیا۔۔۔۔

وہ خود ابھی بچہ ہے اور۔۔۔ مراد شاہ کے گھور کر دیکھنے پہ میرال بیگم چپ
ہو گئی۔۔۔

میرا پاس میرا بیٹا مراد شاہ نے پاس کے رخساروں پر لب رکھے۔۔۔

تمہارا باپ ہے ہی نکما، تم اپنے دادو کے پاس رہا کرو بابا پاس نہیں جانا
مراد مسکراتے ہوئے بول کر اس کے ساتھ لاڈ کرنے لگے کبھی اس کے
پیٹ میں گدگدی کرتے تو کبھی اس کے ہاتھ چومتے۔۔ مراد کیا سکھا
رہے ہیں بچے کو میرال بیگم نے انہیں جھنجوڑ کر کہا جو اپنے پوتے کو اپنے
بیٹے سے دور رہنے کا کہہ رہے تھے۔۔۔

سہی سکھا رہا ہو، تم میرے اور میرے بیٹے کے بیچ نہ آؤ وہ پاس کے
رخسار چومے تو کبھی اس کی پیشانی۔۔۔ میرال یہ بہت مضبوط بنے گا
اپنے نام کی طرح، یہ ایک مضبوط چٹان ثابت ہو گا اپنوں کے لیے جسے
کوئی نہیں توڑ پائے گا۔۔ مراد شاہ اس کی نیلی آنکھوں پہ پیار کرتے
بولے۔۔۔ آپ کو ایسا کو کیوں لگتا ہے مراد میرال بیگم نے ارسلان کی
طرف دیکھا جو دکھنے میں بالکل معصوم لگتا تھا نازک سا۔۔۔ بس لگتا ہے
یہ میرا ہم راز بنے گا میرال بیگم یہ صرف دکھنے میں ہی نازک اور معصوم

لگتا ہے یہ بند کتاب کی طرح ہو گا کوئی اسے سمجھ نہیں پائے گا جیسے جیسے
کتاب کا صفحہ پلٹا جائے گا ہر صفحے پر ایک نیار از کھلے گا اس کا، جو پڑھنے
والے کو حیران ہونے پر مجبور کر دے گا مراد شاہ فخر سے بولے۔۔۔
اچھا جی۔۔۔

بلکل جی۔۔۔ مراد شاہ نے پارس اور میرال کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔

انشا۔۔۔ ساجاد نیند آرہی ہے سونے دیں مجھے انشا بمشکل انکھیں کھولتے
ہوئے بول پائی۔۔۔ آج وہ چیونگم نہیں ہے یار۔۔۔ شرم کریں چھوٹا سا
بچہ ہے وہ انشانے اٹھ کر بیٹھ دے کھا جانے والی نظروں سے ساجاد شاہ
کی طرف دیکھا۔۔۔

چھوٹا سا بچہ، وہ بچہ نہیں افلاطون ہے جب دیکھو تمہارے ساتھ چپکار ہتا
ہے۔۔۔ بچے ماں کے ساتھ ہی چپکتے ہیں انشانے پیلو اٹھا کر ان کے سر پہ

مارا۔۔۔ یہ تو نہیں چپکتا سا جاد نے اذہان کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ پوچھ
لے اس سے کیوں نہیں چپکتا انشا جل کر بول کے چہرہ دوسری طرف کر
گئی۔۔۔

انشایار چھوڑو نہ ادھر کرو چہرہ اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔
کیا ہے انشا غصے سے بولی۔۔۔ تم بچوں کے لیے اپنے مجازی خدا سے لڑائی
کرو گی۔۔۔

تو اس مجازی خدا کو بھی شرم آنی چاہیے انشا نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ سے
چھڑوا لیا۔۔۔ لڑائی چھوڑو انشا سا جاد شاہ نے پیار بھرے لہجے میں کہتے
ہوئے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔ میرے بیٹے کو بات نہ کیا کریں

۔۔۔۔

اچھا جی نہیں کرتا موڈ ٹھیک کرو اپنا انشا نے مسکرا کر سا جاد کی طرف
دیکھا جب انشا کی نظر صوفے پر بکھرے ہوئے کپڑوں پر پڑی۔۔۔ سا جاد

کبھی تو کپڑے سمیٹ کر رکھ دیا کریں آپ، ایک سوٹ آپ نے پہننا
ہوتا ہے اور دس باہر نکال لیتے ہیں آپ انشا غصے سے کہتے ہوئے اٹھ کر
صوفے پر جا کر کپڑے سمیٹنے لگی۔۔

انشا تمہارا انٹرکاریزلٹ کب ہے۔۔۔ صوفے پر بیٹھتے پوچھا۔۔۔ ابھی
ڈیٹ فائنل نہیں ہوئی کپڑوں کو تہہ کرتے جواب دیا۔۔۔

آج تمہارا چیونگم کہاں ہے چیونگم منہ میں ڈالتے ہوئے پوچھا۔۔۔ حد
ہوتی ہے ویسے آپ دونوں بھائیوں کو شرم نہیں آتی چھوٹا سا بچہ ہے وہ
انشا نے غصے سے کپڑے بیڈ پر پھینک کے رخ سا جاد کی طرف کیا۔۔۔
بچہ، کل رات پتا اس نے کیا کیا تھا "بچہ" پر زور دیتے ہوئے بول کر
ساجاد خاموش ہو گیا۔۔۔ کیا کیا تھا انشا غصے سے ساجاد کے پاس آئی
۔۔۔ بول کیوں نہیں رہے آپ۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔

کیا کچھ نہیں مجھے بتائے میرے بیٹے نے کیا ہے جو آپ دونوں بھائی اس
کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔۔۔ انشا لڑاکوں عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ
رکھے کھڑی تھی۔۔۔۔

اب وہ اسے کیا بتاتا کہ رات کو وہ اس چیونگم کو سائیڈ پہ کر کے درمیان
میں لیٹنے لگا تھا جب اس نے اپنا سپیکر آن کر دیا تھا۔۔۔
کچھ پوچھ رہی ہوں سا جاد انشانے اسے خیال اپ میں کھوئے ہوئے دیکھ
جھنجھوڑا۔۔۔۔ یار ایک بات کے پیچھے ہی پر جاتی ہو تم عورتیں سا جاد نے
بات ختم کرنی چاہی۔۔۔

آج کے بعد سا جاد اگر آپ نے میرے بیٹے کو بات کی تو میں نے
ارسلان کو لے کر الگ کمرے میں رہنا شروع کر دینا ہے انشاتنگ آگئی
تھی ان دونوں بھائیوں سے ہر وقت ارسلان کے پیچھے پڑے رہتے تھے
انشا کا غصہ کم ہی نہیں ہو رہا تھا۔۔۔۔

بیگم جلدی میں اتنا بڑا میں فیصلہ نہیں کرتے ساجاد نے انشا کو قریب کرتے اس کے گرد حصار بنا کے اس کے رخسار پہ لب رکھے۔۔۔ ساجاد نہ کریں اسے پیچھے کرنا چاہا۔۔۔ کیا نہ کرو کہتے ہوئے دوسرے رخسار پہ لب رکھے۔۔۔

بیگم ایسے گھور کر نہیں دیکھتے شوہر کی نیت خراب ہونے لگتی ہے۔۔۔ ساجاد نے بیڈ شیٹ پکڑ کر اپنے اور انشا کے گرد لپیٹی۔۔۔ کیا کر رہے ہیں آپ بیزاری سے سجاد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ رومینس انشانے بیڈ شیٹ پیچھے کرنی چاہی ساجاد نے اس کے دونوں ہاتھ پیچھے کرتے ایک ہاتھ میں پکڑے۔۔۔

ساجاد آپ۔۔۔ ساجاد اس کے لبوں پہ جھکا انشا کے باقی الفاظ منہ میں رہ گئے وہ کچھ وقت بعد پیچھے ہوا۔۔۔

انشا اس کے سینے میں چہرا چھپا گئی۔۔۔

ساجاد اس کی گردن پہ اپنا لمس چھوڑنے لگا اذہان رونا شروع ہو گیا۔
آج یہ کیوں چیونگم بن رہا ہے۔۔۔ انشانے بیڈ شیٹ ہٹاتے ساجاد کو دھکا
دیا۔۔

انشا ساجاد شاہ گرتے گرتے بچا۔۔۔ آپ اسی کے لائق ہے چیونگم کی
طرح خود چپکے رہتے ہیں میرے ساتھ اور کہتے میرے بیٹوں کو ہے
۔۔۔ انشا اذہان کو چپ کروانے لگی۔۔۔

نور حویلی کے باہر بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔ کیا ہوا تمہیں ایک چودہ سال
کالٹر کا نور کے پاس آ کے بیٹھا۔۔۔

نور نے اس لڑکے کی طرف دیکھا وہ اسے ہر روز دیکھنے حویلی کے باہر آتا تھا۔۔۔ نور اس سے تھوڑی بہت بات کر لیتی تھی لیکن جب سے چندہ بائی نے ڈانٹا تھا وہ باہر بہت کم آتی تھی۔

کچھ نہیں ہوا کہتے ہی رونے لگ گئی۔۔۔

میری دوست بنو گی اس نے ہاتھ نور کی طرف بڑھایا۔۔۔ میں لڑکوں سے دوستی نہیں کرتی اور اس سے دور ہو کر بیٹھی۔۔۔ میں برا لڑکا نہیں ہوں آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے نور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اسے نور بے انتہا خوبصورت لگتی تھی اس کا دل چاہتا تھا نور بولتی رہے اور وہ اس کی سریلی آواز سنتا رہے۔۔۔ مجھ کیسے پتا تم برے نہیں میں تو تمہیں نہیں جانتی نور نے کندھے اچکا دیے۔۔۔ میں برا نہیں چہرے میں معصومیت سجائے بولا۔۔۔

نور ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔۔ میرا نام ارد شیر
ہے اور کیا ہاتھ ملاتے ہی وہ خوش ہوتا بولا۔۔۔ تمہارا پورا نام کیا ہے نور
نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔۔۔

میرا پورا نام ارد شیر سکندر خان ہے، کیا ہوا تمہیں اچھا نہیں لگا اسے منہ
بناتے دیکھ پوچھا۔۔۔ بہت زیادہ لمبا ہے تمہارا نام، ارد، ہاں یہی سہی ہے
۔۔۔ خود سے ہی کہتے ہوئے مسکرا دی۔۔۔

ارد نائس وہ مسکرایا تھا۔۔۔ تم رو کیوں رہی تھی نور جو چپ ہوئی تھی پھر
رونا شروع ہو گئی۔۔۔

پلیز چپ ہو جاؤ ارد شیر اسے چپ کروانا چاہا۔۔۔ میرا بیٹا لے گیا وہ۔۔۔
تمہارا بیٹا؟ ارد اس ہو گیا۔۔۔ تمہاری عمر کیا ہے اتنے نور سے اس کی
عمر پوچھی کیونکہ وہ دکھنے میں چھوٹی سی بچی لگتی تھی دس سال کی۔۔۔
چودہ سال اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔۔۔ تم اتنی چھوٹی ہو اور

تمہارا بے بی بھی ہے اسے بے حد حیرانگی ہوئی تھی۔۔۔ ہاں ہمارے
ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے وہ ادا سی سے مسکرائی تھی۔۔۔ کیا مطلب اور اتنی
چھوٹی ہو تم تمہاری ماما نے شادی کیوں کر دی تمہاری ارد شیر کے ذہن
میں بے شمار سوالات آرہے تھے۔۔۔

ہماری شادی نہیں ہوتی، ہم اگر کسی مرد کو پسند آجائے تو وہ ہمیں خرید
لیتا ہے نور اپنے ہاتھوں پر بنے نشانات کو دیکھتے ہوئے بولی اس کے
پورے جسم پر شد اور خان کی درندگی کے نشان تھے۔۔۔

کیا؟ کیوں؟۔۔۔ ارد کو سمجھ نہیں آیا کیا بولے۔۔۔ یہ جگہ ہی ایسی
ہے یہاں رہنے والی لڑکیوں کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے نور نے اپنے انسو
پر ضبط کرنا چاہا لیکن صنفِ نازک کا انسوں پر بس نہیں۔۔۔

تم کیوں رہتی ہو یہاں ارد شیر نے کاہا تمھ پکڑا وہ جاننا چاہتا تھا اپشن نور
یہاں کیوں رہتی ہے اس نے بہت لوگوں کے سے سنا تھا یہ جگہ امیر

زادوں کے لیے ہے جہاں وہ عورتوں کے جسم نوچنے آتے ہیں۔۔۔ میرا
باپ پھینک گیا تھا مجھے اسے بیٹا چاہیے تھا نور کہتے ہوئے پھوٹ پھوٹ
کر رونا شروع ہو گئی۔۔۔

بیٹیاں کسی کو نہیں چاہیے ہوتی سب بیٹیوں کی طلب کرتے ہیں، وہ
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جنہیں بیٹیوں سے بے پناہ محبت تھی
، پہلے لوگ بیٹیاں پیدا ہونے پر ان کو زندہ دفنادیتے تھے یا انہیں قتل کر
دیتے تھے، اب بیٹیوں کو یا تو کوڑے دان میں پھینک دیا جاتا ہے یا پھر
کوٹھوں پر یہ زندہ دفنادینے یا قتل کر دینے سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوتا
ہے وہ بیٹیوں کو جیتے جی مار دیتے ہیں وہ ان کو درندوں کے پاس پھینک
جاتے ہیں جو دن رات انہیں نوچتے ہیں نور نے اپنے بازوؤں پر نظر
آنے والے نشانات کو چادر سے ڈھانپا۔۔۔

پلیز چپ ہو جاؤ شیر نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا۔۔۔ میرا بچہ وہ میرا بچہ لے گیا نور اپنے بال نوچنے لگا گئی۔۔۔ چھوڑو
کیا کر رہی ہو اردنے اس کے ہاتھ پکڑ لیے نور اس کے کندھے پر سر رکھ
کر ہچکیاں لیتے رو رہی تھی۔۔۔ چپ کر جاؤ اردنے اس کے بال
سہلائے۔۔۔۔۔

کیا کر رہی ہو تم یہاں شد اور نے نور کو کھینچ کر کھڑا کیا۔۔۔ دفع ہو جاؤ
تم یہاں سے اس سے پہلے کہ تمہیں جان سے مار دو شد اور آنکھوں میں
وحشت لیے غصے سے کہہ کر نور کو کھینچتے ہوئے کمرے میں لا کر بیڈ پر
پھینکا۔۔۔

رنگ رلیاں منار ہی تھی اس کے ساتھ شد اور نے اس منہ دبوچا نور
روئے جارہی تھی۔۔۔

کچھ پوچھا ہے میں نے۔۔۔ میرا بیٹا وہ ہچکیاں لیتے روتے ہوئے بولی۔۔
یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے نور جان شدا اور آنکھوں میں وحشت
لیے اس کے قریب ہوتے بولا۔۔۔۔

آپ غلط سمجھ رہے ہیں نور نے مزاحمت کرتے اسے خود سے دور کرنا
چاہا۔۔۔ آج کے بعد مجھے تم اس لڑکے پاس نظر نہیں آنی چاہیے اسے
چھوڑتے ہوئے پیچھے ہوا وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی شدا اور
اپنی چیزوں کو لے کر بہت جنونی تھا لیکن وہ یہ بھول گیا تھا کہ نور ایک
جیتی جاگتی انسان ہے۔۔۔ آواز نہ آئے مجھے تمہاری شدا اور چلایا نور کی
سسکیاں اس کے کانوں میں کانٹوں کی طرح چب رہی تھی۔۔۔
ش۔ شدا اور میرا بیٹا دے دو۔۔۔ نہیں دے سکتا نور جان شدا اور اس
کے قریب ہوتے جنونیت سے بولا۔۔۔

شد اور مت کرو ایسا۔۔۔ میں نے تو ابھی کچھ نہیں کیا نور جان۔۔۔

شد اور کمینگی سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

میرا بیٹا دے دو مجھے۔۔۔ نور نے اس کے پاؤں پکڑ کر روتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ یہ کرنے سے کچھ نہیں ہونے والا، ایک سر پرانز ہے تمہارے لیے نور جان میری بیوی ماں بننے والی ہے نور نے تکلیف سے آنکھیں بند کر لی۔۔۔

شد اور مجھ سے شادی کر لو۔۔۔ نور جان تم جیسی لڑکیوں کو بیوی نہیں بنایا جاتا نور نے اپنے آنسو روکنے کی ناکام کوشش کی۔۔۔ شد اور مجھ سے شادی نہیں کرنی نا کرو مجھے بچہ واپس کر دو تمہاری بیوی ماں بننے والی ہے تمہارے پاس تمہارا بچہ ہو گا مجھ جیسی کا بچہ میں اپنے پاس رکھ کر کسی کرو گے اور اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے بولی۔۔۔

کبھی بھی تمہیں نہیں دوگا اور تمہارا نہیں میرا بیٹا ہے وہ میرا خون ہے

--

شد اور کافون رنگ ہوا۔۔ ہاں آرہا ہو گھر سامنے والے کی بات سنتے ہی کہہ کر اس نے کال کٹ کر دیا۔۔ نور جان کل آؤ گا میری بیوی یاد کر رہی مجھے۔۔ شد اور جانے لگا جب نور نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔ مت کر وایسا شد اور نے اس سے اپنا ہاتھ چھڑوا لیا۔۔

میرے بچے کو دور کیا تم نے مجھ سے

خدا تمہیں اولاد کے سکون سے محروم کرے گا تم ترسو گے اولاد کے لیے میرا خدا تم سے تمہارا سکون چھین لے گا ترسو گے ہر چیز کے لیے۔۔ شد اور جانے لگا تھا نور کی آواز پہ رکا۔۔

وہ نور کی طرف دیکھ کر مسکرایا جیسے کہنا چاہ رہا ہو ایسا کچھ نہیں ہوگا۔۔

خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے نور نے آنسوؤں کو صاف کیا۔۔۔ شد اور
چلا گیا۔۔۔ نور روتی رہ گئی۔۔۔

ایک دن ایسا ضرور آئے گا شد اور تم تڑپو گے اپنے کے لیے اپنوں کے
پیار کے لیے لیکن کوئی تمہیں میسر نہیں ہوگا، تم نے جو اعمال کیے ہیں،
مکافاتِ عمل کے لیے بھی تیار رہنا شد اور خان، جب مکافاتِ عمل ہوتا
ہے انسان منہ کے بل نیچے گرتا ہے تمہارے اعمال جیتے جی مار دیں گے
تمہیں نہ تمہیں اس دنیا میں سکون ملے گا اور نہ ہی آخرت میں نور
روتے ہوئے چلائی تھی۔۔۔

السلام علیکم آنٹی، کیسی ہیں آپ ارد شیر شاہ ہاؤس داخل ہوا سامنے
میرال بیگم کو دیکھ ان کو سلام کیا۔۔۔
وعلیکم السلام الحمد للہ میں ٹھیک،

آپ کیسے ہو بیٹا اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے میراں بیگم پیار بھرے لہجے
میں بولی۔۔۔ جی الحمد للہ میں ٹھیک آنٹی، احمد کہاں ہیں ارد شیر نے
چاروں طرف نظر دوڑاتے ہوئے پوچھا۔۔۔ وہ اپنے کمرے میں ہے بیٹا
میراں بیگم کی بات سنتے ہی ارد شیر احمد کے کمرے کی طرف بڑھا
دروازہ کھولا احمد اسماء کی گود میں سر رکھے لیٹا ہوا تھا۔

السلام علیکم بھائی اسماء نے ارد شیر کو دیکھتے سلام کی احمد اسمہ کے سلام
کرنے پر ہڑبڑا کر اٹھ کے بیٹھ کر دروازے کی طرف دیکھا سامنے ارد
شیر کھڑا ہوا تھا۔

خان تمہیں ذرا شرم نہیں ہے منہ اٹھا کے اندر گھس آئے ہو کمرے
میں احمد نے کھا جانے والی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ بھابھی
آپ ذرا باہر جائیں مجھے احمد سے ضروری بات کرنی ہے ارد شیر نظریں

جھکائے بولا اسماء اٹھ کر باہر چلی گئی ارد شیر لمبے لمبے ڈگ بڑھتا بیڈ کے پاس پہنچ کر کشن اٹھا کر احمد کے سر پر مارنا شروع ہو گیا۔

کمیٹے انسان سکول ختم ہونے کے بعد اس طرح تو غائب ہوا ہے جیسے الدین کا جن غائب ہوتا ہے جب ارد شیر مار مار کر تھک گیا تو احمد کے ساتھ بیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔

تجھے پتہ تو ہے اب پہلے کی طرح زندگی رہی نہیں ہے پہلے سکول سے جب گھر آتا تھا پڑھائی کرنا، کھیل کود کرنا بس یہی کام ہوتے تھے جب سے نکاح ہوا سکول سے آؤ، اکیڈمی جاؤ وہاں سے اکرا فس جاؤ گھر آ کے بچے کو سنبھال لو زندگی 30 سال کے مردوں جیسی ہو گئی ہوئی ہے میری اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔

لیکن اب تو سکول ختم ہو گیا نا احمد تو تھوڑی آسانی پیدا ہوئی ہوگی تمہارے لیے۔"

کہاں کی آسانی زیادہ مصیبت پڑ گئی ہوئی ہے صبح آٹھ بجے بابا کے ساتھ
آفس جانا ہوتا ہے رات کو آٹھ بجے گھر آتا ہوں، 12 گھنٹے آفس میں
رہنے کے بعد کچھ پل سکون کے چاہیے ہوتے ہیں مجھے وہ بھی خیر سے یہ
چیونگم ہے سکون لینے نہیں دیتا مجھے، اس کا سپیکر نہیں بند ہوتا عجیب بھی
زندگی ہو کے رہ گئی ہے میری احمد شاہ ارسلان کی طرف گھورتے ہوئے
دیکھ کر بولا تھا۔

تجھے شرم نہیں آتی اپنی اولاد کو چیونگم کہتے ہوئے ارد شیر عجیب نظروں
سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ تو اس اولاد کو شرم نہیں آتی اتی ہے ہر
وقت ماں کے ساتھ چپکار ہتا ہے کبھی اپنے باپ کو بھی اپنی ماں کے
ساتھ وقت گزارنے دیا کرے احمد تاسف سے سر ہلاتا ہوا بولا۔۔۔
تجھے کون سا وقت گزارنا ہے ادھر دیکھ ذرا ارد شیر اس کے اوپر ہوتا
بولا۔۔۔ اوئے ٹھر کی خان پیچھے ہٹ میرے اوپر سے کوئی ہمیں اس

طرح دیکھ کر پتہ نہیں کیا سوچے گا کہ لڑکا لڑکے کے ساتھ چھپی احمد شاہ نے سختی سے آنکھیں بند کرتے ہوئے چھپی لفظ پر زور دیا۔

تیری گندی سوچ اور تیرا گندا دماغ ارد شیر اسے دھکا دیتے ہوئے اس سے دور ہوا احمد شاہ منہ کے بل زمین پہ گرا۔ امی جی احمد شاہ پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے چلایا تھا۔

احمد یار تو اب امی جی کہتا ہوا اچھا نہیں لگتا تو ایک بچے کا باپ ہے تجھے اسماء جی یا پھر بیوی جی بولنا چاہیے ارد شیر پیٹ پکڑ کر قہقہہ لگاتے ہوئے بولا احمد کا میٹر شارٹ ہو گیا ہے اس کے قہقہہ لگانے پر احمد نے اٹھ کر اس کی گردن پکڑ کے اس کے اوپر بیٹھ گیا۔۔۔ م۔ میری گ۔ گردن احمد شاہ نے اس کی گردن اس قدر سختی سے پکڑی ہوئی تھی کیونکہ ارد شیر بمشکل دو لفظ بول پایا۔

نہیں نہیں ٹھہر کی خان ابھی بھی قہقہہ لگانا جیسے لگا رہا تھا۔۔ میری توبہ
میرے باپ کی توبہ نہیں ہنستا تجھ پہ اپنا یہ چار من کا جسم میرے اوپر
سے اٹھالیں نہیں تو میرا بایکاٹ ہو جائے گا ابھی ارد شیر کی آنکھیں باہر
نکلنے کو تھی۔۔

پہلی بات ٹھہر کی خان میرا وزن چار من نہیں ہے دوسری اچھا ہے تو اوپر
پہنچ جائے گا کم از کم مجھے بریانی کھانے کو تو ملے گی۔۔
کہہ تو ایسے رہا ہے جیسے کبھی تم نے بریانی نہیں کھائی ہے اور میرے
مرنے پر ہی جیسے تجھے بریانی نصیب ہونی ہے ارد شیر جل کر بولا تھا۔
بالکل میرے ٹھہر کی خان، چل تجھے اوپر پہنچاتا ہوں احمد اس کے اوپر سے
ایک پل کے لیے اٹھ کر اس کے پیٹ پر گرنے والے انداز میں بیٹھا۔
اللہ جی میں مر گیا ارد شیر کی آواز اس قدر بلند تھی کہ گھر کے تمام فرد
احمد شاہ کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے۔۔

دروازہ کھلا ہونے کی وجہ سے سب کو اپنے کمرے میں آتے دیکھ احمد شاہ
فوراً اس کے اوپر سے اٹھا۔ ارد شیر کیا ہوا ہے مراد شاہ کمرے میں
داخل ہوتے سنجیدگی سے بولے۔

کچھ نہیں بابا اس کے پیٹ میں درد بہت زیادہ ہو رہی ہے امی سے کہیں
اسے کوئی میڈیسن دیں دے احمد ارد شیر کا سراپے کندھے کے ساتھ
لگاتے اس کے بال سہلاتے ہوئے بولا ارد شیر نے اسے خود سے دور
جھٹکا۔

کمینے بغیر انسان آنٹی لیڈی ڈاکٹر ہیں پریگنٹ نہیں ہو میں جوان سے
میڈیسن لے کے کھاؤں ارد شیر کی بات پر احمد شاہ کا چھت پھاڑ قہقہہ
کمرے میں گونجا کمرے میں موجود سب فرد بے ساختہ مسکرائے
تھے۔۔ پھر چیخ کیوں ماری ارد شیر تم نے مراد شاہ بے حد سنجیدگی سے

بولے تھے احمد کی سانس سوکھ گئے اگر مراد شاہ کو ارد شیر سچ بتا دیتا کہ وہ اس کے پیٹ پر اچھل کود کر رہا تھا مراد شاہ نے اسے الٹا لٹکا دینا تھا۔
انگل یہ آپ کو احمد بتائے گا کہ میں نے چیخ کیوں ماری آبرو اچکاتے ہوئے بول کر احمد شاہ کی طرف دیکھا مراد شاہ نے غصے سے احمد کی طرف دیکھا وہ سمجھ چکے تھے احمد نے کوئی کارستانی سرانجام دی ہے۔
بابا ایسے میری طرف کیوں دیکھ رہے ہیں میں نے کچھ نہیں کیا احمد معصومیت چہرے پر سجائے ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے بولا۔

ارد شیر بتاؤ یہ کیا کر رہا تھا مراد شاہ کے پوچھنے پر احمد نے ارد شیر کو آنکھوں سے نہ بولنے کا اشارہ کیا۔ انگل احمد میرے پیٹ پر بیٹھ کر اچھل کود کر رہا تھا مراد شاہ نے غصے سے اور کمرے میں موجود باقی افراد نے عجیب نظروں سے احمد کی طرف دیکھا۔

ب۔ بابا اس نے مجھے بیڈ سے نیچے گرایا تھا احمد ارد شیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔ شرم کر لو احمد بچے کے باپ ہو تم اور ہٹتے تمہاری خود کی بچوں جیسی ہیں مراد شاہ دانت پستے ہوئے بولے تھے۔۔ جب بچہ باپ بنے گا تو حرکتیں بچوں جیسی ہی ہوں گی نا احمد شاہ جل کر بولتے ہوئے ارد شیر کو گھورنے لگا جب ارسلان رونا شروع ہو گیا۔۔

پارس کو اس کے کمرے میں کون لے کے آیا ہے مراد شاہ نے گھمبیر آواز میں کہتے ہوئے سرخ آنکھوں سے میرال بیگم کی طرف دیکھا۔

احمد اس کے ماں باپ کا کمرہ ہے۔۔

وہ باپ جو رات کو غصے سے اپنے بیٹے کو تمہاری گود میں پھینک گیا تھا، خبردار اگر کوئی میرے بیٹے کو اس کے کمرے میں لے کر آیا۔۔ مراد شاہ نے ارسلان کی طرف قدم بڑھاتے اسے اپنی گود میں اٹھا کر لے جانے لگے جب احمد شاہ ان کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔ بابا میرا بیٹا ہے یہ

احمد بے حد سنجیدگی سے بولا اس کے چہرے پر کہیں پہ بھی معصومیت نہ تھی۔۔

یاد آ گیا کہ یہ تمہارا بیٹا ہے مراد شاہ اشتعال اور غصے سے سرخ پڑ گئے تھے انہیں ہر گز برداشت نہ تھا ان کے پوتے کو ان کا بیٹا اس طرح ٹریٹ کرے۔۔ میرا بیٹا دے مجھے احمد نے ارسلان کی طرف دیکھا جس کی نیلی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔ بابا وہ رو رہا ہے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے احمد کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔

"روتا تو پہلے بھی ہے تب تو تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔

بابا پہلے وہ صرف مجھے تنگ کرنے کے لیے آوازیں نکالتا تھا اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں ہوتے تھے احمد شاہ کی آنکھوں سے آنسو گرا تھا احمد نے جھٹ سے مراد شاہ کی گود سے ارسلان کو اٹھا کر اس کے

چہرے کو چومنے لگے۔ کسی نے نہیں لے کے جانا میرے بیٹے کو، میرا بیٹا میرے پاس رہے گا احمد شاہ نے سختی سے اسے خود کے ساتھ لگایا۔ آخری دفعہ ہے یہ احمد شاہ اگر اب تم نے میرے بیٹے کو چو نگوں کہا یا پھر اسے رات کو کسی اور کو پکڑا یا تم نے مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا تمہارے لیے مراد شاہ نے اسے خبردار کرنا بہتر سمجھا۔

میں کسی اور کو نہیں پکڑا یا کروں گا لیکن چو نگوں تو میں کہوں گا اسے کیونکہ اس کی حرکتیں چو نگوں جیسی ہی ہیں ہر وقت میری بیوی کے ساتھ چپکا رہتا ہے۔۔۔ تم نامیری بیوی کے ساتھ تب چپکا کر وجب میں گھرنے ہوں، میری موجودگی میں مجھ سے پیار کرنا ہے میری بیوی کے ساتھ نہیں چپکنا تم نے سمجھ آئی میری بات تمہیں چو نگوں احمد شاہ مراد شاہ سے کہتے ہوئے ارسلان کو انگلی دکھاتے ہوئے کہہ کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

سب نے مسکراتے ہوئے نامیں سر ہلایا احمد شاہ کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔
مراد انکل اپنے بیٹے کو نا بریانی کھلا دے بیچارا بہت ترسا ہوا ہے بریانی کو
لے کر مجھے کہہ رہا تھا کہ تمہارے مرنے پر ہی مجھے بریانی نصیب ہونی
ہے احمد شاہ نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے ارد شیر کی طرف دیکھا جیسے
اس سے پوچھنا چاہ رہا تھا کس غلطی کی سزا مجھے تیری صورت میں ملی
ہے۔۔

احمد اگر تم نے اب اس طرح کی کوئی حرکات کی نہ تو تمہارے قل پہ
بریانی بناتے ہوئے مجھے کچھ نہیں ہو گا میرے بیٹے رات شاہ کہتے ہوئے
باہر چلے گئے میراں بیگم بھی ان کے پیچھے چلی گئی سا جاد احمد کے پاس
کھڑے ہوتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دینے لگا۔۔
احمد نے ارسلان کو بیڈ پر لٹایا۔۔

سجاد بھائی مجھے کوئی صدمہ لگا ہے جو آپ میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کے مجھے تسلی دے رہے ہیں احمد نے ساجاد کا ہاتھ اپنے کندھے سے جھٹکا۔
اللہ نہ کرے احمد کوئی صدمہ لگے تمہیں انشانے فکر مندی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

انشا آپ آپ واحد ہیں اس گھر میں جو میری فکر کرتی ہیں میری سائیڈ لیتی ہیں احمد انشا کے پاس جاتے اس کے کندھے پر سر رکھ گیا ساجاد نے اسے کھینچ انشا سے دور کیا۔

وہ تیری بیوی کھڑی ہے اسے کندھے پہ جا کے سر رکھ، کہتا تو اردشیر کو ٹھہر کی ہے لیکن اصل ٹھہر کی تو ہے کمینے خبردار جو میری بیوی کے پاس آیا تو سجاد شاہ نے اسماء کی طرف اشارہ کر کے انشا کو اپنے سینے سے لگایا۔

میرے بھائی کو آپ ٹھہر کی کہہ رہے ہیں میرے بھائی سے زیادہ آپ ٹھہر کی اور بے شرم ہیں ذرا شرم نہیں ہے آپ کا چھوٹا بھائی، بہن اور

اس کا دوست پاس کھڑا ہے انشا سجاد کو خود سے دور دھکا دیتے تلملاتی
ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔۔

مامو سہی کہتے ہیں احمد آپ کبھی نہیں سدھر سکتے آپ کی وجہ سے آپ
میرے بھائی سے ناراض ہو گئی ہیں مجھے نہیں آپ سے بات کرنی،
ناراض ہوں میں آپ سے اسمہ معصومیت سے کہتے ہوئے غصے سے احمد
کی طرف دیکھ کر کمرے سے باہر چلے گئی۔۔

تو کیا ہماری طرف دیکھ کر دانت نکال رہا ہے تو بھی ناراض ہو جا، دفع ہو
جاؤ یہاں سے ساجاد اور احمد غصے سے ارد شیر کی طرف دیکھتے ہوئے
چلائے تھے۔۔ سجاد بھائی، احمد میں نے کیا کیا ہے جو آپ دونوں مجھے
یہاں سے دفع ہونے کا کہہ رہے ہیں۔۔

ادھر آئیں تجھے بتاؤں تو نے کیا کیا ہے احمد نے اس کی طرف قدم
بڑھائے ارد شیر ساجاد شاہ کے پیچھے کھڑے ہو گیا ساجاد نے اسے کھینچ
کر سامنے کیا۔

تو اگر چیخ نہ مارتا، نہ ہم یہاں اکٹھے ہوتے نہ ہماری بیویاں ہم سے ناراض
ہوتی سب کچھ تیری وجہ سے ہوا ہے ساجاد نے کہتے ہوئے اسے احمد کی
طرف دھکا دیا۔

پہلے تو میرا کوئی ارادہ نہیں تھا تیری قل کی بریانی کھانے کا لیکن اب میرا
پکارادہ بن گیا ہے احمد نے اس کے بال کھینچتے ہوئے اسے گول گول
گھمایا تھا احمد کے چھوڑتے ہی ارد شیر گھومتے ہوئے سر کے ساتھ بیڈ پر
گرنے والے انداز میں بیٹھا۔

اللہ پوچھیں آپ دونوں سے بیویاں آپ دونوں کی ناراض ہوئی ہیں اور
غصہ مجھ بیچارے اور معصوم پر نکال رہے ہیں ارد شیر اپنا سر پکڑتے

ہوئے بولا تھا۔۔ بکو اس نہ کر مجھے اچھی طرح پتہ ہے یہ بیچار اور معصوم
آج کون سی خوبصورت جگہ سے چکر لگا کے آرہا ہے احمد ارد شیر کے
پاس بیٹھتے اس کے گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا سجاد تلملاتے ہوئے
کمرے سے باہر چلا گیا اس بیچارے کی زندگی تو بس انشا کو منانے میں ہی
گزر جانی تھی۔۔

تجھے کیسے پتہ ارد شیر نے حیرانگی سے احمد شاہ کی طرف دیکھا۔۔ ہماری
دوستی کو کتنے سال ہوئے ہیں خان۔۔؟ احمد شاہ چھت کی طرف دیکھ رہا
تھا۔۔

سال ہو چکے ہیں ارد شیر نے اس کی پیشانی اور آئے بالوں کو پیچھے 10
کرتے ہوئے کہا۔۔ 10 سالوں میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہو
چکا ہوں میں، خان میں جانتا ہوں تم ہیرامنڈی جاتے ہو صرف اس
طوائف کے لیے احمد شاہ نے خود پر ضبط کرتے آنکھیں بند کی۔۔ خان

تم گھرے اندھیرے کی طرف جارہے ہو مت جاؤ اس لڑکی کے پیچھے
احمد اٹھ کر بیٹھتے ہوئے ارد شیر کا ہاتھ تھام کر بولا تھا۔

احمد وہ طوائف نہیں ہے، مجھے اچھی لگتی ہے وہ میں نے کوشش کی تھی
میں وہاں نہ جاؤں لیکن پھر بھی قدم نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی طرف
بڑھ جاتے ہیں نہیں روک پاتا خود کو ارد شیر کی عجیب سی کیفیت ہو رہی
تھی جو اس کے خود کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔۔۔

خان تمہاری عمر کیا ہے۔۔ تو میں نہیں پتہ میری عمر کیا ہے آنکھیں پھاڑ
کر اس کی طرف دیکھا۔۔ محترم صاحب 14 سال آپ کی عمر ہے اور یہ
عشق مشو کی ابھی سے سوچ رہی ہے احمد نے کے سر پر تھپڑ رسید کیا۔۔
کون سی عشق مشو کی مجھے بس اچھے لگتی ہے وہ ارد شیر کے ذہن میں نور
کا خیال اتے ہی وہ مسکرا نے لگا۔۔

یہ جو تیرے دانت نکل رہے ہیں یہ عشق مشو کی نہیں تو کیا ہے احمد نے
اس کے سر پر پھر تھپڑ مارا وہ نیچے گرتے ہوئے بچا تھا۔۔ یار نہیں وہ بہت
پیاری، بہت معصوم ہیں، بہت اچھی لگتی ہے احمد کا دل چاہا اس کا سر پھاڑ
دے اس کے تعریفوں میں پھول باندھے جا رہا تھا اور جب وہ پوچھتا تھا
کہ اسے پسند کرتا ہے تو آگے سے مینا جواب دیتا تھا نہیں بس مجھے اچھی
لگتی ہے۔۔

احمد اگر ماں باپ نور کے ماں باپ کی طرح ہوتے ہیں نا تو میں پھر خوش
ہوں کہ اللہ نے مجھ سے میرے ماں باپ لے لیے ارد شیر کی آنکھیں
نم ہوئی تھی۔۔ خان پاگل ہو گیا ہے رو کیوں رہا ہے تو احمد اس کے گلے
لگ گیا۔۔

تجھے پتہ ہے احمد میں اپنے خدا سے ہر روز شکوہ کرتا تھا کہ میرے ماں
باپ کیوں نہیں ہیں لیکن جب اس نے کہانا کہ میرے باپ نے بیٹانہ

ہونے پر مجھے کوٹھے پر پھینک گیا تھا میرے دل میں سب سے پہلی بات
ہی یہی آئی تھی ارد شیر کی آنکھوں سے روز و قطار آنسو بہنے لگے تھے

رونا بند کر دے خان، نہیں تو تیرا منہ پر کھینچ کے تھپڑ ماروں گا میں احمد
پیچھے ہوتے ارد شیر کی آنسو صاف کرتے ہوئے بولا ان دونوں کی دوستی
ایسے ہی تھی ایک دوسرے کو مار کر چپ کر داتے تھے۔

مجھے پتہ ہے احمد میں اپنے اللہ سے یہ ضرور پوچھتا ہوں کہ اے خدا
میرے کون سی نیکی کی صورت میں مجھے تجھ جیسا دوست عطا کیا ہے تو
نے ارد شیر نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے اب زیادہ سینیٹی نہ ہو احمد نے دوبارہ اس کے سر پر تھپڑ
مارا تھا۔

دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرا نے لگے۔

احمد تیرا بیٹا بہت پیارا ہے ارد شیر ارسلان کو اٹھاتے ہوئے اس کے
رخسار چومتے ہوئے بولا۔۔ جتنا پیارا ہے نا اتنا ہی سر کھاتا ہے میرا احمد
نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔۔

شد اور گھر پہنچا لیلیٰ اس کا انتظار کر رہی تھی۔۔ شد اور اپ کہاں تھے لیلیٰ
اس کے پاس جاتے اس کے سینے پر سر رکھتے ہوئے بولی۔۔
بیوی تھوڑا ضروری کام تھا اس وجہ سے لیٹ ہو گئی شد اور اس کے
ساتھ لیے بیڈ پر بیٹھا۔ ہمارا بھی بے بی ہو گا چھوٹا سا بالکل اس بے بی کی
طرح لیلیٰ نے بیڈ پر لیٹے زوریز کی طرف اشارہ کرتے کہا۔۔
شد اور اس بے بی کو ہم اپنے پاس رکھ لیں اس کے ماما پاپا تو نہیں ہے اس
دنیاں لیلیٰ پیار بھری نظروں سے زوریز کی طرف دیکھتے ہوئے
معصومیت سے بولی شد اور نے لیلیٰ کو یہ کہا تھا کہ یہ اس کے دوست کا بیٹا

ہے اس کا دوست اور اس کی بیوی کی کار ایکسیڈنٹ میں موت ہو گئی ہے۔۔

بالکل بیوی یہ ہمارے پاس ہی رہے گا شد اور لیلی کو اپنے بے حد قریب کرتے ہوئے بولا۔۔

شد اور بہکی نگاہوں سے لیلی کی طرف دیکھ رہا تھا۔
لیلی گھبرا کر اور شرما کے اپنی نظریں جھکا گئی شد اور خان بے باکی سے اس کی گردن پر مہر ثبت کرنے لگا۔۔ اور ہاتھ بڑھاتے کمرے کی تمام لائف بند کر دے لیلی پر حاوی ہوا تھا۔۔

شد اور خان ایک درندہ صفت انسان تھا جو عورتوں کا حسن دیکھ کر بہک جاتا نور وہ نہایت ہی کم عمر تھی اور بلا کی خوبصورت تھی۔۔ شد اور خان کے پاس کالی دولت ہونے کی وجہ سے اس نے اسے 20 کروڑ میں خرید لیا تھا اور لیلی کو اس نے ایک شادی میں دیکھا تھا لیلی محض 17 سال کی

تھی جب شد اور نے اس کے گھر رشتہ بھیج کر اس سے نکاح کر لیا تھا ان کی شادی کو چھ ماہ ہو چکے تھے۔۔۔

شد اور کا اصلی روپ لیلی کو معلوم نہ تھا وہ لیلی کے سامنے ایک بزنس مین تھا لیکن بزنس کے پیچھے وہ ڈر گز اور لڑکیوں کو سیل کرتا تھا۔۔۔

شد اور بیڈ پر پھیل کر بیٹھا تھا جب لیلی فریش ہو کر واش روم سے باہر آئی۔۔ شد اور سر تا پاؤں تک اس کا جائزہ لینے لگا لائٹ پنک کلمر کی شارٹ فرائٹ پہنیں گیلے گھنے لمبے بال جو کمر سے نیچے تک آرہے تھے سفید رنگت، رخسار ہر وقت سرخ رہتے تھے، چھوٹے کٹاؤ دار لب، تقریباً ساڑھے پانچ فٹ ہائٹ وہ کسی کو بھی اپنا دیوانہ بنا سکتی تھی۔۔

چشم بد و بیوی اتنا حسن کہاں سے لے کر آئی ہو تم لیلی شرماتے ہوئے نظریں جھکا کر اپنے بال بنانے لگ گئی۔۔ اس سے پہلے شد اور اس کے قریب جاتا اس کا فون رنگ ہوا تھا فون پر داؤد کا نام جگمگا رہا تھا۔۔

ہاں بولوداؤد نے فون پک کرتے ہی سخت لہجے میں کہا تھا۔۔ بوس جن کے ساتھ ہم نے ڈر گز اور لڑکیوں کی ڈیل کرنی ہے وہ ہمارے اڈے پر پہنچ چکے ہیں آپ جلدی سے آجائیں۔۔ آتا ہوں کہہ کر شد اور نے کال کٹ کر دی۔۔ بیوی مجھے ضروری کام ہے میں جلد آنے کی کوشش کروں گا شد اور لیلی کی پیشانی پر بوسہ دے کر چلا گیا۔۔

وقت پڑ لگا کر اڑا تھا اٹھ ماہ گزر چکے تھے۔۔ نور زوریز اور تبریز کے کپڑے دیکھ کر روئے جا رہی تھی۔۔ ایک کوشد اور اس سے دور لے کر چلا گیا تھا اور دوسرا کو اس کی حفاظت کے لیے نور نے خود سے اسے دور کر دیا تھا اگر وہ نور کے پاس رہتا تو شد اور اسے بھی لے جاتا اور اسے اپنی پر چھائی بنانا خود کی طرح درندہ بنا دیتا اسے۔۔

تم نے مجھے میرے بچوں کو دور کیا ہے میں تم سے تمہارے بچے کو دور
کردوں گی، تمہارا بچہ ہونے والا ہے نا، دور کردوں گی تم سے، تمہیں
اولاد کا سکون نہیں لینے دوں گی میں روتے ہوئے چلائی تھی اسے دیکھ
کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا وہ ایک 15 سالہ لڑکی ہے اس کا لہجہ اس کے
الفاظ سن کر وہ ایک میچور عورت معلوم ہوتی تھی۔۔

نور نے الماری میں سے چادر نکال اوڑھ لی۔۔ اسے کسی طرح شداور کی
بیوی کے پاس جانا تھا۔ دروازہ تھوڑا سا کھول کے اس نے نیچے کی
طرف جھانکارات کا وقت تھا سب طوائفیں کمروں میں دوسروں کی
راتیں رنگین کر رہی تھی۔۔

نور چپھتے ہوئے کچن میں بنے بیک ڈور سے حویلی سے باہر نکل گئے۔۔
اس نے ایک رکشہ رکوا کر اس میں بیٹھ کر اسے شداور کے گھر کا پتہ دیا

اس نے ایک مرتبہ شد اور کو اپنے گھر کا پتہ چند ابائی کو بتاتے ہوئے سنا تھا۔۔

اللہ جی بس شد اور گھر نہ ہو اس نے دل میں دعا کی تھی۔۔

بھائی صاحب آپ یہی رکے گا میں کچھ تک آتی ہو نور شد اور کے عالی شان گھر کے باہر رکشہ رکوا کر اسے پیسے دیے اور اسے کہا کہ وہ یہیں پر رکے۔۔

مجھے لیلی جی سے ملنا ہے میں ضرورت مند ہوں مجھے ان کی مدد چاہیے نور ڈرتے ہوئے بولی۔۔ میں ان سے پوچھ کر بتاتا ہوں گا رڈ نے لیلہ کو کال کی لیلہ نے نور کو اندر بھیجنے کا کہا۔۔

نور گھبراتے ہوئے لاونج میں داخل ہوئی اس کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تھا۔۔

کیسی مدد چاہیے تم لیلی چادر سے نظر آتی اس کی آنکھوں کو بنا پلک کے
چپکے دیکھ رہی تھی نور کی سبز آنکھوں نے اسے اپنے سحر میں جکڑ لیا
تھا۔ آپ شد اور کی بیوی ہیں نور نے لیلی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا
نور کو اپنا آپ اس کے سامنے چھوٹا لگ رہا تھا۔

جی میں ان کی بیوی ہوں اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ آپ کو
معلوم ہے آپ کے شوہر کیا کام کرتے ہیں نور نے اپنے آنسوؤں پر ضبط
کرتے ہوئے پوچھا۔

جی وہ ایک بزنس مین ہے لیلی کو عجیب لگ رہا تھا نور کا اس طرح سوال
پوچھنا۔ جھوٹ کہا ہے شد اور نے اپ سے وہ بزنس کے نام پر لڑکیاں
اور ڈر گز بیچتا ہے انسان کی شکل میں وہ ایک درندہ ہے نور کی آنکھوں
سے آنسو بہہ کر اس کی چادر کو بھگور رہے تھے۔

کیا بکو اس کر رہی ہو تم میرے شوہر ایسے نہیں ہیں میرے شوہر بہت
اچھے ہیں لیلی غصے سے بولی تھی۔۔ اس سے پہلے نور کچھ بولتی اس کی نظر
کاؤچ پر لیٹے ہوئے زوریز پر گئی وہ بھاگنے والے انداز زوریز کی طرف
جاتے اسے گود میں اٹھاتے دیوانہ وار اس کا چہرہ چومنے لگی۔۔

میرا بیٹا کہتے ہوئے وہ سختی سے اسے اپنے سینے سے لگا کر پھوٹ پھوٹ
کر رونا شروع ہو گئی۔۔ چھوڑا اسے میرا بیٹا ہے یہ لیلی نے آگے ہوتے
زوریز کو نور سے لیا۔۔ یہ میرا بیٹا ہے، ہاں تم ہو ماں کی لیکن سوتیلی نور
زوریز کی طرف دیکھتے ہوئے روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان بولی۔۔
جھوٹ بول رہی ہو تم یہ شد اور کے دوست کا بیٹا ہے یہ ان کا بیٹا نہیں
ہے ہمارا بیٹا تو ابھی اس دنیا میں نہیں آیا لیلی کی سانسیں اکھڑ رہی تھی۔۔
میں جھوٹ نہیں بول رہی لیلی یہ میرا بیٹا ہے تمہارے شوہر نے 13

سال کی عمر میں مجھے درندوں کی طرح نوچا تھا جب اس کی پیدائش کا

اسے علم ہوا اس نے مجھے کہا کہ وہ میرے بیٹے کو مجھ سے دور لے جائے
گا اور اپنی پر چھائی بنائے گا، اور لے گیا وہ اسے مجھ سے دور نور کہتے
ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔۔

تمہارا شوہر درندہ ہے اس نے میری قیمت لگائی تھی 20 کروڑ میں مجھے
خرید اٹھا اس نے، وہ صرف خوبصورتی دیکھ کے بہکتا ہے تمہاری
خوبصورتی دیکھ کر اس نے مجھ سے نکاح کیا اور میری خوبصورتی دیکھ کر
اس نے مجھے خرید لیا ہم دونوں کی قسمت ایک جیسی ہی ہے بس فرق اتنا
ہے تم حلال رشتے میں اس کے ساتھ رہ رہی ہو اور میں حرام رشتے میں،
اس نے تم سے نکاح کر لیا اور مجھے اپنی رکھیل بنا لیا اور دھاڑے مار کر رو
رہی تھی۔۔

تمہارا اگر بیٹا ہوا تو وہ اسے بھی اپنی پر چھائی بنائے گا اسے بھی ایک درندہ
بنائے گا، مجھے معلوم ہے وہ میرے اس بیٹے کو اپنے جیسے ہی بنائے گا

درندہ صفت جو عورتوں کی کبھی عزت نہیں کرے گا ان کو نوچے گا جو ہر
غلط کام میں اپنے باپ کے ساتھ کھڑا ہو گا نور زوریز کو لیلہ سے لیتے
اسے اپنے سینے میں بھینچتے ہوئے اپنے آنسو صاف کرتے بولی۔۔
اگر تمہیں میری بات پہ نہیں یقین آ رہا کہتی ہو تو اپنے جسم پر بنے
نشانات تمہیں دکھاتی ہوں پھر تو یقین آ جائے گا نا تمہیں کہ تمہارا شوہر
درندہ ہے نور اپنی آنسو صاف کرتی جو اپنی منمائی کرتے پھر آنکھوں
سے بہنا شروع ہو جاتے۔۔

میں نے تمہیں سچ بتا دیا ہے اب آگے تم کیا کرتی ہو وہ تم پر ڈیپینڈ کرتا
ہے کہ تم اپنے بیٹے کو اس درندہ صفت شخص کے حوالے کرتی ہو یا اپنے
بیٹے کی حفاظت کے لیے اسے شد اور سے دور کرتی ہو نور زوریز کا چہرہ
چومتے ہوئے اسے لیلی کی گود میں دے کر چلی گئی وہ جلدی سے گھر سے
باہر نکلتے رکشے میں بیٹھ کر اسے چلنے کا اشارہ کر دیا۔۔

جیسے ہی رکشہ وہاں سے گیاشد اور کی گاڑی گھر کے اندر داخل ہوئی
شد اور لاؤنج میں داخل ہوا لیلہ زوریز کو اٹھائے ساکت کھڑی پتھریلی
نظروں سے وہ زمین کی طرف دیکھے جارہی تھی۔۔
لیلہ کیا ہوا ہے شد اور نے لیلی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے ہوش میں
لانا چاہا جو بنا آنکھیں چپکے زمین کی طرف دیکھے جارہی تھی۔۔

ک۔ کچھ نہیں لیلیٰ بمشکل اپنے لہجے اور آنکھوں کو نرم ہونے سے روک
پائی۔۔ تم اس حالت میں یہاں پر کھڑی چلو کمرے میں شد اور اس کے
کندھے پر ہاتھ رکھتے اپنے ساتھ لیے کمرے میں داخل ہوا۔۔
اسے بیڈ پر بٹھاتے اس کے بے حد قریب بیٹھا تھا۔ مجھے شدت سے
انتظار ہے ہمارے بچے کا اس دنیا میں آنے کا شد اور لیلیٰ کے پیٹ پر ہاتھ

رکھتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے بولا تھا۔۔ لیلیٰ تم ڈاکٹر کے پاس
کیوں نہیں جاتی کم از کم ہمیں یہ معلوم تو ہوتا کہ اللہ ہمیں بیٹا دینے والا
ہے یا بیٹی۔۔۔

نہیں مجھے نہیں معلوم کرنا، جب پیدا ہو گا تو معلوم ہو جائے گا اپنے
چہرے پر بناوٹی مسکراہٹ لائے شداور کی طرف دیکھا۔۔
شداور زوریز کے بابا کا نام کیا ہے خود پر بے حد کنٹرول کرنے کے باوجود
بھی لیلیٰ کے لہجے میں نمی شامل ہوئی تھی۔۔ اس کے بابا کا نام سعد ہے
شداور کے جھوٹ بولنے پر لیلیٰ نے بے اختیار اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا
اس نے اپنا سب کچھ شداور خان کو مانا تھا اس سے بے انتہا محبت کی تھی
اور اس نے اسے دھوکا دیا تھا۔۔

شداور لیلیٰ کی طرف بہکی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اس کی گردن پر جھکنے
لگا جب لیلیٰ نے ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر اسے خود سے دور کیا۔۔

میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے مجھے ریسٹ کرنا ہے لیلا کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔

میرے پیار کرنے سے ٹھیک ہو جائے گا بیوی اس سے پہلے لیلا کچھ بولتی شد اور اس کے لبوں پر جھکتے اسے خاموش کروا گیا تھا۔ لیلا کو اس وقت وہ واقعی میں ایک درندہ معلوم ہو رہا تھا جسے صرف اپنی خواہشات پوری کرنی تھی۔ اپنی خواہشات پوری کرتے وہ لیلا سے دور ہوا تھا لیلا نیم بے ہوشی کی حالت میں تھی۔

شد اور فریش ہو کر باہر آیا جب اس کا موبائل رنگ ہوا تھا موبائل پر داؤد کا نمبر جگمگا رہا تھا۔ اب کیا مصیبت ہے کال پک کرتے ہی شد اور خان غصے سے بولا تھا۔ بوس جلدی سے یہاں پہنچے دو تین لڑکی بہت شور مچا رہی ہے اگر یہ اسی طرح شور مچاتی رہیں ارد گرد جو لوگ رہتے ہیں انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم نے لڑکیوں کو اس گھر میں قید کیا ہوا

ہے داؤد کی پریشانی سے بھرپور آواز سپیکر سے آئی۔۔ آ رہا ہوں میں
شد اور نے کہتے ہوئے لیلا کی طرف دیکھا تھا شد اور کے مطابق لیلا
سوئی ہوئی تھی جبکہ حقیقت میں وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں تھی۔۔
شد اور کار کی چابیاں اٹھاتے گھر سے جا چکا تھا۔۔

پیٹ میں بے تحاشہ درد اٹھنے کی وجہ سے تکلیف سے لیلا نے آنکھیں
کھولی ارد گرد دیکھا کمرہ بالکل خالی تھا۔ کوئی ہے لیلہ جلائی تھی لیلہ کی
آواز سن کر لاؤنچ میں موجود ڈاکٹر کمرے میں آئی لیلا کے لیے گھر میں
24 گھنٹے ایک ڈاکٹر موجود رہتی تھی۔۔

لیلہ کے غیر ہوتی حالت کو دیکھ ڈاکٹر نے اسے بیڈ پر سیدھی پوزیشن میں
لٹایا۔ لیلا کی چیخیں پورے گھر میں گونجی تھی جس کی اسے سب سے
زیادہ ضرورت تھی وہ اس کے پاس موجود ہی نہ تھا۔۔

دو گھنٹے کے بعد لیلیٰ نے کو سکون کا سانس لیا۔ ڈاکٹر میرے بچے آنسو بہاتے ہوئے ڈاکٹر کی طرف دیکھا۔

میم ڈاکٹر کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ اسے کیسے بتائے کہ اس کا ایک بچہ مرا ہوا پیدا ہوا ہے۔ میم آپ کا ایک بچہ صحیح سلامت ہے لیکن دوسرا پیٹ میں ہی دم توڑ گیا تھا ڈاکٹر کہتے ہی نظریں جھکا گئی۔

ڈ۔ ڈاکٹر۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔ ک۔۔۔ کو۔۔۔ غلط فہمی۔۔۔۔۔ ہوئی۔۔۔۔۔
۔۔۔ ہو گئی لیلیٰ بامشکل الفاظ ادا کر پائی تھی جب ڈاکٹر نے لیلہ کی بات پر نہ میں سر ہلایا لیلیٰ اپنا سر تھا متے اونچی آواز میں رونے لگ گئی۔
خود کو سنبھالیں مسز خان آپ کی قسمت میں ایک بیٹا ہی تھا ڈاکٹر نے ہمدردی سے لیلیٰ کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا
تھا۔۔

ڈاکٹر دونوں بچوں کو اٹھائے لیلیٰ کے پاس لاتے اس کی گود میں رکھ
دیے۔۔ لیلیٰ اپنے دونوں بچوں کو اپنے سینے میں بھینچتے دیوانہ وار ان
کے چہرے پر لب رکھ رہی تھی۔۔

اللہ آپ کے بیٹے کو نیک سیرت بنائے نرس نے پیار بھری نظروں سے
لیلیٰ کے بیٹے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔ نرس کے الفاظ سنتے ہی لیلیٰ
کے دماغ میں نور کی باتیں گھومنے لگی۔۔ (تمہارا اگر بیٹا ہوا تو وہ اسے بھی
اپنی پر چھائی بنائے گا اسے بھی ایک درندہ بنائے گا)۔۔۔

ن۔ نہیں میرا بیٹا درندہ نہیں بنے گا لیلیٰ اپنے بچے کو اپنے سینے سے لگاتے
پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔۔ ڈاکٹر۔۔۔ ایک احسان۔۔۔۔
کریں گی۔۔۔۔ مجھ پر لیلیٰ نے التجائی نظروں سے ڈاکٹر کی طرف
دیکھا۔۔

جی کہیں مسز خان ڈاکٹر پر و فیشنل انداز میں بولی تھی۔۔ میرے بیٹے کو
ار فینج میں چھوڑائے ڈاکٹر نے آنکھیں پھاڑے لیلا کی طرف دیکھا جو
اپنے بیٹے کو ماں باپ ہونے کے باوجود یتیم خانے میں چھوڑنے کا کہہ
رہی تھی۔۔

آپ ہوش میں ہیں مسز خان اپنی اولاد کو آپ یتیم خانے میں چھوڑنے
کی بات کر رہی ہیں ڈاکٹر نے بے ساختہ دل پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔۔ آپ
میری کیفیت اور میرے حالات سے واقف نہیں ہے، پلیز میرے بچے
کو چھوڑ رہیں ار فینج لیلا نے ڈاکٹر کے سامنے ہاتھ جوڑے۔۔

اگر خان سر کو پتہ چل گیا تو جان سے مار دیں گے وہ مجھے ڈاکٹر ڈرتے
ہوئے بولی تھی اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔ انہیں کچھ نہیں پتہ
چلے گا ہم نے چیک اپ وغیرہ کچھ نہیں کروایا تھا انہیں نہیں معلوم کہ

دو بچے ہیں آپ کہہ دینا بچہ میرے پیٹ میں ہی مر گیا تھا لیلیٰ کہتے ہی
چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے ہچکیاں لیتے رونے لگی۔۔

آپ کا اٹل فیصلہ ہے یہ ڈاکٹر نے ایک دفعہ پھر اس سے پوچھا لیلیٰ نے
فوراً ہاں میں سر ہلایا۔۔ ڈاکٹر نے اس بچے کا اٹھا لیا جو زندہ تھا اسے ساتھ
لیے وہ گھر سے چلی گئی تھی۔۔

یا اللہ مجھے صبر دے میں نے اپنے بچے کی حفاظت کے لیے یہ سب کیا
ہے، میری کیسی قسمت لکھی ہے تو نے اے خدا جس کو میں نے خود سے
بڑھ کر چاہا اس نے مجھ سے دغا کی، میں ایک ایسے درندہ صرف شخص
کے ساتھ رہ رہی ہوں جس نے ایک لڑکی کو نکاح میں لینے کی بجائے
اسے ایک شہ کی طرح خریدا، اس سے حرام تعلق بنایا اور جب اس حرام
تعلق کی وجہ سے اولاد پیدا ہوئی اسے اس کی ماں سے دور کر دیتا کہ وہ

اسے خود جیسا بناسکے، میں نہیں چاہتی میرا بیٹا اس جیسا درندہ بنے لیلا! اوپر
کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے خدا سے شکوہ کر رہی تھی۔۔

اے خدا میں جانتی ہوں میں تجھ سے شکوہ کر رہی ہوں ایک تو ہی تو ہے
واحد جس سے ہم شکوہ بھی کر لیں تو ناراض نہیں ہوتا اتنا کہتے ہی لیلا! پھر
سے اونچی آواز میں رونا شروع ہو چکی تھی۔۔ تقریباً دو گھنٹے وہ روتی رہی
ڈاکٹر کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ لیلا! نے اپنے آنسو صاف کیے۔۔
جب اپنی اولاد سے دوری برداشت نہیں کر سکتی آپ تو کیوں بھیجا آپ
نے اسے وہاں ڈاکٹر نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے
پوچھا۔۔

میری مجبوری آپ نہیں سمجھ سکتی لیلا! کہتے ہی اپنے مرے ہوئے بچے کو
اپنے سینے سے لگا کر آنکھیں بند کر گئی۔۔ کچھ پل ہی گزرے تھے جب
شد اور کمرے میں داخل ہوا۔۔

شد اور کودیکھتے ہی ڈاکٹر باہر جانے لگی تھی شد اور کی بات پر ڈاکٹر کے
قدم رکے تھے۔

میرا بچہ ٹھیک ہے ڈاکٹر شد اور پتھریلی نظروں سے ڈاکٹر کودیکھتے ہوئے
پوچھا تھا۔ خان سر آپ کا بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہی دم توڑ چکا تھا
میں نے بہت کوشش کی کہ آپ کے بچے کو سانس آجائے لیکن ڈاکٹر
سر جھکائے پرو فیشنل انداز میں کہتے ہوئے اپنی بات ادھوری چھوڑ کر
خاموش ہو گئی۔

شد اور لمبے لمبے ڈگ بڑھتا لیلیٰ کے پاس پہنچا جس کی بند آنکھوں سے
آنسو بہہ رہے تھے اس نے سختی سے اپنے بیٹے کو سینے سے لگایا ہوا تھا۔
ل۔ لیلیٰ پہلی بار شد اور خان کی زبان لڑکھرائی تھی۔ اس نے بند
آنکھیں کھولتے بے پناہ تکلیف آنکھوں میں لیے شد اور کودیکھا۔

شد اور نے بچے کو لیلیٰ سے لیا اپنے بچے کا مردہ جسم دیکھ کر بے ساختہ اس کی آنکھوں سے آنسو گرا تھا۔ دوبارہ کوشش کرو تم میرا بیٹا نہیں مر سکتا، کوشش کرو دوبارہ شد اور ضبط کھوتے چلایا تھا۔

خان سر میں نے بہت کوشش کی کہ آپ کے بچے کو سانس آجائے لیکن ڈاکٹر میں ہمت نہ تھی کہ آگے وہ کچھ بول پاتی کیونکہ وہ درندہ اگر اپنے آپ سے باہر ہو جاتا تو وہ ڈاکٹر کی جان لینے سے بھی گریز نہ کرتا۔ ڈاکٹر ڈرتے ہوئے کمرے سے باہر چلی گئی۔

لیلیٰ ساکت بیٹھی اپنے ہاتھوں کو دیکھے جا رہی تھی اس کا سب کچھ ختم ہو چکا تھا جس شوہر پر اس کو مان تھا اس نے اسے دھوکہ دے دیا تھا اولاد پیدا ہونے کی اسے بے انتہا خوشی تھی جب پیدا ہوئی تو ایک مردہ حالت میں اور دوسرے کو اس کی حفاظت کے لیے خود سے دور کر دیا تھا۔

شد اور اپنے بچے کا مردہ جسم اٹھائے اسے اپنے سینے سے لگائے ہوئے
کھڑا تھا اس کے ذہن میں نور کے کہے گئے الفاظ گردش کر رہے
تھے۔۔ (خدا تمہیں اولاد کے سکون سے محروم کرے گا تم تر سو گے
اولاد کے لیے میرا خدا تم سے تمہارا سکون چھین لے گا تر سو گے ہر چیز
کے لیے)۔۔

میرا بچہ دے لیلیٰ شد اور کی طرف ہاتھ بڑھائے اس نے بچہ لیلیٰ کی گود
میں رکھ دیا۔ آپ کی ماما کو بہت انتظار تھا آپ کے اس دنیا میں آنے کا،
ایک نہ ایک دن لوگوں کو ان کے اعمال کی سزا دی جاتی ہے یہ میرے
شوہر کے اعمال کی سزا ہے جو مجھے بھی اس کے ساتھ بھگتنی پڑ رہی ہے
آخری بات لیلیٰ نے دل میں سوچی تھی لیلیٰ بار بار اپنے بیٹے کے چہرے پر
لب رکھ رہی تھی۔۔

چھوڑ دو لیلیٰ اسے مر چکا ہے یہ شد اور نے خود پر ضبط کرتے ہوئے بمشکل
یہ الفاظ بولے تھے اپنے بیٹے کو لیلیٰ کی گود سے لیتے وہ کمرے سے باہر چلا
گیا تھا۔

اپنے بچے کو لیے قبرستان پہنچا قبر کھودنے والے آدمی سے اس نے کہہ
کر اپنے بیٹے کی قبر کھدوائی۔ جب وہ اپنے بیٹے کو دفنانے لگا اس کے
انسو قبر میں گر رہے تھے کانپتے ہاتھوں سے اس نے اپنے بیٹے کو قبر میں
لٹا کر مٹی اس کے اوپر ڈالنے لگا۔ شد اور خان کو صحیح معنوں میں علم ہو
گیا تھا درد کیا ہوتا ہے اپنی اولاد کو کھونے کا آج پتھر کا موم بننے کو دل چاہ
رہا تھا شد اور نے بھیگی پلکوں سے اپنے بیٹے کی قبر کو دیکھتے اپنی آنکھوں کو
رگڑ کر صاف کر کے خود پر کھول چڑھا گیا۔

خدا سزا دیتا ہے انسان کے عمل کی جو اس نے کیے ہوں اور شد اور خان
کو بھی اس کے عملوں کی سزا دی جانی تھی اس نے منہ کے بل گرنا
تھا۔۔

احمد ارسلان کو گود میں اٹھائے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا۔
ارسلان کو دیکھتے احمد کی آنکھیں نم ہوئی تھی اس کے دل میں خیال آیا
کہ کاش اس کا دوسرا بیٹا بھی زندہ ہوتا۔ میرے چوہنگم تمہاری ماں کو
نہیں بتایا ہم نے کہ تمہارا ایک اور بھائی بھی تھا جب تمہاری ماں کو اس
بارے میں معلوم ہو گا مجھ سے بات کرنا چھوڑ دے گی اور تمہارے
باپ کو تمہاری ماں کی ناراضگی برداشت نہیں ہے احمد نے ارسلان کی
پیشانی پر پیار کرتے ہوئے اس لہجے میں کہا تھا۔۔

میری بیٹے سے کیا باتیں کر رہے ہیں آپ اسماء مسکراتے ہوئے احمد کے پاس بیٹھتے بولی تھی۔۔

وہ ہم باپ بیٹے کی پر سنل باتیں ہیں تمہیں کیا احمد ارسلان کے پیٹ پر گدگدی کرتے مسکراتے بولا تھا۔۔ مجھے بھی بتائیں اپنی پر سنل باتیں اسماء نے احمد اور ارسلان کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کیا۔۔

انشا آپی کے ساتھ رہ کر تم بھی جاسوسوں والی حرکتیں نہیں کرنا شروع ہو گئی احمد نے اسماء کی پیشانی پر ہلکی سی چپک لگائی۔۔ احمد ہمارا بے بی اتنی جلدی بڑا کیوں ہو رہا ہے اسماء ارسلان کی طرف دیکھے جارہی تھی۔۔ کیسی ماں ہو تم جو بیٹے کے بڑے ہونے پر دکھی ہو رہی ہے احمد نے سرتا پاؤں تک اسماء کو دیکھا۔۔

ارسلان اذہان سے چھوٹا ہے لیکن اگر دونوں کو ساتھ بٹھایا جائے تو ارسلان بڑا لگتا ہے اور اذہان چھوٹا اسماء منہ بنا کر بیٹھ گئی۔۔

تو محترمہ اس میں منہ بنانے والی کون سی بات ہے احمد کو سمجھ نہیں آ رہا
تھا کیسی ماں ہے یہ جو اپنے بیٹے کے جلد بڑے ہونے پر منہ بنا کر بیٹھ گئی
ہے۔۔

اسماء بنا کچھ کہے احمد کے کندھے پر سر رکھ کر بیٹھ گئی ارسلان اسماء کے احمد
کے کندھے پر سر رکھتے ہی رونا شروع ہو گیا۔۔

کیا دشمنی ہے اس چیونگم کو مجھ سے احمد اپنے فرضی آنسو صاف کرتے
تاسف سے سر ہلاتے ارسلان کی طرف دیکھا۔۔

احمد اسے بھوک لگی ہے ارسلان کو احمد سے لیتے ہوئے اپنا رخ انشا کے
کمرے کی طرف کر گئی۔۔

اسمہ کے کمرے سے باہر جاتے ہی ارد شیر کمرے میں داخل ہوا۔۔
تو آج پھر منہ اٹھا کر میرے کمرے میں اگیا ہے احمد اٹھ کر بیٹھتے ہوئے
غور کر اس کی طرف دیکھتے بولا تھا۔۔۔ وہ کیا ہے نامیرا میرے یار کے

بغیر دل نہیں لگتا ارد شیر نے اسے آنکھ ماری۔۔ مجھ سے جوتی نہ کھالینا
یار کے بغیر دل نہیں لگتا احمد اٹے سیدھے منہ بناتے ہوئے بولا تھا۔۔
رات کے وقت بھا بھی کے سامنے ایسے منہ مت بنا دینا یہ نہ ہو کہ وہ ڈر
کر اپنے کمرے میں ہی انا بند کر دے احمد نے ارد شیر کی پاس جاتے اس
کے بال کھینچے تھے۔۔ کیوں مجھے جو ان ہونے سے پہلے گنجا کرنے کا ارادہ
ہے تیرا۔۔ جلد ہی تیری حرکتے تجھے گنجا ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کے
پاس بھی پہنچا دیں گی احمد نے اس کے سر پر تھپڑ مارا۔۔
تمہیں شرم نہیں آتی اپنے دوست کو ایسے مارتے ہوئے ارد شیر نے
رونے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے اپنے فرضی انسو صاف کیے تھے۔۔ نہیں
مجھے بالکل بھی شرم نہیں آتی اپنے دوست کو ایسے مارتے ہوئے احمد نے
جوتا اٹھا کر ارد شیر کی کمر پر مارتے ہوئے کہہ کر پاس پڑاؤنڈا اٹھا کر اس
کے سر پر مارا تھا۔۔

ہائے اللہ جی میں مر گیا ارد شیر اپنے سر پر ہاتھ رکھتے دہائی دینے والے
انداز میں بیڈ پر ٹانگیں پھیلا کر بیٹھا تھا۔ مر ہی نہ جائے تو کہیں احمد بیڈ پر
بیٹھتے اسے بیڈ سے نیچے دھکادے گیا تھا ارد شیر منہ کے بل نیچے گرا تھا
جس کی وجہ سے اس کے ناک سے خون بہنا شروع ہو گیا۔

ارد شیر ناک پر ہاتھ رکھ کے زمین پر بیٹھتے سائیڈ ٹیبل سے ٹشواٹھا کر
ناک سے نکلنے والے خون کو صاف کرنے لگا۔ ہائے میری نازک
حسینہ کو چوٹ لگ گئی احمد زمین پر اس کے پاس بیٹھتے ہوئے اس کے
کندھے پر سر رکھتے آنکھوں میں شرارت لیے بولا تھا۔
اللہ پوچھے احمد تجھے جتنا تو نے مجھے مارا ہے اگر میرا باپ زندہ ہوتا اس نے
مجھے اتنا نہیں مارنا تھا ارد شیر نے اسے خود سے دور جھٹکا تھا۔

بیٹا جی تمہارا بھائی، دوست، باپ سب کچھ میں ہی ہوں احمد اپنی شرٹ کا
کالر ٹھیک کرتے ہوئے بولا تھا۔ بالکل میرا باپ، بھائی، دوست سب

تو ہی ہے ایک کام کر بیوی بھی تو ہی بن جاو د شیر نے کھا جالی والی
نظروں سے احمد کو دیکھا۔

استغفر اللہ شرم کر کیوں اپنے دوست کا جینڈر چیلنج کر رہا ہے تو۔ کہہ
دو تو ایسے رہا ہے جیسے تجھ میں حرکتیں بڑی مردوں والی ہیں جنانی والی
حرکتیں ہیں ساری تمہارے اندر احمد نے ارد شیر کی بات پر آنکھیں
پھاڑے منہ کھول کر اس کی طرف دیکھا۔

منہ بند کر لیں اندر مکھی گھس جائے گی، ویسے جتنا تو کنجوس ہے تو نے
مکھی بھی کھا جانی ہے ارد شیر آنکھیں گھماتے ہوئے بولا تھا احمد پیچھے سے
اس کی گردن پکڑتے اس کا چہرہ زمین پر لگا کر اس کی کمر پر بیٹھا تھا۔

ارد شیر سکندر خان صاحب میں اتنا کنجوس اور غریب ہوں کہ میرے
پاس صرف ایک محل نما گھر ہے، کوئی 30 گاڑیاں ہیں چار پانچ فارم
ہاؤس ہیں 12 کمپنیاں ہیں اور بس کوئی 50 زمینیں ہیں میرے پاس،

میں دن میں صرف کوئی 50 یا 60 ہزار خرچہ کرتا ہوں کوئی چیز پسند آ جائے تو میں خریدتے وقت اس کی قیمت نہیں دیکھتا چاہے وہ دو لاکھ کی ہو یا پھر 50 لاکھ کی میں پیسوں کے معاملے میں بہت کنجوس ہوں احمد کی بات سنتے ارد شیر کی آنکھیں حیرانگی سے باہر نکلنے کو تھی اس نے تو بس مذاق میں کہا تھا کہ وہ غریب ہے، اور احمد مراد شاہ اپنی پوری انفارمیشن دے کر کہہ رہا تھا کہ میں بہت غریب ہوں۔۔

تیرے لیے یہ غریبی ہے تو پھر امیری کیا ہوتی ہے نظر میں احمد کی ٹانگ کھینچتے اسے اپنی کمر سے ہٹا کر اٹھ کر بیٹھے احمد کو گھور کر دیکھنے لگا۔۔

خان یہ سب میرے بابا کا ہے میرا کمایا ہوا نہیں ہے اگر صحیح معنوں میں دیکھا جائے نا تو میں غریب ہوں میں اس دن امیر ہوں گا جب میں اپنی محنت سے دنیا میں اپنا نام بناؤں گا مراد شاہ کے بیٹے کی حیثیت سے مجھے

سب جانتے ہیں لیکن اس دن مجھے سب احمد شاہ کے نام سے جانیں گے
احمد کے آنکھوں میں لہجے میں ایک جنون تھا اگے بڑھنے کا۔

احمد ایک بات پوچھو تجھ سے اگر تو برانہ مانے تو نظر چراتے ہوئے
پوچھا۔ خان سیدھی طرح بتا دے جوتے کھانے کا ارادہ ہو رہا ہے تیرا،
جو بات کرنی ہوتی ہے نا اسی طرح بکو اس کیا کر، ایک بات پوچھوں اگر
تجھے برانہ لگے تو احمد شاہ غصے سے بول کر ارد شیر کے الفاظ کو عجیب و
ترین منہ بنا کر کہا تھا بے ساختہ ارد شیر مسکرایا تھا۔

تم اپنی، اسماء اور ارسلان کی ضروریات انکل کے پیسوں سے پوری کر
رہے ہو یا پھر ارد شیر بات کو ادھوری چھوڑ دیں خاموش ہو گیا۔ اپنے
پیسوں سے، میں صرف افس اسماء اور ارسلان کے لیے جاتا ہوں میں
اپنی بیوی اور اپنے بیٹے کو کسی پر بھی بوجھ نہیں بنانا چاہتا خان، میں بابا سے
پہلے ایک ماہ کی تنخواہ لیتا تھا لیکن اب میں روزانہ کی محنت کے پیسے لیتا

ہوں اور ان پیسوں سے اسماء اور ارسلان کی ضرورت کا سامان لے کر آتا ہوں میں اپنی کمپنی میں لیپ لائی بن کر کام کر رہا ہوں احمد زمین پر لیٹتے ہوئے چھت کی طرف دیکھتے بولا تھا۔

احمد تو بڑوں جیسی باتیں کرنا شروع ہو گیا ہے۔

حالات انسان کو بڑے کر دیتے ہیں خان ایک سال پہلے میں بھی اپنی عمر کے بچوں کی طرح ہی تھا پڑھنا کھیل کود کرنا ہر ذمہ داری سے آزاد لیکن اب ڈھیروں ذمہ داریاں ہیں مجھ پہ اپنی بیوی کی ذمہ داری اپنی اولاد کی احمد مسکراتے ہوئے بولا تھا لیکن اس کے لہجے میں بے انتہا تھکن تھی۔

تجھے معلوم ہے خان جب بابا کہتے ہیں ناکہ بچوں جیسی حرکتیں نہ کیا کرو پھر مجھے لگتا ہے کہ میں اپنی اولاد کی شاید تربیت نہ ٹھیک سے کر پاؤں کیونکہ میری خود کی حرکتیں ابھی بچوں کی طرح ہیں میں بہت سے ایسے

کام کر جاتا ہوں جو بچے کرتے ہیں احمد کی آنکھوں سے آنسو گر کر اس کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔۔

احمد تمہاری عمر ابھی زیادہ ذمہ داری اٹھانے کی نہیں ہے تم 16 سال کے بھی نہیں ہوئے اور بے انتہا ذمہ داریاں ہیں تم پر، اس طرح ادا اس رہنے سے سب کچھ حل نہیں ہو جائے گا ہمت کرو اور ان ذمہ داریوں کو خوشی خوشی نبھاؤ بہت خوش قسمت ہو تمہارے ساتھ تمہاری فیملی ہے تمہارا بھائی، تمہارے بابا، تمہاری امی سب تمہارے ساتھ ہیں شیر نے اس کا ہاتھ تھامتے اسے بٹھایا تھا۔۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے اب زیادہ سینیٹی نہ ہو میرا موڈ بھی آف کر دیتا ہے احمد ارد شیر کے سر پر تھپڑ مارتے ہوئے بولا تھا۔۔

ایک تو پتہ نہیں ہے تیرے تھپڑ مارنے والی عادت کب جائے گی ارد شیر نے منہ بنایا۔۔

ہائے میرے نازک حسینہ ناراض ہو گئی مجھ سے احمد اس کے گلے لگتے
ہوئے شرارتی لہجے میں بولا۔۔۔

بھابھی، انشا آپ احمد مجھ پر لائن مار رہا ہے ارد شیر اسماء اور انشاء کی طرف
دیکھتے ہوئے بولا تھا ارد شیر کے الفاظوں پر غور کرتے احمد جھٹکے سے دور
ہوا۔۔۔ ن۔ نہیں ایسا کچھ نہیں ہے میں تو بس اس بے وقوف کا موڈ ٹھیک
کرنے کے لیے اس کے گلے لگا تھا۔۔۔

بھابھی انشا بیویوں کو گلے لگا کر، چھپی ایک شیر الٹے سیدھے منہ بناتے
ہوئے بات ادھوری چھوڑ کر چھپی لفظ پر زور دیتے بولا تھا۔۔۔ تجھ جیسا
دوست ہونا دشمن کی ضرورت نہیں پڑتی۔۔۔ اور مجھ جیسا دوست خوش
قسمت لوگوں کو ملتا ہے احمد مراد شاہ شیر نے اسے آنکھ ماری۔۔۔

انشا آپی، اسماء یہ دیکھ لیں اب اس کا ٹھکر پن اسی لیے میں اسے ٹھکر کی
کہتا ہوں بات بات پر مجھے آنکھ مارتا ہے احمد نے اس کے کندھے پر بے
پناہ مگے مارے۔۔

ایک تم دونوں اور ایک تم دونوں کی باتیں، اللہ ہی حافظ ہے تم دونوں کا
انشا تا سَف سے سر ہلاتے ہوئے اسماء کو اپنے ساتھ لیے کمرے سے باہر
چلے گئی۔۔ اسماء نے کمرے سے باہر جاتے ہوئے عجیب نظروں سے احمد
کو دیکھا تھا۔۔

خان تیری وجہ سے میری بیوی مجھے شکی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔
جب شوہر کی حرکتیں مشکوک ہوں تو بیوی شکی نظروں سے ہی دیکھے گی
ارد شیر نے کہتے ہوئے پیٹ پکڑ کر قہقہہ لگایا۔۔

خان اگر تو میرا دوست نہ ہوتا قسم سے تیری گردن کاٹ دینی تھی احمد
اس کے گردن پکڑتے ہوئے غصے سے بولا تھا۔۔

مراد کہاں جا رہے ہیں آپ میراں بیگم ان کے سامنے کھڑی ہو گئی۔۔
 بیگم مجھے ضروری کام ہے مراد شاہ آنکھوں میں سرخی لیے گنزاپنی
 جیکٹ میں چھپائی۔۔ مراد یہ کام چھوڑ دیں ڈر لگتا ہے مجھے میراں بیگم
 ان کے سینے پر سر رکھ گئی جب بھی وہ گھر سے باہر جاتے تھے میراں دل
 میں اپنے خدا سے دعائیں کرتی تھی کہ وہ صحیح سلامت گھر واپس لوٹ
 آئیں۔۔

ڈرومت میراں کچھ نہیں ہو گا مجھے اور اگر مروں گا بھی تو شہادت کی
 موت مروں گا اپنے ملک کے لیے مراد شاہ کی آنکھوں میں عزم تھا ایک
 جنون تھا۔ انہوں میراں بیگم کا چہرہ سامنے کرتے ان کی پیشانی پر بوسہ

دیا۔۔ بڑھے ہو گئے ہیں آپ لیکن شرم آپ کو پھر بھی نہیں آئی میراں
بیگم منہ بناتے رخ دوسری طرف کر گئی۔۔

میں تمہیں بڑھا نظر آتا ہوں 41 سال عمر ہے میری۔ بڑھا انسان 60
سال کے بعد ہوتا ہے بیگم مراد شاہ نے خود کو آئینے میں دیکھتے ہوئے
بالوں میں ہاتھ پھیرا وہ 41 سال کی عمر میں بھی بے حد پرکشش لگتے
تھے ان کی گہری کالی آنکھیں، چوڑا سینہ وہ اس عمر میں بھی چاروں
خانے چت کرنے کے صلاحیت رکھتے تھے۔۔

انسان خود کی تعریف کرتے ہوئے اچھا نہیں لگتا۔۔ جب انسان
خوبصورت ہو تو تعریف کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے مراد شاہ
نے مسکراتے ہوئے میراں بیگم کی طرف قدم بڑھائیں۔۔ آپ کو
ضروری کام ہے آپ کو دیر ہو رہی ہو گی میراں بیگم اپنے قدم پیچھے کی
طرف لے جاتے ہوئے گھبرا کر بولیں تھی۔۔

لیٹ تو ہو رہی ہے مراد شاہ میرال بیگم کو خود کے قریب کرتے ہیں اپنے سینے سے لگایا۔۔

جلد گھر آنے کی کوشش کروں گا مراد شاہ اپنی جیکٹ اٹھاتے چلے گئے۔۔

مراد شاہ دوسو سے اوپر کی سپیڈ پر کار چلا رہے تھے۔ موبائل پکڑ کر کسی کو کال ملائی۔ جس جگہ یہ ڈیل ہونی ہے اس کی لوکیشن سینڈ کرو مجھے ابھی کے ابھی مراد شاہ نے بات مکمل کرتے ہی کال کٹ کر دیا۔۔ شد اور خان آج تم نہیں بچو گے مراد شاہ سٹیرنگ پر ہاتھ مارتے غصے سے چلائے تھے۔۔ انہوں نے جب موبائل پر لوکیشن چیک کی ہے انہیں اس کلب کی لوکیشن رسیوں ہوئی تھی جو پاکستان کے سب سے بے ہودہ کلب میں پہلے نمبر پر آتا تھا۔۔ کلب کے باہر کار روکی جب ان کی

نظر کلب کے باہر لگے بورڈ پر گئی جس کے اوپر لکھا ہوا تھا کہ کلب کے اندر صرف کیل جاسکتے ہیں۔۔

شٹ اب میں لڑکی کہاں سے لاؤں اندر جانے کے لیے وہ سٹیرنگ پہ سختی سے ہاتھ مارتے باہر کی طرف نظر دوڑانے لگے جب ان کی نظر سامنے کھڑی نور پڑ گئی جو رو رہی تھی۔۔

شد اور نور کو اپنے ساتھ بے ہودہ کپڑے پہنا کر لے کر آیا تھا ان کپڑوں میں نور کا جسم مکمل طور پر واضح ہو رہا تھا۔ وہ اپنے بازوؤں سے خود کو ڈھانپنے کی کوشش کر رہی تھی۔ مراد شاہ نے اپنے قدم نور کی طرف بڑھائے۔ سنو لڑکی تم میرے ساتھ اندر چلو گی انہوں نے بنا نور کی طرف دیکھے پوچھا تھا ان کی غیرت انہیں گوارا نہیں کرتی تھی کسی عورت کو اس حال میں دیکھیں۔

آپ مرد سمجھتے کیا ہیں عورت کو جس کا جب دل چاہتا ہے منہ اٹھا کر
لڑکیوں کو کہہ دیتے ہیں ہمارے ساتھ چلو تم سب کے گھر میں ماں
بہنیں نہیں ہوتی نور ضبط کھوتے چلائی تھی وہ تھک چکی تھی شد اور خان
پہلے تو ایک ماہ بعد اس کے پاس آتا تھا لیکن جب سے وہ زور یز کو اسے
دور لے کر گیا تھا ہر دوسرے دن وہ کوٹھے پر آ کر نور کے جسم کو نوچتا
تھا۔۔

دیکھو لڑکی مجھے کسی ضروری کام کے سلسلے میں کلب میں جانا ہے میں ان
بے غیرت مردوں کی طرح نہیں ہوں جو عورتوں کو نوچتے ہیں۔
مہربانی کر کے میری مدد کر دو مراد شاہ غصے اور اشتعال سے کہہ کر
آخری بات پر ان کا لہجہ بے حد نرم ہوا تھا۔۔

میں کیسے مان لوں کہ تم کام کے سلسلے میں مجھے اندر لے کر جا رہے ہو،
اور اگر تمہیں کوئی ضروری کام ہے تب بھی میں اندر نہیں جاؤں گی

کیونکہ میں دوبارہ اس درندے کے پاس واپس نہیں جانا چاہتی نور نظر
چراتے بار بار اپنے ڈریس کو نیچے کرنے کی کوشش کر رہی تھی جو کہ اس
کے گھٹنوں سے اوپر تک تھا۔

مراد شاہ نے اسے خود کو چھپاتے دیکھ اپنی لونگ جیکٹ اتارتے نور کی
طرف بڑھائی۔ مجھے تم مردوں کی جھوٹی ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے
آنکھوں میں آنسو جمع کیے ادا اس لہجے میں کہا۔ دیکھو بیٹا تم میرے
بچوں کی عمر کی ہو۔ یہ جیکٹ رکھ لو عورت ایسے لباس میں اچھی نہیں
لگتی، قیمتی چیزیں پردے میں اچھی لگتی ہیں مراد شاہ نے پیار بھرے لہجے
میں کہتے نظریں جھکائے نور کے سر پہ ہاتھ رکھا تھا۔ نور نے بے حد
حیرانگی سے مراد شاہ کی طرف دیکھا اسے اپنی زندگی میں پہلا مرد ایسا ملا
تھا جس نے اسے خود کو ڈھانپنے کے لیے کپڑا دیا تھا اسے پردے میں
رہنے کا کہا تھا اسے بیٹی کہہ کر بلایا تھا۔

نور نے جیکٹ مراد شاہ سے لے کے خود کو ڈھانپا تھا اس کا قد چھوٹا

ہونے کی وجہ سے جیکٹ تقریباً اس کے پاؤں تک آتی تھی۔۔

انگل میں آپ کے ساتھ اندر جاؤں گی نور نے خوش ہوتے کہا تھا۔ اسے

مراد شاہ اچھا لگا تھا۔ ہمیں اندر جانے دیں گے کیونکہ آپ بہت چھوٹی

مراد شاہ بات کو ادھورا چھوڑتے خاموش ہو گئے۔ آپ شاید دنیا والوں کو

جانتے نہیں ہیں لوگ جسم نوچتے وقت عمر نہیں دیکھتے نور نے آنکھوں

سے بہتے آنسوؤں کو صاف کیا۔۔ مراد شاہ نے ہمدردی اور دکھ سے نور کی

طرف دیکھا انہیں وہ اسماء کی عمر کی لگی تھی اتنی چھوٹی عمر میں وہ اتنی

گہری باتیں کر رہی تھی۔۔

نور اور مراد شاہ نے گیٹ کی طرف قدم بڑھائے گارڈ نے کیل سمجھ کر

دونوں کو اندر جانے دیا۔ جب وہ اندر داخل ہوئے سامنے شد اور کھڑا

تھا اس سے پہلے شد اور نور کو دیکھتا وہ مراد شاہ کے پیچھے چھپ گئی۔۔

۱۔ انکل مجھے کسی کمرے میں بند کر آئے روتے ہوئے سختی سے اس نے مراد شاہ کی شرٹ کو پکڑا تھا۔ مراد شاہ نے سامنے کھڑے شد اور کو دیکھا ایک پل کے لیے انہیں لگا کہ شاید وہ لڑکی شد اور سے ڈر رہی ہے۔ انہوں نے ہامی میں سر ہلاتے اسے ساتھ لیے جہاں کمرے تھے اس طرف چل دیے۔

کمرے میں داخل ہوتے ہیں مراد شاہ نے دروازہ بند کیا۔ آپ کس سے ڈر رہی تھی بیٹا مراد شاہ نے سنجیدگی سے پوچھا نور گھبرا کر اپنی جیکٹ کو سختی سے پکڑ گئی۔ کیا آپ اس انسان سے ڈر رہی تھی جو سامنے کھڑا تھا۔ نور نے ڈرتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔

کیوں؟ بے ساختہ مراد شاہ سوال کر گئے۔ وہ درندہ ہے اس نے مجھے خرید ا ہوا ہے ہر روز کوٹھے پر آکر مجھے نوچتا ہے وہ میرے بیٹے کو مجھ سے دور لے گیا نور بیڈ کر بیٹھتے اپنے بال پکڑتے اونچی آواز میں رونے

لگی۔۔ مراد شاہ کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی تھی اتنی چھوٹی سی بچی وہ دکھ سہہ رہی تھی جو شاید ایک میچور اور مضبوط عورت بھی نہ سہہ پاتی۔۔

اس نے آپ سے نکاح کیا ہے؟ مراد نے گھٹنوں کے بل نور کے پاس بیٹھتے ہوئے ہمدردی سے اس کی طرف دیکھتے پوچھا تھا نور نفی میں سر ہلاتے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔ انکل مجھے اس دلدل سے نکال دے میں اور نہیں رہنا چاہتی وہاں پہ۔ میں تھک چکی ہوں مجھے ایک سکون بھری زندگی چاہیے جہاں صرف خوشیاں ہوں جہاں اس جیسے درندے نہ ہوں نور نے ان کا ہاتھ پکڑا اس کے لہجے میں التجا، تھکن، دکھ اور لڑکھڑاہٹ تھی۔۔

بیٹا آپ مجھے اپنے متعلق سب کچھ بتاؤ۔ بہت جلد آپ کو میں وہاں سے نکلوا دوں گا وہ نور سے کچھ فاصلے پر بیٹھے تھے انہیں نور کے متعلق ہر بات

جانی تھی تاکہ شد اور خان کی کمزوری اس کے کالے کارناموں کے بارے میں جان سکیں۔ نور نے اپنے متعلق ہر بات مراد شاہ کو بتادی ابھی وہ خاموش ہی ہوئی تھی جب شد اور کمرے میں داخل ہوا مراد شاہ کو نور کے پاس بیٹھے دیکھ حیرانگی، غصے اور خونخوار نظروں سے نور کی طرف دیکھا اس نے زوریز کے پیدا ہونے کے بعد نور کو بے ہوش کر کے اس کے گلے کے اندر چپ بھیجی تھی جس کی وجہ سے اسے نور کی کمرے میں موجودگی کا علم ہوا۔ نور ڈر کر بیڈ کراؤن کے ساتھ چپک کر بیٹھ گئی۔

مراد شاہ تم یہاں کیا کر رہے ہو شد اور خان لمبے لمبے ڈگ بڑھتا مراد شاہ کے سر پر کھڑا ہوتے چلا یا تھا۔ کیوں اس طرح چلا کر واضح کر رہے ہو کہ تم کتوں سے اچھا بھونک لیتے ہو، اور جہاں تک میرے یہاں آنے کی بات رہی ہے شد اور خان تو میں تم سے پوچھ کر کہیں پر جانے کا پابند

نہیں ہوں تو بہتر یہی رہے گا اپنی زبان کو لگام دے کر مجھ سے بات کیا
کر و مراد شاہ دھیمے لیکن سخت لہجے میں بولے تھے۔۔

میری طرف سے تم جہنم میں جاؤ مراد شاہ، تم میری نور جان کے پاس
کیا کر رہے تھے شد اور خان بمشکل خود پر ضبط کیے کھڑا تھا اس کا دل چاہ
رہا تھا مراد شاہ کو قتل کر دے جو اس کی نور جان کے قریب بیٹھا تھا۔۔

ویسے خوبصورت بہت ہے یہ مراد شد اور کے کان کے قریب جھکتے
گمبھیر آواز میں سرگوشی کرتے اسے آنکھ مارتے کمرے سے باہر چلے
گئے۔۔ شد اور خان نور کی طرف قدم بڑھاتا اس کا چہرہ دبوچتے ہوئے
اسے اپنے بے حد قریب کر گیا۔۔ اس کمینے کے ساتھ کیا کر رہی تھی تم
شد اور پھنکارا تھا۔۔ م۔۔ میں۔۔۔۔۔ کچھ۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ کر رہی تھی

نور آنسو بہاتے ہوئے نظریں جھکا کر بولی وہ بے ہوش ہونے کے درپہ

تھی۔۔ اس سے پہلے شد اور اسے سخت الفاظ کہتا وہ اپنے ہوش و حواس
سے بیگانہ ہوتے اس کی باہوں میں جھول گئی۔۔

شد اور اسے بیڈ پہ لٹاتے اس پہ قابض ہوا تھا اسے یہ تک خیال نہ آیا وہ
ننھی سی جان کیسے اسے برداشت کرے گی وہ درندہ بنتے ہیں اسے نوچ رہا
تھا۔ وہ غصے میں یہ تک بھول گیا تھا کہ آج اسے اس کلب سے ایک آدمی
کو لڑکیاں بیچنی تھی جن کی وہ کروڑوں کے حساب سے قیمت لے چکا
تھا۔۔

شد اور جگہ جگہ اس کے جسم پر دانت گاڑ رہا تھا در دنا قابل برداشت
ہونے کی وجہ سے نور نے موندی موندی آنکھیں کھول کر ایک پل کے
لیے شد اور کی طرف دیکھا اسی پل دوبارہ وہ بے ہوش ہو گئی۔۔

مراد شاہ کلب میں نظر چاروں طرف دوڑا رہے تھے تاکہ وہ آدمی کو
ڈھونڈ سکے جس کے ساتھ شد اور نے ڈیل کی تھی۔۔ ایک لڑکی ان کے

قریب آتے بے باکی سے ان کے کندھے پر ہاتھ پھیرتے ان کے بے
حد قریب کھڑی ہو گئی۔ کیا تم میرے ساتھ رات گزارنا چاہو گے
مراد شاہ کی گردن میں بازو حائل کرتے جھولتی ہوئی بولی۔ انہوں
نے جھٹکے سے اسے خود سے دور کیا۔

محترمہ میں نامرد نہیں ہوں جو عورتوں کے ساتھ ناجائز تعلقات
بناؤں۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے مراد شاہ اپنی نظروں کا رخ دوسری طرف
کرتے اپنے لہجے کو دھیمار کھتے دھہارے تھے۔ اگر تم اتنے ہی پاک
صاف ہو تو اس کلب میں کیا کر رہے ہو وہ لڑکی اس قدر بے عزتی پر تمللا
اٹھی۔ مراد شاہ نے اسے جواب دینا ضروری نہ سمجھا اور وہاں سے جو س
اٹھا کر پینے لگے وہ لڑکی تمللاتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

پتہ نہیں ایس۔ کے کہاں چلا گیا ہے مجھے جلد از جلد یہاں سے لڑکیوں کو
لے کر نکلنا ہے مراد شاہ کو اپنے پیچھے کسی آدمی کے آواز سنائی دی ان کی
آنکھیں پر اسرار انداز میں مسکرائی۔۔

انہوں نے کانوں میں لگے ایئر فون کو پریس کیا کلب میں موجود مراد شاہ
کے آدمیوں نے مراد شاہ کی طرف دیکھتے ہامی میں سر ہلایا۔۔ سر آپ کو
ایس۔ کے روم میں بلارہے ہیں مراد شاہ کا ایک آدمی اس آدمی کے پاس
گیا۔ وہ آدمی بنا تحقیق کیے اس کے ساتھ چل دیا۔۔

جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا سامنے میجر مراد شاہ کو دیکھتے اس کا
رنگ اڑا تھا اس سے پہلے کہ وہ کمرے سے باہر نکلتا مراد شاہ کے آدمی
کمرے میں داخل ہوتے دروازہ بند کر گئے تھے۔۔ کیسا لگا سر پرانز
زارون مراد شاہ چیئر پر بیٹھے ٹانگ پر ٹانگ رکھتے ہوئے آنکھوں میں
پراسرار مسکراہٹ لیے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔

تمہیں کیسے علم ہوا میجر کہ ہم یہاں پر ڈیل کرنے والے ہیں زارون
دانت پیستے ہوئے بولا تھا۔۔ میرے لیے یہ معلومات حاصل کرنا مشکل
نہ تھا مراد اس کی طرف قدم بڑھاتے اسے گردن سے دبوچتے
دھہارے تھے۔۔ اپنی جیب سے چاقو نکالتے انہوں نے اس کی گردن
میں اتارا تھا۔ خون اس کی گردن سے نکلتے مراد شاہ کے چہرے کو رنگ
گیا تھا۔ اس کی گردن سے چاقو نکالتے اس کے سینے میں ماڑا وہاں سے
نکال کے اس کی آنکھوں میں چاقو بے رحمی سے مارنے لگے۔ ان کے
ذہن میں نور کی باتیں چل رہی تھی وہ ویڈیو گردش کر رہی تھی جس
میں زارون ایک لڑکی کو نوچ کر اس کے ٹکڑے کر رہا تھا۔ پاس کھڑے
آدمیوں نے مراد شاہ کے بے دردی سے مارنے پر آنکھیں بند کر لی۔۔
ٹھکانے لگاؤ اسے مراد شاہ کہتے واش روم میں جا کر اپنا چہرہ صاف کرتے
کمرے سے باہر چلے گئے۔۔

یار اگر مجھے پتہ ہوتا میجر نے اتنی بے دردی سے مارنا تھا اسے میں کبھی
کمرے میں نہ آتا ایک آدمی نے دوسرے آدمی کے کان میں سرگوشی
کی۔۔

مراد شاہ کلب سے باہر نکل کر کار میں بیٹھتے سیٹ کے ساتھ ٹیک لگا
گئے وہ خوش تھے انہوں نے لڑکیوں کی زندگی بچالی تھی اچانک ان کے
ذہن میں نور کا خیال آیا وہ جانتے تھے شد اور خان اس معصوم کو نوچ رہا
ہو گا اس پر اپنا غصہ اپنی وحشت نکال رہا ہو گا۔ خود پر ضبط کرتے انہوں
نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ وہ کار میں بیٹھے انتظار کر رہے تھے کب
ان کے آدمی لڑکیوں کو لے کر کلب سے باہر نکلے اور انہیں ان کے گھر
پہنچا دیں۔۔ جیسے ہی آدمی لڑکیوں کو لے کر باہر آئے مراد شاہ نے کار کا
رخ گھر کی طرف کر لیا۔۔

مراد شاہ گھر پہنچے سامنے لاؤنج میں صوفے پر پاس اکیلا لیٹا ہوا تھا۔ وہ تقریباً بھاگنے والے انداز میں ارسلان کے پاس جاتے اسے اٹھایا تھا۔ مامو آپ نے تو صبح گھر آنا تھا اسماء مراد شاہ کے پاس آتے معصومیت سے ان کی طرف دیکھنے لگی۔

پاس کو یہاں پر اکیلے کیوں لٹایا تھا۔ مامو وہ کمرے میں رو رہا تھا۔ اسے اٹھا کر دودھ نہیں بنا سکتی تھی اس لیے اس سے باہر لٹا دیا۔ میرال کہاں پر ہے مراد شاہ نے غصے سے پوچھا تھا اسماء انہیں غصے میں آتے دیکھ ڈر گئی تھی۔ مراد شاہ کو میں میرال بیگم کی لاپرواہی پر بے انتہا غصہ آ رہا تھا اسماء چھوٹی تھی وہ بچے کی ذمہ داری نہیں اٹھا سکتی تھی۔

بیٹا پاس کا فیڈر آپ مجھے دو مراد شاہ اسماء سے فیڈر لیتے پاس کو اٹھائے اپنے کمرے میں چلے گئے اسماء خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی گئی کیونکہ اکثر مراد شاہ ارسلان کو اپنے کمرے میں لے جاتے تھے۔

مراد شاہ کمرے میں داخل ہوئے میرال بیگم سو رہی تھی غصے سے ان کی طرف دیکھتے وہ بیڈ پر بیٹھ کر پارس کو دودھ پلانے لگے۔۔ پارس پانچ منٹ میں فیڈر خالی کر گیا تھا فیڈر پیتے ہی وہ سو گیا تھا ایک گھنٹہ مراد شاہ اسے اپنی گود میں لٹائے بیٹھے رہے جب انہیں یقین ہو گیا کہ پارس گہری نیند میں جا چکا ہے اسے بیڈ پر لٹا کر اس کے ساتھ نیم دراز ہو گئے۔۔

صبح کے چار بجے نور کی آنکھ کھلی شد اور کی طرف دیکھتے اس کی آنکھوں سے روز و قطار آنسو بہنے لگے اسے خود سے گن آرہی تھی بلینکٹ سے وہ خود کو کور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

بہت جلد میں اس جہنم سے باہر نکل جاؤں گی تمہارے آگے کبھی بھی گڑ گڑاؤں گی نہیں۔ نور کی نظر سامنے لگے آئینے پر گئی اس کی گردن پر

بے شمار دانتوں کے نشانات تھے اس میں ہمت نہ تھی کہ خود پر سے
لحاف اٹھا کر خود کو دیکھ پاتی۔۔

شد اور نور کی طرف دیکھتے اسے اپنے حصار میں لے گیا نور نے سختی سے
آنکھیں بند کر لی بند آنکھوں سے آنسو بہتے اس کے بالوں میں جذب
ہونے لگے۔۔ یہ تمہاری سزا تھی اس میجر کے قریب بیٹھنے کی اگر اب
مجھے تمہارے ارد گرد کوئی مرد نظر آیا تو اس سے بھی بری سزا دوں گا
میں تمہیں شد اور نے اس کا رخ اپنی طرف کرتے اس کا چہرہ دبوچا۔۔
اسے بے حال وہیں پر چھوڑتے شد اور خان فریش ہونے کے لیے واش
روم میں چلا گیا۔۔ یا اللہ اس کے گھر بیٹی پیدا ہو نور اپنے بال نوچتے
ہوئے اپنا سر بیٹھ گراؤنڈ کے ساتھ مار رہی تھی۔۔ ٹوٹے ہوئے دل سے
نگلی بد دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔۔ واش روم سے باہر کر نور کو کوٹھے
پر چھوڑ آیا۔۔

نور وہ بے ہودہ لباس بدل کر شلوار قمیض پہنے کھڑکی کے پاس بیٹھے رو رہی تھی جب اس کی نظر نیچے کھڑے ارد شیر پر گئی۔۔۔ یہ ہر روز یہاں کیوں آتا ہے نور نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔ ارد شیر نے اسے نیچے آنے کا اشارہ کیا نور نے نفی میں سر ہلانے اس نے التجائیہ نظروں سے نور کی طرف دیکھا۔۔

نور بڑی سی چادر سے خود کو کور کرتے چھپتے ہوئے حویلی سے باہر گئی۔۔۔ تم کیوں آتے ہو ہر روز یہاں پر کیوں میری زندگی عذاب بنانا چاہتے ہو تم نور اپنی آواز کو دھیمی رکھتے چلائی تھی۔۔ میں تو تمہارا دوست ہوں نا اور دوست ملنے آتے ہیں نور کو ارد شیر کی معصومیت جھوٹ لگ رہی تھی کیونکہ اسے اپنی زندگی میں جتنے بھی مرد ملے تھے وہ سب ہوس پرست تھے سوائے مراد شاہ کے۔۔

ہم دوست ہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم ہر روز یہاں آجایا کرو۔ پلینز
آج کے بعد مت آنا یہاں پر نور نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے وہ
بے پناہ ڈری ہوئی تھی شد اور کے رویے کی وجہ سے وہ دوبارہ وہ تکلیف
نہیں جھیلنا چاہتی تھی۔

تم ایسے کیوں کہہ رہی ہو نور میں تو ان گندے مردوں کی طرح نہیں
ہوں بے ساختہ ارد شیر کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔ اپنی یہ جھوٹی
معصومیت مجھے مت دکھاؤ تم بھی سب کی طرح ہوس پرست ہو نور نے
اسے خود سے دور دھکا دیا تھا۔

میں گندا نہیں ہوں ارد شیر روتے ہوئے کہہ رہا تھا وہ اتنا بھی نا سمجھ نہیں
تھا کہ نور کی باتوں کا مطلب نہ سمجھ پاتا۔ تم سچ میں اتنے معصوم ہو۔ تم
ہوس کے لیے میرے پاس نہیں آتے؟ نور نے اپنے آنسو صاف کرتے

ہوئے پوچھا تھا۔۔ ہوس پوری کرنا کیا ہوتا ہے ارد شیر نے آنکھیں
پٹپٹاتے ہوئے نور کی طرف دیکھا تھا۔۔

ارد شیر کی بات پر نور نے زوردار قہقہہ لگایا جیسے وہ خود کا مذاق اڑا رہی
ہو۔۔ میں تمہیں بتاؤں ہوس کیا ہوتی ہے نور نے اپنے بازو سے چادر
ہٹاتے نشانات دکھائے تھے۔۔

یہ دیکھو جب مرد اپنی ہوس پوری کرتا ہے نا تو عورت کے جسم پر ایسے
نشانات ہوتے ہیں نور کھوکھلی مسکراہٹ چہرے پر سجائے کھڑی
تھی۔۔ یہ۔۔۔ کس نے ارد شیر بمشکل تین لفظ ادا کر پایا۔۔

اگر تم چاہتے ہو میرے جسم پر ایسے اور نشانات بنے تو پھر آجایا کرو روز
یہاں پر۔ وہ درندہ جب تمہیں میرے پاس دیکھے گا تو اس طرح کے بے
شمار نشانات میرے جسم پر چھوڑے گا نور کھوکھلا قہقہہ لگاتے ہوئے
بول رہی تھی۔۔

میں نہیں آؤں گا ارد شیر روتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔۔ نور زمین پر بیٹھتے روتے ہوئے اپنا سردیوار سے مارنے لگی وہ اکتا گئی تھی ہر چیز سے وہ اس جہنم سے نکلنا چاہتی تھی۔۔

اس کے سر سے خون نکل کر اس کے چہرے کو بھگورہا تھا جب درد برداشت سے باہر ہونے لگا دیوار کے ساتھ ٹیک لگا گئی۔۔

مجھے معلوم ہے تم اچھے ہو تم ان ہوس پرست مردوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم یہاں آتے، میرے ساتھ اس نے تمہیں بھی سزا دینی تھی۔ میری وجہ سے تمہیں بھی تکلیف برداشت کرنی پڑتی۔۔ نور ہمت کرتے کھڑی ہوتی لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

شد اور اپنے گھر داخل ہوتے کمرے میں جاتے بنا لیلیٰ کی طرف دیکھے
سٹڈی روم میں چلا گیا۔ لیلانے تاسف اور دکھ سے سر ہلایا اپنے پاس
لیٹے زوریز کو اٹھاتے اس سے پیار کرنے لگی اس کی خود کی اولاد تو اسے
دور ہو گئی تھی وہ زوریز کو اپنا بچہ سمجھ کر پال رہی تھی۔
میں غصے میں اتنا پاگل کیسے ہو سکتا ہوں۔ یہ تک بھول گیا میں نے اسے
لڑکیاں بیچنی تھی۔ اب نہ جانے وہ زارون کیا کرے گا شد اور نے چیئر
اٹھا کر زمین پر دے ماری۔ فون اٹھاتے اس نے داؤد کو کال کی۔
داؤد زارون۔ بوس ہمیں زارون کہیں پر بھی نہیں ملا، وہاں پر مراد شاہ
آیا تھا مجھے لگتا ہے اسے قتل کر دیا گیا ہے داؤد نے شد اور خان کی بات
پوری ہونے سے پہلے کہا۔ شد اور نے موبائل دیوار پہ مار دیا۔
مراد شاہ تم نے مجھ سے دشمنی مول لے کر اچھا نہیں کیا شد اور خان
پاگلوں کی طرح سٹڈی روم میں چکر لگا رہا تھا۔

پلک جھپکتے کئی سال گزر گئے۔۔۔

بابا اس کو اپنے پاس بٹھائیں دماغ خراب کر کے رکھ دیا ہے اس نے میرا
احمد تین سالہ ارسلان کا اٹھائے مراد شاہ کے کمرے میں داخل ہوتا اسے
بیڈ پر پٹک دیا۔ ارسلان دھہارے مار کر رونے لگا۔ احمد شاہ دفع ہو
جاؤ یہاں سے مراد شاہ احمد سے غصے سے کہتے ہوئے ارسلان کو اپنے سینے
سے لگا گئے۔۔

میرا پیارا بیٹا آپ کے بابا گندے ہیں آئندہ آپ نے ان کے پاس نہیں
جانا مراد شاہ پارس کی پیشانی چومتے ہوئے پیار بڑے لہجے میں اسے کہہ
کر غصے سے احمد کی طرف دیکھ رہے تھے۔ بابا آپ میرے بیٹے کو کیا
سکھا رہے ہیں احمد شاہ روہانسی ہوتے مراد شاہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

جو مجھے سکھانا چاہیے۔ اب دفع ہو جاؤ یہاں سے احمد شاہ منہ بناتے
ہوئے کمرے سے چلا گیا اگر وہ ایک پل بھی وہاں رکتا مراد شاہ نے جوتا
پکڑ کے اسے مارنا شروع ہو جانا تھا۔

بابا گندے نہیں ہیں، غصہ نہیں کرتے پاس اپنے چھوٹے چھوٹے
ہاتھوں سے مراد شاہ کا چہرہ تھامتے ان کے رخسار پر پیار کرتے ہوئے بولا
تھا۔ مجھے معلوم ہے میرے بیٹے کے بابا گندے نہیں ہیں لیکن کبھی
کبھی گندوں والی حرکتیں ضرور کر جاتے ہیں اس لیے مجھے ان پر غصہ آتا
ہے مراد شاہ مسکراتے ہوئے کہہ کر پاس کو گد گدی کرنے لگے وہ
کھلکھلا کر ہنس رہا تھا جب میراں بیگم کمرے میں داخل ہوتے غصے سے
مراد شاہ کی دیکھنے لگیں۔

بیگم ناشتہ نہیں کیا جو مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی ہیں مراد شاہ میرال بیگم کو آنکھ مار کر پارس کو اپنی گود میں بٹھاتے انہیں فلا سنگ کس دیا تھا۔

ٹھہر کی بڈھا شرم نامی چیز ہے ہی نہیں ان میں میرال بیگم بڑ بڑاتی ہوئی کمرے سے باہر چلے گئی۔

چلو پارس بیٹا ہم بھی ذرا باہر کا چکر لگا کر آتے ہیں مراد شاہ اسے اپنی گود میں اٹھائے نیچے گئے سب نے حیرانگی سے مراد شاہ کو دیکھا جو تین سالہ پارس کو اٹھائے سیڑھیاں اتر رہے تھے۔ ماموار سلان ماشاء اللہ اتنا بھاری ہے آپ اسے اٹھائے گھومتے رہتے ہیں اسماء مسکراتے ہوئے اپنے ماموں کو دیکھ رہی تھی۔ بھاری ہے تو اپنے بیٹے کو اٹھانا چھوڑ دوں میں انہوں نے پارس کے رخسار پر پیار کیا پارس ارسلان شاہ تین سال کا تھا لیکن دکھنے میں وہ چھ سال کا لگتا تھا اس کا قد اپنی عمر سے دگنا بڑا تھا۔

دادو مجھے بہن چاہیے پارس مراد شاہ کی گردن میں چہرہ چھپاتے رونے
والا منہ بناتے ہوئے بولا تھا اس کی بات پر بے ساختہ احمد شاہ خان
کھانسنے لگے۔۔ ادھر آؤ میں تمہیں بہن لا کر دوں انشاء غصے سے
ارسلان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تھی کا دماغ گھوم گیا تھا اس کی بات
پر۔۔

انشاء کیا ہو گیا ہے غصہ کیوں کر رہی ہو بچہ ہے وہ چھوٹا سا۔
بچہ، مامو آپ نے اسے سر پہ چڑھا رکھا ہے اسمہ اتنی چھوٹی سی عمر میں
تین بچوں کی ماں ہے۔ جب عیشان ہوا تھا تب اس نے ضد کی تھی کہ
مجھے بہن چاہیے اس کی ضد کی وجہ سے سیان پیدا ہوا اور ابھی وہ ایک
سال کا بھی نہیں ہوا اور پھر اس کی ضد شروع ہو گئی ہے مجھے بہن لا کے
دیں انشاء کے غصے سے بولنے پر مراد شاہ نے بمشکل اپنی مسکراہٹ پر

کنٹرول کیا تھا وہ انشا کی بات سے متفق تھے کیونکہ اسماء کافی کم عمر تھی اور
تین بچوں کی ماں تھی۔

بیٹا آپ کی ابھی بہن نہیں آسکتی تھوڑا سا انتظار کر لو مراد شاہ اپنی
مسکراہٹ پر کنٹرول نہیں کر پارہے تھے۔ اسماء ارسلان کی بات پر
رونے والی ہو گئی تھی جب سیان پیدا ہوا تھا اس کی بہت بری حالت ہوئی
تھی۔ ارسلان چہرے پر سنجیدگی سجائے سب کی طرف دیکھنے لگا مراد
شاہ دھک رہ گئے تھے اس کی اس قدر سنجیدگی پر۔

پارس بے ساختہ انہوں نے اسے پکارا۔

جی دادو مراد شاہ نے حیرت سے آنکھیں پھاڑے پارس کو دیکھا وہ اس
قدر سنجیدگی سے بولا تھا کہ لاؤنج میں بیٹھے سب حیرانگی سے اس کی
طرف دیکھنے لگے۔ اگر مجھے بہن نہ لا کر دی آپ نے میں کھانا نہیں
کھاؤں گا وہ مراد شاہ کی گود سے اترتے اپنے کمرے میں چلا گیا۔ بابا یہ

اپنی عمر سے زیادہ سنجیدہ ہے اگر بچے کے ساتھ سختی سے اور ظلم سے
پیش آیا جائے تب بھی وہ اس قدر سنجیدگی سے بات نہیں کرتا احمد شاہ
حیرت زدہ لہجے میں بولے تھے مراد شاہ اپنا سر تھام کر بیٹھ گئے ان کی
سمجھ سے باہر تھی یہ بات کیونکہ وہ جب اس کے ساتھ بے حد پیار سے
پیش آتے تھے۔۔ اسماء ارسلان کے کمرے میں گئی تاکہ اسے منا کر باہر
لے کر آسکے۔۔

ارسلان امی سے بھی ناراض ہو گئے ہو اس کے ساتھ بیٹھتی پیار بھری
نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔۔ مجھے کسی سے بات نہیں کرنی وہ
رخ موڑ کر بیٹھ گیا۔۔ امی کی جان آپ کو معلوم ہے نا آپ کی امی آپ
کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتی اسماء نے اسے اپنی گود میں بٹھاتے اس
کی پیشانی پر پیار کیا۔۔

امی مجھے بہن چاہیے میں جب باہر جاتا ہوں سب بچے اپنی بہن کے ساتھ
کھیل رہے ہوتے ہیں مجھے بھی میری بہن کے ساتھ کھیلنا ہے ارسلان
بلائی ہونٹ باہر نکالتے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے معصومیت سے بولا تھا
اسماء کو اپنی بیٹے پر ٹوٹ کے پیار آیا تھا۔

میری جان ابھی بہن نہیں آسکتی اسماء کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ اسے کیسے
سمجھائے۔۔ کیوں نہیں آسکتی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے اسماء
کی گود سے اتر گیا۔ امی کی جان وہ بہن ابھی وہ اسماء اپنا سر تھام کے بیٹھ
گئی۔۔

میں کھانا نہیں کھاؤں گا پارس ارسلان شاہ کہتے ہوئے بیڈ کے اوپر چڑھ
کے کمبل کے اندر چھپ گیا۔ اسماء نے نم آنکھوں سے اس کی طرف
دیکھتے کمرے سے باہر چلی گئی۔۔

اسماء کیا ہوا ہے احمد شاہ اسما کو روتے ہوئے دیکھ کر تیزی سے قدم
بڑھاتے اس کے پاس گئے۔۔ احمد وہ کہہ رہا ہے کھانا نہیں کھائے گا۔ کھا
لے گا تم ٹینشن نہ لو احمد شاہ نے اسی تسلی دینا چاہے۔۔ وہ نہیں کھائے گا
احمد آپ کو معلوم ہے وہ یہ چھوٹی سی عمر میں حد سے زیادہ ضدی ہیں
سیان کی دفعہ جب اس نے ضد کی تھی بہن کی آپ نے اسے منع کر دیا
تھا ایک ماہ اس نے ٹھیک سے کھانا نہیں کھایا تھا اسماء احمد شاہ کا ہاتھ جھٹکتے
روتے ہوئے صوفے پر بیٹھ کر اپنا سر تھام گئی۔۔

تو کیا چاہتی ہو تم پھر احمد شاہ اپنی بات کو ادھورا چھوڑتے خاموش ہو
گئے۔۔ ہر گز نہیں احمد میرا بیگم سخت نظروں سے احمد کی طرف
دیکھتے ہوئے غصے سے بولی تھی۔۔

پھر آپ ہی مجھے حل بتائیں احمد شاہ تھکن زدہ لہجے میں بول رہے تھے۔۔
اپنے اپٹ ٹھیک ہو جائے گا کچھ دن تک وہ میرا بیگم نے بات کو ختم

کرنا چاہا تھا۔ آپ بھی یہیں پر ہیں امی اور میں بھی دیکھتے ہیں احمد شاہ
سخت لہجے میں کہتے ہوئے گھر سے باہر چلا گیا۔ دو ہفتے گزر گئے
ارسلان نے ٹھیک سے کچھ بھی نہ کھایا تھا اسماء اس کی منتیں کرتی رہ جاتی
مشکل سے وہ دونوں الے کھاتا تھا۔ پارس حد سے زیادہ کمزور ہو چکا تھا
اس کا بخار اترتا ہی نہ تھا۔

پارس میرا پیارا بیٹا ہے نا کھانا کھالو مراد شاہ اس کے کمرے میں بیٹھے اس
کی منتیں کر رہے تھے۔ دادو مجھے بھوک نہیں ہے پارس اپنا رخ
دوسری طرف کر کے بیٹھ گیا۔ دادو کی جان کھانا کھالو مراد شاہ نے
اسے اپنی گود میں بٹھاتے ہے اس کی پیشانی پر پیار کیا۔

مجھے نہیں کھانا پارس اپنی ضد سے ہٹنے کا نام نہیں لے رہا تھا وہ ایک گھنٹے
سے اسے منانے کی کوشش کر رہے تھے اسے 104 بخار تھا کھانا
کھائے بغیر اسے میڈیسن بھی نہیں کھلا سکتے تھے۔ ٹھیک ہے اپ کی

بہن اجائے گی احمد شاہ خود پر ضبط کرتا ہوا بولا تھا وہ چاہے جتنا بھی
ارسلان سے چیرتا تھا لیکن پیار بھی اسے سب سے زیادہ کرتا تھا۔
احمد شاہ کے کہنے کی دیر تھی ارسلان کھانے پلیٹ پکڑتے بے صبری
سے کھانا شروع ہو گیا۔ کمرے میں موجود سب نے سکون کا سانس لیا
لیکن احمد شاہ بے حد پریشان تھا وہ اپنے بیٹے کی خاطر ہاں تو کر گیا تھا اس کا
دل اس سب کے لیے راضی نہ تھا۔

سست قدم اٹھاتے احمد شاہ اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ اسماء ارسلان کو
سلا کر کمرے میں آئی۔

ارسلان سو گیا ہے آنکھیں موندے اسماء سے سوال کیا۔ جی یک لفظ
جواب دیے اسماء احمد شاہ کے پاس بیٹھ گئی۔ احمد اپ پریشان ہیں اسماء
نے اس کے کندھے پر سر رکھ کے پریشانی سے پوچھتے ہوئے احمد شاہ کا

ہاتھ پکڑا۔۔ تم ہینڈل کر لو گی ہمارے تین بچے ہیں ایک اور احمد شاہ بات
اُدھوری چھوڑتا سر جھکا گیا۔۔

میرے لیے ارسلان سے زیادہ کچھ ضروری نہیں ہے اور جہاں تک رہی
بچوں کی بات تو میں کون سا سب کو سنبھالتی ہوں احمد میرے پاس
صرف عیشان ہوتا ہے ارسلان پورا دن پھپھو کے پاس رہتا ہے اور آپنی
اپنے بچوں کے ساتھ سنبھالتی ہیں سیان کو بھی سنبھالتی ہیں اسماء
مسکراتے ہوئے احمد کو دیکھتی اس کے رخسار پر لب رکھ گئی۔۔

میں دیکھ رہا ہوں سیان کے بعد کافی فری ہو گئی ہو تم میرے ساتھ احمد
شاہ انکھوں میں شرارت لیے اسماء کو اپنے بے حد قریب کر گئے۔۔ آپ
چاہتے ہیں میں آپ سے ڈر کر رہوں اسماء آنکھیں گھماتے ہوئے بولے
کر شرما کے احمد کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔

اسماء جان میں نے ایسا تو کچھ نہیں کہا احمد سختی سے اسے اپنے سینے سے لگاتے اس کے بالوں پر نہ محسوس طریقے سے لب رکھ گئے۔۔ ان دونوں کے ملن پر چاند بھی شرمایا تھا۔۔ جب تک پاس ارسلان شاہ کو پتہ نہ چل گیا کہ اس کی بہن آنے والی ہے اس نے سب کو بہت تنگ کیا تھا جیسے ہی اسے یہ خوشخبری ملی وہ ہر روز اسماء کے پاس بیٹھتے یہ پوچھتا تھا امی جان میری بہن کب آئے گی میری چھوٹی سی گڈو کب آئے گی دن میں سو دفعہ اس نے یہ سوال اسماء سے پوچھنا ہوتا تھا۔۔

ایک دن اسمہ گھرا کیلی تھی اس کا امی کھانے کا دل کر رہا تھا میرال بیگم نے اسے سختی سے منع کیا تھا کہ وہ تین چار دانے سے زیادہ امی نہیں کھا سکتی اس کے لیے ٹھیک نہیں ہے اسماء منہ بنائے بیٹھی تھی وہ چل نہیں سکتی تھی کیونکہ اس کے پاؤں پر حد سے زیادہ سو جن تھی۔۔

امی کیا ہوا ہے ارسلان اسماء کے کندھے پر تھوڑی ٹکائے معصومیت سے
آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے اس کو دیکھ رہا تھا۔ مجھے امی کھانی ہے اسماء
آنکھوں میں انسو لیے بولی تھی۔ ارسلان کمرے سے باہر بھاگ گیا
کچن میں داخل ہوتے ارد گرد نظر دوڑائی اسے سٹول نظر آیا سٹول کے
اوپر کھڑے ہوتے فرج میں سے املی نکال کر وہ اپنی امی جان کے لیے
بنانے لگا۔

اذہان کچن میں داخل ہوتے دلچسپی سے ارسلان کی طرف دیکھنے لگا۔
ارسلان تم کیا کر رہے ہو اس کے پاس جاتے پاؤں اوپر کرتے دیکھنا چاہا
۔۔ میں امی جان کے لیے املی بنا رہا ہوں ارسلان املی کے اندر مریج چینی
اور نمک ملاتے ہوئے بولا تھا اس نے ایک مرتبہ انشا کو اپنے لیے املی
بناتے ہوئے دیکھا تھا۔

تمہیں بنانی آتی ہے اذہان زمین پر بیٹھتے ہوئے بولا تھا کیونکہ چھوٹا
ہونے کی وجہ سے وہ نہیں دیکھ سکتا تھا کہ ارسلان کیسے بنا رہا ہے۔۔۔ ہاں
میں نے ماں کو ایک دفعہ بناتے ہوئے دیکھا ہے چولہا بند کرتے املی کو
برتن میں ڈالتے کچن سے باہر چلا گیا اذہان بھی اس کے پیچھے پیچھے کمرے
میں داخل ہوا۔۔

امی جان یہ لے بیڈ پر بیٹھ کر املی اسماء کے سامنے رکھی اسماء نے حیرت
سے ارسلان کی طرف دیکھا۔۔ وہ بار بار آنکھیں جھپک کر یقین کرنے
کی کوشش کر رہی تھی کہ اس کے تین سالہ بیٹے نے اس کے لیے املی
بنائی ہے۔۔ یہ آپ نے بنائی ہے ارسلان نے فوراً حامی سر ہلایا۔ اسماء
حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے املی کھانے لگی یقین کرنا مشکل ہو
رہا تھا کہ اتنی ٹیسٹی املی اس کا تین سالہ بیٹا کیسے بنا سکتا ہے۔۔

اسماء نے جیسے ہی چار سے پانچ دانے املی کے کھائے ارسلان املی پکڑ کے
بھاگ کر دروازے کے پاس کھڑے ہو گیا۔ ارسلان املی دو مجھے اسماء
منہ بناتے ہوئے بولی تھی ابھی تو اس کا منہ بھی گیلا نہیں ہوا تھا۔
امی جان دادی امی نے کہا تھا کہ آپ کو تین سے چار دانے املی کے دینے
ہیں آپ نے پانچ کھا لیے ہیں ارسلان کہتے ہی املی لیے کمرے سے باہر
چلا گیا اسمہ رونا شروع ہو گئی وہ بھول گئی تھی کہ وہ مراد شاہ کا پوتا ہے اور
احمد شاہ کا بیٹا ہے۔۔۔

چھوٹی امی میں بابا کو اور چھوٹے بابا کو ارسلان کی شکایت لگاؤں گا اذہان
اسماء کے کے انصوف کرتے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اس کا
چہرہ تھامتے ہوئے بولا تھا۔ اسماء اذہان کو اپنے سینے سے لگا کر بے آواز
رونے لگی اس کا بے انتہا دل کر رہا تھا املی کھانے کا اور ارسلان اس کے
سامنے سے اٹھا کر لے گیا تھا۔

انشا گھر داخل ہوتے ہیں سب سے پہلے اسماء کے کمرے میں آئی اذہان
اسمہ کے سینے سے لگ کے سویا ہوا تھا عیشان اور زیان بیڈ پر، سیان اور
عالیان کارٹ میں سوئے ہوئے تھے۔ اسماء روکیوں رہی ہو پریشانی
سے اپنی بہن کے پاس بیٹھتے اسے اپنے سینے سے لگایا۔ آپی مجھے املی
کھانی تھی اور ارسلان املی لے کر چلا گیا اسماء روتے ہوئے کہہ رہی تھی
اسے موڈ ونگ حد سے زیادہ ہوتے تھے وہ بات بات پر رونا شروع ہو
جاتی تھی۔

تم جانتی ہو پھپھو نے تمہیں منع کیا ہے، ایک منٹ تمہیں بنا کر کس نے
دی تھی انشاء پیار سے اسماء کو سمجھا رہی تھی جب اچانک اسے خیال آیا
گھر میں تو کوئی موجود نہیں تھا جو اسے املی بنا کر دیتا، انشا نہیں آنکھیں
چھوٹی کر کے اس کو دیکھا۔ ارسلان نے بنا کر دی تھی اسماء خوش ہوتے
اسے بتا رہی تھی۔

ارسلان نے آنکھیں پھاڑے حیرت بھرے لہجے میں اسماء کو دیکھتے ہوئے پوچھا اسماء فوراً زور سے ہامی میں سر ہلا گئی۔۔

مجھے کبھی ارسلان تین سال کا نہیں تئیس سال کا لگتا ہے اس کے بات کرنے کا لہجہ چھوٹے بچوں والا بالکل بھی نہیں ہے۔۔ مجھے کیا سنار ہی ہیں جب وہ املی بنا کر لے کر آیا تھا مجھے تو یقین نہیں آ رہا تھا کہ میرے تین سالہ بیٹے نے میرے لیے بنائی ہے اس دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کو تھامتے ہوئے بے یقینی سے سر ہلاتے ہوئے بولی تھی۔۔

رات کو جب احمد گھرا یا اسماء منہ بنائے بیٹھی تھی۔۔ اسماء جان کیا ہوا ہے اس کی گود میں سر رکھتے نیم دراز ہوتے احمد شاہ نے پیار بھرے لہجے میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔ مجھے املی کھانی تھی اور آپ کا بیٹا اٹھا کر لے گیا اسماء پھر رونا شروع ہو چکی تھی احمد نے خود پر ضبط کر

کے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا وہ چھوٹی چھوٹی بات پر رونا شروع ہو جاتی تھی اور پھر چپ ہونے کا نام نہیں لیتی تھی۔۔

اسماء جان تمہیں معلوم ہے امی نے منع کیا ہے امی کھانے سے تم کیوں باز نہیں آتی اٹھ کر بیٹھتے ہوئے اسماء کو اپنے بے حد قریب کرتے اس کی پیشانی اور رخسار پر بوسہ دیا تھا۔۔ آپ کو ہر وقت صرف یہی کام کرنے آتے ہیں آپ کی وجہ سے میں چوتھے بچے کی ماں بننے والی ہوں اپنا سر تھامتے روئے جا رہی تھی۔۔ میری وجہ سے محترمہ جب دو ہفتے ارسلان نے کچھ کھایا نہیں تھا تم ہر روز مجھے کہتی تھی ارسلان کی بات مان لیتے ہیں میں تمہیں بار بار منع کرتا تھا اور جب میں نے ہامی بھری اور اب تم پریگنٹ ہو تو سارا ملبہ مجھ پر ڈال رہی ہو تم احمد کا میسٹر شارٹ ہو گیا تھا اسماء کی بات پر جو سارا ملبہ اس کے سر ڈال رہی تھی۔۔

میں نے صرف اس بے بی کے لیے کہا تھا عیشان اور سیان وہ تو آپ کی وجہ سے ہوئے ہیں احمد کا دل کر رہا تھا اپنا سر دیوار پہ مار دے سیان کی دفعہ بھی اس نے ہی ضد کی تھی۔۔ احمد نہ چاہتے ہوئے بھی غصے سے اسماء کی طرف دیکھنے لگا جب انشا کمرے میں داخل ہوئی وہ ان کی گفتگو سن چکی تھی۔۔

کیا کہہ رہے ہو تم میری بہن کو کہ اس کی ضد کی وجہ سے چار بچے ہوئے ہیں، تم شوہر اپنے اوپر کوئی بات سننے ہی نہیں دیتے انشا احمد کے سر پہ کھڑے ہوتے غصے سے بولی تھی سا جاد جو انشا کے پیچھے پیچھے ان کے کمرے میں داخل ہوا تھا اس کی بات سن کر آنکھیں پھاڑے اس نے انشا کی طرف دیکھتے ہوئے ان کے پاس جا کے کھڑا ہو گیا۔۔

ہم شوہر اپنے اوپر کوئی بات نہیں آنے دیتے یا تم بیویاں سارا ملبہ ہم بیچارے شوہروں کے اوپر ڈال دیتی ہو سا جاد پیستے ہوئے ہاتھ نچاتے

ہوئے بولا تھا۔۔ بیچارے اور آپ یہ تو اخبار میں بات آنی چاہیے کہ
ساجاد شاہ اور احمد شاہ جیسا معصوم اس دنیا میں ہے ہی نہیں پریشان نے
سجاد کے کندھے پر بے شمار تھپڑ مار رہے تھے۔۔
تمہیں شرم نہیں آتی اپنے شوہر کو سب کے سامنے مارتے ہوئے ساجاد
نے سرتاپاؤں تک انشا کو دیکھتے ہوئے خود پر ضبط کرتے کہا تھا۔۔ آپ
دونوں کو شرم آتی ہے جو ہر سال بچے پیدا کرنے بیٹھ جاتے ہیں ہم
دونوں بہنوں کو آپ نے بچے پیدا کرنے والی مشین سمجھ رکھا انشا کو غصے
میں احساس نہ ہوا کہ وہ کیا کہے جا رہی ہے۔۔ اسماء ان کی لڑائی دیکھتے
روئے جا رہی تھی۔۔

چپ کر جائے آپ دونوں احمد غصے سے اونچی میں بولتے اسمہ کو اپنے
سینے سے لگا گیا جو ہچکیاں لیتے رو رہی تھی۔۔ اسماء جان چپ ہو جاؤ احمد
نے اس کے انسو صاف کیے۔۔ احمد یہ سب میری وجہ سے لڑ رہے ہیں

اس کے سینے پر سر رکھتے وہ پھر سے رونا شروع ہو گئی۔۔ گڑیا ہم تمہاری
وجہ سے بالکل بھی نہیں لڑ رہے ساجاد شاہ نے اسماء کے سر پر ہاتھ رکھ کر
انشاکا ہاتھ سختی سے پکڑ کے کمرے سے باہر چلے گئے۔۔

کمرے میں داخل ہوتے انشاء کا ہاتھ چھوڑتے ساجاد شاہ نے دروازہ بند
کیا تھا۔۔ کیا کہہ رہی تھی تم میں نے تمہیں بچے پیدا کرنے والی مشین
سمجھ رکھا ہے سجاد شاہ کے لہجے میں تکلیف تھی انشا سر جھکا گئی۔۔

ساجاد میرا وہ مطلب نہیں تھا انشا ساجاد کا ہاتھ پکڑنے لگی اس نے ہاتھ
جھٹک دیا۔۔ مجھے معلوم ہے عالیاں کافی جلدی پیدا ہوا ہے، تمہاری اُس
بات کا مطلب جانتی ہو کیا نکلتا ہے کہ میں اور میرا بھائی ہوس پرست
ہیں ساجاد شاہ سخت لہجے میں کہتے ہوئے بیڈ پر نیم دراز ہوتے خود پر
لحاف اوڑھ گئے۔۔

اپنے آنسو صاف کرتے ساجاد شاہ کے پاس نیم دراز ہوتے پیچھے سے ان کے گرد حصار باندھ گئی۔۔ ایم سوری غصے میں، میں نے بول دیا تھا ساجاد شاہ نے غصے سے رخ انشا کی طرف کیا۔۔ غصے میں اکثر انسان حقیقت بیان کر جاتا ہے انشا ساجاد شاہ اپنے اوپر سے لحاف اٹھاتے وہ کمرے سے باہر چلے گئے انشا ان کے پیچھے پیچھے باہر آئی اس سے پہلے وہ ان تک پہنچتی سجاد شاہ گھر سے باہر چلے گئے۔۔

انشا کمرے میں داخل ہوتے رونے لگ لگی۔۔ تین گھنٹے سے وہ ساجاد کا انتظار کرتی کمرے میں چکر لگا رہی تھی۔۔ ساجاد میرال بیگم نے کمرے میں داخل ہوتے ساجاد شاہ کو پکارا تھا۔۔ انشا ساجاد کہاں ہے میرال بیگم کے پوچھنے پر بے ساختہ انشا کی آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے۔۔

کیا ہوا ہے انشا میرال بیگم کے پوچھنے پر انشا نے ساری بات انہیں بتا دی۔۔ غلطی تو آپ کی ہے بیٹا اب منانا بھی آپ نے ہی ہے۔۔۔

کیسے مناؤں نظر چراتے ہوئے پوچھا۔

اچھا سا تیار ہو جاؤ، یہاں پر شوہر پگھل جاتا ہے۔۔ پکا پھپھو مان جائیں گے
وہ انشانے ہچکچاتے ہوئے پوچھا میرا بیگم ہاں میں سر ہلاتے ہوئے باہر
چلے گئی۔ انشاء نے الماری سے فراک نکال کر پہن لی جو پاؤں تک آتی
تھی اور بیک لیس تھی۔ پانی کے حساب میں کھڑے ہوتے اپنے کمر تک
پہنچتے بھورے بالوں کو کھولا۔ گہرے لال رنگ کی لپسٹک لگائی،
آنکھوں میں کاجل کانوں میں چھوٹے چھوٹے جھمکے، وہ نوز بن پہنی جو
سجاد نے شادی کی رات انشاء کو دی تھی لیکن اس وقت انشاناک پر
چوٹ لگی تھی جس کی وجہ سے وہ نہ پہن پائی تھی۔۔

رات کے ایک بجے ساجاد شاہ کمرے میں داخل ہوا انشا کو خود کے لیے
تیار ہوئے دیکھ وہ آنکھیں جھپکانا بھول گئے وہ بے انتہا خوبصورت لگ

رہی تھی ڈاک پنک کلر کی لانگ فراک میں سلیوز سے اور گلے سے اس
کی سفید رنگت اسے اور زیادہ پرکشش بنا رہی تھی۔۔

انشا گھبراتے ہوئے سست قدم ساجاد کی طرف قدم بڑھانے لگی۔۔ اس
کے قریب پہنچ کر انشا خاموشی سے اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔۔ ایم
سوری آئندہ ایسے غلط الفاظ نہیں بولوں گی پیار بھری نظروں سے سجاد
کو دیکھتے اس کی گردن پر لب رکھے تھے۔۔

یہ غلط بات ہے انشاء پہلے غلط الفاظ بولتی ہو اور پھر۔ اس کے سامنے سجاد
شاہ خود کو بے بس محسوس کر رہے تھے۔۔ پکا آئندہ اگر میں نے ایسا کچھ
بولانا آپ مجھے تھپڑ مار دینا انشانے ساجاد شاہ کا چہرہ تھام کر ان کی ناک
سے ناک مس کیا۔۔

بیگم عورت پہ ہاتھ نامرد اٹھاتا ہے سجاد شاہ نامرد نہیں ہے انشا کی کمر کے
گرد بازو لپیٹ دے اسے اپنے بے حد قریب کرتے اس کے لبوں پر جھکا
تھا۔ انشاء شرماتے ہوئے اپنا آپ ساجاد شاہ کے سپرد کر گئی۔

انشا سجاد شاہ کے سینے پر سر رکھے سوئی ہوئی تھی جب دروازے پر دستک
ہوئی ساجاد شاہ نے موندی موندی آنکھیں کھول کر گھڑی کی طرف
دیکھا جو پانچ بجارہی تھی۔ اس وقت کون ہے بیزاریت سے کہتے
ہوئے انشا کو نرمی سے تکیے پر منتقل کرتے دروازہ کھولا سامنے پارس
ارسلان شاہ کشن اٹھائے کھڑا تھا۔

اتنا وقت کون لگاتا ہے دروازہ کھولنے میں غصے سے اپنے بڑے بابا کی
طرف دیکھتے ہوئے پاؤں بٹکتے بیڈ پر چڑھتے انشا کے سینے پر سر رکھ کے
لیٹ گیا۔ اوہیلو ہٹومیری بیوی کے اوپر سے سجاد نے اسے کھینچ کر انشا

سے دور کرنا چاہا پارس نے اس قدر انشا کو سختی سے پکڑا ہوا تھا کہ سجاد کے کھینچنے پر پارس کے ساتھ انشا بھی نیند سے اٹھ کے بیٹھ گئی۔۔

سجاد کیا مسئلہ ہے سونے دے مجھے غصے سے سجاد کی طرف دیکھتے ہوئے پارس ارسلان شاہ کو دوبارہ اپنے سینے سے لگا کر لیٹ گئی ارسلان نے ہنستے ہوئے سجاد کی طرف دیکھا تھا۔۔ چیونگم ایک دفعہ صبح ہونے تھے تجھے میں بتاؤں گا سجاد دانت پستے ہوئے لیٹ گیا۔۔

ماں بڑے بابا اٹھارے ہیں سجاد شاہ نے اس کو انشا سے دور کر کے سائیڈ پر لٹانے لگا تھا کہ ارسلان چیخا۔۔ سجاد میرے بیٹے کو نہ تنگ کریں انشا ارسلان کی پیشانی پر بوسہ دیتے آنکھیں موندھ گئی۔۔

لوگوں کے کباب میں ہڈی آتی ہے میرے کباب کے ساتھ چیونگم
چپک گئی ہے ساجاد تاسف سے سر ہلاتے رخ دوسری طرف کر کے نیم
دراز ہو گئے۔۔

انکل مجھے بچالے، انکل وہ مار رہا ہے مجھے، مجھے یہاں سے نکالے نور چیخ
رہی تھی مراد شاہ نور کے چیخنے پر ہڑبڑا کر نیند سے اٹھ بیٹھے۔ لمبے لمبے
سانس لے لے کے ارد گرد دیکھنے لگے ان کا چہرہ پسینے سے بھیگا تھا۔
مراد آپ ٹھیک ہیں میرا بیگم ان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے پریشانی
سے ان کو دیکھ رہی تھی۔۔ وہ لڑکی، مجھے جانا ہے، خود پر سے لحاف
ہٹاتے الماری سے گن نکال کر جیکٹ پہنتے دروازے کی طرف جانے
لگے جب میرا بیگم ان کے سامنے آگئی۔۔

کون سی لڑکی مراد۔

میں تمہارے سوال کا فل وقت جواب نہیں دے سکتا سنجیدگی سے کہتے وہ کمرے سے باہر چلے گئے۔۔ کار میں بیٹھتے انہوں اس کارخ چندہ بائی کے کوٹھے کی طرف کیا۔۔ کوٹھے کے باہر کار روکتے خود کو پر سکون کیا۔ کوٹھے میں داخل ہوئے تھے چند بائی سامنے کھڑے بے باکی سے مراد شاہ کی طرف دیکھنے لگ گئی۔۔ ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں چند بائی ان کے قریب جاتے بے باکی سے ان کے رخسار کو چھوتے بولی تھی۔۔ خود پر ضبط کرتے ہاتھوں کی مٹھیاں بناتے جیکٹ کو سختی سے جکڑا ہوا تھا۔ اگر میں نے اس سے نور سے ملنے کی بات کی تو یہ منع کر دے گی کیونکہ شد اور نے اسے خریدا ہوا ہے انہوں نے دل میں سوچا تھا انہیں ایسا کوئی کھیل کھیلنا تھا جس سے وہ نور سے آسانی سے ملاقات کر سکیں اور کسی کو علم بھی نہ ہو۔۔ ہمارے خدمت کے لیے کوئی خوبصورت سی کم عمر لڑکی جسے کسی نے چھوانہ ہو کر انمبر دو میں بھیجی

شاہ کی نظر سامنے والے کمروں پر گئی انہیں نور نے بتایا تھا جائے مراد جس کمرے کے باہر ایک لکھا ہوا ہے وہ اس کا کمرہ ہے۔۔

جی بالکل آپ تشریف لے کر جائیں آپ کی خواہش کے مطابق لڑکی پہنچ جائے گی چندہ بائی کمرے کی طرف اشارہ کرتے وہاں سے چلی گئی۔۔ مراد شاہ کمرے میں داخل ہوئے کمرہ پھولوں سے سجایا گیا تھا ہر طرف گلاب کی بنی بنی خوشبو پھیلی ہوئی تھی جو کمرے کا ماحول معنی خیز بنا رہی تھی۔۔ مراد شاہ ابھی بیڈ پر بیٹھے تھے جب تقریباً 19 سالہ لڑکی بے ہودہ لباس پہنے کمرے میں داخل ہوئی وہ بے حد ڈری ہوئی۔۔

ڈرتے ہوئے سست قدم بڑھاتے وہ مراد شاہ کے پاس آئی۔ کانپتے ہاتھ اس لڑکی نے ان کے سینے پر رکھنے کے لیے بڑھائے تھے جب مراد شاہ نے بیڈ پر بچھی چادر اٹھا کر اس کے گرد پھیلاتے اسے ڈھانپا تھا۔۔ ڈرو مت بچے میں تمہیں ناپاک نہیں کرو گا مراد شاہ نے مسکراتے ہوئے

اس کے سر پہ ہاتھ رکھا تھا انہوں نے کم عمر لڑکی کمرے میں بھیجنے کا اس لیے کہا تھا تاکہ کسی ایک لڑکی کی تو آج رات عزت محفوظ رہ سکے۔۔

سچی وہ لڑکی بے یقینی سے مراد شاہ کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ میں ناپاک نہیں ہوں گی بے ساختہ وہ لڑکی رونے لگ گئی۔ بالکل بھی نہیں ناپاک ہوگی۔ بس خاموشی سے اس کمرے میں بیٹھنا ہے کسی کو معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ تمہیں میں نے چھوا نہیں مراد شاہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے سخت لہجے میں اسے سمجھایا تھا لڑکی فوراً ہامی میں سر ہلاتے خاموشی سے بیڈ پر بیٹھتے خود کو اچھے سے کور کر گئی تھی۔۔

اچھا سنو! اس کمرے سے باہر نکلے بغیر میں دوسرے کمرے میں جاسکتا ہوں مراد شاہ نے بے چینی سے اس لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔ روم نمبر ایک میں آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے معصومیت سے پوچھا

ہاں۔۔

یہ الماری کھولیں اس کے اندر ایک دروازہ ہے جو ساتھ والے کمرے کے واش روم میں کھلتا ہے اس لڑکی کے کہنے کی دیر تھی مراد شاہ نے فوراً الماری کھولی کپڑے ہٹائے سامنے دروازہ تھا دروازہ کھولتے وہ روم نمبر ایک کے واش روم میں داخل ہوئے کمرے میں داخل ہوتے وہ دھک رہ گئے نور بے حال بیڈ پر پڑی تھی اس کے سر گردن اور بازو سے خون نکل رہا تھا وہ تقریباً برہنہ حالت میں تھی مراد شاہ نظریں جھکا گئے۔۔ کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا نور نے بمشکل گردن کا رخ دوسری طرف کیا مراد شاہ کو خود کے سامنے دیکھ اسے شرمندگی نے گھیرا تھا اس کا دل چاہا تھا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔ نظریں جھکائے مراد شاہ نے اس کی طرف قدم بڑھاتے زمین پر گرا کنبل اٹھا کر نور کو دیا تھا نور نے فوراً کنبل تھا متے خود کو چھپایا تھا۔۔ مجھے

معاف کر دو بیٹا میں اپنی بات پوری نہیں کر سکا شرمندگی اور ادا سی سے
وہ نور سے کچھ فاصلے پر بیٹھے تھے۔۔

کوئی بات نہیں انکل میرے لیے یہی کافی ہے کہ آپ مجھے بیٹا کہہ کر
بلا تے ہیں۔ آپ جانتے ہیں میری زندگی میں آپ پہلے مرد ہیں جن کی
نظر میں مجھے اپنے لیے عزت دیکھائی دی۔ جنہوں نے ہوس بھری
نظروں سے میری طرف نہیں دیکھا، نور سر جھکائے آنسو صاف کر رہی
تھی جو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔

نور یہ فون پکڑو میں تم سے کنٹیکٹ کروں گا بہت جلد میں تمہیں یہاں
سے نکال۔ میں یہ فون نہیں رکھ سکتی اور آپ مجھ سے کنٹیکٹ کرنے کی
کوشش مت کیجئے گا کیونکہ شد اور یہاں پر رہا کرے گا اب۔ وہ اپنی بیوی
سے یہ کہہ کر کہ وہ ڈیڑھ دو سال کے لیے بیرون ملک جا رہا ہے نور مراد
شاہ کی بات کاٹتے ہوئے ادا سی سے بولی تھی۔

یعنی تم اور دو سال اس کے ساتھ ناجائز تعلقات میں رہو گی۔ مراد شاہ کو اس کی حالت دیکھ کر بے انتہاد کھ ہوا تھا۔

میری قسمت یہی ہے انکل سات سال ہو گئے ہیں مجھے یہاں آئے۔ چار سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے شد اور خان کو جیتے ہوئے لیکن ابھی تک اس سب کی عادی نہیں ہو پائی میں میری وجہ سے آپ خود کو مصیبت میں مت ڈالیں، جب میری قسمت میں یہاں سے نکلنا لکھا ہو گا میں نکل جاؤں گی نور نے احترام سے ان کا ہاتھ پکڑتے اپنی پیشانی سے لگایا تھا۔

بے شک بیٹا جب تک خدا نہیں چاہے گا آپ یہاں سے نہیں نکل پاؤ گی، میں آپ سے کنٹیکٹ نہیں کروں گا لیکن یہ موبائل آپ اپنے پاس رکھ لو تاکہ اگر آپ کو کبھی میری ضرورت پڑے تو کال کر لینا ٹھنڈی آہ

خارج کرتے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر جانے لگے بے ساختہ ان کے
قدم رکے تھے۔

بیٹا یہ کچھ پیسے رکھ لو آپ اپنے پاس کوئی پتہ نہیں کب آپ کو موقع مل
جائے یہاں سے بھاگنے کا اور یہ آپ کے کام آئیں مراد شاہ نے اپنے
بٹوے میں جتنے پیسے تھے سب نکال کر نور کو پکڑا دیے۔

اسے احسان مت سمجھنا۔ یہ ایک باپ اپنی بیٹی کو دے کر جا رہا ہے۔
بیٹی؟ آنکھوں میں آنسو لیے بے یقینی سے ان کی طرف دیکھنے لگی۔
میری کوئی بیٹی نہیں ہے لیکن جب آپ کو دیکھتا ہوں تو میرا دل چاہتا
ہے خدا مجھے آپ جیسی بیٹی دے نور مراد شاہ کی طرف قدم بڑھاتے ان
کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔ مراد شاہ نے
اس کے بال سہلاتے ہوئے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔ انکل یہ
گھڑی رکھ لوں میں مراد شاہ کی گھڑی کی طرف اشارہ کیا۔

اپنا دھیان رکھنا گھڑی نور کو پکڑاتے نم آنکھیں لیے دوبارہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ادا سی سے مسکراتے وہ روم نمبر دو میں چلے گئے۔

آپ کی اولاد بہت خوش قسمت ہے کہ ان کے پاس آپ جیسا باپ ہے، اللہ آپ کو بیٹی دے انکل لیکن مجھ جیسی نہ دے نور نے ان کی گھڑی کو آنکھوں سے لگایا۔

مراد شاہ روم نمبر دو میں آتے اپنے جیکٹ سے ڈھیروں پیسے نکال کر اس 19 سالہ لڑکی کے ہاتھ میں پکڑا دیے۔ یہ چندہ بائی کو دے دینا۔ ڈرامت کرو آج کے بعد اگر تمہیں کسی مرد کے کمرے میں بھیجا جائے کمزور بن کر نہیں ایک مضبوط عورت بن کر اپنا دفاع کرنا اور کسی کو یہ مت بتانا کہ میں روم نمبر ایک میں گیا تھا مراد شاہ کہتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔

شد اور کہاں جا رہے ہیں آپ لیلیٰ نے اس کے سامنے کھڑے ہوتے
ہچکچاتے ہوئے پوچھا تھا۔ مجھے ضروری کام کے سلسلے میں بیرون ملک
جانا ہے دو سال تک شاید واپسی نہ ہو پائے لیلیٰ کی کمر کے گرد بازو لپیٹے
اس کی ناک سی ناک مس کیا۔ شد اور نے ایک پل کے لیے پاس
کھڑی نیشہ کو دیکھا۔

شد اور تھوڑی دیر رک جائے۔ ایک گھنٹہ بھی نہیں ہوا آپ کو گھر آئے
لیلیٰ کانپ رہی تھی اسے معلوم تھا شد اور نور کے پاس جا رہا ہے شد اور
جب گھر آیا تھا اس کے کپڑوں سے کسی اور عورت کی خوشبو آرہی تھی
۔۔

نہیں بیوی مجھے کام لیلیٰ شد اور کے قریب ہوتے اس کے لبوں پر لب
رکھ گئی اسے اس کے علاوہ شد اور کو روکنے کا کوئی اور راستہ نظر نہ آیا اس
ہوس پرست انسان کو روکنے کا صرف یہی راستہ تھا۔۔ شد اور لیلیٰ کے

یوں قریب آنے پر بہکتے اس پر حاوی ہوا تھا۔ لیلیٰ آنسو بہاتے اسے خود
کے قریب آنے دے رہی تھی۔ پاس کھڑی معصوم سی نیشہ شدا اور کو
اپنی ماں کو نوچتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔

لیلیٰ کی نظر جب نیشہ پر پڑی۔ اسے علم نہ ہوا تھا وہ کب کمرے میں داخل
ہوئی تھی اس نے شدا اور کو خود سے دور کرنا چاہا لیکن شدا اور خان مکمل
طور پر بہک چکا تھا اسے یہ تک خیال نہ آیا اس کی بیٹی پر اس سب کا کیا اثر
پڑے گا۔ وہ ایک سالہ بچی سہم کر صوفے کے پیچھے چھپ کے بیٹھ گئی
۔۔

شدا اور خان اپنی خواہش لیلیٰ سے پوری کرتے کمرے سے چلا گیا شدا اور
کے باہر جاتے ہی لیلیٰ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ وہ کیسے بھول گئی تھی وہ
انسان صرف اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے رک سکتا تھا۔۔

لیلیٰ لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ صوفے کے پیچھے چھپی نیشہ کو اٹھاتے
اپنے سینے سے لگاتے اونچی آواز میں رونے لگی۔

میری پیاری بیٹی ڈر گئی تھی لیلیٰ دیوانہ وار اس کا چہرہ چوم رہی تھی۔ نیشہ
اپنے خشک لبوں پہ زبان پھیر رہی تھی شد اور جب گھر آیا تھا لیلیٰ نیشہ کو
دودھ بنا کر دینے لگی تھی اسے روکنے کی خاطر اس کے پیچھے کمرے میں
آئی تھی اس کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے پچھلے پانچ گھنٹوں سے اس کی بیٹی
بھوک سے تڑپ رہی تھی۔

تیز قدم بڑھاتے نیشہ کو اٹھائے وہ کچن میں جا کر اس کے لیے دودھ
بنانے لگی نشاد دودھ پیتے ہوئے سو گئی تھی۔ آپ کی ماما بہت زیادہ بے
بس ہو گئی ہیں شروع شروع میں لگتا تھا کہ تمہارے بابا شاید مجھ سے پیار
کرتے ہیں لیکن وہ تو صرف میری خوبصورتی دیکھ کر مائل ہوئے تھے

ان کی ہوس کو میں پیار سمجھ بیٹھی لیلیٰ اسے بیڈ پر بٹھاتے اس کے ننھے
ہاتھ اپنے رخسار پر رکھتے روتے ہوئے بول رہی تھی۔۔
کبھی اپنی بیٹی کو ایسے انسان کے حوالے نہیں کروں گی جو صرف اس کی
خوبصورتی سے پیار کرے وہ اپنی بیٹی کے خوبصورت چہرے کو پیار سے
سہلا رہی تھی۔۔

شد اور بیڈ پر پھیل کر بیٹھے سامنے کھڑی نور کو دیکھ رہا تھا جو ڈری ہوئی
سہمے کانپ رہی تھی۔۔
نور جان مجھ سے ڈر کیوں رہی ہو شد اور اسے بازو سے کھینچ کر اپنی گود
میں بٹھاتے اس کے کمر کے گرد بازو لپیٹتے اپنے بے حد قریب کر
گیا۔۔ نور کی خاموشی پر شد اور خان کو تپ چڑھ گئی اسے نور کی خاموشی

برداشت نہ تھی اس کی آنکھوں میں غیض و غضب کا تاثر بڑھتے دیکھ نور
سہمی تھی۔

تم میرے سوال کا جواب کیوں نہیں دیتی اب سختی سے ہاتھوں کی
مٹھیاں بنائے غصے سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا نور نے کوئی جواب نہ دیا
وہ خاموش ہو گئی تھی شد اور اس سے کچھ بھی پوچھتا وہ خاموشی اختیار کر
جاتی تھی۔

ٹھیک ہے مت دو جواب مجھے تمہاری زبان کھلوانی آتی ہے وہ درندہ بنتے
اس کے گردن پر جھکتے جگہ جگہ دانت گاڑھنے لگا پہلے سے بنے زخموں
سے خون رسنا شروع ہو گیا تھا۔ نور اسے خود سے دور جھٹکتی کی گود سے
اٹھی تھی۔

مت چھو اکرو، نفرت ہے مجھے تم سے، تمہارے چھونے سے وہ تھکن
سے بھرپور لہجہ اپناتے چلائی تھی۔

میں تم سے نفرت کرتی ہوں نور حلق کے بل چلائی تھی شد اور خان نے
اس کا چہرہ دبوچتے اسے دیوار کے ساتھ لگاتے خونخوار نظروں سے اسے
دیکھا۔۔

کیا کہا تم نے؟

نفرت۔ اس سے پہلے نور اور کچھ بولتی شد اور خان کا ہاتھ اس کے
چہرے پر نشان چھوڑ گیا۔۔ آج کے بعد یہ الفاظ تمہاری زبان پر آئے
گدی سے زبان کھینچ لوں گا میں تمہاری اس کا چہرہ چھوڑتے گردن
پکڑی تھی۔۔

مجھے زور یز سے ملنا ہے آنکھوں میں جمع ہوئے آنسو بہنے لگے بے ساختہ
شد اور خان ہامی میں سر ہلا گیا۔۔ ٹھیک ہے ملوادوں گا لیکن ابھی نہیں
شد اور خان نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ اپنا رویہ نرم کر جاتا تھا۔۔

رویامت کرو اسے چپ نہ ہوتے دیکھ اس کا چہرہ تھا متے اس کی پیشانی پر
لب رکھے اسے تکلیف ہو رہی تھی نور کے رونے پر۔۔

اس کی آنکھوں میں اپنے لیے تکلیف دیکھ نور کو حیرانگی ہوئی۔ نور کی
آنکھیں اسے اپنے سحر میں جکڑ رہی تھی شد اور خان بے خود سا ہوتا اسے
اپنے سینے سے لگا گیا۔۔ ان خوبصورت آنکھوں میں آنسو اچھے نہیں
لگتے اس کی آنکھوں پر لب رکھتے اسے باہوں میں اٹھائے بیڈ پہ بیٹھایا
۔۔ نور کو خود سے گھن آتی تھی خود سے نفرت ہوتی تھی یہ سوچ کر کہ وہ
چار سال سے زیادہ عرصے سے حرام تعلق میں رہ رہی ہے۔۔

فرسٹ ایٹ باکس نکالتے شد اور اس کے زخموں پر مرہم لگانا شروع ہو
گیا اسے زخم کی وجہ سے اتنی تکلیف نہیں ہو رہی تھی جتنی اسے ایک
نامحرم کے چھونے پر تکلیف ہو رہی تھی۔۔

پلیز شد اور مت کرو یہ اس کا ہاتھ خود سے پیچھے کرتے اس سے فاصلہ بنا
کے بیٹھی۔۔ نور کو شد اور کا درندوں والا رویہ برداشت تھا لیکن یہ دوغلا
رویہ برداشت نہ تھا۔ اسے کمر سے پکڑتے شد اور اپنے بے حد قریب
کر گیا۔ آج کے بعد مجھ سے یوں دور مت ہونا تمہاری دوری برداشت
نہیں ہے نور جان بہکے لہجے میں اس کے کان کے قریب جھکتے گھمبیر آواز
میں بولا۔۔

جلدی سے یہ پہن کر تیار ہو جاؤ ہم باہر جا رہے ہیں شد اور نے بیڈ پر پڑا
بیگ اٹھا کر نور کی گود میں رکھا۔ نور کی حالت مرنے کی مانند تھی
مترادف تھا سست قدم اٹھائے وہ واش روم میں بند ہو گئی اگر وہ تیار نہ
ہوتی تو شد اور خان نے اسے تیار کرنا شروع ہو جانا تھا۔ نور نے بیگ
کھول کر دیکھا اس کے اندر ڈیپ ریڈ کلر کی ساڑھی تھی جس کی کُرتی
نہایت چھوٹی اور سلیو لیس تھی۔۔

اے میرے خدا مجھے معاف کر دینا آنکھوں میں کئی آنسو جمع ہوتے بہنے لگے۔ ساڑھی پہن کر نور باہر آئی شد اور خان اس کی خوبصورتی میں کھوتے ٹکٹکی باندھے سے دیکھ رہا تھا۔ نور نے کمرے میں کپڑوں کے سوٹ کیس دیکھ کر نا سمجھی سے شد اور کی طرف دیکھا۔ شد اور نے چادر سے نور کو ڈھانپ کر اپنے ساتھ کوٹھے سے باہر لے گیا۔

پورے راستے بامشکل وہ اپنے آنسوؤں پر ضبط کیے بیٹھی تھی اسے معلوم تھا شد اور اسے کسی اور جگہ لے کر جا رہا ہے تاکہ جب تک اس کا من چاہے وہ اسے نوچتا رہے۔

ایک عالی شان گھر کے باہر کارر کی اسے باہوں میں اٹھائے شد اور خان نے قدم گھر کے اندر بڑھائے پورا گھر گلاب سے سجایا گیا تھا گلاب کی پتیاں زمین پر قالین کی طرح بچھی ہوئی تھی ہر طرف گلاب کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی جو ماحول کو نہایت معنی خیز بنا رہی تھی۔

کمرے کا ماحول دیکھ کر نور نے ڈر کر اپنے چہرے کو ہاتھوں میں چھپایا تھا
کمرہ اس طریقے سے سجایا گیا تھا جیسے شادی شدہ جوڑے کا کمرہ پہلی رات
کو سجایا جاتا ہے۔۔

اسے بیڈ پر بیٹھاتے اس کے قریب بیٹھا۔
مجھے اندازہ نہیں تھا تم اس قدر خوبصورت لگو گی اس ساڑھی میں نور کے
گلے میں پہنی چین سے کھلتے ہوئے بہکی نگاہوں سے اس کی طرف
دیکھتے کان کے قریب جھکتے گھمبیر آواز میں کہا۔۔ آج رات ہم دونوں
یہاں پر گزاریں گے۔

پلیز مت کریں میرے ساتھ ایسا اس کے رونے میں تیزی آئی تھی۔
میں کچھ غلط نہیں کر رہا تم طوائف ہو اور اس کا کام مرد کو خوش کرنا ہوتا

ہے اس نے تڑپ کر شد اور خان کو دیکھا۔ میں طوائف؟ نور نے کھوکھلا
قہقہہ لگاتے ہوئے خود کی طرف اشارہ کیا۔

عورت جسم بیچے تو وہ طوائف کہلاتی اور مرد جسم نوچے تو وہ کیا کہلائے گا
؟۔ شد اور خان میں نے تو اپنا جسم نہیں بھیجا تھا پھر بھی طوائف کہلا رہی
ہوں۔ تم نے مجھے خریدا مجھے نوچا پھر تم کیا کہلاؤ گے شد اور نور کے

سوال پر دھک رہ گیا۔ شد اور خان بے ساختہ ہاتھ اس کے چہرے کے
قریب لے جاتے اس کے آنسو صاف کرنے لگا۔ کتنی مرتبہ تمہیں کہا
ہے رویا مت کرو، نہیں چھوگا تمہیں اسے چپ ہوتے نہ دیکھ اس کے
آنسو اپنے لبوں سے چنے لگا۔ نور نے تکلیف سے آنکھیں بند کی شد اور

خان اپنے رویے پہ بے حد حیران ہوتا اسے کمرے میں اکیلا چھوڑتے
سٹڈی روم میں بند ہو گیا۔ میں اس کے ساتھ اپنا رویہ کیوں نرم کر رہا
ہوں وہ صرف ایک طوائف ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں اور طوائفوں

سے صرف طلب پوری کی جاتی ہے شد اور خان پاگلوں کی طرح سٹڈی
میں چکر لگاتے اپنی بال پکڑے چلایا تھا۔

ہاں وہ صرف ایک طوائف ہے وہ پسینے سے بھیک چکا تھا اپنی شرٹ اتار
کر اس نے چیئر پر پھینکی۔ اس کے آنسو کیوں مجھے تکلیف دیتے ہیں۔

کیوں اس کا رونا مجھ سے برداشت نہیں ہوتا ٹیبل پر پڑی چیزوں کو ہاتھ
مارتے زمین پہ بوس کر چکا تھا۔ وہ جھنجھلا کر سٹڈی روم سے باہر آتے

۔ بیڈ پر بیٹھی روتی ہوئی نور کے قریب جا کے اس کی کمر کے گرد بازو

لپیٹتے اپنے بے حد قریب کرتے اس کے لبوں پر چکا تھا۔

شد اور خان درندہ بنتے پھر سے اس معصوم کو نوچنا شروع ہو گیا نور کے
لبوں پر تکلیف دہ کھوکھلی مسکراہٹ تھی۔ ایک دن تم بھی اسی طرح تڑپو

گے شد اور خان جیسے تم مجھے تڑپا رہے ہو دل میں کہتے آنسو سے بھری

آنکھوں کو بند کرتے ہاتھوں کی مٹھیاں بنائی آنکھوں میں جمع ہوئے
آنسو روز و قطار بہتے تکیے میں جذب ہو رہے تھے۔

شد اور خان اوندے منہ بیڈ پر لیٹا ہوا تھا جب اس کا فون رنگ ہوا داؤد کا
نام جگمگا رہا تھا۔ آ رہا ہوں میں، جب میرا موڈ اچھا ہوتا ہے فون کر کے
بکو اس کرنا شروع ہو جاتے ہو شد اور نے اس کی بات سننے بغیر
پھنکارتے ہوئے کال کٹ کر گیا۔ شد اور فریش ہو کر اپنی شرٹ پہنتے
ہوئے نور کو اکیلے اس گھر میں چھوڑتے چلا گیا۔

نور بالکنی میں جاتے اپنا سر تھام کر رونا شروع ہو گئی اچانک اس کی نظر
سامنے والے گھر پر گئی ارد شیر اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑے چائے
پی رہا تھا نور کی آنکھیں چمکی تھی تین سال بعد اپنے دوست ارد کو دیکھ
کر۔ اس کا شدت سے دل چاہا تھا اس سے جا کے ملے باتیں کرے

لیکن وہ اپنی مجبوری کی وجہ سے نہیں جاسکتی تھی اس نے خود ہی اپنے
مخلص دوست کو خود سے دور کیا تھا۔۔۔

کاش ارد میں تم سے مل پاتی تم سے باتیں کر پاتی، اپنے دکھ تم سے بانٹ
پاتی ادا سی سے مسکراتے ہوئے وہ ارد کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ اچانک ارد شیر
نے اپنی باری پلکوں کو اٹھاتے نور کو دیکھا تھا اسے ایک پل کے لیے یقین
نہ آیا تھا اس کی دوست اس کی محبت اس کے سامنے ہے۔۔۔ جلد بازی
میں وہ چائے کا کپ ٹیبل پر رکھنے لگا تھا کنارے پر رکھنے کی وجہ سے کپ
زمین پہ بوس ہو گیا وہ بھاگتے ہوئے مین گیٹ کے باہر آیا جس گھر میں
نور تھی۔۔۔ سر آپ کو کس سے ملنا ہے ایک بڑھے شخص نے پیار
بھرے لہجے میں اس سے پوچھا۔۔۔

انکل مجھے میری دوست سے ملنا ہے ارد شیر نور پر اپنی آنکھیں گاڑھے
بولا تھا۔۔۔ دیکھو یہاں پر تمہاری کوئی دوست نہیں ہے بڑھے آدمی نے

اپنے لہجے کو سخت کیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا شاید اور خان نور کو خرید کر یہاں لایا ہے۔ انکل آنے دیں اسے نور بالکنی میں کھڑی چلائی تھی گارڈنا چاہتے ہوئے بھی ڈرتے ہوئے ارد شیر کو اندر جانے دیا۔

ارد شیر کے اندر داخل ہوتے کچھ پل بعد نور گارڈن میں اس کے سامنے کھڑی تھی۔

کیسی ہو؟ جھجھکتے ہو گئے اس نے سوال کیا۔ تمہارے سامنے ہوں

آنکھوں میں چمک لیے اداسی سے مسکراتے ہوئے اس کی طرف

دیکھا۔ امید کرتا ہوں میرے جانے کے بعد تمہاری زندگی آسان

ہو گئی ہو گی ارد شیر کے لہجے میں نمی شامل ہوئی تھی۔

آسانی کا تو معلوم نہیں لیکن ایک مخلص دوست کو خود سے دور کر کے

بہت پچھتائی تھی، اور اپنے اس مخلص دوست کو تکلیف سے بچانے کے

لیے خود سے دور کیا تھا آخری الفاظ دل میں کہے۔

مخلص مت کہو نور مجھے، کیونکہ مرد اور عورت کبھی دوست نہیں ہوتے
کسی ایک کے دل میں دوسرے کے لیے پیار پیدا ہو جاتا ہے اور دوستی
بدنام ہو جاتی ہے ارد شیر نظر چراتے ہوئے کہہ کر آخری بات دل میں
کہیں تھی۔۔

ایسا کیوں کہہ رہے ہو تم میرے لیے تم مخلص ہو ارد بے اختیار نور نے
اس کا ہاتھ پکڑا تھا اپنی حرکت پر غور کرتے نور نے جھٹکے سے اس کا ہاتھ
چھوڑ دیا۔ تین سال میں تم کتنے لمبے ہو گئے ہو نور سر تا پاؤں تک
ارد شیر کو دیکھتے ہوئے بولی تھی تین سال میں اس کا قد چھ فٹ ہو چکا تھا
۔۔

" عمر کے ساتھ قد بڑھ جاتا ہے۔

میرا تو نہیں بڑھا نور نے اپنے آپ کو دیکھتے دکھ سے سر ہلایا تین سال
پہلے بھی اس کا قد پانچ فٹ ہی تھا۔ ہم دونوں ہم عمر ہیں لیکن تو تم مجھ

سے لمبے کیوں ہو نور اس کے کندھے پر مکار کر منہ بناتے آنکھیں پٹیٹا
کر رخ دوسری طرف کر گئی۔۔

اب اس میں میری کیا غلطی ہے جو مجھے مار رہی ہو تم ارد شیر کو اس کا یوں
خود سے فری ہونا بے حد اچھا لگا تھا لیکن اس کے سامنے ناراض ہونے
کی ایکٹنگ کرتے بولا تھا۔۔

ہم دونوں دوست ہیں، ہماری عمر بھی ایک جتنی ہے، ہماری عادتیں بھی
ایک جیسی ہیں پھر ہماری ہائٹ ایک جیسی کیوں نہیں ہے نور کو بے حد
غصہ آ رہا تھا کہ ارد شیر کی ہائٹ اس سے لمبی کیسے ہو گئی۔ نور کی ایک
بات نے اسے مستقبل میں توڑنا تھا اسے احساس دلانا تھا کہ اس نے غلط
کہا تھا۔۔

ان دونوں کی عادتیں واقعی میں ایک جیسی تھیں دونوں کو کالارنگ پسند
تھا اور وہ کالے کپڑے پہنے اپنی کمر پر ہاتھ رکھ کے ایک دوسرے کو گھور

رہے تھے ان کی ملاقات پر ہمیشہ اتفاق ہوتا تھا کہ وہ دونوں ایک ہی
زاویے میں ایک ہی ایکسپریشن چہرے پر سجائے ایک دوسرے کی
طرف دیکھ رہے ہوتے تھے۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہو میری طرف غصے سے صحیح کہا ہے میں نے
دوستوں کی سب چیزیں ایک جیسی ہوتی ہیں تو پھر تمہاری ہائٹ کیوں
لمبی ہوئی ہے۔

ہماری عمر ایک جیسی ہے کچھ عادتیں ایک جیسی ہیں لیکن محترمہ میں لڑکا
ہوں تم لڑکی ہو اور ان کی جسامت میں کافی زیادہ فرق ہوتا ہے میرے
خیال سے ارد شیر چہرے پر ہاتھ رکھتا سر نیچے کرتے سر ہلاتے ہوئے بولا
تھا۔۔ مجھے معلوم ہے لیکن تمہاری ہائٹ کیسے لمبی ہو گئی تم نے جو کھایا
ہے وہ مجھے بھی دو میں کھاؤں گی پھر میری ہائٹ بھی تمہارے جتنی ہو
جائے گی ہم دونوں سیم سیم ہو جائیں گے نورتالیاں بجاتے ہوئے خوش

ہوتے اس کا بازو پکڑتے آنکھوں میں چمک لیے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

آج پہلی بار اس نے نور کو اس کی عمر کے مطابق حرکتیں کرتے دیکھا تھا بچوں کی طرح خوش ہوتے دیکھا تھا سچ میں 17 سال کی لگ رہی تھی۔۔ ارد کیا ہوا۔۔

نور آج پہلی بار تم اپنی عمر کے مطابق حرکتیں کر رہی ہو ارد شیر نے خوش ہوتے اسے بازو سے پکڑتے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔ نور اس کی بات پر ایک دم سنجیدہ ہوئی تھی۔۔

ارد تمہارے ساتھ رہتے نہ جانے کیوں میں بچوں جیسی حرکتیں کرنا شروع ہو جاتی ہوں۔ میں بچی نہیں بننا چاہتی نور اپنے بازو سے اس کے ہاتھ ہٹاتے چہرہ ہاتھوں میں چھپائے رونا شروع ہو گئی۔۔

کیوں نور؟ تم یہ سب اس شد اور کی وجہ سے کہہ رہی ہو ارد شیر نے
حیران ہوتے سوال کیا نور کی بات پر اس کے زہن میں پہلا خیال ہی اس
درندے کا آیا تھا۔ ایسی بات نہیں ہے ارد نور نے نظریں چرائی۔
اچھا چھوڑو یہ بتاؤ تمہارا بیٹا کیسا ہے ارد شیر نے بمشکل یہ الفاظ بولے تھے
وہ جانتا تھا یا اس کا خدا سے یہ الفاظ بولتے وقت کس قدر تکلیف ہوئی
تھی۔۔ نہیں معلوم نور نے کندھے اچکائے۔۔

کیا مطلب نہیں معلوم تمہارا بیٹا ہے۔ کیا شد اور اسے تمہارے پاس
واپس نہیں لے کر آیا۔۔ نہیں اس نے میرے بیٹے کو مجھ سے ہمیشہ کے
لیے دور کر دیا، میرا دل بہت چاہتا ہے میں اپنے بیٹے سے ملوں، تم مجھ
سے ملنے آجایا کرو گے یہاں پر۔ تم سے مل کر میرا دل ہلکا ہو جاتا ہے نور
نے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تھا ارد شیر نے فوراً اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔

بالکل میرا گھر سامنے ہی تو ہے جب تمہارا دل چاہے مجھ سے ملنے کا مجھے
بس ایک آواز دینا میں حاضر ہو جاؤں گا الدین کے جن کی طرح نور اس
کی بات پر کھلکھلا کے ہنسی تھی اردنے دل میں اس کی ہنسی کی نظر اتاری
تھی۔۔

او کے الدین کے جن اب اپنے چراغ میں واپس چلے جاؤ کیونکہ اصل
والا جن آنے والا ہے نور نے مسکراتے ہوئے اندر جانے کے لیے قدم
بڑھائے اردشیر کی نظروں نے اس کاتب تک پیچھا کیا جب تک وہ گھر
کے اندر جا کے دروازہ بند نہ کر گئی۔۔ مسکراتے ہوئے وہ اپنے گھر واپس
چلا گیا وہ بے حد خوش تھا تین سال بعد نور سے مل کر۔۔
کیا بات ہے سکندر بیٹا بہت خوش ہو آپ اماں جی اس کے پاس بیٹھے سر پر
ہاتھ رکھتے ہوئے خوشی سے بولی تھی۔۔

اماں جی میں آج نور سے ملا ارد شیر ان کی گود میں سر رکھ کے لیٹ گیا
اماں جی تب سے ان کے گھر ملازم تب کرتی تھی جب ارد شیر کے ماں
باپ زندہ تھے وہ ایک سال کا تھا جب اس کے ماں باپ اس دنیا سے چلے
گئے ان کے بعد اماں جی نے ارد شیر کو پالا تھا انہوں نے شادی نہ کی تھی
تاکہ وہ اس کی تربیت اچھے سے کر سکے۔۔

یہ تو اچھی بات ہے اماں جی اس کے بال سہلانے لگی ارد شیر جلد ہی گہری
نیند سو گیا اماں جی نے مسکراتے ہوئے اس کی پیشانی پر پیار کیا تھا وہ ہر چیز
سے بڑھ کے اسے کو چاہتی تھی ان کی زندگی کا کل اثاثہ وہی تھا۔۔

امی جان میری گڈ وکب آئے گی ارسلان اسماء کے پاس بیٹھے ہاتھ پاؤں
صوفے پر مار رہا ہے۔۔

جب اس نے آنا ہو گا آ جائے گی احمد ارسلان کو اٹھا کر دوسرے صوفے پر بٹھاتے اسماء کے ساتھ بیٹھ گیا۔ دادو بابا نے امی سے دور بٹھا دیا بابا گندے ہیں ارسلان مراد شاہ کے سینے سے لگتے دھہارے مار کر روتے ہوئے بولا تھا۔ ذرا جو تم میں شرم ہوا احمد میرے بیٹے کو رلا کے تمہیں سکون ملتا ہے مراد شاہ نے احمد کا ہاتھ پکڑتے کھینچ کر اسے اسماء سے دور کیا وہ گرتے ہوئے بچا تھا انہوں نے ارسلان کو اسماء کی گود میں بٹھا دیا وہ اپنی ماں کی گود میں بیٹھتے ہی اس کے سینے سے چپک گیا۔

بابا اس چیونگم کو میری بیوی سے دور احمد کھا جانے والی نظروں سے ارسلان کو دیکھ رہا تھا۔ مراد شاہ کو جو تا پکڑتے دیکھ احمد کی زبان کو بریک لگی تھی۔

بابا صحیح کہہ رہا ہے احمد، ہماری بیویوں کے ساتھ چپک کے بیٹھا رہتا ہے یہ چیونگم سجاد شاہ کو رات کا اس پہ بے حد غصہ تھا۔ اسماء انشا بیٹا آپ

دونوں آج سے ایک کمرے میں سویا کرو گی پارس کو اپنے ساتھ لے کر،
اور باقی بچوں کو یہ دونوں بھائی سنبھالا کریں گے اور خبردار میراں بیگم
اگر آپ نے اپنے بیٹوں کا ساتھ دیا مراد شاہ پیار بھرے لہجے میں انشا اور
اسماء سے کہتے سختی سے میراں بیگم کو ڈانٹنے لگے۔

بابا یہ غلط بات ہے ہماری بیویاں ہیں اور یہ ہمارے ساتھ رہیں گی دونوں
بھائی فوراً بولے تھے۔

زبان نہ چلاتم دونوں اور خبردار اگر تم دونوں نے میرے بیٹے کو کچھ کہا،
میں یہ بھی لحاظ نہیں کروں گا کہ تم دونوں تین تین بچوں کے باپ ہو
جو تانا ٹھا کر مارنا شروع ہو جاؤں گا تم دونوں کو مراد شاہ غصے اور اشتعال
سے کہتے ہوئے گھر سے چلے گئے انہیں آفس میں ضروری کام تھا۔

یہ چیونگم نہیں بچے کا آج ہم سے احمد اور سجاد ارسلان کو اسماء کی گود سے اٹھاتے ایک پاؤں احمد نے پکڑا اور ایک سجاد نے پکڑ کے اسے الٹا لٹکادیا۔۔۔ ارسلان اونچی آواز میں رونا شروع ہو گیا۔۔۔

چپ کر و تمہاری وجہ سے بابا نے ہماری بیویوں کو علیحدہ کمرے میں رہنے کا کہا ہے وہ دونوں غصے سے چلائے تھے ارسلان آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے غصے سے دونوں کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔

ہمارے معصوم بیٹے کو چھوڑیں پاس ارسلان شاہ کی دونوں مائیں اپنے شوہروں کے پاس کھڑے ہوئے غصے سے بول رہی تھی۔۔۔ معصوم تو بہ استغفر اللہ، اگر یہ معصوم ہے ناتو ہم دونوں بھائی بد معاش ہیں دونوں نے ارسلان کی طرف گھورتے ہوئے اپنی اپنی بیوی سے کہا تھا۔۔۔

دیکھو ذرا اپنے معصوم بیٹے کو کیسے اپنے باپ کی طرف گھور کے دیکھ رہا ہے احمد کو سمجھ نہیں آ رہا تھا یہ فتنہ کیا کس پر ہے۔۔۔۔۔ بابا میں دادا ابو پہ

گیا ہوں ارسلان چہرے پر دنیا جہاں کی معصومیت سجائے آنکھیں پٹیٹا
کر بلائی لب باہر نکالتے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں سے تھامتے بے
حد پیار سے بولا تھا۔ احمد کو ایک پل کے لیے بے حد حیرانگی ہوئی تھی
کہ ارسلان کو ان کی سوچ کیسے پتہ چلی۔۔

امی ساڈا پیو کدے تے گیا اے (امی ہمارے بابا کس پر گئے ہے) ارسلان
کی بات پر دونوں نے اپنی ماں سے جھنجھلا کر پوچھا تھا۔

جا کے اپنے باپ سے پوچھو کس پر گیا ہے میراں بیگم اکتاہٹ بھرے
لہجے میں کہتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی وہ تنگ آگئی تھی ان کے
روز روز کے چونچ لگانے پر۔۔۔ بابا میں دادو سے پوچھ کر کہ وہ کس پر
گئے ہیں پھر میں آپ کو بتا دوں گا ارسلان نے معصومیت سے آنکھیں
پٹیٹا کر کہتے ہوئے احمد شاہ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر موبائل نکال لیا تھا
جو احمد شاہ نہ دیکھ پائے تھے۔۔

ہاں تو جا کر بابا سے پوچھے گا پھر بابا جو تاتا تار کے سو جوتے ہمارے سر پہ
پورے کرے سجاد شاہ جل کر طنزیہ لہجے میں بولے تھے۔۔ امی جان،
ماں جان مجھے الٹی آرہی ہے ارسلان رونے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے بولا
تھا۔۔ سجاد میرے بیٹے کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اسے نیچے اتار دے انشا
کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔

بہانے کر رہا ہے یہ کچھ بھی نہیں ہوا اسے سجاد شاہ نے اس کی کمر پر تھپڑ
مارا تھا ارسلان اونچی آواز میں رونے لگ گیا انشا ان دونوں بھائیوں کو
ارسلان سے دور کرتے اسے اپنے سینے سے لگا گئی۔۔

میرا بچہ میرا پیارا بیٹا انشا دیوانہ وار اس کا چہرہ چوم رہی تھی مراد شاہ
ضروری فائل گھر بھول گئے تھے وہ لینے کے لیے واپس آئے ارسلان کو
روتے دیکھ تیز قدم اٹھاتے اسے اپنی گود میں لیے سینے سے لگا گئے۔۔

میرے بیٹے کو کیا ہوا مراد شاہ نے اس کے آنسو صاف کرتے اس کی پیشانی پر آئے بال پیچھے کرتے پوچھا۔ دادو بابا نے اور بڑے بابا نے مجھے مارا اور مجھے الٹا لٹکایا رسلان ہاتھ نچاتے ہوئے کہہ کر مراد شاہ کی گردن میں چہرہ چھپا گیا۔

مراد شاہ نے خونخوار نظروں سے اپنے دونوں بیٹوں کی طرف دیکھا ان کی آنکھوں میں غیض و غضب کا تاثر بڑھتے دیکھ دونوں نے گھبرا کر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ بابا ہم نے کچھ نہیں کیا یہ جھوٹ بول رہا ہے آپ بے شک ان سے پوچھ لے دونوں یک زبان میں کہتے اپنی اپنی بیوی کی طرف اشارہ کر گئے، وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگی مرتی کیا نہ کرتی کے مترادف ان دونوں کی حالت ہو گئی تھی اگر سچ بتاتی تو ان دونوں کے شوہروں کی چھترول ہو جانی تھی اگر جھوٹ بولتی تو ان کا بیٹا جھوٹا ثابت ہوتا اور سچ پتہ چلنے پر انہیں بھی ڈانٹ پڑتی۔

مراد شاہ کو اسماء اور انشاء کی حالت دیکھتے انہیں سمجھ لگ گئی تھی کہ وہ
دونوں کچھ نہیں کہیں گی۔۔۔ دادویہ دیکھیں انہوں نے مجھے مارا ہے اور
الٹا لٹکایا ہے ارسلان نے موبائل مراد شاہ کے سامنے کیا اس میں ویڈیو
چل رہی تھی جس میں احمد اور سجاد نے اسے الٹا لٹکایا ہوا تھا اور سجاد نے
اس کی کمر پر تھپڑ مارا تھا احمد ارسلان کے ہاتھ میں اپنا موبائل دیکھتے
حیران ہوتے اس نے اپنی پاکٹ میں ہاتھ ڈالا پاکٹ خالی تھی۔۔
ویڈیو دیکھتے مراد شاہ کو خود پر کنٹرول کرنا مشکل لگ رہا تھا ان کا دل چاہ
رہا تھا اپنے بیٹوں کے سر پر سو کی تعداد میں جوتے مارے۔۔۔ پاس بیٹا
آپ اندر جاؤ مجھے آپ کے بابا اور بڑے بابا سے ضروری بات کرنی ہے
انہوں نے ارسلان کو نیچے اتارا ارسلان بھاگتے ہوئے اپنے کمرے میں
چلا گیا۔۔

مراد شاہ نے اپنا بیلٹ اتارتے دونوں کو مارنا شروع ہو گئے۔۔

مامو!۔۔۔

جب ارسلان کو انہوں نے الٹا لٹکایا تھا جیسے تب خاموش رہی تھی تم
دونوں اب بھی خاموشی سے کھڑی رہو مراد شاہ سختی سے کہتے ان
دونوں کو پھر سے بیلٹ سے مارنا شروع ہو گئے۔ احمد اور سجاد کی چیخیں
سن کر میرال بیگم تقریباً بھاگتے ہوئے نیچے آئی۔ انہوں نے اپنے
شوہر کے ہاتھ سے بیلٹ کھینچ کر اپنے بیٹوں سے دور کیا تھا۔

مراد کیا کر رہے ہیں آپ جو ان بیٹوں کو مار رہے ہیں احمد اور سجاد کی
طرف ہاتھ بڑھاتے انہیں کھڑا کیا تھا۔ تمہارے ان جوان بیٹوں کو
شرم نہیں آتی اپنے تین سالہ بیٹے کو الٹا لٹکا کر مارتے ہوئے، انسان
ایک دفعہ اس طرح کی حرکت کرتا حد دو دفعہ کر لیتا ہے لیکن تمہارے
ان جوان بیٹوں کو شرم ہی نہیں آتی، پرسوں بھی انہوں نے ارسلان کو
کمرے میں بند کر دیا تھا تاکہ وہ ان دونوں کی بیویوں کے پاس نہ جائے یہ

حرکت ان کے کرنے والی تھی اپنے تین سالہ بیٹے کے ساتھ مراد شاہ
غصے سے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں بولے
تھے۔۔

میرال بیگم خاموش ہو گئی ان کے پاس بولنے کے لیے کچھ نہیں بچا تھا
۔۔ مراد شاہ غصے سے بھرے اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔
وہ تینوں بھی غصے سے اور اسی سے ان کی طرف دیکھ کر اپنے اپنے
کمروں میں چلی گئیں۔۔

احمد ہمارے اٹے کاموں کی وجہ سے مار پڑی ہے آج اپنی بیویوں کے
سامنے۔۔

صحیح کہہ رہے ہیں بھائی لیکن ایک بات سمجھ نہیں آئی ارسلان نے
میرے پاکٹ سے موبائل کب نکالا تھا اور اسے ویڈیو بنانے کس نے
سکھائی احمد کی بات پر سجاد شاہ بھی سوچ پہ پڑ گئے۔۔

وہ دونوں یہ بات بھول گئے تھے کہ ان کا باپ میجر کے ساتھ ہیکر بھی ہے اور پاس ارسلان احمد شاہ پورا دن اپنے دادو کے پاس رہتا تھا جب وہ کمپیوٹر چلاتے تھے ان کی گود میں بیٹھ کر ان کی ہاتھوں کی ایک حرکت پر دھیان دیتا تھا۔ تین سال کی عمر میں اس نے موبائل، کمپیوٹر اور لیپ ٹاپ کو ہینڈل کرنا سیکھ لیا تھا اس نے ایک اور کارنامہ سرانجام دیا تھا جو ابھی اس کے باپ کو معلوم نہیں تھا۔

آپی احمد کیوں کرتے ہیں اس طرح ارسلان کے ساتھ وہ رورہی تھی۔ اسماء کیوں تم چھوٹی چھوٹی بات پر رونا شروع ہو جاتی ہو انشانے اسے اپنے ساتھ لگاتے اس کے آنسو صاف کیے تھے۔ اتنا مت رویا کرو بچے کی صحت پر برا اثر پڑے گا کچھ دیر رہ گئی ہے تمہاری بیٹی کی پیدائش میں

بیٹی؟ اسماء نے خوشی اور حیرانگی سے اپنی بہن کا ہاتھ پکڑتے پوچھا تھا اسے
یہ تھا کہ پہلے بھی اس کے تین بیٹے پیدا ہوئے ہیں شاید اب بھی بیٹا ہی
ہو۔۔۔ جی بیٹی مجھے یہ کافی دیر کا معلوم تھا، میں تم سے جھوٹ بولتی تھی
کہ ابھی پتہ نہیں چل رہا کہ بیٹا ہے یا بیٹی، میں اپنی بہن کو سر پر اتر دینا
چاہتی تھی اسماء خوش ہوتے انشا کے گلے لگ گئی۔۔۔

آپ نے وجہ بتائی تھی کہ مجھے ابھی تک سکھایا نہیں گیا کہ کیسے پتہ چلتا
ہے بیٹا ہے یا بیٹی، میں بھی ڈاکٹر بن رہی ہو، مجھے معلوم ہے ایک یادو
سممیسٹر کے بعد یہ سب سکھا دیا جاتا ہے اسماء نے آنکھیں چھوٹی کر کے
اپنی بہن کی طرف دیکھا اسماء نے اپنا کالج کمپلیٹ کر لیا تھا بچے کی پیدائش
کے بعد اس نے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینا تھا۔۔۔

میری بہن ہے سیے ارسلان کمرے میں داخل ہوتا خوشی سے اچھلتے
بھاگتے ہوئے بیڈ پر چڑھ کے انشا کی گود میں بیٹھا تھا۔۔۔

ارسلان مجھے ایک بات بتاؤ گے آپ؟ انشانے رخسار کھینچے ارسلان ہاں
میں سر ہلا گیا۔

آپ نے ویڈیو کب بنائی تھی انشانے آنکھیں چھوٹی کر کے ارسلان کو
دیکھا۔

جب بابا اور بڑے بابا نے مجھے الٹا لٹکایا ہوا تھا ارسلان کہتے ہی انشاء کی
گردن میں چہرہ چھپا گیا۔ آپی وہ سنبھال لیں گے بچوں کو؟۔
اللہ بہتر جانتا ہے اسماء، مجھے نہیں معلوم ہمارے بچوں کا کیا حال ہوگا
جب ان کے باپ انہیں سنبھالیں گے دونوں تاسف سے سر ہلاتی ہوئی

سونے کے لیے لیٹ گئی ارسلان ان دونوں کے درمیان میں لیٹ کر
چھت کی طرف دیکھنے لگا اسے پھر کوئی شرارت سو جھ رہی تھی۔

احمد سیان کو اور سجاد عالیان کو اٹھائے چکر لگا رہے تھے۔ بھائی مجھے لگتا
ہے انہیں بھوک لگی ہوئی ہے اس لیے رو رہے ہیں احمد سیان کو ہلاتے
ہوئے بول رہا تھا وہ دونوں چپ ہونے کا نام نہیں لے رہے تھے ان
دونوں نے قدم کچن کی طرف بڑھائے۔

احمد انہیں کون سا دودھ دینا ہے پاؤڈر والا یا پھر جو ہم پیتے ہیں وہ والا سجاد
نے پاؤڈر والا دودھ نکالتے ہوئے پوچھا تھا۔

بھائی میرے خیال سے پاؤڈر والا دیتی ہے اسماء بچوں کو احمد نے سیان اور
سجاد نے عالیان کو شیلف پر لٹا دیا وہ دونوں گلا پھاڑتے اونچا اونچا رونا
شروع ہو گئے۔

احمد تم دودھ بناؤ میں کارٹ لے کے آتا ہوں کمرے سے سجاد شاہ بھاگتے ہوئے کچن سے چلے گئے۔۔

بھائی! احمد نے سجاد کو پکارا لیکن وہ جاچکا تھا۔۔ میں بچوں کو سنبھال لوں یا پھر دودھ بناؤں احمد نے ان دونوں کو اٹھا کر ہلانا شروع ہو گیا۔۔

میں نے تمہیں دودھ بنانے کا کہا تھا سجاد کچن میں داخل ہوتا چلا یا۔۔ بچے آپ یہاں پر کھڑے ہو کے سنبھال لیتے احمد ان دونوں کو سجاد کو

پکڑاتے غصے سے دودھ کا ڈبہ کھولنے لگا زیادہ جلدی بازی سے کھولنے کی وجہ سے سارا دودھ کا ڈبہ احمد کے اوپر الٹ گیا۔۔

کوئی کام تمہارے پاس اچھا نہیں ہے احمد، فیڈر میں دوسرا دودھ ڈال دو سجاد شاہ غصے سے احمد کو بولتے ہوئے ان دونوں کو کارٹ میں لٹا کر جھولا

دینے لگے وہ دونوں بے تحاشہ رو رہے تھے۔۔ وہ خاموشی سے منہ

بناتے ہوئے فیڈر میں دودھ ڈال کر سجاد شاہ کو پکڑا یا۔

بھائی باقی بچے کہاں ہیں احمد کی بات پر سجاد کی آنکھیں باہر نکلنے کو تھی۔۔
احمد تم ان دونوں کو دودھ پلاؤ میں باقی بچوں کو دیکھ کے آتا ہوں سجاد احمد
کو ان دونوں کے پاس کھڑے کرتے بچوں کے کمرے میں داخل
ہوئے ان کی حالت اور کمرے کی حالت دیکھ کر سجاد شاہ نے زمین پر
بیٹھتے اپنا سر پکڑ لیا۔۔

اذہان زیان کو مار رہا تھا عیشان پاس بیٹھ کے تالیاں بجا رہا تھا ان تینوں کے
چہروں پر مار کر سے لائیں لگی ہوئی تھی کپڑوں پر سیاہی گری تھی زیان
منہ میں جو تاڈا لے رہا تھا۔۔

الماری سے کپڑے سارے کمرے میں بکھرے ہوئے تھے۔۔ پیلو
زمین پر بسکٹ کے ریپر اور نہ جانے کیا کیا کمرے میں بکھرا ہوا تھا۔۔
یا اللہ مجھے صبر دے سجاد کھڑے ہوتے اذہان کو زیان سے دور کرتے
اسے گود میں اٹھایا تھا۔۔ اذہان کیوں مار رہے تھے اسے زیان کو گلے

لگاتے اذہان کو ڈانٹا۔۔ اذہان جو سجاد کو دیکھ کے ڈر گیا تھا ان کے ڈانٹنے پر
اونچا اونچا رونا شروع ہو گیا عیشان اذہان کو ڈانٹ پڑتے دیکھ خوش
ہوتے اور تیزی سے تالیاں بجانے لگا۔۔

سجاد نے اذہان کو گود میں اٹھایا دو سالہ عیشان نے منہ بناتے اپنے ہاتھ
سجاد شاہ کی طرف بڑھائے سجاد نے ایک ہاتھ میں زیان کو پکڑا تھا اور
دوسرے میں اذہان کو اب وہ عیشان کو کیسے اٹھاتے۔۔ انہوں نے اذہان
کو نیچے اتار کے عیشان کو اٹھالیا۔۔

سجاد شاہ ان تینوں کو لیے نیچے جانے لگے جب احمد سیان اور عالیان کو
اٹھائے کمرے میں داخل ہوئے ان دونوں کو بیڈ پر لٹا دیا۔۔
احمد یہ رونے لگ جائیں گے۔

نہند میں تو کوئی نہیں روتا البتہ اگر آپ اس طرح اونچی آواز میں بولیں
گے تو پھر ضرور ان کا سپیکر شروع ہو جانا ہے احمد نے ان کے اونچی
بولنے پر طنز کیا تھا سجاد شاہ ہاں سر ہلاتے صوفے پر بیٹھ گئے۔

بابا بولتو لدی ہے (بابا بھوک لگی ہے) عیشان اور زیان آنکھوں میں آنسو
لیے اپنے اپنے بابا کی طرف دیکھنے لگے۔ احمد میں تھک گیا ہوں انہیں
کھانا لاکے دو۔

بھائی جی میں بھی تھک گیا ہوں احمد بچوں کے چھوٹے سے بیڈ پر پھیل
کے لیٹ گیا وہ آدھا بیڈ پر اور آدھا زمین پر تھا۔ ذرا جو تم میں شرم ہو بڑا
بھائی تھکا ہوا ہے اور تم اسے کام کرنے کا کہہ رہے ہو سجاد شاہ نے دکھی
ہونے کی ایکٹنگ کر کے عیشان اور زیان کو اپنی گود میں بٹھا کر ان کے
بال سے سہلانے لگے۔

یونیورسٹی میں جاتا ہوں وہاں سے آکر آفس میں نے جانا ہوتا ہے پھر
یونیورسٹی کا سبق میں یاد کرتا ہو گھر آتے ہوئے اسماء اور بچوں کے لیے
چیزیں لانی ہوتی ہے اس کے بعد اسماء کے موڈ ونگ سٹارٹ ہو جاتے
ہیں مجھے نمکو کھانی ہے، آئس کریم کھانی ہے، گول کیے کھانے ہیں،
چاٹ کھانی ہے میرا پورا دن رات اسی سب میں گزر جاتا ہے میں بالکل
بھی نہیں تھکتا بھائی اور آپ گھر سے آفس، آفس سے واپسی پر کچھ
چیزیں بچوں اور بھابھی کے لیے لے آتے ہیں اسی سب میں آپ اتنا
زیادہ تھک جاتے ہو کیا بات ہے آپ کی بھائی۔۔ احمد کی اتنی لمبی تفصیل
پر سجاد نے خاموشی سے عیشان اور زیان کو صوفے پر بٹھاتے کمرے سے
باہر ان کے لیے کھانا بنانے چلے گئے۔۔

سجاد شاہ کچن میں کھڑے اپنا سر کھجار ہے تھے انہیں سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ
بچوں کے لیے کیا بنائیں فریج اوپن کی وہاں انہیں سیریلیک نظر آیا اس

کے پیچھے بنانے کا طریقہ کار دیکھتے اس نے بنا کر بچوں کے لیے کمرے
میں لے گیا ان تینوں کو کھلا کر سلاتے خود صوفے پر دونوں بھائی سو
گئے۔۔

اسماء نے فجر کی نماز پڑھ کر صوفے پہ بیٹھے قرآن پاک پڑھ کے بند کیا تھا
۔۔ اس کی نظر ارسلان پر گئی بے حد معصوم اور بے انتہا خوبصورت چہرہ
لیے وہ پرسکون سویا ہوا تھا۔ اللہ جی کتنی جلدی میری زندگی بدل گئی
ہے اس عمر میں لڑکیاں کھیلتی ہیں اور میں چوتھے بچے کی ماں بننے والی
ہوں وہ اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھ رہی تھی اپنے لہجے میں نئی شامل
ہونے سے وہ خود کونہ روک پائی۔۔

میرے اللہ میں تجھ سے شکوہ نہیں کر رہی بس تجھ سے یہی چاہتی ہوں
کہ مجھے میری اولاد کی اچھی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرما، میں نہیں
چاہتی کوئی میری اولاد کو یہ کہے کہ ماں کم عمر تھی اس نے بچوں کی تربیت

صحیح نہیں کی۔۔ اسماء نے قرآن پاک کو اپنے سینے سے لگایا اس کے آنسو
قرآن پاک پر گر رہے تھے۔۔

کیا سوچ رہی ہو اسماء اپنی بڑی بہن کی آواز سنتے ہی اس نے فوراً اپنے آنسو
صاف کیے۔۔ انشا اس کے ہاتھوں سے قرآن پاک لیتے صوفے پر قرآن
پاک پڑھنے کے لیے بیٹھی تھی۔۔

کچھ نہیں، آپی میں بچوں کو دیکھ کر آتی ہوں اسماء تیز قدم اٹھاتے بچوں
کے کمرے میں داخل ہوئی کمرے کی حالت اور کمرے میں موجود
انسانوں کی حالت دیکھ اس کا سر چکرانے لگ گیا۔۔

اف اللہ انہوں نے کچھ گھنٹوں میں کمرے کی، اپنی اور بچوں کی یہ حالت
بنادی ہے اگر انہیں کچھ دیر اور بچوں کو سنبھالا اسماء نے فوراً اپنے خیال کو
جھٹکا وہ اس سے آگے نہیں سوچنا چاہتی تھی۔۔

اسماء احمد کی طرف قدم بڑھاتے اسے اٹھانے لگی تھی جب اس کے پیٹ میں درد پیدا ہوتے شدت اختیار کر گیا۔

۱۔ احمد۔ درد، دردنا قابل برداشت ہونے کی وجہ سے اس کے حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ اسماء بے ہوش ہوتے زمین پر گر گئی شور کی آواز سنتے احمد اور سجاد شاہ ہڑ بڑا کر اٹھے تھے۔ اسماء کو زمین پر بے ہوش پڑے دیکھ احمد شاہ نے اسے باہوں میں اٹھاتے صوفے پر لٹایا۔

اسماء آنکھیں کھولو، اسماء جان احمد شاہ اس کے گال تھپتھپاتے ہوئے تڑپ کر کہہ رہا تھا۔

احمد میں جارہا ہوں اسماء کو لے کر فوراً نیچے آؤ سجاد شاہ بھاگتے ہوئے نیچے گئے احمد اسماء کو بازو میں اٹھاتے سجاد شاہ کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر اسے ہو سہیٹل میں لے گئے۔ مراد شاہ جو فجر کی نماز پڑھ کر گھر میں داخل

ہوئے تھے کار کو گھر سے باہر جاتے دیکھ وہ تیز قدم اٹھاتے گھر میں
داخل ہوئے۔۔

وہ سیدھا انشا کے کمرے میں داخل ہوئے کیونکہ میرال میگم اس وقت
ہاسپٹل میں تھی اور وہ یہ بات اب اچھا سے ہی پوچھ سکتے تھے۔۔ انشا بیٹا
سجاد اور احمد کہاں گئے ہیں۔

مجھے نہیں معلوم ماما انشانے کندھے اچکا کر ان کو پریشان دیکھتے قرآن
پاک بند کر کے رکھ دیا۔۔ اسمہ کہاں ہے؟ انہوں نے چاروں طرف
نظر دوڑائی انہیں اسماء کہی پر نظر نہیں آرہی تھی۔۔

اسماء بچوں کے کمرے میں گئی ہے انشا کے کہتے ہی مراد شاہ بچوں کے
کمرے میں داخل ہوئے کمرے میں بچوں کے علاوہ کوئی نہ تھا وہ بھاگنے
والے انداز میں دوبارہ انشا کے کمرے میں آئے۔۔

انشا بچوں کے کمرے میں اسماء نہیں ہیں۔۔۔

کہیں دونوں یک زبان بولے تھے۔۔

مراد شاہ کے قدم کمرے سے باہر بڑھاتے ہی انشا اپنی چادر اٹھاتے مراد شاہ کے پیچھے گئی۔۔

ڈاکٹر میرال کہاں ہے احمد اسماء کو اٹھائے ہاسپٹل میں داخل ہوتے ایک

نرس پر چلایا تھا۔۔ سر وہ پیشینٹ کوچیک کرا احمد نرس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی اسماء کو لیے میرال بیگم کے کبین میں داخل ہوا۔۔

امی اسماء کو ہوش نہیں آ رہا احمد کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔

احمد اسے لے کر جلدی آپریشن تھیٹر میں آؤ احمد میرال بیگم کے پیچھے

اسماء کو لیے آپریشن تھیٹر میں داخل ہوتے اسے سٹر پیچر پر لٹا گیا۔۔

احمد باہر جاؤ، آپریشن سٹارٹ کرنا ہے احمد کو وہاں ساکت کھڑے دیکھ

میرال بیگم غصے اور پریشانی سے بولی تھی اسماء کی حالت ناساز تھی انہیں

جلد از جلد آپریشن شروع کرنا تھا جو احمد کی وجہ سے لیٹ ہو رہا تھا۔۔

ہاں تو کریں میں نے کون سا آپ کے ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں احمد غصے سے بولتے سٹول کھینچ کر سٹرچر کے پاس رکھتے اس پہ بیٹھ کر اسماء کا ہاتھ تھام گیا۔۔ میرال نے آپریشن شروع کر دیا وہ احمد کی ضد کی وجہ سے اسماء کی جان خطرے میں نہیں ڈال سکتی تھی۔۔

چار گھنٹے کے آپریشن کے بعد احمد شاہ کی بیٹی اور پارس ارسلان شاہ کی بہن اس کی گڈودنیا میں آئی تھی۔۔

امی مجھے پکڑائیں احمد نے اپنی بیٹی کی رونے کی آواز سنتے خوشی سے میرال بیگم کے پاس جاتے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے تھے۔۔ جی نہیں ابھی نہیں دکھانی میں نے میرال بیگم نے بچی کو نرس کے حوالے کرتے ہوئے اسے دوسرے روم میں لے جانے کا کہا تھا۔۔

امی یہ نا انصافی کر رہی ہیں آپ مجھے میری بیٹی دیکھنی ہے اور اسماء ٹھیک ہے؟ احمد جھنجھلا کر بول کے فکر مندی سے اسماء کے بارے میں پوچھا تھا۔

یہ نا انصافی بالکل بھی نہیں ہے، اور اسماء بالکل ٹھیک ہے تھوڑی دیر تک اسے ہوش آجائے گا۔

امی بے ہوشی کی حالت میں آپریشن ہوا ہے کہی کوئی انفیکشن احمد شاہ پریشانی سے اسماء کی طرف دیکھتے ہوئے بات کو ادھوری چھوڑتے خاموش ہو گیا۔

میرے پیارے بیٹے کچھ نہیں ہو گا اسے وہ بالکل ٹھیک ہے بس درد ناقابل برداشت ہونے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئی تھی میرا بیگم احمد کا چہرہ تھا متے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے بولی تھی۔

یا اللہ تیرا شکر ہے میری جان نکلنے والی ہو گئی تھی امی یہ سوچ کر ہی کہ
اگر اسماء کو کچھ ہو گیا تو احمد کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی تھی میراں بیگم
مسکراتے ہوئے احمد کو گلے سے لگا گئی۔۔

میراں بیگم اور احمد آپریشن تھیٹر سے باہر آئے سجاد شاہ انشا اور مراد شاہ
تینوں باہر کھڑے بے صبری سے ان کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔

ریلیکس ہو جائیں سب ہمارے گھر کی پہلی بیٹی اور اسماء بالکل ٹھیک ہیں
میراں بیگم ان کی اڑی ہوئی رنگت دیکھتے مسکراتے ہوئے بولی تھی۔۔
سب نے لمبا سانس لیتے خود کو پرسکون کیا تھا۔

میراں مجھے میری پوتی سے ملنا ہے مجھے اسے دیکھنا ہے مراد شاہ میراں
بیگم کا ہاتھ پکڑتے ایک سانس میں بولے تھے۔۔ مراد ابھی نہیں میں
اسے باہر لا سکتی تھوڑی دیر ویٹ کر لیں پھر مل لیجئے گا آپ اپنی پوتی سے
میراں بیگم نے مراد شاہ کا چہرہ تھاما تھا۔۔

امی یہ ہاسپٹل ہے آپ کا کمرہ نہیں ہے جو آپ رومینس کرنا سٹارٹ ہو
گئی ہیں بابا کے ساتھ، آپ دونوں کا ارادہ مجھے بڑا بھائی بنانے کا لگ رہا
ہے میرا بیگم اپنے ہاتھ جھٹکے سے ان سے دور کر کے شرم سے سرخ
ہوتے سر جھکا گئی۔۔

تم جیسا بے شرم اس دنیا میں پیدا نہیں ہوا ہو گا احمد شاہ بولنے سے پہلے یہ
سوچ لیا کرو کہ ماں باپ ہے ہم تمہارے مراد شاہ نے نظروں نے احمد
کو سرتاپاؤں تک دیکھتے ہوئے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے بولے تھے وہ
حد سے زیادہ بے شرم تھا بنا سوچے سمجھے کچھ بھی بول جاتا تھا۔۔

میں نے کچھ غلط نہیں کہا بابا جس طرح آپ دونوں ایک دوسرے کے
ساتھ چپک کر کھڑے ہو جاتے ہیں آپ سے یہ امید بھی کی جاسکتی ہے
کہ جلد ہی آپ مجھے بڑا بھائی بنا اس سے پہلے احمد بات پوری کرتا مراد شاہ
نے اس کی کمر پر زور سے تھپڑ رسید کیا تھا وہ گرتے ہوئے بچا تھا۔۔

اپنی بکو اس بند کر کے کھڑے رہو یہاں پر مراد شاہ غصے سے کہتے ہوئے
اپنی بیوی کے کین میں چلے گئے۔۔

کوئی عزت ہی نہیں ہے میری چار بچوں کا باپ ہوں اور میرا باپ مجھے بنا
سوچے سمجھے کہیں پر بھی مارنا شروع ہو جاتا ہے احمد دکھی لہجے میں کہتے
رونے والا منہ بنا کر چیئر پر بیٹھ کے ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کے سجاد شاہ
اور انشا کی طرف دیکھنے لگا جو اپنی بیوی کو تسلی کم اور رومانس زیادہ کر
رہے تھے۔۔

یہاں پر مجھے سب کو بتانا پڑے گا کہ آپ لوگ ہاسپٹل میں کھڑے ہو
اپنے کمرے میں نہیں، جو اپنی اپنی بیویوں کے ساتھ چپکے جا رہے ہو
سب احمد کے بولنے پر سجاد شاہ تو جھٹکے سے انشا سے دور ہوا ہی تھا کہ پاس
کھڑے دو تین اور کیل کھانستے ہوئے اپنی اپنی بیوی سے دور ہوئے تھے

سجاد، احمد اور انشانے ان کیل کی طرف دیکھتے بمشکل اپنی ہنسی پر کنٹرول کیا تھا۔ وہ کیل شرمندہ ہوتے نظریں جھکائے وہاں سے چلے گئے۔

احمد بابا صحیح کہہ کر گئے ہیں تم میں شرم نامی چیز ہے ہی نہیں اور بنا سوچے سمجھے تم کچھ بھی بھول جاتے ہو سجاد تلملاتا ہوا اپنی امی کے کعبین میں چلا گیا انشا بھی اس کے پیچھے چلی گئی۔

ہائے میں نے یہاں پر اکیلے بیٹھ کر کیا کرنا ہے میں ابھی اپنی فیملی کے پاس جاتا ہوں احمد بھی کعبین میں چلا گیا۔

منٹ بعد اسماء کو دوسرے روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا سب اسماء 15 کے پاس بیٹھے تھے۔

ارسلان نے آنکھیں کھول کر ارد گرد دیکھا کمرہ بالکل خالی تھا لاونج میں داخل ہوا وہاں پر بھی کوئی نہ تھا یک دم اس کے چہرے کی رنگت سرخ

ہوئی تھی۔۔ اسے مراد شاہ کی بات یاد آئی جب انہوں نے پارس سے کہا
تھا کہ کچھ دنوں میں تمہاری بہن کو لینے ہم ہاسپٹل جائیں گے۔۔
مجھے بناتائے آپ لوگ میری گڈو کو لینے چلے گئے ہو اس کی آنکھیں
بے انتہا سرخ تھی وہ غصے سے تیز تیز قدم اٹھاتا باہر کھڑے گارڈ کے
پاس گیا۔۔

انکل جہاں پر دادو گئے ہیں مجھے وہاں پر چھوڑ کے آئیں ابھی کے ابھی وہ
غصے سے گارڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا لیکن اس کے لہجے میں
بد تمیزی نہ تھی۔۔ گارڈ کو بے حد اس پہ پیار آیا تھا اس کے سفید چہرے
پر سرخی بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی اور اس کے چہرے کو
خوبصورت بنا رہی تھی وہ بالکل شہزادہ لگ رہا تھا۔۔

گارڈ نے ڈرائیور کو گاڑی نکالنے کا کہا ارسلان بھاگتے ہوئے کار میں بیٹھ
گیا 15 منٹ میں وہ ہاسپٹل پہنچ چکا تھا۔۔

وہ غصے سے چلتا ہوا ایک نرس کے پاس جا کے کھڑا ہو گیا۔۔ مس نرس
میری گڈو کہاں ہے آنکھیں چھوٹی کر کے نرس کی طرف دیکھا تھا۔
نرس اس کو دیکھتے آنکھیں جھپکنا بھول گئی تھی۔۔ تم کتنے پیارے ہو
نرس گھٹنوں کے بل بیٹھتی اس کے رخسار کھینچتے ہوئے اس کی پیشانی پر
بوسہ دے گئی۔۔

آپ کو شرم نہیں آتی مجھ لڑکے کو اس طرح پیار کرتے ارسلان کے
الفاظ سن کر نرس نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا نرس کو وہ دیکھنے
میں چھ سات سال کا لگ رہا تھا اور اس کی باتیں۔۔
جب لڑکا آپ جیسا پیارا ہونا تو کوئی بھی اس سے پیار کرنے سے خود کو
نہیں روک پاتا ہر لڑکی اس پہ مر مٹنے کو تیار ہوتی ہے نرس نے اس بار
اس کے ڈمپلز پر لب رکھے تھے۔۔

گندی لڑکی پارس اسے خود سے دور دھکادیتے غصے سے وہاں سے چلا گیا
۔۔ ہائے اللہ جی مجھے کسی ایسے خوبصورت لڑکے سے ملو ادے نرس اپنے
چہرے پر ہاتھ رکھتے شرماتے ہوئے بولی تھی۔۔

ارسلان ایک کمرے میں داخل ہوا سامنے اپنے دادو کو دیکھتے بھاگتے ان
کی گود میں چڑھ کر بیٹھ گیا۔۔ پارس بیٹا آپ یہاں کیسے آئے پیار سے
اس کے چہرے کو تھامتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے پوچھا۔۔
میں نے گارڈ انکل سے کہا تھا انہوں نے ڈرائیور انکل سے کہہ کر مجھے
یہاں بھیج دیا، دادو میری گڈو کہاں ہے ارسلان نے آنکھیں چھوٹی کر
کے اپنے دادو کو گھورتے ہوئے پوچھ کر ان کی گود سے اتر گیا۔۔

یہ رہی آپ کی گڈو میراں بیگم کمرے میں داخل ہوتے پارس ارسلان
شاہ کی گڈو کو اس کی گود میں لٹا دیا۔۔

دادی امی۔۔۔۔۔ یہ۔۔۔ میری۔۔۔ گڈو۔۔۔۔۔ میری۔۔۔ بہن
خوشی کے مارے اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔ وہ بے یقینی سے اپنی بہن
کی طرف دیکھتے اس کا چہرہ چوم رہا تھا۔

مجھے پکڑاؤ اب احمد جلدی سے ارسلان کے پاس جاتے ہاتھ آگے
بڑھاتے ہوئے بے صبری سے کہا تھا۔

نہیں پکڑانا یہ میری گڈو ہے ارسلان اپنی بہن کو سختی سے خود کے ساتھ
لگا گیا۔ تمہاری گڈو ہے تو میری بیٹی ہے پکڑاؤ ادھر مجھے احمد اس سے
اپنی بیٹی کو لینے لگا تھا جب مراد شاہ نے اس کے ہاتھ پکڑے۔

جوانی دیر سے انتظار کر رہا تھا اپنی بہن کا اب اسے تو اٹھا لینے دو پھر پکڑ
لینا تم بھی مراد شاہ نے اسے ڈپٹا۔ احمد شاہ سے صبر نہیں ہو رہا تھا وہ
بس چاہتا تھا کہ اس کی بیٹی اس کی گود میں ہو اور وہ جی بھر کر اسے باتیں
کرے اس سے پیار کرے اسے اپنے سینے سے لگائے۔

وہ بے چینی سے کمرے میں چکر لگانا شروع ہو گیا۔

گڈوتم نے اپنے لالا سے زیادہ پیار کرنا ہے، اپنے لالا کے پاس رہنا ہے،
اپنی لالا کی بات ماننی ہے، اپنے لالا کے ساتھ صرف کھیلنا ہے، اپنے لالا
کے ہاتھ سے صرف کھانا کھانا ہے اور صرف اپنے لالا کی گود میں بیٹھنا
ہے اور کسی کے پاس نہیں جانا بابا پاس بھی نہیں اور بڑے بابا پاس بھی
نہیں جانا۔ دادو، دادی امی، امی جان اور ماں کے پاس چلے جانا ٹھیک ہے
ارسلان نے اس کے چہرے کو اپنے لبوں کے پاس کرتے تقریباً
سرگوشی کرتے ہوئے کہا تھا جو سب نے سنا تھا احمد شاہ نے اس کی بات
سن کر منہ کھولے اس کی طرف دیکھا جو اسے اپنے باپ سے اور اپنے
بھائیوں سے دور رہنے کا کہہ رہا تھا۔

ایک دفعہ مجھے پکڑا پھر میں تجھے بتاتا ہوں کس کس نے دور رہنا ہے احمد
شاہ نے دانت پیستے ہوئے دل میں سوچا تھا۔

دو گھنٹے گزر گئے ارسلان اپنی بہن کو چھوڑنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

بابا اس چیونگم کو کہے میری بیٹی میرے حوالے کریں نہیں تو میں نے اسے اٹھا کر کہیں پھینک آنا ہے پہلے میری بیوی کی جان نہیں تھا چھوڑتا اب میری بیٹی کی جان نہیں چھوڑ رہا یہ احمد شاہ کا تو جیسے صبر ختم ہو گیا تھا وہ ایک سانس میں سب کچھ بول گیا۔

احمد صبر کر لو سجاد شاہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسی صبر کرنے کا کہہ رہے تھے احمد شاہ نے غصے سے ان کی طرف دیکھتے ان کا ہاتھ جھٹکا۔

سات گھنٹوں سے میں صبر ہی کر رہا ہوں چار گھنٹے انتظار کرتا رہا کب میری بیٹی پیدا ہوگی جب میری بیٹی پیدا ہوئی امی نے چہرہ نہیں دکھایا گھنٹے بعد میری بیٹی کو باہر لے کر آئیں اور یہ چیونگم پکڑ کے بیٹھ گیا ہے دو گھنٹے ہو گئے ہیں یہ جان نہیں چھوڑ رہا اس کی احمد شاہ کھا جانے والی نظروں سے ارسلان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

میں نہیں پکڑاؤں گا جو مرضی کر لیں آپ ارسلان ضدی لہجے میں بولا
تھا اس کے باپ کا صبر ختم ہو رہا تھا وہ اپنی بیٹی کو اٹھانے کے لیے تڑپ رہا
تھا۔۔

بابا سے کہے چپ کر کے میری بیٹی میرے حوالے کر دے تو بہت برا
پیش آؤں گا میں اس کے ساتھ یک دم احمد شاہ بے حد سنجیدہ ہوا تھا۔
ارسلان نے مسکراتے ہوئے قدم بڑھائے تھے احمد شاہ نے سکون کا
سانس لیا کہ وہ ان کی بیٹی انہیں پکڑانے لگا ہے وہ اپنے باپ کے پاس
سے گزر کے اپنی ماں کے پاس جاتے اپنی بہن کو ان کے پاس لٹا گیا۔
خوشی سے اسماء کی آنکھیں نم ہوئی تھی آنکھیں کھولتے ہی اس کی بیٹی
اس کے پاس موجود تھی۔۔

احمد ہماری بیٹی اسماء اسے اپنے سینے پر لٹاتے اس کا چہرہ چومنے لگی۔۔ ماں
چاہے جتنی مرضی کم عمر ہو ممتاسب کی ایک جیسی ہوتی ہے اسماء اپنی بیٹی
کو خود کے پاس صحیح سلامت دیکھتے بے انتہا خوش تھی۔۔

اسمہ جان دیکھ لیا بیٹی کو، اب مجھے پکڑا دو احمد اسمہ کے پاس جاتے جلدی
سے اسماء کے سینے سے اپنی بیٹی کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگا اس کا چہرہ سامنے
کرتے دیوانہ وار کے چہرے پر لب رکھنا شروع ہو گیا۔۔

سب ایک باپ کی اپنی بیٹی کے لیے تڑپ دیکھتے مسکرائے تھے۔۔

بے بی کا نام کیا رکھنا ہے میرا بیگم نے سب کو دیکھتے سوال کیا۔۔

عانیہ۔۔ پارسا ارسلان شاہ جھٹ سے بولا تھا مراد شاہ اپنے جان سے

پیارے پوتے کی بات پر ہامی میں سر ہلا گئے۔۔ سب نے مسکراتے

ہوئے ہاں میں سر ہلایا نہیں یہ نام پسند آیا تھا سوائے احمد شاہ کے۔۔

بابا مجھے یہ نام پسند نہیں آیا۔

تو نہ آئے مراد نے عانیہ کو احمد کی گود سے زبردستی لیتے طنزیہ لہجہ اپنا کر
کہا تھا۔

بابا یہ غلط بات ہے میری بیٹی ہے تو نام بھی میں ہی رکھو، پکڑائے میری
بیٹی احمد روہانسی ہوا تھا کوئی اسے سکون سے اسے اس کی بیٹی کو پکڑنے
نہیں دے رہا تھا۔

اسماء ان سب کی نوک جھوک دیکھ کر مسکرائی۔

احمد بے بی کا نام یہی ٹھیک۔۔ اگر میری اسماء جان کو یہ نام پسند ہے تو پھر
مجھے بھی پسند ہے احمد کے اس دو غلے پن پر ارسلان نے غصے سے اپنے
بابا کی طرف دیکھا۔

دادو میرے بابا دو غلے ہیں اپنے دادو سے کہتے عانیہ کو لیتے اپنی گود میں
اٹھا کر اپنی ماں کے پاس جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

گڈو بابا پاس نہیں جانا، بابا اپنے بچوں سے زیادہ امی جان سے پیار کرتے
ہیں وہ ہم سے پیار نہیں کرتے اس لیے آپ نے بھی بابا سے پیار نہیں
کرنا احمد شاہ نے اپنا سر تھام لیا۔

یہ مجھے میری بیٹی سے دور کر کے ہی سانس لے گا احمد شاہ نے دل میں
سوچا تھا کیونکہ پاس ارسلان احمد شاہ کے حرکتیں ہی اس طرح کی
تھی۔ گڈو جلدی سے بڑی ہو جاؤ پھر ہم دونوں کھیلا کریں گے اور پھر
میں اپنی گڈو کے لیے چاکلیٹس بھی لایا کروں گا ارسلان اپنی بہن کے
رخسار پر بوسہ دیتے پیار بھری نظروں سے اس کو دیکھ رہا تھا۔

میرا پیارا بیٹا اپنی گڈو مجھے پکڑا دو، پہلے میری بیوی پر قبضہ کر کے بیٹھے
تھے اور اب میری بیٹی پر، مجھے بھی اپنی بیٹی کو سکون سے اٹھا لینے دو احمد
شاہ نے التجائیہ نظروں سے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ وہ تھوڑا سا ان پر ترس
کھا کے ان کی بیٹی ان کے حوالے کر دے۔

آپ کو آپ کی اسماء جان چاہیے تھی نا میں نے دے دی اب میں اپنی
گڈو نہیں دوں گا، اگر آپ کو گڈو چاہیے تو پھر میں آپ کی اسماء جان کو
لے لوں گا ارسلان اپنی امی جان کے پاس بیڈ پر بیٹھتے اپنی امی کی پیشانی
پر بوسہ دیتے ہوئے بولا تھا۔

نہ میں نے اپنی اسماء جان تمہیں دینی ہے اور نہ ہی اپنی بیٹی، اٹھو اس کے
پاس سے، جلدی اور میری بیٹی بھی مجھے پکڑا احمد شاہ ایک ایک لفظ پر زور
دیتے ہوئے چڑ کر بولے تھے۔

احمد تم چھوٹے بچے نہیں ہو اب کچھ تو شرم کو ہا تمہارا لومرا دشاہ پیچھے
سے احمد کی گردن پکڑتے غصے سے بول کر پیار بھری نظروں سے اپنے
پوتے کو دیکھ رہے تھے۔ بابا یہ نا انصافی ہے مجھے آپ کھا جانے والی
نظروں سے دیکھتے ہو اور میرے بیٹے کو ایسے دیکھتے ہو جیسے ابھی اس پر

جان قربان کر دو گی اپنی منہ بناتے وہ اپنے باپ کے گلے لگا تھا احمد شاہ
اپنے باپ اور اپنی بیوی کو کسی کے ساتھ شیئر نہیں کر سکتا تھا۔

اگر کبھی ایسی نوبت آئی نہ احمد تو اپنے بیٹے (پوتے) پر جان قربان کرنے
سے بھی گریز نہیں کروں گا میں مراد شاہ نے احمد کی پیٹھ تھپتھپاتے
پارس ارسلان شاہ کو خم آنکھوں سے دیکھا۔

اللہ نہ کرے بابا کبھی ایسی نوبت آئے، میں چاہتا ہوں میرے سر پر ہمیشہ
میرے باپ کا سایہ سلامت رہے اور میرا یہ چیونگم بیٹا ہمیشہ مسکراتا
رہے بابا احمد شاہ نے کہتے ہوئے اپنی بیٹے کی طرف قدم بڑھاتے اسے
اپنی گود میں اٹھایا تھا۔

احمد شاہ نے ارسلان کو اٹھایا تھا اور ارسلان شاہ نے اپنی گڈو کو۔ احمد
نے ارسلان کی پیشانی پر جیسے ہی بوسہ دیا تبھی ارسلان نے اپنی گڈو کی
پیشانی پر بوسہ دے دیا۔

ارسلان آپ بڑے بھائی ہو، آپ نے اپنی گڈو کی حفاظت کرنی ہے اس
پہ ایک انچ بھی نہیں آنی دینی، کوئی اگر تمہاری کی بہن کی طرف دیکھے
اس کی آنکھیں نکال لینا، تمہاری بہن کو ہاتھ لگانے کی کوشش کرو تو اس
کے ہاتھ کاٹ دینا۔ ہمیشہ اس کے ساتھ رہنا بھائی بہنوں کے محافظ
ہوتے ہیں ارسلان نے ہامی میں سر ہلاتے اپنے بابا کے کندھے پر سر
رکھا تھا اس کے بابا نے نامحسوس طریقے سے اس کے بالوں پر پیار کیا۔
بابا یہ تو معجزہ نہیں ہو گیا احمد اپنے چیونگم بیٹے سے پیار کر رہا ہے سجاد شاہ
نے آنکھوں میں شرارت لیے کہا تھا۔

سجاد بھائی میرے لیے میرا بیٹا میری جان سے بھی زیادہ ضروری ہے وہ
الگ بات ہے کہ جب یہ میری اسماء جان کے پاس جاتا ہے تو میرا دل
چاہتا ہے کہ میں اسے احمد نے پہلی بے حد پیار سے کہی تھی دوسری بات
کو احمد شاہ نے ادھورا چھوڑ دیا کیونکہ مراد شاہ خونخوار نظروں سے اس کی

طرف دیکھ رہے تھے اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا پھر بیلٹ سے مار کھانے کا۔۔

میرال بیگم ہم اسماء کو گھر لے کر کب جاسکتے ہیں؟

تھوڑی دیر انتظار کر لیں مراد، پھر لے جائیے گا اسما کو گھر مراد شاہ ہاں میں سر ہلاتے صوفے پر بیٹھ گئے وہ نور کی باتیں اس کی حالت کو بھلا نہیں پارہے تھے۔۔ نہ جانے وہ کس حال میں ہوگی دل میں سوچتے انہوں نے اپنا سر تھام لیا تھا۔۔

تین گھنٹوں بعد وہ اسماء کو لیے گھر آ گئے تھے۔۔

امی یہ دیکھیں میری گڈ و ہنس رہی ہے ارسلان نے اپنی بہن کا مسکراتا چہرہ دیکھ کر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ اپنے لبوں پر سجائی تھی۔۔

امی یہ تو ن ہے (امی یہ کون ہے) دو سالہ عیشان اپنی چھوٹی سی بہن کے پاس بیٹھتے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔

شانی یہ ہماری بہن ہے اس نے عیشان کو اپنی گود میں بٹھایا۔۔۔

زیان اور اذہان بھی عانیہ کے پاس بیٹھ گئے۔۔۔ ارسلان یہ ہماری بہن

ہے؟ اذہان عانیہ کی خوبصورت چہرے کو دیکھ رہا تھا اس کی سرمئی

آنکھیں اور سفید رنگت سب کو اس کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھنے پر

مجبور کرتی تھی۔۔۔ عالیان اور سیان اسماء کے پاس سوئے ہوئے تھے۔۔۔

السلام علیکم محلے کی ایک عورت اسماء کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔۔

وعلیکم السلام اسماء نے ادب سے جواب دیا وہ عورت اسماء کے پاس بیٹھتے

سب بچوں کو آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی تھی۔۔۔

یہ سب تمہارے بچے ہیں عورت بے یقینی سے ان سب بھائیوں کی

طرف دیکھ رہی تھی جو اپنی بہن کو پیار کر رہے تھے۔۔۔ جی یہ چار میرے

بچے ہیں اور تین آپ کے۔۔۔

تمہارے چار بچے ہیں؟، مانا کہ لڑکی کی شادی کم عمر میں کر دینی چاہیے
لیکن تمہارے تو پہلا بچہ ہونے کی عمر میں چوتھا بچہ ہوا ہے وہ عورت بے
یقینی اور حسد سے اسماء سے کہہ کر سب بچوں کو دیکھ رہی تھی تقریباً اس
کی آنکھیں باہر نکلنے کو تھی۔۔

بے ساختہ اسماء نے عالیان اور سیان کے اوپر کسبل دیا تھا اس عورت کے
بچے نہیں تھے اور وہ دوسروں کہ بچوں کی طرف حسد کی نگاہ سے
دیکھتی تھی۔۔

آنٹی آپ کو بل آیا ہے میرے بھائی بہنوں کے دنیا میں آنے کا۔
ارے ارے مجھے کیوں بل آنے لگا تم سب کے پیدا ہونے کا اس عورت
نے آنکھیں گھما کر ارسلان کی طرف دیکھا۔۔

تو پھر چپ کر کے جس راستے آئی ہیں نا اسی راستے واپس چلی جائیں احمد
کمرے میں داخل ہوتا بے حد سخت لہجے میں بول کر عانیہ کو اٹھا کر اپنے
سینے سے لگا گیا۔۔

جب باپ ہی اتنا بد تمیز ہے اسے کسی نے تمیز نہیں سکھائی پھر اولاد تو
بد تمیزی کرے گی ہی۔۔

محترمہ دروازہ اس طرف ہے جاسکتی ہیں آپ۔ اور ہم دونوں کے الفاظ
اچھی طرح واضح کر رہے ہیں کس کی تربیت اچھی ہے اور کس کی بری
غصے اور اشتیال سے احمد شاہ کان کی لوتک سرخ پڑ گیا تھا اس کی تربیت
اسے اجازت نہیں دیتی تھی کہ ایک عورت کے ساتھ وہ غلط رویہ اختیار
کریں۔۔ اگر اس عورت کی جگہ کوئی مرد ہوتا تو احمد شاہ اس کا سر کھول
دینا تھا کوئی چیز مار کر۔۔

وہ عورت حسد بھری نگاہ سے ارسلان شاہ کو دیکھتے تلملاتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔۔

کیا ضرورت تھی سب بچوں کو ایک کمرے میں بیٹھانے کی احمد شاہ اسماء کو ڈانٹنا شروع ہو گیا۔ احمد آپنی عانیہ، سیان اور عالیان کے لیے دودھ بنا رہی ہیں اس لیے سب بچے میرے پاس کمرے میں ہیں مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ اندر آجائیں گی کمرے میں اسماء رونے والی ہو گئی تھی وہ احمد کے غصے سے بہت ڈرتی تھی کیونکہ جب وہ غصہ کرتا تو وہ کنٹرول سے باہر ہو جاتا تھا۔۔

اپنی پیشانی مسلتے احمد شاہ نے خود کو پر سکون کرنا چاہا تھا۔ ارسلان شاہ عیشان کو بیڈ پر بٹھاتے کھڑا ہونے لگا جب وہ اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتے زمین پہ گر گیا۔۔

نظر بہت بری شے ہوتی ہے وہ ایک پل میں چلتے ہوئے اونٹ کو ذبح کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔۔

احمد نے عانیہ کو بیڈ پر لٹاتے ارسلان کو اٹھا کر صوفے پر لٹایا تھا۔۔
ارسلان احمد نے اس کا رخسار تھپتھپانے کے لیے جب اس کے چہرے کو چھوا، بخار اس قدر زیادہ تھا کہ احمد شاہ نے یکدم اپنا ہاتھ اس کے چہرے سے دور کیا تھا۔۔

میں پ۔ پانی لے کر آتا ہوں احمد بھاگنے والے انداز میں کمرے سے باہر گیا احمد کی اڑی رنگت دیکھ مراد شاہ فوراً کمرے میں داخل ہوئے۔۔
مراد شاہ ارسلان کو اپنی گود میں بٹھا کر اس کے رخسار تھپتھپا رہے تھے اسے ہوش میں نہ آتے دیکھ مراد شاہ سختی سے اسے اپنے سینے سے لگا گئے انہیں اپنی بیٹوں سے بھی زیادہ اپنا پوتا پیارا تھا۔۔

آدھا گھنٹے اسے ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کرنے کے بعد بھی جب اسے
ہوش نہ آیا تو مراد شاہ ارسلان کو لیے ہاسپٹل چلے گئے تین ڈرپس اور
پانچ انجیکشن لگنے کے بعد اسے ہوش آیا تھا ڈاکٹر زحیران تھے کہ اتنے
چھوٹے بچے کو یک دم 106 بخار کیسے ہو گیا۔

ڈاکٹر زیہ بات شاید بھول چکے تھے کہ نظر اور حسد انسان کو ایک پل میں
بر باد کر دیتی ہے۔

چھ گھنٹے پارس ارسلان احمد شاہ ہاسپٹل رہا تھا اس کے گھر آتے ہی احمد شاہ
اسے اپنی گود میں لیے بیٹھا تھا۔ بابا میں ٹھیک ہوں مجھے چھوڑیں
ارسلان آدھے گھنٹے سے اپنے باپ کی منتیں کر رہا تھا میں ٹھیک ہوں
مجھے اتار دے نیچے لیکن احمد شاہ ضد پر تھا۔

میری گود میں تجھے کانٹے چب رہے ہیں چپ کر کے بیٹھو کوئی نہیں جانا
ہے باہر، اتنی بری نظر لگی ہے تمہیں اس عورت کی پھر وہ حسد کی نگاہ

سے تمہاری طرف دیکھنا شروع ہو جائے گی، میں نہیں بھیجنا تمہیں باہر
مجھے اپنا بیٹا بہت پیارا ہے اس عورت کے بارے میں سوچتے ہی احمد کا
غصہ ساتویں آسمان کو پہنچا تھا۔

ارسلان نے اپنے بابا کی فکر مندی اپنے لیے دیکھ کر ان کے رخسار پر پیار
کر کے ان کی پیشانی پر پیار کیا۔ بابا آپ میرے اوپر سورۃ الناس اور
سورۃ فلک پڑھ کر پھونک مار دیں بری نظر اتر جائے گی۔

یہ میرے بیٹے کو کس نے بتایا ہے احمد نے اس کے رخسار کھینچتے ہوئے
اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے۔

دادو نے بتایا تھا ارسلان اپنا کالر ٹھیک کر کے فخریہ انداز میں کہہ رہا تھا

--

ارے واہ شکر ہے تمہارے دادا ابو تمہیں کوئی اچھی چیز بھی سکھاتے ہیں
نہیں تو مجھے لگتا تھا کہ مجھے تنگ کرنے کے علاوہ وہ تمہیں کچھ اور نہیں

سکھاتے اپنے بابا کی بات پر ارسلان شاہ کی رنگت یکدم سرخ ہوئی تھی
احمد نے حیرانگی سے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا جو اپنے دادا کے بارے میں
ایک لفظ بھی سننے کو تیار نہ تھا۔

میرے دادا کے بارے میں کچھ مت بولیں آپ، بہت اچھے ہیں وہ مجھے
سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں آپ سے بھی زیادہ ارسلان غصے سے احمد
شاہ کے ہاتھ اپنے پیٹ سے ہٹاتے ان سے دور کھڑا ہو گیا۔

اچھا جی نہیں بولتا تمہارے دادا ابو کے بارے میں احمد دانت پیستے ہوئے
بولا تھا اسے جلن محسوس ہو رہی تھی کہ اس کا بیٹا اپنے باپ زیادہ اپنے
دادا سے پیار کرتا ہے۔

دادا ابو آپ کو جلنے کی سمیل آرہی ہے ارسلان بھاگتے ہوئے مراد شاہ کی
گود میں چڑھتا سرگوشی نما آواز میں بولا تھا جو کمرے میں موجود سب
لوگوں نے بخوبی سنی تھی۔

بالکل، میرے پوتے نے کس کو جلا دیا ہے جو اتنی بری سمیل آرہی ہے

--

بابا!---

احمد نے رونے والا منہ بنا کر اپنے بابا کی طرف دیکھا تھا اسے بے حد جلن ہو رہی تھی اپنے بیٹے سے اپنے بابا سے کیونکہ وہ دونوں اس سے پیار کرنے کی بجائے ایک دوسرے سے پیار کرتے تھے۔

دیکھیں بابا میں آپ کا بیٹا ہوں آپ کو چاہیے کہ سب سے زیادہ آپ مجھ سے پیار کریں اور تم، میں تمہارا باپ ہوں تمہیں چاہیے اپنے دادا سے زیادہ مجھ سے پیار کرو احمد اپنے بابا سے کہہ کر غصے سے اپنے بیٹے کی طرف دیکھنے لگا۔

بے ساختہ مراد شاہ نے قہقہہ لگایا تھا ارسلان کو نیچے اتارتے وہ احمد کے پاس جاتے تھے اسے کھڑے کرتے اپنے گلے سے لگا گئے۔

میرے لیے تم سب بہت ضروری ہو جان بستی ہے میری تم سب میں،
یہ مت سوچا کرو کہ میں پارس سے زیادہ پیار کرتا ہوں یا پھر سجاد سے،
باپ کے لیے سب برابر ہوتے ہیں آج کے بعد اپنے ذہن میں یہ
خیال مت لانا احمد انہوں نے احمد کی پیٹھ پر ہلکی سی چپت لگائی تھی۔۔

بابا صبح ارسلان کی برتھ ڈے ہے تو میں چاہتا ہوں ارسلان کی برتھ
ڈے کے ساتھ ہم عانیہ کے پیدا ہونے کی خوشی پر پارٹی رکھیں، صرف
گھر کے افراد باہر کا کوئی بھی نہیں ہونا چاہیے احمد شاہ کے ذہن میں ابھی
بھی وہ عورت گھوم رہی تھی جو اس کے بچوں کی طرف حسد کی نگاہ سے
دیکھ کر گئی تھی انہوں نے مراد شاہ کے کان کے قریب جھکتے سرگوشتی
کی تھی۔۔

ٹھیک ہے مراد شاہ نے کمرے میں موجود اپنے سب بچوں کی طرف
دیکھا جن کے چہرے پر خوشی تھی انہوں نے اپنے دل میں دعا کی تھی
کہ ان بچوں کے چہرے پر ہمیشہ خوشی اسی طرح سلامت رہے۔۔
سجاد شاہ انشا کے ساتھ عانیہ کو اپنی گود میں لیے اس سے پیار کر رہے
تھے۔۔ اسماء سیان کو اپنی گود میں بٹھائے ہوئے اس سے باتیں کر رہی
تھی۔۔

اذہان اور زیان اسماء کے پاس بیٹھے سیان کی ناک کو کھینچ رہے تھے۔۔
عالیان کو ارسلان گود میں اٹھائے کمرے میں چکر لگاتے مسکرا رہا تھا۔۔
مراد ان سب کی طرف دیکھتے ہوئے باہر چلے گئے انہیں پارٹی کی تیاری
بھی کرنی تھی کیونکہ ان کے سارے بچے ایک دوسرے کے ساتھ پیار
اور تنگ کرنے میں مصروف تھے۔۔

رات کے 11 بجے تک انہوں نے پورے گھر کو بے انتہا خوبصورت طریقے سے سجایا تھا۔

دادو گھر کو کیوں سجا رہے ہیں آپ پارس ٹیبل کے گرد چکر لگاتے ہوئے چاروں طرف نظر دوڑا رہا تھا۔

میری بیٹی کی برتھ ڈے ہے اور ہمارے گھر کی پہلی بیٹی اس دنیا میں آئی ہے اس لیے گھر کو سجا یا جا رہا ہے مراد شاہ ارسلان کو اٹھاتے اس کی ناک کھینچتے ہوئے بولے تھے۔

پورے گھر کو اس طرح سے جاؤں جیسے شہزادوں اور شہزادیوں کے محل کو سجا یا جاتا ہے کیونکہ آج کے دن ایک شہزادی اس دنیا میں آئی ہے اور کل کے دن ایک شہزادہ دنیا میں آیا تھا پارس ارسلان شاہ اپنے بازوؤں کو دونوں اطراف میں پھیلاتے ہوئے اونچی آواز میں بولا تھا۔

انسان کو نہ اپنی شکل آئینے میں دیکھ کر پھر خود کے لیے الفاظ استعمال کرنے چاہیے اس طرح کے احمد آنکھوں میں شرارت لیے ایک آنکھ دبائی تھی۔۔

بالکل صحیح کہا بابا آپ نے میں جب اپنے آپ کو آئینے میں دیکھتا ہوں مجھے شہزادوں والی نہیں راجا والی فیلنگ آتی ہے اتنا خوبصورت بیٹا ہے آپ کا آپ کو تو فخر ہونا چاہیے ارسلان اپنا کالر ٹھیک کرتے اپنے آئی برو بار بار اوپر نیچے کرتے آنکھوں میں شرارت لیے ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکاتے آنکھیں پٹیٹا کر بے حد معصومیت سے بولا تھا۔۔

قربان جاؤں میں تمہاری اس معصومیت پہ پارس ارسلان احمد شاہ تم اپنی اس معصومیت سے کسی کو بھی اپنی جال میں پھنسانے کی صلاحیت رکھتے ہو احمد اس کے رخسار کھینچتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے اس پہ واری جا رہے تھے۔۔

بابا امی جان کو تو چوٹ لگی ہے، ہم نے کیک کٹ کر نا ہے امی جان باہر
کیسے آئیں گی ارسلان نے اداس چہرہ بناتے اپنی امی جان کے بارے میں
سوچا۔۔

تمہارے بابا ہیں نا تمہاری امی کو اپنے بازوؤں میں اٹھائے باہر لے آئیں
گے احمد شاہ نہایت ہی بے باکی سے بولا تھا مراد شاہ نے گھور کر اس کی
طرف دیکھا جو اپنے بیٹے کی سامنے اس طرح بے حیائی سے کہہ رہا تھا۔۔
بابا میری امی جان چھوٹی بچی نہیں ہے جو آپ انہیں بازوؤں میں اٹھا کر باہر
لے آئیں گے گندی بات ہوتی ہے اس طرح نہیں کہتے ارسلان سمجھدار
انسان کی طرح چہرہ بنا کر اپنے باپ کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

بیٹا ایک دفعہ تجھے بڑا ہو لینے دے جب تیری شادی ہوگی اور اگر تم اپنی
بیوی کو ہمارے سامنے اپنے بازوؤں میں اٹھایا تمہارے سر میں سو جوتے
پورے کروں گا احمد شاہ منمناتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔

بارہ بجنے میں پانچ منٹ رہتے تھے جب احمد اسماء کو اٹھا کر لاونج میں چیئر پر بٹھا گیا۔۔

مراد شاہ نے ایک ہاتھ میں عانیہ کو اٹھائے دوسرے ہاتھ سے ارسلان کا ہاتھ پکڑ کر کیک کٹ کیا تھا۔۔ سب نے کیک کٹ ہونے پر تالیاں بجائی۔۔

مراد شاہ نے کیک کا پیس ارسلان کے لبوں کے پاس کیا وہ ایک بائٹ میں آدھے سے زیادہ کیک کا پیس منہ میں ڈال گیا۔۔ انہوں نے اس کے بعد میرال کے لبوں کے پاس کیک کیا ان کے بائٹ لیتے ہی بچا ہوا کیک کا پیس اپنے منہ میں ڈال گئے۔۔

اگر آپ دونوں کارومینس ختم ہو گیا ہو تو ہم کیک کھالے، بابا ویسے آپ کو شرم تو نہیں آئی یہ حرکت کرتے ہوئے احمد شاہ نے کھلم کھلا طنز کیا تھا

کون سی حرکت کی ہے میں نے احمد مراد شاہ صاحب جی زرہ بتانے کی
زحمت کرے گے آپ مراد شاہ کے اتنی عزت دینے پر بے ساختہ احمد کو
کھانسی کا دورہ پڑا تھا۔

بابا اتنی عزت خیریت ہے احمد کہتے ہوئے لمبا سانس لیا۔
اگر اتنی عزت ہضم نہیں ہوئی تو بتا دیتے تم میں جوتے مار کے پوچھ لیتا

نہیں میں اسی طرح بتا دیتا ہوں، جیسے ہی امی نے کیک کی بائٹ لی آپ
فوراً سارا کا سارا بچا ہوا کیک منہ میں ڈال گئے کہ کہیں ہم آپ کی بیگم کا
جھوٹا نہ کھالیں، بابا ہم آپ کی اولاد ہیں اگر ہم کھا لیتے تو کچھ نہیں ہو جانا
تھا احمد میرا بیگم کے پاس جاتے ہیں ان کے کندھے پر سر رکھ کر
معصوم سامنے بنا کے اپنی ماں کی طرف دیکھنے لگا۔

میرال جب یہ پیدا ہوا تھا تم نے کیا کھایا تھا مراد یا خود پر ضبط کرتے ہوئے کہہ رہے تھے۔۔

آپ کو معلوم ہو گا کہ آپ نے کیا کھلایا تھا مجھے اس کے پیدا ہونے سے پہلے میرال بیگم جل کر بولی تھی وہ دونوں باپ بیٹے بات کرتے وقت یہ بھول جاتے تھے کہ ان کی عمر میں کتنا فرق ہے اور ان میں کیا رشتہ ہے۔۔

بابا آپ نے میرے پیدا ہونے سے پہلے اپنے ہاتھوں سے امی کو کھلایا تھا کھانا، میں اگر اسماء کو کھلا دوں نا تو آپ کہتے ہو میں بے شرم ہوں، آپ کو شرم نہیں تھی آئی اپنے ہاتھوں سے امی کو کھانا کھلاتے ہوئے اس سے پہلے مراد شاہ جو تاٹھا کر اسے مارتے احمد میرال شاہ کے پیچھے چھپ گیا

مامو آپ کو پتہ تو ہے احمد کا، کیوں غصہ کر کے آپ اپنا بی بی بڑھاتے ہیں
انشا اپنے مامو کے پاس جاتے ان کے کندھے پر سر رکھتے پیار سے بولی
تھی۔۔

میری ان دو بیٹیوں کو ہی میرا احساس ہے یہ جو دو نکمے پیدا کیے ہیں میں
نے ذرا احساس نہیں ہے ان کو اپنے باپ کا، باتیں کروالو ان سے۔۔
بابا میں نے کیا کیا ہے احمد آپ کے ساتھ زبان لڑاتا ہے سجاد شاہ گھور کر
احمد کی طرف دیکھ رہے تھے اس کی وجہ سے اسے بھی مراد شاہ نکمہ بول
گئے تھے۔۔

اللہ بابا کیوں اپنا جینڈر چیلنج کر رہے ہیں بچے عورت پیدا کرتی ہے
آپ مرد ہیں مراد شاہ اشتعال اور غصے سے اپنا جوتا اتارتے احمد کے سر پر
مارا تھا احمد کا سر چکرانے لگ گیا اگر وہ سجاد کا ہاتھ نہ تھا متا اس کا سر ٹیبل
کے ساتھ ٹکرا نا تھا۔۔

مامونہ مارے اسے اس کے بچے دیکھ رہے ہیں اب کیا سوچیں گے ہمارا
باپ ہمارے دادا سے ہر روز مار کھاتا ہے انشانے مراد شاہ کے ہاتھ سے
جوتا پکڑا تھا۔

ان بچوں کے باپ کی حرکتیں تم نے دیکھی ہیں انہوں نے احمد کے
بچوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جھنجھلا کر بولے تھے۔
اب نہیں کرے گا مامومت ماریں میرا ایک ہی تو بھائی ہے اب ہر وقت
اسے مارتے رہتے ہیں۔

تو تمہارے بھائی کو شرم آنی چاہیے اپنے باپ سے زبان لڑاتے وقت
مراد شاہ کا غصہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔
اب نہیں کرے گا پکا، اگر اب کرے گا تو میں اسے ڈانٹوں گی بہت
زیادہ ڈانٹوں گی اسے انشا جوتا زمین پر رکھتے احمد کے پاس جاتے اس کے
کان کھینچ کر بولی تھی احمد فوراً سر ہاں میں ہلا گیا۔

اسماء بیٹا آپ نے عانیہ اسے نہیں پکڑانی میں نہیں چاہتا میری پوتی اس کی جیسی ہو، آپ نے اسے اپنے پاس رکھنا ہے تاکہ یہ آپ جیسی معصوم اور پیاری بیٹی بنے یہ مراد شاہ شفقت سے اسماء کے سر پر ہاتھ رکھتے بولے تھے۔۔

کچھ دیر بعد لاؤنچ کا ماحول تھوڑا ٹھنڈا ہوا سب پارٹی انجوائے کرنے لگے مختلف کھانوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے احمد شاہ خاموشی سے بیٹھا ہوا تھا کیونکہ اگر وہ کچھ بولتا پہلے تو جوتے سے مار پڑی تھی اب کسی اور چیز سے پڑ جانی تھی۔۔

ارسلان عانیہ کو گود میں لیے بیٹھا تھا اسے تو جیسے اب کوئی اور کام تھا ہی نہیں دنیا میں، اسے اس کی بہن اس کی گڈو مل گئی تھی۔۔

انشا ہماری بھی ایک بیٹی انشا کے گھورنے پر سجاد شاہ خاموشی سے سر جھکا کر بیٹھ گئے۔۔ سجاد اسے ابھی تھوڑا بڑا ہو لینے دیں پھر آپ کی بیٹی بھی آ

جائے گی انشا گود میں سوئے ایک سال کے عالیاں کی طرف دیکھتے غصے
سے بولی تھی۔۔

بیگم میں نے کون سا کہا ہے کہ مجھے ابھی کے ابھی بیٹی چاہیے جب یہ
تھوڑا بڑا ہو جائے گا پھر کر لیں گے ٹھیک ہے سجاد شاہ انشا کے کندھے پر
ہاتھ رکھ کے اسے پر سکون کرنے لگے۔۔

انشا چہرے پر تھکن سجائے سجاد شاہ کے کندھے پر سر رکھ کر آنکھیں
موند گئی

لیلیٰ مجنوں آپ دونوں نے جو بچے پیدا کیے ہیں وہ یہاں پر بیٹھے آپ کا
رو مینس دیکھ رہے ہیں تو مہربانی فرما کر ایک دوسرے سے تھوڑی سی
دوری بنا کر بیٹھے احمد نے نہایت ہی احترام سے اپنے بھائی اور بھابی کو

ایک دوسرے سے دور رہنے کا کہا انشانے فوراً سجاد کے کندھے سے سر اٹھالیا۔۔

نہایت ہی کوئی تم۔۔ خوبصورت، قابل احترام، پرکشش انسان ہوں مجھے پتا ہے بھائی جان آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے احمد سجاد کی بات کاٹتے اپنی تعریفوں میں پھول باندھنا شروع ہو گیا۔۔

میرے بھائی تم تھوڑے سے اور پھول اپنی تعریف میں باندھ لو تاکہ تمہارا ہار پورا ہو جائے سجاد شاہ جل کر بولے۔۔

احمد کو تو جیسے ہضم نہیں ہوتا تھا اپنے بھائی بھابھی اور اپنے ماں باپ کا ایک دوسرے کے قریب رہنا۔ یا یوں بھی کہا جاسکتا تھا کہ احمد شاہ اپنی بیوی کے اس وقت قریب نہیں جاسکتا تھا اس لیے اسے کسی کی بھی بیویاں ان کے شوہروں کے پاس ہضم نہیں ہو رہی تھی۔۔

میں اپنی تعریف خود نہیں کرتا لوگ میری تعریفوں میں پھول باندھتے
ہیں احمد شاہ نے اپنا کالر ٹھیک کرتے فخر سے کہا۔۔

مجھے معلوم ہے لوگ تمہاری تعریف میں پھول کے ساتھ جوتے بھی
باندھ کر تمہارے گلے میں پہناتے ہے میری چھوٹے شیطان بھائی جان
جیسا کہ ابھی تمہیں بابا سے اپنی بیوی اور بچوں کے سامنے پڑے ہے سجاد
شاہ نے نہایت پیار بھرا لہجہ اپنا کر احمد شاہ کی بولتی بند کروادی۔۔

اسلام علیکم ارد شیر نے گھر داخل ہوتے سلام کیا۔۔ وعلیکم السلام سب
نے یک زبان جواب دیا۔۔۔

مبارک ہو ارسلان، آپ کی چھوٹی سی گڑیا اس دنیا میں آئی ہے ارد شیر
تیز قدم بڑھاتا ارسلان کے پاس جاتے اس مبارک باد دینے لگا احمد شاہ
نے منہ کھولے اپنے دوست کی طرف دیکھا اسے لگا تھا کہ وہ اس کے
گلے لگ کر اسے مبارک دے گا۔۔

برخودار ہمارے عہدے میں بھی اضافہ ہوا ہے شاید مراد شاہ نے میٹھا سا طنز کیا۔۔ مبارک ہو آپ کو انکل ارد شیر مسکراتے ہوئے ان سے بغلگیر ہوا۔۔

انکل میں آپ سے ناراض ہوا ارد شیر نے ادا اس چہرہ بناتے رخ دوسری طرف کر لیا۔۔

کیوں ہم نے کیا کیا ہے برخودار مراد کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ ان سے ناراض کیوں ہے۔۔ آپ کہتے ہیں کہ میں آپ کے بیٹوں جیسا ہوں، آپ کے گھرا تنی بڑی خوشی آئی ہے میرے بغیر آپ لوگ پارٹی کر رہے ہیں مجھے بلانا تو دور آپ سب نے مجھے بتایا تک نہیں کہ اس گھر میں اللہ نے رحمت بھیجی ہے ارد شیر کو واقعی میں بہت برا لگا تھا۔۔

ارد شیر بیٹا ایم سوری، میں پارس کی برتھ ڈے کی تیاریوں میں اتنا مصروف ہو گیا تھا کہ کسی چیز کا ہوش ہی نہ رہا، یہ دونوں تو اپنی بیویوں

کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گئے تھے مراد شاہ نے ارد شیر کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے اپنے دونوں بیٹوں کو طنز کیا تھا۔

انگل سوری بول کر مجھے شر مندہ نہ کریں اور جہاں تک آپ کی ہیلپ کرنے کی بات رہی تو یہ احمد تو ہے ہی نکمہ، آپ مجھے بلوالیتے ہیں آپ کی ہیلپ کر دیتا ارد شیر نے غصے سے احمد کی طرف دیکھ کر احترام سے سر کو خم دیتے مراد شاہ کو کہاں تھا۔

مجھے ایک بات سمجھ نہیں آتی میرے اس نکمے بیٹے نے ایسی کون سی نیکی کی تھی جس کے بدلے اللہ نے اسے تم جیسے دوست سے نوازا۔

بابا آپ کو یہ کہنا چاہیے کہ اس جیسا دوست نا جانے کس گناہ کی سزا کی صورت میں مجھے ملا ہے جسے ہر جگہ مجھے زلیل کروا کر سکون ملتا ہے احمد نے تاسف سے سر ہلایا تھا ارد شیر مراد شاہ کے پاس کھڑے اپنی مسکراہٹ چھپانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

احمد ارد شیر کے پاس کھڑا ہو گیا تاکہ وہ اسے مبارک دے کر اس کے گلے لگے لیکن ارد شیر خامشی سے بت بنا اس کے پاس کھڑے ہو کر مراد شاہ سے باتیں کرنے میں مصروف تھا۔

خان!۔۔ احمد شاہ روہانسی ہوا تھا اس کا ضبط جواب دے گیا تھا اسے اپنے دوست کی بے رخی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔ کیا ہے؟ ارد شیر نے اکتائے لہجے میں کہا تھا۔

یار سوری آئندہ کوئی بھی خوشی ہمارے گھر آئے گی سب سے پہلے تجھے بتاؤں گا احمد سختی سے اس کے گلے لگ کر نہایت ہی پیار سے کہہ رہا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے معاف کیا، یہ مسکے لگانا بند کر دے ارد شیر نے اس کی کمر پر تھپڑ رسید کر کے احسان جتانے والے لہجے میں کہا تھا۔

تو ہی رہ گیا ہے مسکے لگانے کو، میرا ٹیسٹ اتنا خراب نہیں ہے کہ میں
مردوں کو مسکے لگاؤں احمد شاہ نے کہتے جیسے ناک سے مکھی اڑائی تھی۔۔

اسماء بھابھی آپ سن رہی ہے اپنے شوہر کی باتیں، یہ مردوں کو مسکے
نہیں لگاتا یعنی یہ عورتوں کے ساتھ ارد شیر بات اُدھوری چھوڑتے
حیران ہونے کی ایکٹنگ کرتے اپنے منہ کر ہاتھ رکھ گیا۔۔

اسماء کی آنکھوں سے روز و قطار آنسو بہنے لگے۔۔ اسماء جان یہ بکواس کر
رہا ہے میں کسی لڑکی کو مسکے نہیں لگاتا، میں اپنی اسمہ جان سے بہت زیادہ
پیار کرتا ہوں احمد گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتا اسماء کے ہاتھوں کو نرمی
سے اپنے لبوں سے چھوتے بولا تھا۔۔

آپ نے پھر ایسا کیوں کہا کہ اسمہ بات پوری کرنے سے پہلے ہی رونا
شروع ہو گئی۔۔ کمینے انسان ایک دفعہ تو مجھے اکیلے مل پھر میں تجھے بتاتا

ہوں میں کس کس کو مسکے لگاتا ہوں احمد نے اپنی شہد رنگ آنکھوں سے
ارد شیر کو وارن کیا تھا۔

بھا بھی دیکھے آپ کا شوہر کیسے میری طرف دیکھ رہا ہے ارد شیر معصومانہ
چہر ابناتے احمد شاہ کو پھنسا گیا تھا۔

اللہ پوچھے تجھ سے خان تیرے جیسا دوست ہو تو انسان کو دشمن کی
ضرورت نہیں پڑتی احمد شاہ نے تلملاتے ہوئے دل میں سوچا۔۔۔
آپی مجھے کمرے میں جانا ہے اسماء ادا اس چہرے لیے انشا کو کہہ کر سر جھکا
گئی۔ احمد شاہ نے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھالیا۔

میں نے آپ سے نہیں۔۔ اسمہ جان انشا بھا بھی تمہارا وزن اٹھانے سے
رہی کہتے ہی احمد شاہ نے اپنے قدم کمرے کی طرف بڑھائے۔
کمرے میں داخل ہوتے نرمی سے اپنی اسماء جان کو بیڈ پر بیٹھایا۔

اسماء میری جان! خان نے صرف مجھے تنگ کرنے کے لیے وہ سب کہا تھا، تم لگتا ہے کہ تمہارا شوہر تمہارا احمد ایسا کر سکتا ہے نرمی سے اس کا چہرا تھامتے اس کی پیشانی کو لبوں سے چھوا تھا۔

جانتی ہوں لیکن مجھے یہ بھی برداشت نہیں کہ کوئی آپ کو تنگ کرنے کی خاطر بھی ایسی بات کہے اسماء نے احمد کا چہرا تھامتے اس کی پیشانی پر پیار بھری مہر ثبت کی تھی۔

اسماء جان کیوں چاہتی ہوں میں خود پر ضبط کھودوں احمد اس کے بے حد قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ احمد آپ کو بس یہی کام آتا ہے اسماء نے رخ دوسری طرف کرنا چاہا جب درد کی تیز لہر اس کی پیٹ میں پیدا ہوئی بے ساختہ اس نے چیخ ماری۔

اسماء جان کیا ہوا احمد فکر مندی سے کبھی اس کے کندھوں کو چھوئے تو کبھی اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھے۔

احمد ریلیکس ہو جائے، ٹھیک ہوں میں، اچانک رخ بدلنے کی وجہ سے
درد ہوا تھا اسماء نے اس کے ہاتھ تھام کر اسے پرسکون کرنا چاہا۔
یار اسماء جان تمہاری یہ چھوٹی چھوٹی انجانے میں کی جانے والی غلطیاں
ایک دن میری جان ضرور لے لیں گی احمد نے ٹھنڈی سانس خارج کی
تھی۔۔

ارد شیر رات کے تین بجے گھر آیا تھا اماں جان سوچکی تھی وہ کمرے کی
بالکنی میں ٹہلنے لگا جب اس کی نظر بالکنی میں بیٹھے روتی ہوئی نور پر گئی وہ
بھاگتا ہوا ان کے گھر کے باہر گیا۔۔

اوے لڑکے جاؤ یہاں سے خان صاحب گھر میں ہے بوڑھے آدمی نے
ڈانٹا تھا ارد شیر ضبط کرتے خاموشی سے اپنے گھر چلا گیا۔۔ بالکنی میں

کھڑا ہو کر نور کو دیکھنے لگا وہ ایسے زاویے میں کھڑا تھا کہ اسے کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا۔

شد اور فریش ہو کر واش روم سے باہر آیا کمرہ خالی دیکھ اس کی رنگت اڑ گئی تھی ڈریسنگ روم چیک کیا وہ وہاں پر بھی نہ تھی۔

نور جان! شد اور نے اسے پکارتے بالکنی کی طرف قدم بڑھائے وہ زمین پر بیٹھی رو رہی تھی۔

نور جان! شد اور نے اس کے پاس زمین پر بیٹھتے بے حد پیار سے اسے پکارا۔ رویا مت کرو، تمہیں تو عادت ہو جانی چاہیے میرے لمس کی شد اور اس کے قریب ہوا تھا۔

شد اور ایک عورت کو نا محرم کے لمس کی کبھی بھی عادت نہیں ہوتی اسے کبھی نا محرم کا چھونا اچھا نہیں لگتا نور نے بے رحمی سے اپنے آنسو صاف کیے اس کی رخسار بے حد سرخ ہو گئے تھے۔

نکاح میں کیا رکھا ہے، جو انسان نے نکاح کے بعد کرنا ہوتا ہے وہ پہلے کر لے اس سے کیا فرق پرتا ہے نور جان شد اور خان برائی کے اندھیرے میں اس قدر گم ہو چکا تھا کہ وہ نکاح میں اور زنا میں فرق بھول گیا تھا۔ ہاں بالکل تمہارے لیے اس سب میں کوئی فرق نہیں ہو گا شد اور خان نور نے تکلیف سے آنکھیں بند کی تھی۔

شد اور اس کے قریب ہوتے اس کی گردن پر جھکا تھا۔ ارد شیر نے اپنی آنکھیں سختی سے میچ لی وہ یہ سب نہیں دیکھ سکتا تھا کچھ دیر بعد اس نے آنکھیں کھولی شد اور نور کے لبوں پر جھکا ہوا تھا۔ ارد شیر کمرے میں داخل ہوتا بالکنی کا دروازہ بند کر گیا۔

کیوں وہ ایک درندے کے ساتھ ناجائزہ تعلق میں رہ رہی ہے، کیوں وہ ضبط کھوتے چلا کر زمین پر بیٹھتے اونچی آواز میں رونے لگا۔

اللہ جی اسے اس حرام رشتے سے آزاد کر دے، میرے اللہ مجھے میری
محبت کا محرم بنادے وہ سجدے کی حالت میں سر جھکاتے گڑ گڑا کر اپنے
اللہ سے اپنی محبت کو مانگ رہا تھا۔

یا اللہ میں جانتا ہوں میں اس کے لیے نا محرم ہوں اسے سوچ کر میں
اسے بے گنہگار کر رہا ہوں، اس کے حصے کے دکھ میری زندگی میں لکھ
دے اسے ان سب تکلیفوں سے آزاد کر دیں، میری اس دوست کو ایک
سکون بھری زندگی عطا کر دے اے میرے خدا ارد شیر اونچی آواز میں
روتے ہوئے اپنے خدا سے اپنی محبت کی خوشیاں مانگ رہا تھا۔

تقریباً دو گھنٹے وہ سجدے کی حالت میں بیٹھے روتا رہا۔ روتے ہوئے کب
اس کی آنکھ لگ گئی اسے اندازہ ہی نہ ہوا۔

نور جان چلو کمرے میں سو جاؤ صبح ہونے والی ہے شد اور نور کو باہوں
میں اٹھائے کمرے میں داخل ہوتے اسے نرمی سے بیڈ پر لٹا گیا۔۔

شد اور کیسے تم ایک حرام رشتے میں رہ کر پرسکون ہو، تمہیں گھن نہیں
آتی اپنے آپ سے مجھ سے نور اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے پھوٹ پھوٹ
کر رونے لگی۔۔

میرے پاس تمہارے ان باتوں کا کوئی جواب نہیں ہے شد اور اس کے
پاس نیم دراز ہوتے آنکھوں پر بازو رکھ گیا۔۔

ایک نہ ایک دن تو تمہیں میری باتوں کا جواب دینا پڑے گا نور دل میں
سوچتے چھت کی طرف دیکھنے لگی۔۔ اسے یقین تھا اس کا خدا سے اس
جہنم سے ضرور باہر نکال دے گا خدا کے گھر دیر ہے اندھیر نہیں۔۔

صبح آٹھ بجے شد اور کی آنکھ کھلی نور آڑی تر چھی حالت میں بیڈ پر سوئی
ہوئی تھی۔۔ نور جان جی بھر کر اپنی نیند پوری کر لورات کو ملو گا تم سے
اس کے کان کے قریب جھکتے گھمبیر آواز میں سرگوشی کرتے فریش ہو
کر چکا گیا۔۔

شد اور کے باہر جاتے ہی نور اٹھ کر بیٹھ گئی اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔ کتنا آسان ہے تمہارے لیے شد اور زنا کرنا خود بھی ناپاک ہوتے ہو اور مجھے بھی ناپاک کر دیتے ہو، خود گنہگار ہوتے ہو اور مجھے بھی گنہگار کر دیتے ہو نور سر جھکاتے اونچی آواز میں رونا شروع ہو گئی نور اٹھ کر بالکنی میں گئی ارد شیر بے چینی سے بالکنی میں چکر لگا رہا تھا جب اس نے اپنی بھاری پلکوں کو اٹھا کر نور کی طرف دیکھا تھا۔۔

کیا میں تمہارے گھر آسکتا ہوں اس نے اشارہ کرتے نور سے پوچھا۔۔ نور کے ہاں میں سر ہلاتے ہی ارد شیر بھاگتا ہوا اس کے گھر کے باہر گیا۔۔ گارڈ کو مجبوراً اسے اندر بھیجنا پڑا۔۔

نور اس کا گارڈن میں کھڑی انتظار کر رہی تھی۔۔ تم ٹھیک ہو ارد شیر نے نرمی سے اس کے ہاتھ پکڑتے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔

نور نامیں سر ہلاتے اس کے کندھے پر سر رکھتے رونا شروع ہو چکی تھی
۔۔ مجھے یہاں سے نکال دو اور میں اس جہنم میں نہیں رہنا چاہتی نہیں
برداشت ہوتا مجھ سے وہ روتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام کر التجائیہ لہجے میں
اسے کہہ رہی تھی۔۔

میں تمہیں نکلوا دوں گا یہاں سے باہر، میں مراد انکل سے کہتا ہوں
ارد شیر کے دماغ میں سب سے پہلا خیال ہی مراد شاہ کا آیا تھا۔۔
نہیں ان سے کچھ مت کہنا میں نہیں چاہتی میری وجہ سے ان کی جان
خطرے میں پڑے نور نے فوراً نفی میں سر ہلایا اسے اس دن کے بعد
اتجھے سے اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ شد اور مراد شاہ کے درمیان
سخت دشمنی چل رہی ہے۔۔

کیوں نور مراد انکل آرمی میں ہیں وہ تمہیں یہاں سے نکلوا۔۔ میں جانتی
ہوں ارد کہ وہ آرمی میں ہیں ان کے اور شد اور کے درمیان سخت دشمنی

چل رہی ہے میں نہیں چاہتی میری وجہ سے انکل کو کچھ ہو نور اپنے
ہاتھوں میں چہرہ چھپاتے اس کی بات کاٹتے روتے ہوئے کہہ رہی
تھی۔۔

میرے پاس مراد انکل کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے نور ارد شیر کی
آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بہنے لگے۔۔

اداس مت ہوا رد میں ہی بس بے صبری ہو گئی ہوں، میرا اللہ ایک دن
ضرور مجھے یہاں سے نکال دے گا نور مسکراتے ہوئے ارد شیر کی طرف
دیکھنے لگی۔۔

اچھا یہ بتاؤ تمہاری اماں جی کیسی ہیں اور کیا کر رہی ہیں وہ نور بات کو
بدلتے ہلکے پھلکے لہجے میں بولی تھی۔۔

اماں جی ٹھیک ہیں ناشتہ بنا رہی ہے میرے لیے۔۔

اتنی لیٹ ناشتہ کرتے ہو تم نور نے گھڑی کی طرف دیکھا جو تقریباً 10 بجارہی تھی۔۔

میں سات بجے تک ناشتہ کر لیتا ہوں آج لیٹ ہو گئی ارد شیر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا مسکرایا تھا۔۔

کیوں آج کیوں لیٹ ہو گئی؟ نور اس کے ساتھ کافی حد تک کمفر ٹیبل ہو گئی تھی وہ بلا جھجک اس سے سوال کر جاتی تھی۔۔

میرا دوست احمد ہے نا اس کے گھر بیٹی ہوئی ہے اور اس کے بیٹے کی برتھ ڈے بھی تھی اس کے گھر گیا تھا میں احمد کے بارے میں سوچتے ارد شیر کے لبوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ آئی تھی۔۔

مجھے لگتا ہے تمہارے لیے یہ تمہارا دوست بہت خاص ہے دنیا جہاں کی خوشی اس کے چہرے پر دیکھتے نور نے پوچھا تھا۔۔

میری جان سے بھی زیادہ مجھے عزیز ہے وہ، جب سکول میں کوئی مجھ سے بات نہیں کرتا تھا سب مجھے یتیم ہونے کا طعنہ دیتے تھے وہ میرے پاس آ کے بیٹھا تھا اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ میرے دوست بنو گے تم، جانتی ہو اس نے مجھ سے کیا کہا ارد شیر پرانی باتوں کو یاد کرتے مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

کیا؟ نور دلچسپی سے گاس پہ بیٹھی وہ اس کا جواب سننا چاہتی تھی۔ ارد شیر بھی اس کے پاس گھاس پر بیٹھ گیا۔

اس نے مجھ سے کہا تھا کہ آج کے بعد کسی نے بھی اگر تمہیں تنگ کیا تم نے اپنے اس بھائی کے پاس اکر سب کچھ بتانا ہے اور پھر میں ان سب کا منہ توڑ دوں گا، یہ کہہ کر اس نے مجھے اپنے گلے سے لگایا تھا نور ارد شیر نور کے ہاتھ پکڑے اس کی آنکھوں میں دیکھتے کہہ رہا تھا۔

پھر تو تم بہت لکی ہو تمہارے پاس اتنا اچھا دوست ہے، ہمیشہ اس کے
ساتھ رہنا رد کبھی اس کا ساتھ مت چھوڑنا جو ہم سے پیار کرتے ہو ہمیں
ہمیشہ ان کا سایہ بن کر ان کے ساتھ رہنا چاہیے نور نے اپنا سر جھکا لیا اس
کے دل میں بے ساختہ یہ خیال آیا تھا کہ کاش کوئی اس سے بھی اتنا پیار
کرتا کوئی اسی بھی کہتا میں ہوں نہ تمہارے پاس کوئی اکڑ تنگ کرے تو
مجھے کہنا۔۔

اچانک اس نے اپنے دل میں آئے اس خیال کو جھٹکا، اے میرے خدا
مجھے معاف کر دینا تو ہے نا مجھے سننے کے لیے میرا ساتھ دینے کے لیے
مجھے معاف کر دے میں نے اپنے دل میں یہ خیال لایا نور دل میں اپنے
اللہ سے معافی مانگتے آسمان کی طرف دیکھنے لگی۔۔

نور کیا سوچ رہی ہو اسے گیری سوچوں میں گم دیکھ ارد شیر نے اسے
کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑا تھا۔۔

کچھ نہیں، اپنے اللہ سے باتیں کر رہی تھی نور نے مسکرا کر جواب دیا۔
میں چلتا ہوں نور اس سے پہلے وہ کہ درندہ گھر آجائے ارداٹھنے لگا تھا
جب نور نے اس کا ہاتھ تھاما۔

رک جاؤ ارد، شد اور رات کو آئے گا پلینز مجھے ڈرگ رہا ہے مت جاؤ کی
آنکھوں میں ڈھیروں آنسو جمع ہوئے ناچاہتے ہوئے بھی وہ ہامی میں سر
ہلا گیا تھا، اس کا دل تھا کہ وہ نور کے پاس ر کے اس سے باتیں کرے
لیکن کس رشتے سے یہ خیال ہر بار اس کے ذہن میں اتا تھا جب وہ نور
سے ملاقات کرتا تھا۔

پورا دن انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ گزارا ہنستے کھیلتے دونوں نے
ایک ساتھ کھانا کھایا خوب ایک دوسرے کے ساتھ کھیلے نور بے حد
خوش تھی، شام کے چھ بجے ارد اپنے گھر گیا تھا۔

شد اور آٹھ بجے گھر داخل ہوا نور اپنے کمرے میں بیٹھی مسکرا رہی تھی۔۔

چشم بدّور آج میری نور جان مسکرا رہی ہے شد اور بیڈ پر نیم دراز ہوتے اس کے گود میں سر رکھ گیا۔۔

ہمیں بھی تو وجہ پتہ چلے ہماری نور جان کی مسکراہٹ کی ٹھوڑی سے پکڑ کر اس کا چہرہ اپنے قریب کرتے گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔

خ۔ خوش ہونے کے لیے کیا وہ وجہ ضروری ہوتی ہے نور کی زبان لڑکھڑائی تھی اسے ڈر لگ رہا تھا اگر شد اور کو پتہ چل گیا کہ ارد شیر ہر روز اس سے ملنے گھر آتا ہے تو اس سے آگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔

کیا ہوا نور جان کی سوچ میں گم ہو گئی ہونرمی سے اس کے لبوں کو چھوا تھا۔۔ اچانک جھٹکے سے وہ نور سے دور ہوا۔۔

یہ کیا ہو رہا ہے مجھے کیوں اس کے ساتھ نرم لہجہ اپنا رہا ہوں، کیوں نرمی کر رہا ہوں اس کے ساتھ میں شداور کا یہ سوچ کر دماغ پھٹنے لگا تھا وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ نرمی اختیار کر جاتا تھا۔

کس کے بارے میں سوچ کر مسکرا رہی تھی اپنے لہجے کو سخت کر دے غصے سے اس کی طرف دیکھ پہ بولا تھا۔

میں کسی کے بارے میں نہیں سوچ رہی تھی نور نے ڈرتے ہوئے جواب دیا اس کی سانسیں سوکھنے لگے تھے۔

آج کے بعد اگر تم مجھے اس طرح بلا وجہ مسکراتے ہوئے نظر آئی جان لے لوں گا میں تمہاری شداور نے اس کا چہرہ دبوچا تھا۔
اسے بیڈ پر دھکا دیتے وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

نہیں اپنا نام مجھے اس کے ساتھ نرم رویہ، وہ صرف ایک طوائف ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں شداور بار بار یہی بات بولے جا رہا تھا جیسے وہ خود کو

یقین کروانا چاہتا تھا کہ وہ صرف ایک طوائف ہے اس کے ساتھ اس کی
دلی کوئی وابستگی نہیں ہے۔۔

وہ میرے لیے ایک شے کی مانند ہے میں نے اس کی قیمت لگائی ہے جب
اس سے دل بھر جائے گا تو چھوڑ دوں گا اسے میں، جیسے چیزوں سے دل
بڑھنے پر انہیں پھینک دیا جاتا ہے ویسے ہی اسے پھینک دوں گا شداور
نے کھوکھلا قہقہہ لگایا تھا اس بات سے انجان کے مستقبل میں وہ اس کی
محبت میں کس کرب سے گزرنے والا ہے۔۔

وہ صرف ایک طوائف ہے، صرف طواف شداور پاگلوں کی طرح لاؤنچ
میں چکر لگاتے ایک بات دہرائے جا رہا تھا۔۔

شداور خان تمہارے لیے وہ طوائف نہیں ہیں تم اس کی عشق کرتے ہو
اس کے دل میں سے کسی کو نے سے آواز آئی تھی۔۔ بے ساختہ شداور
خان نے ہاتھ دل کے مقام پر رکھا تھا۔۔

شد اور تیز قدم بڑھاتا کمرے میں داخل ہوا نور روتے ہوئے سوچتی تھی۔۔۔

کیوں میرے حواسوں پر تم چھا رہی ہو، شد اور اپنا سر تھامتے ٹکٹکی باندھے نور کو دیکھ رہا تھا۔۔

وہ ضبط کی آخری حد پر پہنچ چکا تھا وہ اس کے عشق میں مبتلا ہو چکا تھا لیکن ماننے سے انکاری تھا۔۔

لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ گھر سے چلا گیا۔۔

رات کے ایک بجے نور کی آنکھ کھلی خود کو گھراکیلا پا کر سہم کر وہ بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا گئی۔۔

کچھ دیر بعد نور بالکنی میں کا دروازہ کھولتے وہاں کھڑی ہو گئی۔۔ ارد شیر کے کمرے کی لائٹ جلی ہوئی تھی۔۔

اردا بھی تک جاگ رہا ہے بے ساختہ اس کے دل میں خیال آیا تھا۔۔ ارد
تمہاری بیوی بہت قسمت والی ہوگی اس کے پاس تم جیسا پیار کرنے والا
شوہر ہو گا نور مسکراتے ہوئے بالکنی کے دروازے سے نظر آتی ارد شیر
کی پر چھائی کو دیکھ رہی تھی۔۔

اف اللہ کب سکون کے پل مجھے نصیب ہوں گے نور زمین پر بیٹھتے
آسمان کی طرف دیکھتے اپنے اللہ سے باتیں کرنے لگی۔۔ وہ اپنے خدا سے
باتیں کرنے میں اس قدر مصروف ہو گئی تھی کہ اسے وقت کا احساس
ہی نہ ہوا۔ تہجد کی آذان پر وہ ہوش میں آئی وضو کرتے، تہجد کی نماز ادا
کرتے اپنے اللہ سے ہم کلام ہوئی تھی۔۔

اے اللہ میرا ایک بیٹا تو اس درندے کے پاس ہے میں نہیں جانتی وہ
درندہ صفت بنے گا یا پھر فرشتہ صفت۔ لیکن اے میرے خدا میرے
تبریز کو کبھی بھٹکنے نہ دینا اسے ہمیشہ اپنے راستے پر چلانا نور آنسو بہاتے

مسکراتے ہوئے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اپنے خدا سے اپنی اولاد کی
بہتری کے لیے دعا کر رہی تھی۔۔

میں خوش ہوں میرے خدا تو نے مجھے صحت دی، مجھے بے شمار چیزیں
عطا کی ہیں تو نے، میں کس کس نعمت کا شکر ادا کروں۔۔۔

:ترجمہ

" اور تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے "

نور کے ذہن میں ایک خوبصورت آیت کا ترجمہ آیا۔۔

جائے نماز کو تہہ لگاتے صوفے پر رکھ کے کمرے سے باہر چلی گئی۔ کچن

میں داخل ہوتے ہیں فریج کھولی اس میں کچھ کھانے کے لیے موجود نہ

تھا۔۔

نور کی نظر شیف پر پڑی ایک سوکھی روٹی پر گئی سوکھی روٹی کو پکڑتے وہ

زمین پر بیٹھ کے کھانا شروع ہو گئی۔۔

میرا تبریز کیا کر رہا ہو گا نور اپنے بیٹے کے بارے میں سوچتے وہ مسکرا نے
لگی۔۔

گڈو کیا ہوا ہے رو کیوں رہی ہو تم ارسلان اپنی بہن کو گود میں اٹھاتا اس
کے آنسو صاف کر رہا تھا۔

لالا میں باہل دینی تھی گندے شایم نے مالا (لالا میں باہر گئی تھی
گندے صائم نے مارا) عانیہ تو تلی زبان میں ہاتھ نچاتے ہوئے کہہ رہی
تھی۔۔

اسے تو میں بتاتا ہوں ارسلان غصے سے بھرا عانیہ کو صوفے پر بٹھاتے گھر
سے باہر چلا گیا صائم گھاس پر بیٹھا کھیل رہا تھا۔۔

اوائے صائم تم نے میری گڈو کو کیوں مارا ارسلان اسے کالر سے پکڑتے
کھڑا کرتے غصے سے غرایا تھا۔

تمہاری بہن نے میرا گھر خراب کیا تھا صائم اپنی مٹی سے بنے گھر کی طرف اشارہ کرتے اپنا بلائی لب باہر نکالا گیا۔

تم نے صرف ایک مٹی کے گھر کے لیے میری گڈو کو گرایا ارسلان نے اسے اوپر اٹھاتے زمین پر پھینکا تھا صائم ارسلان کا ہم عمر تھا وہ دونوں چھ سال کے تھے لیکن ارسلان شاہ کا قد 11 سال کے بچے جتنا تھا۔

ارسلان نے پاس پڑی باٹل اٹھا کے اس کے سر پر ماری اسے جب غصہ آتا تھا اس کی آنکھیں بے انتہا سرخ ہو جاتی تھی اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی بہن کی سرخ پیشانی نظر آرہی تھی۔

میں امی کو بتاؤں گا صائم روتے ہوئے اپنے گھر چلا گیا ارسلان بے فکری سے کندھے اچکاتے اپنے گڈو کے لیے ڈھیر ساری چاکلیٹس لے کر جب وہ گھر پہنچا مراد شاہ غصے سے ارسلان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ دادو کیا ہوا ان کے پاس جاتے مسکرا کر ان کی طرف دیکھنے لگا۔

پارس بیٹا یہ کیا کر کے آئے ہو آپ جب صائم روتا ہوا گھر گیا تھا تو اس کی
ماں ارسلان کی شکایت لے کر گھر آئی تھی اور کافی زیادہ بول کر گئی
تھی۔۔

دادو اس نے میری گڈو کو گرایا تھا میری گڈو کی پیشانی دیکھے کیسے سرخ
ہوئی ہے ارسلان اپنی گڈو کی پیشانی پر ہاتھ رکھتے فکر مندی سے کہہ رہا
تھا مراد شاہ نے عانیہ کی پیشانی کو دیکھا جو نہ ہونے کے برابر سرخ
تھی۔۔

میرے بیٹے تم ابھی سے اتنے جنونی ہو اپنی بہن کو لے کر جب بڑے ہو
گئے تو تب کیا کرو گے تم وہ پارس ارسلان شاہ کی اپنی بہن کے لیے
جنونیت دیکھ بے حد حیران ہوئے تھے۔۔

ابھی تو صائم کے بچے نے میری گڈو کو گرایا ہے جب میں بڑا ہوں گا تو
ایسی دہشت پھیلاؤں گا کہ کوئی میری بہن کو ہاتھ لگانے سے پہلے مرنا

پسند کرے گا پاس اپنی گردن کو ٹیڑھا کرتے آنکھوں میں سفاکیت
لیے صوفے پر پھیل کر بیٹھ کے اپنی بہن کو گود میں بٹھا گیا۔

یہ دیکھو میں اپنی گڈو کے لیے کیا لایا ہوں پاس نے ڈھیر ساری
چاکلیٹس عانیہ کے سامنے کی عانیہ کھلکھلا کر ہنسنا شروع ہو گئی۔

تولے (کھولے) منہ بناتے چاکلیٹ اپنے لالا کے سامنے کی۔

یہ کیا ہو رہا ہے احمد شاہ پاس کے پاس بیٹھتے اس کے کندھے پر ہاتھ
رکھتے بولے تھے جب میرال بیگم اور انشاست قدم اٹھاتے لاونچ میں
داخل ہوتے صوفے پر بیٹھی تھی وہ دونوں پریگنٹ تھی۔

امی میں نے کبھی نہیں سوچا تھا چار بچوں کا باپ بننے کے بعد میں بڑا بھائی
بن جاؤں گا احمد اپنی ماں کو سرتاپاؤں تک دیکھ رہا تھا۔

میرال بیگم شرمندہ ہوتے چہرہ جھکا گئی انہیں پریگنٹ ہوئے آٹھ ماہ ہو
چکے تھے ان آٹھ ماہ میں وہ ہر روز مراد شاہ سے جھگڑا کرتی تھی کہ انہوں
نے اس عمر میں انہیں ماں بنا دیا ہے۔۔

بابا آپ کو کیا مسئلہ ہے آپ کو تو خوش ہونا چاہیے اللہ پاک آپ کو بہن
دے رہے ہیں، آپ میرے دادی امی کو طنز کر رہے ہیں ارسلان عانیہ
کو اٹھائے میرال بیگم اور انشا کے درمیان جا کے بیٹھ گیا۔۔

دادی امی آپ ان کی باتیں نہ سنیں، میں بہت خوش ہوں اللہ جی مجھے
ایک اور بہن اور پھوپھو دینے والے ارسلان شاہ کے چہرے پر دنیا جہاں
کی خوشی تھی۔۔

بھائی جی عانیہ کے ساتھ مجھے کھیلنا ہے عالیان ارسلان کا کرتا کھینچتے ہوئے
بولا تھا۔۔

ارسلان نے عانیہ کو نیچے اتار دیا وہ اور عالیان کھیلنا شروع ہو گئے جب
سیان چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا عالیان کو عانیہ سے دور دھکادے گیا۔
یہ میری بہن ہے میں اس کے ساتھ کھیلوں گا، تمہاری بہن آنے والی
ہے تم اس کے ساتھ کھیلنا تین سالہ سیان نے اپنی دو سالہ بہن کو اپنے
ساتھ لگاتے معصوم سے چہرے پر غصہ سجایا تھا۔

نہیں یہ میری دوست ہے میں اس کے ساتھ کھیلوں گا عالیان عانیہ کا
ہاتھ پکڑتے اسے اپنی جانب کھینچنے لگا دوسری طرف سیان اپنی بہن کا
ہاتھ پکڑے اسے اپنی جانب کھینچ رہا تھا۔

پیچھے ہٹو تم دونوں ارسلان نے ان دونوں کے ہاتھوں سے عانیہ کے بازو
چھڑواتے اس کو گود میں اٹھالیا۔

کسی نے نہیں کھیلنا میری گڈو کے ساتھ کھلونا سمجھ لیا ہے تم دونوں نے
اسے ہر روز اس طرح سے جھگڑا کرتے ہو اور درمیان میں میری چھوٹی

سی گڈو پھنس جاتی ہے عانیہ اپنے لالا کی گردن میں چہرہ چھپاتے رو رہی
تھی اس کے بازو میں بے انتہا درد ہو رہا تھا۔

گڈو لالا کی جان روتے نہیں ہیں اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھا متے اس کی
پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔

یہ تندے ہیں (یہ گندے ہے) عانیہ نے روتے ہوئے اپنے بھائی اور
عالیان کی طرف اشارہ کیا۔

گڈو میں گندا نہیں ہوں یہ عالیان گندا ہے سیان اپنے چھوٹے چھوٹے
ہاتھوں سے اپنے آنسو صاف کرتے کہہ رہا تھا وہ اپنی بہن کے معاملے
میں بے حد جذباتی تھا اگر وہ اس سے ذرا سا بھی ناراض ہو جاتی تو وہ
رونے لگ جاتا تھا۔

ارسلان نے روتے ہوئے سیان کو بھی اپنی گود میں اٹھا لیا وہ دونوں بہن
بھائی اپنے بڑے بھائی کے گلے لگ کر آنکھیں موندھ گئے۔ وہ صوفے

پر بیٹھ گیا پانچ منٹ بعد جب اس نے ان دونوں کے چہرے کی جانب
دیکھا وہ دونوں سوچکے تھے۔ ارسلان نے اپنے قدم کمرے کی جانب
بڑھائے تاکہ وہ انہیں بیڈ پر لٹا دے اور وہ پر سکون ہو کر سو سکیں۔
امی مجھے لگتا تھا کہ چار بچے ہیں میں اور اسماء سنبھال نہیں پائیں گے لیکن
ارسلان نے سب کو سنبھالا ہوا ہے وہ بڑا بھائی ہونے کا فرض پورا کر رہا
ہے احمد شاہ فخر سے اپنے بیٹے کی طرف دیکھ رہے تھے جو اپنی بہن اور
بھائی کو اٹھائے سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔

ویسے امی کیسی فیلنگ ہے اس عمر میں ماں بن رہی ہیں آپ احمد شاہ ایک
پل سے زیادہ سنجیدہ رہ جاتا یہ تو ناممکنات میں سے ایک تھا۔
احمد سیدھی طرح بتا دوں مجھ سے جو تا کھانا ہے تم نے مراد سہی کرتے
ہیں تمہارے ساتھ تم اسی کے لائق ہو میرا بیگم کو یک دم احمد شاہ پر
بے پناہ غصہ آیا تھا۔

امی سچ بات نہ سبھی کو چبتی ہے آپ کے شوہر کو شرم نہیں تھی آئی ہے
اس عمر میں ایسا کارنامہ سرانجام دیتے ہوئے امی سات بچوں کے دادا بن
گئے ہیں آپ کے اس سے پہلے احمد شاہ اپنی زبان اور کھولتا مراد شاہ نے
پیچھے سے زوردار تھپڑ اس کی گردن پر مارا تھا وہ پانچ منٹ سے اس کے
پیچھے کرے اس کی بکو اس سن رہے تھے۔

تمہیں کیا تکلیف ہے میرے دوبارہ باپ بننے پر، جیسے تم ہر وقت لگے
رہتے تھے اسماء کے ساتھ مجھے بیٹی چاہیے، مجھے بیٹی چاہیے۔ تو میرے
صاحبزادے مجھے بھی بیٹی چاہیے تھی اور اللہ مجھے دے رہا ہے مراد شاہ
دوبارہ اس کے سر پر تھپڑ رسید کرتے میرا بیگم کے پاس بیٹھ کر انہیں
اپنے ساتھ لگا گئے۔

بابا شرم ختم ہو گئی ہے آپ میں احمد اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے اپنے سر کو
نہ میں ہلاتے اپنے کمرے میں چلا گیا۔

انشا بھی خاموشی سے قدم اٹھاتے اپنے کمرے میں چلی گئی وہ کباب میں
ہڈی نہیں بننا چاہتی تھی۔۔

مراد کچھ تو شرم کر لیتے آپ کا جوان بیٹا آپ کی بہو پاس بیٹھی ہوئی تھی
اور آپ میرال بیگم شرم سے سرخ ہوتے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا
گئی۔۔

اگر بیگم میں آپ کے پاس آکر نہ بیٹھتا تمہارے آپ کے اس جوان بیٹے
کی سو گز لمبی زبان بند نہیں ہونی تھی، اس وجہ سے مجبوراً مجھے تھوڑا سا
رو مینس دکھانا پڑا آپ کے جوان بیٹے اور بہو کے سامنے مراد شاہ جوان
بیٹے پر زور دیتے ہوئے بولے تھے۔۔

آپ تینوں باپ بیٹوں نے بے شرمی میں پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے میرال
کی بات پر مراد شاہ کا چھت پھاڑ قہقہہ لاؤنچ میں گونجا۔۔

وہ وقت بھی جلد آگیا جب میرال بیگم اور انشا کی ڈلیوری تھی۔۔

سب آپریشن تھیٹر کے باہر کھڑے بے صبری سے انتظار کر رہے تھے
جب ارسلان کی نظر سامنے بیٹھی ایک عورت پر گئی۔
آئی آپ کا بھی بی بی آنے والا ہے ارسلان ان کے پیٹ کی طرف دیکھ
کر پوچھ رہا تھا۔

دردنا قابل برداشت ہونے کے باوجود بھی ارسلان کی بات پر ان کے
چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی انہوں نے ہامی میں سر ہلاتے ارسلان کی
پیشانی پر بکھرے بال پیچھے کیے تھے۔

آپ اپنی بیٹی مجھے دکھائیں گی ارسلان خوش ہوتے مسکرا رہا تھا۔
اگر میرا بیٹا ہوا تو پھر۔۔ نہیں آپ کی کانچ جیسی گڑیا ہوگی ارسلان اسے
بیگم کی بات کاٹتے ہوئے یقین کے ساتھ بولا تھا۔

عالم اپنی بیوی کے پاس آتے انہیں ساتھ لے کر ایمر جنسی روم میں چلے گئے۔۔ ارسلان دوبارہ اپنے گھر والوں کے پاس جاتے اپنی بہن کے پیدا ہونے کا انتظار کرنے لگا۔۔

جب ڈاکٹر بے بی کو لیے باہر آئی ارسلان بھاگتا ہوا ڈاکٹر کے پاس جاتے اپنے ہاتھ ان کی جانب بڑھا گیا۔۔ ڈاکٹر اس کی بے چینی اور بے تابی پر مسکرا نے لگی۔۔

یہ لوجی آپ کی بہن ڈاکٹر نے پاس ارسلان شاہ کی بہن کو اس کی بازوؤں میں دے کر واپس اندر چلی گئی۔۔

ارسلان چلو بیٹا اب مجھے پکڑادو سجاد شاہ اس سے اپنی بیٹی کو لینے لگے جب ارسلان مراد شاہ کے پیچھے چھپ گیا۔۔

بابا سے کہیں خاموشی سے میری بیٹی میری حوالے کر دے اس نے
عانیہ کی دفعہ بھی ہمیں بہت تنگ کیا تھا مجھے میری بیٹی کو اٹھانا ہے سجاد
شاہ روہانسی ہوئے تھے۔۔

اس سے پہلے سجاد شاہ کچھ اور کہتے جب ڈاکٹر مراد شاہ کی بیٹی کو لیے باہر
آئی تھی مراد شاہ کے بازو آگے بڑھانے سے پہلے احمد شاہ نے ڈاکٹر کی
ہاتھوں سے اپنی بہن کو اٹھالیا تھا۔۔

احمد میری بیٹی کو پکڑاؤ مجھ۔۔ جی نہیں بابا ہماری بہن ہے پہلا حق ہمارا بنتا
ہے اور ویسے بھی آپ نے ہی تو کہا تھا کہ جو سب سے زیادہ انتظار کرتا
ہے سب سے پہلے پکڑنے کا حقدار بھی وہی ہوتا ہے مراد شاہ کو احمد کا طنز
اتجھے سے سمجھ آ گیا تھا بے ساختہ انہوں نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا تھا۔۔

تمہاری بات ٹھیک ہے احمد لیکن میں نے 25 سال بیٹی پیدا ہونے کا
انتظار کیا ہے یہ نا انصافی ہے میرے ساتھ میری بیٹی پکڑاؤ مجھے مراد شاہ

نے بے چینی سے احمد کی طرف ہاتھ بڑھائے تھے اپنی بیٹی کو پکڑنے کے لیے۔۔

احمد نے خاموشی سے اپنی بہن کو اپنے بابا کے ہاتھوں میں دے دیا سے اچھے سے معلوم تھا اس کے بابا کو بیٹیاں کس قدر پیاری لگتی ہیں۔۔
مراد شاہ نے جب اپنی بیٹی کا چہرہ دیکھا خوشی کے ساتھ انہیں بے حد حیرانگی بھی ہوئی تھی کیونکہ ان کی بیٹی کا چہرہ نور سے ملتا تھا وہ ٹکٹکی باندھے اپنی بیٹی کی طرف دیکھے جا رہے تھے۔۔

بابا کیا ہوا سجاد شاہ اور احمد شاہ نے اپنے بابا کے کندھے پر ہاتھ رکھتے پریشانی سے پوچھا۔۔

کچھ نہیں وہ میرے بس وہ مراد شاہ کو ادا کرنے کے لیے الفاظ نہیں مل رہے تھے۔۔

بے حد خوشی ہو رہی ہے کہ اللہ نے مجھے رحمت دے دی ہے اتنے سالوں بعد مراد شاہ بار بار اپنی بیٹی کی پیشانی کو چوم رہے تھے۔

بابا خوشی کے ساتھ تھوڑی سی شرم محسوس ہوئی ہے کہ آپ کی پوتی کے ساتھ آپ کی بیٹی پیدا ہوئی ہے مراد شاہ اس کی پیٹھ پر ہلکی سی چپت لگاتے ہنسنے لگے۔

ارسلان بیٹا 25 منٹ ہو گئے ہیں میری بیٹی پکڑا دو مجھے سجاد شاہ التجائیہ نظروں سے ارسلان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

بڑے بابا آپ کی بہن ہوئی ہے نا آپ اسے پکڑو میں نے اپنی بہن کو پکڑا ہوا ہے ارسلان اپنی بہن کو سینے سے لگائے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ سجائے کھڑا تھا۔

میرال بیگم اور انشا کو کمرے میں شفٹ کر دیا گیا تھا ڈیڑھ گھنٹہ اور انتظار کرنے کے بعد ارسلان نے اپنی بہن کو سجاد شاہ کے ہاتھوں میں دیا تھا۔۔

بے بی کا نام کیا رکھیں سب ان دونوں کا نام سوچنے لگے ارسلان کی نظر ایمر جنسی روم سے نکلتے عالم کے ہاتھوں میں اٹھائے چھوٹی سی بچی پڑی بنا آواز پیدا کیے وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔۔ ارسلان عالم کے پیچھے کمرے میں داخل ہوا عالم نے اپنی بیٹی کو ارسہ بیگم کی گود میں لٹا دیا۔۔ ابھی ارسہ بیگم نے اپنی بیٹی کی پیشانی پر بوسہ دیا ہی تھا جب ارسلان ان کے پاس جاتے دلچسپی سے ان کی بیٹی کی طرف دیکھنے لگا۔۔

آنٹی میں اس گڑیا کو پکڑ لوں ارسلان نے بے ساختہ اپنے ہاتھ اس بچی کی طرف بڑھائے۔۔

ارسہ بیگم کے ہاں کرنے سے پہلے ہی ارسلان نے ان کی بیٹی کو گود میں لے لیا۔۔

یہ تو کانچ کی گڑیا ہے کتنی پیاری ہے یہ ارسلان نے اس کے نرم رخسار پر لب رکھتے اس کی ناک سے ناک مس کرنے لگا۔۔

عالم صاحب ارسلان کے بال سہلاتے مسکرائے تھے۔۔

انگل اس گڑیا کو میں لے جاؤں اپنے ساتھ ارسلان التجائیہ نظروں سے عالم کی طرف دیکھنے لگا۔۔

بیٹا میں اپنی یہ گڑیا آپ کو نہیں دے سکتا کیونکہ ایک باپ کی اپنی بیٹی میں جان بستی ہے عالم نے پیار بھرے لہجے میں ارسلان سے کہا تھا۔۔
انگل میں ایسے نہیں رلاؤں گا اسے اپنے پاس بہت پیار سے رکھوں گا پلینز مجھے یہ دے دو ارسلان نے ضدی انداز اپنایا۔۔

ارسلان کیا کر رہے ہو تم مراد شاہ کی نظر جب عالم صاحب پر پڑی ان کے الفاظ منہ میں رہ گئے۔۔

کیسے ہو عالم مراد شاہ نے گلے ملتے خیریت پوچھی۔۔ میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں انکل عالم نے سر جھکا کر ادب سے جواب دیا عالم کے والد اور مراد شاہ بزنس میں پارٹنرز تھے کچھ سال پہلے عالم کے والد کی وفات ہو گئی تھی ان کی جگہ عالم نے بزنس سنبھالا تھا۔۔

الحمد للہ بیٹا میں ٹھیک بہت بہت مبارک ہو اللہ نے تمہیں رحمت دی ہے مراد شاہ نے پیار بھری نظروں سے عالم کی بیٹی کی طرف دیکھتے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔

دادو ہم اس گڑیا کو اپنے ساتھ لے جائیں ارسلان اسے اپنے سینے سے لگائے کہہ رہا تھا۔۔

بیٹا یہ ان کی گڑیا ہے اور یہ انہی کے پاس رہے گی انہوں نے اس سے بچی
کو لینا چاہا ارسلان نے اپنے قدم پیچھے کو بڑھائے۔۔

دادو میں نے نہیں دینا ارسلان سختی سے اسے اپنے ساتھ لگا گیا بچی اونچی
آواز میں رونا شروع ہو گئی۔۔

بیٹا ابھی اس کے والدین کو پکڑا دو میں آپ کو ملوانے لے جایا کروں گا
اس سے مراد شاہ نے جب دیکھا کہ وہ بچی کو اس کے ماں باپ کے
حوالے نہیں کر رہا تھا انہوں نے بہانہ بنا کر اس سے بچی کو لینا چاہا
ارسلان سوچتے ہوئے ہاں میں سر ہلا کر بچی کو عالم کو پکڑا دیا۔۔
انگل میں کل آؤں گا آپ کے گھر ارسلان کہتے ہی کمرے سے باہر
بھاگ گیا۔۔

عالم میں نے بس اس کا دھیان بھٹکانے کے لیے کہا تھا یہ۔۔

انکل آپ اسے لے کے آجائیے گا ہمارے گھر مجھے خوشی ہوگی، آپ کا
پوتا بہت پیارا ہے مراد شاہ مسکراتے ہوئے ان کے گلے ملتے الوداع
کلمات کہتے کمرے سے چلے گئے۔۔

"میں اپنی بیٹی کا نام نیہار کھوں گا، نیہا مراد شاہ۔۔

میں اپنی بہن کا نام عرتج رکھوں گا مراد شاہ نے اپنی بیٹی اور ارسلان نے
اپنی بہن کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

تور کھ لے اپنی بہن کا نام میری تو کچھ لگتی ہی نہیں ہے سجاد شاہ سر پکڑ کر
بیٹھ گئے مشکل سے پانچ منٹ انہوں نے اپنی بیٹی کو اٹھایا تھا۔۔

"دادو میری دو بہنیں ہو گئی اب ایک اور بہن مجھے چاہیے۔۔

تمہارا خیال ہے ہم اسی کام لگے رہیں احمد شاہ اور سجاد شاہ جل کر غصے سے
بولے تھے۔۔

تمہاری بہن کی رٹ کی وجہ سے تیرے بعد تین پیس آگئے ہیں انہوں
نے ارسلان کو گھور کر دیکھا۔۔

میں نے تو بہن مانگی تھی آپ کو کون کہتا تھا ہاسپٹل سے جا کر میرا بھائی
اٹھالائیں، اگر آپ لوگ بھائی نہ اٹھا کر لاتے آج میں نے دو کی بجائے
چھ بہنوں کا بھائی ہونا تھا۔ ویسے ابھی بھی اگر میری بہنیں چھ ہو جائیں تو
مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے ارسلان کی بات پر بے ساختہ دونوں بھائیوں کو
کھانسی کا دورہ پڑا تھا وہ بمشکل اپنے چار چار بچوں کو سنبھال رہے تھے ان
کا بیٹا درجن پوری کروانے کا ارادہ کیے بیٹھا تھا۔۔

انشائیگم سن رہی ہیں آپ۔۔

اسماء جان آپ بھی سن رہی ہے۔۔ وہ دونوں بھائی جھنجھلا کر اپنی اپنی بیویوں کی طرف عجیب نظروں سے دیکھ کے اپنے بیٹے کی طرف اشارہ کر رہے تھے ایک کا سگایٹا تھا اور دوسرے کی بیوی اس بچے کی رضائی ماں تھی۔۔

سجاد میرا بیٹا معصوم ہے اپا سے نہ ڈانٹا کریں۔۔
بالکل آپنی صحیح کہہ رہی ہیں ہمارا بیٹا معصوم ہے آپ دونوں بھائی چلاک ہے اسماء ارسلان کو اپنے قریب کر کے اس کی بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔۔

اس جیسا دنیا میں ایک اور معصوم پیدا ہو گیا لوگوں کا معصومیت سے اعتبار اٹھ جانا ہے احمد نے کہتے ہوئے تاسف سے سر ہلایا تھا۔۔
جس دن ہم دونوں بھائیوں کو لگا کے یہ معصوم ہے ہم گنجا کر والیں گے خود کو سجاد شاہ نے منہ پر ہاتھ پھیر کر جیسے خود سے عہد کیا تھا۔۔

بھائی پہلی بات یہ کبھی معصوم ہو ہی نہیں سکتا دوسرا خود کو گنجا کر وائیے
گامیرا کوئی ارادہ نہیں ہے بھری جوانی میں گنجا ہونے کا احمد اپنے بالوں
میں ہاتھ پھیرتے دکھ سے بولا تھا۔

احمد یار سوچنے والی بات ہے بچے باپ پر جاتے ہیں یا ماں پر یہ کس پہ چلا
گیا ہے سجاد شاہ کی نظر ارسلان پڑی وہ سوچ میں پڑ گئے کہ اتنا
خوبصورت ان کے خاندان میں کوئی نہ تھا۔ وہ کسی اور ہی دنیا سے آیا
لگتا تھا نیلی آنکھیں، ڈمپل، سرخ و سفید رنگت، عنابی لب، بھورے
بال سجاد شاہ بنا پلکیں جھپکے اسے دیکھے جا رہے تھے۔

بھائی میرا بیٹا لڑکی نہیں ہے جو ایسے ٹکٹکی باندھے آپ اسے دیکھے جا
رہے ہیں احمد نے ارسلان کو اسماء سے کھینچتے خود کے ساتھ لگاتے چھپایا
تھا۔

میرے پاس میری بیوی ہے دیکھنے کے لیے۔

وہ تو اندازہ ہو ہی رہا ہے سب سے پہلے چھکا بھی تو آپ نے ہی مارا تھا احمد
کی بات سمجھ میں آتے ہی سجاد شاہ نے پیٹھ پر تھپڑ مارا تھا۔

مجھے تو لگتا ہے میں اس دنیا میں صرف مار کھانے کے لیے پیدا ہوا ہوں
جس کا دل کرتا ہے منہ اٹھا کے تھپڑ مارنا شروع ہو جاتا ہے مجھے۔

بہت اچھا کام کیا آپ نے سجاد بھائی دل خوش کر دیا میرا اور مبارک ہو
اللہ نے رحمت دی ہے آپ کو ارد شیر کمرے میں داخل ہوتا ہے بے انتہا
چہرے پر خوشی سجائے سجاد شاہ کے گلے لگا تھا۔

انکل آپ کو بھی مبارک ہو اس عمر میں پھر سے باب بنے ہیں ارد شیر
آنکھ مارتے مراد شاہ کے گلے لگ کر انہیں مبارک دی۔

یہ تم خوشی کا اظہار کر رہے ہو یہاں طنز کر رہے ہو مراد شاہ کو اس کی
بات میں خوشی سے زیادہ طنز نظر آ رہا تھا۔

انگل میں نے تو مبارکباد ہی دی ہے اگر آپ کو طنز لگا اس میں میری کوئی غلطی نہیں ہے مراد شاہ نے ہلکی سی چپت اس کے سر پر لگائی۔۔

احمد کارنگ چڑھ رہا ہے تم پر۔۔

استغفر اللہ بابا میں صرف اپنی بیوی پر ہی اپنا رنگ چڑھاتا ہوں احمد شاہ نے کانوں کو ہاتھ لگائے تھے۔۔

سبحان اللہ تیری سوچ اور تیرے گندے دماغ پر احمد مراد شاہ، اور مجھے تیری بیوی بننے کا کوئی شوق نہیں ہے ارد شیر نے عجیب نظروں سے احمد کو دیکھا۔۔

تم دونوں نے کیا یہ تیری تیری لگایا ہوتا ہے۔۔

بابا دوستی کا پہلا اصول ہی یہی ہے عزت نہیں دینی چاہیے احمد نے ارد شیر کو گردن سے پکڑتے اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے۔۔

کمینے بے غیرت دفع ہو پیچھے مجھے پہلے دن سے تیری نیت مجھ پہ خراب
لگتی تھی رونے والا چہرہ بناتے ہیں ارد شیر اپنی پیشانی کو اپنی ہتھیلی سے
صاف کر رہا تھا۔

ڈارلنگ اب تم ہو ہی اتنے خوبصورت نیت تو خراب ہو گی تم پر احمد نے
بہکے انداز میں کہتے اس کی طرف قدم بڑھائے تھے۔

انگل آپ کے بیٹے میں کسی عورت کی روح گھس گئی ہے ارد شیر مراد
شاہ کے پیچھے چھپ گیا مراد شاہ نے خونخوار نظروں سے احمد کی طرف
دیکھا احمد اپنے قدم روکتے خاموشی سے کھڑا ہو گیا۔

احمد میں نے تو سنا تھا اگر مرد کے پاس اس کی من پسند بیوی نہ ہو تو

دوسری عورتوں کے پاس جاتا ہے، تمہارے پاس تمہاری من پسند بیوی
موجود ہے اور تم عورتوں کی طرف دیکھنے کے بجائے مردوں چھپی انشا

نے کہتے ہوئے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے چھپی لفظ پر اچھا خاصا زور دیتے نہ میں گردن ہلائی۔۔

آپ سب کے ناذہن ہی گندے ہیں۔۔

بیٹا ہمارے ذہن نہیں تیری حرکتیں ہی گندی ہیں مراد شاہ کی بات پر احمد میسنوں کی طرح ہنستا اپنا سر کھجانے لگا۔

بابا یہ آپ نے اس لیے کہا ہے کیونکہ میں نے ہر سال آپ کو داد بنایا ہے احمد نے فخر سے اپنا کالر ٹھیک کیا جیسے اس نے مہان کام کیا تھا ہر سال اپنے باپ کو داد بنا کر۔۔

داد و جوتا احمد کے الفاظ سنتے ہی ارسلان نے اپنا جوتا اتار کر مراد شاہ کو پکڑایا انہوں نے احمد کے پیٹ میں جوتا مارا وہ بیچارہ پیٹ پر ہاتھ رکھتے صوفے پر بیٹھ کر کراہنے لگا۔

کاش چیونگم تیری بات سچی ہوتی کہ ہاسپٹل سے جا کے انسان اپنی مرضی سے بچے اٹھا کر لاسکتا ہے، قسم سے تجھے وہیں پھینک کر میں اپنی پسند کا بچہ اٹھا کر گھر لے آتا احمد جل کر غصے سے غرایا تھا۔

بالکل اگر ایسا ہوتا تو تیری جگہ میں بھی اپنی پسند کا بیٹا اٹھا کر لے آتا مراد شاہ نے کھا جانے والی نظروں سے احمد شاہ کو دیکھا تھا۔

جب دیکھو میرے معصوم بیٹے کے پیچھے پڑا رہتا ہے۔

بابا اگر آپ لوگوں نے ایک دفعہ اور اسے معصوم کہانا میں نے خود کو کچھ کر لینا ہے۔ کہاں سے مجھے بتائیں آپ کو کہاں سے یہ معصوم لگتا ہے،

مجھے کبھی کبھی احساس ہوتا ہے کہ یہ شیطان سے ٹریننگ لے رہا ہے احمد

چہرے پر ہاتھ رکھتا ٹکٹکی باندھے اپنے بیٹے کی طرف دیکھے جا رہا تھا جو

اپنے باپ کو ذلیل کروانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا تھا۔

وہ پہلا بیٹا تھا جس نے اپنا جوتا اپنے دادا کو پکڑا کر اپنے باپ کو مار پڑوائی تھی۔۔

چیونگم ایک بات بتا مجھے، تجھے شرم نہیں تھی آئی اپنے باپ کو مار پڑواتے ہوئے ارسلان نے فوراً زور سے نہ میں سر ہلاتے عرتج کو اپنی گود میں لے کر احمد کے پاس بیٹھ گیا۔۔

اللہ حوصلہ دے اس لڑکی کو جس نے تجھے پوری زندگی برداشت کرنا ہے، تم اپنی بہن کے لیے اس قدر جنونی ہوں اپنی بیوی کے لیے ناجانے جنون کی کس حد تک جاؤں گے احمد شاہ نے دل میں سوچا تھا۔۔
رات کے وقت وہ انشا اور میرال بیگم کو لے کر گھر گئے تھے۔۔
پارس بیٹا کیا حرکت تھی وہ مراد شاہ ارسلان کو گود میں لیے بیٹھے تھے۔۔

دادو وہ گڑیا مجھے بہت پیاری لگی ہے ارسلان اس چھوٹی سی بچی کے
بارے میں سوچ رہا تھا۔

آپ نے کل مجھے لے کر جانا ہے اس کے پاس ارسلان کہتے ہی مراد شاہ
کی گردن میں چہرہ چھپاتے آنکھیں بند کر گیا مراد شاہ بیڈ کراؤن کے
ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے وہ اتنا بڑا ہونے کے باوجود بھی اپنے دادو کی گود
میں سوتا تھا۔

مراد شاہ کے پاس میرال بیگم سوئی ہوئی تھی اور ان کے بغل میں نیہا
ہاتھ پاؤں چلا رہی تھی۔

میری بیٹی کو نیند نہیں آرہی مراد شاہ نے اپنی بیٹی کو گود میں لیتے اس کی
ناک سے ناک مس کی۔

میں نے جیسی اپنے خدا سے بیٹی مانگی تھی میرے خدا نے بالکل ویسی بیٹی
مجھے عطا کی ہے مراد شاہ کے ذہن میں بار بار نور کا عکس آرہا تھا۔

میرے دل میں یہ ملال ہمیشہ رہے گا نور بیٹا کہ میں تمہیں وہاں سے باہر
نہیں نکال سکا بے تمہارے الفاظوں نے مجھے مجبور کر دیا ہے خاموش
رہنے پر بے اختیار ان کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔

مراد شاہ پوری رات ارسلان کو گود میں لیے بیٹھے رہے نہیہا گر روتی تو وہ
اسے فیڈر پلا دیتے میرال بیگم کو انہوں نے سکون بھری نیند سونے
دیا۔۔

میرال بیگم کی جب صبح آنکھ کھلی مراد شاہ ایک ہاتھ میں نہیہا کو لیے اور
دوسری سائیڈ پر ارسلان ان کی گود میں سویا ہوا تھا۔۔
میرال نے نہیہا کو ان کی گود سے لیتے بیڈ پر لٹایا۔۔ ارسلان کو کیسے میں بیڈ
پہ لیٹا ہوں وہ تو اتنا وزنی ہے ماشاء اللہ میرال بیگم ارسلان کی طرف
دیکھتے سوچ میں پڑ گئی۔۔

بیگم میں ٹھیک ہوں اسے رہنے دے میری گود میں مراد شاہ نے
آنکھیں کھولتے میرا بیگم کے چہرے پر آئے بال کان کے پیچھے
کیے۔۔

آپ اٹھے ہوئے تھے ان کے چہرے پر خوشگوار حیرت تھی۔۔
جی بالکل میں اٹھا ہوا تھا اور اپنی بیگم کی ہر حرکت نوٹ کر رہا تھا میرا
شاہ ٹکٹکی باندھے ان کے چہرے کو دیکھ رہی تھی مراد شاہ کے چہرے پر
دنیا جہاں کی خوشی تھی جو شاید اللہ کی رحمت دینے پر آئی تھی۔۔
دادو گڑیا گھر چلے مراد شاہ نے حیرت سے ارسلان کی طرف دیکھا جس
نیند سے بیدار ہوتے ہی اس بچی کے گھر جانے کا کہہ رہا تھا۔۔
نیند سے تو مکمل طور پر بیدار ہو جاؤ پھر گڑیا گھر بھی چلے جائیں گے۔۔

داد دیکھیں میں اٹھ گیا ارسلان فوراً اٹھ کے بیٹھتے چہرے پر مسکراہٹ
سجا کر دونوں ہاتھ تھوڑی کے نیچے ٹکاتے آنکھیں پٹیٹا کر معصوم سا چہرہ
بنا کے چست ہو کر بیٹھا تھا۔

مراد اس کی تیز رفتاری پر اس کا چہرہ تکتے رہ گئے۔

اچھا چلو جا کے فریش ہو پھر ہم ناشتہ کر کے جاتے ہیں تمہاری گڑیا کے
گھر مراد شاہ کے کہنے کی دیر تھی ارسلان 400 کی سپیڈ سے الدین کے
جن کی طرح مراد شاہ کے کمرے سے غائب ہوا تھا۔

مراد کون سی گڑیا کے گھر جانا ہے جو یہ جن کی طرح ہمارے کمرے سے
غائب ہوا ہے میرال بیگم اس کی سپیڈ دیکھتی رہ گئی تھی۔

میرے بزنس پارٹنر کا بیٹا ہے اس کی بیٹی کل پیدا ہوئی تھی جو میرے
بیٹے (پوتے) نے دیکھ لی تب سے ضد کر رہا ہے مجھے گڑیا کے گھر جانا ہے

میں نے ہامی بھر دی تھی اب مجھے لے کر تو جانا پڑے گا مراد خود سے
لحاف ہٹاتے فریش ہونے کے لیے واش روم میں چلے گئے۔۔
دادو ہم گڑیا کو اپنے ساتھ لے جائیں مراد نے عالم کے گھر کے باہر گاڑی
روکی تھی جب اسے سلاں کی بات پر ان کا دل چاہا اپنا سر سٹیرنگ پر مار لیں
انہوں نے کل اسے سمجھایا تھا کہ وہ اپنے ماں باپ کے پاس ہی رہے
گی۔۔

چلو اندر "مراد اسے ساتھ لیے گھر کے اندر داخل ہوئے عالم اپنی بیٹی "
کو اٹھائے لاؤنج میں بیٹھا ہوا تھے۔۔
السلام علیکم مراد انکل کیسے ہیں آپ عالم ملک نے سلام کرتے مراد شاہ
کے گلے لگے ان کی خیریت پوچھی۔۔

وعلیکم السلام الحمد للہ بیٹا میں ٹھیک ہوں اپنی بیٹی کو۔۔ پکڑا دو۔۔ اسے
مراد شاہ کو پہلی بار کسی سے بات کرتے ہوئے جھجک محسوس ہوئی
تھی۔۔

عالم نے مسکراتے ہوئے اپنی بیٹی کو ارسلان کی گود میں دے دیا ارسلان
اسے اٹھائے صوفے پر پھیل کے بیٹھ کر اس سے باتیں کرنا شروع ہو
گیا۔۔

انگل اس کا نام کیا رکھا ہے آپ نے۔۔

انیزا عالم ملک عالم نے مراد شاہ کے ساتھ صوفے پر بیٹھتے ہوئے

ارسلان کو جواب دیا۔۔

انیزا!، یہ آپ کی انیزا ہے اور میری حیاتم ارسلان اس کی آنکھوں پر

لب رکھتے ہوئے بولا تھا مراد شاہ اور عالم ملک کا منہ کھل گیا ارسلان کی

بات اور اس کی حرکت دیکھ کر۔۔

کیا کہا ہے تم نے وہ دونوں ایک ساتھ بولے تھے انہیں لگا کہ شاید انہیں
سننے میں غلطی ہوئی ہے۔۔

یہ میری حیاتِ تم ہے اور یہ بڑی ہو کر میرے پاس رہے گی عالم نے اپنے
چہرے پر ہاتھ پھیرتے ٹھنڈی آہ خارج کر کے مراد شاہ کی طرف
دیکھا۔۔

مراد انکل آپ کا پوتا کیا کہہ رہا ہے؟ وہ سوالیہ نظروں سے مراد شاہ کی
طرف دیکھنے لگے انہوں نے شرمندگی سے سر جھکا لیا انہیں اگر اندازہ
ہوتا ارسلان نے یہاں آکر اس طرح کی حرکت کرنی ہے وہ کبھی اسے
یہاں نہ لے کر آتے۔۔

عالم وہ ابھی چھوٹا بچہ ہے اسے نہیں اندازہ وہ کیا بات کر رہا ہے۔۔
انکل جس لہجے میں بات کر رہا تھا نا وہ بچوں والا لہجہ ہر گز نہیں تھا اور بچے
عالم ملک کے اندر اس سے آگے بولنے کی ہمت نہ تھی وہ بس ٹکٹکی

باندھے ارسلان کو دیکھے جا رہے تھے وہ کبھی ان کی بیٹی کے رخسار پر
لب رکھ رہا تھا تو کبھی اسے اپنے سینے سے لگا رہا تھا۔

حیاتِ تم جب تم بڑی ہو گی نا میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور تم ہمیشہ
میرے ساتھ رہو گی، تم نے کسی سے بھی دوستی نہیں کرنی سوائے
میرے ارسلان دو دن کی بچی کو انگلی دکھاتے وارن کر رہا تھا۔
وہ 20 سال کی ہے نا جو تم اسے انگلی دکھا کے وارن کر رہے ہو کہ
میرے علاوہ کسی اور سے دوستی نہیں کرنی مراد شاہ جھنجھلا کر اور جل کر
بولے تھے۔

دادو میں اب سے اسے سمجھاؤں گا تو پھر وہ بڑی ہو کر کسی اور سے دوستی
نہیں کرے گی ارسلان نے انیزا کو اپنے ایک ہاتھ سے پکڑتے مراد شاہ
کے پاس جا کر کھڑے ہوتے آنکھیں چھوٹی کر کے کہا تھا۔

احمد کی ایک بات سے میں متفق ہو گیا ہوں آج کہ تم واقعی زلیل
کروانے میں سب سے آگے ہو مراد شاہ نے دل میں سوچا تھا وہ ارسلان
کے سامنے یہ بات نہیں کہہ سکتے تھے کیونکہ وہ ارسلان کی ناراضگی سے
اچھی طرح واقف تھے۔

پارس جتنی اتج ہے تمہاری اس کے مطابق بات کیا کرو مراد شاہ سنجیدہ
لہجہ اپنائے سخت نظروں سے ارسلان کی طرف دیکھا تھا۔
دادو یہ گڑیا مجھے اچھی لگی ہے اور میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا بڑا ہو
کر ارسلان کی آنکھیں نم ہوئی تھی مراد شاہ کے سخت لہجہ اپنانے پر، اس
کے دادو نے کبھی اسے سخت لہجے میں بات نہ کی تھی۔

ارسلان انیزا کو عالم ملک کی گود میں لٹا کر گارڈن میں جا کر زمین پر بیٹھ
گیا اس کی آنکھوں سے روز و قطار آنسو بہہ رہے تھے۔

عالم میں آتا ہوں مراد تیز قدم اٹھاتے ارسلان کے پاس گئے ان کے
پیچھے پیچھے عالم ملک بھی چلے گئے۔

پارس! اپنے دادو کی آواز سنتے ہی رخ دوسری طرف کر لیا۔
عالم ملک نے قدم ارسلان کی طرف بڑھاتے اپنی بیٹی کو اس کی گود میں
لٹا دیا۔

روتے نہیں ہیں، میری بیٹی پارس ارسلان احمد شاہ کی ہے ارسلان نے
خوش ہوتے سختی سے انیزا کو سینے سے لگایا تھا مراد شاہ نے حیرت سے
عالم ملک کی طرف دیکھا۔

مراد انکل مجھے آپ سے بات کرنی ہے اکیلے میں وہ دونوں ارسلان کو
وہیں چھوڑتے گھر میں داخل ہوئے۔

انکل میں جانتا ہوں آپ کو حیرت ہوئی ہے میری بات پر لیکن میں نے
صرف ارسلان کا دل بہلانے کے لیے یہ بات کہی ہے وہ ابھی چھوٹا ہے

ضد کر رہا ہے، ہاں اگر بڑا ہونے پر وہ مجھ سے رشتہ مانگے گا میری بیٹی کا تو
میں منع نہیں کروں گا عالم ملک نے اپنے سر کو خم دیتے احترام اگاہا تھا۔
مجھے معلوم ہے عالم لیکن پارس اپنی ضد کا بہت پکا ہے وہ بے حد جنونی
ہے۔ عالم تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے اس سے یہ بات کہہ کر اس نے
چھ سال کی عمر میں اپنی بہن کو گرانے والے کا سر پھاڑ دیا تھا آگے تم خود
اندازہ کر سکتے ہو وہ تمہاری بیٹی کے لیے جنون کی کس حد تک جاسکتا ہے
مراد شاہ کی بات پر عالم ملک کا چہرہ پسینے سے بھیگ گیا تھا انہیں یقین
نہیں آ رہا تھا کہ ایک معصوم چھ سالہ بچہ کسی کا سر پھاڑ سکتا ہے۔
انگل بچے اکثر بڑے ہو کر بھول۔۔۔ بچے بھول جاتے ہیں عالم ملک پارس
ارسلان شاہ انہیں بھولتا جب وہ بڑا ہو گا تو وہ تمہیں تمہاری بات یاد
دلانے گا مراد شاہ عالم ملک کی بات کاٹنے اٹل لہجے میں بولے تھے۔
دونوں کھڑکی سے نظر آتے ارسلان کو دیکھنے لگے۔

وہ انیزا سے باتیں کر رہا تھا بنا پلک چپکے انیزا کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

عالم ملک کو مراد شاہ کی بات سچ ہوتے نظر آرہی تھی۔

ارسلان تین گھنٹے اسے اٹھائے گا رڈن میں بیٹھا رہا جب ولید غصے سے

ارسلان کے پاس جا کے کھڑا ہو گیا۔

میری بہن دو مجھے ولید نے اس سے اپنی بہن کو لینا چاہا۔

تمہارے بابا نے کہا ہے یہ اب میری ہے تو دور ہو تم اس سے ارسلان

نے ولید کو دھکا دیا وہ منہ کے بل زمین پر گرا تھا مراد شاہ اور عالم بھاگتے

ہوئے باہر آئے عالم نے اپنی بیٹی کو گود میں اٹھا کر اپنے سینے سے لگا

لیا۔

انگل یہ گندا کہہ رہا ہے کہ میں اپنی حیاتم میں اسے دے دوں، انگل یہ

میری ہے نا عالم ملک نے التجائیہ نظروں سے مراد شاہ کی طرف

دیکھا۔

ارسلان چلو گھر جانا ہے انیزادے دواس کے بابا کو مراد شاہ نے انیزا کو
ارسلان سے لیتے عالم ملک کو پکڑا دیا۔

اللہ حافظ کہتے ہی وہ ارسلان کو کھینچتے ہوئے لے کر چلے گئے۔۔

اسے گاڑی میں بٹھاتے وہ کار کی سپیڈ حد سے زیادہ کر گئے پارس ارسلان
شاہ کا جنون ان کی سمجھ سے باہر تھا۔

دادو۔ ایک دم خاموش پارس ارسلان شاہ مجھے تمہاری آواز نہ آئے
مراد شاہ بے حد غصے سے بولے تھے۔۔

ارسلان سہم کر خاموش ہوتے سر جھکا گیا۔

اسے رونا آرہا تھا کہ اس کے دادواس پر اتنا غصہ کیوں کر رہے ہیں وہ ضبط
کھوتے اونچی آواز میں رونا شروع ہو گیا۔

مراد شاہ نے تکلیف سے آنکھیں بند کی وہ اپنے بیٹے کو روتے ہوئے نہیں
دیکھ سکتے تھے لیکن وہ اس کے جنون کو کم کرنا چاہتے تھے اس لیے

انہوں نے اس سے سخت لہجہ اپنایا تھا اس بات سے انجان کے ان کی اس حرکت سے پارس ارسلان شاہ انیزا عالم کے لیے جنون کی ہر حد پار کر جائے گا۔

ارسلان کو گھر چھوڑتے وہ آفس کے لیے نکل گئے۔

ارسلان پورا دن خاموش رہا اس نے کسی سے بات نہ کی سب پریشان تھے وہ بچہ جو خاموش رہتا تھا تو اس کے پیٹ میں درد شروع ہو جاتا تھا عالم ملک کے گھر سے آنے کے بعد اس نے ایک لفظ نہیں بولا تھا۔

ارسلان کیا ہوا ہے اذہان ایک گھنٹے سے ارسلان کو دیکھے جا رہا تھا۔
اذہان اس کے جواب کا منتظر تھا لیکن ارسلان خاموشی اختیار کیے بیٹھے رہا۔

تم اپنی گڑیا گھر گئے تھے مزہ آیا وہاں پر اذہان بار بار اس سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا ارسلان تھا کہ منہ پر قفل باندھے بیٹھا تھا۔

امی یہ بات نہیں کر رہا اذہان انشا تو دیکھتے رونے لگا۔

ارسلان اپنی ماں جان کو بھی نہیں بتاؤ گے انشا بیگم اس کے پاس بیٹھتے اسے اپنی گود میں بٹھا گئی۔

کتنی دیر وہ ارسلان کا چہرہ تکتی رہی کہ شاید وہ ان کی بات کا جواب دے

--

رات کے نو بجے مراد شاہ گھر داخل ہوئے لاؤنج میں سب بیٹھے تھے

گھر میں اس قدر خاموشی تھی کہ جیسے وہاں کوئی رہتا ہی نہ ہو۔۔۔

خیریت ہے آج سب خاموشی سے بیٹھے ہوئے ہیں۔۔

بابا ارسلان کو کیا ہوا ہے احمد شاہ نے روہانسی ہوتے اپنے بیٹے کی طرف

دیکھتے ہوئے اپنے بابا سے پوچھا تھا۔۔

بے ساختہ مراد شاہ کی نظر ارسلان پر گئی اس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا کوئی
تاثر نہ تھا اس کے چہرے پر اپنی پتھریلی نظروں سے وہ ٹیبل کو دیکھے جا
رہا تھا۔

پارس! ان کے پکارنے پر اس نے منہ سے ایک لفظ بھی نہ ادا کیا۔
جب سے آپ اسے گھر چھوڑ کے گئے ہیں مامو کئی دفعہ ہم نے اسے پکارا
ایک لفظ بھی اس نے اپنے لبوں سے ادا نہیں کیا اسماء نم آنکھوں سے
ارسلان کو دیکھتے مراد شاہ سے کہہ رہی تھی۔

ٹھیک ہو جائے گا کچھ دن تک مراد شاہ سخت لہجے میں کہتے اپنے کمرے
میں چلے گئے وہ نہیں چاہتے تھے کہ پارس ارسلان شاہ جنون کی آخری
حد پار کر جائے انہیں یہ سوچ کر ہی ڈر لگتا تھا چھ سال کی عمر میں وہ اس
قدر جنونی ہے نہ جانے جب وہ جوان ہو گا تو جنون کی کس حد تک جائے
گا۔

ارسلان! احمد شاہ نے تڑپ کر اپنے بیٹے کو پکارا تھا ارسلان خاموشی سے
کھڑا ہوتا اپنے قدم کمرے کی طرف بڑھا گیا۔

احمد شاہ اس کے پیچھے پیچھے کمرے میں داخل ہوئے۔ دروازہ بند کر کے
بیڈ کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئے۔

ارسلان کیا ہوا ہے عالم ملک کے گھر بے حد سنجیدگی سے انہوں نے
اپنے بیٹے سے استفادہ کرنا چاہا۔

ارسلان کو کچھ بولتے نہ دیکھ خود ضبط پر کرتے انہوں نے آنکھیں بند
کی۔

ارسلان کے پاس بیٹھتے احمد نے اسے اپنے سینے سے لگایا۔

بابا کی جان بابا کو بتاؤ کون سی بات آپ کو پریشان کر رہی ہے اس کا چہرہ
ہاتھوں میں تھا متے پیار بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

ارسلان نہ میں سر ہلاتے بیڈ پر لیٹتے اپنے اوپر لحاف سیٹ کر کے آنکھیں
موندھ گیا۔۔

احمد شاہ بناپلک جھپکے اس کے چہرے کو تکتا رہا۔۔ اسے اپنے بیٹے کی
خاموشی زہریلے کانٹوں کی طرح چب رہی تھی۔

وہ ہر چیز برداشت کر سکتا تھا لیکن اپنے بیٹے کی خاموشی اس سے
برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔

مراد ارسلان کو کیا ہوا ہے میرا بیگم غصے سے دروازہ بند کرتے گھور کر
اپنے شوہر کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

بیگم آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے نیچے کیوں گئی آپ۔ سیڑھیاں
اترنے سے منع کیا تھا میں نے آپ۔۔ مراد بات کو مت بدلیں میرا
بیگم ان کی بات کاٹتے بے حد غصے سے بولی تھی۔۔

میرے نیچے کہے گئے الفاظوں سے آپ کو اندازہ ہو جانا چاہیے میرا
بیگم کہ میں کسی کو نہیں بتانا چاہتا میرا بیگم کی آنکھیں نم ہوئی تھی
مراد شاہ کے حد سے زیادہ سخت لہجہ اپنانے پر۔ مراد شاہ اپنی بیٹی کو اٹھا کر
اس سے مسکرا کر باتیں کرنے لگے۔

میری نیہانے آج کیا کیا پورا دن، اپنی امی کو زیادہ تنگ تو نہیں کیا میری
بیٹی نے میرا بیگم انھیں نیہا کے ساتھ مصروف دیکھ کر خاموشی سے
لیٹ گئی۔

صبح جب اسماء ارسلان کو سکول کے لیے اٹھانے کے لیے کمرے میں
داخل ہوئی اس نے ارسلان کی پیشانی پر پیار سے ہاتھ پھیرا یکدم اس
نے اپنا ہاتھ ارسلان کی پیشانی سے پیچھے کر لیا اس کا جسم تپ رہا تھا
ارسلان کا چہرہ اس قدر سرخ تھا جیسے ابھی خون نکل آئے گا۔
ارسلان اسماء نے اپنے کانٹے ہاتھوں سے اسے جھنجھوڑ کر اٹھانا چاہا۔

احمد! احمد! اسماء اونچا اونچا چلانا شروع ہو گئی ارسلان کونہ اٹھتے دیکھ۔۔
احمد! ارسلان ک۔ کو ہوش ن۔ نہیں آ۔ آ رہا اسماء کی آنکھوں سے روز
و قطار آنسو بہہ رہے تھے اس کے لہجے کی لڑکھڑاہٹ سے ایک ماں کا
درد واضح ہو رہا تھا۔۔

ارسلان بابا کی جان آنکھیں کھولوا احمد بھاگتے ہوئے ارسلان کا سراپنی
گود میں رکھتے اس کے رخسار تھپتھپانے لگے۔۔
بابا! مراد شاہ کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ آنکھوں میں بے تحاشہ
تکلیف لیے انہیں پکارا تھا۔۔

مراد شاہ ارسلان کو گود میں اٹھائے بھاگتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ کر اسے
ہاسپٹل لے گئے۔۔

مسٹر شاہ آپ کا پوتا ہے یہ؟ ڈاکٹر نے پیشانی پر بل ڈالے مراد شاہ سے
استفادہ کیا۔

جی۔ یک لفظ جواب دیتے پریشانی سے ڈاکٹر کی طرف دیکھنے لگے۔۔

اس کے والدین کہاں ہیں ڈاکٹر نے ابھی الفاظ اپنے لبوں سے ادا کیے ہی تھے جب احمد شاہ ڈاکٹر کے کیمین میں داخل ہوا۔۔

میں اس کا والد ہوں ڈاکٹر کے سامنے رکھی ہوئی چہرے پر احمد شاہ بیٹھا تھا۔۔

اگر بچہ سنبھال نہیں سکتے تو مہربانی کر کے آپ جیسے والدین بچہ پیدا بھی نہ کیا کریں۔۔

کہنا کیا چاہتی ہیں آپ یک دم احمد شاہ کی رنگت سرخ ہوئی تھی انہیں ڈاکٹر پر بے انتہا غصہ آیا تھا لیکن وہ ضبط کرتے تحمل سے بولے تھے۔۔
آپ نے اپنے بیٹے کی حالت دیکھ لی ہے اس کے بعد بھی میرے کچھ کہنے کی گنجائش رہتی مسٹر شاہ؟ ڈاکٹر پر و فیشنل انداز میں بولی تھی۔۔

پہیلیاں بھجوانے سے بہتر ہے ڈاکٹر صاحبہ سیدھی طرح بتائیں میرے
پوتے کو کیا ہوا ہے خود پر کنٹرول کرتے اپنے لہجے کو دھیمار کھتے مراد شاہ
غرائے تھے۔۔

سٹریس کی وجہ سے آپ کے بیٹے کی یہ حالت ہوئی ہے اس کا دل نہ چلنے
کے برابر دھڑک رہا ہے۔ حیرت کی بات ہے اتنے بڑے بزنس مین اور
آرمی آفیسر ہونے کے باوجود مسٹر شاہ آپ اپنے پوتے کا خیال نہیں رکھ
پائے، دوسروں کے بچوں کی حفاظت کرنے والا اپنے ڈاکٹر احمد شاہ سے
کہہ کر مراد شاہ سے سخت لہجہ اپنائے بولتے بات کو ادھوری چھوڑتے
خاموش ہو گئی۔۔

مراد شاہ کا چہرہ پسینے سے بھیگ چکا تھا انہوں نے اپنے خواب و خیال میں
بھی نہ سوچا تھا ارسلان اس قدر اُس بات کو خود پر سوار کر لے گا۔

بابا کیا ہوا تھا عالم ملک کے گھر جوار سلاں کی یہ حالت ہو گئی ہے احمد اپنا سر تھامتے مراد شاہ سے استفادہ کر رہا تھا اس نے اپنے آنسوؤں پر ضبط کرنا چاہا لیکن وہ بہتے چلے گئے۔۔

مراد شاہ کل کا واقعہ احمد کو سنا دیا ڈاکٹر کی آنکھیں حیرت سے باہر نکلنے کو تھی کہ ایک چھ سالہ بچہ ڈاکٹر اس سے اگے سوچنا نہیں چاہتی تھی احمد شاہ کے ساتھ وہ بھی اپنا سر پکڑ کے بیٹھ گئی۔۔

میں نے سوچا تھا سخت لہجہ اپنانے پر وہ بعض آجائے گا نیز اسے ملنے سے لیکن مجھے نہیں پتہ تھا میرے الفاظ اسے اس حال میں پہنچا دیں گے۔۔

ڈاکٹر مجھے میرے بیٹے سے ملنا ہے ڈاکٹر نے فوراً نہ میں سر ہلا دیا۔۔

آپ کو میری بات سمجھ نہیں آرہی ڈاکٹر مجھے میرے بیٹے سے ملنا ہے

احمد ٹیبل پر زور سے ہاتھ مارتے غرایا تھا۔۔

ڈاکٹر خوف سے ہامی میں سر ہلا گئی۔۔

احمد بھاگنے والے انداز میں ایمر جنسی روم میں داخل ہوا اور سلاں
مشینوں میں جکڑا بیڈ پر لیٹا ہوا تھا احمد کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں
جکڑ لیا۔

احمد اس کا ہاتھ تھامتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے اس کے پاس بیٹھ گیا
۔۔

اپنے بابا سے آکر ایک دفعہ کہتے تمہیں اپنی گڑیا سے ملنا ہے تمہارے بابا
اسی وقت تمہیں تمہاری گڑیا کے پاس لے جاتے احمد شاہ بار بار اس کی
پیشانی چوم رہا تھا۔

جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ پھر میں تمہیں تمہاری گڑیا پاس لے جاؤں گا
بلکہ تمہاری گڑیا کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمہارے پاس لے آؤں گا، لیکن
اس کے لیے تمہیں بڑا بھی ہونا پڑے گا اٹل لہجے میں کہتے آخری بات پر
نم آنکھوں سے مسکرا دیا تھا۔

بابا کی جان اٹھونا شرارتیں کرو، بابا کو تنگ نہیں کرنا یہ کہہ کر کہ اسماء
جان اور گڈومیری ہیں ارسلان کو کوئی حرکت نہ کرتے دیکھ احمد شاہ اپنی
آنکھوں پر ہاتھ رکھ کے سر جھکا کر بیٹھ گئے۔

مراد شاہ ایمر جنسی روم میں داخل ہوتے احمد کے کندھے پر ہاتھ رکھا
جیسے اسے حوصلہ دینا چاہ رہے ہوں۔

بابا اگر آپ ارسلان کے ساتھ سخت لہجہ نہ اپناتے تو آج وہ اس حال میں
نہ ہوتا احمد نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے بابا سے شکوہ کر گیا مراد شاہ نے
تکلیف سے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا تھا انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا
جیسے ارسلان کی اس حالت کی ذمہ دار وہ ہے۔

بابا جیسے ہی ارسلان کو ہوش آتی ہے آپ عالم ملک کے گھر جائیں گے اور
اس کی بیٹی کو لے کے آئیں گے احمد شاہ کی آنکھوں میں وحشت تھی۔
مراد شاہ آنکھوں سے ہامی میں اشارہ کر دیا۔

دو گھنٹے سے وہ ارسلان کے پاس بیٹھے اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہے تھے ارسلان نے موندی موندی آنکھیں کھول کر اپنے بابا اور دادو کی طرف دیکھا تھا۔

بابا کی جان۔۔

دادو کی جان وہ دونوں اسے پکارتے اس کی پیشانی پر لب رکھ گئے تھے ارسلان میں ان دونوں کی جان بستی تھی۔۔

ایم سوری دادو کی جان آئندہ کبھی اپنے بیٹے سے میں ایسے بات نہیں کروں گا۔ کبھی بھی بے رخی نہیں دکھاؤں گا اپنے پاس کو مراد شاہ اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھا متے پیار بھرے لہجے میں بولے تھے۔۔۔

م۔ مجھے گ۔ گڑیا۔۔۔۔۔ گ۔ گڈو۔۔ م۔ ملنا ارسلان بمشکل الفاظ ادا کر پایا۔۔

میں اپنے بیٹے کو ابھی لادیتا ہوں احمد شاہ نے ارسلان کا ہاتھ اپنی پیشانی سے لگاتے کہا تھا مراد نے سرتاپاؤں تک احمد کو دیکھا جیسے اس نے ارسلان کو کوئی چیز لاکر دینی تھی۔۔

بابا احمد نے انہیں اشارہ کیا مراد شاہ ایمر جنسی روم سے باہر چلے گئے۔۔ دو گھنٹے بعد مراد شاہ عالم ملک کو اپنے ساتھ لیے گود میں انیزا کو اٹھائیں ایمر جنسی روم میں داخل ہوئے۔۔

ارسلان ٹیک لگائے بیٹھا تھا عالم ملک نے اپنی بیٹی کو ارسلان کی گود میں دیا ارسلان اسے سختی سے اپنے سینے سے لگا گیا جیسے اسے ڈر ہو کہ کوئی انیزا کو اس سے دور لے جائے گا۔۔

میں نے کہا تھا تمہیں عالم تم نے غلطی کر دی ہے میرے پوتے کو یہ کہہ کر کہ تمہاری بیٹی اس کی ہے مراد شاہ عالم ملک کے کان کے قریب جھکتے گمبھیر آواز میں بولے تھے۔۔

آپ کا پوتا میری سمجھ سے باہر ہے مجھے ڈر لگ رہا ہے انکل کہیں میری بیٹی کو کچھ کرنے دے۔۔

اس بات سے تم بے فکر ہو جاؤ ارسلان کبھی اسے خروج تک نہیں پہنچنے دے گا مراد شاہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے تسلی دی تھی۔۔

امید کرتا ہوں آپ کی یہ بات سچ ہو اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے وہ ارسلان کو دیکھ رہے تھے جو ان کی بیٹی کے چہرے کو بار بار چھو کر جیسے یقین کر رہا تھا کہ اس کی گڑیا اس کے پاس ہے۔۔

احمد ایک بات بتاؤ یہ بچہ تمہارا ہے یا پھر کسی اور دنیا سے اٹھا کر لائے ہو میں نے آج تک اس طرح کا عجیب و غریب بچہ نہیں دیکھا۔۔

اوہیلو میرا بچہ ہے یہ اور خبر دار میرے بیٹے کو کسی اور دنیا کی مخلوق کہا تو احمد کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی عالم ملک کی بات سن کر۔۔

یقین ہو گیا ہے مجھے کہ یہ تمہارا ہی بیٹا ہے عالم نے دونوں باپ بیٹوں کی طرف دیکھا دونوں ایک جیسے ہی تھے جنونی اور سنکی۔۔

انگل میرے بابا سنکی نہیں ہیں ارسلان نے ہاتھ بڑھا کے اپنے بابا کا ہاتھ پکڑ کر اس پر بوسہ دیتے اپنی پیشانی سے لگایا تھا۔۔

بے ساختہ عالم ملک نے اپنا سر پکڑا تھا ان کی سمجھ سے باہر تھا پاس ارسلان احمد شاہ جو ایک پل میں اپنا انداز بدل جاتا تھا۔ کچھ دیر پہلے وہ جنونیت سے ان کی بیٹی کی طرف دیکھ رہا تھا اور اب احتراماً اپنے باپ کا ہاتھ پکڑے اپنی پیشانی سے لگا کر پیار بھری نظروں سے اپنے باپ کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

اگر میری بیٹی کی شادی اس جنونی انسان سے ہو گئی وہ کیسے برداشت کرے گی اسے عالم ملک نے سوچتے ہوئے جھرجھری لی تھی۔۔

انکل جب میں بڑا ہوں گا تو آپ کی بیٹی سے شادی کرو گا آپ ٹینشن نہ
لیں وہ مجھے برداشت کر لے گی ارسلان کے الفاظ سن کر عالم ملک اور
احمد شاہ چکرا کر گرنے لگے تھے جب مراد شاہ نے ان دونوں کو تھاما
تھا۔۔

انکل اس نے میری سوچ کیسے پڑھ لی، اپنے بیٹے کا علاج کروائیں مجھے اس
کا دماغی توازن ٹھیک نہیں لگ رہا عالم ملک کی آنکھیں حیرت سے باہر
نکلنے کو تھی اپنے چکراتے سر کو تھامتے وہ صوفے پر بیٹھے تھے۔۔

بابا میرے رونکٹے کھڑے ہو رہے ہیں یہ سوچ کر ہی جب یہ جوان ہو گا
اللہ جانے کون کون سے کارنامے سرانجام دے گا احمد شاہ بھی اپنا سر
تھامے عالم ملک کے ساتھ بیٹھا تھا وہ دونوں ایک دوسرے کے کندھے
پر سر رکھ گئے۔۔

پارس دادو کی جان میں نے آپ کو کل بھی سمجھایا تھا اپنی اتج کے مطابق
بات کرتے ہیں مراد شاہ نے نہایت ہی پیار سے اسے سمجھانا چاہا۔
دادو میں نے تو انکل کی بات کا جواب دیا ہے ارسلان انیزا کے رخسار
کھینچتے اس کی تھوڑی سی پکڑتے اس کے ناک سے ناک مس کرنے
لگا۔

اللہ کا واسطہ ہے آپ کو انکل اپنے بیٹے (پوتے) کو کہے میری بیٹی سے دور
رہے مجھ سے نہیں دیکھی جاتی اس کی یہ سب حرکتیں عالم ملک نے اپنی
آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا مراد شاہ اس کے بات سے متفق تھے کیونکہ کوئی
باپ یہ سب نہیں دیکھ سکتا تھا۔

پارس اگر آپ ہر روز اپنی گڑیا سے ملنا چاہتے ہو تو پھر آج کے بعد آپ
نے انیزا کو بوسہ نہیں دینا مراد شاہ خود پر ضبط کرتے اپنے لہجے کو سخت
ہونے سے روک کر تحمل سے بولے تھے۔

او کے دادوار سلطان نے مسکراتے ہوئے ہامی میں سر ہلایا تھا۔

احمد شاہ نے اور عالم ملک نے ٹھنڈا سانس خارج کیا۔

دادو گڈو۔۔۔

بیٹا آپ گھر جاؤ گے تو پھر گڈو سے مل لینا مراد یہاں لمبا سانس لیتے

ارسلان کے پاس سٹول پر بیٹھ گئے تھے۔

پچھو مجھے ارسلان پاس جانا ہے جب سے مراد شاہ اور احمد شاہ ارسلان

کو لے کر گئے تھے اسماء اور انشا روئے جارہی تھیں اور میرال بیگم ان

کے پاس بیٹھے تب سے انہیں چپ کر وارہی تھی۔

اسماء حوصلہ کروارسلان آجائے گا بخار کی وجہ سے اس کی طبیعت خراب

ہوئی ہے ٹینشن نہ لو تم میرال بیگم نے اسماء سے جھوٹ بولا انہیں مراد

شاہ نے ارسلان کی طبیعت کا بتا دیا تھا۔

پھپھو آپ کال کر کے پوچھیں ارسلان ٹھیک ہے نا اسماء اپنے آنسو صاف کرتی جو دوبارہ بہنے لگ جاتے۔۔

میری جان میں نے کال کی تھی مراد کو وہ کہہ رہے تھے ارسلان ٹھیک ہے اب میرا بیگم اسماء کو اپنے سینے سے لگا کر چپ کروانے لگی جب مراد شاہ ارسلان کو بازوؤں میں اٹھائے گھر داخل ہوئے ارسلان صاحب ٹیڑھا منہ بنائے مراد شاہ اور احمد شاہ کی طرف دیکھے جا رہا تھا کیونکہ ان دونوں نے اس کی گڑیا کو اس کے باپ کے حوالے کر دیا تھا۔۔

ارسلان کے کمرے میں جاتے ہیں اسے بیڈ پر لٹایا تھا۔۔
میرا بچہ امی کی جان اسماء سے اپنے سینے سے لگائے اپنی تڑپ ختم کر رہی تھی۔۔

میرے بیٹے کو کیا ہوا تھا اسماء دیوانہ وار اس کا چہرے پر بوسہ دیتی تو کبھی
انشا اس کا چہرہ تھا متے اس کے بال سہلانے لگ جاتی۔۔

ارسلان سپاٹ چہرے لیے سب کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

دادی امی! امی جان! آپ دونوں کے شوہروں نے مجھ سے میری گڑیا کو
دور کر دیا ارسلان انشا کے سینے میں چہرہ چھپاتے شکوہ کر گیا تھا۔۔

میرال بیگم اور اسماء نے نم آنکھیں لیے غصے سے اپنے اپنے شوہر کی
طرف دیکھا وہ دونوں بیچارے باپ بیٹے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے
سر جھکا گئے اب وہ انہیں کیا بتاتے ارسلان صاحب ہاسپٹل میں کیا
کارنامہ سرانجام دے کر آئے ہیں۔۔

امی جان! دادی امی! آپ دونوں نے اور میری گڈونے آج میرے
پاس میرے کمرے میں سونا ہے ارسلان کی بات پر دونوں پھپھو بھتیجی

ہاں میں سر ہلاتے اس کے پاس بیٹھ گئی میراں بیگم نے عانیہ کو ارسلان
کی گود میں بٹھا دیا۔

میں بھی یہیں پر سوؤں گی انشا ارسلان کے پاس بیٹھ گئی سجاد شاہ نے غصے
سے اپنے باپ اور بھائی کی طرف دیکھا جیسے وہ کہنا چاہ رہا تھا میرا کیا قصور
ہے۔۔

سجاد بھائی اگر آپ نے ایک لفظ بھی بولا نا میں یہ بھول جاؤں گا آپ
میرے بڑے بھائی ہیں احمد دانت پستے ہوئے کہہ کر اپنی پیشانی مسلنے لگا
۔۔

بابا جب بھی مجھے آپ کے پوتے پر پیار آنے لگتا ہے یہ کوئی ایسی حرکت
کر دیتا ہے میرا دل چاہتا ہے میں اسے مراد شاہ کے خونخوار نظروں کو
دیکھتے احمد شاہ خاموش ہوتے سر جھکا گیا۔

میرا پوتا جو مرضی کرے خبردار تم نے میرے پوتے کو کچھ کہا مراد شاہ
ان سب کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے ارسلان کی پیشانی پر بوسہ دیکھ
کر اپنے کمرے میں جانے لگے جب میرال بیگم کی آواز پر ان کے قدم
رکے تھے۔

میری بیٹی کو پکڑا جائیے گا۔۔

وجہ محترمہ۔۔

ٹھیک ہے مت پکڑا کے جائیے پھر رات کو فیڈ بھی آپ ہی کروالینا سے
میرال کی بات پر سجاد شاہ اور احمد کا زوردار قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔
بابا فیڈ تو ماں کرواتی ہے۔۔

بیٹا فیڈ تو ماں کرواتی ہے لیکن جوانی میں باپ ضرور اپنے بیٹوں کو جو توں
سے فیڈ کرواتا ہے، اور مجھے لگ رہا ہے میرے بیٹوں کو جو توں کی کمی کا

شدت سے احساس ہو رہا ہے مراد شاہ دانت پیستے کہا تھا ان دونوں نے
فوراً گردن کونہ میں ہلایا۔

دونوں خاموشی سے اپنے باپ کے پیچھے چلے گئے انشا اور میرال بیگم دو
گھنٹے انتظار کرتی رہی کہ وہ ان کی بیٹیوں کو انہیں پکڑا جائیں گے۔
پھپھو مجھے لگتا ہے ہمیں خود جا کر اپنی اپنی بیٹی کو یہاں لانا پڑے گا دونوں
باہر چلی گئی اسماء ارسلان کو اپنے سینے سے لگا کر بیٹھی رہیں عانیہ ارسلان
کی گود میں سوئی ہوئی تھی۔

میرال بیگم اپنے کمرے میں داخل ہوئی مراد شاہ نیہا کو اپنے سینے پر
لٹائے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر آنکھیں موندے بیٹھے ہوئے تھے۔
میں کیسے نیہا کو لے کر جاؤں کہ انہیں پتہ بھی نہ چلے میرال بیگم
دروازے کے پاس کھڑے ہوتے اپنا خرافاتی دماغ چلانے لگی۔

مسٹر شاہ اپنے پوتے کا دھیان رکھیے گا اس عمر میں دل کی دھڑکن اس قدر کم ہو جانا صحیح نہیں ہے، میں حیران ہوں آج تک ایسا کیس نہیں آیا، اگر آپ چاہتے ہیں آپ کا پوتا صحت مند رہے اسے کسی پریشانی میں مبتلا مت کیجئے گاڈا کٹر کی باتیں مراد شاہ کے کانوں میں گونج رہی تھی وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے۔

میرال بیگم کو دروازے کے ساتھ کھڑے سوچ میں پڑے دیکھ سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھنے لگے۔

بیگم کن خیالوں میں گم ہے۔۔۔

ک۔ کہی بھی نہیں خود میں کا نفیڈنس پیدا کرتے اکڑ کر کھڑی ہو گئی۔

تو پھر آپ کے قدم شریف یہاں کیا کر رہے ہیں بتانے کی زحمت کریں گی آپ، آپ نے تو اپنے پوتے پاس سونا تھا آج مراد شاہ ناراضگی

دکھاتے نہا کو دوبارہ سے اپنے سینے پر لٹاتے ناراض ہوتے رخ دوسری طرف کر گئے۔۔

بالکل میں اپنے پوتے پاس ہی سوؤں گی آج میں تو اپنی بیٹی کو لینے۔۔
کوئی بیٹی نہیں ہے یہاں پر آپ کی جاسکتی ہیں یہاں سے میرا بیگم بنا
میرا بیگم کی طرف دیکھے جواب دیا انھیں برا لگا تھا میرا بیگم کا یوں
ان سے دور پاس کے کمرے میں سونے کی بات کرنا۔۔

مراد میری بیٹی دے مجھے میرا بیگم اضطرابی کیفیت میں ان کی طرف
دیکھتے ہوئے بولی تھی۔۔

میرا آپ کو خیال نہیں ہے میرا نہ چاہتے ہوئے بھی وہ شکوہ کر گئے ان
کے لہجے میں ادا سی کے ملے جلے تاثرات تھے۔۔

نیہارو نے لگی مراد شاہ نے بیٹھ کے قریب پڑے سائیڈ ٹیبل سے فیڈر
اٹھا کر نہا کو پلانے لگے۔۔

مراد ایسی بات نہیں ہے ان کے لہجے میں نمی شامل ہوئی تھی مراد شاہ کے پاس جاتے ہیں ان کے سینے سے لگ کر بیٹھ گئی نہا آنکھیں پٹپٹاتے اپنے ماں باپ کی طرف دیکھ رہی تھی مراد شاہ نے اپنے چہرے کا رخ دوسری طرف کر لیا۔

نہا آپ کے بابا ناراضگی ختم نہیں کر رہے اتنی چھوٹی سی بات پر منہ بنا کے بیٹھ گئے ہیں میراں بیگم نے نہا سے کہتی اپنے لہجے میں شرارت شامل کرتے مراد شاہ کی گہری کالی آنکھوں میں دیکھنے لگی بے ساختہ ان کے دل میں خیال آیا تھا کوئی اس عمر میں بھی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔۔

مجھے نظر لگانے کا ارادہ ہے آپ کا ٹھوڑی سے میراں بیگم کا چہرہ اوپر کرتے ان کی آنکھوں میں نظر آتی چمک میں مراد شاہ جیسے کھو گئے تھے۔۔

ناراضگی ختم میرا خوشی سے اچھلتے اپنی بیٹی کو گود میں اٹھا کر مراد شاہ
کے رخسار کھینچتے ان کے سینے پر سر رکھ گئی مراد شاہ نے نہ میں سر ہلایا

--

تم عورتوں کو اچھی طرح پتہ ہے کہ اپنے شوہر کو کیسے منانا ہے وہ بس دل
میں ہی سوچ سکے۔۔

انشاکرے کا دروازہ آہستہ سے کھولتی اندر جھانکنے لگی کہ سجاد شاہ کہاں
ہے جب اچانک کسی نے اسے بازوؤں سے کھینچتے اندر کیا انشانے خوف
سے ہلکی سی چیخ ماری۔۔
کیا تھا وہ سب۔۔

کیا؟ انجان بننے کی کوشش کی گئی۔۔

انشامیر اداغ نہ گھماؤ سیدھی طرح بتاؤ تم نے ارسلان کے کمرے میں
سونے کی ہامی کیوں بھری سجاد شاہ غصے سے گر جے تھے۔۔
سجاد کیا ہو گیا ہے آپ کو چھوٹی سی بات کا اتنا بڑا ایشو کیوں بنا رہے ہیں
انشا اپنے بازو پر مضبوط گرفت کر گئی۔ اضطرابی کیفیت میں وہ اپنی بیٹی کی
طرف دیکھنے لگی۔۔

سجاد شاہ اس کا بازو چھوڑتے بیڈ پر جا کر نیم دراز ہو گئے انشانے پاس
کے کمرے میں جانے کا ارادہ ترک کرتے سجاد کے پاس بیڈ پر نیم دراز
ہو گئی۔۔

انشا خاموشی سے آنکھیں موندھ گئی کیونکہ انہیں معلوم تھا سجاد شاہ فل
وقت تو نہیں ماننے والے صبح منانے کا ارادہ کر کے لمبا سانس لیا۔۔

احمد شاہ رات کے ایک بجے ارسلان کے کمرے میں داخل ہوا اسماء
ارسلان کو اپنے سینے سے لگائے گہری نیند سوئی ہوئی تھی خاموشی سے بنا
آواز پیدا کیے اسماء کو بازو میں اٹھا کر اپنے کمرے میں لے گئے۔
منٹ بعد ارسلان کی آنکھ کھلی ارد گرد دیکھا اسماء کمرے میں نہ تھی 15

امی جان ارسلان انھیں پکارتے ہوئے کمرے سے باہر چلا گیا اس نے
پورا لاؤنج دیکھا کچن میں دیکھا اندھیرے میں وہ پورے گھر میں موبائل
کی لائٹ جگائے گھوم رہا تھا۔

جب اسے گارڈن کی دیوار کے دوسرے سائیڈ سے کسی کے چیخنے کی
آواز آئی۔ وہاں کون ہو گا ارسلان گارڈن میں بنے بیک ڈور سے گھر
سے باہر نکل کر کار کی ڈکی میں چھپ گیا تاکہ وہ اس لڑکی کو بچا سکے جس
کو چند لڑکے گاڑی میں ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے۔

نور بالکنی میں کھڑے آسمان کے طرف دیکھ رہی تھی نیند اس کی
آنکھوں سے کو سودور تھی۔۔

ارد معلوم نہیں کہاں چلا گیا ہے تین دن ہو گئے ہیں مجھ سے ملنے نہیں
آیا نور ادا سی سے چیئر پر بیٹھتے پریشان ہوتے ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکا کر
ارد شیر کے کمرے کی بالکنی کی طرف دیکھنے لگی جس کی لائٹ بند تھی

--

نور جان کیا کر رہی ہو شد اور نور کو اپنے بازو میں اٹھا کر چیئر پر بیٹھتے
اسے اپنی گود میں بٹھا گیا تکلیف سے نور نے سختی سے آنکھیں بند کر
لی۔۔

کب تک مجھے اس قید میں رکھو گے ہمت کرتے نور نے سوال کیا۔۔

زندگی بھر شد اور کی آنکھوں میں وحشت چمکتے دیکھ نور کانپنے لگی تھی

--

تم کبھی یہاں سے آزاد نہیں ہو پاؤ گی نور جان پہلے تو تم میرے لیے
صرف ایک طوائف تھی ایک خریدی ہوئی شے لیکن اب تم میری ضد
میرا جنون بن گئی ہو اور جب کوئی جنون بن جاتا ہے ہم اسے پانے کے
لیے ہر حد سے گزر جاتے ہیں اسے اپنی نظروں سے ایک پل کے لیے
بھی او جھل نہیں ہونے دیتے اس کے چہرے پر آئے بالوں کو پیچھے
کرتے جنونیت سے نظریں اس پر گاڑھے اس کی کمر پر اپنی گرفت
مضبوط کر کے اسے اپنے بے حد قریب کر گیا۔

جنون انسان کو تباہ کر دیتا ہے شد اور خان۔ اگر بنانا تھا تو مجھے اپنی عزت
بناتے آخری بات اس نے اپنے دل میں کہی تھی وہ اب اس کے سامنے
گڑ گڑا کر نکاح کی بھیک نہیں مانگنا چاہتی تھی وہ بس اپنے خدا سے دعا

کرتی تھی کہ جلد از جلد اسے اس جہنم سے نکال دے اس کا دم گھٹتا تھا

--

جنون عام انسانوں کو تباہ کرتا ہے نور جان، جنون ایس۔ کے کی پہچان ہے ایس۔ کے جنون سے تباہ نہیں آباد ہوتا ہے شد اور خان نے پراسرار قہقہہ لگایا جب اس کا موبائل رنگ ہوا تھا پاکٹ سے موبائل نکال کر دیکھا داؤد کا نام جگمگا رہا تھا۔

یہ مرے گا کسی دن میرے ہاتھوں سے شد اور خان غصے سے گر جتے کال پک کرتے کان سے لگا گیا اس سے قبل شد اور خان کچھ کہتا داؤد کی بات پر اس کے چہرے پر پراسرار مسکراہٹ آئی تھی۔

نور جان پھر ملاقات ہوتی ہے شد اور اس کے لبوں کو نرمی سے چھوتے اسے چیئر پر بٹھا کر چلا گیا۔

نور اس کے جانے کے بعد بے رجمی سے اپنی ہتھیلی سے اپنے ہونٹوں کو
صاف کرنے لگی اس قدر وہ سختی سے صاف کر رہی تھی کہ اس کے لبوں
سے خون بہنا شروع ہو گیا۔

ارد شیر نے بالکنی میں کھڑے سب کچھ دیکھ لیا تھا نور کی نظر ارد شیر پر
گئی اس کے لبوں پر زخمی مسکراہٹ تھی۔

نور کے دل کو کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا نہ جانے کیوں اسے ارد شیر کی
زخمی مسکراہٹ تکلیف دے گئی تھی۔

نور نے اسے اشارہ کیا کہ کیا تم مجھ سے ملنے آ سکتے ہو ارد شیر نہ چاہتے
ہوئے ہامی میں سر ہلا گیا۔

وہ ایسا ہی تھا جس سے وہ پیار کرتا تھا اس کی کوئی بات رد نہیں کر پاتا
تھا۔

دومنٹ بعد ارد شیر اس کے گھر کے گیٹ کے باہر کھڑا تھا نور جب
گارڈن میں آئی گارڈ نے اسے اندر جانے دیا گارڈ کو علم ہو گیا تھا کہ ارد
شیر غلط انسان نہیں ہے۔۔

تم کہاں تھے اردنارا ضلگی سے منہ پھلاتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔
ارد شیر کی نظر اس کے ہونٹوں پر جمی ہوئی تھی نور اس کی نظروں کا
زاویہ اپنے ہونٹوں کی طرف محسوس کرتے پلو سے اپنے ہونٹوں کو چھپا
گئی۔۔

کیوں خود کو تکلیف دیتی ہو تم، تمہارے خود کو تکلیف دینے سے تمہیں
کیا لگتا ہے وہ درندہ تمہیں چھوڑ دے گارد شیر اس کا بازو پکڑتے اپنی
گرفت مضبوط کر گیا بے ساختہ نور کی آنکھوں میں آنسو جمع ہوتے بہنے
لگے۔۔۔ اس کے آنسو ارد شیر کے بازو پر گر رہے تھے۔۔

ارد شیر نے فوراً اس کا بازو چھوڑ دیا۔۔

ایم سوری میرا کوئی ارادہ نہیں تھا تمہیں اذیت دینے کا مجھے معاف کر دو
ارد شیر کان پکڑتے اس سے معافی مانگ رہا تھا نور مسکراتے ہوئے اس
کا ہاتھ پکڑ کر اپنی پیشانی سے لگا گئی۔

مجھ سے معافی نہ مانگو ارد تم میرے لیے بہت خاص ہو، میں تمہاری بہت
عزت کرتی ہوں تم میرے بہترین دوست ہو نور کے الفاظوں پر اس
نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ نور کے ہاتھ سے آزاد کر دیا نور نے حیرانگی سے
اس کی طرف دیکھا تھا۔

ہم دوست ہیں نور لیکن میں نا محرم ہوں میرا یوں ہاتھ مت پکڑا کرو ارد
کی باتوں پر خم آنکھوں سے وہ مسکرائی تھی وہ واقع ہی اس کے لیے خدا
کی طرف سے بھیجا گیا تحفہ تھا۔

او کے نہیں پکڑا کروں گی لیکن تم مجھ سے روز ملنے آیا کرو گے نور ضدی
لہجے میں کہتی گارڈن میں زمین پر بیٹھ گئی۔

پاگل لڑکی اٹھو آدھی رات کو اس طرح نہیں بیٹھتے کئی کیڑے مکوڑے
چل رہے ہوتے ہیں گھاس پر۔۔۔

ٹینشن نہ لو تم مجھے کیڑے مکوڑے کچھ نہیں کہیں گے اگر کاٹ بھی لیں
گے تو وہ تکلیف میں برداشت کر لوں گی نور مسکراتے ہوئے آسمان کی
طرف دیکھنے لگی۔۔۔

تمہیں اچھا لگتا ہے آسمان کی طرف دیکھنا اردشیر اس کے ساتھ زمین پر
بیٹھ کے آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔

تمہیں معلوم ہے اردجب میں ستاروں کی طرف دیکھتی ہوں میں پر
سکون ہو جاتی ہوں، میں دل میں اپنے خدا سے باتیں کرتی ہوں اور میرا
خدا مجھے سکون بخش دیتا ہے۔ میں اپنے خدا کی قدرت کو دیکھتی ہوں کہ
کس قدر اس نے یہ دنیا خوبصورت بنائی ہے نور مسکراتی آنکھوں سے

ستاروں کو دیکھ رہی تھی ارد شیر اس کی بات پر حامی میں سر ہلائے بغیر نہ رہ سکا۔

یہ واقعہ ہی میں خوبصورت ہے نور میرے پاس الفاظ نہیں ہے ان ستاروں کی تعریف کرنے کے لیے خدا کی تخلیق (اس کی پیدا کی گئی چیزوں) کے لیے۔ بالکل تمہاری طرح نور ارد شیر نے آخری الفاظ اپنے دل میں کہے تھے۔

ایک دن کھلے آسمان میں کھڑے ہو کر تم سے اظہار محبت کروں گا تمہیں اپنا محرم بناؤں گا ارد شیر کتنی دیر اس سے باتیں کرتا رہا تہجد کی اذان سن کر نور گھر کے اندر چلی گئی اور شیر اپنے گھر چلا گیا۔

شد اور اپنے اڈے پر پہنچا داؤد نے اس کے سامنے دس سال کی بچی کو لا کر کھڑا کر دیا۔

بوس یہ میجر احتشام کی بیٹی ہے داؤد کمینگی سے 10 سالہ معصوم بچی کی طرف ہوس بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

اپنا کام شروع کر دواؤد شد اور چیئر پر ٹیک لگا کے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کے بیٹھ گیا۔

داؤد بچی کے گریبان سے پکڑتے اس کی قمیض پھاڑ گیا۔ وہ بے رحمی سے اس بچی کو نوچنے لگا وہ درندہ صفت شخص مسکراتے ہوئے داؤد کو اس بچی کو نوچتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

ارسلان اڈے کے اندر داخل ہوا بنا آواز پیدا کیے وہ ایک پلر کے پیچھے چھپ گیا ایک آدمی کو چھوٹی سی بچی کو نوچتے دیکھ اس کے قدم رکے تھے اس کی سانسیں تھم گئی تھی وہ ساکت کھڑا پتھریلی نظروں سے آنکھوں میں بے تحاشہ آنسو لیے دیکھ رہا تھا۔

داؤد نے بچی کا ہاتھ پکڑتے ٹھیرا کیا جسے ہڈی ٹوٹنے کی آواز اور اس بچی کی چیخ گود میں گونجی۔ اس بے رحم انسان نے بچی کا پاؤں پکڑتے دوسری جانب موڑ دیا بچے کی دردناک چیخیں گونج رہی تھیں۔ ارسلان نے فوراً اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کے اپنی سسکیوں کی منہ میں ہی قید کرنا چاہا۔

اس کے قدم ہلنے سے انکاری تھے اس کے پاؤں جیسے اس کا وزن نہیں اٹھا پارہے تھے وہ زمین پر بیٹھتا اپنے لبوں پر اپنی دونوں ہتھیلیاں جمائے اس بچی کی طرف دیکھ رہا تھا ارسلان کی آنکھوں سے روز و قطار آنسو بہہ رہے تھے۔ ارسلان نے ہمت کرتے پاکٹ سے موبائل نکال کر ریکارڈنگ ان کر دی۔

دو گھنٹے وہ درندہ اس معصوم بچی کو نوچتا رہا۔

چھوڑ دو داؤد اسے شداور کہتے اٹھ کھڑا ہوا۔

بوس اب اس کا کیا کرنا ہے۔۔۔

فل وقت اسے یہی چھوڑ کر چلے جاتے ہیں صبح آکر اسے ٹھکانے لگا دیں
گے تب تک یہ مر بھی جائے گی۔ جب میجر احتشام کو اپنی بیٹی کی غیر
موجودگی کا علم ہو گا اس کی حالت دیکھنے کے لیے بے تاب ہوں میں۔ وہ
درندہ صفت انسان نے بے رحمی سے بچی کے نیم مردہ برہنہ جسم کو
دیکھتے داؤد کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کر دیا۔ داؤد اور شداور گودام سے
باہر چلے گئے اس بات سے انجان کہ ان دونوں کے علاوہ پارس ارسلان
احمد شاہ بھی وہاں موجود تھا۔

ان کے جاتے ہی ارسلان بھاگتے ہوئے اس بچی کے پاس بیٹھ کر اپنی
جیکٹ اتارتے اس کے اوپر پھیلا دی۔

بچی نے بمشکل تھوڑی سی آنکھیں کھول کر ارسلان شاہ کو دیکھا ناک،
لبوں اور پیشانی سے خون بہتے سفید فرش کو لال رنگ میں رنگ گیا

تھا۔ اس کے بازو اور ٹانگیں ٹوٹیں ہوئی تھی جسم پہ جگہ جگہ بنے
زخموں سے خون رس رہا تھا۔

تم چلو میرے ساتھ تم ٹھیک ہو جاؤ گی ارسلان بے تحاشا روتے ہوئے
بچی کا سراپنی گود میں رکھ کر اپنی شرٹ اتارتے اس کی پیشانی سے نکلتے
خون صاف کرنے لگا۔

تم اٹھو میری شرٹ پہن لو پھر ہم باہر چلتے ہیں اپنی سمجھ کے مطابق اس
نے بات کی۔ اس بات سے انجان کہ چند لمحوں میں ہی اس بچی کی
سانسیں ختم ہونے والی ہیں۔

اللہ! اللہ کا نام لیتے ہی اس بچی کی آنکھیں بند ہو گئی ہمیشہ ہمیشہ کے
لیے۔

اٹھو، لڑکی اٹھو، چلو اٹھو میں تمہیں ہاسپٹل لے جاؤں میری دادی امی
تمہارے زخموں پر دوائی لگائیں گی تم ٹھیک ہو جاؤ گی ارسلان روتے

ہوئے اس کے رخسار تھپتھپاتے اسے ہوش دلانے کی کوشش کر رہا تھا

--

آنکھیں کھولوارسلان اونچی آواز میں روتے اس بچی کو جھنجھوڑ رہا تھا وہ
معصوم ہمیشہ کے لیے دنیا سے جا چکی تھی۔

دادو مراد شاہ جو پکارتے اس نے اپنا موبائل پکڑ کے مراد شاہ کو کال کی
ان کا نمبر بند جا رہا تھا احمد شاہ کو کال کی نیٹ ورک نہ ہونے کی وجہ سے
کسی کو کال نہیں ہو پارہی تھی۔

اٹھو میں تمہیں تمہاری امی پاس چھوڑ آؤارسلان بار بار سے جھنجھوڑ رہا تھا
وہ حقیقت کو تسلیم نہیں کر پارہا تھا۔

صبح چھ بجے تک اس بچی کا سراپنی گود میں رکھیں سسکیاں بھرتے روتا رہا
تھا اور بار بار اسے پکار رہا تھا۔

پارس بچی کو وہیں لٹاتے گودام بنی کھڑکی سے کود کر گودام سے باہر چلا گیا۔۔

اپنی جیکٹ اور شرٹ وہیں بھول گیا تھا تین گھنٹے وہ بھٹکتا رہا اسے معلوم نہیں تھا وہ کہاں پر ہے اس کے قدم نہ جانے کس طرف جا رہے تھے اس کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے وہ کانپ رہا تھا۔۔ پتھر کے ساتھ پاؤں ٹکرانے کی وجہ سے وہ منہ کے بل زمین پر گرتے جھاڑیوں میں جا گرا تھا کانٹے اس کے جسم میں پیوست ہوئے تھے اسے بے تحاشہ خراشیں آئی تھیں۔۔

ساڑھے دس بجے وہ اپنے گھر کے پاس پہنچا تھا۔۔

بیٹا پارس کہاں ہے مراد شاہ نے کھانے کے ٹیبل پر پارس کو نہ دیکھتے اسماء سے استفادہ کیا آج ان سب کی آنکھ لیٹ کھلی تھی جس کے باعث وہ اس ٹائم ناشتہ کر رہے تھے۔۔

ارسلان اپنے کمرے میں ہے مامو اسماء احمد کی پلیٹ میں ناشتہ ڈالتے ہوئے بولی۔۔

میں دیکھ کر آتا ہوں مراد شاہ ابھی اٹھے ہی تھے جب ان کی نظر داخلی دروازے سے گھر میں داخل ہوتے ارسلان پر پڑی اس کا ٹراؤزر پھٹا ہوا تھا پیشانی پر چوٹ لگی تھی ہاتھ پاؤں پر خراشیں تھی اس کے سینے کے اندر کانٹے پیوست تھے۔۔

اس سے قبل ارسلان شاہ گرتا مراد شاہ بھاگتے ہوئے اسے تھام کر اٹھاتے اپنے سینے سے لگا گئے۔۔

اپنے دادو کے سینے سے لگتے ہی وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا۔۔
دادو کی جان مراد شاہ اسے صوفے پر لٹاتے اس کے رخسار تھپتھپانے لگے اس کے جسم پر خراشیں اور سینے میں کانٹے پیوست دیکھ بے ساختہ مراد شاہ نے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

احمد شاہ ارسلان کا سر اپنی گود میں رکھتے اس کے ناک کے نیچے ہاتھ رکھ کر اس کی سانسیں چیک کی اس کی سانسیں بے حد دھیمی چل رہی تھی اس کی آنکھوں میں خوف و حراس پھیل گیا۔ وہ متوحش ہو کر ارسلان کو دیکھ رہا تھا۔

اس کے وجود میں کوئی حرکت نہ تھی۔

میرال بیگم احمد شاہ کو اور مراد شاہ کو ارسلان سے دور کر کے اس کی نبر چیک کی جو دھیمی چل رہی تھی۔

پانچ منٹ وہ ارسلان کے رخسار تھپتھپاتے رہے اسے ہوش نہ آئی تھی۔ اسماء اپنے سر کو تھامتے ہوش وہو اس سے بیگانہ ہوتے زمین پر گر گئی احمد نے ایک پل کے لیے اپنے بیٹے کی طرف دیکھ کر اسماء کی طرف دیکھا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ بیٹے کی طرف جائے یا اپنی بیوی کی طرف احمد اپنی ماں کو اسماء کو سنبھالنے کا اشارہ کرتے اپنے بیٹے کو بازو میں اٹھائے

ہاسپٹل لے گیا مراد شاہ اور سجاد شاہ بھی احمد کے ساتھ چلے گئے سب
عورتیں گھر پر تھیں۔۔

ہاسپٹل جاتے ہی ارسلان کو ایمر جنسی روم میں لے گئے ارد شیر بھی
وہیں پر موجود تھا۔۔

انکل ارسلان کو کیا ہوا ہے ارد شیر کا چہرہ پسینے سے بھیگا ہوا تھا اضطراب
سے مراد شاہ کی طرف دیکھتے پوچھ رہا تھا۔۔

مجھے نہیں معلوم ارد شیر مراد بے چینی سے چکر کاٹتے بار بار اپنے چہرے
پر ہاتھ پھیر رہے تھے احمد سر تھا میں چیئر پر بیٹھا تھا سجاد شاہ احمد کے پاس
بیٹھے اسے تسلی دے رہے تھے۔۔

ڈاکٹر! ڈاکٹر کے باہر آتے ہی وہ چاروں ڈاکٹر کے گرد کھڑے ہو
گئے۔۔

میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا مسٹر شاہ اپنے پوتے کا دھیان رکھیے گا
لیکن آپ نہیں رکھ پائے اب جو ہو گا اس سب کے ذمہ دار آپ سب
ہوں گے ڈاکٹر پرو فیشنل انداز اور غصے سے بولی تھی۔۔

کیا۔۔۔م۔ مطلب۔۔۔جو۔۔ ہو گا لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں احمد شاہ
نے ڈاکٹر سے پوچھا۔۔

آپ کے بیٹے کو ہوش نہیں آرہا اس کا بخار کم نہیں ہو رہا اور اس کے دل
کی دھڑکن بے حد کم ہے۔ اب صرف دعائیں ہی آپ کے بیٹے کو بچا
سکتی ہے اگر ایک گھنٹے تک اسے ہوش نہ آیا وہ کوما میں جا سکتا ہے یا پھر
ڈاکٹر بات ادھوری چھوڑتے خاموش ہو گئی اسے ارسلان بہت پیارا لگا
تھا اس میں ہمت نہ تھی اتنے خوبصورت بچے کے بارے میں یہ الفاظ
بول پائے۔۔

یا کیا ڈاکٹر؟ احمد ضبط کھوتے چلایا تھا۔۔

یا آپ سب سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دور ہو جائے گا اور یہ آپ کے
پوتے کی پاکٹ سے چیزیں برآمد ہوئی ہے ڈاکٹر غصے سے کہتی چیزیں
مراد شاہ کو پکڑا کر واپس ایمر جنسی روم میں چلی گئی۔۔

بابا میرے بیٹے کو کچھ نہیں ہو گا نامیرا بیٹا مجھ سے دور نہیں جاسکتا احمد
تکلیف سے مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا اس کی آنکھوں سے روز و قطار
آنسو بہہ رہے تھے۔۔

اک ڈر تھا خوف تھا اس کے دل میں کہیں اس کا بیٹا اس سے دور نہ ہو
جائے۔۔

احمد کچھ نہیں ہو گا۔۔ ہمارا پاس سب سے۔۔ دور۔۔ نہیں ہو۔۔ سکتا
مراد شاہ نے خود پر بے انتہا ضبط کرنا چاہا لیکن ان کے لہجے میں
لڑکھڑاہٹ صاف واضح ہو رہی تھی۔۔

احمد رونے کی بجائے اللہ سے دعا کرو وہ تمہارے بیٹے کو صحت دے ارد
شیر احمد کو گلے لگاتے اس کی پیٹھ سہلاتے ہوئے ہمدردی سے بولا تھا۔
احمد میرال بیگم کے کعبین میں جا کر جائے نماز اٹھا کر اپنے خدا کے سامنے
سجدے میں چلا گیا۔

یا اللہ میرے بیٹے کو مجھ سے مت دور کرنا، مجھے اتنا صبر دے دے
میرے خدا کہ میں تیری ہر آزمائش پر پورا اتر سکوں، جب نشے کی
حالت میں میں نے اپنی بیوی کے ساتھ احمد سسکیاں بھرتے سجدے
میں بے تحاشہ رورہا تھا اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔
جو کچھ کیا اس کے بعد جو حالات بنے میری زندگی میں۔ میں نے تجھ
سے شکوہ نہیں کیا میرے خدا تیرا بندہ آج تجھ سے اپنی اولاد مانگ رہا
ہے اس سے اس کی اولاد کو دور مت کر احمد سجدے سے اٹھ کے اپنا چہرہ
ہاتھوں میں چھپا کر بے آواز رورہا تھا۔

کتنی دیر احمد جائے نماز پر بیٹھا روتا رہا اپنے خدا سے ارسلان شاہ کی زندگی کی دعائیں مانگتا رہا۔

مراد شاہ امیر جنسی روم کے باہر چکر لگائے جا رہے تھے۔ جب انھیں میرال بیگم کی کال آئی۔ کال پک کرتے ہیں میرال بیگم نے روتے ہوئے ارسلان کی طبیعت کے بارے میں استفادہ کیا۔

میں کچھ نہیں کہہ سکتا میرال سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے مراد شاہ کی آنکھوں سے آنسو گر کر داڑھی میں جذب ہوا تھا۔

آپی مجھے میری بیٹے پاس جانا ہے "مراد شاہ کو اسماء کے چلانے کی آواز " آئی۔

مراد اسماء جب سے ہوش میں آئی ہے روتے جا رہی ہے اور بار بار ارسلان کو پکار رہی ہے۔

میرال تم میں سے کوئی گھر سے باہر قدم نہیں رکھے گا میں سجاد کو گھر
بھیج رہا ہوں انھیں علم نہ تھا کہ ارسلان کے ساتھ کیا ہوا ہے۔۔ اگر ان
کے کسی نے دشمن نے یہ سب کیا ہے تو ان کے خاندان کے تمام افراد کو
خطرہ تھا۔۔ مراد شاہ نے اپنی بات مکمل کرتے ہی کال بند کر دی۔۔
مجھے میرے ارسلان پاس جانا ہے۔۔

اسماء سنبھالو خود کو میرال بیگم اسے خود کے ساتھ لگا کر اسے کے بال
سہلانے لگی۔۔

وہ نیم پاگل سی ہو رہی تھی۔۔ ایک ماں تڑپ رہی تھی اپنی اولاد سے ملنے
کے لیے۔۔

آپی مامو نے کیا کہا ہے انشا عانیہ کو چپ کر واتے بولی تھی عانیہ روتے
ہوئے اپنے لالا کو پکار رہی تھی۔۔

ارسلان کو ہوش نہیں آیا میرال بیگم نے ان دونوں کو مکمل حالات سے
انجان رکھا ان دونوں بہنوں کو خود سے زیادہ ارسلان شاہ عزیز تھا۔
لالا! مدے لالا پاش جانا (لالا! مجھے لالا پاس جانا ہے) عانیہ روتے
ہوئے انشا کے کندھے پر ہاتھ مار رہی تھی۔

گڈو آپ کے لالا آجائیں گے گھر، رونا بند کرو انشا نے اسے خاموش
کر دانا چاہا لیکن وہ روتے ہوئے بار بار لالا کے پاس جانا ہے کہے جارہی
تھی۔

سجاد گھر چلے جاؤ تم۔

بابا میں۔۔ میں نے جو کہا ہے وہ کرو تمہاری اس وقت گھر ضرورت ہے
مراد شاہ نے سجاد کی بات پوری ہونے سے قبل کہا۔
سجاد خاموشی سے گھر چلا گیا۔

ارد شیر احمد کہاں ہے چاروں طرف نظر دوڑاتے احمد کو کھوجنا چاہا۔

میرال آنٹی کے کیمین میں ہے ارد شیر کے کہتے ہی مراد شاہ نے اپنے
قدم میرال کے کیمین کی طرف بڑھائے دروازہ کھولا احمد سجدے کی
حالت میں روتے ہوئے شاید سوچا تھا مراد شاہ نے یہ جاننے کے لیے
اس کی طرف قدم بڑھا کے گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھتے اس کے
بالوں کو سہلایا۔

ارسلان!۔۔ احمد ہڑ بڑا کراٹھ بیٹھا۔

بابا میرا بیٹا اپنے بابا کا ہاتھ تھامتے سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا
اس نے دل میں شدت سے دعا کی تھی کہ اس کے بیٹے کو ہوش آگئی ہو
۔۔

ابھی تک ڈاکٹرز نے کچھ نہیں بتایا مراد شاہ سر جھکاتے اپنے چہرے پر
ہاتھ رکھ گئے۔۔

بابا! احمد نے تڑپ کر اپنے بابا کو پکارا وہ ٹوٹ رہا تھا ایک باپ کے لیے ہر
رشتے سے زیادہ اس کے اولاد ضروری ہوتی ہے وہ ہر دکھ صبر سے
برداشت کر جاتا ہے لیکن جب اس کی اولاد کو ذرا سی خروش آجائے اس
کے دل کی حالت ایسے ہو جاتی ہے جیسے ابھی تکلیف سے پھٹ جائے گا
۔۔

احمد مراد شاہ کے گلے لگتے چھوٹے بچوں کی طرح اونچی آواز میں رونا
شروع ہو گیا۔۔۔

انہوں نے احمد کی پیٹ سہلاتے اسے اپنا غبار نکالنے دیتا کہ اس کا دل ہلکا
ہو جائے۔ سات سال سے ان کے دل میں بچھتاوا تھا کہ انہوں نے اپنے
بیٹے کو سمجھا نہیں تھا بنا پوری بات جانے اسے بے رخی دکھائی تھی۔۔
ڈاکٹر کے کیمین میں داخل ہوتے ہی احمد مراد شاہ سے دور ہوتے ڈاکٹر
کے پاس جا کے نم آنکھوں سے ان کی طرف دیکھنے لگا۔۔

ایم سوری، آپ کا بیٹا ک۔ کو ما میں جا چکا ہے الفاظ کی ادائیگی کے وقت
ڈاکٹر کی زبان ایک پل کے لیے لڑکھرائی تھی۔۔

احمد اپنے چکراتے سر کو تھامتے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا۔۔
بابا میرا بیٹا احمد کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارنے پر وہ ہوش میں آتے ہی
چلا یا تھا۔۔

مراد شاہ خود پر ضبط کرتے صوفے پر احمد کے پاس بیٹھتے ٹیک لگا کر
آنکھیں موندھ گئے۔۔

انہوں نے اپنی آنکھوں کو نم ہونے سے روکے رکھا اگر وہ اپنا ضبط کھو
دیتے تو ان کے گھر کو کس نے سنبھالنا تھا احمد تو پہلے ہی ہمت ہار بیٹھا تھا وہ
روکرا سے اور تکلیف میں مبتلا نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔

احمد بھاگتے ہوئے ایمر جنسی روم میں داخل ہوا ڈاکٹر نے اسے نہیں روکا
تھا۔۔

ارسلان مشینوں میں جکڑا بیڈ پر لیٹا ہوا تھا احمد سست قدم اس کی طرف
بڑھانے لگا وہ لڑکھڑا کر گرنے لگا تھا جب اس نے بیڈ کو تھاما ارسلان کے
جسم میں کوئی حرکت نہ تھی پلکوں میں کوئی جنبش نہ تھی۔۔
بے ساختہ احمد کے ذہن میں کچھ دن قبل گزرا ہوا منظر آیا۔۔
بابا میری بہن کا نام میں رکھوں گا ارسلان سجاد شاہ اور احمد کے درمیان
بیٹھا عانیہ کو چاکلیٹ کھول کر دے رہا تھا۔۔
رکھ تو لیا ہے تم نے سجاد شاہ نے عانیہ کی طرف اشارہ کیا۔۔
اف بڑے بابا جو میری نئی بہن آنے والی ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں
ارسلان نے آنکھیں پٹیٹا کر اپنا کالر ٹھیک کیا۔۔
جی نہیں میں نے اپنی بیٹی کا نام خود رکھنا ہے سجاد شاہ ایک ایک لفظ پر زور
دیتے ہوئے بولے تھے۔۔

جی نہیں میں نے اپنی بہن کا نام خود رکھنا ہے ارسلان بھی انہی کے انداز
میں کہہ کر عانیہ کے ساتھ زمین پر بیٹھ کے اس کے ساتھ کھیلنے لگا۔
اپنے بھائی کو مسکراتے دیکھ سجاد شاہ نے اسے گھوری سے نوازا۔
ایسے کیا میری طرف دیکھ رہے ہیں بھائی صحیح تو کہا ہے ارسلان نے اس
کی بہن ہے تو پھر نام اسے رکھنے دے۔

تمہاری اس بات کا مطلب میں اچھے سے سمجھ رہا ہوں تم اپنی بیٹی کا نام
خود کی مرضی سے نہیں رکھ پائے تھے اس لیے تم چاہتے ہو کہ میری
بیٹی کا نام بھی ارسلان ہی رکھے سجاد شاہ نے جل کر ان دونوں باپ
بیٹوں کو گھورا تھا۔

بالکل بھائی جان آپ کتنے سمجھدار ہیں احمد سجاد کے بائیں کندھے پر ہاتھ
رکھتے دائیں کندھے پر سر رکھ گیا۔
سجاد نے اسے خود سے دور جھٹک دیا۔

آپ سب کو بہت مسئلہ ہو رہا ہے نا مجھ سے کہ میں اپنی بہنوں سے زیادہ
پیار کرتا ہوں میرے بولنے سے آپ سب کو مسئلہ ہے ایک دن جب
میں خاموش ہو جاؤں گا پھر سب بلا تے رہنا میں کسی سے بات نہیں
کروں گا ارسلان ناراضگی سے ان کی طرف دیکھتے پاؤں بٹکتے ہوئے اپنے
کمرے میں چلا گیا۔

بھائی ناراض کر دیا آپ نے اسے احمد اس کے پیچھے پیچھے کمرے میں
داخل ہوا ارسلان منہ بنائے بیڈ پر بیٹھا تھا۔

اتنی سی بات پر منہ بنا کے بیٹھ گئے ہو تم احمد اسے اپنی گود میں اٹھا کر اوپر
اچھالتے کیچ کرتے بیڈ پر بیٹھ کے اپنی گود میں بٹھا گیا۔

بابا میں فٹ بال نہیں ہوں جو آپ مجھے اوپر اچھال رہے ہے ارسلان
نے اپنی شہادت کی انگلی سے ناک کو ٹیڑھا کرتے اپنے چہرے کا رخ
دوسری طرف کیا۔

کس نے کہا میرا بیٹا فٹبال ہے میرا بیٹا تو میرے لیے شہزادہ ہے اور
شہزادے ادا اس اچھے نہیں لگتے احمد شاہ نے اس کے دونوں رخسار پر
لب رکھے تھے ارسلان کو احمد کی داڑھی کی چبن محسوس ہوئی تھی اس
نے اپنے چہرے کے اٹے سیدھے زاویے بنائے۔

بابا مجھے اس طرح کا پیار نہ کیا کریں آپ کی داڑھی چبتی ہے مجھے
ارسلان اپنے رخسار اپنے ہاتھ کی پشت سے صاف کرنے لگا۔

کیسے شہزادے ہو تم اپنے راجہ باپ کے پیار کو صاف کر رہے ہو اپنے
رخسار سے، شیم اون یو پرنس احمد اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ارسلان
کے پیٹ میں گد گدی کرنے لگ گیا وہ دونوں اونچی آواز میں ہنسنا شروع
ہو گئے مراد شاہ جو ارسلان کے کمرے کے باہر سے گزر رہے تھے اپنے
بیٹے اور پوتے کی ہنسنے کی آوازیں سنتے مسکرائے تھے۔

ارسلان بابا کی جان اٹھو نہیں سہن ہو رہی تمہاری یہ خاموشی، مت تڑپاؤ
اپنے بابا کو، مجھے تمہارے بولنے سے کوئی مسئلہ نہیں ہے احمد اپنے چھ
سالہ بیٹے کے سینے پر سر رکھتے روئے جا رہا تھا اس کے آنسو تھم نہیں
رہے تھے۔

تمہاری بہنیں تمہارا گھر انتظار کر رہی ہے تم تو سب سے زیادہ ان سے
پیار کرتے ہو، چلو اٹھو شاباش ہم گھر چلتے ہیں تمہاری بہنیں رو رہی
ہوں گی احمد دیوانہ وار اس کے چہرے پر لب رکھ رہا تھا۔
میری داڑھی کی چبن محسوس ہوئی ہے نا تمہیں چلو اٹھو اور ناراضگی
دکھاتے اپنے چہرے کے اٹے سیدھے زاویے بناؤ احمد کے آنسو ارسلان
شاہ کی بند آنکھوں پر گر رہے تھے۔

مراد شاہ بنا آواز پیدا کیے کمرے میں داخل ہوئے ان کی آنکھیں بے
ساختہ نم ہوئی تھی جو وہ مہارت سے چھپا گئے تھے۔

بابا سے کہیں اٹھے ناراض ہوئے مجھ سے کیونکہ میں نے اس کے رخسار پر پیار کیا ہے اسے چبن محسوس ہوئی ہے لیکن یہ اٹھ نہیں رہا اسے کہیں اٹھے احمد ضدی لہجے میں کہہ کر اپنے بابا کا ہاتھ پکڑتے اپنے ہاتھ کی پشت سے بے رحمی سے اپنے آنسو صاف کر رہا تھا۔

بابا یہ تو آپ کا بیٹا ہے ہم سے زیادہ یہ آپ کو عزیز ہے اور یہ آپ کے بنا کہے آپ کے ہر بات مان جاتا ہے اسے کہیں نا اٹھ جائے مت تنگ کرے اپنے بابا کو۔ اس نے کہا تھا جب وہ خاموش ہو گا ہمارے پکارنے پر وہ ہم سے بات نہیں کرے گا۔ بابا آپ اسے پکارے آپ کے پکارنے پر اٹھ جائے گا احمد مراد شاہ کو جھنجھوڑتے ہوئے اپنی پیشانی ان کی ہتھیلیوں کے ساتھ لگا گیا۔

احمد جتنی جلدی ہو سکے اس حقیقت کو تسلیم کر لو، وہ میرے پکارنے پر نہیں اٹھے گا مراد شاہ اپنے ہاتھ احمد کے ہاتھوں سے چھڑواتے کمرے

سے باہر چلے گئے وہ اگر ایک پل بھی اور اندر رکتے ان کا ضبط جواب دے جاتا۔

ارد شیر کمرے کے باہر چیئر پر بیٹھا ہوا تھا اس کی بند آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ اندر جا کر اپنے دوست کو حوصلہ دے۔

ارد شیر اگر اندر جاتا احمد کو حوصلہ دینے کی بجائے اس نے خود رونا شروع ہو جانا تھا جس سے احمد سنبھلنے کی بجائے اور زیادہ ٹوٹ جاتا۔

ارد شیر! مراد شاہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے پکارا تھا۔
جی انکل ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کر کے سرخ آنکھیں لیے مراد شاہ کو دیکھنے لگا۔

بیٹا اب گھر چلے جاؤ چار گھنٹے سے تم ہمارے ساتھ ہاسپٹل میں۔۔ انکل آپ مجھے اپنا بیٹا کہتے ہیں اور بیٹے ایسے حالات میں اپنے باپ کے ساتھ

رہتے ہیں چار گھنٹے کیا اللہ نہ کرے (ارسلان کو زیادہ دیر یہاں رہنا پڑے
(اگر مجھے چار ماہ بھی یہاں رکنا پڑا، میں رکنے کے لیے تیار ہوں ارد شیر
مراد شاہ کے گلے لگتے ہوئے بے آواز رونا شروع ہو گیا۔

ہر کوئی مراد شاہ کے گلے لگ کر اپنا غبار نکال رہا تھا اپنا غم ہلکا کر رہا تھا
لیکن مراد شاہ وہ کس کے گلے لگ کر روتے کس کو اپنا حال بتا کر اپنا غم
ہلکا کرتے ارد شیر کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے وہ میرال بیگم کے کعبین میں جا
کر سجدے میں اپنے خدا کو اپنا حال سنانے لگے یہ جانتے ہوئے بھی کہ
خدا ان کی ہر کیفیت سے واقف ہے۔

شد اور خان اور داؤد صبح کے 11 بجے گودام میں داخل ہوئے دونوں تیز
قدم بڑھاتے بچی کے پاس گئے اس کے اوپر جیکٹ پھیلے اور سائیڈ پر کسی

بچے کی شرٹ پڑی دیکھ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔۔

یعنی ہمارے علاؤہ کل رات یہاں پر کوئی تیسرا شخص بھی موجود تھا
شد اور خان شرٹ کو پاؤں کے نیچے کھلتے ہوئے غصے سے گر جا۔۔
بوس تیسرا شخص نہیں بچہ تھا یہاں پر داؤد نے شرٹ پکڑی جس پر
سنہرے رنگ سے پارس شاہ لکھا ہوا تھا۔۔

داؤد پتہ کرواؤ یہ پارس شاہ کون ہے اور اس بچی کی لاش کو ٹھکانے لگاؤ
شد اور غصے سے پھنکارتے ہوئے گودام سے چلا گیا۔۔

داؤد بچی کو بورے میں ڈال کر نہر میں پھینک آیا۔۔

اگر اس بچے نے سب کچھ دیکھا ہے تو اس نے اپنے گھر والوں کو بتا دیا
ہو گا شد اور بے چینی سے آفس میں چکر لگا رہا تھا اسے جلد از جلد وہ بچہ

اپنے سامنے چاہیے تھا تا کہ وہ اسے ختم کر کے اپنے خلاف سارے ثبوت
مٹا سکے۔۔

تقریباً تین گھنٹے بعد داؤد شدا اور کے سامنے تھا۔۔

بوس میں نے پتہ کر وایا ہے سو کی تعداد میں پارس شاہ نامی بچوں کی
انفارمیشن نکلی ہے ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ اس میں سے وہ پارس شاہ
کون ہے جس نے کل رات ہونے والا سارا واقعہ دیکھا تھا شدا اور خان
کے بولنے سے قبل داؤد بولا تھا۔۔

جتنے بچوں کی انفارمیشن نکلی ہے ان سب کو ختم کر وادو شدا اور نے بے
رحم بن کے داؤد کو حکم دیا۔۔ داؤد نے ہامی میں سر ہلایا۔۔

بوس میجر احتشام کو اپنی بیٹی کی غیر موجودگی کا علم ہو گیا ہو گا؟۔۔ داؤد
کے سوال پوچھنے پر شدا اور خان سوچ میں پڑ گیا کیونکہ ابھی اسے میجر

احتشام کے حوالے سے کوئی معلومات نہیں ملی تھی کہ وہ اپنی بیٹی کو
ڈھونڈ رہا ہے یا نہیں۔۔

داؤد اپنے آدمیوں کو کہہ میجر احتشام کے گھر کو آگ لگوا دو، اپنی بیٹی کی
غیر موجودگی کا علم ہونے سے پہلے ہی وہ اس دنیا سے چلا جائے تو بہتر
رہے گا شد اور خان وحشی درندہ بن چکا تھا۔۔ جب انسان کسی کو بلا وجہ
قتل کرتا ہے تو وہ شخص انسانیت کا قتل کر دیتا ہے۔۔

شد اور خان چیئر پر بیٹھ کے ٹانگ پر ٹانگ رکھتے آنکھیں موندھ گیا داؤد
آفس سے چلا گیا تھا۔۔

شد اور کا فون رنگ ہوا۔۔ اب کس کو موت پڑ گئی ہے موبائل اٹھا کے
دیکھا اس پر "نور جان" جگمگا رہا تھا۔۔

آج سورج مغرب سے نکلا ہے جو ہماری نور جان نے ہمیں یاد کیا خیریت
تو ہے نا نور جان شد اور خان بہکے انداز میں الفاظ ادا کر رہا تھا اس کی

آنکھوں میں ایک چمک تھی زندگی سے بھرپور مسکراہٹ نے
ایس۔ کے کے لبوں پر احاطہ کیا۔۔

شد اور پلینز گھر آ جاؤ مجھے ڈر لگ رہا ہے نور نہ چاہتے ہوئے بھی ایک نا
محرم کو اپنے گھر بلارہی تھی یہ جانتے ہوئے بھی کہ ایک عورت نامحرم
کے ساتھ کبھی محفوظ نہیں ہوتی۔۔

پانچ منٹ نور جان شد اور نے تین لفظ کہہ کر کال کٹ کی کار کی چابیاں
اٹھاتے وہ بھاگنے والے انداز میں کار میں بیٹھتے اس کی سپیڈ حد سے زیادہ
تیز کر گیا۔۔

نور کھڑکی کے پاس کھڑے ہوتے اس کا انتظار کرنے لگی پورے پانچ
منٹ بعد اس کی کار داخلی دروازے سے گھر کے اندر پورچ میں جا کے
کھڑی کر دی۔۔

شد اور تیز قدم اٹھاتا نور کے کمرے میں داخل ہوتے نور کو کمرے سے پکڑتے اپنے ساتھ لگا گیا۔

میری نور جان ڈر رہی تھی شد اور کے اس قدر قریب ہونے پر نور کو بے تحاشہ پچھتاوا ہوا کہ اس نے اسے گھر کیوں بلایا۔

مجھے صبح کہتی تم میں اپنی نور جان کے پاس رہ جاتا شد اور اس کی آنکھوں پر نرمی سے لب رکھ گیا نور کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر اس کے دوپٹے میں جذب ہونے لگے۔

کتنی دفعہ تمہیں کہوں نور جان تمہارے آنسو مجھے برداشت نہیں ہے آج کے بعد مجھے یہ آنکھیں نم نظر نہ آئیں نہیں تو بہت برا پیش آؤں گا میں تمہارے ساتھ شد اور سخت لہجے میں کہتے اس کے آنسو اپنے لبوں سے چنے لگا۔

میرے اللہ مجھے معاف کر دینا انجانے میں مجھ سے غلطی ہو گئی میں نے
اپنے ڈر سے بچنے کے لیے تجھے پکارنے کی بجائے ایک درندے کو اپنے
پاس بلا لیا نور کا دل چاہ رہا تھا وہ اونچی آواز میں بے تحاشہ روئے۔ لیکن
قسمت وہ نہیں رو سکتی تھی اگر وہ روتی تو شد اور خان درندہ بنتے اسے
نوچنا شروع ہو جاتا۔

وہ اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھ رہا تھا ایس۔ کے جب بھی اس کی
آنکھوں میں دیکھتا تھا وہ اسے اپنے سحر میں جکڑتی تھی وہ اسیر تھا اس کی
آنکھوں کا، اس کے معصوم لہجے کا، اس کی سریلی آواز کا۔
نور جان میں سننا چاہتا ہوں تمہیں نور نے نا سمجھی سے اس کی طرف
دیکھا۔

تمہاری سریلی آواز میں اس قدر گم ہو جانا چاہتا ہوں کہ مجھے یہ دنیا بھول
جائے اگر کوئی یاد رہے تو صرف اپنی نور جان شد اور بھکی نگاہوں سے
اسے دیکھ رہا تھا۔

شد اور مجھ سے نکاح کر لو میں تمہاری ہر بات مانا کروں گی جو تم کہو گے
ایک ایک لفظ پر عمل کروں گی نور اپنے خدا سے کہی گئی بات بھول گئی
کہ وہ کبھی اس درندے کے سامنے نکاح کے لیے گڑ گڑائے گی نہیں۔
لیکن ہائے یہ بندہ بشرانجانے میں ہی سہی کبھی نہ کبھی ایک پل کے لیے
اپنی کہی گئی بات بھول جاتا ہے۔

جب نور کو اپنی غلطی کا احساس ہوا وہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے شدت
سے رونے لگی۔

شد اور خاموش ہو گیا اس کے پاس نور کی بات کا کوئی جواب نہیں تھا پہلے
تو وہ نور کو انکار کر دیتا تھا نکاح کے لیے لیکن اب وہ خاموش تھا۔

ارسلان کو کوما میں گئے تقریباً چار سال ہو چکے تھے۔ داؤد نے جن پارس نامی بچوں کی انفارمیشن نکلوائیں تھی تقریباً سب بچوں کو اس نے ختم کر دیا تھا شد اور اور داؤد پر سکون تھے کہ انہوں نے اپنے خلاف ہر ثبوت مٹا دیا ہے۔

اسماء کو جب ارسلان کے کوما میں جانے کا پتہ چلا تھا وہ بے تحاشہ روئی تھی وہ گم سم ہو کر رہ گئی تھی۔

ان چار سالوں میں ان کے گھر کا ماحول بالکل تبدیل ہو گیا تھا احمد شاہ خاموش رہنے لگا تھا اگر کوئی اس سے بات کرتا تو جواب دے دیتا نہیں تو خاموشی اختیار کیے رہتا۔

عانیہ ہر وقت روتے اپنے لالا کو پکارتی تھی۔

مراد شاہ نے گھر کے سارے کیمرے چیک کیے ارسلان ایک گاڑی کی
ڈکی میں چھپا تھا اس گاڑی پر نمبر پلیٹ نہیں لگی تھی جس کے باعث وہ
ان لوگوں تک نہ پہنچ پائے۔

سب ڈاننگ ٹیبل پر بیٹھے ہوئے تھے جب مراد شاہ نے نظریں اٹھا کر
احمد کو دیکھا وہ چہرے پر سنجیدگی سجائے کھانا کھا رہا تھا ان کے دل میں
ٹھیس سی اٹھی تھی اپنے بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر انہوں نے کبھی نہیں
سوچا تھا ہمیشہ مسکراتے سب کو تنگ کرنے والا انسان خاموش ہو جائے

--

احمد کھانا چھوڑ کے اٹھ کر ارسلان کے کمرے میں چلا گیا مراد شاہ نے
تکلیف سے آنکھیں بند کی تھی۔

ارسلان بے حس و حرکت بیڈ پر پڑا ہوا تھا اسے اکسیجن ماسک لگایا گیا تھا وہ
چار سال سے مشینوں میں جکڑا ہوا تھا۔

میرے شہزادے نے مجھے اور کتنا تنگ کرنا ہے سکتا ختم ہو رہی ہے مجھ
میں تمہیں ایسے دیکھ کر نہ جانے میں کیسے زندہ ہوں احمد نے اس کا ہاتھ
اپنے لبوں سے لگایا بے ساختہ احمد شاہ کے لب تکلیف سے مسکرائے
تھے ارسلان ایک نوجوان لڑکا لگ رہا تھا اس کا قد 10 سال کی عمر میں
ساڑھے پانچ فٹ تھا۔

مجھے تو لگتا ہے دو سال کے اندر تم میرے جتنے ہو جاؤ گے چہرے سے تم
اپنے دادا اور اپنے بابا کی کاپی ہو، ہائٹ میرے جتنی کرنا ضروری ہے احمد
نے اس کی پیشانی سے بال ہٹاتے نفی میں سر ہلایا تھا وہ چار سال سے
ارسلان کے کمرے میں بیٹھ کر اس سے ڈھیر ساری باتیں کرتا وہ کہتا تھا
کہ ایک نہ ایک دن تو میرا شہزادہ میری بات کا جواب دے گا۔

تمہاری برتھ ڈے ہے کل ہمارے ساتھ کیک کٹ نہیں کرنا تم نے،
اور پرسوں تمہاری گڈ وکی برتھ ڈے ہے تمہاری گڈ وچھ سال کے

ہو جائے گی چیونگم، اپنی امی جان کے ساتھ بیٹھ کر مجھے تنگ کر دے بہت یاد
آ رہی ہے اس پل کی جب تم مجھے تنگ کرنے کی خاطر میری اسماء جان کی
گود میں بیٹھ جایا کرتے تھے۔۔

اٹھ جاؤ احمد ارسلان کے سینے پر سر رکھے دھاڑے مار مار کر رونے لگا مراد
شاہ جو اس کے پیچھے پیچھے کمرے تک آئے تھے اس کی باتیں اور رونے
کی آواز سن کر ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔

ایک باپ اپنی اولاد کے لیے تڑپ رہا تھا اور ایک باپ اپنی اولاد کی تڑپ
دیکھ کر تڑپ رہا تھا۔۔

بہت تنگ کر رہے ہو تم مجھے جب اٹھو گے بات نہیں کروں گا تم سے،
میری باتوں کا جواب نہیں دے رہے تم میں بھی نہیں دوں گا، پھر
بلا تے رہنا احمد شاہ نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

احمد اس کے سینے پر سر رکھے بیٹھا تھا اسے علم ہی نہ ہوا کب اس کی آنکھ
لگ گئی اسماء، مراد شاہ، سجاد اور انشاء کمرے میں داخل ہوئے احمد کو
ارسلان کے سینے پر سر رکھے سوئے دیکھ بے ساختہ سب کی آنکھیں نم
ہوئیں تھیں۔۔

احمد! اسماء کے پکارنے پر احمد ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

مراد شاہ ارسلان کے پاؤں کے قریب بیٹھے تھے جب انہیں ارسلان
کے پاؤں کی انگلیوں میں حرکت محسوس ہوئی تھی۔۔

پارس! مراد شاہ اس کے پاؤں پکڑ کر نیچے سے رب کرنے لگے۔۔

ارسلان نے موندی موندی آنکھیں کھول کر اپنے بابا کی طرف دیکھا

احمد اپنے بیٹے کی نیلی آنکھیں کھلی دیکھ تڑپ کر اسے اپنے سینے سے لگا

گئے۔۔۔

احمد اس کا چہرہ سامنے کرتے دیوانہ وار اس کا چہرہ چومتے کبھی اس کے
رخسار کو چھوتا تو کبھی اس کے کندھوں کو چھو کر یقین کر رہا تھا کہ اس کا
بیٹا ٹھیک ہے۔۔

ارسلان ان سب کی طرف دیکھتے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا آخر ہوا کیا
ہے جب اچانک اس کے ذہن میں اس بچی کے ساتھ ہونے والا سارا
واقعہ گردش کرنے لگا۔

ب۔ بابا۔۔ وہ۔۔ بچی۔۔ مر۔۔ ب۔ بابا۔۔ مجھ۔۔ اس۔۔ بابا
ارسلان اٹک اٹک کر بولتے اپنے بابا کی شرٹ کو سختی سے پکڑ کر خوف
سے ان کے ساتھ لگ گیا۔

ارسلان کون سی بچی میرے شہزادے احمد سختی سے اسے خود میں
بھینچتے اس کی پیٹھ تھپتھپانے لگا۔

احمد دور ہو اس سے مراد شاہ نے احمد کو ارسلان سے دور کرنا چاہا احمد نے اپنی گرفت ارسلان پر مضبوط کرتے نفی میں سر ہلایا۔

بابا وہ بچی ارسلان اونچی آواز میں روئے جا رہا تھا اس کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر چل رہا تھا۔ اسے ان سب کے چہرے دھندلے نظر آرہے تھے بار بار آنکھیں جھپکے جیسے وہ منظر کو صاف کرنا چاہ رہا تھا۔ کون سی بچی احمد اس کا چہرہ تھا متے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا تھا ارسلان کی آنکھوں میں خوف تھا۔

احمد پیچھے ہٹو یہ نہ ہو اس کی طبیعت دوبارہ خراب ہو جائے مراد شاہ احمد کو ارسلان سے دور کرتے اس کے قریب بیٹھتے اس کی پیٹھ سہلاتے پیار بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگے اسماء اور انشا ساکت کھڑی اپنے بیٹے کو دیکھ کر یقین کرنا چاہ رہی تھی کہ اسے ہوش آگئی ہے۔

دادو کی جان! دادو کی طرف دیکھو، بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے کون سی بچی کی
بات کر رہا ہے میرا بیٹا مراد شاہ بے حد پیار سے کہتے اس کی پیشانی پر
بوسہ دے کر اس کا سر اپنے سینے سے لگا گئے۔

دادو وہ مر گئی ارسلان مراد شاہ کے گرد سخت حصار بناتے کانپ رہا تھا
اس کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے وہ روئے جا رہا تھا۔
دادو انہوں نے اس کی ہاتھ توڑ دیے اس کے جسم پر دانت گاڑھے اس
سے قبل ارسلان کچھ اور بولتا مراد شاہ اس کے لبوں پر ہاتھ رکھتے اسے
چپ کروا گئے۔

مراد شاہ نے ایک ٹھنڈی آہ خارج کرتے خود کو پرسکون کرنا چاہا ان کا
ذہن یہ سوچ سوچ کر ہی پھٹنے لگا تھا کہ ان کے بیٹے نے ایک معصوم کے
ساتھ ظلم ہوتے دیکھ لیا ہے۔ ارسلان کی بات پر غور کرتے سب
حیران ہوتے اپنے لبوں پر ہاتھ جما گئے۔

پارس!۔ ارسلان کو آنکھیں بند کرتے دیکھ مراد شاہ اس کے رخسار
تھپتھپانے لگے۔

ارسلان اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتے مراد کے سینے سے جا لگا۔
مراد شاہ نے فوراً مشین کی طرف دیکھ کر سکون بھر اسانس لیا وہ بے
ہوش ہوا تھا۔

ارسلان! اسماء ارسلان کا سر اپنے سینے سے لگاتے رونا شروع ہو گئی مراد
شاہ نے اسماء کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا۔

اسماء رونا بند کر دو بیٹا چار سال بہت روئی ہو تم اللہ کا شکر ادا کرو تمہارا بیٹا
ٹھیک ہو گیا ہے رو کر کیوں اپنے خدا کی ناشکری کر رہی ہو اسماء نے
مسکراتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کی تھی آنسو ارسلان کی پلکوں پر گرا
تھا۔

اسماء جان ہمارا بیٹا ٹھیک ہے احمد نے اسماء کے پیچھے بیٹھتے اسماء اور اپنے بیٹے کے گرد حصار بنایا تھا۔ اسماء نم آنکھیں لیے احمد کے سینے پر ساتھ سر ٹکائی چار سال اس نے ان دو الفاظ کو بہت یاد کیا تھا۔

احمد شرم کر لو ہم سب کھڑے ہیں یہاں پر انشاروتے ہوئے مسکرا کر بولی تھی۔

تو میں کیا کروں میرے خدانے آج مجھے اتنی بڑی خوشی دی ہے میرا بیٹا مجھے واپس کر دیا ہے چار سال بعد میری اسماء جان کے لبوں پر مسکراہٹ آئی ہے احمد کی بات پر بے ساختہ اسماء مسکرائی تھی۔

ٹھیک ہے بیٹا جی۔ جیسے ہی بیٹا ٹھیک ہوا ہے باپ کو بھول گیا ہے تو پہلے باپ کے سینے سے لگ کر روتا تھا بیٹا ٹھیک ہوا ہے اور بس بیوی کی طرف ہو گیا ہے مراد شاہ اس کی گردن پر ہلکی سی چپت لگاتے مسکرائے تھے سب کی آنکھیں نم تھی لیکن لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

ارسلان نے موندی موندی آنکھیں کھول کر اپنی ماں کی طرف دیکھا تھا
اسماء اس کے آنکھیں کھولتے ہی اس کی آنکھوں پر لب رکھ گئی تھی۔
میرا بیٹا! امی کی جان! بہت تنگ کیا ہے تم نے اپنی امی کو اسماء بار بار اس
کے چہرے پر ہاتھ پھیر رہی تھی ارسلان اپنی ماں کے ہاتھوں کو پکڑتے
اپنے لبوں سے لگا گیا ماں کی گود میں جو سکون ہوتا ہے بچے کو وہ سکون
کہیں نہیں ملتا ماں کی گود میں سر رکھتے ہی وہ دنیا کا ہر غم بھول جاتا
ہے۔۔

اگر ماں کی گود سے بھی زیادہ انسان کو سکون چاہیے تو اپنے خدا کے
سامنے سجدے میں چلا جائے اسے پوری دنیا کا سکون میسر ہو جائے گا
۔۔ اس کا دل ایک دم ہلکا ہو جائے گا کوئی غم اس کے اندر نہیں رہے گا

ارسلان۔۔! سجاد شاہ ارسلان کو اسماء کی گود سے اٹھاتے اسے اپنی گود میں بٹھا گئے۔۔

بڑے بابا میں اب چھوٹا بے بی نہیں ہوں ارسلان خفگی سے کہتے سر جھکا گیا۔۔

یہ بات تو میں بھول گیا ہمارا بیٹا تو اب ایک سال تک ہمارے جتنا لمبا ہو جائے گا، اپنے بڑے بابا کو معاف کر دو انہوں نے تم سے کہا تھا کہ انہیں تمہارا بولنا اچھا نہیں لگتا بڑے بابا کی جان آپ کے بڑے بابا نے غصے میں کہا تھا آپ نے تو میری بات کو سیریس ہی لے لیا سجاد شاہ نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔۔

سوری مت کریں بڑے معافی مانگتے ہوئے اچھے نہیں لگتے۔۔

اگر غلطی ہو جائے تو معافی مانگنے سے کوئی چھوٹا نہیں ہو جاتا بیٹا ناراضگی
ختم کر دو مجھ سے سجاد شاہ ٹھوڑی سے اس کا چہرہ اوپر کرتے نچلے لب کو
دانتوں تلے دبا کر التجائی نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگے۔

میں آپ سے ناراض نہیں ہوں بڑے بابا ارسلان کہتے ہوئے ان کی
گردن میں بازو حائل کرتے ان کے گرد سخت حصار بنا گیا۔ سجاد شاہ
نے مسکراتے ارسلان کی پشت پر ہاتھ رکھے تھے۔

انشا صوفی پر بیٹھتی چہرہ ہاتھوں میں چھپائے شدت سے رودی۔
انشا کیا ہوا ہے مراد شاہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے پریشانی سے اس کی
طرف دیکھ رہے تھے۔

سب ارسلان سے ملی جا رہے ہو مجھے کوئی ملنے ہی نہیں دے رہا انشانے
ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔

سجاد نے مسکراتے ہوئے ارسلان کو بیڈ پر بٹھا کر انشا کا ہاتھ پکڑ کے اسے
ارسلان کے پاس بٹھایا تھا۔

انشاء ارسلان کو سینے سے لگاتے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔
میرال بیگم کچن گئی ہوئی تھی جب وہ کچن سے باہر آئی کوئی لاونج میں
موجود ہی نہ تھا انہوں نے اپنے قدم ارسلان کی کمرے کی طرف
بڑھائے جب وہ کمرے میں داخل ہوئی انشا کے سینے سے ارسلان کو
لگے دیکھ حیرانگی سے وہ ان کے پاس جا کے ارسلان کو دیکھے جا رہی
تھی۔

بیگم آپ کا پوتا ہی ہے مرد شاہ نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے آنکھ دبا
کر کہا تھا۔

مراد اس سچویشن میں آپ کو مذاق سو جھ رہا ہے میرال بیگم خفگی سے
انہیں خود دور جھٹک کر ارسلان کے پاس بیٹھ کے اسے انشا سے دور

کرتے خود کے ساتھ لگائی ارسلان ان سب کی طرف دیکھ کر سمجھنے کی
کوشش کر رہا تھا کہ اس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔۔

دادی امی آپ سب کو کیا ہو گیا ہے ابھی تو میں گھر آیا ہوں آپ سب مجھ
سے ایسے مل رہے ہیں جیسے پتہ نہیں میں کتنے عرصے بعد ملا ہوں۔۔

دادی امی کی جان آپ واقعی میں بہت عرصے بعد ہمیں واپس ملے ہو
میرال بیگم نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔۔

اچھا سب اسے تنگ نہ کرو ریٹ کرنے دوا سے مراد شاہ نے سب کی
طرف دیکھتے دروازے کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔

میں اپنے بیٹے کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا رہا۔۔

ہم بھی نہیں جا رہے احمد شاہ کے بولتے ہی سب ایک ساتھ اونچی آواز
میں بولے تھے مراد شاہ کو ایک پل کے لیے اپنے کان کے پردے پھٹتے
محسوس ہوئے تھے۔۔

نہ جاؤ کہیں پر بھی میرے کان کے پردے کیوں پھاڑ رہے ہو اتنا اونچی
بول کر مراد شاہ غصے سے گرجے تھے۔۔

تو پھر کہا کیوں تھا احمد نے آئی بروا چکا کر اپنے بابا کی طرف دیکھا۔
آگئے تم اپنی ٹون میں واپس۔۔

جی بالکل آگیا ہوں کیونکہ میرا بیٹا ٹھیک ہو گیا ہے احمد نے ارسلان کے
رخسار کھینچے تھے۔۔

لالا عانیہ بھاگتے ہوئے ارسلان کی گود میں چڑھ کر بیٹھ گئی اس کے پیچھے
سب بچے کمرے میں داخل ہوتے ارسلان کے پاس جمع ہو گئے سیان
سب بڑوں کو دور کرتے ارسلان کے پاس بیٹھا تھا۔۔

وہ سب اپنے بچوں کو ارسلان کے ساتھ مسکراتے دیکھ بے انتہا خوش
ہوئے تھے۔۔

لالا آپ مجھ سے بات کیوں نہیں کرتے تھے عانیہ ارسلان کی گردن
میں چہرہ چھپا کر منہ بناتے بولی تھی۔۔

بھائی جی میں نے آپ کو عالیاں کی اتنی شکایتیں لگائی تھی آپ اس کو
ڈانٹے کیوں نہیں تھے سیاں ارسلان کے بازو سے سر ٹکاتے خفگی سے
بولا تھا۔۔

بھائی جی مجھے اپنے سکول کا ہوم ورک اکیلے کرنا پڑتا تھا آپ میری مدد
نہیں کرتے تھے عیشاں ارسلان کے دائیں کندھے کے ساتھ سر ٹکا کے
بیٹھ گیا۔۔

ارسلان تمہیں پتہ ہے یہ سب میرے ساتھ نہیں کھیلتے تھے میں اتنا بور
ہوتا تھا اذہان اس کے سامنے کمر پر دونوں ہاتھ رکھے لڑا کو عورتوں کی
طرح کھڑا ہوا تھا۔۔

بھائی جی مجھے ایک لڑکی نے مارا تھا میں نے اسے کہا میرے بھائی جی تمہیں ماریں گے میں نے آپ کو شکایت لگائی تھی آپ اسے مارنے گئے ہی نہیں میں ناراض ہوں آپ سے زیان اپنا رخ دوسری طرف کر کے کھڑا ہو گیا۔۔

بھائی جی سیان مجھے عانیہ کے ساتھ کھیلنے نہیں دیتا وہ کہتا ہے وہ اس کی بہن ہے لیکن بھائی جی وہ میری دوست بھی ہیں نا عالیان ارسلان کی باتیں سائیڈ پر اس کی گود میں بیٹھا تھا سیان نے غصے سے عالیان کی طرف دیکھا جو اس کی بہن کے ساتھ اس کے بھائی جی کی گود میں بیٹھا ہوا تھا۔۔

شانی بھائی اٹھیں عرتج ارسلان عیشان کو اپنی بھائی جی دور دھکا دے کے اس کے ساتھ چپک کر بیٹھ گئی۔۔

مجھے بھی بیٹھنا ہے بھائی کے پاس چھ سالہ نیہاروتے ہوئے کہہ رہی تھی

میں آپ کا بھائی نہیں ہوں آپ مجھے ارسلان بلایا کریں ارسلان نے نیہا کا ہاتھ پکڑ کے اسے پیار سے کہا تھا وہ اس کی پھپھو تھی اور اسے بھائی کہہ کر بلارہی تھی۔۔

نہیں مجھے بھائی بلانا ہے نیہا ضدی لہجے میں کہتے ارسلان کا ہاتھ جھٹک گئی تھی۔۔

بھائی جی اسے اٹھائیں سیان کا چہرہ کان کی لوتک سرخ ہو گیا تھا اس نے عالیان کو ارسلان کی گود سے دھکا دیا تھا اگر ارسلان عالیان کو نہ پکڑتا اس نے منہ کے بل زمین پر گرنا تھا۔۔

سیان یہ کیا کر رہے ہو تم ارسلان نے سخت لہجے میں اس کو کہا تھا۔۔
مراد شاہ نے سکھ کا سانس لیا تھا ارسلان کا دھیان اس حادثے سے بھٹک چکا تھا انہوں نے ارسلان سے بعد میں بات کرنے کا ارادہ کیا تھا کیونکہ ابھی وہ مکمل طور پر صحت یاب نہیں ہوا تھا۔۔

بھائی جی اسے کہیں آپ کے گود سے اٹھے مجھے بیٹھنا ہے سات سالہ
سیان اپنے کزن کی طرف غصے سے دیکھ رہا تھا۔

بابا یہ سب بڑے ہو گئے ہیں ابھی تو یہ چھوٹے چھوٹے تھے ارسلان نے
ان سب کی طرف دیکھا جن کے قد لمبے ہو چکے تھے۔

بیٹا ظاہر سی بات ہے وہ بڑے ہوں گے تو بڑے ہی لگیں گے احمد نے
ارسلان کے بال بکھیرے تھے۔

دادو! حیاتم ارسلان نم آنکھوں سے اپنے دادو کی طرف دیکھنے لگا اس کا
دل اپنی حیاتم سے ملنے کو کر رہا تھا۔

کل میری بیٹی کی برتھ ڈے ہے کل آپ کی حیاتم اس گھر میں ہوگی مراد
شاہ نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا نہیا اونچی آواز میں دھاڑے مار کر رونا
شروع ہو گئی۔

مراد شاہ نے اپنی بیٹی کو گود میں اٹھاتے اس کی پیشانی پر جیسے ہی بوسہ دیا
وہ خاموش ہو گئی مراد شاہ نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔

داد و حیاتم ہمیشہ کے لیے ہمارے گھر آ جائے گی۔

نہیں مراد شاہ کے بولنے سے قبل ہی احمد شاہ بولا تھا۔

مجھے میری حیاتم میرے پاس چاہیے اسے میرے پاس لے کے آئے
ارسلان کی آنکھیں غصے اور اشتعال سے بے حد سرخ ہو گئی تھی اس کی
آنکھوں میں سرخ ڈورے صاف نمایاں ہو رہے تھے۔

باہر جاؤ سب ارسلان کو لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے دیکھ مراد شاہ سخت
اور اٹل لہجے میں بولے تھے انہیں غصے میں آتے دیکھ سب بچہ پارٹی اور
بڑے کمرے سے باہر چلے گئے۔

پاس دادو کی جان یہ سب کیا ہے کیوں اتنی ضد کر رہے ہو انیزا کو لے
کر مراد شاہ نے اس کے بال سہلاتے پیار بھرے لہجے میں اس سے
استفادہ کیا تھا۔

دادو مجھے وہ اچھی لگتی ہے مجھے وہ میرے پاس چاہیے مراد شاہ نے اس کی
نیلی آنکھوں میں دیکھا اس کی آنکھوں میں ضد تھی ایک جنون تھا اپنی
حیاتِ تم کو پانے کا۔

اسے آپ میرے پاس لے آئیں وہ ہمارے گھر رہے گی پھر اسے وہ گندا
اپنے پاس لے جا کر نہیں مارے گا چہرہ جھکاتے شدت سے رو رہا تھا۔
کون اٹھا کے لے جائے گا؟۔

وہ گندا، اس نے اسے مار دیا دادو، وہ مر گئی ارسلان اپنے بال نوچتے چلا رہا
تھا۔

وہ چاہ کر بھی اپنے ذہن سے اس واقعے کو بھلا نہیں پارہا تھا۔

پارس میری طرف دیکھو، آپ کو اس انسان کا چہرہ یاد ہے مراد شاہ نے اس کا چہرہ خود کے قریب کرتے اس سے پوچھا تھا۔

میں نے و۔ ویڈیو بنائی تھی اور اس کا نام شد اور تھا ارسلان نے اپنے ذہن پر زور ڈالتے شد اور کا نام یاد کرنا چاہا۔ مراد شاہ کا دل کیا اپنے سر پر کچھ دے مارے چار سال سے ان کے پاس ثبوت تھا شد اور خان کے خلاف جو ثبوت ان کے پاس پہلے سے موجود تھے وہ شد اور خان کے خلاف نہ کافی تھے۔

مراد شاہ تیز قدم اٹھاتے اپنے کمرے میں داخل ہوئے انہوں نے سائیڈ ٹیبل سے وہ موبائل نکالا جو انہوں نے ارسلان کے ضد کرنے پر اسے لے کر دیا تھا۔

موبائل پکڑتے ہی وہ ارسلان کے کمرے میں داخل ہوتے دروازہ بند کر کے ارسلان کے پاس بیٹھ گئے موبائل آن کر کے انہوں نے

ریکارڈنگ چلائی بمشکل وہ 10 سیکنڈ کی دیکھ پائے تھے انہوں نے فوراً
بند کر دی مراد شاہ میں ویڈیو دیکھنے کی ہمت نہ تھی۔۔

داد و حیاتم کو میرے پاس لے آئیں وہ گندا اسے لے جائے گا ارسلان
کے دل میں خوف بیٹھ گیا تھا کہ کہیں شد اور اس بچی کی طرح انیزا کو بھی
اٹھا کر نہ لے جائے۔۔

دادو۔۔۔ پلیز اس کی سانسیں اکھڑنے لگی تھی مراد شاہ نے مجبوراً ہامی
میں سر ہلا دیا۔۔

آپ اسے لیں آئے میرے پاس پھر ہم ایک ساتھ رہیں گے۔۔
بیٹا کوئی باپ نہیں راضی ہوتا اپنی بیٹی کو ایک نامحرم کے پاس رکھنے کے
لیے مراد شاہ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ اسے کیسے سمجھائیں۔۔

محرم کیسے بنتے ہیں دادو، آپ مجھے اس کا محرم بنادیں پھر وہ میرے پاس
رہے گی ارسلان نے سرخ آنکھیں کے لیے اپنے دادو کو دیکھا وہ بس

چاہتا تھا اس کی حیاتم اس کے پاس آجائیں چاہے اس کے لیے کوئی بھی
طریقہ اپنا نا پڑے۔۔

عالم ملک کبھی راضی نہیں ہو گا اپنی چار سالہ بیٹی کا نکاح کروانے کے
لیے، وہ بہت چھوٹی ہے مراد شاہ اپنا سر تھام کر بیٹھ گئے وہ ارسلان کو منع
نہیں کر سکتے تھے۔۔

داد و پلیر آپ انھیں منائیں نا پھر میری حیاتم میرے پاس آجائے گی
مراد شاہ نے ٹھنڈی خارج کی۔۔

نکاح کرنے سے محرم بن جاتے ہیں نا تو پھر آپ میری برتھ ڈے پر میرا
حیاتم کے ساتھ نکاح کروادیں ارسلان کی بات پر مراد شاہ نا چاہتے
ہوئے بھی ہامی میں سر ہلا گئے انھیں پاس ارسلان شاہ کی جنونیت سے
ڈر لگتا تھا کہی وہ جنون میں آکر کوئی غلط قدم نہ اٹھالے چاہے وہ 10

سال کا تھا لیکن وہ اپنوں کے اور اپنی حیاتم کے معاملے میں بے حد جنونی تھا۔۔

ارسلان کی طبیعت بھی ٹھیک نہ تھی وہ اس معاملے میں رسک نہیں لینا چاہتے تھے۔۔

ٹھیک ہے تمہاری برتھ ڈے پہ میں تمہارا نکاح انیزا سے کروادوں گا
مراد شاہ اسے اپنے ساتھ لگا گئے۔۔

کیسے ہوا رد نور لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی ارد شیر کو سیڑھیاں
اترتے دیکھ اسے خیریت دریافت کی وہ آنکھیں پھاڑے نور کو دیکھے جا
رہا تھا نور کا اس کے گھر میں موجود ہونا اسے پریشانی میں مبتلا کر گیا تھا۔۔

الحمد للہ میں ٹھیک۔۔ تم یہاں؟ ارد شیر اپنا سر کھجاتے اس سے کچھ
فاصلے پر بیٹھا تھا۔

برا لگا تمہیں میرا یہاں آنا چہرے پر ادا سی سجاتے اس نے معصومیت
سے پوچھا تھا۔

نہیں بلکل نہیں، سات سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے ہماری دوستی کو
آج پہلی بار تم میرے گھر آئی ہو تو حیران ہونا تو بنتا ہے ارد شیر نے
صوفے کے ساتھ ٹیک لگاتے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔
میں آتا ہوں ارد شیر اجلت میں کچن کی طرف بڑھا تھا کچن میں داخل
ہوتے وہ اماں جی کو کندھوں سے پکڑ کر گھمانا شروع ہو گیا۔
نظر نہ لگے میری بیٹے کی خوشی کو، میں اس خوشی کی وجہ جان سکتی ہوں
اماں جی نے ارد شیر کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔

اماں جی نور آئی ہے، میری نور آئی ہے ارد شیر کی آنکھوں میں اڈتی
خوشی اور چمک کودیکھ کر بے ساختہ اماں جی نے دل میں اس کی نظر
اتاری تھی۔۔

اماں جی اس کے لیے مزے مزے کے کھائیں بنا کر باہر لے آئیں میں
اس کے پاس جا رہا ہوں وہ جیسے اجلت میں کچن میں داخل ہوا تھا ویسے ہی
باہر چلا گیا نور کے گھر آنے پر جیسے ساتویں آسمان میں اڑنے لگا تھا۔۔
ارد ٹھیک ہو تم نور نے اس کا بے حد سرخ چہرہ دیکھتے پوچھا تھا ارد شیر کی
آنکھیں اس کے دل کا حال بیان کر رہی تھی۔۔ لیکن کہتے ہیں نا جسے
چاہتے ہیں ہم وہ ہمارے آنکھوں سے ہمارے دل کا حال نہیں جان
سکتا۔۔

ہاں میں۔۔ ٹھیک۔۔ ہو خوشی کے مارے اس سے بولا نہیں جا رہا
تھا۔۔

وہ دیوانہ وار اسے دیکھے جا رہا تھا جیسے اس نے پہلی بار نور کو دیکھا ہو بڑھتی
عمر کے ساتھ نور کی خوبصورتی میں اضافہ ہو رہا تھا وہ 21 سالہ نوشیرہ
بن گئی تھی جو ایک نظر میں سامنے والے کو اپنا دیوانہ بنا سکتی تھی۔
ارداس طرح کیوں دیکھ رہے ہو مجھے جیسے اس کے بعد کبھی مجھے دیکھ
نہیں پاؤ گے بے ساختہ نور اپنے دل کی بات کہہ گئی تھی۔

اللہ نہ کرے نور میں تمہیں آخری بار دیکھ رہا ہوں۔ ہم ہمیشہ ساتھ
رہیں گے اردشیر کے لہجے میں تڑپ، نور کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر
گئی تھی لیکن اس نے اپنے دل میں آئے اس خیال کو جھٹک دیا۔
اچھا مجھے بتاؤ تم کیا کھاؤ گی میں اپنے ہاتھوں سے تمہارے لیے بناتا ہوں
اردشیر گھٹنوں پر کہنیاں رکھتے ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکا کر بنا آنکھیں
جھپکے ٹکٹکی باندھے دیکھے جا رہا تھا۔

ارد تمہیں کیا ہو گیا ہے تمہارا رویہ آج مجھے بدلا بدلا سا لگ رہا ہے نور کے کہتے ہی ارد شیر سیدھا ہو کر بیٹھا تھا وہ خوشی میں اس قدر پاگل ہو چکا تھا کہ اسے احساس ہی نہ ہوا کہ وہ اپنے احساسات نور پر واضح کر رہا ہے۔ وہ دراصل مجھے تمہارے، میرے گھر آنے پر بے انتہا خوشی ہوئی ہے میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا ارد شیر کا حد سے زیادہ سرخ چہرہ دیکھ کر نور کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

یقین کر لو کوئی خواب نہیں ہے، مجھے بھوک لگی ہے کچھ ہے گھر میں کھانے کو نور پیٹ پر ہاتھ رکھتے اس قدر چہرہ معصوم بنا گئی کہ ارد شیر کا قہقہہ لاؤنج میں گونجا تھا۔

اس میں ہنسنے والی کیا بات ہے اس کے ہنسنے پر نور کو تب چڑھ گئی۔ تمہارا اس قدر معصوم چہرہ دیکھ کر میں اپنے قہقہے پر قابو نہیں پاسکا ارد شیر سنجیدہ ہونے کا ڈرامہ کر کے اکڑ کر بیٹھا تھا۔

کچھ دیر صبر کر لو اماں جی کھانا لے کر آرہی ہیں بس۔۔

تمہیں شرم نہیں آتی تم نے اماں جی کو کام پر لگا دیا ہے تمہارے ہاتھ
ٹوٹ گئے تھے خود کھانا نہیں بنا سکتے تھے تم نور غصے سے آہستہ آواز میں
چلاتی ہوئی کچن میں چلی گئی۔۔

اماں جی میں آپ کی مدد کر دوں؟ نور نے ان کے پاس کھڑے ہوتے
ان کی مدد کروانے کے لیے ان کی اجازت مانگی تھی۔۔

ہر گز نہیں بیٹا آپ مہمان ہو ہمارے گھر، مہمانوں سے کام نہیں
کرواتے آپ جاؤ باہر کچھ دیر تک کھانا بن جائے گا اماں جی نے شفقت
سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا انہیں نور پر ی لگ رہی تھی۔۔
اماں جی کے شفقت سے سر پر ہاتھ رکھنے پر نور کی آنکھوں میں نمی شامل
ہوئی تھی۔۔

بیٹا میری کوئی بات بری لگ گئی آپ کو۔۔

نہیں اماں جی بس یہ سوچ کر آنکھیں بھر آئی ہے اگر میری ماں ہوتی تو مجھے یو نہی پیار کرتی۔ اماں جی نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔

بیٹا اللہ کے ہر کام میں ہمارے لیے بہتری ہی ہوتی ہے یو مایوس ہو کر اللہ کو ناراض نہیں کرتے اللہ کا شکر ادا کیا کرو ہر چیز کے لیے، اس نے ہمیں بے شمار نعمتیں دی ہیں جن کا اگر ہم پوری زندگی بھی شکر ادا کرتے رہیں تو کم ہو گا۔

: ترجمہ

اور تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔۔۔ " " بے شک اماں جی اللہ نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے ہم جتنا بھی شکر ادا کریں وہ کم ہو گا۔

میں اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں اس بات پر بھی کہ انہوں نے میری ماں کو
میرے پیدا ہونے پر ہی مجھ سے چھین لیا اگر وہ مجھے اس حال میں دیکھتی
تو جیتے جی مر جاتی۔۔

نور نے مسکراتے ہوئے بے رحمی سے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔۔
بیٹا اب تم باہر جاؤ کھانا بس بن گیا ہے میں لے کر آرہی ہوں اماں جی نے
زبردستی اسے کچن سے باہر نکالا تھا وہ منہ بناتے صوفے پر جا کے بیٹھ گئی
ارد شیر اپنے لبوں پر ہاتھ رکھے مسکرا رہا تھا۔۔
کرلی مدد اماں جی کی۔۔ ایک شیر کے طنز کرنے پر نور نے گھور کر اسے
دیکھا۔۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو میری طرف، تمہیں کیا لگتا ہے میں اماں جی کی مدد
نہیں کروا تا جب بھی کچن میں جاتا ہوں مجھے دھکے مار کر باہر نکالتی ہیں

اور کہتی ہیں کہ ماں کے ہوتے ہوئے بیٹے کام کرتے اچھے نہیں لگتے

تم بہت خوش قسمت ہو ارد تمہارے پاس اماں جی جیسی پیار کرنے والی
ماں ہے تمہاری بیوی بہت خوش قسمت ہوگی اسے تم جیسا شوہر ملے گا
اور بیوی کے آنے کے بعد مجھے بھول مت جانا نور یک دم ادا اس ہوئی
تھی اس کے دل میں ایک خوف بیٹھ گیا تھا کہ کہیں ارد اپنی بیوی کے
آنے کے بعد اس سے دوستی ختم نہ کر دے اس کی زندگی میں ایک واحد
دوست ارد ہی تھا جسے وہ کھونا نہیں چاہتی تھی۔۔
ارد شیر نفی میں سر ہلاتے مسکرایا تھا اس نے تہیہ کیا ہوا تھا اپنے دل میں
کہ وہ نور کو ہی اپنی بیوی بنائے گا۔۔

تقریباً 15 منٹ بعد اماں جی نے کھانا ٹیبل پر لگا دیا تھا نور جو کم کھانا کھاتی تھی اس نے دو پلیٹیں بریانی کی ساتھ ایک پلیٹ کباب کی اور دو مگ لسی کے پی گئی تھی۔

اماں جی آپ کے ہاتھ میں جادو ہے نور اماں جی کے ہاتھ پکڑتے اپنے لبوں سے لگا گئی۔

میری بیٹی کو پسند آیا ہے نور نے فوراً زور سے ہامی میں سر ہلایا۔
اماں جی اب میں چلتی ہوں نور کھڑے ہوتے ان کے گلے ملی تھی۔
بیٹا ابھی تھوڑی دیر پہلے تو تم آئی ہو۔

اماں جی میں جانتی ہوں اردنے آپ کو سب کچھ بتایا ہوا ہے میرے متعلق، آپ کو معلوم ہے اس درندے کا گھر آنے کا وقت ہو گیا ہے نور کی آنکھوں سے بات کرتے وقت روز و قطار آنسو بہنے لگے جو وہ اپنے

ہاتھ کی پشت سے صاف کرتی تو دوبارہ بہہ کر اس کے رخسار کو بھگو جاتے۔۔

اماں جی ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئی ارد شیر کا خون کھولنے لگا تھا شد اور کے ذکر پر۔۔

اللہ حافظ ارد، کوئی غلطی ہو گئی ہو مجھ سے تو معاف کر دینا نور اپنے کپکپاتے وجود کو زبردستی گھسیٹتے ہوئے اس کے گھر سے چلی گئی ارد شیر ساکت رہ گیا اس کے الفاظ پر اس نے آج پہلی بار اس طرح الوداع کہا تھا۔۔

سکندر کیا ہوا ہے اماں جی نے اسے ایک جگہ پتلا بنے دیکھ اسے جھنجھوڑا تھا۔۔

اماں جی مجھے ڈر لگ رہا ہے نا جانے کیوں میرا دل خوف سے کانپ رہا ہے ارد شیر گرنے والے انداز میں صوفے پر بیٹھا تھا۔۔

شد اور کہاں جا رہے ہو لیلا نے ہمت کرتے اس سے پوچھا۔

مجھے کام ہے بیوی اس کے لہجے میں اکتاہٹ تھی۔

اکتا گئے ہو مجھ سے لیلا نے خود پر بے انتہا ضبط کرتے اپنے آنسو کو روکا تھا

شد اور دو سال گھر نہیں آیا تھا اور جب گھر آنا شروع ہوا تو صرف اپنی

ضرورت اس سے پوری کر کے چلا جاتا تھا اب بھی اس نے یہی کیا تھا

اپنی ضرورت پوری کرتے وقت وہ یہ بھی نہیں دیکھتا تھا کہ اس کی

چھوٹی سی بچی پر اس سب کا کیا اثر ہو رہا ہے۔

کیا تم صرف ضرورت پوری کرنے کے لیے میرے پاس آتے ہو۔

بیوی! ایسی بات نہیں ہے شد اور اسے اپنے قریب کرتے اس کے لبوں

پر لب رکھے تھے۔

تو پھر کیسی بات اس سے پہلے لیلیٰ کچھ اور بولتی شد اور اس پر حاوی ہوا تھا
اس ہوس پرست انسان کو صرف ایک یہی راستہ نظر آتا تھا اپنی بیوی کو
چپ کروانے کا۔۔ وہ ہوس پرست یہ سوچتا تھا کہ جیسے وہ ہوس پوری
کرنے کے لیے رک جاتا ہے اس کی بیوی بھی اس سب سے خاموش ہو
جائے گی۔۔۔

نشہ پہلے اپنے ماں باپ کی بحث دیکھ رہی تھی اپنے باپ کو درندہ بنتے دیکھ
اٹھ سالہ نیشہ اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے کمرے میں بند ہوتے ہچکیاں
لیتے رونے لگی اس کے باپ نے کبھی اس سے پیار ظاہر نہیں کیا تھا وہ
جب بھی گھر آتا تو اس کی ماں کو نوچنا شروع ہو جاتا تھا اسے یہ تک خیال
نہ تھا ان دونوں کے علاوہ اس گھر میں کوئی تیسرا بھی موجود ہے۔۔

زوریز جب پانچ سال کا ہوا تھا تب سے وہ شد اور کے فارم ہاؤس میں رہتا
تھا۔۔

اللہ جی میری امی کو اس سب سے آزاد کر دے میری امی ہر وقت روتی
رہتی ہیں انہیں ان سب تکلیفوں سے آزاد کر دے نیشہ ہاتھوں میں چہرہ
چھپائے شدت سے رو رہی تھی۔۔

شد اور اسے نڈھال کرتے گھر سے چلا گیا اس کے جاتے ہی لیلیٰ اپنا سر
بیڈ کراؤن سے مارنے لگی۔۔

یا اللہ مجھے اپنے پاس بلا لے، میری بیٹی کو اس انسان کی پر چھائی سے دور
کر دے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس نے دل میں شدت سے دعا کی تھی۔۔

نور گھر میں داخل ہوتے گارڈن میں بیٹھ گئی جب شد اور کی کار گھر میں
داخل ہوئی تھی۔۔

شد اور کار کو پوربچ میں کھڑی کرتے نور کے ساتھ گھاس پر بیٹھا تھا۔۔

کس سوچ میں گم ہو نور جان شد اور اس کی کمر پر ہاتھ رکھتے اس کا سر اپنے سینے سے لگا گیا۔

ہمیں ایک سال ہو گیا ہے ایک دوسرے سے دور رہتے ہوئے شد اور کے الفاظوں پر نور اپنا نچلا لب پہ رجمی سے دانتوں تلے کچنے لگی۔
میرے لیے بے حد خوبصورتی سے تیار ہو، میں فریش ہو کر آ رہا ہوں
پھر ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزاریں گے شد اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے گھر کے اندر چلا گیا۔

اس بار نہیں شد اور خان، میں تمہیں خود کے ساتھ زنا نہیں کرنے دوں
گی نور نے اپنا لب دانتوں سے آزاد کیا تھا خون کا ایک قطرہ اس کی گود
میں گرا تھا۔

کچن میں داخل ہوتے اس نے ڈرار سے نیند کی گولیاں نکال کر جو س بنا
کر اس میں مکس کر دی۔

مجبوراً اُسے تیار ہونا پڑا اس نے پاؤں کو چھوتی پنک فرائک پہنی تھی
آنکھوں میں کاجل، ہلکے گلابی رنگ کی لپسٹک لگائی تھی۔۔
وہ سادگی میں بھی قیامت ڈھا رہی تھی۔۔

اپنا عکس آئینے میں دیکھتے اس کا دل چاہا تھا آئینہ کو توڑ کر کالچ اپنہ چہرے
میں اتار دے۔۔

شد اور شاور لے کر شرٹ لیس واش روم سے باہر نکلا نور کو خود کے لیے
تیار ہوئے دیکھ وہ بہکنے لگا تھا۔۔

شد اور میں نے تمہارے لیے جوس بنایا ہے نور نے چہرے پر فرضی
مسکراہٹ سجائے جوس اس کے سامنے کیا۔۔

وہ شد اور خان جسے اپنی عقل پر بہت غرور تھا بنا سوچے سمجھے ایک سانس
میں جوس اپنے اندر انڈیل گیا تھا۔۔

اس سے پہلے وہ نور کی طرف بڑھتا اس کا سر چکرانے لگا تھا نیند کی گولیاں اس قدر تیز تھیں کہ وہ کچھ سیکنڈ میں ہی اپنا کام دکھا گئی۔ شد اور با مشکل بیڈ تک پہنچتے گر گیا تھا۔

یا اللہ مجھے با آسانی یہاں سے نکال دے نور نے الماری کھول کر ایک بڑی سی چادر اوڑھ کر دروازہ باہر سے لاک کرتے گارڈن میں آگئی اب اسے کسی طرح اس گھر سے نکلنا تھا۔

وہ مین گیٹ سے نہیں جاسکتی تھی کیونکہ شد اور کے ہوتے ہوئے گارڈ اسے کبھی باہر نہیں جانے دے سکتا تھا۔

ارد گرد نظر دوڑاتے اسے بیک سائیڈ پر ایک چھوٹا سا دروازہ نظر آیا۔
یا اللہ تیرا شکر ہے اپنے اللہ کا شکر ادا کرتے بنا آواز پیدا کی دروازہ کھول کر وہ بھاگ گئی۔

مراد شاہ نے عالم ملک کو ریسٹورنٹ میں ملنے کے لیے بلایا تھا۔

انگل خیریت ہے آپ نے مجھے یہاں بلایا عالم ملک ان کے گلے ملتے چیرے پر بیٹھتے پریشانی سے ان کی طرف دیکھنے لگے پہلی بار مراد شاہ نے اسے باہر ملنے کے لیے بلایا تھا۔

مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔

جی کہیں انگل عالم ملک احتراماً سر کو خم دیتے بولا تھا۔

میں چاہتا ہوں آج انیزا کا نکاح پارس سے کروادیا جائے مراد شاہ کی بات پر عالم ملک نے انہیں آنکھیں پھاڑے تشویش اور پریشانی سے دیکھا تھا۔

انگل میں ابھی اپنی بیٹی کا نکاح نہیں کروا سکتا وہ بہت چھوٹی ہے بے ساختہ عالم ملک کا لہجہ سخت ہوا تھا۔

میں جانتا ہوں عالم تمہاری بیٹی ابھی بہت چھوٹی ہے لیکن میرے بیٹے
(پوتے) کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں اسے کھونا نہیں چاہتا، میری التجا
سمجھ لو اسے مراد شاہ نے اپنے پوتے کی خاطر عالم ملک کے سامنے ہاتھ
جوڑ دیے تھے۔۔

انکل یہ کیا کر رہے ہیں آپ عالم ملک نے ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں
تھامتے نیچے کیے تھے۔۔

انکل میری بیٹی بہت چھوٹی ہے۔۔

پلیز عالم! عالم ملک نہ چاہتے ہوئے بھی حامی میں سر ہلا گیا۔۔
انیزہ کو لے آؤ مسجد میں مراد شاہ کہتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔۔
ابھی! حیرانگی سے ان کی طرف عالم ملک نے دیکھا۔۔

ہاں عالم ابھی انیزا کو لے کر آؤ مسجد میں، میں پارس کو لے کر پہنچتا ہوں
وہاں مراد شاہ جیسے اجلت میں آئے تھے ویسے ہی اجلت میں چلے گئے

--

عالم ملک بنا گھر میں کسی کو بتائے انیزا کو لیے اپنے ساتھ چلے گئے۔

مراد شاہ نے بھی کسی کو ارسلان کی نکاح کے بارے میں نہ بتایا تھا

ارسلان کو خاموشی سے اپنے ساتھ لیے وہ مسجد میں چلے گئے۔

پہلے تو قاضی راضی نہ ہوا نکاح کروانے کے لیے کیونکہ انیزا بہت چھوٹی

تھی اور ارسلان کا دیکھ کر انہیں وہ تقریباً 19 سالہ لڑکا معلوم ہو رہا تھا

--

مراد شاہ اور عالم ملک منت سماجت کرنے کے بعد قاضی نکاح کروانے

کے لیے راضی ہو گیا۔

پارس ارسلان ولد احمد شاہ آپ کا نکاح انیز اولد عالم ملک کے ساتھ
کروایا جا رہا ہے کیا آپ کو قبول ہے ارسلان نے اپنے دادو کی طرف
دیکھا تو انہوں نے ہامی میں سر ہلانے کا اشارہ کیا۔

دو دفعہ اور قاضی نے ارسلان سے پوچھا ارسلان نے ہامی میں سر ہلا دیا
۔۔

انیزہ سے پوچھا اس نے بھی ہامی میں سر ہلا دیا عالم ملک پورے راستے
اسے سمجھاتے آئے تھے کہ جب داڑھی والے انکل تم سے کچھ پوچھیں
تم نے ہاں میرے سر ہلانا ہے۔

نکاح ہوتے ہی ارسلان انیز کو اپنی گود میں بٹھا گیا قاضی کا منہ کھل گیا
ارسلان کی حرکت پر۔

مراد شاہ اپنے پوتے کو باز کریں وہ ابھی چار سالہ بچی ہے قاضی نے
آنکھیں پھاڑے ارسلان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

آپ کو کیا لگتا ہے قاضی صاحب ہمیں کون سی آگ لگی تھی اتنے
چھوٹے بچوں کا نکاح کروانے کی اس کی اسی سبھی حرکتوں سے تنگ آکر
ہم نے نکاح کروایا ہے عالم ملک اور مراد شاہ ایک ساتھ تنگ آکر بولے
تھے۔۔

قاضی صاحب مجھے گوارا نہیں تھا کہ میری بیٹی کو ایک نامحرم اس طرح
اپنی گود میں بٹھائے اور اس سے پیار کرے عالم ملک اپنا رخ دوسری
طرف کر کے بیٹھ گئے ان میں ہمت نہ تھی ارسلان شاہ کی حرکتیں
دیکھنے کی وہ انیزا کے رخسار پر لب رکھ رہا تھا تو کبھی اس ناک کے ساتھ
ناک مس کر رہا تھا اور انیزا بھی کھلکھلاتی ہوئی اس کی گردن میں بازو
حائل کیے اس کے سینے پر سر رکھے بیٹھی ہوئی تھی۔۔

آپ کی مہربانی ہے اپنے بیٹے کو کہیں تھوڑی سی شرم کر لے یہ مسجد ہے
مراد شاہ کا دل کر رہا تھا وہ پانی میں ڈوب مرے اتنی شرمندگی انہیں
کبھی نہیں ہوئی تھی۔۔

پارس چھوڑا سے مراد شاہ غصے سے کہتے ہوئے انیزہ کو اس کی گود سے
اٹھا کر عالم ملک کو پکڑا دیا۔۔

عالم اپنی بیٹی کو لے کر گھر چلے جاؤ۔۔

کہیں نہیں جانا میری گڑیا نے ارسلان غصے سے بے انتہا سرخ ہوتا عالم
ملک کے پاس جاتے انیزہ کو ان سے جھٹکے سے کھینچتے اپنے سینے سے لگا کر
باہر لے گیا۔۔

انگل آپ کی مہربانی ہے اپنے بیٹے کو لگام ڈالیں کسی دن اس کی انہی
حرکات کی وجہ سے میرا بی بی شوٹ ہونا ہے اور میں نے اللہ کو پیارا ہو
جانا ہے عالم ملک پاؤں بٹکتے ہوئے مسجد سے باہر چلے گئے مراد شاہ

بیچارے شرمندگی سے سر جھکاتے نظریں چراتے ہوئے مسجد سے باہر
چلے گئے۔۔

ارسلان گول گپے کی پلیٹ لے کر ایک گول گپہ اپنے منہ میں ڈال رہا تھا
اور ایک انیزا کے۔۔

مراد انکل اتنا رومانس تو آج تک میں نے اپنی بیوی کے ساتھ نہیں کیا
جتنا آپ کا بیٹا (پوتا) 10 سال کی عمر میں میری چار سالہ بیٹی کے ساتھ
کر رہا ہے عالم ملک کہتے ہوئے اپنی کیپ اپنی آنکھوں کے سامنے کر
گئے۔

پارس چلو بیٹا گھر چلے مراد شاہ اسے سخت نظروں سے دیکھ رہے تھے اور
وہ ڈھیٹ بنا انیزا کو گول گپے کھلائے جا رہا تھا۔۔

گڑیا میں بعد میں آؤں گا تم سے ملنے اپنا دھیان رکھنا میں تمہیں گھر جا
کے کال کروں گا عالم ملک کا دل چاہ رہا تھا ارسلان کو پکڑ کے کچھ کر دیں
وہ لحاظ نہیں کر رہا تھا کہ اس کا باپ سامنے کھڑا ہے۔۔

جلدی آنا ہے انیزا اس کے رخسار پر پیار کرتی اپنے بابا پاس چلی گئی۔۔
مراد شاہ ارسلان کو لیے گھر کے لیے روانہ ہو گئے۔۔

دادو میری برتھ ڈے آج سیلبریٹ نہیں کرنی 12 بجے کے بعد میری
گڈ ویک کٹ کرے گی۔۔

اوکے جی اور کوئی حکم مراد شاہ اپنے پوتے کی آنکھوں میں اور چہرے پر
مسکراہٹ دیکھ وہ خوشی سے پھولے نہیں سمارہے تھے۔۔

دادو میں چاہتا ہوں ہم پہاڑی علاقے پر جائیں وہاں پر ہم گڈو کی برتھ
ڈے سیلبریٹ کرتے ہیں۔۔

ہمیں گاؤں جانا پڑے گا ایک بات آپ ذہن میں رکھ لینا اگر وہاں گئے تو سرداری آپ کو سنبھالنی پڑے گی بیٹا مراد شاہ ڈرائیونگ کرتے ہوئے بولے تھے۔۔

دادو میں ابھی چھوٹا ہوں مجھے سرداری نہیں سنبھالنی اور ویسے بھی آپ کے بعد

سرداری بڑے بابا سنبھالیں گے ارسلان کو پنچائت، فیصلے، سردار بننا ان سب سے بے حد نفرت تھی۔۔

پہلے کئی دفعہ مراد شاہ کے ساتھ گاؤں جا چکا تھا اسے وہ سب کچھ ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔۔

دادو کی جان ہاں میرے بعد حق تو سجاد کا بنتا ہے سردار کی کرسی پر بیٹھنے کا لیکن بیٹا سردار بننے کے لیے اپنے دل کو سخت کرنا پڑتا ہے اور سجاد اپنے دل کو سخت نہیں کر سکتا اگر کوئی اس کرسی کو سنبھال سکتا ہے تو وہ تم ہو

پارس ارسلان احمد شاہ ارسلان سردنگاہوں سے گاڑی کا مطالعہ کرنے
لگا جیسے وہ پہلی مرتبہ گاڑی کو دیکھ رہا تھا جب مراد شاہ اسے اس کے
پورے نام سے پکارتے تھے اس کی نظریں اس کا انداز سرد ہو جاتا تھا۔
چہرہ کیوں لٹکا لیا ہے میرے بیٹے نے مراد شاہ اسے کھینچ کر اپنے سینے
سے لگایا۔۔۔

گھر پہنچ کر ان سب نے اسلام آباد جانے کے لیے تیاری پکڑ لی۔۔

شد اور نیند کا خمار لیے آنکھیں کھول کر بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر
بیٹھ گیا نیند کا غلبہ ابھی بھی اس پر تاری تھا۔
نور جان! متلاشی نظریں پورے کمرے میں دوڑائی اسے نور کہیں پر
بھی نظر نہ آئی وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

نور جان! وہ چلاتے ہوئے اسے پکارتا شرٹ لیس لاؤنج میں داخل ہوا

--

میری نور جان کہاں ہے ایک ملازمہ کی گردن پکڑتے وہ گر جاتا تھا۔
سر ہمیں نہیں پتہ وہ روم میں ہی تھی ملازمہ خوف سے کپکپا رہی تھی۔
شد اور اسے دھکا دیتا اپنے کمرے میں جاتے جیکٹ پہن کر بھاگتے
ہوئے کار میں بیٹھ کر نور کو ڈھونڈنے لگا۔

وہ کار 200 کی سپیڈ سے چلا رہا تھا جب اسے داؤد کی کال موصول ہوئی

--

بوس جس پارس شاہ کو ہم ڈھونڈ رہے تھے وہ مراد شاہ کا پوتا ہے وہ اسلام
آباد کے لیے روانہ ہوئے ہیں گھر سے۔۔۔

داؤد تم جلد از جلد اسلام آباد پہنچو میں نور جان کو ڈھونڈنے جا رہا ہوں
شد اور غصے سے دھہرا تھا موبائل سیٹ پر ٹپک دیا۔

میری نور جان کہاں جاسکتی ہے، وہ مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتی ضرور اس
کے ساتھ کچھ غلط ہوا ہے میری نور جان مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتی شد اور
پاگلوں کی طرح اپنے بال نوچتے ہوئے ایک بات کو بار بار دہرائے جا رہا
تھا۔۔۔

شد اور پانچ گھنٹوں سے نور کو ڈھونڈتا رہا اس کی نظریں بس اپنی نور جان
کو دیکھنا چاہتی تھی وہ دیدار یار کے لیے تڑپ رہا تھا۔۔

نور جان وہ دریا کنارے کھڑے ہوتا چلا یا تھا۔۔۔ وہ پاگل ہو رہا تھا اپنی
نور جان کے لیے اس کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ اس کی نور جان
اسے چھوڑ کر جاسکتی ہے۔۔

شد اور اپنا سر تھامے زمین پر بیٹھ گیا۔۔

اس کا موبائل رنگ ہوا پاکٹ سے موبائل نکال کر دیکھا داؤد کا نام جگمگا
رہا تھا۔۔

بوس اسلام آباد پہنچے جلدی آپ کا وہاں ہونا بے حد ضروری ہے مراد شاہ کی پوری فیملی اسلام آباد میں ہے سب کا کام ایک ساتھ ختم کر دیتے ہیں شد اور ہاں میں جواب دیتے کال کٹ کر گیا نہ چاہتے ہوئے بھی اسے اسلام آباد جانا پڑنا تھا۔

کہاں تک بھاگو گی مجھ سے دور ایک نہ ایک دن تو میرے ہاتھ لگ ہی جاؤ گی تم، رہ لو آزاد کچھ گھنٹے نور جان اس کے بعد تم ایس۔ کے کی قید میں رہو گی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمہیں ایسی سزا دوں گا کہ مجھ سے دور جانے کے خیال سے ہی تم خوف سے کانپنے لگو گی شد اور کی آنکھوں میں لہو رنگ اتر آیا تھا تھا وہ وحشی درندہ بنتے کار میں بیٹھتے اسے حد سے زیادہ تیز چلانے لگا۔

وہ رات کے 11 بجے اسلام آباد پہنچا تھا۔

داؤد معلوم ہوا وہ کہاں ٹھہر رہے ہیں فارم ہاؤس میں داخل ہوتے
صوفے پر پھیل کے بیٹھ کر ٹانگ پر ٹانگ رکھتے ٹیک لگائی تھی۔۔

بوس وہ بڑی حویلی میں ہے لیکن جہاں تک میرے علم میں بات آئی ہے
وہ سیلبریشن چھوٹی حویلی میں کریں گے داؤد شداور سے کچھ فاصلے پر
صوفے پر براجمان ہوا تھا۔۔

کس چیز کے سیلبریشن؟۔۔۔

آج پارس شاہ کی برتھ ڈے ہے اور کل اس کی بہن کی جن کو وہ دھوم
دھام سے منانے والے ہیں آج رات 12 بجے داؤد اور شداور کی
آنکھوں میں پراسرار مسکراہٹ تھی وہ دونوں ایک خوشگوار خاندان
سے ان کی خوشیاں چھیننے والے تھے ان سب کو جدا کرنے والے تھے

ان کے دل میں جیسے خدا کا خوف ختم ہو گیا تھا وہ لوگ یہ بات بھول بیٹھے
تھے کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے ہمارے عمل ہماری طرف لوٹ
کر آتے ہیں۔۔

ارسلان بیٹا آپ آج یہ سفید کرتا پہنوا سماء مسکراتے ہوئے ارسلان کے
کمرے میں داخل ہو کے سفید کرتا اور سفید ہی واسکٹ بیڈ پر رکھ گئی۔۔
امی جان سفید رنگ مجھ پر اچھا نہیں لگے گا۔

کیوں؟ اسماء نے اسے اپنے ساتھ لیے بیڈ پر بیٹھتے اس کے کندھے پر
ہاتھ رکھتے ناراضگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔

امی جان میرے رنگت بے تحاشہ سفید ہے اوپر سے سفید کرتا، سفید
جلت پر سفید کرتا اچھا نہیں لگے گا ارسلان منہ بناتے سفید کرتے کی

طرف دیکھ رہا تھا وہ سفید اس لیے نہیں پہنتا تھا کیونکہ اسے لگتا تھا کہ
سفید جلت پر سفید کرتا اچھا نہیں لگتا۔

میری جان آپ ایک دفعہ پہن کر تو دیکھو یہ میرے شہزادے پر بے انتہا
خوبصورت لگے گا اسماء زبردستی اسے کرتا پکڑاتے اسے واش روم کی
طرف دھکیلنے لگی۔

اچھا اچھا جا رہا ہوں دھکے تو مت دیں ارسلان چہرے کے اٹے سیدھے
زاویے بناتے واش روم میں بند ہو گیا۔

جب وہ سفید شلوار قمیض میں واش روم سے باہر آیا اسماء تو جیسے آنکھیں
جھپکنا بھول گئی سفید جلت پر سفید کرتا واللہ کیا خوبصورتی تھی چوڑا سینہ،
نیلی آنکھوں میں اک خمار تھا، بازو کی رگیں ابھری ہوئی، گردن میں
گلٹی ابھر کر مدھم ہوئی تھی وہ بارعب شخصیت کا مالک لگ رہا تھا۔
میں نے کہا تھا نا مجھ پر اچھا نہیں لگے گا یہ۔۔۔

اسماء اس کے قریب جاتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے اس کی نظر اتارنے لگی۔۔

امی کیا پڑھ رہے ہیں اسماء کو منہ میں کچھ پڑھتے دیکھ ارسلان نے اپنی ماں کو جھنجھوڑ کر کہا تھا۔۔

میں سورۃ الناس، سورۃ فلک اور آیت الکرسی پڑھ کر اپنے بیٹے کی نظر اتار رہی ہوں، مجھے تو ڈر لگ رہا ہے کہیں میری نظر میرے بیٹے کو نہ لگ جائے اسماء تو اپنے بیٹے پر واری جا رہی تھی۔۔

امی کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ، ماں کی نظر لگتی ہے بھلا؟۔۔ اور میں کوئی اتنا خوبصورت نہیں لگ رہا جو آپ اس طرح میں نظر اتار رہی ہیں ارسلان نے اپنا عکس آئینے میں دیکھا ایک پل کے لیے اس کے لب مسکرائے تھے اپنی خوبصورتی دیکھ کر۔۔

چلیں دیر ہو رہی ہے۔۔

ارسلان میں تمہارے لیے چاند سی لڑکی ڈھونڈوں گی بالکل تمہاری
طرح خوبصورت جس سے میں اپنے بیٹے کی شادی کرواؤں گی اسماء اس
کے ساتھ سیڑھیاں اترتے ہوئے بولی تھی ارسلان نے مسکراتے
ہوئے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔

امی میں ابھی 10 سال کا ہوں آپ اتنی جلدی میری شادی کروادیں گی
وہ میسنا بنتے ڈرامیٹک انداز میں اپنی ماں کی طرف دیکھنے لگا۔

ہاں یہ بھی ہے لیکن تمہیں دیکھ کر لگتا نہیں ہے کہ تم 10 سال کے ہو
جو بھی تمہیں دیکھتا ہے وہ مجھے کہتا ہے ہماری بیٹی جوان ہیں اگر آپ کہتی
ہیں تو ہم اپنی بیٹی کا نکاح آپ کے بیٹے سے کروادیتے ہیں اسماء چہرے
کے اٹے سیدھے زاویے بناتے بول رہی تھی بے ساختہ ارسلان شاہ کا
قہقہہ لاؤنج میں گونجا تھا جو کہ شاید اس کا آخری قہقہہ ہونے والا تھا۔

نظر نہ لگے ہمارے بیٹے کو احمد شاہ ارسلان کے گلے ملتے ہیں اس کی
پیشانی پر بوسہ دے گئے۔۔

بابا میں آپ کی بیوی نہیں ہوں جو آپ ایسے میری پیشانی پر پیار کر رہے
ہیں ارسلان احمد کہ دائیں جانب کھڑے ہوتے اس کے بائیں کندھے پر
ہاتھ رکھ کے کھڑا ہو گیا سب خوشگوار نظروں سے ان دونوں باپ بیٹوں
کی طرف دیکھ رہے تھے جو قد میں تقریباً ایک جتنے معلوم ہو رہے تھے

--

بابا ایک سال تک میرا بھی قد آپ کے جتنا ہو جائے گا چھ فٹ، پھر ہم
دونوں باپ بیٹے بھائی لگیں گے احمد شاہ نے مسکراتے ہوئے اس کی پیٹھ
پر ہلکی سی چپت رسید کی تھی۔۔

بیٹا بے شک تمہارا قد میری جتنا ہو جائے لیکن باپ تو باپ ہی ہوتا ہے

--

میں آپ کی اس بات سے متفق ہوں باباجانی ارسلان احمد کے گلے لگتے
اپنی گرفت بے حد سخت کر گیا۔۔

برخودار خیریت ہے اپنے باپ پر بڑا پیار آرہا ہے تمہیں احمد اسے اپنے
ساتھ لیے ٹیبل کے پاس چلا گیا جس پر کیک رکھا ہوا تھا۔۔

عانیہ نے وائٹ کلر کی باربی فراک پہنی ہوئی تھی بالوں کے دوپونیاں
کیے وہ ارسلان کی طرف ہاتھ بڑھا رہی تھی تاکہ وہ اسے اپنی گود میں
اٹھائے، ارسلان نے اپنی گڈو کو گود میں اٹھاتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا
تھا۔۔

بچنے میں پانچ منٹ رہتے تھے۔۔ 12

آجاؤ سب بچے سجاد شاہ نے سب بچوں کو اکٹھا ہونے کا اشارہ کیا سب بچے
بھاگتے ہوئے ارسلان کے پاس کھڑے ہو گئے سوائے اذہان کے۔۔

ازہان بیٹا آجاؤ مراد شاہ نے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا وہ خاموشی سے مراد شاہ کے پاس جا کے کھڑا ہو گیا۔

آپ کیوں اداس ہوا تے خوشی کے موقع پر۔

دادا ابو آپ نے کبھی میرا برتھ ڈے اس طرح سے سیلیبریٹ نہیں کیا
ازہان مراد شاہ کے ساتھ لگتے رونے لگ گیا۔

اگلے سال میں اپنے ازہان کی برتھ ڈے بھی ایسے ہی کروں گا مراد شاہ
اسے اپنی گود میں اٹھا گئے وہ ارسلان سے چھ ماہ بڑھا تھا لیکن اس کا قد
ارسلان سے کافی چھوٹا تھا اور اپنی عمر کے مطابق تھا۔

بچنے میں ایک منٹ رہ گیا ہے دادا ارسلان نے گھڑی کی طرف 12
اشارہ کیا۔

!۔۔ 10

!۔۔ 9

سب ایک ساتھ الٹی گنتی گننے لگے۔۔

!۔۔8

ارسلان کی آواز سب سے اونچی تھی وہ اپنے گڈو کی برتھ ڈے
سیلبریٹ کرنے کے لیے بے حد ایکساٹڈ تھا۔۔

!۔۔7

اس دفعہ عانیہ کی سریلی سی آواز گونجی تھی اپنے لالا کی گردن میں بازو
حائل کیے اس کے کندھے پر سر ٹکا گئی۔۔

!۔۔6

نیہارسلان کا ہاتھ پکڑتے اونچی آواز میں چیخی تھی۔۔

!۔۔5

ارتج ارسلان کے آگے کھڑے ہوتے معصومانہ انداز میں کہتے نائف پکڑ
کے ارسلان کے ہاتھ میں پکڑا گئی۔۔

4--!

عیشان عرتج کے ساتھ کھڑے ہوتے خوشگوار لہجے میں بولا تھا۔

3--!

سیان نیہا کے پاس کھڑے ہو کر اس کا ہاتھ پکڑ گیا آنکھ میں خوشی کی چمک لیے وہ اپنے بھائی جی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

2--!

احمد اسماء کا ہاتھ پکڑتے ان سب کے پیچھے کھڑے ہو کر ان کے گرد حصار بنا گیا۔

1--!

سب ایک ساتھ اونچی آواز میں بولے تھے جب ارسلان نے عانیہ کا ہاتھ پکڑتے کیک کٹ کیا تھا۔

ارسلان نے کیک کا پیسٹ اٹھا کر سب سے پہلے مراد شاہ کے لبوں کے پاس کیا تھا مراد شاہ نے مسکراتے ہوئے چھوٹی سی بانٹ لیتے ارسلان کے ہاتھ سے کیک پکڑ کے اسے کھلایا۔

اس کے بعد عانیہ کا منہ میٹھا کر دیا۔

آپ دادے پوتے اور لالا گڈو کا پیار ختم ہو گیا ہو تو ہمیں بھی کھلا دیں
کیک ارسلان صاحب احمد کو لگا تھا کہ ارسلان سب سے پہلے کیک اسے کھلائے گا ارسلان نے کھلکھلا کر احمد کے لبوں کے پاس کیک کیا احمد نے جیسے ہی بانٹ لی ارسلان نے دوسرے ہاتھ سے کیک سے تھوڑی سی کریم اتار کر احمد شاہ کے دونوں رخسار پر لگا دی۔

احمد نے بھی کریم اتار کر ارسلان کے پورے چہرے پر لگا دی تھی سب نے ہاتھ بڑھا کر کیک سے کریم اتارتے کیک بیچارے کو ننگا کر دیا تھا۔

احمد مجھے نہیں لگانی احمد کریم سے بھر ہاتھ لیے اسماء کے پیچھے بھاگ رہا تھا

--

اسماء جان یہی تو موقع ہوتے ہیں انجوائے کرنے کے احمد ایک ہاتھ سے اسماء کے کمر پر گرفت کرتے اسے اپنے قریب کر کے اس کے رخسار پر کریم لگا کر اس کے ناک پر کریم کا ایک ڈاٹ لگایا تھا۔

بڑے بیٹے اور اک لوتی بیٹی کی سا لگرہ مبارک ہو احمد کی جان احمد اسماء کی ناک سے ناک مس کرتے اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔

سجاد نہ کریں چار بچے ہو گئے ہیں ہمارے لیکن آپ کی حرکتیں ابھی بھی بچوں والی ہیں انشا سجاد سے دور بھاگ رہی تھی وہ بھی کریم لیے اس کے پیچھے تیز تیز قدم اٹھاتا آ رہا تھا۔

بیگم آرام سکون سے تھوڑی سی کریم ہے اپنے ان خوبصورت ملائم
رخسار پر لگوا لو اگر میں نے قریب آکر لگائی نا تو کام خراب ہو جائے گا
سجاد معنی خیزی سے کہتے انشا کو گھبرانے پر مجبور کر گیا تھا۔
انشاء خاموشی سے ایک جگہ کھڑی ہو گئی سجاد اس کے قریب جاتے اس
کے رخسار پر کریم لگا گیا۔

مراد شرم کو ہاتھ مارے تھوڑا د ادا بن گئے ہیں اور آپ کو یہ سب چونچلے
کرنے ابھی یاد آرہے ہیں۔

میرال بیگم ان سب چیزوں کو کرنے کی کوئی عمر نہیں ہوتی اور کیا پتہ
آخری بار لگا رہا ہوں میں مراد شاہ میرال بیگم کے رخسار پر اپنے شہادت
کی انگلی پر لگی کریم لگا گئے میرال بیگم کی آنکھوں میں بے تحاشہ آنسو جمع
ہوتے بہنے لگے۔

میرال اتنا برا لگا ہے تمہیں میرا کریم لگانا۔

مجھے آپ کا کریم لگانا نہیں آپ کے الفاظوں نے مجھے تکلیف دی ہے،
میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی مراد آپ کو کچھ ہو گیا نامر جاؤں گی میں
میرال بیگم مراد شاہ کے سینے پر سر رکھ گئی۔۔

دادو مجھے فلم دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے ہمارے گھر اتنا اچھا ماحول بنا
ہوا ہے ایسا لگ رہا ہے میں سنیمال میں بیٹھا ہوں ارسلان اپنے بابا،
بڑے بابا اور دادو کی طرف دیکھ کر چیئر پر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا۔۔

سب جھٹکے سے ایک دوسرے سے دور ہوئے تھے۔۔

بابا سچ سچ بتائیے گا اس عمر میں آپ بھی ایسی حرکتیں کرتے تھے احمد
ارسلان کو سرتاپاؤں تک گھورتے ہوئے بولا تھا۔۔

ایک دفعہ کی تھی بچپن میں ایسی حرکت ماں باپ نے سر میں جوتے
مارے تھے اللہ گواہ ہے اس کے بعد کبھی میں نے ایسی حرکت نہیں کی

مراد شاہ اپنے ماضی کے بارے میں سوچتے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے
تھے۔۔

آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ میں بھی ارسلان کے سر میں جوتے
ماروں۔۔

ہاتھ لگا کے دکھا میرے بیٹے کو تیرے سر پہ سو جوتے میں ماروں گا مراد
شاہ ارسلان کہ دائیں جانب کھڑے ہوتے اس کے بائیں کندھے پر
ہاتھ رکھتے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔۔

بابا میں آپ کا بیٹا ہوں کہ یہ۔۔

میرے لیے تم سب ہی بہت ضروری ہو مراد شاہ نے دوسرے بازو کے
حصار میں احمد شاہ کو لیا تھا۔۔

وہ سب ہنسی خوشی ایک دوسرے سے باتیں کرتے تنگ کر رہے تھے یہ
خوشی بس کچھ پل کی تھی۔۔

ارسلان چلو کھیتے ہے سب بچے اکھٹے جھنڈ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے جب
ازہان اونچی آواز میں بولا تھا۔

ہاں چلیں کھیتے ہے سیان اور عالیان اچھل کر کھڑے ہوئے تھے۔
زیان، عیشان، ازہان، عرتج سب بچے کھڑے ہو گئے سوائے ارسلان
کے۔

ارسلان اٹھوا ازہان نے اپنا مکمل زور لگاتے اسے کھڑا کرنا چاہا لیکن نام رہا
۔

میرادل نہیں کر رہا ارسلان عانیہ کو گود میں لے کر بیٹھ گیا۔ سب بچے
اداس ہو گئے ان کا اداس چہرہ دیکھ کر ارسلان کھڑے ہوتا اثابت میں سر
ہلا دیا۔

کیا کھیلنا ہے؟ ارسلان نے اکتاہٹ بھرے لہجے میں پوچھا اس کا دل
نہیں مان رہا تھا۔

ہم چھپن چھپائی کھیلے گے ازہان نے اس کے قریب ہوتے کہا تھا۔۔ چٹ
پر سب کے نام لکھ کر باؤل میں ڈالے، ازہان کے نام کی چٹ نکلی وہ
ٹھک ٹھک کر چلتا کمرے کے دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔۔
لالا میں نے آپ کے ساتھ چھپنا ہے عانیہ ارسلان کے ساتھ چلنے لگی
ارسلان نے حویلی کے باہر چھپنا تھا وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسے اپنے
ساتھ لے گیا۔۔

وہ دونوں جھاڑیوں میں چھپ گئے تھے۔۔

بوس وہ رہی حویلی، اس میں مراد شاہ کا پورا خاندان ہے آج سب کا کام
تمام کر دیں گے داؤد نے حویلی کی طرف اشارہ کیا دونوں نے حویلی کی
طرف دیکھتے پر اسرار قہقہہ لگایا تھا ان کی باتیں سن کر جھاڑیوں میں چھپے
ارسلان کا رنگ اڑا تھا بے ساختہ وہ اپنی بہن کے لبوں پر ہاتھ رکھ گیا کہ
مبادہ وہ چیخ ہی نہ مار دے۔۔

سب سے پہلے تو ہمیں پارس شاہ کو مراد شاہ کی آنکھوں کے سامنے ختم کرنا ہے شداور کی آنکھوں میں لہورنگ اتر اٹھا وہ سب سے پہلے پارس شاہ کو ختم کرنا چاہتا تھا تا کہ اس کے خلاف ہر ثبوت مٹ جائے۔۔

بوس میں نے سنا ہے احمد شاہ کی بیٹی بلا کی خوبصورت ہے کیا خیال ہے پارس شاہ کے ساتھ اسے بھی نہ اٹھالیا جائے داؤد کمینگی سے معصوم سے عانیہ کے بارے میں سوچتے ہوئے شداور سے کہہ رہا تھا۔۔

وہ چار سالہ بچی پر غلط نظر رکھے ہوئے تھا۔۔

بوس میرے سننے میں بات آئی ہے شاہ خاندان کی جان بستی ہے پارس شاہ میں، وہ مضبوط ہے بالکل اپنے دادا کی طرح وہ شاہ خاندان کی نیو ہے جس پر پورا خاندان اکٹھا ہے، اگر اسے کچھ ہو گیا تو پورا خاندان بکھر جائے گا داؤد بنا پلک جھپکے حویلی کی طرف دیکھے جا رہا تھا اس کی شاہ

خاندان سے کوئی دشمنی نہ تھی لیکن پھر بھی وہ انہیں برباد کرنا چاہتا تھا

--

سب سے پہلے پارس شاہ کو اٹھوانا ہے اگر موقع ملا تو احمد شاہ کی بیٹی کو بھی اٹھالینا، مراد شاہ کے گھر کی بنیاد ہلا دوں گا میں وہ کبھی خوش نہیں رہے پائیں گے شد اور کہتے ہوئے اپنے قدم حویلی کی طرف بڑھانے لگا جب اسے جھاڑیوں میں ہلچل محسوس ہوئی تھی۔

ارسلان سختی سے عانیہ کے ہاتھ پکڑ گیا۔

بوس کوئی بلی ہوگی شد اور نے آنکھیں گھماتے اپنا رخ حویلی کی طرف کیا تھا۔

داؤد رک جاؤ ابھی انہوں نے تھوڑا سا فاصلہ ہی طے کیا تھا جب شد اور نے داؤد کا بازو سے پکڑتے اسے روکا تھا۔

ابھی مراد شاہ اپنی پوری فیملی کے ساتھ ہو گا شیر کو جھنڈ میں پکڑنے کا وہ
مرزہ نہیں آتا جو اکیلے پکڑنے میں آتا ہے، فل وقت ہمیں یہی رکنا چاہیے
بچے اچھل کود بہت کرتے ہیں ایک نہ ایک تو باہر کی طرف آئے گا
شد اور اور داؤد درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر نظریں حویلی پر ٹکا گئے۔۔
ارسلان کی سانسیں اکھڑنے لگی تھی یہ سوچ کر ہی کہ اگر اس کی گڈو
ان لوگوں کے ہاتھ لگ گئی، نہ جانے وہ کیا کریں گی اس کے ساتھ وہ پہلی
نظر میں ہی انھیں پہچان گیا تھا کہ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اس بچی کا
قتل کیا تھا ارسلان عانیہ کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتے سختی سے اپنے
ساتھ لگا گیا اسے خود سے زیادہ اپنی بہن کی جان پیاری تھی وہ اسے محفوظ
جگہ پر چھپا دینا چاہتا تھا جہاں اسے کوئی بھی نہ ڈھونڈ پائے وہ اس بات
سے انجان تھا کہ جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے وہ ہو کر رہنا ہے۔۔۔

گڈوبنا آواز پیدا کیے ہمیں یہاں سے بھاگنا ہے ارسلان نے ہاتھوں کے اشاروں سے اسے سمجھایا تھا عانیہ خوف سے کپکپا رہی تھی اپنے لالا کی بات سمجھتے اس میں ہامی میں سر ہلایا۔

ارسلان نے پانچ منٹ کی جدوجہد کے بعد خود کو جھاڑیوں سے بنا آواز کے باہر نکالا تھا عانیہ کو اپنے کندھے پر ڈالتے دے دے پاؤں پیچھے کو بڑھانے لگا۔

بوس میں یہی پرکھڑا ہوں تب تک آپ گھر چلے جائیں بھابی بھی انتظار کر رہی ہوں گی آپ کا۔

نہیں داؤد میں گھر گیا تو وہ مجھے واپس آنے نہیں دے گی، وہ میرے ساتھ مخلص ہے لیکن میں اس کے ساتھ دغا کر رہا ہوں نہ جانے کیوں مجھے میری نور جان کے علاوہ اب کوئی اچھا ہی نہیں لگتا شد اور نور کی بارے میں سوچتے مسکرایا تھا وہ جلد از جلد اسے اپنے پاس چاہتا تھا۔

بوس آپ کے الفاظ بہت کچھ واضح کر رہے ہیں داؤد نے مشکوک
نظروں سے اسے دیکھا تھا بے ساختہ شد اور کے لبوں پر گہری
مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

جو واضح ہو رہا ہے وہ سچ ہے لیکن داؤد اس نے میری قید سے بھاگ کر
بہت بڑی غلطی کر دی ہے جس کی سزا بہت بری ثابت ہوگی اس کے
لیے شد اور خان کی خون ٹپکاتی آنکھیں اور کانپٹی کی ابھری رگیں اس
کے اندر پھٹتے اولے لاوے کا پتہ دے رہی تھی۔

داؤد آدمیوں کو کال کر کے کہو کہ ہر جگہ پھیل جائیں اس علاقے میں اگر
کہیں بھی مراد شاہ کے خاندان کا کوئی فرد نظر آیا سے اپنے قبضے میں لے
لیں شد اور کا لہجہ حکمی حکمی تھا اس کے کہتے ہی داؤد نے اپنے آدمیوں کو
کال کر کے پورے علاقے میں پھیلنے کا کہہ دیا۔

اذہان نے سب کو ڈھونڈ لیا تھا سوائے ارسلان اور عانیہ کے وہ سب
لاؤنج میں اکٹھے بیٹھے تھے۔۔۔

اذہان بھائی! بھائی جی کہاں ہیں سیان متلاشی نظروں سے پورے لاؤنج
میں دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔

تمہیں معلوم تو ہے سیان ارسلان ہمیشہ اسی طرح کرتا ہے ہم سب اسے
ڈھونڈتے رہتے ہیں اور وہ ایک جگہ چھپ کر آرام سے کچھ کھا پی رہا ہوتا
ہے مجھے نیند آرہی ہے میں سونے جا رہا ہوں جب وہ دیکھے گا نا کہ اسے
کوئی نہیں ڈھونڈ رہا تو خود بخود اپنے کمرے میں جا کے سو جائے گا اذہان
کے کہتے ہی سب بچے پر سکون ہوتے کمروں میں چلے گئے۔۔

ارسلان ان سے کافی دور جا چکا تھا۔ اس کے پاؤں میں کانٹے نہ جانے
اور کیا کیا چب چکا تھا اس کے پاؤں سے خون رس رہا تھا اپنے آپ کی
پرواہ کیے بغیر اپنی گڈو کو کندھوں پہ اٹھائے وہ چل رہا تھا۔۔

اس کا دل چاہ رہا تھا وہ کہیں بیٹھ کر اپنے پاؤں کو کچھ دیر سکون پہنچائے
لیکن اپنی بہن کا خیال ذہن میں آتے ہی وہ اپنے چلنے کی رفتار اور تیز کر
جاتا۔

ارسلان جنگل سے باہر نکلا تھا جب اسے کچھ آدمی سڑک پر چلتے ہوئے
نظر آئے اس سے پہلے وہ ارسلان کو دیکھتے ارسلان عانیہ کو لیے درخت
کے پیچھے چھپ گیا۔

یا اللہ میری مدد کر ارسلان نے آسمان کی طرف دیکھتے اپنے خدا سے دعا
کی تھی۔

وہ جھنڈ بنا کر باتیں کر رہے تھے ارسلان موقع پاتے ہی عانیہ کو لیے نکل
گیا۔

وہ کچھ دور پہنچا ہی تھا جب پتھر سے ٹکرائے کی وجہ سے اس کا سر درخت
کے ساتھ جا لگا خون کی لکیر گردن سے نیچے جاتے اس کے سفید کرتے
کو لال رنگ میں رنگنے لگی۔۔

لالا عانیہ نے روتے ہوئے اپنے لالا کو پکارا۔

لالا کی جان میں بالکل ٹھیک ہوں بس تم خاموش رہنا ارسلان اسے اپنے
بازوؤں میں اٹھاتے اپنے سینے سے لگا گیا۔

وہ ایک گھر کے سامنے رکا تھا ارسلان اندر جانے لگا جب اس کا دل ایک
پل کے لیے گھبرا یا تھا اس گھر کو سچے ہوئے دیکھ اس طرح معلوم ہو رہا
تھا جیسے وہ شادی والا کا گھر ہے۔۔

در حقیقت وہ اسلام آباد کی ہیرامنڈی تھی۔

ارسلان جب ہیرامنڈی میں داخل ہوا سب عورتیں ہال میں کھڑی
تھیں اتنے خوبصورت کم عمر لڑکے کو سب بہکی نگاہوں سے اس کی

طرف دیکھنے لگی اپنے قد کی وجہ سے ارسلان ان سب کو ایک نوجوان لڑکا معلوم ہو رہا تھا۔

ہم تمہاری کیا خدمت کر سکتے ہیں لڑکے ایک عورت ارسلان کے قریب جاتے بے باکی سے اس کی کندھے پر ہاتھ پھیرتے بولی تھی ارسلان نے اسے خود سے دور جھٹک دیا۔

آپ مجھے اس طرح کیوں ہاتھ لگا رہی ہیں ارسلان کو اس کا یوں چھونا ناگوار گزرا تھا۔

تم جیسے خوبصورت نوجوان کو دیکھ کر کسی کی بھی نیت خراب ہو سکتی ہے عورت ابھی بھی بہکی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

یہ تو وہی ہے شہناز بائی کو داؤد نے پارس کی تصویر بھیجی تھی کہ اگر اسے یہ بچہ کہیں پر بھی نظر آیا تو انھیں فوراً اطلاع دے۔

ارے بچے ادھر آؤ تم یہ سب تو جھلی ہیں تم آرام کرو مجھے تھکے ہوئے لگ
رہے ہو شہناز بائی نہایت ہی میٹھے لہجے میں کہتی ارسلان کے سر پر ہاتھ
رکھ کر اسے اپنے ساتھ کمرے کی طرف لے جانے لگی مجبوراً ارسلان کو
اس کے ساتھ جانا پڑا کیونکہ اس وقت اس کے لیے اپنی بہن سے زیادہ
کچھ ضروری نہ تھا۔

اسے یہ جگہ محفوظ لگ رہی تھی لیکن درحقیقت وہ شداور خان کے جال
میں پھنس چکا تھا۔

شہناز بائی اسے کمرے میں بٹھاتے ہی شداور کو کال کر گئی تھی۔
شداور وہ بچہ میرے کوٹھے پر ہے اس کے ساتھ ایک چھوٹی سی بچی بھی
ہے جلدی آ جاؤ یہاں پر شہناز شداور کو اطلاع دیتے سب لڑکیوں کو ہال
میں اکٹھا کر گئی۔

سنو لڑکیوں آج سب آرام کرو سب کی چھٹی ہے آج تم سب کسی کی
راتیں رنگین نہیں کرو گی شہناز بائی اپنی کرسی پر براجمان ہوتے سخت
لہجے میں بولی تھی۔۔

سب طوائفیں اپنے اپنے کمروں میں چلی گئی۔۔ شہناز بے تابی سے
شد اور کا انتظار کر رہی تھی۔۔

نہ جانے یہ کیا کرنے والی ہے اس لڑکے کے ساتھ ایک طوائف نے
شہناز کو شد اور سے بات کرتے سن لیا تھا۔۔

یا اللہ ہم تو اس دلدل میں پھنس کے ناپاک ہو چکی ہیں میں اس معصوم
بچی اور لڑکے کی عزت خراب ہونے نہیں دے سکتی یا اللہ میری مدد کرنا
وہ طوائف ہمت کرتے چھپتے چھپاتے اس کمرے تک بمشکل پہنچی تھی بنا
آواز پیدا کیے وہ کمرے میں داخل ہوئی۔۔

ارسلان نے عانیہ کو بیڈ پر لٹایا تھا وہ سوئی ہوئی تھی۔۔۔

سنو لڑکے یہاں سے نکل جاؤ جتنی جلدی ہو سکے شہناز بائی نے ایک آدمی کو کال کی ہے وہ اسے کہہ رہی تھی کہ تم دونوں یہاں پر ہو وہ اسے جلد از جلد کوٹھے پر آنے کا کہہ رہی تھی وہ لڑکی ہانپتے ہوئے بولی تھی۔۔ تم جھوٹ تو نہیں بول رہی ارسلان نے ایک دفعہ تصدیق کرنی چاہیے

--

میں جھوٹ نہیں بول رہی لڑکے اگر اپنی بہن کی عزت بچانا چاہتے ہو تو اسے لے کر نکل جاؤ یہاں سے تم اس جگہ کو محفوظ سمجھ رہے ہو لیکن درحقیقت اس جگہ پر لڑکیوں کی عزت خراب کی جاتی ہے وہ لڑکی ڈھکے چھپے الفاظوں میں بہت کچھ بیاں کر گئی تھی۔۔

میری مدد کر دو یہاں سے نکلنے میں مجھے اس گھر کے نقشے کا بالکل بھی علم نہیں ہے ارسلان عانیہ کو اپنے کندھے پر ڈالتے التجائی نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

اس سے قبل وہ لڑکی اسے کچھ بتاتی شہناز بائی کمرے میں داخل ہوئی
تھی۔۔ لڑکی دروازے کے پیچھے چھپ گئی تاکہ شہناز بائی اسے دیکھ نہ
سکے ارسلان کو عانیہ کو کندھے پر ڈالے دیکھ وہ سمجھ گئی تھی کہ ارسلان
اسے وہاں سے لے کر جانے لگا ہے۔۔

کہاں پر جانے کی تیاری کر رہے ہو لڑکے شہناز بائی کی آواز سخت اور
اوپچی تھی اس کی اوپچی آواز سن کر عانیہ نے آنکھیں کھول کر شہناز بائی
کی طرف دیکھتے اپنے لالا کے ساتھ لیٹ گئی۔۔

مجھے یہاں سے جانا ہے ارسلان کی کنپٹی کی رگیں ابھری ہوئی تھی اس
کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔

بھیجتی ہوں میں تجھے یہاں سے شناز بائی ارسلان کی طرف بڑھتے اسے
بالوں سے پکڑتے اس کا سر دیوار کے ساتھ مار گئی اس کی پیشانی سے کچھ
پل پہلے بند ہوا خون پھر سے بہنے لگا۔۔ اس کا سر چکرانے لگا تھا عانیہ

اس کی گود سے گرنے لگی جب ارسلان اپنا دوسرا ہاتھ اس کی پشت پر رکھتے اسے اپنے ساتھ لگا گیا۔۔

تجھے تو میں بے بھیجتی ہوں شہناز بائی نے زوردار طمانچہ ارسلان کے چہرے پر مارا تھا۔۔

باخدا اگر تم عورت نہ ہوتی تمہارا وہ حشر میں کرتا کہ تمہاری سات نسلیں یاد رکھتی ارسلان ضبط کھوتے چلایا تھا اس کے دادو نے اسے پہلی بات ہی یہی سکھائی تھی کہ عورت پر کبھی ہاتھ مت اٹھانا۔۔

یقین نہیں آتا ایسے لڑکے بھی دنیا میں پائے جاتے ہیں واہ شہناز بائی بے سراقہتہہ لگاتے عانیہ کو بالوں سے پکڑ کے ارسلان سے دور کرتے اس کا سر دیوار کے ساتھ مار دیا۔۔

چھوڑو میری بہن کو ارسلان اسے عانیہ سے دور دھکیلتے عانیہ کو اپنے سینے سے لگا گیا اس کا سینہ لال رنگ سے رنگ گیا تھا۔۔

اس سے پہلے شہناز بائی ان دونوں کو اور مارتی لڑکی نے دروازے کے پیچھے سے نکلتے ڈریسنگ ٹیبل سے واس اٹھا کر شہناز بائی کے سر پر مار دیا وہ اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتے زمین پر گر گئی۔۔

بھاگ جاؤ یہاں سے وہ لڑکی اپنی آواز کو دھیمے رکھتے چلائی تھی۔۔
ارسلان عانیہ کو اپنے کندھے پر ڈالتے کمرے سے باہر نکلا جب اسے سامنے کوٹھے میں داخل ہوتا شد اور نظر آیا وہ فوراً پیلر کے پیچھے چھپ گیا۔۔

ایک طوائف شد اور کے قریب جاتے اس کے گردن میں بازو حائل کرتے فحاش باتیں اس سے کرنے لگی۔۔

یا اللہ اسے اس سب میں ہی مصروف رکھنا جب تک میں اپنی بہن کو یہاں سے لے کر دور نہ چلا جاؤں ارسلان دے قدموں سے چھپتے

چھپاتے کسی طرح حویلی سے باہر نکلا شد اور کے آدمی کو ٹھٹھے کے مین
گیٹ پر کھڑے پہر ادا رہے تھے۔۔

اپنی بہن کو ایک بازو میں اٹھاتے اس کی خون الود پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔
تمہارے لالا تمہیں کچھ نہیں ہونے دیں گے ارسلان کے لہجے میں نمی
شامل ہوئی تھی اس نے خود پر ضبط کرتے اپنے آنسوؤں پر قابو پایا تھا۔
ارسلان متلاشی نظروں سے چاروں جانب دیکھنے لگا کہ اسے کہیں سے
اس کو ٹھٹھے سے نکلنے کا راستہ مل جائے۔۔

جب اس کی نظر سائیڈ پر بنے ایک چھوٹے سے دروازے پر گئی۔۔ یا اللہ
تیرا شکر ہے اللہ کا شکر ادا کرتے وہ دروازے سے باہر نکل گیا۔۔

شاز و بانی کہاں ہے شد اور اس لڑکی کو خود سے دور جھٹک کر غرایا تھا اس
کی آنکھیں خون چھلکنے کی حد تک سرخ ہو گئی تھی

اوپر والے کمرے میں ہے لڑکی خوف سے کپکپاتے شد اور سے دور
کھڑی ہو گئی۔۔

وہ تیز قدم بڑھاتے تقریباً بھاگنے والے انداز میں کمرے میں داخل ہوا
شہناز کوزمین پر بے ہوش پڑے دیکھ پانی کا جگ اٹھاتے اس کے اوپر
اندیل گیا تھا۔۔

شاز و بائی وہ لڑکا اور بچی کہاں پر ہیں شد اور کی دھہارنے کی آواز سن کر
شہناز ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔۔

وہ ابھی یہیں شہناز نے بیڈ کی طرف اشارہ کیا جہاں پر کوئی بھی نہ تھا۔
شراب میں اتنی دھت نہ ہو جایا کرو کہ تمہیں ہوش ہی نہ رہے کون آرہا
ہے اور کون جارہا ہے۔۔

میں سچ کہہ رہی ہوں شد اور وہ لڑکا اور بچی یہیں پر تھے وہ بھاگنے لگے
تھے میں ان کو روکنے کمرے میں آئی تھی جب کسی نے میرے سر پر
کچھ مارا تھا شہناز بائی نے تکلیف سے کراہتے اپنے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔
کتنی دیر ہو گئی ہے؟ شد اور نے بے صبری سے پوچھا تھا۔

تقریباً 15 منٹ شہناز لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ بیڈ پر بیٹھی تھی
اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔

یعنی وہ زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے شد اور جیسے اجلت میں کوٹھے پر
داخل ہوا تھا ویسے ہی باہر نکل گیا۔

چاروں طرف پھیل جاؤا گریہ لڑکائی کی نظر آئے اسے فوراً لے کر
میرے پاس آنا ہے شد اور عانیہ اور ارسلان کی تصویر ان سب کو
دکھاتے ہوئے پھنکارا تھا تصویر میں عانیہ ارسلان کے سینے پر سر ٹکا کر
اس کی گود میں بیٹھی تھی۔

آدمی چاروں سو پھیل گئے۔۔

ارسلان آدمی گھنٹے سے بھاگ رہا تھا اس کے پاؤں اس کا ساتھ
چھوڑنے لگے تھے منظر دھندلا ہوا رہا تھا آنکھیں بار بار جھپک کر وہ منظر
صاف کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

عانیہ اس کی گود میں اپنے ہوش و ہوا اس سے بیگانہ تھی۔۔
ڈیڑھ گھنٹہ وہ اپنی بہن کو گود میں اٹھائے بھاگتا رہا جب بھی وہ ہمت
ہارنے لگتا ایک نظر اپنی بہن کو دیکھ لیتا تھا۔۔

ارسلان کو کچھ دوری پر روشنی نظر آئی 10 سالہ لڑکا اپنی چھوٹی سی بہن
کو اٹھائے اس کی عزت بچانے کے لیے گہرے اندھیرے میں در بدر
بھٹک رہا تھا۔۔

وہ بمشکل گاؤں کے اندر داخل ہوا۔۔ عانیہ کو کندھے پر لیٹا ایک ہاتھ سے اس کی کمر پر گرفت مضبوط کرتے دوسرے ہاتھ سے کسی گھر دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔۔

نیشہ میری جان رونا بند کرو باہر کوئی آیا ہے میں دیکھ کر آتی ہوں لیلا روتی ہوئی نیشہ کی پیشانی پر بوسہ دیتے دروازہ کھولنے کے لیے کمرے سے باہر چلی گئی۔۔

لیلا نے ایک زخمی لڑکے کو کندھے پر چھوٹی سی بچی اٹھائے دیکھ بے اختیار اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

آنٹی پلیمیری مدد کر دیں وہ درندے میری بہن کے پیچھے پڑے ہیں ارسلان نے روتے ہوئے گڑ گڑا کر لیلا سے التجا کی تھی۔۔

لیلا نے اسے گھر کے اندر آنے کا اشارہ کیا دروازے کو لاک کرتے نم آنکھوں سے ان دونوں کی طرف دیکھا۔۔ جب شد اور اسے چھوڑ کر گیا

تھا وہ اپنے پرانے گھر آگئی تھی جو کہ گاؤں میں تھا۔ گھر بالکل چھوٹا اور
دو کمروں پر مشتمل تھا۔

بیٹا آپ بیٹھو یہاں پر لیلا نے ارسلان کو کھڑے اسے صوفے پر بیٹھنے کا
کہا۔

کون آپ کی بہن کی عزت خراب کرنا چاہتا ہے لیلا نے معصوم سی زخمی
عانیہ کو دیکھا ارسلان روتے ہوئے اپنی بہن کو دیکھے جا رہا تھا اس کی
پیشانی سے خون بہہ کر اس کے چہرے کو سفید سے سرخ کر گیا تھا۔
شد اور ارسلان کی پیشانی اور کنپٹی کی رگیں ابھری تھی اس شیطان کے
بارے میں سوچتے ہی اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔

شد اور کا نام سنتے ہی لیلا لمبے لمبے سانس لینے لگی اس نے کبھی نہیں سوچا
تھا کہ وہ اس حد تک گر جائے گا۔

امی یہ کون ہے آٹھ سالہ نیشہ ارسلان کی نیلی آنکھوں میں سرخی دیکھ
ڈرتے ہوئے اپنی ماں کے ساتھ لیٹی تھی۔۔

نیشہ میری جان آپ ڈرونا یہ اچھے ہیں لیلا نے نیشہ کو اپنی گود میں بٹھایا
تھا۔۔

آپ جب تک چاہو یہاں پر رک سکتے ہو، کاٹن تو نہیں ہے میں کپڑا گیل
کر کے لاتی ہوں اپنا اور اپنی بہن کے زخم صاف کر لو وہ چھوٹے سے بنے
اوپن کچن میں جاتے سائیڈ پر بنے چھوٹے سے ڈرار سے ایک کپڑا نکال
کے گیل کر کے ارسلان کو تھما گئی۔۔

ارسلان نے عانیہ کے چہرے سے خون صاف کیا نیشہ گہری نظروں
سے عانیہ کو دیکھنے لگی وہ بے انتہا خوبصورت تھی اس کی لمبی گھنی پلکیں،
سفید رنگت، کٹاؤ دار لب تھے۔۔۔

وہ لڑکا اس طرف گیا ہے آدمی نے خون کی بوندیں زمین پر دیکھتے اپنے
ساتھی سے کہا تھا۔ وہ دونوں جس جانب خون کی بوندیں تھی اسی
جانب چلتے گئے۔

لیلیٰ کے گھر کے باہر رکتے وہ زور سے دروازہ کھٹکھٹانے لگے۔ وہ اس
قدر دروازہ زور سے کھٹکھٹا رہے تھے جیسے ابھی دروازہ توڑ دیں گے
ارسلان سختی سے اپنی بہن کو سینے میں چھپا گیا۔

تم دونوں وہاں چھپ جاؤ لیلیٰ نے کچن میں بنے کاؤنٹر کی طرف اشارہ کیا
جب اس کی نظر اپنی بیٹی پڑی جو صوفے پر لیٹی پر سکون نیند سو رہی تھی
ارسلان اور عانیہ اس کاؤنٹر کے اندر بیٹھ گئے لیلیٰ نے نیشہ کو اٹھا کر
ارسلان کے ساتھ بٹھا کر کاؤنٹر کا دروازہ بند کر دیا کاؤنٹر دھکنے میں چھوٹا
ساتھا لیکن اندر سے وہ کافی چوڑائی میں تھا۔

اپنا چہرہ دوپٹے سے ڈھانپتے لیلیٰ نے کپکپاتے ہاتھوں سے دروازہ کھولا تھا

--

وہ آدمی لیلیٰ کو دھکا دیتے گھر میں داخل ہوتے گھر کی تلاشی لینے لگے۔
لیکن انہیں کہیں پر بھی وہ دونوں نظر نہ آئے۔

وہ بچی اور لڑکا کہاں پر ہیں ایک آدمی لیلیٰ پر چلایا تھا لیلیٰ ہر نی کی طرح سہم
کر اپنے دوپٹے کو سختی سے پکڑ گئی تھی آنکھیں ڈر سے پھیلی تھی۔

وہ دونوں آدمی اس کی آنکھیں دیکھ کر بہکے تھے۔

وہ یہاں پر نہیں ہے۔

کوئی بات نہیں جان من ان کی جگہ تم تو یہاں پر موجود ہو اس سے قبل

وہ دونوں آدمی لیلیٰ کو اپنے غلیظ ہاتھ لگاتے اس نے شیشے کا جاگ اٹھا کر

ایک آدمی کے سر پر دے مارا۔ کانچ دماغ کے اندر ڈسنے کی وجہ سے

آدمی اپنی جان گوا بیٹھا۔

دوسرا آدمی غصے سے پاگل ہوتے اپنے ساتھی کے مردہ جسم کو دیکھ کر
اپنی جیب سے تیز دار والا چاقو نکال کر لیلیٰ کی گردن میں اتار گیا۔
لیلیٰ کی گردن سے خون فوارے کی صورت میں نکلتے اس آدمی کے
چہرے کو رنگ گیا۔

اس درندے کے ہاتھ نہر کے تھے اس نے لیلیٰ کے چہرے سے دوپٹہ ہٹا
کر شفاف چہرے پر چاقو مار کے اس کے جسم پر بے شمار کٹ لگائے
ارسلان کاؤنٹر میں بنے سراخ سے سب کچھ دیکھ رہا تھا اپنی سسکیوں کو
دبانے کے لیے وہ اپنے ہونٹوں پر ہاتھ جما گیا۔ وہ جس جس سے مدد
لے رہا تھا وہی اپنی جان گوا بیٹھتا۔

چاقو اس قدر تیز تھا کہ لیلیٰ کی انگلیاں کٹ کر اس سے دور پڑی ہوئی تھی
اس کی گردن اس کے جسم کے ساتھ نہ ہونے کے برابر تھی۔ اس
کے مردہ جسم کو وہیں چھوڑتے وہ آدمی چلا گیا۔

داؤد کے علاوہ کسی کو علم نہیں تھا کہ ایس۔ کے کی بیوی کون ہے یا ہے
بھی کے نہیں۔۔

ارسلان کاؤنٹر سے باہر نکلتے لیلا سے کچھ فاصلے پر زمین پر بیٹھ کے بے
تحاشہ رونے لگا۔۔

نیشہ ارسلان کے رونے کی آواز سنتے نیند سے بیدار ہوئی تھی ڈرتے
ہوئے وہ کاؤنٹر سے باہر نکلی تھی اس سے قبل وہ اپنی ماں کی ابتر حالت
دیکھتی ارسلان اس کے سامنے کھڑے ہوتے اسے اپنے ساتھ لگا گیا۔۔
وہ نہیں چاہتا تھا کہ ایک بیٹی اپنی ماں کو بے دردی کی موت مرے دیکھے
۔۔

مجھے امی پاس جانا ہے نیشہ کا قد تقریباً ارسلان کے سینے تک آتا تھا اپنا چہرہ
اٹھاتے معصومیت سے ارسلان کی طرف دیکھتے پوچھا تھا۔۔

آپ کی امی چلی گئی ہیں اللہ کے گھر وہ کہہ رہی تھی کہ نیشہ کو تم اپنے
ساتھ لے جاؤ جب میں واپس آؤں گی تو اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گی
ارسلان نے آدھا سچ اور آدھا جھوٹ ملا کر نیشہ کو بہلانا چاہا وہ بچی تھی
ارسلان کی باتوں سے بہل بھی گئی۔۔

چلو میرے ساتھ ارسلان نے کاؤنٹر سے عانیہ کو اٹھاتے اپنے کندھے پر
لٹایا تھا نیشہ کا ہاتھ پکڑ کر اس نے باہر جھانکا کہی شد اور کا کوئی آدمی باہر نہ
کھڑا ہو۔۔

ارسلان ان دونوں کو لیے پہاڑ کی چوٹی پر جا کر بیٹھ گیا۔۔
نیشہ سہمی ہوئی ارسلان کے پاس بیٹھی تھی اور عانیہ ارسلان کی گود میں
تھی نیشہ سردی سے کپکپا رہی تھی سورج طلوع ہونے میں ابھی گھنٹہ تھا
۔۔

عانیہ نے بمشکل تھوڑی سی آنکھیں کھول کر اپنے لالا کی طرف دیکھا۔۔

اپنی بہن کو ہوش آتے دیکھ کر سلان نے سکون بڑا سانس لیا ہی تھا جب اسے دور سے روشنی اپنی جانب بڑھتی ہوئی نظر آئی۔
نیشہ وہاں چھپ جاؤ تم ار سلان نے ایک گڈے کی طرف نیشہ کو تقریباً دھکیلا تھا۔

میں نہیں چھپنا نیشہ کو ضد کرتے دیکھ کر سلان نے اس کی گردن کی مخصوص نبرد با کر اسے گڈے میں بٹھا کر اوپر جھڑیاں بچھا دی۔
اس سے قبل وہ عانیہ کو چھپاتا تھا اور اور داؤد اپنے آدمیوں کو ساتھ لیے چوٹی کے اوپر چڑھ چکے تھے۔

کب تک بھاگو گے پاس احمد شاہ شد اور پر اسرار قہقہہ لگاتے ہوئے درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔

سکون سے مجھے بتا دوں تمہارے پاس میرے خلاف کون سے ثبوت ہیں شد اور نے بیلٹ پکڑا ہوا تھا جس کی ایک سائیڈ پر چاقو لگا تھا۔

میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے ارسلان کا لہجہ بے حد سخت تھا میجر مراد شاہ کا پوتا تھا وہ کیسے ثبوت غداروں کے حوالے کر دیتا۔

میرے پاس تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے شداور نے اپنے سامنے کھڑے تین آدمیوں کو پیچھے ہونے کا اشارہ کیا۔ وہ آدمی جیسے ہی پیچھے ہوئے دو آدمیوں نے نڈال ہوئے مراد شاہ کو پکڑا ہوا تھا ان کی پیشانی سے خون نکل رہا تھا۔

مراد شاہ رات کے تقریباً دو بجے ارسلان کو دیکھنے کے لیے اس کے کمرے میں گئے ارسلان کو کمرے میں موجود نہ دیکھ وہ جیسے ہی حویلی سے باہر نکلے داؤد اور اس کے آدمیوں نے مراد شاہ کے سر پر ڈنڈا مار کے انہیں بے ہوش کرتے اپنے ساتھ لے گئے۔

ہوش میں لاؤا سے شداور کے کہتے ہی ایک آدمی نے ہاتھ میں پکڑی پانی کی پوری بوتل مراد شاہ کے سر پر انڈیل دی۔ انہوں نے ہڑبڑا کر

آنکھیں کھولی تھی ارسلان اور عانیہ کو موجود دیکھ ان کی آنکھیں پہلی
مرتبہ خوف سے پھیلی تھی۔۔

اب بتاؤ وہ ثبوت کہاں ہے مراد شاہ نے اسے آنکھوں سے نفی کا اشارہ
کیا تھا۔۔ جیسے وہ کہنا چاہ رہے تھے تمہیں اپنا وعدہ پورا کرنا ہے۔۔
(پاس تم نے یہ ثبوت کسی کے حوالے نہیں کرنے جو راز تمہیں
شد اور کے بارے میں معلوم ہے تم کسی کے سامنے عیاں نہیں کرو گے
چاہے کچھ بھی ہو جائے وعدہ کرو مجھ سے مراد شاہ نے اس کے سامنے
اپنی ہتھیلی کی ارسلان نے ہامی میں سر ہلاتے ان کی ہتھیلی پر اپنا ہاتھ رکھ
دیا)۔۔

میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔۔

کوئی ثبوت نہیں ہے شد اور نے بیلٹ مراد شاہ کے بازو پر مارا ایک جھٹکے
سے ان کا بازو ان کے بدن سے جدا ہوا تھا۔ مراد شاہ کی دردناک چیخ
پھاڑی علاقے میں گونجی تھی۔۔

اب بتاؤ تمہارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے ارسلان کے آنسو گرتے
اس کے رخسار اور گردن کو بھگور ہے تھے اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا
کرے اپنے دادو کا وعدہ پورا کرے یا ان کی جان بچائے۔۔

مراد شاہ نے تکلیف برداشت کرتے ارسلان کو پھر نفی میں اشارہ کیا۔
میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے پھر سے وہی جواب دہرایا گیا اس
مرتبہ شد اور نے مراد شاہ کا دوسرا بازو ان کے بدن سے علیحدہ کیا تھا۔
مراد شاہ کی خوفناک تکلیف سے بھری چیخیں سنتے بے ساختہ ارسلان
نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھا تھا عانیہ سہم کر ارسلان کے ساتھ لپٹ کر

سختی سے اپنی آنکھیں میچ گئی۔۔ شد اور کہ آدمیوں نے مراد شاہ کی کمر سے پکڑ کر اسے کھڑا کیا ہوا تھا۔۔

اب؟ شد اور کی نظریں اب مراد شاہ کی ٹانگوں پر تھی۔۔

ارسلان کا جواب بھی پہلے والا ہی تھا۔۔ شد اور نے ایک جھٹکے سے مراد شاہ کی دونوں ٹانگیں کاٹ کر ان کا سردھر سے علیحدہ کر دیا تھا۔۔

پکڑ واس بچی کو شد اور کے کہتے ہی داؤد عانیہ کو جھٹکے سے ارسلان سے دور کر گیا ارسلان نے اسے روکنا چاہا لیکن اس کے ہاتھوں میں جیسے جان ہی نہ تھی۔۔

باندھوں اسے زنجیروں سے ارسلان کے بے جان وجود کو تقریباً گھسیٹتے ہوئے درخت کے ساتھ باندھ گئے۔۔

اگر اپنی بہن کی عزت اور جان تمہیں پیاری ہے تو خاموشی سے ثبوت ہمارے حوالے کر دو۔۔

مجھے نہیں پتا پارس ارسلان احمد شاہ اپنے وعدے پر قائم رہا اسے معلوم تھا وہ اپنے دادو کی طرح اپنی پیاری گڈو کو بھی کھودے گا۔

ارسلان کے الفاظ سنتے ہی داؤد عانیہ کو گریبان سے پکڑتے اس کی فراق کے دوحصے کر گیا۔

لالا وہ روتے ہوئے اونچی آواز میں چلائی تھی۔ ارسلان نے تکلیف سے آنکھیں بند کی تھی۔ داؤد اسے نوچنا شروع ہو چکا تھا عانیہ کی خوفناک چیخیں گونج رہی تھی۔

ارسلان نے شدت سے دل میں دعا کی تھی وہ بہرا اور اندھا ہو جائے اس کی جان اس کے جسم سے نکل جائے۔

آنکھیں کھولو ورنہ یہ جو سانسیں تمہاری بہن کے چل رہی ہیں مجھے ختم کرتے ہوئے ایک منٹ بھی نہیں لگے گا پارس شاہ شد اور کے الفاظ سنتے ہی ارسلان نے آنکھیں کھولے التجائی نظروں سے اسے دیکھا۔

دیکھو تمہاری بہن کے ساتھ کیا ہو رہا ہے کیا اب بھی تم ثبوت میرے
حوالے نہیں کرو گے شد اور نے ارسلان کے چہرے کا رخ عانیہ کی
طرف کیا وہ سختی سے آنکھیں میچ گیا۔

آنکھیں کھولو اور دیکھو، جواب دو مجھے کیا اب بھی تم ثبوت میرے
حوالے نہیں کرو گے؟ ارسلان کو اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس
ہو رہی تھی وہ شدت سے چیخ رہا تھا۔

میری گڈو کو چھوڑ دو میں ہاتھ جوڑتا ہوں تمہارے آگے میری گڈو کو
چھوڑ دو اس کا کوئی قصور نہیں ہے وہ تو معصوم ہے ننھی سی جان ہے وہ
اس کے ساتھ اس طرح مت کرو ارسلان بے تحاشہ روتے ہوئے چلا رہا
تھا۔ اس کے رونے پر شد اور نے داؤد کو اور درندگی سے عانیہ کو نوچنے
کا اشارہ کیا۔

ثبوت؟ شد اور ایک لفظ ادا کرتے باز اپنے سینے پر باندھے سکون سے
ان دونوں بہن بھائی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

چھوڑ دو میری بہن کو، چھوڑ وارسلان چلا یا وہ ضبط کے آخری مراحل پر
تھا اسے اپنی سانسیں بند ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔

ثبوت؟۔۔ آنکھوں بند نہیں کرنی دیکھو اپنی بہن کی طرف کیا حشر ہو
رہا ہے اس کا خاموشی سے بتادو ثبوت کہاں پر ہے تمہاری بہن کی جان
بخش دی جائے گی۔۔

چھوڑ دو وارسلان شاہ کے آنسو بھی خشک ہو چکے تھے گلابہہ گیا تھا چیختے
ہوئے۔۔

لالا! لالا! عانیہ چیختے ہوئے ارسلان شاہ کو پکار رہی تھی۔۔ اپنی بہن کی
چینیں اس کے لیے ایسی تھی جیسے اس کے کانوں میں کھولتا ہوا سیسا ڈالا
جارہا ہے۔۔

پیچھے ہٹوا چانک ایک بچہ آگے بڑھتے داؤد کو عانیہ سے دور دھکیلنے لگا وہ
چیخ و پکار سن کر پہاڑی پر پہنچا تھا۔

داؤد کو پیچھے ہٹتے نہ دیکھ وہ بچہ داؤد کے بازو پر دانت گاڑھ گیا داؤد نے
اسے خود سے دور جھٹکا وہ منہ کے بل زمین پر گرا تھا اس کا سر بڑے پتھر
سے ٹکرائے کی وجہ سے وہ ہوش و ہوا اس سے بیگانہ ہو گیا خون چاروں
سو پھیلا تھا۔

شد اور کے پاس کھڑے پانچ آدمی داؤد کے ساتھ ملتے اُس معصوم کو
نوچنے لگے۔

ل۔ لالا۔۔ بچائے۔۔ مجھے بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ وہ دھیمی آواز
میں بولی تھی۔۔

عانیہ کی بند ہوتی آنکھوں کے دیکھ پارسل ارسلان شاہ کے چیخ و پکار بند ہو
گئی بے یقینی سے اپنی بہن کے بے جان برہنہ جسم کو صرف ایک پل کے
لیے دیکھ پایا تھا۔

کوئی بھائی اتنا مضبوط نہیں ہوتا کہ اپنی بہن کو ایسے حال میں دیکھ پائے

--

بوس کام ختم ہو گیا اس کا داؤد عانیہ کو ٹھوکر مارتے شد اور سے بولا تھا۔

پہاڑی سے نیچے پھینک دو اس۔۔ اس طرح مت کرنا میری بہن کو

مت پھینکو تمہاری بھی تو بیٹی ہوگی خدا کے لیے میری بہن پر رحم کرو

ارسلان شاہ شد اور کی بات کاٹتے روتے ہوئے گڑ گڑا رہا تھا۔

میری بیٹی کے بارے میں بکواس مت کرو شد اور ارسلان کا چہرہ ادبوجتا
بے تحاشا تھپڑا سے مارنا شروع ہو گیا۔۔

پھینکوا سے نیچے داؤد کے حکم کی تعمیل کرتے عانیہ کو چوٹی سی پھینک دیا

--

گڈووو! دل دہلا دینے والی پکار پہاڑی علاقے میں گونجی تھی۔۔

خاموشی سے ثبوت میرے حوالے کر دوپارس شاہ نہیں توکتے سے بھی

بدتر موت میں دوں گا شد اور اس پر گرایا تھا ارسلان صدمے کی حالت

میں اس جگہ کو دیکھے جا رہا تھا جہاں سے اس کی گڈو کو پھینک دیا گیا۔۔

تو تو نہیں بولے گا، کھولوا سے شد اور کا حکم ملتے ہی اس کے آدمیوں نے

ارسلان کو رسیوں سے آزاد کیا ارسلان شاہ کا بے جان وجود منہ کے بل

زمین پر گرا گیا۔۔۔۔

ماروا سے شاور کے آدمی اپنے بیلٹ اتارتے ارسلان شاہ کی پیٹھ پر مارنا شروع ہو گئے اور اس قدر سختی سے مار رہے تھے کہ پیٹھ سے خون نکلتے اس کے سفید پھٹنے ہوئے کُرتے کو لال رنگ میں رنگ چکا تھا۔

ارسلان نے ایک لفظ بھی اپنے لبوں لفظ سے ادا نہ کیا تھا وہ صدمے کی کیفیت میں نظریں پہاڑی کی چوٹی پر ٹکائے ہوئے تھا جہاں سے اس گڈو کو پھینکا گیا تھا۔

اسے کچھ اگلتے نہ دیکھ شداور نے جھاڑیوں کو اکٹھا کر کے آگ جلا کر سائیڈ پہ پڑا سر یا اٹھاتے گرم کیا۔

پیچھے ہٹو شداور نے گرم سر یا ارسلان شاہ کی کمر کے درمیان میں رکھ دیا اپنے جسم کو جھلستے محسوس کرتے ارسلان نے تکلیف سے آنکھیں بند کی تھیں۔

اب بتاؤ؟ شد اور دھہارتے سر یا اس کے تھائیز پر رکھ دیا۔ آنکھوں
سے صرف آنسو بہہ رہے تھے وہ خاموش تھا اسے جیسے تکلیف سے اپنے
جسم کے جلنے سے کوئی فرق نہیں پر رہا تھا۔

بوس مجھے تو لگتا اللہ کو پیارا ہو چکا ہے اس کی پتھرائی ساکت آنکھوں کو
دیکھتے داؤد نے سوچتے ہوئے کہا تھا۔

شد اور نے سر پے کو دوبارہ گرم کرتے ارسلان کی کمر پر ڈی لفظ لکھا تھا
--

پارس شاہ ختم یعنی ہر ثبوت ختم شد اور اسے ٹھوکر مارتے چلا گیا اس کے
پیچھے اس کے آدمی اور داؤد بھی چلے گئے۔

سورج طلوع ہوتے اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا ہر سو
روشنی پھیلا رہا تھا پارس شاہ کا بے جان وجود اور مراد شاہ کے جسم کے
ٹکڑے وہاں پڑے ہوئے تھے سر سبز پہاڑی ویران ہو گئی تھی۔

امی! باباعانیہ اور ارسلان کہاں ہیں احمد پریشانی سے مرال بیگم کے
کمرے میں داخل ہوتا پوچھنے لگا وہ سب صبح سویرے بڑی حویلی چلے
گئے تھے۔

تم سب کے ساتھ تھے مراد میرال بیگم دل پر ہاتھ رکھتے بے ساختہ ان
کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔

امی ہمارے ساتھ نہیں تھے بابا ہمیں لگا کہ باباعانیہ اور ارسلان کو اپنے
ساتھ لے کر بڑی حویلی چلے گئے ہیں احمد شاہ اپنے سر کو تھامتا پریشانی
سے چکر کاٹنے لگا جب ایک ملازم داخل ہوا۔

صاحب جی چھوٹی حویلی میں آگ لگ گئی ہے بھاگنے کی وجہ سے ملازم
ہانپتے ہوئے بولا تھا۔

صاحب جی، سردار شاہ اور آپ کے دونوں بچے چھوٹی حویلی میں موجود تھے۔۔

کیا بکواس کر رہے ہو تم جان سے مار دوں گا تمہیں میں میرے بابا
میرے بچے زندہ ہیں جھوٹ بول رہے ہو تم احمد ملازم کو گریبان سے
پکڑتا اسے مارنا شروع ہو گیا سجاد شاہ نے احمد کو ملازم سے دور کیا۔
بھائی دیکھیں یہ کیا بکواس کر رہا ہے میرے بابا کو کچھ نہیں ہو سکتا میرا
ارسلان، میری بیٹی میرے پاس آجائیں گے تھوڑی دیر تک مجھے معلوم
ہے وہ تنگ کر رہے ہیں مجھے وہ آجائیں گے بھائی احمد شاہ نیم پاگل ہوتا
اپنے بال نوچ رہا تھا۔۔

بھائی چھوٹی حویلی چلتے ہیں بابا، ارسلان اور عانیہ کو لے کر واپس آتے
ہیں چلیں بھائی احمد بھاگتے ہوئے لاؤنج میں چلا گیا۔۔

وہ گھر کے مین گیٹ سے باہر جانے والا تھا جب اسماء کی بلند چیخ پر اس کے قدم ر کے تھے۔۔

وہ اٹے قدموں سے واپس میرال بیگم کے کمرے میں داخل ہوا سجاد، انشا اور اسماء تینوں میرال بیگم کو جھنجھوڑ کر ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے۔۔

احمد امی نہیں اٹھ رہی سجاد شاہ اپنی ماں کے سینے سے لگتے پھوٹ پھوٹ کر اونچی آواز میں بے تحاشہ رورہے تھا۔۔

احمد کے کمرے سے باہر نکلتے ہی میرال بیگم کے دل میں شدت سے درد پیدا ہوا تھا وہ اپنے شوہر اور اپنے پاس بیٹے کی موت کا صدمہ برداشت نہیں کر پائیں اور اپنی اولاد کو تنہا چھوڑ کر دنیا سے اپنے گھر کو سدھار گئی

آپ سب پاگل ہو گئے ہو میری امی کو کچھ نہیں ہو سکتا میرے بابا، میرا
بیٹا، میری بیٹی سب زندہ ہیں آپ سب جھوٹ بول رہے ہو احمد نم
آنکھوں سے تکلیف سے مسکراتا ہوا سجاد شاہ کو میرا ل سے دور کرتے
اپنی ماں کا چہرہ تھام کر بنا آنکھیں جھپکائیں ان کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔
امی اٹھے بابا کو لے کر آتے ہیں آپ کے شوہر میرے بچوں کو اپنے
ساتھ لے کر چلے گئے ہیں چلیں اٹھیں لے کر آتے ہیں ان تینوں کو احمد
شاہ اپنی ماں کی آواز سننا چاہتا تھا وہ صدمے سے نیم پاگل ہو چکا تھا بھلا
مردہ جسم بات کرتے ہیں۔۔۔

اسماء انشا ایک دوسرے کے گلے لگے روئے جا رہی تھی سجاد شاہ اپنے
بھائی کی حالت دیکھ کر سر تھا میں اونچی آواز میں رونا شروع ہو گئے۔
آپی۔۔۔ میرے۔۔۔ بچے اسماء ہچکیاں لیتے کہہ کر اونچی آواز میں رونا
شروع ہو گئی۔۔۔

پوری حویلی میں رونے کی آوازیں گونج رہی تھی۔۔

شاہ خاندان بکھر چکا تھا ان کی خوشیاں چھین لی گئی تھی ہنستا مسکراتا خاندان
ویران ہو گیا تھا۔۔

امی آپ سو جائے میں اپنے بچوں کو اور آپ کے شوہر کو لے کر آتا ہوں
احمد باہر جانے لگا سجاد شاہ اسے بازو سے پکڑتے اپنے سینے سے لگا کر بے
تحاشہ رونا شروع ہو گئے۔۔

احمد! امی۔۔ بابا۔۔ ارسلان۔۔ عانیہ نہیں رہے سجاد ہچکیوں کے
درمیان بولے تھے۔۔

کیا ہو گیا آپ سب کو بھائی امی بابا ہمیں چھوڑ کے نہیں جاسکتے انہوں نے
اپنے پاس بیٹے کو ڈاکٹر بنانا ہے بابا نے اسے آرمی میں بھیجنا ہے انہوں
نے اس کی شادی ابھی دیکھنی ہے وہ ہمیں چھوڑ کر نہیں جاسکتے اور یہ
ارسلان یہ جان بوجھ کر مجھے تنگ کر رہا ہے اور اپنے ساتھ اس نے

میری بیٹی کو بھی ملا لیا ہے ایک دفعہ اسے واپس آنے دے میں بہت
ماروں گا اسے اپنے باپ کو رلاتے ہوئے اسے شرم نہیں آرہی احمد کی
آنکھوں میں نمی لبوں پر تکلیف وہ مسکراہٹ تھی اندازہ لگانا مشکل تھا کہ
وہ ہنس رہا ہے یا رو رہا ہے اس کا جسم کانپ رہا تھا پیشانی اور کانپ کی
رگیں ابھری ہوئی تھی آنکھیں خون چھلکنے کی حد تک سرخ تھی۔
احمد سنبھالو خود کو کیا کر رہے ہو تم انشا کھڑے ہوتے احمد کو جھنجھوڑ کر
بولی تھی۔

آپی دیکھیں آپ کا شوہر پاگل ہو گیا ہے بار بار کہے جا رہا ہے میرے بچے
اور امی بابا چھوڑ کر چلے گئے ہیں انھیں ناہا سپٹل لے کے جائیں بلکہ آپ
خود ڈاکٹر ہے نا اپنے شوہر کا علاج کریں احمد شاہ ان سب کو دور جھٹکتے
چلایا تھا۔

امی اٹھے ہیں انھیں بتائیں آپ، آپ زندہ ہیں احمد شاہ نے اپنی ماں کو
جھنجھوڑا تھا میراں بیگم کو اٹھتے نہ دیکھ احمد کی آنکھیں اس کا وجود ساکت
ہوا۔۔۔

امی! احمد کی پکار میں تکلیف، دکھ، بے چینی، دل کو مٹھی میں جکڑنے کی
تکلیف اور نہ جانے کیا کیا تھا۔۔

بھائی امی کو اٹھائیں میں ان کا شرارتی بیٹا ہوں نا اس لیے میری بات نہیں
سن رہی آپ ان کے سمجھدار اور سو بر بیٹے ہیں آپ کی بات سنیں گی احمد
سجاد کو زبردستی اپنی ماں کے پاس بٹھاتے انھیں اٹھانے کا کہہ رہا تھا۔
سجاد شاہ ہمت ہارتے میراں بیگم کا ہاتھ پکڑتے اپنی پیشانی سے لگاتے
دھاڑے مار کر رونے لگے۔۔

اسماء تم اٹھاؤ امی کو تم تو ان کی پیاری بھتیجی ہو نا تمہاری ساری باتیں مانتی
ہیں تمہیں سب سے زیادہ پیار کرتی ہیں تم اٹھاؤ روتی ہوئی اسماء کو اٹھا کر
میرال بیگم کے پاس کھڑے کر گیا۔۔

احمد! امی نہیں رہی اسماء احمد کا چہرہ تھا متے اس کے آنسو صاف کرتے
روتے ہوئے بول رہی تھی۔۔

پاگل ہو گئے ہو سب احمد نے اسماء کو خود سے دور جھٹک دیا سجاد شاہ نے
اسماء کو تھاما تھا اگر وہ ایک پل دیر سے اسماء کو تھامتے اسماء کی کمر پیچھے ٹیبل
پر پڑے شیشے کے واس کے ساتھ ٹکرائی تھی۔۔

تدفین کی تیاری کرو سجاد شاہ اسماء اور انشا کو کہتے کمرے سے باہر چلے گئے
ان میں ہمت نہ تھی اپنی ماں کے مردہ وجود کو دیکھنے کی اور نہ ہی اپنے
بھائی کی حالت۔۔

خبردار اگر آپ لوگوں نے میری امی کو ہاتھ لگایا پیچھے ہو جاؤ سب احمد
اپنی ماں کو سینے سے لگا کر بیٹھ گیا۔

احمد! انشاء احمد کے پاس بیٹھ کر نرمی سے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ گئی۔
میرے پیارے بھائی اس ح۔ حقیقت کو ت۔ تسلیم کر لو انشا با مشکل
الفاظ ادا کرتے چہرہ ہاتھوں میں چھپائے رونے لگی۔

اسماء گم سم بیٹھی تھی اس کی آنکھیں خشک تھی سب سے زیادہ تکلیف
انسان کو تب ہوتی ہے جب آنکھیں خشک اور دل رورہا ہو۔

انشانے نرمی سے میرال بیگم کو احمد سے دور کیا انشانے ملازم کو اشارہ کیا
کہ احمد کو باہر لے جائے ملازم احمد شاہ کے بے جان وجود کو تقریباً
گھسیٹتے ہوئے کمرے سے باہر لے گیا وہ خاموش ہو چکا تھا۔

انشانے میرال بیگم کو غسل دیا اسماء صدمے کی حالت میں لاونج میں
زمین پر اپنی پھوپھو کی میت کے پاس بیٹھی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ

کس کی موت پر روئے اپنی ماں جیسی پھپھو کی موت پر یا اپنے باپ جیسے
مامو کی موت پر یا پھر اپنی اولاد کی موت پر۔۔

احمد اپنی ماں کی میت کے پاس بیٹھے اپنی ماں کے چہرے کو تک رہا تھا۔
امی آپ کا بڑا بیٹا بہت برا ہے آپ کے یہ دونوں بھتیجیاں بھی بہت بری
ہیں، یہ سب کہہ رہے ہیں آپ ہمیں چھوڑ کر چلے گئی ہیں ماں تو اپنے
بچوں کو چھوڑ کر کبھی نہیں جاتی احمد بار بار اپنی ماں کے چہرے پر ہاتھ
پھیر رہا تھا۔۔

امی آپ سو جائیں میں اپنے بچوں کو لے کر آتا ہوں جب میں ارسلان کو
لے کر آؤں گا بابا پیچھے پیچھے خود ہی گھر آ جائیں گے۔۔

احمد کیوں تم حقیقت کو تسلیم نہیں کر رہے ہماری ماں مر چکی ہے ہمارا
باپ اور تمہارے دونوں بچے چھوٹی حویلی میں جھلس کر ہمیں چھوڑ کر

ہمیشہ کے لیے چلے گئے ہیں سجاد شاہ احمد کو جھنجھوڑتے ہوئے اس کا چہرہ
تھام کر اس کے کندھے پر سر رکھ کے اپنا ضبط کھو بیٹھے۔۔

احمد اپنی ماں کی میت کے ساتھ سر ٹکاتے دھاڑے مار کر رونا شروع ہو گیا

--

اگر کسی کا سب سے زیادہ نقصان ہوا تھا تو وہ احمد مراد شاہ تھا اس کا سب
کچھ ختم ہو گیا تھا اس کے ماں باپ اس سے چھن گئے اس کا جان سے پیارا
بیٹا اس سے دور ہو گیا اس کی اکلوتی بیٹی جسے اس نے دعائیں کر کے مانگا تھا
اس سے چھین لی گئی۔۔

بی بی جی اپنی بہن کو رلائے اگر یہ اسی طرح خاموش رہی صدے کی
حالت میں تو پاگل ہو جائیں گی گاؤں کی ایک عورت نے انشا سے کہتے
ہوئے اسماء کی طرف اشارہ کیا۔۔

انشا اسماء کے پاس بیٹھ کر اسے اپنے سینے سے لگا گئی۔۔

اسماء ادھر دیکھو آپنی کی جان کچھ تو بولو تمہاری خاموشی ہماری جان لے
رہی ہے انشا اپنی بہن کا چہرہ تھام کر اس کی بے تاثر چہرے کو دیکھ رہی
تھی۔۔

انشا کا دل چاہ رہا تھا دھاڑے مار کر روئے اس کی بہن جب پیدا ہوئی اس
سے ماں کا سایہ چھین لیا گیا 13 سال کی عمر میں باپ اس دنیا میں ان
دونوں بہنوں کو چھوڑ کر چلا گیا کھیلے کودنے کی عمر میں اس کی چھوٹی سی
بہن ماں بن گئی جنہوں نے اسے بیٹی کی طرح پال پوس کر بڑا کیا تھا آج
وہ بھی اسے چھوڑ کر چلے گئے اس کے دو بچے اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے
دور ہو گئے۔۔

آپی میرے بچے، ماما اور پھپھو ہمیں چھوڑ کر کیوں چلے گئے اسماء کی آنکھ
سے آنسو ٹوٹ کر انشا کی ہتھیلی پر گرا تھا۔۔

كُلُّ نَفْسٍ زَايِقَةٌ الْمَوْتِ

: ترجمہ

" ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے "

ہر جاندار نے موت کا مزہ چکھنا ہے اور اپنے خدا کی طرف لوٹ جانا ہے
یہ دنیا عارضی ہے جب کوئی ہمیں چھوڑ کر چلا جائے یہ سوچ کر خود کو
پر سکون کر لینا چاہیے کہ ہمارا پیارا ہمارے خدا کی طرف لوٹ گیا ہے
اپنے اصل گھر جا چکا ہے۔۔

جب ہمیں معلوم ہے کہ موت کا ایک دن معین ہے پھر کیوں ہم
روتے ہیں چلاتے ہیں۔۔ کہتے ہیں قبر انسان کو دن میں کئی مرتبہ یاد
کرتی ہے تب انسان کو جھٹکا سا لگتا ہے۔۔

قبر کہتی ہے اے انسان میرے اندر اندھیرا ہے روشنی لے کر آنا، میں
تنہا ہوں یہاں کیڑے مکوڑے سانپ ہیں اپنے نیک اعمال لے کر آنا،
میں مٹی ہوں خاک ہوں یہاں بچھانے کے لیے بستر لانا۔۔

ایک دن سب نے خاک ہو جانا ہے۔۔

: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اگر انسان کے پاس سونے کی دو وادیاں بھی ہوتی تب بھی یہ تیسری " کی خواہش کرے گا اور انسان کا پیٹ صرف قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے "

جو لوگ دنیاوی زندگی میں خوش ہو بیٹھتے ہیں دولت اور اپنی خواہشات کو ہی سب کچھ مان لیتے ہیں ان لوگوں کا پیٹ صرف قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے انسان کی خواہشات کبھی ختم نہیں ہوتی۔۔

شد اور خان کے پاس اس کی مخلص بیوی تھی اس نے اسے چھوڑ کر کسی اور کی زندگی تباہ کی کسی اور کی خواہش کی، اس نے غلط راہ چن کر اپنے خدا کو خود سے ناراض کیا، جب انسان کے اندر بے پناہ خواہشات جنم

لے لیتی ہیں تو وہ ذلیل و خوار ہو کر رہ جاتا ہے ان کو خواہشات کے پیچھے

--

میری جان سب کی موت کا دن معین ہے انہوں نے ہم سے دور ہونا
تھا ہو گئے ہم صرف ان کی مغفرت کے لیے دعا کر سکتے ہیں انشا اللہ کو
گلے لگائے بے آواز رونے لگی آنسو تھے جو تھمنے کا نام نہیں لے رہے
تھے۔۔

احمد چلو امی۔۔ کو۔۔ لے۔۔ کر جانا ہے میرا بیگم کی میت کو ان کے
دونوں بیٹوں نے اٹھانا تھا سجاد کھڑا ہو گیا تھا لیکن احمد وہ بت بنا ساکت
بیٹھا اپنی ماں کو دیکھے جا رہا تھا جیسے وہ ابھی بھی یقین کرنے کی کوشش کر
رہا تھا کہ اس کے ماں باپ اسے ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلے گئے ہیں وہ
یتیم ہو گیا ہے۔۔

مجھ سے بوجھ نہیں اٹھایا جائے گا مجھ میں ہمت نہیں ہے بھائی احمد اپنی
میری ماں کا چہرہ تکتے ہوئے بولا تھا۔۔

چلو احمد اٹھو۔۔۔ دیر ہو رہی ہے سجاد نے احمد کو بازو سے پکڑتے کھڑا کیا
دونوں بھائی اپنی ماں کی میت کو پکڑا پیچھے سے دو اور آدمی شامل ہوئے
تھے میت کو اٹھائے سب مرد وجود کو قبر میں دفنانے کے لیے جا چکے
تھے۔۔۔

جیسے ہی میرال بیگم کی میت حویلی سے باہر گئی اسماء اپنے ہوش و حواس
سے بیگانہ ہوتے زمین پر گر گئی۔۔

ارسلان نے بمشکل تھوڑی سی آنکھیں کھول کر دیکھنا چاہا سورج کی
روشنی اس کی آنکھوں میں چوبی، سختی سے وہ آنکھیں میچ گیا اس میں اتنی
ہمت بھی نہ تھی کہ وہ اپنے موجود کا بوجھ اٹھا سکتا۔۔

ہمت کر کے خود کو گھسیٹتے ہوئے درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھا اس کے
جسم پر کُرتانہ ہونے کے برابر تھا۔

نیشہ! بے ساختہ اس کے ذہن میں نیشہ کا خیال آیا۔

یا اللہ وہ میرے پاس امانت ہے اس نے دل میں سوچا تھا اور شدت سے
دعا کی تھی کہ وہ محفوظ ہو۔

سب کچھ ختم، اللہ جی سب کچھ چھین لیا آپ نے میرا، میری بہن،
میرے دادا وارسلان زمین پر اپنے دادا کے جسم کے ٹکڑے دیکھ کانپ
اٹھا تھا جن پر گوشت نامی کوئی چیز نہ تھی صرف کنکال پڑا ہوا تھا۔
مجھے بھی مار دے میری روح کو میرے جسم سے جدا کر دے، میں نہیں
جینا چاہتا، کیوں زندہ رکھا کیوں نہیں مرا میں اپنی بہن کے ساتھ وہ سب
کچھ ہوتے دیکھ ارسلان اپنا سردرخت کے ساتھ مارتے اپنے بال نوچتے
چلا یا۔

دادو! میں نے آپ کا وعدہ تو پورا کر دیا لیکن اپنے عزیزوں کو کھو بیٹھا میں
ارسلان بے تحاشہ روئے جا رہا تھا۔

کتنی دیر وہ روتا رہا۔

وہ بچہ کون تھا اچانک ارسلان کے ذہن میں اس بچے کا خیال آیا جو عانیہ
کو بچانے کے لیے بنا خود کی پرواہ کیے داؤد کو اس سے دور جھٹک رہا تھا۔
ارسلان ہمت کرتے کھڑا ہوا اس کے پورے جسم پر بیلٹ کے نشانات
تھے جن سے خون رس کر جم چکا تھا اس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے
سفید کرتا سرخ رنگ میں تبدیل ہو چکا تھا۔

اس نے گڈے کے اوپر سے جھاڑیاں ہٹائی نیشہ بے ہوش آڑی تر چھی
پڑی ہوئی تھی۔

ارسلان کی نظر نیشہ سے کچھ دور بے ہوش پڑے اس بچے پر گئی۔

وہ ہمت کرتے ہیں اس بچے کی طرف قدم بڑھانے لگا اس بچے کو سیدھا
کیا ایک پل کے لیے ارسلان کے چہرے کا رنگ اڑا تھا۔

لڑکے اٹھوار ارسلان نے اسے ہلکا سا جھنجھوڑا تھا۔

اس بچے نے ہلکی سی آنکھیں کھول کر ارسلان کی طرف دیکھا۔

ہوش میں آتے ہی وہ اونچی آواز میں رونا شروع ہو گیا۔

مجھے درد ہو رہی ہے اپنا سر تھامتے اٹھ کر بیٹھا تھا۔

ارسلان نے اپنے پاس پڑی پانی کی بوتل اٹھائی جو آدمی یہیں پر چھوڑ گئے
تھے۔

یہ پی لو وہ مضبوط جسامت کا لڑکا پانچ منٹ لگا کر پانی کی بوتل کھول پایا تھا

اس کے ہاتھ بری طرح کپکپا رہے تھے۔

وہ بچہ پانی پوری بوتل اپنے اندر اندیل گیا۔

سنو لڑکے میری تھوڑی سی مدد کرو گے میری بہن وہاں ہے اسے باہر نکالنا ہے ارسلان نے کھڑے ہوتے اس بچے کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا ارسلان کا ہاتھ تھا متے وہ کھڑا ہو گیا۔۔

ارسلان اور اس بچے نے مل کر نیشہ کو باہر نکالا ارسلان اس کے گال تھپتھپانے لگا کچھ دیر میں ہی نیشہ ہوش میں آگئی۔۔۔
بھائی مجھے میری امی پاس لے چلو ہوش میں آتے ہی وہ اپنی امی کے پاس جانے کی ضد کرنے لگی۔۔

میں نے پہلے بھی سمجھایا تھا کہ آپ کی امی اللہ پاس جا چکی ہیں ارسلان اتنا کہتے خاموش ہو گیا اس سے آگے وہ اسے کچھ بتا پاتا اس میں اتنی ہمت نہ تھی۔۔

امی کب آئیں گی ارسلان کی آنکھیں نیشہ کی بات پر نم ہوئی تھی۔۔ وہ بے تحاشہ ڈرا ہوا تھا کہ اپنے گھر والوں کو وہ کیسے بتائے گا اس کی بہن کی

عزت اس کے سامنے خراب کی گئی اس کے سامنے اس کی بہن کو پہاڑی
سے نیچے پھینک دیا گیا اس کے دادو کے اس کے سامنے ٹکڑے کر دیے
گئے۔۔۔

تم میرے ساتھ چلو میں تمہارا دھیان رکھوں گا بھائیوں کی طرح
ارسلان نے اپنے کپکپاتے ہاتھ نیشہ کے سامنے کیے اس کی کپکپاہٹ ختم
نہیں ہو رہی تھی۔۔

نیشہ نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔

سنو آپ مجھے اپنے ساتھ لے جاؤ گے اس بچے نے ہجھکپاتے ہوئے پوچھا
۔۔

ہاں یک لفظ جواب دیتے ہیں ارسلان نے اپنا دوسرا ہاتھ اس بچے کے
سامنے کیا تھا۔۔

شروعات ہو چکی تھی انتقام، جنون، دہشت اور پارس ارسلان احمد شاہ
کے سنگ دل ہونے کی وہ ایک مضبوط چٹان اور پتھر بن کر اپنے دشمنوں
پر ٹوٹنے والا تھا مستقبل میں ان پر قہر برسانے والا تھا۔

میرانام زید ہے زید نے ڈرتے ہوئے اسے اپنا نام بتایا۔

ارسلان سر ہلاتے ہوئے لڑکھڑاتے ان دونوں کو ساتھ لیے آگے بڑھ
گیا۔

تین گھنٹے چلنے کے بعد وہ چھوٹی حویلی پہنچا۔ چھوٹی حویلی کی حالت
دیکھتے اس کے جسم سے جیسے جان نکلی تھی وہ لڑکھڑا کر گرنے لگا تھا جب
زید اور نیشہ نے اسے تھاما۔

میری امی، میرے بابا ارسلان کی آنکھوں میں بے تحاشا آنسو جمع ہوتے
بہنے لگے وہ زمین پر بیٹھتے چیخا تھا۔

چھوٹی حویلی کو آگ لگنے کے بعد وہ جگہ کچھ گھنٹوں میں ہی ویران ہو گئی تھی۔۔

زید میرے گھر والے، میری ماں، میرے بابا، میرے بہن بھائی
ارسلان اپنی تمام قوت اکٹھا کرتے چیخا تھا۔۔

زید اور نیشہ بھی اس کے ساتھ زمین پر بیٹھ گئے۔۔

میرے ماں باپ نہیں ہیں اور نہ ہی بہن بھائی، مجھے نہیں پتا ماں باپ اور
بھائی بہنوں کا پیار کیسا ہوتا ہے لیکن اتنا معلوم ہے کہ یہ پیار بہت پیارا
ہوتا ہے اس کے کھو جانے کا دکھ بہت تکلیف دہ ہوتا ہے، لیکن ہمیں
ہمت نہیں ہارنی چاہیے ہمارا اللہ اگر کسی سے ہم کو دور کرتا ہے تو ہماری
بہتری کے لیے ہی کرتا ہے زید 10 سال کی عمر میں بہت بڑی بات کر
گیا تھا ارسلان نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا جو ظاہری انداز
سے کتنے آرام و سکون سے کہہ رہا تھا کہ میرے ماں باپ اور بہن بھائی

نہیں ہیں لیکن اس کے لہجے سے صاف واضح ہو رہا تھا کہ اس کی دل میں
کتنی محرومی اور درد ہیں۔۔

سب کچھ چھین لیا تو نے اے خدا مجھ سے، میرے اللہ مجھے کیوں تنہا کر
دیا تو نے، جانتے ہے میں سب سے زیادہ پیارا اپنوں سے کرتا ہوا اے اللہ تو
نے ان سب کو مجھ سے دور کر دیا اگر دور کرنا ہی تھا تو اتنی بے دردی کی
موت تو نہ دیتے انھیں ارسلان آسمان کی طرف دیکھتے اپنے خدا سے
شکوہ کر رہا تھا۔۔

غم میں وہ یہ بات بھول گیا تھا کہ خدا کبھی اپنے بندے کو تنہا نہیں چھوڑتا
وہ ہمیشہ اپنے بندوں کے ساتھ ہوتا ہے۔۔

ارسلان شاہ کی سانسیں اکھڑنے لگی تھیں زید کو بے ساختہ اپنے دل میں
تکلیف کا احساس ہوا تھا۔۔

بھائی آپ ٹھیک ہو زید نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا تھا ارسلان نے تکلیف سے آنکھیں بند کی زید نے جھٹکے سے ہاتھ پیچھے کر لیا اس نے اپنی ہتھیلی کو دیکھا جس پر ارسلان شاہ کی جلت چپک گئی تھی۔۔

بر باد کردوں گا تم سب کو ایسی موت دوں گا ایسا انتقام تم لوگوں سے تم سب کے ساتھ نسلیں یاد رکھیں گی، میرا خدا تم لوگوں سے انتقام لے گا شد اور خان تم تباہ و برباد ہو جاؤ گے ارسلان شاہ نے دل میں شدت سے شد اور خان کو بد عادی تھی۔۔

چلو یہاں سے ارسلان بمشکل کھڑے ہوتے ان دونوں کو اپنے ساتھ لیے چل دیا وہ یہاں نہیں رکنا چاہتا تھا۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی وجہ سے نیشہ اور زید کی جان خطرے میں پڑ جائے نشا اس کے پاس لیلا کی امانت تھی جس کی اس نے اپنی جان سے بڑھ کر حفاظت کرنی تھی اور

زید وہ شخص تھا جس نے بنا سوچے سمجھے اس کی بہن کو بچانے کے لیے
اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر خطرے میں کود گیا تھا۔
وہ دونوں اس کی ذمہ داری تھے۔

ارسلان شاہ کا ایک پل کے لیے دل چاہا تھا کہ وہ بڑی حویلی چلا جائے
لیکن اسے راستہ نہیں معلوم تھا اور وہاں جانا خطرے سے خالی بھی نہ تھا
۔۔

شداور نے فارم ہاؤس جانے کی بجائے لیلیٰ کے پرانے گھر کی طرف رخ
کیا، شداور خان کے مطابق لیلیٰ فارم ہاؤس میں موجود تھی اس لیے وہ
وہاں نہیں جانا چاہتا تھا۔

دروازہ کھلا دیکھ اسے بے حد حیرانگی ہوئی تھی، گھر کے اندر داخل ہوا
سامنے لیلیٰ کی لاش دیکھ کر اس کا دل لرز گیا دوسروں کو بے دردی سے
موت دینے والا اپنی بیوی کی لاش دیکھ کر کانپ اٹھا تھا۔
لیلیٰ! شدور زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھتے اس کے زخم زدہ رخسار کو
تھپتھپانے لگا۔

میری بیٹی اچانک نیشہ کا خیال اس کے ذہن میں آیا وہ ہڑبڑا کر کمرے کی
طرف بھاگا تھا دونوں کمرے چیک کیے نیشہ کہیں پر بھی نہ تھی۔
میری بیٹی اس نے گھر کا ایک ایک کونا کونا چھان مارا نیشہ کو گھر میں
موجود نہ پا کر اس کے دماغ کی نسیں پھٹنے والی ہو گئی
تھی۔

شد اور زمین پر بیٹھتا لیلیٰ کا سر اپنی گود میں رکھ گیا۔

شد اور کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر لیلیٰ کی زخمی گردن پر گرا تھا۔ اس کے اعمال کی سزا سے ملی تھی اس کی بیوی کو اس کے ہی آدمیوں نے قتل کر دیا تھا اس کی بیٹی اسے دور ہو گئی تھی۔

کس نے مارا ہے میری بیوی کو، میری بیٹی کو کون اٹھا کر لے گیا ہے شد اور کی سانسیں پھول رہی تھی۔

داؤد گھر میں داخل ہوا اپنے بوس کی بری حالت دیکھ اسے برا لگا تھا۔ میری بیٹی، داؤد میری بیٹی وہ چلایا تھا۔

اس نے مجھے بد عادی تھی کہ میں نے اس سے اس کے بیٹے کو دور کیا ہے خدا مجھ سے میرا بیٹا دور کرے گا، میرے اعمال کی سزا میری بیٹی کو کیوں دی گئی، اس کا کیا قصور تھا اسے کیوں موت دی گئی، میری بیوی کا کیا قصور تھا شد اور لیلیٰ کی پیشانی کے ساتھ اپنی پیشانی ٹکا کے ضبط کھوتے چلا رہا تھا۔

انسان کو حد سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے جب اس سے اس کا کوئی مخلص وفادار انسان اس سے دور ہو جائے، لیکن سب کچھ جانتے ہوئے بھی اسے چھوڑ کر نہیں گئی تھی وفادار بن کر اس کے ساتھ رہی تھی آخری لمحے تک وہ اس سے یہ ہے امید کرتی رہی کہ وہ بدل جائے گا۔

لیکن وہ یہ بھول گئی تھی کہ حیوان کبھی اپنی فطرت سے نہیں بدلتا۔ داؤد میری بیٹی کو لے آؤ میرے پاس، میں اسے معافی مانگ لوں گا میں جانتا ہوں میں نے اس کے ساتھ کبھی پیار نہیں کیا لیکن میری بیٹی ہے وہ میرا خون ہے وہ درندہ صفت انسان دوسروں کی اولاد کو ان کے والدین سے دور کر کے اپنی بیٹی کے لیے تڑپ رہا تھا۔

میری بیٹی محفوظ ہاتھوں میں ہو، ایک معصوم ننھی سی جان کی عزت خراب کر کے وہ دل میں اپنی بیٹی کی حفاظت کی دعائیں مانگ رہا تھا۔

لیلیٰ کو دفنا کر وہ اسلام آباد سے چلا گیا اپنی بیٹی کو اور اپنی نور جان کو
ڈھونڈنے کے لیے۔۔

شد اور کار حد سے زیادہ سپیڈ میں چلا رہا تھا۔۔ نور جان کہاں جاسکتی ہے،
میری بیٹی کو کون لے کر جاسکتا ہے اس کے ذہن میں صرف یہی سوال
گھوم رہے تھے۔۔

ارد شیر! بے ساختہ اس کی ذہن میں ارد شیر کا خیال آیا۔۔
شد اور نے داؤد کو کال کرتے ارد شیر کہ گھر کی لوکیشن پتہ کروائی۔۔
ارد شیر کے گھر کے باہر کار روکتے اندر جانے لگا جب گارڈ نے اسے روکا،
گارڈ کو بے دردی سے دھکا دے کر وہ اندر داخل ہو گیا گارڈ کا سردیوار
کے ساتھ لگا تھا۔۔

ارد شیر! ارد شیر! شد اور لاؤنج میں کھڑا ہوتے اونچی آواز میں اسے
پکارنے لگا۔۔ ارد شیر کسی کے چلانے کی آواز سنتے ہی کمرے سے باہر نکلا

شد اور کو اپنے گھر میں موجود دیکھ اس کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے تھے

--

دونوں ایک دوسرے کی طرف اپنے قدم تیزی سے بڑھانے لگے،
قریب پہنچتے ہی ان دونوں نے ایک دوسرے کا گریبان پکڑا تھا۔
تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے گھر میں داخل ہونے کی ارد شیر کی
آنکھیں اور چہرہ خون چھلکنے کی حد تک سرخ ہو گیا تھا۔

اپنی بکو اس بند کرو اور مجھے بتاؤ میری نور جان کہاں ہے، کہاں چھپا یا ہے
تم نے اسے شد اور ایک ہاتھ سے اس کا گریبان پکڑ کے اس کی گردن
پکڑنے لگا تھا ارد شیر نے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے خود سے دور جھٹک دیا

--

حد میں رہو شد اور خان یہ تمہارا نہیں میرا گھر ہے تو اوقات میں رہ کر
بات کرو مجھ سے ارد شیر پر سکون ہوتے صوفے پر پھیل کے بیٹھا تھا وہ

بے حد خوش تھا کہ نور اس درندے کی قید سے آزاد ہو چکی ہے لیکن دل
کے کسی کونے میں تکلیف جنم لے رہی تھی جو آہستہ آہستہ اس کے دل
کو چیر رہی تھی کہ وہ اب کبھی شاید نور کو نہ دیکھ پائے اس سے بات نہ کر
پائے گا۔

ارد شیر کا پر سکون انداز شد اور خان کے تن بدن میں آگ لگا گیا تھا۔
میرے پاس تمہاری نور جان نہیں ہے اگر ہوتی تو ڈھنکے کی چوٹ پر
تمہیں کہتا کہ عزیزِ ارد میرے پاس ہے ارد شیر کے عزیزِ ارد کہنے پر
شد اور خان کی پیشانی اور کانپٹی کی رگیں اس حد تک ابھر گئی تھی جیسے
ابھی پھٹ جائیں گی۔

آج کے بعد اگر میری نور جان کا نام تمہاری زبان پر آیا ارد شیر سکندر
خان تمہارا وہ حشر کروں گا کہ تمہاری سات نسلیں یاد رکھیں گی شد اور

خان ارد شیر کی گردن کے دائیں جانب صوفے پر ہاتھ رکھتا اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر بولا تھا۔

ایک طوائف کے عشق میں دونو جوان مرد جنون کی آخری حد تک پہنچ چکے تھے یہ تو قسمت طے کرنے والی تھی کہ وہ کس مرد کی قسمت میں لکھی گئی تھی ایک درندہ صفت مرد کی قسمت میں یا پھر ایک فرشتہ صفت مرد کی قسمت میں۔

تمہیں کیا لگتا ہے تمہارے ان وحشیوں والے انداز سے میں ڈر جاؤں گا ، تمہاری بھول ہے شدا اور خان تم نے ابھی ارد شیر سکندر خان کا اصل چہرہ دیکھا نہیں ہے ، جس دن تم نے سکندر خان کے بیٹے کا اصلی روپ دیکھ لیا تمہارا دل لرزاٹھے گا مقابل نے بھی شدا اور کے انداز میں جواب دیا تھا۔

شدا اور خان ہاتھوں کی مٹھیاں بنائیں اکڑ کر کھڑا تھا۔

ایک درندے سے برا انسان ہوتا ہے یہ بات یاد رکھنا میری، اور عزیزِ ارد
میری ہے ارد شیر کھڑے ہوتا ہے چٹکی بجا کر شد اور کو دروازے کی
طرف اشارہ کرنے لگا۔

یہ تو وقت ہی بتائے گا، اپنے دوست کی خیریت پوچھ آؤ سکندر خان وہ
زندہ بھی ہے کہ نہیں خو خوار نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے چلا گیا۔
کیا بکواس کر کے گیا ہے یہ، کل میری احمد سے بات ہو رہی تھی وہ بے
انتہا خوش تھا ارد شیر کے ہاتھ لرز رہے تھے۔ وہ ننگے پاؤں گھر سے
بھاگا تھا۔

ارد شیر نے گھر سے باہر کار روک دی وہ بھاگتے ہوئے اندر داخل ہوا تھا
۔۔ سامنے سجاد شاہ، انشا اور اسماء بیٹھی ہوئی تھی۔

سجاد بھائی احمد کہاں ہے بھاگنے کی وجہ سے ہانپتے ہوئے بولا تھا۔
سجاد شاہ نے بنا کچھ بولے کمرے کی طرف اشارہ کر دیا۔

ٹروما میں ہونے کی وجہ سے اسماء پچھلے 8 گھنٹوں سے بے ہوش تھی۔۔
ارد شیر مکمل طور پر کمرے میں داخل نہ ہوا تھا اس کے قدم یک دم
لڑکھڑائے تھے وہ دروازے میں ہی زمین پر بیٹھ گیا۔ احمد شاہ بیڈ کے
پاس نیچے سائیڈ ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگائے ہاتھ میں تصویر پکڑے بیٹھا
تھا اس کی حالت اس وقت قابل رحم تھی۔۔ بال بکھرے ہوئے
آنکھوں کے نیچے کچھ گھنٹوں میں ہی گہرے سیاہ ہلکے بن گئے تھے
ہاتھوں پر ناخنوں کے نشان، رخسار پر آنسو کے نشانات تھے۔۔
آنکھیں حد سے زیادہ سرخ تھی آنکھوں میں لال ڈورے صاف نمایا ہو
رہے تھے۔۔

ارد شیر سجاد شاہ اس کے پاس بیٹھے تھے ارد شیر سجاد کے گلے لگ کر بے
تحاشہ رو دیا اس نے آج پہلی مرتبہ اپنے دوست، اپنے جگری یار، اپنے
بھائی کی اس طرح ابتر حالت دیکھی تھی۔۔

بھائی احمد کو کیا ہوا ہے روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان بولا تھا۔
بابا، امی، ارسلان اور عانیہ نہیں رہے وہ ہمیں چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے
لیے اس دنیا سے چلے گئے ہیں سجاد سر جھکائے زمین کو پتھریلی نظروں
سے دیکھ رہے تھے۔

ب۔ بھائی م۔ مراد انکل ارد شیر سے بولا نہیں جا رہا تھا اس کی زبان کی
لڑکھڑا صاف واضح ہو رہی تھی۔

ارد شیر اٹھتے احمد کے پاس جا کر بیٹھا احمد نے ایک پل کے لیے نظر اٹھا کر
اپنی دوست کی طرف دیکھا اس کے لبوں پر تلخ زخمی مسکراہٹ نے
احاطہ کیا تھا۔

احمد! ارد شیر احمد کے گھٹنوں پر سر رکھ کر رونا شروع ہو گیا اس کے آنسو
بے لگام ہوتے بہہ رہے تھے۔

خان دیکھو کیا ہو گیا ہے میرے ساتھ میرے بچے مجھ سے چھین لیے
گئے میرے ماں باپ مجھے چوڑے کے یتیم کر کے چلے گئے میری بیوی آٹھ
گھنٹوں سے بے ہوش ہے جب اسے ہوش آتی ہے وہ چیختی ہے چلاتی ہے
کہ میرے بچے کہاں ہیں سب کچھ ختم ہو گیا، احمد شاہ مر گیا خان احمد کی
آنکھوں سے روز و قطار آنسو بہہ رہے تھے اس نے ہاتھ میں مراد شاہ،
میرال بیگم، ارسلان اور عانیہ کی تصویر پکڑی ہوئی تھی جس میں مراد
شاہ میرال بیگم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہوئے تھے ان کے
سامنے ارسلان عانیہ کو گود میں اٹھائے اس کی پیشانی پر بوسہ دے رہا تھا

--

ہمت نہیں ہارتے اردشیر اسے اپنے ساتھ لگا کر بیٹھ گیا۔ اردشیر کا دل
چاہ رہا تھا وہ روئے اور بے تحاشہ روئے لیکن وہ نہیں رو سکتا تھا اس کے

رونے سے احمد اور زیادہ ٹوٹ جاتا جو ارد شیر سے برداشت نہیں ہونا تھا

--

ارسلان کو کہو واپس آجائے میں اسے اس کی ماں کے پاس جانے سے نہیں روکو گا احمد دیوانہ وار اس کی تصویر پر بار بار لب رکھ رہا تھا جیسے اس کا بیٹا تصویر سے نکل کر ابھی باہر جائے گا۔۔

احمد ہوش میں آؤ کیا کہے جارہے ہو تم ارد شیر اس کا چہرہ تھام کر اس کے آنسو صاف کر رہا تھا۔

خان مجھے میرا بیٹا واپس لا دو میری بیٹی مجھے چاہیے، میرا ان کے بغیر گزارا نہیں ہے میں نہیں رہ سکتا ان دونوں کے بغیر احمد اپنا ضبط کھو چکا تھا اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتے ارد شیر کی گود میں گرا تھا

سجاد شاہ اور ارد شیر اسے فوراً اٹھاتے ہو اسپتال لے کر گئے تقریباً دو گھنٹے بعد ڈاکٹر آئی سی یو سے باہر آیا تھا۔

آپ کے بھائی کو نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے دعا کریں انہیں جلد از جلد
ہوش آجائے ڈاکٹر پرو فیشنل انداز میں کہتے ہوئے وہاں سے چلا گیا سجاد
شاہ لڑکھڑا کر گرنے لگے تھے جب ارد شیر نے انہیں تھاما تھا۔

ارد شیر میرا واحد خونی رشتہ میرا بھائی رہ گیا ہے اگر یہ مجھ سے دور ہو گیا
میں مرجاؤں گا ہمارے خاندان کو نہ جانے کس کی نظر لگ گئی ہے سجاد
شاہ اپنی آنکھوں پر سختی سے ہاتھ رکھتے چیئر کے ساتھ ٹیک لگا گئے انہیں
ہمت نہیں ہارنی تھی وہ رونا نہیں چاہتے تھے۔

اگر انسان سوچے تو سب سے زیادہ ذمہ داری گھر کے بڑے فرد پر ہوتی
ہے وہ کھل کر رو نہیں سکتا، اپنا دکھ بیان نہیں کر سکتا کیونکہ اس نے ہی
پورے گھر کو سنبھالنا ہوتا ہے ان کے دکھ درد کو سمیٹنا ہوتا ہے اگر وہ ہی
ہمت ہار بیٹھے تو اس کے اپنوں کو ہمت کون دے گا۔

شام ہو چکی تھی اندھیرا چھانے والا تھا ارسلان کے پاؤں کے نیچے سے
تقریباً جلتا تر چکی تھی۔۔

وہ ان دونوں کو اپنے ساتھ لیے چلتا رہا اسے جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑ رہا
تھا ان زخموں سے اس کا دل ایک رات میں پتھر بن چکا تھا سب
احساسات ختم ہو چکے تھے۔۔

جب درد حد سے زیادہ بڑھ جائے تو درد محسوس نہیں ہوتا۔ ارسلان
احمد شاہ کو بھی اس وقت درد محسوس نہیں ہو رہا تھا۔۔

کہاں لے کر جاؤں انھیں اسے خود سے زیادہ ان دونوں کی فکر ستا رہی
تھی کہ وہ رات کہاں گزاریں گے کوئی چھت نہ تھی ان کے پاس رہنے
کے لیے۔۔

ہم وہاں رہے زید نے ایک جھونپڑی کی طرف اشارہ کیا ارسلان انہیں
ساتھ لیے جھونپڑی کی طرف چل دیا اندر داخل ہوا جھونپڑی بالکل
خالی تھی۔۔

وہاں پر ایک بستر پڑا ہوا تھا جو جھونپڑی میں رہنے والے وہاں بھول گئے
تھے۔۔

ارسلان نے بستر بچھایا۔۔

تم دونوں بیٹھ جاؤ یہاں ان دونوں کے بیٹھتے ہی سائیڈ پر ارسلان بیٹھا
تھا۔۔

بھائی بھوک لگی ہے نیشہ پیٹ پر ہاتھ رکھتے روتے ہوئے بول رہی تھی وہ
کل رات سے بھوک لگی تھی۔۔

بھائی مجھے بھی بھوک لگی ہے زید بھی معصومانہ چہرہ بناتے اپنے پیٹ پر
ہاتھ اور لبوں پر زبان پھیرتے بولا تھا جیسے وہ اپنی بھوک مٹانا چاہ رہا تھا

--

تم دونوں یہاں رہنا، کہیں پر بھی نہیں جانا میں کچھ لے کر آتا ہوں تم
دونوں کے لیے ارسلان جھونپڑی سے باہر نکلا اپنی پاکٹ میں ہاتھ ڈالا
جس میں کچھ پیسے تھے جو خون سے لال ہو چکے تھے۔

یہ پیسے تو کوئی بھی نہیں لے گا ارسلان نے پیسے کھولے ان میں ایک
نوٹ ایسا تھا جس پر خون نہیں لگا تھا۔ اس نوٹ کو نکالتے ہی باقی نوٹس
میں جیب میں ڈال لیے، وہ چاروں طرف متلاشی نظروں سے کوئی
دکان ڈھونڈنے لگا جہاں سے کچھ کھانے کے لیے لے سکے۔

دس منٹ کا راستہ طے کرنے کے بعد اسے ایک مارٹ نظر آئی۔ اندر
گیا تو آدمی عجیب نظروں سے اسے دیکھنے لگا ارسلان کے بدن پر کُرتانہ

ہونے کے برابر تھا جگہ جگہ زخم ارسلان کو شرمندگی نے آن گھیرا ہر آتا جاتا اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

ان پیسوں میں کچھ کھانے کے لیے ہے ارسلان نے ہچکچاتے چاہتے ہوئے پوچھا وہ لڑکا جو جس چیز پر ہاتھ رکھتا تھا اس کے گھر والے اسے لے کر دیتے تھے مہنگی سی مہنگی چیزیں اس کے پاس ہوتی تھی آج وہ سو روپے دکاندار کو دکھا کر پوچھ رہا تھا کہ ان پیسوں میں اسے کچھ کھانے کے لیے مل جائے گا۔

یہ دو بندل سکتے ہیں دکاندار نے پاس پڑے دو بندھ اٹھا کر اس کے سامنے رکھیں ارسلان پیسے اسے پکڑا کر بندھ لے کر وہاں سے نکل گیا اس نے کچھ فاصلہ طے کیا تھا جب اسے کچرے کے ڈھیر کے پاس ایک بچہ بیٹھا ہوا نظر آیا جو ارسلان کے ہاتھ میں بندھ دیکھ کر ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا ارسلان نے ایک نظر ہاتھ میں پکڑے بندھ کی طرف دیکھا

اور ایک نظر اس بچے کی طرف جسے نہ جانے کتنی بھوک لگی تھی
ارسلان اس کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔

تمہیں بھوک لگی ہے ارسلان کے کہتے ہی اس بچے نے زور سے ہاں میں
سر ہلایا۔

یہ لومیرے پاس صرف یہی ہے اس سے شاید تمہاری بھوک مٹ
جائے ارسلان نے ایک بندھ اسے پکڑا دیا وہ لڑکا جلد بازی میں اسے
لے کر کھولتے کھانا شروع ہو گیا اس کی بے صبری دیکھ کر ارسلان کے
دل کو کچھ ہوا تھا۔

شکر یہ بھائی وہ لڑکا کھڑے ہوتے ارسلان کا ہاتھ پکڑ کر اس پہ بوسہ دے
کر دوبارہ وہیں پر بیٹھ گیا۔

ارسلان جھونپڑی میں پہنچا نیشہ اونچی آواز میں رورہی تھی۔

نیشہ رومت یہ لوار سلان نے بندھ کھولتے اس کے دو حصے کر کے ایک
نشا کو پکڑا یا اور دوسرا زید کو دے جے ان دونوں کے درمیان میں بیٹھ گیا

--

وہ دونوں خاموشی سے سوکھا بند کھانا شروع ہو گئے ارسلان کو بے
تحاشہ بھوک لگی ہوئی تھی۔

بھائی آپ کو بھوک نہیں لگی زید نے ارسلان کو آنکھیں بند کیے بیٹھے
دیکھ اس کے ہاتھ پر نرمی سے ہاتھ رکھتے پوچھا تھا۔

تم لوگ کھاؤ مجھے بھوک نہیں ہے وہ سفید جھوٹ بول گیا۔
مجھے تھوڑی سی بھوک ہے یہ آپ کھا لو زید نے اپنے حصے کے کھانے کو
دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک ارسلان کو پکڑا دیا۔

ارسلان ہاتھ میں پکڑ کر خاموشی سے بیٹھ گیا۔

نیشہ بندھ کھاتے ہوئے سو گئی تھی اس کا سر ارسلان کی گود میں تھا۔

بھائی میں آپ کے گود میں سر رکھ لوں زید اس سے جھجھک کر بات کرتا تھا۔۔

ارسلان ہامی میں سر ہلا کر آنکھیں موند گیا زید اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا وہ کچھ پل میں ہی گہری نیند سو گیا تھا ارسلان نے پوری رات بیٹھ کر گزار دی تھی اس کی گود میں ایک طرف اس کا بھائی تھا اور ان دونوں کو معلوم ہی نہ تھا اور ایک طرف اس عورت کی بیٹی جو اسے بچاتے ہوئے اپنی جان گوا بیٹھی تھی۔۔

ارسلان شاہ کی ایک پل کے لیے آنکھیں لگی تھی جب اس کے کانوں
میں اس کی بہن کی چیخیں گونجنے لگی وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

میری گڈو! ارسلان شاہ کا پورا بدن پسینے سے تر تھا۔ وہ سختی سے اپنے
کانوں پر ہاتھ جما کر بیٹھ گیا اسے اپنی بہن کی رونے کی چلانے کی آوازیں
آ رہی تھیں۔

نرمی سے زید اور نشا کا سراپنی گود سے ہٹا کر باہر چلا گیا عانیہ کی آوازیں
مسلسل اس کے کانوں میں گونج رہی تھیں۔

چپ ہو جاؤ، چپ ہو جاؤ وہ زمین پر بیٹھتا کانوں پر ہاتھ رکھتے چلا رہا تھا۔
مجھے لگتا ہے یہ لڑکا پاگل ہے ایک آدمی پاس سے گزرا تھا ارسلان کو
چلاتے دیکھ اپنے ساتھ کھڑے سا تھی سے اس نے سرگوشی نما آواز
میں کہا تھا۔

لگتا ہے کوئی استعمال کر کے پھینک گیا ہے اسے یہاں پر اس لیے چلا رہا ہے اس آدمی کا ساتھی عجیب نظروں سے ارسلان کی طرف دیکھ رہا تھا

--

ارسلان ندی کے پاس ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ وہاں سے تین چار آدمی اور گزرے تھے انہوں نے بھی ارسلان کے بارے میں یہی باتیں کی تھیں۔ ان سب کی باتیں سن کر وہ تلخی سے مسکرایا تھا

تمہارے قاتلوں کو ایسی موت دوں گا دیکھنے والے کی روح کانپ اٹھے گی تکلیف ناقابل برداشت ہونے کی وجہ سے وہ اپنے ہوش کھو رہا تھا اس کی تقریباً ساری کمر جلی ہوئی تھی۔

صبح زید کی آنکھ کھلی ارسلان کو جھونپڑی میں نہ دیکھ وہ باہر آیا سامنے ارسلان ندی کے پاس درخت کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔

بھائی آپ یہاں کیوں سو رہے ہو زید اس کے پاس بیٹھتے اسے جھنجھوڑ
کراٹھانے لگا۔

اپنے چکراتے سر کو تھامتے وہ زید کی طرف دیکھنے لگا۔

تمہارے ماں باپ کا نام کیا ہے بے ساختہ ارسلان نے اپنے دل میں
آئے خیال کو زید کے سامنے ظاہر کیا۔

مجھے نہیں پتہ ان کا نام زید ارسلان کے کندھے پر سر رکھ کر بیٹھ گیا زید
کو ارسلان کے ساتھ کھیچاؤ محسوس ہوتا تھا۔

تم کہاں رہتے تھے؟۔

اور فنج میں رہتا تھا وہاں مجھے مارتے تھے سب اس لیے میں وہاں سے
بھاگ گیا میرے ساتھ میرا دوست بھی بھاگا تھا وہ پتہ نہیں کہاں پر ہے
زید معصومیت کی انتہا کرتے ہوئے بولا تھا ارسلان کو بے ساختہ اس پر
ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔

ایک بات پوچھوں ارسلان کے ہامی میں سر ہلاتے ہی زید اس کی طرف رخ کر کے بیٹھ گیا۔

وہ لڑکی کون تھی جس کو وہ گندے انکل مار رہے تھے زید کے الفاظ پر ارسلان کے جسم میں کپکپاہٹ طاری ہوئی تھی۔

میری بہن ارسلان کے چہرے پر زخمی مسکراہٹ تھی۔

زید کے کندھے پر ارسلان کی نظریڑی اس کی شرٹ کندھے سے نیچے تھی وہاں سیاہ رنگ کا گول نشان تھا ہو بہو اس طرح کا نشان ارسلان شاہ کے کندھے پر تھا۔

ارسلان کی نظروں کے سامنے منظر لہرایا جب مراد شاہ نے اسے اس کے جڑوا بھائی کے بارے میں بتایا تھا۔

پارس تمہارا جڑوا بھائی بھی تھا جو پیدا ہونے کے چند منٹ بعد ہی اس (دنیا سے چلا گیا تھا اس کی اور تمہاری دل کی دھڑکن ایک ساتھ چلتی تھی،

جیسا تمہارے کندھے پر یہ سیاہ نشان ہے ہو بہو اس طرح کا نشان
تمہارے جڑوا بھائی کے کندھے پر تھا مراد شاہ نے ارسلان کو اپنی گود
میں بٹھایا ہوا تھا ارسلان شرٹ لیس تھا۔

دادو میرا بھائی بھی تھا جڑوا ہائے کاش اللہ مجھ سے اسے دور نہ کرتا، دادو
اگر وہ میرے پاس ہوتا تو میں اسے شیر و کہہ کر بلاتا، دادو مجھے گود سے
اتاریں میں نے شرٹ پہنی ہے مجھے شرم آرہی ہے ارسلان نے چہرے
پر ہاتھ رکھے اپنے دادو کے سینے پر سر رکھ دیا مراد شاہ اسے سختی سے اپنے
سینے سے لگا گئے۔

ایک بات حیران کن ہے پاس اگر تمہارا بھائی نہیں رہا تو تمہاری
دھڑکن نارمل کیسے ہے مراد شاہ پُر سوچ انداز میں بولے تھے۔

زید تمہارے دل میں چوٹ نہ ہونے کے باوجود تکلیف پیدا ہوتی ہے
ارسلان نے سختی سے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بنائی تھی۔

ہاں ہوتی ہے کل بھی ہوئی تھی جب تم رو رہے تھے ارسلان اپنے
چہرے پر ہاتھ پھیر کر اپنی پیشانی مسلنے لگا کل تکلیف حد سے زیادہ ہونے
کی وجہ سے اسے دل میں تکلیف ہوئی تھی جو زید شاہ کو بھی محسوس ہوئی
تھی، اس نے آسمان کی طرف دیکھتے سرد آہ خارج کرتے آنکھیں بند کی
تھی۔۔

یا اللہ تیرا شکر ہے میرا ایک رشتہ میرے پاس ہے میرا بھائی ارسلان نے
دل کی گہرائیوں سے اپنے خدا کا شکر ادا کیا تھا۔۔

کیا ہوا بھائی زید آنکھیں پٹیٹا کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔۔

میں تمہیں ہگ کر لوں زید کا جواب سنیں بغیر ارسلان سختی سے اسے
اپنے سینے سے لگا کر بے آواز رونے لگا وہ جیسے خود کا غم ہلکا کر رہا تھا اپنے
بھائی کے گلے لگ کر۔۔

تم مجھے بھائی مت کہا کرو مجھے میرے نام سے بلایا کرو۔۔

آپ مجھ سے بڑے ہو میں آپ کو نام سے نہیں بلاؤں گا زید نظر جھکا کر
زمین کو گھورے جا رہا تھا ارسلان دکھنے میں نوجوان لڑکا لگتا تھا اس لیے
زید کو لگ رہا تھا کہ وہ عمر میں اس سے کافی بڑا ہے۔۔۔

کس نے کہا ہے کہ میں تم سے بڑا ہوں ارسلان نے آنکھیں چھوٹی کر
کے اس کی طرف دیکھا۔۔

آپ کی ہائٹ کتنی بڑی ہے بڑے بڑے آدمیوں کی طرح زید اپنا ہاتھ
اوپر لے جاتے ہوئے بولا تھا جیسے وہ ارسلان کے قد کی پیمائش کر رہا تھا
۔۔

میری صرف ہائٹ بڑی ہے شیر و عمر تمہارے جتنی ہے ارسلان کے
پیار بھرے لہجے اور شیر و کہنے پر زید کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔
تمہیں برا لگا میرا شیر و کہنا زید نے فوراً نا میں سر ہلا کر ارسلان کے سینے
پر سر رکھ دیا۔۔

ارسلان نے اسے بتانا مناسب نہیں سمجھا تھا کہ وہ دونوں بھائی ہیں وہ پہلے مکمل طور پر اس بات کی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔

بھوک لگی ہے زید پھر سے پیٹ پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

میں لے کر آتا ہوں کچھ ارسلان بمشکل کھڑے ہوتے جھونپڑی سے کچھ دور گیا تھا اس نے اپنی پاکٹ میں ہاتھ ڈالا خون الود پیسے نکلے تھے۔

میں کیسے ان دونوں کو کھانا کھلاؤں میرے پاس تو پیسے ہی نہیں ہیں

ارسلان گہری سوچ میں پڑ گیا۔

انکل آپ مجھے یہاں پر کام پہ رکھ لیں گے سامنے ایک بلڈنگ تیار کی جا

رہی تھی ارسلان نے اپنے قدم اس طرف بڑھاتے ایک آدمی سے

پوچھا تھا۔

اس آدمی نے سرتاپاؤں تک ارسلان شاہ کو غور سے دیکھا تھا۔

بچے تمہارے ماں باپ کہاں ہیں اس آدمی نے پیار سے ارسلان کے سر پر ہاتھ رکھ کے پوچھا تھا۔

میرا کوئی نہیں ہے میرے بہن بھائی ہے انہیں بھوک لگی ہے میں یہاں پر مزدوری کروں گا آپ اس کے بدلے مجھے کچھ پیسے دے دینا ارسلان کے لہجے میں خودداری تھی وہ کسی کے آگے اپنے ہاتھ نہیں پھیلا رہا تھا بلکہ وہ اپنی محنت کے صلے کے توڑ پر ان سے پیسے لینے کا کہہ رہا تھا۔
مجھے اپنا گھر دکھاؤ۔

میرا گھر نہیں ہے ہم جھونپڑی میں رہتے ہیں ارسلان نے صاف گوئی سے جواب دیا۔

ٹھیک ہے تم یہاں پر کام کر لو تمہاری جتنی محنت ہوگی اتنے پیسے تمہیں مل جائے کریں گے کرنل نے پیار بھرے لہجے میں اس سے کہا تھا۔

ایک بات بتاؤ تمہاری یہ حالت کس نے کی ہے حسیب خان کو ارسلان کی حالت تشویش میں مبتلا کر رہی تھی۔۔

میں یہاں پر کام کرنے کے لیے آیا ہوں میری بات کا برا مت مانے گا میں آپ کے ساتھ اپنی پرسنل لائف شیئر نہیں کر سکتا اس نے نہایت ادب اور اٹل لہجے میں کہا تھا۔۔

برخودار مجھے تم کسی بڑے، امیر اور خوددار گھرانے کے لگ رہے ہو ارسلان کے لہجے میں اس کے چہرے میں اس کے انداز میں ایک الگ ہی کشش تھی۔۔

کرنل حسیب خان صاحب انسان کے لہجے سے اور اس کے الفاظ سے اس کے خاندان کا پتہ چلتا ہے ارسلان اپنے ہاتھ پیچھے لے جاتے اپنے دائیں بازو سے بائیں ہاتھ کے کلائی پکڑ کر اکڑ کے کھڑا تھا۔۔

تمہیں کیسے معلوم ہے کہ میں کرنل ہوں کیونکہ سوشل میڈیا پہ میرا
چہرہ نہیں آتا مجھے صرف دو سے تین خاندان جانتے ہیں کرنل حسیب
خان کے نام سے کرنل کو ارسلان نہایت دلچسپ لگ رہا تھا۔
میں ان خاندان میں سے ہی ایک (فرد) ہوں بہر حال آپ مجھے کام بتا
دیں میرے بہن بھائی کو بھوک لگی ہے مجھے جلد از جلد ان کے لیے کچھ
لے کر جانا ہے کرنل نے اسے اپنے ساتھ بلڈنگ کے اندر آنے کا اشارہ
کیا ارسلان کرنل کے ہم قدم چلنے لگا۔

یہ سیمٹ کی بوریاں اوپر والے فلور میں لے کے جانی ہے کرنل
سیڑھیوں کی طرف اشارہ کر کے چیئر پر ٹیک لگا کے بیٹھ گیا۔
وہ چار سیمٹ کی بوریاں اٹھا کر سیڑھیاں چڑھنے لگا حسیب خان کو
ارسلان شاہ گہری سوچ میں مبتلا کر رہا تھا۔

ارسلان نے گھنٹہ وہاں پر کام کیا اب وہ کرنل کے سامنے کھڑا تھا۔

یہ لو تمہاری محنت کرنل نے 4 ہزار روپے ارسلان کو پکڑائے۔۔

کرنل صاحب آپ مجھے میری محنت سے زیادہ دے رہے ہیں جتنی دوسرے مزدوروں کی محنتوں انھیں دی جاتی ہے ایک گھنٹے کی اتنی ہی مجھے دی جائے گہری مسکراہٹ نے حسیب خان کے لبوں پر احاطہ کیا تھا وہ مجبور تھا لیکن لالچی نہیں تھا۔۔

کرنل نے 1500 ارسلان کو پکڑایا۔۔

یہ ہے تمہاری محنت کا اصل صلہ ارسلان پیسے لیتے ہی وہاں سے چلا گیا مارٹ میں جا کر اس نے کھانے کے لیے دو بندھ خریدے باقی پیسوں کو اس نے جمع کرنا تھا کسی مقصد کے لیے۔۔

ارسلان جھونپڑی میں واپس جانے لگا جب راستے میں پھر اسے وہی بچہ نظر آیا اس کے ساتھ زید بیٹھا ہوا تھا اور ساتھ میں نیشہ بھی، ارسلان نے تیزی سے ان کی طرف قدم بڑھائے تھے۔۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو اور نیشہ کو کیوں لے کر آئے ہو باہر ارسلان اپنے
لہجے کو سخت ہونے سے نہ روک پایا تھا۔

نیشہ کہہ رہی تھی اس نے کھیلنا ہے وہ جھونپڑی سے باہر آگئی تھی میں
اس کے پیچھے یہاں تک آیا مجھے میرا دوست نظر آیا اس لیے میں اس
کے پاس بیٹھ گیا نیشہ کو لے کر زید سر جھکائے ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ
کر بیٹھا تھا۔

چلو چلیں واپس ارسلان نے زید اور نیشہ کا ہاتھ پکڑ کر دونوں کو کھڑا کیا
اس بچے کی آنکھوں سے روز و قطار آنسو بہنے لگ گئے۔
بھائی اسے بھی ساتھ لے چلے نیشہ اس معصوم سے پرکشش بچے کو دیکھے
جارہی تھی چہرے پر سیاہی لگنے کے باوجود بھی وہ پرکشش لگ رہا تھا۔
وہ بچہ کھڑا ہوتے ارسلان کا ہاتھ تھام گیا۔

بھائی جی میں سارے کام آپ کے کر دیا کروں گا جیسے میں اور فنج میں
کرتا تھا بس آپ مجھ سے اپنے ساتھ رکھ لو مجھے یہاں پر ڈر لگتا ہے رات
کو ایک آدمی گندی طرح سے مجھے ہاتھ لگا رہا تھا راضا رات کے بارے
میں سوچ کر لرز اٹھا تھا جب ایک آدمی اس کے پاس بیٹھ کر اس کے سینے
کو چھو رہا تھا راضا ڈر کر اسے دور بھاگ گیا تھا۔

آجاؤ میرے ساتھ ارسلان ان تینوں کو لے کر جھونپڑی میں چلا گیا اس
پر ذمہ داریاں بڑھتی جا رہی تھیں۔

ہاتھوں میں پکڑے دو بندھ اس نے کھول کر چار حصے کیے تین حصے ان
تینوں کو پکڑا دیے اور ایک حصہ خود پکڑ کر بیٹھ گیا۔

مجھے یہ نہ کھانا ہے نیشہ کھانے کو ارسلان کی گود میں پھینک گئی۔

اب یہ کھالورات کو میں اچھی اچھی چیزیں لے کر آؤں گا کھانے کے
لیے ارسلان نے اس کے بال سہلاتے ہوئے اس کا حصہ اپنی گود سے
اٹھا کر اس کے ہاتھوں میں پکڑا دیا۔

زید خبردار اگر اب تم نیشہ کو باہر لے کر گئے تم نے بھی باہر نہیں جانا
تینوں خاموشی سے یہاں بیٹھے رہو گے ارسلان نے سختی سے زید کو
ڈانٹ کر رضا سے کہا تھا سختی سے انہیں ہدایت دیتا چلا گیا۔

ارسلان پھر دوبارہ اس بلڈنگ میں چلا گیا تاکہ کام کر کے اپنے مقصد
کے لیے اور رہنے کے لیے کوئی چھت ڈھونڈ سکے۔

احمد شاہ کو ہوش آگئی تھی ارد شیر اپنے گھر واپس آیا اماں جی زمین پر بے
ہوش پڑی تھی وہ بھاگتا ہوا اماں جی کا سر اپنے گود میں رکھ کر ان کے
رخسار تھپتھپانے لگا۔

اماں جی آنکھیں کھولیں۔۔

اماں جی! انہیں ہوش میں نہ آتے دیکھ ارد شیر چلایا تھا۔ اچانک اس کی نظر اماں جی کے پاس بڑی ایک چٹ پڑ گئی۔۔

اس نے فوراً چٹ کھولی جس پر یہ الفاظ لکھے تھے کہ میری نور جان کو اپنا کہنے کا انجام دیکھ لیا ہے تم نے ارد شیر تمہارے واحد رشتے کو ابھی میں نے بے ہوش کیا ہے اگر اب تم نے میری نور جان کے بارے میں سوچا بھی تو تمہاری اماں جی کی سانسیں ختم کرنے میں وقت نہیں لگاؤں گا میں، تمہارا دوست احمد ابھی تو میں نے اس کے بچے اور ماں باپ اس سے دور کیے ہیں اگر تم نے اب کوئی حرکت کی تو تمہارے اس دوست کا قصہ ختم کر دو گا چٹ کے آخر میں ایس۔ کے لکھا ہوا تھا۔

شد اور خان سب کی زندگی برباد کر چکا تھا۔

ارد شیر نہیں اماں جی کو اٹھا کر ان کے کمرے میں لٹا دیا وہ نشا آور چیزوں کے زیر اثر تھی۔۔

اگر میں نے یہاں رہ کر اس کو ڈھونڈا اماں جی کی جان خطرے میں آسکتی ہے میں اپنی اماں جی کے معاملے میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا اور نہ ہی اپنے دوست کے معاملے میں، میں چلا جاؤں گا یہاں سے ارد شیر نے موبائل پکڑ کے اپنی بیرون ملک جانے کے لیے ٹکٹ بک کروائی۔۔
ارد شیر اماں جی کے لیے چٹ لکھ کر چلا گیا۔۔

اماں جی کو جب ہوش آیا اپنے چکراتے سر کو تھامتے بمشکل اٹھ کر بیٹھی جب ان کا دھیان سائٹیڈ ٹیبل پر پڑی چٹ پر گیا۔۔

جس میں لکھا ہوا تھا کہ اماں جی مجھے ضروری کام ہے میں بیرون ملک جا رہا ہوں مجھے نہیں معلوم میں کب واپس آؤں گا اپنا دھیان رکھیے گا کم سے کم گھر سے باہر نکلے آپ، ساری سکیورٹی بھی میں چیلنج کر کے جا رہا

ہوں ایک لڑکی آپ کے پاس موجود رہے گی آپ کا دھیان رکھنے کے
لیے آخر میں "آپ کا پیارا اسکندر" لکھا ہوا تھا۔

کتنے ہفتے گزر گئے تھے احمد شاہ خاموش رہتا تھا ہر وقت گم سم کمرے
میں بند رہتا نہ ہی اپنی بیوی سے بات کرتا اور نہ ہی اپنے بچوں سے اسے
یہ تک ہوش نہ ہوتی تھی کون کمرے میں آ رہا ہے کون جا رہا ہے وہ بس
بت بنے ایک جگہ اپنے بیٹے کی تصویر پکڑ کے بیٹھا رہتا تھا۔
اسماء کھانا لے کر احمد کے پاس بیڈ پر بیٹھی۔
احمد کھانا کھا لے اسماء نے نوالہ بنا کر اس کے سامنے کیا۔
اسماء مت زبردستی کرو میرا نہیں دل کر رہا احمد رخ دوسری طرف کر
کے لیٹ گیا۔

احمد اٹھ جائیں دو دن سے آپ نے کچھ نہیں کھایا اسماء اب رونے لگی تھی
۔۔ سجاد شاہ کمرے میں داخل ہوتے اسماء سے کھانے کی ٹرے پکڑ کر
احمد کے پاس بیٹھ کے اسے کمرے سے باہر جانے کا اشارہ کیا اسماء
خاموشی سے کمرے سے باہر چلی گئی۔۔

احمد اٹھ جاؤ میرے بھائی ضد مت کرو سجاد شاہ نے نرمی سے اس سے
بازو سے پکڑتے بٹھایا تھا۔۔

چلو شاباش کھانا کھاؤ نوالہ بنا کر احمد کے لبوں کے پاس کیا احمد اپنی زبان
پر قفل لگائے کھانا کھانے لگا۔۔

اسے کھانا کھلا کر سجاد شاہ اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔

یک دم احمد شاہ کو بے تحاشہ کھانسی ہونے لگی۔۔ سائیڈ ٹیبل پر دیکھا پانی
موجود نہ تھا اپنے لڑکھڑاتے قدم کمرے سے باہر لے کر گیا جب اس
کے کانوں میں سجاد شاہ کی آواز گونجی تھی۔۔

انشاءً تم اسے جا کر سمجھاؤ اپنی حالت بہتر کر لے مجھ سے اس کا حال دیکھا
نہیں جاتا، میرا واحد خونی رشتہ وہ ہے اس دنیا میں، میں اسے کھونا نہیں
چاہتا اسے کھونا، اللہ نے جو قسمت میں لکھا تھا وہ ہو گیا ہے اب اس سب
سے باہر نکل آئے، اپنی بیوی اور بچوں پر دھیان دے وہ تڑپ رہے ہیں
اپنے باپ کے لیے سجاد انشا کی گود میں سر رکھتے بے تحاشہ رو دیے احمد
شاہ اپنے بڑے بھائی کے لفظوں پر سوچ میں پڑ گیا۔

احمد اپنے بچوں کے کمرے میں گیا سیان جو ہر وقت شرارتیں کرتا تھا چہرہ
بنائے بیٹھا تھا عیشان سنجیدہ چہرہ لیے اپنے سکول کا ہوم ورک کر رہا تھا
۔۔

احمد ان کے پاس جا کر بیٹھا اپنے بابا کو دیکھتے دونوں خوشی سے اچھلتے اپنے
بابا کے سینے سے لگے تھے۔

بابا بھائی جی کو لے آئیں اور ہماری بہن کہاں گئی ہے سیان احمد شاہ کی گود
میں بیٹھ کر بولا تھا۔

عیشان خاموشی سے بیٹھا تھا جیسے اسے ہر چیز کی سمجھ لگ گئی تھی وہ
سنجیدگی سے سب کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عیشان کے اندر کیا چل رہا ہے
وہ کیا کرے گا جان پانا مشکل تھا۔

احمد شاہ اپنے بیٹے کی سنجیدگی دیکھ کر اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے بیوی
بچوں پر توجہ دے گا۔

شد اور خان نور کو ڈھونڈنے کے لیے در بدر بھٹک رہا تھا۔ جب اسے
ندی کے کنارے نور بے ہوشی کی حالت میں ملی شد اور ہڑ بڑی سے کار
سے باہر نکلتے نور کو اپنی باہوں میں اٹھا کر کار میں لٹا کے کار کا رخ جنگل

میں بنے فارم ہاؤس کی طرف کر گیا وہ نور کو ہاسپٹل لے کر نہیں جانا چاہتا تھا۔۔

اس میں فارم ہاؤس میں ہر ڈاکٹر کا انتظام کر دیا تھا ڈاکٹر نے اسے بتایا کہ نور کو ما میں جا چکی ہے شد اور خان کا دل لرز اٹھا یہ بات جان کر کہ وہ اپنی نور جان سے بات نہیں کر پائے گا۔۔

وہ جاننا چاہتا تھا آخر نور کے ساتھ کیا ہوا ہے یہ بات تو صرف نور ہی بتا سکتی تھی۔۔

ڈاکٹر کے جانے کے بعد شد اور نور کے پاس جا کے بیٹھ گیا اس کا ہاتھ تھام کر نرمی سے اس کے ہاتھ پر بوسے دینے لگا۔۔

نور جان آنکھیں کھولو اس کا چہرہ تھا متے اس کے اس قدر قریب ہوا تھا کہ شد اور خان کی گرم سانسیں نور کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔۔

نور جان آنکھیں کھولو اس کی پیشانی کے ساتھ اپنی پیشانی ٹکا کر اس کی آنکھوں سے روز و قطار آنسو بہتے نور کی آنکھوں پر گرنے لگے۔

مت تڑپاؤ مجھے اتنا، میرا ہر رشتہ مجھ سے دور ہو چکا ہے نور وہ عورت جو میرے ساتھ مخلص تھی، میری بیٹی سب کچھ دور ہو گیا نور مجھ سے تم مجھے چھوڑ کر مت جاؤ مجھ سے باتیں کرو شد اور نور کے کندھے پر سر رکھ کے اس کے ساتھ نیم دراز ہو گیا۔

صبح اس کی آنکھ کھلی نور کا وجود رات کو جس حالت میں تھا اسی میں موجود تھا شد اور اٹھ کر فریش ہوتے اپنی بیٹی کو ڈھونڈنے کے لیے چلا گیا شام کو واپس آکر وہ دوبارہ نور کے پاس بیٹھ کر اس سے بے تحاشہ باتیں کرنے لگا۔

اب اس کا یہ معمول بن گیا تھا وہ روز اپنی بیٹی کو ڈھونڈنے جاتا اور واپسی پر شام کے وقت نور کے پاس بیٹھ کر پوری رات اس سے باتیں کرتا جو

کام وہ پورے دن میں کرتا تھا سب کچھ نور کو بتاتا جیسے وہ اٹھ کر اس سے باتیں کرے گی۔۔

دوسروں کو بے سکونی دے کر انسان کبھی خوش نہیں رہ سکتا، وہ " انسان سکون کے لیے ترس جاتا ہے "۔۔

تمہیں دو ماہ ہو گئے ہیں میرے پاس کام کرتے ہوئے تم نے ابھی تک مجھے نہیں بتایا کہ تم زخمی کیسے ہوئے تھے حسیب خان نے ارسلان کو اپنے گھر بلا لیا ہوا تھا۔۔

میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا میں اپنی پرسنل لائف کسی کے ساتھ شیئر کرنا پسند نہیں کرتا، اور ہاں یہ رہا آپ کے گھر کا رینٹ ارسلان نے اپنی جیب سے کچھ پیسے نکال کر حسیب خان کے سامنے پڑے ٹیبل کے اوپر رکھ دیے۔۔

ارسلان حسیب خان کے گھر کے سامنے آؤٹ ہاؤس میں رہ رہا تھا جس میں دو کمرے تھے چھوٹا سالانچ اور ایک چھوٹا سا بچن تھا۔

دیکھو ارسلان میں نے تم چاروں کو اپنے گھر میں رہنے کا کہا تھا لیکن تم نے منع کر دیا، پھر میں نے آؤٹ ہاؤس میں رہنے کا کہا تم نے اس بات پر بھی اعتراض کیا تمہارے الفاظ یہ تھے کہ تم آؤٹ ہاؤس میں رہنے کا رینٹ دیا کرو گے تب فل وقت میں چپ کر گیا تھا لیکن درحقیقت میں نے تم چاروں کو اپنے بچے سمجھ کر تم سب کو یہاں رکھا تھا حسیب خان کو نہایت برا لگا تھا ارسلان کا یوں وہاں رہنے پر کرایہ دینا۔

حسیب خان کی کوئی اولاد نہ تھی ان کی شادی کو 10 سال بیت چکے تھے انہیں ارسلان اور باقی سب بچے ان دو ماہ میں حد سے زیادہ عزیز ہو گئے تھے۔

انکل مجھ سے دلی لگاؤ مت لگائیں میں صرف ایک مقصد کے لیے یہاں
رہ رہا ہوں اپنے بہن بھائیوں کو لے کر، آپ کا گھر محفوظ ہے ارسلان
اتنا کہتے ہیں خاموشی سے حسیب خان کی طرف دیکھنے لگا۔

وہی مقصد میں تمہارا جاننا چاہتا ہوں ارسلان، آخر تم ہو کون تمہاری
پہچان جاننا چاہتا ہوں میں حسیب خان جتنا اسے سمجھنے کی کوشش کر
رہے تھے اتنا ہی الجھتے جا رہے تھے ارسلان ان کے گھر رہتا تھا لیکن وہ
وہاں رہنے کا رینٹ دیتا تھا مزدوری کرتا تھا دو جگہ جاب بھی کرتا تھا
ساتھ میں اپنی پڑھائی بھی اس نے جاری رکھی تھی، اپنی بہن بھائیوں
کے سارے اخراجات وہی اٹھا رہا تھا۔

مجھے بتاؤ تاکہ میں تمہارے اس مقصد میں تمہارا ساتھ دے سکوں
حسیب خان صوفے سے اٹھ کر ارسلان کے پاس جا بیٹھے۔

دو ماہ پہلے جو ہو چکا ہے اس کے بعد آپ صرف ہمدردی سے میری
طرف دیکھیں گے ہمدردی سے میرا ساتھ دیں گے اور مجھے کرنل
حسیب خان صاحب ہمدردی نہیں چاہیے حسیب خان گہری سوچ میں
ڈوب گئے ارسلان نے انہیں دو ہفتے پہلے اپنی عمر بتائی تھی حسیب خان
15 منٹ حیرت سے ٹکٹکی باندھے ارسلان کی طرف دیکھتے رہے تھے
ارسلان کا قد دیکھ اور اس کی باتیں سن کر انہیں وہ نوجوان لڑکا معلوم
ہوتا تھا۔

میں ہمدردی نہیں کروں گا تم سے، ایک کرنل بن کر ہی تمہیں جواب
دوں گا میں حسیب خان سخت لہجے میں کہتے پتھر یلی نظروں سے اسے
دیکھنے لگے۔

ہمت ہے سننے کی، حسیب خان نے ارسلان کو یک طرفہ مسکراہٹ
پاس کی۔

ارسلان دو ماہ پہلے ہوئے واردات کے بارے میں بتانے لگا۔۔ حسیب
خان کا ارسلان کی باتیں سن کر چہرہ پسینے سے تر تھا ان کے ہاتھوں میں
کیکیا ہٹ طاری ہوئی تھی۔۔

انہوں نے آنکھیں پھاڑے ارسلان کی طرف دیکھا جس کا چہرہ سرخ تھا
، نیلی آنکھوں میں سرخ ڈورے صاف واضح ہو رہے تھے، کانپٹی اور
ہاتھوں کی رگیں ابھری ہوئی تھی، پیشانی پر بے شمار بل نمودار ہوئے،
ہاتھوں کی مٹھیاں بناتے پتھریلی نظروں سے اپنے ہاتھوں کی طرف
دیکھنے لگا۔۔

یعنی، حسیب خان ایک لفظ اپنے لبوں سے بمشکل ادا کر پائے تھے اپنے
لبوں پر ہاتھ جمائے سر جھکا کر بیٹھ گئے ان کے پاس الفاظ نہیں تھے ادا
کرنے کے لیے۔۔

تمہارے پاس تمہارا بے فارم وغیرہ کچھ نہیں ہے ارسلان نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

تمہارا قد تقریباً چھ فٹ ہو چکا ہے ارسلان، دکھنے میں تم 19 یا 20 سال کے لگتے ہو میں سر پرست کی حیثیت سے تمہارا نیا بے فارم بنوا سکتا ہوں حسیب خان کچھ سوچتے ہوئے بولے تھے۔۔

ارسلان نے آنکھیں چھوٹی کر کے حسیب خان کو دیکھا۔۔
اور اس سب سے کیا فائدہ ہو گا؟۔۔

تم آرمی میں جاسکتے ہو اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہو حسیب خان نے ارسلان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔

کرنل حسیب خان صاحب قانون کوئی انصاف نہیں دیتا یہ سب امیروں کے اشاروں پر ناچتے ہیں ارسلان کو خود پر ضبط کرنا مشکل لگ

رہا تھا وہ لمبے سانس لے کر خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگا

--

تو پھر تم کیسے بدلہ لو گے ان سب سے، شد اور خان کوئی معمولی مجرم نہیں ہے خطرناک مافیا میں پہلے نمبر پر آتا ہے وہ کنگ ہے مافیا ورڈ کا، آسان نہیں ہے اسے ہرانا، چیل جیسی اس کی نظر ہے اگر تم نے کوئی غیر معمولی حرکت اس کے خلاف کی بہت جلد پکڑے جاؤ گے تم حبیب خان کے الفاظ پر ارسلان شاہ نے زوردار قہقہہ لگایا وہ اسے عجیب نظروں سے دیکھنے لگے جو پریشان ہونے کی بجائے قہقہہ لگا رہا تھا۔ آپ کو کس نے کہا کہ ابھی سے میں ایس۔ کے کے خلاف سازشیں شروع کرنے والا ہوں، کرنل حبیب خان صاحب بھیڑیا اپنے شکار کو تب پکڑتا ہے جب وہ پر سکون بیٹھا ہوتا ہے اسے کسی خطرے کا ڈر نہیں

ہوتا حسیب خان کو ارسلان کی آنکھوں میں وحشت اور دہشتِ جنون
انتقام کے لیے دیکھ کر ایک پل کے لیے خوف محسوس ہوا تھا۔
تم ایک الجھی کتاب ہو پارسل ارسلان احمد شاہ جیسے جیسے ایک پنہ پلٹتا ہے
تمہارا نیار از کھلتا ہے۔

انسان کو ایک بند کتاب کی طرح ہونا چاہیے پہلے تو اسے کوئی کھول نہ
پائے اگر کھول لے تو سمجھ نہ پائے، ہاں اگر آپ میرا ساتھ دینا چاہتے
ہیں تو مجھے ٹریننگ دے سکتے ہیں صرف، اس کے علاوہ کچھ نہیں
ارسلان سخت لہجے میں کہتے کھڑا ہو گیا۔

یعنی تم آرمی میں نہیں جاؤ گے؟ حسیب خان چاہتا تھا کہ وہ آرمی میں چلا
جائے وہ غلط کاموں میں ملوث نہ ہو۔

نہیں، اور آپ بے فکر رہیں میں حیوان بن کر کسی کے گھر کی عزت کو
خراب نہیں کروں گا بلکہ ان درندوں کو ختم کروں گا جو دوسروں کی

بہنوں کو نوچتے ہیں۔ اور ہاں کرنل صاحب شکریہ اس ڈی این اے
رپورٹ کے لیے ارسلان ان کی سوچ پڑھتے اور اس رپورٹ کے لیے
شکریہ کہتے ہی لمبے ڈگ بھرتا آؤٹ ہاؤس میں چلا گیا۔
اسے سمجھنا میرے بس کی بات نہیں ہے حسیب خان تاسف سے سر
ہلاتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

بھائی جی رضا بھائی نے میری چاکلیٹ چھین کر کھالی نیشہ بیڈ پر بیٹھی
روتے ہوئے ارسلان سے رضا کی شکایت لگانے لگی۔

رضا اس طرح نہیں کرتے چھوٹی بہن ہے وہ تمہاری ارسلان غصے سے
رضا کی طرف دیکھتے اسے ڈانٹنے لگا۔

آئندہ ایسا نہیں کروں گا رضا نیشہ کے پاس جاتے اسے اپنے ساتھ لگا گیا
۔۔ ارسلان پہلے رضا کو اور زید کو نشا سے دور رکھتا تھا کیونکہ وہ دونوں
اس کے لیے نامحرم تھے۔ کبھی کبھار رضا اور نیشہ کی حرکات اور چہرے

کی وجہ سے اسے (ارسلان) بہن بھائی معلوم ہوتے تھے اس نے
حسیب خان کو ڈی این اے رپورٹ لا کر دینے کا کہا، جب ارسلان کو
حسیب خان نے ڈی این اے رپورٹ لا کر دی ارسلان رضا کو نیشہ کے
ساتھ کھیلنے سے منع نہیں کرتا تھا کیونکہ وہ اس کا محرم تھا اس کا بھائی تھا
۔۔ کبھی کبھار زید ضد کرتا تھا کہ اس نے بھی نیشہ کے ساتھ کھیلنا ہے
ارسلان نے اسے اپنے پاس بٹھا کر سمجھایا تھا کہ ایک لمٹ میں رہ کر اس
کے ساتھ کھیلنا ہے ارسلان نے ان سب کو حقیقت بتادی تھی کہ نیشہ
رضا کی بہن ہے اور اس کا جڑوا بھائی زید ہے۔ رضا بے حد خوش ہوا تھا یہ
بے یقینی جان کر اس کی ایک بہن ہے اور زید تو ارسلان کی بات سن کر
سے اس کی طرف دیکھتے یقین کر رہا تھا کہ وہ اس کا جڑوا بھائی ہے جو قد
میں تقریباً اس سے ڈیڑھ فٹ بڑا تھا۔

بھائی میرا مطلب ارسلان میرا کل ٹیسٹ ہے مجھے یہ کو سچن سمجھ نہیں
آ رہا زید منہ بناتے ارسلان کے پاس دوسرے بیڈ پر بیٹھ گیا ارسلان نے
زید کو منع کیا تھا کہ وہ اسے بھائی نہ بلائے کیونکہ وہ دونوں جڑوا بھائی ہیں

--

اس کمرے میں دو سنگل بیڈ تھے ایک پر زید اور رضا سوتے تھے اور
دوسرے پر نیشہ سوتی تھی۔ ارسلان دوسرے کمرے میں سوتا تھا
کیونکہ بعض اوقات اسے رات کو گڈو کی چیخنے کی آوازیں آتی تھیں جس
کے باعث وہ پوری رات سو نہیں پاتا تھا یہ اس کا تقریباً روز کا معمول تھا
وہ پوری رات جاگتا رہتا اور شعر اپنی ایک ڈائری پر لکھتا رہتا۔
اسے اپنی حیات کی بے انتہا یاد آتی تھی اس کا دل چاہتا تھا وہ اس کے پاس
ہو اسے ڈھیروں باتیں کر کے اپنے دل کا غم ہلکا کرے لیکن ہائے یہ

قسمت اسے اپنوں سے دور کر گئی تھی۔۔ جب وہ انیزا کے بارے میں سوچتا اس کے دل میں خیال آتا کہ اسے میں یاد ہو گا؟۔۔

وقت آہستہ آہستہ گزرتا گیا نیشہ اپنے سگے بھائی سے زیادہ ارسلان کے ساتھ اٹیچ ہو گئی تھی وہ اپنی چھوٹی چھوٹی باتیں ارسلان کے ساتھ شیئر کرتی ارسلان نے ان سب کو بھائی نہیں باپ بن کے پالا تھا ان کے ہر اخراجات پورے کیے ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھا۔۔ زید جب 15 سال کا ہوا تھا اس نے ضد کی کہ وہ بھی جاب کرے گا ارسلان نے سختی سے ڈانٹا تھا اور کہا تھا کہ میں ابھی زندہ ہوں تم سب کی ذمہ داری اٹھانے کے لیے۔۔

اس نے چھ ماہ کی ٹریننگ دو ماہ میں لی تھی حسیب خان جب بھی ارسلان کو سمجھنے کی کوشش کرتے ان کے سر میں شدید درد ہونا شروع ہو جاتا تھا۔۔

پارس ارسلان شاہ مافیا کی دنیا میں ڈیول ڈیمین بن کے داخل ہوا کچھ ماہ
میں ہی اس نے مافیا کی دنیا میں 10 ڈون کو ختم کر کے ان کی سیٹ
سنبھالی تھی۔۔۔

زید شاہ نے جب انٹر کی پڑھائی ختم کی تھی اس نے ارسلان سے ضد کی
کہ وہ اس کے ساتھ مافیا کی دنیا میں داخل ہونا چاہتا ہے اپنی بہن کا بدلہ
لینے کے لیے ارسلان نے اسے کئی دفعہ منع کیا لیکن وہ ضد پر تھا ارسلان
شاہ کو اس کی ضد کے آگے ہار مانی پڑی اور وہ اس کا رائٹ ہینڈ بن کے
اس کے ساتھ رہنے لگا زید شاہ عرف ایلف۔۔

جب رضا اور نیچے پر اپنے باپ کی حقیقت ظاہر ہوئی تھی وہ بھی ارسلان
کے ساتھ اس کام میں شامل ہو گئے تھے رضا عرف ار۔ کے، نیشہ
عرف ایگل گرل۔۔

نیشہ کافی عرصے بعد ان کی ٹیم میں شامل ہوئی تھی کیونکہ وہ کافی کم اتج اور کمزور تھی ارسلان شاہ چاہتا تھا جب تک وہ مضبوط نہ بن جائے وہ ان کی ٹیم میں شامل نہیں ہونی چاہیے۔۔

وہ سب جوان ہو چکے تھے ارسلان شاہ اور زید 22 سالہ نوجوان مرد بن چکے تھے رضا 21 سال اور نیشہ 20 سال کی تھی۔۔

ایک دن اتفاقاً ان کا میٹنگ کے سلسلے میں گجرات والہ جانا ہوا۔۔

ارسلان شاہ جب میٹنگ روم میں ان سب کے ساتھ داخل ہوا سامنے احمد شاہ کو دیکھتے کچھ پل کے لیے اس کا سانس رکا تھا۔۔

احمد شاہ ٹکٹ کی باندھے ارسلان کی طرف دیکھے جا رہے تھے وہ ایک نظر میں ہی اپنے بیٹے کو پہچان گئے تھے آنکھیں بار بار جھپک کر وہ یقین کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ ان کا چیونگم ان کے سامنے ہے۔۔

بابا! ارسلان احمد شاہ کو پکارتے اپنی آنکھوں کو نم ہونے سے بمشکل
روک پایا تھا رضا اور زید نے حیرانگی سے ارسلان کی طرف دیکھا 12
سال بعد انہوں نے ارسلان کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی دیکھی تھی جو
ایک پل میں ہی ختم ہوئی تھی۔۔

احمد شاہ بھاگنے والے انداز میں ارسلان کے قریب پہنچتے سختی سے اسے
اپنے گلے لگا گئے تھے۔۔

میٹنگ روم میں کھڑے ہر معروف بزنس مین ان دونوں کی طرف
حیرانگی سے دیکھنے لگے ارسلان شاہ خاموشی سے اپنے باپ کے گلے لگے
آنکھیں موندے کھڑا تھا اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا احمد شاہ بے
آواز رو رہے تھے 12 سال بعد ان کے دل میں جو اپنے بیٹے سے ملنے کی
تڑپ تھی اس تڑپ کو سکون ملا تھا۔۔

آپ سب لوگ یہاں سے جاسکتے ہیں میٹنگ آج نہیں ہوگی ارسلان شاہ کی بھاری آواز میٹنگ روم میں گونجی تھی۔۔

مسٹر شاہ یہ میٹنگ نہایت ضروری ہے ایک آدمی سخت نظروں سے ارسلان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھا۔۔

جس کے لیے آج میٹنگ کرنا زیادہ ضروری ہے میری طرف سے ان کو اللہ حافظ اور جو اس پر وجیکٹ میں انٹر سٹڈ ہیں کچھ دنوں بعد وہ دوبارہ اس میٹنگ روم میں آسکتے ہیں میٹنگ اٹینڈ کرنے ارسلان نے اٹل اور سخت لہجہ استعمال کرتے دروازے کی طرف اشارہ کیا تھا سب خاموشی سے باہر چلے گئے میٹنگ روم میں صرف وہ پانچوں موجود تھے۔۔

میرا بیٹا۔۔ تم۔۔ میرے پاس۔۔ ذندہ تم احمد شاہ اپنے لبوں سے ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا کر رہے تھے ان کے لہجے میں لڑکھڑاہٹ واضح ہو رہی تھی۔۔

بابا سکون سے دیکھ لے مجھے، میں آپ کے سامنے ہوں آپ کا بیٹا
ارسلان احمد شاہ کو کندھوں سے تھامتے اپنی نیلی آنکھوں سے ان کی شہد
رنگ آنکھوں میں دیکھتے بولا تھا۔

ارسلان کے بابا کہنے پر زید شاہ اپنے کوٹ کو سختی سے مٹھی میں جکڑ گیا
۔۔ ارسلان نے زید کو بتا دیا تھا کہ گھر والوں کی نظر میں وہ مرچکا ہے۔
یہ بات کسی کو بھی نامعلوم تھی کہ زید کو بچپن میں ان سب سے کس
نے دور کیا تھا۔

احمد شاہ پیار بھری نظروں سے ارسلان کی طرف دیکھے جا رہے تھے بے
ساختہ زید شاہ کی آنکھیں نم ہوئی تھیں اس کا دل چاہ رہا تھا وہ اپنے باپ
کے گلے لگ کر محسوس کریں کہ باپ کا پیار کیسا ہوتا ہے۔

بابا! یہ زید آپ کا دوسرا بیٹا، میرا جڑوا بھائی ارسلان نے زید کی طرف
اشارہ کرتے اسے احمد شاہ کے سامنے کھڑا کیا۔

لیکن یہ تو احمد شاہ بات کو ادھوری چھوڑتے خاموش ہوئے تھے زید کے
دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا تھا وہ اپنے باپ کے سامنے کھڑا تھا
لیکن احمد شاہ یقین نہیں کر رہا تھا۔

احمد شاہ نے اپنے بازو دونوں اطراف میں پھیلائے، زید تڑپ کر اپنے
باپ کے گلے لگ کر ان کے گرد اپنی گرفت مضبوط کر گیا۔
دونوں باپ بیٹے آدھے گھنٹے سے ایک دوسرے کے گلے لگ کر بے
تحاشہ رو رہے تھے ارسلان شاہ ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگا کر خاموشی سے
کھڑا تھا اس کے احساسات مرچکے تھے وہ پتھر دل بن گیا تھا نیشہ اور رضا
کہ لبوں پر تکلیف وہ مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا ان دونوں نے کبھی باپ
کے پیار کو محسوس نہیں کیا تھا۔

بابا مجھے امی سے ملنا ہے زید شاہ نے جھجھکتے ہوئے احمد شاہ سے کہا تھا۔

اتنا جھجک کیوں رہے ہو تمہاری ماں ہے تم آرام سکون سے کہو کہ مجھے
میری ماں سے ملنا ہے احمد شاہ نے اس کے بال بکھیرے تھے احمد شاہ
بے حد کنفیوز تھے کیونکہ اسماء کو زید کی پیدائش کا علم نہیں تھا۔
ارسلان تم سب تو حویلی میں احمد شاہ کی بات ادھوری چھوڑنے پر
ارسلان کی آنکھوں میں سرخی پیدا ہوئی۔

اس نے ٹھنڈی آہ خارج کرتے سب کچھ احمد شاہ کو بتا دیا یک دم احمد شاہ
کی سانسیں اکھڑنے لگی تھیں۔

بابا سنبھالنے خود کو ارسلان اور زید احمد شاہ کے دونوں جانب کھڑے ہو
کر ان کی پیٹھ سہلانے لگے۔

میری بیٹی احمد شاہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے بے تحاشہ رو دیے تھے 12
سال بعد وہ اپنے دل کا غبار نکال رہے تھے 12 سال وہ خود پر ضبط کیے
خاموش رہے تھے تاکہ ان کے اپنوں کو تکلیف نہ ہو۔

یہ دونوں کون ہیں؟ احمد نے خود کو سنبھالتے سوالیہ نظروں سے
ارسلان کی طرف دیکھا۔

یہ میرے بہن بھائی ہیں ارسلان نے ان دونوں کو اپنے بازوؤں کے حصار
میں لیا تھا۔

احمد شاہنا سمجھی سے ارسلان کی طرف دیکھنے لگے۔

شد اور خان کے بچے احمد شاہ لمبا سانس لیتے خاموش ہو گئے نیشہ اور رضا
کو اس درندے کا نام خود کے ساتھ لگنا گالی لگتا تھا۔

انگل ہماری کوئی غلطی نہیں ہے اس میں نیشہ نم آنکھیں لیے احمد شاہ
کے پاس نظر جھکائے کھڑی تھی۔

احمد شاہ نے کھڑے ہوتے مسکرا کر شفقت سے نیشہ کے سر پر ہاتھ رکھا
تھا۔

یہ کہیں کا اصول نہیں ہے کہ باپ کے گناہوں کی سزا اولاد کو دی جائے
، بیٹا آپ دونوں کی ماں کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہے، اپنی جان قربان کر
کے انہوں نے میرے بیٹے کی حفاظت کی تھی نشہ نظر جھکائے کھڑی
رہی وہ دل میں اپنے خدا کا شکر ادا کر رہی تھی کہ اس کے خدا نے اسے
محفوظ ہاتھوں میں دیا تھا۔

وہ پانچوں گھر چلے گئے اسماء عیثان کے لیے کیک بنا کر کچن سے باہر لے
کر آرہی تھی جب اس کی نظر گھر میں داخل ہوتے احمد شاہ اور اس کے
پچھے کھڑے ان چاروں پر گئی۔

ارسلان لمبے ڈگ بڑھتا اپنی امی جان کے قریب پہنچ کر سختی سے خود
میں بھینچ گیا۔

انشاپاس کھڑی ان کو دیکھے جارہی تھی ارسلان نے ایک ہاتھ سے اپنی
امی پر گرفت مضبوط کرتے دوسرے ہاتھ سے اپنی ماں کو حصار میں لیا

تھا اس کی دونوں مائیں اس سینے سے لگی تھی کبھی وہ اس کا چہرہ چھو کر اس
کی پیشانی پر پیار کرتی کبھی اس کے ہاتھوں کو اپنے لبوں کے ساتھ لگاتی

--

سارے پیار تم دونوں نے ہی کر لینا ہے ہمیں موقع نہیں دینا سجاد شاہ ان
دونوں کو پیچھے کرتے ہیں ارسلان سے کے گلے لگے۔

سب باری باری ارسلان سے ملے سیان اور عیشان تو ارسلان کے گلے
لگتے اونچی آواز میں بچوں کی طرح رونا شروع ہو گئے تھے۔
خاموش ہو جاؤ ارسلان نے دونوں کے بال بکھیرتے انہیں خود سے دور
کیا تھا۔

عرج اپنا بلائی لب باہر نکالتے صوفے پر بیٹھ کر رونا شروع ہو گئی
ارسلان اس کے پاس بیٹھ کر اسے چپ کرانے لگا۔

اسماء ہمارا بیٹا احمد نے زید کو اسماء کے سامنے کیا اسماء نا سمجھی سے احمد کی طرف دیکھنے لگی اسماء کے مطابق اس کے تین بیٹے تھے لیکن درحقیقت وہ چار بیٹوں کی ماں تھی۔۔

احمد شرمندگی سے سر جھکاتے اسماء کو سب کچھ بتا گئے۔۔

اسماء روتے ہوئے زید کو بے تحاشہ پیار کرنے لگی یک دم اس کی ممتاز زید کے لیے جاگی تھی۔۔

ارسلان نے نیشہ اور رضا کے بارے میں گھر میں سب کو بتایا تھا کہ وہ دونوں اسے اس حادثے میں ملے تھے اسماء، انشا اور سجاد کو نیشہ اور رضا کے باپ کا نام معلوم تھا۔۔ عانیہ کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ صرف گھر کے بڑوں کو پتہ تھا یا پھر عیشاں، سیان اور اذہان کو۔۔

اسماء احمد سے ناراض ہو گئی تھی کہ اس نے اسے اتنی بڑی بات چھپائی دو
ماہ اسماء نے احمد سے بات نہ کی تھی پھر زید اور ارسلان کے منانے پر اس
نے احمد کے ساتھ ناراضگی ختم کی تھی۔۔

حال۔۔

ماضی کے بارے میں سوچتے ارسلان کے سر میں درد شدت اختیار کر
گیا۔۔

وہ رولنگ چیئر پر بیٹھے اپنے ہاتھ کی مٹھی بنا کر اپنے سر کے ساتھ لگا گیا۔۔
تمہاری نور جان کو تو تم سے میں نے دور کر دیا ہے آہستہ آہستہ تمہارے
سب اپنوں لوگوں کو تم سے دور کروں گا، تم تڑپو گے شد اور خان لیکن

تمہیں کوئی میسر نہیں ہوگا ارسلان کی آنکھیں اس حد تک سرخ ہو گئی
تھی جیسے ابھی خون نکل آئے گا۔

انیزا ڈرتے ہوئے کچن سے ڈپلیکیٹ چابی اٹھا کر دروازہ کھول کے بن
آواز پیدا کیے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

وہ ڈرتے ہوئے قدم ارسلان کی طرف بڑھانے لگی انیزا ارسلان کے
سامنے صوفے پر بیٹھ گئی آنکھیں پٹیٹا کر معصومیت سے اپنے شاہ کو دیکھ
رہی تھی جس کا سر جھکا ہوا تھا کیونکہ اگر وہ اس کی آنکھیں دیکھ لیتی اس
نے وہیں خوف سے بے ہوش ہو جانا تھا۔

شاہو انیزا کی خوبصورت سریلی آواز ارسلان شاہ کے کانوں سے ٹکرائی
ایک پل کے لیے نظروں کا تسام ہوا تھا ارسلان شاہ کی آنکھیں سرخ

تھی لیکن ان آنکھوں میں بے پناہ محبت سموئے وہ اپنی عین، اپنی حیاتم
کی طرف دیکھ رہا تھا۔

شاہو آپ مجھ سے خفا ہو میں آپ کو بن بتائے ان سب کے ساتھ چلی
گئی تھی انیزا اس کی نگاہوں میں خود کے لیے پیار محسوس کر کے اس کی
گود میں بیٹھ گئی پہلے تو اسے ڈر لگ رہا تھا کہ کہیں ارسلان اس سے خفانہ
ہو جائے لیکن اب پر سکون ہوتے اس کے سینے پر سر ٹکا گئی۔

میں اپنی حیاتم سے اپنی عین سے خفا ہو سکتا ہوں؟ ارسلان شاہ نے اس
کے رخسار سہلاتے اس کی پیشانی پر پیار کیا۔

حیاتم کیا تم اس انسان کو پہچان لو گی جس نے تمہیں یہاں پر درود دیا ہے
ارسلان شاہ اس کی ٹھوڑی کے نیچے شہادت کی انگلی رکھ کر اس کے

رخسار پر انگوٹھا رب کرنے لگا اس کا اصل مقصد وہاں پر کیا ہوا ہے جاننا
تھا۔

ہاں وہ موٹا سا تھا جیسے اوگی کارٹون میں ڈاگ ہوتا ہے بالکل ویسا گندہ
جھاڑیوں کی طرح اس کی داڑھی تھی اور کانٹوں کی طرح مونچھیں
انیزا ٹیڑھے میڑھے منہ بنا کے ارسلان کو بتا رہی تھی انیزا نے بلائی لب
باہر نکال کر بے ساختہ اپنے رخسار پر ہاتھ رکھا تھا ارسلان شاہ اس کا
رونے والا چہرہ بنتے دیکھ اس کا چہرہ اپنی گردن میں چھپا گیا۔

شاہ اس گندے کو مارا اس نے مجھے یہاں پہ مارا ہے اور وہ گندے انکل وہ
میرا دوپٹہ اتارنے لگا تھا ایک گڈ بوائے نے اسے روکا انیزا ہنوز اپنے
رخسار پر ہاتھ رکھے اس کی گود میں بیٹھی تھی ارسلان شاہ کی پیشانی پر
بے شمار بل نمودار ہوئے اسے اچھی طرح معلوم ہو گیا تھا وہ گندا انکل
کون تھا اور وہ گڈ بوائے کون تھا۔

شد اور خان بہت بڑی غلطی کر بیٹھے ہو، میری عزت کو ہاتھ لگانے کی
کوشش کی ہے تم نے ارسلان شاہ نے سختی سے ہاتھ کی مٹھی بنائی اس

کے ہاتھوں کی رگیں ابھری ہوئی تھی انیزا کی نظر اس کے ہاتھوں پر گئی
انیزا کو اس کے ہاتھ دلکش لگ رہے تھے۔۔
کیا دیکھ رہی ہو۔۔

شاہو اپ لوڈ کے ہاتھ کتنے پیارے لگ رہے ہیں انیزا اس کے ہاتھ پکڑتی
ان پر لب رکھ گئی ارسلان شاہ کے رگ رگ میں سکون سرائیت کر گیا
تھا۔۔ وہ پر سکون ہوتا آنکھیں موند گیا۔۔

صحیح کہا ہے کسی نے بیوی اور وہ بھی من پسند ہو مرد کے لیے سکون کا
باعث ہوتی ہے مرد چاہے جتنی بھی پریشانیوں میں الجھا ہو بیوی کا پیار
بھرا لہجہ اسے پر سکون کر دیتا ہے۔۔

اللہ تعالیٰ نے مرد کے لیے اس کی محرم (بیوی) میں سکون رکھا ہے۔۔
جان شاہ تم آرام کرو تھک گئی ہو گی مجھے کچھ ضروری کام ہے میں وہ نیپٹا
کر جلد گھر آنے کی کوشش کروں گا اور ہاں کمرے سے باہر نہیں جانا

خاموشی سے سونا ہے ارسلان اسے باہوں میں اٹھا کر نرمی سے بیڈ پہ لٹا
کے اس کی پیشانی پر پیار بھری مہر ثبت کرتے اس کی آنکھوں پر لب
رکھ کے کمرے اس کے اوپر سیٹ کرتے کمرے سے چلا گیا۔۔
انیزا اس ہو گئی وہ اضطراب سے گھڑی کی طرف دیکھنے لگی اسے گئے
ایک پل بھی نہ ہوا تھا انیزا کو اس کی یاد ستانے لگی، وہ حد سے زیادہ اس کی
عادی ہو چکی تھی اسے ہر وقت ارسلان شاہ اپنے پاس چاہیے تھا، پیار،
محبت، عشق، جنون سے زیادہ عادت انسان کے لیے جان لیوا ہوتی ہے،
جب کسی کی عادت جان لیوا حد تک ہو جائے، تو جب وہ ہم سے جدا ہوتا
ہے انسان اندر سے مر جاتا ہے اس کا دل مر جاتا ہے اسے ہر چیز بے جان
اور مرجھائی محسوس ہوتی ہے۔۔

اسماء نے انیزا کو ارسلان کے پاس بھیجا تھا تاکہ وہ اسے پرسکون کر سکے

وہ سب لاؤنج میں بیٹھے تھے مرد دائیں جانب اور عورتیں بائیں جانب
بیٹھی تھی مردوں کو بے انتہا غصہ تھا انہوں نے ایک نظر بھی اپنی اپنی
بیوی کی طرف نہ دیکھا تھا۔

ارسلان شاہ اشتعال اور غصے سے سیڑھیاں اترتا صوفے پر براجمان ہوتا
سب کی طرف سخت نظروں سے دیکھنے لگا۔

گارڈ ساتھ لے کر کیوں نہیں گئے اپ لوگوں نے اپنے اپنے شوہر سے
اجازت لی تھی پارٹی پر جانے کے لیے اور ان سے یہ کہا تھا کہ پارٹی کالج
میں ہے تو آپ لاہور میں کیا کر رہی تھی ارسلان شاہ کی آواز یکم اونچی
ہوئی تھی سب سہم کر نظر جھکا کر بیٹھ گئی جو کچھ ہو چکا تھا اس کے بعد ان
سب کی عزت افزائی پکی تھی۔

بول کیوں نہیں رہی آپ سب، اور کس کی اجازت سے عین کو آپ
ساتھ لے کر گئیں تھی ارسلان شاہ خود پر ضبط کرنے کی بے انتہا
کوشش کر رہا تھا سائیڈ پر پڑے کشن کو ہاتھوں میں لیتے دبا رہا تھا۔
بھائی جی کالج میں پارٹی تھی۔۔ تو ہم سب نے سوچا تھوڑا سا۔۔ انجوائے
کر لیں گے اس لیے انیزا۔۔ کو بھی ساتھ لے گئے ہیرا ڈرتے ہوئے
بولی تھی اس نے سختی سے میرم کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اس نے جب پہلے دن
ارسلان شاہ کو دیکھا تھا اسے تب سے ہی اس سے خوف محسوس ہوتا تھا
اسے وہ اکڑوا اور جلاد لگتا تھا۔۔

انجوائے، پہلے بھی انجوائے کے چکروں میں سارے گھر کے مردوں کو
پریشان کیا تھا آپ سب نے اس سب سے سکون نہیں تھا ملا جواب کالج
پارٹی انجوائے کرنے جانا تھا ارسلان شاہ غصے سے گر جاتا تھا اس کی نیلی

آنکھوں میں سرخی دیکھ سب لڑکیاں ایک دوسرے کا ہاتھ سختی سے پکڑ گئی سب مرد پر سکون بیٹھے ان کی عزت افزائی ہوتے دیکھ رہے تھے۔۔۔
لالا آئندہ ایسا نہیں ہو گا نیشہ نے عانیہ کو کہنی ماری تاکہ وہ کچھ الفاظ اپنے منہ سے نکالیں اس کا پیار الا لا اپنی گڈو کے لیے ان کی کلاس نہ لے۔۔۔
تمہیں اندازہ ہے گڈو اگر کچھ پل کے لیے ہم نہ پہنچتے تم سب کے ساتھ ارسلان شاہ نے اس سے آگے بولنے سے خود کو روکا، وہ غصے کو کم اور ماضی کی تلخ یادوں کو بھلانے کے لیے اپنی پیشانی مسلنے لگا۔۔۔
وہ اس سے آگے سوچنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

اور نیشہ تمہیں اچھی طرح علم ہے اگر وہ تمہیں پہچان لیتا تو کیا ہونا تھا؟
ارسلان شاہ نیشہ کی طرف متوجہ ہوا تھا وہ اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی کلائی کو سختی سے پکڑ گئی اس کے ہاتھوں میں کپکپاہٹ طاری تھی۔۔۔

زبان شاہ کو ارسلان کہ الفاظ تشویش اور گہری سوچ میں مبتلا کر گئے
تھے کہ ایک مافیا کے گینگ کے نیشہ کو پہچاننے سے کیا ہو گا وہ اس کے
ماضی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔

میں نے دوپٹے سے۔۔ خود کا چہرہ ڈھانپ لیا۔۔ تھا بھائی جی نیشہ ہنوز
نظر جھکائے بیٹھی تھی اس میں ہمت نہ تھی کہ وہ ارسلان سے نظریں ملا
پاتی کیونکہ جتنی قربانیاں اس نے ان دونوں کے لیے دی تھی کوئی اپنا
شاید نہ دے پاتا۔

ارسلان شاہ کو سب سے زیادہ پریشانی ہی نیشہ کے بارے میں سوچ کر
ہوئی تھی کیونکہ وہ اس عورت کی امانت تھی جس نے اپنی جان دے دی
تھی اس کی حفاظت کے لیے۔

ماں جی اور امی آپ دونوں تو میچور ہے ماں ہیں ان سب کی آپ دونوں
سے اس بچپن کی امید نہیں تھی ارسلان شاہ نے اپنی آواز کو دھیمی رکھتے

اپنے لہجے کو سخت ہونے سے روکا تھا وہ غصے میں اپنی ماں اور امی کے ساتھ بے ادبی سے بات نہیں کر سکتا تھا۔

آپ تینوں کون سالیم ایکسکیوز پیش کرنا چاہیں گی اپنی سفائی میں ارسلان شاہ ماورہ عرتج اور نیہا کی طرف متوجہ ہوا وہ تینوں نفی میں سر ہلاتے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگی۔

نیسلیمان اور میرم کو ڈر لگ رہا تھا کہیں ارسلان ان کی عزت افزائی نہ کر دے۔

اپ دونوں جب تک یہاں پر ہے ہماری ذمہ داری ہیں خدا نخواستہ اگر کچھ ہو جاتا تو ارسلان نے انہیں پیار سے سمجھایا تھا کیونکہ وہ دونوں ان کے گھر مہمان تھی ارسلان ان کے ساتھ تلخی سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اپنے اپنے کمروں میں چلے جائیں سب ارسلان نے آدھا گھنٹہ اور ان
سب کی کلاس لے کر تلخ اور سخت لہجے میں ان سب کو کمرے میں جانے
کا کہا تھا۔

آپ سب کا کوئی کنٹرول نہیں ہے اپنی بیویوں پر اب وہ گھر کے مردوں
کی طرف ہو گیا تھا۔

ارسلان ہمیں کیا پتہ تھا یہ سب ہو جائے گا احمد شاہ تاسف کے سر ہلا کر
رہ گئے ان کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ یہ سب ہو جائے گا۔
آپ تو رہنے ہی دے بابا امی دو پیار بھری باتیں آپ سے کر لیں آپ
وہیں پر پگھل جاتے ہیں اور خیر سے ہمارے یہ نوجوان گھر کے سپوت
رخصتی سے پہلے ہی زن مرید بنے بیٹھے ہیں جوان کی بیویوں نے ایک
دفعہ کہہ دیا بس پتھر پر لکیر ہو گیا ارسلان کے زن مرید کہنے پر بے
ساختہ سب کھانسنے لگے۔

ایسی بھی بات نہیں ہے ارسلان زید سر کھجاتے ارسلان کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

اور یہ کہہ کون رہا ہے جسے اپنی بیوی کے بغیر ایک پل سکون نہیں آتا حتیٰ کہ اس کے باپ کے کئین میں بھی اسے اپنے ساتھ چپکائے بیٹھا ہوا تھا ارسلان کی بات سن کر زید کو کھانسی کا دورہ پڑا تھا وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھے جا رہا تھا وہ 13 سال میں اسے سمجھ نہیں پایا تھا کہ کیسے اسے ہر چیز کے بارے میں علم ہو جاتا ہے۔۔

وہ تو بس۔۔ سر صاحب کو کئین سے باہر بھیجنا تھا زید میسنوں کی طرح دانتوں کی نمائش کر کے سر جھکا گیا سب حیرت سے منہ کھولے اس کی طرف دیکھ رہے تھے وہ اسے رو مینس کے معاملے میں شریف سمجھتے تھے۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں بابا آپ کا بیٹا ہے آپ پر ہی جائے گا ارسلان کے
طنز پر احمد شاہ چہرے پر ہاتھ رکھ کے بیٹھ گئے وہ آج کسی کو بخشنے کے موڈ
میں نہیں تھا۔

بیٹا جی میں یہ دیکھ لیتا ہوں کہ جگہ کون سی ہے؟۔
بالکل آپ کو گھر کی جو جگہ خالی نظر آتی ہے وہیں پر شروع ہو جاتے ہیں
جیسے مجھے تو کچھ پتہ ہی نہیں ہے ارسلان نے ایک مرتبہ احمد شاہ کو
ٹیرس پر اپنی امی سے پیار بھری گفتگو کرتے سنا تھا۔

میرے باپ بخش دے مجھے کچھ تو عزت رکھ لے میری احمد شاہ نے ان
سب کی طرف دیکھا جو آئی برواچکا کر احمد کو دیکھ رہے تھے۔

اب سمجھ آیا احمد کہ ہر سال چھ کا کیوں لگ جاتا تھا تم سے سجاد شاہ کے طنز
پر سب نوجوانوں نے بمشکل خود کو قہقہہ لگانے سے روکا تھا سوائے
ارسلان کے وہ سنجیدگی سے سب کی طرف دیکھ رہا تھا۔

تمہارے کیا ارادے ہیں عیشان صاحب۔۔

ک۔ کیا مطلب عیشان ارسلان کے یوں اچانک بلانے پر ہڑ بڑا گیا اس کا دل کہہ رہا تھا کہ ارسلان شاہ کو علم ہو گیا ہے اس کے کارنامے کا۔۔
تم خود بتاؤ گے یا میں آپ کی تعریفوں میں پھول باندھوں سب کے سامنے ارسلان نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تھا عیشان ٹھنڈی آہ خارج کرتے چہرے پر ہاتھ پھر کر خود کو تیار کرنے لگا۔۔

بابا میں۔۔ میرم کو۔۔ پسند کرتا۔۔ ہو عیشان بمشکل اٹکتے ہوئے بولا تھا وہ اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کے بیٹھ گیا۔۔

ویل ڈن بہت اچھا کام کیا ہے تم نے میں تمہیں شریف سمجھتا تھا مجھے لگتا تھا تم میرے سب سے سو بریٹے ہو احمد شاہ کا دل کر رہا تھا عیشان کے چہرے پر اٹے ہاتھ کے تھپڑ مارے۔۔

بابا دل پر کسی کا زور تھوڑی چلتا ہے عیشان اپنے دانتوں کی نمائش کرتے
اپنے بابا کے کندھے پر سر رکھ دیا احمد شاہ نے اسے خود سے دور جھٹکا۔

اس کے باپ نے پتہ ہے کیا کہنا ہے میں نے غلطی کر دی اپنی بیٹی کو وہاں
رہنے کی اجازت دے کر پہلے بڑا بیٹا میری چھوٹی بیٹی کے پیچھے پاگل تھا
اور اب احمد شاہ کا چھوٹا بیٹا میری بڑی بیٹی کے لیے مجنوں بنا بیٹھا ہوا ہے
احمد شاہ ان دونوں بھائیوں کی طرف غصے سے دیکھ رہے تھے بڑے بیٹے
نے اپنے بچپن میں انہیں شرمندہ کرنے کی کوئی قصر نہیں چھوڑی تھی
اور اب چھوٹا بیٹے جوانی میں نیا چاند چڑھانے جا رہا تھا۔

کیا مطلب ہے آپ کی اس بات کا نکاح کے بعد ہی میں نے اپنی بیوی کو
خود قریب کیا تھا احمد شاہ کا دل چاہ رہا تھا اپنے بیٹے کی بے باکی پر چلو بھر
پانی میں ڈوب مریں جو کہہ رہا تھا کہ میں نے نکاح کے بعد اپنی بیوی کو
خود کے قریب کیا تھا جو اپنی بیوی کے پیدا ہوتے ہی اسے اپنے سینے سے

لگا کہ کھڑا ہو گیا اور اس کے باپ کے سامنے اس کی بیٹی کے ساتھ
رو مینس کرنا شروع ہو گیا تھا۔

ایک بات آپ سب میری دھیان سے سن لیں اپنی اپنی بیوی پر کنٹرول
کریں اور خبردار اس گھر سے کوئی عورت گارڈز کے بغیر باہر نکلی، اور تم
اپنی عشق معشوقی پر دھیان کم اور اپنے پیپر ز پر زیادہ دھیان دوار سلاں
ان سب کو خبردار کرتے کھڑے ہو کر عیشان کے سر پر چپت لگاتے گھر
سے چلا گیا۔ عیشان منہ بنا کر بیٹھ گیا اسے لگا تھا یہ سب اس کے نکاح
کے بارے میں بات کریں گے لیکن الٹا سب اس کے سر پر چڑھ کر بیٹھ
گئے تھے۔

ار سلاں گاڑی کو 200 سے اوپر کی سپیڈ پر دوڑا رہا تھا وہ اپنے غصے کو کم
کرنا چاہتا تھا اپنی جنونیت پر قابو پانا چاہتا تھا وہ جلد از جلد ان آدمیوں کو
پکڑنا چاہتا تھا جنہوں نے اس کے خاندان کی عورتوں کو ہاتھ لگایا تھا۔

ارسلان ڈیول ڈیمین کے روپ میں آتے آفس میں داخل ہوا سامنے
زوریز خان بیٹھا تھا۔

وہ سب آدمی کہاں ہے وہ زوریز خان کی کرسی کے دونوں اطراف ہاتھ
رکھ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر آنکھوں میں وحشت لیے
بولا تھا۔

تمہارے آدمیوں سے کہہ کر ٹارچر سیل میں بند کروادیا ہے زوریز پر
سکون ہوتا اپنے سینے پر ہاتھ باندھ گیا۔

وہ دونوں ٹارچر سیل میں داخل ہوئے چھ آدمیوں کو وہاں باندھا گیا
تھا۔

ڈیول کے چہرے ماسک تھا اس کی صرف نیلی آنکھیں نظر آرہی تھی۔
اپنے ہاتھ میں پکڑے بیلٹ کو گھماتے ان چھ میں سے ایک آدمی کے
ہاتھ کاٹے تھے۔

زوریز میرے آفس میں ٹیبل کے دوسرے کین میں ایک کیمیکل پڑا
ہوا ہے وہ لے کر آؤڈیول کے حکمیاں لہجے پر ایک پل کے لیے زوریز
خان کو غصہ آیا تھا لیکن وہ خاموشی سے اپنے غصے کو ضبط کرتے کیمیکل
لے آیا۔

ارسلان نے کیمیکل پکڑتے جس آدمی کے ہاتھ کاٹے تھے اس کے
چہرے کو دو بوجتے چار سے پانچ قطرے اس کے اندر بھیجے تھے۔
اس آدمی کی آنکھیں باہر نکل آئی جلت پھٹنے لگی اس کا پورا بدن خون الود
تھامنہ سے، ناک، آنکھوں ہر جگہ سے خون نکل رہا تھا اور اب اس کا
گوشت پھٹ رہا تھا۔

وہ پانچ آدمی اس کی دردناک موت دیکھتے مر گئے۔
اس آدمی کی دردناک موت دیکھتے زوریز الٹیاں کرنا شروع ہو گیا پورا
ٹارچر سیل خون سے بھر چکا تھا۔

شکر یہ میری عزت کی حفاظت کرنے کے لیے ڈیول ڈیمن اس کی پیٹھ
سہلاتے اسے سہارا دے کر باہر لے گیا وہ پہلے ہی صدمے میں تھا ڈیول
ڈیمن نے شکر یہ کہہ کر اسے 440 واٹ کا جھٹکا دیا تھا۔

اسے صوفے پر بٹھا کر جگ سے گلاس میں پانی ڈالتے زوریز کو تھما دیا۔
اتنی دردناک موت کون دیتا ہے زوریز پانی پیتے لمبے لمبے سانس لے رہا
تھا اس کی سانسیں پھولی ہوئی تھی۔

ڈیول ڈیمن، وہ اس کے پاس پھیل کر بیٹھا تھا۔

اپنی بیوی کی حفاظت کرو زوریز تمہارا باپ اسے تم سے دور کرنے کی
تاک لگائے بیٹھا ہے ڈیول آنکھیں موندے بیٹھا ہوا تھا اسے ان سب کو
موت دے کر سکون میسر ہوا تھا۔ زوریز نے ٹھنڈی آہ خارج کی۔
جانتا ہوں اسی لیے تو اپنی بیوی کو شداور کے گھر نہیں لے کر گیا۔

تم اپنے باپ کو اس کے نام سے کیوں بلاتے ہو ڈیول کو شد اور اور نور
کے بارے میں زیادہ معلومات معلوم نہ تھی۔۔

تم جانتے ہو ڈیول میں اس کی ناجائز اولاد ہوں، میری ماں کا آج جو حال
ہے صرف اسی کی وجہ سے ہوا ہے زوریز اپنا سر تھام کر بیٹھ گیا۔۔
میں شد اور اور تمہاری ماں کا مکمل ماضی جانتا چاہتا ہوں لیکن تمہاری ماں
کی زبان سے میں نہیں جانتا تمہیں کتنا سچ اور کتنا جھوٹ بتایا گیا ہے
ڈیول تھا تیز پر کمنیاں رکھ کر ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکا کر بیٹھا۔۔
میں مکمل حقیقت نہیں جانتا ڈیول میں بھی اپنی امی کے ہوش میں آنے
بے صبری انتظار کر رہا ہوں زوریز صوفے کے ساتھ ٹیک لگاتے
آنکھیں موند گیا وہ سکون چاہتا تھا۔۔

زوریز سب سے زیادہ سکون انسان کو اللہ کے سامنے سجدے میں جا کر
ملتا ہے تم اس وقت سکون کے طلبگار ہو، دنیا میں اگر کسی شخص سے

سکون حاصل ہو سکتا ہے تمہیں تو وہ تمہاری بیوی ہے یا ماں کی گود ڈیول
نے ہاتھ پکڑ کے اسے کھڑا کیا دونوں گاڑی میں بیٹھے ڈیول اسے اس کے
گھر چھوڑ کر اپنے گھر کا رخ کر گیا۔

زوریز گھر داخل ہوا عنائزہ غصے سے کمر پر دونوں ہاتھ رکھے لڑا کو
عورتوں کی طرح کھڑی تھی۔۔۔

کیا ہوا تمہیں زوریز سب کچھ جانتے ہوئے بھی اسے کندھوں سے
تھامتے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

کش نہیں ہو یا (کچھ نہیں ہوا) عنائزہ اسے خود سے دور جھٹکتی اپنے
کمرے میں جا کے بند ہو گئی۔

زرگو! اپنے لہجے میں محبت سموئے وہ سیڑھیاں چڑھنے لگتا کہ اپنی
پیاری سی بیوی کو مناسکے۔

زر گو دروازہ کھولو دستک دیتے زوریز اسے پکار رہا تھا لیکن وہ ڈھیٹ بنی
ناراضگی سے بیڈ پر بیٹھ کے غصے سے دروازے کو دیکھ رہی تھی۔۔
مینوں تہاڈے ناگل نئی کرنی چل جاؤ ایتھو (مجھے آپ سے بات نہیں
کرنی چلے جائیں یہاں سے) عنائزہ خفگی سے بیڈ پر نیم دراز ہوتے لحاف
اوڑھ کر آنکھیں موند گئی۔۔

زوریز بیچارا آدھے گھنٹے سے دروازے پر دستک دیتے اسے منانے کی
کوشش کر رہا تھا عنائزہ نے کانوں میں روئی ڈال دی۔۔
زر گو آج لیٹ ہو یا قسمیں آج تو بعد جلدی کار آواں گا (زر گو آج لیٹ
ہوا ہوں قسم سے آج کے بعد جلدی گھر آؤں گا) زوریز باہر کھڑے اس
کی منتیں کر رہا تھا عنائزہ گہری پرسکون نیند میں آڑی ترچھی بیڈ پر سوئی
ہوئی تھی۔۔

دروازہ کھلتے نہ دیکھ ساتھ والے کمرے میں اپنی ماں کے پاس چلا گیا اسے
فل وقت سکون چاہیے تھا لیکن اس کی بیوی خفگی دکھاتے کمرے میں
بند ہو گئی تھی ماں سے باتیں کرنا چاہتا تھا ماں بے حس و حرکت تھی۔

امی زور یز اپنی ماں کے کندھے پر سر رکھ کر ان کے پاس بیٹھ گیا۔
آپ کب اٹھیں گی، میں بہت بے تاب ہوں آپ سے باتیں کرنے
کے لیے آپ کی آواز سننے کے لیے میں ماں کا پیار محسوس کرنا چاہتا ہوں
زور یز نے اپنی ماں کا چہرہ تھام کر ان کی پیشانی پر پیار کیا۔

امی آپ کو ڈرتھانا کہیں میں اس درندے کی طرح نہ بن جاؤ دیکھیں
امی میرے خدا نے مجھے اس درندے کی طرح نہیں بنایا زور یز نور کا ہاتھ
پکڑ کر بار بار اس پر لب رکھ رہا تھا۔

زور یز کتنی دیر نور سے بیٹھ کر باتیں کرتا رہا لیکن وہ ہوش میں نہ آئی تھی

زوریز کی آنکھ ایک پل کے لیے لگی تھی جب دروازے پر کسی نے
دستک دی دل میں سو باتیں اس انسان کو سناتے کمرے سے باہر آیا۔
سر آپ سے کوئی ملنا چاہتا ہے میں نے اسے بیٹھک میں بٹھا دیا ہے ملازم
ڈرتے ہوئے نظر جھکا کر کہتے وہاں سے نود و گیارہ ہوا تھا۔

مجھ سے کس نے ملنا ہے آدھی رات کو سوچتے ہوئے سیڑھیاں اترتے
بیٹھک میں داخل ہوا جہاں ارد شیر بیٹھا تھا۔

نور کہاں ہے؟ زوریز کے بیٹھتے ہی ارد شیر نے سوال کیا زوریز خان کو
حیرت ہوئی لیکن اس نے اپنے چہرے کے تاثرات سپاٹ رکھے۔
ارد شیر کو ارسلان نے بتا دیا تھا کہ نور زوریز خان زادہ کے پاس ہے۔
نور کہاں ہے ارسلان ارد شیر سختی سے ارسلان سے پوچھ رہا تھا اس کے
لہجے میں نمی تھی۔ ارسلان شاہ لبوں پر فقل لگائے سپاٹ چہرہ لیے کھڑا
تھا۔

ارسلان میں نور کو ڈھونڈنے کی خاطر اپنوں سے دور ہوا تھا اپنی اماں جی سے اپنے جگرمی یار سے دور ہوا تھا لیکن میں اسے نہیں ڈھونڈ پایا

ارسلان جب میں پاکستان آیا مجھے لگا کہ نور شد اور کے پاس ہے لیکن جب میں اس کے پاس پہنچا وہ الٹا مجھ سے سوال کرنے لگا کہ نور کہاں ہے، میرا پہلا شک تم پر ہی گیا تھا اردشیر نے نرمی سے ارسلان کا ہاتھ پکڑ کر التجائی نظروں سے اس کی طرف دیکھا تاکہ وہ اس پر ترس کھا کر بتا دے۔۔

اگر میں نے بتا دیا کہ وہ کہاں پر ہے آپ اس سے مل کر کیا کریں گے؟

ارسلان کے بے تکے سوال پر اردشیر کا دل چاہ رہا تھا یا تو اس کا گلا دبا دے یا خود کا جو اس سے قدر فضول کے سوال پوچھ رہا تھا یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ بچپن سے اس سے محبت کرتا ہے اس کے عشق میں مبتلا ہے۔۔

نکاح کروں گا اس سے! ارد شیر نے صاف گوئی سے جواب دیا ارسلان شاہ نے آئی برواچکا کر اس کی طرف دیکھا۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہو میری طرف اسے خود کا محرم بنانا چاہتا ہوں میں

--

خان انگل وہ ایک جوان مرد کی ماں ہے ارسلان شاہ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھا اس کے اس قدر پر سکون انداز پر ارد شیر کے تن بدن میں آگ لگ گئی وہ بات کو گھمائے جا رہا تھا۔

اتنی معلومات اس کے بارے میں جمع کر رکھی ہیں تم نے، تو تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ وہ 14 سال کی عمر میں ماں بنی تھی ارد شیر جل کر بولا تھا اسے اپنے اندر صبر ختم ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

اپنے بیٹے کے پاس ہے وہ زوریز خانزادہ کے پاس لیکن ارسلان شاہ نے بات کو مکمل نہ کیا ارد شیر ایک پل کے لیے ابھی خوش ہوا تھا ارسلان

کے بات ادھوری چھوڑنے پر یکدم اس کے چہرے پر سنجیدہ تاثرات
چھائے۔۔

لیکن کیا؟ ارد شیر کا دل حد سے زیادہ دھڑک رہا تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ
کر باہر نکل آئے گا۔

وہ کوما میں ہے ارسلان کے کہنے کی دیر تھی ارد شیر صوفے پر گرنے
والے انداز میں بیٹھ کر اپنا سر تھام گیا۔

خان انکل میں آپ کو زوریز کے گھر کی لوکیشن سینڈ کرتا ہوں چلے
جائیے گا وہاں پر اور ایک بات یاد رکھیے گا زوریز کبھی بھی اپنی ماں کو اب
کسی بھی مرد کے حوالے نہیں کرے گا ارسلان شاہ کہتے وہاں سے چلا
(گیا ارد شیر کو اس وقت تنہائی کی ضرورت تھی۔)

میرے پاس نہیں ہے زوریز خانزادہ صاف مکر گیا اس کے اندر اشتعال
اور غصے سے لاوا پھٹ رہا تھا اسے کسی بھی مرد کی زبان پر اپنی ماں کا نام
سننا پسند نہیں تھا۔

زوریز مجھے نور سے ملنا ہے ارد شیر کی پیشانی پر بے شمار بل نمودار ہوئے
۔۔

کس حق سے؟ ارد شیر کچھ پل کے لیے خاموش ہو گیا اس کے پاس کوئی
حق نہ تھا جس کے باعث وہ نور سے ملاقات کر پاتا۔
دوست! وہ صرف ایک لفظ اپنے لبوں سے ادا کر پایا۔

نامحرم ہے آپ میری ماں کے لیے اور مجھے ہر گزیہ گوارا نہیں ہے کہ
کوئی نامحرم میری ماں کا نام اپنی زبان سے لے اور اس سے ملنے کی
خواہش میرے سامنے ظاہر کرے آپ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں آپ
کا لحاظ کر رہا ہوں آپ یہاں سے خاموشی سے چلے جائیں مجھے میری حد

پار کرنے پر مجبور مت کریں زوریز خان اپنی لہجے کو سخت ہونے سے نہ روک پایا ارد شیر خود پر صبر کیے بیٹھا ہوا تھا۔

دیکھو زوریز ایک مرتبہ صرف اس سے مل لینے دو مجھے 13 سال سے میں اسے ڈھونڈ رہا ہوں ارد شیر نے التجائی لہجے میں اس سے کہا تھا۔

سال وہ زیر لب بڑبڑایا اسے ارد شیر کی آنکھوں میں اپنی ماں کے 13 لیے محبت چھلکتی نظر آرہی تھی ارد شیر کے 13 سال کہنے پر وہ حیرت

میں مبتلا ہوا تھا یعنی اس کے سامنے بیٹھا 36 سال مرد نہ جانے کتنے

سالوں سے اس کی ماں میں مبتلا تھا۔

زوریز کو لبوں پر فقل لگائے دیکھ ارد شیر بیٹھک سے باہر نکل کر لانچ میں

گیا ہی تھا کہ زوریز بھاگتے ہوئے اس کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔

کیوں ملنا چاہتے ہیں آپ میری ماں سے، وہ ہوش میں نہیں ہے وہ نہ ہی
آپ سے بات کر پائیں گی اور شاید آپ کو سن بھی نہ پائے زوریز خان
نہیں چاہتا تھا کہ ارد شیر اس کی ماں سے ملے۔۔

میں جانتا ہوں وہ ہوش میں نہیں ہے لیکن مجھے اس سے ملنا ہے زوریز
صرف چند منٹ ارد شیر اسے پیچھے کرتے سیرٹھیاں چڑھنے لگا اس نے
خود میں حوصلہ جمع کرتے دروازہ کھولا نور بیڈ پر لیٹی مشینوں میں جکڑی
ہوئی تھی وہ بے جان قدم اس کی طرف بڑھانے لگا پاس پڑے سٹول پر
بیٹھ کر دیوانہ وار نظروں سے نور کے چہرے کو تک رہا تھا۔۔

وہ اسے چھونا چاہتا تھا لیکن زوریز کی بات ذہن میں آتے ہی (کس حق
سے) اپنے ہاتھوں کی مٹھی بنا گیا اس کا دل چاہ رہا تھا وہ اسے اپنے سینے
سے لگا کر 13 سالوں کی تڑپ مٹائے لیکن اسے کوئی حق نہ تھا اسے
چھونے کا حتیٰ کہ اسے سوچنے کا۔۔

نوراٹھ جاؤ یار کتنا تڑپاؤ گی مجھے 13 سال کی تڑپ کم تھی کیا؟ ارد شیر بے اختیار اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی پیشانی سے لگا کر اس کے ہاتھ کی پشت کو نم کرنے لگا۔

تبھی زور یز خان کمرے میں داخل ہوتے اپنی ماں کا ہاتھ ارد شیر کے ہاتھوں سے چھڑاتے آنکھوں میں غضب لیے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

کس حق سے آپ نے میری ماں کا ہاتھ پکڑا ہے زور یز خان دھاڑا تھا۔
زور یز ریلیکس ہو جاؤ اسے غصے میں آتے دیکھ ارد شیر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھنے کے لیے آگے بڑھایا ہی تھا زور یز نے اس کا ہاتھ دور جھٹک دیا۔

ریلیکس ہو جاؤں ایک نامحرم میری ماں کا ہاتھ پکڑے بیٹھا ہے اور میں ریلیکس ہو جاؤں وہ خود پر ضبط کرتے دانت پیستے ہوئے بولا تھا۔

تمہاری ماں کے ہوش میں آنے کی دیر ہے بن جاؤ گا اس کا محرم وہ
آنکھوں میں سرخ ڈورے لیے زوریز خانزادہ کی سبز آنکھوں میں
آنکھیں گاڑتے کر بولا تھا۔

اور آپ کو کس نے کہا ہے کہ میں اپنی ماں کو آپ کے حوالے کروں گا
آپ کی بھول ہے یہ کہ میں اپنی ماں کا نکاح آپ سے ہونے دوں گا
زوریز خان اپنی ماں کی طرف پیار بھری نظروں سے دیکھتے اشتعال
سے اردشیر کی طرف دیکھنے لگا۔

نور کے ہاتھوں میں ہلکی سی حرکت ہوئی جو زوریز خان دیکھتے ہی اپنی ماں
کے پاس بیٹھ کر ان کا ہاتھ تھام گیا۔

امی آنکھیں کھولیں زوریز کے لہجے میں بے انتہا خوشی تھی وہ آنکھوں
میں چمک لیے اپنی ماں کو دیکھے جا رہا تھا۔

نور نے بمشکل ہلکی سی آنکھیں کھول کر زوریز کودیکھا تھا اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں محسوس کر کے وہ لمبے سانس لیتے ہڑبڑا کر اٹھی تھی اس کے یوں ہڑبڑانے پر ہاتھوں میں لگی ڈرپس ہل گئی تھی جس کی وجہ سے اس کے ہاتھوں سے خون نکلنے لگا۔

اپنے ہاتھوں سے ڈرپس اتار کر ماسک اتارتے خود میں سمٹی تھی۔ زوریز پریشانی سے اپنی ماں سے دور کھڑا فکر مندی سے دیکھنے لگا نور نے ارد گرد دیکھا سامنے ارد شیر کودیکھ وہ تیزی سے اس کے سینے سے لگی تھی۔

ارد۔۔ یہ۔۔ لڑکا۔۔ میرا۔۔ ہاتھ نور روتے ہوئے بمشکل ایک ایک لفظ کر کے اپنے لبوں سے ادا کر پائی ارد شیر کے سینے سے لگے روئے جارہی تھی اس نے نور کی پشت پر ہاتھ نہ رکھا تھا زوریز خان نم آنکھوں سے

اپنی ماں کی طرف دیکھ رہا تھا جو اپنی بیٹی کے چھونے پر آنسو بہا رہی تھی
اور ایک نامحرم کے سینے سے لگی کھڑی تھی۔۔

نور! ارد شیر نے لہجے میں درد سموئے اسے پکارا ایک پل کے لیے اس کا
دل چاہا تھا نور کو سختی سے خود میں بھیج لے لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا
کیونکہ وہ اس کا محرم نہ تھا۔۔

اسے نرمی سے خود سے دور کیا، اپنے کیے پر نادر ہوتے نور شرمندگی سے
نظریں جھکا گئی۔۔

ارد مجھے یہاں سے لے جاؤ یہ پتہ نہیں کون ہے میرا ہاتھ پکڑے بیٹھا تھا
نور اپنے بیٹے سے ہی ڈر کر ارد شیر کے پیچھے چھپ گئی۔۔

زور یز خان زادہ کی آنکھوں سے آنسو روز و قطار بہنے لگے وہ صاف کرتا
آنسو پھر سے بہنا شروع ہو جاتے اس کا دل چاہ رہا تھا وہ دھاڑے مار کر
روئے اس کی ماں اس سے خوف کھا رہی تھی۔۔

نور یہ تمہارا بیٹا ہے زور یزارد شیر نے ہلکا سا نور کو چھوتے اس کے بیٹے
کے سامنے کھڑا کیا۔۔ نور حیرانگی سے آنکھیں پھاڑے سر تا پاؤں تک
زور یز خان کو دیکھ رہی تھی۔۔

ارد یہ میرا بیٹا نہیں ہے میرا بیٹا تو ابھی چھوٹا سا ہے یہ تو ایک نوجوان مرد
ہے تمہیں میں نے اس کی تصویر دکھائی تھی نا وہ تو چھوٹا سا ہے نور ارد
شیر کا ہاتھ تھامتے مسلسل روئے جا رہی تھی اس نے 13 سال پہلے
ارد شیر کو زور یز خان زادہ کی تصویر دکھائی تھی۔۔

نور 13 سال بیت چکے ہیں جب تم نے مجھے وہ تصویر دکھائی تھی زور یز
تب محض 10 سال کا تھا نور ارد شیر کے 13 سال کہنے پر لڑکھڑا کر
گرنے لگی تھی جب زور یز نے اپنی ماں کو تھام کر خود کے سینے سے لگا کر
دھاڑے مار کر رونے لگا۔۔

نور بے جان سی حالت میں اپنے بیٹے کے سینے سے لگے یقین کرنا چاہ
رہے تھے کہ 13 سال بیت چکے ہیں وہ 13 سال سے بے ہوشی کی
حالت میں تھی۔۔

امی میں آپ کا بیٹا زوریز اپنی ماں کے چہرے کو چھو کر انہیں محسوس کر
رہا تھا انہیں یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

امی مجھے بیٹا کہے مجھے خود کے سینے سے لگائیں میں آپ کو محسوس کرنا
چاہتا ہوں بچپن سے تڑپا ہوں آپ کے پیار کے لیے زوریز خان بے
دردی سے اپنے آنسو صاف کرتے چھوٹے بچوں کی طرح روتے اپنی
ماں سے کہہ رہا تھا۔۔

نور اپنی باہیں پھیلا کر نرم آنکھوں سے مسکراتی حامی میں سر ہلا گئی زوریز
خان نور کے سینے سے لگ کر بے تحاشا رونے لگا ردشیر خاموشی سے

کھڑا ماں بیٹے کا پیار دیکھ رہا تھا اسے اپنی اماں جی کی شدت سے یاد آئی تھی

--

میرا بیٹا کتنا بڑا ہو گیا ہے مجھے لگا تھا کہ نور آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع کیے مسکراتی ہوئی بات کو ادھوری چھوڑ گئی۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اس کا بیٹا ایک نوجوان مرد بن چکا ہے۔

زوریز جو ایک پل کے لیے نور سے دور ہوا تھا پھر سے اس کے گلے لگ گیا وہ بس اپنی ماں کو محسوس کرنا چاہتا تھا اس کا دل کہہ رہا تھا بس اپنی ماں کے پاس ہی رہو۔

امی یہ کون ہے محبت پاش نظروں سے اپنی ماں کو دیکھ کر غصے سے اردشیر کی طرف دیکھ کر پوچھنے لگا۔

یہ میرا دوست ہے میرا مخلص دوست نور مسکرا کر آنکھوں میں چمک لیے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

مخلص دوست زوریز خانزادہ تکلیف سے مسکرایا تھا اس کی ماں انجان
تھی کہ اس کا مخلص دوست اپنے دل میں اس کے لیے 13 سال سے
پہلے سے محبت سموئے ہوئے تھا۔

تمہیں پتہ ہے زوریز میں جس جگہ رہی ہوں وہاں ہر کوئی مجھے ہوس کی
نظر سے دیکھتا تھا یہ پہلا تھا جس نے عزت اور احترام سے تمہاری ماں کی
طرف دیکھا تھا اُسے دوست بننے کا کہا تھا نور کے دل میں ارد شیر کے
لیے بے پناہ عزت اور احترام تھا اس کا یہ مان بہت جلد ٹوٹنے والا تھا کہ
ارد شیر اس کا صرف مخلص دوست ہے۔

تم تو شد اور کے پاس تھے یک دم نور کے ذہن میں شد اور کا خیال آیا تھا

اور میں تمہیں کیسے ملی کیا میں 13 سال سے تمہارے پاس ہوں زور یریا
پھر تمہارے پاس ارد شیر نور کو یہ بات تشویش میں مبتلا کر رہی تھی کہ
وہ اپنے بیٹے اور ارد شیر کے پاس کیسے پہنچی ہے۔۔

سال پہلے جب وہ گھر سے بھاگی تھی دو دن وہ ایک گاؤں میں رہی 13
تھی صبح کے تقریباً 11 بجے وہ گاؤں سے باہر نکلی تھی جب کچھ آدمی اس
کے پیچھے پڑ گئے نور ان سے پیچھا چھرانے کے لیے تیز تیز بھاگنے لگی تھی
جب اس کا پاؤں ایک پتھر کے ساتھ ٹکرایا اس کا سر درخت کے ساتھ
ٹکرایا تھا وہ ہوش و ہواس سے بیگانہ ہوتے ندی میں گر گئی وہ آدمی جب
وہاں پہنچے انہیں وہ لڑکی کہیں پر بھی نہ نظر آئی وہ کندھے اچکاتے وہاں
سے چلے گئے تھے وہ ندی دریا کے مترادف تھی بہاؤ اس قدر تیز تھا کہ
نور کنارے پر آگئی بے ہوش ہونے کے بعد کا اسے کچھ بھی یاد نہ تھا۔۔

آپ شد اور کے پاس تھی امی تین دن پہلے آپ کو میں اپنے پاس لے کر
آیا ہوں اور شد اور کو اس بات کا علم نہیں ہے وہ جگہ جگہ آپ کو ڈھونڈ
رہا ہے شد اور کے بارے میں سوچتے ہی زور ریز کی آنکھوں میں لہور نگ
اترا تھا۔

نور اپنا بلائی لب دانتوں تلے دباتی بیڈ پر بیٹھ گئی جس کی قید سے آزاد
ہونے کے لیے وہ گھر سے بھاگی تھی 13 سال سے وہ اس کے پاس رہ
رہی تھی یہ سوچ کر ہی اسے اپنے بدن سے جان نکلتے ہوئے محسوس ہو
رہی تھی۔

امی پریشان مت ہوا اب وہ درندہ آپ تک نہیں پہنچ پائے گا آپ کا بیٹا
آپ کے پاس ہے آپ کا مضبوط سہارا آپ کے پاس ہے امی زور ریز بیڈ پر
بیٹھ کے اپنی ماں کو سختی سے خود کے ساتھ لگا گیا۔

جاسکتے ہیں یہاں سے زور ریز بد تمیزی سے ارد شیر سے مخاطب ہوا تھا۔

یہ تم کیسے بات کر رہے ہو اس سے خبردار اگر تم نے میرے دوست
سے اس طرح بات کی نور کو بے حد برا لگا تھا زوریز کا اس طرح ارد شیر
سے بات کرنا۔

امی آپ اس شخص کے لیے اپنے بیٹے کو ڈانٹ رہی ہے زوریز سر تا پاؤں
تک اسے گھور رہا تھا۔

آج کے بعد میرے دوست سے اس طرح تم بات نہیں کرو گے زوریز
یہ سمجھ کر عزت دینی ہے کہ یہ تمہاری ماں کے لیے بہت خاص ہے نور
معذرت خوا نظروں سے ارد شیر کو دیکھ رہی تھی۔ زوریز ناچا ہتے
ہوئے بھی ہاں میں سر ہلا گیا۔

امی مانتا ہوں یہ آپ کے دوست ہیں لیکن ہے تو نا محرم ہی زوریز کے
الفاظ پر نور ایک پل کے لیے خاموش ہوئی تھی۔

جانتی ہوں لیکن میں اسے کبھی خود سے جدا نہیں کر پاؤں گی میرے دل
میں اپنے خدا کے بعد اگر کسی کے لیے سب سے زیادہ عزت ہے اس دنیا
میں وہ ارد ہے وہ فخر سے بولی تھی اسے یہ بات چبتی بھی تھی کہ وہ اس
کے لیے نامحرم ہے اور وہ ایک محرم سے اتنے سالوں سے دوستی قائم
کیے ہوئے تھی۔۔۔

نور میری وجہ سے اپنے بیٹے کو مت ڈانٹو صحیح کہہ رہا ہے وہ نامحرم ہوں
میں فرضی مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولا تھا۔۔
زوریز کا دل چاہ رہا تھا ارد شیر کا قتل کر دے۔۔
میں چلتا ہوں پھر آؤں گا تم سے ملنے اللہ حافظ الوداعی کلمات کہتے وہ
وہاں سے چلا گیا۔۔

پھر آؤں گا تم سے ملنے زوریز اس کی نقل اتارتے بولا تھا گھور کر اس کی
طرف دیکھا۔۔

اچھا نہیں کرتا اب زوریز منہ بناتے اپنی ماں کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔۔ نور نے اپنا ایک ہاتھ پیچھے کرتے دوسرے ہاتھ سے زوریز کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگی کچھ دیر میں ہی زوریز پر سکون نیند سو گیا نور کی نظر وال کلاک پر گئی جو رات کے تین بجارہی تھی۔۔

نرمی سے زوریز کے سر کے نیچے تکیا رکھتے اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر وہ واش روم میں چلی گئی۔۔

اپنے ہاتھ دھو کر آئینے میں خود کو دیکھا وہ 36 سال کی یہ ہونے کی باوجود ایک 26 سال لڑکی لگ رہی تھی اسے نفرت محسوس ہو رہی تھی خود کی خوبصورتی سے۔۔

آج میں آزاد ہوں تمہاری قید سے شد اور خان میر ایٹا میرے ساتھ ہے نور نے پر سکون سانس خارج کی۔۔

ابھی اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کے بیٹے نے نکاح کر لیا ہوا ہے۔۔

برخودار کہا جارہے ہوارسلان مارٹ سے اپنی حیاتم کے لیے چیزیں لے
کر باہر جارہا تھا جب اس کے قدم کسی کی آواز پر رکے مڑ کر دیکھا سامنے
حسیب خان کھڑا تھا۔

کیسے ہیں آپ ارسلان ان سے بالغیر ہوتے ہاتھ پیچھے باندھ کر کھڑا ہو گیا

--

الحمد للہ میں ٹھیک ایک سال ہوا ہے میں اپنے خاندان کے پاس واپس
گئے اور مجھے بھول گئے ہو۔

آپ کو کون بھول سکتا ہے وہ کرنل کا ہاتھ پکڑ کر نرمی سے پیشانی سے لگا
گیا۔

تم کیوں مافیا میں چلے گئے ہو ارسلان وہاں جانا بہت آسان ہے اور واپس
آنا ہماری سوچ سے بھی زیادہ مشکل حسیب خان ہر وقت اس کے لیے
پریشان رہتا تھا۔

بے فکر رہیں آپ میرا مقصد جیسے ہی پورا ہو گا مافیا کی دنیا چھوڑ دوں گا
میں ارسلان شاہ وہاں سے جانے لگا تھا جب اس کے قدم کرنل کے
الفاظ نے جکڑے تھے۔

تمہاری سوچ ہے یہ کہ تم واپس آ جاؤ گے ارسلان ہر دفعہ قسمت ساتھ
نہیں دیتی ایک دفعہ تمہارے ماں باپ نے تمہیں کھونے کا درد
برداشت کر لیا ہے دوبارہ انہیں اس درد سے آشنا مت کروانا حسیب
خان اس کا کندھا مضبوطی سے پکڑتے سر ہلاتے وہاں سے چلے گئے۔
ارسلان صبح کے چھ بجے گھر گیا کمرے میں داخل ہوا نیزا کمرے میں
موجود نہ تھی واش روم سے شاور چلنے کی آواز سنتے وہ پر سکون ہوا تھا۔

ساتھ لائی چیزیں بیڈ رکھتے کوٹ اتارتے ڈریسنگ روم میں چلا گیا تاکہ
کیجول کپڑے پہن سکے۔۔ ڈریسنگ روم سے باہر آیا نیزا اس کے کوٹ
سے بائل نکال کے پکڑ کر بیٹھی تھی۔ ارسلان شاہ تیز قدم بڑھاتے بیڈ
کے پاس گیا۔۔

حیاتم مجھے دو یہ ارسلان شاہ کے چہرے کا رنگ زرد تھا وہ غلطی سے
کیمیکل کی بوتل ساتھ لے آیا تھا جواب نیزا کے ہاتھ میں تھی۔۔ نیزا
نے نفی میں سر ہلا کر کوٹ کے اندر بائل چھپا دی۔۔
شاہو میں نہیں دوں گی مجھے یہ پینا ہے وہ بائل کو سختی سے اپنے ساتھ لگا
گئی وہ کیمیکل اس قدر خطرناک تھا گرد و قطرے اس کے اندر چلے جاتے
تو اس کی جلت پھٹنا شروع ہو جانی تھی اس کا گوشت پھٹنا شروع ہو جانا
تھا۔۔

جانِ شاہو، عین یہ نہیں پیتے یہ گندہ ہے، اس میں چونٹیاں ہیں ارسلان
شاہ کا سانس رکا ہوا تھا اسے بچوں کے انداز میں سمجھانے کی کوشش کی
اور وہ ضد پر تھی۔۔

شاہو مجھے یہ جو س پیٹا ہے انیزا سے جو س سمجھ رہی تھی جو در حقیقت
ایک خطرناک کیمیکل تھا اس سے قبل ارسلان شاہ اسے روکتا انیزا باٹل
اپنے لبوں کے ساتھ لگا گئی اس کیمیکل کے جراثیم اس قدر خطرناک تھے
ابھی اس نے باٹل اپنے لبوں کے ساتھ لگائی تھی کہ اسے شدید جلن کا
احساس ہوا ارسلان شاہ نے ہاتھ مارتے باٹل کو زمین پر گرایا تھا کیمیکل کی
سمیل ایسی تھی جیسے ایک مردہ جسم لاوارث کہیں پڑا ہوا اور اسے کیڑے
مکوڑے نوچ رہے ہوں۔۔

ش۔ شاہود۔ درد انیزا بلند آواز میں رونا شروع ہو گئی اس کے بلائی لب
سے جلت کی ایک تہہ اتر چکی تھی۔۔

زبان مت لگانا اوپر انیز اپنے لب پر زبان پھیرنے لگی تھی ارسلان شاہ
نے اسے ٹوکا اگر وہ زبان اپنے لب پر پھیرتی اس کی زبان پر بھی جلن
ہونا شروع ہو جانی تھی۔۔

دونوں کے چہرے کا رنگ زرد تھا سانسیں بکھری ہوئی پریشانی سے
ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔

ہیلوزید جو کیمیکل ہم نے بنوایا تھا اس کا اینٹی ڈوٹ لے آؤا بھی اور اسی
وقت موبائل نکال کر زید کو کال کی جو کچھ دیر پہلے سویا تھا اچانک
ارسلان کے فون آنے پر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔۔

شاہو کی جان کچھ نہیں ہوا ابھی ٹھیک ہو جائے گا ارسلان نے نرمی سے
اس کے لبوں کو چھوا تھا ارسلان شاہ کے لبوں پر شدید جلن ہونا شروع
ہو چکی تھی جسے وہ برداشت کرتے انیز کو سختی سے خود میں بھینچا وہ اپنی
حیاتم، کانچ کی گڑیا، اپنی بالم، اپنی عین کی آنکھیں نم نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔

زید کہاں جا رہا ہے آپ ہیرا اسے خود کے اوپر سے لحاف ہٹاتے دیکھ
اس کا بازو تھام گئی۔۔

تم سے مطلب اپنا ہاتھ چھڑواتے تلخی سے کہا تھا۔۔ ہیرا کا دل گہری
کھائی میں ڈوبا تھا اس کے تلخ لہجے پر اس کی بے رخی پر۔۔

جب رات کو وہ کمرے میں داخل ہوا تھا تب سے زید نے اسے پکارنا
ضروری نہ سمجھا۔۔

زید پلینز آخری غلطی سمجھ کر درگزر کر دے ہیرا اس کی گود میں بیٹھ کر
اس کا چہرہ اٹھاتے زید شاہ کی شہد رنگ آنکھوں پر لب رکھ گئی۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے ہیرا راجپوت میں تمہارے یہ سب کرنے سے اپنی
خفگی کو ختم کر دوں گا تو تمہاری بھول ہے یہ، مجھے ضروری کام ہے زید
تلخ لہجہ استعمال کرتے اس کو نرمی سے بیڈ پر بیٹھا کر جاگرز پہننے لگا۔۔

مجھ سے زیادہ ضروری ہے آپ کے لیے کام زید ہیرا کی آنکھوں کے ساتھ لہجے میں بھی نمی شامل ہوئی تھی۔۔ وہ زید شاہ کی محبت میں پور پور ڈوب چکی تھی۔۔

کام مجھے تم سے زیادہ ضروری نہیں ہے، میرا بھائی مجھے تم سے زیادہ ضروری ہے زید شاہ گن الماری سے نکال کر کمرے سے چلا گیا۔۔ کیا ہوا ہیرا، اس کے کانوں عاقل کی آواز گونجی ہیرا کو عاقل اپنے پاس بیٹھا نظر آیا تھا۔۔

عاقل زید مجھ سے ناراض ہے وہ مجھ سے بات نہیں کر رہے عاقل میں کیا کرو ہیرا کی آنکھوں میں موٹے موٹے جمع ہوئے وہ بیماری سے مکمل طور پر باہر نہیں نکل پائی تھی زید کے نرم رویے کی وجہ سے وہ کافی حد تک بہتر ہو گئی تھی لیکن اب زید شاہ اسے بے رخی دیکھنا شروع ہو چکا تھا۔۔

تم اس سے بات کیوں کرتی ہو، میں ہوں تمہارے پاس ہیرا مجھ سے
بات کیا کرو میرے سینے سے لگ کر اپنا دل ہلکا کیا کرو ہیرا اپنے ذہن
میں سوچ رہی تھی جس کے باعث اسے عاقل کا ہاتھ اپنے چہرے پر
محسوس ہو رہا تھا۔

عاقل میں زید سے بہت پیار کرتی ہوں میں ان کے بغیر نہیں رہ سکتی ہیرا
چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے بلند آواز میں رورہی تھی۔ من پسند شخص کی
ناراضگی دل توڑ دیتی ہے۔

زید تقریباً گھنٹے کا سفر 20 منٹ میں طے کرتے آفس پہنچا ہڑ بڑی میں وہ
آفس کی حالت خراب کر گیا تھا پانچ منٹ تلاشی لینے کے بعد اسے اس
کیمیکل کا اینٹی ڈوڈ ملا تھا جس طرح اجلت میں وہ آفس آیا تھا ویسے ہی گھر
واپس چلا گیا بنانا کیے ارسلان کے کمرے کا دروازہ کھولتے اندر داخل
ہوا تھا۔

یہ لوزید نے اینٹی ڈوڈار سلان کے سامنے کیا نیز اس کے سینے میں چہرہ
چھپائے ہچکیاں لیتے رو رہی تھی۔۔۔ ار سلان نے زید کی طرف دیکھا زید
ہم ہامی میں سر ہلاتے کمرے سے باہر چلا گیا۔۔۔

حیاتم میری طرف دیکھو اس کا چہرہ سامنے کر کے اینٹی ڈوٹ ہلکا سا نیزا
کے لبوں پر لگایا اسے جلن کا احساس کم ہونے لگا باٹل بند کر کے سائیڈ
ٹیبل پر رکھتے ہیں ار سلان شاہ نے اس کے لبوں کو ہلکا سا چھوتے اپنے
لبوں کی جلن مٹانی چاہی تھی۔۔۔

شاہو جلن کم ہو گئی ہے وہ بچوں کی طرح خوش ہوتے تالیاں بجانے لگی
۔۔۔

آئندہ اس طرح کی کوئی بھی چیز مجھ سے بنا پوچھے استعمال نہیں کرنی حتیٰ
کہ پکڑنی بھی نہیں استعمال کرنا تو دور کی بات ہے۔۔۔

آپ مجھے ڈانٹ رہے ہیں انیزا ڈرامیٹک انداز میں اپنے جھوٹے آنسو
صاف کر کے رخ دوسری طرف کر کے بیٹھ گئی۔

حیاتِ تم اتنا ڈرامہ کرنا اچھی بات نہیں ہوتی چلو شاہاش ادھر دیکھو میری
طرف ارسلان اسے بازوؤں میں اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا گیا۔

شاہ میں چھوٹا بے بی ہوں جو آپ مجھے اپنی گود میں بٹھا لیتے ہیں۔

جی بالکل میری حیاتِ تم میرے لیے چھوٹا سا بے بی ہے ارسلان اس کی

ناک کے ساتھ ناک مس کرتے اس کی ٹھوڑی کو ہلکا سا لبوں سے

چھوتے اس کی پیشانی کے ساتھ اپنی پیشانی ٹکا گیا۔

شاہو آپ مجھے بے بی کب لا کر دیں گے انیزا ہر دوسرے دن یہی بات

کرتی تھی مجھے بے بی چاہیے بے بی چاہیے وہ یہ نہیں سوچتی تھی کہ اس

کے شوہر کے دل پر کیا گزرتی ہے اس میں دوبارہ ہمت نہ تھی اپنے بچے

کو کھونے کی اپنی بیوی کو کھونے کی۔

جب مجھے لگے گا کہ میری عین بے بی سنبھال سکتی ہے بے بی لا کر دے
دوں گا، یہ دیکھو میں اپنی گڑیا کے لیے کیا لے کر آیا ہوں ارسلان نے
پورا بیگ بیڈ پر الٹ دیا جس میں سے ڈھیروں چیزیں نکل کر بیڈ پر پھیلی
تھی۔۔

میرے پیارے شاہو آپ بہت اچھے ہو انیز اس کے دونوں رخسار پر
پیار کرتی اس کے ہاتھوں پر بوسہ دے کر اپنی پیشانی سے لگاتے ساری
چیزوں کو اپنی گود میں رکھ کر چاکلیٹ کھول کر کھانا شروع ہو گئی۔۔
ارسلان شاہ یہی چاہتا تھا کہ وہ بے بی والی بات کو چھوڑ کر کسی اور چیز میں
مگن ہو جائے۔۔

شاہو ہمیشہ کی شادی ہے چیزیں کھاتے ہوئے اسے پوچھ رہی تھی۔۔

شاہو مجھے نیشہ کی شادی پر لہنگا پہننا ہے بلیک کلر کا جس کے اوپر بلیک کلر
کی ہی کڑھائی ہوئی ہو انیز اپنے ساتھ چیزوں کو گھسیٹتے ہوئے ارسلان
کے کندھے پر سرٹکا گئی۔۔

اور کوئی حکم ارسلان نے نا محسوس طریقے سے اس کے بالوں پر پیار کیا
تھا۔۔

وہ اپنے خدا سے ہر روز دعا کرتا تھا کہ اس کی حیاتِ پہلی جیسی ہو جائے۔۔
اس کے کندھے سے سرٹکا کر چیزیں کھاتے ہوئے سو گئی۔۔

نرمی سے اسے بیڈ پر لٹاتے چیزیں ساری بیگ میں ڈال کر سائیڈ ٹیبل
کے اندر رکھ دی اس کے ساتھ نیم دراز ہوتے اسے دیوانہ وار دیکھنے لگا

--

بہت تڑپا ہوا ہے 13 سال تم نے مجھے نہیں معلوم میں اپنی یہ تڑپ کیسے
ختم کروں گا، تم میری اس حد تک عادی نہیں ہوئی حیاتِ جس حد تک

مجھے تمہاری عادت ہو چکی ہے مجھ سے دور رہ کر تم جی پاؤ گی لیکن اگر تم
مجھ سے دور ہو گئی تمہارے شاہو کے سانسیں رک جائیں گی ارسلان
شاہ اس کے چہرے پر بار بار ہاتھ پھیر رہا تھا کبھی اس کے بالوں کے
ساتھ کھیلتا کبھی اس کی آنکھوں پر لب رکھتا۔

میں اک تارا تم چاند
میں غم تم خوشی
تو طہ ہوا تم ضروری میرے لیے
میں خاک تمہارے لیے
(اے این رائٹس)
ارسلان شاہ زیر لب منمنایا تھا۔

تم میرے لیے ہر حال میں ضروری ہو، میں نہیں جانتا میں تمہارے
لیے کس قدر ضروری ہوں، میں تمہارے انداز سے خود کے لیے اظہار
محبت محسوس کرنا چاہتا ہوں، پاس شاہ بن کر میں ٹھیک سے تمہیں
وقت نہیں دے پایا تھا لیکن ارسلان شاہ بن کر میں ہمیشہ اپنی حیاتم کے
پاس رہوں گا اپنی عین کے پاس رہوں گا میں اپنے خدا سے ہر پل دعا کرتا
ہوں کہ وہ تمہیں صحت دے ارسلان شاہ اسے اپنے سینے سے لگا کر
آنکھیں موند گیا وہ پوری رات نہ سویا تھا اس وقت اسے سکون کے کچھ
پل چاہیے تھے جو سے اس کی حیاتم کے پہلو میں مل سکتے تھے۔

زید اپنے کمرے میں داخل ہوا ہیرا عاقل سے باتیں کرنے میں مگن تھی
درحقیقت اس کے پاس کوئی موجود نہ تھا زید شاہ اپنے چہرے پر ہاتھ

پھیرنے لگا اس نے بنا سوچے سمجھے اپنی بیوی کے ساتھ سخت رویہ اپنایا
تھا وہ یہ بھول گیا تھا کہ اس کی بیوی جس بیماری میں مبتلا ہے اس کی ذرا
سی غلطی ہیرا کی ذہنی حالت کو خراب کر سکتی ہے۔۔

ہیرا! زید محبت پاش نظروں سے اس کی طرف دیکھتے قدم بڑھاتے
محبت بھرے لہجے میں اسے پکارا۔ ہیرا اس کے سینے سے لگ کر آنسو
بہانے لگی۔۔

زید میں کبھی کہیں نہیں جاؤں گی، کسی پارٹی پر نہیں جاؤں گی آپ جو کہو
گے میں کروں گی آپ کے ہر بات مانوں گی ہر لفظ پر عمل کروں گی
ایک دفعہ میری اس غلطی کو درگزر کر دے ہیرا نے زید کا چہرہ تھا مگر
اس کے رخسار کے ساتھ اپنی پیشانی کو جوڑا۔۔

وعدہ کرو تم آئندہ کبھی ایسی غلطی نہیں کرو گی۔۔

وعدہ کبھی ایسی غلطی نہیں کروں گی میں ہیرا زید کی گردن میں بازو
حائل کرتے اس کی تھوڑی پر لب رکھ گئی۔۔

بیگم میں دیکھ رہا ہوں دن بدن تمہاری بے باکی میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے
زید شاہ نے اس کے چہرے پر آئے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے ٹھوڑی
سی پکڑ کر خود کے قریب کیا تھا۔۔

آپ کو مسئلہ ہے میں اپنے محرم کے ساتھ پیار کر رہی ہوں اپنے محرم
کے سامنے بے باکی ظاہر کر رہی ہوں اب کی بار ہیرا نے اس کی شہرگ
پر لب رکھے تھے۔۔

میں نے ابھی بے باکی ظاہر کی تم پر بیگم تم نے رونے لگ جانا ہے تو بہتر
ہے اپنی ان بے باک حرکتوں پر تھوڑا قابو پاؤ، زید بہکی نگاہوں سے سرتا
پاؤں ہیرا کو دیکھ رہا تھا۔۔

زید ہمیں ولیمہ کر لینا چاہیے مجھے ڈر لگ رہا ہے کہیں میرا باپ یا میرا
بھائی میرے کردار کے بارے میں کوئی بات نہ پھیلا دیں زید کے سینے پر
ہاتھ رکھ کر اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔

نیشہ کی اور ازہان بھائی کی شادی ہو لینے دو اس کے بعد میری اور ارسلان
کی شادی کی تقریبات ایک ساتھ ہوں گی، میں چاہتا ہوں جس دن
میرے بھائی کی شادی ہو اس کے ساتھ میری شادی ہو ارسلان کا ذکر
کرتے زید کے لبوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ آئی تھی ہیرا نے
دل میں اپنے شوہر کی مسکراہٹ کی نظر اتاری۔

اتنا پیار ہے آپ کو اپنے بھائی سے، مجھے تو لگا تھا کہ آپ ناراض ہو گئے
ہوں گے کیونکہ بھائی جی نے آپ کو باتیں سنائی ہیں ہیرا مسکراتے
ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بیڈ پر بٹھاتے اس کے تھائیز پر بیٹھی۔

وہ مجھے جان سے بھی مار دے گا تا تب بھی میں اپنے لبوں سے اف تک
نہیں ادا کروں گا، میری جان بستی ہے میرے بھائی میں میرا سب کچھ ہے
وہ، خدا کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز میرا بھائی ہے زید نے ہیرا کی
ناک اور رخسار کھینچے۔۔

اور تم اپنے لوفر بھائی اور اپنے اس نام نہاد باپ کی کوئی ٹینشن نہ لو تمہارا
شوہر ہے سب کچھ سنبھالنے کے لیے جانِ من زید کے جانِ من کہنے پر
ہیرا سے سرخ ہوتی اس کے سینے پر تھپڑ برسانے لگی۔۔

کیسی ظالم بیوی ہو تم بیویاں خوش ہوتی ہیں جب شوہرا نہیں جانِ من
کہہ کے بلاتے ہیں تم اپنے شوہر کو مارنا شروع ہو گئی ہو زید اس کے ہاتھ
پیچھے لے جاتی اپنے ایک ہاتھ میں پکڑتے اس کی آنکھوں میں آنکھیں
گاڑھ کر بولا تھا زید شاہ کی شہر رنگ آنکھوں میں جذبات اٹھاتے دیکھ
بے ساختہ ہیرا کی نظر جھکی تھی۔۔

زید احمد شاہ اپنی مسز ہیر ازید شاہ کے دل میں کیا خود کے لیے جگہ بنا پایا ہے؟ اس کی محبت پاش لہجے پر ہیر نے اپنی بھاری پلکیں اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

زید احمد شاہ اپنی محرم ہیر ازید شاہ کے دل میں کیا اس کی روح میں بس چکے ہو اس کی زندگی بن چکے ہو اس کی ہر سانس زید شاہ کے نام سے چلتی ہے، ہیر ازید شاہ کے لبوں سے جب بھی الفاظ ادا ہوئے اپنے زید کے لیے ادا ہوئے اپنے اس خوبصورت محرم کے لیے ادا ہوئے ہیرا کے اس قدر خوبصورت اظہار پر زید شاہ کی رگ رگ میں سکون اتر اٹھا وہ کبھی اظہار اس طرح سے نہیں کر پاتا جس طرح اس کی محرم نے اس سے کیا تھا۔

بیگم میرے پاس الفاظ نہیں ہے ادا کرنے کے لیے تمہارے لیے زید شاہ کا دل چاہ رہا تھا اسے خود میں سمالے۔

ہیرا راجپوت ہے ہی ایسی ہر کسی کو لا جواب کر دیتی ہے، میرا مطلب
ہیرا زید شاہ زید کو خود کی طرف گھورتے پا کر ہیرا دانت کی نمائش
کرتے ہوئے بولی تھی۔۔

آج کے بعد اپنے نام کے آگے تم زید شاہ لگایا کرو گی۔۔
تھوڑی دیر پہلے کسی نے مجھے ہیرا را۔۔

وہ خفگی سے کہہ دیا تھا میں نے آج کے بعد نہیں کہوں گا زید اس کی بات
کاٹتے اس کے لبوں پر شہادت کی انگلی رکھتے بولا تھا۔۔
میں قربان جاؤں اپنے سفاک شاہ پر ہیرا کے سفاک شاہ بولنے پر زید نے
گھوری سے اسے نوازا تھا۔۔

اچھا چھوڑیں مجھے میں نے فریش ہونا ہے پھر نیچے جا کر ناشتہ بنانا ہے
سب کے لیے میں نے میری وجہ سے سب کو ڈانٹ پڑی ہے بھائی جی

سے ہیرا اس کی گود سے اٹھنے لگی زید نے کمر سے پکڑتے خود کے قریب کیا۔۔

اپنے شوہر کو بھی وقت دے دیا کرو زید شاہ بہکنے لگا تھا۔۔

میرے پیارے شوہر آپ کو نارات کو ٹائم دوں گی ابھی مجھے کام ہے۔۔

اسی طرح کہہ دو نیچے جا کے کھانا بنا کر سب کو مسکے لگانے ہیں ہیرا زید کی گردن پر دانت گاڑھ کر کمرے سے باہر بھاگ گئی۔۔

ظالم بیوی نیچے اگر کسی نے میری گردن پر نشان دیکھ لیے کیا جواب دوں

گامیں آگے ہی پورے گھر میں رات کو اور ارسلان شاہ نے بدنام کر دیا

تھا مجھے زیاد اپنی گردن پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا۔۔

ہیرا کچن میں کھڑی سب کے لیے کھانا بنا رہی تھی۔۔

ہیرا بیٹا آپ اکیلی کھانا بنا رہی ہو انشا کچن میں داخل ہوئی ہیرا کو اکیلے کھانا

بناتے دیکھ حیران ہوئی تھی۔۔

بڑی امی وہ دراصل میری وجہ سے آپ سب کو ڈانٹ پڑی ایم سوری
ہیر اثر مندگی سے سر جھکاتی لاڈ سے انشا کے کندھے سے سر ٹکا گئی۔۔
سوری کی ضرورت نہیں ہے تمہیں ہماری قسمت میں وہ سب ہونا لکھا
تھا ہو گیا۔ اچھا تو یہ مسکے لگانے کے لیے کھانا بنایا جا رہا تھا ہیرا ہاں میں سر
ہلاتے دانتوں کی نمائش کرنے لگی۔۔

اچھا چلو میں تمہاری ہیلپ کر دیتی ہوں انشا ہیرا کی ہیلپ کروانے لگی
تبھی اسماء بچن میں داخل ہوتے ان دونوں کے ساتھ کام میں لگ گئی۔۔
آٹھ بجے سب عورتیں ناشتے کے ٹیبل پر موجود تھیں سوائے انیزا کے اور
مرد حضرات ابھی تک کمروں سے باہر نہیں آئے تھے۔۔

سب بے صبری سے بیٹھ کر ان سب کا انتظار کر رہی تھی جب زید اور
ارسلان کو چھوڑ کر گھر کے سارے مرد ایک کمرے سے باہر نکلے تھے
سب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگی۔۔

یعنی صرف میرے شوہر کمرے سے باہر نہیں تھے سب کے ہی اپنے
کمروں سے باہر ایک کمرے میں سوئے تھے ان کے دلوں میں ایک ہی
خیال آیا ساری عورتیں اداس سا چہرہ بناتے سر جھکا گئی۔

ارسلان شاہانیزاکا ہاتھ پکڑے سیڑھیاں اتر رہا تھا اسی پل سب کی نظر
ان دونوں پر گئی بے ساختہ سب نے ماشاء اللہ کہا تھا۔

سب اپنی اپنی کرسی پر براجمان تھے ارسلان اپنی عین کے لیے چیئر پیچھے
کرتے اسے بٹھا کر اس کے ساتھ والی کرسی پر جگہ سنبھالی۔

کاش ہمارے شوہر بھی ہم سے یوں ہی پیار کرتے ماورہ ہلکا سا منمنائی تھی
جو اذہان نے باخوبی سنا تھا۔

زید نے ٹیبل کے نیچے سے ہیرا کا ہاتھ تھا تھا تھا ہیرا نہیں شرماتے ہوئے
زید کو دیکھا۔

باز آجائیں سب موجود ہے یہاں پر ہیرا نے زید کو آنکھیں دکھا کر ہاتھ
چھڑانا چاہا اس کی گرفت ہیرا کے ہاتھ پر مضبوط ہوئی تھی۔۔
جانِ من یہ ہاتھ تو کبھی نہیں چھوڑنے والا میں۔۔

زید مجھے کھانا کھانا ہے ہاتھ چھوڑیں میرا ہیرا اپنے دوسرے ہاتھ سے
اس کے ہاتھ پر ناخن مارنے لگی۔۔

ظالم بیوی جتنا مرضی ظلم ڈھالو اپنے اس معصوم شوہر پر ہاتھ تو پھر بھی
نہیں چھوڑوں گا وہ ضد پر اڑا تھا ہیرا زید کو آنکھیں دکھاتی چیئر کی پشت
سے ٹیک لگا گئی۔۔

ہیرا کھانا کھاؤ ہیرا کے چہرے کا رنگ اڑا تھا زید شاہ اس کا ہاتھ چھوڑتا تو
وہ کھانا کھاتی لیکن یہ بات وہ انشا کو نہیں بتا سکتی تھی۔۔

امی جی سمجھا کریں نا ان کا ناشتہ رو مینس چل رہا ہے سیان کے بولتے ہی
زید نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔۔

تمہیں الہام ہوتا ہے ان سب چیزوں کا زید پیتے ہوئے سیان کے کان کے قریب جھکتے سر گوشتی نما آواز میں بولا تھا۔

ہائے زید بھائی آپ سب کو یہ سب کچھ برداشت کرنا پڑے گا جب تک میری رخصتی نہیں ہوتی جاتی، آپ سب کو بھی سکون سے اپنی اپنی بیوی کے ساتھ رومینس نہیں کرنے دوں گا میں ہر دفعہ کباب میں ہڈی بن کر آپ کے گلے میں اٹکوں گا اپنے دانتوں کی نمائش کرتے آنکھیں دبا کر بولا تھا۔

اپنے ڈریکولا نمادانتوں کی نمائش ذرا کم کرو کیوں میری معصوم سی بہن کو ڈرانے کا ارادہ ہے تمہارا زید نے مسکرا کر عرتج کی طرف دیکھتے طنزیہ اسے کہا تھا۔

آپ کی بہن کچھ زیادہ ہی معصوم ہے سیان کو عرتج پر بے انتہا غصہ تھا۔

حیاتم کھانا نہیں کھا رہی ارسلان شاہ نے فکر مند لہجے میں اس سے استفسار کیا نیز ابلائی لب باہر نکالتے اس کو ہلکا سا چھوا تھا کہ اس کی آنکھوں میں نمی شامل ہوئی تھی۔۔

یہ کیا ہوا ہے احمد شاہ انیزا کی طرف دیکھتے ارسلان شاہ سے پوچھ رہے تھے۔۔

کیمیاوی (کیمیکل) احمد شاہ نے غصے سے ارسلان کی طرف دیکھا جیسے کہنا چاہ رہے ہوں کیا ضرورت تھی اس کیمیکل کو گھر میں لانے کی جب تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری بیوی کا ذہن بچوں والا ہے۔۔

اسماء نے ٹیبل کے نیچے سے احمد کا ہاتھ پکڑنا چاہا تھا جیسے ہی اس کا ہاتھ اپنے شوہر کے ہاتھ سے ہلکا سا ٹچ ہوا احمد نے جھٹکے سے ہاتھ پیچھے کیا تھا

ایسی حرکتیں کرنی ہی نہیں چاہیے اسماء جان کے بعد میں شرمندہ ہونا
پڑے احمد زیر لب بڑبڑایا تھا ساتھ والی چیئر پر بیٹھنے کی وجہ سے اسماء کو
احمد کے الفاظ صاف سنائی دیے تھے۔۔

میں نے کھیر بنائی ہے۔۔ سب کے لیے نہا کے الفاظ ادا کرنے پر رضا
خانزادہ نے آئی بروچکا کر اس کی طرف دیکھا تو نہا فوراً "سب کے لیے"
پر زور دیتے بولی تھی۔۔

نہا کھیر لے کر کچن چھ باہر آئی اچانک اس کی نظر ایک ملازمہ پر پڑی جو
رضا کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی۔۔

نہا کی نظر اس ملازمہ پر تھی اس کے قدم چل رہے تھے جب اس کے
سامنے اچانک عالیان آیا نہا بمشکل گرتے ہوئے بچی تھی۔۔

پھپھو اللہ نے آنکھیں دیکھنے کے لیے دی ہیں عالیان کے پیٹ میں کھیر کا
باؤل لگا تھا وہ بیچارہ کراہتے ہوئے پیٹ پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔

ہائے میرا پیارا بھتیجا میرا دھیان نہیں تھا سوری نہیہا عالیان کے رخسار پیار
سے تھپتھپاتے معصومانہ چہرہ بنا گئی تھی۔۔

ویسے بھی کسی اور کی وجہ سے میں تمہارے ساتھ ٹکرائی ہوں نہیہا خو نثار
نظروں سے رضا کی طرف دیکھ رہی تھی مقابل بھی رضا خانزادہ تھا جس
نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔۔ نہیہا رضا خانزادہ نے وہ کہاوت
سچ کر ڈالی تھی الٹا چور کو توال کو ڈانٹے رضا سے بنا اجازت لیے وہ پارٹی پر
گئی تھی اور اب جب وہ ناراض ہوا تھا اسے منانے کی بجائے وہ خود منہ بنا
کر بیٹھی ہوئی تھی۔۔

وہ پنجابی کی کہاوت ہے ناڈ گے کھوتے تے غصہ کمیا رتے (گرے گدھے
پر اور غصہ کمیا پر) وہ نہیہا کو گھوری سے نوازتے رخ موڑ گیا نہیہا اس کے
رویے پر تلملا کر رہ گئی تھی۔۔

جب کمیار نے گدھے پر گرایا ہو تو غصہ بھی تو دونوں پر آئے گا نہ ہا منہ
چڑھاتی سب کو کھیر ڈال کر دینے لگی۔۔

عالیان کا ان دونوں کی بات پر منہ کھل گیا جو اپنی لڑائی میں اسے گدھا بنا
گئے تھے۔۔

انڈائر یکٹلی تم مجھے کمیار کہہ رہی ہو، میں تمہیں کمیار نظر آتا ہوں وہ جل
کر بولا تھا بے ساختہ اسے اپنی ڈیشنگ پر سنلٹی گڈے میں گرتی ہوئی
نظر آرہی تھی۔۔

ڈائر یکٹلی یا انڈائر یکٹلی میں نے کسی کو کچھ بھی نہیں کہا وہ بمشکل اپنی ہنسی
کنٹرول کر پائی جو رضا سے مخفی نہ رہی تھی۔۔
ہنس لو، کھل کر ہنس لو۔۔

تو کیا میں آپ سے پوچھ کر ہنسوں گی اور کیا میں آپ کو پاگل نظر آتی
ہوں جو بن بات کے ہنسو گی چہرے پر فرضی سنجیدگی سجالی۔۔

کوئی مسکراہٹ چھپا رہا تھا یعنی وہ رضابت ادھوری چھوڑ گیا۔۔

انڈائریکٹلی آپ مجھے پاگل کہہ رہے ہیں۔۔

میں نے کسی کو کچھ نہیں کہا اگر کسی کو اپنا آپ پاگل لگ رہا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں نہا کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی اس کا دل چاہ رہا تھا اپنے شوہر کی ناراضگی دور کرنے کے بجائے اس کے سر پر کچھ دے مارے۔۔

آپ دونوں اپنی لڑائی چھوڑو، یہ مجھے کس بات پر گدھا بنایا گیا ہے
عالیان کو اپنی بے عزتی برداشت نہ ہوئی تھی عانیہ ان سب کی نوک جو
دیکھ کر ذرا سی مسکرائی تھی اس کی خوبصورت مسکراہٹ دیکھ عالیان
شاہ کہ دل کی بیٹ مس ہوئی۔۔

کوئی اس قدر خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے، واللہ اس کی مسکراہٹ جیسے
گلاب کی کلی کھل رہی ہو عالیان شاہ کی نظریں عانیہ احمد پر مرکوز تھی۔۔

عالیان کی گہری نظریں خود پر محسوس کرتے عانیہ سٹیٹائی تھی۔۔

گڈو کھانا تو کھالوار سلان نے اسے اٹھتے ہوئے دیکھ اس کا ہاتھ پکڑا۔

لالا مجھے بھوک نہیں ہے وہ سفید جھوٹ بولتی تیزی سے وہاں سے چلی گئی عالیان کی نظریں اس کے دھڑکن کو بڑھا گئی تھی اسے آکسیجن کی کمی محسوس ہو رہی تھی۔۔

خاموشی سے سب کھانا کھاؤ عالیان کو وہاں سے اٹھتے دیکھ احمد شاہ سختی سے بولا تھا مجبوراً عالیان کو وہاں بیٹھنا پڑا۔

احمد شاہ اس کے اٹھنے کا مقصد اچھی طرح سے جان گیا تھا کہ وہ اس کی بیٹی کے پیچھے جانا چاہ رہا ہے۔۔

کھانا کھا کر سب مرد اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے موقع پاتے ہی ان کی بیویاں بھی ان کے پیچھے چلی گئی ٹیبل پر صرف زید، ہیرا اور سلان، انیزا اور ان میرڈ افراد موجود تھے۔۔

ہیرا مجھے آفس جانا ہے میرے کپڑے نکال دو آکر زید کہتے وہاں سے چلا
گیا میرم نے ہیرا کو کہنی ماری۔۔

جاؤ تمہارے شوہر کو رو مینس کی کمی ہو رہی ہے اسے اس کی وٹا منزدوجا
کر میرم ہیرا کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی کی تھی جو عیشان نے
سنی تھی بے ساختہ اس نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے تھے عیشان کو اپنے
کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہو رہا تھا اسے لگا تھا کہ میرم معصوم ہے
اس کی یہ غلط فہمی آج دور ہو گئی تھی۔۔

بہت زبان تمہاری چلنے لگ گئی ہے شرماتی گھبراتی ہوئی وہاں سے چلی گئی
۔۔

عالیان وہاں سے چلا گیا اسے عانیہ سے بات کرنی تھی۔۔
نیسلیمان میرم اور عیشان وہ تینوں بھی وہاں سے چلے گئے۔۔

گڑیا اپنا بہت سارا ادھیان رکھنا میں آفس جا رہا ہوں تقریباً دو بجے میں
گھر آ جاؤں گا تیار رہنا ہم باہر چلیں گے ارسلان انیزا کی پیشانی پر پیار
بھری مہر ثبت کرتے چلا گیا۔۔

انیزہ اٹھ کر کچن میں چلی گئی اس کا میٹھا کھانے کا دل کر رہا تھا مریج والی
چیز تو اس سے کھائی نہیں جانی تھی۔۔

کل اذہان بھائی کی مہندی اور تمہارا۔۔ نکاح ہے کیسے احساسات و

جذبات ہیں نکاح کی بات کرتے ہوئے ہر مرتبہ اس کی زبان اس کا
ساتھ ایک پل کے لیے چھوڑ جاتی تھی۔۔

بہت اچھے احساسات ہیں میرے۔۔ میں اپنے۔۔ محرم کی ہو جاؤں گی

یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے نیشہ کے گلے میں آنسو اٹکے تھے۔۔

اس کا دل چاہ رہا تھا وہ اظہار محبت کر دے لیکن وہ اپنے بھائی کی لاج رکھنا چاہتی تھی اپنے جذبات و احساسات کو تھپک کر سلاتے ہوئے مسکرا کر زیان شاہ کی طرف دیکھنے لگی۔۔

نکاح کی بات کرتے تمہاری زبان تمہارے ساتھ کیوں چھوڑ جاتی ہے پٹھانی صاحبہ اس کا یہ پٹھانی صاحبہ کہنا نیشہ کے دل کے تاروں کو چھیڑ جاتا تھا۔۔

فرضی مسکراہٹ اپنے چہرے پر سجائے آنکھوں کو نم ہونے سے روک رہی تھی۔۔

میری زبان تو نہیں لڑکھڑاتی ن۔ نکاح کی بات پر زخمی مسکراہٹ نے زیان شاہ کے لبوں پر احاطہ کیا تھا نیشہ خان کی زبان پھر سے لڑکھڑائی تھی۔۔

اقرار کر لو پٹھانی صاحبہ تم نکاح کے لیے راضی نہیں ہو۔۔

میں راضی ہوں سمجھ آئی تمہیں اور خبردار آج کے بعد تم نے مجھے پٹھانی
صاحبہ بلایا نیشہ چلاتی ہوئی وہاں سے چلی گئی اگر وہ ایک پل بھی وہاں
رکتی وہ اپنا ضبط کھودیتی اور اظہارِ محبت کر جاتی۔۔

اقرارِ کالمہ مشکل ہوتا ہے انسان کے لیے یہ بات آج زیان شاہ اچھے سے
جان گیا تھا وہ چاہتے ہوئے بھی اقرار نہ کر پایا کہ وہ اپنی پٹھانی صاحبہ کے
عشق میں مبتلا ہو چکا ہے۔۔

صرف چند گھنٹوں کے لیے تم میری پٹھانی صاحبہ ہو اس کے بعد تم اپنے
زیان شاہ سختی سے اپنے لبوں پر ہاتھ جما گیا اس سے آگے نہ ہی وہ بولنا
چاہتا تھا اور نہ ہی سوچنا۔۔

زیان اپنے کمرے میں جاتے ہر چیز کو اٹھا کر زمین پر پٹک رہا تھا۔۔
وہ کسی اور کی ہو جائے گی وہ میری نہیں رہے گی زمین پر بیٹھ کے اپنا سر
گھٹنوں پر ٹکا گیا۔۔

زبان شاہ وہ تمہاری تھی ہی کب، جو تم سے دور ہوگی اس کے دل میں
کسی کو نے سے آوازائی لہورنگ ہوئی آنکھیں لیے چہرہ اٹھا کر آئینے میں
اپنا عکس دیکھا۔

وہ میری بن جائے گی، میرے اللہ وہ میری بن جائے گی نا، زبان شاہ اس
کا محرم بنے گا؟ غصے سے چلاتے ہوئے واس پکڑ کر آئینے میں دے مارا
--

وہ میری ہے صرف میری، زبان شاہ کی ہے صرف زبان شاہ کی، زبان
شاہ اپنی پٹھانی سے نکاح کر کے رہے گا وہ جنون اور تکلیف میں غلط قدم
اٹھانے والا تھا۔

اس نے دراز سے بے ہوش کرنے والی دوا نکالی اور ساتھ میں ایک
رومال پکڑا۔

وہ کمرے سے باہر نکلا لاؤنج میں کوئی بھی موجود نہ تھا سب اپنے اپنے کمرے میں تھے۔۔

نیشہ اپنے کمرے سے باہر نکل کر ہو سٹل جانے کے لیے گھر سے باہر چلے گئی زیان شاہ اس کے پیچھے پیچھے گھر سے باہر نکلا تھا جیسے ہی وہ گھر سے تھوڑا آگے نکلے، زیان کار کی سپیڈ بڑھاتے نیشہ کی کار کے سامنے اپنی کار روک گیا۔۔

نیشہ غصے سے تلملاتی ہوئی باہر نکلی تھی۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہے زیان شاہ زور سے گاڑی کا دروازہ بند کرتے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھتے قدم اس کی طرف بڑھانے لگی۔۔

پٹھانی صاحبہ اتنا غصہ صحت کے لیے اچھا نہیں ہوتا اس کی سمت قدم بڑھاتے ہاتھ میں پکڑا رومال اس کے چہرے پر رکھ کر سر کے پیچھے ہاتھ رکھا تھا۔۔

نیشہ نے اس کے پیٹ میں ٹانگ ماری وہ دائیں جانب زمین پر گرا تھا نیشہ
کا سر چکرانے لگا تھا اسے پہلے وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتے زمین پر
گرتی زیان شاہ اسے اپنے بازوؤں میں تھام گیا۔

اسے بازوؤں میں برائڈل سٹائل میں اٹھائے گاڑی میں بیک سیٹ پر لٹا کر
سپیڈ سے گاڑی بھگالے گیا کال کر کے اپنے آدمی کو نیشہ کی گاڑی غائب
کرنے کا کہا۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو عانیہ ڈریسنگ ٹیبل سیٹ کر رہی تھی جب آئینے
میں اسے اپنے پیچھے عالیان کا عکس نظر آیا وہ گھبرا کر رخ اس کی طرف کر
گئی۔

مجھے تم سے بات کرنی ہے عالیان نے جھجکتے ہوئے کہا تھا۔

لیکن مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی میں اس دن ساری باتیں کلیئر کر
چکی ہوں مجھے تم میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے اور نہ ہی میں تم سے شادی
کرنا چاہتی ہوں تو مہربانی فرما کر میرے سامنے اپنا چہرہ شریف لے کر
مت آیا کرو وہ پتھر دل بنتی عالیان شاہ کے دل کو کچل گئی تھی۔۔
میں تم سے پیار کرتا ہوں عالیان اپنے لہجے کو اور اپنی آنکھوں کو نم ہونے
سے روک نہ پایا۔۔

کتنے ڈھیٹ ہو تم تمہیں ایک دفعہ میری بات سمجھ نہیں آئی مجھے تم میں
کوئی انٹرسٹ نہیں ہے نفرت کرتی ہوں میں تم سے، میں اچھی طرح
جانتی ہوں تمہیں مجھ سے کوئی محبت نہیں ہے نکاح کے نام پر صرف تم
مجھ سے ہوس پوری کرنا چاہتے ہو جیسے ہی تمہاری ہوس پوری ہوگی تم
مجھے چھوڑ دو گے عانیہ شاہ سفاک بنی اس کے دل کو لہو لہان کر رہی تھی

عالیان کی آنکھوں سے روز و قطار آنسو بہنے لگے اس کا دل کسی نے مٹھی
میں جکڑ لیا تھا ہاتھوں میں کپکپاہٹ طاری ہوئی تھی۔۔

میری نیت پاک ہے میرا خدا جانتا ہے عانیہ تم جس امتحان سے کہو گی
میں گزرنے کے لیے تیار ہوں تمہیں یقین دلانے کے لیے سب کچھ
کرنے کو تیار ہوں ایک مرتبہ میری محبت کا یقین کر لو صرف ایک دفعہ
عالیان اسے بازو سے تھامنے لگا تھا عانیہ کا ہاتھ اٹھتا عالیان شاہ کے
چہرے پر نشان چھوڑ گیا۔۔

میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا مجھے ہاتھ مت لگایا کرو عانیہ لمبے سانس
لیتی خود کو پرسکون کرنے لگی۔۔

جتنے چاہے تھپڑ مار لو لیکن میری محبت کا مت دھتکارو، میری محبت کو
حوس مت کہو میں دوسرے مردوں کی طرح نہیں ہوں۔۔

ہر مرد یہی کہتا ہے کہ میں دوسری مردوں کی طرح نہیں ہوں لیکن
در حقیقت سب مرد ایک جیسے ہوتے ہیں جنہوں نے صرف اپنی ہوس
پوری کرنی ہوتی ہے تم بھی ان میں سے ہی ایک ہو عانیہ عالیان کا
گریبان پکڑتی اسے کمرے سے باہر دھکیلنے لگی۔

عانیہ پلیر ایک دفعہ میری بات سن لو، م۔ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں
، ایک مرتبہ صرف ایک مرتبہ مجھ پر یقین کر لو عالیان اپنی عزتِ نفس
کو کچل کر عانیہ کے سامنے ہاتھ جوڑ گیا تھا۔

وہ دروازہ بند کرتے ہیں بلند آواز میں روتے عانیہ کے ہاتھ تھام کر زمین
پر بیٹھتے اس کے ہاتھوں کو پیشانی سے لگا کر ہاتھوں کی پشت کو نم کرنے
لگا۔۔۔

جنہوں نے ہوس پوری کرنی ہوتی ہے وہ نکاح نہیں کرتے عالیان بے
اختیار ہوتے اس کے ہاتھوں کو اپنے لبوں سے لگا گیا عانیہ جھٹکے سے اپنے

ہاتھ اس کے ہاتھوں سے چھڑواتے اس کے چہرے پر ان گنت تھپڑ مار گئی تھی۔۔

اسی بے خودی سے مجھے نفرت ہے عالیاں شاہ، بے قابو مرد کبھی رشتہ نہیں نبھاسکتے عانیہ بھاگ کر واش روم میں بند ہوتی زمین پر بیٹھتے اپنے چہرے پر ہاتھ رکھتے بے انتہار رونے لگی۔۔۔

مجھے معلوم ہے عالیاں تمہاری محبت سچی ہے لیکن جیسے ہی تمہیں میرا ماضی پتہ چلے گا تم چھوڑ جاؤ گے مجھے تنہا رہ جاؤں گی میں، نکاح کرنے کی بات کر رہے ہو تم اگر میں تم سے نکاح کر لوں گی اپنا سب کچھ تمہارے حوالے کر دوں گی اس کے بعد جب تمہیں حقیقت پتہ چلے گی تم دھتکار دو گے مجھے عانیہ شاہ کہیں کی نہیں رہے گی عانیہ گھٹنوں میں سر دیے اپنے بال نوچ رہی تھی وہ کبھی عالیاں کے سامنے اس کی محبت کو سچا قرار نہیں دے سکتی تھی۔۔

وہ دونوں زمین پر بیٹھے اپنا غم ہلکا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

دونوں تڑپ رہے تھے ایک دوسرے کے لیے۔

ایک نہ ایک دن تم اقرار کرو گی کہ عالیان شاہ تم سے سچی محبت کرتا ہے
تم سے دل کی گہرائیوں سے محبت کرتا ہے اس نے کبھی تمہیں ہوس کی
نظر سے نہیں دیکھا ہمیشہ تمہیں اپنا محرم بنانے کا سوچا ہے عالیان واش
روم کے دروازے کے باہر کھڑے ہوتے بلند آواز میں بولا تھا اس کے
لہجے میں نمی، تکلیف، دکھ، بے چینی، دل کو کچل ڈالنے کی تکلیف اور نہ
جانے کیا کیا تھا۔

عانیہ سختی سے اپنے لبوں پر ہاتھ جما گئی مبادہ وہ اس کی سسکیاں نہ سن
لے وہ یہ نہ جانے لے وہ اسے تکلیف دیکھ کر خود رو رہی ہے۔

عالیان کی باہر جاتے ہی وہ واش روم سے باہر آ کر شیشے کا گلاس توڑ کر
اپنے ہاتھ پر مار دیا جس ہاتھ نے عالیان کے چہرے پر نشان چھوڑے
تھے۔۔

اس کے ہاتھ سے خون بہتا زمین پر گرنے لگا۔
جانے اسے کتنی تکلیف ہوئی ہوگی میرے الفاظ سے عانیہ زمین پر بیٹھ کر
پھر سے رونا شروع ہو گئی۔۔

احمد پلین ناراضگی ختم کر دیں کل رات سے آپ مجھ سے بات نہیں کر
رہے اسماء احمد کا ہاتھ نرمی سے تھامتے اس کے سینے سے لگ گئی۔۔
اپنی اسماء جان کی اس غلطی کو آخری غلطی سمجھ کر معاف کر دے اسماء
نے پاؤں اوپر کرتے نرمی سے احمد شاہ کے لبوں کو چھوا تھا۔۔

احمد شاہ ٹھنڈی آہ خارش کرتا اپنی اسماء جان کو خود میں بیچ گیا تھا۔۔

اپنی بیٹی کے بارے میں سوچ کر وہ تکلیف میں مبتلا تھا، نہ جانے اس کی بیٹی کی قسمت میں کیا لکھا تھا پہلے زیادتی پھر خاندان سے دوری اور اب عالیاں شاہ کی محبت اور عانیہ شاہ کا اسے دھتکارنا۔

احمد کوئی پریشانی ہے آپ کو احمد کا سرخ چہرہ دیکھ اس نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا تھا۔

ہر پل دل میں یہ دعا کرتا ہوں اسماء کہ اللہ میری بیٹی کے نصیب اچھے کرے بہت ڈر لگتا ہے بیٹیوں کے نصیب سے، بیٹیاں اللہ کی رحمت ہوتی ہے۔ جانتی ہو کچھ لوگ بیٹیوں کی خواہش اس لیے نہیں کرتے کیونکہ انہیں ان کے نصیب سے ڈر لگتا ہے آج احمد شاہ ڈر رہا ہے اپنی بیٹی کے نصیب سے احمد اسماء کو بیڈ پر بٹھاتے اس کے سینے پر سر رکھ گیا

احمد نامید نہیں ہوتے صرف اپنے اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہماری
بیٹی کے ساتھ ہمارے بیٹوں کے بھی نصیب اچھے کرے ایسے نامید ہو
کر ہم اللہ کو ناراض کرتے ہیں نامیدی کفر ہے اسماء احمد کے بال
سہلانے لگی۔۔

احمد ہاں میں سر ہلاتے اپنی گرفت اسماء پر مضبوط کر گیا تھا۔۔
احمد آج آپ کو ہاسپٹل نہیں جانا کیا؟۔۔

نہیں آج مجھے ہاسپٹل نہیں جانا آج میں اپنی بیوی کے ساتھ وقت گزارنا
چاہتا ہوں احمد خود کو پر سکون کرتے اپنی ٹھوڑی اسماء کے کندھے پر ٹکا کر
اسماء کے کالر بون پر لب رکھے۔۔
احمد یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔

تماشہ کر رہا ہوں کر لوں احمد شاہ جل کر بولا تھا اسے اسماء کا یوں ٹوکنا
نہایت ہی برا لگتا تھا۔۔

اسماء جان جب میں تمہارے ساتھ کوالٹی ٹائم سپینڈ کر رہا ہوں تو خاموشی سے بیٹھی رہا کرو مجھے یوں تمہارا ٹوکنا برا لگتا ہے احمد اسے نرمی سے بیڈ پر لٹاتے اس پر حاوی ہوا تھا۔

اس سے پہلے احمد اسماء کے زیادہ قریب ہوتا دروازہ ناک ہوا دل میں سو گالیاں دروازے پر دستک دینے والے انسان کو نکالتے اسماء سے دور ہوا تھا۔

یہ ضرور تمہارا کوئی بیٹا ہی ہونا ہے جسے الہام ہو گیا ہو گا کہ میرا باپ میری ماں کے ساتھ ٹائم سپینڈ کر رہا ہے احمد نے دانت پیستے ہوئے دروازہ کھولا۔

بابا آپ ایسا کون سا کام کر رہے تھے جو اتنا وقت لگا کر دروازہ کھولا ہے سیان اپنے بابا کو دھکے دیتے کمرے میں داخل ہو کر اپنی ماں کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔

احمد اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے اپنا غصہ کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

ایک دفعہ تیری شادی ہونے دے شادی کی رات دو منٹ بعد تمہارا دروازہ نہ بار بار کھٹکھٹایا میں نے پھر کہنا تو مجھے احمد جلتے تلملاتے ہوئے اسماء کے پاس بیٹھا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا سیان کو دھکے دے کر بیڈ سے نیچے گرائے جو اس کی بیوی کی گود میں سر رکھ کر لیٹا ہوا تھا۔۔

یہ دن تب ہی آئے گا جب آپ میری رخصتی کروائیں گے اس کے بغیر تو یہ دن آنے سے رہا بابا جانی سیان ایک آنکھ دباتے ہوئے اپنی ماں کے ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں سے لگا گیا۔۔

اسماء سے دھکا دیتے بیڈ سے اٹھی تھی۔۔

اب دونوں باپ بیٹے نہایت ہی بے شرم ہیں شرم نامی چیز آپ دونوں
میں رہی ہی نہیں ہے اسماء کھا جانے والی نظروں سے دونوں کو دیکھتے
کمرے سے چلی گئی۔۔

نہ جانے کون سے گناہوں کی صورت میں تو مجھے ملا ہے۔۔
بابا گناہ کی صورت میں نہیں یہ کہے میرے نیک عمل کی صورت میں
مجھے اتنا پیار ایسا ملا ہے سیان اب احمد شاہ کی گود میں سر رکھیں لیٹا ہوا تھا

--

سیان قسم سے یار کبھی تم مجھے سکون سے اپنی بیوی کے ساتھ وقت
گزارنے دیا کرو احمد شاہ اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولا تھا۔۔
اب مجھے الہام تھوڑی نہ ہونا تھا اپ میری ماں کے ساتھ وقت گزارنا
چاہتے ہیں اکیلے میں سیان اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔
بابا ایک بات کرنی ہے آپ سے۔۔

ہاں بولو احمد اس کے چہرے پر سنجیدہ تاثرات دیکھتے سیدھے ہو کر بیٹھے

--

عالیان گڈو کو پسند کرتا ہے، بابا مجھے یہ چیز نہیں برداشت وہ میری بہن کے لیے نامحرم ہے یق تو آپ اسے باز کریں یا پھر اس کا نکاح گڈو سے کروادے، میں نہیں چاہتا میں کوئی غلط قدم اٹھالوں اور میری اور اس کی دوستی میں دراڑ پڑے میرے لیے میری بہن سب سے زیادہ ضروری ہے سیان کا چہرہ سپاٹ تھا نظریں جھکی ہوئی تھی وہ عجیب کشمکش میں مبتلا ہو چکا تھا ایک طرف جگری دوست اور ایک طرف اس کی جان سے پیاری بہن۔۔

تم اگاہ ہو اس بات سے کہ تمہاری بہن کے ساتھ ماضی میں کیا ہو چکا ہے لیکن عالیان اس چیز سے اگاہ نہیں ہے جب اسے علم ہو گا وہ تمہاری بہن کو چھوڑ دے گا برداشت کر لو گے احمد شاہ بھی سر جھکا کر بیٹھ گیا۔۔

مجھے نہیں لگتا بابا کے عالیاں گڈو کو چھوڑے گا جس قدر وہ اس سے
محبت کرتا ہے وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گا سیان نے عالیاں کی اور
عانیہ کی تمام باتیں سنی تھی۔۔

بابا آپ سب غلط کر رہے ہو عالیاں کے ساتھ وہ مخلص ہے میری بہن
کے لیے گڈو، آپ اور بھائی جی نا انصافی کر رہے ہیں اس کے ساتھ، میں
پسند کرتا ہوں عرتج کو آپ نے میرا نکاح کروادیا، وہ پسند کرتا ہے تو اس
کا نکاح کیوں نہیں کروا رہے کیوں اسے گنہگار بنا رہے ہیں سیان نے
التجائی نظروں سے احمد شاہ کو دیکھا۔۔

میں بات کروں گا گڈو س۔۔ عانیہ سے آپ کوئی بات نہیں کریں گے
چھوٹے بابا عالیاں کمرے میں داخل ہوتے احمد شاہ کی بات کاٹتے ہوئے
بولا تھا۔۔

جب تک وہ خود سے اپنی دلی رضامندی ظاہر نہیں کرے گی کوئی بھی اس متعلق اس سے بات نہیں کرے گا عالیاں احمد شاہ کے پاس بیٹھتا ان کا ہاتھ تھام گیا تھا۔

میں جانتا ہوں چھوٹے بابا آپ کو برا لگتا ہے کہ میں آپ کی بیٹی کے بارے میں سوچتا ہوں مجھے خود کو فتنہ ہوتی ہے نفرت ہوتی ہے اس چیز سے کہ میں نامحرم ہوں اس کے لیے اور ہر پل اسے سوچتا رہتا ہوں خود بھی گنہگار ہوتا ہوں اور اسے بھی گنہگار کرتا ہوں لیکن مجھے انتظار ہے اس پل کا میرا خدا مجھے اس کا محرم بنائے گا آپ کی بیٹی اپنی رضامندی ظاہر کرے گی وہ کچھ پل کے لیے خاموش ہو گیا۔

مجھے نہیں معلوم ماضی میں کیا ہوا ہے لیکن ایک بات آپ لوگ ذہن نشین کر لیں میں کبھی اسے نہیں چھوڑوں گا ہمیشہ اس کے ساتھ رہوں گا چاہے جو مرضی ہو جائے عالیاں شاہ ہمیشہ عانیہ شاہ کے ساتھ کھڑا ہے

کوئی اسے ہاتھ لگانے کی کوشش کرے گا اس کے ہاتھ کاٹ کے کتوں
کے آگے پھینک دوں گا عالیان نرمی سے کہہ رہا تھا جب اس کی آنکھوں
میں وحشت اور جنون شامل ہوا تھا۔

اپنے آپ پر قابو پاؤ اس کا بھائی سامنے بیٹھا ہوا ہے اور یہاں تم اس کی
بہن کے متعلق عشق معشوقی کی باتیں کر رہے ہو سیان نے اور احمد شاہ
نے اس کے کمر پر تھپڑ مارا تھا۔

میں اس کے بھائی اور باپ سے بات نہیں کر رہا میں اپنے جگری یار اور
اپنے چھوٹے بابا سے بات کر رہا ہوں سمجھے آپ دونوں عالیان مسکراتے
ہوئے احمد شاہ کے کندھے پر سر رکھ گیا۔ وہ جانتا تھا یا اس کا خدا کہ وہ
کس طرح خود پر ضبط کیے بیٹھا ہے۔

اوے پیچھے ہٹ میرے بابا ہیں۔

میں کیوں پیچھے ہٹوں میرے چھوٹے بابا ہیں عالیاں سیان کو چڑھانے کے لیے احمد شاہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا تھا۔

بابا سے پیچھے کریں آپ میرے بابا ہیں نا تو آپ کی گود میں سر رکھنے کا حق صرف مجھے ہے سیان اپنے ہاتھوں کا پنچہ بنا کر عالیاں کے چہرے کے قریب لے جاتے اسے بند کر کے بار بار کھول رہا تھا جیسے وہ اس کا چہرہ نوچنا چاہتا تھا۔

ایک کام کرو مجھے آدھا آدھا کر لو دونوں ایک ایک حصہ اپنے پاس رکھ لینا ٹھیک ہے احمد اپنی گود سے عالیاں کا سراٹھا کر بیڈ پر رکھ کر باہر چلا گیا

بہت ہی کمینہ ہے تو سچی یار عالیاں سیان کے سینے سے لگتے پھوٹ پھوٹ کر بلند آواز میں رونا شروع ہو گیا۔

عالیاں! سیان اس کی پیٹھ تھپتھپاتے اسے پر سکون کرنے لگا۔

وہ کیوں ٹھکرا رہی ہے میرے پیار کو، میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا
عالیان بچوں کی طرح روتے اسے استفادہ کر رہا تھا۔

یہ ایک بھائی کے لیے سب سے مشکل لمحہ تھا اس کا دوست اس کے
سامنے اس کی بہن کے لیے محبت کا اظہار کر رہا تھا۔

سب ٹھیک ہو جائے۔۔ گام۔ مان جائے گی وہ سیان کی زبان لڑکھڑا رہی
تھی۔۔

اپنے کیے گئے اظہار پر غور کرتے اپنے آنسوے رحمی سے صاف کرتے
وہ سیدھا ہو کے بیٹھا تھا وہ یہ بات بھول گیا تھا وہ اس کا جگری یار ہونے
کے ساتھ اس لڑکی کا بھائی بھی ہے جسے وہ بے پناہ محبت کرتا ہے۔۔

ازہان غصے سے پتتا ہوا کمرے میں چکر کاٹ رہا تھا۔۔ ماورہ کمرے میں داخل ہوئی اسے غصے میں دیکھ کر اس کی سانسیں سوکھی تھیں۔۔

ازہان! پیار سے پکارا گیا۔۔ اس نے ماورہ کی بات کا جواب دینا ضروری نہ سمجھا۔۔ وہ ہنوز غصے میں چکر لگا رہا تھا۔۔

ازہان پلیز میری بات سنیں رات کو آپ کے کمرے میں آئی تھی آپ وہاں موجود نہ تھے ماورہ نے اس کے کندھوں سے تھامتے رخ اپنی طرف کیا۔۔

سوری، بیوی سوری کر رہی ہو تو اسے معاف کر دینا تھا شوہر جی ورنہ بیوی رونے لگ جائے گی ماورہ نے اسے ایمونیشنل بلیک میل کرنا چاہا، ازہان نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔۔

تم بیویوں کو ایک کام ہی آتا ہے صرف منہ بنانا یا پھر ایمونیشنل بلیک میل کرنا، مہربانی کر کے یہاں سے چلے جائے بیوی صاحبہ، وہ رہا دروازہ

اذہان شاہ کا لہجہ سخت تھا۔ دروازے کی طرف اشارہ کرتے وہ دوبارہ
سے رخ موڑ کر کھڑا ہو گیا۔

مرتی کیا نہ کرتی کے مترادف وہ منہ بناتے وہ لبوں پر فقل لگا کر دیوار کے
ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی۔

میری بات سمجھ نہیں آئی تمہیں بیوی وہ رہا دروازہ اپنے قدم شریف
لے کر چلی جاؤ یہاں سے اذہان نے ماورہ کا بازو دبوچتے اپنے قریب کیا
تھا۔

جب تک آپ اپنی خفگی ختم نہیں کرے گے میں نہیں جاؤ گی ماورہ
ضدی انداز میں کہتے بیڈ پر پھیل کر بیٹھی تھی۔

یہ تمہارے۔۔۔ میرے شوہر کا بیڈ، میرے شوہر کا کمرہ ہے آپ سے
پوچھنے کی پابند نہیں ہو ماورہ اس کی بات کاٹتے اپنے بال اک ادا سے
جھٹکتے تھے اس کے گھسنے براؤن بال کندھوں پر پھیلے تھے۔

اذہان شاہ ایک پل کے لیے آنکھیں جھپکانا بھول گیا تھا، ماورہ کی آنکھوں میں خوشی کی چمک تھی۔۔

اذہان ناراضگی ختم؟ اذہان کی نگاہوں میں خود کے پیار احساسات و جذبات اٹتے دیکھ ماورہ کی دھڑکنیں پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تھی۔۔
کس نے کہا کہ میں نے ناراضگی ختم کر دی ہے رخ ماورہ کی مخالف سمت کر کے بیڈ پر بیٹھا تھا۔۔

اذہان! ماورہ زبردستی اس کا رخ اپنی طرف کر کے اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی ماورہ کے بال اذہان کی گود میں پھیلے تھے۔۔ براؤن آنکھوں میں خمار تھا اپنے منکوح کے لیے۔۔ اذہان شاہ کے دل کے کسی کونے سے آواز آئی کہ مان جاؤ لیکن کہی ہی اس کا دل چاہ رہا اس کی بیوی اسے اسی طرح مناتی رہی اور وہ اس کی خوبصورت ادائیں میں محو ہوتے دیکھتا رہے۔۔

بیوی اتنی رومینٹک تم پہلے تھی یا مجھ سے نکاح کے بعد ہوئی ہوا زہان
اس کا ہاتھ اپنے سینے پر چلتے دیکھ اس کا ہاتھ پکڑ کے لبوں سے لگایا۔
میں نے کوئی رومینٹک حرکت نہیں کی آپ کا ذہن اور نیت خراب ہے
میرے حوالے سے ماورہ گھوری سے نواز کر اپنا ہاتھ چھڑوا آنکھیں موند
گئی۔

وہ مجھے معلوم ہو رہا ہے بیوی اذہان نے اسے نرمی سے بیڈ پر لٹا کر اٹھ گیا
وہ خود پر کنٹرول نہیں کھونا چاہتا تھا۔

اذہان! پرسوں ہماری رخصتی ہے ماورہ کو اس کایوں خود سے دور کرنا
انتہائی برا لگا تھا۔

اسی لیے دوری قائم کیے ہوا ہو، بیوی یہ مت سمجھنا کہ میں نے ناراضگی
ختم کر دی ہے میں ابھی بھی تم سے خفا ہوں اذہان آئیے میں اپنا عکس

دیکھ رہا تھا درحقیقت وہ اپنے پیچھے نظر آتا ماورہ کا عکس دیکھ رہا تھا وہ مکمل
طور پر اس میں محو تھا۔

اس کی گہری نظر ماورہ کو خود پر محسوس ہو رہی تھی جو اس کی دل کی
دھڑکنوں کو بڑھا رہی تھی۔

اتنے ہی ناراض ہے آپ مجھ سے تو نظریں کیوں مجھ پر جمائے کھڑے
ہے کھانے کا ارادہ ہے۔

بیوی اگر اس قدر خوبصورت ہو تو کھا جانے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے
اذہان شاہ کا دل بہک رہا تھا آنکھوں میں جذبات کا سمندر واضح ہو رہا تھا
۔۔

اذہان پلیرمان جائے ماورہ نے پیچھے کھڑے ہوتے اس کے گرد حصار بنا
کر پشت پر رخسار ٹکایا۔

اذہان نے رخ اس کی طرف موڑا۔

جب میری بیوی پیار بھرے انداز میں اظہارِ محبت کرے گی اسی پل مان
جاؤ گا اس کی انوکھی فرمائش پر ماورہ شرم سے سرخ ہوتی نظریں جھکا گئی

--

یعنی اظہارِ محبت کرنا مشکل ہے بیوی۔۔

رخصتی کی رات اظہارِ محبت کرو گی آپ سے ماورہ کو اذہان سے بے انتہا
شرم محسوس ہو رہی تھی وہ اس کے سینے میں چہر اچھپا گئی اس کے پاس
کوئی اور جگہ نہ تھی چھپنے کے لیے۔۔

ٹھیک ہے پھر میں بھی رخصتی کی رات ہی اپنی خفگی دور کرو گا اذہان کی
بیوی، اپنا حصار اس پر سخت کر گیا۔۔

ناراضگی قائم رکھنی ہے اور نزدیکی بھی، دِس از نہ فیئر شوہر جی۔۔۔

شوہر جی، نائس بیوی اذہان کے وجود کے پور پور میں سرایت اتری تھی
۔۔ بیوی کا نرم لہجہ، پیار بھر انداز، اظہارِ محبت شوہر کے سکون کا باعث
بنتا ہے اس کے دل میں بیوی اپنی دائمی جگہ بنا لیتی ہے۔۔

ماورہ اس کے چوڑے سینے پر ٹھوڑی ٹکائے اپنے محرم کے خوبصورت
نقش دیکھ رہی تھی۔۔

بیوی پہلی مرتبہ دیکھ رہی ہو مجھے۔۔

آپ کی سمت جب میری نگاہ جاتی ہے ایسا محسوس ہوتا ہے آپ سے
حیسن شاید ہی اس دنیا میں کوئی ہو ماورہ کی آنکھوں میں خود کے لیے
جذبات دیکھ اور اس کا یوں آزادانہ طور پر اظہار کرنا اذہان شاہ کے دل کی
تاروں کو چھیڑ گیا تھا۔۔

بیوی مجھے تمہارے ارادے رخصتی سے پہلے ہی ایک دوسرے کے
قریب ہونے کے لگ رہے ہیں اذہان اسے بازوؤں میں اٹھائے بیڈ پر بٹھا

کر اس کے اس قدر قریب بیٹھا تھا کہ دونوں میں ایک انچ کا فاصلہ نہ تھا۔۔

آپ میرے ارادے ظاہر کر رہے ہیں یا اپنے مجھ پر آشکار کر رہے شوہر جی اس کے چوڑے سینے پر دباؤ ڈالتے خود سے دور کرنا چاہا۔۔

کیا ہوا بیوی کچھ دیر پہلے تو پیچھے سے حصار باندھا جا رہا تھا گود میں سر رکھ کر لیٹا جا رہا تھا اپنے شوہر جی کو اپنی خوبصورت ادائیں دکھا کر پگھلانے کی کوشش کی جا رہی تھی، اب آپ کا شوہر بہک گیا ہے تو آپ اسے خود سے دور کر رہی ہیں یہ نا انصافی ہے میرے ساتھ بیوی اذہان نرمی سے اس کی شہرگ کو چھوا تھا۔۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو اسماء نے اذہان کے کان پکڑ کے اس ماورہ سے دور کیا۔۔ درد سے کراہتے وہ اسماء کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ گیا۔۔

چھوٹی امی میں نہیں آپ کی بہو میرے کمرے میں آئی ہے اذہان نے
اپنی چھوٹی امی کو یاد دلانا چاہا کہ یہ اس کا کمرہ ہے۔۔

امی میں تو ان کی ناراضگی ختم کرنے آئی اسماء کو خفگی سے خود کی طرف
دیکھتے جھٹ سے بولی تھی۔۔ اذہان کا اس کو گرگٹ کی طرح رنگ
بدلتے دیکھ منہ کھل گیا۔۔

چلو اپنے کمرے میں رخصتی سے پہلے مجھے تم دونوں ایک دوسرے کے
آس پاس بھی بھٹکتے نظر نہیں آنے چاہیے ماورہ کا ہاتھ پکڑے اسماء اسے
باہر لے گئی۔۔

سارا موڈ خراب کر دیا چھوٹی امی نے اذہان اوندھے منہ بیڈ پر لیٹ گیا۔۔

رضا! نیہا کمرے میں داخل ہوئے رضا کا رخ اس کی مخالف سمت تھا
چہرے پر غصے سے سرخی چھائی ہوئی تھی اس کے چہرے پر بے شمار بل
نمودار ہوئے تھے نیہا کی آواز پر۔۔

مجھے آپ سے بات کرنی ہے آواز کے ساتھ چہرے پر بھی معصومیت
تھی۔۔

میں اس معصومیت کی وجہ جان سکتا ہوں لہجہ سرد تھا۔۔ وہ ہنوز رخ
موڑے کھڑا تھا۔۔

ویٹ اے منٹ میں تمہاری بات عرف لیم ایکسکیوز بیان کرتا ہوں،
ہمیں لگا تھا کہ پارٹی کالج میں ہے وہاں جا کر معلوم ہوا کہ پارٹی پلیس
لاہور میں ڈیسائنڈ کی گئی ہے بلا بلا، اور کچھ کہنا ہے رضا کے لہجے میں پہلی
مرتبہ نیہا کو اکتاہٹ محسوس ہوئی تھی۔۔

اکتا گئے ہیں آپ مجھ سے ڈھلتے ہوئے لہجے میں استفادہ کیا۔۔

تم عورتیں باہر کے ماحول سے انجان ہوتی ہو تمہیں نہیں علم وہاں وہ
درندہ تمہارے ساتھ رضا نے خاموشی اختیار کر لی وہ اپنے باپ کے پاس
نہ رہا تھا لیکن وہ اس کی رگ رگ سے واقف تھا۔
آپ جانتے ہیں وہ لوگ کون تھے۔

رضا اپنی زبان کو فقل لگا گیا بے ساختہ اسے آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی
تھی۔

نہیں مجھے نہیں معلوم وہ ہنوز رخ موڑے کھڑا تھا۔

میں نے آپ سے باہر بد تمیزی کی اس کے لیے۔ پلیز یہ سوری لفظ
مت کہنا نفرت ہے مجھے اس لفظ سے، تم نے جو مائنڈ سیٹ کیا تھا تم نے
کر لیا اور اب اس بات کو اور کھینچنے کا کوئی مقصد نہیں ہے تو اسے یہیں پر
ختم کر دو اپنے کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اپنے بال بنانے لگا وہ اس
وقت ڈارک براؤن شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔

رضابے رخی مت دکھائیں مجھے نہابے جان قدم اس کی طرف بڑھانے لگی جب رضانے اسے ہاتھ کے اشارے سے وہیں رکنے کا کہا۔

نہاب جب تک ہمارے رخصتی نہیں ہو جاتی بہتر یہی ہے کہ ہم فاصلہ قائم رکھیں، میرے کمرے میں آج کے بعد مت آنا رضانے محبت پاش نظروں سے اس کی طرف دیکھتے کہا تھا لیکن اس کے لہجے میں محبت نہ تھی اس کا لہجہ بر فیلے علاقوں کی طرح سرد تھا۔

رضامیں جانتی ہوں مجھ سے غلطی ہوئی ہے اتنی بڑی سزا مت دیں مجھے، انجانے میں ہو جاتی ہیں سب سے غلطیاں، میں بیوی ہوں آپ کی آپ سے بات کرنے کا حق ہے مجھے نہا تکلیف سے مسکراتے کہہ رہی تھی رضا کا اندازہ واضح کر رہا تھا کہ وہ مزید اسے بات نہیں کرنا چاہتا جیسے اس کا دل نہا سے بھر چکا ہے۔

یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے نہ ہار خستہ سے پہلے یوں کھلے عام ایک
دوسرے کے کمرے میں جانا مجھے نہیں پسند یہ سب کچھ، آئندہ میرے
کمرے میں آنے سے احتیاط کرنا رضا سے کہنیوں سے پکڑتے اپنے
قریب تر کرتے اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

میری عادت مت ڈالو یہ نہ ہو ایک دن تمہیں پچھتاوا آن گھیرے اس
وقت تمہیں مجھ سے نفرت ہوگی، عادت ایک مرض ہے جس کی دوا
صرف وہ شخص ہوتا ہے جس کے ہم عادی ہوتے ہیں دونوں کی آنکھوں
میں لال ڈورے صاف نمایا ہو رہے تھے نہا کے آنسو بہتے رضا کے
بازوؤں کو گھیر کر رہے تھے وہ نہیں چاہتا تھا کہ نہا اس کی عادی ہو جب
اسے اصلیت معلوم ہوئی تھی کہ وہ اس کے باپ کے قاتل کا بیٹا ہے وہ
اسی پل اس سے دور ہو جائے گی۔۔۔

ماضی جب حال میں داخل ہونے لگے وہ ہمارے حال اور مستقبل
دونوں کو تہس نہس کر کے رکھ دیتا ہے۔۔ انسان کی خوشیاں کسی
گہرے کنویں میں دب کے رہ جاتی ہیں جس کے اوپر غم کا سایہ ہو اور
آپ غم میں ڈوبے بغیر خوشیاں حاصل نہ کر پائیں۔۔
رضا ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں، مجھے آپ سے نفرت کیوں ہوگی آپ
میرے محرم ہیں میری ہر خوشی آپ سے ہے، مجھے آپ کی ہی عادت
ہوگی ناں بہار رضا کے گرد حصار بناتے اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔۔
رضا خانزادہ اضطراب سی کیفیت میں آئینے میں نظر آتا اپنا اور نیہا کا عکس
دیکھنے لگا وہ دونوں مکمل لگ رہے تھے ایک دوسرے کے قریب۔۔
ایک ٹھنڈی آہ خارج کرتے کندھوں سے تھامتے خود سے دور کرتے
قدم پیچھے کو بڑھائے تھے۔۔

میں اپنی بات دہرانے کا عادی نہیں ہونے نیہا جاسکتی ہو تم سرد لہجہ
اپناتے وہ رخ موڑ کر کھڑا ہو گیا۔۔

ایسی کون سی وجہ ہے رضا جس کی وجہ سے آپ مجھے خود سے دور رہنے کا
کہہ رہے ہیں۔۔

ایک دفعہ تمہیں میری بات سمجھ نہیں آئی میں نے کیا کہا ہے گیٹ
لاسٹ فرام ہیر ناؤ رضا واس پکڑ کر نیچے گراتے گر جاتھا نیہا سہم کر
دروازے کے ساتھ جا لگی رضا کا وحشی انداز اس نے پہلی مرتبہ دیکھا
تھا۔۔

آپ پچھتائیں گے اپنے رویے پر رضا نیہا روتی ہوئی بھاگتے کمرے سے
باہر چلے گئی۔۔

جب سے اپنے باپ کی اصلیت معلوم ہوئی ہے تب سے ہی پچھتا رہا
ہوں اور پچھتانے کو کچھ نہیں رہا میرے پاس آنکھوں میں تکلیف لبوں

پر مسکراہٹ سجائے وہ دروازے کو دیکھ رہا تھا وہ اپنا عادی کسی کو بھی نہیں بنانا چاہتا تھا۔

ایک نہ ایک دن تم پر حقیقت آشکار ہو جائے گی پھر تمہارے راستے علیحدہ اور میرے علیحدہ تم میری طرف دیکھنا تک پسند نہیں کرو گی دراز سے نیہا اور اپنے نکاح کی تصویر نکال کر اس پر لب رکھے تھے۔

کاش نیہا میں شد اور خان کا بیٹا نہ ہوتا۔

رضا خان زادہ یہ بھول گیا تھا کہ کاش اور اگر بولنا اللہ کو ناراض کرنا ہے۔

ہمارے گھر کے مردوں کے دماغ خراب ہو گئے ہوئے ہیں فضول میں منہ بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں ٹھیک ہے امی اور بڑی امی سے ناراضگی بنتی تھی ان کی کیونکہ وہ میچور تھی لیکن باقی سب لڑکیاں وہ میچور نہیں ہے تو کس بات پر منہ پھلا کے بیٹھے ہوئے ہیں انھیں الہام تو نہیں ہونا تھا کہ

وہاں ان کے ساتھ یہ سب کچھ ہو جائے گا سیان کمرے میں چکر لگاتے
تلملاتے ہوئے اپنے آپ سے باتیں کر رہا تھا۔

ویسے جو بھی ہے ان کی بیویاں انھیں منانے کے لیے ان کے پیچھے پیچھے
پھر رہی ہیں ایک میری بیوی ہے جسے ہوش ہی نہیں ہے کہ میرا کوئی
شوہر بھی ہے سیان بیڈ پر بیٹھتے ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکا گیا۔

کوئی بات نہیں میری بیوی مجھے منانے نہیں آئی تو میں اس کا حال پوچھا
لیتا جا کے سیان مسکراتے ہوئے عرتج کے کمرے میں داخل ہوا جو
آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بال بنا رہی تھی۔

اس کے پیچھے کھڑے ہوتے اپنے حصار میں لیا تھا اس نے سختی سی
آنکھیں بند کر لی اس کا بھائی اسے عرتج سمجھ رہا تھا۔

تمہیں پتہ ہے تم بہت بری بیوی ہو سب اپنے شوہروں کو منارہی ہے تم
نے آکر ایک دفعہ پوچھا تک نہیں ہے مجھ سے کہ میں ناراض ہوں یا

نہیں سیان نے اسے کھینچ کر رخ اپنی طرف کر کے اسے کندھوں سے
تھاما تھا۔

آپ کو کیا لگتا ہے آپ اچھے شوہر ہیں؟ عانیہ کا دل تو چاہ رہا تھا اپنے بھائی
کو بالوں سے پکڑ کر گول گول گھمائے جو اپنی بیوی کو برا کہہ رہا تھا اور وہ
بیچاری رو رو کر اپنا برا حال کر کے واش روم میں بیٹھی ہوئی تھی۔
بالکل میں بہت اچھا شوہر ہوں دیکھو میں تم سے ناراض بھی نہیں ہوں
باقی سب اپنی بیویوں سے ناراض ہیں سیان نے عانیہ کے چہرے پر آئے
بالوں کو پیچھے کیا۔

عانیہ بمشکل اپنی ہنسی کو کنٹرول کر رہی تھی ایک پل کے لیے اس کا دل
چاہا اپنے بھائی کو بتادے کہ وہ عرتج نہیں ہے۔

ویسے بیوی میں کیا سوچ رہا ہوں پر سوں اذہان بھائی کی رخصتی ہے، ہم
بھی رخصتی کروالیں؟ اپنے بھائی کی آنکھوں میں خوشی کی چمک دیکھتے
عانہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔

اوہو میری معصوم سی بیوی کو شرمانا بھی آتا ہے سیان کو اگر پتہ چل جاتا
ہے جس سے وہ اتنی پیار بھری باتیں کر رہا ہے وہ اس کی بیوی نہیں اس
کی بہن ہے اس نے وہیں چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا تھا۔

بہت ترسا کے میرے بابا صاحب نے میرا تمہارے ساتھ نکاح کروایا
ہے اور اب رخصتی میں دیر کروارہے ہیں پتہ نہیں کون سی دشمنی کی
بھڑاس مجھ پر نکال رہے ہیں سیان عانہ کو اپنے سینے سے لگا کر کھڑا ہو گیا
عانہ بیچاری خاموشی سے اپنے یان بھائی کے سینے سے لگی کھڑی تھی۔

عانیہ کا دل ایک پل کے لیے چاہا اپنے دل کا سارا غبار اسی طرح اپنے یان
بھائی کے سینے سے لگ کر نکال لے لیکن وہ اپنے جذبات کسی پر ظاہر
نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

اپنی شرٹ کو نم ہوتا محسوس کرتے سیان نے عانیہ کا چہرہ تھام کر اوپر کی
طرف کیا۔۔

کیا ہوا ہے رو کیوں رہی ہو سیان کے پیار بھرے لہجے پر عانیہ کا دل کہہ
رہا تھا رود و دوا اور اپنا دل ہلکا کر لو۔۔

سیان عرتج واش روم سے باہر نکلتی تیزی سے سیان کے سینے سے لگی
تھی سیان آنکھیں پھاڑے اپنی بہن اور اپنی بیوی کو دیکھنے لگا۔
یک دم عانیہ کا قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔۔

یان بھائی کبھی مجھ سے اتنے پیار بھرے لہجے میں بات نہیں کی، جتنا
آپ مجھے میری بھابھی صاحبہ سمجھ کر بات کر رہے تھے عانیہ کمر پر
دونوں ہاتھ رکھ کر آنکھیں چھوٹی کر کے سیان کو دیکھنے لگی۔
سیان کا سر چکرانے لگ گیا یہ سوچ کر کہ وہ اتنی بے باک باتیں اپنی بہن
سے کر گیا تھا سیان شاہ ہوش و ہواس سے بیگانہ ہوتا بیڈ پر گر گیا۔
یان بھائی!۔۔

سیان!۔۔

وہ دونوں ایک ساتھ چلائی تھی سیان کے دائیں اور بائیں جانب بیٹھتے
اس کے رخسار تھپتھپانے لگی۔۔

چوہیا پانی پکڑو عانیہ نے اپنے بھائی کے رخسار تھپتھپاتے ہوئے پانی کی
طرف اشارہ کیا تھا۔۔

آپی پانی کیا کرنا ہے؟ عرتج روند وچہرہ بنا کر عانیہ سے پوچھ رہی تھی

تمہارے شوہر کے سر پر ڈالنا ہے میں نے عانیہ جل کر بولی تھی عرتج
نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا پانی کا جگ اٹھا کر سیان کے سر پر سارا سا رانڈیل
دیا۔۔

سیان ہڑبڑا کر اٹھ کر بیٹھتے لمبے لمبے سانس لینے لگا۔

تم دونوں مجھے ایک بات بتاؤ کون سی دشمنی۔۔۔۔ مجھ سے پوری کر رہی
ہو بات کرتے ہوئے درمیان میں لمبے سانس لے کر کچھ پل کے لیے
خاموش ہو کر پھر بات کو مکمل کیا تھا۔

بھائی میں نے چوہیا کو کہا تھا پانی کا گلاس پکڑائے عانیہ نے عرتج کی
طرف اشارہ کیا۔۔

سیان میں نے آپ سے پوچھا پانی کیا کرنا ہے آپ نے مجھے کہا کہ تمہارے شوہر کے سر پر انڈیلنا ہے تو میں نے آپ کے سر پر پانی جاگ انڈیل دیا عرتج معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے کہہ رہی تھی سیان کو ایک دفعہ پھر اپنا سر چکراتا محسوس ہو رہا تھا اس کے ہاتھ پاؤں سن ہو چکے تھے۔ گڈوجب تمہیں پتہ ہے کہ تمہاری بھابی معصومیت کی صورت ہے تو تم نے اسے کیوں کہا تھا کہ تمہارے شوہر کے سر پر انڈیلنا ہے پانی سیان کو عرتج سے زیادہ غصہ عانیہ پر آ رہا تھا۔

سوری بھائی مجھے نہیں پتہ تھا کہ چوہیا یہ سب کر دے گی۔ ٹھیک ہے یہ بات میں مان لیتا ہوں تمہیں نہیں پتہ تھا کہ عرتج میرے سر پر پانی پھینک دے گی، تمہیں شرم نہیں تھی آئی خاموش رہتے ہوئے بتا نہیں سکتی تھی تم کہ میں آپ کی بہن ہوں عانیہ لبوں پر ہاتھ جما

کر شر مندگی سے سر جھکا گئی ایک طرف اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ دل
کھول کر ہنسنے۔۔

خبردار آئندہ تم دونوں نے ایک جیسے کپڑے پہنے آگ لگا دوں گا تم
دونوں کے سیم کپڑوں کو سیان دونوں کو خود سے دور جھٹک کر تلملاتا ہوا
کمرے سے باہر چلا گیا۔۔

آپی آپ کی وجہ سے سیان مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں ارتج بھی روندو
منہ بنائے غصے سے عانیہ کی طرف دیکھتے کمرے سے باہر چلی گئی۔۔
عانیہ کندھے اچکا کر بیڈ پر لیٹنے لگی اپنی کمر کو گیلی محسوس کرتے ہڑبڑا کر
اٹھ کر بیٹھتے اپنا سر تھام گئی۔۔

بوس داؤد آفس میں داخل ہوتے اونچی آواز میں شداور کو پکارتے اپنے
بازو دونوں اطراف میں پھیلا گیا۔۔

پریشانی میں بھی داؤد کو دیکھتے شد اور کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے
چیر سے اٹھتے داؤد کے گلے لگا۔

زیادہ لمبا نہیں ہو گیا تھا کام تمہارا شد اور نے اس کی پیٹ پر ہلکی سی چپت
لگائی وہ کام کے سلسلے میں بیرون ملک گیا تھا دو سال بعد اس کی واپسی
ہوئی تھی۔

بوس سب ٹھیک ہے؟ شد اور کی پیشانی پر بل دیکھتے داؤد نے استفادہ کیا
۔۔

کچھ ٹھیک نہیں ہے داؤد جس پاس شاہ کو مراہوا سمجھ رہے تھے وہ ذندہ
ہے مراد شاہ کا پوتا ڈیول ہے ڈیول ڈیمین کے بارے میں سوچتے ہی شاور
کی پیشانی کی رگیں ابھری تھی ٹیبل پر پڑی ساری چیزیں ہاتھ مار کر زمین
پر بوس کر دی۔

بوس یہ کیسے ممکن ہے ہم نے اس قدر اس کی بری حالت کی تھی کہ اس کا زندہ بچنا ناممکن تھا حیرت سے داؤد کے چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا تھا اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے حیرانگی سے شدا اور کو دیکھنے لگا۔

شدا اور کرسی پر بیٹھتے اس کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گیا۔

میرا بھی یہی حال تھا اس وقت جب میں نے اسے دیکھا تھا، میری بیٹی زندہ ہے داؤد بند آنکھوں سے ایک آنسو گر کر داڑھی میں جذب ہوا۔

آپ کی بیٹی داؤد کو شاک پہ شاک ملتا جا رہا تھا پہلے پارس شاہ اب شدا اور کی بیٹی جب وہ بیرون ملک تھا اسے معلوم ہوا تھا کہ مراد شاہ کے جس پوتے کو انہوں نے نرس سے کہہ کے مروایا تھا وہ زندہ ہے۔

بوس مراد شاہ کے جس پوتے کو ہم نے نرس سے کہہ کر مروایا تھا وہ زندہ ہے داؤد کی بات پر شدا اور جھٹ سے آنکھیں کھول کر بیٹھ گیا۔

یہ کیسے ممکن ہے سب کچھ میری سوچ کے برعکس ہو رہا ہے شد اور
پریشانی سے آفس میں چکر لگانے لگا۔

بوس مجھے ایک اور بات معلوم ہوئی ہے داؤد اس پر ایک اور بم پھوڑنے
والا تھا۔

کون سی؟ آئی بروچکا کر داؤد کو دیکھا وہ لمبا سانس لیتے خود کو الفاظ ادا
کرنے کے لیے تیار کرنے لگا۔

جس نے ہمارے گودام کو بم لگا کر اڑا دیا تھا وہ شاہ خاندان کی بیٹی ہے۔
شاہ خاندان کی تین بیٹیاں تھی ایک کو ہم نے مرواد یا داؤد، تم کس کی
بات کر رہے ہو مراد شاہ کی بیٹی یا پھر سجاد شاہ کی بیٹی شد اور اسے گریبان
سے پکڑتے پھنکارا تھا۔

یہ مجھے نہیں معلوم بوس میرے علم میں صرف یہی بات آئی ہے کہ وہ
شاہ خاندان کی بیٹی ہے داؤد نے نرمی سے اپنا گریبان چھڑوایا، شد اور
اضطراب کی کیفیت میں دوبارہ آفس میں چکر لگانا شروع ہو گیا۔

یہ سب بہت بڑی گیم کھیل رہے ہیں ہمارے ساتھ داؤد لیکن یہ سب
بھول گئے ہیں کہ شد اور خان بہت پرانا اور پکا کھلاڑی ہے اس سے بہتر
کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ کون سا پتہ کہاں پھینکنا ہے شد اور اپنی گردن
ٹیری کیے اپنی سبز آنکھیں زمین پر گاڑھے بیٹھا تھا۔

وہ اب کوئی نہیں چال چلنے والا تھا۔

داؤد پتہ کر واؤ کہ میری نور جان کو فارم ہاؤس سے کس نے غائب کیا ہے
انداز حکمیاں تھا۔

جی بوس میں جلد از جلد پتہ کروانے کی کوشش کرتا ہوں آپ بے فکر ہو جائیں داؤد شد اور کے کندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھ کر صوفے پر بیٹھا تھا

--

وہ دونوں 24 سال سے ایک دوسرے کے ساتھ تھے ایک دوسرے کے پار ٹنر بن کر۔۔

داؤد مجھے اپنی زندگی میں ایک چیز کا پچھتاوا ہمیشہ رہے گا کہ میں اپنی بیٹی کو پیار نہیں کر سکا اسے خود سے بدگمان کیا میں نے شد اور اپنا سر تھام گیا تھا وہ چاہے لاکھ برا سہی لیکن اپنی بیٹی کے معاملے میں وہ نہایت رحم دل تھا

--

سال سے اس کے دل میں یہ خلش تھی کہ کاش وہ اپنی بیٹی کے دل 13 میں خود کے لیے جگہ بنا پاتا تو آج وہ اس کے پاس ہوتی۔۔

بابا میں اپنی بیوی کو لینے جا رہا ہوں ولید عالم ملک کے کمرے میں داخل ہوتے اونچی آواز میں بولا تھا۔

صبر نامی چیز نہیں ہے تم میں مشکل سے تین دن ہوئے ہیں تمہاری بیوی کو وہاں رہتے ہوئے اور اگر تمہیں یاد ہو تو احمد شاہ نے کہا تھا رخصتی سے پہلے نیسلیمان یہاں پر نہیں آئے گی ولید ملک اپنے بیٹے کو سرتا پاؤں تک دیکھ رہے تھے وہ کچھ دن اپنی بیوی سے دوری برداشت نہ کر پایا تھا۔ آج کل کے بچوں میں صبر نامی چیز ہے ہی نہیں عالم ملک نے جلتے ہوئے دل میں سوچا تھا۔

ٹھیک ہے میری بیوی کو انہوں نے وہاں رکھنا ہے نارکھیں، میں اپنی بہن کو لے کر جا رہا ہوں ہمارا گھر سنسان ہو کے رہ گیا ہے ایک بہن کو جی ارسلان صاحب لے گئے ہیں دوسری کو آپ وہاں چھوڑ آئے ہیں میری

بیوی کو وہاں رکھنے کی رضامندی آپ دے آئے ہیں ایک کام کریں اپنی
بیوی کو بھی وہاں چھوڑ آئے ولید ملک بولنے پر آیا تو بولتا ہی چلا گیا وہ دماغ
سے پیدل ہو چکا تھا جل جل کر کہ میری بیوی نہ جانے کتنی دیر اور مجھ
سے دور رہے گی۔۔

بولنے سے پہلے سوچ سمجھ کے بولا کرو کہ کیا بکواس اور کس کے سامنے
کر رہے ہو عالم ملک ناراضگی سے اپنے بیٹے کو دیکھ رہے تھے۔۔

بابا میرم کو وہاں سے لے کر آئیں اور مجھے رخصتی چاہیے ولید عالم ملک
کے پاس بیٹھتے ان کی ٹانگیں دبائے لگا اپنی بیٹے کے مسکے لگانے پر ولید
ملک نے اپنی بیگم کی طرف دیکھا تھا جو اپنی مسکراہٹ دبا رہی تھی۔۔

صحیح سے دباؤ میری ٹانگیں بہت درد دہور رہی ہیں ولید ملک جو اپنی ٹانگوں
کو فولڈ کیے بیٹھے تھے انہیں سیدھا کرتے ارسہ بیگم کے کندھے کے

ساتھ سرٹکا گئے ارسہ چہرے کا رخ دوسری طرف کر گئیں۔۔

بابا پلیر میری رخصتی کروادیں ولید عالم ملک کی ٹانگیں پانچ منٹ دبانے کے بعد ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔

ولی میں ان سے بات نہیں کر سکتا فل وقت اس بارے میں کیونکہ مجھے ان کا رخصتی کروانے کا کوئی ارادہ نہیں لگ رہا۔

بابا یہ غلط بات ہے میری بہن کو نکاح کرواتے ہی اپنے ساتھ لے گیا تھا وہ برات لے کر آیا؟۔ نہ ہی ولیمہ کروایا ویسے ہی لے گیا اٹھا کر میری بہن کو اور میری دفعہ انہیں رخصتی یاد آرہی ہے کہ جی ہم دھوم دھام سے اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتے ہیں احمد شاہ کی نقل اتارتے چہرے کی اٹے سیدھے زاویے بنا کر بول رہا تھا۔

شرم کرو بڑے ہیں وہ تم سے عالم ملک کے ڈانٹنے پر معصومانہ چہرہ بنا کر ولید اپنی ماں کی طرف دیکھنے لگا۔ ارسہ بیگم نے کندھے اچکا دیے۔

اس کی مجبوری تھی تمہاری بہن کو نکاح کرواتے ہی اپنے ساتھ لے
جانے کی تمہاری طرح وہ ترسا ہوا شوہر نہیں ہے عالم ملک نے "ترسا
ہوا" پر زور دیتے گھور کر ولید کو دیکھا۔۔۔

بابا میں ترسا ہوا نہیں ہوں ولید کا منہ کھل گیا تھا خود کے لیے ایسے الفاظ
سن کر۔۔۔

ایک شرط پر میں رخصتی کی بات کروں گا احمد شاہ سے اگر تم اپنی ماں کو
منالو تو عالم ملک نے ولید کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی کی تھی
ارسہ بیگم عالم ملک سے خفا تھی کیونکہ انہوں نے بن بتائے ان بیٹی کو
ارسلان شاہ کے حوالے کر دیا تھا اور یہ تک بتانا ضروری نہیں سمجھا تھا
کہ ارسلان شاہ ہی پارس شاہ ہے۔۔۔

امی آپ نے نا انصافی کی ہے میرے ساتھ۔۔۔
کیسی نا انصافی ولی بیٹا ارسہ بیگم ادا اس ہو گئی۔۔۔

میرم کے پاس اس کی بہن ہے انیزا، ان دونوں کا میں بھائی ہوں یعنی کہ ان دونوں کے پاس بھائی اور بہن بھی ہے، میرے ساتھ آپ لوگوں نے نا انصافی کی ہے میرے پاس بہن تو ہے لیکن بھائی نہیں ہے مجھے نہیں پتہ مجھے بھائی لا کر دے ارسہ بیگم منہ کھولے آنکھیں بار بار جھپک کر یقین کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ ان کا بیٹا 23 سال کا ہونے کے باوجود بھائی کی ضد کر رہا ہے۔۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہیں میری طرف امی مجھے بھائی چاہیے انصاف دے مجھے بھی عالم ملک ارسہ بیگم کا منہ کھلا دیکھ اور ولید کی بات سن کر بمشکل اپنے قہقہے پر ضبط کیے بیٹھے تھے۔۔

ولی میں نے تو تمہاری ماں سے کہا تھا کہ ہمیں ایک اور بچہ کر لینا چاہیے لیکن تمہاری ماں ضد پر تھی، بیٹا بھی ہے ہمارے پاس بیٹی بھی ہے کوئی ضرورت نہیں ہے، تمہارے ساتھ جو نا انصافی ہوئی ہے سب سے بڑا

ہاتھ اس میں تمہاری ماں کا ہے ارسہ بیگم کے کانوں سے دھواں نکلتا
شروع ہو گیا دونوں باپ بیٹوں کی بے شرمی پر بے ساختہ وہ اپنے دونوں
کانوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئی۔

کچھ تو شرم کر لیں آپ دونوں باپ بیٹے ارسہ بیگم کانوں سے ہاتھ ہٹاتے
اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔

ولی اپنے بابا کو اپنی ماں کی طرف اشارہ کر کے چلا گیا کہ آگے کا کام آپ کا
ہے۔

بیگم ہمیں ولی کی بات کے بارے میں سوچنا چاہیے۔

عالم سیدھی طرح کہہ دیں کہ آپ بھی ان شوہروں میں شمار ہونا چاہتے
ہیں جو اپنی بیویوں سے مار کھاتے ہیں ارسہ بیگم نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا

لیمپ اٹھا کر ان کے سامنے کیا تھا۔

بیگم آپ کو شرم نہیں آئے گی اپنے مجازی خدا کو مارتے ہوئے عالم ملک
نے نرمی سے ارسہ بیگم کا ہاتھ پکڑتے لیمپ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر
زبردستی اپنے سینے سے لگایا۔

اپنی خفگی ختم کر دے بیگم اس وقت جو مجھے اپنی اولاد کے لیے بہتر لگا
میں نے کیا اور ولید مجھ سے اس بات پر ناراض ہو رہا تھا کہ میں نے میرم
کو وہاں رہنے کی اجازت کیوں دی اگر سچ کہوں تو بیگم ہماری بیٹیاں
ہمارے گھر محفوظ نہیں تھیں جب تک میری بیٹیوں کو اس گھر میں خطرہ
ہے میں انہیں یہاں واپس نہیں لاؤں گا عالم ملک نے اپنی گرفت ارسہ
بیگم پر مضبوط کی تھی ارسلان نے عالم ملک سے کہا تھا کہ میرم کو یہیں پر
رہنے دیں کیونکہ شد اور انیزا کو پکڑنے کے لیے ان کے گھر حملہ کروا
سکتا تھا جس کے باعث میرم کی جان بھی خطرے میں پر سکتی تھی۔

آئندہ آپ مجھ سے کچھ نہیں چھپائیں گے عالم ملک مسکراتے ہوئے ہامی
میں سر ہلا گئے۔۔

انیزا کیا کر رہی ہو ہیرا انیزا کو پیچھے سے ہگ کرتی اس کے کندھے پر سر
ٹکایا۔۔

مجھے شاہو کے لیے تیار ہونا ہے، مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں کیا پہنوں انیزا
رونے والا چہرہ بنا کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔

رونا نہیں میں تمہاری ہیلپ کرتی ہوں ہیرا نے الماری سے ریڈ کلر کی
فراک نکالی جس کے بازو فلیر میں تھے اس کے اوپر بلیک کلر کی موتیوں
سے کڑھائی ہوئی تھی۔۔

یہ پہنو ہیرا انیزا کو آئینے کے سامنے کھڑے کرتے ڈریس کو اس کے
ساتھ لگا کر اسے دکھانے لگی۔۔

اچھا ہے یہ انیزا خوش ہوتے ڈریس کو سختی سے پکڑ گئی۔۔

چلو جلدی سے پہن کے آؤ پھر میں تمہیں ریڈی کرتی ہوں وہ ڈریس پکڑ
کر اندر چلے گئی فراک پہن کر جب وہ باہر آئی ہیرا اس میں محو ہوتے
اسے دیکھنے لگی لال رنگ میں وہ نہایت ہی پرکشش لگ رہی تھی گڑیا
معلوم ہو رہی تھی۔۔

چلو بیٹھو یہاں پر ہیرا ہوش میں آتے اسے چیئر پر بٹھا کے اس کے بال
بنانے لگی۔۔

ہیرا مجھے نقاب کرنا ہے انیزا کے دل میں ایک عجیب سے احساس نے
جگہ لی تھی۔

جب سے اس کی یادداشت گئی تھی اس نے نقاب نہیں کیا تھا حجاب ہر وقت اس کے سر پر رہتا تھا لیکن نقاب نہیں ہوتا تھا۔

ارسلان شاہ نے کبھی اسے نقاب کرنے کے لیے نہیں کہا تھا کیونکہ اسے سانس کا مسئلہ ہو سکتا تھا دماغ کی وینز سویل ہونے کی وجہ سے۔

ٹھیک ہے میں تمہیں ریڈی کر دیتی ہوں جب جانے لگو گی تب نقاب کر دوں گی ہیرا نے ریڈ کلر کی لپسٹک اور ہلکا سا میک اپ کیا۔

ماشاء اللہ تم بہت پیاری ہو انیزا ہیرا اس کا چہرہ تھا متے اس کی پیشانی پر پیار کر گئی۔

انیزا گندہ سامنہ بناتے اپنی پیشانی صاف کرنے لگی۔

مجھے یہاں کس نہیں کرنا یہاں پر صرف میرے شاہو مجھے پیار کر سکتے ہیں انیزا غصے سے ہیرا کو دیکھنے لگی ہیرا نے اسے مزید تنگ کرنے کے لیے اس کے رخسار پر بوسہ دیا۔

یہاں پر کر سکتی ہوں۔۔۔

مجھے کہیں پر بھی کس نے کرنا مجھے نہیں اچھا لگتا میرے شاہو کے علاوہ
کوئی اور مجھے کس کرے اس نے بے رحمی سے اپنے رخسار کو صاف کیا

تبھی ارسلان شاہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔

انیزا کو روتے دیکھ بھاگتے ہوئے اس کے پاس گیا۔

حیاتم کیا ہوا ہے میری گڑیار و کیوں رہی ہوا ارسلان شاہ اسے کھڑے
کرتے اپنے سینے سے لگا گیا ہیرا سر جھکائے کھڑی تھی اس کی دوست کو
آج اس کا چھوٹا چھانہیں لگ رہا تھا وہ دوست جو ہمیشہ اس کے کندھے پر
سر رکھ کے بیٹھتی تھی بلا جھجک اس کی گود میں سر رکھ جاتی تھی آج
اسے ہیرا راجپوت یاد تک نہ تھی۔

بھائی جی سوری میری وجہ سے آپ کی بیوی رورہی ہے ہیرا اپنے آنسو کو
بہنے سے نہ رک پائی تھی۔۔

ہیرا تم کیوں رورہی ہو ارسلان کو سمجھ نہیں آ رہا تھا ایک اس کے سینے
سے لگی رورہی تھی اور دوسری سر جھکائے اس کے سامنے کھڑی رورہی
تھی۔۔

شاہو اس نے مجھے یہاں پر پیار کیا اور یہاں پہ بھی، یہاں پر صرف آپ
مجھے پیار کر سکتے ہیں انیزا نے اپنے رخسار اور اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کے
ارسلان کو بتایا تھا ارسلان کو ہیرا کی رونے کی وجہ سمجھ آ گئی تھی۔۔
حیاتم اس طرح نہیں کرتے وہ آپ کی بیسٹ فرینڈ ہے ارسلان نے اس
کا ہاتھ پکڑ کے ہیرا کی طرف بڑھایا ہیرا آنسو صاف کرتے انیزا کے ہاتھ
کو تھام گئی۔۔

آج کے بعد اپنی فرینڈ کو ہرٹ نہیں کرنا آپ نے چلو شاہاش ہگ کرو
اسے انیزا نے زور سے نہ میں سر ہلایا۔

بھائی جی زبردستی مت کریں اس کے ساتھ جب اسے یاد آئے گا سب
کچھ تو بات کر لے گی مجھ سے ہیرا اپنے لبوں پر مسکراہٹ سجاتے انیزا کی
طرف پیار بھری نظروں سے دیکھتے وہاں سے چلی گئی۔۔۔

شاہو آپ اس کو ہگ کرنے کا کیوں کہہ رہے تھے انیزا ارسلان کے
سینے پر سر رکھ کر آنکھیں پٹیٹا کر اس کو دیکھنے لگی۔۔

میری حیاتم میرے لیے تیار ہوئی ہے ارسلان شاہ اس کے لبوں پر ریڈ
لیپسٹک دیکھتے آنکھوں میں خمار لیے بولا تھا۔۔

شاہو آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں انیزا خوشی سے بولی تھی۔۔

ہم لوگ ڈیٹ پر جا رہے ہیں ارسلان انیزا کو باہوں میں اٹھائے گول
گھمانے لگا۔۔

ڈیٹ، کھجور کی بات کر رہے ہیں وہ تو ہم گھر رہ کر بھی کھا سکتے ہیں انیزا
ارسلان شاہ ایک پل میں ارسلان شاہ کے رومینٹک موڈ کا ستیاناس کر
گئی تھی۔۔

بالم ہم باہر کھانا کھانے جا رہے ہیں جیسے سب کیپلز جاتے ہیں ارسلان
نے اسے نیچے اتار کے اس کے رخسار کھینچے تھے۔۔
کیپلز کیا ہوتا ہے؟۔۔

کچھ نہیں ہوتا چلو ہم چلتے ہیں ارسلان شاہ اسے سمجھانے سے قاصر تھا
۔۔

شاہو مجھے حجاب کرنا ہے اور نقاب بھی انیزا ارسلان کے گلے میں بازو
حائل کیے کھڑے ہو گئی۔۔

چلو میں اپنی پیاری سی گڑیا کا حجاب بھی کروادیتا ہوں اور نقاب بھی
ارسلان اسے چیئر پر بٹھا کر اس کا رخ اپنی طرف کر کے ریڈ کلر کا سٹالر
اور بلیک کلر کا نقاب پکڑ کے حجاب بنانے لگا۔
انیزا ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکا کر آئینے میں اپنے شاہوں کو خود کا حجاب
بناتے دیکھنے لگی۔

چلو اب چلتے ہیں دیر ہو رہی ہے اور واپسی پر ہم ڈھیر ساری شاپنگ بھی
کریں گے کل کے فنکشن کے لیے ارسلان شاہ اس کی گرد باز و حائل
کرتے دروازے تک گیا ہی تھا جب انیزا کی سانس اکھڑنے لگی تھی۔
طبیعت ٹھیک ہے اسے لمبے لمبے سانس لیتے دیکھ ارسلان شاہ فکر مندی
سے اس کا چہرہ تھام کر اپنے قریب تر کر گیا۔

س۔ س۔ سانس وہ بمشکل ایک لفظ بول پائی تھی۔

ارسلان نے اس کا نقاب نیچے کیا اس کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا۔

شاہو۔۔۔ یہ۔۔ تنگ انیزانے نقاب پر ہاتھ رکھا ارسلان شاہ نے پیچھے
سے حجاب اوپر کیا نکاب حد سے زیادہ ٹائٹ تھا اسے لوز کیا تو انیزانے
سکون کا سانس لیا۔۔

جب میں نے پہنایا تھا نقاب تبھی بتا دیتی کہ ٹائٹ ہے یہ تکلیف تو نہ سہنی
پڑتی تمہیں ارسلان نے اس کا چہرہ تھام کر اس کے لبوں کو نرمی سے چھوا
تھا۔۔

تب اتنا ٹائٹ نہیں تھا انیزانے پاؤں اوپر کرتے ارسلان کے ڈمپلز پر
لب رکھے۔۔

حیاتم، میری عین یہ سب ناکیا کرو تمہارا یہ جلا د جس دن بہک گیا مشکل
میں پڑ جاؤ گی تم ارسلان شاہ جذبات کا خمار آنکھوں میں لیے بہکی
نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔۔

عادت کا مارا

محبت میں ڈوبا شخص

تیری ہر ایک ادا پہ فدا

میں پیاسا تو پانی

میں دل تو دھڑکن

تیری خوبصورت آواز راحت میسر کرتی مجھے

ارسلان شاہ کے لہجے میں انداز میں محبت، عشق، ضروری ہونا، جنون،

دلکشی ہر تاثر موجود تھا اپنی حیاتم کے لیے۔۔

شاہو پھر بولے انیزا کو اس کا پیار بھرا لہجہ نہایت پسند آیا تھا۔۔

اور بولتے جائیں جب تک میں رکنے کا نہ کہو انیزا دروازے کے ساتھ

ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔۔

ارسلان شاہ 10 دفعہ وہ الفاظ دہرا چکا تھا انیزا اس کی خوبصورت آواز

میں کھو گئی تھی۔۔

ارسلان شاہ بولتا گیا اور وہ سنتی گئی بے ساختہ انیزا کی نظر وال کلاک پر
پڑی آنکھیں پھاڑے وال کلاک اور ارسلان کو دیکھنے لگی وہ ڈیڑھ گھنٹے
سے وہ الفاظ دہرائے جا رہا تھا۔

شاہو بس کریں انیزا پاؤں اوپر کر کے اس کے لبوں پر ہاتھ جما گئی وہ اس
سے قد میں کافی چھوٹی تھی۔۔۔

ہمیں باہر کھانا کھانے جانا ہے چلیں اسے بازو سے پکڑتے کھینچتے ہوئے
باہر لے کر گئی سب لڑکے آج آفس سے جلدی آگئے تھے احمد شاہ،
اذہان اور رضا گھر پر ہی موجود تھے انہوں نے آفس جانے کی زحمت
نہیں کی تھی۔۔ لاؤنج میں سب موجود تھے سوائے زیان، نیشہ اور ماورہ
کے۔۔

کہاں جانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں احمد شاہ مسکراہٹ چھپاتے ارسلان
سے استفادہ کرنے لگے۔۔

باہر جا رہے ہیں، منع ہے باہر جانا ارسلان انیزا کا ہاتھ تھا میں نیچے آکر ان سب کے پاس کھڑے ہو گیا۔

ہمیں کیا مسئلہ ہو گا تمہارے جانے سے جہاں مرضی لے کر جاؤ تمہاری بیوی ہے، میں نے اس لیے پوچھا تھا کیونکہ کوئی مجھے کہہ رہا تھا کہ میں نے گھر کا کوئی کونا نہیں چھوڑا رو مینس کے معاملے میں احمد شاہ کے لہجے میں صاف طنز واضح ہو رہا تھا۔

جاؤ لے کر، جہاں مرضی جاؤ میرے بھائی میرے اندر تو صبر نہیں ہے میں تو اپنے سر کے کین میں ہی شروع ہو گیا تھا زید آنکھیں چھوٹی کر کے ارسلان کو دیکھ رہا تھا۔

ہم تو زن مرید ہیں اذہان اور سیان دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے بولے تھے۔

تمہیں کچھ نہیں کہنا کیا؟

م۔ میں نے کیا کہنا ہے یک دم ارسلان کے بلانے پر رضا ہڑ بڑا گیا تھا۔
سب اپنی بھڑاس نکال رہے ہیں تم بھی نکال لو ارسلان شاہ کا لہجہ سنجیدہ
تھا وہ سارے بدلا پورا کر رہے تھے اپنی بے عزتی کا۔

اب آپ لوگوں کی اجازت ہو تو میں چلا جاؤں ارسلان کو سنجیدہ ہوتے
دیں سب ہاں میں سر ہلا گئے اگر وہ ایک لفظ اور بول جاتے ان سب کی
شامت پکی تھی۔

نیسلیمان اپنے شوہر کو کال کر کے اس کا حال حوال پوچھ لو یہ نہ ہو
تمہاری جدائی میں وہ اللہ کو پیارا ہو جائے عانیہ مسکرا کر نیسلیمان کی
طرف دیکھنے لگی۔

جی بھائی میں کال کر لوں گی آج انھیں اسے ڈھیروں شرم محسوس ہو
رہی تھی۔

ارسلان انیزا کو اپنے ساتھ لیے چلا گیا۔

ہم سب سے بڑا زن مرید بابا آپ کا یہ بیٹا ہے زید ارسلان کی پشت کو
گھورتے بولا تھا جس نے کل رات اس کی سب کے سامنے عزت افزائی
کی تھی۔۔

میرا بیٹا زن مرید نہیں ہے سمجھ آئی آپ سب کو، آپ سب سے اچھا
شوہر وہ ہے جو اپنی بیوی کا سب سے زیادہ خیال رکھتا ہے بلا وجہ اس سے
ناراض نہیں ہوتا اسے ذرا سا کچھ ہو جائے اس کے جان پر بناتی ہے اور
آپ سب چھوٹی سی بات ہو طنز کرنے پر آ جاتے ہیں، کوئی غلطی ہو
جائے تو ناراضگی سے منہ پھلا کر بیٹھ جاتے ہیں، بیوی کی آپ کو کوئی
پر واہ نہیں ہے بس منہ پھلانا آتا ہے عورتوں کی طرح، عورتیں بھی اس
طرح منہ نہیں پھلاتی ہے اور نہ ہی اس طرح کے طنز کرتی ہیں جس
طرح کہ آپ مرد ہو کر کرتے ہو سب انشا بولنے پر آئی تو بولتے ہی چلی
گئی تھی۔۔

سجاد شاہ تو اپنی بیوی کی زبان کے جوہر دیکھتے رہ گئے جو ان سب کو
عورتوں سے بھی گیا گزرا سمجھ رہی تھی۔۔

بیگم ہم تمہیں عورتوں سے بھی گئے گزرے نظر آتے ہیں سجاد شاہ بلائی
لب دانتوں میں دباتے اپنی بیگم کے چہرے کا جائزہ لینے لگے۔۔
کیا مطلب عورتوں سے بھی گئے گزرے، ہم عورتیں آپ کو کئی گزری
نظر آتی ہیں۔۔

بڑے بابا ہم کئی گزری ہیں۔۔

بابا آپ کی بیٹی کوئی گزری ہے۔۔

انشاء، عرتج اور عانیہ صدے کی کیفیت میں سجاد شاہ کو تقریباً گھور رہی
تھی۔۔

نہیں بابا کی جان ہے میرے کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا، عورتیں تو بہت
قیمتی اور نایاب ہوتی ہیں بابا کی پیاری گڑیا اگر عورت اس دنیا میں نہ ہوتی

تو مرد اس کے بغیر ادھورا تھا بی بی ہوانے حضرت آدم علیہ السلام کو مکمل کیا ان دونوں سے ایک نیا وجود اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بھیجا، عورت ہر حالت میں انمول ہے، بیوی کی صورت میں وہ شوہر کو مکمل کرتی ہے، ایک ماں کی صورت میں وہ اولاد کی اچھی تربیت کرتی ہے، ایک بیٹی کی صورت میں وہ اپنے باپ کی عزت قائم رکھتی ہے اس کے لیے رحمت بن کر اس دنیا میں آتی ہے اپنے باپ کی خوشی کی سب سے بڑی وجہ ہوتی ہے، ایک بہن کی صورت میں اپنے بھائیوں کا مان رکھتی ہے۔ بابا کی گڑیا کیا اب بھی تمہیں لگتا ہے کہ عورت انمول نہیں ہے؟ سجاد شاہ اسے اپنے ساتھ لگا کر اس کے بال سہلانے لگے۔۔

: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

جب میں کسی کو بیٹا عطا کرتا ہوں تو میں اسے کہتا ہوں کہ اپنے باپ " کے بازو بننا اور جب میں کسی کو بیٹی عطا کرتا ہوں تو میں اس شخص کے بازو خود بن جاتا ہوں "۔۔

: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی شخص نے پوچھا

اللہ جب انسان سے خوش ہوتا ہے تو اسے اپنی کس نعمت سے نوازتا ہے؟

: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جب اللہ کسی سے خوش ہوتا ہے تو وہ اسے بیٹی عطا کرتا ہے "۔۔

اور جب زیادہ خوش ہو تو؟

جب زیادہ خوش ہو تو دو بیٹیاں عطا کرتا ہے "۔۔

اور جب حد سے زیادہ خوش ہو؟۔۔

اور جب خدا اپنے بندے سے حد سے زیادہ خوش ہو جاتا ہے تو وہ اسے

تین بیٹیاں عطا کرتا ہے اور اس شخص کے بازو وہ خود بن جاتا ہے "۔۔

ہمارے معاشرے کی یہ تلخ حقیقت ہے کہ بیٹیوں کو عذاب سمجھا جاتا ہے بوجھ سمجھا جاتا ہے پہلے زمانے میں بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ظالمانہ رسم کو ختم کیا تھا۔

انسان سب سے بڑا ناشکرا ہے وہ اللہ کے عذاب پر خوش ہوتا ہے اور اس کی رحمتوں پر ناشکری کرتا ہے۔

بارش، مہمان، بیٹی یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں رحمتیں ہیں، جب مہمان گھر آتا ہے بارش آتی ہے اور جب بیٹی پیدا ہوتی ہے انسان ناخوش ہوتا ہے۔

سود، رشوت اللہ کا عذاب ہے اس کو انسان خوشی سے قبول کرتا ہے۔

بابا سوری میں نے غصے سے آپ کی طرف دیکھا مجھ سے ناراض مت ہوئے گا عرتجکان پکڑ کے آنکھیں بند کر گئی۔

میرا دماغ نہیں خراب میں اتنی چھوٹی سی بات پر اپنی پیاری بیٹی پر ناراض
ہو، ہاں البتہ آپ کی امی سے ناراض ہوں میں اتنا پیار کرتا ہوں آپ کی
امی سے لیکن مجال ہے جو آج تک آپ کی امی نے اظہار کیا ہو اس بات کا
کہ تمہارے بابا مجھ سے پیار کرتے ہیں ہر وقت یہی کہتی رہتی ہے آپ
مجھ سے پیار ہی نہیں کرتے سجاد شاہ خفگی سے انشا بیگم کی طرف دیکھتے
اپنی بیٹی کے رخسار کھینچنے لگے۔۔

امی ویسے اگر بابا آپ کو پیار نہ کرتے تو ہم کہاں سے پیدا ہوتے ہیں
اذہان کی بات سنتے ہی انشا اور سجاد شاہ نے کشن پکڑ کر اس کی طرف
اچھالے تھے۔۔

بے شرم بے حیا انسان بہنیں پاس بیٹھی ہوئی ہے، کچھ تو حیا کر لو رخصتی
ہونے والی ہے اس کا مطلب ہر گز نہیں ہے کہ تم بے شرمیوں کی طرح

سے سب کے سامنے شروع ہو جاؤ سجاد شاہ جو تاتار کر اذہان کو مارنے
لگے تھے عرتج نے اپنے بابا کا ہاتھ پکڑ کر انہیں روکا تھا۔۔۔

اچھا غصہ سب ختم کرو آج رات بچلر پارٹی کریں گے ہم سب لڑکے، کیا
خیال ہے؟ سیان نے سب پر نظر ڈالتے آئی برواچکا کر پوچھا۔۔۔

ڈن آج پوری رات جاگیں گے ہم زید نے ہاتھ آگے کیا سب لڑکوں
نے زید کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اوپر کو اچھالا تھا۔۔۔

ہم لڑکیاں بھی کریں گی نہا نے سب کو ہاں میں سر ہلا لے گا اشارہ کیا

۔۔

بالکل ہم سب لڑکیاں بچلر پارٹی کریں گی عانیہ بھی نہا کی ہاں میں ہاں ملا
گئی۔۔۔

ہم سب فارم ہاؤس جائیں گے وہاں تم سب لڑکیاں بھی ہمارے ساتھ
چلو گی کل کا فنکشن وہیں پر ہوگا، تم سب لڑکیاں بھی پارٹی کر لینا لیکن

فارم ہاؤس کے اندر رہ کر باہر کوئی بھی نہیں جائے گا احمد شاہ نے سختی سے انہیں ہدایت دی تھی جو واقعہ کل ہو چکا تھا اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں تھی کہ وہ انہیں باہر نکلنے کی اجازت دیتے۔۔

چلو شاباش اب سب اپنے اپنے کمرے میں چلو سجاد شاہ کے کہنے کی دیر تھی سب لڑکیوں کے ساتھ انشا اور اسماء بھی چلی گئی۔۔
عیشان شاہ کی نظروں نے میرم کا دور تک پیچھا کیا تھا۔۔

ایک بات تم سب لڑکے میری کان کھول کر سن لو حد میں رہ کر بچو لڑ پارٹی کرنی ہے کوئی الٹی سیدھی حرکت نہیں ہونی چاہیے احمد شاہ اور سجاد شاہ ایک ساتھ بولے تھے۔۔

الٹی حرکت کوئی نہیں کریں گے بابا بس جیسے لڑکے انجوائے کرتے ہیں ویسے ہم سب بھی انجوائے کریں گے کیوں نوجوانوں سیان کے قہقہے کہ ساتھ باقی سب کا قہقہہ شامل ہوا تھا۔۔

شہا ہو یہ ہم کہاں آگئے ہیں انیزا بے یقینی سے نظریں چاروں طرف دوڑا
رہی تھی ہر جگہ زمین پر پھول بچھے ہوئے تھے سونگ پول کے پاس
ایک ٹیبل رکھا ہوا تھا جسے خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا ٹیبل کے
سامنے ایک بڑا سا بورڈ لگا ہوا تھا جس پر بڑے واضح لفظوں میں "حیاتم،
بالم، میری عین، میرا بچہ، کانچ کی گڑیا اور جانِ شاہو کے لیے چھوٹا سا
" تحفہ

ارسلان شاہ نے پورا ریسٹورنٹ بک کر وایا ہوا تھا۔

شاہ یہ سب میرے لیے ہے انیزا خوشی سے اچھلتے ارسلان کے گلے میں
بازو حائل کرتے چاروں طرف بے یقینی سے دیکھے جارہی تھی۔
جی بالکل یہ میری جانِ شاہو کے لیے ہے ارسلان نے اس کی کمر کے
گیٹ بازو لپیٹتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔

شاہو آپ مجھے میرے نام سے کیوں نہیں بلاتے بے ساختہ اس کے
بچوں والے ذہن میں سوال آیا تھا تو اس نے ارسلان کے سامنے ظاہر کیا

--

تمہارا نام پیارا ہے لیکن مجھے اچھا نہیں لگتا مجھے تمہیں ان سب ناموں
سے بلانا اچھا لگتا ہے، جان سے بڑھ کر اور خوبصورت نام کوئی ہو سکتا
ہے؟ انیزا ہاں میں سر ہلاتی ارسلان سے دور جاتے بورڈ پر لکھے ان
خوبصورت ناموں پر ہاتھ پھیرنے لگی۔

شاہو آئی لو یو انیزا نے ارسلان کے رخسار کھینچ کر اس کی ٹھوڑی پر لب
رکھے تھے۔

حیاتم اتنا رو مینس فل وقت تمہارے لیے اچھا نہیں ہے چلو شاہو کھانا
کھاتے ہیں بھوک سے میرے پیٹ میں ہاتھی چوہے سب کچھ دوڑ رہا

ہے صبح ناشتہ بھی ٹھیک سے نہیں کیا تھا میں نے ارسلان اسے اپنے ایک ہاتھ سے گود میں اٹھاتے چیئر پر بٹھا کر اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

اب وہ دونوں کھانے کا انتظار کر رہے تھے یا یوں کہا جاسکتا ہے صرف انیزا ارسلان شاہ انتظار کر رہی تھی اس کا شاہو تو اس میں مہو تھا جیسے اسے دیکھنے سے اس کی بھوک مٹ رہی تھی۔

تقریباً 15 منٹ تک کھانا آچکا تھا ارسلان کھانا کم اور انیزا کی طرف دیکھ زیادہ رہا تھا۔

شاہو آپ کا کھانا کھانے کا ارادہ نہیں بلکہ مجھے کھانے کا ارادہ لگ رہا ہے انیزا ارسلان کو مسلسل خود کی طرف دیکھتے محسوس کر کے چیچ پلیٹ پر غصے سے پھینکتے بولی تھی۔

جانِ شاہو میرا دیکھنا برا لگ رہا ہے۔

شاہ مجھے برا نہیں لگ رہا لیکن مجھ سے کھانا نہیں کھایا جا رہا پتہ نہیں کیوں
آپ کی نظروں سے نا مجھے وہ ہو رہا ہے انیزا کو اپنے احساسات کی سمجھ
نہیں آرہی تھی اس کی عجیب سی کیفیت ہو رہی تھی۔۔
وہ کیا ہو رہا ہے حیاتم؟ ارسلان شاہ نے اسے مزید تنگ کرنے کا ارادہ کیا
تھا۔۔

وہ، وہ ہو رہا ہے شرم کی سرخی انیزا کے چہرے کو خوبصورت اور
پرکشش بنا رہی تھی وہ لال ٹماٹر بن چکی تھی۔۔

وہی تو پوچھ رہا ہوں، وہ کیا ہو رہا ہے ارسلان اپنی چیڑا اٹھا کر انیزا کے
پاس رکھتے اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹ کر اپنے قریب کر گیا۔۔
شرم آرہی ہے کہتے ہی رونا شروع ہو گئی نقاب میں نظر آتی اس کی کانچ
سی گہری کالی آنکھوں میں آنسو دیکھ ارسلان شاہ کے دل کی دھڑکن کی
تھی۔۔

جانِ شاہو کیوں چاہتی ہو تمہارے شوہر کی دھڑکن بند ہو جائے
ارسلان اس کا نقاب نیچے کرتے نرمی سے اس کے آنسو صاف کر کے
اس کی ٹھوڑی سی پکڑ کر چہرہ خود کے قریب کیا اس کی ناک سے ناک
مس کرنے لگا۔

جلدی سے کھانا ختم کرو پھر ہم نے شاپنگ کرنے جانا ہے انیزا ہاں میں
سر ہلا کر کھانا کھانے لگی۔

انیزا کھانا کھا چکی تھی بھاری پلکے اٹھا کر گہری سیاہ آنکھوں سے اپنے شاہو
کی طرف دیکھا جو اسے دیکھنے میں مہو تھا۔

شاہو کھانے سے زیادہ میں مزے کی ہوں نارسلان شاہ دو گھنٹے سے بنا
آنکھیں جھپکائیں اسے دیکھے جارہا تھا اس کی حیاتم کے دل میں گدگدی
سی ہو رہی تھی۔۔

بالکل بہت یمی ہو وہ اس قدر اس میں کھویا ہوا تھا کہ جو منہ میں آیا بنا
سوچے سمجھے بول دیا۔۔

میں یمی ہوں؟ اس کی آنکھیں حیرت سے باہر نکلنے کو تھی ارسلان شاہ
ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکائے بلائی لب دانتوں میں دباتے پر سکون انداز
میں اس کے خوبصورت سراپے میں گم تھا۔۔

نہیں، نہیں میرا مطلب کھانا بہت یمی ہے وہ ہوش میں آتے ہڑبڑا کر
بولا تھا نیزارسلان شاہ دانت پیس رہی تھی۔۔

میری پیاری سی عین نے ناراض نہیں ہونا چلو ہم شاپنگ پر چلتے ہیں
ارسلان نے اسے بازوؤں میں اٹھالیا نیزا خاموشی سے اس کے چوڑے

سینے پر سر رکھ گئی اپنے بھائیوں کو اپنے باپ کو زن مرید کہنے والا اپنی
بیوی کو باہوں میں اٹھائے سب کے سامنے لے کر جا رہا تھا۔

شاہو مجھے بلیک کلر کا لہنگا لینا ہے انیزا نے اپنی بات کی یاد دہانی کروائی
ارسلان شاہ کار کا دروازہ بند کرتے دوسری سائیڈ سے کار میں بیٹھتے
ڈرائیو کرنے لگا۔

جانِ شاہو تم جس ڈیزائن کا لہنگا کہہ رہی ہو وہ تم ہینڈل نہیں کر پاؤ گی
ارسلان شاہ نے اسے سمجھانا چاہا وہ بھاری کام والا لہنگا کہہ رہی تھی جس
پر کالے رنگ کی ہی کڑھائی ہو اور موتیوں سے سجایا گیا ہو۔
میں سنبھال لوں گی، مجھے چاہیے اسے مسکے لگانے کے لیے اس کا ہاتھ پکڑ
کر بازو کے ساتھ سر ٹکا گئی۔

ارسلان شاہ خاموشی سے ہاں میں سر ہلا گیا اس کا ذہن بچو والا تھا اگر اس کی ضد پوری نہ کرتا تو وہ رورو کر اپنی طبیعت خراب کر لیتی جو ارسلان شاہ کو ہر گز برداشت نہ تھا۔

اس کی جان بستی تھی اپنی حیات میں۔

مال کے پارکنگ ایریا میں گاڑی پارک کر کے کار سے باہر نکل کر انیزا کی سائیڈ سے دروازہ کھولا اس کا ہاتھ تھام کر نرمی سے باہر نکالا۔ لوگوں کا جھرمٹ دیکھ کر انیزا کی سانسیں اکھڑنے لگی تھی سختی سے ارسلان شاہ کا بازو پکڑ کر اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔

بالم گھبرانا نہیں ہے تمہارا شاہو تمہارے ساتھ ہے اس کے رخسار کھینچ کر پرسکون کرنے کی کوشش کی۔

وہ ڈری سہمی اس کے ساتھ چلنے لگی ارسلان نے موبائل نکال کر میسج

زوریز خان کو بھیجا جس میں لکھا تھا "سارا مال خالی ہونا چاہیے زوریز

خان اگر ایک بھی مرد مجھے یہاں نظر آیا تمہاری جان نکال دوں گا میں

--

ارسلان کا میسج دیکھ کر زوریز خانزادہ کا پاراہائی ہوا تھا یہ سوچتے اس نے
خود کا غصہ ٹھنڈا کیا کہ ارسلان شاہ نے اس درندے کے بیٹے کی مدد کی
جس نے اس کے خاندان کی خوشیاں چھینی تھی اس کا بچپن چھین لیا تھا

--

حیاتم یہ کیسا ہے ایک دکان کے اندر جاتے بلیک کلر کے لہنگے پر ہاتھ
پھیرتے ارسلان شاہ اپنی کانچ کی گڑیا کو محبت پاش نظروں سے دیکھنے لگا

--

یہ پیارا نہیں ہے۔۔۔

آپ کے پاس بلیک کلر کے لہنگے کی جتنے بھی کلیکشن ہیں سب دکھائیں
ارسلان شاہ چٹکی بجاتے اس عورت کو ہوش دلانا چاہا جو اسے دیکھتے نہ
جانے کن سوچوں میں گم ہو گئی تھی۔۔

سر آپ کتنے پیارے ہیں انیزا آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے پہلے
اس لڑکی کو دیکھا اور پھر اپنے شاہوں کی طرف جس نے بال نفاست
سے سیٹ کیے تھے بلیک کلر کے پینٹ کوٹ میں ملبوس تھا نیلی آنکھوں
میں ایک چمک تھی بات کرنے کی وجہ سے اس کے ڈمپل نمایاں ہو رہے
تھے، عنابی لب سنجیدہ تھے ہلکی داڑھی اور مونچھیں تھی۔۔

وہ دانت کچکچاتے ہوئے ارسلان شاہ کے ڈمپل پر دانت گاڑھ گئی درد کو
ضبط کرتے سختی سے آنکھیں بند کی تھی۔۔

تم گندی لڑکی جو کام کہا ہے وہ کرو میرے شاہو کی طرف دیکھانا
تمہارے بال نوچ لوں گی میں اسے دانت پیستے دیکھ سیل ور کروہاں سے
تقریباً بھاگی تھی۔۔

عین!۔۔۔

آپ چپ رہے آپ بھی گندے اس کی طرح، مجھے بات نہیں کرنی
ارسلان شاہ کے عنابی لب نامحسوس طریقے سے مسکرائے تھے۔۔
اس کی چھوٹی سی گڑیا کی یاداشت نہیں تھی لیکن جھلیسی مکمل اس کے
اندر موجود تھی۔۔

میرا پیارا بچہ غصہ نہیں کرتے یہ دیکھو کتنے پیارے پیارے لہنگے ہیں اس
کا دھیان بھٹکانے کے لیے اسے لہنگوں کی طرف متوجہ کیا خوبصورت
لہنگے دیکھتے نقاب میں نظر آتی اس کی آنکھیں مسکرائی تھی۔۔

شاہو مجھے وہ والا لینا ہے انیزا نے پتلے کو پہنائے گئے لہنگے کی طرف اشارہ کیا جو ایک کیل پسند کر چکا تھا۔

میم وہ انہوں نے پسند کر لیا ہے آپ کوئی اور دیکھ لیں ایک سیل ور کر ان کے پاس کھڑی ہوتی پر و فیشنل انداز میں بولی تھی۔

میرا پیارا بچہ آپ لہنگے کے علاوہ کوئی اور چیز دیکھو میں آتا ہوں آنسو جمع ہونے کی وجہ سے آنکھوں میں لال ڈورے صاف نمایاں ہو رہے تھے ارسلان شاہ اس کے آنسو صاف کر کے اٹھ کھڑا ہوا وہ اپنی عین کے لیے ایک لہنگا تو دور، پورا مال خرید سکتا تھا۔

مجھے یہ لہنگا چاہیے وہاں کے مینجر کے ٹیبل پر جھکتے سخت لہجے میں بولا تھا

--

سر وہ ایک عورت نے پسند کر لیا ہے ان کے ہسبینڈ پیمنٹ کرنے والے ہیں۔

پیمینٹ ابھی نہیں ہوئی اور اگر ہو بھی جائے تو مجھے اس بات سے کوئی
فرق نہیں، اگر آپ نے وہ لہنگا مجھے سیل نہ کیا ابھی کے ابھی آپ کا پورا
مال بند ہو جائے گا مینیجر بمشکل تھوک نکل پایا تھا۔

او کے شاہ سر وہ لہنگا آپ کو مل جائے گا مینیجر کو کانوں میں خطرے کی
گھنٹیاں بجتی محسوس ہو رہی تھی ارسلان شاہ معروف بزنس مین تھا
پورے پاکستان میں وہ مسٹر شاہ کے نام سے جانا جاتا تھا۔

ارسلان شاہ پر اسرار انداز میں مینیجر کی طرف دیکھتے وہاں سے چلا گیا نیزا
ارسلان شاہ اس کی چھوٹی سی حیاتم کپڑوں کا ڈھیر لگائے بیٹھی تھی۔
جن میں زیادہ تر عبایا، سٹالر اور لانگ فرائک تھی۔

شاہو مجھے یہ سب لینا ہے خوشی سے اچھلتے ارسلان شاہ کے دونوں ہاتھ
تھام کر معصومیت سے آنکھیں پٹیٹاتے کندھے پر سر رکھ گئی۔

ارسلان شاہ سیلر گرل کو سب کچھ پیک کرنے کا اشارہ کرتے جیولری
سائیڈ پر چلا گیا نیزاوائٹ ڈائمنڈ نیگلز کو رشک بڑی نگاہ سے دیکھنے لگی

--

قیمت دیکھتے مایوس ہوتے آس پاس نظر دوڑانے لگی۔

ارسلان شاہ نے نیزا کی نظروں سے او جھل نیگلز خرید لیا تھا وہ جس
چیز پر ہاتھ رکھتی تھی وہ خریدتا جاتا۔

شاپنگ سے فارغ ہوئے تھے جب ارسلان شاہ کو احمد شاہ کی کال
موصول ہوئی۔

جی بابا!۔

ارسلان ہم سب تمہارے لاہور والے گھر میں جا رہے ہیں سب لڑکوں
نے آج رات بیچو لڑ پارٹی کرنے کا ارادہ کیا ہے ہم انتظار کریں گے تمہارا
احمد شاہ اسماء کو تنگ کرتے ہوئے ارسلان سے بات کر رہے تھے۔

او کے بابا میں آ جاؤں گا اور میری امی جان کو چھوڑ دیں ان بیچاری کی ہر
وقت جان آپ نے مصیبت میں ڈالی ہوتی ہے سپیکر سے آتی اپنے بیٹے
کی آواز سنتے اس نے بمشکل اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔
نہایت ہی کوئی بے شرم بیٹے ملے ہیں جو بات کرتے وقت یہ لحاظ نہیں
کرتے کہ ان کا میرے ساتھ کیا رشتہ ہے احمد شاہ تلملاتے ہوئے کال
کٹ کر گئے۔۔

ہاں جی بیگم یہ کون سی مسکراہٹیں چھپائی جا رہی ہیں احمد شاہ اسماء کی
طرف متوجہ ہوا تھا۔۔

احمد خیردار اگر اب آپ نے کوئی الٹی حرکت کی عمر بڑھنے کے ساتھ
آپ کی بے شرمی بڑھتی جا رہی ہے اسماء احمد کے کمر پر ہاتھ رکھنے پہ شرم
سے لال ٹماٹر بن گئی تھی۔۔

بیگم میری عمر ابھی 38 سال ہے بڑھا تو انسان 60 سال کے بعد ہوتا ہے یہ بات کتنی مرتبہ میں آپ کو سمجھا چکا ہوں اسماء کی ٹھوڑی سی پکڑتے اس کا چہرہ خود کے قریب تر کر گیا۔۔

احمد فارم ہاؤس جانا لیٹ ہو رہی ہے بچے کیا سوچیں گے؟ اسماء کا سوچ سوچ کے ہی حلق خشک ہو رہا تھا کیونکہ اس کے بیٹے بات کرنے سے پہلے سوچتے نہیں تھے۔۔

ایک تو تمہارے بیٹوں نے نامیرا جینا حرام کیا ہوا ہے احمد شاہ غصے سے اٹھتے کمرے سے باہر چلے گئے اسما اپنا سر تھام کے بیٹھ گئی کہ وہ ان کا کیا کرے جو چھوٹی چھوٹی بات پر منہ پھلانے لیتے تھے۔۔

سجاد بھائی سب ٹھیک ہے؟ اپنے بڑے بھائی کی پیشانی پر بل دیکھتے کندھے پر ہاتھ رکھ کے ان سے استفسار کیا۔۔

احمد زیان پتہ نہیں کہاں چلا گیا ہے سجاد شاہ کو اپنے بیٹے کی فکر ستار ہی
تھی جو صبح سے نہ جانے کہاں غائب تھا۔۔

بھائی وہ چھوٹا بچہ تھوڑی ہے جو کہیں گم ہو جائے گا آپ اسے میسج کر دیں
وہ فارم ہاؤس پہنچ جائے گا احمد شاہ نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا تھا سجاد شاہ
ہامی میں سر ہلاتے زیان کو میسج کر گئے ان کے لیے نیشہ ہاسپٹل میں
تھی۔ جو کہ درحقیقت زیان شاہ کے پاس موجود تھی۔۔

نیشہ ہوش و حواس سے بیگانہ بیڈ پر لیٹی تھی زیان شاہ سائیڈ ٹیبل کے اوپر
چڑھ کے بیٹھا اس کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا وہ اس کے ہوش میں
آنے کے انتظار میں تھا۔۔

پٹھانی صاحبہ کچھ پل پھر تم میرے نکاح میں ہوگی بہت شوق چڑھا ہوا
ہے نا تمہیں اس دانیال سے شادی کرنے کا، کچھ دیر تک یہ بھوت اچھے

سے اتار دوں گا میں وہ اس کے عشق میں اس قدر غرق ہو چکا تھا کہ وہ یہ
تک بھول گیا کہ اس کی اس حرکت سے اس کے گھر والوں کا مان ٹوٹ
جائے گا ان کی عزت پر باتیں کی جائے گی۔۔

نیشہ نے بھاری ہوتی آنکھوں کو کھولنے کی کوشش کی تھی اپنے چکراتے
سر کو تھامتے وہ اٹھ کر بیٹھی سائیڈ ٹیبل پر زیان شاہ کو دیکھتے ہڑبڑا کر بیڈ پر
اچھلی تھی۔۔

کمینے انسان مجھے یہاں کیوں لے کر آئے ہو تم نیشہ خانزادی کو اس کے
ارادے اس کی نگاہیں غلط معلوم ہو رہی تھی۔۔

اس کے دل میں ایک ڈر بیٹھ گیا کہ کہیں یہ اس کے باپ کی طرح نہ ہو
اس نے دل میں شدت سے دعا کی تھی۔۔

بے فکر ہو جاؤ پٹھانی صاحبہ میرے ارادے میری نیت غلط نہیں ہے۔۔

دیکھو زیان مجھے گھر واپس چھوڑ آؤ بھائی پریشان ہو رہے ہوں گے اس
کے انداز اور لہجے کو پر سکون ہوتے دیکھ
نیشہ نے پیار سے کہا۔

بھائی جی، ان کے لیے تم ہاسپٹل میں ہو آج تمہاری لیٹ نائٹ شفٹ
ہے زیان بیڈ پر اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھا تھا نیشہ اسے دوری قائم کرتے
بیڈ کراؤن کے ساتھ چپک کر بیٹھی۔

میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں نیشہ زیان نے ڈکے چھپے لفظوں میں
اپنے جذبات اس پر آشکار کیے تھے۔

زیان شاہ کل میرا نکاح ہے تمہارا دماغ ٹھکانے پر ہے کہ نہیں، میں اپنے
بھائی جی کا مان کبھی نہیں توڑوں گی کبھی تم سے نکاح نہیں کروں گی وہ
ضبط کھوتے چلائی تھی سائیڈ ٹیبل پر پڑا الیمپ اٹھا کر زمین پر پڑکا۔

پٹھانی صاحبہ اتنا غصہ کرنا صحت کے لیے اچھا ثابت نہیں ہوتا تم ڈاکٹر ہو
تمہیں یہ بات معلوم ہونی چاہیے زیان شاہ کے اس قدر پر سکون انداز پر
نیشہ کا دل چاہ رہا تھا وہ دھاڑے مار کر روئے اس نے کبھی نہ سوچا تھا وہ اس
مقام پر پہنچ جائے گی۔۔

نیشہ نے اپنی کمر سے چاکو نکالتے زیان شاہ کو بیڈ پر گرا کر اس کی گردن پر
چاکو رکھتے اس کے اوپر جھکی تھی۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے زیان شاہ میں معصوم بھولی بھالی لڑکیوں کی طرح رودو
کر تمہاری بات مان جاؤں گی بھول ہے تمہاری تم میرے اصل روپ
سے واقف نہیں ہو زیان شاہ کو آج دوسری مرتبہ اس کی آنکھوں میں
سفاکیت، جنون اور وحشت نظر آئی تھی۔۔

ہا ہا ہا۔۔ تمہارے اس کھلونے سے میں ڈر گیا یہ دیکھو میری سانسیں بھی
اکھڑ رہی ہیں وہ لمبے لمبے سانس لیتے ڈرامیٹک انداز میں بولا تھا۔۔

اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹتے اسے ایک ہاتھ میں اٹھا کر کھڑا ہوا تھا چاکو گردن کے بے حد قریب ہونے کی وجہ سے زیان شاہ کی گردن میں کٹ لگ گیا خون بہتا اس کی سفید شرٹ کو لال رنگ میں رنگنے لگا۔ چھوڑو مجھے بد تمیز نیشہ نے تھپڑ مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا جو زیان شاہ نے مہارت سے پکڑتے کمر کے پیچھے دونوں ہاتھ لے جاتے ایک ہاتھ میں پکڑے تھے۔

ایک بات مجھے سمجھ آئی ہے پٹھانی صاحبہ کہ تمہارا کوئی ماضی ہے اگر تم نے انکار کیا مجھ سے نکاح کرنے سے تمہارے ماضی کے بارے میں پتہ لگوا کر پورے گھر کو بتادوں گانیشہ کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے تھے اس کی سانس سینے میں اٹک گئی یہ سوچتے ہی کہ اگر شاہ خاندان کو اس کی اصلیت پتہ چل گئی تو وہ دھتکار دیں گے اس کی اصلیت صرف گھر کے بڑے یا پھر ارسلان شاہ جانتا تھا۔

میرا۔۔۔ کوئی۔۔۔ ماضی۔۔۔ نہیں۔۔۔ ہے لمبے لمبے سانس لیتے با
مشکل بول پائی تھی۔۔

زیان کل میرا نکاح ہے پلیز اس طرح مت کرو تمہارے گھر کی عزت
خراب ہوگی کیونکہ دنیا والو کی نظر میں شاہ خاندان کی بیٹی ہوں نیشہ چہرا
جھکاتے پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔

مجھے نہیں فرق پڑتا لوگوں کی باتوں سے اس کے ہاتھ چھورتے بیڈ پر
گرایا تھا۔۔

باہر قاضی آیا ہوا ہے خاموشی سے وہ جب اندر آئے ہامی بھرنی ہے نکاح
کے لیے نہیں توجو میں نے کہا ہے وہ کر گزروں گا زیان بے رحم اور
ظالم بن چکا تھا پاؤں پٹختا وہ کمرے سے باہر چلا گیا نیشہ بیڈ کراؤن کے
ساتھ اپنا سرمارتے اونچی آواز میں رونے لگی۔۔

وہ ایک مضبوط لڑکی تھی لیکن کہتے ہیں ناہر مضبوط انسان کی ایک کمزوری ہوتی ہے نیشہ خانزادی کی کمزوری اس کا ماضی تھا وہ ڈرتی تھی اپنے ماضی کے کھلنے سے۔۔

زیان شاہ جو اس کے عشق میں پاگل تھا جب اسے حقیقت معلوم ہوئی تھی اس نے دھتکار دینا تھا نیشہ کا ڈر سچ ہونا تھا۔۔

قاضی اور دو گواہ کمرے میں آئے نیشہ بکھری حالت میں بیٹھی تھی وہ لڑکی جس کے سر پر ہر وقت دوپٹہ ہوتا تھا آج اس کے شانوں پر پھیلا ہوا تھا۔۔

ملازمہ نے جلدی سے نیشہ کے سر پر دوپٹہ دیا زیان شاہ قاضی کو ڈرا دھمکا کر لایا تھا۔۔

بیٹا تمہارے بابا کا نام کیا ہے نیشہ کے پاس کوئی جواب نہ تھا قاضی کو
دینے کے لیے اسے گالی محسوس ہوتی تھی خود کے لیے اس درندے کا
نام ساتھ جوڑنے پر۔۔

بتاؤ بیٹا بوڑھے قاضی نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار
بھرے لہجے میں پوچھا۔۔

شد اور خان اپنے باپ کا نام لیتے چہرہ ہاتھوں میں چھپائے بے آواز
ہچکیاں لیتے رونے لگی۔۔

نیشہ ولد شد اور خان آپ کا نکاح زیان ولد سجاد شاہ کے ساتھ حق مہر
50 لاکھ طہ کیا گیا ہے، کیا آپ کو قبول ہے؟۔۔۔

کمرے میں گہری خاموشی چھا گئی قاضی نے اپنے الفاظ دہرائے۔۔
ق۔ قبول ہے۔۔

مجھے معاف کر دیجئے گا بھائی جی آپ کی بہن آپ کا مان نہیں رکھ پائی
اپنے ماضی سے ڈر کر آپ کے رضائی بھائی کے نکاح میں جا رہی ہے آنسو
روز و قطار بہتے اس کے رخسار اور گردن کو بھگور رہے تھے۔۔

نیشہ ولد شد اور خان آپ کا نکاح زیان ولد سجاد شاہ کے ساتھ حق مہر
50 لاکھ طہ کیا گیا ہے، کیا آپ کو قبول ہے؟۔۔۔
قبول ہے۔۔

زیان شاہ اپنی من مانی کی ہے تم نے لیکن اپنی اس جلد بازی پر تم پچھتاؤ
گے، میرا ماضی تم پر آشکار ہونے کے بعد اس پچھتاوے سے چھٹکارا
پانے کے لیے تم اپنی عزت کو چھوڑ دو گے جیسے میرے باپ نے ایک
طوائف کے لیے میری ماں کی وفا کو دھتکارا تھا اسے جیتے جی مار دیا تھا۔۔
قاضی نے وہی الفاظ دہرائے۔۔

قبول ہے۔۔۔

میں اپنا آپ تمہارے حوالے نہیں کروں گی میں کبھی تم سے ازدواجی
رشتہ قائم نہیں کروں گی جب اصلیت معلوم ہونے پر میں نے
دھتکارے جانا ہے میں کہیں کی نہیں رہوں گی زیان شاہ۔۔
وہ زیان شاہ کے نام ہو چکی تھی تیسری بار قبول ہے کہتے اپنا سر گھٹنوں
میں دیے بلند آواز میں رونے لگی۔۔

اللہ تمہارے نصیب اچھے کرے بیٹا قاضی شفقت سے اس کے سر پر
ہاتھ رکھ کر دعا دیتے کمرے سے چلا گیا۔۔

زیان ولد سجاد شاہ آپ کا نکاح نیشہ ولد شد اور خان کے ساتھ حق مہر
50 لاکھ طے کیا گیا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟۔۔

قاضی اب زیان شاہ کے پاس بیٹھا نکاح پر وار ہا تھا۔۔
قبول ہے!۔۔

مجھے معلوم ہے پٹھانی صاحبہ تم مجھ سے بدگمان ہو رہی ہو لیکن تمہاری یہ
بدگمانی جلد ہی میں دور کروں گا۔

دوبارہ سے وہی الفاظ دہرائے گئے۔

قبول ہے!۔

میں نے تمہاری کمزوری کو استعمال کر کے زبردستی تم سے نکاح کیا ہے
میں کبھی تمہارا ماضی معلوم ہونے پر تمہیں دھتکاروں گا نہیں ہمیشہ اپنی
سینے سے لگا کر رکھوں گا اپنی پلکوں پر بٹھا کر رکھوں گا۔

قبول ہے!۔۔

میرے بڑے بھائی کا مان ٹوٹے گا ہمارے گھر کی عزت پر بات کی جائے
گی لیکن تمہارے بارے میں ایک لفظ بھی کسی کو نہیں کہنے دوں گا
میری وجہ سے تمہارا رشتہ کبھی ارسلان بھائی جی کے ساتھ خراب نہیں
ہوگا میرا وعدہ ہے تم سے میری پٹھانی صاحبہ۔

دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر زیان شاہ نے اپنی اور اپنی پٹھانی کی خوبصورت
زندگی کے لیے دعا کی تھی۔۔

زیان کمرے میں داخل ہوا ملازمہ کو کمرے سے باہر نکلنے کا اشارہ کرتے
دروازہ بند کر کے بھاری قدم اس کی طرف بڑھانے لگا دروازہ بند
ہونے کی آواز پر نیشہ جو اپنے گھٹنوں میں چہرہ دیے رو رہی تھی اس کا
حلق خشک ہو گیا۔۔

نیشہ! اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا، چہرہ اٹھاتے نیشہ خان کا ہاتھ زیان
شاہ کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا۔۔

خبردار اگر تم نے مجھے ہاتھ لگا کر اپنی خواہشات کو پورا کرنا چاہا تمہارا وہی
ہاتھ کاٹ کر پھینک دوں گی، تم نے نکاح کرنا تھا مجھ سے کر لیا اب دفع
ہو جاؤ میرے سامنے سے اسے دھکے دیتے خود سے دور کرنے لگی۔۔

نیشہ خان اس کے ظاہر رویے سے اس کی شخصیت کا اندازہ لگا رہی تھی کہ وہ بھی اس کی باپ کی طرح ہوس پرست ہے جو اپنی ہوس کے لیے صرف اس سے نکاح کر رہا ہے۔۔

ایک بچہ جو کچھ اپنے بچپن میں دیکھتا ہے اس کے ذہن میں نقش ہو جاتا ہے وہ ہر کسی کو ویسا ہی سمجھتا ہے نیشہ نے ہمیشہ اپنے باپ کو اپنی ماں کے ساتھ درندہ بن کر زیادتی کرتے دیکھا تھا جس کی وجہ سے اسے ہر مرد درندہ صفت لگتا تھا۔۔

اچھا ریلیکس ہو جاؤ نہیں ہاتھ لگاتا تمہیں مجھے بابا کا میسج آیا ہے وہ سب لاہور فارم ہاؤس میں گئے ہوئے ہیں وہاں سے نے بیچلر پارٹی رکھی ہے اپنا حلیہ درست کرو ہم وہاں جا رہے ہیں زیان شاہ سنجیدگی سے کہتے کمرے سے چلا گیا اس کی پٹھانی صاحبہ کو اس وقت تنہائی کی ضرورت تھی۔۔

سے 20 منٹ بعد نیشہ نے اپنا حلیہ درست کرتے اس کے ساتھ 15 فارم ہاؤس کے لیے نکل گئی اس کی آنکھیں پر سوجن تھی رخسار پر مٹے مٹے آنسو کے نشان تھے چہرہ زرد تھا۔

زید نے کپڑے تبدیل کر لیے تھے گردن پر کٹ کا نشان واضح تھا۔ ارسلان شاہ اور زیان شاہ کی کار ایک ساتھ شاہ پیلس میں داخل ہوئی تھی۔

باہر لگے بورڈ پر شاہ پیلس لکھے دیکھ کر زیان شاہ کو حیرانگی ہوئی تھی۔ زیان کی کار سے نیشہ کو باہر نکلتے دیکھ ارسلان شاہ کا دماغ گھما تھا اسے زیان کی حرکتیں اور نظریں نیشہ کے معاملے میں مشکوک لگتی تھی۔ نیشہ! میری بیٹی کی طبیعت ٹھیک ہے ارسلان اس کے چہرے کی حالت دیکھتے اپنا غصہ بھلائے پریشانی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر استفادہ کرنے لگا۔

نیشہ کا دل کہہ رہا تھا اپنے بھائی جی کے گلے لگ کر اپنے دل کا غم ہلکا کر لو
اس میں ہمت نہ تھی اپنے بھائی جی کو سچ بتانے کی۔۔

بھائی جی۔۔ میں۔۔۔ ٹھیک ہوں بمشکل چہرے پر مسکراہٹ سے جا کر
کہا تھا ارسلان شاہ کو اس کی حالت غیر محسوس ہو رہی تھی سب کو باہر
آتے دیکھ ارسلان شاہ نیشہ اور زیان سے بعد میں بات کرنے کا ارادہ
کرتے ہیں خاموش ہو گیا۔۔

کہاں تھے تم سجاد شاہ زیان کے کان کھینچ کر سختی سے اس سے پوچھ رہے
تھے۔۔

بابا بہت ضروری کام تھا اپنا کان چھڑوا کر ٹھنڈی آہ خارج کی۔۔
جتنا مرضی ضروری کام ہو زیان شاہ آج کے بعد تمہارا فون بند نہیں ہونا
چاہیے۔۔

جی بابا احتیاط کروں گا آئندہ وہ فرما بردار بچوں کی طرح ہاں میں گردن ہلا گیا۔۔

چلو سب اندر چلتے ہیں ارسلان شاہ نیشہ کو بازو کے حصار میں لیے اندر چلا گیا۔۔

وہ سب لاؤنج میں بیٹھے تھے سب کی آنکھوں میں حیرت تھی احمد شاہ فارم ہاؤس کا کہہ کر انھیں شاہ پولیس لے آئے تھے۔۔

بابا یہ کون سا فارم ہاؤس ہے سیان چاروں اور نگاہیں دوڑا رہا تھا۔
یہ تمہارے بھائی جی کا پولیس ہے عرف مشہور بزنس مین مسٹر شاہ کا
پولیس ہے سب منہ کھولیں ارسلان شاہ کو دیکھنے لگے وہ راجاؤں کے محل
سے بھی زیادہ خوبصورت گھر تھا۔

مین گیٹ سے اندر انٹرہوتے ہی لیفٹ سائیڈ پر بڑا سا گارڈن، جس میں
مختلف پھول اور ایک جھولا لگا تھا سفید رنگ کی چارکرسیاں اور ٹیبل تھا،

رائٹ سائیڈ پر پورچ تھا جہاں گاڑیاں کھڑی کی گئی تھیں درمیان میں گھر
کے مین دروازے سے ہوتے اندر وسیع لاؤنج جہاں سامنے صوفے،
لیفٹ سائیڈ پر ڈائننگ ٹیبل کے سامنے نہایت ہی بڑا کچن تھا رائٹ سائیڈ
پر بک شیلز بنی ہوئی تھیں جس کے سامنے صوفے ترتیب سے سیٹ کیے
گئے تھے اس سے کچھ فاصلے پر مختلف ڈرنکس پڑی تھیں اور گلاس ٹیبل
کے اوپر لٹک رہے تھے۔

ان سب چیزوں کے پیچھے کمرے ہی کمرے تھے لاؤنج میں رکھے
صوفوں کے دونوں اعتراف سیڑھیاں اوپر کو جاتی تھیں۔
گھر کو وائٹ، بلیک اور گولڈن پینٹ کیا گیا تھا جو اس محل نما گھر کی
خوبصورتی کو چار چاند لگا رہا تھا۔

گھر کی بیک سائیڈ پر وسیع پول تھا۔

ارسلان یہ گھر تم نے کب بنوایا ہے؟ سجاد شاہ ارسلان شاہ کے چہرے کا جائزہ لیتے استفادہ کرنے لگے۔۔

جب آپ کے اس بیٹے کے پاس رہنے کے لیے گھر نہیں تھا تب بنوایا تھا اور میں نے اپنے دادو کو کہے گئے الفاظ سچ کیے ہیں کہ میں اپنے خاندانی گھر سے بھی خوبصورت اور بڑا گھر بناؤں گا وہ محل نما گھر ہے میں محل بناؤں گا آنکھیں موند کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگائی۔۔

ماورہ چلو کمرے میں انشا کی نظر اذہان پر پڑی جو ماورہ پر نظر ٹکائے بیٹھا تھا

--

جی، جی امی ماورہ گھبرا کر اٹھتے تیز قدم بڑھاتے کمرے میں چلی گئی۔۔
اذہان بیٹا کل کا دن صبر کر لو پر سو وہ تمہارے پاس ہی ہوگی اپنی امی کے میٹھے سے طنز اور شرارت پر اذہان شاہ سر کھجاتے نظریں نیچی کر گیا۔۔

السلام علیکم ارد شیر نے لاونج میں داخل ہوتے بلند آواز میں سب کو سلام کی۔۔

وعلیکم السلام ٹائم مل گیا آنے کا، مجھے تو لگا تھا عین نکاح کے وقت ارد شیر سکندر خان صاحب تشریف لائیں گے احمد غصے سے اس کی طرف دیکھتے منہ بناتے رخ موڑ گیا۔۔

یار بس کچھ مسائل میں الجھ گیا تھا جس کی وجہ سے میں کل نہیں آ پایا اب منہ نہ بنا اپنا سیدھی طرح ادھر دیکھ ارد شیر نے احمد شاہ کی گردن اپنے بازو میں جکڑتے خود کے پاس کیا تھا۔۔

خان دفعہ ہو جائے یہاں سے سب کے سامنے مجھ سے جوتے کھالے گا تو اپنی گردن سے اس کا بازو دور جھٹکتے تھائیز بر کوہنیاں ٹکا کر بیٹھا۔۔

بھابھی میں یقین سے کہہ سکتا ہوں یہ آپ سے ناراض ہوا ہے، بھابھی ناراض آپ سے ہوتا ہے یہ بیوی کی طرح خڑے مجھے دکھانے لگ جاتا

ہے ارد شیر کے جملے پر سب نے لبوں پر ہاتھ جمائے بمشکل اپنی
مسکراہٹ پر قابو کیا احمد شاہ سرخ چہرہ لیے کھا جانے والی نظروں سے
خان کو دیکھ رہا تھا۔

میرا ٹیسٹ اتنا برا نہیں ہے، اور کمینے انسان شرم کر میں مرد ہوں مجھے
اپنی بیوی نہ بنا تیری بیوی بننے سے پہلے میں اللہ کے پاس جانا پسند کروں
گا احمد نے ارد شیر کے پیٹ میں کہنی ماری تھی وہ درد سے کراہتے جھکا تھا

بھا بھی میرے ہاتھ جڑے ہیں آپ کے سامنے اسے منالیں اس کا تو پتہ
نہیں لیکن میں نے ضرور اللہ کے پاس پہنچ جانا ہے ارد شیر نے اپنے
ہونٹوں کا پاؤٹ بنا کے دائیں بائیں کرتے احمد شاہ کی طرف پیٹھ کر کے
بیٹھ گیا۔

شاہو میں تھک گئی انیزار سلان کی گود میں بیٹھ کر اس کی گردن میں
چہرہ چھپا گئی لاؤنج میں موجود ہر فرد نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کے سر
نیچے کیا تھا۔

چلو کمرے میں چلتے ہیں۔

میرے پاؤں درد ہو رہے ہیں مجھ سے چلا نہیں جا رہا معصومیت سے
ارسلان شاہ کی گردن میں بازو حائل کرتے اس کی پریشانی پر لب رکھے
تھے اپنے گھر والوں کے سامنے اپنی بیوی کو رو مینس دیکھ کر مندرگی سے
اس کا مرنے کو جی چاہ رہا تھا۔

پارس ارسلان شاہ اسے فوراً باہوں میں اٹھا کر کمرے میں لے گیا۔
اسماء تم شاید مجھے بے شرم کر رہی تھی سب لڑکیوں کے چہرے لال
ٹماٹر بن چکے تھے احمد شاہ کے بلانے پر اسماء انشا کے کندھے کے ساتھ سر
ٹکا کر خود کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔

میں نے کیا کہا تھا بابا جو سب سے زیادہ ہٹلر، کھڑوس اور اکڑو نظر آتا ہے
اصل میں رومینس میں اور بے شرمی میں سب سے آگے وہی ہوتا ہے
سیان کی بات پر سب نے متفق ہوتے ہیں ہاں میں سر ہلایا۔
سب کے چہرے پر مسکراہٹ تھی سوائے ان چھ افراد کے نیشہ، عانیہ،
نیہا، زیان، رضا اور عالیان۔

آدھا گھنٹہ سب ریسٹ کر لیں اس کے بعد اپنی اپنی پارٹی کی تیاری کریں
اور انجوائے کریں سجاد شاہ کے کہنے کی دیر تھی سب لڑکیاں اور لڑکے
اپنے کمروں کی طرف بھاگے تھے۔

خان صاحب بتانا پسند کریں گے آپ کون سی الجھنوں میں مبتلا تھے

نور مل گئی ہے مجھے زندگی سے بھرپور مسکراہٹ نے اس کے چہرے پر
احاطہ کیا تھا احمد شاہ نے لمبا سانس لیا۔

خان تمہیں لگتا ہے وہ تم سے نکاح کرے گی؟ اس کا ایک جوان بیٹا ہے،
اور خیر سے وہ اپنی ماں کو کبھی تمہارے حوالے نہیں کرے گا احمد نے
اسے سمجھانا چاہا 13 سال سے وہ نور کا انتظار کر رہا تھا اس نے شادی نہیں
کی تھی صرف اپنی عزیز ارد کے لیے۔۔

مجھے میرے خدا پر یقین ہے احمد نے خاموشی اختیار کر لی ارد شیر کے
جواب نے اسے علاج جواب کر دیا تھا۔۔

جانتے ہو خان میں دل سے دعا کرتا ہوں تمہارے لیے کہ خدا تمہیں
تمہاری محبت دے لیکن ہم انسان ہیں ہمارے دل میں کہیں نہ کہیں
شیطان و سو سے ڈالتا ہے کہ اگر اس طرح نہ ہوا تو؟۔۔

میں جانتا ہوں میرا یہ جگری یار ہمیشہ میری بہتری کے لیے دعا کرتا ہے
دونوں مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔۔

اچھا تم بھی جا کے آرام کر لو میں بھی ذرا آرام کر لوں۔۔

سیدھی طرح کہہ دیں بھابی پاس جانا ہے تاکہ وہ تجھے منائیں اور ارد شیر
کے جملہ مکمل کرنے سے پہلے ہی احمد نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ کر
خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

جا کے آرام کر بکواس نہ کر اس کی پیٹھ پر ٹانگ ماری ارد شیر گرتے
گرتے بچا تھا۔

میری ابھی شادی نہیں ہوئی کیوں میرے ہاتھ پیر توڑنے کا ارادہ ہے
ابھی تو میں نے اپنے بچے دیکھنے ہیں دونوں کا بلند قہقہہ لاؤنج میں گونجا
تھا۔

سنو! میرم کچن میں کھڑی چائے بنا رہی تھی عیشان کے بلانے پر ہڑبڑا
کر اس کی طرف مڑی بے ساختہ اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھی

سوری میرا تمہیں ڈرانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا، ایک بات پوچھنی تھی تم
سے اس سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہوتے جیسے سوال کرنے کی اجازت
مانگی تھی۔۔

میرم نے آئی برواچکا کر الفاظ ادا کرنے کا اشارہ کیا۔۔
تم انگیج ہو کسی کے ساتھ؟ مسکراہٹ ضبط کرتے سنجیدگی سے پوچھا گیا
۔۔

ایکسیوزمی! میرم نے سینے پر ہاتھ باندھتے شلف کے ساتھ ٹیک لگا کر
اسے گھوری سے نوازا تھا۔۔

تمہاری منگنی ہوئی ہے؟ عیشان شاہ نے اس مرتبہ انگیجمنٹ کی جگہ
منگنی بولا تھا تا کہ میرم کو اس کی بات سمجھ آ جائے اس کی سوچ کے
مطابق۔۔۔

نہیں! اکتائے ہوئے لہجے میں یک لفظ سی جواب دیا گیا۔۔

مجھ سے کر لو۔۔ میرم کی آنکھیں حیرت سے باہر نکلنے کو تھی عیشان شاہ
کے الفاظ پر جو کتنے دھڑلے سے کہہ رہا تھا مجھ سے کر لو منگی۔۔

مسٹر تمہارا دماغ ٹھکانے پر ہے اگر تمہیں کوئی دماغی ایشو ہے تو احمد انکل
سے جا کر کہو تمہارا علاج کریں عیشان شاہ کو کھانسی کا دوڑا پڑا تھا۔۔

نہیں نہیں مجھے کوئی دماغی ایشو نہیں ہے البتہ مجھے تمہارا ضرور لگ رہا ہے
۔۔

یو بد تمیز انسان تمیز نامی تمہارے اندر چیز ہی نہیں ہے میرم کا پارہ یکدم
ہائی ہوا تھا اس کے خود کو پاگل ٹھہرانے پر۔۔

میں بد تمیز ہر گز نہیں ہوں میں اپنے خاندان کا سب سے شریف مرد
ہوں ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کرتے دانتوں کی نمائش کر کے شیلف کے اوپر
بیٹھ گیا۔۔

اندازہ ہو رہا ہے مجھے کتنے شریف ہو تم میرم چائے کی طرف متوجہ ہوئی
تھی وہ جلد از جلد اپنے لیے چائے بنا کر وہاں سے کھسکنا چاہتی تھی۔۔
میں نے غلط الفاظ نہیں کہے ہے آج کل کے لڑکوں کی طرح تمہیں
اپنے ساتھ ریلیشن شپ میں رہنے کا نہیں کہہ رہا بلکہ۔۔

جسٹ شٹ اپ پور ماؤتھ عیشان شاہ اگر تم آج کل کے لڑکوں کی طرح
نہیں ہو تو میں بھی آج کل کی لڑکیوں کی طرح نہیں ہوں جو منہ اٹھا کر
کسی کو بھی ہاں کر دے گی میرم اس کی بات کاٹتے غصے سے پھنکاری
تھی۔۔

میرم تم میری بات کا غلط مطلب لے رہی ہو عیشان شاہ نے نرم لہجہ
اختیار کیا تھا۔۔

اور بلی تمہیں لگتا ہے میں نے تمہاری بات کا غلط مطلب نکالا ہے تو لگتا
رہے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا مسٹر عیشان احمد شاہ میرم چائے کپ میں
ڈالتے پاؤں پٹکتی وہاں سے چلی گئی۔۔

کب تک مجھ سے دور بھاگو گی میرم ملک ایک دن تم نے عیشان شاہ کے
قریب آنا ہے عیشان شاہ پر اسرار انداز میں مسکراتے گردن ٹیڑی کیے
اس کی نظریں میرم کا پیچھا کر رہی تھی۔۔

اس کے کھڑے ہونے کے انداز میں مسکراہٹ میں ایک جنونی پن تھا
وحشت تھی سفاکیت تھی۔۔

جس کو سب شریف اور سو بر مرد سمجھتے تھے اس کے اصلی روپ سے
کوئی واقف نہ تھا۔۔

سب پارٹی کی تیاریاں کرنے میں مصروف تھے رات کے آٹھ بج چکے تھے۔۔

رضا کے چہرے کے تاثرات سخت ہوتے دیکھ زید نے دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے زوریز خان، عنائزہ اور نور اندر داخل ہو رہے تھے زوریز نے یہاں آنے سے پہلے اپنی ماں کو اپنے نکاح کے بارے میں بتا دیا تھا نور اس بھی ہوئی تھی لیکن اسے خوشی بھی تھی کہ اس کے بیٹے نے اپنا ہمسفر چن لیا ہے۔۔

رضا کنٹرول یورسیلف، زید نے اس کے کندھے پر ہاتھ پھیرتے اسے پرسکون رہنے کا اشارہ کیا۔۔

رضا کو نفرت تھی شد اور خان سے جڑے ہر ایک فرد سے حتیٰ کہ خود سے بھی۔۔

السلام علیکم زور یز خان نے احمد شاہ کے سامنے کھڑے ہوتے سر کو خم دیتے احتراماً سلام کیا تھا۔

وعلیکم السلام احمد شاہ نے اس کی پیٹھ تھپھپائی۔

ارد شیر تو نور کے خوبصورت سراپے میں گم تھا وہ حجاب کیے لائٹ پنک کلر کی لانگ فرائک پہنے کھڑی تھی اسے ہمیشہ سے عزیز ارد پر یہ رنگ نہایت خوبصورت لگتا تھا۔

نور نے لبوں پر لائٹ پنک کلر کی لپسٹک آنکھوں میں کاجل لگایا ہوا تھا وہ سادگی میں بھی قیامت ڈھا رہی تھی۔

ارد شیر کو اپنی ماں کی طرف گھورتے دیکھ زور یز خان زادہ کے تاثرات سخت ہوئے تھے۔

کیسے ہو رضا؟

دشمن خیریت پوچھتے اچھے نہیں لگتے زوریز خان، رضا آنکھوں میں
وحشت لیے اس کی سبز آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے کہہ رہا تھا۔
میں نے تمہیں کبھی اپنا دشمن نہیں سمجھا رضا ہمیشہ اپنا بھا۔ خبردار اگر
تم نے یہ لفظ اپنے لبوں سے ادا کیا تمہاری زبان حلق سے کھینچنے میں ایک
پل نہیں لگاؤں گا میں رضا خان زادہ دھیمی آواز میں دھہرا تھا۔
رضا! ارسلان نے اسے پکارتے پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا۔
بیٹھیں آپ سب ارسلان شاہ نے نظریں نیچے کیے صوفے کی طرف
اشارہ کیا نور عنائزہ اور زوریز خان صوفے پر بیٹھے تھے زوریز خان کی
نظریں رضا پر تھی اسے برا لگا تھا رضا کا یوں خود سے بات کرنا وہ سوتیلے
بھائی تھے لیکن خون تو ایک تھا دونوں کا۔
رضا زوریز خان کے سامنے بیٹھے اسے گھورنے کیا کام سرانجام دے رہا
تھا۔

نور ارسلان شاہ کی طرف دیکھ کر مسکرائی تھی اس کی خوبصورتی سے زیادہ اسے اس کا اخلاق پر کشش لگا تھا اس کا نظریں جھکا کر ان سب کو مخاطب کرنا اس کی تربیت کو ظاہر کر رہا تھا۔

پیس کی بیک سائیڈ پارٹی کے لیے ریڈی کر دی گئی ہے سب مرد وہیں پارٹی کریں گے، ارسلان کے کہتے ہی سب مرد بیک سائیڈ پر چلے گئے ارد شیر سر کھجاتے ایک نظر نور پر ڈالتے چلا گیا اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا کہ نور اس کی نظروں سے او جھل ہو۔۔ لاؤنج میں صرف عورتیں اور ارسلان شاہ موجود تھا۔

آنٹی مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے اور آپ کچھ دن یہاں ہمارے ساتھ رہیں گی ہمارے گھر شادی ہے اٹینڈ کر کے جائیے گا ارسلان شاہ کی نظریں ہنوز جھکی ہوئی تھی زوریز نور کو گھر سے بتا کر آیا تھا کہ احمد شاہ کا بیٹا آپ سے ضروری بات کرنا چاہتا ہے اور کس معاملے

میں بات کرنی ہے یہ بھی بتا دیا تھا نور خاموشی سے ارسلان کے پیچھے
چل دی۔۔

آنٹی بیٹھے کمرے کا دروازہ بند کرتے ارسلان نے صوفے پر بیٹھ کر ٹانگ
پر ٹانگ رکھ کے نور کو اپنے سامنے والے صوفے پر بیٹھنے کا کہا۔۔
مجھے آپ کی ماضی کے بارے میں جاننا ہے ارسلان شاہ نے سیدھی
مطلب کی بات کی۔۔

میں 13 سال کی تھی جب شد اور خان۔۔۔۔ اپنی زندگی کے بارے
میں بتاتے نور کی آنکھیں کئی مرتبہ درمیان میں نم ہوئی تھی آنسوؤں کو
صاف کرتے چہرے پر مسکراہٹ سجائے وہ ارسلان شاہ کو بتائے جارہی
تھی۔۔

ارسلان بیٹا رضا کارویہ دیکھ کر مجھے لگ رہا ہے کہ اس کی ماں کے ساتھ
جو کچھ ہوا اور اس کی موت کا ذمہ دار وہ مجھے سمجھ رہا ہے نور نظریں
جھکائے اپنے ہاتھ کی لکیروں کو دیکھ رہی تھی۔

وقتی غصہ ہے آنٹی جلد ٹھیک ہو جائے گا ارسلان شاہ نے پرسکون ہوتے
جواب دیا اسے شد اور خان کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو گیا تھا۔
آپ کو ایک ضروری بات بتانی ہے میں نے اس کے بعد جو الفاظ

ارسلان شاہ کے لبوں سے ادا ہوئے نور اپنا سر تھامے بے آواز رونے لگی
اس کی سسکیاں پورے کمرے میں گونج رہی تھی۔

سنجھانے خود کو اور اللہ کا شکر ادا کریں کہ اس نے آپ کے بیٹے کو درندہ
بننے نہیں دیا یوں مایوس ہو کر اپنے خدا کو ناراض مت کریں ارسلان کے
الفاظ نے نور کو کچھ حد تک پرسکون کیا تھا اپنے آنسو صاف کرتے لمبا
سانس خارج کیا۔

تمہارے ماں باپ تمہارے بہن بھائی حتیٰ کہ تم سے جڑا ہر شخص بہت خوش قسمت ہے کہ اس کے پاس تم ہو نور ارسلان شاہ سے بے حد متاثر ہوئی تھی اس کی روب دار شخصیت، اس کے بات کرنے کا انداز، اس کی تربیت لوگوں کو اس کی جانب متوجہ کرتی تھی۔۔

ارسلان کمرے سے باہر نکلتے شاہ پیلس کی بیک سائیڈ پر چلا گیا جہاں سب مرد موجود تھے۔۔

سب لڑکیوں نے لائٹ پنک کلر کی لانگ فرائیڈ سکاٹ بلو کلر کا حجاب کیا ہوا تھا ان سب میں صرف انیزا نے نقاب کیا ہوا تھا نقاب اس طرح کا تھا کہ اس کی لیفٹ سائیڈ پر ایک ٹیچ بٹن لگا تھا جب اس بٹن کو کھولتے تو نقاب اتر جاتا اور سائیڈ سے پکڑ کر ہی وہاں پر بند ہو جاتا۔۔

نیشہ خود کو کافی حد تک پرسکون کر چکی تھی وہ کسی پرجتنا نہیں چاہتی تھی کہ اس کے دل پر کیا بتی ہے چہرے پر فرضی مسکراہٹ سجائے وہ سب کے درمیان موجود تھی۔

ارے آپ بات نہیں کرتی کیا ہیرا نے عنائزہ کے پاس بیٹھتے اس کو خاموش رہتے دیکھ کہا تھا۔

میں اینیہ گلاں کر نیاں کہ سامنے والا کہندالے پینہ چپ ہو یا ہاڈے کن کیوں کھان دیے اے (میں اتنی باتیں کرتی ہوں کہ سامنے والا کہتا ہے بہن ہمارے کان کیوں کھارہی ہو چپ ہو جاؤ) ہیرا ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکائے عنائزہ کی طرف دیکھتے اس کی بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی باقی سب کا بھی یہی حال تھا شاہ خاندان کی لڑکیوں میں انیزا اور میرم کے علاوہ کسی کو بھی پنجابی نہیں آتی تھی۔

عنائزہ کنفیوز ہو رہی تھی یوں سب کی نظریں خود پر محسوس کر کے۔

میں کش غلط کیا (میں نے کچھ غلط کہا) عنائزہ کی آنکھوں میں موٹے
موٹے آنسو جمع ہوئے تھے۔۔

تم کتنی پیاری باتیں کرتی ہو انیزا عنائزہ کے پاس بیٹھتے اس کے رخسار
کھینچنے لگی اسے وہ بہت پیاری لگی تھی۔۔

تم نے کچھ غلط نہیں کہا تم جتنی چاہے ہم سے باتیں انیزا ہنستے ہوئے سینے
پر ہاتھ باندھ کر اس کو دیکھنے لگی۔۔

تو گڈی اے (تم گڑیا ہو) عنائزہ کو وہ گڑیا معلوم ہو رہی تھی اس کی گہری
سیاہ آنکھیں، باریک کٹاؤ دار لب، گندمی رنگت اور واللہ اس کا یوں
حجاب کرنا اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہا تھا۔۔

نہیں میں انسان ہوں انیزا ٹیبل پر بڑے چپس کے باؤل کو اٹھا کر گود
میں رکھتے چو نکری مار کر کھانا شروع ہو گئی۔۔

عنائزہ کو اس کی ذہنی حالت چھوٹے بچوں کی طرح معلوم ہو رہی تھی

--

ان کی یادداشت نہیں ہے ان کا ذہن 10 سال کی بچی کی طرح ہے نہیہا نے عنائزہ کو عجیب نظروں سے انیزا کی طرف دیکھتے مسکرا کر کہا تھا۔

اچھا! عنائزہ کو اردو سمجھ میں آتی تھی لیکن بولنی نہیں آتی تھی۔

تم لوگوں نے یہ روکھی سوکھی بیچلر پارٹی کرنی ہے کیا؟۔

تو محترمہ آپ کیسی پارٹی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ پارٹی میں کھاتے پیتے

ہیں گے لگاتے ہیں اور کیا کرتے ہیں؟ ماورہ نہیں عانیہ کی سرپرہلکی سی

چپت لگائی ماورہ کا براٹیڈل شاور بھی انہوں نے آج کے دن ہی رکھا تھا

ماورہ نے ریڈ کلر کی گاؤن پہنی تھی اوپر سکن کلر کا حجاب کیا ہوا تھا۔

میرے کہنے کا مطلب ہے ہلاکلا کرتے ہیں میوزک چلاؤ تھوڑا انجوائے

کرتے ہیں عانیہ نے ماورہ کی طرف دیکھتے آنکھ ماری تھی۔

میرم نے موبائل کرا بھی تو پارٹی شروع ہوئی ہے گانا لگایا سپیکر کی بیس
بڑھاتے والیوم کو اونچا کیا تھا۔

دروازے کو کنڈی مارو

کوئی نہ بچ کے جانے پائے

ڈی جے کو سمجھا دو میوزک غلطی سے بھی رک نہ جائے

ہیرا نے میرم کو نہ میں اشارہ کرتے گھر کے دروازے کو بند کیا تھا اور

بھاگتے ہوئے ان کے پاس آکر کھڑی ہو گئی۔

تھکا تھکا جو فیل کرے

وہ جا کے دوریڈ بل گھٹک لے

اور جس کو ڈانس نہیں کرنا وہ جا کے اپنی بھینس چرائے

بس آج کی رات ہے کل سے وہی سیا پے ہیں

جی بھر کے ناچ لو نہ گھر والے نہ ماں پے ہیں

ان لائز پر عانیہ نے گھومتے ہوئے نیشہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے گول گول
گھمایا تھا اور ساتھ گانے کے بول بولنے لگی۔۔

سب پہ اپنا راج ہے ڈرنے کی کیا بات ہے
یہ تو بس شروعات ہے یہ تو بس شروعات ہے
ابھی تو پارٹی شروع ہوئی ہے
ارے ابھی تو پارٹی شروع ہوئی ہے

ماورا نے نیہا کی کمر پر ہاتھ رکھ کے اس کے ساتھ کیل ڈانس کرنے لگی نیہا
کا داس دل کچھ پل کے لیے پریشانی کو بھلا گیا تھا وہ بھی مسکراتی ہوئی
ماورہ کے ساتھ ڈانس کرنے لگی۔۔

بعد میں نہ کہنا بے بی پہلے دے تو وار ننگ

پارٹی چلے گی ٹل سکس ان دامار ننگ

جی بھر کے ناچ لے بے بی ناچ ناچ کے توڑ دے سینڈل

میرم اپنی بہن کو اٹھا کر ہاتھ اوپر کرتے ہلکا سا اچھلتے ڈانس کر رہی تھی
انیزا کو سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے۔۔۔

انٹی پولیس بلا لے گی تو یار تیرا کر لینا ہینڈل

انشا اسماء اور نور وہ تینوں مسکراتی ہوئی سب کی طرف دیکھ رہی تھی ان
لائسنز پر پھر انے ان تینوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔ عنائزہ ٹھوڑی کے
نیچے ہاتھ ٹکائے ان سب کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

سوچنا جاننت میں جاری جس کو اپنی جان پیاری

چپ چاپ وہ فلور پہائے فلور پہ آ کے نیچے گائے

نکھرے دکھرے نہ دکھائے شرم کو کر دے بائے بائے

مائیکل جیکسن والے دو تین ایکشن کر کے دکھائے

خاموشی سے بیٹھتی ہوئی عنائزہ کا ہاتھ پکڑ کر میرم نے اسے اٹھاتے گھمایا
تاکہ وہ بھی ان کے ساتھ ڈانس کرے۔۔

پارٹی کرنی ہے، ہم پارٹی کریں گے
کسی کے بھی پیاسے نہیں ڈریں گے
ہم ہیں بیٹے ہم باقی سارے پانی کم
ہمیں روک کے دکھائے جس کی بم میں ہے دم

ماورہ نے ٹھمکا لگاتے ہوئے ان لائنز کے مطابق سٹیپ کیے تھے سب
لڑکیوں نے ایک آواز میں ہوٹنگ کی۔۔
مستی ہے ماحول میں چھائی اک خماری ہے

سارے تھک کے بیٹھ گئے بس اپنی پارٹی جاری ہے
وہ سب لڑکیاں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کے اوپر کو اچھالتے سر کو ہلکا سا
گھماتے سٹیپ کرنے لگی۔۔

مستی ہیں ماحول میں چائے اک خماری ہے ساڑھے تھک کے بیٹھ گئے پر
اپنی پارٹی جارہی ہے

ارے پنگا کوئی تو شروع کرے اپنی بھی یہ گراری ہے
سب نے دوبارہ وہی سٹیپ کیا اور تھک ہار کر سونے پر گرنے والے
انداز میں بیٹھی تھی۔۔

اب کچھ کھالیں باقی پارٹی بعد میں انجوائے کریں گے ہیرا نے پیٹ پر
ہاتھ پھیرتے سب کی طرف دیکھا اسے شدید قسم کی بھوک لگی ہوئی
تھی سب نے سر ہلاتے ملازمین کو اشارہ کیا کہ وہ کھانا لے آئے۔۔

دیکھو مہرانی آرہی ہیں نیسلیمان سیڑھیاں اتر رہی تھی اس کے کانوں
میں عانیہ کی آواز ٹکرائی۔۔

آپا جب پارٹی ختم ہو جانی تھی تب آتی۔۔

زینب یہ طنز تم نے کہاں سے سیکھے ہیں نیسلیمان فراک پکڑ کر چل رہی
تھی کیونکہ اسے ہیل پہننا پسند نہیں تھا اور فراک کی لینتھ کافی لمبی تھی

--

یہ خوبی مجھے وراثت میں ملی ہے آنکھیں گھما کر اسماء کی گود میں سر رکھ کر
صوفے پر لیٹ گئی۔۔

لڑنا بند کرو کھانا کھاؤ سکون سے انشا سختی سے بولی تھی سب لڑکیاں
خاموشی سے کھانا کھانے لگی۔۔۔

مجھے داد اکب بنار ہے ہو سجاد شاہ ارسلان کے کان کے قریب جھکتے
سرگوشی نما آواز میں بولے۔۔

بھائی جو اس کی حرکات ہیں مجھے تو لگتا ہے ابھی دادا بنے ہم دونوں بھائی
احمد شاہ چٹکی بجاتے ہوئے کہہ رہا تھا جیسے اس کے چٹکی بجاتے ہی اس نے
دادا بن جانا تھا۔۔

کوئی زن مریدی میں سب سے آگے ہے صبر نامی چیز تو ہے ہی نہیں زید
شاہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے ارسلان شاہ کو دیکھنے لگا اسے اپنی عزت
افزائی ابھی تک ہضم نہیں ہوئی تھی۔۔۔

ہم تو رخصتی سے پہلے ہی زن مرید بن گئے ہیں کیوں سیان اذہان چیر کی
پشت سے ٹیک لگائے ٹانگ پر ٹانگ رکھتے سیان کی ہامی چاہی تھی۔۔
بالکل اذہان بھائی سیان ایک آنکھ دباتے بولا تھا۔۔

کیا قسمت پائی ہے تم نے احمد تمہارے دوست کی ابھی شادی نہیں ہوئی
اور تم کچھ دنوں تک دادا بننے والے ہو، کیا بات ہے ارد شیر بھی ارسلان
کی ٹانگ کھینچنے سے باز نہ آیا۔۔

بھائی جی میں چاچو بن جاؤں گا؟ عیشان شاہ کے خوشی دیکھنے کے لائق
تھی ارسلان شاہ کے باپ بننے کا ابھی دور دور تک کوئی پتہ نہ تھا۔
بھائی جی جلدی کریں ہمارے گھر بھی کوئی چھوٹا سا مہمان آئے گا عالیان
کی آنکھوں میں خوشی کی چمک تھی وہ ایسے کہہ رہا تھا جیسے ارسلان شاہ
نے بچہ کہیں سے ڈاؤن لوڈ کرنا تھا۔

ارسلان شاہ کو ضبط سرخ ہوتے دیکھ زور یز خان نے اپنی مسکراہٹ
چھپائی تھی اسے ان سب کی کلاس لگتی ہوئی نظر آرہی تھی۔

میری سپیڈ آپ کی طرح نہیں ہے بڑے بابا جو شادی کے ایک ہفتے بعد
ہی اپنے باپ کو دادا بنادوں سجاد شاہ کو یکدم چپ لگ گئی چہرے پر موجود
مسکراہٹ سمٹی۔۔

اور نہ ہی میرے باپ کی طرح ہے جس نے چار سال میں تین بچے پیدا
کیے تھے زوریز نے سختی سے اپنے لبوں پر ہاتھ جمالیا قہقہہ روکنا قابل
برداشت ہو رہا تھا۔۔

سب لڑکوں کی عزت افزائی ہونی تھی سارے خاموشی سے بیٹھ گئے
انہیں معلوم تھا اگر ان میں سے کسی ایک کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تو
ان کی ٹاپ کلاس کی عزت ہونی تھی۔۔

اور زید شاہ صاحب تمہارا کیا خیال ہے کہ میں بے شرمیوں کی طرح
سب کے سامنے اپنی بیوی کو خود کے قریب آنے دیتا اس کا ذہن بچوں
والا ہے لیکن میں بچہ نہیں ہوں میں ایک میچور انسان ہوں، بے صبرا

پن جانتے ہو کسے کہتے ہیں جب آدمے گھنٹے کے لیے ریٹ کرنے کا کہا جائے لڑکوں کے ساتھ ان کے کمرے میں جانے کی بجائے اپنی بیوی کے ساتھ کمرے میں بند ہو جانا بے صبر اپن کہلاتا ہے زید احمد شاہ نے ہاتھ چہرے پر رکھ کر سر جھکا گیا سب نے زید کی طرف دیکھنے سے گریز کیا تھا۔ اس بیچارے کی نیچی کچی عزت سب کے سامنے نیلام ہو چکی تھی۔۔

ہاں جی اذہان بھائی آپ کیا کہہ رہے تھے رخصتی سے پہلے زن مرید ہو جانا، بالکل جب ہر روز رات کو رخصتی سے پہلے اپنی بیوی کے کمرے میں رہنا اسے زن مریدی ہی کہتے ہیں سجاد شاہ، احمد اور زید تینوں نے بے ساختہ دل پر ہاتھ رکھا تھا وہ سمجھتے تھے اس معاملے میں وہ سب سے آگے ہیں لیکن اذہان شاہ سب کو کرا اس کر چکا تھا۔۔

اذہان بھائی چھپے ہوئے زن مرید ہیں اور سیان صاحب آپ ظاہری زن
مرید ہیں جو دم کی طرح میری بہن کے پیچھے پھرتے رہتے ہو تمہارا بس
چلے تم تو ابھی رخصتی کروا کر بیٹھ جاؤ سیان جو پول میں ٹانگیں ڈال کر
بیٹھا ہوا تھا وہ ارسلان سے رخصتی کے بارے میں بات کرنے کا ارادہ
کیے ہوا تھا اتنی میٹھی عزت افزائی پر خاموشی سے ٹانگیں ہلانے لگا۔
چاچو بننا ہے عیشان شاہ کو، ہمارے خاندان میں سب سے زیادہ سپیڈ
ہمارے بابا صاحب کی ہے چاچو کا تو پتہ نہیں البتہ بڑے بھائی ضرور بن
جاؤ گے ایک مرتبہ پھر عیشان مسکراہٹ چھپاتا نظر چاروں اطراف
دوڑانے لگا۔ مجھے بدنام کرنے کی قسم کھا رکھی ہے اس نے احمد شاہ نے
تلملاتے ہوئے دل میں سوچا تھا۔

عالیان سجاد شاہ پہلے خود تو بڑے ہو جاؤ پھر چھوٹا سا مہمان بھی آجائے گا
اپنا بچپنا ختم نہیں ہو رہا ہے اور چھوٹا سا مہمان چاہیے عالیان شاہ بچھتا رہا
تھا اپنے لبوں سے الفاظ ادا کر کے۔۔

خان انکل آپ کو کس نے کہا تھا شادی نہ کریں 23 یا 25 سال کی عمر
میں اگر آپ نے شادی کر لی ہوتی تو آج آپ کے بھی تین چار بچے
ہوتے یوں اپنے دوست کی طرف دیکھ کر آپ نے افسوس میں مبتلا
نہیں ہونا تھا احمد شاہ نے آئی بروا چکا کر ارد شیر کو دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہا
تھا اب سکون میں ہو تم۔۔

زوریز خان زادہ کی پیشانی اور کانپٹی کی رگیں ابھری ہوئی تھی ضبط سے
اس کا چہرہ خون چھلکنے کی حد تک سرخ ہو چکا تھا اس کی برداشت ختم ہو
گئی بلند آواز میں وہ ہنسنا شروع ہو گیا۔۔

زیادہ دانت نہیں نکل رہے تمہارے رضا اور ارسلان شاہ ایک ساتھ
بولے تھے زوریز خان کھانستے ہوئے نگاہیں چاروں اطراف دوڑانے لگا

--

ڈیو۔۔۔ زوریز خان ارسلان کو ڈیول پکارنے لگا تھا ارسلان شاہ نے
آنکھوں سے نفی کا اشارہ کرتے ہوئے خاموش رہنے کا کہا۔۔
یار ایسی روکھی سوکھی پارٹی کرنے کا تو میں نے نہیں کہا تھا آپ کو سیان
پول سے باہر آتے لڑا کو عورتوں کی طرح دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر ان
سب کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔

یہاں لڑکیاں بلوا کر مجرا کروانے سے رہیں ہم سیان صاحب البتہ اگر تم
زیادہ بورہور ہے ہو تو تم مجرا کر کے ہمیں انٹرٹین کر سکتے ہو زید شاہ
تلملاتے ہوئے بولا تھا سب کے چہروں پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا
سوائے ارسلان شاہ رضا اور زیان کے۔۔۔

استغفر اللہ میں نے مجرا کر وانے کاہر گز نہیں کہا، آپ سب کے دماغ
ہی گندے ہیں سیان اپنے ہاتھ سینے پر باندھ کر عالیاں کو دھکا دے کر
اس کے ساتھ بیٹھا۔

بھائی جی اندر سے آوازیں آرہی ہیں سیان نے ارسلان کی توجہ میوزک
کی طرف کروائی جس کی آواز اندر سے آرہی تھی۔

اسے پارٹی کہتے ہیں، آپ لوگ کیا کر رہے ہیں بس ایک دوسرے پہ طنز
کی برسات، چلو ہم سب گیم کھیلتے ہیں سیان نے ایک باٹل پکڑ کے ٹیبل
کے میں درمیان رکھ دی۔

ہم چھوٹے بچے ہیں جو گیم کھیلیں گے اذہان شاہ جل کر بولا تھا وہ چاہتا تھا
جلد از جلد پارٹی ختم ہو اور وہ اپنی بیوی کے پاس جائے۔

آپ سے کس نے کہا ہے کہ ہم چھوٹے بچوں والی گیم کھیل رہے ہیں
ہم ڈیر چیلنج کریں گے باٹل کو گھمائیں گے باٹل جس پر رکے گی اسے سزا

کے طور پر ڈیر دیا جائے گا، ایک باؤل میں سب کے نام ڈالیں گے جس کے نام کی چٹ نکلے گی وہ ڈیر دے گا ہارنے والے کو سب نے متفق ہوتے ہاں میں سر ہلا دیا باؤل کو گھمایا گیا جو زوریز خان زادہ پر رکی تھی۔۔۔ پھر باؤل سے چٹ نکالی جس میں رضا کا نام لکھا ہوا تھا۔۔۔ چلو رضا بیٹا اس کو ڈیر دو۔۔۔

ڈیر لمٹ میں رہ کے دینار رضا سجاد شاہ کے بعد ارسلان شاہ نے سنجیدگی سے رضا سے کہا اور ساتھ میں اپنی نیلی آنکھوں سے اسے وارن کیا تھا۔۔۔

تم جو کام کرتے ہو اپنی بیوی کو جا کر بتادو زوریز خان زادہ نے سختی سے اپنی آنکھیں بند کی تھی رضا سے نیچا دکھانے کے لیے اس کے رشتے خراب کرنے کے لیے یہ سب کہہ رہا تھا۔۔۔

رضا خان زادہ میرے کہے گئے الفاظ تمہاری سمجھ میں نہیں آئے؟ لمٹ
میں رہ کر ڈیر دوار سلطان شاہ کا دل چاہ رہا تھا دو تین تہاچے رضا کے
چہرے پر رسید کرے جو اپنے باپ کی نفرت میں اس قدر پاگل ہو گیا تھا
کہ اسے یہ تک احساس نہیں ہو رہا تھا کہ وہ اپنوں سے ہی ان کے رشتے
دور کر رہا ہے۔۔

ارسلان بھائی پر سنل ڈیر ہے اکیلے میں دوں گا اسے، فل وقت آپ
کانٹینیو کریں گے رضا کی آنکھوں سے انداز سے زوریز خان کے لیے
نفرت چھلک رہی تھی۔۔

ارسلان شاہ نے ٹھنڈی آہ خارج کی وہ رضا کو نہیں روکنا چاہتا تھا اسے
غلطی کر کے سیکھ ملنی تھی۔۔

باٹل کو دوبارہ گھمایا گیا اس مرتبہ باٹل ارسلان شاہ پر رکی تھی اسے
زوریز خان نے ڈیر دینا تھا اس کے دل میں لڈو پھوٹ رہے تھے وہ

ڈیول ڈیمن کو ڈیر دینے جا رہا تھا یہ سوچ سوچ کر ہی اس کے دل میں
پھول کھل رہے تھے۔۔

بھابھی سے پورے خاندان کے سامنے اظہارِ محبت کروا کر سلان شاہ ہر
ڈیر کمپلیٹ کر سکتا تھا اس کے لیے سب سے مشکل کام اظہار کرنا تھا یہ
ڈیر اس کے لیے سب سے مشکل ترین تھا۔۔

ابھی اور اسی وقت کرنا ہے سارے مرد ایک ساتھ بولے تھے سب کے
ذہن میں ایک ہی خیال تھی کہ ارسلان شاہ منع کر دے گا ڈیر کے لیے
کیونکہ وہ اظہار نہیں کرتا تھا۔

اچھا ابھی پارٹی چل رہی ہے لڑکیوں کی وہ ختم ہونے دو پھر دیکھتا ہوں

--

دیکھتا ہوں نہیں ڈیر کمپلیٹ کرنا ہے اور کیا سارے بعد میں ڈیر دوں گا
بعد میں کمپلیٹ کروں گا اب کسی نے یہ کہاں نہ کہ ڈیر بعد میں کمپلیٹ

ہو گا میں جوتا پکڑ کے اسے سر پہ ماروں گا احمد نے ہاتھ نچاتے ہوئے کہہ کر باٹل گھمادی۔۔

اس مرتبہ باٹل احمد شاہ پر رکی تھی اور احمد شاہ کو ڈیڑار سلطان شاہ نے دینا تھا۔۔

آج رات کو آپ امی سے بات نہیں کریں گے اور دوری قائم کر کے رہیں گے یہ مت سوچیے گا کہ آپ اکیلے کمرے میں ہوں گے کچھ بھی کریں گے تو ہمیں پتہ نہیں چلے گا آپ کو اچھی طرح معلوم ہے ہماری امی جان کے چہرے سے ہر چیز واضح ہو جاتی ہے احمد شاہ کو ارسلان شاہ اپنا دشمن محسوس ہو رہا تھا جس نے ہیر کو رانجھے دور کیا تھا۔۔

کال اٹینڈ نہیں کرنی احمد کا موبائل رنگ ہوا تھا جس پر اسماء جان جگمگا رہا تھا اس سے پہلے احمد فون پکڑتا زید نے موبائل پکڑتے اپنے بابا سے دور کیا تھا۔۔

سیان شاہ کا بلند قہقہہ بیک سائیڈ پر گونجتا ہاٹل کا رخ اپنی طرف دیکھتے
ہیں سیان شاہ تھوک نگلاتھا۔

سجاد بھائی میں بور ہو رہا ہوں میرا دل چاہ رہا ہے کوئی ڈانس کر کے
دکھائے مجھے سیان بیچارہ سا چہرہ بناتے معصومیت سے اپنے بابا کے پاس
بیٹھ گیا۔

بابا کچھ تو میری عزت کا خیال کر لے۔

تمہاری عزت ہے؟ اپنے بابا کے سوالیہ انداز پر سیان شاہ غصے سے اٹھ
کھڑا ہوا۔

اذہان نے عالیان کے کان میں گانا بتایا عالیان نے موبائل پکڑ کر گانا ان
کیا۔

گانے کی ٹیون سنتے سیان شاہ کے پسینے چھوٹنے لگے۔

جلدی شروع ہو جاؤ زید چو نکری مار کر صوفے پہ پھیل کر بیٹھا ہاتھ میں
پاپ کارن پکڑ لیے جیسے سامنے مووی چلنے والی تھی۔۔
بڑا شوق چڑھا ہوا ہے نا آپ سب کو مجھے نچوانے کا ایسا ڈانس کروں گا کہ
آپ لوگوں کو اپنی نانی دادی یاد آ جائے گی۔۔

لیلیٰ میں لیلیٰ ایسی ہوں لیلیٰ
ہر کوئی چاہے مجھ سے ملنا اکیلا
جیسے ہی یہ لائنز پلے ہوئی سیان کمر ہلاتا مٹک مٹک کر ٹھمکے لگاتے عالیاں
کی گود میں بیٹھا تھا عالیاں کے چھکے چھوٹ گئے اسے یوں اپنی گود میں
دیکھ کر۔۔

لیلیٰ میں لیلیٰ ایسی ہوں لیلیٰ

ہر کوئی چاہے مجھ سے ملنا اکیلا

دوبارہ وہی لائنز پلے ہوئی سیان نے ہاتھ علیان کے چہرے پر بہکے انداز
میں پھیرا علیان کو بری طرح خاصی کا دوڑا پڑا تھا اس کی گود سے اٹھتے
بھنگڑے ڈالتے ہوئے ساتھ ساتھ کمر مٹکا رہا تھا۔
سب کے قہقہے وہاں گونج رہے تھے۔

جس کو بھی دیکھو دنیا بھلا دوں

مجنوں بنادوں ایسی میں لیلیٰ

اب سیان کا رخ عیشان کی طرف تھا اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ عیشان
اپنی جگہ پر اچھلا تھا اس پہ قبل وہ وہاں سے کھسکتا سیان نے اس کا ہاتھ پکڑ

کر اپنے قریب کھینچا تھا۔۔ سیان ان لائنز کو بوتے عیشان شاہ کی کمر پر
ہاتھ رکھا اس نے جھٹکے سے اسے خود سے دور پھینکا۔۔

ہو.... یہ کیسے لمحے

جواتے حسین ہیں

یہ میری آنکھیں مجھ سے کیا کہہ رہی ہیں

سیان ارد شیر کے اوپر تقریباً گرا تھا ارد شیر نے آنکھوں سے نفی کا اشارہ
کیا سیان اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے کھڑے کرتے گول گول
گھمانے لگا۔۔

وہ بے باکی سے ارد شیر کے سینے پر ہاتھ پھیر رہا تھا ارد شیر کا چہرہ پسینے سے
تر ہوا۔۔ "دفع ہو پیچھے" کہتے اسے خود سے دور جھٹکا۔۔

تم آگئے ہو یقین کیسے اے
یہ دل کہہ رہا ہے تمہیں چھو کے دیکھوں

اب زوریز خانزادہ کے بے حد قریب بیٹھ کر اس کے چہرے کو چھونے
لگا تھا وہ فوراً وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اس میں یہ سب سہنے کی ہمت نہ تھی
۔۔۔ زید زیان اور رضاتینوں سیان سے پانچ فٹ کے فاصلے پر کھڑے ہو
گئے۔۔

محبت کا ڈستہ تمہیں ناگ ہے کیا
تمہارے بھی دل میں لگی آگ ہے کیا

سیان اذہان شاہ کے دونوں اعتراف صوفی پر ہاتھ رکھتے اس کے
چہرے کے قریب اپنا چہرہ کر گیا اذہان کی سانسیں سینے میں اٹکی تھی اس
کی ایسی حرکات دیکھ کر اس کے لیے سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔
تمہارے بھی دل میں لگی اگ ہے کیا یہ لائن بولتے ہوئے اس کے دل
کے مقام پر ہاتھ رکھا اس سے پہلے وہ کوئی اور غلط حرکت کرتا اذہان دھکا
دیتے ارسلان کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔

میرے لیے کیا (لیلیٰ)
تڑپتے ہو تم بھی (لیلیٰ)
میں بے تاب جیسے (لیلیٰ)
تمہارے لیے ہوں

یہ چار لائے جب پلے ہوئی سب لڑکوں نے ایک ساتھ لیلا بولتے
ہوٹنگ کی تھی اندر سے ان کے سانس سوکھ گئے تھے گانا ختم ہوا ان
سب نے شکر ادا کیا یہ ڈیر ان سب پر بھاری پڑ گیا تھا۔۔۔

سیان شاہ نے انہیں واقعی میں نانی اور دادی کی یاد دلا دی تھی۔۔۔

سیان شاہ ہر چیز پر پورا اترتا ہے اپنا کالر ٹھیک کرتے فخر سے بولا ارد شیر،
زوریز، عالیان، عیشان اور اذان نے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے
سیان کی طرف بڑھتے اسے اٹھا کر ان پانچوں نے پول میں پھینکا تھا سیان
شاہ نے لمبے سانس لیتے اپنا چہرہ پول سے باہر نکالا۔۔۔

یہ ہمارے ساتھ ایسی بے ہودہ حرکتیں کرنے کی سزا یک زبان میں
سب بولے تھے۔۔۔

جو بھی ہے میں نے آپ لوگوں کو صحیح معنی میں نانی اور دادی کی یاد دلائی
ہے سیان بے فکر ہو کر پول میں تیرنے لگا۔۔۔

اویئے ترے انسان کپڑے اتار لے احمد نے کپڑوں سمیت اسے پول میں
تیرتے دیکھ طنز یہ لہجے میں کہا تھا۔

بابا میں بے شرم نہیں ہوں کہ سب کے سامنے کپڑے اتار کر تیرو۔
یہ جو حرکات ابھی تم کر رہے تھے وہ بڑی شریفوں والی تھی اور ہر بات
کو نیگٹو سائیڈ پر لے جانا تمہیں اچھے سے آتا ہے احمد شاہ نے اپنی بات
مکمل کی تھی جب تیز بارش ہونے لگی سب مرد گھر کے اندر کی طرف
بھاگے تھے لڑکیاں آرام و سکون سے بیٹھ کر کھانا کھا رہی تھی۔

مردوں کو اندر آتے دیکھ انیزا نے فوراً نقاب کر لیا۔

کیسی بیوی ہو تم عرتج شوہر کے بغیر کھانا کھائے جارہی ہو سیان گیلے
کپڑوں سمیت عرتج کے پاس بیٹھا تھا اپنی فراک کو گیلی محسوس کرتے
عرتج شاہ نے جھر جھری سی لی تھی۔

عورتیں لیفٹ سائیڈ پر بیٹھ گئی اور مرد رائٹ سائیڈ پر۔۔

خیریت ہے آپ سب اندر آگئے پارٹی کا بھوت اتر گیا انشانے ناراضگی سے رخ دوسری طرف کر کے بنا سجاد شاہ کی طرف دیکھے کہا تھا۔۔

بیگم ہمارا دماغ نہیں خراب نومبر کے مہینے میں ہم لوگ باہر بارش میں نہا کر خود کو بخار چڑھا کر بیٹھ جائیں۔۔

مردوں کو بھی بخار سے فرق پڑتا ہے انیزاارسلان کی طرف دیکھتے اپنا دماغ چلانے لگی۔۔

سیان کپڑے بدل کر آئیں عرتج اسماء کے پاس بیٹھ گئی۔۔

سیان ٹھنڈی آہ خارج کرتے کمرے میں چلا گیا۔۔

السلام علیکم ولید بھاگتے ہوئے گھر کے اندر داخل ہوا وہ تقریباً بارش کی وجہ سے بھیگ چکا تھا۔۔

وعلیکم السلام سب نے ایک ساتھ سلام کا جواب دیا۔۔

ولید کی نظریں نیسلیمان پر ٹکی تھی جو بن سوّر کر سب لڑکیوں کے
درمیان نظر جھکائے بیٹھی تھی۔۔

بھائی انیز اتیزی سے اپنے اکلوتے بھائی کے گلے لگی۔۔
میں نے آپ کو بہت مس کیا بھائی ولید کے دائیں جانب میرم تھی اور
بائیں جانب انیز دونوں نے اس کے سینے پر سر رکھے کہا۔۔

میں نے بھی اپنی بہنوں کو بہت زیادہ مس کیا ان دونوں کی پیشانی پر پیار
کرتے سختی سے اپنے ساتھ لگایا۔۔ ارسلان شاہ کا دل جل رہا تھا اپنی
حیاتم کو اس کے بھائی کے سینے سے لگے دیکھ۔۔

بہت پیار کر لیا ادھر آ جاؤ میرے پاس ارسلان انیز کو ولید سے دور کر
کے خود کے ساتھ لگا گیا ولید کا دماغ گھوم گیا تھا ارسلان شاہ کے جنونی

انداز پر جو اپنی بیوی کو اس کے بھائی کے ساتھ برداشت نہیں کر پا رہا تھا

--

ماورہ نے ہیرا کے کان میں سرگوشی کی، ہیرا نے عانیہ کے کان میں اس طرح یوں ہی سب لڑکیاں ایک دوسرے کے کان میں گھستے باتیں کرنے لگی۔

ہمیں کچھ کام ہے سب لڑکیاں ایک ساتھ کھڑی ہوئی تھیں اسماء نے انیزا کو ارسلان سے دور کرتے اپنے ساتھ کھڑا کیا۔

ان سب نے کندھے چکاتے جانے کا اشارہ کیا ساری ایک ساتھ کچن میں گھستی کچن میں بنے بیک ڈور سے بیک سائیڈ پر چلی گئی۔

سب مسکراتی ہوئی اچھل کر بارش انجوائے کر رہی تھی جن میں اسماء اور نور بھی تھی۔

سوائے انشا کے وہ سائیڈ پر بیٹھے اپنی بہن اپنی بیٹیوں کو خوش دیکھتے
مسکرا رہی تھی۔۔

نور اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ یوں کھلے آسمان کے نیچے بارش میں نہا
رہی تھی وہ اج خود کو آزاد محسوس کر رہی تھی ہر پریشانی سے دور
پر سکون محسوس کر رہی تھی۔۔

اسماء نے گھاس پر بیٹھ کے آنکھیں بند کرتے آسمان کی طرف چہرہ کیا۔۔
انیزا بارش میں گول گول گھوم رہی تھی اس کی فراک کافلیئر سب سے
زیادہ تھا۔۔

ہیرا اور میرم ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کے آسمان کی طرف چہرہ کر کے
آنکھیں بند کیے کیلکی ڈال رہی تھی۔۔۔

نیشہ کے آنسو بارش میں چھپ گئے تھے آنکھیں لال تھی چہرے پر
اداسی چھائی ہوئی تھی۔۔

نیہا بارش میں بھگتے شدت سے دل میں اپنے خدا سے دعا کی تھی کہ اس کا اور رضا کا رشتہ پہلے جیسا ہو جائے، خوشحال ہو جائے۔۔

عرتج اپنے آپ میں مگن تھی ماورہ اپنی آنے والی زندگی کے بارے میں سوچ کر مسکرا رہی تھی اس کی زندگی پر سکون تھی اپنے شوہر کے ساتھ

--

دوسری طرف عانیہ عالیان کے بارے میں سوچ رہی تھی جس کے ساتھ اس نے نہایت برابر وہ قائم کیا ہوا تھا۔۔

نیسلیمان اپنے شوہر کے پاس بیٹھنے کی بجائے عانیہ کے کندھے پر سر رکھے زمین پر بیٹھے بارش کی بوندیں خود پر گرتے محسوس کر کے مسکرا رہی تھی۔۔

عنائزہ چونکہ گاؤں میں رہتی تھی اسے بارش میں بھیگنا بہت پسند تھا وہ
پول میں پاؤں رکھ کر ہاتھ سامنے کیے ہاتھوں کے پیالوں میں بارش کا
پانی اکٹھا کر رہی تھی۔۔

ہر چیز سے بے فکر ہو کر وہ بارش کو انجوائے کر رہی تھی جب ان کے
شوہروں کو یہ بات معلوم ہوئی تھی ان سب کی اچھی خاصی کلاس لگنی
تھی۔۔

ارسلان کچن میں پانی پینے گیا اس کی نظر کھلے ہوئے کچن کے بیک ڈور پر
گئی دروازے سے باہر جھانکا سب لڑکیاں ہر چیز سے بے خبر ہو کر بارش
کو انجوائے کر رہیں تھی اور ساتھ ساتھ چھینکیں بھی رہی تھی۔۔

جم میں جاؤ سب ارسلان واپس لاؤنج میں آیا ان سب کو لیفٹ سائیڈ پر
بنے ایک کمرے کے اندر جانے کا کہا سب سوالیہ نظروں سے ارسلان کو

دیکھنے لگے اس کے چہرے پر سنجیدگی دیکھتے سب کو مجبوراً اٹھ کر کمرے میں جانا پڑا۔

ایک منٹ کے اندر تم سب مجھے اپنے اپنے کمرے میں نظر آنی چاہیے ہو واپس کچن میں جاتے بیک ڈور کے پاس کھڑے ہو کر بلند آواز میں بولا تھا۔

ارسلان شاہ کی سنجیدہ، سخت اور رو بھدار آواز سنتے ان کی سانسیں سینے میں اٹکی تھیں۔

سب اپنے اپنے کمرے میں جا چکی تھیں سوائے انیزا کے۔

ارسلان شاہ لمبے ڈگ بڑھتا سے باہوں میں اٹھا کر سیڑھیاں چڑھتے اپنے کمرے میں لے گیا۔

عین! ارسلان شاہ نے کمرے کا دروازہ بند کیا ہی تھا انیزا زور زور سے چھینکے مارنے لگی حتیٰ کہ اس کی سانسیں اکھڑنے لگی۔

ارسلان شاہ اسے بھگے کپڑوں سمیت اپنی گود میں بٹھا کر اپنی سانسیں
اس میں منتقل کرنے لگا۔

اس کی سانسیں بہتر ہوتے دیکھ ارسلان اس سے دور ہوتے اس کی
پیشانی پر بوسہ دے کر اس کا چہرہ اپنی گردن میں چھپا گیا۔

وہ یہ ارادہ کر کے اسے کمرے میں لے کر آیا تھا کہ اسے سختی سے بات
کر کے اسے ڈانٹے گا لیکن اس کی حالت بگڑتے دیکھ ارسلان شاہ کا سارا
غصہ جاگ کی طرح بہہ گیا تھا وہ اپنی حیاتم پر کبھی غصہ نہیں کر سکتا تھا
جس میں ہماری جان بسی ہو ہم اسے ایک تلخ لفظ بھی نہیں کہہ پاتے اگر
غلطی سے ہمارے لبوں سے ادا ہو جائے وہ لفظ ہمارے عزیز دل شخص
سے زیادہ ہمارے دل کو چیرتا ہے۔

شاہو ہم پہلے یہاں پر آئے ہیں؟ انیزا کے سر میں اچانک درد شروع ہو گیا انیزا سر کو تھام کے ارسلان شاہ کے گردن میں دوبارہ سے چہرہ چھپا گئی۔۔۔

نہیں جانِ شاہو ہم یہاں پہلی مرتبہ آئے ہیں ارسلان نے اس کے بال سہلاتے چہرے کو نرمی سے تھاما تھا اس کے خوبصورت نقش گندمی رنگت اسے بہکار ہی تھی اس کے لبوں پر لگی ریڈ لپسٹک، ارسلان شاہ کو خود پر ضبط کرنا مشکل لگ رہا تھا۔۔

حیاتِ تم تم بیٹھو یہاں پر میں آتا ہوں ارسلان اسے نرمی سے بیڈ پر بٹھاتے ڈریسنگ روم میں کپڑے تبدیل کرنے کے لیے چلا گیا اس کے ذہن سے یہ خیال نکل گیا کہ انیزا بھگے کپڑوں سمیت بیڈ پر بیٹھی ہے۔۔

موبائل اٹھا کر بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی موبائل کالا ک
اسے معلوم تھا لاک کھول کر یوٹیوب ان کر کے ویڈیو دیکھنے لگی۔۔
ارسلان شاہ بلیک ٹرور شرٹ میں ملبوس ڈریسنگ روم سے باہر نکلا۔
اپنی حیاتم کو گیلے کپڑوں میں دیکھ ارسلان شاہ نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا
لمبے ڈگ بھرتا اس کے پاس گیا۔۔

حیاتم! محبت باش لہجے میں اسے پکارا لیکن جواب نادر وہ محویت سے
موبائل کو دیکھ رہی تھی۔۔

بالم!۔۔

جان شاہو!۔۔۔

عین!۔۔۔

میرا بچہ کیا دیکھ رہا ہے!۔۔۔

میری چھوٹی سی بیوی!۔۔۔

ایزا!۔۔۔

میری کالی آنکھوں والی گڑیا!۔۔۔

ارسلان شاہ کوئی دس مرتبہ اسے پکار چکا تھا لیکن وہ محویت سے موبائل میں چلتی ویڈیو کو دیکھ رہی تھی۔۔

ارسلان شاہ کا ضبط جواب دے رہا تھا اس کی پیشانی اور بازو کی رگیں ابھری ہوئی تھی جو اس کے اندر پھٹنے والے لاوے کا پتہ دے رہی تھی انیزا سے سختی سے موبائل کھینچا موبائل فون پر چلتی ویڈیو کو دیکھتے بے ساختہ ارسلان شاہ کا چہرہ سرخ ہوا تھا کچھ شرم سے اور کچھ غصے سے۔۔

موبائل پر ایک کیل کا بے حد رومینٹک سین چل رہا تھا لڑکا اپنی بیوی کی گردن پر جھکا ہوا تھا۔۔

ارسلان شاہ نے فوراً موبائل بند کر دیا وہ اس سے زیادہ نہیں دیکھ سکتا تھا

انیزا ٹکڑا ٹکڑا اپنے شاہو کو دیکھ رہی تھی۔۔

شاہو موبائل دے مجھے دیکھنا ہے انیزا گھٹنوں کے بل کھڑے ہوتے
ارسلان شاہ سے موبائل پکڑنے لگی اپنی چھوٹی سی بیوی کی کمر کے گرد
بازو لپیٹتے جس ہاتھ میں موبائل پکڑا ہوا تھا وہ اوپر کر دیا۔۔
یہ کیا دیکھ رہی تھی تم۔۔

شاہو میں دیکھ رہی تھی کہ ان دونوں کی شادی ہوئی ہے اور وہ اپنی بیوی
سے پیار کر رہا ہے، مجھے بھی شادی کرنی ہے پھر آپ بھی مجھ سے اسی
طرح پیار کریں گے انیزا آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے معصومیت سے کہہ
رہی تھی اس نے اپنی ذہنی حالت کے مطابق الفاظ استعمال کیے تھے۔۔
جانِ شاہو اس طرح کی گندی ویڈیوز نہیں دیکھتے اور آپ ابھی اس سب
کے لیے بہت چھوٹی ہو ارسلان شاہ نے اسے پیار بڑے لہجے میں سمجھانا
چاہا اسے اس بات نے آج تک افسوس میں مبتلا کیا ہوا تھا کہ پاس

ارسلان احمد شاہ نے اپنے جذبات میں بہک کر اپنی 16 سالہ بیوی کے
ساتھ رشتہ بنالیا تھا وہ ماں بن گئی تھی اور ارسلان شاہ کو یہ خوشی تب
معلوم ہوئی تھی جب اس کا بچہ اسے دور ہو چکا تھا۔

انیزا ارسلان شاہ کو یہ بات معلوم ہی نہ تھی کہ اس کا بچہ ضائع ہو چکا
ہے۔۔۔

میں آپ سے ناراض ہوں آپ مجھے ویڈیو نہیں دیکھنے دے رہے انیزا
رخ ارسلان کی مخالف سمت کرنے لگی ارسلان اسے سختی سے خود میں
بھینچ گیا تاکہ وہ اس سے دور نہ جاسکے وہ ابھی گیلے کپڑے تبدیل کر کے
آیا تھا اور دوبارہ سے گیلے کپڑوں سمیت اسے اپنے سینے سے لگائے کھڑا
تھا۔۔

چلو میری جان کپڑے بدل لو اس کے بعد میں اپنی حیاتم سے پیاری
پیاری باتیں کروں گا اور رومینس بھی کروں گا ارسلان اسے بازوؤں میں

اٹھائے واش روم کے پاس اتار کر اسے اندر جانے کا اشارہ کیا نیزانے
اٹے سیدھے چہرے کے زاویے بنا کر واش روم میں دروازہ کھٹک سے
بند کر دیا۔

ارسلان شاہ نفی میں سرہالتے ڈریسنگ روم میں گیا وہاں سے بلیک کلر کی
لانگ کُرتی اور حد سے زیادہ ٹرور جو دکھنے میں لہنگے کی طرح لگ رہا تھا
نکال کر واش روم کے دروازے کے ساتھ لٹکا دیا واش روم کے اندر
سے شور چلنے کی آواز آرہی تھی بیڈ پر بیٹھ کر ٹانگ پر ٹانگ رکھتے اپنی
چھوٹی سی بیوی کا واش روم سے باہر آنے کا انتظار کرنے لگا۔

شاہو کیڑے نیزانے واش روم کا دروازہ کھول کر اپنا ہاتھ دروازے
سے باہر نکالا ہینڈل پر لٹکے کیڑے زمین پر گر گئے اس کے شاہو نے
دروازے کے پاس پہنچ کر کیڑے اٹھا کر نیزا کی طرف کیے تھے اس
نے ارسلان کا ہاتھ پکڑ لیا۔

شاہو میں نے کپڑے پکڑانے کو کہا ہے آپ ہاتھ پکڑا رہے ہیں وہ جھنجھلا کر بولی تھی۔۔۔

ایزا میں نے کپڑے پکڑائے ہیں دھیان سے دیکھو ارسلان نے کپڑے تھوڑا سے آگے کو بڑھائے انیزا باتھ روبر پہن کر کمر پر دونوں ہاتھ رکھ کے ارسلان شاہ کے سامنے کھڑے ہوتے غصے سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔ ارسلان شاہ نے اپنی نظریں پھیر لی اپنی من پسند بیوی کو سامنے دیکھ کر ہر مرد بہک جاتا ہے اور ارسلان شاہ بہکنا نہیں چاہتا تھا انیزا کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے اس کی یوں نگاہیں پھیرنا دل کو تکلیف دے گیا۔۔۔

شاہو! انیزا ارسلان کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر پاؤں پر کرتے اس کی گردن میں بازو حائل کر گئی انیزا کا سر پاؤں اوپر کر کے بھی بمشکل ارسلان شاہ کی گردن تک پہنچ رہا تھا۔۔۔

عین کپڑے چنچ کر واسے کپڑے تھما کر ارسلان شاہ کمرے سے باہر چلا
گیا نیزا روتی ہوئی ڈریسنگ روم میں بند ہو گئی۔

ارسلان نیچے گیا سب لڑکیاں کپڑے بدل کر لاونج میں بیٹھی تھیں اور
لڑکے اپنے سینے پر ہاتھ باندھے ایک دوسرے سے باتیں کرنے میں
مگن تھے۔

بیٹا ڈیرپور اکرنہ ہے اردشیر ارسلان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔
خان انکل ارسلان شاہ کافل وقت کوئی موڈ نہیں تھا ڈیرپور اکرنہ کا وہ
بمشکل اپنے جذبات پر قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

سب نے اپنے ڈیرپورے کیے ہیں اب تمہاری باری ہے اس کا دل چاہ
رہا تھا وہ اپنا سردیوار سے مارے تاکہ اس کے ذہن سے نیزا کے قریب
جانے کے خیالات نکل جائیں جو اسے پاگل کر رہے تھے۔

بھائی ڈیرپورا کرنا ہے وہ سب ایک ساتھ تقریباً چلائے تھے ارسلان
نے سب مردوں کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا جن کے پیٹ میں
کوئی بات نہیں بچتی تھی۔۔

بھابھی کو میں بلا کے لے کر آتی ہوں پھر آپ سب کے سامنے اظہار
کریں گے عانیہ خوشی سے چہکتی ارسلان شاہ کے کمرے میں چلی گئی انیزا
آئینے کے سامنے کھڑی غصے سے اپنے بال بنا رہی تھی۔۔

بھابھی چلیں عانیہ انیزا کو پیچھے سے ہگ کرتی اس کے کندھے پر ٹھوڑی
ٹکا کر آئینے میں اپنی گڑیا بھابی کو دیکھنے لگی۔۔

مجھے حجاب کرنا اور نقاب بھی، پھر جائیں گے انیزا نے گیلے بالوں کا جوڑا
بنا کر جلد بازی میں حجاب اور نقاب کیا عانیہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے
ساتھ نیچے لے گئی۔۔

انیزا اسماء اور نور کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی اور ان تینوں کے سامنے احمد
، ارد شیر اور درمیان میں ارسلان شاہ بیٹھا تھا۔

ارسلان شاہ شروع ہو جائیں احمد کی نظریں ارسلان شاہ پر ٹکی تھی سب
محو ہوتے ارسلان کو دیکھ رہے تھے زور یز خان بے تاب تھا ڈیول ڈیمین
کا اظہار محبت سننے کے لیے وہ شخص جو اپنے دشمنوں کو بے رحمی سے
مارتا تھا یہاں تک کہ ان کا گوشت پھٹ جاتا تھا جلت پگھل جاتی تھی۔
لمباسانس خارج کرتے خود کو پر سکون کیا تاکہ الفاظ اس کے لبوں سے ادا
ہو سکیں۔

وہ کہتے ہیں ہم ان سے عشق نہیں کرتے
ہم جان کہہ دیتے ہیں اس سے زیادہ ہم کریں کیا
تو ہی بتادے صنم تجھے کیا چاہیے

دل ہتھیلی پر رکھ کے تیرے سامنے پیشِ نظارہ کریں گے
تو جو کہے ہم اپنی سانسیں تیرے حوالے کر کریں گے
میری آنکھوں میں تجھے جذباتِ سمندر نظر آئے گا
میری ہر ادا محبت میں تجھے عشق نظر آئے گا
یہ دل تیرے لیے دھڑکتا ہے تو ہی بتا اس سے بھر کے ہم کریں کیا
(اے این رائٹس)

ارسلان شاہ اپنی حیاتِ تم کا ہاتھ پکڑ کر لب رکھ کر اپنی پیشانی سے لگا یا سب
لڑکوں نے ایک ساتھ ہو ٹنگ کی تھی انہوں نے اس بات پر غور نہیں
کیا تھا کہ ارسلان شاہ نے ڈھکے چھپے لفظوں میں اظہارِ محبت کیا ہے جیسا
وہ ہمیشہ سے کرتا آ رہا تھا۔۔۔

زوریز تو ار سلان كا اظهار كا طريقه كار ديكه كر بے هوش هونے كے درپر
تھا ايک وحشي انسان اس قدر كسي كى محبت ميں كيسے مبتلا هو سكتا ہے
زوريز خان بس سوچتا هي ره كيا۔

سب كى رشك بڑى نگاه انيزا پار س ار سلان شاه پر هكى تھى جس كا شوهر
اسے حد سے زياده چاہتا تھا۔

سب لڑكوں نے اپنى بيويوں كى نظر ار سلان اور انيزا پر ديكتے نفى ميں سر
هلايا تھا ان سب كى خير نهى تھى پہلے جب لڑكيوں نے پجامه پارٹى كى
تھى سب مرد اپنى بيويوں سے ناراض هوئے تھے سوائے ار سلان شاه
كے اور ان سب ميں تانے دے كر ان كے كان پكا ديے تھے اور اب تو
ار سلان شاه نے پورى غزل اپنى بيوى كى محبت ميں سنا ڈالى تھى۔

ميں آپ سے ناراض هوں سب لبوں پر هاتھ جما كر بيٹھ گئے انهيں يقين
تھا ار سلان شاه پكا انيزا پر غصه كرے گا۔

کوئی نہیں میں منالوں گا اپنی پیاری سی بیوی کو ارسلان خاموشی سے اپنی
جگہ پر واپس بیٹھ گیا اس کی آنکھیں مسکرا رہی تھی اپنی چھوٹو سی بیوی کو
دیکھ کر گھر کے سب مرد بے ہوش ہونے کے درپر تھے ارسلان کیا کا
اتنا محبت بھرا رویہ دیکھ کر جب سے وہ واپس لوٹا تھا اس کا اتنا نرم لہجہ، حد
سے زیادہ پیار بھرا انداز آج تک نہیں دیکھا تھا ان سب نے۔۔۔

اے۔ ڈی انکل یہ ڈیول ڈیمن ہی ہے ناز و ریز خانزادہ دل پر ہاتھ رکھے
ارسلان شاہ کو سرتاپاؤں تک گھور کے دیکھ رہا تھا۔۔

مجھ سے کیا پوچھ رہے ہو مجھے بھی شک ہو رہا ہے یہ میرا بیٹا ہی ہے نا؟
زوریز احمد شاہ کے کندھے پر سر رکھ گیا اور احمد شاہ اس کے سر کے اوپر
اپنا سر ٹکائے باقی سب کا بھی کچھ یہی حال تھا۔۔

بابا اگر آپ کو یقین نہیں آرہا ڈی این اے ٹیسٹ کروالیں جا کے
ارسلان کے الفاظ سن کر احمد شاہ ہڑ بڑا کر سیدھا ہوا تھا اس کا بیٹا اس کی
سمجھ سے باہر تھا۔

بھائی جی آپ نے ڈیر کمپلیٹ نہیں کیا عیشان تب سے ارسلان کے کہے
گئے لفظوں پر غور کر رہا تھا اس نے آئی لو یو نہیں کہا تھا۔
ابھی میں فارسی بول رہا تھا جو تمہارے دماغ میں بیٹھی نہیں۔۔

بھائی جی ویسا اظہارِ محبت نہیں کہا ہم نے، ہم نے کہا تھا تین لفظ یعنی کہ
آئی لو یو عیشان شاہ آئی لو یو پر زور دیتے بولا تھا اس کے لفظوں کی ان
سب کو تو سمجھ آگئی تھی لیکن انیزا اس کا ذہن بچوں والا تھا اسے ان باتوں
کی کہاں سمجھ لگنی تھی۔

اظہار کرنا تھا میں نے کر دیا اب تم لوگ جس مرضی سائنڈ پر لے جاؤ مجھے
اس بات سے کوئی مطلب نہیں ہے کندھے اچکا کرو وہ جم میں چلا گیا اسے

خود کو پر سکون کرنا تھا پہلی مرتبہ ارسلان شاہ خود کے جذبات پر قابو نہیں کر پا رہا تھا۔۔

سب لڑکے اپنے اپنے کمرے میں جا چکے تھے لڑکیوں نے تھوڑا بہت ہلا گلا کیا ماورہ کا برائڈل شاور سیلیبریٹ کیا نیشہ ان سب کے درمیان خاموشی سے کھڑی تھی۔۔

تھک ہار کر رات کے تین بجے سب لڑکیاں اپنے اپنے کمرے میں جا چکی تھیں۔۔۔

نیشہ اپنے کمرے میں زمین پر بیٹھے رو رہی تھی اس کے سمجھ سے باہر تھا وہ کیسے ارسلان شاہ کو بتائے کہ وہ اس کے رضائی بھائی کی بیوی بن چکی ہے۔۔۔

ارسلان نیشہ کے کمرے کے باہر سے گزر رہا تھا جب اسے کمرے میں
سے سسکیوں کی آواز آئی دروازہ کھلا ہوا تھا بنا آواز پیدا کیے دروازہ کھول
کر دیکھا نیشہ گھٹنوں میں سر دیے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔
نیشہ! ارسلان شاہ تیزی سے اس کے قریب پہنچتا اسے سہارا دیتے اٹھا
کر بیڈ پر بٹھایا نیشہ ارسلان شاہ کے سینے پر سر رکھے دھاڑے مار کر رونے
لگی۔۔۔

میری شہزادی کو، میری بیٹی کو کیا ہوا ہے ارسلان نیشہ سر پر شفقت سے
ہاتھ پھیر رہا تھا اس نے ہمیشہ اسے باپ کی طرح پیار دیا تھا۔
بھائی۔۔۔ جی مجھے معاف۔۔۔ کر دیں میں۔۔۔ آپ کا مان۔۔۔
نہیں۔۔۔ رکھ پائی نیشہ ہچکیوں کے درمیان روتے ہوئے بول کر
دوبارہ سے اپنے بھائی جی کے سینے پر سر رکھ کر بے تحاشہ رودی۔۔۔

ارسلان شاہ خود پر ضبط کرتا رہا اس نے نیشہ کو کھل کر رونے دیتا کہ اس کے دل کا غبار نکل جائے وہ خود کو ہلکا محسوس کر کے پرسکون انداز میں اس سے بات کر سکے۔۔

منٹ تک جب اس کا رونا بند نہ ہوا ارسلان نے اس کا چہرہ تھام کر 15 سامنے کرتے آنسو صاف کر کے اس کا دوپٹہ سر پہ دیا جو شانوں پر بکھرا ہوا تھا۔۔۔

چلو شاباش میری شہزادی مجھے بتائے کیوں رورہی تھی؟۔۔ نیشہ کے بدن میں کپکپاہٹ طاری ہوئی تھی اس کی زبان الفاظ ادا کرنے میں اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی وہ بولنا چاہتی تھی لیکن زبان میں کوئی حرکت نہ تھی۔۔

بھائی ج۔ جی۔۔ میں ن۔ نیشہ۔۔۔ ز۔ زیان شاہ۔۔۔ ب۔ بن گئی
ہ۔ ہوں ارسلان شاہ نے سختی سے آنکھیں بند کر کے کھولی، نفی میں سر

ہلایا وہ یقین نہیں کر پار ہا تھا کہ اس کی منہ بولی بہن نے کیا لفظ ادا کیے
ہیں۔۔

نیشہ دوبارہ بولو مجھے شاید سننے میں غلطی ہوئی ہے ارسلان شاہ ایک
سانس میں بولا تھا پریشانی اور بے یقینی کی وجہ سے اس کے چہرے کا
رنگ زرد پڑ گیا تھا۔۔

نیشہ چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر روتے ہوئے جو کچھ اس کے ساتھ ہوا تھا
سب کچھ اپنے بھائی جی کو بتانے لگی۔۔

جیسے جیسے نیشہ کے لبوں سے الفاظ ادا ہوتے گئے ارسلان شاہ کو اپنے
جسم سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی وہ سمجھتا تھا اس کی بہن
، اس عورت کی امانت جس نے اس کی جان بچائی تھی اس کے پاس
محفوظ ہے۔۔۔

بھائی جی مجھے ڈر لگ رہا تھا اگر گھر میں سب کو میرا ماضی پتہ چل جاتا ان
سب نے مجھ سے نفرت کرنی تھی سب نے مجھے دھتکار دینا تھا اسی ڈر کی
وجہ سے میں نے ہامی بھر دی اس سے قبل ارسلان شاہ کچھ بولتا زیان
نیشہ کے کمرے میں داخل ہوا تھا اپنے بھائی جی کو سامنے دیکھتے اس کے
سانس میں اٹک کی تھی رنگ یک دم زرد ہو گیا۔۔
واپس جانے لگا تھا جب ارسلان شاہ کے الفاظوں نے اس کے قدم
جکڑے تھے۔۔

واپس آؤ زیان شاہ مجھے میرے اصلی روپ میں آنے پر مجبور مت کرو
زیان دروازہ بند کرتے سر جھکائے کھڑا ہو گیا۔۔
کیوں کیا تم نے یہ سب ارسلان شاہ لمبے سانس لیتے ہوئے بولا تھا اسے
اکسیجن کی کمی محسوس ہو رہی تھی، اس سے یہ بات برداشت نہیں ہو
رہی تھی اس کے بھائی نے اس کی شہزادی کے ساتھ زبردستی کی ہے۔۔

بھائی جی میں پسند کرتا تھا نیشہ اس سے قبل زیان شاہ اپنا جملہ مکمل کرتا
ارسلان شاہ کا ہاتھ اس کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا اور کئی تھپڑ زیان شاہ
کے چہرے پر بے تحاشہ نشان چھوڑ گئے تھے۔۔

ایک غیرت مند مرد اگر کسی عورت کو پسند کرتا ہے یوں اس کے ساتھ
زبردستی نکاح نہیں کرتا بلکہ عزت سے اسے اپنے نکاح میں لیتا ہے
ارسلان شاہ حلق کہ بل چلایا تھا زیان شاہ کے پاس ادا کرنے کے لیے
الفاظ نہیں تھے اسے معلوم تھا وہ غلط ہے اس نے غلط حرکت کی ہے

کیا سوچ کے تم نے یہ سب کیا ہاں تمہیں ایک دفعہ اپنے خاندان کی
عزت کا خیال نہیں آیا ایک مرتبہ نہیں تم نے سوچا کہ تم اس لڑکی کے
ساتھ زبردستی کر رہے ہو جو ارسلان شاہ سچائی زیان شاہ کو نہیں بتانا
چاہتا تھا۔۔

بھائی جی میں ڈر گیا تھا کل اس کا نکاح تھا اگر وہ کسی اور کے نام ہو جاتی تو
ارسلان شاہ کو خونخوار نظروں سے آنکھوں میں وحشت اور سفاکیت
لیے خود کی طرف دیکھتے خاموش ہو گیا۔

تین ماہ نیشہ کے رشتے کی بات گھر میں چلتی رہی ہے تب تمہارے منہ
میں زبان نہیں تھی کیوں فقل لگا کر بیٹھ گئے تھے۔

بھائی مجھے لگا آپ منع کر دیں گے کیونکہ میری پڑھائی ابھی مکمل نہیں
ہوئی ہے زیان شاہ کی آنکھیں نم ہوئی تھی اسے تکلیف پڑنے والے
طماچوں سے نہیں بلکہ اپنے بھائی جی کے ناراض ہونے سے ہو رہی تھی

--

سیان کے تقریباً بھی دو سال رہتے ہیں پڑھائی مکمل ہونے میں اس نے
اس بات کا ہمارے سامنے اظہار کیا تھا کہ وہ عرتج کو پسند کرتا ہے بابا نے
رضا کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ ایک دفعہ تو تم نے ہم سے کہا ہوتا کہ

تم نیشہ کو پسند کرتے ہو کیا ہم تمہارا نکاح اس سے نہ کرواتے؟ ارسلان شاہ گریبان سے پکڑتے دو تھپڑ اور اس کے چہرے پر مارے تھے۔

نیشہ ساکت کھڑی آنسو بہا رہی تھی اس نے ارسلان شاہ کو نہیں روکا تھا

--

جس نے کچھ نہیں کیا وہ مجھے کہہ رہی ہے کہ اس نے میرا مان توڑ دیا ہے،

مجھے لگتا تھا تم بیرون ملک اکیلے رہے ہو تم نے خود کو برائی کی طرف

نہیں دھکیلا، نیشہ نے نہیں زیاں شاہ تم نے میرا مان توڑا ہے۔

ارسلان شاہ نظروں کا رخ دوسری طرف کیے یہ سرد لہجے میں بول کے

نیشہ کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھ کر شرمندگی سے نظریں جھکا گیا۔

معاف کر دینا مجھے الفاظ کہتے لمبے ڈگ بڑھتے نیشہ کے کمرے سے چلا گیا

نیشہ کو اپنے وجود سے روح نکلتی محسوس ہو رہی تھی ارسلان شاہ جس

نے کبھی کسی سے معافی نہیں مانگی تھی کسی کے سامنے جھکا نہیں تھا آج

اس لڑکی سے معافی کی طلب کرتے چلا گیا تھا جس کو اس نے باپ بن کر پالا تھا۔

دفع ہو جاؤ یہاں سے مجھے تم سے شدید نفرت ہو رہی ہے زیان شاہ تمہاری وجہ سے آج میرے بھائی جی ٹوٹ گئے ہیں نیشہ حلق کے بل چلاتے زیان شاہ کو دھکے دے کر کمرے سے باہر نکالتے دروازے کو لاک کرتے زمین پر بیٹھ کے بلند آواز میں رونے لگی۔

زیان زمین پر بیٹھ کے دروازے کے ساتھ سر ٹکا کر اپنے رخسار اور گریبان کو اپنے آنسو سے بھگونے لگا۔

بھائی جی! آدھا گھنٹہ وہ ساکت بیٹھے بے آواز رہے اتار ہا تھا ارسلان شاہ کا خیال ذہن میں آتے ہی اس کے کمرے کے باہر جا کے کھڑا ہو گیا۔

بھائی جی دروازہ کھولیں زور زور سے دروازہ بیٹنے لگا نیزا نیند سے بیدار
ہوتے آنکھوں میں نیند کا خمار لیے خود کو دوپٹے سے کور کر کے دروازہ
کھولا۔

بھابھی بھائی جی کہاں ہیں؟ بے صبری سے سوال کیا۔
شاہو کمرے میں نہیں ہے دروازہ بند کر کے دوبارہ بیڈ پر جا کے سو گئی وہ
شاید نیند میں تھی۔

زیان بھاگتا ہوا جم میں داخل ہوا ارسلان شاہ غصے یا تو اپنے کمرے کے
سٹڈی روم میں ہوتا تھا یا پھر جم میں۔

شرٹ اتار کر سائیڈ پر پھینکی ہوئی تھی اس کا کسرتی جسم، چوڑا سینہ، نیلی
آنکھوں میں لہورنگ اتر ا ہوا تھا، پیشانی پر بے شمار تیور نمایا تھے، نومبر
کے مہینے میں اس کا بدن پسینے سے تر تھا۔

وہ اپنا غصہ پخنک بیگ پر نکال رہا تھا۔

بھائی جی پلینز مجھے معاف کر دیں زیاں شاہ بچنگ بیگ کے سامنے کھڑا ہوا
ارسلان شاہ کا مکا اس کے ناک پر لگا تھا۔

ناک سے خون بہہ کر اس کی داڑھی کو بھگونے لگا آنکھوں کے سامنے
اندھیرا چھایا، ہوش و ہواس سے بیگانہ ہوتے وہ زمین پر گرا۔
ٹیبیل پر پڑا پانی کا جگ اٹھا کر زیاں شاہ کے چہرے پر انڈیل دیا وہ ہڑبڑا کر
اٹھ بیٹھا۔

ارسلان شاہ اس وقت ایک بہن کا بھائی اور ایک بیٹی کا باپ بن کر سوچ
رہا تھا جسے یہ بات ہر گز برداشت نہ ہوئی تھی کہ اس کی امانت کے ساتھ
کسی نے زبردستی نکاح کیا تھا اس کی کمزوری کا فائدہ اٹھا کر۔
چہرے پر ہاتھ پھیرتے ناک سے نکلتے خون کو صاف کرنا چاہا جو رکنے کا
نام نہیں لے رہا تھا ارسلان شاہ نے چھوٹا ٹاول پکڑ کے اس کی طرف
اچھالا تھا تکلیف کے باوجود زیاں شاہ کے لب مسکرائے تھے وہ جتنا

چاہے ان سے ناراض ہو جاتا لیکن ان سب کی پرواہ کرنا نہیں چھوڑتا تھا

--

دفع ہو جاؤ یہاں سے زیان شاہ اس سے پہلے میں تمہارا دماغ کھول دوں
زیان شاہ خاموشی سے لڑکھڑاتا ہوا جم سے باہر چلا گیا اس میں ابھی ہمت
نہ تھی ارسلان شاہ کی مار کھانے کی۔۔

احمد آپ کو کیا ہوا ہے مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہے؟ احمد جب سے
کمرے میں آیا تھا کمبل کو خود کے گرد لپیٹے لیٹا ہوا تھا۔۔
کیا کچھ سوچ رکھا تھا اس نے کہ اکیلے میں اپنی وائف کے ساتھ ٹائم سپینڈ
کرے گا مووی دیکھے گا ہر بار کی طرح اس کے بیٹے کباب میں ہڈی بن
گئے تھے۔۔

اسماء اس کے اوپر سے کھینچ کر کمر کے اتار کے اس کے سینے پر سر رکھ کے لیٹ گئی۔۔

احمد نرمی سے اسے تکیے پر منتقل کر کے اٹھ کر بیٹھ۔۔

بیگم ہماری اولاد جوان ہو گئی ہے ایسی حرکات کرتے ہیں اب ہم اچھے نہیں لگتے اسماء آنکھیں بار بار چپک کر یقین کر رہی تھی کہ کہیں وہ خواب تو نہیں دیکھ رہی اس کا شوہر جو ہمیشہ اس سے رومینس کرنے کے بہانے ڈھونڈتا تھا اور جب وہ اسے کہتی تھی بچے جوان ہو گئے ہیں کچھ شرم کر لو اس کا جواب آگے سے ہوتا تھا کہ ہماری عمر ابھی اتنی زیادہ نہیں ہوئی کہ ہم رومینس کرنا چھوڑ دیں۔۔

احمد آپ کی طبیعت ٹھیک ہے اسماء نے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر چیک کیا پھر اس کی کلائی پکڑ کر نرچیک کی۔۔

بیگم میں ٹھیک ہوں مجھے تمہارا دماغ ہلا ہوا لگ رہا ہے جو ایسی حرکات کر رہی ہے میرے ساتھ۔۔

ایسی حرکات سے آپ کا کیا مطلب ہے؟ اسماء کا پاڑا ہائی ہو گیا یہ سوچ کر ہی کہ جب خود بہکی ہوئی حرکتیں کرتا تھا اس کا شوہر تو تب وہ کو الٹی ٹائم ہوتا تھا اور جب وہ کر رہی تھی تو اس کا دماغ ہلا لگ رہا تھا احمد شاہ کو۔۔

آج کے بعد ہاتھ لگائیے گا مجھے پھر بتاؤں گی میں آپ کو اسماء غصے سے احمد کو خود سے دور جھٹکتی اس کے اوپر سے کمبل کھینچ کر اور ایک تکیہ اٹھا کر صوفے پر جا کے لیٹ گئی احمد نے دل میں سو گالیاں اپنے بیٹوں کو سنائی تھی جس کی وجہ سے اس کی اسماء جان اس سے ناراض ہو گئی تھی۔۔

خود ان کا جب دل چاہتا ہے شروع ہو جاتے ہیں میں نے تو بس سینے پر سر رکھا تھا انہیں یہ سب غلط لگ رہا ہے آج کے بعد سینے پہ سر بھی نہیں رکھوں گی اسماء روتی ہوئی آنکھیں موند گئیں۔۔

کچھ پل میں ہی وہ گہری میں چلی گئی تھی احمد اسے گہری نیند میں جاتے
دیکھ بنا آواز پیدا کیے اس کے پاس صوفے پر بیٹھ گیا اس نے ڈیر بھی پورا
کرنا تھا لیکن اپنی اسماء جان سے دور بھی نہیں رہ سکتا تھا احمد شاہ اس کے
اوپر جھکتے نرمی سے اس کے لبوں کو چھو گیا پھر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا
اس کے بعد اس کے رخسار پر بوسہ دیا، اپنے رخسار پر جلن محسوس
کرتے اسماء کسمسائی تھی۔۔

احمد تلملاتے ہوئے بیڈ پر لیٹ گیا پوری رات اس کی آنکھوں میں کٹنے
والی تھی۔۔

یا اللہ ایک دفعہ ان چھینکوں کو بند کر دے آج کے بعد کبھی بھی اس
موسم میں بارش میں نہیں نہاؤ گی عانیہ آدھے گھنٹے سے چھینکے مار مار کر
بے حال ہو چکی تھی۔۔

ناک اور رخسار سرخ گلاب بن چکے تھے جو اس کی خوبصورتی میں اضافہ
کر رہے تھے۔۔

اچھی۔۔، آف اللہ جی آنکھیں موند کرناک کو زور سے پکڑ لیا تاکہ
چھینکیں آنا بند ہو جائے۔۔۔

کیا مجھے اس سے دوبارہ بات کرنی چاہیے عالیان عانیہ کے کمرے کے باہر
کھڑا سوچوں میں گم تھا، پچھلی کی گئی ملاقات زہن میں آتے بے ساختہ
اس نے ہاتھ رخسار پر رکھا تھا۔۔

اللہ جی سب آپ کے حوالے اسے صبر دینا اور مجھے سہنے کی ہمت دل
میں اللہ سے دعائیں کرتے دروازہ کھولا عانیہ زور زور سے چھینکیں مار

رہی تھی وال کلاک پر نظر گئی جو رات کے تین بجارہی تھی بنا شور پیدا
کیے عانیہ کے پاس جا کے کھڑا ہو گیا وہ اس قدر بے حال ہو چکی تھی
چھینکیں مار کر کے اسے عالیان شاہ کی موجودگی کا احساس تک نہ ہوا۔
اسے بخار ہو گیا ہے کیا؟ دل میں آئے خیال کی تحقیق کرنے کے لیے
عالیان نے عانیہ کی پیشانی پر ہاتھ رکھا عانیہ شاہ کی پیشانی بخار کی گرمی
سے دھک رہی تھی، دھکتے ہاتھ کا لمس اپنی پیشانی پر محسوس کرتے عانیہ
شاہ اپنی جگہ پر اچھلی تھی۔

تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟ سوالیہ انداز میں آبرو اچکاتے جھجھکتے پوچھا
تھا عالیان شاہ کی کیفیت عجیب ترین ہو رہی تھی۔
تم سے مطلب عالیان شاہ۔ اچھی جملہ ابھی مکمل نہ ہوا تھا جب اس
دوبارہ سے چھینک مارنے کا دورا پڑا۔

عانیہ طبیعت اگر زیادہ خراب ہے میں امی کو بلا کے لاتا ہوں عالیاں شاہ کے
لہجے میں اس سنگدل کے لیے فکر صاف نمایاں ہو رہی تھی وہ وہاں سے
جانے لگا تھا عانیہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

بے یقینی سے وہ اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگا عالیاں کی نظریں اس کے ہاتھ پر
دیکھتے عانیہ نے فوراً اپنا ہاتھ پیچھے کیا تھا۔

زیادہ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے میرے لیے اپنی حد میں رہا
کرو اور کس کی اجازت سے تم میرے کمرے میں آئے ہو عانیہ اپنے
ہاتھ پیچھے باندھ کر آنکھوں میں سفاکیت لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

عانیہ اگر زیادہ طبیعت خراب ہے میں امی کو لے آتا ہوں عالیاں عزت
افزائی کروانے کے باوجود ہنوز اس کے لیے فکر مند ہو رہا تھا۔

دماغ سے پیدل ہو تم ایک مرتبہ میں میری کہی گئی بات تمہیں سمجھ میں
نہیں آتی؟ مجھے نفرت ہے تم سے پھر کیوں تم اتنا محبت پاش لہجہ میرے

ساتھ اختیار کرتے ہو عانیہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی تھی اور وہ اس کے سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا۔

تم نے سنا نہیں کہ عشق اندھا ہوتا ہے محبوب چاہے جتنا مرضی سے ذلیل کر لے عاشق کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اپنی یہ تھرڈ کلاس لائنز اپنے پاس ہی رکھوا اپنے آپ کو زیادہ عاشق سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے ایسے تھرڈ کلاس عاشقوں کی گردن کاٹنا مجھے اچھی طرح سے آتا ہے لیڈی میجر کے روپ میں آتے آنکھوں میں سفاکیت لیے عالیان شاہ کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے بول رہی تھی وہ بھی ڈیٹ بنا سائیڈ ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔

جب تک تم ہاں نہیں کرو گی اسی طرح تمہارے پیچھے منڈلاتا رہوں گا، مجھے میری محبت حلال طریقے سے میرے پاس چاہیے جب جب عالیان شاہ نکاح کی بات کرتا تھا عانیہ کے ذہن میں اس کا ماضی چلنا

شروع ہو جاتا تھا اس کا دل خوف سے کپکپاتا تھا وہ منجمد ہو کر رہ جاتی تھی۔۔

نہیں کروں گی، ہاں کبھی بھی نہیں کروں گی، کیا چاہیے تمہیں ہاں کس چیز کے بدلے تم میری جان چھوڑو گے عانیہ اسے گریبان سے پکڑتی جھنجھوڑ رہی تھی بخار بڑھنے کی وجہ سے اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھی پاؤں اس کے بدن کا وزن اٹھانے سے انکاری تھے۔۔

میرے نکاح میں آ جاؤ وہی ضد، وہی محبت پاش لہجہ، وہی آنکھوں میں اٹتے کے جذبات۔۔

چکراتے سر کو تھا متے وہ گرنے لگی تھی عالیاں شاہ نے اس کے کمر کے گرد بازو لپیٹے اسے تھا ماگنودگی اس پر ذہن پر چھا رہی تھی۔۔

اس میں ہمت نہ تھی وہ اپنے وزن پر کھڑی ہو پاتی یا مزاحمت کر کے
عالیان شاہ کو خود سے دور کر پاتی عالیان نے نرمی سے اسے بیڈ پر لٹاتے
اس کے اوپر لحاف دیا تھا۔

عانیہ شاہ بار بار آنکھیں کھولنے کی کوشش کر رہی تھی وہ ہمت نہیں ہارنا
چاہتی تھی وہ مکمل طور پر غنودگی میں جانے سے خود کو روک رہی تھی
--

عالیان نے اپنی ماں کو نہیں بلایا تھا چپکے سے کچن میں جاتے ٹھنڈا پانی اور
پٹیاں اٹھا کر عانیہ کے کمرے میں آیا پریشانی سے اس کی طرف سے دیکھا
کپڑا پانی میں بھگو کر عانیہ کے سر پر رکھ دیا۔

دو گھنٹے وہ عانیہ کا دھیان رکھتا رہا صبح کے پانچ بج چکے تھے فجر کی اذان
ہونے میں ابھی 15 منٹ رہتے تھے۔

نہند کے خمار سے عالیان شاہ کی طرف انکھیں بھی بند ہو رہی تھی وہ بار بار واش روم میں جا کر ٹھنڈے پانی سے منہ دھو کر واپس عانیہ کے پاس بیٹھ کر اس کا دھیان رکھنے لگ جاتا۔

بہت ضدی ہو تم اتنا نہیں تڑپاتے کسی کو خود کے لیے یار عالیان اس کے خوبصورت نقوش کو دیکھ رہا تھا بے ساختہ اس کا ہاتھ عانیہ کے رخسار کو چھونے لگا گنودگی میں بھی اس کے لمس کو محسوس کر کے عانیہ نے گردن نہ میں ہلائی تھی۔

ایم سوری میری ہونے والی بیگم ہر چیز کے لیے، جب میرے نکاح میں آؤ گی تب میرا چھونا تمہیں برا نہیں لگے گا عالیان نے مسکراتے ہوئے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر بخارچیک کیا اس کی طبیعت اب نارمل ہو گئی تھی سکون بھر اسانس لیتے تقریباً چھ بجے وہ اس کے کمرے سے باہر گیا تھا پوری رات اس نے عانیہ شاہ کے کمرے میں گزاری تھی۔

عالیان شاہ اگر صبح ہوش میں آنے کے بعد اس نے بھائی جی کو بتا دیا کہ
میں پوری رات اس کے کمرے میں رہا ہوں تو تو بیٹا گھر سے نکالا جائے گا
اب اپنے ٹھکانے کا بندوبست کر لے ٹائم سے لمبی سانس خارج کرتے وہ
اپنے کمرے میں جا کر بیڈ کر نیم دراز ہوا۔

اللہ جی مجھے معاف کر دینا میں اس کا نامحرم ہوں اور تقریباً تین گھنٹے
تنہائی میں اس کے ساتھ رہا ہوں اس کے سب گناہ میرے سر لکھ دے
کروٹ لیتے اپنے اللہ سے معافی مانگ رہا تھا بار بار کبھی لیمپ ان کرتا اور
کبھی آف اسے اب نیند کہاں آنی تھی۔

دیدارِ یار سے پہلے بے چینی تھی عروج پر

حسنِ سراپا یار دیکھ کر ہوش اڑا بیٹھے

(اے این رائٹس)

اپنے موبائل سے عانیہ کی بچپن کی تصویر نکال کر اس کے چہرے کو تکتے ہوئے اس نے شعر بولا تھا اپنی محبوب کے لیے۔۔

نہ جانے یہ ہجریار کب گزرے گا اور تو میرے پہلو میں موجود ہو گا
عالیان شاہ کی آنکھوں سے نیند کو سودور تھی چو نکری مار کر بیڈ پر بیٹھ
کے چاروں اور متلاشی نگاہ میں دوڑانے لگا جیسے اس کی عانیہ اس کے
کمرے میں کہی پہ موجود ہو۔۔

کبھی نہیں سوچا تھا اس قدر اس لیڈی میجر کی محبت میں مبتلا ہو جاؤ گا کہ
اپنے ہوش گوا بیٹھوں گا نیند کے لیے ترس جاؤں گا بیڈ پر گرنے والے
انداز میں دوبارہ لیٹتے چھت کو گھورنے لگ گیا۔۔

بس اب بھائی جی مان جائیں نکاح کے لیے سب کچھ انہی پر اٹکا ہوا ہے،
بھائی جی مان گئے تو سمجھو عانیہ مان گئی عالیان دوبارہ اٹھ کر بیٹھ گیا نہ اسے

بیٹھے سکون تھا اور نہ لیٹ کر اضطراب کی کیفیت میں وہ کمرے میں چکر کاٹنے لگا۔

دل ضد پر اتر رہا تھا کہ واپس عانیہ شاہ کے کمرے میں وہ چلا جائے لیکن ہائے قسمت وہ اس کا نامحرم تھا پہلے جذبات میں آکر فکر مندی میں وہ اس کے کمرے میں رک گیا تھا لیکن اب دوبارہ یہ غلطی نہیں کر سکتا تھا۔

ایک دفعہ نکاح ہونے دو جتنا میں تڑپا ہوں نا اس سے دو گنا تمہیں ترپاؤں گا لیکن تمہارے قریب رہ کر تمہیں تکلیف دینے کے بارے میں سوچ کر ہی میرا دل لرز اٹھتا ہے عالیان شاہ اب صوفے پر بیٹھا تھا کشن کو اٹھا کر ٹیرا میرا کرنے لگا۔

فجر کی آذان کی آواز عالیان شاہ کے کانوں سے ٹکرائی خود کو پر سکون کرنے کے لیے وضو کیا اور پھر مسجد کے لیے نکل گیا۔

نیہار رضا کے کمرے میں داخل ہوئی اسے بیڈ پر سوئے دیکھ رضا خانزادہ اپنی بیوی کو حیرت میں مبتلا کر گیا تھا چھوٹے چھوٹے قدم بڑھا کر اپنے کھڑوس شوہر کے پاس بیٹھ گئی جو نہ جانے کس بات پر اس سے دوری اختیار کیے ہوا تھا۔

نیہا تھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکا کر محویت سے رضا خانزادہ کو دیکھنے لگی اس کے خوبصورت نقوش، گھنی پلکے، بھورے رنگ کی داڑھی اور مونچھیں، نیہا کا دل چاہ رہا تھا اس کی آنکھوں پر لب رکھے بے خود سی ہوتی اس کی آنکھوں پر پیار بھری مہر ثبت کی۔

رضا اپنی آنکھوں پر کسی کا لمس محسوس کرتے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا وہ اتنے گہری نیند میں کبھی نہیں سویا تھا کہ کسی کی موجودگی کا اسے احساس نہ ہو پائے۔

یہ کیا حرکت ہے نہیہانہ چاہتے ہوئے بھی اس کا لہجہ سخت ہوا تھا اس نے
نہیہا کو منع کیا تھا کہ وہ اس کے کمرے میں نہ آئے لیکن وہ بھی سرد ڈھیٹ
ثابت ہوئی تھی۔۔

آپ آج نماز نہیں پڑھنے گئے رضا نے نظر وال کلاک پر ڈالی نماز کا
وقت گزر چکا تھا۔۔

رضا میں نے جو آج کے فنکشن کے لیے کپڑے لیے ہیں اس کے ساتھ
کی میچنگ چوڑیاں ہمارے دوسرے گھر میں رہ گئی ہیں مجھے جا کر
چوڑیاں لادے رضا نے آنکھیں سختی سے بند کر کے کھولی تھی اس کی
بیوی صبح کے ساڑھے چھ بجے اسے یہ کہنے آئی تھی کہ میری چوڑیاں گھر
رہ گئی ہیں مجھے نئی چوڑیاں لادو۔۔

نہیہا صاحبہ صبح کے ساڑھے چھ بجے میرے سالوں نے دکان کھولی ہوئی
ہے چوڑیوں کی رضا جل کر تلملاتا ہوا بولا تھا نہیہا اس کے سینے پر مکے مارنا

شروع ہو گئی اسے یہ بات شوہروں کی بہت بری لگتی تھی جو بات بات پر اپنی بیویوں کے بھائیوں تک پہنچ جاتے تھے۔

خبردار رضا خانزادہ اگر آپ نے میرے بھائیوں کے بارے میں ایک لفظ بھی بولا تو مجھ سے برا آپ کے لیے کوئی نہیں ہو گا نہ اس کے سینے پر وزن ڈالتی اسے بیڈ پر لٹا کر اس کے اوپر جھکی۔

پیچھے ہٹو اس کا چہرہ اپنی بے حد قریب دیکھتے وہ سر دلہے میں بولا تھا ان کے درمیان صرف اتنا فاصلہ تھا کہ اگر وہ دونوں بولتے تو ان کے لب آپس میں ٹکراتے۔

میں پیچھے نہیں ہٹوں گی کیا کر لیں گے آپ نہ اس کی گردن میں چہرہ چھپا کر اس کے ساتھ نیم دراز ہوئی تھی وہ آدھی سے زیادہ رضا خانزادہ کے اوپر تھی۔

اپنی حد میں رہو اور دور ہٹو مجھ سے رضا نے اسے خود سے دور کرنا چاہا
لیکن نہ ہا شاہ چھپکلی کی طرح اس کے ساتھ چپک کر لیٹی ہوئی تھی۔

نہایت ہی کوئی ٹھنڈی ڈھیٹ قسم کی عورت ہو تم۔

یہ ڈھیٹ پن میں نے اپنے پیارے سے شوہر سے سیکھا ہے نہ اس کے
رخسار پر لب رکھ کر اسے تپاتے ہوئے دوبارہ سے گردن میں چہرہ چھپا
گئی رضا خان زادہ ضبط سے سرخ ہو گیا تھا۔

اس کا غصہ پہلے ہی زور یز خان کو اس گھر میں دیکھ آؤٹ آف کنٹرول ہو
گیا تھا اوپر سے نور جس کی وجہ سے اس کی ماں نے روتے ہوئے زندگی
گزاری تھی۔

اور اب اس کی بیوی جو اس کی عادی ہو چکی تھی اور جب اسے حقیقت
معلوم ہوئی تھی اس نے بھی سب کی طرح رضا خان کو چھوڑ دینا تھا اس

کی زندگی میں ایک ایسا شخص تھا جس نے ہمیشہ اس کا ساتھ دیا تھا اور وہ شخص پارس ارسلان احمد شاہ تھا۔

نیہا تمہاری بہت مہربانی ہوگی اپنے کمرے میں چلی جاؤ اگر میں نے رخصتی کی بعد والی حرکات شروع کر دی پھر تم مجھ سے کوئی شکایت مت کرنا رضا کو صرف ایک یہی راستہ نظر آیا تھا نیہا کو خود دور کرنے کا۔۔

نیہا نے اس کی گردن سے چہرہ نکال کر اس کی ٹھوڑی پر اپنی ٹھوڑی ٹکائی تھی۔۔

مجھے معلوم ہے آپ صرف مجھے خود سے دور کرنے کے لیے یہ الفاظ استعمال کر رہے ہیں میرا خاندان کبھی بھی رخصتی سے پہلے میرے ساتھ ازدواجی رشتہ قائم نہیں کرے گا نیہا اس کی آنکھوں میں دیکھ کر رضا خاندان کے دل کا حال اس کے سامنے بیان کر گئی تھی۔۔۔

رضا کے لب نامحسوس طریقے سے مسکرائے تھے جو نہیہا سے مخفی نہ رہا

--

نہیہا یہاں سے چلی جاؤ میں سچ کہہ رہا ہوں میں ہر حد تجاوز کر جاؤں گا پھر مجھ سے مت کہنا کہ میں نے تمہیں آگاہ نہیں کیا تھا رضا نے نہیہا کو نیچے کے جانب کرتے اس کے اوپر جھکا تھا نہیہا شاہ کی سانسیں سینے میں اٹکی اپنے جنونی خاں زادہ کو خود کے بے حد قریب دیکھ کر بولنے کے لیے لب کھولے لیکن الفاظ ادا نہیں ہو پارے تھے اس سے قبل اس کے حلق سے آواز نکلتی رضا خاں زادہ اس کی بولتی بند کر گیا تھا۔

کچھ دیر بعد پیچھے ہوا نہیہا لمبے لمبے سانس لینے لگی وہ اس کے کان کے قریب جھکتے کان کی لو پر دانت گاڑھ گیا۔

چلی جاؤ یہاں سے نہیں تو اس سے آگے بڑھنے میں مجھے کوئی مشکل نہیں ہوگی گھمبیر آواز میں سرگوشی کی، اس کے لہجے میں اس قدر جنون

تھانہا کے دل میں ڈر بیٹھا کہ کہیں وہ واقع ہی رخصتی سے پہلے اس کے ساتھ تعلق قائم نہ کر لے لیکن اپنے دل میں اٹھنے والے خیالات کو تھپک کر سلاتے ہوئے چہرہ اوپر اٹھا کر اپنے جنونی خانزادہ کی آنکھوں میں دیکھا جہاں اس وقت جنونیت کے علاوہ کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

بہت شوق چڑھا ہے نا آپ کو میرے قریب آنے کا آجائے مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے کیونکہ میں آپ کے نکاح میں ہوں اگر کچھ ہوا تو سب کو جواب دہ آپ ہوں گے میں نہیں، آجائے میرے قریب پھر سب کو جواب دیتے رہے گا کہ میں اپنی جنونیت میں آ کے رخصتی سے پہلے اپنی بیوی کے ساتھ تعلق قائم کر گیا تھا نہ اسے لا جواب کر گئی تھی یہ تو اس نے سوچا ہی نہ تھا کہ سارا ملبہ اس کے سر پر ہی گرنا ہے آخر جواب تو مرد سے ہی کیا جائے گا نہا کے بھائی اور رضا خانزادہ کا بھائی جی نہا سے سوال

نہیں بلکہ رضا سے سوال کریں گے کیونکہ اس معاملے میں عورت تو کچھ نہیں کر سکتی۔۔

بہت تیز ہو تم نہار ضا نے اس کی گردن پر دانت گاڑھے تھے نہا کے لبوں سے سسکی نکلی۔۔

تیز تو ہوں گی نا آخر کار میجر مراد شاہ کی بیٹی ہوں، جس نے اپنے دشمنوں کو ہر مرتبہ دھول چٹائی ہے تو اس کی بیٹی بھی تو سب کو لاجواب کرنے میں سب سے آگے ہی ہو گی نہار ضا کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

رضا خفگی ختم کر دیں آپ کو معلوم ہے مجھے میری بھابیوں نے ماں بن کر پالا ہے مجھے ان کی گود کے بعد یا پھر اپنے بھائیوں کے پیار کے بعد اگر کسی کے پہلو میں سکون ملا ہے تو وہ آپ ہیں مجھ سے میرا سکون مت چھینے نہا کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر تکیے میں جذب ہو رہے تھے رضا کا

دل ایک پل کے لیے چاہا تھا کہ وہ ہر خفگی دور کر کے اپنی بیوی کو خود کے سینے سے لگالے لیکن آنے والے وقت کے بارے میں سوچ کر وہ اپنے دل کو قابو میں کر گیا۔۔۔

ہمیں مستقبل کی ٹینشن لینی چاہیے لیکن اس قدر بھی نہیں کہ ہم اپنے حال کو خراب کر دے۔۔

میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا نیہا کہ رخصتی سے پہلے میرے کمرے میں مت آیا کرو تمہارے سامنے میری بات کی کوئی اہمیت نہیں ہے رضا نے اس کے آنسو صاف کیے۔۔

آپ کی اہمیت میری زندگی میں ہر چیز سے بڑھ کر ہے اس لیے تو کہہ رہی ہوں مجھ سے خفا مت رہے، آپ اس لیے یہ سب کر رہے ہیں کیونکہ ہماری رخصتی نہیں ہوئی، بھائی اٹھتے ہیں نا میں ان سے جا کر بات کرتی ہوں کہ اذہان کے ساتھ میری بھی رخصتی کر دے آپ کے ساتھ

نیہا پھوٹ پھوٹ کر رودی اس کی آنکھوں میں تڑپ تھی اپنے شوہر کے لیے۔۔

تم اپنے بھائیوں سے بات نہیں کر پاؤ گی نیہا کیونکہ عورت کا دوسرا نام حیا وہ کبھی کھلے عام اپنے بھائی یا باپ سے اس طرح کی بات نہیں کر سکتا۔۔ آپ بھول رہے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیگم کو وہ پسند آئے تھے اور انہوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رشتہ بیچھا تھا، آپ بے فکر ہو جائے میں اپنے بھائیوں سے ہماری رخصتی کی بات کر لو گی نیہا شاہ اس کی بات کاٹتے ایک مرتبہ پھر رضا خان کو لا جواب کر گئی تھی۔۔۔ رضا اس کے اوپر سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔ تم احمد بابا یا پھر بڑے بابا سے کوئی بات نہیں کرو گی رخصتی کی رضا نہیں چاہتا تھا کہ نیہا اپنے بھائیوں سے رخصتی کی بات کریں اس نے تو صرف اسے خود سے دور کرنے کے لیے یہ شوشہ چھوڑا تھا۔۔

میں بھائی سے بات کروں گی کیونکہ آپ کا رویہ رخصتی نہ ہونے کی وجہ سے میرے ساتھ سخت ہوا ہے میں بھائی سے بات کروں گی رخصتی ہو جائے گی اس کے بعد خوشی سے ہم ایک دوسرے کے ساتھ رہے گے
نہا اپنے آنسو صاف کر کے رضا کے سینے پر سر رکھ گئی رضا میں اب ہمت نہیں تھی کہ وہ اسے خود سے دور کرے کیونکہ اس کی بیوی ٹوٹ رہی تھی۔۔

وہ اسے مزید تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا سب کچھ اپنے اللہ کے حوالے کرتے اسے اپنے سینے میں سختی سے بھینچ گیا اس کے گرفت اس قدر سخت تھی کہ نہا کو اپنی ہڈیاں ٹوٹتے ہوئے محسوس ہو رہی تھی لیکن وہ خاموشی سے سینے پر سر رکھے بیٹھی رہی۔۔۔

ماورہ یار کیا ہو گیا ہے اذہان صبح کے چار بجے سے ماورہ کے کمرے میں
موجود تھا اور وہ تب سے منہ بنائے بیٹھی تھی۔۔

آپ نے کبھی ارسلان بھائی جی کی طرح مجھ سے اظہار نہیں کیا وہ ہمیشہ
انیزا سے پیار کرتے ہیں کبھی اس سے ناراض نہیں ہوئے آپ نے دیکھا
نہ انہوں نے کیسے نیچے سب کے سامنے اظہارِ محبت کیا اور اپنی بیوی کی
محبت میں اس کو غزل سنائی، آپ نے کبھی آئی لو یو تک مجھے کہا ہے؟
اذہان سر پکڑ کے بیٹھ گیا جب ارسلان نے سب کے سامنے اظہارِ محبت
کیا تھا اسے اس وقت اپنے کانوں میں خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی
محسوس ہو رہی تھی اسے معلوم تھا اس کی بیوی نے کمرے میں جاتے ہی
سب سے پہلا سوال ہی اس کے سامنے یہ رکھنا ہے کہ آج تک آپ نے
کبھی اس طرح کا اظہارِ محبت مجھ سے کیا ہے؟۔۔

بیوی میں آگے ہی پورے گھر والوں کے سامنے بدنام ہوں سب مجھے
زن مرید کہہ کر پکارنا شروع ہو گئے ہیں اگر میں سب کے سامنے اس
طرح اظہار محبت کروں گا انہوں نے کہنا ہے میں زن مرید سے بھی چار
قدم آگے نکل گیا ہوں تو مجھے مزید اپنی بے عزتی نہیں کروانی البتہ اب
میری بیوی مجھے جس طرح کا اظہار محبت کرنے کا کہے گی میں کرنے کو
تیار ہوں اذہان نے ماورہ کا ہاتھ پکڑا اور انے غصے سے اس کا ہاتھ جھٹک
کر خود سے دور دھکا دیا۔

یہ بھی میں آپ کو بتاؤں کہ آپ نے کس طرح کا اظہار محبت کرنا ہے
اذہان کا دماغ سن ہو رہا تھا پہلی مرتبہ اس کا دل چاہا تھا کہ وہ ارسلان شاہ کا
گلاباؤت جس کی وجہ سے اس کی بیوی اسے تانے دے رہی تھی۔۔۔
ادھر میرے پاس بیٹھو اذہان نے ماورہ کو زبردستی اپنے ساتھ بیڈ پر بٹھایا
اذہان اس وقت ماورہ کے کمرے میں موجود تھا۔۔۔

جانتی ہو میں نے تم سے نکاح چھوٹے بابا کے کہنے پر کیا تھا صرف
ہمدردی تھی مجھے تم سے لیکن آہستہ آہستہ تمہارا نرم رویہ، معصوم سا
چہرہ مجھے تمہاری طرف راغب کرنے لگا، میں تمہاری محبت میں مبتلا ہو
گیا لیکن میں اس کا اظہار نہیں کر سکتا تھا کیونکہ تم چھوٹی تھی میں اتنی
جلدی تمہارے ذہن میں اٹے سیدھے خیالات نہیں لانا چاہتا تھا کہ
میرا شوہر مجھ سے محبت کرتا ہے بہت سے خیالات لڑکیوں کے ذہن
میں آنا شروع ہو جاتے ہیں ماورہ نکاح کے بعد میں تمہیں ان سب سے
دور رکھنا چاہتا تھا میں نے کبھی اظہارِ محبت نہیں کیا جانتا ہوں۔ میرے
انداز سے، میری فکر، تمہارے لیے پریشانی، تمہیں دکھ میں دیکھ کر
تکلیف میرے چہرے پر تکلیف ظاہر ہوتی ہے کیا تمہیں اس سب سے
یہ علم نہیں ہوا کہ میں کس قدر تم سے محبت کرتا ہوں؟ اذہان نے نرمی
سے ماورہ کا چہرہ تھام کر اس کی ٹھوڑی پر لب رکھے محاورہ اس کی محبت

پاش نظروں اور پیار بھرے لہجے کو دیکھ رونا شروع ہو گئی اذہان مسکراتا
ہوا اس کا سر اپنے سینے پر رکھ دیا۔

ایم سوری آئندہ کبھی جھگڑا نہیں کروں گی اس معاملے میں ماورہ اذہان
کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرا اٹھی۔

اپنی بات یاد ہے نابیوی رخصتی کی رات میری بیوی نے مجھ سے اظہار
محبت کرنا ہے ماورہ شرم سے سرخ ہوتی لال ٹماٹر بن گئی پسینے میں
شرا بور تھی۔

بیگم یہ شرم و حیا جتنی دکھانی ہے ابھی اور اسی وقت دکھا لو کل رات کوئی
شرم نہیں کوئی حیا نہیں صرف ہم دونوں ایک دوسرے کے قریب
اس سے قبل اذہان اپنا جملہ مکمل کرتا ماورہ سختی سے اس کے لبوں پر ہاتھ
رکھ کر اسے چپ کروا گئی۔

اذہان پلیز شرم کریں تھوڑی اتنے بے باک کیوں ہیں آپ، صحیح کہتے
ہیں بھائی جی آپ واقعی ہی ماورہ کہتے کہتے خاموش ہو گئی اذہان نے کھا
جانے والی نظروں سے اس کی طرف دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا تھا کہ اپنی
بات مکمل کرو۔۔

پلیز میری بات کا غلط مطلب مت لینا آپ، میرے کہنے کا وہ مطلب
ہر گز نہیں تھا ماورہ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا بولے وہ بری طرح پھنس
چکی تھی۔۔

بیگم بے شرمی ابھی میں نے دکھائی نہیں ہے کل رات اچھے سے
بے شرمی دکھاؤں گا اذہان ماورہ کی کمر کے گرد بازو لپیٹتے اپنی گرفت اس
پر سخت کر گیا۔۔

جسٹ ویٹ اینڈ وایچ اور ہاں مہندی کا ڈریس جب تم پہنو گی سب سے
پہلے تمہیں میں دیکھوں گا اور ہلدی بھی ہی لگاؤ سب سے پہلے اذہان نے

سب سے پہلے پر زور دیا مہندی اور ہلدی کا فنکشن انہوں نے ایک ساتھ رکھا تھا اذہان شاہ کی جلد بازی کی وجہ سے وہ نہیں چاہتا تھا کہ ہلدی کے فنکشن کے لیے ایک دن ضائع کیا جائے وہ رخصتی کے لیے بے تاب تھا

اذہان چھوٹی امی نے اور امی نے منع کیا ہے کہ ہم دونوں رخصتی سے پہلے نہیں ملیں گے اور آپ میرے کمرے میں آگئے ہیں ابھی تو وہ سب سوئے ہوئے ہیں انہیں نہیں معلوم کہ آپ میرے کمرے میں ہیں اگر صبح انہوں نے ہم دونوں کے دوسرے کے قریب دیکھ لیا قسم سے بہت ذلالت ہونی ہے آپ کی ماورہ کے آخری لفظوں پر اذہان آنکھیں پھاڑے منہ کھولے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

بیگم میرے اکیلے کی ذلالت کیوں ہونی ہے آپ بھی میرے ساتھ شریک ہوں گی۔

میں شریک نہیں ہوں گی کیونکہ میں تو معصوم ہوں آپ ہی بے
شرموں کی طرح میرے پاس آتے ہے معصوم سا چہرہ بنا کر آنکھیں
پٹپٹا کر اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

اس سے قبل اذہان شاہ کچھ بولتا ماورہ کے کمرے کے دروازے پر کسی
نے دستک دی تھی۔۔

مر گئے دونوں ایک ساتھ بولے تھے۔۔

اذہان آپ چھپ جائیں، یہاں بیٹھ کے نیچے ماورہ نے اذہان کو کھڑے
کرتے بیٹھ کے نیچے اشارہ کیا اذہان کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے اپنی بیوی کی
خالی کھوپڑی دیکھ کر۔۔

میرا سائز دیکھو اور بیڈ کے نیچے جگہ دیکھو اذہان اپنے سر سے لے کر پاؤں
کی طرف اشارہ کیا ماورہ سر کھجاتے ارد گرد دیکھنے لگی۔۔

الماری کے اندر چھپ جائیں۔۔

رخصتی سے پہلے بیوہ ہونے کا ارادہ ہے تمہارا ماورہ کی دماغ میں اٹے
سیدھے آئیڈیا آرہے تھے۔۔

ڈگ دماغ میں واش روم میں جا رہا ہوں جو کوئی بھی ہو گا اسے واش روم
میں مت آنے دینا اذہان نے کہتے واش روم کی طرف دوڑ لگائی تھی۔۔
ماورہ نے اپنا حلیہ درست کرتے دروازہ کھولا سامنے اسماء کھڑی تھی۔۔
صبح بخیر چھوٹی امی کوئی کام تھا آپ کو مجھ سے ماورہ ہنوز دروازے کے
آگے کھڑی تھی۔۔

صبح بخیر بیٹا سائیڈ پر ہٹو مجھے کمرے میں تو نہیں آنے دو ماورہ شرمندہ
ہوتے دروازے سے سائیڈ پر ہوئی اسماء کمرے میں داخل ہوئی۔۔
بیٹا وہ مجھے دراصل واش روم یوز کرنا ہے اسماء احمد سے ناراض تھی اس
لیے وہ اپنے کمرے کا واش روم یوز کرنے کے بجائے ماورہ کے کمرے
میں آگئی تھی۔۔

چھوٹی امی میرے واش روم کا شاور خراب ہے ماورا نے اسماء کے ہاتھ
میں کپڑے دیکھ سفید جھوٹ بولا۔

شاور خراب ہے، رکومیں دیکھتی ہوں اسماء واش کی طرف جانے لگی
ماورہ اس کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔

اس سے قبل اسماء کچھ بولتی احمد شاہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔
بیگم ہمارے کمرے میں واش روم نہیں ہے؟ احمد شاہ ابھی ابھی نماز پڑھ
کر آیا تھا اسماء کو کمرے میں موجود نہ دیکھ پورے گھر میں منڈلاتا پھر رہا
تھا جب اسے ماورہ کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا نظر آیا۔
ماورہ خاموشی سے سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی اسے معلوم تھا اب
احمد شاہ اپنی بیوی کو یہاں سے لے کر ہی جائے گا۔

مجھے کوئی بھی واش روم یوز ہی نہیں کرنا اسماء غصے کی بھری کپڑے وہیں
پھینک کر کمرے سے باہر چلی گئی احمد شاہ نے آنکھیں بند کر کے کھولی
اور اسماء کے کپڑے اٹھا کر باہر چلا گیا تاکہ اسے مناسکے۔۔

اپنے قدم شریف باہر لے آئے ماورہ نے فوراً دروازہ بند کیا اور واش
روم کا دروازہ کھول کر غصے سے اپنے شوہر کو باہر آنے کا کہا۔۔

اچھا چلو میں چلتا ہوں مجھے لگتا ہے سب اٹھ گئے ہیں یہ نہ ہو میری پیاری
سی بیوی پھر سے پھنس جائے اذہان اسے تنگ کرنے کے باعث اس کی
ٹھوڑی پر ہاتھ رکھ کر اس کے لبوں کو نرمی سے چھو کر تقریباً بھاگا تھا۔۔
کہہ مجھے رہے تھے کہ تمہاری وجہ سے میں ذلیل ہوتا ہوں لیکن

درحقیقت ان کی وجہ سے ہر مرتبہ شرمندگی مجھے اٹھانی پڑتی ہے ماورہ
منمناتی ہوئی بیڈ پر جا کر نیم دراز ہو گئی وہ پوری رات نہیں سوئی تھی اب
وہ سکون بھری نیند سونا چاہتی تھی۔۔

اسماء یار میری بات سنو احمد کمرے میں آیا تھا اسماء واش روم میں بند ہو گئی آدھے گھنٹے سے وہ واش روم کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا اسماء کی منتیں کر رہا تھا۔

اسما جان ناراضگی ختم کر دو تمہارے بیٹوں نے ڈیر دیا تھا کہ رات کو تم سے بات نہیں کرنی اور دوری اختیار کر کے رہنا ہے اس لیے میں تم سے بات نہیں کر رہا تھا یار احمد مسلسل دروازہ کھٹکھٹائے جا رہا تھا اسماء سکون سے واش روم کے دروازے کے پاس دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھی۔

تو جائے جا کے اپنے بیٹوں کے ڈیر پورے کریں آپ، مجھے آپ سے بات نہیں کرنی اب مجھے مت پکاڑیے گا اسماء نے اندر سے دروازے پر زور سے ہاتھ مارا تھا احمد جو باہر دروازے کے ساتھ کان لگائے کھڑا تھا

اتنی اونچی آواز پر اسے اپنے کان کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہو رہے
تھے وہ ہڑبڑا کر پیچھے ہوا۔

بیچارہ احمد شاہ خاموشی سے بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا اور اپنی اسماء جان کا واش
روم سے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔۔۔

عرتج سیان کے کمرے میں گئی تاکہ اسے جھگڑا کر سکے دروازہ پر ہاتھ
باندھ کر ٹیک لگائے کھڑی ہو گئی سیان جو واش روم سے نکلا تھا عرتج کو
اپنے کمرے میں دے کر ہکا بکارہ گیا۔۔۔

زہ نصیب آج میری معصومیت کی صورت میرے کمرے میں آئی ہے
سیان شاہ عرتج کے سر آپے کو غور سے دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پر
ناراضگی صاف نمایاں ہو رہی تھی اور وہ اچھے سے جانتا تھا کہ ناراضگی کس
وجہ سے ہے۔۔۔

ادھر آؤ میرے پاس عرتج نے فوراً نفی میں سر ہلایا سے رونا آ رہا تھا۔
رونا نہیں ہے اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوتے دیکھ
سیان نے اس کا ہاتھ پکڑ کے بیڈ پر بٹھا کے آنسو صاف کیے۔

سب شوہر اپنی بیویوں سے پیار کرتے ہیں آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے
سیان نے آنکھیں چھوٹی کر کے اپنی بیوی کو دیکھا آج تک اس نے اس
طرح کی بات نہیں کی تھی۔

اور یہ میری چھوٹی سی محترمہ کو کس نے کہا ہے کہ میں اس سے پیار
نہیں کرتا۔

بھائی جی ہر روز بھابھی کے لیے چیزیں لاتے ہیں پھر بھابی اگر ان سے
ناراض ہو جائیں بھائی جی مناتے ہیں ماورہ بھابھی اذہان بھائی سے کہہ
رہی تھی کہ جیسے بھائی جی انیزا بھابھی سے پیار کرتے ہیں ویسے ہم سے

آپ پیار نہیں کرتے سیان بے ساختہ مسکرا اٹھا تھا اس کی معصوم بیوی
دوسروں کی باتیں سن کر ذہن میں نقش کر کے بیٹھ جاتی تھی۔۔
اگر میں تم سے پیار نہ کرتا ہوتا تو کبھی نکاح کے لیے اپنے گھر والوں کی
منتیں نہ کرتا، اور ہر مرد کا پیار جتانے کا طریقہ کار الگ ہوتا ہے ضروری
نہیں ہے کہ جیسے بھائی جی بھابھی سے پیار ظاہر کرتے ہیں سب مرد اسی
طرح کریں ہر مرد کا الگ طریقہ کار ہوتا ہے میری چھوٹی سی محترمہ
سیان نے اس کے آنسو صاف کرتے رخسار کھینچے۔۔
تو ہر شوہر اپنی بیوی کو تحفے لا کر دیتا ہے آپ نے کبھی مجھے تحفہ نہیں دیا
سیان اس بات پر خاموش ہی رہا کیونکہ اس نے واقعی میں عرتج کو کبھی
کوئی تحفہ نہیں دیا تھا۔۔

آج رات میری چھوٹی سی محترمہ میرا دیا گیا تحفہ پہنے گی اور مہندی جب
لگوانی ہے میرا نام اوپر لکھا ہونا چاہیے۔۔

میں آپ کا نام تب لکھواؤں گی جب آپ مجھے تحفہ لا کے دیں گے اگر آپ نے تحفہ نہ لا کر دیا تو میں نے نام بھی نہیں لکھوانا عرتج بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔۔

محترمہ یہ میرا کمرہ ہے یہاں پر نہیں سونا اگر کسی نے تمہیں میرے کمرے میں سوئے دیکھ لیا تمہیں تو کسی نے کچھ نہیں کہنا البتہ میری درگٹ ضرور بن جانی ہے سیان نے اپنی کل کی حالت کے بارے میں سوچ کے جھر جھری لی تھی۔۔

سیدھی طرح کہتے دے کہ میں دفع ہو جاؤ یہاں سے سیان آنکھیں بار بار جھپک کر یقین کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس کی معصومیت کی صورت کی بھی اس طرح ٹرٹ زبان چل سکتی ہے۔۔

اپنا جب دل چاہتا ہے میرے کمرے میں آ جاتے ہیں، میں آج آئی ہوں تو اگر کسی نے دیکھ لیا تم میری درگٹ بن جانی ہے سیان پیشانی پر ہاتھ

رکھ کے سر نیچے کر کے بیٹھ گیا وہ یہ بات بھول گیا تھا کہ وہ چاہے جتنی مرضی معصوم ہو آخر کار ہے تو بیوی ہی اور بیویوں کو شوہر کو تانے دینے اچھے سے آتے ہیں۔۔

جار ہی ہوں میں رہے آپ اکیلے عرتج جانے لگی سیان نے اس کا بازو پکڑ کر اپنی گود میں بٹھایا تھا۔۔

محترمہ اتنا ناراض نہیں ہوتے میں نے یہ توہر گز نہ کہا تھا کہ تم یہاں سے چلی جاؤ تم نے ہی بات کا غلط مطلب نکالا ہے اب خاموشی سے اپنی شوہر کے پاس کچھ پل بیٹھو مجھے اپنی محترمہ سے پیار بھری باتیں کرنی ہیں عرتج خفگی سے چہرے کا رخ سیان کے مخالف سمت کر گئی سیان مسکراتا ہوا اس کے کندھے پر سر رکھ گیا۔۔

اب میری محترمہ مجھے یہ بتائیں کہ اسے تحفے میں کیا چاہیے۔۔

کچھ نہیں چاہیے مجھے عرتج نے مزاحمت کرتے اس کی گود سے اٹھنا چاہا
سیان شاہ اس پر اپنی گرفت اور زیادہ مضبوط کر گیا۔۔

مجھے تمہاری گردن پر اپنے نام کا پینڈن نہایت پرکشش لگے گا سیان نے
اس کی گردن پر ہاتھ پھیرا عرتج لمبے لمبے سانس لے کر خود کو پرسکون
کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

جب مجھے سہنے کی ہمت نہیں ہے تم میں تو کیوں میرے کمرے میں آئی
ہو سیان کا ارادہ سے مزید تنگ کرنے کا تھا اور وہ معصوم بھولی بھالی سہمی
ہر نی کی طرح اپنے شوہر کی گود میں بیٹھے کپکپا رہی تھی۔۔

میں ڈانٹا سور نظر آتا ہوں تمہیں؟ سیان نے عرتج کے جسم میں
کپکپاہٹ طاری دیکھ پوچھا۔۔

آپ میرے ساتھ گندی حرکتیں کیوں کر رہے ہیں سیان شاہ دل میں
تلملا کر رہ گیا بھی اس نے ہاتھ لگایا تھا اور اس کی محترمہ کو یہ سب گندا
لگ رہا تھا۔

برا لگتا ہے میرا چھونا عرتج رونے والی ہو گئی اس نے سیان کا سنجیدہ رویہ
پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔

نہیں، مجھے برا نہیں لگتا بلائی لب دانتوں میں دبا کر نفی میں سر ہلاتے
سیان کے کندھے پر سر ٹکایا۔

مجھے تمہاری معصومیت میں کہی گئی ہر بات منظور ہے لیکن میرے
چھونے پر مجھے تمہاری آنکھوں میں ڈر نظر نہیں آنا چاہیے اب جاؤ
شاباش اپنے کمرے میں، کل رات سب مردوں کے سامنے میری بہت
عزت افزائی ہو چکی ہے اب اگر بھائی جی نے ہمیں ایک کمرے میں یو
قریب بیٹھے دیکھ لیا تمہیں تو کچھ نہیں کہنا لیکن میری ضرور مرمت ہونی

ہے عرتج ہاں میں سر ہلاتے کمرے سے چلی گئی کہ مبادہ سیان کا رویہ
کہیں پھر سے سخت نہ ہو جائے۔۔

زیان بھائی کو کل رات کیا ہوا تھا سیان نے زیان کو ہڑ بڑی میں جم میں
جاتے ہوئے دیکھا تھا وہ تب سے کشمکش میں مبتلا تھا کہ آخر ہوا کیا ہے
اس کے دماغ میں کیڑا بیٹھ گیا تھا سب کچھ جاننے کا۔۔

یہ تم ہو عالیاں سیان نے اللو والا ایمو جی عالیاں کو سینڈ کیا۔۔

اور یہ تم ہو عالیاں بھی کہا پیچھے رہنے والا تھا اس نے شیطان والا  ایمو جی سیان کو سینڈ کر دیا۔۔

یار مجھے ایک بات بتا تو چار سو بیس ہے لیکن تیری بہن اس قدر معصوم
کیوں ہے؟ سیان نے میسج سینڈ کر کے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائی تھی۔۔

تم بھی مجھے ایک بات بتا تیرے چہرے سے مسکراہٹ غائب نہیں ہوتی
اور تیری بہن اس کے چہرے پر کبھی مسکراہٹ آئی ہی نہیں؟ عالیاں

نے میسج سینڈ کر کے اگے کو سچن مارک لگا دیا سیان کا دماغ گھوم گیا اپنی بہن کے ذکر پر عالیان شاہ کی بہن اس کی بیوی تھی لیکن سیان کی بہن کا عالیان کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں تھا۔

عالیان شاہ تمہاری بہن میری بیوی ہے لیکن میری بہن تمہاری کچھ نہیں لگتی تو آج کے بعد میری بہن کا ذکر اپنی زبان پر مت لانا سیان نے وائس میسج سینڈ کیا تھا اس کی آواز میں غصہ تھا عالیان نے اپنے سر پر ہاتھ مارا وہ یہ کیوں بھول جاتا تھا کہ وہ اس کا دوست ہونے کے ساتھ عانیہ شاہ کا بھائی بھی ہے۔

یار میں نے تم سے جنرلی کی بات کی تھی عالیان نے وائس میسج سینڈ کیا اس نے بات کو ختم کرنا چاہا تھا لیکن سیان کا اس کے بات پر اور زیادہ دماغ گھوما تھا۔

جو بھی ہے عالیاں آج کے بعد میری بہن کا ذکر مجھے تمہارے منہ سے
نہیں سننا، احتیاط کرنا میں نہیں چاہتا ہماری دوستی خراب ہو عالیاں شاہ
منجمند ہو کر رہ گیا اس نے کبھی نہ سوچا تھا کہ یہ بات ان کی دوستی تک
پہنچ جائے گی ٹھنڈی آہ خارج کرتے اس نے خود کو پر سکون کیا تھا وہ
کبھی سیان شاہ جیسا دوست کھونے کا خسارہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔
ایم سوری سیان آئندہ احتیاط کروں گا میں 😊😊 ساتھ میں یہ دو
ایموجی سینڈ کر کے اس نے بڑھتی لڑائی کو روکنا چاہا سیان نے "اوکے"
کا میسج کر کے موبائل سائیڈ پر پھینک دیا۔

نیسلیمان نماز پڑھ کے فریش ہو کر ولی کے کمرے میں گئی ولی غصے سے
بڑا بیڈ پر بیٹھا اپنی ٹانگیں ہلا رہا تھا۔

جس راستے سے آئی ہو اسی راستے سے واپس چلی جاؤ بیڈ پر نیم دراز
ہوتے ہیں باز واپسی آنکھوں پر رکھا۔

ولی سوری مجھے نہیں یاد رہا آپ کو کال کرنا۔۔

میں نے کچھ کہا تم سے، ویسے بھی وقت گزاری کے لیے جو چیزیں
ہمارے پاس ہوں انہیں ہم بہت جلد بھول جاتے ہیں ولی نے تلخ لہجہ
استعمال کرتے کروٹ نیسلیمان کی مخالف سمت لی تھی۔۔

ولی آپ وقت گزاری نہیں ہے میرے لیے، آپ شوہر ہے میرے
نیسلیمان تیز قدم اٹھاتے بیڈ پر ولید کے پاس بیٹھ کر اس کے کندھے پر
ہاتھ رکھا ولید اس کا ہاتھ جھٹک کر اٹھ بیٹھا۔

بہت جلدی نہیں یاد آگیا؟ تین دن سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے تمہیں
یہاں آئے ایک مرتبہ تم نے کال کی مجھے، بالکل نہیں نیسلیمان کال
کرنا تو دور کی بات ہے تم نے ایک میسج تک نہیں کیا مجھے ولید نیسلیمان

کے ساتھ نہایت سخت تھا وہ اپنی جگہ پر ٹھیک تھا اور نیسلیمان نے غلطی کی تھی۔۔۔

سوری آئندہ ایسی غلطی نہیں ہوگی نیسلیمان ولید کے ساتھ لگ گئی۔۔
سوری ولی، اتنا غصہ کرنا اچھی بات نہیں ہے۔۔

غصہ کرنا اچھی بات نہیں ہے لیکن شوہر کو بھول جانا اچھی بات ہے؟
ولید نے نیسلیمان کو خود سے دور کر کے صوفے پر جا کے بیٹھ گیا
نیسلیمان ایک پل کے لیے مسکرائی تھی اپنے شوہر کی بچوں والی حرکات
دیکھ کر۔۔۔

ولی میں پریگنٹ ہوں ولی اپنی بیوی کے الفاظ سن کر بے ہوش ہونے
کے در پر تھا وہ گہری سوچ میں مبتلا ہو گیا کیونکہ ان کے درمیان کچھ ہوا
نہیں تو وہ پریگنٹ کیسے ہوئی ہے۔۔

نسلیمان بھنگ پی کر تو نہیں آئی میرے کمرے میں یار ہمارے
درمیان کچھ ہوا نہیں تو تم پریگنٹ کیسے ہو گئی نسلیمان نے بمشکل اپنی
مسکراہٹ پر قابو پایا اسے بات کرنے کا کوئی بہانہ چاہیے تھا اسے وہ مل
گیا۔۔

ولی میں پریگنٹ نہیں ہوئی لیکن میرے پاس بچہ ہے میرا ولی کا سر
چکرانے لگ گیا تھا نسلیمان کی باتیں سن کر وہ پریگنٹ بھی نہیں تھی
لیکن بچہ بھی ہے تھا۔۔

ن۔ نسلیمان تم پریگنٹ نہیں ہوئی تو بچہ کیسے آیا پھر اور جب ہمارے
درمیان کچھ ہوا ہی نہیں تو پریگنٹ کیسے ہوئی تم ولی کا دماغ، ہاتھ، پاؤں
سب کچھ سن ہو چکا تھا غصہ سے پتھر یلی نظروں سے اپنی منکوحہ کو دیکھے
جار ہا تھا۔۔

میں نے جب آپ سے نکاح کیا تھا نا مجھے نہیں پتہ تھا کہ مجھے شوہر کی صورت میں بچہ مل جائے گا اس لیے بنا پر یکنٹ ہوئے مجھے بچا مل گیا ولی کو لگ رہا تھا یا تو وہ پاگل ہو گیا ہے یا پھر اس کی بیوی جو اس طرح کی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہے اور ولید ملک خاموشی سے بیٹھا سن رہا ہے

میری پیاری بیوی چپ ہو جاؤ کیوں تمہارا بیوہ ہونے کا ارادہ ہے ایسی باتیں اپنے شوہر کو سنا کر ولی نے اس کے رخسار تھپتھپا کر کندھے کو سہلا کے اسے خاموش رہنے کا کہانیاں سلیمان فرما بردار بیویوں کی طرح گردن ہلاتی اس کے سینے پر سر رکھ کر بیٹھ گئی۔

یا تو یہ ہل گئی ہے یا میں پاگل ہو گیا ولی خاموشی سے آنکھیں موندھ گیا کسی نے صحیح کہا ہے بیوی شوہر کا دماغ ایک منٹ سے پہلے خراب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

ولی آج رات آپ نے کس کلر کا ڈریس پہنا ہے۔۔۔

سفید رنگ کا کرتا اور ساتھ میں بیج کلر کی واسکٹ پہنی ہے نیسلیمان کا
چہرہ سامنے کر کے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھا وہ ساری خفگی دور
کر کے صرف سکون چاہتا تھا۔

ولی ناراضگی ختم کر دی آپ نے۔۔

بیگم اگر کہتی ہو تو میں دوبارہ سے ناراض ہو جاتا ہوں نیسلیمان نے فوراً
نفی میں اشارہ کیا۔

ولی جب آپ آئے تھے یہاں ارسلان بھائی جی کی طرف دیکھ کر آپ کو
غصہ کیوں چڑھا تھا نیسلیمان نے اس وقت ولید ملک کے تاثرات کو
نوٹ کیا تھا۔

مجھے ارسلان پر نہیں اس کے جنونی پن پہ غصہ چڑھا تھا اس کی بیوی اپنے
بھائی کے پاس ہی کھڑی تھی کسی نامحرم کے گلے لگ کر تھوڑی نہ کھڑی

تھی جو اسے آگ لگ رہی تھی بابا نے صحیح کہا تھا ارسلان شاہ میری بہن
کو لے کر حد سے زیادہ جنونی ہے ولید ملک کمرے میں چکر کاٹنے لگا اسے
دوبارہ سے ارسلان شاہ پر غصہ چڑھ رہا تھا۔

اچھا چلیں غصہ ختم کریں مجھے کپڑے نکال دے جو آپ نے پہنے ہیں
میں آپ کو پریس کر دیتی ہوں نیسلیمان خالص بیویوں کی طرح بولی
تھی۔

خیریت ہے بیگم آج بیویوں والے کام سرانجام دیے جا رہے ہیں۔
جی بالکل خیریت ہی ہے اپنے کپڑے نکال کے دے مجھے میں پریس کر
دیتی ہوں نیسلیمان نے ولید کی گردن میں بازو حائل کیے۔
وہ سامنے کبر ڈھے بیگم جون سے چاہے نکال کر پریس کر دو بہکے انداز
میں کہتے اس کے کمر پر ہاتھ رکھا۔

نیں سلیمان نے اسے دھکا دے کر بیڈ پر گرایا۔

زیادہ پھلنے کی ضرورت نہیں ہے آپ کو ولید ملک خاموش سے لیٹ گیا
وہ مزید اپنی بیوی کو تنگ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

نیند سے بیدار ہوتے آنکھوں کھولنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ اپنے
دائیں جانب دیکھا جہاں زید شاہ نماز پڑھ کے گدھے گھوڑے بیچ کر سویا
ہوا تھا۔

ہیرا کی نظر وال کلاک پر گئی جو صبح کے تقریباً آٹھ بج رہی تھی۔ خود کو
گھسیٹتے ہوئے واش میں بند ہو گئی تاکہ فریش ہو سکے۔

منٹ بعد ہیرا فریش ہو کر باہر آئی زید شاہ ابھی بھی مدہوش اڑا 15
ترچھا بیڈ پر سویا ہوا تھا۔

منہ کے بل لیٹا تھا ٹانگیں بائیں جانب اور دھڑ دائیں جانب تھا تکیہ سر
کے نیچے ہونے کی بجائے اوپر رکھا ہوا تھا۔

ہیرا پانچ منٹ ٹکٹکی باندھے زید شاہ کو دیکھتی رہی اسے اٹھتے نہ دیکھ ہیرا
کا دل چاہ رہا تھا سائیڈ ٹیبل پر پڑا پانی کا جگ اس کے اوپر انڈیل دے۔۔۔
بالو کو برش کر کے زور سے ڈریسنگ ٹیبل پر پٹکا آئینے میں زید شاہ کا
عکس دیکھا جس پر مدہوشی غالب تھی۔۔

ہیرا کو ایک شرارت سو جھی وہ اگر لپسٹک لگاتی تو اسے زور سے ڈریسنگ
ٹیبل پر پٹکتی، پرفیوم لگاتی تو اسے بھی زور سے پٹکتی لیکن مجال جو اس
شخص کی نیند میں ذرا سا بھی خلل پڑا ہو۔۔

ہیرا اتیار ہو کر ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی زید شاہ کو
گھورنے لگی۔۔۔

اللہ جانے یہ رات میں کیا کھا کے سوئے ہے ہیرا زید کے پاس جا کر بیٹھ
کے اس کی گھنی پلکوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگی اس کے بعد اس
کے لبوں پر انگلی پھیری لیکن کوئی فرق نہ پڑا مدہوشی مکمل طور پر اس پہ
حادی تھی۔۔

ہیرا اسے تنگ کرنے خاطر اپنے ناخن اس کی گردن پر پھیرے وہ پھر
بھی نہیں اٹھا۔۔

آخری حربہ رہ گیا ہے ہیرا نے زید کی شرٹ بیک سائیڈ سے اوپر کر کے
ہاتھوں کا پنچہ بنا کر دونوں کندھوں کے درمیان والی جگہ سے لے کر
پوری پیٹھ پر زور سے ناخن ماڑے زید شاہ جو آدھے گھنٹے سے اس کی
حرکتیں نوٹ کر رہا تھا ہیرا کے ناخن مارنے پر اس کی زوردار چیخ کمرے
میں گونجی تھی۔۔

وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔۔

زید کیا ہوا آپ کو فکر منگی سے زید شاہ کا چہرہ تھام کر آنکھیں پٹپٹاتے
معصومیت سے کہا تھا۔

اللہ پوچھے تم سے ہیرا کون سی دشمنی پوری کر رہی ہو مجھ سے کمر پر ہاتھ
رکھتے وہ درد سے کراہ اٹھا تھا۔

زیادہ زور سے لگ گئی ہے زید کے پیچھے کی طرف ہو کر دیکھنا چاہا کہیں
زیادہ زور سے ناخن تو نہیں لگ گئے۔

چپ کر کے سیدھی ہو کے بیٹھی رہو خبردار تم نے میری پیٹھ دیکھنے کی
کوشش کی زید شاہ یک دم سنجیدہ ہوا تھا اس کی پیٹھ سے خون رس رہا تھا
۔۔

سوری مجھے نہیں علم تھا آپ کو زیادہ زور سے لگ جائے گئی ہیرا کو
شرمندگی نے آن گھیرا اس نے زید شاہ کو صرف تنگ کرنے کے لیے
یہ سب کیا تھا۔

اسے رونا آ رہا تھا اٹھ کر جانے لگی زید شاہ نے اسے کلائی سے پکڑ کے اپنے اوپر گرایا تھا۔۔

ریلیکس ہو جاؤ کچھ نہیں ہوا ہلکی سی خراش ہے مسز چھوٹی چھوٹی بات پر یوں اپنی آنکھوں کو نم مت کیا کرو زید شاہ کے ہاتھ ہیرا کے کمر پر حرکت کر رہے تھے۔۔

آپ بہت بے شرم ہو گئے ہیں زید شاہ کو ہیرا اپنے قریب شرمائی سی اور گھبرائی سی حد سے زیادہ پرکشش اور خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

زید مجھے۔۔۔ بے بی چاہیے کافی۔۔ ٹائم ہو گیا ہے ہماری۔۔۔ شادی کو

ہیرا جھجھکتے ہوئے بولی تھی زید شاہ بچہ نہیں چاہتا تھا کیونکہ ہیرا کی

حالت ناساز تھی بے بی کرنا اس کی جان کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتا

تھا۔۔۔

مسز پہلے خود تو بڑی ہو جاؤ پھر بے بی لے لینا تم زید نے بات کو مذاق میں اڑا دیا وہ ہیرا کا دھیان اس طرف سے بھٹکانا چاہتا تھا۔۔

زید میں سنبھال دوں گی۔ آپ جانتے ہیں زید میں نے بہت محرومیاں سہی ہیں بہت انتظار کے بعد اللہ نے مجھے آپ سے نوازا ہے اور اب میں چاہتی ہوں ہمارا بے بی ہو اور ہماری فیملی کمپلیٹ ہو جائے ہیرا ضد پر اڑی ہوئی تھی کہ اسے بے بی چاہیے۔۔

جب تم 18 کی ہو جاؤ گی تب بے بی کر لیں گے زید نے اسے کسی طرح ٹالنا تھا تو اس نے اس کی عمر کا سہارا لیا کیونکہ ہیرا بھی 17 سال کی تھی۔۔

زید کو ایک پل کے لیے دکھ ہوا تھا کہ 17 سال کی عمر میں وہ حد سے زیادہ میچور ہو گئی تھی محرومیاں سہنے کی وجہ سے۔۔

میں ایک اور سال اس پچھتاوے میں مبتلا نہیں رہنا چاہتی کہ میری غلطی کی وجہ سے ہمارا بچہ ہم سے دور ہو گیا جس خوشی کو محسوس ہر مرد کرنا چاہتا ہے وہ خوشی محسوس کرنے سے پہلے ہی آپ سے چھین لی گئی صرف میری ایک غلطی کی وجہ سے ہیرازید کی گردن میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی زید شاہ اٹھ کر بیٹھا اور ہیرا کو اپنے سینے سے لگا گیا۔۔

اس سب میں اللہ نے ہمارے لیے کچھ نہ کچھ بہتری رکھی تھی ہیرا اگر ہمارا بچہ ہم سے دور نہ ہوتا تو شاید ہم کبھی ایک دوسرے کے قریب نہ ہو پاتے اور بچہ دور ہونے میں صرف تمہارے غلطی نہیں ہے غلطی میری بھی ہے اگر میں تمہارے ساتھ اپنا رویہ ٹھیک رکھتا تو تم کبھی بھی نیند کی گولیاں نہ کھاتی زید نے اسے پیار سے سمجھانا چاہا تھا لیکن وہ تھی کہ اس سب سے باہر نکلنا ہی نہیں چاہتی تھی۔۔

زید آپ مردوں کے لیے کہنا آسان ہوتا ہے کہ بچہ ضائع ہو گیا کوئی بات نہیں پھر سے آجائے گا آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ عورت کے اندر بچہ پلتا ہے اسے کتنی تکلیف سہنی پڑتی ہے لیکن جب وہی بچہ پیدا ہونے سے پہلے ہی دور ہو جائے تو ایک عورت کو کس قدر تکلیف ہوتی ہے آپ اندازہ بھی نہیں کر سکتے ہیرا ہاتھوں میں چھپا کر سر جھکائے بلند آواز میں رونا شروع ہو گئی زید شاہ کے لبوں پر تکلیف دہ مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

بالکل آسان ہوتا ہے جیسے تم عورتوں کے لیے یہ کہنا آسان ہوتا ہے کہ مرد کو کوئی فرق نہیں پڑتا بچہ ضائع ہو جائے انہیں اس بات سے کیا؟۔۔۔ مرد اپنی تکلیف کو ظاہر نہیں کرتا اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسے تکلیف نہیں ہوتی ہمارا بچہ ضائع ہونے پہ جس قدر میں ٹوٹا تھا میں جانتا ہوں یا میرا خدا۔ زید بلک بلک کر روتی ہوئی ہیرا کو مضبوطی سے خود میں بھینچ

گیا اس کی گرفت اس قدر سخت تھی کہ ہیرا کو اس کی انگلیاں اپنے جسم میں ڈھستی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔

اللہ کی رضا سمجھ کر بھول جاؤ ہیرا اللہ کی رضا میں خوش ہونا سیکھو اگر اس نے ہمارا بچہ ہم سے دور کیا ہے تو کیا پتہ اس کے بدلے وہ ہمیں ایک کی بجائے دو سے نواز دے زید کی ٹونز والی بات پر ہیرا روتے ہوئے مسکرائی تھی اپنی مسز کو مسکراتے دیکھ زید شاہ نے سکون بھرا سانس لیا۔۔

ان ڈائریکٹلی آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ آپ کو ٹونز بے بی چاہیے۔۔
اگر سچ کہوں تو ہاں مجھے ٹونز بے بی چاہیے جانتی ہو کیوں؟ زید نے ہیرا کے آنسو صاف کر کے اس کی ناک کھینچی تھی جو بے حد سرخ ہو رہی تھی۔۔

کیوں؟۔۔

کیونکہ میں اور ارسلان جڑواہیں ہم دونوں کی ایک دوسرے میں جان بستی ہے میں چاہتا ہوں میرے بھی دو جڑوا بیٹے یا پھر بیٹیاں ہوں جو ایک دوسرے سے حد سے زیادہ اٹیچ ہو۔۔۔

زید آپ ارسلان بھائی جی سے اتنا پیار کرتے ہیں انے یہ بات بہت نوٹس کی تھی کہ جب بھی زید شاہ اپنے بھائی کی بات کرتا تھا اس کے لبوں پر مسکراہٹ خود بخود آ جاتی تھی۔۔

ہاں خود سے زیادہ مجھے میرا بھائی عزیز ہے میں تمہیں ایک بات بتانا چاہتا ہوں ہیرا میں یہ نہیں چاہتا بعد میں تم مجھ سے شکایت کرو کہ میں نے تمہیں بتایا نہیں۔ میری اور ارسلان کا دل ایک ساتھ چلتا ہے زید شاہ مسکراتے ہوئے کہہ وہ اپنی مسز کو حیرت میں مبتلا کر گیا تھا۔۔

کیسے؟ ہیرا پریشانی سے زید شاہ کو دیکھنے لگی اس کی سمجھ سے باہر تھی یہ بات کہ دو لوگوں کا دل ایک ساتھ کیسے دھڑک سکتا ہے۔۔۔

میں سمجھاتا ہوں تمہیں۔ ہم جب پیدا ہوئے تھے تو ہماری امی جان کی
اتج بہت کم تھی جس وجہ سے تھوڑے مسئلے مسائل پیدا ہوئے تھے ہم
جب پیدا ہوئے اللہ کی طرف سے ہمارے دل ایک ساتھ دھڑکتے تھے
اگر ہم میں سے کسی ایک کو کچھ ہو جاتا ہے تو دوسرے کو سانسوں کا مسئلہ
ہو گا وہ انہیلر کے بغیر نہیں رہ پائے گا دوسرے لفظوں میں کہوں تو وہ
مصنوعی سانسوں پر زندہ ہو گا۔ جب ارسلان کو دل کے مقام پر گولی لگی
تھی تم نے تب اس بات پر غور نہیں کیا کہ میرے دل کی دھڑکن نہ
چلنے کے برابر تھی زید شاہ کے الفاظوں کو سن کر ہیرا جیسے صدمے میں
چلی گئی اس نے اس بات پر غور نہیں کیا تھا کہ جب ارسلان شاہ کو گولی
لگی تھی اس کے شوہر کے دل کی دھڑکن نہ چلنے کے برابر تھی۔۔

میں صرف کہنے کے لیے نہیں کہتا کہ ہم دونوں کی ایک دوسرے میں
جان بستی ہے در حقیقت ہیرا ہم ایک دوسرے کی جان ہیں زید کے
چہرے پر سے مسکراہٹ غائب ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔
زید ایک بات پوچھوں آپ سے؟۔۔

ہاں پوچھو زید نے مسکراتے ہوئے اس کو دیکھا جو کسی کشمکش میں مبتلا
تھی۔۔

اگر کبھی ایسا مقام آیا کہ آپ کو مجھے یا پھر ارسلان بھائی جی کو چنا پڑے تو
آپ کس کو چنوں گے؟ ہیرا کا سوال زید شاہ کو لا جواب کر گیا تھا اس کے
پاس کوئی جواب نہ تھا اسے دینے کے لیے ایک طرف اس کا جان سے
پیارا بھائی اور دوسری طرف اس کی دلِ عزیز بیوی۔۔

کمرے میں گہرے خاموشی چھا گئی صرف سانسوں کی آواز گونج رہی
تھی۔۔

میں موت کو چنو گا زید شاہ صرف ایک پل کے لیے خاموش ہوا تھا بنا سوچے اس نے جواب دیا۔

زید ہیرا تڑپ کر اس کی طرف دیکھنے لگی اس کے الفاظ سے ہیرا کا دل لرزا اٹھا تھا وہ دنیاوی زندگی میں اس کا واحد رشتہ تھا جو اس سے پیار کرتا تھا۔

میں نہ اپنے بھائی کو چھوڑ سکتا ہوں ہیرا نہ تمہیں اللہ نہ کرے کبھی ایسا مقام میری زندگی میں آئے۔ اگر کبھی ایسا کچھ ہوا تو میں موت کو چننا پسند کروں گا اگر تمہیں چھوڑ دیا زید شاہ کی مسکراہٹ چھن جائے گی اس سے، اور اگر اپنے بھائی کو چھوڑ دیا زید شاہ زندہ لاش بن کر رہ جائے گا زید بظاہر مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا لیکن دل تکلیف سے پھٹنے والا ہو گیا تھا۔

زید میری بات کا برا مت مانے گا لیکن آپ جانتے ہیں آپ کے لفظوں
سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ کو مجھ سے زیادہ اپنا بھائی عزیز ہے
کیونکہ میرے دور ہونے سے آپ کی مسکراہٹ آپ سے چھن جائے
گی لیکن ارسلان بھائی جی کے دور ہونے سے آپ کی زندگی آپ سے
چھن جائے گی ہیرا بہت غور سے اس کے الفاظ سن رہی تھی ایک ایک
لفظ اس نے اپنے دل میں نقش کیا تھا۔

تمہیں برا لگا ہیرا نرمی سے اس کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگایا تھا۔
بالکل نہیں مجھے خوشی ہوئی ہے کہ آپ دونوں بھائیوں میں اس قدر پیار
ہے، خوش قسمت ہیں آپ دونوں اس معاملے میں، آپ کو معلوم ہے
زید میں ترس جاتی تھی اپنے بھائی کے پیار کے لیے میں اچھے سے جانتی
ہوں بھائی کا دور ہونا کیسا ہوتا ہے ہیرا کی آنکھیں پھر سے بھیگی تھی زید
نے اس کے کمر کے گرد بازو لپیٹتے سر اپنے سینے پر رکھا۔

میری جان بس کر دواتنا نہیں روتے زید نے اس کے آنسو اپنے لبوں
سے چنے تھے ہیرا روتے ہوئے مسکرا دی۔۔

زید بچوں کی طرح مت ٹریٹ کیا کریں آپ ایسے میرا دھیان رکھتے ہیں
جیسے میں کوئی چھ سالہ بچی ہوں۔۔

بیویاں درحقیقت بچیاں ہی ہوتی ہیں چھوٹی چھوٹی بات پہ ناراض ہو جانا
منہ پھلا لینا جیسے چھوٹے بچے پھلاتے ہیں اس لیے انہیں بچوں کی طرح
ہی ٹریٹ کرنا چاہیے جیسے جیسے زید شاہ بولتا گیا ہیرا مسکراتے ہوئے ہاں
میں سر ہلاتی رہی۔۔

رات کو جب مہندی اپنے ہاتھوں پر لگاؤ گی اپنے مسٹر کا نام ضرور لکھوانا
ہے، اگر ہیرا زید شاہ تم نے میرا نام نہ لکھوایا میں خفا ہو جاؤں گا تم سے
زید خفگی کا ڈرامہ کرتے ہوئے بولا تھا۔۔

مسٹر آپ اپنی مسز کے دل پر اپنا نام لکھواچکے ہیں ہاتھ تو پھر ایک معمولی سی شے ہے ہیرا نے آنکھیں بند کر کے نرمی سے زید شاہ کے لبوں کو چھوا۔۔

زید شاہ کے وجود میں سکون سرایت کر گیا۔۔

مسز تمہارے الفاظ تمہاری یہ ادائیں کسی دن مجھے پاگل کر دیں گی فل وقت میں خود پر ضبط کیے ہوا ہوں اور اس ضبط کو قائم رہنے دو یہ ضبط ٹوٹا تو تم برداشت نہیں کر پاؤ گی زید کے لفظوں کا مطلب سمجھتے ہیرا شرم سے لال ٹماٹر بن کر چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے زید شاہ کے سینے پر سر ٹکا گئی۔۔

اف مسز تمہاری شرم و حیا زید اس کا چہرہ اپنے قریب تر کرتے ناک سے ناک مس کرنے لگا۔۔

زید آپ بہت بے شرم ہیں۔۔

میں بے شرم ہوں سب کچھ تم کر جاتی ہو اور بے شرمی کا ٹیگ مجھ پر لگا دیتی ہو زید نے اپنے لبوں پر انگلی رکھتے ابرو اچکائی تھی۔۔

آج کے بعد میں نے آپ سے پیار ہی نہیں کرنا یہ والا یہ جھنجھلا کر بولی

--

مسز مجھے یہ والا پیار آپ سے چاہیے زید نے "یہ والا" پر زور دیا تھا ہیرا نے آنکھیں چھوٹی کر کے زید شاہ کو گھورا وہ اسے تنگ کرنے سے باز نہیں آ رہا تھا۔۔

میں آپ کو یہ والا پیار نہیں دیا کروں گی اب، آپ بہت زیادہ سر پر چڑھ جاتے ہیں میرے۔۔

مسز یہ نہ چیز آپ کے سر پر نہیں آپ کے دل پر راج کرتا ہے ہیرا اس سے بحث میں نہیں جیت سکتی تھی وہ ہر مرتبہ ایسی بات کر دیتا تھا کہ ہیرا کو الفاظ نہیں ملتے تھے زید شاہ کو سنانے کے لیے۔۔

اچھا اب بس بہت ہو گیا فریش ہو جائے جا کر نیچے ناشتہ کرنے جانا ہے
ٹائم بہت زیادہ ہو گیا ہے ہیرا نے زید کو دھکے دیتے واش روم کی طرف
دھکیلا۔۔

ایک تو مسز جب میں تمہارے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنے لگتا ہوں تمہیں یا
تو ناشتہ یاد آ جاتا ہے یا گھر والے یاد آ جاتے ہیں وہ جھنجھلاتا ہوا واش روم کا
دروازہ کھٹاک سے بند کر گیا۔۔

زرگو! عنائزہ الماری کے اندر تقریباً گھسی ہوئی تھی زوریز خان دس
منٹ سے اسے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔۔

جی، ہنوز الماری کے اندر منہ دیے یک لفظی جواب دیا۔۔

کیا ڈھونڈھ رہی ہو زوریز نے گہری نظروں سے اس کا جائزہ لیتے کشن
اپنی گود میں رکھا۔۔

کانٹے (جھمکے) پھر سے یک لفظی جواب دیا زوریز خانزادہ نے آبرو
اچکاتے رخ بدلا اس کی بیوی کو اپنے شوہر سے زیادہ اپنے جھمکے عزیز تھے

--

مبینوں نئی پتہ مبینوں کانٹے لیا کے دیو (مجھے نہیں پتا مجھے جھمکے لا کر
دے) عنائزہ پاؤں بٹکتے ہوئے صوفے پر چونکری مار کر بیٹھ گئی اسے وہ
جھمکے بے حد پسند تھے زوریز خان لمبا سانس خارج کرتے ہیں اپنی زرگو
کے ادا اس چہرے کو دیکھنے لگا۔

دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے عنائزہ گا کے پاس بیٹھا۔

مبینوں لیا کے دیو (مجھے لا کر دیں)۔

میں مال جاتا ہوں وہاں سے اپنی زرگو کے لیے ایک جھمکے کی جوڑی کیا
پورا مال ہی اٹھالاؤں گا زوریز خانزادہ نے اپنی تقریباً پانچ فٹ کی بیوی کا

سرتاپاؤں تک جائزہ لیا تھا جو صوفے پر بیٹھی چھوٹی سی بچی معلوم ہو رہی تھی۔۔

مینوں تہاڈے کو ایک گل پوچھنی اے (مجھے آپ سے ایک بات پوچھنی ہے) عنائزہ شہادت کی انگلی ٹھوڑی پر رکھتے پر سوچ انداز سے زوریز خان کی طرف رخ کر کے بیٹھ گئی۔۔

زوریز کے حامی میں سر ہلاتے ہی عنائزہ نے اس کا ہاتھ تھاما۔۔

تسی کی کام کر دے او (آپ کیا کام کرتے ہیں) زوریز خان زادہ کے ایک پل لیے ہوش اڑے تھے پہلی مرتبہ عنائزہ نے اس کے کام کے متعلق پوچھا تھا وہ ہاتھوں کی مٹھی بار بار بنا کر کھولنے لگا۔۔

تسی مینو نہیں دسنا چاہندے (آپ مجھے نہیں بتانا چاہتے) زوریز خان کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لے کر عنائزہ خاموش ہو گئی وہ زبردستی اس

سے کچھ نہیں پوچھنا چاہتی تھی اتنی دیر اس نے زوریز خان سے اس معاملے میں استفادہ نہ کیا تھا کیونکہ وہ چاہتی تھی وہ خود اسے بتائے۔۔

بہت جلد تمہیں بتا دوں گا زوریز خان زادہ عنائزہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا اسے شدید قسم کی تھکن محسوس ہو رہی تھی جو کہ جسمانی نہ تھی وہ ذہنی طور پر تھکاوٹ میں مبتلا تھا انٹنٹ سالوں بعد اسے اس کی ماں ملی تھی اس کا سوتیلا بھائی جو اس سے نفرت کرتا تھا بہن جس نے اسے بلانا تک گوارا نہیں کیا وہ اس شخص کے ساتھ رہ رہا تھا جو اس کی ماں کی معصومیت اور خوشیوں کا قاتل تھا اور ارد شیر سکندر خان اس کی ماں کا دوست عرف عاشق اسے نفرت تھی ارد شیر سے۔۔۔

تو اڈی امی کتھے سی؟ (آپ کی امی کہاں تھی؟) عنائزہ نرمی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی۔۔

ان کی طبیعت نہیں ٹھیک رہتی تھی اس کی وجہ سے میں نے انہیں
بیرون ملک بھیج دیا تھا سچ چھپانے کے لیے اس نے جھوٹ کا سہارا لیا تھا
اکثر انسان اپنوں سے سچ چھپا کر بہت بڑی غلطی کر دیتا ہے وہ ڈرتا ہے کہ
کہیں سچ جاننے پر میرے اپنے مجھ سے دور نہ ہو جائیں لیکن درحقیقت
وہ اپنے خدا کو بھی ناراض کر رہا ہوتا ہے اور اپنوں کے دل میں بدگمانی
پیدا کر رہا ہوتا ہے۔۔

ہنوز عنائزہ کی گود میں سر رکھے کروٹ تبدیل کی۔۔

ویسے تاڈے تو وڈا چوٹھا کوئی نئی اس دنیا تے ہونا (ویسے آپ سے بڑا
جھوٹا اس دنیا میں کوئی نہیں ہونا) زوریز نے رخ عنائزہ کی طرف کرتے
ابرواچکا کر اسے دیکھا ہاتھ اس کی کمر پر رکھتے اس کا چہرہ اپنے چہرے کے
قریب کیا۔۔

تسی دسو گے کہ میں کی چوٹھ بولیا (آپ بتائیں گی کہ میں نے کون سا جھوٹ بولا ہے) ان دونوں کا چہرہ اس قدر قریب تھا کہ عنائزہ کو بولنے سے پہلے سوچنا پڑا کہ وہ بولے یا پھر نہ بولے۔۔

تسی کیا سی جے میں تاڈے ناویاہ کر لا تسی میرے کو کم نہیں کراؤ گے (آپ نے کہا تھا اگر میں آپ سے شادی کر لوں آپ مجھ سے کام نہیں کراؤ گے) عنائزہ نے زوریز خان کو اس کے کہے گئے الفاظ یاد دلانے ہلکی سی مسکراہٹ نے میں زوریز خان کے لبوں پر احاطہ کیا زوریز خان کے ہاتھ عنائزہ کی پیٹھ پر حرکت کر رہے تھے۔۔

زرگوا بھی تو میں نے کوئی کام تم سے کروایا ہی نہیں، نہ ہی گھر کے اور نہ ہی وہ کام جو بیویاں شوہر کے لیے کرتی ہیں عنائزہ کمر پر دونوں ہاتھ رکھتے سوچ میں پڑ گئی گھر کے کاموں کی تو اسے سمجھ آ گئی تھی لیکن بیویوں کے کام والی بات اس کے سر کے اوپر سے گزری تھی۔۔

میں بتاتا ہوں تمہیں اسے سر تھا مے اپنے ذہن پر زور ڈالتے دیکھ زوریز
خان نے اس کی مشکل آسان کرنی چاہی اور اٹھ کر سیدھا ہو کے عنائزہ
کے قریب تر بیٹھا۔

باقی سب چیزوں کو چھوڑو تمہیں یہ تو معلوم ہو گا بیوی کے فرائض کیا
ہوتے ہیں عنائزہ نے فوراً حامی میں سر ہلایا زوریز خان کو اپنی مسکراہٹ
پر کنٹرول کرنا مشکل لگ رہا تھا کیونکہ اس کی زرگو کو ابھی تک اس کی
بات سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

تسی ایڈے نہ بنو مینوں پتہ تسی کی کین دے او (آپ اتنے نہ بنے مجھے
پتہ ہے آپ کیا کہہ رہے ہیں) عنائزہ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ
کراچھے سے سمجھ گئی تھی کہ وہ اس کا مذاق اڑا رہا ہے۔

تسی کین دے او جیرے کم بڈیاں کر دیا نے او کم میں کرا (آپ کہہ رہے
ہیں جو کم بیویاں کرتی ہیں وہ کام میں بھی کرو) زوریز خان کو اس کی

معصومیت پر ٹوٹ کر پیارا یا عنائزہ سے بات کر کے وہ پر سکون ہو جاتا تھا
اس کی معصومانہ حرکتیں اس کی پیاری پیاری باتیں زوریز خانزادہ کے
سکون کا باعث تھی۔۔

تانو پتا می نے میرے کو ایک گل چھپی سی (آپ کو پتہ ہے امی نے مجھ
سے ایک بات پوچھی تھی؟)۔۔

اچھا جی اور امی نے اپنی بہو سے کیا پوچھا تھا زوریز خان بے حد خوش تھا
کہ اس کی ماں اور بیوی کے درمیان تعلقات ٹھیک ہیں اس کے قریب
ہوتے رازدار انداز میں استفادہ کیا۔۔

امی کین دے سان تیرا بچہ ان والا اے؟ (امی کہہ رہی تھی تمہارا بے بی
آنے والا ہے؟) زوریز لبوں پر ہاتھ جما کر وال کلال کی طرف دیکھنے لگا ان
ڈائریکٹلی اس کی ماں اس کی بیوی سے اپنے دل کی بات کا اظہار کر گئی تھی

میری زرگو کو بے بی چاہے عنائزہ نے پانچ منٹ سوچنے کے بعد ہاں میں
سر ہلایا تھا کیونکہ اسے بے بی کا مطلب سمجھ نہیں آ رہا تھا پھر اسے یاد آیا
کہ ایک دن اس میں مووی دیکھی تھی جس میں وہ اپنے بچے کو بے بی
کہہ رہے تھے۔

ہاں جی مینوں چائی دا (ہاں جی مجھے چاہیے) زوریز نے ایک ٹھنڈا سانس
خارج کیا وہ بھی چاہتا تھا کہ ان کا رشتہ آگے بڑھ جائے اور ان کی چھوٹی
سی فیملی کمپلیٹ ہو جائے۔

آج رات خوبصورت سامیرے لیے تیار ہونا ہے تم نے زوریز نے اسے
کندھوں سے تھامتے نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھے عنائزہ شرماتے
ہوئے اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔

زوریز کو اب ارد شیر کا کچھ کرنا تھا کیونکہ وہ اس کی ماں کے پیچھے ہاتھ دھو
کر پڑا ہوا تھا۔

جلدی سے فریش ہو جاؤ پھر ناشتہ کرنے چلتے ہیں نیچے سب انتظار کر رہے ہوں گے عنائزہ اچھلتی ہوئی الماری سے کپڑے نکال کر واش روم میں بند ہو گئی اس کے واش روم میں جاتے ہی سائیڈ ٹیبل کا دراز کھول کے اندر سے ایک چپ نکالی جو اسے کسی جگہ یا پھر کسی انسان پر فٹ کرنی تھی۔۔

کیا لگتا ہے تم دونوں کو کہ میں اپنی ماں کی حفاظت نہیں کر پاؤں گا ہر اس مرد کا دل سینے سے نکال کر پاؤں تلے کچل ڈالوں گا جو میری ماں پر غلط نظر رکھے گا اس نے اپنا عکس آئینے میں دیکھا سبز آنکھوں میں سرخی تھی اس سے نفرت تھی اپنی ان سبز آنکھوں سے جو اسے اپنے باپ سے ملی تھی۔۔۔

تم جانتے ہو شد اور خان میں تمہیں تڑپتا دیکھنا چاہتا ہوں ہر اپنے کے لیے میری ماں سے تم عشق کرتے ہو لیکن اس سے نکاح نہیں کیا تم نے۔

تمہیں تڑپاؤں گا میں اپنی ماں کے حوالے سے تم نہیں جانتے کہ تمہاری بیوی سے تمہارا وارث پیدا ہوا ہے تم تڑپو گے رضا خانزادہ کے لیے تمہاری بیٹی تم سے دور ہے جب تم اسے خود کے پاس پاؤ گے اس کی نفرت دیکھ کر تمہیں اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوگی۔ تمہاری اولاد کے ساتھ جب تمہارا نام لگتا ہے انہیں خود کے لیے تمہارا نام گالی محسوس ہوتی ہے شد اور خان کے بارے میں سوچتے ہی اس کی رگیں ابھری تھی وہ عنائزہ کے واش روم سے باہر نکلنے سے پہلے خود کو پر سکون کرنا چاہتا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی معصوم سی بیوی اس کا وحشی روپ دیکھے کمرے میں بے چینی سے چکر کاٹتے لمبے لمبے سانس خارج کر رہا تھا۔۔۔

عنائزہ جیسے ہی واش روم سے باہر آئی زوریز خانزادہ خود کو پر سکون کر چکا تھا مسکراتے ہوئے اپنی بیوی کا ہاتھ تھام کر باہر کی طرف چل دیا۔

سب نیچے ناشتے پر موجود تھے اور ہلکی پھلکی گفتگو کرتے ہوئے کھانا کھا رہے تھے اگر ان سب میں کوئی خاموش تھا تو وہ ارسلان شاہ، زیان شاہ اور نیشہ تھی۔۔

انیزا ایک مرتبہ ارسلان شاہ کو گھوری سے نواز کر کھانا کھانے میں مصروف ہو گئی۔۔

سب لڑکیاں اپنے کمرے میں چلی جائیں نیشہ کے علاوہ۔ ابھی وہ سب کھانا کھا کر فارغ ہوئے تھے ارسلان شاہ نے سب لڑکیوں کو کمرے میں جانے کا کہا سوائے نیشہ کے۔۔

وہ سب خاموشی سے چلی گئی انیزا نے پاؤں بٹکتے غصے سے کمرے میں جاتے دروازہ کھٹاک سے بند کیا۔۔

اذہان بھائی کی مہندی ہو گی آج لیکن نیشہ کا نکاح نہیں ہو گا ارسلان ہاتھوں کو مٹھیوں کی شکل دے کر خود پر ضبط کرتے بول رہا تھا۔۔

تمہارا دماغ ٹھکانے پر ہے ارسلان، تم جانتے بھی ہو نکاح توڑنے پر
ہمارے گھر کی عزت پر بات کی جائے گی اور سب سے زیادہ نیشہ کا ذکر
لوگوں کی زبان پر ہو گا کیا تم یہ برداشت کر لو گے کہ لوگ تمہاری بہن
کے کردار کے بارے میں بات کریں سجاد شاہ کا دماغ گھوم گیا تھا ارسلان
شاہ کے الفاظ سن کر پہلے اس کے کہنے پر ہی رشتہ طے کیا تھا اور اب عین
نکاح کے وقت وہ نکاح توڑنے کا کہہ رہا تھا۔

بھائی جی رضائے تڑپ کر ارسلان شاہ کو پکارا وہ اپنی بہن کو روتے ہوئے
نہیں دیکھ سکتا تھا۔

ارسلان۔۔ ایک تو آپ سب کی یہ بہت بری عادت ہے پوری بات
سنیں بغیر سب لیکچر دینا شروع ہو جاتے ہیں۔ اگر ہمارے گھر کی عزت
پر بات کی جائے گی نیشہ کے کردار پر بات کی جائے گی تو اس کا ذمہ دار
آپ کا بیٹا ہے بڑے بابا۔ پوچھے اس سے آپ کے سامنے کھڑا ہے

زبردستی اس نے نیشہ سے نکاح کیا ہے اس کی کمزوری کا فائدہ اٹھا کر
زیان شاہ سر جھکا کر کھڑا ہو گیا اسے معلوم تھا جب اس کے خاندان پر
حقیقت آشکار ہونی تھی تو سب نے اسے خفا ہونا تھا۔

زیان کہہ دو یہ۔۔ جھوٹ ہے۔۔ میرا بیٹا۔۔ کبھی کسی۔۔۔ عورت
کے ساتھ زبردستی۔۔ نہیں کر سکتا سجاد شاہ کے لیے یقین کرنا مشکل تھا
ان کا وہ بیٹا جس نے بیرون ملک میں آزادانہ ماحول میں رہ کر بھی خود کو
سنجھال لیا تھا۔

انہیں لگ رہا تھا ان کے دماغ کی نسیں پھٹ جائیں گی۔۔
میں نکاح کر چکا ہوں بابا زیان شاہ نے جیسے ہی الفاظ ادا کیے سجاد شاہ نے
کئی تھپڑ اس کے چہرے پر رسید کیے۔۔

بابا میں جانتا ہوں میں نے آپ سب کا مان توڑا ہے لیکن میں مجبور۔۔

ایسی کون سی مجبوری تھی زیان شاہ سجاد شاہ کی رعب دار آواز لاؤنج میں
گو نجی تھی۔۔

بابا اگر میں اس سے نکاح نہ کرتا آپ سب اس کی شادی کہیں اور کر
دیتے اس مرتبہ رضا کا ہاتھ اٹھا تھا۔۔

زیان شاہ اسے مجبوری نہیں اپنی خواہش کو پورا کرنا کہتے ہیں،
پسند۔۔ رضا ایک پل کے لیے خاموش ہوا جیسے وہ خود میں ہمت جمع کر
رہا تھا۔۔

اگر پسند کرتے تھے منہ میں زبان نہیں تھی تمہاری وجہ سے زیان شاہ
میری بہن کے کردار پر بات کی جائے گی رضا نے اسے گریبان سے
پکڑتے دھکا دیا وہ منہ کے بل زمین پر گرا تھا ارسلان شاہ اور باقی سب
مرد خاموشی سے کھڑے تھے چہرہ اوپر کرتے ہونٹوں سے نکلتے خون کو
صاف کیا ارسلان شاہ کے مارے گئے تھپڑوں کے نشان ابھی تک گئے

نہیں تھے اور اب سجاد شاہ اور رضا کا مارنا اس کے چہرے کا حلیہ بگاڑ رہا تھا

--

جو سزا مجھے دیں گے مجھے منظور ہے لیکن کل اذہان بھائی کے ساتھ نیشہ کی رخصتی میرے ساتھ کروائیں گے آپ سب زیان گہری نظر نیشہ پر ڈالتے خود کو سنبھالتے ہوئے کھڑے ہو کر جنونیت سے بھرے انداز میں کہا۔

ہر گز نہیں بھائی جی آپ اسے اس سب کے لیے اجازت نہیں دیں گے میں اس شخص کے ساتھ اپنی بہن کو رخصتی نہیں کروانا چاہتا جسے میری بہن کی عزت کا خیال نہ ہو بلکہ آپ اسے کہیں ابھی اور اسی وقت میری بہن کو طلاق دے سب کے چہرے کے رنگ یک دم اڑے تھے رضا خانزادہ کی بات پر زیان نفی میں سر ہلاتے رضا کے مقابل کھڑا ہوا۔

یہ صرف آپ خواب ہی سے دیکھ سکتے ہیں رضا بھائی میں کبھی اپنی عزت کو نہیں چھوڑوں گا۔

اپنی بکواس بند کرو وہ عزت جس کی عزت کا تمہیں خیال ہی نہیں رہا رضا نے دوبارہ سے اس کا گریبان پکڑا تھا اس مرتبہ زیان نے سختی سے رضا خانزادہ کی کلاٹیاں پکڑتے خود سے دور جھٹکا۔

آپ کی بہن کو چھوڑوں میں، ٹھیک ہے پھر آپ میری پھوپھو کو چھوڑ دیں حساب برابر کرتے ہیں وہ دونوں اس قدر پاگل ہو چکے تھے کہ انہیں اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ وہ کیا کہے جا رہے ہیں۔

لوگ میری بیوی کے کردار پر باتیں کریں گے سنبھال لوں گا جو منہ کھولے گا اس کا منہ توڑ کر رکھ دوں گا۔ مجھے کل رخصتی چاہیے وہ ضد پر اڑا ہوا تھا نیشہ کا دل چاہ رہا تھا وہ بولے کہ اگر تمہیں میری اصلیت معلوم ہو جائے کیا تب بھی تم میرا ساتھ اسی طرح دو گے؟۔۔۔

دماغ خراب ہو گیا ہوا ہے تم دونوں کا نہ زیاں نیشہ کو طلاق دے گا اور نہ
ہی رضا تم ایسی کوئی حرکت کرنے کے بارے میں سوچو گے ارسلان
نے دونوں کا بازو پکڑتے کھینچ کے ایک طرف کیا تھا۔

اور زیاں شاہر خستی فل وقت تمہاری نہیں ہوگی ارسلان نے روتی کوئی
نیشہ کا کندھا سہلایا۔

ٹھیک ہے آپ نا کچھ بھی کروائیں میں نیشہ کے کمرے میں جا کے رہ لیا
کروں گا اس کے بے باک لہجے اور الفاظ پر ارسلان شاہ کا ہاتھ اٹھنے لگا تھا
جو نور نے سامنے آتے تھا۔

آپ ہمارے مسئلے میں مت آئیں رضا غصیلی نظروں سے نور کو دیکھ رہا
تھا نور کا یوں درمیان میں آنا اس کا میٹر شارٹ کرنے کا کام کر رہا تھا۔

میں جانتی ہوں میرا بولنا نہیں بنتا لیکن آپ لوگ ایک مرتبہ ٹھنڈے
دماغ سے سوچیں۔ زیان نے غلطی کی ہے لیکن اس غلطی کی اتنی بڑی
سزا نہیں بنتی جتنی آپ اسے دے رہے ہیں۔۔۔

آپ سے پوچھا کسی رضا نہایت بد تمیزی سے بولا تھا ارسلان شاہ کی
خونخوار نظریں خود پر محسوس کرتے خاموش ہو گیا۔۔

جی بولیں آپ کیا کہنا چاہتی ہے ارسلان نے نرمی اختیار کرتے نور سے
کہا وہ اپنے دونوں ہاتھ پیچھے کو باندھے کھڑا تھا۔۔

تم سب جانتے ہو ارسلان میرے بارے میں، کیا ناجائز تعلقات بنانے
سے بہتر نہیں ہے کہ اس نے نکاح کر لیا۔ اس کی صرف ایک غلطی ہے
کہ اس نے اپنی پسندگی کا اظہار آپ سب کے سامنے نہیں کیا تھا اور غلط
طریقے سے اسے اپنے نکاح میں لیا۔ زیان کی بات صحیح ہے آپ اسے

سزا دیں لیکن اس کی رخصتی کروادے آپ سب میں زیادہ تر شادی
شدہ ہیں آپ کو اندازہ ہو گا کہ جب زبردستی نکاح کیا جائے تو دوری
رشتے میں اختلافات پیدا کر دیتی ہے اس نے نہایت پر سکون لہجہ اپنایا تھا
وہ نظر جھکائے الفاظ ادا کر رہی تھی سب نور کی بات پر متفق ہوئے تھے
زیان کو سزا ملنی چاہیے تھی لیکن اس سزا کی نیشہ مستحق نہیں تھی۔۔
ٹھیک ہے زیان شاہ تمہاری رخصتی کی جائے گی لیکن آج رات جو باتیں
کی جائیں گی ان سب لوگوں کو جواب دہ تم ہو گے زیان نے فوراً ہاں میں
سر ہلا دیا وہ نشا کی ڈھال بننے کے لیے تیار تھا۔۔

بھائی جی! رضا اور نیشہ دونوں یک زبان بولے دونوں کے چہرے کا
رنگ زرد تھا نیشہ بالکل تیار نہ تھی رخصتی کے لیے لیکن وہ اپنے خدا کا
فیصلہ سمجھ کر خاموش ہو گئی۔۔

رضا کی پیشانی پر غصے سے بل نمودار ہوئے تھے وہ کسی حال میں بھی نیشہ کے رخصتی زیان سے نہیں کروانا چاہتا تھا۔

باقی سب مرد وہاں کھڑے یقین کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ زیان شاہ نے کیا کارنامہ انجام دیا ہے۔۔

!ارسلان

تمہاری آواز نہ مجھے آئے، تم نے زبردستی نکاح ہیرا سے کیا جس کی وجہ سے اسے شے ملی ہے ارسلان زیان کا سارا غصہ زید پر نکالنا شروع ہو گیا زہد خاموشی سے کھڑا سننے لگا کیونکہ کہیں نہ کہیں اس کی وجہ سے ہی زیان شاہ کو شے ملی تھی زبردستی نکاح کرنے کی۔۔

اور تم دونوں نے بھی اگر ایسا کوئی کارنامہ سرانجام دینا ہے تو ہمیں بتانے کی زحمت کر دو تاکہ ہم اس آنے والے وقت کے لیے تیار رہیں احمد شاہ

نے رخ عالیان اور عیشان کی طرف کیا گھر میں موجود ہر فرد جانتا تھا کہ
عیشان میرم کو پسند کرتا ہے اور علیان عانیہ کو۔۔

نہیں بابا ہمیں آپ سب کی رضامندی سے نکاح کرنا ہے دونوں ایک
مرتبہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر سب کی طرف نظر درا کر
خاموشی سے سر جھکا گئے انہیں معلوم تھا اگر انہوں نے ذرا سی بھی
زبان کھولی جو زیان شاہ کی حالت ہو رہی تھی وہی حالت ان دونوں کی
ہونی تھی وہ بنا بات کے پس جائیں گے۔۔

ویسے صحیح کہا ہے کسی نے بعض اوقات غصے میں مرد عقل سے پیدل ہو
جاتا ہے اور ایک عورت ہی اسے سمجھا سکتی ہے احمد نے نظریں جھکائے
احتراماً نور سے کہا تھا۔۔

نور ہلکا سا مسکرائی۔۔۔

نیشہ بت ایک جگہ کھڑی تھی آنکھیں خشک تھی ہاتھ کپکپا رہے تھے
پتھریلی نظروں سے وہ اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔
نیشہ ہم تمہارے ساتھ ہیں گڑیا دائیں جانب ارسلان کھڑا ہوا اور بائیں
جانب رضادونوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے دوسرا ہاتھ نیشہ کے
سر پر رکھا۔۔

نیشہ! زوریز خود کو نیشہ کا بھائی سمجھتا تھا چاہے سوتیلا ہی سہی لیکن اس کا
دل چاہتا تھا کہ وہ بھائیوں کی طرح نیشہ کے لاڈ اٹھائے۔۔۔
رضا بولنے لگا تھا ارسلان شاہ نے آنکھوں سے نفی کا اشارہ کیا رضا کو ایک
شخص کنٹرول کر سکتا تھا اور وہ ارسلان شاہ تھا۔۔

تمہارا بھائی تمہارے ساتھ ہے زوریز نے شفقت سے نیشہ کے سر پر
ہاتھ رکھا نیشہ تکلیف سے مسکرائی تھی اسے زوریز خان یا پھر نور سے

نفرت نہیں تھی لیکن اس کا دل نہیں چاہتا تھا کہ وہ ان سے بات کرے

--

نیشہ سر ہلانا بہتر سمجھاتا تھا۔

آپ اندر جا کر سب کو کہہ دے کہ اذہان اور ماورہ کی رخصتی کے ساتھ
نیشہ اور زیان کی رخصتی کی تیاریاں کریں سجاد نے اپنے چہرے پر ہاتھ
پھیرتے نور سے کہا۔

چلو اندر چلتے ہیں نور نے اپنا ہاتھ نیشہ کے سامنے کیا یک دم نیشہ کی
آنکھیں بھیگی تھی اپنا کانپتا ہاتھ نور کے ہاتھ پر رکھا۔

رضا بمشکل خود پر ضبط کیے کھڑا تھا اسے نور کا یوں اپنی بہن کے ساتھ
فری ہونا برداشت نہیں ہو رہا تھا وہ چاہتا تھا شاید اور خان سے جڑا ہر شخص
اس کی بہن اور اس سے دور رہے اس کے اپنوں سے دور رہے۔

نور اس کی حالت کو مد نظر رکھتے دوسرے کمرے میں لے گئی جہاں کوئی
بھی نہ تھا۔

نیشہ کا ضبط ٹوٹا اور وہ نور کے گلے لگ کر بے تحاشہ بلند آواز میں رونے
لگی۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے میں ابھی اس رشتے کے لیے تیار نہیں ہوں اس کا
پورا جسم کانپ رہا تھا کانپتے ہاتھوں سے نور کی کلائیاں تھام کر کپکپاہٹ
لہجے میں سموئے نور سے کہا۔

میری بات سنو، سب سے پہلے خود کو ریلیکس کرو نور نے اس کا سر
اپنے سینے پر رکھا تاکہ وہ جی بھر کر رولے اور اپنے دل کو ہلکا کرے۔
آدھا گھنٹہ وہ مسلسل روتی رہی جب رورو کر آنکھیں خشک ہو گئی خود پر
ضبط کر کے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

مجھے معلوم ہے تم اس سب کے لیے تیار نہیں ہو لیکن اگر تم مجھے گہری
نظر سے دیکھو گی نا تم کہو گی کہ میں زیان کے ساتھ بخوشی رہنے کے
لیے تیار ہوں۔ اس نے غلط طریقہ اختیار کیا ہے وہ غلط نہیں ہے نیشہ اور
جس چیز کا تمہیں ڈر ہے مجھے نہیں لگتا کبھی زیان شاہ تمہیں تنہا چھوڑے
گا جیسے وہ آج سب کے سامنے ڈٹ کر کھڑا ہوا تھا وہ ہمیں ہمیشہ تمہاری
ڈھال بن کر تمہارے ساتھ رہے گا۔ ایک موقع صرف ایک موقع
زیان شاہ کو دو میاں بیوی نہ سہی دوست بن کر اس کے ساتھ رہو نور
نے دوبارہ سے اس کا سراپہ اپنے سینے سے لگا کر اس کے بال سہلاتے لہجے
میں محبت سموئے اسے سمجھایا۔

ایک بات کہوں تم سے نیشہ۔ نیشہ کے سر میں حرکت محسوس کرتے
نور مسکرائی تھی۔

کیا جو کچھ تمہاری ماں کے ساتھ ہوا ہے اس سب کا قصور وار تم مجھے
سمجھتی ہو نور صالح کو یہ بات اندر ہی اندر کھائے جا رہی تھی کہ لیلیٰ کے
بچے اسے ذمہ دار ٹھہرا رہے ہیں جو کام اس نے کیا ہی نہیں۔۔

میں آپ کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا میری ماں کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ شد اور
خان کی وجہ سے ہوا تھا اور اس سب میں میرے خدا کی رضا تھی میں نے
کبھی یہ بات اپنی ذہن میں نہیں لائی کہ آپ کی وجہ سے میری ماں روتی
رہی بلکہ میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری ماں کو میرے
اس درندے کی اصلیت بتائی اور میرا بھائی اس درندے کی پرورش سے
محفوظ رہا نیشہ اپنے آنسو صاف کر کے نور کا ہاتھ تھام کر اپنی پیشانی سے
لگایا نور کو ایک پل کے لیے یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ نیشہ اسے قصور وار
نہیں ٹھہراتی اس کی خوشی ساتویں آسمان پر پہنچی تھی۔۔

ویسے آپ 36 سال کی لگتی نہیں ہے آپ کو اگر کوئی دیکھے تو یہی کہے گا کہ آپ 24 یا 25 سالہ لڑکی ہے نور نے اپنا عکس آئینے میں دیکھا وہ واقع ہی میں دکھنے میں 24 یا 25 سال کی لگتی تھی۔۔

نیشہ بیٹا ہر چیز ٹھیک ہو جائے گی نور کے بیٹا کہنے پر نیشہ ہلکا سا مسکرائی

نور نیشہ کو سلا کر عورتوں کے کمرے میں گئی اور انہیں جو کچھ باہر ہوا سب کچھ بتا دیا سب کے چہرے پر حیرت تھی لیکن حقیقت کو تسلیم تو انہیں ہر حال میں کرنا تھا۔۔

نور کے سر میں شدید قسم کے درد ہو رہی تھی کو ماسے باہر آنے کے بعد جو میڈیسن کھاتی تھی لیکن آج اس نے میڈیسن نہیں کھائی تھی تازی ہوا کے لیے وہ گارڈن میں گئی لیکن اسے وہاں بھی گھٹن کا احساس ہونے لگا بیک ڈور سے وہ شاہ پیلس سے باہر نکل گئی۔۔

نور شاہ پیلس کے باہر چکر کاٹنے لگی یہ جانتے ہوئے بھی کہ ایس۔ کے
اس کی تلاش میں ہیں۔۔

وہ اپنے آپ میں گم تھی بے ساختہ اس کی نظر سامنے سے آتے ہوئے
ایس۔ کے پر گئی۔۔

نور جان! شد اور خان ایک پل میں اسے پہچان گیا تھا وہ اس کے
خوبصورت نقش کیسے بھول سکتا تھا۔۔

شد اور وہاں پر ڈیول ڈیمین سے ملاقات کرنے آیا تھا نور کو وہاں دیکھ کر
اس کے دھڑکن تیز ہوئی۔۔

نور جان! اس نے بھاگتے ہوئے بلند آواز میں پکارا تھا۔۔

نور اٹے قدموں سے پیچھے کی طرف بھاگی وہ دوبارہ سے اس درندے کی
قید میں نہیں جانا چاہتی تھی۔۔

میرے اللہ میری حفاظت کر دل میں شدت سے دعا کرتے وہ بنا سامنے
دیکھے بھاگی جا رہی تھی 15 منٹ وہ یوں ہی بھاگتی رہی۔۔

جب وہ سامنے سے آتے ہوئے رضا خان زادہ کے ساتھ ٹکرائی۔۔ رضا
خود کو پر سکون کرنے کے لیے شاہ پیلس سے باہر واک کرنے کے لیے
نکلا تھا۔۔

اس کی اڑی ہوئی رنگت دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کے پیچھے کون ہیں
نور صالح صرف ایک شخص سے خوف کھاتی تھی اور وہ شد اور خان تھا
۔۔

نور ایک عورت ہونے کی وجہ سے اس کا دل نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی
مدد کرنے کو راضی ہو گیا اسے یہ گوارا نہیں تھا کہ ایک عورت اس کے
سامنے ایک درندے کے پاس چلی جائے اور وہ بے غیرت مردوں کی
طرح خاموشی سے سب کچھ دیکھتا رہے۔۔۔

اس سے قبل شد اور نور تک پہنچتا ر ضا نور كے گرد حصار بنائے اپنے
ساتھ لیے چل دیا نور نے نم آنکھوں سے رضا كی طرف دیکھا جو نفرت
كرنے كے باوجود بھی اس كو بچار ہا تھا۔

نور!۔۔۔

نور جان!۔۔۔

نور جان! وہ پاگلوں كی طرح بھاگتے ہوئے اسے پكار رہا تھا وہ 13 سال
سے اس سے بات كرنے كے لیے تڑپ رہا تھا۔۔۔
لیكن اسے وہ كہیں نظر نہ آئی سوائے ایک جوڑے كے جو ایک دوسرے
كے حصار میں تھے شد اور كی آواز اپنے پیچھے سے آتے محسوس كر كے
نور كے پاؤں ایک پل كے لیے اس كا ساتھ چھوڑ گئے رضا نے بمشكل
اسے سہارا دیتے اس كے قدموں كو لڑكھڑانے سے روكا تھا۔۔۔

ارد گرد متلاشی نظروں سے دیکھتے اسے بلند آواز میں پکارنا شروع ہو گیا
وہ یوں اسے پکارتے دیوانہ پاگل عاشق لگ رہا تھا۔۔۔

نور جان! جسم کی تمام تر قوت اکٹھی کرتے آسمان کی طرف دیکھتے چلایا
تھا۔۔

کچھ آدمی پاس سے گزرے ایک مرد کو یوں چلاتے دیکھ انہیں اس کی
دماغ کی حالت پر شک ہوا تھا۔۔

شد اور خان کی عمر 45 سال تھی لیکن اس نے اپنے آپ کو اس قدر فٹ
رکھا ہوا تھا کہ اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ جوان بچوں کا باپ
ہے۔۔

شد اور اس علاقے میں ہر جگہ بھاگتے ہوئے نور کو ڈھونڈنے لگا۔

اماں جی میں لے آؤں گا ارد شیر صبح سویرے اپنی اماں جی سے ملنے چلا گیا
تھا اب وہ شاہ پیلس کی طرف آرہا تھا جب اسے اماں جی کی کال آئی اور وہ

اس سے کہہ رہی تھی کہ جب گھر واپسی پر آؤ تو جو سامان میں نے تمہیں
کہا ہے لے کر آنا۔

ارد شیر کار روک کر اماں جی سے بات کر رہا تھا اپنی بات مکمل کرتے ہی
کال کٹ کر کے موبائل سیٹ پر رکھا سڑک پر نظر دوڑائی کہ کہیں کوئی
گاڑی تو نہیں آرہی جب اس کی نظر رضا کے حصار میں چپکی نور پر گئی۔
ارد شیر تیزی سے نور کی طرف گیا وہ اس وقت کالی شلوار قمیض اور
کالے ہی رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔

نور ارد شیر کو دیکھتے تیزی سے اس کے سینے سے جا لگی اس سے پہلے
ارد شیر کو کچھ سمجھ آتا اسے رضا کے پیچھے آتے ہوئے شداور نظر آیا اس
نے رضا کو آنکھوں سے وہاں سے نکلنے کا اشارہ کیا۔

رضا ایک منٹ سے پہلے وہاں سے غائب ہوا تھا کیونکہ اس نے کار میں
لگے آئینے میں شداور خان کا چہرہ دیکھ لیا تھا۔

ارد شیر نے اپنی چادر کو مٹھی میں پکڑ کے نور کے گرد حصار بنایا نور مکمل طور میں چادر کے اندر چھپ گئی تھی بمشکل اس کا سر نظر آ رہا تھا۔

واہ وہ ارد شیر جو پاگل تھا اپنی عزیز ارد کے لیے آج کسی اور کو اپنی باہوں میں لیے کھڑا ہے نور نے سختی سے ارد شیر کی قمیض کو جکڑا۔

شد اور خان نے اپنے اندر سموئی نفرت ارد شیر کے لیے اگلی تھی۔

اپنی زبان کو لگام دو شد اور خان ارد شیر پھنکارا تھا اس کی گرفت نور پر

سخت ہوئی نور نے بھیگی پلکے اٹھا کر ارد شیر کو دیکھا جس کی پیشانی پر بے

شمار بل نمودار تھے پیشانی اور کانپٹی کی رگیں حد سے زیادہ ابھری ہوئی

تھی۔

ارد شیر میں جانتا ہوں میری نور جان تمہارے پاس ہے خاموشی سے

اسے میرے حوالے کر دو نہیں تو تمہاری اماں جی کو ختم کرنے میں ایک

پل نہیں لگاؤں گا نور کا دل چاہ رہا تھا وہ دھاڑے مار کر روئے اس کی وجہ
سے ہر ایک کی زندگی تباہ ہو رہی تھی۔۔

میری اماں جی کو تم نقصان پہنچاؤ گے؟ ڈھونڈ سکتے ہو تو ڈھونڈ لو شدا اور
خان ارد شیر کے چہرے پر اسرار مسکراہٹ تھی۔۔۔

میری عزیز ارد جس دن مجھے مل گئی شدا اور خان اسی دن اسے میں اپنے
نکاح میں لے لوں گا ارد شیر اسے آگ لگانے سے باز نہیں آیا تھا جو پہلے
ہی لاوے کی طرح پھٹنے کو تیار تھا۔۔

حلق سے زبان تمہاری کھینچ لوں گا میں ارد شیر سکندر خان اگر تم نے
اب میری نور جان کا نام اپنے لبوں سے ادا کیا شدا اور خان اس کا گریبان
پکڑنا چاہتا تھا لیکن اس کے سینے سے لگی ایک عورت کو دیکھ اپنے چہرے
پر ہاتھ پھیر کر دوسرے ہاتھ کو مٹھی میں تبدیل کیا۔۔

جب پہلی مرتبہ میں نے تمہیں دیکھا تھا اگر اسی وقت تمہیں جان سے مار دیا ہوتا تو آج نور جان میری ہوتی صرف شدا اور خان کی۔۔

جب تک میرا خدا نہیں چاہے گا تم مجھے کچھ نہیں کر پاؤ گے شدا اور خان میں ہر مرتبہ کہوں گا کہ میں نور صالح کے عشق میں مبتلا ہوں اور 23 سال سے اس کا اسیر ہوں ارد شیر یہ بھول چکا تھا کہ نور اس وقت اس کے سینے سے لگی سب کچھ سن رہی ہے۔۔

نور جوار د شیر کے سینے سے لگی آنسو بہا رہی تھی ان دونوں کی باتوں کا مطلب سمجھتے اسے اپنے جسم سے روح نکلتی محسوس ہو رہی تھی جسے وہ اپنا مخلص دوست سمجھتی تھی وہی اس کی محبت میں مبتلا تھا۔۔

انج نور صالح سے اس کا مخلص دوست چھن گیا تھا اس پہ یہ راز آشکار ہو گیا تھا کہ ارد شیر 13 سال کی عمر سے اس کی محبت میں مبتلا ہے اس سے جنون کی حد تک عشق کرتا ہے۔۔

اف اللہ جی اگر زیان بھائی کو اتنا ہی پیار تھا نیشہ سے تو گھر والوں کو بتا دیتے انہوں نے شادی کروادینی تھی یوں زبردستی کرنے کی کیا ضرورت تھی میرم بیک سائیڈ پر پول کے پاس چکر لگاتے خود سے ہی باتیں کر رہی تھی اسے زہر لگتے تھے وہ مرد جو عزت سے کسی عورت کو خود کے نکاح میں لینے کی بجائے زبردستی نکاح کر کے بیٹھ جاتے تھے

ہائے اللہ جی میری زندگی میں بھی کوئی اچھا سالڑ کالے آئیں جو مجھے بے انتہا پیار کرے میرم شرماتی ہوئی آسمان کی طرف دیکھتے اپنے اللہ سے باتیں کر رہی تھی۔۔

اللہ جی وہ لو فر جو میرے پیچھے پڑا ہوا نامیرا دل کرتا ہے میں اس کا سر پھاڑ
دوں میرم ہاتھ نچاتے ہوئے آسمان کو دیکھے غصے سے کہہ رہی تھی
عیشان شاہ کے بارے میں سوچتے ہی اس کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے

--

عیشان شاہ گھر کے مین ڈور سے داخل ہونے کی بجائے بیک سائیڈ پر بنے
بیک ڈور سے گھر داخل ہوا سا منے میرم کو دیکھ اس نے اپنے ہاتھ پیچھے
چھپائے تھے۔

میرم جو اپنے خدا سے باتیں کرنے میں اس قدر مگن تھی کہ اسے
احساس ہی نہ ہوا کہ کب دروازہ کھلا اور بند ہوا ہے اچانک اس کی نظر
بے آواز قدم اٹھاتے عیشان شاہ پر گئی جس کی سفید شرٹ پر خون لگا ہوا
تھا۔

اوتے کون سا کارنامہ سرانجام دے کر آرہے ہو میرم پاؤ پٹکتی محلے کی
پھبے کٹنی آنٹیوں کی طرح دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے سر سے لے کر
پاؤں تک اس کا جائزہ لے رہی تھی۔۔

تمہیں بتانے کا روادار نہیں ہوں بنا اس کی طرف دیکھیں سنجیدہ لہجے
میں کہہ کر اکڑ کر چلتا ہوا جانے لگا جب میرم اس کے سامنے پھر سے
کھڑی ہوئی۔۔

سیدھی طرح بتا دو کس سے جھگڑا کر کے آرہے ہو نہیں تو میں ارسلان
بھائی جی کو بتا دوں گی پھر وہ خود ہی تم سے پوچھیں گے عیشان شاہ کا میٹر
پہلے ہی گھوما ہوا تھا میرم کی زبان کے جوہر دیکھتے غصے اور اشتعال میں
اپنے خون الود ہاتھ سے اس کی گردن کو دبوچتے دیوار کے ساتھ پن کیا

میرے سامنے زبان درازی مت کیا کرو میرم ملک کسی دن تمہاری یہ
سات فٹ کی زبان کاٹ کر تمہارے ہاتھوں میں پکڑادوں گا اور جن
پاؤں کے ساتھ چل کر تم نے بھائی جی کے پاس جانا ہے ان ٹانگوں کے
ٹکڑے ٹکڑے کرتے وقت میرے ہاتھ بالکل نہیں کپکپائیں گے میرم
کی سانسیں اکھڑ رہی تھی منہ کھول کر سانس لینے کی کوشش کی عیشان
شاہ کے سفاکیت بھرے انداز اور اس کے الفاظ سن کر میرم زمین پر
بوس ہو جاتی اگر عیشان شاہ نے اسے گردن سے نہ دبوچا ہوتا۔
عیشان شاہ نے جھٹکے سے اس کی گردن چھوڑی زمین پر بیٹھتے بری
طرح کھانستے اپنے سانس بحال کر رہی تھی پر اسرار انداز میں ایک سائیڈ
کی مسکراہٹ میرم ملک کی طرف اچھالی۔۔۔

عیشان شاہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا آنکھوں میں جنونیت اور
سفاکیت لیے میرم ملک کی ڈری سہمی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر
ٹکٹکی باندھے دیکھے جارہا تھا۔

میرا اصلی روپ تم سے راز ہے اسے بے راز کرنے کی کوشش مت کرو
کیونکہ اس میں سب سے زیادہ تمہارا نقصان ہوگا میرم ملک اگر تم نے
بھائی جی کو بتایا کہ میری شرٹ اور ہاتھوں پر خون لگا تھا اس کے بعد پھر
جو میں تمہارے ساتھ کروں گا۔ اف، تم نے خواب و خیال میں بھی
سوچا نہیں ہوگا عیشان شاہ میرم کو خوف سے کپکپانے پر مجبور کر گیا تھا
اس کا انداز وحشی لگ رہا تھا کوئی اگر اس کے خاندان میں سے اس کا یہ
روپ دیکھ لیتا اس نے بے یقینی سے بے ہوش ہو جانا تھا۔

اور ہاں جلد اپنے گھر والوں کو منالوں گا میں ہماری شادی کے لیے میرم
بولنا چاہتی تھی لیکن اس کے حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی اس کا

جسم بری طرح لرز رہا تھا اس نے عیشان شاہ کا جنونی روپ پہلے مرتبہ دیکھا تھا کیونکہ جب سے وہ ان کے گھر آئی تھی وہ خاموش رہتا تھا اگر بات کرتا تھا تو صرف اپنے بھائی جی سے۔ دو مرتبہ صرف اس نے میرم سے بات کی تھی اور آج تیسری مرتبہ بات کرنے پر عیشان شاہ کا اصلی روپ اس پر تقریباً آشکار ہوا۔

میرم ملک میں لڑائی کر کے نہیں کسی کا خون کر کے آیا ہوں اور یقین جانو مجھے سکون ملا تھا اس کا دل اس کے سینے سے نکال کر جب میں نے اپنے ہاتھ میں کچلا تھا میرم اس کے سفاکانہ الفاظ سن کر ہوش و حواس سے بیگانہ ہو کر زمین پر بوس ہوئی۔

میرا کیوٹ سا بے بی عیشان شاہ نے اس کے رخسار پر ہاتھوں کی پشت پھیری جیب سے رومال نکال کر میرم کی گردن پر لگے اور رخسار پر لگے خون کو صاف کر کے دو منٹ کے اندر وہاں سے غائب ہوا تھا۔

اس کا کردار اس کہانی میں کیا تھا یہ کوئی بھی نہیں جانتا تھا عیشان شاہ اس پوری کہانی کا گیم چینجر تھا۔

عالیان شام باہر آیا جب اسے سامنے بے ہوش پری میرم نظر آئی تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے ملکہ سے اس کے رخسار تھپتھپائے لیکن وہ ہوش میں نہ آئی پول سے پانی مٹھی میں بھر کر میرم کے منہ پر چھینٹے ماری وہ ہڑبڑا کر اٹھی۔

میں کسی کو نہیں بتاؤں گی بری طرح کپکپاتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے اپنے کندھے کو پکڑ کر سر گھٹنوں میں دے کر بلند آواز میں رونے لگی عالیان شاہ اس کے رونے پر گھبرا کر اس سے دور ہوا اور ارسلان شاہ کو کال کر کے باہر بلایا۔

ارسلان کچھ دیر بعد پول سائیڈ پر کھڑا میرم کو پر سکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

میرم مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے ارسلان شاہ نے ابھی لفظ ادا کیے تھے جب ولید
ملک اپنی بہن کو زمین پر بیٹھے دیکھ بھاگتے ہوئے اس کے پاس جا کر سہارا
دے کر کھڑے کرتے اپنے ساتھ لگا یا میرم اپنے بھائی کے سینے سے
لگتے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔

میرم کیا ہوا میرم نہ ہے سر ہلاتے دوبارہ اپنے بھائی کے سینے میں چہرہ
چھپا گئی وہ عیشان شاہ سے اس قدر خوف میں مبتلا ہو گئی تھی کہ اس کا
حلق خشک تھا بولنے کی کوشش کرتی تو کھانسی شروع ہو جاتی۔
ولید اپنی بہن کو اندر لے جاؤ اسے پرسکون کرنے کی کوشش کرو اس
سے کچھ بھی مت پوچھنا ارسلان نے ولید کے کندھے پر ہاتھ رکھا ولید
میرم کو ساتھ لیے چلنے لگا میرم کے پاؤں اس کا ساتھ نہیں دے رہے
تھے ولید اسے بازوؤں میں اٹھائے شاہ پیلس کے اندر چلا گیا۔

ارسلان شاہ گہری سوچ میں مبتلا ہو گیا اسے میرم کے سٹالر پر لال رنگ
نظر آیا تھا یعنی کوئی اسے ڈرانے کی کوشش کر رہا تھا ارسلان گارڈز کے
پاس گیا انہوں نے کہا کہ پچھلے ایک گھنٹے سے کوئی بھی شاہ پیلس کے
اندر نہیں آیا۔

اب چلتے ہیں ارسلان شاہ کے کمرے میں جہاں انیزابیڈ پر اوندے منہ
لیٹے رو رہی تھی کیونکہ اس کا شاہور ات سے کمرے میں نہیں آیا تھا۔
آنسو صاف کر کے چاکلیٹ نکالنے کے لیے سائیڈ ٹیبل کا دراز کھولا
جہاں چاکلیٹ کے ساتھ ایک فائل پڑی ہوئی تھی چاکلیٹ کے ساتھ
فائل باہر نکالی جس پر انیزا پارس شاہ لکھا ہوا تھا۔

میں تو بالکل ٹھیک ہوں تو میری فائل کیسے بنی جانے کے لیے فائل
کھولی جس کے اوپر واضح اور بڑے لفظوں میں پرگیننسی ٹیسٹ لکھا ہوا
تھا۔

پر یگننسی کیا ہوتا ہے؟ اس کے دماغ میں کیرا بیٹھ گیا تھا سب کچھ جاننے کا۔ سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل پکڑ کر پر یگننسی سرچ کیا جہاں حاملہ عورتوں کی تصویریں آرہی تھیں۔

ایک ویڈیو لگا کر دیکھی جہاں ایک لیڈی ڈاکٹر پر یگننسی کے درمیان ہونے والے معاملات ڈسکس کر رہی تھی۔

انیزا ایک دم خوشی سے اچھلی۔

میرا بے بی آنے والا ہے انیزا نے فائل کے آخر پر لکھا جہاں پازمیٹو لکھا تھا اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا اس کی نظر فائل پر لکھی تاریخ پر نہیں گئی تھی جو کافی ماہ پہلے کی تھی۔

صفحہ پلٹا وہاں مس کیرج کے بارے میں لکھا ہوا تھا یہ سب چیزیں انیزا کے سر کے اوپر سے گزر رہی تھی مس کیرج کے بارے میں جاننے

کے لیے اس نے دوبارہ سے یوٹیوب پر مس کیرج لفظ لکھ کر سرچ کیا

--

اس نے ویڈیو اوپن کی تھی جب اس کے سر میں درد پیدا ہوتا شدت اختیار کر گیا جیسے جیسے وہ الفاظ سنتی جا رہی تھی ذہن سن ہوتا گیا جسم منجمد ہو گیا تھا۔

یہ س۔ سب جھوٹ ہے م۔ میرا بے بی ک۔ کیسے آسکتا ہے۔ بے بی ت۔ تو ہاسپٹل س۔ سے لاتے ہیں لمبے لمبے سانس لیتے کہا اسے ہر چیز گھومتے ہوئے نظر آرہی تھی ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتے اونڈے منہ بیڈ پر گری۔

ارسلان شاہ کہ ذہن میں اپنی حیاتم کا خیال آیارات کو غصے میں وہ کمرے میں نہیں گیا تھا ایک پل کے لیے اس کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی وہ جانتا تھا اس کی حیاتم اس سے خفا ہوگی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا

انیز ابیڈ پر اوندے منہ گری ہوئی تھی اسے بے ہوش ہوئے تقریباً آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا۔

میری عین مجھ سے ناراض ہے ارسلان نے اسے بازوؤں میں اٹھایا اس کے جسم میں کوئی حرکت نہ دیکھ اپنی گود میں بٹھا کر ہاتھوں کے پیالوں میں اس کا چہرہ تھاما۔

عین گڑیا اٹھوا اس کے رخسار تھپتھپائے وہ بے حس و حرکت اس کی گود میں تھی ایک سیکنڈ ضائع کیے بغیر ارسلان اسے باہوں میں اٹھائے نیچے کی طرف بھاگا تھا سب لاؤنج میں بیٹھے تھے ارسلان شاہ کی اڑی ہوئی رنگت اور انیز اکو اس کی باہوں میں بے ہوشی کی حالت میں دیکھ کر سب ان دونوں کی طرف ہوئے۔

ارسلان انیزا کو کیا ہوا ہے احمد شاہ اور سجاد شاہ یک زبان بولے پریشانی
ان کے چہرے پر واضح تھی ارسلان شاہ انہیں بنا جواب دیے تیزی سے
کار میں بیٹھ کر انیزا کو ہاسپٹل لے گیا۔

احمد شاہ، ولید ملک، زید اور اسماء یہ چاروں بھی ہاسپٹل روانہ ہو گئے۔
انیزا آئی۔ سی۔ یو میں تھی ارسلان شاہ بے چینی سے آئی۔ سی۔ یو کے
باہر چکر کاٹتے دل میں اپنے خدا سے اپنی حیات کی زندگی کے لیے دعا
مانگ رہا تھا۔

احمد ارسلان کو آئی۔ سی۔ یو کے باہر دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ انیزا اندر ہے
بنا کوئی بات ارسلان سے کیے وہ سیدھا آئی۔ سی۔ یو میں داخل ہوا آمیزہ
کو دماغ کی وین کا مسئلہ تھا جو ٹینشن لینے کی وجہ سے سویل ہوئی تھی۔
ارسلان سب ٹھیک ہو جائے گا اللہ پر یقین رکھو۔

زید اپنے بچے کو کھودیا ہے میں نے، اب اپنی بیوی کو نہیں کھو سکتا
ارسلان شاہ ٹوٹ رہا تھا گرنے والے انداز میں چیئر پر بیٹھ کر اپنا سر
ہاتھوں میں تھا زید ارسلان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو گیا ولید
ملل دیوار کے ساتھ سر ٹکائے آنکھیں موندے کھڑا تھا اس کی بہن کی
زندگی میں نہ جانے کیا لکھا ہوا تھا خوشی تو شاید اس کی قسمت سے مٹا دی
گئی تھی۔۔

ارسلان کوئی ٹینشن دی ہے تم نے اسے احمد شاہ آئی۔ سی۔ یو سے باہر
نکلتے غصے سے بولے۔۔

نہیں بابا میں نے اس سے کوئی ٹینشن نہیں دی۔۔

پر سنٹ چانسز ہیں اس کے بچنے کے لیکن ارسلان شاہ اپنے بابا کے 50
بات ادھوری چھوڑنے پر کھڑے ہوتے ہاتھوں کو مٹھیوں میں تبدیل
کر گیا یک دم ہاتھوں میں کپکپاہٹ طاری ہوئی۔۔

اس کی یادداشت واپس آجائے گی اور پھر سے وہی سب۔ ارسلان وہ تمہیں بھول جائے گی اسے یاد ہو گا تو پارس شاہ جو اس کے لیے مرچکا ہے ایک مرتبہ پھر تم انیزا سے دور ہو جاؤ گے احمد اپنے بیٹے کے ہوش اڑے دیکھ اور اس کے کپکپاتے ہاتھوں پر غور کرتے خود میں ہمت جمع کر کے ساری بات ارسلان شاہ پر ظاہر کر دی۔

مجھے ہر شے منظور ہے بابا لیکن اسے بس ٹھیک کر دے وہ مجھے بھول جائے گی کوئی بات نہیں۔ میں اس کے دل میں دوبارہ جگہ بنالوں گا کپکپاتے ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر ایک سانس میں کہا وہ بس اپنی زندگی کو ہوش میں دیکھنا چاہتا تھا چند گھنٹوں میں ہی وہ اپنی عین کی آواز سننے کے لیے تڑپ رہا تھا۔

اللہ سے دعا کرو احمد ارسلان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر حوصلہ دیتا ہوا دوبارہ آئی۔ سی۔ یو میں چلے گئے۔

ارسلان اپنے کیمین میں جاتے جاتے نماز بچھا کر اپنے خدا کے سامنے
حاضر ہوا۔۔

یا اللہ تو نے مجھ سے میرا بچپن چھین لیا کھیلنے کودنے کی عمر میں میں نے
اپنے بہن بھائیوں کی ذمہ داری اٹھائی میں نے تجھ سے جانے انجانے
میں اس وقت شکوہ بھی کیا تھا لیکن آج یہ تیرا گنہگار بندہ تجھ سے اپنی
زندگی کی زندگی مانگ رہا ہے ارسلان سجدے میں جاتے دل میں اپنے
خدا سے باتیں کر رہا تھا۔۔

اتنی پریشانی میں بھی اسے سکون میسر ہوا تھا جب انسان تنہائی میں اپنے
خدا سے باتیں کرتا ہے اس کے پورے وجود میں سکون سرایت کر جاتا
ہے۔۔

کبھی دل سے اپنے خدا سے دعا مانگ کر دیکھو وہ اسی وقت تمہاری دعا
قبول کرے گا۔۔

چار بج چکے تھے اور انیزا کو ابھی تک ہوش نہیں آئی تھی عالم ملک بھی
ہاسپٹل میں موجود تھے۔

عالم انشاء اللہ انیزا اٹھیک ہو جائے گی زیدار سلان کو حوصلہ دے رہا تھا
احمد شاہ اور ولید ملک عالم ملک کو۔

احمد مجھے میری بیٹی سے ملنا ہے عالم ملک نے اپنے آنسو صاف کر کے
التجائی نظروں سے احمد کو دیکھا۔

احمد نے حامی میں سر ہلایا اور عالم ملک کے ساتھ آئی۔ سی۔ یو میں چلے
گئے عالم ملک اپنی بیٹی کا ہاتھ تھام سٹول پر بیٹھ گئے اور احمد شاہ اس کے
پیچھے کھڑا تھا۔

بابا کی جان اٹھ جاؤ بابا کو تنگ نہ کرو عالم ملک انیزا کا ہاتھ پشانی سے لگا کر
پھوٹ پھوٹ کر رو دیے جب سے وہ 16 سال کی ہوئی تھی تب سے
اس کی زندگی میں مشکلات ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

پہلے نکاح کا پتہ چلنا، پھر مس کیرج ہونا، اس کے بعد پارس شاہ کا اسے اپنے ساتھ لے جانا، پارس شاہ کی موت، ارسلان شاہ کا اس سے دوبارہ نکاح کرنا، انیزا کی یادداشت چلی جانا اور اب اس پر حقیقت آشکار ہونا کہ اس کا مس کیرج ہو چکا ہے۔۔

میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں بابا کی جان جیسے ہر باپ کی بیٹی شادی کے بعد خوش ہوتی ہے جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ میں اپنی بیٹی کے چہرے پر خوشی دیکھنا چاہتا ہوں میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ میری بیٹی اپنے شوہر کے ساتھ خوش ہے عالم ملک بے خود ہوتے روئے جا رہے تھے ان کے آنسو نہیں تھم رہے تھے۔۔

عالم سنبھالو خود کو احمد شاہ حوصلہ دینے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا تھا جو کرنا تھا اللہ کی ذات نے کرنا تھا۔۔

انیزا بیٹا جلدی سے ٹھیک ہو جاؤا بھی تو آپ نے اذہان کی اور اپنی دوست
نیشہ کی شادی دیکھنی ہے احمد شاہ نے انیزا کے بائیں جانب جاتے اس
کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا۔

عالم پانچ منٹ ہو گئے ہیں چلو باہر چلیں زیادہ دیر آئی۔ سی۔ یو میں رکنے
کی اجازت نہیں ہے احمد شاہ عالم ملک کو زبردستی باہر لے کر گئے
ارسلان منجمند اپنی جگہ پر بیٹھا تھا پہلی مرتبہ اس میں ہمت نہیں ہو رہی
تھی کہ وہ اپنی حیاتم کو جا کر دیکھے۔

انیزا نے بمشکل آنکھیں کھولی آنسو روز و قطار بہہ کرتکیے میں جذب ہو
رہے تھے اسے دس منٹ پہلے ہوش آئی تھی دردنا قابل برداشت
ہونے کی وجہ سے اس کے لیے آنکھیں کھولنا مشکل ہو رہا تھا وہ اپنے
باپ اور احمد شاہ کی باتیں سن رہی تھی۔

اس کا دل چاہ رہا تھا وہ دھاڑے مار کر روئے سب کو بتائے کہ اس کے
اپنوں نے اس سے راز چھپائے اس کے باپ نے اس کے نکاح کے
بارے میں چھپایا، اس کے شوہر نے اس سے اپنی پہچان چھپائی اور ساتھ
میں اس سے وہ بات چھپائی جو ایک عورت ایک ماں کبھی برداشت نہیں
کر سکتی۔۔

میں کبھی معاف نہیں کروں گی آپ کو پارس ارسلان شاہ، میں نہیں
جانتی آپ نے میرے ساتھ ازدواجی رشتہ کب قائم کیا مجھے آپ نے
بتانے کی زحمت تک نہیں کی کہ میں ماں بننے والی ہوں اور نہ ہی یہ بتایا
کہ میرا بچہ مجھ سے دور ہو گیا ہے انیزا نے دل کی گہرائیوں سے یہ الفاظ
ادا کیے تھے اس میں بولنے کی ہمت نہ تھی درد کی شدت بڑھتی جا رہی
تھی۔۔

آپ نے مجھ سے اپنی پہچان چھپائی میرے سامنے یہ ظاہر کیا کہ انیزا چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر بے آواز رونے لگی ہاتھوں پہ لگی ڈرپس کھینچی گئی اور خون بہہ کر اس کی کہنیوں تک چلا گیا۔۔۔

اس کی سانسیں پھر سے اکھڑ رہی تھی اسماء جو انیزا کو چیک کرنے کے لیے اندر آئی تھی اس کے ہاتھوں سے خون نکلتے اور لمبے لمبے سانس لیتے دیکھ اسماء بھاگتے ہوئے اس کے پاس جا کر اس کے ہاتھ چہرے سے ہٹائے اور ڈرپس بند کر کے اتار کر ہاتھوں پر کاٹن رکھاتا کہ خون بند ہو جائے انیزا کو اپنے حصار میں لے کر اس کا سر اپنے سینے پر رکھا۔۔۔
پر سکون رکھو خود کو سب ٹھیک ہے انیزا کو اس وقت دوائیوں کی نہیں ایک کندھے کی ضرورت تھی جس پر وہ سر رکھ کے رو کر خود کو پر سکون کر سکے۔۔۔

پ۔پ۔ پانی خشک حلق سے بمشکل ایک الفاظ ادا ہوا۔۔۔

سائیڈ ٹیبل پر پانی کی باٹل اٹھا کر انیزا کے لبوں سے لگائی ایک منٹ کے اندر انیزا نے پوری باٹل ختم کر دی۔

سکون میسر ہوا دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھام کر پیشانی پر لب رکھتے لہجے میں محبت سموئے اور پیار بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھتے کہا

--

انیزا خاموش رہی وہ ابھی کسی کو بھی نہیں بتانا چاہتی تھی کہ اس کی یاداشت واپس آگئی ہے کیونکہ اس کے بابا شادی تک شاہ پیلس رکنے والے تھے وہ اپنے بابا کو تکلیف میں مبتلا نہیں کرنا چاہتی تھی اپنی وجہ سے۔

اس نے صرف شادی ختم ہونے تک ارسلان شاہ کے پاس رکنے کا ارادہ کیا۔ وہ نہیں جانتی تھی شادی کے بعد وہ کہاں جائے گی لیکن اپنے دل

میں یہ تحیہ کر لیا کہ شادی ختم ہوتے ہی اس نے ارسلان شاہ سے دور
چلے جانا ہے۔۔

نور! شد اور کے جاتے ہی ارد شیر نے نور کا چہرہ اوپر کر کے اسے پکارا
اسے اپنا نام پکارتے دیکھ نور سمجھ گئی کہ شد اور خان وہاں سے جا چکا ہے
نور نے اسے خود سے دھکا دیا۔

ارد کہہ دو میں نے سب غلط سنا ہے وہ سب کچھ غلط ہے نور مسکراتے
ہوئے مان سے کہہ رہی تھی وہ اپنا مخلص دوست نہیں کھونا چاہتی تھی
۔۔

نور میرا ادا کیا گیا ہر ایک لفظ سچ تھا ارد شیر نظریں جھکا گیا۔۔
ہم دونوں تو دوست ہیں تیس سال سے ہماری دوستی قائم ہیں اور مجھے
پتہ ہے تم صرف شد اور کو سنانے کے لیے وہ سب باتیں کر رہے تھے تم

مجھ سے محبت نہیں کرتے نہ؟ نور تکلیف دہ انداز میں مسکرا کر ارد شیر کو کہنیوں سے پکڑ کر جیسے تصدیق چاہتی تھی کہ وہ صحیح ہے اور ارد شیر نے صرف شد اور سے اسے بچانے کے لیے جھوٹ بولا ہے۔۔

نور وہ سب کچھ سچ ہے میں تم سے محبت کرتا ہوں اور تینیس سال سے کرتا ہوں، اگر میں تمہیں صرف اپنا دوست سمجھنا ہوتا تو اب تک شادی کر چکا ہوتا نور 13 سال میں نے تمہارا انتظار کیا نور کا ذہن سن ہو رہا تھا اپنے وزن پر کھڑے ہونے کے لیے درخت پر ہاتھ رکھا اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ارد شیر نے اس کی وجہ سے شادی نہیں کی۔۔ زوریز کی نفرت کی وجہ سے اب سمجھ آرہی تھی۔۔

جانتے ہو ارد شیر سکندر خان میں نے تمہیں دل سے مخلص دوست مانا تھا لیکن تم نے میرا مان توڑ دیا تم نے یہ بات ثابت کر دی کہ مرد اور عورت کبھی دوست نہیں ہو سکتے۔ 13 سال پہلے تم نے مجھ سے کہا تھا

کہ مجھے مخلص مت کہو نور مرد اور عورت کبھی دوست نہیں ہوتے کسی
ایک کے دل میں دوسرے کے لیے محبت پیدا ہو جاتی ہے اور دوستی
بدنام ہو جاتی ہے۔ ہماری دوستی آج بدنام ہو گئی آج نور صالح سے اس
کی زندگی کا اٹناٹہ چھین لیا گیا۔ تم یہ بات کبھی نہیں سمجھ پاؤ گے ارد شیر
سکندر خان کہ جس شخص نے دل سے کسی کو اپنا دوست ماننا ہو اس کا
دوست اس کی زندگی کا کل اٹناٹہ ہوتا ہے نور ہند یانی انداز میں چیخ کر
زمین پر بیٹھ کے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔۔۔
نور! ارد شیر اسے کچھ پر سکون ہوتے دیکھ اس کے قریب جاتے ہوئے
اسے پکار کے اسے چھونے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔
خبردار ارد شیر سکندر تم نے آگر مجھے ہاتھ لگایا اور اس کا ہاتھ جھٹکتی اس
سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی۔۔۔

نور کے پیچھے سے زوریز خان آرہا تھا اور ارد شیر کے پیچھے سے رضا خان زادہ۔۔

امی کیا ہوا زوریز غصیلی نظروں سے ارد شیر کو دیکھ کر اپنی ماں کو خود کے ساتھ لگایا جو کپکپا رہی تھی۔۔

خان انکل کیا ہوا رضا ارد شیر کے برابر میں کھڑا ہوا۔۔

کچھ نہیں ہمارا آپسی مسئلہ۔۔۔ اوہیلو میری ماں آپ کیا لگتی ہے اور یہ آپسی مسئلہ کس بنا پر کہا ہے زوریز کو ارد شیر خان زہر لگتا تھا اس کے برداشت سے غصہ باہر ہو جاتا تھا جب وہ ارد شیر کو اپنی ماں کے پاس دیکھتا تھا۔۔

تمہیں بڑوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے ارد شیر کے بولنے سے پہلے رضا پھنکارا تھا۔۔

رضا خان زادہ اگر تمہیں علم ہو تو یہ شخص میری ماں کے اوپر غلط نظر رکھے ہوئے ہے زوریز کھا جانے والی نظروں سے ارد شیر کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے ابھی کچا چبا جائے گا۔

اگر نظر غلط ہوتی تو اب تک جو شد اور خان تمہاری ماں کے ساتھ کرتا آ رہا تھا یہ بھی کر جاتے رضا کے منہ میں جو آتا جا رہا تھا وہ بولتا گیا زوریز ہاتھوں کی مٹھی بنا کر اپنی پیشانی پر ہلکے سے مارنا شروع ہو گیا وہ اپنے بھائی کے ساتھ غلط رویہ اختیار نہیں کرنا چاہتا تھا۔

رضا اپنی زبان کو سنبھال کر بات کرو تم اچھے سے جانتے ہو اس درندے نے زبردستی میری ماں کو اپنے پاس رکھا تھا اور یہ بھی اس درندے کی طرح ہی ہیں جو تینیس سالوں سے دوستی کا خود پر خول چڑھائے میری ماں کے ساتھ رہ رہا ہے زوریز خان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ارد شیر کا قتل کر دیں۔

تمہاری ماں کی اس وقت جو حالت تھی اسے ہر مرد ایک جیسا لگتا تھا اگر
خان انکل تمہاری ماں کے سامنے یہ ظاہر کر دیتے کہ وہ ان کی محبت میں
مبتلا ہیں تو کیا تمہاری ماں خان انکل کے پیار کو ایک سیپٹ کرتی نور اور ارد
شیر دونوں اپنی پریشانیاں اور لڑائی بھول کر ان دونوں کو آنکھیں
پھاڑے دیکھ رہے تھے جو ان دونوں کی وجہ سے لڑنا شروع ہو چکے تھے
--

تم میری بات نہیں سمجھ نہیں رہے اس آدمی کا جب میری ماں سے دل
بھر جائے گا چھوڑ جائے گا یہ میری ماں کو۔۔
تو تم بھی میری بات نہیں سمجھ رہے اگر اس آدمی کا دل بڑھنا ہوتا
تمہاری ماں سے تو کئی سال پہلے بھر گیا ہوتا جب وہ شد اور خان کے پہلو
میں سوتی تھی رضا خان زادہ غصے میں ہر حد پار کر گیا تھا۔۔

اپنی زبان سنبھال کر بات کر اور ضار د شیر نے خونخوار نظروں سے رضا کو دیکھتے اسے زور یز خان سے دور کیا جو اس کا گریبان پکڑنے والا تھا۔
خان کل میں نے صحیح کہا ہے یہ بار بار آپ کو غلط کہہ رہا ہے ایک دفعہ بات کو سمجھنے کی کوشش تو کریں۔

تم جو مرضی کر لو رضا میں اپنی ماں کو اس شخص کے حوالے نہیں کروں۔۔۔ چپ کر جاؤ تم دونوں تم سب مرد ایک جیسے ہوتے ہو غصے میں تم لوگ یہ بھول جاتے ہو کہ تم سب ایک عورت نے عزت کو اچھال رہے ہو۔۔۔ سب سے پہلے تم سب اپنے دماغ درست کرو زور یز خبردار آج کے بعد تم نے شد اور خان کا نام میرے سامنے لیا اور رضا مہربانی ہو گی ارد شیر کی سائیڈ لینا بند کر دو، اور تم الفاظ نہیں ہے میرے پاس تمہارے اس جھوٹ کے لیے جو تم نے میرے ساتھ بولا ہے نور غصے سے ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے چلا کرواں سے چلی گئی۔

ایک کام کرو وہ پتھر پڑے ہوئے ہیں انہیں اٹھاؤ اور ایک دوسرے کے سر پر مارو تاکہ تم لوگوں کے گرم دماغ کو سکون مل جائے ارد شیر شد اور کا سارا غصہ ان دونوں پر نکال رہا تھا۔

میرے معاملے میں تم دونوں انٹرفیرنہ ہی کرو تو اچھا رہے گا اردیر غصے سے پاؤں پٹکتا کار میں بیٹھ کر شاہ پیلس کی طرف رخ کیا۔

وہ دونوں پیشانی پر ہاتھ رکھ کر لمبے سانس لے کر خارج کرتے اپنا دماغ ٹھنڈا کر رہے تھے دونوں اپنی اپنی کار میں بیٹھ کر مال کی طرف چل دیے۔

دونوں ایک ساتھ ہی ایک مال میں داخل ہوئے پارکنگ ایریا میں کار پارک کر کے کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل کے غصیلی نظروں سے ایک دوسرے کو نوازتے ہوئے مال کے اندر داخل ہوئے۔

رضا خانزادہ اپنی بیوی کے لیے چوڑیاں لینے آیا تھا اور زوریز خانزادہ اپنی زرگو کے لیے جھمکے۔۔

مجھے ایک چیز کے بارے میں پتہ ہے کہ چوڑیاں لڑکیوں کو کیسے پسند ہوتی ہیں کیونکہ وہ میں اکثر لے کر جاتا ہوں زوریز جیولری والی دکان میں داخل ہوا اتنی زیادہ جیولری دیکھ کر وہ کنفیوز ہو گیا۔۔

رضا بھی اسی دکان میں داخل ہوا نیچے کو جھمکے نہایت پسند تھے وہ کئی مرتبہ اس کے لیے جھمکے لے کر جاتا تھا لیکن اسے یہی معلوم نہیں تھا کہ لڑکیوں کو چوڑیاں کیسے کی پسند ہوتی ہیں۔۔۔

اسے کہہ تو دیا تھا چوڑیاں لے آؤں گا سمجھ کچھ آ نہیں رہا مجھے رضا مختلف رنگ کی چوڑیاں دیکھ رہا تھا لیکن سمجھ میں ایک بھی نہیں آرہی تھی۔۔

ایک کام کرتا ہوں چوریاں لے جاتا ہوں عنائزہ کے لیے کیونکہ جھمکوں
کی تو سمجھ نہیں آرہی وہ دونوں بھائی ایک ہی الجھن کا شکار تھے۔۔

سنو اگر اپنی بیوی کے لیے چوڑیاں لے کر جاتے ہو۔۔۔۔۔ تو۔۔۔۔۔ مجھے
بتانے کی زحمت کر دو کہ عورتوں کو چوڑیاں کیسے کی پسند ہوتی ہیں رضا
خانزادہ نے اکتاہٹ بھرے لہجے میں استفادہ کیا زوریز کے چہرہ پر ایک
پل کے لیے مسکراہٹ آئی۔۔

ہاں میں اکثر عنائزہ کے لیے چوڑیاں لے کر جاتا ہوں زوریز چوڑیوں
کے پاس کھڑے ہو کر رضا کو ریڈ کلر کی چوڑیاں دکھائی۔۔
یہ اوور ہو جائے گی۔۔

اف رضا خانزادہ یہ اوور نہیں ہے تمہیں علم ہو گا سب لڑکیوں نے سکن
کلر کے گرارے پہننے ہے زوریز نے لال رنگ کی چوڑیاں رضا خانزادہ
کے ہاتھوں میں تھادی۔۔

تمہیں بڑا پتہ ہے اس کلر کے ساتھ عورتوں پر یہ اچھا لگے گا؟ زوریز
مسکراتا ہوا سر کھجا کر ہاں میں سر ہلایا گیا۔

جب انسان کی شادی ہو جاتی ہے اسے عورتوں کے بارے میں ہر چیز پتہ
چل جاتی ہے کہ عورتوں کو کیا چیزیں پسند آتی ہیں اور کیا نہیں۔
یہ بات تو صحیح ہے شادی کے بعد وہ چیزیں پتہ چلتی ہیں جو انسان کی
خواب و خیال میں بھی نہیں ہوتا وہ دونوں اپنی دشمنی بھلائے ایک
دوسرے سے باتیں کرنے میں مگن تھے۔

اچھا سن یار میری بھی تھوڑی مدد کر دے چوڑیاں تو تم نے لے لی ہیں
مجھے جھمکوں سمجھ نہیں آ رہا میں کبھی اپنی بیوی کے لیے جھمکے نہیں لے
کر گیا زوریز خانزادہ کی پیشانی پر بل نمودار ہوتے دیکھ رضا نے گولڈن
کلر کے جھمکے اٹھائے جس میں گرین کلر کے موتی لگے ہوئے تھے جھمکے
تھوڑے بڑے لیکن نہایت خوبصورت تھے۔

جیسا کہ محترم آپ نے بتایا ہے لڑکیاں سکن کلر کے کپڑے پہن رہے ہیں تو اس کے ساتھ یہ کلر کافی پیارا لگے گا اور یہ جھمکے بھی اچھے لگیں گے تمہاری بیوی پر رضائے زوریز کے ہاتھ میں جھمکے تھمائیں اس نے شکر کا سانس لیا کہ اس کی پریشانی حل ہوئی۔

یہ پہلی اور آخری مرتبہ میں نے تمہاری مدد لی اور کی ہے اس کے بعد مجھ سے کوئی امید مت رکھنا رضا کے چہرے کے تاثرات ایک دم سنجیدہ ہوئے تھے زوریز نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا جو گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہا تھا۔

رضامیرا کیا قصور ہے اس سب میں، یار جو کچھ ماضی میں ہوا وہ سب ہمارے بڑوں کے درمیان میں ہوا تھا ہم کیوں ایک دوسرے سے دشمنی پال رہے ہیں زوریز نے جھجھکتے ہوئے ہاتھ رضا کے کندھے پر رکھا۔

مجھے تم سے نفرت نہیں ہے زوریز خان مجھے تمہارے باپ سے نفرت ہے، جس کا خون تمہاری رگوں میں دوڑ رہا ہے مجھے خود سے نفرت ہے کیونکہ میں بھی اسی درندے کا گند اخون ہوں رضا اپنی بات مکمل کرتے ہی غصے سے بھر اداکان سے باہر چلا گیا وہ مال سے جلدی سے باہر نکل جانا چاہتا تھا زوریز بھاگتا ہوا اس کے پیچھے گیا۔

تو شد اور خان سے نفرت کرو مجھ سے اور خود سے کیوں نفرت کر رہے ہو زوریز رضا کے پیچھے بھاگتے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے روکا اور اس کا رخ اپنی طرف کر کے اس کے گلے لگ گیا۔ رضا نے اپنے ہاتھوں کی سختی سے مٹھی بنائی اس نے اپنے ہاتھ زوریز خان کی پشت پر نہیں رکھے تھے۔

کیوں کر رہے ہو یہ سب رضا نے نرمی سے زوریز کو خود سے دور کیا۔

میں بس چاہتا ہوں ہمارے درمیان سب کچھ ٹھیک ہو جائے رضا، نیشہ
مجھے قصور وار نہیں سمجھتی میں چاہتا ہوں تم بھی مجھے اپنا بھائی مان لو، مجھے
معلوم ہے تمہیں بھائی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تمہارے پاس
ارسلان شاہ ہے اس کی پوری فیملی ہے لیکن میرے پاس صرف میری
ماں ہے نہ بہن نہ بھائی۔ جب میں نے نیشہ کے سر پر ہاتھ رکھا تھا اس
کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ مجھے سکون ملا تھا کہ وہ مجھے اپنا بھائی مانتی
ہے میں بھی محسوس کرنا چاہتا ہوں کہ دو بھائیوں کا پیار کیسا ہوتا ہے
زوریز خانزادہ کی آنکھیں بھیگی تھیں رضا اس کے ٹوٹے ہوئے دل کے
آگے ہار مان گیا وہ شد اور خان کی غلطیوں اور گناہوں کی سزا زوریز خان
اور اس کی ماں کو نہیں دینا چاہتا تھا لیکن انہیں یکدم اپنے سامنے دیکھتے
اس کے اندر بھرا ہوا ماضی کا غبار نکلا تھا۔

امید کرتا ہوں تم بڑے بھائی ہونے کا اور میں چھوٹا بھائی ہونے کا ہر
فرض پورا کروں گا رضا خان زادہ نرمی سے زوریز خان کے گلے لگا۔
زوریز نے مسکراتے ہوئے اس کے گرد ہاتھ رکھے۔

میرے خیال سے ہم دونوں ایک دوسرے کے بھائی ہیں بیویاں نہیں
جو ایسے گلے لگ کر کھڑے ہوئے ہیں رضا کی بات پر دونوں ایک ساتھ
مسکرائے۔

اور مجھے کچھ دیر پہلے تمہاری ماں کے بارے میں وہ الفاظ استعمال نہیں
کرنی چاہیے تھے رضا خان زادہ کو ندامت ہو رہی تھی اپنے ان الفاظوں پر
۔۔

میں اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا تھا میں جانتا ہوں اس بارے
میں اگر میں نے بات کی ہم دونوں پھر سے لڑنا شروع ہو جائیں گے تو

بہتر ہے اس ٹاپک کو ختم کرتے ہیں ہم دونوں رضائے ہامی سر ہلایا تو وہ
دونوں اپنی اپنی کار میں بیٹھ کر گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔۔۔

انیزہ کو رات کے آٹھ بجے گھر لے گئے گم سم سی ارسلان شاہ کے کمرے
میں بند تھی احمد شاہ نے فل وقت اس سے کسی کو بھی ملنے سے منع کیا تھا
یہ سب اس کے پاس جاتے اس کی طبیعت کے بارے میں دریافت
کرتے اور پھر اس کا ذہن انہی سب باتوں میں الجھ جاتا اسے کچھ وقت
تنہائی کی ضرورت تھی۔۔

بابا مجھے عین سے ملنا ہے بے تابی سے کمرے کے باہر چکر لگا کر چیئر پر بیٹھ
کے ہاتھ تھائیز پر رکھ کر انگلیوں کو حرکت دینے لگا۔۔

ارسلان اسے تنہائی کی ضرورت ہے۔۔

بابا اس کی ذہنی حالت اس وقت ٹھیک نہیں ہے وہ تنہا رہے گی تو اپنے
آپ میں الجھ جائے گی کھڑے ہو کر دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا
احمد شاہ نے اس کا ہاتھ تھام کر پیچھے کی طرف کیا۔

ارسلان اس پر تمہاری حقیقت آشکار ہوئی ہے تم جاؤ گے وہ زیادہ ٹینشن
لے گی تمہیں ہیرا یا پھر میرم کو اندر بھیجنا چاہیے انیزا کے پاس احمد شاہ پر
سوچ انداز میں بولے تھے کیونکہ انیزا کو اس کی دوست یا بہن ہی ہینڈل
کر سکتی تھی۔

زیادہ اچھلونہ آرام سے بیسمنٹ میں جاؤ مجھے اچھے سے معلوم ہے تم نے
اپنے کمرے میں کیمرہ لگوائے ہوئے ہیں زیادہ دیکھنے کی چاہت پیدا ہو
رہی ہے تو جا کے کیمرے میں دیکھ لو وہ کیا کر رہی ہے اور کیا نہیں۔ میں
میرم یا پھر ہرغا کو بھیج رہا ہوں اس کے پاس ارسلان شاہ نے اپنے بالوں
میں ہاتھ پھیرا اضطراب کی کیفیت میں اپنے بابا کی طرف دیکھا کیمرے

میں دیکھ کر اسے وہ سکون نہیں ملتا تھا جو اپنی بیوی کے قریب جا کر اسے
سینے سے لگا کر اس کی طبیعت دریافت کرنے پر ملتا تھا۔

بابا میرم کو مت بھیجے گا اس کی طبیعت نہیں ٹھیک ہیرا کو انیزا کے پاس
بھیجیں تاکہ وہ اسے پر سکون کریں اور میں اس سے جا کے بات کر سکوں
ارسلان شاہ کی تڑپ اور بے چینی کو دیکھ احمد شاہ تاسف سے سر ہلاتے
سیڑھیوں سے نیچے کی طرف جانے کا اشارہ کیا ارسلان شاہ آنکھیں
گھماتے ہوئے بیسمنٹ میں چلا گیا اس کے دل کیا کیفیت تھی وہ کوئی
نہیں جان سکتا تھا سوائے خدا کے۔

زید اپنی بیوی کو انیزا کے کمرے میں بھیجو "میسیج ٹائپ کر کے زید شاہ"
کو سینڈ کیا۔ زید نے "او کے" کا میسیج کر کے ہیرا کو میسیج دکھایا ہیرا جو رو
رہی تھی اپنی دوست کی حالت کے بارے میں سن کر فوراً کمرے سے

باہر نکلی تھی ابھی احمد شاہ نے موبائل بند کیا تھا کہ ہیرا ان کے سامنے
کھڑی تھی۔۔

ہیرا بیٹا آپ نے اندر جا کر انیزا کو پرسکون کرنا ہے اسے سمجھانے کی
کوشش کرنا کہ جو ہوا وہ حالات کا تقاضہ تھا اس کی جو حالت تھی وہ یہ
صدمہ برداشت نہیں کر سکتی تھی کہ اس کا بچہ ضائع ہو گیا ہے احمد شاہ
نے اسے ساری باتیں سمجھا دی تھی ہیرا نے مسکراتے ہوئے ہاں میں
سر ہلایا کمرے میں گئی انیزا تکیے میں چہرہ چھپائے رو رہی تھی ہیرا کو ایک
پل کے لیے جی بھر کر رونا آیا انیزا کے پاس جا کر بیٹھ کے اس کے
کندھے پر سر رکھ کر رونا شروع ہو گئی انیزہ آٹھ کر ہیرا کے گلے لگی وہ
دونوں دوست ایک دوسرے کے گلے لگ کر بے تحاشہ روتی تھی۔۔

انیزا گڑیا سب ٹھیک ہے ہیرا آنسو بہاتے ہوئے اس کے آنسو صاف کر رہی تھی انیزا مسکرائی تھی وہ دونوں دوستیں ایک دوسرے کے روز و قطار بہتے ہوئے آنسو صاف کرتی جو دوبارہ بہنے لگتے۔۔

ہیرا مجھ سے جھوٹ بولا انہوں نے مجھ سے چھپایا کہ میرا بچہ انیزا کہہ کے ہاتھوں میں چھپا کر بلند آواز میں روئی تھی ہیرا جس کی طبیعت خود خراب رہتی تھی ہمت ہارتے وہ پھر سے رونا شروع ہو گئی۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا جو قسمت میں لکھا تھا وہ تو ہو کر ہی رہنا تھا دیکھو نا میں بھی تو مسکرا رہی ہوں میرا بچہ بھی مجھ سے دور ہو گیا انیزا۔ انیزا آنکھیں حیرت سے پھیلا کر لبوں پر ہاتھ جما گئی لب پھڑ پھڑا رہے تھے لیکن الفاظ ادا کرنا مشکل تھا۔۔

تمہارا بچہ، تمہاری تو ابھی شادی نہیں ہوئی ہیرا کے نکاح ہونے کے بعد انیزا کی ایک مرتبہ بھی ہیرا سے ملاقات نہیں ہوئی تھی وہ تب پاس

شاہ کے پاس تھی اس کے بعد اس کی یادداشت کا مسئلہ ہوا اسے کچھ یاد نہیں تھا کچھ دھندلی یادیں جو اس نے ارسلان شاہ کے ساتھ گزاری تھے صرف وہی یاد تھی۔۔

میرا نکاح ہو چکا ہے پروفیسر زید سے۔ تمہیں وہ یاد ہیں؟ انیز اپنا سر تھام کر بیٹھ گئی اس کے پاس شاہ کے پاس جانے کے بعد نہ جانے کیا کیا ہوا تھا یہ سوچ کر ہی اس کے دماغ کی نس پھٹنے لگی تھی۔۔

تم خوش ہو زید سر کے ساتھ انیز اپنی پریشانیاں بھول گئی اسے یاد رہا تو بس اپنی دوست کا دکھ، اس کا بچہ کھو جانے کا دکھ۔۔

ہیرا ہامی میں سر ہلا کر انیز کو اپنے ساتھ لگا گئی۔۔

انیز ازید تو مجھ سے اتنا پیار نہیں کرتے جتنا ارسلان بھائی تم سے۔۔ بس کر دو ہیرا مجھے ان کے بارے میں کوئی بات نہیں سننی نفرت محسوس ہو رہی ہے مجھے ان سے انیزا ہیرا سے دور ہو کر استہزایہ انداز میں کہہ کر

بالوں کو مٹھیوں میں جکڑ کے اوندے منہ لیٹ کر چہرہ تک اے میں
چھپایا۔

انیزا ایک مرتبہ بھائی جی سے بات کر کے دیکھو کیا پتا سب کچھ ساٹ
آؤٹ ہو جائے تم دونوں کے درمیان ہیرا اپنی دوست کو روتے ہوتے
ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی اسے تھام کر اٹھا کر بٹھایا انیزا سر جھکائے بیٹھی
رہی اس کا دل نہیں مان رہا تھا ارسلان شاہ کو معاف کرنے کے لیے اس
نے اپنی پہچان چھپائی تھی اس کے لیے تو شاید وہ اسے معاف کر دیتی
لیکن بچہ، شاید اس کے لیے وہ اسے کبھی معاف نہ کر پاتی۔

ہیرا پلینز مجھ سے اس بارے میں بات مت کرو میں کچھ پل کے لیے
سکون چاہتی ہوں تھکے ہوئے انداز میں انیزا اس کی گود میں سر رکھ کر
لیٹ گئی۔

یعنی تم بھائی کو معاف نہیں کرو گی۔

شاید کبھی نہیں اور ویسے بھی ہیرا میں صرف شادی تک یہاں رکوں گی
کیونکہ بابا یہاں پر ہے وہ مجھے خوش دیکھنا چاہتے ہیں اپنے داماد کے ساتھ
جیسے ہی وہ یہاں سے جائیں گے میں چلی جاؤں گی خود میں ہمت جمع کر
کے انیزا نے اٹھ کر سائیڈ ٹیبل سے اپنی اور ارسلان کی تصویر اٹھا کر
دوبارہ سے ہیرا کی گود میں سر رکھ کر تصویر کو گہری نظروں سے دیکھنے
لگی۔۔

کہاں جاؤ گی تم؟ ہیرا کو اس کے الفاظ نہایت برے لگے تھے یوں اپنے
شوہر سے دور ہو جانا جو اس سے جنون کی حد تک عشق کرتا ہے۔۔
مجھے نہیں معلوم اور ہیرا پلینز اس ٹاپک کو ختم کر دوا نیزا تصویر سینے کے
ساتھ لگا کر آنکھیں موند گئی ہیرا کے چہرے پر یک طرفہ مسکراہٹ آئی

عادت بہت بری چیز ہوتی ہے جس انسان سے ہم نفرت کرتے ہو اس کی بھی اگر ہمیں عادت پڑ جائے تو ہم چاہ کر بھی اسے نہیں چھوڑ پاتے انیزا پارس ارسلان شاہ اپنے شوہر کو چھوڑنے کی بات کر رہی تھی لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی جب وہ اسے چھوڑ کر جائے گی تو اس کے بنا ایک پل اس کے لیے صدیوں کے برابر ہو جائے گا۔

ارسلان شاہ جو بیسمنٹ میں بیٹھے اس کی ایک ایک حرکت کو دیکھ رہا تھا اس کے دل کو مٹھی میں جکڑا گیا اس نے انیزا کے سامنے تین روپ اس کی حفاظت کے لیے اختیار کیے تھے اور جہاں تک بچے کی بات رہی تو انیزا کی کنڈیشن ایسی بالکل بھی نہیں تھی کہ وہ یہ صدمہ برداشت کر پاتی

--

میری عین گڑیا تم اپنے ان ارادوں میں کبھی کامیاب نہیں ہو پاؤ گی مجھے تمہارے اس خیال سے بھی نفرت ہے جس میں تم مجھ سے دور جانے کا

سوچو۔ پیار سے سمجھاؤں گا تمہیں میں لیکن اگر تم نہ مانی پھر ڈیول ڈیمن
اپنا طریقہ کار اختیار کرے گا۔ تمہیں روکنے کے لیے میں ہر حد پار کر
جاؤں گا نیزہ پارس ارسلان شاہ۔ ارسلان رولنگ چیئر کو گھماتے پر
اسرار مسکراہٹ اپنے لبوں پر سجائی۔۔۔

وہ اپنے اصلی روپ میں آ رہا تھا اس کا اگلا قدم سب کے لیے حیران کن
ہونا تھا۔۔

میرا چھوٹا سا بچہ ارسلان ویڈیو پاز کر کے بڑی سی سکرین پر نظر آتے
انیزا کے چہرے پر جنونیت سے ہاتھ پھیرنے لگا۔
بہت جلد تم اپنے شاہوکی باہوں میں ہو گی جانِ شاہوارسلان شاہ بار بار
سکرین پر نظر آتے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر رہا تھا جیسے کہ انیزا
حقیقت میں اس کے سامنے کھڑی ہو اور وہ اس کے چہرے کو چھو کر
اسے محسوس کر رہا ہے۔۔

سب مہندی کی تیاریاں کر رہے تھے سجاد شاہ اور احمد شاہ کی نظر زیان پر
ٹکی ہوئی تھی کیونکہ نکاح کا وقت قریب تھا اور دانیال اور اس کے
خاندان والوں کو جواب زیان شاہ نے دینا تھا۔

ایسے مت دیکھیں میری طرف بابا پر سکون ہو جائیں آپ، میری بیوی
کے بارے میں بولنے والوں کی زبان کھینچ لوں گا اس کے سرد اور
پر سکون انداز پر سجاد شاہ اور احمد شاہ دونوں ہی تلملا کر رہ گئے۔
احمد تمہارا مجنوں بیٹا کہاں ہے سجاد شاہ نے احمد شاہ کو ارسلان شاہ کی
طرف متوجہ کیا جو بیسمنٹ سے نکل کر لاؤنج میں آکر بیٹھا۔

بڑے بابا جو کہنا ہوتا ہے میرے منہ پر کہا کرے یوں میرے باپ کے
کان میں سرگوشی کیوں کر رہے ہیں ارسلان شاہ نے سجاد شاہ کی
سرگوشی سن لی تھی۔۔

مجھے تو کبھی کبھی لگتا ہے کہ تمہیں ہر چیز کا الہام ہوتا ہے جس چیز کے
بارے میں پوچھا تمہیں پتہ ہو گا ارسلان شاہ کے چہرے پر یک طرفہ پر
اسرار مسکراہٹ آئی تھی جو دیکھنے والوں کو خوف میں مبتلا کر رہی تھی

--

اب کیا کرنے والے ہو تم ارسلان احمد شاہ ارسلان کی اصلی روپ سے
واقف تھے اس کے پاس جا کر بیٹھتے نہایت کم آواز میں بولے تھے جو
بمشکل ارسلان شاہ سن پایا۔۔

جسٹ ویٹ اینڈ وایچ اے۔ ڈی احمد بمشکل حلق سے تھوک نکلا وہ جب
بھی اسے اے۔ ڈی کہہ کر بلاتا تھا کوئی نہ کوئی بڑا کانڈ ہونا ہوتا تھا۔۔

یہ پلٹوں کہاں سے آرہی ہے سجاد شاہ نے رضا اور زوریز کو ایک ساتھ
دیکھتے حیرت میں مبتلا ہو کر سوال کیا۔

عنائزہ کے جھمکے لینے گیا تھا۔

نیہا چلیے چوڑیاں لینے گیا تھا۔

دونوں یک زبان بول کے ان سب کے درمیان میں بیٹھ گئے۔

بیوی کے لیے لائے ہو تو جاؤ جا کر دے کر آؤ انھیں۔

ہم ان کے کمرے میں بھجوا دیتے ہیں جانے کی کیا ضرورت ہے پھر

سے وہ دونوں یک زبان بولے تھے۔

خیریت ہے بڑا اتفاق ہو رہا ہے دونوں میں زیان نے میسنوں کی طرح

مسکراتے ہوئے ان کی ٹانگ کھینچنی چاہی ان دونوں کے غصے سے

گھورنے پر زیان شاہ کی مسکراہٹ سمٹی۔

بہنوئی جی ایک بات ذہن نشین کر لینا تم اگر میری بہن کو ذرا سا بھی دکھ
دیا تم نے رضا نے زیان کے بائیں جانب بیٹھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ
" رکھ کر سختی سے دبایا۔

تو بہنوئی جی پھر جو ہم تمہارے ساتھ کریں گے تم نے اپنے خواب و
خیال میں بھی نہیں سوچا ہو گا زوریز خان زیان شاہ کی دائیں جانب بیٹھ
کر اس کے تھائی پر ہاتھ رکھ کر جیسے ماس کو نوچتے ہیں اس انداز میں دبوچا

--
سالے صاحب اگر آپ نے مجھے ذرا سا بھی کچھ کیا تو میری پھپھو آپ کو
جہنم کی سیر کروادے گی۔

اور آپ دوسرے سالے صاحب اگر آپ نے مجھے تکلیف پہنچائی تو
آپ کی بہن کو اپنے مجازی خدا کو تکلیف میں دیکھ کر کس قدر تکلیف
ہوگی اس بات کا اندازہ ہو گا آپ کو زیان ان دونوں کو اپنے بازوؤں کے

حصار میں لے کر ان کی بولتی بند کروا کے ان دونوں کا سراپہ کندھے پر رکھا زوریز اور رضا نے ایک ساتھ اسے خود سے دور جھٹکا۔

ایک منٹ نیشہ تو رضا بھائی کی بہن ہے تو اس حوالے سے میں رضا بھائی کا بہنوئی ہوا، آپ مجھے بہنوئی کیوں کہہ رہے ہیں زیان شاہ نے پوائنٹ کی بات پکڑی تھی جانے انجانے میں وہ زوریز خان کو سالا کہہ گیا تھا۔ میری بہنوں کی طرح ہیں نیشہ تمہیں کوئی مسئلہ ہے زوریز زیان کی بات کو مذاق میں اڑا کر غصے سے بولا۔۔۔

مجھے کیا مسئلہ ہو گا چہرے زاویے بگاڑ کر کندھے اچکا کے صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائی۔

یہ نیہا کے کمرے میں رکھ آئے رضا نے پاس سے گزرتی ہوئی ملازمہ کو روکتے چوڑیاں اس کے طرف بڑھائی۔

اور یہ عنائزہ کے کمرے میں رکھ دیجیے گا ملازمہ ہاں میں سر ہلاتی اوپر کی طرف چل دی۔۔

سب لڑکیاں مایوں کے لیے پیلے رنگ کا سمپل سا سوٹ پہن کر تیار تھیں۔۔ اور لڑکوں نے سفید رنگ کے کُرتے پہنے ہوئے تھے۔۔
انیزا کو بمشکل ارسہ بیگم نیچے لے کر آئی۔۔

سب لڑکیوں نے ایک ایک کر کے ماورہ کو ہلدی لگانا شروع کر دی
اچانک ماورہ نے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔۔

کیا ہوا ماورہ نے اس کے رخسار پر ہلدی لگاتے ہلکی سی اس کی ناک پر
لگا کر اس سے استفادہ کیا ماورہ نفی میں سر ہلا کر آنکھیں سختی سے بند کر
گئی اب وہ انہیں کیا بتاتی کہ اس کے مجازی خدا نے کہا تھا کہ سب سے
پہلے ہلدی اس نے اپنی بیوی کو لگانی ہے لیکن یہاں تو آدھے سے زیادہ
خاندان اسے ہلدی لگا چکا تھا۔۔

لڑکیوں نے ہلکی پھلکی رسم کی تھی کیونکہ نیشا اور زیان کے نکاح کا پتہ
چلنے کے بعد سب خاموش ہو گئے تھے۔۔

ماورہ کے بعد نیشہ کو بٹھایا گیا وہ ضبط کے آخری مراحل پر پہنچی ہوئی تھی

--

سب سے پہلے نور نیشہ کے پاس بیٹھی اس کی رخسار پر ہلدی لگا کر چہرہ
ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر نرمی کی اس کی پیشانی چومی۔۔

اللہ تمہیں ڈھیروں خوشیاں دے نیشہ نے نور کے کندھے پر سر رکھا کئی
آنسو نیشہ کی آنکھوں سے ٹوٹ کر بے مول ہوئے تھے۔۔

میری طرف دیکھو اپنے آنسو صاف کر کے نور کی طرف دیکھا جو اسے
محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔۔

زیان برا ہے؟۔۔

مجھے نہیں پتا چھوٹے بچوں کی طرح چہرہ بناتے ہوئے ہاتھ سینے پر
باندھے۔۔

پر سکون رکھو خود کو نیشہ اللہ نے تمہارے حق میں بہتر لکھا ہو گا نیشہ بس
گردن ہلا کر رہ گئی۔۔۔

بہت معمولی انداز میں ہلدی کی رسم کی گئی کیونکہ کچھ دیر تک دانیال اور
اس کا خاندان آنے والا تھا نکاح کے لیے۔۔

اب آتے ہیں لڑکوں کی طرف جنہوں نے بیک سائیڈ پر رسم کرنے کا
بندوبست کیا تھا۔۔

ہاں جی پہلے کون بیٹھے گا سیان نے اپنا پورا ہاتھ ہلدی سے بھر کے زیاں
اور اذہان کی طرف دیکھا۔۔

خبردار سیان شاہ اگر تم نے ہمارے ساتھ کوئی بغیرتی کی۔۔

زبان بھائی جی، اذہان بھائی جی میں بغیر تی نہیں کروں گا بس آپ کے پور
پور کو ہلدی سے مہکاؤں گا تا کہ شادی کی رات آپ کی بیوی آپ کے
پاس ہی نہ آئے سیان شاہ کی حرکتوں سے سب واقف تھے انہیں معلوم
تھا اب زبان اور اذہان کی خیر نہیں۔۔

اپنی بغیر تیاں اپنے پاس سنبھال کر رکھ ہمیں اچھے سے معلوم ہے تو اندر
سے جل بھن رہا ہے یہ سوچ سوچ کر ہی کہ ہماری رخصتی ہو جائے گی
اور تو پھر وہیں کا وہیں رہ جائے گا زبان اور اذہان دونوں سامنے رکھے
ہوئے صوفے پر بیٹھے یہاں سارا سیٹ اپ کیا گیا تھا اور سامنے ہلدی کے
دو بڑے بڑے باؤل رکھے گئے تھے۔۔

سب سے پہلے احمد شاہ اور سجاد شاہ بیٹھے انہوں نے آرام و سکون سے
ہلدی لگائی۔۔

پھر ارسلان شاہ اور زید شاہ دونوں جڑوا بھائی ان دونوں بھائیوں کی
دائیں اور بائیں جانب بیٹھے ارسلان شاہ کالی شلوار قمیض اور کالے ہی
چادر اوڑھے بیٹھا تھا زید شاہ نے سفید شلوار قمیض اور سفید ہی چادر لی
ہوئی تھی۔۔

ارسلان شاہ کے معاملے میں وہ پر سکون تھے کہ وہ کوئی الٹی سیدھی
حرکت نہیں کرے گا۔

Because he was the executioner of
their house....

لیکن انہیں زید شاہ سے کوئی بعید نہ تھی۔۔

ماورہ بھا بھی باہر کیا کر رہی ہیں زید نے چہرے پر حیرت سجائے اذہان کی
دائیں جانب دیکھا زید کے کہنے کی دیر تھی اذہان نے اپنے چہرے کا رخ

دائیں جانب کیا موقع پاتے ہی پورا ہاتھ ہلدی سے بھرا ہاتھ زید نے
اذہان کی گردن پر لگا دیا۔

اتنی بے تابی! اذہان بھائی بریک پر پاؤں رکھیں کل رات ماورہ بھا بھی
آپ کے پاس ہوں گی زید اپنے ہاتھ جھاڑتے ہوئے ایک آنکھ دبا کر
وہاں سے اٹھ گیا اس سے قبل کے اذہان اس کی گردن دبوچتا۔
اس کے بعد عیشان اور ولید بیٹھے تھے۔

ولید ان کے درمیان زیادہ گھلا ملا نہیں تھا اس وجہ سے اس نے کوئی
شرارت نہ کی۔

اور عیشان شاہ وہ تو خاندان کا سو برا اور شریف بیٹا تھا وہ کیسے کوئی شرارت
کر سکتا تھا۔

دو شیطانوں کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ زیاں شاہ اور اذہان شاہ نے ایک دوسرے کے چہرے کو دیکھا پھر عالیان اور سیان کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ دیکھ کر مشکل سے تھوک نکلا۔

زوریز بھائی رضا بھائی آپ دونوں بیٹھ جائیں ہم اپنا کوٹا آخر میں پورا کریں گے عالیان اور سیان سائیڈ پر کھڑے ہو گئے رضا اور زوریز نے ان دونوں کو ہلدی لگائی۔

میں تم دونوں کو پہلے وارن کر رہا ہوں سیان شاہ اور عالیان شاہ اگر ہمارے ساتھ کوئی الٹی حرکت کی تم دونوں نے تو ہم سے برا کوئی نہیں ہو گا زیاں نے دانت کچکچاتے ہوئے سخت گھوری سے نوازا۔

زیاں بھائی اذہان بھائی آپ ہم دو معصوم بچوں پر شک کر رہے ہیں دونوں بلائی لب باہر نکالتے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر ایک

دوسرے کے ساتھ سرٹکا کر بولے تھے ان کی معصومیت پر خاندان کے
سارے مرد عیش عیش کراٹھے۔۔۔

چہرے پر ہنوز معصومیت سجائے زیان اور اذہان کے پاس بیٹھ کر
خاموشی سے ہلدی لگا کے اٹھ گئے۔۔۔

دونوں نے اپنی آنکھیں رگڑ کر ان شیطانوں کی طرف دیکھا جو آرام
سکون سے ہلدی لگا کر اٹھ گئے تھے۔۔۔

جب اچانک اوپر سے ہلدی والے پانی کی چار سے پانچ بالٹیاں زیان شاہ
اور اذہان شاہ پر انڈیل دی گئی۔۔۔

ہلدی مبارک ہمارے دو بھائیوں کو اور ساتھ میں بربادی بھی مبارک
سیان اور عالیان ایک ساتھ بلند آواز میں چلائے تھے۔۔۔

کیا کھا کر پیدا کیا ہے چھوٹے بابا آپ نے اسے اذہان نے اپنے چہرے پر
ہاتھ پھیر کر چہرہ کو صاف کرنے کی کوشش کی۔۔۔

چائے پراٹھا اس سے قبل احمد شاہ بولتا سیان شاہ مست ماحول میں ڈانس کرتا ہوا بولا تھا۔

بابا اس نمونے کو کیا کھا کر پیدا کیا ہے امی نے زیان نے عالیان کو گردن دبوچتے اس کا چہرہ سجاد شاہ کے سامنے کیا۔

اندر بیٹھی ہوئی ہے تمہاری ماں جا کر پوچھ آؤ سجاد شاہ ہنستے ہوئے بول کر چیئر پر بیٹھ گئے۔

چلو اچھا ہے تم دونوں کو بھی شوق چڑھا ہوا تھا ہلدی کے فنکشن کرنے کا۔ اب سکون آگیا اذہان اور زیان خاموشی سے دوبارہ صوفے پر بیٹھ گئے ارسلان شاہ کے آگے بولنے کی ان میں ہمت نہیں تھی۔

خاندان کے سارے مرد چینیج کرنے کے لیے چلے گئے۔

ابھی وہ سب کپڑے بدل کر لاؤنج میں بیٹھے تھے کہ دانیال اور اس کا خاندان شاہ پیلس میں داخل ہوا۔

لاؤنج میں صرف مرد موجود تھے اور مہندی کے فنکشن کے لیے
ڈیکوریشن کی جارہی تھی۔۔

سب کی نظرے زیان شاہ ٹکی تھی کہ وہ کیسے ان سب کو جواب دے گا

--

آپ مسز زیان شاہ کی مہندی کا فنکشن اٹینڈ کرنے آئے ہیں زیان اس
صوفے پر بیٹھا جہاں سامنے دانیال اس کی ماں اور باپ بیٹھا ہوا تھا۔
دائیں جانب دانیال کا چاچا، چچی اور دو میل کزن بیٹھے ہوئے تھے۔
جہاں تک ہمیں معلوم ہوا ہے اذہان کی شادی ہے اور نیشہ کا ہمارے بیٹے
کے ساتھ نکاح دانیال کے والد نے ٹانگ پر ٹانگ رکھتے صوفے کی
پشت کے ساتھ ٹیک لگائی۔۔

زیان شاہ کو وہ کوئی ٹیڑھی چیز معلوم ہو رہا تھا۔۔

جی بالکل اذہان بھائی کی شادی ہے اور ساتھ میں میری اور نیشہ زیان شاہ
کی رخصتی دانیال جسے گڑ بڑ کا احساس ہو رہا تھا زیان شاہ کے منہ سے "
نیشہ زیان شاہ " سنتے دانیال کا رنگ اڑا تھا۔۔۔۔

تمہارا دماغ ٹھکانے پر ہے زیان شاہ وہ میری ہونے والی بیوی ہے۔۔
اپنے الفاظ درست کر دانیال صاحب تمہاری ہونے والی میری ہو چکی
بیوی ہے دانیال کے چلانے پر زیان شاہ نے پرسکون انداز میں ٹانگ پر
ٹانگ رکھ کے سینے پر ہاتھ باندھے صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائی
۔۔

یہ کیا بکواس کر رہا ہے انکل دانیال ہتے سے اکھڑ رہا تھا۔۔
ادھر مجھ سے بات کرو نکاح میں نے کیا ہے میرے گھر والوں نے نہیں
کیا زیان نے چٹکی بچاتے اسے اپنی طرف دیکھنے کا اشارہ کیا۔۔

ہاں چکر چل رہا ہو گا اس کا تمہارے ساتھ راتیں رنگین کرتی ہو گی اسی
لیے تو بنگھر والوں کو بتائے نکاح کر لیا تم نے دانیال کی ماں نہایت ہی
بے شرمی سے بولی تھی اگر وہ عورت نہ ہوتی زیان شاہ نے اس کا وہ حشر
کرنا تھا کہ وہاں بیٹھے ہر فرد کے چہرے کا رنگ اڑ جانا تھا۔

اپنی زبان سنبھال کر بات کریں آپ عورت ہیں لحاظ کر رہا ہوں میں
نہیں تو میری بیوی کے کردار کے بارے میں بکواس کرنے والوں کی
زبان کاٹ کے کتوں کے آگے پھینکنے سے گریز نہیں کروں گا زیان شاہ
شعلہ برساتی نگاہوں سے دانیال کی ماں کو گھورتے ہوئے سرد لہجے میں
بولا۔

رضا بولنے لگا تھا جب ارسلان نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا باقی
سب مرد خاموشی سے سینے پر ہاتھ باندھے بیٹھے تھے جس نے راستہ
پھیلایا تھا سمیٹنا بھی اسی نے تھا۔

آپ لوگ جاسکتے ہیں یہاں سے کیونکہ ایسے بے حیا لوگوں کی ہمارے
گھر میں جگہ نہیں ہے زیاں شاہ کے سرد انداز کی وجہ سے وہاں بیٹھے
دانیال اور اس کی خاندان والوں کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔۔
بے حیا ہم نہیں بے حیا وہ لڑکی ہے جو راتیں رنگین کسی کے ساتھ کرتی
ہے اور۔۔

اپنی حد میں رہ کر الفاظ استعمال کریں اگر زیاں شاہ اپنی حد بھولا تو یہاں
پر بیٹھے کسی کی گردن اس کے بدن کے ساتھ نظر نہیں آئے گی ٹیبل پر
زور سے ہاتھ مارتے بلند آواز میں دھاڑا تھا۔

ٹیبل پر کانچ لگا ہوا تھا زیاں شاہ کے سختی سے ٹیبل پر ہاتھ مارنے سے
شیشہ ٹوٹ کر زیاں شاہ کے ہاتھوں میں پیوست ہوا خون بہہ کر ٹیبل کو
بھگیور ہا تھا۔۔

دیکھ لوں گا تمہیں میں زیان شاہ۔ دانیال نفرت سے زیان کو دیکھتے وہاں
سے چلا گیا۔

اس کی ماں اور چاچی بھی تلملاتی ہوئی پاؤں پٹکتی وہاں سے نکل گئی۔
نیشہ جو کچن میں دودھ لینے آئی تھی دانیال کی ماں اور چاچی کی باتیں سن
کر زمین پر بیٹھ کے لبوں پر ہاتھ جما کر بے آواز رو رہی تھی۔
اور کسی کو ہینڈل کرنا ہے تو وہ بھی بتا دیں مجھے جان تلملاتا ہوا کچن میں گیا
زمین پر بیٹھی نیشہ کو روتے ہوئے دیکھ اس کے پاس زمین پر بیٹھا۔
میری شہزادی کو کیا ہوا ہے زیان شاہ نے جیسے ہی الفاظ ادا کیے نیشہ بنا
اس کی طرف دیکھے اس کے سینے سے لگ کر زیان شاہ کی پشت پر سخت
حصار بناتے ہوئے آنسو بہا کر اس کی شرٹ کو بھگور ہی تھی۔

نیشہ کو شہزادی ارسلان شاہ بلاتا تھا زیان شاہ کی طرف دیکھے بغیر اس کے
الفاظ سن کر اسے ارسلان شاہ سمجھ کر اس کے سینے سے لگی رو رہی تھی

--

زیان نے بھی اس کے گرد نرمی سے حصار بنایا۔

مجھے میری دبنگ پٹھانی پسند ہے "پٹھانی" لفظ سنتے ہی نیشہ جھٹکے سے

زیان شاہ سے دور ہوئی۔

تم میں شرم نامی چیز نہیں ہے نیشہ کے دور ہونے پر زیان شاہ اس کے
چہرے پر ہاتھ رکھنے لگا تھا نیشہ نے آنکھوں میں نفرت سموئے اس کے
ہاتھ کو جھٹکا۔

بالکل بھی نہیں ہے پٹھانی صاحبہ چلو شاباش مہندی کے فنکشن کے لیے
تیار ہو جاؤ میں دیکھنا چاہتا ہوں میری پٹھانی میرے لیے تیار ہو کر کس

قدر خوبصورت لگتی ہے زیان ڈھیٹ انسان کی طرح مسکرا کر بے باکی
سے الفاظ ادا کرتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔

کچھ دیر بعد شاہ پیلس کالا ونج بے حد خوبصورت طریقے سے سجایا گیا تھا
جس کا تھیم وائٹ، بلیک اور گولڈن تھا۔

مردوں کے لیے دائیں جانب سیٹ اپ کیا گیا تھا اور عورتوں کے لیے
بائیں جانب۔

وہ سب اپنی اپنی بیویوں کو دیکھنا چاہتے تھے لیکن ان سب کی بیویاں ایک
کمرے میں اکٹھی ہوئی تھی جس کی وجہ سے کمرے میں نہیں جاسکتے
تھے۔

مردوں میں سب نے سفید رنگ کی شلوار قمیض اور بیچ کلر کی واسکٹ
پہنی ہوئی تھی۔

تین مردوں کی ڈریسنگ مختلف تھی ایک اذہان شاہ اور زیان شاہ کیونکہ
ان دونوں کی شادی تھی اور انہوں نے ڈریسنگ مختلف کرنی تھی
ارسلان شاہ نے کالے رنگ کی شلوار قمیض کالے ہی رنگ کی واسکٹ
پہنی ہوئی تھی چونکہ اسے سفید رنگ پہننا پسند نہ تھا۔

ان سب مردوں کو ایک جگہ کھڑے کوئی باہر کا دیکھ لیتا تو اس کی زبان
: سے یہ لفظ ادا ہونے لگے تھے کہ

دنیا جہاں کے سب سے خوبصورت مرد شاہ خاندان میں ہے۔۔۔"
شاہ خاندان کے سب عورتیں ایک ساتھ کمرے سے باہر نکلی۔۔
محویت سے سب اپنی اپنی بیوی کی طرف دیکھنے لگے۔۔
انیزا نے سکن کلر کی کُرتی اور ہم رنگ گراں پہنا ہوا تھا سکن کلر کا حجاب
اور نقاب کیے بازوؤں میں پنک کلر کا دوپٹہ ڈالا تھا۔۔

ارسلان شاہ نکاب میں نظر آتے اس کے گہری کانچ سی آنکھوں میں
کھویا ہوا تھا نیزانے ایک نظر بھی اس کی طرف نہ دیکھا۔
اگر وہ اپنے شاہوں کی طرف دیکھ لیتی اس پر سے نظریں ہٹانا مشکل ہو
جانا تھا نیزا ارسلان شاہ کے لیے۔

وہ اپنی تمام تر خوبصورتی لیے کھڑا تھا کف فولڈ کیے جس سے اس کے
سفید و سرخ بازو نظر آرہے تھے، ہاتھوں اور گردن کی رگیں ابھری
ہوئی، نیلی آنکھوں میں جذبات کا سمندر سموئے، اپنی حیات کی طرف
دیکھتے اس کی آنکھیں نہ محسوس طریقے سے مسکرائیں۔

اسماء نے بھی سکن کلر کی کرتی اور ہم رنگ گرا اور حجاب کیا ہوا تھا
کندھے پر ایک سائیڈ پہ نیوی بلو کلر کا دوپٹہ سیٹ کیا ہوا تھا احمد شاہ تو اپنی
اسماء جان کو دیکھتا رہ گیا ہلکے سے میک اپ میں اس کے نقش حد سے
زیادہ پرکشش لگ رہے تھے۔

انشانے بھی سیم ڈرینگ کی ہوئی تھی اس کے دوپٹے کا رنگ مختلف تھا
تیج کلر کا دوپٹہ کندھے پر سیٹ کیا ہوا تھا۔

سجاد شاہ کی نظریں خود پر محسوس کرتے نفی میں سر ہلایا آج بھی سجاد شاہ
کی نظریں ویسی ہی تھی جیسے نکاح کے بعد جب وہ پہلی مرتبہ انشا سے
ملے تھے۔

سب لڑکیوں کی سیم ڈرینگ تھی دوپٹے کا رنگ مختلف تھا ہیرا کا دوپٹہ
اورنج، نیہا کاریڈ، عنائزہ کا گرین، عرتج کا مہرون، عانیہ کا گرے،
نیسلیمان کا سی گرین اور نور کا سکاٹی بلو تھا۔

عنائزہ، عرتج اور نیہا خفگی سے اپنے اپنے شوہر کی طرف دیکھ رہی تھی
جن میں سے دو کے شوہر نے تحفہ لا کر تو دیا تھا لیکن خود دینے نہیں
آئے تھے اور ایک کے شوہر نے تو لا کر ہی نہیں دیا تھا۔

ہیرا زید کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھی جا رہی تھی کہ شاید زید شاہ سب کے سامنے اس کی تعریف کرے لیکن اپنے مسٹر کو لبوں پر قفل لگائے دیکھ ہیرا کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔

ارد شیر کی نگاہیں نور پر جمی ہوئی تھی جو ہاتھوں کو آپس میں پیوست کیے اپنی گھبراہٹ چھپانے کی کوشش کر رہی تھی اسے شرمندگی محسوس ہو رہی تھی کہ اس کے بیٹے پر یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ ارد شیر کی ماں کا عاشق ہے۔

نیشہ اور ماورہ کو ایک ساتھ صوفے پر بٹھایا ان دونوں نے سیم ڈریس پہنا ہوا تھا لائٹ یلو کلر کا لہنگا پنک کلر کی کُرتی پنک کلر کا ہی حجاب کیے بازوؤں میں گرین کلر کا دوپٹہ سیٹ کیا تھا۔

ان دونوں کے شوہروں نے سفید کلر کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی سب لڑکوں نے زبردستی انہیں پیلے رنگ کی واسکٹ پہنائی تھی۔

مہندی کا فنکشن سٹارٹ کیا گیا۔۔

بیوی کیا خیال ہے اپنی مہندی پر ڈانس کیا جائے؟ آذان نے ماورہ کان کے قریب جھکتے سرگوشی کی۔۔

ماورہ نے نفی میں سر ہلادیا کیونکہ وہ ایک گھنٹہ پہلے ٹھنڈے پانی سے نہائی تھی جس کی وجہ سے اس کی کمر میں شدید درد ہو رہا تھا۔۔

بیوی شادی ایک بار ہی ہوتی ہے ماورہ اذہان شاہ کی بات پر مسکرائی تھی وہ خوش تھی کہ اذہان اس سے ناراض نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ اس سے ملنے نہیں گئی تھی۔۔

اذہان اگر آپ کا دل چاہ رہا ہے آپ ڈانس کر لیں مجھ سے نہیں کیا جائے گا اذہان نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھتے سہلایا ماورہ کو اپنی رگ رگ میں اترتا محسوس ہوا تھا اس کا شوہر اس کی بنا کہے اس کی ہر بات سمجھ رہا تھا۔۔

اگر میری بیوی ڈانس نہیں کر رہی تو مجھے بھی نہیں کرنا اذہان نے
صوفے کے ساتھ ٹیک لگا کر سامنے ڈانس فلور کی طرف دیکھا جہاں
ارسلان شاہ کھڑا تھا۔

آج میرے دو بھائیوں کی اور میری بہن کی مہندی ہے خوشی کا سماں ہے
سب خوش ہیں لیکن میری حیاتم خوش نہیں ہے ارسلان شاہ کے الفاظ
سن کر سب کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔
تو کچھ پیارے سے الفاظ میری عین کے لیے۔

اے جانِ شتمگریوں خفانہ ہوا کر ہم سے
ہماری جان پر بند آتی ہے دیکھ کر تیری ناراضگی

سب عورتوں کی نظریں انیزا پر تھی کہ شاید وہ مسکرا دے لیکن وہ لبوں پر قفل لگائے سر جھکائے بیٹھی رہی۔۔

میرے بھائی! بھابھی نہیں مانی کوئی اور طریقہ اپنا زید نے بلند آواز میں کہا۔۔

انیزا وہاں سے جانے لگی تھی جب اسے اپنے کھسے میں کوئی چیز محسوس ہوئی جس کی وجہ سے چلا نہیں جا رہا تھا وہ ہال کے درمیان میں کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

راز انکھیں تیری سب بیاں کر رہی

ارسلان شاہ ہال کے درمیان میں کھڑا تاک پکڑ کر اپنی حیاتیم کو منانے کے لیے گانا گانا شروع کیا۔۔

سن رہا دل تیری خاموشیاں

انیزا نے اپنا رخ ارسلان کی مخالف سمت کر لیا وہ ارسلان شاہ سے بات کرنا تو دور اس کی طرف دیکھنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔

کچھ کہو نہ سنو پاس میرے رہو

ارسلان گانے کے لائنز بولتا ہوا انیزا کے گرد چکر لگانے لگا اس کا ہاتھ پکڑنے کے لیے جیسے ہی ہاتھ آگے بڑھایا انیزا نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا

--

عشق کی کیسی ہے یہ گہرائیاں

انیزا وہاں سے جانے لگی ارسلان شاہ اس کے سامنے کھڑا ہو کر محبت باش نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

سایہ بھی جسم سے ہوتا ہے کیا جدا

وہ چہرے پر اکتاہٹ سجائے سائیڈ سے گزرنے والی تھی جب ارسلان
شاہ نے اسے گھما کر اس کی پشت کو اپنے سینے کے ساتھ لگایا۔

جتنی بھی زور کی ہو آندھیاں

لائن بولتے اس کے کمر کے گیٹ باز و لپیٹا ارسلان شاہ کے انداز میں اس
کی حیات تم کو جنونیت محسوس ہوئی۔۔۔

راز آنکھیں تیری سب بیاں کر رہی

آنکھیں سختی سے بند کر کے کھول کر گردن پیچھے کی جانب موڑتے
فرضی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر آنکھوں میں نفرت سموئے ارسلان
شاہ کو دیکھا۔

سن رہا دل تیری خاموشیاں
ارسلان شاہ نے یک طرفہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی اس کا انداز
صرف ظاہری تھا وہ عادی تھی اپنے شاہوں کی وہ کبھی اس نفرت نہیں
کر سکتی تھی۔

جینے کا تو سہارا
تو ہی روشنی

انیزانے ارسلان کا ہاتھ اپنی کمر سے ہٹانا چاہا نقاب میں نظر آتی گہری سیاہ
آنکھیں خون چھلکنے کی حد تک سرخ ہو گئی تھی۔

کہتا ہے ہر ستارہ تو ہی میری چاندنی
ارسلان شاہ اس کی کمر سے ہاتھ ہٹاتے اس سے کچھ قدم پیچھے ہو کر لائنز
بولتے ہی دل پر ہاتھ رکھا۔

دھوپ ہو تم میری چھاؤں بھی تم ہی
پورے ہال کی لائٹس بند ہو چکی تھی ایک لائٹ انیزا کی طرف کی گئی
اچانک آنکھوں میں روشنی پڑنے کی وجہ سے آنکھوں کے سامنے ہاتھ
کیا۔

پاس ہو تو دور ہے تنہائیاں

اپنی حیاتِ تم کی طرف قدم بڑھاتے اس کے کلائی سے پکڑ کر ہاتھ نیچے کر
کے اس کی خوبصورت آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

اِس جہاں میں

اُس جہاں میں

بس اک تو میرا

ارسلان شاہ نے اپنے بازو دونوں اعتراف پھیلائے وہ واقعی میں ارسلان
شاہ کی کل کائنات تھی۔

جس کی ناراضگی ارسلان شاہ کے لیے سہانِ روح تھی۔

خوشبوؤں سے تیری مہکے جسم میرا

نیزہ رخ موڑ کر جانے لگی ارسلان نے اسے بازو سے پکڑتے خود میں
بھینچا تھا۔۔

گھر کے سب فرد بت بنے ان سب کو دیکھ رہے تھے انیزا کے اس گھر
میں آنے کے بعد انہیں ارسلان شاہ کا نیا سے نیا روپ دیکھنے کو مل رہا تھا
۔۔

رات آئے گی تو میں صبح لاؤں گا

موت آئے گی تو لڑ جاؤں گا

انیزا نے بھاری پلکے اٹھا کر اپنے شاہو کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں کے
سامنے وہ منظر لہرایا جب اس کے شاہو نے اسے بچانے کے لیے اپنی
جان کی بازی لگائی تھی۔۔

سایہ بھی جسم سے ہوتا ہے کیا جدا
جتنی بھی زور کی ہو آندھیاں
دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں اس قدر گرم تھے کہ انہیں احساس
ہی نہ ہوا کہ اس وقت وہ ہال میں کھڑے ہیں اور وہاں موجود ہر شخص
انہیں دیکھ رہا ہے۔۔

کچھ کہونہ سنو میرے پاس رہو
عشق کی کیسی ہے یہ گہرائیاں

گانے کے آخری الفاظ بول کر ارسلان شاہ نے انیزا کا چہرہ ہاتھوں کے
پیالوں میں تھام کے اس کی پیشانی پر نرمی سے لب رکھے آنکھیں بند کر
کے انیزا ارسلان شاہ نے جیسے اپنے شاہو کا لمس محسوس کیا تھا۔۔

لائٹس ان ہوئی حال میں تالیوں کی آواز گونجی انیزا جھٹکے سے ارسلان شاہ سے دور ہو کر آنکھیں پھیلائے ارد گرد دیکھنے لگی۔

سب ارسلان شاہ کا انداز دیکھ کر ہکا بکارہ گئے تھے۔

انیزا گھبرا کر دوبارہ سے صوفے پر بیٹھ گئی ارسلان شاہ انیزا کے پاس عورتوں والی سائیڈ پر بیٹھ گیا اسمانی اپنی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کی اس کا بیٹا مکمل طور پر اپنی بیوی کے عشق میں مبتلا تھا۔

کب تک مجھ سے خفا رہو گی انیزا نے سختی سے آنکھوں پر ہاتھ جمالیا سے ارسلان شاہ کا خود کے قریب بیٹھنا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

لیڈریز اینڈ جینٹل مین اسٹیشن پلیز میں ایک پیاراسا سونگ اپنی منکوحہ کے لیے پلے کر وانا چاہتا ہوں میں اپنے ارسلان بھائی جی کی طرح نہیں ہوں جو اپنی بیوی کو منانے کے لیے خود گانا گائیں البتہ ایک الگ سٹائل

میں ضرور اپنی منکوحہ کو اپنی مہندی والے دن منانے کی کوشش کرنا چاہتا ہوں زیان شاہ کی نظریں سامنے صوفے پر بیٹھی نیشہ خانزادی پر ٹکی ہوئی تھی جس نے اس کی طرف دیکھنا تک گوارا نہیں کیا تھا۔

اگر کسی اور کی بیوی ناراض ہے تو وہ بھی میرے ساتھ شامل ہو سکتا ہے زیان نے رضا کی طرف دیکھتے ہیں ابرو چکا کر اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا رضا نے سر نہڑ کرنے والے طریقے میں ہاتھ اوپر کر کے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

نہا اس سے ناراض تھی کیونکہ وہ خود چوڑیاں اسے دینے نہیں آیا تھا۔۔۔

مسز میرا ساتھ دوں گی آپ زیان شاہ ڈانس فلور سے نیچے اتر کر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اور اپنا ہاتھ نیشہ کے سامنے کیا جو اس نے خاموشی سے تھام لیا تھا کیونکہ وہ کوئی تماشہ نہیں کرنا چاہتی تھی تقریباً دو گھنٹے

پہلے جو تماشا ہوا تھا ان کے گھر میں وہ کافی تھا اس کے کردار پر جو باتیں
کی گئی اس میں اب اور ہمت نہیں تھی کہ اپنے کردار کی اور تذلیل
کرواتے۔۔

زیان اس کا ہاتھ تھا مے اپنے ساتھ ڈانس فلور پر لے گیا ایک ہاتھ کمر پر
رکھانیشہ کا ایک ہاتھ اپنے سینے پر اور دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھاما
۔۔۔

مت آزما رہے
پھر سے بلارے
اپنا بنا لیں
ہوں بے قرار

لائٹس آف کردی گئی ایک لائٹ آن تھی جو نیشہ اور زیان کی طرف گئی
زیان شاہ گانے کی لائنز بولتے ہوئے ہلکے پھلکے نیشہ کے ساتھ ڈانس
سٹیپ کر رہا تھا۔

تجھ کو ہی چاہا
دل ہے یہ کرتا
آبے تحاشہ تجھ سے ہی پیار
جیسے ہی یہ لائنز پلے ہوئی ارد شیر نے نور کا ہاتھ پکڑا اس سے قبل نور
کچھ سمجھ پاتی ارد شیر اسے ڈانس فلور پر لے جا کے اس کی کمر پر ہاتھ رکھ
کر دوسرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام کر ہلکے ہلکے سٹیپ کرنے لگا نور
آنکھیں پھاڑے اس کی طرف حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

حسرتیں بار بار

بار بار یار کی کرو

مجھے لگا تھا پٹھانی صاحبہ تم میری حسرت بن کے رہ جاؤ گی میں تمہیں
کبھی حاصل نہیں کر پاؤں گا یقین کرنا مشکل لگ رہا ہے کہ میری پٹھانی
میرے نکاح میں ہے زیان نے اسے گول گھماتے اپنے قریب تر کر کے
یہ الفاظ ادا کیے۔۔

خواہشیں بار بار

بار بار یار کی کرو

عزیزِ ارد جتنی خواہشات تمہارے لیے میں نے اپنے دل میں جمع کر
رکھی ہے یہ میں جانتا ہوں یا میرا خدا۔ تمہاری ایک ہاں سے میرے
ساری خواہشات کو تکمیل مل سکتی ہے ارد شیر نے نور کو اپنے زیادہ

قریب نہیں کیا تھا کیونکہ وہ اس کا نامحرم تھا نور اس سے بات نہیں کر رہی تھی وہ جب بھی بات کرنے کی کوشش کرتا وہ اسے باتیں سنا کر چلی جاتی اب یوں لوگوں کے سامنے وہ اسے کچھ سنا بھی نہیں سکتی تھی اس لیے خاموشی سے اس کے ڈانس فلور پر کھڑی رہی۔۔

زوریز کی آنکھوں میں خون اتر آیا ارد شیر کو اپنی ماں کے قریب دیکھ کر اگر وہاں لوگ جمع نہ ہوئے ہوتے زوریز خان نے ارد شیر کی جان لے لینی تھی۔۔

چاہتیں بار بار
بار بار یار کی کرو

کوئی مجھ سے پوچھے چاہت کیا ہوتی ہے اور اس چاہت کا آپ کو مل "

" جانا کسی معجزے سے کم نہیں ہوتا

رضا اپنی روٹھی ہوئی بیوی کو منانے کے لیے اس کا ہاتھ تھام کر ڈانس
فلور پر چلا گیا جب یہ لائنز پلے ہوئی رضا نے اس کے کان کے قریب
جھکتے سرگوشی کی تھی۔۔

منتیں بار بار

بار بار یار کی کرو

جانتے ہو عزیز ارد جتنی منتیں میں نے مانگی ہیں شاید ہی کسی نے اپنے
گناہوں کی معافی کے لیے اتنی منتیں مانگی ہوں۔ ہاں کر دو "مکمل طور پر
اس کی کمر کے گرد اپنا بازو لپیٹا۔۔
اب پیچھے گانے کی بیک گراؤنڈ ٹیون لگی ہوئی تھی۔۔

ارد شیر سکن۔۔ عزیزِ ارد تم مجھے ارد بلاتے ہوئے خوبصورت لگتی ہو ارد
نے اسے گول گول گھما کر ایک ہاتھ اس کی کمر پر رکھتے اس کی طرف
دیکھتے ہوئے سر کو خم دیا۔۔

سب لڑکوں نے ایک ساتھ ہو ٹنگ کی جب احمد شاہ اسماء کا ہاتھ تھام کر
اسے ڈانس فلور پر لے کے گیا۔۔

احمد آپ میں شرم ختم ہو گئی ہے ہماری بھتیجی کی شادی ہے اور آپ
یہاں ڈانس ایسے کر رہے ہیں جیسے آپ کی شادی ہے اسماء نے احمد کو
آنکھیں دکھا کر اپنی کمر کے گرد سے ہاتھ ہٹانے کو کہا وہ احمد سے ابھی
تک ناراض تھی کہ اس نے اپنے بیٹوں کا ڈیر پورا کرنے کے لیے اس
سے دوری اختیار کی تھی۔۔

ہم زار زار روتے ہیں

خود سے بھی خفا ہوتے ہیں

ہم یہ پہلے کیوں نہ

سمجھے تم فقط میرے

بہت رلایا ہے آپ نے رضا مجھے، میں نہیں جانتی کون سی بات آپ کے
دل کو تکلیف دے رہی ہے اور آپ نے مجھ سے یہ کہہ دیا کہ میں آپ
کو چھوڑ دوں گی ایسی کیا وجہ ہے رضا نیہار رضا کی گردن میں بازو حائل کر
کے چہرہ اس کے قریب کیا وہ یہ بھول گئی تھی کہ اس کا بھائی بھی اس
وقت ڈانس فلور پر موجود ہے اور سب لوگ انہیں دیکھ رہے ہیں وہ
صرف چاہتی تھی کہ رضا اور اس کے درمیان جو اختلافات پیدا ہو رہے
ہیں وہ ختم ہو جائیں۔۔

دل کا قرار کھوتے ہیں

کہاں چین سے بھی سوتے ہیں

میری راتوں کی نیند حرام کی ہے تم نے پٹھانی صاحبہ، کل رات تمہاری
راتوں کی نیند میں تم پر حرام کروں گا زیان شاہ نیشہ کے کان کے قریب
جھکا تھا نیشہ کی بیک بون میں سر سر اہٹ ہوئی اس نے زیان شاہ سے
اتنے بے باک رویے اور الفاظ کی امید نہیں کی تھی۔۔
ڈان سٹیپ کرتے ہوئے زیان کے ہاتھ نیشہ کی کمر پر حرکت کر رہے
تھے۔۔۔

ہے ہم نے دل میں کیوں

بچھائے عشق یہ گھرے

جانتا ہوں 23 سال میں تمہارے سامنے دوستی کا خول خود پر چڑھائے

رہا تھا جب پہلی مرتبہ میں نے تمہیں دیکھا تھا تمہارا ارداسی دن تمہارا

اسیر ہو گیا تھا ارد شیر نے نور کا حجاب درست کیا جو سائیڈ سے تھوڑا سا
خراب ہو گیا تھا نور نے غصے سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

ہاتھ ہٹاؤ اپنا میری کمر سے نفرت محسوس ہو رہی ہے مجھے تمہارے یوں
چھونے سے ارد شیر۔۔۔ عزیز ارد میں نے پہلے بھی تمہیں منع کیا ہے
کہ تم مجھے ارد بلا تے ہوئے خوبصورت لگتی ہو اس سے قبل نور اپنی بات
مکمل کرتی ارد شیر اس کے لبوں پر شہادت کی انگلی رکھتے اسے چپ کروا
گیا۔

زوریز عنائزہ کا ہاتھ تھام کر ڈانس لوٹ پر چلا گیا تاکہ ارد شیر کو اپنی ماں
سے دور کر سکے۔

حسرتیں بار بار
بار بار یاد کی کرو

خواہشیں بار بار

بار بار یار کی کرو

چاہتیں بار بار

بار بار یار کی کرو

منتیں بار بار

بار بار یار کی کرو

اب وہ چاروں کیل اپنی اپنی بیویوں کے ساتھ سٹیپ کر رہے تھے ان
کے درمیان ایک کیل ایسا تھا جو غیر شادی شدہ تھا لیکن یہ بات لوگوں
کو معلوم نہیں تھی۔۔

تیرے ہی خواب دیکھنا تیری ہی راہ تا کنا

تیرے ہی واسطے ہیں میری ہر وفا

نارا ضلگی ختم کر دوا سماء جان کہتی ہو تو سب کے سامنے کان پکڑ کر تم سے
معافی مانگ لیتا ہوں، احمد شاہ نے سب کے سامنے نرمی سے اپنی بیوی
کے پیشانی کو لبوں سے چھوا اور سلان شاہ، زید شاہ، عیشان، سیان عالیان
اور اذہان ان ساتوں نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر سر نیچے کو کر لیا چار کی
اسماء ماں تھی اور دو کی چھوٹی امی (چاچی)۔

ولید نے گلا کھنگاڑا نیسلیمان نے ابر و اچکا کر اپنے منکوح صاحب کو دیکھا
جو اسے ڈانس فلور پر جانے کا اشارہ کر رہا تھا۔

میں بتا رہا ہوں بھائی ہمارے گھر کے سارے مرد بگڑ گئے ہوئے ہیں اور
ڈھیٹ قسم کی بے شرم ہو گئے ہے سیان ڈانس فلور پر ان پانچوں کو اپنی
اپنی بیویوں کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب تر کر کے ڈانس کرتے دیکھ نظریں
نیچے کر کے بیٹھ گئے۔

تم بھی جا کے کر لو تمہارے پاس بھی بیوی ہے ہم سنگل لوگ کیا کر
سکتے ہیں عیشان شاہ کی طنز اور جلن سیان شاہ کو قہقہہ لگانے پر مجبور کر گئی

--

عیشان شاہ نے اپنی بات مکمل کر کے خوف سے کپکپاتی ہوئی میرم کی
طرف دیکھا دونوں کی نظروں کا تسامع ہوا میرم کی کپکپاہٹ میں شدید
قسم کا اضافہ ہوا تھا اس نے انیزا کا ہاتھ سختی سے پکڑ لیا۔

تیری ہی بات سوچنا

تیری ہی یاد اوڑھنا

زوریز خانزادہ اپنی اس جھلی کی یادوں میں کھو گیا تھا اس کی باتیں ہر وقت
سوچتا رہتا تھا جب اس نے اپنی زرگو کو پہلی مرتبہ دیکھا تھا زوریز خانزادہ

جس کام کے لیے آیا تھا اسے وہ تو جیسے بھول گیا اسے کچھ دکھ رہا تھا تو
صرف اپنی بیوی کے خوبصورت نقش۔۔

" تیرے ہی واسطے ہیں میری ہر دعا "

رضانے نیہا کو کمر سے اٹھا کر ذرا سا اونچا کر کے گول گھوما۔۔
جو چیز میرے دل کو خوف میں مبتلا کر رہی ہے جانم وہ میں تمہیں نہیں
بتا سکتا لیکن ہاں تمہارا یہ اکڑو شوہر تمہیں کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا ہر
پل تمہارے ساتھ رہے گا نہانے مسکراتے ہوئے اس کے سینے پر
دونوں ہاتھ رکھے رضا اپنے دونوں ہاتھ اس کی کمر پر ٹکاتے دائیں بائیں
ہلکے پھلکے سٹیپ کر رہا تھا۔۔

تیرا ہی ساتھ مانگنا

تیری ہی باہ تھا منا

تمہاری باہیں تھا منا چاہتا ہوں میں تمہاری باہوں میں سکون محسوس کرنا
چاہتا ہوں وہ سکون جس کے لیے سات مہینوں سے تڑپ رہا ہوں۔۔
نیشہ کے لبوں پر زیان شاہ کے الفاظ سن کر تکلیف دہ مسکراہٹ آئی اسے
اس وقت وہ دوسرا شد اور معلوم ہو رہا تھا جسے صرف حوس پوری کرنی
تھی۔۔

لیکن وقت نے نیشہ خانزادی کی اس سوچ کو غلط ثابت کرنا تھا۔۔

مجھے جانا نہیں کہیں تیرے بنا

تو مجھ سے پھر نہ روٹھنا

کبھی کہیں نہ چھوٹنا

میرا کوئی نہیں یہاں تیرے سوا

اردشیر نے التجایا نظروں سے نور کی طرف دیکھا کہ شاید اس کی آنکھوں
میں خود کے لیے تڑپ عشق دیکھ کر مان جائے نکاح کے لیے۔۔
چھوڑو مجھے میرے بیٹا دیکھ رہا ہے بارش کی طرح نور کی آنکھوں سے
انسو بہہ رہے تھے اسے زور یز کی نظریں خود پر محسوس ہو رہی تھی اس
کی آنکھوں میں جو غصہ اور نفرت تھی اردشیر کے لیے، نور کو واضح نظر
آ رہی تھی۔۔

حسرتیں بار بار
بار بار یار کی کرو
خواہشیں بار بار
بار بار یار کی کرو
چاہتیں بار بار

بار بار یار کی کرو

منتیں بار بار

بار بار یار کی کرو

یہ لائنز پلے ہو رہی تھی جب نیشہ اور نور کو پیچھے لگے ایک بڑے سے
آئینے میں شد اور خان نظر آیا نیشہ زیان کے سینے میں چہرہ چھپا گئی اور نور
ارد شیر کے سینے میں۔۔

ان دونوں نے حیران ہو کر اپنے گلے سے لگے ہوئی عورت کو دیکھا ایک
کی بیوی تھی اور دوسرے کی محبوبہ۔۔

اس سے قبل وہ ان دونوں سے کچھ پوچھتے ان کی نظر سامنے سے آتے
ہوئے شد اور خان پر پڑی ان کی ساری پہیلیاں سلجھ کہ وہ ان کے گلے
کیوں لگی ہے۔۔

زوریز خان کا چہرہ آئینے کی طرف تھا اس نے فوراً عنائزہ کی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا مبادا کہیں شد اور خان اسے شاہ پیلس میں دیکھ نہ لے۔۔۔
گانے کی بیک گراؤنڈ ٹیون پلے ہو رہی تھی جب زوریز خان سٹیپ کرتے ہوئے عنائزہ کو ساتھ لیے ڈانس فلور سے نیچے اتر اٹھا۔۔
ارسلان نے آئینے میں شد اور خان کا عکس دیکھ لیا تھا پر سکون انداز میں ٹانگ پر ٹانگ رکھ کے بیٹھ گیا۔۔

شد اور خان نے بھی ارسلان کا عکس دیکھ لیا تھا اسے یوں پر سکون ہو کر بیٹھے دیکھ ایک پل کے لیے ارسلان شد اور کو حیرانگی میں مبتلا کر گیا۔۔۔
ارر شیر نے ڈی جے کو میوزک بند کرنے کا اشارہ کیا میوزک بند ہوتے ہی ہال کی ساری لائٹس ان ہو گئی۔۔

ارد شیر نور کے گرد اور زیان شاہ نے نیشہ کے گرد حصار بنا کر انہیں چھپانے کی کوشش کی تاکہ ان کا چہرہ نظر نہ آئے۔۔

سب کے چہرے ضبط سے سرخ پڑ گئے تھے شد اور خان کو اپنے گھر میں
دیکھ کر۔۔

السلام علیکم شاہ خاندان میں میرے بغیر خوشی منائی جا رہی ہے!۔۔
شد اور خان نے ڈرامیٹک انداز میں حیرانگی کا اظہار کرتے ارسلان شاہ
کے ساتھ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھا۔
دو جانی دشمن ایک دوسرے کے قریب بیٹھے ہوئے تھے۔۔

عیشان موقع پاتے ہی وہاں سے نکلا۔۔

میرم ملک کو سب کچھ جاننے کے کیڑے نے پھر سے کاٹا وہ عیشان شاہ
کے پیچھے گئی تھی۔۔

تاکہ پھر سے خوف سے کپکپا کر بے ہوش ہو سکے۔۔

ہاں میں آرہا ہوں بیک سائیڈ پر پول کے پاس سے گزرتے اس نے کال
پر کسی کو کہا تھا۔۔

عیشان شاہ بیک ڈور سے شاہ پیلس سے باہر چلا گیا۔

میرم بیک ڈور کے پاس کھڑی اس کا انتظار کرنے لگی آدھے گھنٹے بعد
عیشان شاہ بیک ڈور سے گھر کے اندر داخل ہوا اس مرتبہ پھر سے اس کی
بیچ کلر کی واسکٹ اور سفید رنگ کی قمیض خون آلود تھی ہاتھ اور چہرے
پر خون لگا ہوا تھا۔

عیشان شاہ نے کچھ قدم ہی آگے بڑھائے تھے اپنے چہرے پر پر اسرار
مسکراہٹ سجائے آنکھوں میں سفاکیت لیے پیچھے مڑ کر جھٹکے سے نرم
ملک کے گردن کو دو بوجھا۔

تمہاری اس خالی کھوپڑی میں ایک مرتبہ میری کہی گئی بات بیٹھی نہیں
ہے کیا؟ اگر نہیں بیٹھتی میرم بے بی مجھے بتا دو کھوپڑی اڑانے میں، میں
ماہر ہوں میرم جو پہلے ہی بمشکل اپنے وزن پر کھڑی تھی عیشان کے یوں
پکڑنے پر اس کا دل لرزا اٹھا وجود ہولے ہولے ہچکولے کھا رہا تھا عیشان

شاہ کی مضبوط گرفت اپنی گردن پر اور اس کی شعلے برساتی آنکھوں کو
دیکھ اس کی سانسیں سینے میں اٹکی۔۔

م۔۔م۔ مجھے ج۔ج۔۔ جانے د۔د۔۔ دوں اٹکتے ہوئے تین لفظ اپنے
لبوں سے ادا کیے۔۔

میرم بے بی کبھی کبھار میرا دل کرتا تمہارے لبوں پر اس قدر شدت
دکھاؤ کہ تمہارے خون کا ذائقہ مجھے محسوس ہو عیشان شاہ کی گرفت
میرم کی گردن پر نرم ہوئی تھی اس نے میرم کی بات کو سرے سے نظر
انداز کیا۔۔

میرم اس کے بے باک الفاظ سن کر اپنے ہوش گوانے کے در پر تھی۔۔
مجھے نہیں پتہ تھا ملک اتنے خوبصورت بھی ہوتے ہیں وہ بے باکی سے
میرم کا جائزہ لے رہا تھا جس نے سکن کلر کا گرار اپہنا ہوا تھا سکن کلر کا
حجاب کیے پرپل کلر کا دوپٹہ بازوؤں میں ڈالے کھڑی تھی۔۔

میرم اس کی بے باک نظروں سے بچنے کے لیے اپنے کندھوں پر ہاتھ رکھ کے اپنے آپ میں سمٹی۔۔

م۔ میں س۔ سب ک۔ کو ب۔ بتاد۔ دوں گ۔ گی ت۔ تم ق۔ قاتل
ہ۔ ہو ہر لفظ میرام نے اٹکتے ہوئے ادا کیا عیشان شاہ کا پر اسرار قہقہہ شاہ
پیس کی بیک سائیڈ پر گونجا۔

اف میرم بے بی اگر تم نے کسی کو بھی میری اصلیت بتائی میں نہایت ہی
آرام سے سب سے پہلے اس سے تمہارے لبوں پر کٹ لگاؤں گا پھر
تمہاری گردن پر اسے چلاؤں گا اس کے بعد تمہاری یہ زبان کاٹوں گا
جس سے تم میرا راز فاش کرو گی پھر تمہاری آنکھیں نکالوں گا جس سے
تم نے میرا اصلی روپ دیکھا ہے اس کے بعد تمہاری ٹانگیں کاٹوں گا
جس سے چل کر تم ارسلان بھائی جی کے پاس جاؤ گی عیشان نے اپنی
جیب سے چاقو نکال کر میرم کے لبوں کے پاس، گردن، آنکھیں

، ٹانگوں کے قریب کر کے اس سے ڈرایا میرم لڑکھڑا کر گرنے لگی
عیشان شاہ نے اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹتے اسے تھاما وہ دونوں ایک
دوسرے کے بے انتہا قریب کھڑے تھے۔۔۔

میرم بے بی تم اندر جا کر نکاح کی بات کرو گی کل اذہان بھائی کی رخصتی
کے ساتھ ہمارا نکاح ہونا چاہیے نہیں تو جو پھر میں تمہارے ساتھ کروں
گا وہ تمہاری سوچ سے پڑے ہو گا میرم نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا

--

ٹھیک ہے مجھے مت کہنا پھر رات کو میں تمہارے کمرے میں آؤں گا
اس کے بعد جو ہو گا اس کی ذمہ دار تم ہو گی میرم اس کے لفظوں کا
مطلب سمجھتے ہوش وہ اس سے بیگانہ ہوتے اس کی باہوں میں جھول
گئی۔۔

عیشان نے میرم کو باہوں میں اٹھا کر چیئر پر بٹھاتے پول کے اندر ہاتھ مار اپانی کی چھینٹیں میرم ملک کے چہرے پر پڑی وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی

--

چلو میرم بے بی اندر فنکشن ہو رہا ہے عیشان شاہ میرم کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کر کے اس کی آنکھوں میں پھوک مار کے یک طرف مسکراہٹ اس کی طرف اچھالتے ہوئے اندر چلا گیا۔

-- رضانے اپنی پاکٹ سے ماسک نکال کر چہرے پر لگایا۔
مہندی کا فنکشن ختم ہو چکا ہے آپ لوگ جا سکتے ہیں یہاں سے سجاد شاہ نے سب مہمانوں کو احتراماً جانے کے لیے کہا کیونکہ جو تماشا ان کے گھر لگنے والا تھا وہ باہر کے لوگوں کو وہ نہیں دکھایا چاہتے تھے۔

سب عورتیں اپنے کمرے میں جائیں ارسلان شاہ کے کہنے کی دیر تھی
سب عورتیں اپنے کمرے میں چلی گئی سوائے نیشہ، نور اور انیزا۔

شد اور خان کو وہ دوسرا مراد شاہ معلوم ہو رہا تھا جس کے ایک مرتبہ
کہنے پر خاندان کے افراد خاموشی سے اس بات پر عمل کرتے۔

نور اور نیشہ وہاں سے نہیں جاسکتی تھی کیونکہ شد اور سامنے بیٹھا ہوا تھا
اور انیزا ارسلان شاہ ہڈ درم بنے ضدی انداز میں وہیں بیٹھی رہی۔۔۔

زوریز جو سائیڈ پر کھڑا ہوا تھا اپنی ماں کو وہاں سے لے جانے کے لیے
آگے بڑھنے لگا جب رضا نے آنکھوں سے نفی کا اشارہ کر کے اسے وہیں
رکنے کا کہا۔۔

بڑے بابا زیان کی اور خان انگل کی بیوی کو یہاں سے لے جائیں ارسلان
نے سیٹج پر کھڑے سجاد شاہ کو پر سکون انداز اپنائے نور کو ارد شیر کی بیوی

کہا کہیں شد اور خان کو شک نہ ہو جائے کہ ان دو لڑکیوں میں سے ایک اس کی بیٹی اور دوسری اس کی محبوبہ ہے۔۔

سجاد شاہ نے نور اور نیشہ کو ان دونوں سے الگ کر کے ان کو تقریباً خود میں چھپایا تھا۔۔

انہیں وہاں سے لے کر کمرے میں چلے گئے۔۔

انیزا غصے سے شد اور خان کو دیکھ رہی تھی اسے یاد تھا جب شد اور نے اسے اغوا کروا کر اس کے ساتھ بد تمیزی کرنے کی کوشش کی تھی لیکن زوریز نے شد اور کو روکا تھا۔۔

عین! اندر جاؤ انیزا سونے کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اس کے انداز میں صاف ظاہر کیا کہ وہ وہاں سے نہیں جانا چاہتی۔۔

خاموشی سے کمرے میں چلی جاؤ حیات تم تمہارا شاہو جو روپ اختیار کرنے والا ہے تم میں وہ سب دیکھنے کی ہمت نہیں ہے انیزا اس کی شعلہ برساتی

آنکھوں کی طرف دیکھتی خاموشی سے وہاں سے چلی گئی نقاب میں نظر آتی آنکھیں ڈر کی وجہ سے سرخ ہو گئی تھی۔

کیا کہہ رہے تھے تم خوشی میں شامل نہیں کیا؟۔۔ بے غیرتوں کو تو اپنی خوشی میں شامل کرنے سے رہے ہم لہجہ سرد، انداز پر سکون جوشد اور خان کے تن بدن میں آگ لگانے کے لیے کافی تھا۔

کوئی اپنے آپ کو غیرت مند سمجھ رہا ہے جو اپنی بیوی کی حفاظت ہی نہیں کر پایا تھا شد اور خان نے بھی دو بد و جواب دیا وہ بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔

اس کا اشارہ اس واقعے کی طرف تھا جب زوریز نے انیزا کو اغوا کیا تھا اور جب شد اور نے ڈیول سے بدلہ لینے کے لیے انیزا کو دوبارہ اغوا کروایا تھا

چلو ہم میں اتنی تو غیرت ہے شد اور خان کہ میں نے اپنی محبوبہ سے
بچپن ہی میں نکاح کر لیا تھا کسی اور کی طرح 10 سال اپنی محبوبہ کو ناجائز
تعلقات میں تو نہیں رکھا؟ شد اور خان نے سائیڈ پر پڑے کشن کو سختی
سے جکڑا تھا دو جوالہ مکھی جب ایک ساتھ ہوں ایک کا انگارہ دوسرے
میں گرے پھر لاوا تو پھٹنا ہی تھا۔

جن کو ماضی کا پتہ تھا وہ تو پر سکون کھڑے ان دونوں کی بحث سن رہے
تھے لیکن جنہیں ماضی مکمل طور پر معلوم نہیں تھا وہ سوالیہ نظروں سے
شد اور خان اور ارسلان شاہ کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ کر سمجھنے کی
کوشش کر رہے تھے۔

اپنی زبان سنبھال کر بات کرو ارسلان شاہ سیدھی طرح بتاؤ میری بیٹی
کہاں ہے؟ شد اور شاہ پیلس اپنی بیٹی کا پتہ لگوانے اور دیکھنے آیا تھا کہ نور
شاہ پیلس رہ رہی ہے یا پھر نہیں۔

کون سی بیٹی شد اور خان جہاں تک مجھے معلوم ہے تمہاری صرف ایک
ناجائز اولاد ہے وہ ہے زور یز خان ارسلان شاہ نے "ناجائز" لفظ پر زور
دیا تھا تاکہ شد اور خان اپنے آپ سے باہر ہو جائے۔

جیسے ہی میری نور جان میرے پاس ہو گئی نکاح کر لوں گا میں اس سے
شد اور خان کشن کو مروڑتے ہوئے اپنا غصہ کم کرنے کی کوشش کر رہا
تھا۔

نور سے نکاح کرنے سے تمہارا بیٹا ناجائز ہو جائے گا؟ الفاظ ادا کر کے
ارسلان شاہ نے اپنا رخ شد اور خان کی طرف کیا۔
ہاں بالکل جس طرح تمہاری بہن پاک ہو جائے گی کسی اور کے نکاح
میں جانے کے بعد ارسلان شاہ کا ضبط جواب دے گیا اپنی بہن کا ذکر
شد اور خان کی زبان سے سن کر بے قابو ہوتے اس نے شد اور خان کا

گریبان پکڑا تھا دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے جنونیت اور
آنکھوں میں وحشت لیے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔
کیا ہوا ارسلان شاہ برداشت نہیں ہو رہا اگر تم زندہ ہو تو وہ تمہاری بہن
بھی زندہ ہوگی شد اور نے اس کا گریبان پکڑا ہی تھا کہ ارسلان شاہ نے
ایک ہاتھ سے شد اور کا گریبان پکڑتے ہاتھ کو ایک مخصوص شکل دیکھ
کر شد اور کے کمر سے ایک نبردبائی تھی جس کی وجہ سے شد اور خان
کے جسم میں درد کی شدید لہر پیدا ہوئی وہ ارسلان شاہ سے جھٹکے سے دور
ہوا۔

اولے اولے چھوٹے بے بی کو غصہ آگیا چھوٹا بے بی ہمت کر کے شاہ
پیس میں آیا ہے تو گھر سے برداشت کرنے کی ہمت بھی جمع کر کے آنا
تھا اپنے سینے پر ہاتھ باندھ کر سیٹج پر کھڑے اپنے گھر کے تمام مردوں کو

دیکھا شد اور خان کا چہرہ حد سے سرخ تھا سبز آنکھیں خون چھلکنے کی حد تک سرخ تھی لال ڈورے آنکھوں میں صاف نمایا تھے۔

عالیان شد اور کی باتوں پر غور کر رہا تھا جب اس نے کہا تھا کہ جیسے تمہاری بہن پاک ہو جائے گی کسی اور کے نکاح میں جانے سے عالیان شاہ ان الفاظوں میں الجھ کر رہ گیا۔

نفی میں سر ہلاتے اپنے ذہن میں آئے خیالات کو جھٹکا۔

ارسلان شاہ میں تم سے اپنی تمام دشمنی ختم کر دوں گا میری بیٹی میرے حوالے کر دو شد اور خان نے خود کو پر سکون کر کے پر سکون لہجہ اپنا کر ارسلان شاہ کو کہا اسے بس اپنی بیٹی چاہیے تھی جسے وہ 13 سال سے ڈھونڈ رہا تھا۔

مجھے لگتا ہے شد اور خان عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ تمہارا دماغ گھٹنوں میں جا رہا ہے۔

اف ار سلان شاہ میرے نرم لہجے سے غلط مطلب اخذ نہ کر و شد اور خان
سے بڑا کھلاڑی اس کہانی میں کوئی نہیں ہے شد اور خان کے لبوں پر
پر اسرار مسکراہٹ تھی۔۔

شد اور خان کے الفاظ سن کر ار سلان شاہ کا پر اسرار قہقہہ شاہ سیلیس کے
ہال میں گونجتا تھا۔۔

سال بعد شاہ خاندان کے مردوں نے ار سلان کو قہقہہ لگاتے دیکھا 13
تھا نہیں وہ پرانا ار سلان شاہ نہیں بلکہ ایک جنونی اور سنکی ار سلان شاہ
معلوم ہو رہا تھا ار سلان شاہ کے قہقہے نے سب کے دل میں کچھ پل کے
لیے خوف بٹھا دیا تھا کہ نہ جانے وہ کیا کرنے والا ہے۔۔

کہانی کا اصل اور بڑا کھلاڑی وہ ہوتا ہے شد اور خان جو شے اور مات دینا
جانتا ہو۔۔

تمہیں لگتا ہے ارسلان شاہ تم ایسے۔ کے کومات دے سکتے ہو یاد رکھنا
شد اور خان نے ہارنا نہیں سیکھا احمد شاہ ان دونوں کو حد سے زیادہ
بڑھتے دیکھ روکنا چاہتے تھے دونوں سنکی، جنونی اور سفاکیت میں ایک
سے بڑھ کر ایک تھا۔

یہ تو وقت بتائے گا شد اور خان زادہ کون شہ دیتا ہے اور کون مات کھاتا ہے
ارسلان نے نہ محسوس طریقے سے ایک پل کے لیے کچن کے
دروازے کے ساتھ لگے زوریز خان کی طرف دیکھا تھا سب سے بڑی
مات اسے زوریز خان کی طرف سے ملنی تھی۔

وہاں پر ایک شخص ایسا تھا جو ماضی اور حال کی ہر ایک حقیقت سے آشنا تھا
اور وہ شخص پارس ارسلان احمد شاہ تھا۔

تمہاری بیٹی یہاں نہیں ہے شد اور خان وہ رہا راستہ گٹ لاسٹ فرام مائی
پیس ارسلان شاہ ون سیٹر صوفے پر براجمان ہوتے شاہانہ انداز میں
بولا تھا۔۔

ایک بات جان چکا ہوں میں ارسلان شاہ کے میری بیٹی اور نور تمہارے
پاس ہے میری اگلی چال کے لیے تیار رہنا شد اور خان ارسلان شاہ کو
خبردار کرتے ایک نظر زید شاہ پر ڈالتے وہاں سے جانے جب ارسلان
شاہ کے الفاظ سن کر وہ رکا۔۔

شد اور خان اگر تم نے میرے بھائی کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کی
تمہارا وہ حشر کروں گا تمہاری آنے والی سات نسلیں یاد رکھیں گی شد اور
ارسلان شاہ کی طرف دیکھتے یک طرفہ پر اسرار مسکراہٹ اس کی
طرف اچھالتے چلا گیا۔۔

اس کی کون سی بیٹی تمہارے پاس ہے ارسلان اذہان نے ارسلان کے پاس جاتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر استفادہ کیا۔

اذہان کو یہ معلوم تھا کہ جو کچھ عانیہ کے ساتھ ہوا اور اس کے دادو کا قتل جس نے کیا وہ یہی شخص ہے۔

دماغ خراب ہو گیا ہوا ہے اس کا، سب عورتوں کو باہر بلائیں مہندی کا فنکشن کا نٹینیو کرتے ہیں ارسلان اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کی۔

اسے سکون صرف اس کی حیاتم دے سکتی تھی جو اس وقت اس سے خفا تھی۔

ارسلان کوئی مہندی نہیں کرنی چھوڑو سب کچھ اذہان کا شہ اور کے الفاظ سن کر دل خراب ہوا تھا جب اس نے ان کے گھر کی عزت کے بارے میں ایسی بکواس کی تھی۔

اذہان بھائی یہ موقعے بار بار نہیں آتے اپنے لیے نہ سہی ماورا کے لیے اگر
ہم نے مہندی کا فنکشن نہ مکمل کیا تو اس کے دل میں یہ خیال آئے گا کہ
اگر میرے ماں باپ ہوتے تو میرے لیے سب کچھ کرتے اور سلان شاہ
نے پیار بھرے لہجے میں کہا سب نے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھا جو کچھ
دیر پہلے ایک جنونی وحشی انسان بنا ہوا تھا اب کتنے آرام و سکون سے وہ
بات کر رہا تھا۔

اتنی جلدی تو گرگٹ بھی رنگ نہیں بدلتا ہو گا جتنی جلدی یہ رنگ بدل
گیا ہے احمد شاہ ارد شیر نے احمد کے کان میں سرگوشی کی احمد ارد شیر کی
بات سے متفق تھا۔

سب عورتوں کو باہر بلایا گیا سب ہال میں موجود تھے سوائے نور اور انیزا
کے نور ڈر کے ماڑے اپنے کمرے میں دبکی بیٹھی ہوئی تھی اور انیزا ہمیشہ
کی طرح اپنے شاہوں کو اپنی ضد دکھا رہی تھی۔

زوریز اپنی ماں کے پاس چلا گیا۔۔

مورے زوریز نے کمرے میں داخل ہوتے جیسے ہی اپنی ماں کو پکارا نور
بلکتی ہوئی اپنے بیٹے کے سینے سے لگ کر آنسو بہانے لگی۔۔

زوریز میں کب اس مصیبت سے آزاد ہوں گی زوریز خانزادہ سختی سے
اپنی ماں کے گرد حصار بنا گیا وہ کیا جواب دیتا اپنی ماں کو کہ وہ اپنی ماں کی
" حفاظت نہیں کر پارہا؟ اس درندے سے بچا نہیں پارہا؟۔۔

اس کا ذہن سن ہو رہا تھا یہ سوچ سوچ کر ہی اگر اس کی ماں شد اور خان
کے پاس چلی گئی تو وہ پھر سے اپنی درندگی نور پر دکھانا شروع ہو جائے گا
۔۔"

بیٹا ایک ماں کے لیے مضبوط سہارا ہوتا ہے لیکن ایک عورت کا مضبوط
سہارا اس کا شوہر ہوتا ہے۔۔

مورے اللہ پر یقین رکھیں سب ٹھیک ہو جائے گا زور یز کے اندر انتقام
کالا وا پھٹ رہا تھا دانت پیستے ہوئے اس نے الفاظ ادا کیے نور اس کی
کیفیت اچھے سے سمجھ رہی تھی۔۔

امی چلیں باہر سب انتظار کر رہے ہیں زور یز اپنی ماں کو حصار میں لیے
باہر لے گیا۔۔

انیزا کو بلا کر لے آؤار سلان احمد شاہ نے نیشہ اور زیان کے پاس بیٹھ کر
رسم ادا کرتے ہوئے ارسلان کی طرف دیکھا ارسلان نے نفی میں سر ہلا
دیا اس نے اپنی حیاتم کو بعد میں بنانے کا ارادہ کیا تھا۔۔

بیٹا ہم مہندی اس طرح سے نہیں کر پائے جس طرح ہر لڑکی کی خواہش
ہوتی ہے انشا بیگم کو شرمندگی میں ان گیرا انہوں نے ماورہ کو ہمیشہ اپنی
بیٹیوں کی طرح سمجھا تھا اسے بیٹی سمجھ کر پالا تھا۔۔

امی آپ لوگوں نے اتنا سب کچھ میرے لیے کیا ہے یہی بہت ہے اگر وہ
بد تمیز انسان ہمارے گھر نہ آتا تو سب کچھ اچھا ہونا تھا ماورہ ان کے رخسار
پر پیار کر گئی انشانے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا وہ ایسے ہی تھی کبھی کسی کی
بات کا برا نہیں مناتی تھی اگر اس کے دل کو تکلیف بھی پہنچتی تو کبھی
اظہار نہ کرتی۔۔

اور شاہ خاندان کا ہر فرد اسے دل سے عزیز تھا جنہوں نے اس کے لیے
اتنا سب کچھ کیا تھا۔۔

مہندی فنکشن جس طرح انہوں نے سوچا ہوا تھا ویسے بالکل بھی نہیں
ہوا کیونکہ شد اور خان ان کے گھر آٹپکا تھا ہلکی پھلکی رسم کر کے سب
اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔۔

نور کچن میں کھڑی گہری سوچوں میں گم تھے بنا آواز پیدا کیے لمبے ڈگ
بڑھتے وہ نور کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا عطر کی خوشبو اس کے ناک سے
ٹکرائی۔۔

ایک پل نہیں لگا تھا نور کو سمجھنے میں کہ اس کے پیچھے ارد شیر کھڑا ہے
کیونکہ ارد شیر جب پہلی بار اس سے ملا تھا تب بھی اس نے یہی عطر لگایا
ہوا تھا۔۔

کیا چاہیے تمہیں مڑ کر چہرے پر اکتاہٹ سجائے استفادہ کیا۔ جب بھی
ارد شیر کی طرف دیکھتی تھی اس کے دل میں بے پناہ تکلیف اٹھتی جسے
وہ 23 سال سے اپنا دوست سمجھتی آرہی تھی وہ اس کے عشق میں مبتلا
" تھا۔۔

تم! ایک لفظ جواب دے کر اس کی آنکھوں میں جھانکا کہ شاید اس کے
" نکاح میں آنے کے لیے گنجائش ہو۔۔

ارد میں نے کبھی تمہارے بارے میں اس طرح کے خیالات اپنے ذہن میں نہیں لائے میں نے تمہیں ہمیشہ اپنا دوست سمجھا ہے ہاں اگر تم کئی سال پہلے جب ہم ملتے تھے اپنے احساسات مجھ پر آشکار کرتے تب میں تمہارا ہاتھ تھام لیتی ارد کیونکہ مجھے تب ایک مضبوط سہارے کی ضرورت تھی ایک دوست سمجھ کر تمہارا ہاتھ تھامتی تب مجھے یہ بات تکلیف نہیں دینی تھی ارد کہ تمہارے دل میں میرے لیے احساسات ہیں لیکن اب یہ بات مجھے تکلیف دے رہی ہے کیونکہ 23 سال تم دوستی کا خول چڑھائے میرے ساتھ رہے ہو اب مجھ میں ہمت نہیں ہے کسی کا بھی ہاتھ تھامنے کی میرے پاس میرا مضبوط سہارا میرا بیٹا ہے اور سب سے بڑا سہارا میرے پاس میرا خدا ہے نور ایک سانس میں اپنی کیفیت اس پر آشکار کر گئی تھی نور کہتی گئی اور ارد شیر سنتا گیا اس کا ایک ایک لفظ ارد شیر کو کھنجر کی طرح اپنے دل میں ڈستا ہوا محسوس ہو رہا تھا

اس کے لفظوں نے صاف واضح کر دیا تھا کہ وہ ارد شیر کا ہاتھ کبھی نہیں
" تھا میں گی۔۔

مانتا ہوں نور کہ تمہارا مضبوط سہارا تمہارا بیٹا تمہارے پاس ہے لیکن
کب تک وہ تمہارے ساتھ رہے گا ایک عورت کا خدا کے بعد مضبوط
سہارا اس کا شوہر ہوتا ہے تم بس مجھ سے نکاح کر لو میں کبھی تمہارے
" ساتھ ازدواجی تعلق قائم نہیں کروں۔۔

بس کر دو تمہیں ایک دفعہ میری بات سمجھ نہیں آرہی کیا؟۔۔ اچھے
سے جانتی ہوں ارد نکاح کے بعد ہر مرد مکر جاتا ہے تم بھی بہک جاؤ گے
اور میرے ساتھ ازدواجی رشتہ قائم کر لو گے اور جب دل بھر جائے گا تو
" مجھے چھوڑ دو گے نور اس کی بات کاٹتے ہوئے حلق کے بل چلائی۔۔
اس کے سمجھ سے باہر تھی یہ بات کہ وہ ارد شیر کو کیسے سمجھائے ایک نہ
" ایک دن وہ اس سے اکتا جائے گا۔۔

پسندیدہ عورت سے مرد کا دل کبھی نہیں بھرتا عزیزِ ارباب نے نرمی سے نور کا ہاتھ تھاما نور نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے خود سے دور دھکا کر اپنا " ہاتھ اس کے ہاتھ سے جدا کیا۔۔

یہ سب کہنے کی باتیں ہوتی ہیں ایک نہ ایک دن تمہارے دل میں یہ خیال ضرور آئے گا کہ میری بیوی 10 سال کسی کے ساتھ ناجائز تعلق میں رہی ہے ارد شیر سکندر خان مردوں کو اپنی عورتیں جتنی مرضی عزیز ہوا نہیں تو یہ بات برداشت نہیں ہوتی اگر ان کی بیوی کی شادی پہلے ہوئی ہو اور میں تو ایک خریدی گئی طوائف تھی کیسے پوری زندگی میرے ساتھ گزارو گے تم نور چہرہ ہاتھوں میں چھپائے دھاڑے مار کر رونے لگی ارد شیر کی آنکھیں بھیگی تھی اسے سب کچھ ختم ہوتا نظر آ رہا تھا اس کی محبت کبھی اسے نہیں مل سکتی تھی۔۔

ایک کام کرتے ہیں نکاح سے پہلے میں ایک ایگریمنٹ سائن کروں گا جس میں یہ بات لکھی ہوگی کہ میں تم سے ازدواجی رشتہ قائم نہیں کروں گا اور اگر میں نے تمہاری اجازت کے بغیر تم سے ازدواجی رشتہ قائم کیا تم اسی وقت کورٹ میں جا کر مجھ سے طلاق لے سکتی ہو، میری رضامندی شامل ہو یا نہ ہو مجھے تمہیں طلاق دینی پڑے گی ارد شیر چہرے پر ہاتھ رکھ کر سر جھکاتے نور صالح سے التجا کر رہا تھا ایک مضبوط "مرد اپنی محبت کے لیے بھیک مانگ رہا تھا۔"

ہمارا نکاح ہو جائے گا ایگریمنٹ سائن کر لیں گے پھر تم بہکو گے میرے ساتھ رشتہ قائم کرو گے اس کے بعد میں تو کچھ نہیں کر پاؤں گی ارد شیر اور اگر بھی لیا تو خود پر طلاق کا دھبہ لگوا کر بیٹھ جاؤں گی نور ارد شیر کو بازوؤں سے پکڑ کر اسے جھنجھوڑ کر ہوش دلانا چاہا کہ وہ کیا کہے جا رہا ہے

مجھے معلوم ہے تمہیں میری سب باتیں بکو اس لگ رہی ہیں نور لیکن
ایک دفعہ اس بارے میں ٹھنڈے دماغ سے سوچنا نور ہنسنے لگ گئی
ارد شیر کے الفاظ سن کر اپنی عزیز ارد کی کھوکھلی ہنسی دیکھ اس کی آنکھوں
سے روز و قطار آنسو بہہ کر بے مول ہوئے تھے۔

ہارا ہوا دل لے کر خود کو گھسیٹتے ہوئے کچن سے چلا گیا نور وہیں زمین پر
بیٹھ کر لبوں پر ہاتھ جما کر گھٹی گھٹی آواز میں رونے لگی اس کی زندگی
عجیب ڈگر پر چل رہی تھی اوپر کی طرف چہرہ کرتے دل میں سوچا کہ
"اے خدا اور کیا دیکھنا رہ گیا ہے میری زندگی میں۔"

میرے خدا جو میرے لیے بہتر ہے۔۔۔ مجھے اس سے نواز دے میں
۔۔۔ کبھی ارد سے شادی نہیں کر سکتی۔۔۔ میرا بیٹا اس سے نفرت کرتا
ہے اور میں نے۔۔۔ ہمیشہ اسے ایک دوست کی۔۔۔ نظر سے دیکھا

ہے نور روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان میں بول کر اپنے خدا سے التجا کر رہی تھی۔۔

بعض اوقات ہمیں سمجھ نہیں آتا ہمارے لیے کیا بہتر ہے ہم نے زیادہ تر جس ماحول میں زندگی گزاری ہوتی ہے ہمیں ہر شخص ویسا لگتا ہے نور 10 سال سے شدا اور خان کے ساتھ ناجائز تعلق میں رہی تھی اسے اب ارد شیر بھی شدا اور خان کی طرح ہی لگ رہا تھا کہ وہ بھی تب تک اس کے ساتھ رہے گا جب تک ارد شیر کا اسے من نا بھر جائے۔۔

کبھی ایک انسان کا دوسرے کے ساتھ موازنہ نہ کرو اکثر انداز غلط ثابت ہوتے ہیں۔۔

دروازہ اچھی طرح اندر سے لاک کرتے اسنے میرم کے روم میں قدم "رکھا۔۔

جب نظریں بیڈ پر کسبل میں دہکی میرم پر جاٹھری لبوں پر گہری پراسرار
"کی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔

وہ بنا آواز کیے بڑے بڑے قدم لیتے اسکے بالکل برابر میں بیٹھ کر اسکے
"چہرے پر آئے بکھرے بالوں کو دیکھنے لگا۔

"پھر ماتھے کو چھوا جو گرم نہ تھا مطلب اسکا بخار اتر چکا تھا۔

بہت ہی نازک جان ہو بات بات پر بے ہوش ہو جاتی ہوں پتا نہی کیا
"ہو گا تم لڑکیوں کا۔ گہری سانس فضا کے سپرد کرتے وہ بڑ بڑایا۔

"میرم بے بی اسکے کان کی لوح پر جھکتے وہ گھمبیر لہجے میں پکارنے لگا۔

نیند کی گولیاں لینے کے باعث میرم گہری نیند سو رہی تھی اپنے کانوں

میں گونجی سرد آواز کو سنتی اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولی اپنے اوپر

جھکے عیشان کو دیکھتے آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی سانس ایک دم رک

گیا اس سے پہلے میرم ایک زوردار چیخ مارتی عیشان نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے گلے پر چاقو رکھ دیا۔

"ہشش۔۔ اس نے ایک لمبی سرگوشی میں اس کی آنکھوں میں دیکھتے کہا۔

میرم تو کچھ سمجھ ہی نہیں پار ہی تھی کہ یہ سب کیا ہے؟ عیشان اس کے روم میں ہے؟ اس کے حواس ہی جیسے سن پر گئے تھے وہ کچھ سمجھ نہیں پار ہی تھی کہ یہ منہ پر پڑنے والا بھاری ہاتھ گلے پر رکھا چاقو ساتھ بیٹھا عیشان سچ میں اس کے روم میں ہے؟؟

میں۔۔۔!!" پھولتے۔ سنتے، خوف سے سپید پکڑتے اس نے خود کو منجمد وجود کو ہلانا چاہا۔ کہ یہ سب سچ ہے یا محض اس کا خواب اسے ایسے لگ رہا تھا واقعی یہ ایک خواب ہے عیشان نے اس کے دل میں اپنے لیے اتنا ڈرا اور خوف پیدا کر دیا تھا کہ اسے اب آنکھیں کھولیں بھی خواب آرہے تھے۔

لیکن اپنے کمر پر رینگتے چاقو کو محسوس کرتے اسے یقین ہو چکا تھا یہ خواب
"نہیں یہ حقیقت ہے۔۔"

بھائی جی۔۔!! وہ ایک زوردار چیخ مارنے والی تھی کہ اسکے ماں باپ کے
ساتھ ارسلان شاہ اور باقی سب بھاگ آئیں پر وہ صرف سوچ ہی سکی کہ
"وہ خود کو بچالے گی۔۔"

وہ بری طرح رونے لگی وہ سب اسکے وہم نہیں تھے روم میں بیچ میں وہ
آگیا تھا۔ اسکے وہم وہ ڈر وہ سب حقیقت تھے۔۔ وہ واقعی اپنے کہے کے
"مطابق رات کے تین بجے اسکے کمرے میں موجود تھا۔۔"

اسکی گردن پر چاقو رکھے کیا وہ اسے مارنے آیا تھا اس وجہ سے کہ اس نے
"شادی کے بات گھر پر نہیں کی۔۔"

میرم کی حالت غیر ہونے لگی موت اسکے سامنے کھڑی تھی عیشان کے
"روپ میں وہ کسی کو چیخ مار کر بلا بھی نہیں سکتی تھی۔۔"

پ پلیر۔۔۔"اسنے بھیگی آنکھوں سے مقابل سے زندگی کی بھیک مانگی۔
"جسے دیکھتے وہ ہنس پڑا۔

ششش۔۔مارنے نہیں آیا تمہیں۔۔"ہنسنے کے بعد اسکی مرنے جیسی
"حالت دیکھتے وہ میرم سے دور ہوا۔

بھ۔۔ا۔۔نی اسکے منہ سے ہاتھ ہٹتے وہ چیخ مار کر بیڈ سے اٹھ کر بھاگنے لگی
تھی کہ ایکدم عیشان اسے کلائی سے جکھڑتے کھڑکی سے لگاتے اسکے منہ
پر بھاری ہاتھ اس یکدم بے رحمی سے رکھا کہ میرم کی سانس حلق میں تو
"دماغ درد سے سنسنا اٹھا۔

آہہ۔۔وہ اسکے ہاتھوں کے پیچھے دبے لبوں سے بمشکل سسکیاں نکال
کر رو رہی تھی۔اسکے دباؤ میں اس قدر بے رحمی تھی میرم کو اپنے
کانوں منہ سے لہوا بل کر نکلنے کا خدشہ ہوا دماغ کی رگیں درد کرنے
"لگیں۔۔

"عیشان اسکے یوں خوف زدہ ہونے پر سختی سے اسکی جانب دیکھا۔
ایک بھی اف آہہ زبان سے نکالی یہی گردن کاٹ کر ٹکڑے کر کے
بوری میں ڈال کر جانوروں کے حوالے کر دوں گا۔ بعد میں تمہارا بھائی
جی اور ماں باپ صرف ڈھونڈتے ہی رہ جائیں گے تمہیں۔۔" وہ سرد
لہجے نیچی آواز میں کسی خونخوار جانور کی طرح اس پر غرایا ساتھ ہی لبوں
سے ہاتھ ہٹایا۔۔

میرم نے روتے اپنے چہرے کو ہاتھوں میں تھاما کس قدر ظالم پکڑ تھی
اسکی۔۔

اسکی بھاری آواز اسکی سرگوشیاں اسکی غراہٹ اسکا سایہ ہی خوفناک
"تھا۔۔ میرم رونے لگی۔۔

میرم بے بی تم نے گھر پر ہماری شادی کی بات کیوں نہیں کی وہ اس کی
رکتی ہوئی سانسوں کو دیکھ کر تھوڑی سی مہلت دے کر دور ہو کر پوچھنے
"لگا۔۔"

بھائی۔۔ جی۔۔ کو۔۔ بتاؤنگی۔۔ وہ اپنی ہچکیاں دبائے بے آواز روتی اس
قریب کھڑے اپنے چہرے سے دو انگلیوں کے فاصلے پر وجود کو خوف
"سے دیکھ کر بامشکل بولی۔۔"

"عیشان گہرا سانس بھرتا اسے دیکھتا آس پاس دیکھنے لگا۔۔
بھائی جی اپنی بیوی کے ساتھ سو رہا ہوتا۔۔ اسکی حیرت سے پھیلی آنکھوں
"کو نظر انداز کرتے وہ مسکرا کر بولا۔۔"

پلیز۔۔ جائیں۔۔ یہاں۔۔ سے۔۔ میری۔۔ جان۔۔ بخش دیں۔۔ وہ
"کپکپاتے لبوں سے ایک دم ہچکی بھرتی لب پیوست کر گئی۔۔"

شوق سے بتاؤ لیکن بتاؤ گی تم تب انہیں جب تم زندہ بچوں کی۔۔ وہ چاقو
اسکے پیٹ پر دھیرے سے پھیرتے کہنے لگا کہ میرم ڈر سے جھر جھری
لے اٹھی۔۔ سانس ہی جیسے بند ہو گئی۔۔ کیا واقعی وہ سچ میں اسے مار
دیگا۔۔؟

بے بی میں تمہیں ایسی موت ہر گز نہیں دوں گا بس تمہیں ایک کام کرنا
ہو گا میرے گھر پر بات کرنی ہو گی۔۔ اسکی آنکھوں سوال پڑھتے اسنے "
...چبا کر کہا

مم۔۔ میں۔۔ تم۔۔ جیسے۔۔ حیوان۔۔ سے
شادی۔۔ نہیں۔۔ کرونگی۔۔ وہ دھیرے سے غرائی۔۔ "آنکھیں رورو
"کر سوج چکی تھی۔۔

آہاں۔۔ نو میرم بے بی یہ جرت ہر گزنہ کرنا عیشان جو کریں گا وہ تم سہ
نہیں پاؤ گی ابھی تو میں نے تم پر اپنی حیوانیت کو آشنا نہیں کیا تم مجھے

حیوان کا لقب دے گئی جب کرونگا کیا حال ہو گا تمہارا۔ وہ افسوس سے
"سر ہلاتے کہنے لگا۔

میرم نے اپنے خشک لبوں پر زبان پھیری مقابل اسکی سانسیں چھیننے
کے درپر تھا وہ روتی چیخی چلاتی کیا کرتی اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا
تھا۔ جان تو اسکی تب ہوا ہوئی جب اپنے دل کے مقام پر چاقو کو دیکھا
نئے سرے سے اسکے وجود کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ پور پور کانپنے
لگی۔

پے۔۔ پلینز۔۔ مم۔ مجھے۔۔ مت۔۔ وہ سکیاں بھرتی رونے لگی
اسکے ہاتھ میں موجود چاقو سے وہ بری طرح دہشتزدہ ہو گئی تھی اسکے
چہرے کی رنگت سرخ گلابی سے سفید میدے جیسی ہو گئی تھی، اور
آنکھوں میں سرد پن کا ایک جہاں آباد تھا وہ بس انتظار میں تھی کہ

اچانک وہ اسکے دل میں یہ چاقو کھبودیگا اور ایک ہی وار میں اپنی اس
حیوان جیسی طاقت کا استعمال کرتے اسکا دل نکال دے گا۔

پھر وہ اپنے کہے کے مطابق اسکے ٹکڑے کریں گا سوچ سوچ کر اسکی
"جان آدھی ہو گئی۔۔ وہ سامنے کھڑا کچھ سوچ رہا تھا۔۔

ڈرومت بے بی میں تمھیں نہیں مارونگا تمھیں تو ابھی میری باہوں میں
راتیں کاٹنی ہے وہ بے باکی سے بولا۔۔ ایک ہاتھ میں اسکی ٹھوڑی دبوچ
کراسنے روپیں ٹک انداز میں کہا میرم نے سنتے ہی خوف سے آنکھیں
"میچ لیں۔۔

گھر پر بات کرو گی یا تمھیں مار کر خود کو بھی جان سے مار ڈالو۔۔ وہ لب
"دبائے اپنی مسکراہٹ روکتے اسکی حالت سے لطف اندوز ہونے لگا۔۔
وہ اسکی آنکھوں کی لہورنگ خوف سے فوراً سر ہلانے لگی لمحے میں کیا
سے کیا ہو گیا تھا۔

اپنے سر پر پھیرا دیتے اسکے برے سائے کو دیکھتی وہ تکلیف سے رونے لگی۔۔

اگر۔۔ میں۔۔ گھر۔۔ والوں۔۔ سے۔۔ بات۔۔ نہ۔۔ کرو۔۔ تو۔۔"

"وہ سہمی ہر فی بن کر آنکھیں میچتے بولی۔۔

" لگتا ہے تمہیں اپنی جان پیاری نہیں؟ "عیشان نے استہزائیہ کہا۔

نن۔ نہیں۔۔۔۔۔ پلزم۔ مجھے مت مارو۔۔ "وہ سن کر بری طرح کانپتی

"اسکے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔۔

یہ تمہارے ہاتھ میرے ارادوں کو نہیں روک سکتے بیوقوف بنا رہی ہوں یہ موتی بہا کر لیکن میرے دل میں بالکل بھی نرمی نہیں ہے تمہارے کہنے اور سوچنے کے مطابق میں تو ہوں ہی حیوان۔۔۔ اگر

جان پیاری ہے تو خاموشی سے جو کہا ہے بالکل ویسا کرو ورنہ میں تمہارا وہ

حال کروں گا ساری زندگی تڑپتی رہو گی۔ "وہ اسکے منہ کو پکڑے دے دے
"غصے سے سرد لہجے میں کہہ رہا تھا۔ میرم کی روح فنا ہو گئی۔۔
میرم بے بی؟ "اسکے خوفزدہ چہرے کو نظروں کے حصار میں لیکر پیار
"سے بولا۔۔

وہ پہلے اسکے یوں پیار بھرے انداز پر چونکی۔۔ وہ دھکادیتی اسے یا کوئی
مزاحمت کرتی پر اسکے بڑے چاقو کو دیکھتے، وہ بے حسی و حشی دھمکی کو یاد
"کر کے فوراً سے ہاں میں سر ہلایا۔۔

شاباش میرم بے بی اب تم آرام کر سکتی ہوں۔۔ لیکن میری موجودگی
"میں۔۔

"میرم کی آنکھیں خوف سے باہر نکلنے کو تھیں۔۔

پلیز۔۔۔ یہاں۔۔۔ سے۔۔۔ چلے۔۔ جاؤ۔۔ اگر۔۔ کسی۔۔ نے

۔۔۔ تمہیں۔۔۔ یہاں۔۔ دیکھ۔۔۔ لیا۔۔۔ سب۔۔ میرے۔۔

کردار۔۔۔ کے۔۔۔ بارے۔۔۔ میں۔۔۔ بات۔۔۔ کریں۔۔۔ گے کئی
انسونرم کی انکھوں سے بہہ کر بے مول ہوئے ایشان شاہ میرم کی
گردن کی مخصوص رگ دبا کر اسے بے ہوش کر کے باہوں میں اٹھا کر
بیڈ پر لٹاتے لحاف اس کے اوپر سیٹ کر کے وہاں سے چلا گیا۔
وہ اچھے سے جانتا تھا کہ ایک لڑکی کی عزت کتنی پیاری ہوتی ہے وہ میرم
ملک کو ڈرانا چاہتا تھا اور وہ اپنے ارادے میں کامیاب بھی ہو گیا۔
اور جہاں تک نکاح کی بات رہی تو وہ اپنے گھر والوں پر اپنے احساسات
آشکار کر چکا تھا کہ میرم ملک اس کی پسند ہے۔

حیاتم! زیرِ لب پکار کر ارسلان شاہ نے بنا آواز کیے کمرے میں داخل
ہوتے دروازہ بند کیا۔

وال کلاک پر نظر ڈالی جو صبح کے پانچ بجارہی تھی۔
انیزا بیڈ کے درمیان میں کمبل میں دبکی لیٹی ہوئی سردی سے کانپ رہی
تھی۔

نومبر کا مہینہ اور سردیوں کے دن چونکہ وہ لاہور میں موجود تھے اور
سب سے زیادہ سموگ بھی لاہور میں ہی پائی جاتی ہے۔
انیزا کے پاس بیٹھ کر گہری نظروں سے اس کے چہرے کا جائزہ لے کر
ہاتھ کی پشت اس کے رخسار سے مس کی۔
دہکتا لمس اپنے رخسار پر محسوس کر کے انیزا ارسلان شاہ کسمپائی وہ اس
قدر گہری نیند سوتی اس کے پاس کوئی ڈھول بھی بجا رہا ہوتا تو اسے پھر
بھی ہوش نہ آتی۔

ارسلان شاہ اپنی بالہ کی خوبصورت آنکھیں دیکھنے کے لیے بے تابی سے
اس کی آنکھوں پر لب رکھ گیا داڑھی کی چبن اپنے رخسار پر محسوس
کرتے رخ ارسلان شاہ کے مخالف سمت کیا۔

بچے کی بات چھپانے پر ناراض ہے اگر ہمارا بچہ پیدا ہو جاتا اس نے روتے
رہنا اور میری معصوم سی حیاتم نے گہری نیند میں غرق اپنی نیند پوری
کرنی تھی نفی میں سر ہلاتے سرد سانس فضا کے سپرد کرتے بڑبڑایا۔
عین! کان کے لوپر جھکتے لبوں سے ہلکا سا چھو کر اس سے دور ہوا کہ شاید
اس کا دہکتا لمس خود پر محسوس کر کے اٹھ جائے لیکن یہ صرف ارسلان
شاہ کے خواب میں ہی ہو سکتا تھا کہ اس کے حیاتم ذرا سے لمس پر ہڑبڑا
کر اٹھ بیٹھے۔

ارسلان شاہ بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر نگاہیں اپنی چھوٹی سی عین پر
"ٹکائے سینے پر ہاتھ باندھ کر بیٹھ گیا۔"

انیزارسلان شاہ کسبل میں دکی چھوٹی سی بچی معلوم ہو رہی تھی ایک
" اپنے دبلے پن کی وجہ سے اور دوسرا اپنی چھوٹی ہانٹ کی وجہ سے۔۔
یہ سردراتیں ان کو مبارک جن کی بیوی ان کے ساتھ خفا نہیں ہے
" سائیڈ ٹیبل کے دراز سے لیپ ٹاپ نکال کر آن کیا۔۔
ارسلان شاہ نے سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کرنے کے لیے فائلز اوپن کی
" وہ جاننا چاہتا تھا کہ آخر میرم کو کس نے ڈرایا ہے۔۔
فائلز اوپن کرتے ہی ارسلان شاہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلی کل صبح
" ٹائم اور رات کی فوٹیج غائب تھی۔۔
یہ کیسے ہو سکتا ہے شاہ پیلس کی فوٹیج غائب، کس میں اتنی ہمت پیدا ہو
گئی کہ وہ ڈیول ڈیمن کے پیلس کی فوٹیج غائب کر سکے ارسلان شاہ اونچی
آواز میں بولنے ہی لگا جب اس نے اپنے پاس لیٹی اپنے چھوٹو سی بیوی کو
" دیکھا۔۔

ارسلان شاہ اپنی پیشانی مسلنے لگا اسے اپنی دماغ کی رگیں پھٹتی ہوئی
محسوس ہو رہی تھی آخر کس میں اتنی ہمت پیدا ہوئی کہ وہ شاہ پیلس کی
" فوٹیج غائب کر سکے۔۔

اس سے قبل ارسلان شاہ اپنے آپ سے باہر ہوتا نیزانے رخ بدلا اپنی
ایک ٹانگ ارسلان شاہ کی ٹانگوں پر اور ایک ہاتھ اس کے پیٹ پر رکھا
۔۔"

اپنی عین کو بچوں کی طرح سوتے دیکھ سارا غصہ جھاگ کی طرح بہ گیا
"لیپ ٹاپ سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔۔

ارسلان نے اس کے قریب ہو کر پیشانی پر لب رکھے اس مرتبہ اپنی
آنکھوں پر چبن محسوس کرتے جھٹ سے آنکھیں کھولی ارسلان شاہ کو
"اپنے اوپر جھکے دیکھ آنکھیں غصے اور حیرت سے پھیلی۔۔

گڈ مار ننگ بالمر خسار پر نرمی سے لب رکھے انیزا نے جو ہاتھ ارسلان شاہ
کے پیٹ پر رکھا تھا بلی کی طرح پنچے بناتے اپنے شاہو کی جلت نوچی۔۔

"

پہلے مجھے شک ہوتا تھا کہ تم بلیوں کے ساتھ رہتی ہو لیکن اب تو میں پورا
دن تمہارے ساتھ رہتا ہوں پھر یہ بلیوں والی عادتیں تمہارے اندر
کہاں سے پیدا ہو گئی ہیں حیاتِ درد سے تمللاتے انیزا کے دونوں ہاتھ پکڑ
کے پیچھے کی طرف کرتے اس کے اوپر جھکا تھا۔۔

کیا بد تمیزی ہے یہ دور ہٹے مجھ سے مزاحمت کرتے ہاتھ پاؤں چلائے
ناخن ارسلان شاہ کے ہاتھوں پر مارے لیکن مجال تھی وہ بندہ ٹس سے
"مس ہوا ہو۔۔"

اف میری جنگلی بلی کسی دن میں بلا بنا تو تمہارے لیے سہن کرنا مشکل ہو
جائے گا اس کی مزاحمت کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ایک ہاتھ میں اس

کے دونوں ہاتھ پکڑ کر دوسرا ہاتھ بے باکی سے اس کے چہرے پر پھیرا
"

آپ کو کیا لگتا ہے یہ سب حرکتیں کر کے آپ میرے دل میں دوبارہ
سے جگہ بنالیں گے حقارت سے ارسلان شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے
چہرے کا رخ دوسری طرف کر لیا اس کی یہ حرکت ارسلان شاہ کے دل
میں تیر کی طرح لگی، دل زخمی ہوا۔

مجھے جگہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے عین کیونکہ تمہارے دل، روح،
جسم، دماغ ہر جگہ پاس ارسلان شاہ کا راج ہے ارسلان شاہ انیزا کے
ہاتھ چھوڑتے اٹھ کر بیٹھا انیزا جھٹکے سے دور ہوتی اپنی کلائی پر مالش کرنا
" شروع ہو گئی۔

" جہاں ارسلان شاہ کی انگلیوں کے نشانات تھے۔

آپ کی گرفت جانوروں کی طرح ہیں بھیگی آنکھیں اپنی نشان زدہ
کلائیوں پر ٹکائی۔۔

" ارسلان شاہ کے دل کی عجیب کیفیت ہوئی دھڑکن سپیڈ پکڑ گئی۔۔
کانچ سی آنکھیں سحر طاری کرتی ہے ارسلان شاہ پر لیکن یہ بھیگی آنکھیں
سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفلوج کر گئی۔۔

" یو ٹکڑ ٹکڑ کیا دیکھ رہے ہیں مجھے۔۔

مان جاؤد و لفظ گلابی کٹاؤدار لبوں سے ادا ہوئے نیلی آنکھیں انیزا ارسلان
شاہ پر ٹکی ہوئی تھی۔۔

جواز؟ کندھے اچکا کر بیڈ سے اترنے لگی ارسلان شاہ نے سختی سے اسے
بازو سے پکڑ کر اپنے اوپر گرایا۔۔

" شوہر سے اتنی دیر خفا رہنا اچھی بات نہیں ہوتی جان شاہو۔۔

دور ہونا چاہتی ہوں مجھ سے ایک شرط پر چھوڑ دوں گا جیسے پہلے تم
میرے ڈمپل پر دانت گاڑھتی تھی اسی طرح سے دانت گاڑھے جائے
میرے ہاتھ خود بخود پیچھے ہو جائیں گے کھوکھلی سی مسکراہٹ نے انیزا
کے لبوں پر احاطہ کیا وہ کبھی پہلے جیسا رشتہ ارسلان شاہ کے ساتھ قائم
" نہیں کر سکتی تھی۔۔

ایک دفعہ اگر ہمیں اپنے دل عزیز شخص سے دھوکا مل جائے اس کے "
بعد اس دل عزیز شخص پر یقین کرنا دنیا کا سب سے مشکل ترین کام ہوتا
" ہے۔۔

جو آپ کا من کرتا ہے کریں پاس ارسلان احمد شاہ مجھے آپ کے
چھونے سے، آپ کی ان نظروں سے اب کوئی فرق نہیں پڑتا انیزا عالم کا
دل مرچکا ہے ارسلان شاہ نے آنکھیں جھپک کر کھولی کہ کہیں محض یہ

ایک خواب تو نہیں اس کی حیاتم کو اس کے چھونے سے فرق نہیں پڑ رہا
"

عین میں نے تمہاری حفاظت۔۔۔۔۔ کون سی حفاظت پاس ارسلان
شاہ؟ مجھے اغوا ہونے سے بچا پائے؟ ہمارے بچے کو بچا پائے آپ؟ انیزا
نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کئی سوال ایک ساتھ ارسلان شاہ کے
سامنے پیش کیے۔۔

ارسلان شاہ کے لبوں کو فقل لگ گیا وہ سچ ہی تو کہہ رہی تھی۔ کیسی
حفاظت؟ دو مرتبہ اس کی بیوی کو اغوا کیا گیا؟ تشدد کی وجہ سے اس کا بچہ
ضائع ہو گیا۔۔۔

آپ ہار گئے ارسلان شاہ۔! ایک باپ کی حیثیت سے! ایک شوہر ہونے
کی حیثیت سے۔ بے شک آپ ایک اچھے بیٹے، ایک اچھے بھائی ثابت
ہوئے ہیں، آپ کے ذہن میں یہ خیال کبھی نہیں آیا کہ آپ ایک اچھے

شوہر یا باپ ہیں؟ ارسلان شاہ کی گرفت انیز کی کمر پر ڈھیلی پڑی جسم
منجمد، زبان تالو کے ساتھ چپک گئی انیز اٹھ کے سینے پر ہاتھ باندھ کر
تکلیف دار مسکراہٹ لبوں پر سجائے ارسلان شاہ کو دیکھنے لگی۔
کیا ہوا؟ الفاظ نہیں مل رہے؟ جب انسان غلط ہو وہ گھٹنوں سوچتا رہے
اسے ادا کرنے کے لیے الفاظ نہیں ملتے پارس ارسلان شاہ۔ "ارسلان
شاہ میں جیسے سکت ختم ہو گئی انیزہ کا بار بار اسے نام سے پکارنا دل کو زخمی
"کر گیا۔"

صحیح کہا تم نے۔۔ میں نہ ایک اچھا شوہر بن پایا ہوں اور نہ ہی ایک اچھا
باپ اٹھ کر گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے زبردستی خود کو بٹھانے کی کوشش کی
۔۔"

کچھ الفاظ تمہارے غلط تھے جانِ شاہو میں اچھا بیٹا بنا ہوں لیکن ایک اچھا
بھائی نہیں بن پایا قطرہ قطرہ کر کے دل سے خون رسنے لگا دھڑکنے کم ہو
" رہی تھی لب خشک ایک مرتبہ پھر زبانِ تالو کے ساتھ چپک گئی۔۔
لبوں پر تمام تکلیفوں کو برداشت کر کے مسکراہٹ سجائی انیزا نے جب
پہلی مرتبہ پارس شاہ کو دیکھا تھا اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ
یہ کھڑوس بندہ مسکراتا ہوا کیسا لگے گا لیکن آج جب اپنے شاہو کو اس
نے تکلیف سے ٹوٹ کر مسکراتے دیکھا تو جسم میں کپکپاہٹ طاری ہوئی
"۔۔

جیسے ہی شادی ختم ہو گی میں چلی جاؤں گی یہاں سے ہمیشہ ہمیشہ کے
لیے خود کو گھسیٹتے ہوئے انیزا صوفے پر جا کے بیٹھ گئی۔۔
اگلے ہی پل تمہیں واپس آنا پڑے گا جانِ شاہو اپنے شاہو کی قبر پر فاتحہ
پڑھنے گردن ٹیڑی کر کے رخ انیزا کی طرف کرتے سر کو خم دیا۔۔

یہ سب کہنے کی باتیں ہوتی ہیں۔۔۔۔ کوئی۔۔۔ کسی۔۔۔ کے لیے نہیں
مرتاً خود کے ساتھ زبردستی کر کے الفاظ ادا کیے ارسلان شاہ دل میں اس
" کے الفاظ سن کر ڈھیروں تکلیف آسمائی۔۔

انسان ظاہری طور پر زندہ ہوتا ہے لیکن دل، روح مر گئی ہوتی ہے
" ارسلان نے سائیڈ ٹیبل پر رکھے لیپ ٹاپ کو بند کر دیا۔۔

مارتو آپ نے مجھے دیا ہے، کیا ملا آپ کو مجھ سے چھپا کر؟ آپ نے اس
لیے مجھے کچھ نہیں بتایا کہ کہیں میری طبیعت نہ بگڑ جائے مجھے پر سکون
رکھنے کے لیے، لیکن پارس ارسلان شاہ آپ نے مجھے سکون میسر
کرنے کی بجائے تکلیف میں مبتلا کر دیا ہے انیزا حقارت سے ارسلان شاہ
کو دیکھ کر واش روم میں بند ہو گئی۔۔

ارسلان شاہ اگر کوئی دلیل دیتا تو اس کی انیزا کے سامنے کوئی وقت نہیں
ہونی تھی۔۔۔

" لوگ کہتے ہیں کوئی چھوڑ کر جائے، تو کوئی مر نہیں جاتا۔۔
" جبکہ قرآن پاک میں یہ بات واضح لفظوں میں بیاں کی گئی ہے۔۔

: ترجمہ

" جدائی موت سے زیادہ سخت ہے "

بیڈ پر پیچھے کی جانب گرنے والے انداز میں لیٹ کر اوپر کی طرف دیکھا
۔۔"

اے خدا تیرے بند و کو یہ بات کیوں سمجھ نہیں آتی کہ جدائی موت سے
زیادہ سخت ہے لمبا سانس فضا کے سپرد کرتے دل کی گہرائیوں سے اپنے
" خدا سے کہا گیا۔۔

انیزا فریش ہو کر بھگے بال یہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر
" انہیں سلجھانے لگی۔۔

ایک نظر ایک پل کے لیے آئینے میں نظر آتے حیاتم کے عکس کو دیکھا
"

کیا مسئلہ ہے؟ بنار سلان شاہ کی طرف دیکھے غصے سے کہہ کر اپنے گیلے
"بالوں کا جوڑا بنا لیا۔"

کھلے بالوں میں گڑیا لگ رہی تھی کروٹ لے کر رخ انیزا کی طرف کیا
آئینے میں اس کے عکس کو ٹکٹکی باندھے دیکھنے لگا۔

میری طرف اس طرح مت دیکھیں جل بھن کر انیزا نے اپنے سر پر
دوپٹہ لے لیا۔۔۔

حیاتم نہ کرو تمہاری یہ شرم و حیا بہکار ہی ہے مجھے ار سلان شاہ اس کے
تمام تلخ الفاظ بھلائے پیار بھرے لہجے میں اپنی حیاتم کو پھر سے پکارا۔

آپ مرد صرف بہک کر اپنی خواہشات عورتوں سے پوری کر سکتے ہیں
۔ ارسلان شاہ مجھے تو یہ بھی یاد نہیں کہ ہمارے درمیان رشتہ کب بنا؟
" انیزا نے مسکراتے ہوئے کہا جیسے خود کا مذاق اڑا رہی ہو۔۔

جب تمہیں معلوم ہوا کہ 12 سال سے تم کسی کے نکاح میں ہو، جب تم
ہاسپٹل ایڈمٹ تھی تب ہمارے درمیان رشتہ قائم ہوا انیزا ارسلان
شاہ کے الفاظ سن کر لڑکھڑا کر گرنے لگی جب ڈریسنگ ٹیبل کا سہارا لے
" کروہ صوفے پر بیٹھی۔۔

یعنی آپ نے بے ہوشی کی حالت میں میرا فائدہ اٹھایا تھا ارسلان شاہ اپنا
سر تھام کر بیٹھ گیا اس نے صرف اسے سچ بتایا تھا اگر اسے اندازہ ہوتا کہ
انیزا اس کی بات کا غلط مطلب اخذ کر لے گی وہ کبھی یہ بات اسے نہ بتاتا

ایسی بات نہیں۔۔۔ تو پھر کیسی بات ہے؟ مجھے اب سمجھ میں آیا کہ
جب میں گھر آئی تھی تو میرے جسم پر وہ نشانات کیوں تھے انیزا حلق
کے بل چلائی سانس سینے میں رکھا، جسم کپکپانے لگا، ذہن سن ہو گیا تھا۔
"

جو تھوڑی بہت امید تھی میرے دل میں کہ شاید میں آپ کے ساتھ
دوبارہ سے اپنے تعلقات ٹھیک کر لوں وہ بھی ختم ہو گئی انیزا لمبے سانس
لیتے ہوئے بال نوچتے دھاڑے مار کر رونے لگی۔۔

اس سے قبل ارسلان شاہ اس کے پاس جاتا انیزا اسٹڈی روم میں بند ہو گئی
۔۔"

تم دونوں کیا چاہتے ہو مجھ سے؟ شد اور ون سیٹر براجمان ٹانگ پر ٹانگ
" رکھے سخت لہجے میں سامنے والے سے استفادہ کیا۔۔

ہمیں اپنی جائیداد واپس چاہیے وہ دونوں ایک ساتھ بولے تھے شدا اور
"خان کے لبوں پر پراسرار مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔۔
اسے کیا چال چلنی تھی یہ سوچنے سے پہلے ہی اس کے پاس دو محرے خود
"چل کر آئے۔۔

ٹھیک ہے تم دونوں کو تمہاری جائیداد مل جائیں گی شدا اور خان کا کمینگی
سے بھرپور قہقہہ اس کے آفس میں گونجا۔۔
اور مجھے اس کمینے کی لاش بھی چاہیے ان دونوں میں سے ایک آدمی تیش
میں آتے بولا۔۔

"شدا اور نے حامی میں سر ہلایا۔۔

ڈیڈیہ دونوں آدمی کون تھے زوریز نے ان دو آدمیوں کے جاتے ہیں
شد اور خان سے استفادہ کیا وہ اس کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھا
" ہاتھوں کو اپس میں پیوست کر گیا۔

شاہ خاندان کی بربادی، منہ کے بل گرے گاڈیول ڈیمن خان آنے
" والے وقت کے بارے میں سوچ کر چہرے پر مسکراہٹ سجائی۔
جب شیطان چال چلتا ہے اس کے ذہن میں یہ خیال ہوتا ہے کہ اس کی
سوچ کے مطابق ہر چیز ہوگی۔ بعض اوقات ہمارا کیا ہم پر ہی الٹ جاتا
" ہے۔۔

ڈیڈی آپ کھولتے لاوے میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں زوریز
سینے پر ہاتھ باندھ کر صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگاتے بناپلک جھپکے
شد اور خان کو دیکھنے لگا زوریز خانزادہ کی طرف سے یہ وارننگ تھی

"..

میری بیٹی اس کے پاس ہے مجھے چاہے کوئی بھی طریقہ کار اپنا نا پڑے
میں اپنی بیٹی کو اپنے پاس دیکھنا چاہتا ہوں مجھے میری نور جان میرے
پاس چاہیے شداور کی نظروں کے سامنے نور کے پرکشش نقش لہرانے
لگے اسے اپنی بیٹی کے ساتھ اپنا رویہ یاد آیا جب وہ گھر آتا تھا تو نیشہ اس کی
طرف بھاگ کر جاتی تھی لیکن وہ اسے پیار نہ کرتا۔۔۔

بابا! آپ میرے لیے چاکلیٹ لائے ہو تین سالہ نیشہ نے شداور کے (
گھر آتے ہی بھاگ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر معصومیت سے کہا۔۔۔
میرے پاس ٹائم نہیں ہوتا ان فضولیات کے لیے شداور اپنا ہاتھ چھڑوا
کر اس کمرے میں چلا گیا جہاں لیلا تھی۔۔۔

نیشہ ادا اس چہرہ لیے لاونج میں صوفے پر بیٹھ گئی اس کی زندگی یہی تو تھی
اس کا باپ اپنا چہرہ کم ہی دکھاتا تھا اور جب گھر آتا تو اس کی ماں کے ساتھ

کمرے میں بند ہو جاتا اور جب واپس چلے جاتا تو پیچھے اسے اپنی ماں روتی
بلکتی ہوئی نظر آتی۔۔

بابا مجھ سے پیار ہی نہیں کرتے؟ نیشہ گھٹنوں میں سر دے کے رونا
شروع ہو گئی چھوٹے بچے کو ماں کے بعد سب سے زیادہ باپ کی
" ضرورت ہوتی ہے اس کے لاڈ پیار اس کی ڈانٹ۔۔

(لیکن شدا اور خان اپنی بیٹی کو کچھ بھی نہ دے پایا۔۔

ڈیڈ کہاں کھو گئے زور یز نے شدا اور کے شانے پر ہاتھ رکھتے جھنجھوڑا
شدا اور نفی میں سر ہلا کر سر تھام گیا۔۔

کاش! میں نے اپنی بیٹی کو پیار دیا ہوتا دل میں تکلیف سے اٹھی تھی جب
انسان کی قیمتی چیز اس سے دور ہو جائے تب اسے احساس ہوتا ہے کہ
"میں نے کیا کر دیا اس کے پاس کاش اور اگر کے سوا کچھ نہیں بچتا۔۔
یہ "کاش" اور "اگر" شیطان کے لفظ ہیں۔۔

شد اور خان آفس سے باہر چلا گیا زوریز خانزادہ کو اس کی تڑپ دیکھ کر
" سکون ملا تھا۔

"زوریز خانزادہ پیلیس کے لیے روانہ ہو گیا۔

صبح کے چھ بجے وہ شاہ پیلس پہنچا لاؤنج میں کوئی موجود نہ تھا نیشہ سے
بات کرنے کا ارادہ کر کے اس کے کمرے کی طرف رخ کیا دروازے پر
" دستک دی۔

آجائیں! زوریز خان کے کانوں کے ساتھ جو آواز ٹکرائی اسے بھاری
"محسوس ہوئی تھی جیسے کوئی بے تحاشہ رویا ہو۔

اگر تم برا نہ مناؤ تو مجھے تم سے بات کرنی ہے زوریز کی نظریں جھکی ہوئی
"تھی اس نے ایک پل کے لیے بھی نگاہ نیشہ کی طرف نہ کی۔

جی کہیں! نیشہ کو حیرت ہوئی زوریز خانزادہ کو اپنے کمرے میں موجود
دیکھ خیر اس نے خود کو پر سکون کیا اور بیڈ پر بیٹھ گئی زوریز خانزادہ بیڈ کے
سامنے رکھے ہوئے صوفے پر براجمان ہوا۔

روئی ہو؟ اپنی امی کی یاد آرہی ہے؟ شد اور خان کو دیکھ کر دل میں تکلیف
نے پھر سے جنم لیا؟ مجھے دیکھ کر نفرت محسوس ہوتی ہوگی کہ میری ماں
کی وجہ سے تمہاری ماں نے روتے ہوئے زندگی گزاری؟ موٹے آنسو
آنکھوں میں کے لیے نگاہیں زوریز خان پر ٹکائی جو سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا
۔۔

اس کی کیے گئے سوال سچے ہی تو تھے، وہ روئی تھی، شدت سے اپنی ماں
کی یاد آئی کہ کاش وہ اس کے پاس ہوتی اور پھر اسے اپنے سینے سے لگا کر
اس کے دکھ درد سمیٹتی، شد اور خان کو دیکھ کر ماضی کے زخم ایک دفعہ
پھر سے تازے ہوئے جیسے کسی نے ہاتھوں کا پنجا بنا کر زخموں کو کھریدا،

زوریز کا سوال اس کے گلٹ کو ظاہر کر رہا تھا کہ اس کی ماں کی وجہ سے
"نیشہ کی ماں نے روتے ہوئے زندگی گزاری۔"

مجھے آپ کو دیکھ کر کبھی نفرت محسوس نہیں ہوئی، بلکہ مجھے فخر محسوس
ہوتا ہے کہ آپ ایک بہادر ماں کے بیٹے ہیں زوریز بھائی نیشہ کے "بھائی
"بولنے پر زوریز نے بے یقینی سے اسے دیکھا پہلی مرتبہ اسے احساس
"ہوا کہ وہ ایک بہن کا بھائی ہے۔"

ایک بات مانو گی میری؟ جھجھکتے ہوئے نیشہ کے سامنے سوال پیش کیا
نیشہ نے حامی میں سر ہلایا زوریز خان کے لبوں پر گہری مسکراہٹ تھی
"

مجھے ایک دفعہ پھر سے بھائی کہنا! ناقابل برداشت تکلیف میں بھی نیشہ
"مسکرا اٹھی۔"

زوریز بھائی! اپنے آنسو صاف کر کے محبت پاش لہجے میں زوریز خانزادہ
"کونیشہ خانزادی نے "بھائی" پکارا۔

"زوریز خانزادہ اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ کر کھل کر مسکرایا۔

تم نے رو کر اپنے ایگل گرل والے کریکٹر کو خراب کیا ہے نیشہ خانزادی
زوریز خانزادہ نے اپنی ٹون میں واپس آتے دونوں ہاتھ صوفے پر رکھ
کر ٹانگ پر ٹانگ رکھتے ٹیک لگائی۔

نیشہ کی آنکھوں میں یک دم سفاکیت چھائی جو کچھ دنوں پہلے ایگل گرل
کی آنکھوں میں موجود ہوتی تھی۔

یہ ہوئی نابات، زیان شاہ نے تمہارے ماضی تمہاری کمزوری کا استعمال
کر کے تم سے نکاح کیا اب تم زیان شاہ کو اپنی طاقت دکھاؤ اسے یہ بتاؤ
کہ تم کمزور ہر گز نہیں ہو نیشہ کو جیسے ایک مضبوط ڈھارس ملی تھی
زوریز خانزادہ اس کے اندر کے ایگل گرل کو پھر سے جھگا گیا۔

نیشہ نے ہاں میں سر ہلایا زوریز خانزادہ شفقت سے نیشہ کے سر پر ہاتھ رکھ کے کمرے سے باہر چلا گیا۔۔

کام ہو گیا ہے ڈیول پاکٹ سے موبائل نکال کر کان کو لگایا جس پر کال "جاری تھی۔۔

ڈیول تم نے مجھے کیوں نیشہ کے پاس بھیجا، وہ سب سے زیادہ تمہاری باتیں مانتی ہے تمہارے ہر کہے گئے لفظ پر عمل کرتی ہے، اتنا یقین کیوں تھا تمہیں کہ وہ میری بات مان جائے گی زوریز خان عجیب کشمکش میں "مبتلا تھا کہ آخر ڈیول نے اسے نیشہ کے پاس کیوں بھیجا۔۔

جب وہ شاہ پبلش کے پورچ میں گاڑی پارک کر کے اندر داخل ہونے لگا : تھا اسے ڈیول کا میسج وصول ہوا

زوریز نیشہ کے پاس جاؤ اور اسے موٹیویٹ کرو اسے دوبارہ ایگل " گرل کے روپ میں واپس لے کر آؤں "۔۔

کیونکہ زوریز خانزادہ اگر میں اس کے پاس جاتا وہ اپنا ضبط توڑ کر رونا شروع ہو جاتی کمزور پڑ جاتی جو میں نہیں چاہتا تھا اس لیے تمہیں بھیجا اس کے سوال کا جواب دیتے ہیں کال کٹ کر دی زوریز خان تمللا کر رہ گیا اسے ڈیول ڈیمن کہ یہ عادت زہر لگتی تھی جب وہ سامنے والے کی بات "سنے بغیر کال کٹ کر دیتا تھا۔"

آٹھ بجے ساری لڑکیاں لاؤنج میں بیٹھی مہندی لگوا رہی تھی کیونکہ کل جو کچھ ہوا اس کے باعث کسی نے بھی مہندی نہیں لگوائی تھی حتیٰ کہ "دلہنوں نے بھی نہیں۔"

مس مہندی والی میری مسز کو خوبصورت سی مہندی لگائیے گا ہیرا نے ابھی مہندی لگانے والی لڑکی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھا ہی کہ زید شاہ ہیرا "کے پاس صوفے پر پھیل کے بیٹھا۔"

سر آپ ٹینشن فری ہو جائیں آپ کی وائف کو میں خوبصورت مہندی لگاؤں گی لڑکی نے زید کو یقین دلوایا کہ وہ اس کی بیوی کو خوبصورت سی مہندی لگائے گی۔۔

اب مجھے کیسے معلوم ہو گا کہ آپ خوبصورت مہندی لگائیں گی ہیرا نے چہرے کے اٹے سیدھے زاویے بنا کر آنکھیں چھوٹی کر کے زید شاہ کو دیکھا جیسے کہنا چاہ رہی تھی یہ عورتوں کے کام ہیں وہ بہتر جانتی ہیں .. انھیں کرنے دیں

سر آپ یہ ڈیزائنزدیکھ لیں آپ کو جو پسند آئے گا میں وہی آپ کی وائف کو لگا دوں گی مہندی لگانے والی لڑکی نے ڈیزائن کی ایک بک زید شاہ کی طرف بڑھائی زید بک کھول کر ڈیزائن دیکھنے لگا ہیرا اپنا سر آپ "کر بیٹھی اپنے مسٹر کو دیکھنے لگی جسے نہ جانے کیا ہو گیا تھا۔۔

لگتا ہے کمرے میں ذرا کم چپکا چپکی ہوئی ہے بھابھی کے ساتھ زید بھائی
کی اس لیے باہر بھی شروع ہو گئے ہیں سیان کے بے باک الفاظ سن کر
" ایک سائیڈ پر لاؤنچ میں بیٹھے سب مردوں نے گھور کر اسے دیکھا۔
ایسے کیا دیکھ رہے ہیں میری طرف آپ کو نظر نہیں آ رہا کیسے زید بھائی
ہیرا بھابھی کے ساتھ چپک کر بیٹھے ہیں اور زید بھائی کا ایک ہاتھ دیکھیں
کہاں ہے سیان نے آج قسم اٹھائی ہوئی تھی زید شاہ کو ذلیل کروانے کی
زید شاہ ایک ہاتھ میں بک پکڑے ڈیزائن دیکھ رہا تھا اور دوسرے ہاتھ کو
"ہیرا کی کمر پر چلاتے اسے تنگ کر رہا تھا۔"

شرم نہیں آتی کتنی باریک بینی سے تم زید بھائی کی ایک ایک حرکت
نوٹ کر رہے ہو عیشان نے سیان کے سر پر چپک لگائی اگر ارسلان وہاں
بیٹھا ہوتا سیان شاہ کبھی اس طرح کے بے باک الفاظ استعمال نہ کرتا

زید باز آجائیں یہ کیا کر رہے ہیں ہیرا نے نہ محسوس طریقے سے ہاتھ
پیچھے کی طرف لے جاتے زید شاہ کا ہاتھ اپنے کمر سے ہٹانا چاہا زید
میسنوں کی طرح مسکرا کر ہیرا پر ایک نگاہ ڈالتے دوبارہ بک پر مہندی
"کے ڈیزائن دیکھنا شروع ہو گیا۔"

یہ والا ڈیزائن اچھا ہے آپ یہ میری مسز کو لگا دیں مہندی والی نے ہاں
میں سر ہلایا ادھے گھنٹے سے زید شاہ کو کوئی ڈیزائن ہی پسند نہیں آ رہا تھا
مہندی والی نے دل میں شکر ادا کیا کہ چلو مسٹر زید شاہ کو کوئی تو مہندی کا
ڈیزائن پسند آیا۔

مسز آپ مہندی لگوائیں جب لگ جائے گی تو آپ کا مسٹر آپ کو
سنجھانے کے لیے آپ کے پاس موجود ہو گا ساری لڑکیاں چہرے نیچے کر
کے مسکرا نے لگی ہیرا کو بے انتہا شرم محسوس ہوئی تھی زید شاہ کی
"حرکات کی وجہ سے۔"

میں نے کیا کہا تھا ہیرا تم مجھ سے بھی زیادہ خوش قسمت نکلو گی شوہر کے معاملے میں ہیرا کو ماورہ کہی گئی بات یاد آئی جب اس نے کہا تھا کہ تم زید کے ساتھ اپنے تعلقات ٹھیک کر لو تم مجھ سے بھی زیادہ خوش قسمت نکلو گی ہیرا شرم سے لال ٹماٹر بنتی دوپٹے سے اپنا چہرہ چھپا گئی سب "لڑکیوں کا دھیمہ قہقہہ وہاں گونجا۔"

زید بھائی اب کیوں آگئے ہیں یہاں ابھی بھی جا کر اپنی مسز کے پاس بیٹھیں زید کے ان کے ساتھ بیٹھتے ہی سیان شاہ کی زبان میں کھجلی "شروع ہو گئی۔۔۔"

مجھے ایک بات بتادوں سیان جب بھی ہم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس موجود ہوتا ہے تیری زبان میں کھجلی کیوں ہونا شروع ہو جاتی ہے زید کی ہاں میں سب نے ہاں ملائی کیونکہ سیان شاہ واقع ہی اس طرح ہی

کرتا تھا جب وہ سب اپنی بیوی کے ساتھ ہوتے تو اس کی زبان میں کھجلی
" شروع ہو جاتی۔۔

پہلی بات زید بھائی میں سچ بولتا ہوں جو آپ سب کو کڑوا لگتا ہے اور
دوسرا میں نے آپ کو کہہ دیا ہوا ہے کہ جب تک میری رخصتی نہیں
کر وادیتے آپ سب میں اس طرح ہی کباب میں ہڈی بن کر آپ کے
گلے میں اٹکا کروں گا سیان کا آخری جملہ سن کر اذہان زیان اور عالیان
شاہ نے کھا جانے والی نظروں سے اپنے بہنوئی کو دیکھا ان کی بہن ابھی
" محض 16 سال کی اور اسے رخصتی کی آگ لگی ہوئی ہے۔۔۔

کس نے رخصتی کروانی ہے مجھے بتاؤ میں کرواتا ہوں اس کی رخصتی
ارسلان کی آواز اپنے پیچھے سے آتے سن کر سیان شاہ نے فوراً نفی میں سر
ہلایا ارسلان شاہ کے سامنے رخصتی کی بات کر کے اس نے اپنا قیمہ نہیں
بنوانا تھا نکاح کے وقت اسے یہ بات صاف لفظوں میں سمجھا دی گئی تھی

کہ جب تک عرتج 18 کی نہیں ہو جاتی اس کی رخصتی نہیں ہوگی

بھائی جی میں کہہ رہا تھا کہ اردانگل کی شادی کے لیے کوئی لڑکی ڈھونڈ
لیتے ہیں بیچارے 36 سال کے ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک کنوارے ہیں
سیان کے الفاظ ارد شیر پہ جلتی پر تیل کا کام کر گئے تھے ارد شیر سیان کی
"دائیں جانب بیٹھ کر بائیں کندھے پر ہاتھ رکھ کر شانے کو دبوچا۔"

ترس تو رہا ہے رخصتی کے لیے اور نام میرا لگا رہا ہے کمینے انسان ارد شیر
نے اٹے ہاتھ کا تھپڑ سیان کے سر پر لگا یا سیان رونے والا چہرہ بنا کر بیٹھ گیا

ارسلان میری گڑیا کی طبیعت کیسی ہے عالم ملک نے اپنی بیٹی کی طبیعت
کا استفادہ ارسلان سے کیا ان میں ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنی بیٹی کے

سامنے چلے جائیں کیونکہ ارسلان کے ساتھ وہ بھی اس کے گنہگار تھے
۔۔"

میں نہیں جانتا وہ سٹڈی روم میں بند ہے دروازہ نہیں کھول رہی میں نے
اسے بتا دیا ہے ہاسپٹل میں جو کچھ ہوا تھا یہ بات صرف عالم ملک جانتے
تھے کہ اس رات ارسلان شاہانیزا کے پاس کمرے میں موجود تھا
ارسلان شاہ کے جنونی پن کی وجہ سے وہ اسے اپنی بیٹی کے پاس رکنے
کے لیے نہیں روک پائے تھے۔۔

عالم ملک کی آنکھیں بھیگی تھی چہرے پر ہاتھ پھیرا، ان کی بیٹی نہ جانے
"کس تکلیف سے گزر رہی ہو گی۔۔۔"

سب ٹھیک ہو جائے گا ارسلان نے عالم ملک کے پاس بیٹھ کر ان کے
"شانے کو تھپتھپایا۔۔"

میں جانتا ہوں تم اسے منالو گے سب کے چہرے جو ایک پل کے لیے
"اداس ہوئے تھے مسکرا اٹھے۔۔"

میں ذرا آتا ہوں زید اٹھنے لگا جب سیان نے زید کا ہاتھ کھینچ کر زبردستی
"اسے اپنے ساتھ بٹھایا۔۔"

زید بھائی آپ کی بیوی آپ کے ساتھ کمرے میں رہتی ہے اس کا ہر گز
مطلب نہیں ہے کہ آپ ہر وقت ان کے ساتھ چپکے رہیں سیان زید کے
"بائیں جانب بیٹھا اور عالیان زید کے دائیں جانب آکر بیٹھ گیا۔۔"

"نہایت ہی کوئی بد تمیز قسم کے انسان ہو تم دونوں۔۔"

زید بھائی اس لیے تو ہم دونوں کراٹم پارٹنرز ہیں لیکن ہماری جو تیسری
پارٹنر ہے وہ فل وقت تھوڑی اداس سی ہے اس لیے ہمارے ساتھ
شامل نہیں ہو۔۔۔۔۔ شکر ہے کہ تم تینوں اکٹھے نہیں ہو نہیں تو تم

تینوں نے شاہ خاندان کے تمام افراد کا جینا حرام کر دینا تھا عالیان اور

سیان کی بات مکمل ہونے سے قبل سجاد شاہ، احمد شاہ، اذہان شاہ اور زیان شاہ بولے۔۔۔

ویسے کیسی تیاریاں ہیں آپ کی رات کے متعلق اذہان بھائی اور زیان بھائی وہ دونوں شیطان اب زیان اور اذہان کی طرف ہوئے، عالیان ان کا بھائی تھا اسے تو وہ مار پیٹ کر گالیاں نکال کر کچھ بھی اس کے ساتھ کر سکتے تھے لیکن سیان شاہ کی بیوی ان دونوں کی بہن تھی اسے وہ یہ بھی نہیں کہہ سکتے تھے جب تیری شادی ہوگی تو ہم تجھ سے پوچھیں گے کہ کیسی تیاری ہے؟۔۔۔

عالیان ہمارے درمیان میں آکر بیٹھو پھر ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ ہماری کیسی تیاری ہے خونخوار نظروں سے عالیان شاہ کو اس کے دونوں بڑے بھائیوں نے دیکھا سیان نے فوراً عالیان کا ہاتھ تھاما جیسے اس کی محبوبہ ہو

خبردار آپ دونوں نے میرے کرائم پارٹنر کو کچھ کہا سیان عالیان کا سر
اپنے شانے پر رکھتے ہیں کندھا تھپتھپانا شروع ہو گیا سب مردوں نے
نفی میں سر ہلایا وہ دونوں ایسے ایک دوسرے کے ساتھ چپکے بیٹھے ہوئے
تھے جیسے میاں بیوی ہوں۔۔

"..زید شاہ دونوں کے پیچھے دب کر رہ گیا

شادی کی رات اگر میں نے آپ دونوں کو نہ رلایا میرا نام بدل دیجئے گا
سیان نے عالیان کے سامنے ہاتھ کیا عالیان نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا
۔۔۔"

نیا نام سوچ لو اپنے لیے اذہان اور زیان نے قہقہہ لگاتے ہوئے سیان شاہ
کا مذاق اڑایا۔۔

کوئی کارنامہ سرانجام دینے سے پہلے یہ سوچ لینا کہ ان دونوں کے ساتھ
ان کی بیویاں بھی ہوں گی ارسلان شاہ ان کے ارادے اچھے سے بانپ
"گیا اس لیے انہیں پہلے ہی خبردار کرنا بہتر سمجھا۔۔۔"

جی بھائی جی ان دونوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا انہیں اب ارسلان
شاہ کی طرف سے بھی اجازت مل گئی تھی زیان اور اذہان کا چہرہ دیکھنے
"والا تھا ارسلان شاہ کی اجازت پر۔۔۔"

"زیان اور اذہان کو اپنی رخصتی کی رات برباد ہوتی نظر آرہی تھی۔۔۔
دفع ہو پیچھے زید ان دونوں کا ہاتھ اپنے سامنے سے ہٹاتے اٹھ کر ہیرا کی
"طرف چلا گیا۔۔۔"

ارسلان بھائی جی آپ بس زید بھائی کی حرکتیں نوٹ کیجئے گا ارسلان نے
اپنی نظریں زید پر ٹکائی حتیٰ کہ وہاں بیٹے سب مردوں کی نظر زید شاہ پر
"ٹکی۔۔۔"

"میم آپ نے اپنے ہاتھ پر اپنے شوہر کا نام لکھوانا ہے۔۔

میری مسز کے ہاتھ پر مسٹر کی مسز لکھیے گا ہیرا نے ہامی میں سر ہلایا اس سے قبل وہ کچھ بولتی زید شاہ نے اس کے پاس بیٹھے اس لڑکی کو جواب دیا

زید بھائی کیوں میری دوست کو آپ تنگ کر رہے ہیں انیزا خود کو ریلیکس کر کے سیڑھیوں سے نیچے اتر کر ہیرا کے پیچھے کھڑے ہوتے

"زید کو اپنی دوست دور ہونے کا اشارہ کیا۔۔

ارسلان شاہ کی نظریں زید شاہ سے ہٹ کر اپنی حیاتم پر جا ٹھہری جو سکائی بلوکلر کی شارٹ فرائیڈ کھلاٹراؤز اور لائٹ پریل حجاب اور نقاب

"کیے آسمان سے اتری پڑی لگ رہی تھی۔۔

بھابھی ایک شرط پر میں آپ کی دوست کو تنگ نہیں کروں گا اگر یہ مجھے آج پر اپر ٹائم دے گی تو زید شاہ کی بات کا مطلب سمجھتے ہیرا کا دل

شرمندگی سے ڈوب مرنے کو کیا اس کے بے باک الفاظ وہاں پر بیٹھے
تین سے چار لڑکیوں کو سمجھ میں آئے جن میں اسماء، انشاء، نور، عانیہ اور
"نیشہ تھی۔۔

زید بھائی یہ آپ کو پر اپر ٹائم دے گی اب آپ عورتوں کے درمیان سے
اٹھ جائیں اور مردوں میں جا کر بیٹھیں انیزا ہیرا کے سامنے بیٹھ گئی ہیرا
کی مہندی الموسٹ لگ چکی تھی زید شاہ پیار بھری نظروں سے اپنی مسز
کو دیکھ رہا تھا اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ اس کے پاس سے اٹھ کر
"جائے۔۔۔

زید بھائی بھابھی کہیں بھاگی نہیں جا رہی جا کر مردوں میں بیٹھے عانیہ نے
اپنے بھائی کو زبردستی اپنی بھابی کے پاس سے اٹھا کر مردوں کی جانب
"دھکیلا۔۔۔

گڈ وادھر آؤ زید نے اشارے سے اپنے گڈ و کو پاس بلایا عانیہ سینے پر ہاتھ
باندھے کے ابرو اچکا کر اپنے بھائی کو دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہی تھی ایسے
"راز داری سے کیوں بلا رہے ہیں۔۔۔"

رات کو اپنی بھابھی کو میرے لیے خوبصورت ساتیار کرنا ہے تم نے اپنی
بہن کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی کی عانیہ کو اپنی مسکراہٹ چھپانا
"اس وقت سب سے مشکل ترین کام لگ رہا تھا۔۔۔"

ڈن! دونوں نے یک زبان کہتے ہاتھ ملایا اور واپس اپنی اپنی جگہ پر جا کر
"بیٹھ گئے۔۔۔"

عانیہ زید کیا کہہ رہے تھے تمہیں، جس طرح زید نے عانیہ کے کان میں
سرگوشی کی تھی ہیرا کو گڑ بڑ کا احساس ہوا کہ اس کا شوہر پھر کوئی کارنامہ
"سرا انجام دینے والا ہے۔۔۔"

بھا بھی وہ میرے اور میرے بھائی کے درمیان کی بات ہے عانیہ نے
کندھے اچکا کر اپنے بھائی کی سائیڈ لی۔۔ "یہ واقعی اپنے بھائی کی چمچی ہے
" ہیرا نے دل میں سوچا۔۔

اگر میرے ہاتھوں پر گہرا رنگ نہ آیا تو میرے شوہر کی خیر نہیں ماورہ
اور ہیرا دونوں ایک ساتھ بولی اپنے لفظوں پر غور کرتے دونوں ہی ہنسنے
" لگی۔۔

ان سب کے درمیان تین ایسی لڑکیاں موجود تھیں جو اپنے غم میں غرق
ہوئی بیٹھی گہری سوچوں میں گم تھیں انیزالبوں پر فرضی مسکراہٹ
سجائے سب کو دیکھ رہی تھی۔ ارد شیر کی باتیں سوچ کر نور کو یوں
معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کی دماغ کی رگیں پھٹ جائیں گی اور نیشہ
خانزادی اس کے تورخصتی کے رات کے بارے میں سوچ کر ہی پسینے
چھوٹ رہے تھے۔۔

میم آپ کو بھی مہندی لگا دوں جو لڑکی ہیرا کو مہندی لگا رہی تھی اس نے
اب انیزا کی طرف رخ کیا اس سے قبل انیزا اسے نہ کرتی اسماء نے انیزا
"کے ہاتھ پکڑ کر اس لڑکی کے گود میں رکھ دیے۔۔"

آپ اسے خوبصورت سی مہندی لگائیں اسماء اور اسے بیگم میں کافی اچھی
دوستی ہو گئی تھی اسے نے اسے بتایا کہ انیزا کو مہندی لگانا بہت پسند
"ہے۔۔"

"اسماء کی محبت کے آگے انیزا خاموشی سے مہندی لگوانے لگی۔۔
آپ نے میری بھابھی کی مہندی میں "شاہو کی جان" لکھنا ہے عانیہ نے
مہندی لگانے والے لڑکی کے کان میں سرگوشی کی وہ ہاں میں سر ہلاتے
انیزا کے ہاتھوں پر مہندی لگانا شروع ہو گئی۔۔"

میں سوئی جی مہندی لانی اے میرا بندہ دیکھ کے خش ہو جائے (مجھے
پیار سی مہندی لگانی ہے کہ میرا شوہر دیکھ کر خوش ہو جائے) عنائزہ کی

بات اس لڑکی کے سر کے اوپر سے گزری تھی جس نے مہندی لگانے کے لیے اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔

یہ کہہ رہی ہیں مجھے اتنی خوبصورت مہندی لگائیں کہ میرا شوہر دیکھ کر خوش ہو جائے انیزا نے اس لڑکی کو اپنا سر کھجاتے دیکھ اس کی مشکل آسان کی عنائزہ کو شرمندگی نے آن گھیرا کہ وہاں پر سب اردو بولتے ہیں اور وہ پینڈوؤں کی طرح پنجابی بول رہی ہے۔

عنائزہ تمہیں معلوم ہے تم پنجابی بولتی ہوئی بہت کیوٹ لگتی ہو انیزا نے ایک ہاتھ عنائزہ کے ہاتھ پر رکھا اور ہلکے پھلکے انداز میں کہاتا کہ وہ اپنے آپ کو سب سے الگ فیل نہ کرے۔

میری گل صرف تانو سمجھ اندی اے اور کسے نوپتہ نئی چلدا میں کی بولن دئی آ (میری بات صرف آپ کو سمجھ آتی ہے اور کسی کو نہیں پتہ چلتا

میں کیا بول رہی ہوں) عنائز بچوں کی طرح چہرے بنا کر سو سو کر کے
رونے لگی۔۔

ارے رومت تم اردو بولنے کی کوشش کیا کرو نہ اسماء نے عنائزہ کا شانہ
تھپتھپا کر اسے حوصلہ دیا۔۔

میں کو اردو بولنا نہیں آتا (مجھے اردو بولنا نہیں آتی) عنائزہ کی کیوٹ سی
" اردو سن کر سب نے مسکرا کر محبت پاش نظروں سے اسے دیکھا۔۔
تمہیں پتہ ہے عنائزہ تم اس طرح ٹوٹی پھوٹی اردو بولتی ہوئی بہت پیاری
لگتی ہو، اور تمہاری آنکھیں کس پر گئی ہیں انشانے عنائزہ کے دونوں
"رخسار کھینچے عنائزہ کی سنہری آنکھیں مسکرائی۔۔

میرے ابوتا عنائزہ نے اپنی طرف سے صحیح اردو کے الفاظ بولنے کی
"کوشش کی لیکن آخر پر وہ "پر" کو "تا" بول گئی۔۔

عنائزہ اپنے آپ کو ان سب کے درمیان ایزی فیل کر رہی تھی۔۔

انیزا کی ایک پل کے لیے نظر ارسلان شاہ پر گئی جو ٹکٹکی باندھے اسے
دیکھے جا رہا تھا نظروں کا تسام ہوا جھٹکے سے انیزا نے اپنی نظروں کا زاویہ
"بدلا۔۔"

"زید کچھ تو شرم کو ہاتھ ماروا احمد شاہ نے زید کی کمر پر چپک لگائی۔۔
ہم آتے ہیں عالیان اور سیان تین لفظ کہتے وہاں سے کھسکے، جاتے ہوئے
"سیان نے عانیہ کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔۔
"کیا ہوا یان بھائی!۔۔"

ہم اذہان بھائی کے کمرے میں نہیں جاسکتے کیونکہ اذہان بھائی کی نظر ہم
ٹکی ہوئی ہے سیان نے عانیہ کو اپنے پاس کرتے اس کے کان میں
"سرگوشی کی۔۔"

"تو! عانیہ کو ذرا بھی سمجھ نہ آئی کہ اس کا بھائی کیا کہنا چاہ رہا ہے۔۔"

عالیان یار سمجھا اسے سیان اپنے سر پر ہاتھ مار کر اپنا زاویہ عانیہ کے
"مخالف سمت کر کے کھڑا ہو گیا۔"

عانیہ آنکھیں گھما کر سینے پر ہاتھ باندھ کر عالیان شاہ کے بولنے کا انتظار
"کرنے لگی جو منہ پر قفل لگائے محض اسے گھور رہا تھا۔"

اذہان بھائی کے کمرے میں جا کر بیڈ کے سکرو ڈھیلے کرنے ہیں عانیہ نے
"عالیان کے الفاظ سن کر کھینچ کر سیان کا رخ اپنی طرف کیا۔"

یان بھائی جوتے پڑیں گے ہمیں سب گھر والوں سے عانیہ نے سیان کا
کندھا کھینچ کر اسے نیچے کر کے کان کے پاس اپنا چہرہ کر کے چلائی تھی

ریلیکس ہو جاؤ نہیں پڑتے ارسلان بھائی جی نے اجازت دے دی
"ہے۔۔"

سچی! بے یقینی سے عانیہ نے سیان کی طرف دیکھا کہ واقع ہی ارسلان
"شاہ دی ہٹلر نے شرارت کرنے کی اجازت دی ہے۔۔

او کے ڈن رات کو جب ہم ماورہ بھا بھی کا کمرہ سجانے جائیں گی میں سکرو
ڈھیلے کر دو گی عانیہ نے اپنا ہاتھ سیان کے سامنے کیا سیان نے اپنی گڈو
"کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اس کے اوپر عالیان نے اپنا ہاتھ رکھا۔۔

بات سنو میری ادھر آؤ سیان نے ان دونوں کا سراپنے پاس کرتے اپنی
بات ابھی مکمل کی ہی تھی کہ ان تینوں کا چھت پھاڑ قہقہہ وہاں گونجا
"سب نے گردنیں موڑ کر ان تینوں کی طرف دیکھا۔۔

تینوں سر کی پچھلی سائیڈ پر ہاتھ رکھ کر مسکرا کر شاہ خاندان کے افراد کو
"پریشانی میں مبتلا کر گئے۔۔

اذہان شاہ اور زیان شاہ کو اپنی رخصتی کی رات کبھی نہیں بھولنی تھی
کیونکہ شاہ خاندان کے تین شیطان ایک ساتھ اپنا منصوبہ تیار کر چکے
تھے۔۔۔

سب لڑکیاں مہندی لگوا کے اپنے اپنے کمرے میں چلی گئی تاکہ کچھ دیر
"اریسٹ کر سکیں۔۔"

گھر کی بڑی عورتیں یعنی کہ انشاء، اسماء کام میں لگی ہوئی تھی جن کے ساتھ
"ارسہ بیگم اور نور بھی شامل تھیں۔۔"

مجھے چائے بنا کر ولید جوا بھی کمرے میں داخل ہوا تھا اس نے اپنی بات
بھی مکمل نہ کی جب نیسلیمان نے اپنے مہندی سے بھرے ہاتھ اس
"کے سامنے کر دیے۔۔"

یار مجھے چائے پینی تھی ولید صوفے پر لیٹ گیا در حقیقت اس نے کوئی
چائے نہیں پینی تھی بس وہ نیسلیمان کو تنگ کرنے کے لیے اس کے
"کمرے میں آیا۔

ولید اپنے کمرے میں جائیں ہماری رخصتی نہیں ہوئی، آپ کیوں کھلے
عام میرے کمرے میں آجاتے ہیں ولید تلملا کر اٹھا اور نیسلیمان کے
قریب جا کر بیٹھتے اس کے سر کے پیچھے ہاتھ رکھا اس سے قبل وہ اس
"کے قریب جاتا احمد شاہ کمرے میں داخل ہوا۔

احمد شاہ نے سختی سے آنکھیں بند کر کے اپنا رخ بدلا وہ غلطی سے
" نیسلیمان کے کمرے میں آگیا تھا۔

ولید ملک ابھی کے ابھی کمرے سے باہر نکلو نیسلیمان نے سر نیچے کر
کے مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کی جو ولید ملک سے مخفی نہ رہی
" آنکھیں چھوٹی کر کے اسے وارن کرتے کمرے سے باہر چلا گیا۔

ایم سوری بیٹا میں غلطی سے بنانا ک کیے آپ کے کمرے میں آ گیا اور ذرا اپنے شوہر کو لگام ڈالو یوں کھلے عام تمہارے کمرے میں نہ آیا کریں احمد "شاہ نیسلیمان کے سر پر ہاتھ رکھ کر کمرے سے چلے گئے۔۔

اب آتے ہیں ارسلان شاہ اور اس کی حیاتم کی طرف جو کشمکش میں مبتلا تھی کہ کون سے کپڑے پہنے اور ارسلان شاہ بیڈ پر بیٹھے کسی عاشق کی "طرح اپنی حیاتم پر نظر مرکوز کیے ہوئے تھا۔۔

وہ بلیک والا رہنے دو تم سے ہینڈل نہیں ہو گا انیزا جو الماری کھنگال رہی تھی بلیک لہنگے کو سائیڈ پر کرنے لگی جب اس کے کانوں کے ساتھ "ارسلان شاہ کی آواز ٹکرائی۔۔

اور مجھ سے کیوں نہیں پہنا جائے گا انیزا نے لہنگا الماری سے باہر نکالا وہ واقعی میں حد سے زیادہ وزنی تھا انیزا کو ایک پل کے لیے ارسلان شاہ کی "بات سچی لگی۔۔

جب تم نے اس طرح کے لہنگے کے لیے مجھے کہا تھا میں نے تبھی تمہیں منع کر دیا تھا کہ یہ لہنگہ تم سے کیری نہیں ہوگا ارسلان شاہ کو اچھے سے معلوم تھا گھی سیدھی انگلی سے نہیں نکلنے والا انگلی ٹیڑھی کرنا ضروری ہے انیزا جو پہلے ہی غصے سے تمللا کر الماری کے سامنے کھڑی تھی

"ارسلان شاہ کی باتوں سے آگ بگولا ہوتے لہنگا بیڈ پر پڑکا۔"

آپ سے مطلب جو مرضی پہنوں، ویسے بھی مجھے ہوس پرست لوگوں کا بولنا پسند نہیں ہے نہایت بد تمیزی کا مظاہرہ کرتے انیزا لہنگے کے ساتھ

"میچنگ چیزیں نکالنے لگی۔"

وہ پارس ارسلان شاہ کسی کا اونچا لہجہ برداشت نہیں کرتا تھا آج اپنی حیات کی بد تمیزی خاموشی سے برداشت کیے ٹکٹکی باندھے اسے دیکھنے میں

"مصرف تھا جیسے اسے اس کی بد تمیزی سے کوئی فرق ہی نہ پڑا ہو۔"

اے دل ربانہ ستایا کریوں ہمیں
تیرا تلخ لہجہ جان نکال دیتا ہے ہماری

یہ لفظ تھے یا تیر جو سیدھا دل میں پیوست ہوئے، لبوں پر لفظ نہ آئے،
حلق سے آواز نہ نکلے، کچھ یہی حالت انیزاارسلان شاہ کی تھی۔۔
میں نے تو سنا تھا تکلیف محبوب کو ہو تو محب کی بے چینی عروج پر ہوتی
ہے، تمہارے دل میں تکلیف نہیں اٹھتی اپنے شاہو کو تکلیف میں مبتلا کر
کے جان شاہوارسلان شاہ کے الفاظ نے انیزا کے دل کو نرم کیا لیکن
صرف کچھ پل کے لیے۔۔

ہاں محب تھی لیکن جب محبوب محب کے دل کو چیر دیتا ہے محب کا
حوصلہ نہیں پڑتا کہ وہ دوبارہ سے محبوب یک دم انیزا کو الفاظ کی کمی

محسوس ہوئی وہ غلط کہہ گئی تھی محب تو چاہ کر بھی اپنے محبوب کو نہیں
"چھوڑ سکتا۔۔۔"

ارسلان شاہ کا دل مسکرایا اس کی حیاتِ تم اس سے زیادہ دیر ناراض نہیں رہ
"سکتی وقتی ناراضگی تھی جو جلد ختم ہو جانی تھی۔۔"

"ویسے تم یہ لہنگا کیری نہیں کر پاؤ گی کوئی اور پہن لو۔۔"

غصے سے تلملاتے واش روم میں چلی گئی تاکہ اپنی مہندی دھو سکے جو کہ
"سوکھ گئی تھی۔۔"

ارسلان شاہ نے کالے رنگ کے نفیس لہنگے پر ہاتھ پھیرا وہ بے تاب تھا
"اپنی حیاتِ تم کو اس لہنگے میں دیکھنے کے لیے۔۔"

انیزا گہری نظروں سے اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی جن پر مہندی کا رنگ
گہرا مہرون آیا تھا۔۔

انیزا کے ذہن میں ماورہ اور ہیرا کی بات آئی (اگر میرے ہاتھوں پر گہرا
"رنگ نہ آیا تو میرے شوہر کی خیر نہیں)۔

"بے ساختہ اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

کاش شاہو آپ نے مجھ سے مس کیرج کی بات نہ چھپائی ہوتی انیزا وہیں
پر زمین پہ بیٹھتے چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع
"ہو گئی۔

منٹ رو کر اپنا دل ہلکا کر کے واش روم سے باہر آئی ارسلان شاہ 15
اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا جیسے وہ اس کے باہر نکلنے کا بے تابی سے انتظار
"کر رہا تھا۔

"میں چاہتا ہوں آج رات ہم کہیں باہر جائیں ٹائم سپینڈ کرنے کے۔
آپ اس طرح بیہوش کیوں کر رہے ہیں جیسے ہمارے درمیان سب کچھ
ٹھیک ہے اور ہم ایک پرفیکٹ کیل کی طرح ساتھ رہ رہے ہیں۔ اگر

آپ نیند میں ہیں پاس ارسلان شاہ تو ہوش میں آئیں، دغا دے کر انسان پر سکون رہتا اچھا نہیں لگتا اپنی حیاتم کے الفاظ سن کر ارسلان شاہ کے لبوں پر زخمی مسکراہٹ آئی یہ پہلی مرتبہ تھا اس کی حیاتم نے اس کے ظاہری انداز سے اس کی حالت کا اندازہ لگایا۔۔۔

جانتی ہو ہم دونوں ایک دوسرے کے محب ہیں ارسلان شاہ نے اپنے قدم انیزا کی طرف بڑھاتے اسے کمر سے تھامتے خود کے قریب کیا ہی تھا کہ انیزا نے اپنی مزاحمتیں شروع کر دی۔۔۔

اتنا کسی کو نہیں تڑپاتے کہ سامنے والا جان گواہ بیٹھے، سہہ لوگی یہ خسارہ ارسلان شاہ نے اس کی مزاحمتوں کو خاطر میں نہ لاتے اس کی پیشانی پر "لب رکھے۔۔۔"

اگر مجھے تم سے اپنی ہوس ہی پوری کرنی ہوتی تو میرے پاس کھلم کھلا موقع تھا جب تمہاری یاداشت نہیں تھی جب چاہتا میں تمہارے

قریب آسکتا تھا جھٹکے سے انیزا سے دور ہوتے اپنے رخسار پر ہاتھ رکھا
اس کی حیاتِ تم جب بھی اس سے ناراض ہوتی تو اس کے ڈمپل پر دانت
"گاڑھتی آج اسے شدت سے کمی محسوس ہوئی تھی۔"

انیزا رخ موڑ کر کھڑی ہو گئی ارسلان شاہ ایک پل بھی وہاں نہ رکھا
کیونکہ اگر وہ وہاں رک جاتا تو اس نے اپنی حیاتِ تم کے ساتھ سخت رویہ
"اختیار کر جانا تھا۔"

سب کچھ ریڈی ہے؟ سیان نے عانیہ کو کچن سے باہر کھینچ کر لاتے ہوئے
"پوچھا۔"

ہم نے جب بھائی کا روم ریڈی کیا تھا چپکے سے میں سکر وڈھیلے کر آئی
ہوں بس اب صبح کو جو شو چلنا ہے ہمارے گھر میں مزہ آجائے گا عانیہ کو
صبح کے بارے میں سوچ کر ہی ہنسی آرہی تھی جب بیڈ ٹوٹے گا تو ماورہ

اور اذہان کا کیاری ایکشن ہو گا وہ دیکھنے کے لیے تینوں ہی بہت بے تاب
"تھے۔۔

ہاں اور جوزیان بھائی کا کہا تھا میں نے سیان نے عالیان کو ایک سائیڈ سے
"کھینچتے اور عانیہ کو اپنے پاس کرتے ابرو اچکا کر استفادہ کیا۔۔

وہ تو جب رات کو کمرے میں جانے لگے گے وہ کارنامہ تب سرانجام دیا
جائے گار یلیکس ہو جائے عانیہ کے جملہ مکمل کرتے ہی تینوں نے چھت
پھاڑ قہقہہ لگایا کچن میں موجود انشا اور اسماء نے ایک دوسرے کی طرف
دیکھا جیسے کہنا چاہ رہی تھی اللہ ہمارے دو بیٹوں کی حفاظت کرے جن
"کی آج شادی ہے۔۔۔

سب لڑکیاں پار لرتیار ہونے جا چکی تھی سوائے انیزا کے کیونکہ اس کے
"چہرے پر ہر وقت نقاب ہوتا ہے۔۔

سب مرد حضرات نے بلیک کلر کا پیٹ کوٹ پہنا ہوا تھا پانچ منٹ میں
تیار ہوتے وہ سب اپنی اپنی بیگمات کو لینے کے لیے شاہ پیلس سے نکل
”چکے تھے۔۔“

ارسلان شاہ ڈریسنگ روم سے شرٹ لیس باہر آیا، ڈریسنگ ٹیبل کے
سامنے انیز اپنی کُرتی کی ڈوری بند کرنے میں مصروف تھی ارسلان شاہ
اپنی حیاتم کا میک اپ سے پاک چہرہ اور اس کے وجود پر کالے رنگ کا
”لہنگا دیکھ کر ایک مرتبہ پھر سے اس کا عاشق ہوا۔۔“

بلیک کلر کا لہنگہ جس کے اوپر بلیک کلر کی ہی کڑھائی اور موتی لگے ہوئے
تھے اوپر شارٹ سیلو لیس کُرتی تھی جس سے انیز کی گندمی کمر نظر
آ رہی تھی ارسلان شاہ نے ایک دفعہ غور سے انیز کو دیکھا کہ اس نے
وہی لہنگا پہنا ہوا ہے جو ارسلان شاہ نے لے کر دیا تھا کیونکہ اس کی کُرتی
”شارٹ نہیں بلکہ گھٹنوں تک تھی۔۔۔“

اچانک ارسلان شاہ کی نظر بیڈ پر پڑی اوپر والی شرٹ پڑ گئی جس کے اوپر
"بے تحاشہ کام ہوا تھا جو لہنگے سے زیادہ بھاری محسوس ہو رہی تھی۔
ٹھنڈا سانس فضا کے سپرد کیا اگر وہ کُرتی اوپر نہ ہوتی ارسلان شاہ کبھی
"اپنی بیوی کو گھر سے تو کیا کمرے سے بھی باہر نہ نکلنے دیتا۔

اف اللہ جی مجھ سے ڈوری کیوں بند نہیں ہوتی انیزا جب بھی ڈوڑی
والے کپڑے پہنتی تھی اس سے بیک سائیڈ پر لگی ڈوری بند نہیں ہوتی
تھی جھنجھلا کر ہاتھ سینے پر باندھ کے آئینے میں خود کو گھورنے لگی جب
"اسے اپنی پیچھے ارسلان شاہ کا عکس نظر آیا جو شرٹ لیس کھڑا تھا۔
انیزا نے فوراً اپنے ڈیپ گلے کو چھپانے کے لیے دونوں ہاتھ کر اس کی
شکل میں کندھوں پر رکھے، پھر نظر اپنی کمر پر گئی جو بازو اوپر کرنے کی
وجہ سے زیادہ نمایاں ہو رہی تھی اسے سمجھ نہ آئے وہ اپنی پیٹھ چھپائے،
"کمر یا پھر اپنا ڈیپ گلا۔

آپ کو۔۔ ش۔ شرم نہیں۔۔ آتی یوں۔۔ مجھے گھورتے۔۔ ہوئے انیزا
ارسلان شاہ کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی ارسلان شاہ
"محویت سے اسے دیکھتے اس میں گم تھا۔

وہ کہاں تھا؟ کوئی ہوش؟ صرف پرکشش نقش آنکھوں کے سامنے لہرا
کر اس پر سحر طاری کر رہے تھے، اس کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا
"اس کی حیاتم اس لہنگے میں اس قدر پرکشش اور خوبصورت لگے گی۔۔
شرم! ہاں۔۔ نہیں۔ ہاں۔۔ مجھے آتی۔۔ نہیں آتی ارسلان شاہ اپنے
"ہوش گواہ بیٹھا جو منہ میں آیا بولتا گیا۔۔

انیزا نے عجیب نظروں سے سرتاپاؤں تک دیکھا کہیں وہ پاگل تو نہیں ہو
"گیا۔۔

بے ساختہ ارسلان شاہ کے قدم انیزا کی طرف چل دیے اس کے
چہرے پر ہاتھ کی پشت رکھ کر جیسے یقین کرنا چاہا کہ اس کی حیاتم ہے

دور ہٹیں مجھ سے انیزا نے ارسلان شاہ کے برہنہ سینے پر دونوں ہاتھ
رکھتے جسم کے تمام تر قوت اکٹھی کرتے خود سے دور دھکا دیا ارسلان
نے یکدم انیزا کے کمر کی گرد اپنا بازو لپیٹ کر اپنے قریب تر کیا انیزا کے
"ہونٹ ارسلان شاہ کے سینے سے مس ہوئے۔۔"

میری چھوٹوسی بیوی میں اتنا زور نہیں ہے کہ مجھے خود سے دور کر سکے،
جانِ شاہو اوپر شرٹ پہن لو نہیں تو تمہارا حسن مجھے پاگل کر دے گا
--

سنجھال اپنی یہ قاتل آنکھیں

زمانہ ہمارے محبوب کو قاتل نہ ٹھہرائے

ارسلان نے نرمی سے انیزا کو بیڈ پر بٹھا کر شرٹ اس کی گود میں رکھ
کے اس کی ڈوری بند کی اور خود ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہو کر
شرٹ پہننے لگا انیزا کو ایک پل کے لیے سمجھنا آیا کہ اس کے ساتھ ہوا کیا
ہے ارسلان شاہ کا یوں اسے اپنے قریب کرنا اور اس کے الفاظ، انداز،
"لہجہ انیزا کے ہوش اڑا گیا۔"

جو مرضی کر لیں آپ میں کبھی آپ کی پرانی والی حیاتم نہیں بن پاؤں
گی گود میں پری شرٹ اٹھا کر پہنی مبادا ارسلان شاہ کہیں پھر سے شروع
نہ ہو جائے انیزا کو ارسلان شاہ کی حرکتیں دل میں تیر کی طرح لگی جو
"دل کے ساتھ اس کی روح کو بھی زخمی کر رہی تھی۔"

جب ہم سے ہمارا دل عزیز شخص دھوکہ کریں تو ہمیں اس کے "خوبصورت الفاظ بھی تلخ لگتے ہیں"۔۔

چلو دیر ہو رہی ہے سب ہال میں پہنچ گئے ہوں گے ارسلان شاہ نے انیزا کی بھیگی آنکھیں دیکھ نظریں نیچے کر کے کمرے سے باہر چلا گیا انیزا پانچ منٹ بعد نقاب کیے اس کے ساتھ کار میں بیٹھی 15 منٹ کا سفر طے کر کے وہ میرج ہال پہنچ گئے۔۔

ماورہ اور نیشہ برائڈل روم میں تھی باقی سب لڑکیاں بھی وہیں پر موجود "تھی اور گھر کی بڑی عورتیں باہر مہمانوں کو ہینڈل کر رہی تھیں۔۔

اچھا ماورہ بھابھی اور نیشہ آپ دونوں کی رسم کون کرے گا دودھ پلائی کی ہیرا دونوں ہاتھ کمر پر رکھے ماورہ کے سامنے کھڑی اس سے استفادہ کر رہی تھی۔۔

تم سب لڑکیاں ایک ساتھ کرنا ہم دونوں کی دودھ پلائی کی رسم سب
"لڑکیوں نے ماورہ کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔"

اچھا مجھے یہاں پر موجود سب شادی شدہ لڑکیاں یہ بتائیں کہ ان کے
شوہروں نے انہیں اس قیامت خیز روپ میں دیکھا ہے نہاں نے سب کی
طرف نظر دوڑاتے آئبر واچکا کر سینے پر ہاتھ باندھ کے دیوار کے ساتھ
"ٹیک لگاتے پوچھا۔۔"

سب کی گردن نفی میں ہی ہلی کیونکہ جب ان کے شوہرا نہیں پک
کرنے آئے تھے پارلر سے انہوں نے بڑی چادر اوڑھی ہوئی تھی جب
ان کے شوہر نے کہا کہ چادر ہٹاؤ ہمیں تمہیں دیکھنا ہے ضد کر کے
"انہوں نے چادر ہٹانے کی بجائے لمبا گھونگٹ کر لیا۔۔"

ہمیں کہہ رہی ہو نیہا تمہارے شوہر نے تمہیں دیکھا ہے نیہا دانتوں کے
درمیان ناخن رکھتی مسکراتی ہوئی سر نیچے کر گئی سب کو اس کی حرکت
"سے معلوم ہو گیا کہ اس کے شوہر نے بھی اسے نہیں دیکھا۔"

انیزا کے شوہر نے تو دیکھا ہو گا انیزا ان سب کی نظریں خود پر محسوس کر
کے کنفیوز ہوئی ہیرا نے اس کا نقاب نیچے کیا وہ شرم سے لال ٹماٹر بنی
"ہوئی تھی فوراً اس نے چہرے پر ہاتھ رکھ لیا۔"

ابھی تمہارے اور ارسلان بھائی جی کے درمیان اختلافات چل رہے ہیں
اور ہمارے صرف ایک جملے پر تم یوں سرخ ہو گئی ہو جب سب کچھ تم
دونوں کے درمیان ٹھیک ہو گا تب تو مجھے لگتا ہے تم نے شرم سے بے
ہوش ہو جانا ہے ماوری نے انیزا کا بازو کھینچ کر اپنے پاس بٹھاتے اس کے
"کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔"

ایسا کچھ نہیں ہے وہ آپ سب نے یک دم میری طرف دیکھا تو میں
"کنفیوز ہو گئی۔۔"

اچھا جب انسان کنفیوز ہوتا ہے تو ریڈ ہو جاتا ہے عانیہ انیزا کے پاس بیٹھ
"کر اس کی ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکا کر چہرے کا رخ اپنی طرف کیا۔۔
بس کر دو تم سب میری دوست کو کیوں تنگ کر رہی ہو ہیرا نے انیزا
"کے دونوں ہاتھ پکڑتے کھڑا کر کے اس کے گلے لگ گئی۔۔"

میرم ان سب کے درمیان خاموشی سے کھڑی تھی عیشاں شاہ کے اس
کے کمرے سے جانے کے بعد وہ بالکل چپ ہو کر رہ گئی اس نے نا
مہندی لگوائی اسے سب لڑکیاں زبردستی اپنے ساتھ پارلر لے کر گئی
"تھی۔۔"

چلو باہر چل کر رسم کرتے ہیں اتنے میں ہی اسماء اور انشا کمرے میں آئی
"ماورہ اور نیشہ کا گھونگٹ کر کے باہر لے گئی۔۔"

سب لڑکیاں دودھ کے دو گلاس ہاتھ میں پکڑے سیٹج پر آئیں زیان اور
"اذہان نے اپنی جیب پر ہاتھ مارا۔"

بیٹا جیب ڈھیلی کر لو اپنی احمد شاہ نے زیان کے کان میں اور سجاد شاہ نے
"اذہان کے کان میں کہا۔"

لاکھ سب نے اذہان اور زیان کے سامنے ہاتھ کیا سوائے میرم اور 50
"عنائزہ کے۔"

لڑکیو کہیں دودھ بناتے ہوئے ایک گلاس میں بھنگ ڈال کر تم سب نے
تو نہیں پی لی تھی، ہم دونوں بھائی 25، 25 لاکھ تم سب کو دیں گے
چہرے پر ہاتھ رکھ کر حیرانگی سے پہلے سے لڑکیوں کی طرف اور پھر
"ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔"

ایک منٹ اذہان بھائی 25 ایک نے نہیں بلکہ 50 آپ دیں گے اور 50
زیان بھائی یعنی کہ ٹوٹل ایک کروڑ عانیہ نے ان دونوں کے تقریباً ہوش
اڑائے انہیں اپنی جیبیں خالی ہوتی نظر آئی۔

"دیکھو 50 میں کام ختم کر لو کروڑ والا کام تھوڑا زیادہ ہو گیا ہے۔
اگر دونوں نے ایک کروڑ نہ نکالا تو آج رات آپ دونوں کی بیویاں اور
ہم سب لڑکیاں ایک کمرے میں سوئیں گی ہیرا کی بات سن کر سب
لڑکوں نے خونخوار نظر سے اذہان شاہ اور زیان شاہ کو دیکھا۔

یہ دونوں تو مریں گے ساتھ میں ہمارا بھی سواد لے ڈوبیں گے زید نے
بالوں میں ہاتھ پھیر کر بڑبڑاتے ہوئے منہ پر ہاتھ پھیر کے ہیرا کو انگلی
دکھاتے وارن کیا کہ آج رات تمہاری خیر نہیں۔

"ہیرا بمشکل حلق سے تھوک نکل پائی۔

چپ کر کے پیسے نکالو اور ان سب لڑکیوں کو دوا گر میری بیوی آج رات
میرے کمرے میں موجود نہ ہوئی تم دونوں کو پوری رات چھت پر کھڑا
کر کے ٹھنڈے پانی کی بالٹیاں تم دونوں کے اوپر انڈیلو گا احمد شاہ
دانت پیستے اذہان اور زیان شاہ کے سر ایک دوسرے کے پاس کرتے کہا
بیچارے مرتے کیانہ کرتے کہ مترادف پچاس لاکھ دونوں بھائیوں نے
"اپنی جیب سے نکال کر ہیرا کو پکڑا دیا۔

اب یہ دودھ پییں نہا نے دودھ کا ایک ایک گلاس ان دونوں کو پکڑا دیا
"ایک گھونٹ پی کر اذہان نے ماورہ اور زیان نے نیشہ کو پکڑا دیا۔
".. ماورہ نے تو مسکراتے ہوئے پی لیا نیشہ بیچاری کو مجبور آئینا پڑا

اب آپ سب کی اجازت ہو تو ہم اپنی زوجہ محترمہ کو اپنے ساتھ لے کر
جاسکتے ہیں زیان اور اذہان یک زبان بولے سب نے ہنستے ہوئے ہاں کہا
"

میرج ہال کے مین گیٹ پر آئے جب نیشہ ارسلان شاہ کے گلے لگتے
پھوٹ پھوٹ کر رودی نیشہ کی طرف دیکھ کر ماورہ کو بھی رونا آیا آنسو
"بہاتے اسماء کے گلے لگی۔۔"

میرے شہزادی روکیوں رہی ہے اس نے ہر وقت میری نظروں کے
سامنے ہونا ہے اگر اس دو نمبری وکیل نے تمہیں تنگ کیا تم نے سیدھا
اپنے بھائی کے پاس آنا ہے ارسلان شاہ نے نیشہ کے آنسو صاف کیے رضا
"نے نیشہ کے ساتھ کھڑے ہوتے اس کے گرد حصار بنایا۔۔"

اللہ تمہیں ہر خوشیاں دے رضا نے تڑپ کر نیشہ کا سر اپنے سینے کے
"ساتھ لگایا۔۔"

رونا بند کر دو میک آپ خراب ہو جائے گا یہ نہ ہو منہ دکھائی کے لیے
جب دلہا گھونگٹ اٹھائے وہ ہماری بہن کو دیکھ کر ڈر جائے زوریز خانزادہ

نے اپنی عادت کے برعکس بات کی نیشہ نے روتے ہوئے بھی مسکرا دیا
۔۔"

ارسلان شاہ نیشہ کوچپ کروا کے اب ماورہ کی طرف ہوا جو چپ ہونے
کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔

ماورہ! ارسلان نے ماورہ کو پیار سے پکار کر اسماء سے علیحدہ کر کے اس کے
سر پر ہاتھ رکھا۔۔

اپنے اتنے اچھے لمحوں کو رو کر ضائع نہ کرو چلو شہناش کار میں بیٹھو لیٹ
"ہو رہی ہے ماورہ اپنے آنسو صاف کر کے کار میں بیٹھ گئی۔۔

دو کار میرج ہال سے روانہ ہو گئی باری باری کرتے سب اپنی اپنی بیوی کو
"لے کر کار میں بیٹھے۔۔

"ایک کار میں سیان، عالیان، عانیہ اور عرتج تھی۔۔

گڈو گھر جا کے دودھ والا کام بھی پورا کرنا ہے تم نے عانیہ نے ہاں کہتے
"اپنی نظریں باہر کی جانب کی۔۔

"سیان کون سا دودھ والا کام۔۔

میری پیاری معصوم سی بیوی آپ کی سمجھ میں نہیں آئے گا سیان نے
"آئینے میں نظر آتے عرتج کے عکس کو دیکھتے آنکھ دبا کر بولا۔۔

عالیان شاہ کی نظریں عانیہ پر ٹکی تھی وہ بچلر پارٹی کی رات سے کشمکش

میں مبتلا تھا کہ عانیہ نے صبح اٹھ کر شور کیوں نہیں مچایا پھر اچانک اس

کے ذہن میں خیال آیا کہ جو کچھ ان کے گھر ہو چکا ہے اس کے بعد اس کا

"شور مچانا نہیں بنتا تھا۔۔

ہیر اور نیہانے ماورہ کو اور عنائزہ اور انیزا نے نیشا کو کمرے میں بٹھا کر
"ان کا لہنگا اور دوپٹہ سیٹ کیا۔۔۔"

اذہان شاہ کمرے میں داخل ہوا مڑ کر دروازے کو لاک کرتے ماورہ کے
"پاس جا کے بیٹھ گیا اسے بیڈ میں تھوڑی سی ہلچل محسوس ہوئی۔۔۔"
اذہان ماورہ کا گھونگھٹ اٹھانے لگا ماورہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کے نہ میں
گردن ہلائی اور دوسرا ہاتھ اس کے سامنے کیا اذہان شاہ سمجھ گیا کہ وہ منہ
"دکھائی کا کہہ رہی ہے۔۔۔"

بیوی چہرہ دیکھوں گا پھر منہ دکھائی دوں گا ماورہ نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا
اذہان نے اس کا گھونگھٹ اٹھایا لبوں پر ہاتھ جما کر بنا آنکھیں جھپکے اپنی
خوبصورت بیوی کو دیکھنے لگا جب ماورہ پالر گئی تھی واپسی پر اذہان نے
"جب اسے پک کیا اس کی منتیں کرتے رہ گیا کہ مجھے اپنا چہرہ دکھا دو۔۔۔"

بیوی آج الگ روپ چڑھا ہوا ہے تم پر سائیڈ ٹیبل کے دراز سے نیکلس
"نکال کر ماورہ کو پہنایا۔"

اذہان شاہ کے سر دہاتھ اپنی گردن پر محسوس کرتے ماورہ کے جسم میں
"کیکپاہٹ طاری ہوئی۔"

اذہان وہ کیک کس لیے رکھا ہے؟ اذہان ماورہ کے رخسار پر اپنی انگلیاں
"مس کر رہا تھا جب ماورہ کی نظر کیک پر پڑی۔"

مسکرا کر اٹھا اور کیک پکڑ کے بیڈ پر لا کر رکھ دیا ساتھ ایک چھوٹی سی
"نائف بھی پڑی ہوئی تھی۔"

آج میری بیوی کا برتھ ڈے ہے میں نے کل رات ہی وش کر دینا تھا
لیکن جو ہنگامہ ہمارے گھر ہوا اس کے بعد موقع ہی نہیں ملا تمہیں برتھ
ڈے وش کرنے کا ویسے ابھی 12 نہیں بچے تو ہم کیک کٹ کر سکتے ہیں

اذہان کے اس قدر پیار بھرے انداز پر ماورہ کی آنکھیں نم ہوئی اس کے
"گردن میں بازو حائل کرتے چہرہ چھپا گئی۔۔"

مجھے لگا آپ بھول گئے چہرہ اوپر کرتے اذہان شاہ کے رخسار کو لبوں سے
"چھوا گہری مسکراہٹ نے اذہان شاہ کے لبوں پر احاطہ کیا۔۔"

بیوی کیک کاٹ لے اس کے بعد ہم رو مینس کا نٹینو کریں گے اذہان
نے ماورہ کا ہاتھ پکڑ کے کیک کٹ کیا چھوٹا سا پیسٹ اٹھا کر ماورہ کے
لبوں کے پاس کیا بائٹ لے کر ماورہ نے اذہان کا ہاتھ پکڑ کے اس کے
"لبوں کے پاس کیا۔۔"

چلو برتھ ڈے تو سیلیبریٹ ہو گئی اب ہم اپنی ویڈنگ نائٹ
سیلیبریٹ کرتے ہیں اذہان نے کیک اٹھا کر سائڈ ٹیبل پر رکھ دیا ماورہ
چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی اذہان شاہ نے سے سختی سے اپنے سینے سے لگایا

--"

اذہان شاہ نے بریسلٹ ماورہ کی کلائی پر پہنایا چہروں کے سامنے سے ہاتھ پیچھے کر کے کلائی پر دیکھا جہاں نہایت ہی خوبصورت بریسلٹ جس کے "اوپر سفید ڈائمنڈ لگے ہوئے تھے۔"

یہ میری بیوی کی برتھ ڈے کا گفٹ، اٹھارویں سالگرہ مبارک ماورہ کا "چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر پیشانی پر بوسہ دیا۔"

شوہر میری مہندی کیسی ہے ماورہ نے اپنی مہندی سے بھرے ہاتھ اذہان "شاہ کے سامنے کیے۔"

بالکل میری بیوی کے جیسے خوبصورت نرمی سے ماورہ کے ہاتھوں کی "پشت کو لبوں سے چھوا۔"

اذہان نے ماورہ کی کمر کی گرد بازو لپیٹ کے اپنے اوپر گرایا جیسے ہی اذہان شاہ بیڈ پر پیچھے کی جانب لیٹا ماورہ کے اس کے اوپر گرنے سے ایک دم جھٹکے سے وزن بیڈ پر پڑا سکر وڈھیلے ہونے کی وجہ سے بیڈ دائیں جانب

سے نیچے کی جانب ہو گیا درمیان سے لکڑی ٹوٹنے کی آواز آئی ماورہ
آنکھیں پھاڑے اذہان کو دیکھ رہی تھی اذہان شاہ کو ایک پل کے لیے
"سمجھ نہ آیا بیڈ کی لکڑی ٹوٹی ہے یا اس کی کمر کی ہڈی۔۔
چیخ کی بجائے ایک لفظ کمرے میں بلند آواز میں گونجا۔۔
شیطانوں!"!۔۔۔"

ماورہ اذہان کے اوپر وزن ڈالتے بیڈ سے اٹھی اذہان کو پہلے ہی اپنی کمر
ٹوٹتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی ماورہ کے وزن ڈالنے پر درد برداشت
"کرتے ضبط سے آنکھیں بند کی۔۔
"ماورہ کا سہارا لیتے اذہان شاہ اٹھ کر لڑکھڑاتے ہوئے صوفے پر بیٹھا۔
ان شیطانوں نے میرے ہاتھوں سے ضائع ہونا ہے اذہان درد کی شدت
"سے کراہتے کمر پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔

اذہان درد ہو رہا ہے؟ ماورہ نے اذہان کی پیٹھ سہلاتے پریشانی سے اس کی طرف دیکھتے استفادہ کیا اس کا دل چاہ رہا تھا ایک مرتبہ اونچی آواز میں "ہنسے۔۔"

درد، نہیں تو مجھے تو بہت مزہ آرہا ہے جل بھن کر کہتے ہوئے کمر جیسے ہی صوفے کی پشت کے ساتھ لگائی درد کی شدید لہر اس کی کمر میں پیدا ہوئی "اذہان شاہ جھٹکے سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔۔"

میں گرم پانی کر کے لاتی ہوں اس پر لگاؤں گی تو ٹھیک ہو جائے گا پ شیر وانی اتار دیں ماورہ اس کی سکین شیر وانی پر ہاتھ رکھتے اٹھ کر جانے لگی اذہان شاہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ کے صوفے پر بٹھایا یکدم درد ناقابل "برداشت حد تک بڑھا۔۔"

اس حلے میں تم نیچے جاتی اچھی لگو گی؟ اذہان شاہ نے ہاتھ سے ماورہ کی پیشانی سے لے کر پاؤں تک اشارہ کیا جس کا حسن قیامت خیز لگ رہا تھا۔۔۔

تو پھر کیا پوری رات اپ درد سے کراہتے رہیں گے ماورہ نے اذہان کی کمر سہلانے کے لیے جیسے ہی ہاتھ رکھا اذہان شاہ کی بلند چیخ کمرے میں "گو نجی۔۔

آپ شیر وانی اتاریں اور کُرتا بھی اتاریں تاکہ مجھے پتہ تو چلے کتنی چوٹ لگی ہے اسے چیخ مارتے دیکھ ماورہ اب صحیح معنی میں پریشان ہوئی۔۔۔ اذہان کے اوپر ہونے کی وجہ سے ماورہ کو تو کوئی چوٹ نہ لگی لیکن اذہان "شاہ کی پیٹھ کا کچو مر بن گیا تھا۔۔۔

ماورہ نے اذہان کی مدد کی شیر وانی اور کُرتا اتارنے میں جب ماورہ نے
اذہان شاہ کی پیٹ دیکھی لبوں پر جما کر آنکھیں پھاڑے اپنے شوہر کو
"دیکھنے لگی۔۔"

ساری کمر سویل ہو چکی تھی نیلے نشانات دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی
"نے لوہے کے راڈ کمر پر مارے ہوں۔۔"

اذہان میں نیچے سے پانی گرم کر کے لاتی ہوں اس کی گرمائش ملے گی
"سویکنگ کم ہو جائے گی اذہان نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔۔"

اذہان میں چینج کر کے میک اپ وغیرہ سب کچھ اتار کے پھر نیچے جاؤں
گی؟۔۔

ہر گز نہیں تم نیچے نہیں جاؤ گے میرا درد چاہے رات کے تین بجے کیوں
نہ صحیح ہو ان شیطانوں نے یہ کارنامہ اس لیے سرانجام دیا ہے تاکہ

ہماری ویڈنگ نائٹ خراب ہوں اذہان شاہ کا دل چاہ رہا تھا وہ دونوں اس

کے سامنے ہوا اور ان کا گلا دبا دے عانیہ کو تو وہ کچھ کہہ نہیں سکتا تھا ایک
"وہ لڑکی تھی اور دوسرا اس کی بہن۔۔"

اچھا مجھے تو چیخ کرنے دیں مجھ سے نہیں یہ بھاری لہنگا پہنا جا رہا ماورہ
اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہہ کر صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائی
اسے اس وقت نہایت قسم کی تھکن محسوس ہو رہی تھی جسم درد سے
"ٹوٹ رہا تھا۔۔"

اللہ پوچھیں ان شیطانوں سے جنہوں نے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے
"اذہان شاہ کا دل ان کو گالیاں نکالنے کا کر رہا تھا۔۔"
اذہان ماورہ اذہان کے قریب تر ہو کے بیٹھتی اسے تنگ کرنے کی خاطر
"بے باکی سے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگی۔۔"

اچھے سے جانتا ہوں میں اس وقت تمہارے قریب نہیں آسکتا اس لیے
تم مجھے تنگ کرنے کے لیے سب کر رہی ہو اذہان ماورہ کے سر کے پیچھے
"ہاتھ رکھتے اس کے لبوں پر جھکا۔

کچھ دیر بعد پیچھے ہوا ماورہ لمبے لمبے سانس لے کر خود کو پرسکون کرنے
"لگی۔

مجھے جتنی چاہے چوٹ لگی ہو بیوی آج کے بعد اس طرح بے باکی کا اظہار
مت کرنا نہیں تو تمہارا یہ شوہر درد میں بھی تمہارے قریب آنے سے
باز نہیں آئے گا اذہان اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر انگوٹھا
"اس کے لبوں پر رب کرنے لگا۔

رات کے دو بجے تک وہ دونوں صوفے پر بیٹھ کے ایک دوسرے کا چہرہ
دیکھنے رہے اذہان شاہ کی کمر کا درد اب کچھ حد تک بہتر ہوا تھا لیکن جیسے

ہی وہ جلد بازی میں اٹھنے کی کوشش کرتا مگر میں شدید درد کی لہر پیدا
"ہوتی۔۔"

اذہان مجھے نیند آرہی ہے، کہاں سونا ہے ہم نے؟ ٹوٹے ہوئے بیڈ کو دیکھ
"کر اپنا سر تھام لیا اذہان شاہ درد کو برداشت کرتے اٹھا۔۔"

چلو میں تمہاری مدد کروں گی سب اتارنے میں ماورہ کو ساتھ لیے
ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا کرتے اس کے دوپٹے سے ساری پنز
اتاری پھر جیولری اتاری اس کے بعد بالوں میں لگی بے تحاشہ پنز اتارنے
"لگا۔۔"

"یہ سب کرتے ہوئے انہیں رات کے پونے تین ہو گئے۔۔"

اب مجھے پتہ چلا کہ پارلر میں چار گھنٹے کیوں لگا کر آئی ہو تم اذہان نے
دونوں ہاتھوں میں پنز رکھ کر ماورہ کے سامنے کی ماورہ مسکراتے ہوئے
"ہاں میں سر ہلا گئی۔۔"

اچھا جا کر تم چینج کر لو پھر نفل ادا کرنے ہیں ماورہ مسکراتی ہوئی واش روم
میں گئی کپڑے تبدیل اور وضو کر کے باہر آئی اذہان شاہ نے بھی وضو کر
لیا تھا دونوں نے ایک ساتھ شکرانے کے نفل ادا کیے جو ہر جوڑا اپنی
"شادی کی رات ادا کرتا ہے۔۔"

دونوں نے دل میں شدت سے دعا کی تھی کہ یا اللہ ہماری زندگی
".. خوبصورت گزرے

"اذہان ماورہ کا سہارا لے کر کھڑا ہوا۔۔"

بیگم اب کیا ارادہ ہے اذہان شاہ نے معنی خیز انداز میں کہہ کر ماورہ کی کمر
"کے گرد بازو لپیٹتے اسے اپنے قریب تر کیا۔۔"

اذہان ٹھیک سے کھڑا آپ سے ہوا نہیں جا رہا اور ماورہ صرف اتنا ہی بول
"پانی شرم سے سرخ ہوتے اذہان شاہ کے سینے میں پہرا چھپا گئی۔۔"

وہ میرا مسئلہ ہے درد کو برداشت کرتے اذہان نے ماورہ کو اپنی باہوں
"میں اٹھا کر صوفے پر لٹا کر اس کے ساتھ نیم دراز ہوا۔
"دونوں ایک دوسرے کی قربت میں مسکرا رہے تھے۔۔

زیان شاہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا دروازہ بند کر کے لاک کرتے مڑ
کر دیکھا نیشہ سادہ لباس میں ملبوس آئینے کے سامنے کھڑی، سر پر حجاب
"تھا۔۔

ایک لمحے میں زیان شاہ کے سارے ارمانوں کا قتل ہوا وہ کیا کچھ سوچ کر
آیا ہوا تھا کہ کمرے میں جا کر اپنی بیوی کو منہ دکھائی دے گا اسے پیار
بھری باتیں کرے گا لیکن نیشہ خانزادی نے اس کے سارے ارمانوں پر
"پانی پھیر دیا۔۔

ایسے آنکھیں پھاڑے کیوں دیکھ رہے ہو سینے پر ہاتھ باندھ کر ڈریسنگ
ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگاتے آئی بروچکا کر استفادہ کیا جسے زیان شاہ خاطر
"میں نہ لاتے نیشہ کے وہ مقابل کھڑا ہوا۔"

میری بیوی! میری مرضی زیان شاہ میں نیشہ کو چھونے کے لیے ہاتھ
آگے بڑھایا نیشہ نے اپنے ہاتھ کو ایک مخصوص شکل دے کر زیان شاہ
کی کلائی پر ماڑا کلائی سے درد کی لہر پیدا ہوتی گردن تک گئی زیان نے اپنا
"ہاتھ جھٹکے سے پیچھے کیا۔"

پٹھانی لگتا ہے شادی پر کھانا کچھ زیادہ کھا لیا تم نے بازو کو آگے پیچھے
"کرتے درد کو کم کرنا چاہا نیشہ آنکھیں گھما کر بیڈ پہ جا کے بیٹھی۔"

پٹھانی میرے خیال سے تم نے اکیلی نہیں بلکہ ہم دونوں نے ایک ساتھ
سونا ہے اسے بیٹھ کے درمیان بیٹھ کر اوٹن کے ساتھ ٹیک لگائے پھیل

کر بیٹھے دیکھ زیاں شاہ اس سے کچھ دوری پر بیٹھا مبادہ کہیں وہ پھر سے
"اپنے ہاتھ نہ چلانا شروع ہو جائے۔۔"

تمہیں کس نے کہا ہے کہ ہم دونوں ایک بیڈ پر سوئیں گے زیاں نے
"ایک لمحے کے لیے نہ سمجھی سے نیشہ کی طرف دیکھا۔۔"

پٹھانی یہ میرا کمرہ ہے اور جس بیڈ پر تم بیٹھی ہوئی ہو وہ بھی میرا ہے۔ اور
جو بیڈ پر بیٹھی ہے وہ بھی میری ہی ہے آخری جملہ زیاں شاہ نے دل میں
سوچا نیشہ آنکھیں گھما کر نظروں کا زاویہ سامنے ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے
پر مرکوز کیا جہاں زیاں شاہ اپنے بائیں ہاتھ کمر پر رکھے باکس پکڑے
"ہوئے تھا۔۔"

ویسے مجھے میری پٹھانی کا دبنگ روپ پسند آیا ہے س زیاں شاہ نیشہ کا
گہری نظروں سے جائزہ لے رہا تھا نیشہ کو اس کی نظریں اپنے جسم کے
"آر پار ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔۔"

زبان شاہ اپنی نظریں سنبھالو کیسے ندیدوں کی طرح گھور رہے ہونیشہ
نے اپنا حجاب کندھوں سے نیچے کر کے خود کو چھپانا چاہا زبان شاہ کی
"نظریں اس کے دل کی عجیب سی کیفیت کر گئی۔۔"

پٹھانی جو کچھ کیا میں نے اس سب کو بھول کر ایک نئے رشتے کی
شروعات کرتے ہیں زبان شاہ نے باکس سائیڈ ٹیبل پر رکھتے نیشہ کے
قریب جاتے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھا اس سے قبل وہ نشہ کے قریب
ہوتا اس نے سرہانے کے نیچے سے چاقو نکال کر زبان شاہ کے گردن پر
"رکھ کے اسے بیڈ پر گراتے اس کے اوپر جھکی۔۔"

آج یہ حرکت کرنے کی کوشش کی ہے تم نے زبان شاہ آئندہ اگر
میرے قریب آئے جان لے لو گی تمہاری نیشہ نے اس قدر اس کے
گردن کے قریب چاقو رکھا تھا اگر وہ ذرا سا بھی ہلتا اس کی گردن پر گہرا
"کٹ لگنا تھا۔۔"

یوں میرے قریب ہو کر جان ہی تولے رہی ہو زیان شاہ ہاتھ کی پشت
نیشہ کے رخسار پر رکھتے بولا زیان شاہ کے بولنے کی وجہ سے شہرگ میں
حرکت ہوئی جس کی وجہ سے خون نکل کر اس کی سکن شیروانی میں
جذب ہوا نیشہ ہڑ بڑا کر اس سے دور ہوئی زیان شاہ مسکراتے ہوئے اپنی
"پٹھانی کو جنونی نظروں سے دیکھنے لگا۔"

نیشہ کو کچھ لمحوں کے لیے وہ سنکی معلوم ہوا جس کی گردن سے خون نکل
رہا تھا اور وہ مسکراتے اسے دیکھے جا رہا تھا نکاح کے وقت نیشہ نے جو اس
کی گردن پر زخم دیا وہ ابھی مکمل طور پر کور نہیں ہوا تھا کہ نیشہ خانزادی
"نے ایک اور نشان زیان شاہ کی گردن پر دیا۔"

تم پاگل ہو نیشہ حیرانگی سے ٹکٹکی باندھے اس کی گردن پر نظر مرکوز
"کیے ہوئے تھی۔"

تمہارے عشق میں پٹھانی زیان شاہ ہنوز مسکراتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل
کے سامنے کھڑا ہوتے اپنی شیر وانی اتار کے سفید رنگ کا کرتا اتارا جس کا
"کالر لال رنگ میں تبدیل ہو چکا تھا۔"

"زیان شاہ کو شرٹ لیس دیکھتے نیشہ نے نظروں کا زاویہ بدلا۔
پٹھانی دیکھ لو تمہارا ہی ہوں زیان شاہ اتنی تکلیف کے باوجود بھی اپنے
"ٹھکر پن سے باز نہیں آ رہا تھا۔"

بکو اس بند کرو اور اپنا سے زخم صاف کرو تمہارا پورا سینہ خون سے سرخ
"ہوا ہے۔"

اوئے ہوئے میری پٹھانی میری چوڑے سینے کو دیکھ رہی تھی زیان شاہ کو
الفاظ ادا کرتے ہوئے بے تحاشہ تکلیف ہوئی لیکن ڈھیٹ پن کام مظاہرہ
"کرتے قدم نیشہ خانزادی کی طرف بڑھائے۔"

"ٹھکر کی شاہ خاموشی سے اپنا خون صاف کرو مجھے الجھن ہو رہی ہے۔"

ایگل گرل جو خون کے ساتھ کھیلتی تھی وہ آج اپنے شوہر کی گردن پر چاقو
"پھیر کے اپنے دل کو بے تاب کر گئی۔۔"

میرا دل نہیں کر رہا نیشہ اس کے سینے اور پیٹ کو خون سے بھر دیکھ،
دل میں کسی کو نے سے تکلیف اٹھ کر اس کے سانس سینے میں اٹکا گئی
۔۔"

نیشہ اسے ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کرتے دیکھ زیاں کی ایک مخصوص رگ
دبائی زیاں شاہ کو اپنا جسم کچھ لمحوں میں ہی بے جان ہوتا محسوس ہو رہا تھا
اس سے قبل وہ زمین پر گرتا نیشہ نے سے سہارا دے کر اسے بیڈ پر لٹایا
"تین منٹ کے اندر زیاں شاہ کا جسم پیرالا نر ہو چکا تھا۔۔"

یہ کیا۔۔ کیا۔۔ تم نے؟ زیاں نے اپنے ہاتھ اور پاؤں کو حرکت دینی
"چاہی لیکن وہ بے حس و حرکت بیڈ پر پڑا رہا۔۔"

ٹھہر کی شاہ میں نے تمہارا جس پیرالائز کیا ہے کیونکہ تم تو ڈھیٹوں کی
طرح اپنا خون ضائع ہوتے دیکھ رہے تھے اس لیے مجھے یہ کرنا پڑا نیشہ
ڈریسنگ ٹیبل کے آخری دراز سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کے زیان شاہ
کے پاس آکر بیٹھتے اس کی گردن کا زخم صاف کرنے لگی جو گہرا تھا
۔۔۔

میری پ۔ پٹھانی کے د۔ دل میں ا۔ احساسات پیدا ہ۔ ہو رہے ہیں
م۔ میرے لیے خون حد سے زیادہ بہنے کی وجہ سے زیان شاہ کو چکر
"آ رہے تھے وہ پھر بھی بولنے سے باز نہ آیا۔۔۔

منہ بند کر کے دو منٹ نہیں رہ سکتے۔ کاش کوئی ایسی رگ مجھے پتہ چل
جائے انسان کی جس کو دبا کے اس کی زبان مفلوج کی جاسکے۔ اور اپنے
دماغ میں غلط فہمی پالنا بند کر دو میں صرف اس لیے تمہارا زخم صاف کر
رہی ہوں کیونکہ صبح تمہارا زخم دیکھ کر میرے بھائی جی کو تکلیف ہوگی

نیشہ زخم صاف کر کے زیان شاہ کے وجود سے خون صاف کرنے لگی
۔۔"

منٹ بعد زیان نے کوشش کر کے اپنے پاؤں اور ہاتھ کو حرکت 10
دی وہ بیرون ملک وکیل بننے سے پہلے کرائے کا ماسٹر بن چکا تھا اپنے
"منہجند وجود کو ہلانا وہ اچھے سے جانتا تھا۔

نیشہ نے اس کے ہاتھ اور پاؤں میں حرکت محسوس کرتے دیکھ دوبارہ
اس کی وہ رگ دبائی زیان شاہ نے خود پر ضبط کیا لیکن اس کی آنکھیں خود
بخود بند ہونے لگی نیشہ جو اس کی گردن پر پاؤں ڈین لگا رہی تھی اسے
آنکھیں بند کر کے دیکھ اس کے کانوں میں ارسلان شاہ کے الفاظ گونجنے
۔۔"

اگر ہم پیرالائز کرنے والی رگ ایک ساتھ انسان کی دو دفعہ دبا دیں تو "95 پر سنٹ چانسز ہوتے ہیں اس انسان کے دائمی طور پر پیرالائز ہونے کے یا پھر اس کی جان جانے کے"۔۔

نیشہ کو اپنا دماغ مفلوج ہوتا محسوس ہو رہا تھا اسے وہ طریقہ کار بھول گیا "جس سے پیرالائز انسان کو ٹھیک کر سکتے تھے۔۔

پانچ منٹ بعد اسے طریقہ کار یاد آیا زیان شاہ کی اس مرتبہ اس نے پھر سے ایک وین دبا لی لیکن اسے ہوش میں نہ آتے دیکھ نیشہ کی آنکھوں "میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے۔۔

نیشہ کے آنسو زیان شاہ کے چہرے پر گر رہے تھے زیان شاہ جو بے ہوش ہونے کی ایکٹنگ کر کے سانس روکے لیٹا ہوا تھا اپنی پٹھانی کے آنسو چہرے پر گرتے محسوس کر کے جھٹ سے آنکھیں کھول کے اس "کی طرف دیکھا۔۔

زبان شاہ ہڑ بڑا کراٹھ بیٹھا اس کے جھٹکے سے اٹھنے کی وجہ سے گردن
"سے پھر سے خون بہنا شروع ہو گیا۔"

میں ٹھیک ہوں پٹھانی کچھ نہیں ہوا نیشہ کا سراپے سینے پر رکھ کے اسے
"چپ کروانے لگا۔"

دفع ہو جاؤ پیچھے تم مر ہی جاتے تو اچھا تھا نیشہ جھٹکے سے اسے دور ہوئی
اس کا دل چاہ رہا تھا وہ اپنا سردیوار سے دے مارے اپنے رونے پر اور جو
"اس ٹھکر کی شاہ کی ایکٹنگ نہیں سمجھ پائی۔"

ابھی تو کوئی میرے لیے اتنے موٹے موٹے آنسو بہا رہا تھا اور اب مجھے
"مارنے کی بات کر رہی ہو پٹھانی۔"

زبان شاہ میرا ضبط نا آزماؤں اور دفع ہو جاؤ صوفے پر نیشہ نے چلاتے
"ہوئے ہاتھ سے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔"

"اچھا پیٹی تو کر دو۔"

وہ رہی پٹی خود کروہا تھ سلامت ہے تمہارے نیشہ نے پٹی، کاٹن اور
"پائوڈین اٹھا کر صوفے پر اچھالی۔۔

میرے سارے ارمانوں پر پانی پھیر دیا تم نے پٹھانی کیا کچھ کچھ سوچ کر
کمرے میں آیا تھا بیوی سے پیار بھری باتیں کروں گا سہاگ رات
مناؤں۔۔۔ جسٹ شٹ یور ماؤتھ اور دفع ہو جاؤ وہاں پہ زیان شاہ کی
"بات پوری ہونے سے قبل نیشہ اس پر گرجی۔۔

مجھ سے اتنی اکتائی ہوئی کیوں زیان کو اس کا لہجہ اب تکلیف دے رہا تھا
"پہلے تو وہ اس کی باتیں اور انداز مذاق میں اڑا گیا لیکن اب۔۔

نہیں تمہارا کیا خیال ہے کہ زبردستی کی شادی میں لڑکیاں خوشی خوشی
اپنا آپ اپنے شوہر کے حوالے کرتی ہیں۔ زیان شاہ میں کبھی تمہاری
ہوس کو پورا نہیں ہونے دوں گی نیشہ تلخ لفظ استعمال کرتے چہرے کا
"رخ دوسری طرف موڑ کر بیٹھ گئی۔۔

دل زخمی ہوا تیر، چاقو، الفاظ معلوم نہیں کہ کس سے؟ لیکن خون رس
کر دل کو ویران کر گیا۔ آنکھوں میں لال ڈورے دل کی تکلیف کو واضح
"کر رہے تھے۔"

تمہیں سب مرد ہوس پرست کیوں لگتے ہیں؟ دل میں آیا سوال نیشہ
خانزادی کے سامنے پیش کیا نیشہ نے کھوکھلی مسکراہٹ لبوں پر سجا کر
"زیان شاہ کی طرف رخ کیا۔"

کیونکہ تم سب مرد ہوس پرست ہی ہوتے ہو کچھ مرد نکاح کیے بغیر
ہوس پوری کر لیتے ہیں اور کچھ نکاح کرنے کے بعد، تم بھی ان میں سے
ہی ایک ہو زیان شاہ نے تکلیف سے آنکھیں بند کر لی عبادہ کہیں
"آنکھیں بھیک نہ جائیں اپنی پٹھانی کے تلخ الفاظ سن کر۔"

زیان شاہ خاموشی سے صوفے پر جا کر نیم دراز ہو گیا نہ اس نے خود پر
"لحاف لیا اور نہ ہی اپنی گردن پر پٹی کی۔"

نیشہ خانزادی بے حس اور سفاک بنی بیڈ پر نیم دراز ہوتے لحاف خود کے
"اوپر لیتے آنکھیں موند گئی۔۔

یہ دودھ بھابھی کے کمرے میں لے جائیں ملازمہ کو کچن میں داخل
"ہوتے دیکھ عانیہ نے ہاتھ میں پکڑی پوڑی پیچھے کی طرف کی۔۔
ملازمہ دودھ والی ٹرے اٹھا کر ارسلان شاہ کے کمرے کی طرف چلی گئی
کیونکہ غلطی سے عانیہ نے اشارہ ارسلان شاہ کے کمرے کی طرف کر دیا
"تھا۔۔

کام ہوا، ملازمہ کے جاتے ہی عالیان اور سیان کچن میں داخل ہوئے
"

میں نے دودھ میں نشہ آور پاؤڈر ملا دیا ہے اب بس یہ دودھ زیان بھائی
کے کمرے میں جانے کی دیر ہے سیان نے ہاتھ ان دونوں کے سامنے

کیا عانیہ نے اپنے بھائی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا جیسے ہی عالیان عانیہ کے ہاتھ کے اوپر ہاتھ رکھنے لگا تھا عانیہ سے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔۔۔

میں آتی ہوں ٹھیک ہے ہیرا کو اپنے کمرے کی طرف جاتے دیکھ ہیرا کے پیچھے پیچھے عانیہ اس کے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

ملازمہ نے دروازہ ناک کیا انیزا جو بیڈ پر اکتائے ہوئے انداز میں بیٹھی تھی کیونکہ ارسلان شاہ 15 منٹ سے ڈریسنگ روم میں گھسا ہوا تھا۔۔۔

دروازے پر دستک سنتے دروازہ کھولا سامنے ملازمہ دودھ لیے کھڑی تھی انیزا نے اس سے دودھ لے لیا کیونکہ 15 منٹ پہلے اس نے ملازمہ کو دودھ لانے کا کہا تھا۔۔۔

سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہیں مزید پانچ منٹ ارسلان شاہ کا انتظار کیا لیکن وہ باہر نہ نکلا انیزا بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کے دودھ پینے لگی۔۔۔

پانچ منٹ بعد انیزا کو اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہونے لگا اتنی سردی میں
"بھی اس کا چہرہ پسینے سے تر تھا حجاب کھول کے دورا اچھا دیا۔
گہرے سیاہ بال شانوں پر بکھرے، کچھ آوارہ لٹیں چہرے پر لہرانے لگی
۔۔"

ارسلان شاہ ڈریسنگ روم سے بلیک ٹرور شرٹ میں ملبوس باہر آیا
"انیزا کو اپنا سر تھامے بیٹھے دیکھ تیز قدم بڑھاتے اس کے پاس گیا۔
حیاتم! فکر مندی سے اسے پکارتے ہوئے اس کے قریب تر بیٹھ کر
گردن پر پیچھے کی جانب ہاتھ رکھ کے انگوٹھے سے اس کا رخسار سہلایا
انیزا کی کالی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھی جہاں ارسلان شاہ کو خمار نظر
"آ رہا تھا۔

"تم ٹھیک ہو!۔۔"

میں بالکل ٹھیک ہوں انیزا ارسلان شاہ کے گردن میں بازو حائل کر کے ارسلان شاہ کے قریب ہوتے اس کی ناک سے ناک مس کی اس نے آنکھ سے بند کر کے کھولتے ہوئے اپنی حیاتم کی طرف دیکھا کہیں وہ "خواب تو نہیں دیکھ رہا۔۔"

شاہ دودھ اور پینا ہے یہ بہت یکی تھا ارسلان نے سائیڈ ٹیبل پر پڑے خالی گلاس کو دیکھا ارسلان اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کے بیٹھ گیا اسے علم ہو گیا "تھا کہ یہ ان شیطانوں کا ہی کارنامہ ہے۔۔"

چلو شاباش تم سو جاؤ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔ مجھے نہیں سونا انیزا نے اس کے ڈمپل پر لب رکھے ارسلان شاہ کو خود پر ضبط کرنا اور خود کو بہکنے سے روکنا دنیا کا سب سے مشکل ترین کام لگ رہا تھا اس کی حیاتم بغیر حجاب کے کھلے بالوں میں قیامت خیز حسن لیے اسے بہکا رہی تھی

--"

شاہو میرا بے بی مجھ سے دور کیوں گیا اسے واپس لے آئے انیزا کی گہری
"سیاہ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے۔۔

جوارسلان شاہ کے دل میں بے تحاشہ تکلیف پیدا کر گئے۔۔

عین! ارسلان شاہ نے لہجے میں درد سموئے اسے پکارا ہی کہ انیزا
ارسلان شاہ کے سینے پر سر رکھے آنکھوں میں جمع ہوئے موٹے موٹے
"آنسو بہا کر اس کی شرٹ بھگیو نے لگی۔۔

اللہ کی مرضی کے آگے ہم انسان کچھ نہیں کر سکتے؟ انیزا کی پیشانی کو
لبوں سے چھو کر اسے بیڈ پر لٹانے کی کوشش کی تاکہ وہ سو جائے لیکن وہ
"ارسلان شاہ کے ہاتھ جھٹکتی اس کے سینے سے سر ٹکا کر بیٹھ گئی۔۔

آپ بہت گندے ہو پہلے بھی آپ نے مجھے خود سے دور کیا اور اب پھر مجھے خود سے دور کر رہے ہیں انیزا نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے "اپنے شاہو کا چہرہ اٹھا ماوہار سلان شاہ کو بے بس کر رہی تھی۔۔

میں نے اپنی عین کو کبھی خود سے دور نہیں کیا اس کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں تھامتے لبوں سے چھو کر اس کے رخسار کے "ساتھ اپنی داڑھی مس کی۔۔

انیزا نے آنکھیں چھوٹی کر کے شاہو کی طرف دیکھا جو اپنی داڑھی سے "اس کے رخسار میں چبن پیدا کر رہا تھا۔۔

آپ نے مجھ سے کیوں چھپایا انیزا جھٹکے سے دور ہوتی دھاڑے مار کر رونے لگی ارسلان شاہ اس کے یوں رونے پر ہڑبڑاتے ہوئے اسے خود میں بچنے لگا انیزا نے ارسلان شاہ کے ہاتھ جھٹک کر اسے خود سے دور کیا۔۔

وہ سب تمہاری حفاظت کے لیے۔۔۔

ک۔ کیسی ح۔ حفاظت؟ روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان اس کی بات
"کاٹتے انیزا چلائی۔۔"

مانتا ہوں ارسلان شاہ ہار گیا وہ اپنے بچے کی حفاظت نہیں کر پایا اور نہ ہی
اپنی بیوی کی، حال میں پھر ایک مرتبہ ارسلان شاہ کے دل میں ایک اور
دکھ نقش ہوا ہے اپنی اولاد کو کھونے کا اس کے آنسو اپنی ہاتھ کی پشت
"سے صاف کرتے اس کے سینے پر سر رکھ کر نیم دراز ہوا۔۔"

ارسلان شاہ کے یکدم قریب آنے پر انیزا نشے میں ہونے کے باوجود
"بھی شرم سے لال ٹماٹر بن گئی۔۔"

اپنے شاہ کو ایک موقع دے دوں نرمی سے گردن کو لبوں سے چھوتے
"چہرہ انیزا کی گردن میں چھپایا۔۔"

ایک اچھا باپ نہیں بن پایا شاید ایک اچھا شوہر بن جاؤں چہرے پر
سرخی تھی نہ جانے وہ سرخی غصہ، درد، ہمدردی، برداشت، شرمندگی
"کی تھی یا اس سے آگے انیز ابھی نہ سوچ سکی۔۔

پیچھے ہٹے مجھ سے، آپ نے سب کچھ ختم کر دیا، میرا بچہ! مجھے معلوم
بھی نہیں تھا میرا بے بی آنے والا ہے اور وہ مجھ سے دور ہو گیا صرف
آپ کی دشمنی کے باعث ارسلان شاہ کا سراپے سینے سے ہٹاتے رخ
دوسری طرف کر کے روز و قطار آنسو بہانے لگی اسے ایسا محسوس ہو رہا
"تھا جیسے ابھی اس کا دل، دماغ کے نسیں پھٹ جائیں گی۔۔۔

یہ دشمنی 30 سال سے چلتی آرہی ایک ظالم نے اپنے ظلم کو چھپانے کے
لیے کئی لوگوں کا قتل کیا میرے دادو کو مجھ سے دور کر دیا میری ارسلان
شاہ کی کانپٹی کی رگیں حد سے زیادہ ابھر گئی وہ اپنے آپ سے باہر ہو رہا

تھا اس کی جب بھی ایسی حالت ہوتی وہ ٹارچر سیل میں چلا جاتا تھا تاکہ
"اپنے اندر کا غبار نکال سکے۔۔"

انیزا کو ارسلان شاہ سے خوف محسوس ہونے لگا اس کے وحشت،
"دہشت، جنون اور سنگی پن سے۔۔"

"وہ ہنوز رخ موڑے بیٹھے ہوئی تھی۔۔"

جان تو اس کی تب نگلی جب اسے ارسلان شاہ کا سراپے شانے اور ہاتھ
"اپنے پیٹ پر حرکت کرتے ہوئے محسوس ہوئے۔۔"

میں وعدہ کرتا ہوں اپنی حیات تم سے کہ میں اچھا شوہر بنو گا۔ اس وقت
بھی میری پوری پہچان تمہارے سامنے نہیں آئی میرے بہت سے راز
تم پر آشکار ہونا باکی ہیں انیزا کا رخ اپنی جانب کرتے، اس کی پیشانی کے
ساتھ اپنی پیشانی ٹکائی آنسو لبوں سے چن کر نرمی سے ٹھوڑی کولبوں
"سے چھوا۔۔"

ایک شرط پر مانوں گی اگر آپ مجھے دوبارہ بے بی لا کر دو گے نشے کی حالت میں ہونے کی وجہ سے انیزا کے ذہن میں جو بات آئی اس نے "بول دی۔۔

اس کے لیے تمہیں میرے ساتھ تعلقات ٹھیک کرنے ہوں گے
ارسلان سیدھا ہو کر بیٹھ گیا انیزا ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکائے سوچ میں
"ڈوب گئی۔۔

او کے ٹھیک ہے ارسلان شاہ کی گردن میں بازو حائل کرتے اس کے
چہرے کے قریب اپنا چہرہ کیا انیزا کے شرٹ کے بٹن کھلے ہوئے تھے
"جوارسلان شاہ کو بہکنے پر مجبور کر رہے تھے۔۔

چلو تم سو جاؤ ارسلان شاہ چاہتا تھا وہ کسی بھی طرح سو جائے کیونکہ اس کا
"یوں ارسلان شاہ سے باتیں کرنا اس کے قریب ہونا اسے بہکا رہا تھا۔۔
"مجھے نیند نہیں آرہی مجھے کھیلنا ہے۔۔۔

میری حیاتم نے کیا کھیلنا ہے اس کے مان جانے پر اس کے دونوں رخسار
"کھینچتے ٹھوڑی پر ہلکے سے دانت گاڑھے۔۔"

میں جو بولوں گی آپ مجھے لا کر دیں گے جیسے الدین کا جن اسے لا کر دیتا
ہے ارسلان شاہ 13 سال بعد مسکرایا تو اس کی خوبصورت مسکراہٹ
اور اس کے نمایا ہوتے ڈمپلز دیکھ کر انیزا نے ارسلان شاہ کے ڈمپلز پر
"دانت گاڑھے۔۔"

بدلے میں ارسلان شاہ اس کی آنکھوں پر بوسہ دے کر دور ہوا۔ وہ اپنے
"شاہو کے ڈمپلز پر دانت گاڑھ کر اپنے پیار کا اظہار کرتی تھی۔۔"

میں نے بہت مس کیا تمہارے ان بلیوں والے دانتوں کو انیزا کھلکھلا کر
ہنستے ہوئے بیڈ سے اٹھ کر بھاگنے لگی ارسلان نے اس کے پیچھے جاتے کر
میں ہاتھ ڈالتے اس کی پشت کو اپنے سینے کے ساتھ لگایا وہ دونوں

ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے آئینے میں ایک دوسرے کا عکس دیکھنے
"میں محو تھے۔۔"

مکمل عکس، روح، وجود، مسکراہٹ۔ ارسلان شاہ انیزا کے کندھے پر
"جھکا۔۔"

شاہو مجھے گرمی لگ رہی ہے انیزا ارسلان شاہ کی طرف رخ کرتی اپنے
اوپر والی جیکٹ اتار کر بیڈ پر پھینک دی ارسلان شاہ
پہلے ہی خود کو بہکنے سے روک رہا تھا انیزا کے اوپر والی شرٹ اتارنے پر
"اس کا ضبط جواب دے گیا۔۔"

تمہیں گرمی لگ رہی ہے تو کیا دوسروں کے اندر بھی گرمی پیدا کرو گی
"ارسلان شاہ کے بے باک الفاظ انیزا کے سر کے اوپر سے گزرے۔۔
میرے جیکٹ اتارنے سے آپ کو کیوں گرمی لگ رہی ہے ارسلان شاہ
"کے ہاتھ اپنی کمر پر رکھ کر اپنے بازو اس کے گردن میں حائل کیے۔۔"

شاہو آپ کو پتہ ہے سب لڑکیوں نے اپنے اپنے شوہر کو اپنا چہرہ نہیں دکھایا تھا وہ اب انہیں اپنا چہرہ دکھائیں گی اور وہ ان کی تعریف کریں گے۔ مجھے بھی اپنی تعریف کروانی ہے انیزا ارسلان کی گردن پر ناخن مارتے پاؤں اوپر کر کے اس کے چہرے کے سامنے اپنا چہرہ کرنے کی کوشش کی لیکن قد چھوٹا ہونے کی وجہ سے انیزا کی پیشانی ارسلان شاہ کے لبوں تک آئی۔۔

تعریف سہہ لوگی بے باکی سے انیزا کی گردن پر ہاتھ پھیرتے ہاتھ کا رخ نیچے کی جانب کیا۔۔

انیزا کی سانسیں اکھڑنا شروع ہو گئی ارسلان شاہ کا بے باک انداز دیکھ کر

--

یہ کانچ سے دو نین، گلابی کٹاؤ دار لب، ناراضگی میں پھولے ہوئے رخسار، تمہاری صراحی دار گردن ارسلان شاہ کو ہر لمحہ نئے سرے سے

دیوانہ بناتے ہیں ارسلان شاہ نے الفاظ ادا کرتے ہوئے انیزا کے چہرے
"کے ہر نقش کو لبوں سے چھوا۔۔

بے خود سا ہوتے اسے باہوں میں اٹھا کر بیڈ پر لٹاتے ارسلان شاہ اس پر
"قابض ہوا ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل پر چلتا ہوا الیمپ آف کر دیا۔۔
"ان دونوں کے ملن آسمان میں چمکتا چاند بھی مسکرایا۔۔

عانیہ کیا کر رہی ہو عانیہ کو پہلے الماری سے ساڑھی نکال کر بیڈ پر رکھتے
اور اب ڈریسنگ ٹیبل سے میچنگ جیولری نکالتے دیکھ ہیرا جھنجھلاہٹ
"بھرے لہجے میں بولی۔۔

اپنی بھابھی کو اپنے بھائی کے لیے سجانے لگی ہوں ساڑھی ہیرا کو پکڑا کے
"واش روم کی طرف دھکیلا۔۔

واش روم کا دروازہ لاک کر کے ہیرا نے ساڑھی کی کُرتی کی طرف دیکھا
"جو ماشاء اللہ سے کافی لمبی تھی۔۔"

مجھے تو ایسے کپڑے پہننے کی ضرورت نہیں ہے میرا شوہر تو مجھے سادہ سے
لباس میں دیکھ کر ہی بہک جاتا ہے ہیرا نے زید کے بے باک انداز
"سوچتے جھرجھری لی۔۔"

خیر ہے میں نے اپنے شوہر کے لیے ہی پہننی ہیں ہیرا اثر ماتی گھبراتی ہوئی
"ساڑھی پہن کر باہر آئی۔۔"

آہا بھابھی قیامت لگ رہی ہے عانیہ ہیرا کو تنگ کرنے کے باعث بولی
"ہیرا شرم سے سرخ ہوتی چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر سر جھکا گئی۔۔"
یہ شرم بھائی کے سامنے دکھائیے گا ابھی بہت لیٹ ہو گیا آپ کو مجھے
ریڈی بھی کرنا ہے عانیہ نے جلدی سے ہیرا کو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے
"بٹھا کر اس کا میک اپ شروع کر دیا۔۔"

ہائے مجھے نہیں تھا پتا میں اتنی اچھی میک اپ آرٹسٹ ہوں ہیرا کے
خوبصورت نقش پر ہلکے پھلکے میک اپ کو دیکھتی اپنے دونوں رخسار پر
"ہاتھ رکھتے ہیرا کے چہرے کا نہایت ہی غور سے جائزہ لے رہی تھی۔۔
نند صاحبہ اتنی غور سے تو کبھی میرے شوہر نے مجھے نہیں دیکھا جتنے غور
سے اس وقت تم مجھے دیکھ رہی ہو دونوں کا قہقہہ کمرے میں گونجا اسی
"وقت زید شاہ کمرے میں داخل ہوا۔۔۔"

ہیرا نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا اس کی بیک سائیڈ جہاں پر بال
بکھرے ہوئے تھے زید شاہ نے اپنی نظروں کا زاویہ بدل کر عانیہ کی
"طرف دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا تھا کہ اب تم یہاں سے جاسکتی ہو۔۔
بہت برے ہیں اپ بھائی صرف کام کے وقت بہن یاد آتی ہے عانیہ
ڈرامیٹک انداز میں اداس چہرہ بنا کر کہتے جانے لگی زید نے اس کی کلائی پکڑ
"کے خود کے ساتھ لگایا۔۔"

میری گڈو! بھائی کی جان یاد اسے کرتے ہیں جو بھول گیا ہو بھلا گڈو کا
بھائی اسے بھول سکتا ہے وہ الگ بات ہے کہ میری گڈو کو بس اپنے لالا
کی پڑی ہوتی ہے زید نے اپنی بہن کی پیشانی پر بوسہ دے کر جھوٹا
"ناراضگی کا اظہار کرتے چہرے کے اٹے سیدھے زاویے بنائے۔۔
جی نہیں میرے لیے میرے سب بھائی مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز
"ہے عانیہ زور سے اپنے بھائی کے گلے لگتے کمرے سے بھاگ گئی۔۔
"زید نے اس کی سپیڈ دیکھتے مسکرا کر دروازہ بند کیا۔۔
زوجہ محترمہ اپنا رخ ہماری جانب کر لیں زید ہیرا کے پیچھے کھڑے
"ہوتے اس کے گرد حصار بناتے شانے پر ٹھوڑی ٹکائی۔۔
ایک شرط پر آپ مجھے ویسی نظروں سے نہیں دیکھیں گے ہیرا زید کے
"ہاتھوں میں حرکت محسوس کرتے فٹ سے بولی۔۔

کیسی نظروں سے مسز؟ زید شاہ نے ہیرا کا رخ اپنی جانب موڑا۔ ہیرا کی نظریں ہنوز جھکی ہوئی تھی۔

اپنی مسز کو لائٹ پنک ساری جس پر نفیس کام اور ہلکے پھلکے میک اپ مین دیکھ زید شاہ دل پر ہاتھ رکھتا گہری نظروں سے اس کا جائزہ لینے لگا ساڑھی جس کا پلو ڈھلک کر بار بار کہنی پر آ رہا تھا ساڑھی کا گلا ڈیپ اور "بیک لیس تھا۔"

مسز آج اپنے مسٹر کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ہوا ہے زید شاہ نے ہیرا کی ٹھوڑی کے نیچے شہادت کی انگلی رکھ کر چہرہ اوپر کی جانب کیا ہیرا سختی سے آنکھیں موند گئی۔۔۔

اللہ نہ کرے آپ کو کچھ ہو ہیرا کہ تڑپ دیکھ زید شاہ کے لب "مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔"

اتنا پیار ہے میری مسز کو اپنے مسٹر سے ہیرا کی کمر کے گرد بازو لپیٹتے چہرہ
"اس کی گردن میں چھپایا ہیرا نے فوراً زور سے ہاں میں سر ہلایا۔

آج کے بعد کبھی اس طرح کی بات نہیں کرنی زید شاہ کے دونوں رخسار
پر ہاتھ رکھتے پاؤں اوپر کر کے اپنے مسٹر کے رخسار پر لب رکھے اس کے
"لبوں کو ہلکا سا چھو کر چہرہ زید شاہ کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔

رک کیوں گئی مسز تم اپنا کام جاری رکھو میں بس سکون سے تمہاری
بے باکیاں دیکھوں گا زید ہیرا کی گردن پر جھکتا گھمبیر لہجے میں سرگوشی
"کر گیا۔

"زید آپ بہت بے شرم ہیں ہیرا نے زید کے سینے پر تھپڑ مارے۔
مسز تمہیں یہ بات کہتے ہوئے شرم آنی چاہیے بے باکیاں سرانجام تم
"دیتی ہو اور بے شرمی کا ٹیگ مجھ پر لگتا ہے۔

جی نہیں میں بس ہلکا سا کس کرتی ہوں آپ تو زید شاہ کی گہری نظریں
"خود پر محسوس کرتے ہیرا خاموش ہو گئی۔۔"

مسز خاموش کیوں ہو گئی ہو اپنی بات مکمل کر زید کا ارادہ اسے مزید
تنگ کرنے کا تھا ہیرا نے نفی میں سر ہلا کر اپنا سر زید شاہ کے سینے پر ٹکایا
۔۔"

زید مجھے ڈانس کرنا ہے آپ کے ساتھ ہیرا کی انوکھی فرمائش سن کر زید
شاہ ناچا ہتے ہوئے بھی ہاں میں سر ہلا گیا اس نے کبھی ڈانس نہیں کیا تھا
۔۔۔"

مجھے ڈانس کرنا نہیں آتا۔۔

کوئی بات نہیں میں سکھا دوں گی پھر موبائل پکڑتے اس پر سونگ پلے
"کیا۔۔"

جیسے ہی گانے کی ٹیون پلے ہوئی ہیرا نے زید کا ہاتھ پکڑ کے اپنی کمر پر رکھا اور دوسرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام کر اپنا ایک ہاتھ زید شاہ کے سینے پر رکھا۔

تو ہی حقیقت خواب تو

دریا تو ہی پیاس تو

تو ہی دل کی بے قراری

تو سکون تو سکون

زید شاہ گانے کی لائنز سن کر مسکرایا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا سٹیپ کرے وہ بس اپنی مسز کو بہکی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اور ہیرا جس جانب "حرکت کرتی وہ بھی اسی جانب سٹیپ کرنے لگ جاتا۔

جاؤں میں اب جب جس جگہ
پاؤں میں تجھ کو اس جگہ
ساتھ ہو کے نہ ہو تو ہے روبرو

مسز ہم تو ایک دوسرے کے ساتھ اور ایک دوسرے کے بے حد
قریب کھڑے ہیں یہ لائن ہم پہ نہیں چیتی ہیار کھلکھلا کر ہنستے ہوئے
زید شاہ کے دونوں ہاتھ اپنی کمر پر رکھ کے گردن میں بازو حائل کرتے
"دائیں بائیں جانب ہلکا ہلکا موو کرنے لگی۔۔"

تو ہم سفر تو ہم قدم تو ہم نوا میرا
تو ہم سفر تو ہم قدم تو ہم نوا میرا

ہیرا نہیں یہ لائنز بولتے زید شاہ کی گردن میں چہرہ چھپاتے لبوں سے
"چھوا۔۔"

"اب پیچھے گانے کی بیک گراؤنڈ ٹیون پلے ہو رہی تھی۔۔
بیگم اپنی بے باکیاں سنبھال کر رکھو جب زید شاہ بے باک ہوا تم بے
ہوش ہونے کے درپر پہنچ جاؤ گی گھمبیر آواز میں کان کے قریب
"سرگوشی کرتے وہ ہیرا زید شاہ کو کپکپانے پر مجبور کر گیا۔۔"

آتجھے ان باہوں میں بھر کے
اور بھی کرلوں میں قریب
جیسے ہی یہ لائنز پلے ہوئی زید شاہ نے جھٹکے سے ہیرا کو خود کے قریب
"تر کرتے اس کی ناک پر لب رکھے۔۔"

تو جدا ہو تو لگے ہر آتا جاتا پل عجیب

اس جہاں میں ہے اور نہ کوئی ہو گا مجھ سے کوئی خوش نصیب
زید شاہ میں آپ کو پا کر دنیا کے سب سے خوش نصیب لڑکی بن گئی
"ہوں ہیرا زید کی ٹھوڑی پر دانت گاڑھ کر دی ہنسنے لگی۔۔"

تو نے مجھ کو دل دیا ہے میں ہوں تیرے سب سے قریب
میں ہی تو تیرے دل میں ہوں میں ہی سانسوں میں بسوں
تیرے دل کی دھڑکنیں میں ہی ہوں میں ہی ہوں
"زید شاہ ہیرا کے لبوں پر جھکتا اپنی شدتیں اس پر نچھاور کرنے لگا۔۔"

تو ہمسفر تو ہم قدم تو ہم نوا میرا

تو ہمسفر تو ہم قدم تو ہم نوا میرا

یہ لائنز ابھی پلے ہوئی ہی تھی کہ زید نے موبائل پکڑ کے گانا بند کرتے
ہیر اسے دور ہوا ہیر اثر م سے بے انتہا سرخ ہوتی رخ دوسری جانب کر
"گئی۔۔"

"بیگم اتنا اثر میلا پن کافی ہے زید اسے باہوں میں اٹھا کر بیڈ پر لے گیا۔۔
زید نیم دراز ہوا تھا کہ ہیر اس کے سینے پر سر رکھتی ہچکیاں لیتے رونے
لگی اتنے خوشگوار موڈ سے یکدم اسے روتے ہوئے دیکھ زید شاہ فوراً اٹھ
کر بیٹھتے ہیر اکا چہرہ سامنے کرتے آنسو صاف کر کے پریشانی سے اس کی
"طرف دیکھا۔۔"

کیا ہوا ہے جان زید کو ہیر انفی میں سر ہلاتے چہرہ زید شاہ کی گردن میں
"چھپا گئی۔۔"

ہیر امیری جانب دیکھو کیا ہوا ہے اسے یوں روتے دیکھ زید شاہ کی دل کی
"دھڑکن مدھم ہوئی۔۔"

ہیرا اس کے پیار بھرے لہجے کو دیکھتے اور شدت سے رونا شروع ہو گئی
۔۔"

مجھے کبھی کسی نے اتنا پیار نہیں کیا آنسو صاف کر کے آنکھوں میں محبت
"سموئے اپنے شوہر کی طرف دیکھتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

آج کے بعد مجھے روتے ہوئے نظر نہ آؤ تم زید نے اس کا چہرہ ہاتھوں
"کے پیالوں میں تھام کر نرمی سے اس کے لبوں کو چھوا۔

یہ جب بھی میں روتی ہوں مجھے چپ کروانے کے لیے اپ یہاں پر پیار
کیوں کرتے ہیں؟ ہیرا نے اپنی شہادت کی انگلی اپنے لبوں پر رکھ کے
آنکھیں چھوٹی کر کے زید شاہ کو گھورا زید شاہ نے ہیرا کی کمر تھامتے اسے
"اپنے اوپر گرایا۔

کیونکہ مجھے میری بیوی کو چپ کروانے کا یہی طریقہ سمجھ میں آتا ہے
ہیرازید شاہ کی گردن پر دانت گاڑھتی محبت پاش نظروں سے اسے
"دیکھنے لگی۔۔

"آہا مسز زید نے ہیرا نرمی سے بیڈ پر منتقل کیا۔۔

تمہیں شرم نہیں اپنے شوہر کی گردن پر دانت گاڑھتے اگر صبح کسی نے
"میری گردن پر نشان دیکھ کر پوچھا تو میں کیا جواب دوں گا؟۔۔

انھیں کہہ دینا آپ کہ میری بیوی کے پیار کی نشانی ہے زید نے ہاتھ بڑھا
"کر سائیڈ ٹیبل پر پڑا الیمپ بند کر دیا۔۔

ہیرا نے سختی سے بیڈ شیٹ کو تھام لیا زید شاہ اپنی محبت، عشق، جنون سے
"ہیرازید شاہ کو آشنا کروانے لگا۔۔

زید شاہ ہیرا کا سکون تھا اس کی زندگی میں واحد مرد تھا جو اسے بے انتہا
"پیار کرتا تھا۔۔

عنائزہ آئینے کے سامنے کھڑی خود کے عکس کو دیکھتے سب لڑکیوں کی باتیں سوچ رہی تھی جو برائڈل روم میں سب نے اسے کہی تھی۔

تمہاری اور زوریز بھائی کی شادی کو کتنا وقت ہو گیا ہے؟ ماورہ اور ہیرا کے درمیان عنائزہ بیٹھی ہوئی تھی عنائزہ کنفیوز ہوتی ہاتھوں کو آپس میں پیوست کر کے ان دونوں کے طرف دیکھنے لگی۔

مبینوں لگدا اے چار مہینیاں تو اتے ہو گے نے (مجھے لگتا ہے چار ماہ سے زیادہ وقت ہو گیا ہے) عنائزہ کی پنجابی سن کر سب لڑکیوں نے انیزا اور میرم کی طرف دیکھا کیونکہ صرف ان دونوں کو ہی پنجابی آتی تھی۔

پھر انیزا نے ان سب کو ٹرانسلیٹ کر کے بتایا کہ عنائزہ کیا کہہ رہی ہے

--"

تم دونوں نے ویڈنگ نائٹ سپینڈ کی ہے عنائزہ نے اپنے سر پر ہاتھ رکھ
"لیا اس نے تو یہ لفظ ہی پہلی مرتبہ سنا تھا" ویڈنگ نائٹ"--

"او کی ہوندا؟ (وہ کیا ہوتا ہے؟)۔"

میرم اس کے پاس جا کے بیٹھی۔۔ء

ان کے کہنے کا مطلب ہے کہ زوریز بھائی تمہارے قریب آتے ہیں؟
پیار بھرے لہجے میں عنائزہ کو سمجھانے کی کوشش کی وہ ان سب سے
باتیں کر کے خود کے ذہن سے عیشان شاہ کو نکالنا چاہتی تھی جو اس کے
"دل و دماغ پر قابض ہو کر اسے خوف میں مبتلا کر رہا تھا۔"

"عنائزہ کو پھر بھی سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا کہنے کی کوشش کر رہی ہیں۔"

میں سمجھاتی ہوں تمہیں، تم نے مووی میں دیکھا ہو گا کیسے لڑکیاں اپنے
شوہر کے لیے تیار ہوتی ہیں پھر وہ ان کی تعریف کر کے پیار کرتے ہیں

"عنائزہ ماورہ کی باتیں سن کر اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔"

ہائے اللہ جی میرا بندہ ایڈے گندے کم نئی کردا (ہائے اللہ جی میرا شوہر
اتنے گندے کام نہیں کرتا) عنائزہ کانو کو ہاتھ لگاتی توبہ کرتے ہوئے
"بولی۔۔

"پھر تمہارا شوہر تم سے پیار نہیں کرتا اگر وہ یہ سب نہیں کرتا تو۔۔
"یہ کبھی تیار ہی نہیں ہوئی تو وہ پیار کیسے کرے گا اسے۔۔
"وہ سب مل کر اس کے دماغ میں الٹی سیدھی باتیں ڈال رہی تھی۔۔

[LRI] = _ = [PDI]

جی نئی میرا میاں مینوں پیار کردا (جی نہیں میرا شوہر مجھے پیار کرتا
"ہے) عنائزہ آئینے میں دیکھ کر خود سے باتیں کرنا شروع ہو گئی۔۔
الماری کھول عنائزہ کپڑے کھنگالنے لگی جب اس کی نظر سائیڈ پر پڑی
بلیک کلر کی لانگ گاؤن پر پڑی جو اوپر سے دیکھنے میں نائٹی کی طرح
"معلوم ہو رہی تھی۔۔۔

وہ کچھ حیرت میں بیڈ کے قریب گئی اور اس گاؤں کو اٹھالیا پھر کھول کر
دیکھنے لگی جس کا گلا جالی دار تھا آہستہ سے نہ ہونے کے برابر تھے پہنتے
ہوئے جو بامشکل گھٹنوں تک آتی ہوگی آگے پیچھے کا گلا بالکل گہرا تھا پہن
کر جس سے جسم کے خدو خال نمایا ہو جانے تھے۔۔ عنائزہ نے پھیلی
ہوئی آنکھوں کے ساتھ اچھوت کی طرح اس نائٹی کو واپس سے بیٹھ کر
"پھینک دیا۔۔"

ہائے اللہ کٹڈے پیرے کپڑے نے نہ پان دے برابر (ہائے اللہ کتنے
"گندے کپڑے ہیں نہ پہننے کے برابر) وہ بڑبڑاتی ہوئی کہنے لگی۔۔
نائٹی کو دیکھ کر اس کے ایکسپریشن کافی حیرت زدہ تھے بھلا اس نے پہلے
"کہاں اتنے چھوٹے کپڑے پہنے تھے۔۔"

پتہ نئی اے فراک کون اتھے رکھ گیا اے (پتا نہیں اس فراک کو کون
یہاں رکھ کر گی)

-- ٹھوڑی کے نیچے دونوں ہاتھ جمائے وہ پر سوچ انداز میں سوچنے
"لگی۔۔"

مینو کی جیرا مرضی رکھ کے گیا ہوئے (مجھے کیا جو بھی رکھ کر گیا
ہوں)۔۔ اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتے وہ تھوڑی دیر بعد سوچتے پھر سے
"بڑ بڑائی۔۔"

کپڑے بدلنے کے لیے وہ واشروم میں جانے کے لیے مڑی ہی تھی جب
"اسے کے قدم سب لڑکیوں کی باتوں نے جکھڑ لیے۔۔"

تم اپنے شوہر کے لیے تیار نہیں ہوتی اس لیے وہ تمہارے قریب نہی
آتا۔۔ (ان الفاظوں نے اس کے قدم جکھڑ لیے۔۔)

عنائزہ کامنہ بن گیا کیا واقعی وہ سب ٹھیک کہہ رہی تھی وہ تیار ہی نہیں
ہوتی اپنے شوہر کے لیے پھر کیسے زوریزا سکے قریب آئے گا۔۔ بیڈ پر

بیٹھتے اپنی کمنیاں گھٹنوں پر ٹھکائے، ہتھیلیوں کو ٹھوڑی کے نیچے رکھ
"کراد اس ہو گئی اسے ان سب کی باتیں بری لگی تھی۔"

میں اینوپا کے تیار ہو جانی آپ نے بندے واسطے۔ پر فراک انا گندا اے
، کوئی گل نئی ہے عنائزہ اور تیرا بندہ اودے کو کادی شرم پر فیر بھی (میں
اسے پہن کر تیار ہو جاتی ہوں اپنے محرم کے لیے۔۔ لیکن یہ فراک اتنا
گندا ہے، کوئی بات نہیں عنائزہ تمہارا شوہر ہے اس کے سامنے کیسی
شرم لیکن پھر بھی۔۔) اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپاتی وہ اپنے ساتھ باتیں
"کرتے ڈھیر سارا شرمائی۔"

شرماتے ہوئے جھجھکتے اس نے وہ نائیٹ اٹھائی اور واشروم میں بند
"ہو گئی۔"

ٹھوڑی دیر بعد نائیٹ کو تبدیل کرتے وہ واشروم سے باہر نکلی جبکہ دونوں
"ہاتھوں سے نائیٹ کو مٹھیوں میں جکھڑا ہوا تھا۔"

آئینے کے قریب جا کر اس میں اپنے آپ کو دیکھا اور پھر شرم و حیا سے
"سرخ ہو گئی۔۔"

ہائے اللہ جی اے میں کی پالیا (ہائے اللہ جی یہ میں نے کیا پہن لیا)۔۔
اپنے دونوں لب آپس میں پیوست کیے وہ کنفیوز سی اپنے آپ سے
"مخاطب ہوئی۔۔"

چل کوئی نئی عنائزہ تو اپنے بندے واسطے تیار ہوئی اے (چل کوئی نہ
عنائزہ تم اپنے شوہر کے لیے تیار ہوئی ہوں)۔۔ اپنی شرم کو چھپانے کی
غرض سے وہ اپنے ساتھ باتیں کرتے الماری سے اپنی بڑی سی چادر اٹھا
کر خود پر اوڑھ کر بیڈ پر بیٹھ گئی دو سے تین منٹ ہی گزرے تھے جب
زور یز خان کمرے میں داخل ہوا بیڈ پر بیٹھی عنائزہ کو دیکھتے مسکرا کر
"دروازے کو لاک کیا اور پھر اسکی جانب آیا۔۔"

"میری جان۔۔ اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔"

تسی آگئے (آپ آگئے)۔ اسکو اپنی طرف بڑھتے دیکھ وہ مصنوعی
مسکراتے ہوئے بولی البتہ اندر سے جان نکل رہی تھی چادر پر اپنی
"گرفت وہ مزید سخت کر گئی۔"

زوریز اس کے پاس بیڈ پر بیٹھا اس سے قبل وہ کچھ کہتا اسے عنائزہ کی
ایڑیوں پر ٹراؤزر نظر نہ آیا عنائزہ کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنا ٹراؤزر ہمیشہ
"ایڑیوں سے نیچے رکھتی تھی۔"

شاید بیٹھنے کی وجہ سے اوپر ہو گیا ہوا اپنے ذہن میں آئے خیالات کو جھٹکتے
"عنائزہ کی طرف متوجہ ہوا۔"

تسی اپنی دیر نہ کیوں آئے (آپ اتنی لیٹ کیوں آئے) زوریز خانزادہ کو
عنائزہ کے لہجے میں جھجک محسوس ہو رہی تھی آج سے پہلے اس نے
"عنائزہ کے لہجے میں کبھی جھجک محسوس نہیں کی تھی۔"

"سب ٹھیک ہے؟۔"

"عنائزہ سر جھکا گئی اسے ادا کرنے کے لیے الفاظ نہیں مل رہے تھے۔

زر گو یہ کیا ہے؟ زوریز نے سائیڈ پر پڑے نائٹی کے ڈبے کو اٹھایا اس سے پہلے وہ ڈبے کے اوپر بنی تصویر کو دیکھتا عنائزہ نے اس کے ہاتھ سے "ڈبہ کھینچ لیا۔

جلد بازی میں ڈبہ کھینچنے کی وجہ سے عنائزہ کے شانے سے چادر ڈھلک کر کہنی پر اگئی زوریز اس کے بدن پر نائٹی دیکھتے لبوں پر ہاتھ جما کر بے "باکی سے اپنی زر گو کو دیکھنے لگا۔

مینوانج نہ دیکھو (مجھے ایسے نہ دیکھے) عنائزہ چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر "روند و آواز میں بولی۔

ریلیکس ہو جاؤ پیاری لگ رہی ہو زوریز خانزادہ اسے ریلیکس کرنے کے "باعث ہلکے ہلکے انداز میں بولا۔

بلکہ بہت ہوٹ لگ رہی ہو زرگو۔۔ وہ اس کے شکر فی ہونٹوں پر نظر
"ٹکائے اسے مزید اپنے قریب تر کر گیا کہ عنائزہ یکدم گھبرائی۔۔

"میری۔۔ سانس۔۔ بند۔۔ ہو رہی۔۔ ہے۔۔

وہ گھبرائی سی آواز میں اٹکتی بولی۔۔

کیونکہ زوریز بلکل اس کے نزدیک آتا اپنی گرم سانسیں اس کے چہرے
"پر چھوڑنے لگا تھا۔۔

میری زرگو کی سانس بند ہو رہی میرے پاس اچھا طریقہ ہے تمہیں

سانسیں بخشنے کا۔۔ وہ اس کے ہونٹوں پر انگوٹھا پھیرے مدہوش

نظروں سے اس کو تکتے اس کی آنکھوں پر لب رکھتے سرگوشی کر گیا۔۔

جبکہ ساتھ ساتھ اسکے آدھے کندھے پر لٹکا چادر اتار کر وہ فرش پر

"پھیں نک گیا۔۔

تسی (آپ)۔۔ ابھی وہ کچھ بولتی کہ اس کے لبوں سے اپنے لب جوڑے
"زوریزا سے خاموش کروا گیا۔۔"

عنائزہ اس کے نرم لمس کو شدت میں بدلتے دیکھ تڑپ اٹھی۔۔ وہ بھر
پور مزاحمت کرتی اس کو خود سے الگ کرنے لگی پر بے سود ایسا کچھ بھی
"ہونے سے رہا۔۔"

زوریزا کو لگا کے اب اسے سانس نہیں آرہا تو وہ اس کو چھوڑ چکا تھا ساتھ
ہی اپنے حصار میں لیتے اسے بیڈ پر لٹاتے مکمل طور پر اسکے اوپر سایہ فگن
"ہو گیا۔۔"

میری زر گو قسم سے آج بہت حسین لگ رہی ہوں تعریف بھی کم پر
جائے گی۔۔ زوریزا اس کے ساتھ ہی لیٹا اس کو خود میں بھینچتے شدت
سے اپنے ہر لفظ پر زور دیتے اسے اپنے ارادوں سے آگاہ کرنے لگا زوریز

خان کو بے حد خوشی ہوئی تھی اس کی زرگو آج اس کے لیے تیار ہوئی
"تھی۔۔"

عنائزہ سانسوں کے لیے تڑپتی بنا کچھ بولے اس سے الگ ہوتی تیز تیز
"سانسیں لیے رہی تھی۔۔"

زوریز اس کی حالت دیکھتے دوبار اپنے لب اس کے لبوں سے جوڑے
لمس میں نرمی لیے اپنی سانسیں اس میں منتقل کرنے لگا۔۔ جو کہ اسکی
"اتنی سی قربت پر بے حال ہو گئی تھی۔۔"

آج اگر تم میرے لیے تیار نہ بھی ہوتی تب بھی میں تمہارے قریب
آتا۔۔ عنائزہ کے چہرے سے اپنا چہرا تھوڑا دور کرتے اس کی سانس
"بہال ہوتے دیکھ زوریز مسکرا کر بولتا اس کا ماتھا چوم گیا۔۔"

آپ بہت برے ہیں میرے ہونٹوں پر جلن ہو رہی ہے۔۔ اپنے لبوں پر
زور یز خان کے لبوں کا آگ جیسا لمس محسوس کرتے ہیں عنائزہ غصے
"سے کہتی اس کو پرے کھٹکتی کروٹ بدل گئی۔۔"

کہاں میری زر گوا بھی تو اپنے پور پور پر تمھیں میرا لمس برداشت کرنا
ہو گا۔۔ زور یز خان سرگوشی میں بولتے اس کی گردن سے بال ہٹا کر
ایک طرف کرتے گہرے گلے سے نظر آتی اسکی گردن پر اپنے لب
"رکھنے لگا عنائزہ نے تڑپ کر تکیے کو مٹھیوں میں جکڑا۔۔"

ہائے اللہ جی کتنے گندے اوتسی (ہائے اللہ کتنے گندے ہیں آپ)۔۔
جھر جھری لیتی عنائزہ اس کے لمس پر تڑپتی اس کی طرف پلٹتے ہوئے
"بولی۔۔"

میرے خیال سے تو میری زر گوتم تیار بھی اس لیے ہی ہوئی ہوں "

تاکہ میں تمہارے قریب آؤ تمہیں پیار کرو وہ اس کے چہرے پر آئے

"بال کان کے پیچھے کرتے ابروا چکا کر بولا۔

"ہاں لیکن اب مجھے شرم آرہی۔۔ وہ گھبرائی سی ہڑبڑا کر بولی۔

"زور یز خان نے ہنسی دبائی۔

ہمارے درمیان کیسے شرم میں تو اس سے پہلے بھی تمہارے قریب آیا

ہوں اسکے گلے گہرے سے نظر آتے خدو خال پر اپنے لب رکھتے وہ بہکے

"بہکے لہجے میں گویا ہوا۔

نئی جی تسی اہو جی گندے کم نئی سو کر دے (جی نہیں اپ ایسی گندی

حرکتیں میرے ساتھ نہیں کرتے تھے) عنائزہ نے انکھیں چھوٹی کر

"کے زور یز خان زادہ کو گھورا۔

چلو اب کر لیتا ہوں زور یز خان کے لبوں کو اپنے گردن پر جا بجا محسوس کرتے وہ ہونق بنی۔۔

او۔ا۔و (وہ۔وہ۔وہ) کچھ بولنا چاہتی تھی مگر زور یز خان کی بڑھتی بے باکیاں اور زو معنی لہجہ اسے خاموش رہنے میں ہی اس کی بھلائی دے رہا تھا۔۔

جبکہ عنائزہ میں ناتو کچھ بولنے کی سکت تھی اور نہ ہی کچھ کرنے کی وہ "چپ چاپ اپنا آپ اسے سونپ گئی۔۔

بہت پیاری ہوں تم اور تمہارے ان بھرے بھرے لبوں سے پنجابی سن کر روح مسکرا اٹھتی ہے۔۔ اسکے کان میں محبت پاش گفتگو کرتے زور یز خان اسے کسی اور دنیا میں لے کر جا چکا تھا جہاں صرف وہ دونوں "ایک دوسرے کو محسوس کر کے سکون حاصل کر رہے تھے۔۔

جس کا لمس عنائزہ کو آج بے حد اچھا لگ رہا تھا قسمت ان دونوں کے
"ملن پر مسکرا رہی تھی۔۔"

اسماء جان احمد بیڈ پر بیٹھے ٹانگیں ہلاتے ہوئے اسماء کا ڈریسنگ روم سے باہر
نکلنے کا انتظار کر رہا تھا آدھا گھنٹہ انتظار کروانے کے بعد وہ بلیک کلر کے
"نائٹ سوٹ میں باہر آئی۔۔"

احمد کپڑے چینج کرنے میں بھی نہ انسان کو وقت لگتا ہے تب سے اسماء
جان! اسماء جان پکارنے لگے ہوئے ہیں چہرے کے اٹے سیدھے زاویہ
"بناتے احمد شاہ سے کہتے بیڈ کی دوسری جانب جا کر بیٹھ گئی۔۔"

اسما جان مجھ سے دور بیٹھنے کا مقصد جان سکتا ہوں؟ احمد نے بیڈ کے
"درمیان بیٹھتے اسماء کو اپنے اوپر گرایا۔"

احمد شرم-----کو ہاتھ ماریں اسماء کے جملہ مکمل کرنے سے
 "قبل ہی احمد شاہ درمیان میں بولا تھا۔"

وہ جب بھی اسماء کے قریب آتا اسماء کے پاس صرف ایک ہی جملہ ہوتا تھا

"احمد شرم کو ہاتھ ماریں۔۔"

اسماء جان اگر میں نے شرم کو ہاتھ مارا تو اس کی ماما ناراض ہو جائے گی اس نے ہنستے ہوئے احمد کی پیشانی پر شہادت کی انگلی ٹکا کر خود سے دور کرنے کی ناکام سی کوشش کی۔۔

"اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟۔۔"

میرے ارادے سے تم اچھی طرح واقف ہو اسماء جان ہاتھ چہرے سے
"گردن کی طرف لے جاتے بے باکی سے کہا۔"

احمد آپ کو اتنی بے باک باتیں کرتے ہوئے شرم نہیں آتی بچے جوان
"ہو گئے ہیں ہمارے۔۔۔"

اور اسماء جان آپ کو ایک ہی بات دوہراتے ہوئے شرم نہیں آتی جب
بھی آپ کے شوہر کا موڈ رومینٹک ہوتا ہے آپ درمیان میں اپنے
بچوں کو گھسیڑ دیتی ہیں احمد بھی اسماء کے انداز میں ایک ایک لفظ پر زور
دیتے ہوئے بولا کیونکہ جب بھی اس کے قریب جانے کی کوشش کرتا،
اسماء کے لبوں پر یہی الفاظ ہوتے تھے بچے جوان ہو گئے ہیں ایسی حرکتیں
"اب زیب نہیں دیتی۔۔۔"

میری طرف سے بچے جوان ہوئے یا ان کے بھی بچے جوان ہو جائیں
مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا مجھے صرف میری اسماء جان چاہیے ہے اس
سے قبل وہ کچھ بولتی احمد نے نرمی سے اپنے لب اسماء کے لب پر رکھ
"دے اسے خاموش کروادیا۔۔۔"

مجھے سکون چاہیے اسماء احمد شاہ بے باک انداز میں کہتے سائیڈ ٹیبل کا

"لیمپ اف کر دے اپنی اسماء جان پر قابض ہوا۔"

"ہمیشہ کی طرح اسماء احمد شاہ کے چوڑے سینے کے نیچے دب کر رہ گئی۔"

"تہجد کی آذان سنتے احمد اسماء سے دور ہوا۔"

کیونکہ اسماء تہجد کی نماز پڑھنے کی عادی تھی غسل کر کے جیسے ہی اسماء

نے نماز ادا کی احمد شاہ نے پھر سے اس کے پیچھے کھڑے ہوتے اپنے

"حصار میں لیا۔"

"اب کیا ہے آپ کو کمر پر دونوں ہاتھ ٹکا کر غصے سے احمد شاہ کو گھورا۔"

تم نے شاید بیوی کے فرائض میں یہ بات نہیں پڑھی کہ جب بھی شوہر

اپنی بیوی کے قریب آنے کی خواہش ظاہر کرے تو بیوی کو چاہیے کہ اپنا

ہر کام چھوڑ کر اپنے شوہر کے پاس جائے احمد نے اسماء کا حجاب کھولتے

اس کے سیاہ گنے بال جوڑے سے آزاد کیے جو کمر سے نیچے تک تھے
۔۔"

احمد پلینز مجھے نیند آرہی ہے کل ولیمہ بھی ہے میں بہت تھک گئی ہوں
کام کر کے پلینز مجھے کچھ پل سونے دیں اس کا درد سے جسم ٹوٹ رہا تھا
"التجائی نظروں سے احمد کی طرف دیکھتے التجا کی۔۔"

یہ سب تمہاری غلطی ہے اسماء جان تمہیں کس نے کہا تھا اس قدر
خوبصورت نقش اور دل کے ساتھ پیدا ہو کہ تمہارا شوہر خود پر قابو ہی نہ
"کر سکے احمد شاہ آج اسماء کی جان لینے کے در پر تھا۔۔"

احمد میں جارہی ہوں اسماء غصے سے احمد کو دیکھتے اپنے بالوں کو جوڑے
میں مقید کر کے سر پر دوپٹا لیتے پاؤں پٹکتی کمرے سے باہر چلی گی احمد
"اس کے پیچھے قدم بڑھاتے اسے روکنے کے لیے گیا۔۔"

"اسماء کے ساتھ مذاق اسے بھاری پڑ گیا تھا۔۔"

ہائے اللہ جی ایک تو اس حیوان کی وجہ سے میں نے کچھ کھایا نہیں میرم بیڈ پر کبھی دائیں جانب کروٹ لیتی تو کبھی بائیں جانب بھوک کی وجہ سے معدے میں درد شروع ہو گئی۔

ماورہ اور اذہان کی رخصتی پر عیشان شاہ کی نظریں میرم پر ٹکی ہوئی تھی "خوف کی وجہ سے اس نے کچھ بھی نہ کھایا۔

سکی بھرتے کمرے سے باہر نکلی تاکہ کچن میں جا کے اپنے لیے کچھ بنا سکیں۔ کچن میں داخل ہوئی کچھ کھانے کے لیے موجود نہیں تھا فرج کھولی اس میں نوڈلز نظر آئے اللہ کا شکر ادا کرتے نوڈلز باہر نکالے اور "چولہے پر پانی چڑھا دیا۔

پانچ منٹ بعد پانی بوائل ہوا نوڈلز کو پانی میں ڈال کے مصالحہ ڈالا ہی تھا "جب عیشان شاہ کچن میں داخل ہوا جو کہ رات دو بجے گھر آیا تھا۔

میرم بے بی کیا کر رہی ہے عیشان بنا آواز کیے ایک دم اس کے قریب
کھڑا ہوا کہ میرم اگر پلٹتی تو اس کے سینے سے جا لگتی۔ عشان شاہ کی آواز
سننے میرم کا حلق خشک ہوا سانس سینے میں ر کے خود کو گرنے سے
"بچانے کے لیے شلف کو تھاما۔"

بہت ڈھیٹ ہو تم میرم بے بی نکاح کی بات کیوں نہیں کر رہی تم عیشان
شاہ نے میرم کے دونوں جانب شلف پر ہاتھ ٹکائے میرم کا دل چاہ رہا تھا
"زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔"

اس شخص کا قاتل لہجہ، ظالمانہ الفاظ میرم کی جان نکالنے کے لیے کافی
"تھے۔"

اتنی ت۔ مہیں آگ ل۔ لگی ہوئی ہے ن۔ ناخود بات کر ل۔ لو نکاح
"ک۔ کی اٹکتے ہوئے لیکن میرم نے رخ موڑ کر دو بد و جواب دیا۔"

میرا بے بی کل رات والا رویہ بھول گیا ہے شاید عیشان نے اپنی جیب سے چاکو نکال کر میرم کے لبوں کے پاس کیا اس کی تو جیسے جان لبوں پر "اگئی۔۔

بے بی اگر میں نے نکاح کی بات کی تو پھر ساتھ ہی رخصتی ہوگی اگر تم چاہتی ہو کہ نکاح کے ساتھ ہی ہماری رخصتی ہو جائے تو میں صبح ہوتے ہی بابا سے بات کرتا ہوں میرم کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ کر کے آنسو بہنے لگے اس کی حالت اس وقت یوں تھی کہ جیسے ابھی جسم سے جانے کا جائے گی ایک طرف کنواں اور ایک طرف کھائی گرنا تو تھا چاہے جس "جانب جاتی۔۔

میرے بے بی کو بھوک لگی ہے نوڈل پر نظر ٹکائے میرم کے قریب ہوا "ان کے درمیان جو کچھ انچ کا فاصلہ تھا وہ بھی نہ رہا۔۔

میرے بابا تو کہتے تھے شاہ خاندان کے بیٹے غیر لڑکی کی طرف نظر اٹھا کر
نہیں دیکھتے بہت غیرت مند مرد ہے شاہ خاندان کے تمہیں دیکھ کر علم
ہو گیا کتنی غیرت ہے تم میں اس مرتبہ میرم بنا اٹکے بولی جسم میں ہم
"کپکپا ہٹ طاری تھی۔۔"

میری غیرت کو مت للکارو! عیشان کا چہرہ غصے سے بے انتہا سرخ ہوا
چاقو میرم کے لبوں سے نیچے لے جاتے شہرگ پر ٹکایا میرم کے الفاظ
سن کر اس کا دل چاہ رہا تھا چو لہے پر پڑا گرم پانی اٹھا کر اس کے اوپر انڈیل
"دیں۔۔"

میرم بے بی تمہارے نوڈل بن گئے ہیں چلو کھاؤ عیشان نے اسے سائیڈ
پر کر کے نوڈل باول میں ڈال کر ٹیبل پر رکھے اور میرم کو تقریباً دھکا
"دیتے ہوئے زبردستی چیئر پر بٹھاتے اس کے ساتھ والی چیئر پر بیٹھا۔۔"

م۔ مجھے بھوک ن۔ نہیں ہے بھیگی آنکھیں جھکی ہوئی تھی جن سے روزو
"قطار آنسو بہہ کر ٹیبل پر گر رہے تھے۔"

اگر تم نے نوٹلزنہ کھائے تو پھر تمہارے لبوں پر کٹ لگا کر یہاں سے
خون میں پیوں گا عیشان شاہ نے اس کی شہرگ سے چاقو ہٹاتے لبوں پر
رکھا اگر میرم ذرا سا بھی بولنے کے لیے لب ہلاتی تو گہرا زخم عیشان کے
"چاقو نے اس کے لبوں پر دینا تھا۔"

چلو بے بی نوڈل کھاؤ چاقو سائیڈ پر کرتے نوڈل کانٹے پر رکھ کے میرم
کے لبوں کے سامنے کیا مرتی کیا نہ کرتی کے مترادف جیسے نوڈل کھانے
"کی کوشش کی خوف کی وجہ سے وہ حلق سے نیچے ہی نہ اترے۔"

چلو شاہش بے بی جلدی سے یہ ختم کرو میرم نے روتے ہوئے کپکپاتے
ہاتھوں سے نوڈل ختم کیے اگر وہ نوڈل نہ ختم کرتی تو عیشان شاہ نے اسے
"ختم کر دینا تھا۔"

ویری گڈاب شاباش اچھے بچوں کی طرح صبح نکاح کی بات کرو گی تم
اپنے بابا سے میرم کا دل چاہ رہا تھا وہ مر جائے لیکن کبھی اس حیوان سے
"شادی نہ کرے۔۔"

دیکھو عیشان۔۔۔۔ عیشان شاہ اندھا ہو جاتا ہے جب کوئی اسے خود پر
رحم کرنے کے لیے کہتا ہے میرم کی رحم طلب نظروں کو خاطر میں نہ
لاتے سفاکیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ظالمانہ الفاظ ادا کیے تو میرم ملک کا
"دل مر جا گیا۔۔"

بات کر لینا میرم بے بی اپنے گھر والوں سے نہیں تو تمہاری جان نکالنے
میں ایک پل نہیں لگاؤں گا اس کا چہرہ ادب چتے کر کھڑے کرتے دیوار
"کے ساتھ بن کر کے پھنکارا۔۔"

ع۔ عیشاں میرم اس کا نام پکارتے ہوش و حواس سے بگانہ ہوتے ہیں
زمین پر گرنے لگے جب عیشاں شاہ اسے باہوں میں اٹھا کر اس کے
"کمرے کی طرف چل دیا۔"

بیڈ پر لٹاتے وہاں سے جانے لگا میرم بے ہوشی کی حالت میں بھی خوف
سے کپکپاتے عیشاں شاہ کے اٹھنے سے قبل ہی اس کے سینے سے لگ گئی
۔۔"

میرم بے بی میں کبھی تمہارے ساتھ یہ رویہ اختیار نہ کرتا لیکن تمہاری
یہ دس گز لمبی زبان نے مجھے مجبور کیا ہے اپنی شرٹ چھڑواتے ہیں اسے
سیدھا کر کے بیڈ پر لٹانے کی کوشش کی لیکن میرم ملک نے اس قدر اس
کی شرٹ سختی سے پکڑے ہوئے تھی عیشاں کو لگا کر اس نے ذرا سا بھی
"اس کا ہاتھ دور کیا تو اس کی شرٹ پھٹ جائے گی۔"

میں چاہے لاکھ برا لیکن ایک غیر محرم لڑکی کے کمرے میں رات نہیں گزار سکتا عیشاں نے میرم کے ہاتھ سختی سے پکڑ کر دور کیے بے ہوشی کی حالت میں اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ کرتے تھے میں جذب ہوئے۔۔۔"

ایک لمحے کے لیے عیشاں شاہ کا دل چاہا کہ اس معصوم لڑکی کے ساتھ ظالمانہ رویہ اختیار نہ کرے لیکن جیسے ہی اسے وہ رات یاد آئی جب "میرم ملک نے اس پر زبردستی کا الزام لگایا تھا۔۔۔"

میرم ملک مجھ پر زیادتی کا الزام لگایا تھا تم نے اب میں تمہارے ساتھ زیادتی کروں گا لیکن تمہیں اپنے نکاح میں لینے کے بعد عیشاں خونخوار آنکھوں سے میرم کے سر کے دونوں جانب ہاتھ ٹکا کر جنونی انداز میں کہا عیشاں شاہ کے کنپٹی اور گردن کی ابھری رگیں اس کے اندر پھٹنے والے لاوے کا پتہ دے رہی تھی۔۔۔"

خود کو تیار کر لو بہت جلد تمہیں اپنے نکاح میں لے کر تمہیں صحیح معنوں
میں حیوان بن کر دکھاؤں گا عیشان شاہ نے میرم کا چہرہ دبوچا اس نے
"بے ہوشی میں بھی درد بھری سسکی لی۔"

جتنی مرتبہ وہ میرم کو دیکھتا تھا اسے اس کے الفاظ یاد آتے جب وہ پہلی
مرتبہ ان کے گھر آئی تھی عیشان شاہ نے خود کو اس کے سامنے بہت
کول ظاہر کیا میرم اسے بھول چکی تھی لیکن عیشان شاہ کو اس کے کہے
"گئے لفظ اس کے چہرے کا ہر ایک نقش یاد تھا۔"

"اس کے اوپر لحاف دے کر پاؤں پٹکتا کمرے سے باہر چلا گیا۔"

سیان دو گھنٹے سے عرتج کے کمرے میں بیٹھا محویت سے اسے سوئے
"ہوئے دیکھ رہا تھا۔"

تمہاری معصومیت کا کچھ کرنا پڑے گا ہر دفعہ تمہاری یہ معصومیت

میرے ارمانوں پر پانی پھیر دیتی ہے سیان شاہ اس کے ساتھ بیڈ پر نیم
دراز ہو گیا عرتج کا رخ اپنی جانب کر کے کھینچ کر اپنے سینے پر لٹایا کمر پر
سخت گرفت محسوس کر کے اس نے نیند کے خمار سے بھری موندی
موندی آنکھیں کھول کر سیان شاہ کو دیکھنے کی کوشش کی جو بے باک
"نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔"

گڈ مار ننگ سیان کی محترمہ آنکھیں اس نے اپنی ہاتھوں سے ہلکے سے
"مسلتے ہوئے وال کلاک پر دیکھا جو رات کے ڈھائی بجارہی تھی۔"

آپ کی رات کے ڈھائی بجے کون سے گڈ مار ننگ ہے؟ اٹھ کر بیٹھنے لگی
"سیان شاہ نے سختی سے دوبارہ اپنے اوپر گرایا۔"

میرے لیے یہ گڈ مار ننگ ہی ہے عرتج کی آنکھیں یکدم بھیگی تھی سیان
شاہ سنجیدہ انداز دیکھ کر اس کا دل کیا اپنا سر زور سے بیڈ کراؤن کے ساتھ

مارے اس کے ذرا سے سخت رویے سے عرتج رونے والی شکل بنالی تھی
--"

تم بہت بری بیوی ہو گردن پر بنے تل کو لبوں سے چھوتے عرتج کے
"لب اپنے لبوں کے پاس کیے۔"

آپ یہ گ۔ گندی ح۔ حرکتیں کیوں ک۔ کر رہے ہیں عرتج کے لہجے
میں لڑکھڑاہٹ واضح ہو رہی تھی پہلے کب سیان نے اس کے ساتھ ایسا
"رویہ اختیار کیا تھا۔"

سیان کی محترمہ یہ گندی حرکتیں نہیں ہے یہ شوہر کا پیار ہے اپنی محترمہ
کے لیے اس مرتبہ سیان نے اپنی ہلکی داڑھی عرتج کے رخسار کے
ساتھ رگڑی چبن محسوس کرتے آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع
"ہوئے۔"

"سیان آپ پہلے تو ایسا نہیں کرتے تھے۔"

سیان کی محترمہ کیونکہ آپ کے سیان کو لگتا تھا کہ ایک دن اس کے محترمہ پیار جتائے گی لیکن نہ ہی کبھی تم نے بیویوں کی طرح مجھ سے بات کی اور نہ ہی کبھی بیویوں کی طرح پیار جتایا جس کے باعث مجھے یہ سب کرنا پڑ رہا ہے سیان اسے بیڈ پر لٹاتے اس کی گردن پر جھکا محسوس "ہوئی وہ کھلکھلا کر ہنسنا شروع ہو گئی۔"

سیان گد گدی عرتج اتنا کہتے ہی پھر سے ہنسنے لگی اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر شدت سے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اس نے اسے تنگ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اس کی معصومیت ایک مرتبہ پھر سے "سیان شاہ کو اپنا نئے سرے سے دیوانہ بنا گئی۔"

میری محترم مجھ سے وعدہ کرے کہ جس دن میں اس کے کمرے میں نہ آیا وہ میرے کمرے میں آکر صبح کے وقت مجھے گڈ مار ننگ کس دیا کرے گی جیسے میں نے ابھی اپنی محترمہ کی پیشانی پر دیا عرتج نے

مسکراتے ہوئے حامی میں سر ہلا کر سیان شاہ کا چہرہ تھام کے اس کی
"پیشانی پر بوسہ دے دیا۔

سیان جو بہکے ہوئے انداز میں عرتج کے قریب جانے لگا تھا اسی وقت
کمرے میں اسماء اور احمد شاہ داخل ہوئے سیان کو عرتج کے اوپر جھکے دیکھ
"دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھے وہ جھٹکے سے عرتج سے دور ہوا۔

میں ولید کو کہہ رہا تھا کہ اس میں شرم نامی چیز نہیں ہے کہ رخصتی سے
پہلے اپنی بیوی کے کمرے میں آتا ہے یہاں میرے بیٹے نہیں میری ناک
کٹوا دی جو کام رخصتی کے بعد کیے جاتے ہیں میرا بیٹا رخصتی سے پہلے ہی
وہ کام کرنے کی کوشش کر رہا ہے عرتج تو کمبل میں دبکے لیٹ گئی سیان
کو پہلی مرتبہ ڈھیروں شرم نے ان گھیرا اس کے ماں باپ نے اسے یوں
"اپنی بیوی کے قریب دیکھا ہے۔

اسماء جو احمد شاہ سے ناراض ہو کر ہڑ بڑی میں عرتج کے کمرے میں آئی
"تھی اسے اب پچھتاوا ہو رہا تھا کہ وہ کیوں کمرے سے باہر آئی۔۔
آپ نے وہ کہاوت نہیں سنی احمد جیسا باپ ویسا بیٹا آپ دونوں دفع ہو
جائیں یہاں سے اسماء سیان کی طرف جاتی اسے احمد شاہ کی طرف دھکیل
"کر عرتج کے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔

"امی آپ میری بیوی کے کمرے سے مجھے نکال رہی ہیں۔۔
جی ہاں اور آپ کے ساتھ اپنے شوہر کو بھی نکال رہی ہوں اسماء بیڈ سے
اٹھی ان دونوں کو کمرے سے باہر دھکا دے کر کھٹاک سے دروازے
"بند کر کے لاک کر دیا۔۔

"اسماء عرتج کے پاس جاتی اس کے اوپر کھینچ کر کمبل اتارا۔۔

تمہارے اندر ہمت نہیں ہے اپنے شوہر کو روکنے کی رخصتی سے پہلے ہی
اپنی بے باکیاں دکھانا شروع ہو گیا ہے اسماء عرتج پر پھٹ پڑی احمد کا سارا
"غصہ وہ بیچاری معصوم سی عرتج پر نکالنے لگی۔۔

امی میں سوئی ہوئی تھی مجھے نہیں پتہ وہ کب میرے کمرے میں آ گئے
عرتج کی معصومیت دیکھ کر اسماء کو اپنے دن یاد آ گئے جب احمد شاہ اسے
"تنگ کرنے کا ایک بھی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا تھا۔۔

امی بری بات ہوتی ہے رخصتی سے پہلے کمرے میں آنا اسماء اس کے پاس
بیٹھتے اسے اپنے سینے سے لگا کر نفی میں سے ہلایا وہ عرتج کو یہ کہہ کر کہ
رخصتی سے پہلے شوہر قریب نہیں آتے اس کا ذہن ڈبل مائنڈن نہیں
کرنا چاہتی تھی اور نہ ہی اسے گناہ میں مبتلا کرنا چاہتی تھی رخصتی اتنی
خاصی اہمیت نہیں رکھتی جتنی نکاح کی اہمیت ہے، نکاح کے بعد دوا جنبی

شخص ایک دوسرے کے محرم بنتے ہیں، نکاح کے بعد ان کے دل میں
حلال محبت پیدا ہوتی ہے۔۔

نکاح سے پہلے ہونے والی محبت ہمارے لیے صرف عذاب کا باعث بنتی
ہے نکاح سے پہلے محبت کرنا بری بات نہیں لیکن نکاح سے پہلے ہمارے
جذبات و احساسات کا ہمارے بس سے باہر ہو جانا غلط ہوتا ہے وہ ہمیں
"گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔۔

امی سیان نے بس مجھے یہاں پر پیار کیا اور یہاں پر عرتج نے پہلے اپنی
پیشانی اور پھر اپنی گردن پر شہادت کی انگلی رکھتے اسماء کو بتایا اسماء شرم
"سے لال ٹماڑ بن گئی۔۔

تمہیں پتہ ہے عرتج تم بالکل میری فوٹو کا پی ہو جیسے میں تمہاری عمر میں
تھی، احمد جب مجھ سے پیار کرتے تھے تو می ساری باتیں انشا آپی کو بتا
دیتی تھی لیکن بیٹا یہ غلط بات ہوتی ہے میاں بیوی کے درمیان جو کوئی

معاملہ ہوں ہمیں باہر نہیں نکالنے چاہیے اسماء نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں
تھام کر پیار بھرے لہجے میں اسے سمجھایا بڑے جب بچوں کو سمجھاتے
ہیں تب انہیں کچھ معاملات میں عقل آتی ہے کہ ہمیں جانب اپنے آپ
کو چلانا ہے۔۔

کیا ضرورت تھی تمہیں اپنی بیوی کا کمرے میں آدھی رات کو گھسنے کی
"زیادہ آگ لگی ہوئی ہے۔۔

جی بالکل جیسے آپ کو آگ لگی ہوئی تھی اپنی بیوی کو حد سے زیادہ بے
باکیاں دکھانے کی وہ دونوں اپنا غصہ ایک دوسرے پر نکالنے لگے احمد
شاہ بے چینی سے اپنی بہو کے کمرے کے باہر چکر کاٹنے لگا اور سیان شاہ
"کو بند دروازہ دیکھ کر ہول اٹھ رہے تھے۔۔

بابا مجھے رخصتی چاہیے سیان سنجیدہ لہجے میں بولا احمد شاہ نے سائیڈ پر پڑا
"لو ہے کاراڈا اٹھا کر سیان کی کمر پر مارا۔۔

جب ان ڈیپینڈنٹ ہو جاؤ گے نائب رخصتی کی بات کر لینا ایک تو ہمارے گھر کے ہر مرد کو رخصتی کی آگ لگی ہوئی ہے احمد غصے سے پہلے ہی پھٹنے والا ہوا تھا سیان کی رخصتی کی خواہش سن کر دماغ کا میٹر ایک دم "گھوما۔۔"

آپ پہلے باپ ہیں جو اپنے بیٹے کو رخصتی کی بات کرنے پر لوہے کے راڈ سے مار رہے ہیں سیان اپنی پیٹھ سہلاتے ہوئے بے چارگی سے بولا۔۔
بابا یار ہم دونوں کی قسمت ہی کھوٹی ہے سیان اور احمد کمرے کے باہر دروازے کے ساتھ رکھی چیئر پر دونوں بیٹھتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ سر ٹکا گئے۔۔

میرا پوری رات یہیں پر گزارنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے چلا آجا میرے کمرے میں احمد نے سیان کو اپنے کمرے کی طرف دھکا دیا دونوں باپ "بیٹے ایک بیڈ پر لیٹے ہوئے تھے۔۔"

بابا میں کیا سوچ رہا ہوں میری ایک اور بہن ہوتی تو کتنا مزہ آتا سیان شاہ پر
"سوچ انداز میں بولا۔۔

اگے کم لائن لگائی ہوئی ہے میں نے؟ اگر اب میں دوبارہ باپ بنا تم سب
نے مجھے طانے دے دے کر مار دینا ہے احمد شاہ سیان کو گھورتے ہوئے
"غصے سے بولا۔۔

بابا جتنا رو مینس آپ امی کے ساتھ کرتے ہیں اسی حساب سے اب تک
ہمارے پانچ بہن بھائی اور آجانے چاہیے تھے احمد شاہ نے کشن اٹھا کر
"چار سے پانچ مرتبہ سیان کے منہ پر مارا۔۔

بات کرتے وقت یہ لحاظ کر لیا کرو کہ میں تمہارا باپ ہوں تم میرے
باپ نہیں ہو احمد سیان کے اوپر جھکا اس کی گردن دباتے ہوئے بولا
"

بابامیری بیوی کور خستی سے پہلے ہی بیوہ کرنے کا ارادہ ہے احمد جیسے ہی

"سیان کا گلا چھوڑتے بیڈ پر نیم دراز ہو اسیان کھانتے ہوئے بولا۔

مجھے تو تمہارے ارادے لگ رہے ہیں ر خستی کے بعد لائن لگانے کے

"احمد نے اس کی کمر پر چٹکی کاٹتے رخ اس کی جانب کیا۔

لاحول ولا قوۃ بابا میں آپ کو ایسا نظر آتا ہوں میں بالکل لائن نہیں

لگاؤں گا بلکہ میں کرکٹ ٹیم بناؤں گا اپنے بچوں کی احمد شاہ اور سیان شاہ

"کا بلند قہقہہ کمرے میں گونجا۔

"ہنس ہنس کر دونوں کے معدے میں درد شروع ہو گئی۔

بابا میں کیا سوچ رہا ہوں ہماری بیویاں صبح تک ہم سے ناراض ہوں گی

کیوں نہ ان دونوں کو تھوڑا مزہ چکھایا جائے احمد سیان کی بات سن کر

"سوچ میں ڈوب گیا۔

"اتنے دن ہو گئے تھے اسماء اس بار بار اس سے ناراض ہو رہی تھی۔

"سیان احمد شاہ کے کان کے قریب ہوتے پورا پلان انہیں بتا گیا۔۔
سیان اگر یہ غلط کام کیا تو احمد شاہ اسماء کو خود سے ناراض نہیں کر سکتا تھا
۔۔"

بابا بالکل بھی غلط کام نہیں کرے گا آپ ٹینشن فری ہو جائیں بلکہ ہم
دونوں کی بیویوں کو عقل آجائے گی سیان کا سنجیدہ انداز دیکھ کر احمد نہ
چاہتے ہوئے بھی حامی میرے سر ہلا گیا وہ چاہتا تھا جیسے اس کے دل میں
اسماء کے لیے بے تحاشہ محبت ہے اور وہ اس بات کا اظہار بھی کرتا ہے
اسی طرح اسماء بھی اس سے اظہارِ محبت کرے۔۔

شد اور خان فارم ہاؤس میں اپنے کمرے میں جہاں وہ نور کو رکھتا تھا
"رولنگ چیئر پر اضطراب کی کیفیت میں بیٹھا ہوا تھا۔۔

آنکھوں کے پردوں کے سامنے وہ منظر لہرایا جب نور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی اپنے خوبصورت نقش دیکھ رہی تھی جس سے اسے بے انتہا نفرت تھی۔۔

نور جان تمہیں رب نے فرصت سے بنایا ہے شداور خان اس کے پیچھے کھڑے ہوتے اسے اپنے حصار میں لیتے بولا۔۔

اس کے ہاتھ نور کو اپنے وجود پر سانپ کی طرح چلتے ہوئے محسوس ہوئے شداور نے اس کا رخ اپنی جانب کرتے اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹ کے اپنے قریب تر کیا۔۔

م۔ میرے ق۔ قریب م۔ مت آ۔ آنا اٹکتے ہوئے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر مزاحمت کی لیکن اس چٹان نما انسان کو ایک انچ بھی خود سے دور نہ کر پائی۔۔

شد اور ہمارا نکاح نہیں ہوا پلینز میرے قریب مت آؤ روتے ہوئے چہرہ
"ہاتھوں میں چھپایا۔"

نور جان! طوائف سے نکاح نہیں کیا جاتا وہ صرف خواہشات پوری
کرنے کے لیے ہوتی ہے تلخ الفاظ استعمال کرتے ہیں وہ نور کے دل کے
"ٹکڑے ٹکڑے کر گیا۔"

اگر طوائف سے نکاح نہیں کیا جاسکتا تو ان سے اپنی ہوس کیوں پوری
کرتے ہو تم مزاحمت کرتے سے دور کرنا چاہا وہ شد اور خان کے حصار
"میں بن آب کی مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔"

نور جان میرے پاس میری بیوی موجود ہے جو میرے ساتھ وفادار ہے
تمہارا کیا بھروسہ تم سے نکاح کر لوں اور پھر تم اس ارد شیر سکندر کے
ساتھ بھاگ جاؤ ارد شیر کے بارے میں سوچتے ہی شد اور خان کی
"آنکھیں خون جھلکنے کی حد تک سرخ ہو گئی۔"

"نور کو چہرے سے دبوچتے بیڈ پر گرایا۔۔

ہاتھ جوڑتی ہوں تمہارے آگے شد اور مجھے اور گنہگار مت کرو نور نے
اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے کہ وہ اس کے قریب نہ آئے جب وہ نماز
پڑھتی تھی پھوٹ پھوٹ کر روتی اور دعا کرتی کہ اے میرے خدا
"میرے گناہوں کو معاف کر دے۔۔

ٹھیک ہے میں تمہارے قریب نہیں آؤں گا اگر تم مجھے یہ بول دو گی کہ
تم مجھ سے محبت کرتی ہو جیسے میں تم سے جنون کی آخری حد تک عشق
کرتا ہوں نور چادر کو اپنے گرد پھیلاتے بے آواز رو رہی تھی آنسو
انکھوں سے گر کر بے مول ہوئے لب پھڑپھڑا رہے تھے حلق سے
"آواز نہ نکلی۔۔

دومنٹ ہے تمہارے پاس نور جان جلدی سے اظہارِ محبت کر دو نہیں تو
میں تمہارے قریب آؤں گا شد اور نور کے ساتھ بیڈ پر نیم دراز ہوا

نور نے رخ بدل کر اس کے چہرے پر ایک نظر ڈالی بے انتہا خوبصورت
نقش، سبز آنکھیں، بھوری داڑھی اور مونچھیں، گھنی پلکیں، کٹاؤ دار
لب، چھ فٹ سے نکلتا قد، سرخ و سفید رنگت، بے ساختہ اس کے دل
میں خیال آیا کاش شد اور خان تمہارے چہرے کی طرح تمہارا دل اور
"نیت بھی خوبصورت ہوتی۔"

شد اور اسے یوں خود کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ اس کے لبوں پر جھک
"کر اپنی شد تیں نچھاور کرنا شروع ہو گیا۔"

"کچھ دیر بعد پیچھے ہوا نور لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔"

اظہار کرو نور جان ابھی تو صرف لبوں پر لمس چھوڑا ہے اگر تم نے اظہار
"نہ کیا تو تمہیں اپنے پورے وجود پر شدا اور خان کا لمس محسوس ہو گا۔
میں۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ سے۔۔۔۔۔ محبت۔۔۔۔۔ کرتی۔۔۔۔۔ ہوں نور نے
ایک سانس میں یہ الفاظ ادا کرنے کی کوشش کی لیکن حلق سے بامشکل
"یہ الفاظ نکلے پانچ منٹ میں نور نے چار سے پانچ لفظ ادا کیے۔۔
"پھر بولو!۔۔۔

شدا اور کو اس کے لبوں سے اظہار محبت سن کر اپنے پورے وجود میں
"سکون سرایت کرتے ہوئے محسوس ہوا۔۔
میں۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ سے۔۔۔۔۔ محبت۔۔۔۔۔ کرتی۔۔۔۔۔ ہوں اس مرتبہ بھی اٹک
"اٹک کر بولی۔۔

پھر بولو۔۔۔ "جب تک تمہاری یہ لڑکھڑاہٹ ٹھیک نہیں ہوتی اور
جب تک مجھے مکمل طور پر سکون نہیں مل جاتا تب تک بولتی جاؤ شدا اور

نے نور کو اپنے اوپر گرایا نور کی آنکھوں سے روز و قطار آنسو بہہ رہے
"تھے۔۔

میں۔۔۔ تم سے۔۔ محبت۔۔ کرتی ہوں

میں تم۔۔۔ سے محبت۔۔۔ کرتی ہوں

میں۔۔۔ تم سے۔۔ محبت کرتی۔۔ ہوں

میں تم۔۔۔ سے محبت کرتی۔۔ ہوں

نور نے کئی مرتبہ یہ الفاظ دہرائے لیکن لہجے میں لڑکھڑاہٹ پیدا ہو جاتی

وہ جتنی کوشش کرتی کہ ایک سانس میں بولوں اتنی ہی زیادہ

"لڑکھڑاہٹ پیدا ہوتی۔۔

دو گھنٹے وہ یہی الفاظ دہراتی رہی شد اور خان آنکھیں بند کر کے اس کی

"سریلی آواز سنتا گیا۔۔

بس کرو اس کے سانس اکھڑتے دیکھ شد اور نے اس کا سر اپنے سینے پر
"رکھا۔۔

اتنی کسی کو اذیت نہیں دینی چاہیے شد اور کے بعد میں خود برداشت نہ
کر پائیں جیسے ہی نور نے یہ الفاظ بولے شد اور خان جھٹ سے آنکھیں
کھول کر اپنے بال سختی سے پکڑ گیا ارد گرد دیکھا نور کہیں پر بھی نہ تھی وہ
ماضی کی یادوں میں اس قدر گم ہو گیا اسے نور اپنے قریب محسوس ہوئی
"اس کی خوشبو اپنے بدن سے آنے لگی۔۔

نور جان ایک مرتبہ واپس آ جاؤ کبھی تمہیں اذیت نہیں دوں گا اپنی
پلکوں پر بٹھا کر رکھوں گا تمہارے ہر ناز نخرے اٹھاؤں گا تم سے نکاح
کروں گا تمہیں اپنی عزت بناؤں گا شد اور خان کمرے میں چاروں
"طرف نظر دوڑاتے چلایا کہ شاید نور اس کے پاس آ جائے۔۔

! نور جان

شد اور فارم ہاؤس میں جگہ جگہ بھٹکتے ہوئے ہر کمرے کا دروازہ کھول کر
"نور کو پکارنے لگا۔"

نور جان!۔۔

کچن میں داخل ہوا کہ شاید نور پہلے کی طرح کچن میں کھڑی اپنے لیے
"کھانا بنارہی ہو یا پھر زمین پر بیٹھی روتی ہوئی اسے مل جائے۔"

! نور جان

اب شد اور خان گارڈن میں بھاگتے ہوئے چاروں اور نظریں دوڑا رہا تھا
"کیونکہ نور زیادہ تر گارڈن میں پائی جاتی تھی۔"

! نور جان

"لاونج میں زمین پر بیٹھتے اونچی آواز میں چلایا۔"

تمہیں کبھی افیت نہیں دوں گا میرے پاس واپس آ جاؤ نور جان بے انتہا
محبت کروں گا زمین پر پیچھے کی جانب لیٹتے ہوئے اپنے کمرے پر نظر
"ٹکائے جیسے نور کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔"

تم سب کو برباد کر دوں گا میں ارد شیر تمہاری جان لے لوں گا میں
تمہاری وجہ سے میری نور جان مجھ سے دور ہوئی ہے، تباہ و برباد کر دوں
گا شاہ خاندان کو جو مجھے میری بیٹی اور میری نور جان کے لیے تڑپا رہے
ہیں کل کا دن تم لوگوں کے لیے زندگی کا سب سے افیت ناک دن ہو گا
شد اور اٹھتے گاڑی میں بیٹھ کر حد سے زیادہ سپیڈ میں دوڑاتے اپنے آفس
"میں پہنچا۔۔۔"

کام پر لگ جاؤ وہ جو کل دوا دمی آئے تھے ان لڑکیوں کو اغوا کر جانے کے
لیے کل رات تک وہ مجھے میرے پاس چاہیے شد اور آفس میں چکر
کاٹتے ہوئے دھاڑا اس نے 24 گھنٹے کی مہلت اس لیے دی تھی کیونکہ

ڈیول کے پیلس سے لڑکیوں کو غائب کرنا شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالنے
"کی برابر تھا۔"

"جی بوس کہتے ہیں وہاں سے آدمی چلے گئے۔"
"شد اور خان کا پر اسرار قہقہہ آفس میں گونجا۔"

نیہا کمرے میں چکر کاٹتے ہوئے رضا کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ
وہ اس سے ملنے نہیں آیا اور نہ ہی رضا نے اس کے چہرے کو دیکھنے کی
"ضد کی۔"

کیا وہ مجھ سے اکتا گئے ہیں؟ بیڈ پر بیٹھ کر ہاتھوں کو آپس میں پیوست کیے
"بے چین ہو کر پاؤں ہلانے لگی۔"

ذہن میں آئے خیالات سے جان چھڑانے کے لیے سائیڈ ٹیبل کے
"دراز سے ناول نکال کر پڑھنا شروع ہو گئی۔"

".. پہلا صفحہ پر ہی یہ تحریر لکھی تھی

ضرورت سے زیادہ کسی کو میسر آ جائے تو ہم بے وکت ہو جاتے ہے "

--

یہ تحریر پڑھتے ہی نیہانے کتاب بند کر دی سر چکرانے لگا سوچ کر ہی کہ

"نیہا مراد شاہ کی اس کے شوہر کی زندگی میں کوئی اہمیت نہیں۔۔

نہیں رضا مجھ سے بہت کرتے ہیں نیہانے ابھی تک شادی والا لباس

تبدیل نہیں کیا تھا اپنے قدم رضا خان زادہ کے کمرے کی طرف بڑھائے

--

وہ جب کمرے میں داخل ہوئی رضا نے صرف ایک لمحہ اس کے وجود کو

دیکھا تھا نہ کہ اس کے چہرے کو، فوراً اس نے اپنی نظریں ہاتھ میں پکڑی

"فائل پر مرکوز کی۔۔

رضا! میں کیسی لگ رہی ہوں اسے ہنوز فائل پر جھکے دیکھ نہ اس سے کچھ
"فاصلے پر کھڑی ہو کر اپنے لباس کی طرف اشارہ کرتے بولی۔

اچھی لگ رہی ہو بنا اس کی طرف دیکھیں جواب دیا یہ چیز نہ شاہ کے دل
"میں تیر کی طرح لگی۔

بلیک کلر آج مجھ پر بہت پیار لگ رہا ہے؟ نہانے ایک اور کوشش کی کہ
"شاید وہ اس کی جانب دیکھ لے۔

اچھا لگ رہا ہے بیڈ پر چو نگری مار کر بیٹھتے سائیڈ ٹیبل سے دوسری فائل
"نکال کر سامنے رکھی۔

نہانہ کی آنکھوں سے کئی آنسو بہہ کر بے مول ہوئے اس نے لائٹ سی
"گرین کلر کا لہنگا پہنا ہوا تھا۔

تکلیف، دکھ، نہ قدری، دل ٹوٹ جانا، بے مول ہو جانا ہے سب اذیتیں
"ایک لمحے میں ہی نہانہ مراد کے دل میں نقش ہوئی۔

رضا آج میں نے بندیاں لگائی ہے مجھ پر اچھی لگ رہی ہے؟ بھگی کی
آنکھوں سے ایک امید کے ساتھ رضا خانزادہ کی طرف دیکھتے پوچھا
"۔۔"

"اچھی لگ رہی ہے پھر سے وہی الفاظ نبہانے بند یا نہیں پہنی تھی۔۔
اتنی اچھی تعریف کرنے کے لیے شکریہ نبہا کی رونے کی وجہ سے بھاری
آواز سنتے رضا نے نظریں اٹھا کر نبہا کی طرف دیکھا وہ رخ موڑ کر کمرے
سے باہر جانے کے لیے قدم بڑھا چکی تھی۔۔"

رضا اپنے سر پر ہاتھ مارتا اس کی جانب تیز قدم بڑھاتے اس سے قبل وہ
کمرے سے باہر نکلتی اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹتے نبہا کی پشت کو اپنے
"سینے کے ساتھ لگایا۔۔"

"چھوڑے مجھے جانا ہے نیہا روتے ہوئے ہچکیوں درمیان بولی۔۔"

آفس میں کچھ مسائل چل رہے ہیں جس کی وجہ سے میں زیادہ ہی کچھ
نیہانے کھا جانے والی نظروں سے رضا کی طرف دیکھا رضا نے خاموشی
"سے اس کی کمر چھوڑ دی۔"

آپ رہیں اپنے کام میں مصروف میں ہی پاگل ہوں جو ہر روز خود کی
ذلیل کروانے آپ کے پاس آ جاتی ہوں اپنی عزتِ نفس کو کچل کر نیہا
کمرے سے باہر جانے لگی رضا نے سختی سے دروازے پر ہاتھ جمع کر
کھٹاک سے دروازہ بند کرتے لاک کر کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگا
"کر کھڑا ہو گیا۔"

خفگی ختم کرو پھر چلی جانا سینے پر ہاتھ باندھے نیہا کو پیار بھری نظروں
"سے دیکھا۔"

کون سی خفگی؟ مجھے تو اس کام کی سزا دی جا رہی ہے جو میں نے کیا ہی
نہیں اور شاید مجھے پتہ بھی نہیں؟ آپ اپنے مسائل سلجھائیں جب

سارے مسائل سلجھ جائیں گے تب ہم دونوں سکون سے بیٹھ کر بات کریں گے نہ ہار رضا کو سائیڈ پر دھکیل کر اپنے کمرے کی طرف بھاگتے ہوئے گئی آنکھوں میں پانی جمع ہونے کی وجہ سے منظر دھلا ہوا تھا دو مرتبہ لڑکھڑا کر گرنے لگی پاس سے کسی بھی چیز کا سہارا لیتے خود کو گھسیٹتے ہوئے کمرے تک لے کر گئی۔

نور جسے نیند نہیں آرہی تھی پانی پینے کے لیے نیچے آئی نہا کوروتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف جاتے دیکھ اور رضا کو اپنے کمرے کے "دروازے کے ساتھ سر تھا مے پکڑے دیکھ نور رضا کے پاس گئی۔

اگر تم برانا مناؤ تو مجھے بتا سکتے ہو کیا ہوا جھجھکتے ہوئے نور نے رضا سے بات کی رضا کو یکم غصہ چڑھا تھا نور کا اس کے پرسنل میسر میں انٹرفیر کرنا لیکن پھر خود کو پرسکون کیا وہ نور سے بدتمیزی نہیں کر سکتا تھا وہ عمر میں "اس سے بڑی تھی۔

ماں سمجھ کر بتا دو رضا کی آنکھیں یکم بھیگی وہ اپنی ماں کی جگہ کسی کو بھی
"نہیں دے سکتا تھا۔"

دیکھیں آپ نے آج یہ بات کہی ہے آئندہ مت کہیے گا میں اپنی ماں کی
جگہ کسی کو نہیں دے سکتا، ہاں ایک عورت کو میں نے اپنی ماں کی طرح
"سمجھا ہے اور وہ اسماء امی ہے رضا نے سر جھکائے احتراماً کہا۔"

سوری مجھے یہ الفاظ نہیں بولنا چاہیے تھے لب سختی سے آپس میں
پیوست کیے ارد گرد دیکھ کے دل میں پیدا ہوتی تکلیف کو چھپانے کی
"کوشش کی جو نور کی آنکھوں سے واضح ہو رہی تھی۔"

"رضا کو برا لگا تھا نور کی آنکھوں میں تکلیف دیکھ کر۔"

میری پوری بات سن لینا رضا اس کے بعد جو چاہے اور جتنی چاہے باتیں
سنالینا۔ تمہارے اور زوریز کے اندر شد اور خان کا خون دوڑ رہا ہے تم
دونوں اس کے بیٹے ہو خود پر بے انتہا ضبط کرنے کے باعث رضا کے

ہاتھ کانپنا شروع ہو گئے اپنی پیشانی مسلتے خود کو پرسکون کرنا چاہا جب بھی
شد اور کا نام اس کے ساتھ لگتا تھا اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ خود کو مار ڈالے
۔۔"

شد اور نے میری وجہ سے تمہاری ماں کو رلایا لیلیٰ نے اپنی پوری زندگی
افیت میں گزار دی اور تم رضا اپنے باپ کی وجہ سے اپنی بیوی کو رولا
رہے ہو جیسے تمہاری ماں نے روتے ہوئے زندگی گزار دی ہے اپنی
بیوی کو کبھی اس طرح زندگی مت گزارنے دینا۔ کبھی یہ مت ثابت
کرنا کہ تمہارے باپ کا خون رنگ لایا ہے تم لیلیٰ کا بیٹا بن کر دکھاؤ نہ کہ
شد اور خان کا۔ میرا بیٹا بھی غلطی کر رہا ہے اپنی بیوی سے سچائی چھپا کر
اور یہی غلطی تم کر رہے ہو رضا نور کی باتیں سن کر لڑکھڑا کر گرنے لگا
"نور اسے سہارا دیتے کمرے میں لے کر گئی۔۔"

اسے جب سچائی معلوم ہوگی میں اس کے باپ کے قاتل کا بیٹا ہوں وہ
چھوڑ دے گی مجھے اس لیے میں اسے اپنا عادی نہیں بنانا چاہتا کوہنیاں
گھٹنوں پر ٹکاتے سر تھام کر آنکھوں میں ایک خوف لیے نور سے کہا
۔۔۔"

"اسے سچ بتادو رضا نور رضا سے کچھ فاصلے پر بیٹھی تھی۔۔
"کہنا آسان ہے کرنا بہت مشکل۔۔"

ٹھیک ہے، اسے سچ نہ بتاؤ لیکن اپنا رویہ اس کے ساتھ بہتر کر لو تاکہ
جب اسے سچائی پتہ چلے گی تکلیف اسے بے تحاشہ ہوگی لیکن وہ تم سے
دور نہیں رہ پائے گی کیونکہ وہ مکمل طور پر تمہاری عادی بن چکی ہوگی
ارسلان نے اپنا راز انیزا سے چھپایا نیزا اس سے بے انتہا خفا ہے، تم کل
ذرا سی ارسلان کو تکلیف دے کر انیزا کی تڑپ دیکھنا رضا مسکرا کر حامی
"میں سر ہلا گیا۔۔"

آپ کو سائیکالوجسٹ ہونا چاہیے نور مسکرا نے لگی رضا کی بات پر کیونکہ
"اس نے تو سکول کی شکل تک نہ دیکھی تھی۔"

میرا خواب تھا ڈاکٹر بننے کا لیکن ہمارا یہ جاہل معاشرہ بیٹیوں کو پیدا
ہوتے یا تو زندہ دفن کر دیتے ہیں یا پھر کہیں پھینک آتے ہیں، تمہیں پتہ
ہے لوگ سیٹیاں پیدا ہونے پر قتل کر کے یا پھر کچڑے پر پھینک جاتے
ہیں میرا باپ مجھے کوٹھے پر پھینک گیا تاکہ وہاں اس کی بیٹی کو ہر انسان
نوچے نور کو آج بھی وہیل یاد تھے جب اس کا باپ اس کی ماں سے جھگڑا
کرتا تھا صرف اس وجہ سے کہ ان کے گھر پہلی بیٹی پیدا ہوئی۔ ہر وقت
نور کا باپ اسے منحوس کہتا تھا اور جب وہ سات سال کی ہوئی اس کا باپ
"اس کی ماں سے چھپا کر اسے کوٹھے پر پھینک گیا۔"

ایک بات پوچھوں آپ سے؟ سوالیہ نظروں سے نور کی طرف دیکھتے
"اس سے اجازت چاہی۔"

"ہاں پوچھو۔۔"

آپ اس درندے کے ساتھ 10 سال بنانا کاح کے رہی ہیں آپ نے کبھی اسے یہ نہیں کہا کہ آپ کو اپنے نکاح میں لے رضا کو بس یہی بات نور کے متعلق چبتی تھی کہ وہ کیسے دس سال کسی کے ساتھ ناجائز تعلق میں رہ سکتی ہے۔۔

جب اس نے مجھے خریدا، اس کو ٹھے کی مالک نے مجھے نشا آور چیزیں پلا کر بے ہودہ لباس پہنا کر شد اور کے پاس بھیجا اس درندے نے مجھے نوچا میری معصومیت مجھ سے چھین لی، صبح جب ہوش آئی پاگلو کی طرح خود کو مارنے لگی اور جب دوبارہ وہ مجھے نوچنے کے لیے آیا اس کے سامنے گڑ گڑائی اس کے پاؤں پکڑے کہ مجھے اپنے نکاح میں لے لو دو سال اس کے سامنے گڑ گڑاتی رہی نکاح کے لیے اور ہر دفعہ اس کا جواب ایک ہی

ہوتا تھا "تم جیسی عورتوں سے صرف خواہشیں پوری کی جاسکتی ہیں
"انہیں اپنی عزت نہیں بنایا جاسکتا۔"

نور اپنے ماضی کو یاد کرتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی آنسو بہہ کر
ہتھیلیوں پر گرے جسم کپکپا رہا تھا ماضی کے زخم ایک مرتبہ پھر ادھیڑ
"دیے گئے۔"

خان انکل سے شادی کر لے رضا کے الفاظ سن کر نور کی آنکھیں
"خطرناک حد تک پھیلی ہنوز آنسو بہاتے رضا کی طرف دیکھا۔
کیا سوچ کر تم نے یہ بات کہی ہے یک دم نور کے جسم کی کپکپاہٹ میں
"اضافہ ہوا۔"

آپ کے بیٹے کی عقل پر فل وقت پتھر پڑے ہوئے ہیں ایک مرد
دوسرے مرد کی نیت اچھے سے جانتا ہے ارد شیر انکل آپ سے بہت
محبت کرتے۔۔ بس کر دور مجھے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی نور

اس کی بات کاٹ کر سخت لہجے میں کہتے ہیں وہاں سے جانے لگی رضا نے
"اس کی کلائی سے پکڑ کر اسے روکا۔"

کیا پتہ آپ کے نکاح کرنے سے جو گناہ ماضی میں آپ کے سر آئے
ہوں وہ مٹ جائیں، آپ ایک حلال رشتے میں ہوں گی نور دوبارہ بیڈ کر
بیٹھتے ہیں دھاڑے مار کر رونے لگی رضا اس کے یوں رونے پر ہڑبڑا گیا
۔۔"

رضا وہ فائل ارد شیر جو رضا سے فائل لینے اس کے کمرے میں آیا تھا نور
کو روتے دیکھ اس کے تمام تلخ الفاظ بلاتے اس کے قریب بیٹھ کر اس
"کے آنسو صاف کرنے لگا۔"

نور کیا ہوا ہے؟ نور نے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں تڑپ، تکلیف ہر
وہ تاثر تھا جو ایک محبت کرنے والے کے دل میں اپنے محبوب کے لیے
"ہوتے ہے۔"

مجھ سے نکاح کر لو! ارد شیر نے اپنے کان میں انگلی ڈال کر کان کو صاف کرنے کی کوشش کی کہیں اس نے کچھ غلط تو نہیں سن لیا۔

نور پھر کہنا ارد شیر نے نور کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر بے یقینی سے کہا۔

"نور نے دھکا دیتے خود سے دور کیا۔

یہ جو تم بات بات پر میرے قریب آتے ہو ناسر پھاڑ دوں گی تمہارا

"ارد شیر اپنے سر کے پچھلی جانب ہاتھ رکھتے ہیں کھل کر مسکرایا۔

"مبارک ہو خان انکل رضا ارد شیر کے گلے لگا۔

صبح تم تیار ہو جانا ہم کورٹ چلیں۔ اوہیلو کون سا کورٹ کل اذہان

بھائی کے ولیمے کے ساتھ آپ دونوں کا نکاح ہو گا پوری دنیا کے سامنے

یہ چھپتے چھپاتے کوئی نکاح نہیں کرنا رضا ان دونوں کے درمیان بیٹھا

نور کی باتیں اسے کافی حد تک پرسکون کر چکی تھیں اور جو دل میں خلش
"تھی نور کے بارے میں وہ بھی دور ہو گئی۔"

نہیں رضا مجھے پہلے زوریز کو منانا ہے نور کو زوریز کی فکر ستانے لگی جب
اسے نکاح کے بارے میں علم ہونا تھا جو دھماکہ اس نے کرنا تھا وہ سب
"کے لیے ناقابل برداشت ہونا تھا۔"

زوریز کی ٹینشن نہ لیں آپ اسے بھائی جی منالیں گے رضا نے نور کو
ٹینشن فری کرنا چاہا زوریز کے معاملے میں۔ نور بیچاری سر تھام کر بیٹھ
گئی رضا کی باتوں میں آکر ارد شیر کو توہاں کر گئی تھی لیکن اب اس کا بیٹا
"

رضا بیٹا آپ تھوڑی دیر باہر جاؤ گے مجھے بات کرنی ہے رضا آنکھیں
"چھوٹی کر کے ارد شیر کو دیکھتا باہر چلا گیا۔"

"یہ مجھے ایسے کیوں دیکھ کر گیا ہے۔"

کیونکہ یہ اس کا کمرہ ہے، اور ارد جیسا کہ تم نے کہا تھا ہم دونوں صرف دوست بن کر ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے اپنی ہتھیلی دوسرے ہاتھ کے پشت پر مسلّتی نظریں جھکا کر بولی کیفیت بھی عجیب سی ہوئی یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے کیونکہ وہ نکاح کے بعد اپنے محرم کو اس کا حق نہ لینے کا کہہ رہی تھی۔۔

او کے جیسا تم چاہو ارد شیر کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ وہ نکاح کے لیے مان گئی اسے یقین تھا کہ نکاح میں اتنی طاقت ہے کہ دو اجنبیوں کے دل میں "ایک دوسرے کے لیے بے پناہ محبت ڈال دیتا ہے۔۔

زوریز کو کیسے مناؤ گی نور ارد شیر کو بھی اب زوریز کی ٹینشن ہونے لگی "۔۔ زوریز خانزادہ کو ارد شیر ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔۔

یہ تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے نور کو خود پر غصہ آ رہا تھا اس نے رضا کی " باتوں میں آ کر ہاں کیوں کر دی۔۔

اور رضا خانزادہ باہر دروازے کے پاس کھڑا مسکرا رہا تھا کہ وہ اپنے
"مقصد میں کامیاب ہو گیا ہے۔"

کوئی بات نہیں عزیز! میں سنبھال لو گا تم ٹینشن نہ لو! رد شیر کی محبت
پاش نظریں خود پر محسوس کر کے نور کو اپنے دل کی کیفیت عجیب تر
"ہوتی محسوس ہوئی۔"

"ارد شیر پلزمیری طرف اس طرح مت دیکھو۔"

"کس طرح؟ ارد اس کے قریب ہو کر بیٹھا۔"

تم کچھ زیادہ فری نہیں ہو رہے میرے ساتھ؟ نور نے ان دونوں کے

"درمیان فاصلے پر اشارہ کیا جو مشکل سے دو انچ تھا۔"

"وہ فوراً نور سے دور ہوا۔"

ارد شیر پھر سے میں تمہارے کہے گئے الفاظ دہرا رہی ہوں۔ "ہمارے

"درمیان ازدواجی رشتہ قائم نہیں ہو گا۔"

نور نے نظریں جھکا کر کہا دل منع کر رہا تھا الفاظ ادا کرنے کے لیے لیکن
نور نے دل کی ایک نہ سنی ڈرتھا کہی ارد شیر کا دل اس سے بھر نہ جائے

"اب جاؤ یہاں سے بد تمیز ارد شیر کی نظروں کا مرکز نور تھی۔۔"

بد تمیزی کون سی کی ہے میں نے عزیز ارد؟۔۔

یہ جوند دیوں کی طرح مجھے دیکھ رہے ہو یہ کیا ہے؟ نور نے اس کی

”آنکھوں پر ہلکی سی چپت لگائی۔۔

انیزانے کروٹ لینی چاہی لیکن ارسلان شاہ کے مضبوط حصار کی وجہ

سے وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہل پائی آنکھوں میں نیند کا خمار لیے

اپنی کمر پر ارسلان شاہ کے مضبوط ہاتھ کودیکھ کر جھٹ سے چہرہ اٹھا کر
"دیکھا ارسلان شاہ کے قریب خود کودیکھ انیزا کے ہوش اڑے۔۔
دماغ پر زور ڈالتے رات کے پل یاد کرنے چاہے ایک بھی لمحہ، لفظ کچھ
"بھی یاد نہ آیا۔۔

چھوڑیں مجھے ارسلان شاہ کے مضبوط حصار کو توڑنے کی مزاحمت کی۔ وہ
گڑیا نمالڑ کی ایک چٹان نما انسان کے وجود کو خود سے کیسے دور کر سکتی
تھی؟۔۔

ارسلان شاہ نے انیزا کے کسمسانے پر آنکھیں کھول کر پیار بھری
نظروں سے اسے دیکھتے پیشانی پر پیار بھری مہر ثبت کر کے ہلکے سے اس
"کے لبوں پر لب رکھے۔۔

بے ساختہ انیزا کا ہاتھ اٹھتا ارسلان شاہ کے چہرے پر ہلکے گلابی نشان
چھوڑ گیا، نازک ہاتھ کے چہرے پر پڑنے کی تکلیف نہ ہوئی لیکن جو
"طماچہ دل پر پڑا وہ تکلیف ناقابل بیان تھی۔۔

ارسلان شاہ کا حصار انیزا پر نرم ہوا جھٹکے سے ارسلان شاہ سے دور ہوتے
آنکھوں میں نفرت سموئے اسے دیکھنے لگی جان تو تب نکلی جب اپنے
"بدن پر ارسلان شاہ کی شرٹ کو دیکھا۔۔

عین میری بات۔۔۔۔۔ اپنے بے ہودہ الفاظ اور جھوٹی سفائیاں اپنے پاس
رکھے نفرت ہو رہی ہے مجھے آپ سے، پہلے بھی آپ نے میری بے
ہوشی کا فائدہ اٹھایا اور کل رات بھی آپ اپنی ہوس پوری کرنے سے باز
نہیں آئے انیزا ارسلان کی بات کاٹتے چلائی الفاظ ادا کرتے ہوئے ایک
بل بھی اس نے نہ سوچا کہ سامنے والے کے دل کو کس قدر تکلیف پہنچی
ہے کبیل اٹھا کر خود کے گرد لپیٹ لیا جیسے وہ خود کو ارسلان شاہ سے

چھپانا چاہ رہی تھی اس کی یہ حرکت اس کے محرم کے دل کو سو ٹکڑوں
"میں تقسیم کر گئی وہ اپنے محرم سے خود کو چھپا رہی تھی۔۔

نفرت م۔ محسوس۔۔۔ ہو رہی ہے میرے۔۔ لمس سے ارسلان شاہ
اپنے لہجے کو لڑکھڑانے سے نہ روک پایا اس نے کبھی ہوس کی نظر سے
اپنی حیات تم کو نہ دیکھا لیکن اس کی حیات تم نے اسے ہوس پرست کہا، اس
"کے لمس کو خود سے مٹانے کی کوشش کی۔۔

آپ سے نہیں، آپ کی عادات سے مجھے نفرت ہے آپ کے بے قابو
پن سے نفرت ہے انیزا کی آنکھوں سے زور سے قطار آنسو بہہ رہے تھے
جوارسلان شاہ کے دل پر گرتے اس کی جان اس کے وجود سے جدا کر
"رہے تھے۔۔

میں نے خود کو بہت روکا تھا لیکن۔۔۔ لیکن میرے اندر اٹتی ہوس
نے مجھے اکسایا کہ اپنی بیوی کی بے ہوشی کا فائدہ اٹھاؤ انیزا پھر سے

ارسلان شاہ کی بات درمیان میں کاٹتی بلند آواز میں بولی اسے یہ لگ رہا تھا کہ وہ بے ہوشی کی حالت میں تھی رات کو، درحقیقت وہ نشے میں تھی اور مرد جب خود پر قابو کر رہا ہو تو اسے بہکانے میں سب سے بڑا ہاتھ عورت کا ہوتا ہے اس کا نرم لہجہ مرد کو اس کی جانب متوجہ کرتا ہے اور اگر وہ عورت مرد کی محرم ہو تو اس کی مہک، پیار بھری نظریں، آواز، ادا، ایک ایک نقش مرد کو دیوانہ بناتا ہے اور اسے اکساتا ہے کہ وہ اپنی "بیوی کے قریب جائے۔۔"

ایک مرتبہ بھی آپ نے نہیں سوچا کہ جب مجھے ہوش آئے گی تو مجھے کس قدر تکلیف ہوگی ارسلان شاہ خاموشی سے ضبط کی آخری انتہا پر پہنچے اپنی جانِ شاہو کے تلخ الفاظ سن رہا تھا کھوکھلی مسکراہٹ چہرے پر "سجائے جو اس کی ناقابل برداشت تکلیف کو واضح کر رہی تھی۔۔"

وہ غلط یا پھر تلخ الفاظ استعمال کر کے اپنی عین کو تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔

آپ کو اپنی کوئی غلطی نظر نہیں آرہی، جب کوئی آپ کی بہن کے ساتھ
اس طرح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بس! جو ہوا ہے میں نے تمہارے ساتھ
کیا ہے میری بہن تک مت جاؤ الفاظ تلخ نہ تھے لہجہ سرد تھا ضبط کے
آخری مرحلے پر ارسلان شاہ پہنچا وہ کبھی اپنی بہن کے بارے میں ایسے
"الفاظ نہیں سن سکتا تھا۔"

جانِ شاہو تم اپنے الفاظ پر قائم نہیں رہ پائی ارسلان شاہ رخ پھیرے
الفاظ کہہ کر کمرے سے چلا گیا نیز اپنا سر تھا متی بلند آواز میں رونے لگی
دوسری مرتبہ اس کا شوہر اس کے قریب آیا تھا لیکن اس کی بے ہوشی کا
فائدہ اٹھانے کے لیے نیزا کے ذہن میں صرف یہی بات گھوم رہی
"تھی۔۔"

مجھے آپ کے ساتھ نہیں رہنا میں چلی جاؤں گی یہاں سے بس کچھ گھنٹے
اور اپنے اوپر سے لحاف اتار کر دو اچھالا اور اٹھ کر واش روم میں بند ہو گئی
۔۔"

وہ غصے اور ناراضگی میں یہ بات بھول گئی کہ وہ کتنا تلخ رویہ ارسلان شاہ
کے ساتھ اختیار کیے ہوئے ہیں اگر اس نے غلطی کر دی تھی تو ایک
اچھی بیوی اس کو چاہیے تھا کہ اپنے شوہر کی غلطی درگزر کر دے لیکن
"انیزہ اپنی ضد پر تھی۔۔"

اس نے صرف اس بات کو آگے رکھا کہ میرا بچہ مجھ سے دور ہوا ہے اور
میرے شوہر نے مجھ سے چھپایا اس نے یہ نہ سوچا کہ اس کے شوہر نے
اس کی صحت کا دھیان رکھتے ہوئے اسے چھپایا اگر وہ اسے بتا دیتا وہ اپنا
"ذہنی توازن کھو بیٹھتی۔۔"

ارسلان شاہ غصے سے بھرا جم میں گیتا تا کہ اپنے غصے اور اشتعال کو کم کر
"سکیں اپنی تکلیف کو کم کر سکے جو انیزا کے لفظوں نے اسے دی۔۔

پنچنگ بیگ لٹکاتے جسم کی تمام تر قوت جمع کر کے پنچنگ بیگ کو مارنے
لگا ذہن میں انیزا کے الفاظ گھوم رہے تھے جب اس کی یادداشت نہیں
"تھی۔۔

میرے شاہو مجھ سے کچھ چھپائیں گے نہیں اور اگر چھپا بھی دیں گے "
تو پھر بھی میں ان سے ناراض نہیں ہوں گی۔۔

سب جھوٹ بلند آواز میں کہتے اس قدر سختی سے پنچنگ بیگ پر مکارا کہ
"ہاتھ کی پشت کے درمیان سے خون کی لکیر بہہ کر کہنی تک گئی۔۔

آپ سے نہیں، آپ کی عادات سے مجھے نفرت ہے آپ کے بے قابو
(پن سے نفرت ہے

میری حیاتم مجھ سے نفرت نہیں کر سکتی کانوں میں گونجتے انیزا کے
"لفظوں کو نفی میں سر ہلاتے جیسے ذہن سے نکالنے کی کوشش کی۔
لیکن میری اندراڈتی ہوس نے مجھے اکسایا کہ اپنی بیوی کی بے ہوشی کا
(فائدہ اٹھاؤ)

پنچنگ بیگ کو مارنے کی سپیڈ اس قدر تیز تھی کہ پنچنگ بیگ پھٹا اور اس
کے اندر موجود تمام اشیاء جم میں پھیل گئی۔
ایک مرتبہ بھی آپ نے نہیں سوچا کہ جب مجھے ہوش آئے گی تو مجھے
(کس قدر تکلیف ہوگی)

تم نے ہی مجھے اکسایا تھا ارسلان شاہ نے دوسرا پنچنگ بیگ اٹھا کر لٹکاتے
اس پہ اپنا غصہ نکالنا شروع ہو گیا انیزا کے الفاظ اس کے جسم سے جان
نکالنے کے لیے کافی تھے اس نے کبھی خواب و خیال میں بھی اپنی حیاتم

کو تکلیف پہنچانے کا نہ سوچا اور اس کی عین نے کتنے آرام و سکون سے یہ
"الفاظ ادا کیے تھے کہ اس کہ شاہو نے اسے تکلیف پہنچائی۔۔

لپٹ کو اپنی کوئی غلطی نظر نہیں آرہی، جب کوئی آپ کی بہن کے
(ساتھ اس طرح

کیا کچھ ہونا باقی رہ گیا ہے میری بہن کے ساتھ؟ انگلیاں بے انتہا سرخ ہو
چکی تھی ہاتھوں کی دس انگلیوں میں سے دو انگلیاں تھیں جن سے خون
"نہیں رس رہا تھا۔۔

ارسلان شاہ کو خود پر کنٹرول کرنا مشکل لگ رہا تھا اس کا دل چاہا کہ ہر چیز
"تھس نہس کر دے۔۔

جم میں پڑی اشیاء اٹھا کر زمین پر پٹکنے لگا اور ساتھ میں یہ الفاظ دہراتے
ہوئے چلا رہا تھا کہ "میں نے اپنی حیاتم سے کوئی ہوس پوری نہیں کی
میں نے اسے تکلیف نہیں دی" یہ احساس ہی جان لیوا ہوتا ہے کہ جسے

ہم خود سے بڑھ کر چاہیں اور وہ ہمیں یہ کہہ دے کہ تم میری تکلیف کا باعث ہو اور ہم تم سے نفرت کرتے ہیں یہ الفاظ سن کر انسان کو اپنا جسم "اور دل بے جان محسوس ہوتا ہے۔۔

یہ دنیا کی تلخ حقیقت ہے کہ دنیاوی زندگی میں ہم جسے خود سے بڑھ کر چاہتے ہیں ہمیں سب سے زیادہ اذیت بھی اسی انسان سے ملتی ہے۔۔"

"ارسلان شاہ نے دس منٹ کے اندر جسم کی حالت ابتر کر دی۔۔
پھر سے رنگ پر لٹکے ہوئے پینچنگ بیگ پر اپنا غصہ نکالنا شروع ہو گیا گھنٹہ
وہ اپنا غصہ اس پر ہی نکالتا رہا لیکن خود کو پرسکون نہ کر پایا خدا کی ذات
کے بعد انسان کو دو شخص سکون دے سکتے ہیں ایک ماں اور دوسری
"بیوی۔۔"

ارسلان شاہ اپنی ماں کے پاس نہیں جاسکتا تھا اگر اس کی ماں اس کے
ٹوٹے لہجے اور دل کو بھانپ لیتی تو ارسلان شاہ سے زیادہ تکلیف اسماء کو
"ہونی تھی وہ اپنی بیوی کے پاس بھی نہیں جاسکتا تھا۔"

اپنے سر کو سختی سے تھامتے کمرے کی طرف رخ کیا تاکہ کپڑے تبدیل
کر کے اور فریش ہو کر گھر سے باہر چلا جائے کہ کہیں وہ اپنا سارا غصہ
"اپنی حیات پر نہ نکال دے۔"

کمرے میں داخل ہوا جیسا کمرہ چھوڑ کر گیا تھا بالکل ویسا ہی پڑا ہوا تھا
ڈریسنگ روم سے کپڑے لیتے واش روم کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی
جو اندر سے لاک کیا ہوا تھا اندر سے شاور کی آواز بھی نہیں آرہی تھی
"کمرے میں اور واش روم میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔"

کپڑے وہیں پھینکتے ڈریسنگ ٹیبل کے دراز سے ڈوبلیکیٹ چابی نکالتے
واش روم کا دروازہ کھولا جہاں انیزا اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ زمین
"میں گری ہوئی تھی۔"

عین! زیر لب بڑبڑاتے انیزا کو باہوں میں اٹھا کر بیڈ پر لٹایا سا ٹیڈ ٹیبل
سے پانی کے جگ سے ہاتھ پر تھوڑا سا پانی ڈال کر انیزا کے منہ پر چھینٹے
"ماری لیکن وہ ہوش میں نہ آئی۔"

تمہاری وجہ سے تمہاری حیاتم کی یہ حالت ہوئی ہے دل کے کسی کونے
"سے آواز آئی نفی میں سر ہلاتے جیسے اپنے دل کی آواز کو جھٹلانا چاہا۔"
نہیں میری حیاتم ہمیشہ میرے پاس رہے گی ارسلان نے انیزا کو اپنے
"سینے سے لگا کر اس کے گرد سخت ترین حصار بنایا۔"

میں کبھی تمہاری اجازت کے بغیر تمہاری قریب نہیں آؤں گا ارسلان
شاہ اسے ہوش میں نہ دیکھتے اس کے تمام تر تلخ الفاظ بھلا گیا اس کے
"ارخسار تھپتھپاتے اسے ہوش دلانے کی کوشش کرنے لگا۔

انیزا کی نبض چیک کی جو بہت دھیمی چل رہی تھی سانس رک کر آ رہا تھا
مجبوراً ارسلان شاہ کو اپنی سانسیں انیزا میں منتقل کرنی پڑی تاکہ اسے
"ہوش آجائے۔۔

پانچ منٹ انیزا کو مصنوعی سانس دی تو اس نے موندی موندی آنکھیں
کھولی ارسلان شاہ کو اپنے اوپر جھکے دیکھ آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی
"۔۔

اپنی زندگی کو ہوش میں آتے دیکھ ارسلان شاہ اسے کمر سے تھامتے چہرہ
"اپنی گردن میں چھپا کر حصار اس کے گرد مضبوط کیا۔۔

مجھے تکلیف دے کر تمہیں سکون ملتا ہے چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں
تھامتے انیزا کی پیشانی کے ساتھ ارسلان شاہ نے اپنی پیشانی ٹکائی وہ ایک
لمحے کے لیے اپنے وجود کو حرکت نہ دے پائی اس کا ذہن ہاتھ پاؤں
جیسے سن ہو گئے یہ سوچ کر ہی کہ کچھ دیر پہلے اس نے ارسلان شاہ کے
چہرے پر تماچہ مارا حد سے زیادہ تلخ الفاظ استعمال کیے اور اب وہ اس کے
ساتھ اتنا نرم اور پیار بھرارویہ اپنائے ہوئے تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں
۔۔۔"

د۔ دور ہٹے۔ مجھ سے انیزا نے بمشکل اپنے حلق سے چار لفظ ادا کیے اور
"ارسلان کے ہاتھ اپنی کمر سے ہٹا کر دور ہو کر بیٹھی۔۔

پارس ارسلان شاہ اگر میں اپنے الفاظ پر قائم نہیں رہ پائی تو آپ بھی
میرے وہ شاہو نہیں ہے جو آپ نے میرے سامنے ظاہر کیا تھا انیزا پھر

سے روز و قطار و نا شروع ہو گئی سر میں بے تحاشہ درد کی لہریں پیدا
"ہوئی۔۔

اپنا دھیان رکھا کر و اتنی لا پر واہی برتنا اچھی بات نہیں ہے ارسلان شاہ
کے لبوں پر کھوکھلی مسکراہٹ تھی اور اس کے شاہوں کی کھوکھلی
مسکراہٹ انیزا کے دل میں تکلیف پیدا کر گئی بے ساختہ دل میں خیال
آیا اس مسکراہٹ سے اچھے وہ سخت لب تھے جو ہمیشہ آپس میں پیوست
"اور منجمد رہتے تھے۔۔

میں ماں جی کو بھیجتا ہوں وہ تمہاری ہیلپ کر دیتی ہیں فریش ہونے میں
کہیں پھر تمہاری طبیعت نہ بگڑ جائے ارسلان شاہ نے کمرے سے باہر
نکلے رخ انشا کے کمرے کی طرف کیا کیونکہ وہ انیزا کی طبیعت کے
"معاملے میں کوئی رسک نہیں لے سکتا تھا۔۔

ارسلان شاہ شرٹ لیس ہی انشا کے کمرے میں چلا گیا سجاد شاہ جو انشا کے قریب بیٹھے اس سے باتیں کرنے میں مہو تھے ارسلان کو یوں اپنے "کمرے میں دیکھ کر ہڑبڑاتے اپنی بیوی سے دور ہوئے۔۔

پھر ارسلان شاہ کے حلیے پر غور کر کے گھور کر اس کی طرف دیکھا جیسے "کہنا چاہ رہے تھے یہ کیا حلیہ ہے گھر میں گھومنے کا۔۔

چونکہ انشا ماں تھی ارسلان شاہ کے چہرے کے سرد اور سخت تاثرات "دیکھتے وہ سمجھ گئی کہ ضرور کوئی مسئلہ ہے۔۔

ارسلان سب ٹھیک ہے اس کے پاس کھڑے ہوتے کندھا سہلا کر پوچھا "۔۔

ماں جی کمرے میں جائے عین کو آپ کی ضرورت ہے انشا ہاں میں سر ہلاتے ارسلان کے کمرے میں چلی گئی وہ سجاد شاہ کا ٹرور شرٹ پکڑ کر "واش روم میں بند ہو گیا۔۔

یہ صحیح ہے اپنی بیویوں سے لڑ کر دوسروں کے رنگ میں بھنگ ڈالنے آ جاتے ہیں سجاد شاہ تمللا کر رہ گئے انشا کے ساتھ وقت گزارنے کا سوچتے تھے کبھی سیان، عالیان تو کبھی ارسلان کمرے میں ٹپک پڑتا زیادہ تر ارسلان ہی رنگ میں بھنگ ڈالتا تھا بچپن میں بھی اور جوان ہو کر بھی۔۔۔

انشا نے انیزا کو سہارا دے کر اس کی مدد کی کیونکہ اس میں اتنی سکت "نہیں تھی کہ وہ خود اپنا حلیہ بہتر کر سکتی۔۔۔

سب مرد حضرات لاؤنج میں بیٹھے محو گفتگو تھے سوائے اذہان شاہ، زیان "شاہ، زوریز خانزادہ اور زید شاہ کے۔۔۔

اذہان بھائی اور زیان بھائی کی تو سمجھ آتی ہے کی بیچارے پوری رات جاگتے رہے ہیں اس وجہ سے تھوڑا سکون کیا جا رہا ہے اپنے کمرے میں اپنی بیگم کے ساتھ لیکن یہ زید بھائی اور زوریز بھائی کا صبح کے نو بجے

کمرے میں کیا کام ہے ناشتہ کرنے بھی نیچے نہیں آئے سیان پر سوچ
انداز میں سوچتے ہوئے ان چاروں کے لائن سے بنے ہوئے کمروں کی
"طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

تمہارا دماغ لڑانا زیادہ ضروری ہے رضا نے کشن اٹھا کر سیان کے منہ پر
مارا جن کی سیان شاہ بات کر رہا تھا اس میں رضا خانزادہ کا بہنوئی بھی
"شامل تھا جو اس کی بہن کے ساتھ کمرے میں ابھی تک موجود تھا۔
ارسلان شاہ چہرے پر سرد تاثرات سجائے موبائل پر کچھ امپورٹنٹ
"ڈاکومنٹس دیکھ رہا تھا۔

جب زوریز خانزادہ اور زید ایک ساتھ کمرے سے باہر نکلے دونوں کے
چہروں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ تھی نیچے آکر جب دونوں سب
مردوں کے درمیان بیٹھے سیان شاہ کا ضبط سے چہرہ بے انتہا سرخ ہو گیا
یہ دیکھ کر کہ وہ سب سکون سے رات کے وقت اپنی بیویوں کے ساتھ

خوبصورت لمحات گزار کر آئے تھے اسی وقت اذہان شاہ اور زیان شاہ
کمرؤں سے باہر نکلتے نیچے آکر سب کے درمیان بیٹھ گئے اذہان شاہ کی
چال میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی وہ اس لیے جلد آئے تاکہ ان کے
خاندان کے مرد حضرات ان کے بارے میں مزید سب گفتگو نہ کریں
کہ شادی کی پہلی صبح ہے اور نونج چکے ہیں اور یہ صاحب زادے اپنے
کمرؤں سے باہر ہی نہیں نکلے۔۔

سیان نے غور سے سب کی طرف دیکھا زوریز خانزادہ کی گردن پر
لیپسٹک کا نشان، زید کی گردن پر دانتوں کے نشان اذہان کی شہ رگ پر
گلابی رنگ کا نشان، اور ارسلان شاہ کے دائیں رخسار پر ڈمپل کے اوپر
"دانتوں کا گول دائرے کی شکل میں نشان بنا ہوا تھا۔۔

انسان میں کچھ شرم حیا ہوتی ہے سیان پھر تلملاتا ہوا بولا اس بیچارے کے
"رنگ میں بھنگ اس کی ماں نے ڈال دی تھی۔۔

اللہ نے انسان کو انکھیں دی ہیں اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اس کا غلط استعمال کرنا شروع ہو جائے اور سلطان شاہ سردلہجے میں کہتا "دوبارہ موبائل کی طرف متوجہ ہو گیا سیان شاہ بس تلملاتا ہی رہ گیا۔۔۔ بابا اور چھوٹے بابا آپ کو معلوم ہے ان تین شیطانوں نے میرے ساتھ کیا کیا ہے رات کو؟ اذہان اپنی کمر پر ہاتھ رکھتے خونخوار نظروں سے عالیاں اور سیان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اس کی کمر میں اب بھی بے "تخاشاد درد تھا۔۔۔"

کیا کیا ہے انہوں نے سجاد شاہ اور احمد شاہ کے بولنے سے قبل ہی ارسلان شاہ بولا عالیاں اور سیان نے ایک دوسرے کا سختی سے ہاتھ پکڑ لیا اذہان شاہ کے چہرے پر درد کے تاثرات دیکھتے اور ارسلان شاہ کا سردلہجہ دیکھ "کران کی ہوا ٹاٹ ہوئی۔۔۔"

ارسلان انہوں نے میرے بیڈ کے سکرو ڈھیلے کیے تھے وہ تو اتنا شکر تھا کہ میں بیڈ پر گرا اور چوٹ میری کمر پر لگی پوری رات میں درد سے کراہتا رہا بھی تک میری کمر سے سو جن نہیں گئی اذہان جانتا تھا وہ خود پر کیسے "ضبط کیے بیٹھا ہوا ہے۔۔۔"

ماورہ ٹھیک ہے اسے تو کہیں چوٹ نہیں لگی؟ اذہان کے نفی میں سر ہلانے پر ارسلان شاہ کا غصہ قدرے کم ہوا لیکن ابھی بھی آنکھوں میں "لال دوڑے صاف نمایاں تھے۔۔"

میں نے کیا کہا تھا تم دونوں کو؟ سیان اور عالیان نے ڈرتے ہوئے "ارسلان شاہ کی کہی گئی بات دہرائی۔۔"

آج رات تم دونوں لاؤنج میں سنگل تلافی بچھا کر زمین پر سو گے اور ایک سنگل پلافی کمبل تم دونوں کو ملے گا وہ دونوں بیچارے نہ چاہتے ہوئے "بھی ہاں میں سر ہلا گئے مرتے کیا نہ کرتے۔۔"

سیان نے کچھ لمحوں بعد عالیان کو آنکھوں سے پر سکون رہنے کا اشارہ کیا
--"

زوریز بھائی اذہان بھائی اور زید بھائی ہمیں معلوم ہے آپ تینوں شادی
شدہ ہے تو مہربانی فرما کر اپنی بیوی کے دیے گئے نشانات کو چھپا کر کمرے
سے باہر آیا کریں سیان نے تینوں کو گھوری سے نوازتے ہوئے سر جھٹکا
--"

اذہان شاہ اپنی شہ رگ، زوریز خانزادہ اپنی گردن کے نیچے کی جانب اور
"زید نے اپنی گردن پر ہاتھ رکھ لیا۔"

"بابا اس کی نظر چیک کروائیں زید شاہ تلملاتے ہو ابولا۔"

الحمد للہ زید بھائی میری نظر بالکل ٹھیک ہے نظر وہ چیک کرواتے ہیں
"جن کی ویک ہو۔"

بالکل صحیح کہا میرے شیطان بھائی، جیسے نظر کم ہونا نقصان دہ ہے ویسے ہی نظر بڑھ جانا بھی کبھی کبھار نقصان کا باعث بنتا ہے زید نے ٹیبل سے پلیٹ اٹھا کر سیان کی طرف اچھالی جو سیان نے بروقت پکڑ لی نہیں تو وہ "اس کے سر پر لگتی۔۔"

اپنے تماشے بند کرو اور خاموشی سے جا کے ناشتہ کرو چاروں ارسلان شاہ ہنوز موبائل پر نظر ٹکائے بے انتہا سرد لہجے میں بولا وہ تینوں اٹھ کر کچن میں چلے گئے سوائے زیان شاہ کے اس کی شہ رگ پر کٹ لگا ہوا تھا "یک دم ہلنے کی وجہ سے بے پناہ تکلیف ہوئی۔۔"

کیا ہوا زیان؟ زیان شاہ کے سخت تاثرات دیکھ کر ارسلان شاہ، احمد شاہ، "اور سجاد شاہ ایک ساتھ بولے۔۔"

کچھ نہیں ہوا، رات کو جب کمرے میں جانے لگا تھا تو سیڑھیوں پر پاؤں لڑکھڑایا اور گردن پر ہلکی سی چوٹ لگ گئی سفید جھوٹ بولتے وہ سب کو

یقین دلا گیا سوائے ارسلان شاہ کے ارسلان نے اس کی گردن پر تب
چاقو کا نشان دیکھا تھا جب وہ نیشہ کو لے کر شاہ پیلس آیا تھا اور اب بھی وہ
"گردن پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔"

کس نے کہا تھا اتنا بے صبر اپن دکھا کر جائیں کمرے میں زیان شاہ نے
ہلکے سے تاسف سے سر ہلایا سیان شاہ کی زبان بند نہیں ہو سکتی اس کی
"زبان پر نہ جانے کیوں کھجلی شروع ہو جاتی ہے۔"

بابا اوپر نظر دوڑائیں ذرا سیان نے احمد شاہ کے کان کے قریب جھکتے
سرگوشی کی احمد شاہ نے نظریں اٹھا کر اوپر کی جانب دیکھا عرتج اور اسماء
"کمرے سے باہر نکلی تھی۔"

بابا جسٹ اگنور اور اپنی خفگی قائم رکھیے گا سیان اتنی دھیمی آواز میں بولا
کہ بامشکل احمد شاہ سن پر پایا۔

اسماء اور عرتج پول سائیڈ پر چلی گئی جہاں سب لڑکیاں ناشتہ کرنے کے
"بعد موجود تھی سوائے ماورہ اور نیشہ کے۔۔

"ہیرا اور عنائزہ بھی اپنے کمرے میں تھی۔۔

چلو اٹھو سب ماورہ اور نیشہ کے پاس چلے اسماء نے سب کو اشارہ کرتے
"اپنے پیچھے آنے کا کہا۔۔

ہاں چلو لڑکیاں ایک ساتھ کھڑی ہو گئی اذہان نے جب انہیں اپنے
کمرے کی طرف جاتے دیکھا اسے سمجھ لگ گئی کہ اب میری بیوی کی خیر
"نہیں یہ سب اسے جی بھر کر تنگ کریں گی۔۔۔

کیا ہو رہا کمرے میں داخل ہوئے اس سے قبل نہیہا کچھ اور بولتی بیڈ کی
ٹوٹی حالت دیکھ کر لبوں پر ہاتھ جمائے سب حیران صوفے پر بیٹھی ماورہ
"کو دیکھنے لگے جس کا چہرہ شرم سے ہو رہا تھا۔"

بیڈ۔۔۔ کیسے۔۔۔ ٹوٹا ایک ایک لفظ بولتے ہیں اسماء کو بے انتہا شرم
محسوس ہوئی بیڈ سائیڈ سے ایک جانب جھکا ہوا تھا اور درمیان سے کچھ
"لکڑیاں ٹوٹی بھی ہوئی تھیں۔"

چھوٹی امی پتہ نہیں کیسے ٹوٹ گیا ابھی ہم لوگ بیٹھے ہی تھے کہ۔۔۔
ماورہ کا دل کیا زمین پھٹے اور اس میں سما جائے، ہاتھ بڑھا کر بڑی سی چادر
اپنے اوپر اوڑھ کر بیٹھ گئی صبح ہوتے ہی وہ اذہان سے ضد کرنے لگی تھی
کہ باہر چلے جائیں تاکہ کوئی ان کے کمرے میں آکر بیڈ کی حالت نہ دیکھ
"لے۔۔"

ماورہ بیٹا کچھ نہیں ہوتا سمجھ سکتے ہیں ہم انشا کو اچھے سے معلوم تھا یہ شرارت تین شیطانوں کی ہے وہ جان بوجھ کر ماورہ کو تنگ کر رہی تھی ہاتھ بڑھا کر ماورہ کے چہرے سے چادر ہٹائی ماورہ شرماتی ہوئی انشا کی گردن میں چہرہ چھپا گئی سب کے قہقہے کمرے میں گونجے سب ماورہ کی "پیٹھ سہلار ہی تھی۔۔"

اچھا چلو جلدی سے فریش ہو جاؤ پھر نیشہ کے کمرے میں چلتے ہیں انشا نے ماورہ کا سجا ہوا روپ دیکھا شوہر کی قربت کے خوبصورت رنگ اس کے چہرے پر نظر آ رہے تھے۔۔۔

ماورہ جلدی سے فریش ہوتی ان سب کے ساتھ نیشہ کے کمرے میں چلی گئی نیشہ نے لہنگا اتار کر جو لباس سے زیب تن کیا ہوا تھا ابھی تک اسی میں ملبوس تھی انشا کو بے حد حیرانگی ہوئی اسے سادہ سے لباس میں دیکھ کر

اس کی شادی کو ابھی ایک دن بھی نہ ہوا تھا اور وہ بالکل سادہ حلے میں
"بیٹھی ہوئی تھی۔"

بیڈ پر مایوس بیٹھی نیشہ کے پاس جا کے اسماء اور انشا بیٹھ گئی نور بھی اسی
"وقت نیشہ کے کمرے میں داخل ہوئی۔"

نیشہ بیٹا سب ٹھیک ہے نور نے نیشہ کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھام
کر محبت باش لہجے میں پوچھا انشا نیشہ کے پاس سے اٹھ گئی اس کی جگہ نور
"بیٹھ گئی۔"

جی ٹھیک ہے سب چہرے پر فرضی مسکراہٹ سجا کر سب کو دیکھا کل
راتوں جو کچھ اس کے اور زیان کے درمیان میں ہوا وہ کسی کو بھی نہیں
بتانا چاہتی تھی، اسماء اور انشاء کو سمجھ لگ گئی اس کے چہرے کے تاثرات
"دیکھ کر کہ زیان رات کے وقت اس کے قریب نہیں آیا۔"

مجھے نیند آرہی ہے ہیلابہانہ بنا کر نور کے کندھے پر سر رکھا، وہ پہلے تو اس طرح نہ کرتی تھی وہ سب جب بھی اس کے کمرے میں آتی وہ خوش لہجے میں ان سے بات کرتی لیکن اب وہ مر جائے ہوئے تاثرات چہرے پر سجا کر ان سے بات کر رہی تھی نور ہلکے سے اس کے بال سہلانے لگی۔۔۔

نیشہ بھا بھی چلیں میں آپ کو تیار کرتی ہوں عانیہ مسکراتی ہوئی نیشی کو بازو سے تھام کر آئینے کے سامنے لے گئی حجاب کھول کر اس کے بھرے بال شانوں پر پھیلا کر ہلکا پھلکا میک آپ کیا اور بالوں کو ایک "مخصوص ڈیزائن کی شکل دے کر خوبصورت بنایا۔۔

یہ سب بہت زیادہ ہے نیشہ نے اپنا عکس آئینے میں دیکھا لبوں پر پنک کلر کے لپسٹک، آنکھوں میں کاجل ایک سائیڈ پر آدھے بال آگے اور "ادھے پیچھے کی جانب تھے چہرے پر کچھ آوارہ لٹے لہرار ہی تھیں۔۔

بھا بھی کہاں زیادہ ہے؟ اتنا سچیل سا تو میں نے آپ کو تیار کیا ہے اتنی خوبصورت لگ رہے ہیں آپ نیشہ کی ایک سائیڈ پر عانیہ اور دوسری "سائیڈ پر نیہا کھڑی اسے مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔

بالکل میری یہ پیاری سی دوست پلس نند بہت پیاری لگ رہی ہے نیہا نے نیشہ کے رخسار پر ہلکے سے پیار کیا نیشہ ان سب کا پیار خود کے لیے دیکھ کر مسکراتے اپنی باہیں پھیلائی سب لڑکیاں نیشہ کے ساتھ چپک گئی انشاء، نور اور اسماء دیکھ کر مسکرائی کہ چلو لڑکیوں کی وجہ سے ہی اس کے "چہرے پر مسکراہٹ تو آئی۔۔

مجھے بڑی امی کب بنا رہی ہو۔۔۔" ماورہ نے اس کی کمر پر چٹکی کاٹتے اسے چھیڑا نیشہ بلائی لب پر شہادت کی انگلی رکھتے ارد گرد نظریں دورانے لگی جیسے اس نے ماورہ کی بات سنی ہی نہیں سب نیشہ کے گرد "گول دائرہ بنا کر کھڑی ہوئی تھی۔۔

یہ تو مجھے آپ سے پوچھنا چاہیے ماورہ بھابھی کہ آپ مجھے پھپھو کب بنا رہی ہے نیشہ نے خود کو کافی حد تک کمفرٹبل کرتے سارا مدعا ماورہ پر "ڈال دیا۔"

جب اللہ نے دینا ہو گا تو آجائے گا اپنی طرف سب کو رخ کرتے دیکھ "صوفے پر جا کے بیٹھ گئی تاکہ اسے کوئی تنگ نہ کرے۔"

ایک دوسرے کو تنگ کرتی رہی اور آپ آتے ہیں سب مردوں کی طرف جو آپ اس میں ایک دوسرے سے گوہر افشائیاں کر رہے تھے۔"

رضارسلان کے پاس بیٹھا اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہیں رات "جو کچھ ہو اسب بتا دیا۔"

بھائی جی اب زوریز کو آپ نے منانا ہے گھٹنوں پر ہاتھوں کا وزن ڈالتے
کھڑا ہو گیا رضا ٹانگ پر ٹانگ رکھ کے بیٹھ گیا اس کا انداز ارد شیر کو کھٹکا
"۔۔"

زوریز، بابا، بڑے بابا کمرے میں آئے ارسلان شاہ لفظ ادا کرتے کمرے
میں چلا گیا زوریز احمد شاہ اور سجاد شاہ تینوں ارسلان شاہ کے پیچھے کمرے
میں داخل ہوئے ارسلان نے انہیں سامنے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ
کرتے خود بیڈ پر بیٹھا سب کے چہروں پر حیرت تھی کہ ارسلان شاہ نے
انہیں علیحدہ سے کمروں میں کیوں بلایا اگر اس نے کوئی ضروری بات
کرنی ہوتی وہ سائیڈ پر لے جا کر لیتا تھا یا پھر سب مردوں کے سامنے ہی
"کرتا۔۔"

کیا سوچا ہے تم نے اپنی ماں کے متعلق؟ زوریز نے ابرو چکا کر ارسلان کی
"طرف دیکھا جیسے وہ اس سے پوچھنا چاہ رہا تھا کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔۔"

ارسلان نے نظروں کا رخ احمد شاہ کی طرف کیا احمد سمجھ گیا تھا کہ وہ
"زوریز خانزادہ سے کیا بات کرنا چاہ رہا ہے۔۔"

"زوریز نور اسماء کی ہم عمر ہے۔۔"

جی میں جانتا ہوں اور اس بات کا کیا مطلب ہے۔ آپ جو بات کرنا چاہ
رہے ہیں کھل کر کریں زوریز خانزادہ کی سمجھ سے ان کی پہیلیاں باہر
"تھی ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے ٹکائے ٹکٹکی باندھے ان تینوں کو دیکھا۔۔"

اسمہ کے نام کے ساتھ میرا نام لگ رہا ہے تقریباً 24 سال سے۔ کیا
تمہاری ماں یوں بے نام ہی رہے گی اس کے ساتھ کبھی اس کے شوہر کا
نام نہیں لگے گا کیا؟ احمد شاہ کے الفاظ سن کر زوریز خانزادہ کی پیشانی پر
بے شمار بل نمودار ہوئے وہ اپنی ماں کو کبھی کسی مرد کے حوالے نہیں کر
سکتا تھا جو کچھ ماضی میں اس کی ماں کے ساتھ ہوا تھا اس کے بعد تو ہر گز
"نہیں۔۔"

مجھے اس چیز کی کوئی پرواہ نہیں ہے زوریز کی انکھیں بے انتہا سرخ ہو گئی
پاس پڑے کشن کو ہاتھوں میں سختی سے جکڑ کر اپنے غصے پر قابل پانے
کی کوشش کی پاؤں ہل رہا تھا آنکھیں بار بار جھپک کر آنکھوں میں پیدا
"ہوتے سرخی کو چھپانے کی کوشش کی۔"

تمہیں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن جب معاشرہ تمہاری ماں
کے شوہر کا اور تمہارے باپ کا نام پوچھے گا تو تمہاری ماں کے پاس اور
تمہارے پاس کوئی جواب نہیں ہو گا سب کو دینے کے لیے ارسلان شاہ
سردلہجے میں بول کر زوریز خان پر سخت نظر ٹکائے بیٹھا ہوا تھا ہاتھ تھائز
"پر سہلا کر جیسے وہ اپنے اندر جمع ہوئے غصے کو نکلنے سے روک رہا تھا۔"

مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہیں ہے میری مورے میرے پاس ہے معاشرہ
جو بکواس کرتا ہے کرتا ہے زوریز خان زادہ اچھے سے سمجھ رہا تھا وہ اس کی

ماں کے نکاح کے بارے میں کیوں بات کر رہے ہیں ہاتھوں کو سختی سے
"آپس میں پیوست کیا، صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائی۔۔

ایک کنوارے مرد اور عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ نکاح کریں
مرد عورت کے بغیر نامکمل ہے اور عورت مرد کے بغیر ارسلان اب
زوریز خانزادہ کے پاس جا کر بیٹھا اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اس کو
پر سکون کا اشارہ کیا زوریز نے نفی میں سر ہلایا وہ کبھی اپنی ماں کو کسی بھی
"مرد کے حوالے نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

مجھے پتہ ہے تم، احمد انکل اور سجاد انکل اردشیر سکندر کے بارے میں مجھ
سے بات کرنا چاہ رہے ہیں کہ میں اپنی ماں کا نکاح ان سے کروادوں،
کبھی نہیں ارسلان شاہ وہ میری مورے کا ماضی مکمل طور پر جانتا ہے
اسے معلوم ہے میری مورے 10 سال شد اور خان کے ساتھ ناجائز
تعلقات میں رہی ہے میں اس کا ناجائز بیٹا ہوں ایک نہ ایک دن اس کے

ذہن میں یہ خناس ضرور معاشرہ بھر دے گا کہ تم نے ایک ایسی عورت
سے نکاح کیا ہے جو 10 سال کسی کے ساتھ ناجائز تعلق میں رہی ہے یہ
خناس جب ارد شیر سکندر کے دماغ میں بھر دیا جائے گا وہ میری مورے
کو دھتکار دے گا میری مورے ہمیشہ کے لیے ایک مرتبہ پھر رسوا ہو
جائے گی شد اور خان کے ساتھ ناجائز تعلقات سے بدتر یہ چیز ہوگی کہ
جس شخص پر وہ یقین اور بھروسہ کر لے گی وہ ہر شخص اسے دھتکار دے
گا زوریز اپنی تمام تر کیفیت ان کے سامنے بیاں کر گیا دل کی حالت
عجیب سی ہوئی ہزاروں دکھ نے ایک پل میں ہی اس کے دل میں جگہ
"بنائی، آنکھوں کو نم ہونے سے نہ رو پایا، ہاتھ لرز رہے تھے۔۔۔
خان کبھی ایسا نہیں کرے گا بچپن سے ہم دوست ہیں زوریز میں اسے
اچھے سے جانتا ہوں وہ تمہاری ماں کا تم سے بہتر طریقے سے خیال رکھ
پائے گا اس کی ڈھال بن کر ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گا کبھی اسے نہیں

چھوڑے گا وہ تمہاری ماں کی بہت عزت کرتا ہے اور اس سے بے پناہ
زیادہ محبت کرتا ہے احمد شاہ زوریز کے بائیں جانب بیٹھے اور اس کے
"شانے کو سہلایا۔۔۔"

پھر تو عالیان شاہ بھی آپ کی بیٹی سے پیار کرتا ہے کیا آپ کو اس کی
آنکھوں میں اپنی بیٹی کے لیے پیار نظر نہیں آتا آپ کی کس وجہ سے اپنی
بیٹی کا نکاح اسے نہیں کروا رہے؟ میں بتاتا ہوں کیونکہ آپ کو ڈر ہے
کہیں عالیان شاہ آپ کی بیٹی کو دھتکار نہ دے خود سوال کر کے اس کا
جواب خود ہی دیا اس نے عالیان کی نظروں میں عانیہ کے لیے پسندگی
دیکھی تھی اس نے احمد شاہ کو یہ بتلایا کہ جس موڑ پر وہ کھڑا ہوا ہے اسی
"موڑ پر احمد شاہ بھی ہے۔۔۔"

ہاں کہیں نہ کہیں میرے دل میں ڈر ہے لیکن مجھے عالیان شاہ پر پختہ
یقین بھی ہے کہ وہ میری بیٹی کو کبھی نہیں چھوڑے گا لیکن عانیہ وہ رضا

مند نہیں ہے عالیان سے نکاح کرنے کے لیے اور

----- میری ماں بھی رضا مند نہیں ہے زوریز خانزادہ

نے احمد شاہ کی بات کاٹتے ہوئے سخت لہجے میں کہا اس نے بہت
کوشش کی کہ وہ اپنے لہجے کو سخت نہ کرے لیکن وہ ان سب کی باتوں
"کے آگے خود کو ہارتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔

تمہاری ماں نے ہاں کر دی ہے اس سے قبل وہ سب کچھ بولتے ارد شیر
کمرے میں داخل ہوا اسے رضا نے بتا دیا تھا کہ وہ کس بات کے لیے
کمرے میں گئے ہیں زوریز نے غصے سے ارد شیر کی طرف دیکھ کر اٹھنے
لگا ارسلان اور احمد شاہ نے اس کے بازوؤں سے پکڑتے اسے صوفے پر
"بٹھایا۔۔

اپنے جھوٹے الفاظ اپنے پاس رکھے زوریز خو نوار نظروں سے ارد شیر کو
دیکھ رہا تھا ہاتھوں کو مٹھی کی شکل دی، لمبے لمبے سانس لے کر جیسے خود

کو پر سکون کرنے کی کوشش کی لیکن ارد شیر کا چہرہ دیکھ کر وہ اپنے آپ سے باہر ہو رہا تھا جیسے وہ ابھی اس کا قتل کر دے گا۔

میری مورے کبھی تمہیں ہاں نہیں کر سکتی زوریز خانزادہ آپ سے تم تک کا سفر ایک لمحے میں طے کر دیا وہ کبھی اسے اپنی ماں کا محرم بنتے نہیں دیکھنا چاہتا تھا اس کی عقل پر صحیح معنوں میں پردے پر چکے تھے وہ اپنی ماں کو بھی گناہ میں مبتلا کر رہا تھا اور ارد شیر کو بھی کیونکہ جب ایک مرد عورت کو سوچتا ہے تو وہ دونوں گنہگار ہوتے ہیں اس کی ماں نے ایک محرم سے 23 سال دوستی رکھی بے شک اس کے دل میں کوئی غلط جذبات نہ تھے لیکن ارد شیر تھا تو ایک نامحرم۔

اپنی ماں سے پوچھ لو ارد شیر نے سینے پر ہاتھ باندھ کر بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگاتے پر سکون انداز میں بولا۔۔۔

مجھے مورے سے بات کرنی ہے اٹھ کر جانے لگا احمد اور ارسلان نے پھر
"سے اسے دوبارہ کھینچ کر صوفے پر بٹھایا۔"

یہاں بلائے نور کو احمد شاہ سجاد شاہ کو نور کو بلانے کا کہا کیونکہ زوریز کا
کوئی بھروسہ نہیں تھا وہ نور کو ایمو شنل بلیک میل بھی کر سکتا تھا سجاد
شاہ اوپر کمرے میں گئے دستک دی نور باہر آئی تو اسے اپنے ساتھ چلنے کا
کہا وہ بھی حیران ہوتے خاموشی سے سجاد شاہ کے پیچھے چلتے ہوئے
کمرے میں داخل ہوئی زوریز اپنی ماں کو دیکھتے ہی فوراً اٹھ کر انہیں اپنے
"حصار میں لے کر دوسرے صوفے پر بیٹھا۔"

مورے آپ ارد شیر سکندر سے نکاح کرنا چاہتی ہیں؟ زوریز نے نور کا
ہاتھ پکڑ کر امید بھری نظروں سے دیکھا کہ اس کی ماں منع کر دے گی

نور نے بمشکل حلو سے تھوک نگلتے گھبرائی ہوئی نظروں سے سب کی طرف دیکھا اس کو ڈر لگ رہا تھا کہ جب وہ ہاں کرے گی اس کے بیٹے کے تاثرات اور رویہ کیسا ہوگا؟۔۔

نور نے گھبراتے ہوئے زوریز خانزادہ کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھاما۔۔

تم کیا چاہتے ہو؟ نور نے پہلے اس کی رضامندی جانی چاہی کیونکہ وہ کوئی جواب دے کر اسے تکلیف میں مبتلا نہیں کرنا چاہتی تھی دل لرزاٹھا کہ "کہی وہ اس سے ناراض نہ ہو جائے۔۔

مجھے آپ کی رضامندی جانی ہے زوریز خان کے کانوں میں کسی کے کہے گئے الفاظ گونج رہے تھے (تمہاری ماں نے کئی سال تکلیف میں زندگی گزاری ہے میں دعا کرتی ہوں اللہ اسے عزت اور پیار دینے والے شوہر سے نوازے جو ہمیشہ اس کی ڈھال بن کر اس کے ساتھ کھڑا رہے

اللہ اسے نکاح جیسے پاک رشتے میں قید کر دے تاکہ وہ سکون بھری
"زندگی گزار سکے اسے گناہوں سے دور کر دے)۔

نکاح بہت اہمیت رکھتا ہے ایک انسان کی زندگی میں اپنی ماں کو گناہ میں
مبتلا مت کرو اور سلمان نے ایک مرتبہ پھر کوشش کی اسے منانے کی
"

نکاح مرد اور عورت کے لیے فرض نہیں ہے، لیکن یہ ایک مستحب اور
بہت بڑی سنت ہے۔ اسلام میں نکاح کو ایک عبادت سمجھا جاتا ہے اور یہ
دونوں طرف کے افراد کے لیے روحانیت اور دنیاوی سکون کا ذریعہ ہوتا
ہے۔

البتہ، نکاح نہ کرنے کی سزا آخرت میں مخصوص طور پر بیان نہیں کی
گئی، لیکن حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص شادی کرنے کی استطاعت

رکھتا ہو اور پھر بھی نکاح نہ کرے، وہ گناہگار ہو سکتا ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص نکاح کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور نکاح نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں" (متفق علیہ)۔

نکاح نہ کرنے کی صورت میں اگر کسی شخص نے اپنی خواہشات کو کنٹرول نہ کیا اور گناہ میں مبتلا ہوا تو یہ اس کے لیے آخرت میں عذاب کا سبب بن سکتا ہے۔ اس لیے نکاح کی ترغیب دینا اسلام میں ایک اہم بات ہے تاکہ انسان اپنے اخلاق اور دینی ذمہ داریوں کو پورا کر سکے۔۔۔

ہاں! یک لفظ جواب دیتے نور چہرہ جھکا گئی دل درد سے جیسے پھٹنے والا ہو گیا زور نے ایک نظر اپنی ماں کی طرف دیکھا جو اپنی خواہش کا اظہار

اس کے سامنے کر گئی تھی بنا کچھ کہے اپنی ماں کو خود کے ساتھ لگایا نور کی
"بے آواز اپنے بیٹے کے سینے سے لگ کر رونے لگی۔۔۔"

مورے آپ کی خوشی میں میری خوشی ہے زوریز خانزادہ نے نور کا چہرہ
ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر مسکرا کر جواب دیا نرمی سے اپنی ماں کے
آنسو صاف کیے اور انہیں وہاں سے جانے کا اشارہ کیا اور خاموشی سے
باہر چلی گئی دل کی کیفیت عجیب سی ہو رہی تھی کہ اس کے بیٹے دل میں
نہ جانے اس کے بارے میں کیسے خیالات آرہے ہو گے کہ بیٹا جوان ہو
"گیا ہے اور ماں نے نکاح کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔۔۔"

اردشیر کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ اور خوشی تھی زوریز
"کی ماں جانے پر۔۔۔"

زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے میری کچھ شرائط ہوں گی آپ
وہ پوری کریں گے تو میں اپنی مورے کا نکاح آپ سے کروادوں گا اپنی

ماں کی خوشی کے لیے میں نے صرف حامی بھری ہے زوریز کے الفاظ
سن کر ارسلان شاہ کا دل چاہا اسے اٹھا کر سب سے اوپر والے فلور کی
چھت پر لے جا کر نیچے تھکا دے دے جو فضول کی ضد لگائے بیٹھا ہوا تھا
۔۔"

کیسی شرائط؟ ارد شیر سیدھا ہو کر بیٹھا سنجیدگی سے اس زوریز خانزادہ
"سے سوال کیا۔۔

پہلا میں میری مورے کے ساتھ آپ کے گھر رہوں گا کیونکہ مجھے ذرا
بھی نہیں بھروسہ کہ کب آپ میری مورے کے ساتھ غلط رویہ اختیار
کرنا شروع ہو جائیں۔ دوسرا مجھے اگر کمرے کے باہر آپ میری
مورے کے قریب نظر آئے تو پھر جو میں کروں گا تو آپ کا پورا گھر
دیکھے گا۔ تیسرا میری مورے کی آنکھیں نم نہیں ہونی چاہیے میں نے

صرف اپنی مورے کے چہرے پر خوشی دیکھنے کے لیے یہ سب کیا ہے۔
چوتھا میں اپنی مورے کو خوش اور پرسکون دیکھنا چاہتا ہوں جیسے ایک
شادی شدہ عورت شادی کے بعد ہوتی ہے۔ پانچواں اگر کبھی مجھے لگا کہ
میری مورے کے ساتھ غلط رویہ اختیار کیا جا رہا ہے میں اپنی مورے کو
فوراً لے کر چلا جاؤں گا زوریز نے ایک سانس میں ساری شرائط اردشیر
سکندر کے سامنے رکھی سب نے پرسکون سانس فضا کے سپرد کیا اور اللہ
کا شکر ادا کیا کہ زوریز خانزادہ مان گیا ہے وہ اپنی ماں کی خوشی میں رکاوٹ
غصیلی نظریں ابھی ابھی اردشیر پر ٹکی ہوئی تھی وہ دل نہیں بنا زوریز کی
"سے راضی نہیں تھا اسے اپنا باپ بنانے کے لیے۔۔"

اگر تم یہ سب کچھ نہ بھی کہتے زوریز میں تب بھی تمہاری مورے کا بے
انتہا خیال رکھتا اس سے بے شمار پیار۔۔۔۔۔ ابھی وہ آپ کی بیوی
نہیں بنی تو مہربانی فرما کر میری مورے کے بارے میں ایسے الفاظ مت

بولیس زوریز کا پارہ یک دم ہائی ہوا خونخوار نظروں سے ارد شیر کو دیکھتے
خاموش رہنے کا اشارہ کیا اپنی بات درمیان میں کٹتے دیکھ ارد شیر ضبط
کرتا چہرے پر مسکراہٹ سجائے بیٹھا رہا ایک غصیلی نظروں سے دیکھ رہا
"تھا اور دوسرا خود پر ضبط کیے مسکراتی آنکھیں سے۔۔"

زوریز نکاح آج ہو گا سجاد شاہ نے بڑے ہونے کی حیثیت سے بات کی
زوریز نے چہرے کے اٹے سیدھے زاویے بنا کر ہاں میں سر ہلایا یہ
"سوچ کر کہ آخر ایک نہ ایک دن تو نکاح ہونا ہی ہے۔۔"

ٹانگ پر ٹانگ رکھے بالوں میں ہاتھ پھیرا ارد شیر کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ
نہ تھا وہ تو بس جلد از جلد نور کو اپنے نکاح میں لے کر اس کا محرم بننا چاہتا
"تھا۔۔"

اور احمد اماں جی کو کال کروا کر انہیں میرے نکاح کے بارے میں بتا
دوں ارد شیر نے سر کھجاتے التجائی نظروں سے احمد کو دیکھا اگر وہ اماں

جی کو کال کرتا تو انہوں نے یہاں پر آکر اس کی سر پر سو جوتے مارنے
"تھے جو اتنی جلدی اور بناتائے نکاح کرنے جا رہا تھا۔۔۔"

احمد شاہ نفی میں سر ہلا کر پر سکون ہو کر بیٹھ گیا جو کارنامہ ارد شیر نے
انجام دیا تھا اس کی سزا اسے ملنی چاہیے تھی وہ احمد کے پاس جا کر بیٹھ کے
اس کا بازو دبائے لگا احمد شاہ کو مسکراہٹ روکنا مشکل لگ رہا تھا نہایت
"ہی سنجیدہ چہرہ بنائے سامنے کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔"

میرے بھائی یہ موبائل ہے پکڑ اور کال کر احمد نے اپنا موبائل پاکٹ
سے نکال کر ارد شیر کے سامنے کیا اس نے غصے سے پکڑ کر موبائل
زمین پر پٹکا احمد نے آنکھیں پھاڑے پہلے موبائل کو دیکھا اور پھر ارد شیر
"کو۔۔۔"

اماں جی کو کال کر ارد شیر نے اس کا موبائل زمین پر پٹک کر مسکے لگانے
"والے انداز میں کہا۔۔۔"

احمد نے دانت کچکچاتے ہوتے اماں جی کو کال کی دوسرے بیل پر ہی کال
"ریسیو کر لی گئی۔۔"

"اسلام علیکم اماں جی! نہایت ادب اور پیار سے اماں جی کو سلام کیا۔۔
اماں جی آپ کا بیٹا کارنامہ سرانجام دینے جا رہا ہے دو گھنٹے بعد اس کا نکاح
ہے اور اس نے آپ کو بتانا تھا گوارا نہیں کیا میں گاڑی بیچ رہا ہوں اپ
لاہور آجائیں احمد نے تین چار اور باتیں کر کے مزید نمک مرچ لگاتے
اماں جی کو اچھا خاصا بھڑکایا ارد شیر پچھتا رہا تھا کہ اس نے احمد کو کیوں کہا
"کہ اس کی ماں کو کال کریں۔۔"

ہم تیرے نکاح کی تیاری کرتے ہیں تو جو تے کھانے کی تیاری کر شیطانی
مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ارد شیر کے رخسار پر بوسہ دیا اس نے سختی
سے ہاتھ کی پشت سے اپنا رخسار صاف کر کے احمد کی پیٹھ پر بے شمار تھپڑ
"اور مکے مارے۔۔"

یار اماں جی ناراض ہو جائیں گی مجھ سے ارد شیر کو اب اماں جی کی فکر
"ستانے لگی۔۔"

نیچے جا کر سجاد نے اپنی بیگم کو ارد شیر اور نور کے نکاح کے بارے میں
بتایا لڑکیوں میں یہ بات آگ کی طرح پھیلی سب خوش بھی تھی کہ نور
ان کی فیملی میں شامل ہو جائے گی نیشہ نور کو ہگ کیا اسے یہ سوچ کر حد
سے زیادہ خوشی ہو رہی تھی کہ نور ایک جائزہ اور پاک رشتے میں جائے
"گی ایک پر سکون زندگی جیے گی۔۔"

بہت خوش ہوں آپ کے لیے نیشہ نے نور کے دونوں ہاتھ پکڑ کر انھیں
پیشانی سے لگایا نور کی آنکھیں بھیگی تھی نیشہ کے اتنی عزت دینے پر وہ
"دونوں اس وقت نیشہ کے کمرے میں موجود تھی۔۔"

آپ کو ڈر لگ رہا ہے نور کے ہاتھوں کو کپکپاتے محسوس کر کے نیشہ نے
اس کے چہرے کی طرف دیکھا جو حد سے زیادہ سرخ ہو رہا تھا نظریں

جھکی ہوئی لبوں کو بمشکل مسکراہٹ میں ڈھالنے کی کوشش کی جا رہی
"تھی نیشہ نور کو اپنے ساتھ لیے بیڈ پر بیٹھی۔۔

سب ٹھیک ہو گا خان انکل آپ سے بہت پیار کرتے ہے سب نے
"اردشیر کی نظروں میں نور کے لیے پیار محسوس کیا تھا۔۔

نیشہ اماں جی میرے ماضی کے بارے میں سب کچھ جانتی ہیں مجھے ڈر لگ
رہا ہے کہ ان کا رویہ نہ جانے میرے ساتھ کیسا ہو گا جب میں 20 سال
کی تھی وہ تب سے ارد کے نکاح کی خواہش مند تھی کہ کوئی پیاری سی
لڑکی ڈھونڈ کر اس کی شادی کریں ایک پاک صاف لڑکی لیکن میں میں
تو 10 سال نور اتنا کہتے ہیں پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی جسم کی
کپکپاہٹ میں اضافہ ہوا آنکھیں بار بار جھپک کر جیسے آنسو کو اندر کی
"طرف دھکیلنا چاہا لب پھڑ پھڑا رہے تھے ذہن سن ہو چکا تھا۔۔

جب یہ سب کچھ آپ کے بارے میں جانتی تھی تب بھی تو آپ کو پیار دیتی تھی نا تو اب بھی وہ آپ کو بے شمار پیار دیں گی نہ ڈریں سب ٹھیک ہو گا اگر آپ کا شوہر آپ کے ساتھ ہے تو سب ٹھیک ہے آپ کو کسی کے بارے میں کوئی ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ہے، آپ کا شوہر آپ کا مکمل ماضی جانتا ہے جب وہ آپ کے ساتھ ڈھال بن کر کھڑا ہے تو آپ کو اس ظالم معاشرے سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے نیشہ نے نور نے کندھے پر سر رکھا نور لمبے سانس فضا کے سپرد کرتی نیشہ کے ساتھ سر ٹکایا کچھ دیر بعد اس کا نکاح تھا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ارد شیر کی "ہونے جا رہی تھی۔۔

زیان شاہ کمرے میں داخل ہوا نیشہ کے کھلے بال اور سچے سنورے روپ کو دیکھ وہ جیسے آنکھیں جھپکنا بھول گیا نور اسے ٹکٹکی باندھے نیشہ کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھ کر مسکرا کر نیشہ کو کہنی ماری نیشہ کا دل چاہا

کہ ایک مرتبہ پھر سے اس کی گردن پر چاقو دے مارے جو یہ بھی لحاظ
"نہیں کر رہا تھا کہ ان کے علاوہ کوئی اور بھی کمرے میں موجود ہے۔۔
میں چلتی ہوں نور خاموشی سے کمرے سے چلی گئی زیان شاہ دروازے
"کے ساتھ ٹیک لگائے ٹکٹکی باندھے نیشہ کو دیکھنے لگا۔۔

کیا مسئلہ ہے تمہیں، کس قسم کی ڈھیٹ انسان ہو تم نیشہ نے دوپٹہ اٹھا کر
سر پر لیا زیان کو اس کی یہ حرکت بری لگی کہ وہ اپنے محرم سے خود کو چھپا
رہی ہے خیر وہ خود پر برداشت کرتے نیشہ کے پاس بیڈ پر جا کے کچھ
فاصلے پر بیٹھا برواچکا کر جیسے پوچھنا چاہا کہ تم یہاں پر میرے پاس کیوں
"بیٹھے ہو زیان شاہ نے اپنا ہاتھ نشا کے سامنے کیا۔۔
کیا؟۔۔۔

ہاتھ دو اپنا نیشہ نے اپنے چہرے کا رخ دوسری جانب کر لیا زیان شاہ کھڑا
ہو تا دراز سے ایک باکس نکال کر بریسلٹ باہر نکالتے ہوئے نیشہ کا ہاتھ

زبردستی پکڑ کر بریسلٹ پہنا دیا جس کے اوپر ہیرے لگے ہوئے تھے
"نیشہ نے بریسلٹ کی طرف دیکھنا گوارا نہ کیا۔

تمہاری منہ دکھائی ہے، میں نہیں چاہتا کسی کو بھی معلوم پڑے کہ
ہمارے درمیان تعلقات ٹھیک نہیں ہیں؟ زیان شاہ نظر جھکائے بیٹھا
"تھا۔۔

ڈر لگتا ہے کہ تمہارے گھر والوں کو پتہ چل جائے گا زیان شاہ کا اپنی
"بیوی پر کوئی قابو نہیں ہے۔۔۔

پٹھانی صاحبہ میرے کپڑے نکال دو مجھے کام کے سلسلے میں باہر جانا ہے
نیشہ سینے پر ہاتھ باندھ کے بیڈ پر چو نکڑی مار کر بیٹھ گئی دوپٹہ سر سے
ڈھلک کر شانوں پر آگیا بھورے رنگ کے بال شانوں پر پھیلے ہوئے
تھے کچھ آوارہ لیٹے چہرے پر لہرانے لگی زیان شاہ ایک لمحے کے لیے

سب بھول گیا دل میں کچھ دیکھنے کی خواہش ہوئی اور وہ نیشہ خانزادی
"کے خوبصورت نقش۔۔

تم مجھے ندیدوں کی طرح کیوں دیکھتے ہو نیشہ کو جب بھی زیان اس طرح
سے دیکھتا تھا اسے اپنے دل کی حالت عجیب ہوتی محسوس ہوتی تھی نظر
چراتے ہوئے ہاتھوں کو سختی سے آپس میں پیوست کر کے بدائی لگتا
"دانتوں تلے دبایا۔۔

شوہر کے دیکھنے پر اتنا کنفیوز ہونا بری بات ہے شاہ کی پٹھانی زیان نیشہ
کے قریب ہو کر بیٹھا ان دونوں کے درمیان تقریباً تین انچ کا فاصلہ تھا
نیشہ ہڑبڑا کر دور ہونے لگی زیان شاہ نے بیڈ کراؤن پر نیشہ کے دونوں
"جانب اپنے ہاتھ رکھ کر راہِ فرار کا راستہ بند کیا۔۔

تم اپنے آپ کو جتنا مرضی مضبوط ثابت کر لو پٹھانی زیان شاہ سے محبت
کرنے سے خود کو روک نہیں پاؤ گی زیان شاہ جو نیشہ فاصلہ قائم کیے

ہوئے تھا وہ بھی ختم کر کے اسے بازو میں اٹھا کر اپنی گود میں بٹھایا نیشہ
کچھ لمحے یہ سمجھ ہی نہ پائے کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے زیان نے سختی
سے اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹا ہوا تھا دوسرے ہاتھ کو اس کے سر کے
پیچھے لے جاتے چہرے کو اپنے قریب تر کیا دونوں ایک دوسرے کے
"بے حد قریب بیٹھے ہوئے تھے۔"

مجھے بے صبری سے انتظار ہے اس دن کا جب میری پٹھانی مجھے پیار
کرنے کا کہے گی زیان شاہ نے شرارت بھرے انداز میں سختی نیشہ کی
ناک سے ناک مس کی چہرے پر شرم و حیا کی سرخی چھائی جو زیان شاہ
کے دل کی سپیڈ حد سے زیادہ بڑھا گئی دل اس قدر تیز دھڑک رہا تھا جیسے
ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا وہ دونوں خاموشی سے ایک دوسرے
"کے دل کی دھڑکنیں سننے لگے۔"

پٹھانی درد ہو رہا ہے زیان نے شرٹ کو نیچے کیا جہاں سے ہلکا ہلکا خون
رس رہا تھا نیشہ کو ایک پل کے لیے خود پر غصہ آیا کہ آخر اتنا اشتعال اور
جنون دکھانے کی کیا ضرورت تھی بے ساختہ اس کا ہاتھ زیان شاہ کی شہ
رگ کی طرف بڑھانرمی سے دو انگلیاں زخم پر پھیرتے آنکھیں بڑی کر
کے زیان شاہ کو دیکھا وہ اپنی باتوں، نظروں، انداز سے اسے اپنے سحر
"میں جکڑنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔"

احساسات ہے تمہارے دل میں لیکن تم ماننے سے انکاری ہونیشہ زیان
شاہ کے الفاظ سن کر یکدم ہوش میں آتی اسے دھکا کر تقریباً اچھلتے ہوئے
"اس کی گود سے اٹھی۔"

تمیز نامی چیز نہیں ہے تم نے جب دیکھو منہ اٹھا کر میرے قریب آ
جاتے ہو دھڑکنوں میں اتھل پتھل مچی ہوئی تھی سارے بال شانوں پر
اور کمر پر پھیلے ہوئے تھے دوپٹہ نہ جانے کہاں پر گر گیا وہ قیامت خیز

روپ میں اپنے شوہر کا ایمان ڈگمگا رہی تھی زیان نے فوراً اپنی نظروں کا رخ بدلا پہلی مرتبہ اس نے نیشہ کو بغیر دوپٹے اور کھلے بالوں میں سجے "سنورے روپ میں دیکھا تھا۔"

تم نے جیسے کل رات خود کو کور کیا ہوا تھا پلیرز ویسے ہی خود کو کور کر لو میں نہیں چاہتا میں خود پر قابو کھودو زیان اتنا کہتے ہی واش روم میں بند ہو گیا وہ ایک لمحہ بھی مزید اگر کمرے میں رکتا تو خود کو نیشہ کے قریب جانے سے نہ روک پاتا۔۔۔

نیشہ نے اپنا عکس آئینے میں دیکھا ڈھیروں شرم نے اسے یکدم آگھیرا فراک کا گہرا گلابری آنکھیں اور کھولے ہوئے بھورے بال نیشہ کی آنکھیں یکدم بھیگی جب اس نے اپنے چہرے کہ ہر نقش پر غور کیا وہ بالکل اپنی ماں کی طرح تھی خوبصورت، دلکش، سورج کی پہلی کرن اور آسمان میں چمکتے ستارے کی طرح۔ "آنکھوں کی نمی صاف کر کے

دو پٹے کو ڈھونڈنے لگی جو بیڈ سے نیچے گرا ہوا تھا اٹھا کر سر پر لیٹے
"خاموشی سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔"

سب لڑکیاں کپڑے بدل کر ارد شیر سکندر کے نکاح کے لیے تیار ہو
رہی تھی نہا، اسماء اور انشانے نور کو تیار کیا سرخ رنگ کے پاؤں تک
چھوتی فراک ریڈ کلر کی لپسٹک اور آنکھوں میں کاجل لگایا تھا اس نے
مزید خود کو تیار کرنے سے منع کیا سرخ رنگ کاجوڑا اور لپسٹک بھی
زبردستی نہا اور اسماء نے پہنایا تھا نور نے ایک مرتبہ بھی خود کو آئینے میں
نہ دیکھا اس کی ہمت نہیں ہوئے تھی کو خود کو دلہن کے روپ میں دیکھنے
کی۔۔ سرخ رنگ کے پاؤں کو چھوتی فراک پہن کر بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی
جب ارد شیر قاضی اور گواہ کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا وہ لمحہ آگیا تھا
"اس کا اس نے 23 سال انتظار کیا تھا۔"

نور نے سختی سے اسماء کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا زوریز خان زادہ اپنی ماں کے دائیں
"جانب جا کر بیٹھ گیا۔"

"ارد شیر کی اماں جی نے نور کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا۔"

"قاضی نکاح پڑھوانا شروع ہو گیا۔"

نور ولد صالح ملک آپ کا نکاح ارد شیر ولد سکندر خان کے ساتھ حق مہر
"ایک کروڑ طے کیا گیا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟۔"

نور نے بھیگی آنکھوں سے زوریز کو دیکھا اس نے اپنی ماں کا سینے سے لگا
"کرہاں کرنے کا اشارہ کیا۔"

قبول ہے!۔ اس کی زبان نہ لڑکھڑائی وہ پر سکون تھی جیسے اسے اپنے
خدا کے کیے گئے فیصلے پر یقین تھا اس کا خدا کبھی اس کے ساتھ غلط نہیں
کر سکتا اگر اس نے ارد شیر کے ساتھ اسے پاک باندھا ہے تو اس کی
"بہتری کے لیے ہی اس کے قسمت میں یہ فیصلہ لکھا ہو گا۔"

دو مرتبہ اور قاضی نے نور سے پوچھا اس نے اپنے بیٹے کے سینے پر سر رکھے ارد شیر سکندر خان کے نکاح میں خود کو دے دیا۔ "ارد شیر ولد سکندر خان آپ کا نکاح نور ولد صالح ملک کے ساتھ طے کیا گیا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟۔"

قبول ہے!۔ قاضی کے پوچھتے ہی ارد شیر نے فوراً ہاں کہا اس کی جلد بازی پر سب چہرے پر مسکراہٹ آئی اور زوریز خان زادہ کو تپ چڑھی، تین مرتبہ اس نے اسی طرح جواب دیا نکاح مکمل ہوتے دونوں نے "سائن کیے اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔"

یا اللہ تو نے آج میری سب سے بڑی حسرت کو پورا کیا ہے میں تیرا جتنا بھی شکر ادا کروں گا وہ کم ہے، تو نے آج میری محبت کا مجھے محرم بنا دیا مجھے ہمیشہ اس کے ساتھ کھڑا رہنے اور اسے بے شمار پیار کرنے، اسے عزت دینے کی توفیق عطا کرنا وہ لڑکھڑائے تو میں اس کا سہارا بنوں، وہ

تکلیف میں ہو تو میں اس کے دکھ درد سمیٹو، وہ روئے تو میں اس کے آنسو صاف کروں، ہر قدم اس کے ساتھ چلوں دل کے گہرائیوں سے اپنے "اور نور کے لیے دعا کی۔۔

یا اللہ پاک میں نے سب کچھ تیرے حوالے کر دیا ہے تو نے میری زندگی کا جو فیصلہ کیا ہے مجھے منظور ہے مجھے صبر اور ہمت دینا تاکہ میں ایک اچھی بیوی بن پاؤں اور ہمیشہ اپنے شوہر کی کہی گئی ہے بات پر عمل کروں، میں نے بہت دکھ دیکھے ہیں اب ایک پرسکون زندگی چاہتی ہوں لیکن میرا دل ڈرتا بھی ہے کہ کہیں میرے شوہر کا مجھ سے دل نہ بھر جائے اس کت ذہن میں یہ بات نہ پیدا ہو جائے کہ میں کسی کے ساتھ ناجائز تعلق میں رہی ہوں میں ایک استعمال شدہ عورت ہوں ہماری زندگی میں آسانیاں پیدا کرنا آئین کہتے ہیں نور نے چہرے پر ہاتھ پھیرا ارد شیر کی ماں نے نور کو گلے لگا کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا نور کا دل کافی

حد تک مطمئن ہو گیا تھا اماں جی کے معاملے میں وہ سب سے زیادہ ڈرتی
تھی کیونکہ اس نے پوری زندگی ارد شیر اور اماں جی کے ساتھ رہنا تھا
۔۔"

ارد شیر کا دل چاہا نور سے بات کریں ایک مرتبہ صرف ایک لمحے کے
لیے اسے اپنے سینے سے لگائے اسے اس کی محرم کے لمس سے آشنا
کروائے لیکن زوریز کو اس کے پاس بیٹھے دیکھ بیچارے کو مجبوراً باہر جانا
پڑا۔۔

مبارک ہو! سب سے بڑے چھپرے ستم آپ نکلے ہیں خان انکل اسے
مبارکباد دیتے اس کے کان میں سرگوشی کرتے مسکراتے ہوئے پیچھے
"ہو ارد شیر نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی۔۔
"ارسلان اور باقی سب نے بھی اس مبارکباد دی۔۔

لڑکیاں نور کے پاس جا کر بیٹھ گئی تو ریز اپنی مورے کی پیشانی پر بوسا
دے کر خاموشی سے باہر چلا گیا اور سب مردوں کے درمیان جا کر بیٹھا
۔۔"

تمہیں ٹائم مل گیا کمرے سے باہر نکلنے کا اور ہ نے ہیرا کے سر پر تھپڑ مارا
جو رات سے زید شاہ کے ساتھ کمرے میں بند تھی اور باہر آنے کا کوئی
"ہوش نہ تھا۔۔"

عنائزہ شرمائی اور گھبرائی سی نور کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اس کا شرم سے
"سرخ ہوا چہرہ دیکھ کر اس کے پاس جا کر بیٹھی۔۔"

لگتا ہے رات کو کسی نے پیار کیا ہے؟ نہا نے شرارتی لہجے میں کہہ کر اس
"کے رخسار پر ہاتھ پھیرا۔۔"

عنائزہ نظریں جھکا کر نور کے کندھے پر سر گئی جسے خود ڈھیروں شرم
"محسوس ہو رہی تھی کہ اب آکر اس کا نکاح ہوا ہے۔۔"

کیوں اتنی گھبرا اور ڈر رہی ہو تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ اللہ تمہیں
پاک رشتے میں باندھا ہے اور گناہوں سے محفوظ کیا ہے جو ایک نامحرم
کی سوچنے سے تمہیں گناہ ملتا تھا وہ اب محرم بن چکا ہے اسماء نے نور کے
"گرد باز و پھیلا کر اس مسکرا نے کا اشارہ کیا۔"

عانیہ سوچ میں پڑ گئی کیونکہ عالیان اس کا نامحرم تھا اور وہ دن رات اسے
"سوچتا تھا۔"

نامحرم کا ہر وقت ایک عورت کو سوچنا اور اس کی طرف رغبت رکھنا
اسلامی اصولوں کے مطابق گناہ اور برائی کی طرف لے جاسکتا ہے۔
اسلام میں پاکدامنی اور عفت کی بڑی اہمیت ہے، اور نامحرم کے بارے
میں خیالات کو قابو میں رکھنا ضروری ہے۔

اگر ایک شخص مسلسل نامحرم عورت کے بارے میں سوچتا ہے یا اس کی طرف رغبت رکھتا ہے، تو اس سے نہ صرف نفس پر اثر پڑتا ہے بلکہ اس کے ایمان اور روحانیت پر بھی منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ ایسے خیالات انسان کو گناہ کے قریب لے جاتے ہیں اور اس کے دل میں طہارت اور پاکیزگی کی کمی پیدا ہو سکتی ہے۔

اسلام میں نیک دل رکھنے والے افراد کو اپنی آنکھوں اور خیالات کو قابو میں رکھنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں بھی فرمایا گیا ہے:

اپنی آنکھوں کی حفاظت کرو اور اپنی شر مگاہوں کی بھی۔ "(النور:)"

اگر کسی شخص کو ایسی سوچوں پر قابو پانے میں مشکل ہو رہی ہو، تو اسے
توبہ کرنی چاہیے، اللہ سے معافی مانگنی چاہیے، اور اپنے خیالات کو پاک
رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ عبادات، ذکر، اور نماز انسان کی
روحانیت کو تقویت دیتے ہیں اور گناہوں سے بچنے میں مددگار ثابت
ہوتے ہیں۔

یا اللہ مجھے معاف کر دینا اور عالیاں کے دل و دماغ سے میری سوچ کو ختم
"کر دے اس نے شدت سے دعا کی۔"

عانیہ کو وہاں مزید رکنا مشکل لگ رہا تھا فوراً اٹھ کر باہر گئی اچانک سامنے
آتے سے عالیاں شاہ سے ٹکرائی ہوئی اسے یوں خود کی طرف دیکھنا عانیہ
"کو اپنا آپ گنہگار ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔"

اسے عالیاں شاہ کی باتیں یاد آرہی تھیں جب اس نے کہا تھا کہ مجھ سے
نکاح کر لو۔

عانیہ نظریں چراتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی عالیان ٹھنڈی آہ

خارج کرتے چلا گیا جہاں مرد حضرات بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

نیہا جو کہ نیشا کے کمرے میں تھی اپنے کمرے میں آگئی اسکا دل بہت

ادا اس سا تھا رضا کی بے رخیوں پر جتنا وہ کوشش کرتی کہ رضا کو اپنے سر

"پر سوار نہ کرے اتنا ہی وہ ہر پل اس کے ذہن میں آ رہا ہوتا۔۔

اٹھتے بیٹھتے چلتے ہر وقت اس کے ذہن میں رضا ہی سوار

"ہوتا۔۔ آنکھوں سے آنسو بے مول نکل آتے تھے۔۔

وہ نیشہ کے کمرے میں تھی جو کہ اس کے ادا اس ادا اس چہرے کو دیکھ کر

ہزاروں سوال پوچھنے لگی جھنجھلاتے ہوئے اسے اپنی طرف سے تسلی

بخشتے نہیافوراً اپنے کمرے میں آگئی تاکہ تنہائی میں جی بھر کر وہ رو کر اپنے
"دل کا بوجھ ہلکا کر سکے۔۔"

بہت برے ہو تم رضا بہت سخت دل جس دن میں روٹھ گئی کبھی نہیں
مانو گئی۔۔ رضا کی یاد آنے پر وہ بھرائی آواز میں اپنے آپ سے مخاطب
"ہو کر بولی۔۔"

"کہ روم کا دروازہ کھلنے پر وہ جلدی سے اپنی آنکھیں صاف کر گئی۔۔
آنے والا کوئی اور نہیں رضا تھا جو کمرے میں اسے پہلے ہی موجود دیکھ کر
"لبوں پر مسکراہٹ سجائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔"

اپنے نظروں کا زاویہ پھیرتے نہیاتلخی سے مسکرائی اور ڈریسنگ مرر کے
"سامنے آگئی اپنی آنکھوں کے نیچے سیاہ ہلکو کو دیکھتے لب بھیج گئی۔۔"

رضا سینے پر بازو باندھے اس کے ہر ایک ایک حرکت کو بغور دیکھ رہا
"تھا۔۔"

خانم ناراض ہو مجھ سے۔۔ وہ آگے کی جانب بڑھتے نہایتک پہنچا اور اسکی
پشت کو اپنے سینے سے لگاتے اپنا چہرہ اسکی گردن پر ٹکا گیا۔۔

چھوڑیں مجھے۔۔ نہانے جلدی سے اپنے پیٹ پر منڈلاتے اسکے ہاتھوں
کی گرفت پر اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ رکھتے بے رخی سے کہا وہ اس سے
"شدید ناراض تھی بہت زیادہ والا۔۔

اچھانہ سوری نہ میری شہزادی میرا جگر کا ٹکڑا میں بہت بڑی تھا کام میں
اس لیے تھوڑا سا میرا مزاج اکھڑو ہو گیا۔۔ نہیا کی گردن میں منہ
"چھپاتے اس نے گہرا سانس لیا۔۔

ناراض ان سے ہوا جاتا ہے جن سے محبت ہو رضانہ آپ نے مجھے کبھی
محبت دی نہ اہمیت میں آپ سے کیسے ناراض ہو سکتی ہوں پلیز چھوڑیں
مجھے میرا موڈ پہلے ہی بہت خراب ہے۔۔ وہ بھرائی آواز میں بولی گلے
"میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔

اچھا لیکن مجھے فیل ہو رہا ہے کوئی مجھ سے ناراض ہے۔۔ رضانا اسکی
"بونگی مارنے پر اپنی مسکراہٹ کو روکا۔۔

آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے پلیز جائیں یہاں سے آپ کے اور بھی بہت
سارے ضروری کام ہیں اپنا قیمتی وقت میرے ساتھ گفتگو کر کے ضائع
نہ کرے وہ تلخ لہجہ اپنا کر بولی رضا کے رویے نے اسے بہت زیادہ ہرٹ
"کیا تھا۔۔

آئی ایم ریٹلی سوری خانم رضا کی جان رضا کی شہزادی مجھے معاف نہیں
"کرو گی۔۔

سختی سے لب بھینچے رضا کو جی بھر کر خود پر غصہ آیا جس نے اپنی خانم کو
"ناراض کر دیا تھا۔۔

میں نے آپ کو کہا نارضا میں آپ سے ناراض نہیں ہوں پھر کیسی معافی
آپ مجھ سے مانگ رہے ہیں پلیز جائیں یہاں سے۔۔ وہ اس کے ہاتھ

اپنے پیٹ سے پوری طاقت لگا کر جھٹکتی اپنا رخ اس کی طرف موڑ
"گئی۔۔"

اچھا مذاق کر رہی ہو ایسا ہو ہی نہیں سکتا رضا کے شہزادی کو اس سے
محبت نہ ہوں۔۔ اپنے لہجے میں ڈھیروں محبت سمائے وہ اس کے پھولے
گالوں کو نرمی سے سہلا کر بولا کہ بے ساختہ نیہا کی آنکھوں سے آنسو
جاری ہو گئے اس نے ایک لمبی ہچکی لی رضا نے مٹھیاں پھینچ لی اسے خود پر
جی بھر کر غصہ آیا بھلا اس نے اتنی بے رخی کیوں دکھائی کہ اب اس کے
"خانم مان ہی نہیں رہی۔۔"

"..مان جاؤ نا خانم۔۔ ایک بار پھر وہ اسے اپنے قریب کرتے ہوئے بولا
آپ نے مجھے منایا کب جو میں مان جاؤں۔۔ ہتھیلی کی پشت سے اپنی
آنکھیں رگڑتی وہ منمنائی کہ رضا کے لبوں پر مسکراہٹ رقصہ
"ہوئی۔۔"

اچھا مطلب کہ میری خانم چاہتی ہے میں اسے مناؤں۔۔ رضا اس کی آنسو سے بھری آنکھوں پر دھیرے سے اپنے لب رکھتے شرارت سے "بولا کہ نہانے ایک بار پھر سے لمبی ہچکی لی۔۔

مان جاؤ نا خانم ریلی ریلی سوری دیکھو میں کان بھی پکڑ کر سوری کرتا ہوں اپنے دونوں کان پکڑتے رضا چہرے پر معصومیت سجائے بولا کہ "نہا کو اس پر ترس آگیا۔۔

آپ بہت برے ہیں رضا وہ روتے ہوئے اس کے سینے سے لگی شکوہ کرنے لگے۔۔ رضا اس کی پشت کو سہلاتے اس کے شکوے سن کر "مسکرا رہا تھا۔۔

ہاں میں بہت برا ہوں میری خانم بہت اچھی ہے بہت زیادہ اچھی ہے دیکھ لو کتنی جلدی مان گئی۔۔ وہ دھیرے سے اس کے کان میں سرگوشی نما انداز میں بولا نہا اپنے کان پر رضا کی گرم سانسوں کی تپش محسوس

کرتے جلدی سے اس سے دور ہوئی اسے لگا جیسے اس کا کان کسی نے اپنی
"گرم تپش سے جھلسا دیا ہو۔۔"

"نیہا کی بہت جلد پلکیں جھک گئی۔۔"

میں ابھی بھی نہیں مانی جتنا آپ نے مجھے ہرٹ کیا اس حساب سے مجھے
پورا ایک ویک آپ سے روٹھنا چاہیے تھا۔ اس کے سینے پر چھوٹے
چھوٹے مکے برسا کر بولی کہ رضا کا قہقہہ کمرے میں بلند ہوا نیہا نے خفگی
"سے اسے گھورا۔۔"

میں اپنی غلطی ایکسیپٹ کرتا ہوں خانم مجھے تم روتی ہوئی بالکل اچھی نہیں
لگ رہی۔۔ میری جان ہوں نہ مان جاؤ میری سوری ایکسیپٹ کر لو آئندہ
"نہیں ہرٹ کرونگا۔۔"

اگر آئندہ بھی ہرٹ کیا تو۔۔؟ اس نے روتے ہوئے پوچھا رضائے
"شرارت سے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔۔"

پھر جو سزا میرے لیے میری خانم منتخب کریں گی رضا جی حضور کہہ کر
قبول کر لے گا۔۔ چہرے پر دنیا جہاں کی معصومیت طاری کر کے وہ
فرمانبردار شوہر کی طرح اسے دیکھ کر بولا نہیابھی اس کے بار بار سوری
کرنے پر نرم پڑ گئی خوبصورت سی مسکراہٹ اس کو پاس کرتے نہانے
اس کی سوری ایکسیپٹ کر لی۔۔ ہائے میں جان نثار ہو جاؤں اپنی خانم پر
افس تمھاری یہ مسکراہٹ۔۔ لگتا ہے آج رضا خان کو قتل کرنے کا
"ارادہ ہے۔۔"

رضا سے ہنسانے کی خاطر نوٹنکی سے اپنا ہاتھ دل کے مقام پر رکھ کر
"بولا۔۔"

رضا بس کر دیں زیادہ پھیلے مت میں کبھی بھی نہ مانتی اگر آپ بار بار
سوری نہ کہتے۔۔ اگر اس کے بعد آپ نے مجھے ہرٹ کیا میں آپ کو

قتل کر دوں گی۔۔ وہ اپنے ناخن رضا کی آنکھوں کے سامنے لہرا کر بولی
"جسے تھام کر رضا نے اپنے لبوں سے لگا لیے۔۔"

بھلا رضا کی اتنی مجال وہ اپنی خانم کو ناراض کریں۔۔ آ جاؤ میرے گلے
لگ کر سارے گلے شکوے ختم کر دو۔۔ رضا نے اپنی باہیں پھیلائی تو نیہا
"منہ پھلا کر اس کے گلے لگ گئی۔۔"

تمہیں پتہ ہے جب بیوی شوہر سے ناراض ہوتی ہے تو وہ اسے منانے
کے لیے کیا کرتے ہیں سوچ رہا ہوں میں بھی کچھ یونیک طریقے سے
تمہیں مزید مناؤں رضا اس کے گرد اپنا حصار تنگ کر کے شرارت سے
بولا کہ نیہا اس کے سینے سے سراٹھا کر نہ سمجھی سے اس کی جانب دیکھنے
لگی جیسے پوچھ رہی ہوں کون سا طریقہ۔۔؟

شوہر اپنی بیوی کو یہاں کس کرتا ہے وہ بے باکی سے اس کے لبوں پر انگلی
پھیر کر بولا آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی پھر اسے اپنی محبت کے

رنگ میں رنگ کر جنت کی سیر کروا تا ہے کیا خیال ہے خانم اگر ابھی
بھی نہیں مانی تو اس طرح مناؤ رضا اس کی آنکھوں میں دیکھتے شرارت
"سے بول رہا تھا نہیا خفگی سے سرتاپیر سرخ ہو گئی۔۔

بہت مہربانی آپ کی آپ نے مجھے منایا میں مان گئی ہوں زیادہ بے باکی پر
اترنے کی ضرورت نہیں ہے میں ابھی بھی نہیں بھولی آپ کی وہ بے
رنخی۔۔ آنکھیں چھوٹی کر کے کر کے نہیا ہولے سے اس کے بال کھینچ کر
"لاڈ سے بولی۔۔

رضا اپنے خانم کی ان اداؤں پر عیش عیش اٹھا۔۔ دل بے ساختہ دھڑک
"اٹھا۔۔

دیکھ لو خانم جب میں پیار نہیں کرتا تو تم ناراض ہو جاتی ہو اب پیار کرنے
کا کہہ رہا ہوں تو اب پھر ناراضگی دکھا رہی ہو رضا نے اس کے لبوں پر

بہکے ہوئے انداز میں انگلی پھیر کر اس کے کمر کے گرد بازو لپیٹتے اپنے
"قریب تر کیا۔۔"

"رضاولیمے کے لیے تیار ہونا ہے مجھے لیٹ ہو رہا ہے۔۔"

بالکل نہیں جب تک میں یہاں پر پیار نہیں کر لوں گا میں تمہیں جانے
نہیں دوں گا رضا نے اس کے لبوں کے قریب اپنے لب کیے نہہا اپنے
آپ کو اس کے سامنے ہارتا ہوا محسوس کر رہی تھی آنکھیں بند کر کے
"جیسے اس نے رضا کو اس کے قریب آنے کی اجازت دی۔۔"

رضانے شدت دکھانے کی بجائے نرمی سے اس کے لبوں کو چھو کر اس
"کی گردن پر لمس چھوڑا نہہا نے سختی سے رضا کی شرٹ کو جکڑا۔۔"

جلدی سے 18 کی ہو جاؤ پھر مجھے رخصتی کروانی ہے اب اور اپنی خانم
سے دوری برداشت نہیں کر سکتا سو خانم جلدی سے خود کو رخصتی کے

لیے تیار کر لورضائے اس کے چہرے کے ہر نقش کو لبوں سے چھو کر
"اس کے پورپور کو اپنی محبت سے مہکایا۔"

میں رات کو آؤں گا تم سے ملنے پھر سکون سے بات کروں گا ابھی دیر ہو
رہی ہے اردشیر آنکل کی شادی فنکشن بھی آج ہی ہے اس لیے اس کی
بھی تیاری کرنی ہے اللہ حافظ خانم رضادوبارہ سے اس کے لبوں کو نرمی
"سے چھو کر جیسے اجلت لے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا۔"

میرا کھڑوس خان اپنے سرخ چہرے کو آئینے میں دیکھتی چہرا ہاتھوں میں
"چھپا کر شرماتے ہوئے بولی۔۔۔"

ولیمے کے لیے ہر شخص تیار تھا سب لڑکیوں نے لونگ میکسی اور ہیلز پہن رکھی تھی نور کوز بردستی ان سب نے پار لہر بجھوایا تھا تاکہ اسے مکمل طور پر دلہن بنا کر رخصت کریں ارد شیر کے ساتھ۔۔

انیزا کے بے ہوش ہونے کے بعد ارسلان شاہ کمرے میں نہ گیا اور ولیمے کی مصروفیات ارد شیر اور نور کی رخصتی کے باعث اذہان بھی ماورہ سے نہ مل پایا سب ہال میں پہنچے ہوئے تھے لڑکیاں برائڈل روم میں تھی اور حسب معمول سب مرد باہر ہال میں مہمانوں کو ہینڈل کر رہے تھے۔۔

نور آنٹی کیسی کیفیت ہے نہا کو نور کافی اچھی لگی تھی اس کے پاس بیٹھتے شرارتی انداز میں کہا نور خاموشی سے نفی میں سر ہلا کر بیٹھی رہی اس نے "خود کو دلہن کے روپ میں نہ دیکھا۔۔

ہیرا زید شاہ کے بارے میں سوچ کر شرمارہی تھی اس کی زندگی پر سکون
چل رہی تھی اپنی مسٹر کے ساتھ اور یہی کچھ حال عنائزہ کا بھی تھا شوہر
"کی قربت ملنے کے بعد اس کے چہرے پر سرخی چھائی رہتی۔۔۔"

ہم میں سب سے زیادہ خوش تو ہیرا اور عنائزہ ہیں ماورہ نے ان دونوں کو
آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھ کر شرارتی انداز میں کہا وہ دلہن بن کر بیٹھی
"ہوئی تھی لیکن اسے سکون پھر بھی نہیں آرہا تھا۔۔۔"

اب ہم کیا کریں ماورہ بھابھی ہم آپ کی طرح بے باک نہیں ہے ہمیں
شرم آتی ہے شرم مانے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے ماورہ کو تنگ کرنے کے
باعث بولی ماورہ نے صوفے پر پڑا کیشن اٹھا کر اس کی طرف اچھالا جو ہیرا
"نے بڑی مہارت سے کیج کیا۔۔۔"

تم بتاؤ تمہیں ویڈنگ نائٹ کا مطلب سمجھ آ گیا ہے ان سب نے اب رخ
عنائزہ کی طرف کیا وہ آنکھیں بڑی بڑی کر کے سب کی طرف دیکھتے
"ہوئے نہا کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔"

کیوں تنگ کر رہی ہو اس بیچاری کو اگر اسے مطلب پتہ چلے ہی گیا ہے تو
یوں تنگ کرنا ضروری ہے نہا نے اس کے گرد حصار بناتے اس کی
ٹانگ کھینچی عنائزہ بلائی لب باہر نکال کر بھیگی آنکھوں سے ان سب کی
طرف دیکھ کر نظریں جھکا گئی اسے یوں کبھی کسی نے تنگ نہ کیا تھا یوں
کبھی پیار بھرے اور شرارتی لہجے میں بات نہ کی تھی جس کے باعث
"اسے رونا آ رہا تھا۔"

عنائزہ ہمارا تنگ کرنا تمہیں برا لگ رہا ہے سب ایک ساتھ بولی عنائزہ
نے نفی میں سر ہلایا آج اس نے اپنے گھر واپس چلی جانا تھا اس کا دل
نہیں چاہ رہا تھا ان سب کو چھوڑ کر جائے اسے شاہ خاندان کا ہر فرد بہت

اچھا لگا انہوں نے محبت پیار اور بے شمار عزت سے عنائزہ کو نوازا
"تھا۔۔۔"

تسی سارے بہت چنگے او میں کار کلی تنگ ایانی آ (تم سب بہت اچھے ہو
میں گھرا کیلی بور ہو جاتی ہوں) عنائزہ کی بات کو اردو میں ٹرانسلیٹ
کر کے میرم نے سب کو بتایا باری باری کر کے سب نے عنائزہ کے
"رخسار کھینچے انہیں بھی وہ بہت سویٹ اور کیوٹ سی لگی تھی۔۔
نور نے ایک لمحے کے لیے انیزا کی طرف دیکھا جو نظریں جھکائی ہاتھ
"رگڑنے میں مصروف تھی۔۔"

نور کو ایک پل کے لیے انیزا ناشکری لگی تھی جس کے پاس اس قدر پیار
کرنے والا شوہر تھا اور وہ ناراضگی کا اظہار کر رہی تھی غلطی ہر ایک سے
ہوتی ہے ہمیں چاہیے کہ اس غلطی کو درگزر کر کے اپنا رشتہ بہتر بنائیں
"

اذہان شاہ اور زیان شاہ ناک کر کے کمرے میں داخل ہوئے نور جس نے ابھی اپنی بھاری پلکیں اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا ہی تھا سامنے اپنے مجازی خدا کو دیکھتے ہیں دوبارہ نظریں جھکالی زیان شاہ کی طرف اذہان نے ماورہ اور ارد شیر نے نور کی طرف ہاتھ بڑھایا ماورہ نے تو فوراً ہاتھ تھام لیا غصے سے نیشہ نے بھی زیان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا نور کو بے انتہا شرم محسوس ہو رہی تھی ارد شیر کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے پر اسے کنفیوز بیٹھے تھے ارد شیر نے خود اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام کر "کھڑا کیا۔۔۔"

سب سے پہلے اذہان اور ماورہ چلتے ہوئے سیڑج کی طرف جا رہے تھے جہاں بیٹھنے کے لیے سارا سیٹ اپ کیا گیا تھا تمام لائٹس اف تھی سوائے ایک کے جو ماورہ اور اذہان پر چلائی گئی ماورہ اذہان کا بازو تھامے آہستہ آہستہ چلتے سیڑج تک گئی ان کے پیچھے زیان اور نیشہ ایک دوسرے

کا بازو پکڑے چلتے ہوئے آرہے تھے ان کے سٹیج پر بیٹھتے ہی ارد شیر نور کا ہاتھ تھامے سٹیج کی طرف بڑھا زور یز خان زادہ کی نظر ان دونوں پر گئی ایک پل کے لیے دل پر سکون ہوا تھا کہ اس کی ماں ایک پاک رشتے میں جا چکی ہے لیکن ارد شیر کی طرف دیکھتے ہی اسے بے انتہا غصہ آیا اسے وہ "ایک آنکھ بھی نہ بھاتا تھا۔"

تینوں کپل سٹیج پر بیٹھے تھے، اذہان ماورہ کے کان میں سرگوشیاں کر کے اسے تنگ کر رہا تھا زیاں اور نیشہ خاموشی سے لوگوں پر نظر ٹکائے بیٹھے تھے ارد شیر تو یقین کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس کی نور اس کے ساتھ جارہی ہے اور نور کے رات کے بارے میں سوچ کر ہی پسینے چھوٹنے لگے حالانکہ اس نے ارد شیر سے بات کر لی تھی کہ ان کے درمیان کوئی رشتہ نہیں بنے گا لیکن پھر بھی نہ جانے کیوں دل کی "کیفیت عجیب سی ہو رہی تھی۔۔۔"

ولیمے کا فنگشن بہت ہی خوبصورت گزرا شاہ خاندان کے مرد میل سائیڈ پر اور عورتیں عورتوں والی سائیڈ پر تھی جس کے باعث کسی نے بھی اپنی بیوی سے ملاقات نہ کی رخصتی کا وقت قریب ان پہنچا نور کا دل "پسلیاں طور پر باہر آنے کو بے تاب تھا۔۔۔"

نور لبوں پر قفل لگائے زوریز کے ہمراہ چلتی ارد شیر کے ساتھ کار میں بیٹھی اپنے آپ کو رونے سے باز رکھا مبادہ کہی زوریز خانزادہ کار یکشن "سخت نہ ہو اپنی ماں کا رونا دیکھ کر۔۔۔"

ماورہ، ازہان، زید اور ہیرا ایک کار میں تھے سب اپنی اپنی بیوی کے ساتھ گھر کی طرف روانہ ہونے گئے ایک کار میں عیشان اکیلا تھا میرم کو وہ اس کے ساتھ اکیلے نہیں بیچ سکتے تھے کیونکہ وہ اس کا نامحرم تھا اس لیے وہ "زید شاہ کی کار میں تھی۔۔۔"

راستے میں شد اور خان کے آدمی زید شاہ کی کار کا پیچھا کرنے لگے پہلے پہل تو انہوں نے غور نہ کیا لیکن جب آدھے گھنٹے سے زید نے ایک کار کو پیچھا کرتے دیکھا تو فرنٹ مرر سے آدمیوں کے چہرے پر غور کیا انہوں نے کالے رنگ کے ماسک پہن رکھے تھے جن پر ایس۔ کے لکھا "ہوا تھا۔"

شد اور خان! زید شاہ زیر لب بڑبڑایا ہیرا زید کے چہرے کے سخت تاثرات دیکھ کر ہاتھوں کو آپس میں پیوست کیے پریشانی سے اپنی نظریں اپنے مسٹر پر ٹکا گئی۔۔۔

زید سب ٹھیک ہے ازہان نے فرنٹ مرر سے نظر آتی زید کی شہد رنگ "آنکھوں کو سرخ ہوتے دیکھ استغفار کیا۔"

زید شاہ کار کی سپیڈ حد سے زیادہ کر گیا تاکہ شاہ خاندان کے افراد ان کی وجہ سے مصیبت میں نہ پڑ جائے ارسلان شاہ نے زید کی کار کے پیچھے

تین گاڑیاں دیکھ لی تھی اس کے ساتھ نہیہا، رضا اور انیزا موجود تھے کار
"روک کر انھیں دوسری کار میں بیجھ دیا۔"

بھائی جی کیا ہوا انھیں دوسری کار میں کیوں بیجھا ہے؟ ارسلان شاہ کا
"سخت انداز دیکھ کر رضا کو پریشانی ہوئی۔"

شد اور نے اپنے آدمی زید کے پیچھے لگوائے ہوئے ہیں ان کے ساتھ
ماورہ، میرم اور ہیرا بھی موجود ہے زید اور اذہان بھائی تو خود کی حفاظت
کر لے گے لیکن وہ لڑکیاں ہے وہ خود کی حفاظت نہیں کر پائیں گی
ارسلان نے کار کو آہستہ رکھا تاکہ ایس۔ کے کے آدمیوں کو شک نہ ہو
"کہ ڈیول ان کے پیچھے ہے۔"

ارسلان نے اپنے پیچھے ایک اور کار کو آتے محسوس کیا نہ کار پر نمبر پلیٹ
تھی اور مرر باہر دیکھنے سے بلر لگ رہے تھے جس کے باعث اندر بیٹھے
"شخص کا چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا۔"

بھائی جی شد اور کی زید سے کیا دشمنی ہے رضا نے شد اور کے آدمیوں پر
"نظر ٹکائے فکر مندی سے پوچھا زید شاہ اس کا بچپن کا دوست تھا۔
مجھ سے بدلہ لینے کے لیے وہ میرے بھائی اور ڈیول ڈیمن کے رائٹ
ہینڈ کو ختم کرنا چاہتا ہے ارسلان شاہ کی کانپٹی کی ابھری ہوئی رگیں اس
کے اندر پیدا ہوتے اشتعال اور غصے کا پتہ بتا رہی تھی رضا نے گن نکال
"کر لوڈ کر لی۔۔۔"

زید یہ ہمارے پیچھے گاڑیاں کس کی ہے اذہان نے اپنی کار کے پیچھے کچھ
گاڑیوں کو محسوس کر کے زید سے استفار کیا اسے کچھ گڑ بڑ کا احساس ہو
رہا تھا اذہان شاہ کو خود کی نہیں کار میں موجود میرم، ہیرا اور ماورہ کی پرواہ
تھی ان کے گھر کی عزت کو ذرا سی بھی خراش آئے انہیں برداشت نہ تھا
"اور میرم ملک ان کی ذمہ داری تھی ان کے گھر مہمان تھی۔۔۔"

میرم جو پہلے ہی عیشان شاہ کے رویے سے ڈری ہوئی تھی سختی سے ماورہ
کا ہاتھ تھام گئی بابا نے آنکھوں سے اسے پر سکون ہونے کا اشارہ کیا ہیرا
"زید کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر ڈری سہمی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔"

ہیرا کچھ نہیں ہوگا ریلیکس ہو جاؤ زید نے ہیرا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام
کر آنکھوں سے پر سکون ہونے کا اشارہ کیا ہیرا زید کا ہاتھ اپنے رخسار پر
رکھ کر اور آنسو بہانے لگی زید ایک لمحے کے لیے پیچھے آتی گاڑیوں کو
دیکھتا اور کبھی ڈرائیونگ پر فوکس کرتا اذہان اور زید کو صرف ان تینوں
کی پرواہ تھی انہیں کسی محفوظ جگہ پہنچا کر پھر شد اور کے آدمیوں کو
ٹھکانے لگانا تھا اذہان کو بھی معلوم پڑ گیا تھا کہ یہ شد اور کے ہی آدمی ہے
کیونکہ شد اور نے جانے سے پہلے پر اسرار مسکراہٹ چہرے پر سجا کر زید
"کی طرف دیکھا تھا۔۔۔"

زید شاہ نے جب کار کی سپیڈ حد سے زیادہ تیز کر لی شد اور کے آدمیوں کو معلوم ہو گیا کہ اسے پتہ چل گیا ہے کہ ہم اس کا پیچھا کر رہے ہیں انہوں نے گولیاں چلانا شروع کر دی ماورہ ڈر کر اذہان کے ساتھ اور میرم ماورہ کے ساتھ چپک گئی ہیرا زید کا ہاتھ سختی سے تھام کر تقریباً اس کے ساتھ چپکے ہوئے بیٹھی تھی۔

ریلیکس ہو جاؤ کچھ نہیں ہو گا زید اور اذہان ان تینوں کو ڈرتے دیکھ یک زبان بولے اذہان نے نرمی سے میرم کے سر پر ہاتھ رکھ کر بھائیوں کی طرح اسے پرسکون ہونے کا کہا۔

اذہان بھائی ڈر لگ رہا ہے میرم روتے ہوئے ماورہ کے ساتھ چپکے بولی

--

زید نے دو گن نکال کر لوڈ کر کے ایک اذہان شاہ کی طرف پھینکی گاڑی کا مرر نیچے کر کے اذہان نے ایک گاڑی کے ٹائر پر گولی ماری وہ سیدھا جا کر

درخت کے ساتھ لگی اور بلاسٹ ہوا جو دو گاڑیاں ان کے پیچھے تھی کافی دور چلی گئی ارسلان شاہ بلاسٹ ہونے پر اپنی کار کو وہیں پر روک دیا "ارسلان کے کار روکتے ہی ارسلان شاہ کے پیچھے آتی کار بھی رکی۔۔

کچھ پل بعد وہ کار پھر سے ان کا پیچھا کرنے لگی انہوں نے اپنے پیچھے ایک گاڑی کو دیکھا تو کچھ کیل نکال کر سڑک پر پھینک دیے ارسلان نے کار کو روکنے کی کوشش کی لیکن کار کی سپیڈ تیز ہونے کی وجہ سے چاروں ٹائر ایک ساتھ پنچر ہوئے ان کے پیچھے آتی گاڑی اپنا رخ بدل کر دوسرے راستے پر چلی گئی۔۔

جان سے مار ڈالوں گا تمہیں شد اور خان ارسلان کار سے باہر نکلتے بلند آواز میں چلایا اگر اس کے بھائی کو ذرا سی بھی خروش آتی اس نے شد اور "خان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے تھے۔۔

کار منگو اور ضار سلان پریشانی سے اس سنسان سڑک کے درمیان میں
چلتے رضا سے بولا یہ احساس اور سوچ ہی جان لیوا تھی کہ اگر ان کے
خاندان کی عزت اور اس کے بھائیوں کو کچھ ہو گیا تو؟۔۔۔

رضانے فوراً گال کر کے گاڑی اس سنسان روڈ پر لانے کا کہا زید شاہ کی
کار کا ایک ٹائر شد اور کے آدمی پنچر کر چکے تھے بمشکل وہ گاڑی کو
سنجھالے ہوئے سپیڈ میں چلا رہا تھا جب گولی چلنے کی آواز آئی اور گاڑی
کے تین ٹائر ایک ساتھ پنچر ہوئے کار کو بمشکل سنبھالتے ہوئے ایک
"جگہ رکا گن لوڈ کر کے وہ دونوں کار سے باہر آئے۔۔۔"

ایلف! شد اور کے آدمیوں نے آج پہلی مرتبہ ڈیول کے رائٹ ہینڈ کو
"دیکھا تھا بنا ماسک کے۔۔۔"

لگتا ہے اپنی موت بلوانے کا زیادہ شوق چڑھا ہوا ہے تم سب کو زید ایک
ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے بول کر گن کارخ سامنے کھڑے دس
"آدمیوں کی طرف کیا۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے کہ تم دو ہم دس کا مقابلہ کر پاؤ گے خاموشی سے کار
میں بیٹھی لڑکیوں کو ہمارے حوالے کروان میں سے ایک آدمی کمینگی
سے کار پر نظر ٹکائے بولا زید نے گولی اس کے دماغ میں ماری تھی کہ ان
"10 آدمیوں کے لیڈر نے زید شاہ کے کندھے پر گولی ماری۔۔

اذہان نے گن چلاتے تین آدمیوں کو ختم کیا باقی چھ آدمیوں نے ایک
ساتھ گولیاں چلائی اذہان کے پیٹ پر ایک گولی لگی اور زید شاہ کی کانپٹی
کے قریب سے گولی چھو کر نکلی خون کی ایک تیز دھار نکل کر پورے
چہرے کو لال کر گئی وہ دونوں زمین پر گرے بمشکل آنکھیں کھولتے خود
کو بے ہوش ہونے سے روک رہے تھے دردنا قابل برداشت ہونے کی

وجہ سے ہاتھ پاؤں ہلنے سے انکار کر رہے تھے ہمت کرتے اذہان اور زید شاہ اٹھنے لگے جب دو آدمیوں نے ان کے پیٹ پر ٹانگ مار کر زمین پر "دھکا دیا۔"

ہیرا میرم اور ماورہ کی بلند چیخ فضا میں گونجی تینوں لبوں پر ہاتھ جمائے "زید اور اذہان کو دیکھتے روزوں قطار آنسو بہا رہی تھی۔"

ہیرا، ماورہ اور میرم تینوں کو اغوا کر کے اپنی گاڑی میں ڈالتے لے گئے وہ چیختی چلاتی رہی لیکن ان کے محافظ ہوش و ہواس سے بیگانہ سڑک کے "درمیان میں خون سے لت پت گرے ہوئے تھے۔"

ان سب کو لا کر ایک کمرے میں پھینکا جہاں اندھیرا ہی اندھیرا تھا تینوں ایک ساتھ چپکے ہوئے آنسو بہا رہی تھی ماورہ اور ہیرا کی تو یہ سوچ سوچ

کر ہی جان نکل رہی تھی کہ ان کے شوہر نہ جانے کس حال میں ہوں
"گے۔۔"

گھنٹے بعد دروازہ کھلایکدم کمرے میں روشنی آنے پر ماورہ ہیرا میرم نے
اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھا لائٹ جلا کر شد اور خان نے دروازہ بند کیا خان
"کے ساتھ تین اور شخص اندر داخل ہوئے۔۔"

بابا! ہیرا اپنے بابا کو شد اور کے ساتھ دیکھتے بھاگ کر احمد راجپوت کی
طرف جانے لگی اس نے اپنی بیٹی کو دھکا دے کر زمین پر گرایا کمر کے بل
زمین پر گرنے کی وجہ سے ہیرا کے منہ سے سسکی نکلی یہ درد بھری
سسکی کمر میں اٹھنے والے درد کی وجہ سے نہ تھی ایک باپ کے اپنی بیٹی کو
"دھکا دینے اور ظالمانہ رویہ اختیار کرنے پر تھی۔۔"

ب۔ بابا! لہجے میں ہزاروں دکھ سمائے بھرائی ہوئی آواز میں کہا احمد
"راجپوت نے اپنے چہرے کا رخ دوسری جانب کر لیا۔۔"

ماورہ تو آنکھیں بار بار جھپک کر اپنے چچا کی طرف دیکھ کر یقین کرنے کی
کوشش کر رہی تھی کہ اس کا چچا جائیداد کے لیے اس قدر گر سکتا ہے
۔۔"

میرم کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کہاں ہے کہاں نہیں اپنے سامنے انجان
لوگوں کو دیکھ کر دل میں ایک انجانہ سا خوف پیدا ہوا اپنی عزت کھو
"دینے کا۔۔"

اُس حرام خور کی لاش کہاں ہے؟ احمد راجپوت نے ہیرا کی طرف
حقارت سے دیکھتے ہوئے شد اور خان سے پوچھا ہیرا کو ایک پل لگا تھا
سمجھنے میں کہ اس کے باپ نے یہ سب کیوں کیا صرف زید شاہ سے بدلا
"لینے کے لیے اور اپنی بیٹی سے جائیداد چھیننے کے لیے۔۔"

ویسے ماننا پڑے گا احمد راجپوت اور اسامہ راجپوت تم دونوں کے خاندان
کہ لڑکیاں خوبصورت کافی ہیں داؤد نے کمینگی سے ہیرا اور ماورہ کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا ہیرا اب ماورہ کے ساتھ چپکی بیٹھی تھی اور میرم
"ڈر اور خوف کے مارے کانپ رہی تھی۔۔

ان کی مائیں جو اس قدر خوبصورت تھی اسی لیے تو بیٹیاں بھی قیامت
خیز حسن رکھتی ہیں اسامہ راجپوت نے میرم اور ہیرا کو حقارت سے
دیکھتے ہوئے کہا اسے ماورہ کی ماں پسند تھی لیکن اس کی شادی اسامہ
راجپوت کے بڑے بھائی حسن راجپوت سے کر دی گئی اور بعد میں اسے
ہیرا کی ماں پسند آئی تھی جس کو اس کے کزن احمد راجپوت نے اپنے
جال میں پھنسا کر شادی کر لی۔۔ احمد راجپوت نے ہیرا کی ماں سے
پیسوں کے لیے شادی کی تھی اور سامہ راجپوت دل پھینک مرد تھا ہر
"لڑکی کو ہوس کی نظر سے دیکھتا تھا۔۔

ہیرا آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے اپنے بابا کو دیکھے جا رہی تھی جس کی محبت کے لیے وہ بچپن سے ترستی آئی تھی اور اس کا باپ نے "صرف جائیداد کے لیے اسے اپنے گھر میں رکھا ہوا تھا۔"

یہ ایک تو مفت میں آگئی ہے، کیا کرنا ہے اب ان دونوں کا؟ شداور نے صرف ظاہری طور پر پوچھا اس نے کرنا تو وہی تھا جو اس کا دل چاہ رہا تھا۔۔۔"

جو مرضی کرو ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا بس جیسے ہی یہ دونوں مریں گی ہمیں ہماری جائیداد مل جائے گی اسامہ راجپوت کمینگی سے قہقہہ لگاتے "ہوئے بولا احمد راجپوت نے بھی اسامہ کی ہاں میں ہاں ملائی۔"

ٹھیک ہے تم دونوں کا کام ہو جائے گا جاسکتے ہو تم دونوں اب یہاں سے انھیں کس طریقے سے مارنا ہے یہ چیز شداور خان اچھے سے جانتا ہے شداور نے داؤد کو اشارہ کیا کہ ان دونوں کو باہر لے جائے احمد راجپوت

جانے لگا جب ہیرا ہڑ بڑا کراٹھتی گرتے ہوئے احمد راجپوت کے پاس
"پہنچ کر اس کا ہاتھ سختی سے تھاما۔۔"

بابا اس طرح مت کریں آپ کو جائیداد چاہیے میں آپ کو اپنی ساری
جائیداد دے دوں گی اپنی بیٹی کو ان درندوں کے پاس چھوڑ کر مت
جائیں میں آپ کی عزت ہوں ہیرا روز و قطار روتے ہوئے احمد رات
"راجپوت کے سامنے گڑ گڑائی۔۔"

احمد نے ہیرا کو دوبارہ خود سے دور دھکا دیا وہ منہ کے بل زمین پر گری
ناک اور ہونٹوں سے خون بہنا شروع ہو گیا احمد راجپوت اور اسامہ
"راجپوت دونوں داؤد کے ساتھ کمرے سے باہر چلے گئے۔۔"

شاہ خاندان کی کمزوری اب شد اور خان کے ہاتھ میں تھی زید اور اذہان
شاہ کو وہ گولی مروا چکا تھا جو کسی بھی وقت مر سکتے تھے زید شاہ ارسلان
شاہ کی کمزوری تھی اس کے مرنے سے ارسلان شاہ مر جاتا، ہیرا اور

ماورہ شاہ خاندان کی عزت تھی جن کو نیلام کر کے وہ شاہ خاندان کو بدنام
"کرتا۔۔۔"

ہ۔ ہمیں۔۔۔۔۔ ج۔ جانے۔۔۔۔۔ دو وہ تینوں نے اٹکتے ہوئے بمشکل
بول کر حلق سے آواز نکالی لڑکیاں کمزور نہیں ہوتی انہیں بس اپنی
عزت کھو جانے کا ڈر ہوتا ہے اور یہی ڈر اس وقت ان تینوں کے دل میں
"تھا۔۔۔"

بوس زید شاہ کی بیوی کچھ زیادہ ہی خوبصورت ہے داؤد ہوس بھری
نظروں سے ہیرا کو دیکھ رہا تھا ہیرا کو اس کی نظروں سے گن محسوس
ہوئی وہ لڑکی جو ہمیشہ اپنے شوہر کی باہوں میں چھپی رہتی تھی اس کے
ساتھ جب اس کے شوہر کا رویہ ٹھیک ہوا تھا زید شاہ نے کبھی اسے گرم
"ہوا بھی نہ لگنے دی تھی۔۔۔"

داؤد نے اپنے قدم ہیرا کی طرف بڑھائے ماورہ نے ہیرا اور میرم کا ہاتھ
"سختی سے تھام کر خود کے ساتھ لگایا۔"

لے جاؤ داؤد اسے شد اور کے کہتے ہی داؤد نے ہیرا کا ہاتھ پکڑ کر اسے
اپنی طرف کھینچا ماورہ نے اس کا ہاتھ سختی سے پکڑا ہوا تھا داؤد نے ماورہ کی
"کلانی پر پاؤں ماڑا اور ہیرا کو گھسیٹتے ہوئے وہاں سے لے گیا۔"

ابھی تک گاڑی کیوں نہیں آئی ارسلان شاہ کب سے سنسان سڑک پر
گاڑی کا انتظار کر رہا تھا گاڑی کونہ آتے دیکھ رضا خان زادہ پر چلایا ارسلان
شاہ کے دل میں یکدم درد کی شدید ہر پیدا ہوئی برداشت کرتے دوبارہ
"سے سڑک پر چکر لگانے لگا۔"

کچھ دیر اور انتظار کرنے کے بعد دو کار آئی رضا کار میں بیٹھ چکا تھا ارسلان
کار میں بیٹھنے لگا جب دل کی دھڑکن کم ہونے کی وجہ سے اس کے قدم
"لڑکھڑائے خود کو سنبھالتے کار میں بیٹھا۔"

بھائی جی طبیعت ٹھیک ہے رضا کو ارسلان کی طبیعت بگڑتی ہوئی معلوم
"ہو رہی تھی دوسری کار میں بیٹھے ارسلان شاہ سے استفسار کیا۔"

ارسلان شاہ نے بنا رضا کی بات کا جواب دیے کار کو حد سے زیادہ تیز میں
بھگاتے زید شاہ کے موبائل کی لوکیشن ٹریس کی جو ان سے 30 منٹ کی
دوری پر تھے 30 منٹ کا فاصلہ دس منٹ میں طے کرتے وہاں پہنچے
سامنے سڑک پر زید اور اذہان کو خون سے لت پت دیکھ کر ارسلان شاہ
اور رضا خان زادہ کے چہرے کارنگ اڑا بھاگتے ہوئے ارسلان زید کے
"پاس اور رضا اذہان کے پاس گیا۔"

زید میرے بھائی آنکھیں کھولوارسلان زید کا سراپنی گود میں رکھتے اس کے رخسار تھپتھپارہاتھا چہرہ خون سے تراور آدھے سے زیادہ سینہ خون سے بھیگا ہوا تھا وہ بھائی جس کو کبھی ارسلان شاہ نے خراش تک نہ آنے "دی، آج اسے گولیاں لگی اور ارسلان شاہ کچھ نہ کر پایا۔

شیر و آنکھیں کھولواپنے بڑے بھائی کی بات نہیں مانوگے ارسلان نے "اسے اس نام سے پکارا جس نام سے وہ اسے بچپن میں پکارا کرتا تھا۔ ارسلان نے اپنی چادر اتار کر رضا کو پکرائی کہ اذہان کے پیٹ پر چادر باندھے تاکہ خون نکلنا بند ہو زید کو ارسلان شاہ سختی سے اپنے سینے سے لگا گیا آج دوسری مرتبہ اس کے کپڑے خون آلود ہوئے تھے اپنوں "کے خون سے۔

اذہان بھائی ارسلان نے ہاتھ بڑھا کر اذہان کے کندھے کو جھنجھوڑا اچانک اس کے ذہن میں لڑکیوں کا خیال آیا وہ بھی ان کے ساتھ موجود

تھی زید کا سر رضا کی گود میں رکھتے بھاگتے ہوئے کار تک گیا کار کے اندر
"کوئی موجود نہ تھا۔"

رضا! زید اور اذہان بھائی کو لے کر ہاسپٹل جاؤ چہرے پر ہاتھ پھیرتے
"پاکٹ سے اپنا ماسک نکال کر چہرے پر لگایا۔"

بھائی جی لیکن آپ اکیلے رضا نے پریشانی اور فکر مندی سے ارسلان شاہ
کو دیکھا زید کی حالت بگڑ رہی تھی جس کی وجہ سے ارسلان شاہ بے
"کنزور پڑ سکتا تھا۔"

کچھ نہیں ہو گا مجھے میرا بھائی تمہارے حوالے ہے رضا مجھے میرے
دونوں بھائی کسی بھی حال میں ہوش میں چاہیے ارسلان گھٹنوں کے بل
زمین پر بیٹھتا زید کی پریشانی سے بال ہٹائے جو خون سے بھگے ہوئے تھے
"

میرا وعدہ ہے آپ دونوں سے پاس ارسلان شاہ آپ دونوں کی عزت کو کچھ نہیں ہونے دے گا ارسلان نے دونوں کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا تھا "پھر رضا کی مدد کی ان دونوں کو کار میں لٹانے میں۔۔

ارسلان شاہ کار میں بیٹھا اپنی کالی جیکٹ اتار کر پہنی وہ ڈیول ڈیمین کے "روپ میں آچکا تھا۔۔

ارسلان اسی سنسان سڑک پر کار دوڑانے لگا ہیرا اور ماورہ کے موبائل کی لوکیشن ٹریس کی جو جنگلوں کے درمیان آرہی تھی۔۔

شد اور خان! جس آدمی نے میرے بھائیوں کو مارنے کی کوشش کی ہے اس کے ٹکڑے ٹکڑے تمہارے سامنے کروں گا اور تمہیں ایسی موت دوں گا کہ آج کے بعد ارسلان شاہ کے اپنوں کو نقصان پہنچانے سے پہلے مرنا پسند کرے گا ارسلان کار حد سے زیادہ تیز دوڑا رہا تھا اسے کسی

بھی طرح شد اور خان کے نئے اڈے کے بارے میں معلوم کرنا تھا

اچانک لوکیشن آنا بند ہو گئی ارسلان شاہ نے موبائل سیٹ پر زور سے
پڑکا جب غصہ تھوڑا ٹھنڈا ہوا دوبارہ فون اٹھا کر دوبارہ سے لوکیشن چیک
"کی جو آخری پتہ اب جنگلوں کے درمیانے حصے میں آ رہا تھا۔"

جنگل کے باہر کارو کی کیونکہ جنگل کے اندر ارسلان شاہ کار نہیں لے کر
جاسکتا تھا بھاگتے ہوئے موبائل ہاتھ میں پکڑتے کبھی لوکیشن دیکھتا تو
"کبھی اندھیرے میں سامنے کی طرف دیکھ کر بھاگتا۔"

شاہ خاندان کے سب افراد گھر پہنچ چکے تھے انیز اپنے کمرے میں چلی گئی اور باقی سب اپنے اپنے کمرے میں انہیں لگا کے زید، ازہان، ہیرا، "ماورہ، میرم، ارسلان اور رضا گھر آچکے ہیں۔۔

انیزا کمرے میں گئی غور سے کمرے میں چاروں اور نظر دوڑانے لگی۔
"الوداع" دل میں کہہ کر انیزا الماری سے اپنے کپڑے نکال کر ڈریسنگ
روم میں چینج کرنے کے لیے گئی وہاں سے باہر آئی آئینے کے سامنے
کھڑے ہو کر اپنے رات میں ارسلان شاہ کے ساتھ گزارے ہوئے پل
یاد آئے جب وہ آئینے کے سامنے کھڑے تھے اور ارسلان شاہ نے اسی
اپنے حصار میں لیا تھا اپنے ذہن میں آتی یادوں کو جھٹک کر اپنے بالوں کو
جوڑے میں قید کر کے حجاب کر کے نقاب کیا اور الماری سے ایک بڑا سا
بیگ نکالا جس میں وہ اپنے کپڑے پیک کرنے لگے اس نے کہا تھا وہ
"ارسلان شاہ کو چھوڑ کر چلے جائے گی اور وہ جا رہی تھی۔"

انیزا کی نظر بیڈ پر پڑی جہاں ارسلان شاہ اسے اپنے سینے پر سر رکھیں نظر
آیا، صوفے پر دیکھا جہاں وہ ڈری سہمی روتے ہوئے ارسلان شاہ کے
گلے لگی ہوئی تھی، واش روم کی طرف دیکھا جہاں اسے ارسلان شاہ

اسے بھگے کپڑوں میں اپنے ساتھ لگائے چپکرواتے ہوئے باہر لے کر آیا، پھر ڈریسنگ روم کی طرف دیکھا جہاں سے وہ ارسلان شاہ کارٹ ٹراوڑر شرٹ پہن کر باہر آئی وہ جہاں دیکھتی اسے ہر جگہ ارسلان شاہ "نظر آتا۔۔۔"

انیزازمین پر بیٹھتی اپنے لبوں پر ہاتھ بے آواز رونے لگی تاکہ اس کی "سسکیاں کمرے سے باہر نہ جائیں۔۔۔"

جب ہمیں کسی کی عادت ہو جائے تو اس سے دور جانا ہمیں سب سے "مشکل ترین کام لگتا ہے۔۔۔"

کبھی کبھار دل میں خیال آتا ہے کہ آپ کا رویہ صرف ظاہری تھا آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے لیکن پھر جب آپ کی آنکھوں میں اپنے لیے احساسات دیکھتی ہوں تو سب کچھ سچا لگتا ہے ایسا لگتا ہے کہ خدا کے بعد "آپ سے زیادہ اس دنیا میں مجھے کوئی پیار کرنے والا ہے ہی نہیں۔۔۔"

کاش آپ نے مجھ سے ہمارے بچے کے بارے میں چھپایا نہ ہوتا نیزا
روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان بولی اسے سب سے زیادہ دکھ ہی اس
بات کا تھا کہ اس کے شوہر نے بچے والی بات اس سے چھپائی ڈریسنگ
"ٹیبیل کا سہارا لے کر اٹھی عبایا پہن کر اپنا بیگ پکڑا۔"

سائیڈ ٹیبیل کے پاس کھڑے ہو کر دراز سے اپنی اور ارسلان شاہ کی
"تصویر نکال کر ہاتھ میں پکڑ لی۔۔۔"

مجھے چھوڑ کر جا رہی ہو اپنے شاہو کی آواز سن کر نیزا فوراً پلٹی لیکن پیچھے
"کوئی موجود نہ تھا۔"

پاگل ہو جاؤں گی اگر یہاں ایک پل بھی رکی مجھے آپ کی یادیں آپ کی
آنکھوں میں نظر آتے اپنے لیے جذبات پاگل کر رہے ہیں مجھے نیزا
"ہندیانی انداز میں چیخی۔۔"

کچھ دیر بعد خود کو پر سکون کر کے دروازہ کھولا باہر کوئی بھی موجود نہ تھا
دبے پاؤں وہ گھر سے باہر لان میں آگئی سامنے گارڈز کھڑے تھے اگر وہ
"ان کے سامنے جاتی تو وہ ارسلان شاہ کو بتا دیتے۔۔"

انیزا نے پول سائیڈ پر بنے بیک ڈور کو دیکھا اور پھر اپنے قدم اس جانب
بڑھا دیے دروازے کے پاس پہنچ کر ایک نظر شاہ پبلس کو دیکھا اس کی
خوبصورت یادیں شاہ پبلس میں گزری تھی اپنے شاہو کے ساتھ وہ
حسین پل وہ احساسات سب کچھ چھوڑ کر انیزا ارسلان شاہ اپنے شاہو
"کے پبلس کو چھوڑ کر جا رہی تھی۔۔"

آنکھوں سے روز و قطار آنسو بہنے لگے دروازہ بنا آواز پیدا کیے کھول کر وہ
"باہر چلی گئی۔۔"

رضازید اور اذہان کو لے کر ہاسپٹل گیا انہیں آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا تھا احمد شاہ جو کسی ایمر جنسی کی وجہ سے ہاسپٹل آئے ہوئے تھے ان کے ایک پیشٹ کی طبیعت کافی زیادہ خراب ہو گئی تھی احمد شاہ اپنے کیمین سے باہر نکلے جب انہوں نے رضا کو آپریشن تھیٹر کے باہر سر "تھامے بیٹھے دیکھ قدم اس کے جانب بڑھائے۔۔

رضا ہاسپٹل کیوں آئے ہو تم؟ انہیں بے حد حیرانگی ہوئی تھی رضا کو ہاسپٹل میں دیکھ کر رضا کے پاس کوئی جواب نہ تھا احمد شاہ کو دینے کے لیے ہاتھوں کو آپس میں سختی سے پیوست کیے احمد شاہ سے نظریں چرائی وہ کیسے انہیں بتاتا کہ اس کے باپ نے ان کے بیٹے اور بھتیجے کو گولیاں مار "کر ان کے خاندان کی عزت کو اغوا کر کے لے گیا ہے۔۔

بابا۔۔۔ وہ۔۔۔ زید۔۔۔ کو۔۔۔ اور۔۔۔ اذہان۔۔۔ بھائی مشکل سے "یہ الفاظ ادا کر پایا۔۔

زید اور اذہان کیا احمد شاہ نے سخت لہجے میں رضا سے استفار کیا جو خیال
"ان کے ذہن میں آرہا تھا اسے جھٹکتے ہوئے جھڑ جھڑی لی۔۔

زید کو دو گولیاں لگی ہیں اور اذہان بھائی کو پیٹ میں دو گولیاں لگی ہے
ہیرا، ماورہ بھابی اور میرم کو شد اور کے آدمی اغوا کر کے لے گئے ہیں
رضا ایک سانس میں احمد شاہ کو سب کچھ بتا گیا انہیں تو جیسے اپنے کانوں پر
"یقین نہیں ہو رہا تھا کہ ان کے بیٹے کو گولی لگی ہے۔۔

بابا ارسلان بھائی جی اکیلے ایس۔ کے کے نئے اڈے پر گئے ہیں احمد نے
رضا کے کہتے ہی ایک لمحے کے لیے آپریشن تھیر کہ طرف دیکھا اور
ایک لمحے کے لیے ہاسپٹل سے باہر جانے والے راستے کو وہ کہاں جاتے
اپنے بیٹے کا ساتھ دینے کے لیے یا پھر اپنے زخمی ہوئے بیٹے کے پاس رہ
"کر اس کا دھیان رکھتے۔۔

بابا مجھے ارسلان بھائی جی نے زید اور اذہان بھائی کی حفاظت کی ذمہ داری دی ہے آپ جائیں میں یہاں ہوں میں ان کا خیال رکھوں گا رضائے احمد شاہ کا کندھا سہلاتے ہوئے انہیں ارسلان شاہ کے پاس جانے کا کہا۔۔"

مجھے ایک مرتبہ میرے بیٹے کو دیکھنا ہے احمد شاہ آپریشن تھیر کا دروازہ کھول کر اندر چلے گئے جہاں زید اور اذہان کی گولیاں نکالی جا رہی تھیں۔۔"

زید کا چہرہ خون آلود تھا اور اذہان شاہ کے پیٹ پر ایک نہیں دو گولیاں لگی تھی بے جان قدم اپنے بیٹے اور بھتیجے کی طرف بڑھائے دونوں کے سٹریچر کے درمیان کھڑے ہوتے اپنے ہاتھ ان دونوں کی پیشانی پر رکھے جن پر کپکپاہٹ طاری تھی۔۔

ڈاکٹر احمد اللہ پر یقین رکھیں آپ کا بیٹا اور بھتیجا دونوں انشاء اللہ ٹھیک ہو جائیں گے ایک ڈاکٹر نے احمد شاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر انہیں حوصلہ دیا احمد نے اپنے دل میں تہیہ کیا کہ جس نے ان کی بیٹی اور بھتیجے "کو گولیاں ماری ہیں اسے آگ لگا دیں گے۔"

اشتعال سے شد اور خان کے بارے میں سوچتے ہوئے وہاں سے چلے گئے ان کے جاتے ہی زید کے سانسیں اکھڑنے لگی اور اذہان شاہ کو تو "ہوش ہی نہیں آ رہا تھا۔"

ارسلان جنگل میں بھاگ رہا تھا جب اس کے دل میں بے پناہ تکلیف پیدا ہوئی بھاگتے ہوئے لڑکھڑاتے وہ کمر کے بل زمین پر گرا ایک لفظ لبوں سے ادا ہوا تھا "شیر و"۔

میرے بھائی کو کچھ نہیں ہو گا ہمت کر کے اٹھتے ہوئے پھر سے جنگل میں
بھاگنا شروع ہو گیا تاکہ جلد از جلد وہاں پہنچ سکے جہاں شد اور خان نے
"ہیرا ماورہ اور میرم کو رکھا تھا۔"

ارسلان کو کچھ دوری پر دھواں اٹھتا ہوا نظر آیا لبوں پر پر اسرار
مسکراہٹ آئی اپنے حلیے کو درست کر کے اور پاکٹ سے انہیلر نکال کر
"مصنوعی سانس لی۔"

ارسلان شاہ آگے بڑھنے لگا جب اسے اپنے پاؤں کے پاس کوئی چیز چلتی
ہوئی محسوس ہوئی نظریں نیچے کی جانب کی جہاں تین فٹ لمبا سانپ تھا
بنا آواز پیدا کیے ارسلان شاہ ایک جگہ کھڑا رہا سانپ کی نظروں سے
زیادہ اس کے کان تیز ہوتے ہیں وہ آہٹ سنتے ہی سامنے والے پر حملہ
کر دیتا ہے اس کی پاکٹ سے ایک سپینر تھا جسے نکال کر اس نے دور
"اچھالا سانپ آواز سنتے ہی تیزی سے اس جانب چلا گیا۔"

ڈیول کو یکدم اپنے پیچھے کسی کی آہٹ محسوس ہوئی مڑ کر دیکھا کوئی بھی نہ تھا جب سے وہ شد اور کے آدمیوں کے پیچھے جا رہا تھا اسے پہلے کوئی کار اپنا پیچھا کرتے ہوئے محسوس ہوئی اب اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے اپنے ذہن میں آئے خیالات کو جھٹک سامنے بنے گھر سے کچھ دوری پر کھڑا ہو گیا کیونکہ وہاں شد اور خان کے انگنت آدمی "کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔۔۔"

ارسلان آگے بڑھنے لگا جب اسے پیچھے سے کسی نے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر روکا اپنے دائیں جانب دیکھا جہاں احمد شاہ اور بائیں جانب زوریز "خانزادہ تھا اور ان دونوں کے پیچھے نیشہ اور عانیہ تھی۔۔۔"

تمہیں کیا لگا تھا ہم تمہیں اکیلا یہاں آنے دیں گے زوریز خانزادہ اور احمد شاہ یک زبان بولے ارسلان نے نفی میں سر ہلا کر پیچھے کھڑی ان دونوں کی طرف دیکھا ایک کا آج ولیمہ تھا جو اپنے شوہر سے چھپتے

چھپاتے یہاں آئی ہوئی تھی اور دوسری اس کی بہن جسے اپنے لالا کے
"بغیر ایک پل بھی سکون نہ آتا۔"

"زیان کو پتہ ہے تم یہاں پر ہو؟۔"

نہیں وہ تو پر سکون نیند کی گولیاں کھا کر سوئے ہیں نیشہ نے لا پرواہی سے
جواب دیا ارسلان شاہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس کی طرف دیکھا
جیسے کہنا چاہ رہا تھا وہ نیند کی گولیاں کھا کر سویا ہے یا تم نے کھلا کر سلایا
"ہے۔"

ارسلان میں اندر جاتا ہوں زوریز وہاں سے جانے لگا جب ارسلان شاہ
کے پیشانی پر ہاتھ مارنے پر وہ رکاوہ جہاں پر دیکھ رہا تھا زوریز نے اپنی
"نظریں اس جانب کی جہاں سے ارد شیر صاحب آرہے تھے۔"

ویسے تمہیں آگ لگی ہوئی تھی نکاح کروانے کی اب یہاں کے منہ اٹھا
کر آگئے ہوا حمد نے اسے دیکھتے ہی آگ اگلنا شروع کر دی پریشانی سے

آگے ہی جان نکلنے والی ہو گئی تھی ایک طرف ان کا بیٹا اور بھتیجہ اور
"دوسری طرف ان کی بہوئیں۔۔"

میری خوشیاں میرے دوست سے زیادہ عزیز نہیں ہے خوشیوں میں تو
ہر کوئی احمد شاہ ساتھ کھڑا رہتا ہے مشکلات میں بہت کم لوگ ساتھ
"ہوتے ہیں کہہ کر سب کو گھر کی طرف نظر ٹکانے کا اشارہ کیا۔۔"

جاؤار سلان نے زوریز کو اندر جانے کا کہا اور اس کی شرٹ پر ایک چھوٹا
"سایمرہ فٹ کر دیا تاکہ انہیں اندر کی ہر چیز دکھائی دے۔۔"

زوریز جیسے ہی تمہیں معاملہ آؤٹ آف کنٹرول ہوتا لگے تو تم یہ الفاظ کہو
گے کہ "بہت اچھا ہو رہا ہے" ارسلان نے اسے کوڈور ڈبتاتے آگے کی
جانب کیا زوریز خانزادہ جیسے ہی گھر کے مین گیٹ کے پاس گیا گارڈز نے
"اسے اندر جانے دیا چونکہ سب جانتے تھے وہ ایس۔ کے کا بیٹا ہے۔۔"

زور یز اندر گیا جہاں ہیرا کو دوسرے کمرے میں داؤد لے جا رہا تھا اور دو آدمی ماورہ اور میرم کو پکڑے ہوئے کھڑے تھے شد اور خان کی طرف "دیکھ کر مسکرایا اور اس کی طرف قدم بڑھائے۔"

یہ دیکھو زور یز شاہ خاندان کی عزت آج نیلام ہوگی پر اسرار قہقہہ لگا کر کہا زور یز خانزادہ کے چہرے پر ماسک تھا جس کی وجہ سے وہ تینوں اسے "پہچاننے سے قاصر تھی۔"

"داؤدان دو چھو کڑیوں کے سامنے ہی زید شاہ کی عزت کو نیلام کرو۔" چھوڑوں مجھے ہیرا اسے خود سے دور کھیلنے کی کوشش کر رہی تھی داؤد نے ہیرا کا حجاب کھول کر دور اچھالا حجاب کھلنے کی وجہ سے ہیرا کو اپنا وجود مکمل طور پر برہنہ ہوتا محسوس ہوا ایک لڑکی کے سر پر سے جب "دوپٹہ اتار دیا جائے تو وہ برہنہ ہونے کے مترادف ہوتی ہے۔"

ماورہ نے داؤد کو ہیرا سے دور کرنے کی کوشش کی جب اس نے ماورہ کے چہرے پر تھپڑ مارا وہ منہ کے بل زمین پر گری۔۔۔

شدا اور کا ایک آدمی میرم کو دوسرے کمرے میں لے جانے کی کوشش کر رہا تھا تا کہ اسے اپنی ہوس کا نشانہ بنا سکے شدا اور کے کہنے پر اس نے وہیں پر کھڑے ہوتے میرم کی شرٹ کندھے سے پھاڑی ارسلان اور باقی سب جو موبائل پر اندر ہوتا منظر دیکھ رہے تھے سب نے اپنا سر تھاما ارسلان شاہ کا ضبط جواب دے گیا جب داؤد نے ہیرا کی شرٹ پھاڑی "اور اس آدمی نے میرم کے چہرے پر تھپڑ مارا۔۔۔"

میں جا رہا ہوں ارسلان نے موبائل ارد شیر کی طرف اچھالتے گن نکال کر وہاں کھڑے چار آدمیوں کو گولی ماری جو بیک سائیڈ کے ڈور پر کھڑے ہوئے تھے ان کو گولی لگتے ہی سارے آدمی ان کے گرد اکٹھے ہو گئے ڈیول ڈیمین کے چہرے پر اسرار مسکراہٹ آئی چہرے پر

ماسک لگائے وہ سب ان آدمیوں میں شامل ہو گئے تاکہ انہیں لگے کہ وہ انہیں کے ساتھ وہاں پر پہرا دے رہے ہیں عانیہ اور نیشہ نے اس طرح کالباس زیب تن کیا ہوا تھا کہ انہیں دیکھ کر کسی کو پتہ نہ چلتا کہ وہ "عمورتیں ہیں۔۔"

کسی طرح چھپتے چھپاتے وہ سب ایک ایک کر کے اندر چلے گئے انہوں نے یہ دھیان نہ دیا کہ ان پانچوں کے ساتھ ایک اور وجود اندر داخل ہوا "تھا۔۔"

میرم ارسلان شاہ کی نیلی آنکھیں دیکھ کر اسے پہچان گئی اس سے قبل وہ اسے پکارتی جس آدمی نے میرم کی میکسی کا بازو پھاڑا تھا وہ میرم کے لبوں پر ہاتھ جما کر اس کی گردن پر جھکنے لگا ارسلان شاہ نے پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر ایک سوئی نما چیز نکالتے اس آدمی کی گردن پر ماری وہ چند سیکنڈ کے اندر ہی بے ہوش ہو کر زمین پر گرا منہ سے بے تحاشہ خون نکلنے لگا

دوسری پن نکال کر اس شخص کی گردن پر ماڑی جو ماورہ کے قریب
"جانے لگا تھا۔"

داؤد یہ سب دیکھتے ہوئے ہیرا سے دور ہوا ہیرا کی میکسی کا گریبان پھٹا ہوا
"بازو اور کمر سے بھی پھٹی ہوئی تھی۔۔۔"

کس نے کیا ہے یہ سب شد اور خان پیچھے مڑا ہی تھا کہ ارسلان شاہ اپنی
نیلی آنکھیں اس کی سبز آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر سفاکیت اور
"جنونیت سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔"

موقع پاتے ہی ارد شیر نے فوراً بھاگ کر میرم اور ماورہ کو اپنے اپنے بازو
کے حصار میں لے جاتے ان سب کے ساتھ کھڑا ہو گیا وہ سب ایک
سائیڈ پر کھڑے تھے جہاں شد اور خان انہیں نہیں دیکھ سکتا تھا ہیرا کو
"داؤد نے سختی سے پکڑا ہوا تھا۔"

اتنا وقت لگا دیا پہنچنے میں مجھے تو لگا تھا آدھے گھنٹے بعد تم یہاں ہو گے
لیکن تین گھنٹہ آف تم نے اپنی خاندان کے عورتوں کا نظارہ کروایا ہے
شد اور خان کمینگی سے کہہ کر ہوس بھری نظروں سے ہیرا کی طرف
"دیکھتے ہوئے بولا۔

ارسلان شاہ خونخوار نظروں سے داؤد کی طرف دیکھ رہا تھا جس نے ہیرا
کی گردن اور بازوؤں پر اپنے دانتوں کے نشان گاڑھے تھے اس کے بھائی
"کی عزت پر اس نے ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تھی۔۔

تم جیسے بغیرت مرد صرف یہی کر سکتے ہیں شد اور ارسلان شاہ کی بات
"پر قہقہہ لگاتے جب اس نے پیچھے دیکھا دولڑکیاں غائب تھیں۔۔

لڑکیاں کہاں گئی شد اور نے چلاتے ہوئے داؤد سے پوچھا جس نے
کندھے اچکا دیے ارسلان شاہ کو سامنے دیکھ کر ایک پل کے لیے وہ بھی
"ساکت ہوا تھا۔۔

بس یہ چھو کڑی تو ہے ہمارے پاس ایک ہی کی عزت نلام کی تو پورے
خاندان کی ہوگی داؤد نے ہیرا کا گریبان پھاڑ دیا ارسلان نے فوراً اپنی
نظریں دوسری جانب کر لی وہ اگر ذرا سی بھی کوئی حرکت کرتا داؤد ہیرا
کی عزت خراب کر سکتا تھا آج دوسری بار ارسلان شاہ بے بس ہوا تھا
۔۔۔"

ب۔ بھائی ج۔ جی م۔ مجھے ب۔ بچال۔ لے ہیرا اٹکتے ہوئے بول کر
"اپنے دونوں کندھے پر ہاتھ رکھ گئی تاکہ اپنے آپ کو چھپا سکے۔۔
کیا چاہیے تمہیں بالا خیر ارسلان شاہ نے اس سے پوچھا وہ ایک مرتبہ پھر
سے اپنے سامنے کسی اپنے کی عزت خراب ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا اس
کے بھائی نے کبھی اپنی بیوی کے سر سے دوپٹہ نہ اترنے دیا تھا اور آج وہ
"بے حجاب پھٹے کپڑوں سمیت نامحرم کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔"

میری بیٹی اور نور شد اور خان کے الفاظ سن کر ارسلان شاہ کا خون کھول
اٹھانیشہ اس کے پاس امانت تھی لیلا کی وہ کبھی اسے شد اور کے حوالے
"نہیں کر سکتا تھا۔"

شد اور نے سائیڈ سے ایک بٹن دبایا سارے گارڈ گھر کے اندر داخل ہو
"کر ارسلان شاہ کی طرف اپنی گن کا رخ کر گئے۔"

نیشہ پیلر کے پیچھے سے باہر نکلنے لگی جب احمد شاہ نے اس کا بازو سختی سے
پکڑ کر روکا عانیہ نے سائیڈ سے ہو کر نکلتے زوریز خانزادہ کے پیچھے
"کھڑے ہوتے اس کے سر پر گن تان گئی۔"

اگر میرے لالا کو کچھ کیا تم نے شد اور خان تو تمہارے بیٹے کی کھوپڑی اڑا
دو گی شد اور نے اپنی گن کا رخ عانیہ کی طرف کیا اس نے ہاتھ کے
اشارے سے گن نیچے کرنے کا کہا اس کا انداز دیکھ کر ایک پل کے لیے
"زوریز خان کو لگا تھا کہ وہ واقع ہی میں اس کی کھوپڑی اڑا دے گی۔"

ابھی کے ابھی کے شد اور خان میرے لالا اور بھابھی کو چھوڑ دواؤد نے
"ہیرا کو اپنے سامنے کرتے اس کے سر پر گن رکھ دی۔"

اگر تم نے زوریز کو کچھ کیا تو تمہارے لالا کی اور تمہاری اس بھابھی کی
کھوپڑی میں اڑاؤں گا دواؤد نے سفاکیت سے ہیرا کی گردن دبوچتے کہا
۔۔"

نیشال اس سب کی وجہ تم ہونیشہ کے دل میں خیال آیا اس کی وجہ سے
"ہی شد اور خان شاہ خاندان کے پیچھے پڑا ہوا تھا۔"

بابا مجھے جانے دیں وہ بھائی جی کو مار دے گانیشہ آنکھوں میں موٹے
موٹے آنسو لیے التجائے نظریں سے احمد شاہ کو دیکھا کہ شاید وہ اسے
جانے دے احمد شاہ نے سختی سے نفی میں سر ہلایا اسے اپنے بیٹے کی موت
"منظور تھی لیکن کسی کی امانت شد اور خان کو دینا منظور نہ تھا۔"

نیشہ تمہاری ماں نے تمہیں ارسلان کے حوالے کیا تھا تم امانت ہو
"ارسلان کے پاس اور امانت میں خیانت نہیں کی جاتی۔۔"

لیکن خان انکل اس امانت کی وجہ سے بھائی جی کی جان خطرے میں پڑ
رہی ہے نیشہ بار بار ارسلان شاہ کی طرف دیکھ رہی تھی کہ کہیں شداور
کے آدمی اسے کچھ کرنے دے ماورہ اور میرم نہ سمجھی سے سب کی طرف
"دیکھ رہی تھی۔۔"

بابا! اذہان ماورہ روتے ہوئے احمد شاہ کا ہاتھ پکڑ کر بولی ان کے پاس کوئی
جواب نہ تھا ماورہ کو دینے کے لیے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے
"اپنی نظروں کا رخ دوسری جانب کر لیا۔۔"

خوف کی وجہ سے میرم کا سر چکرایا خود کو سنبھالتے ہوئے اپنے قدم
ماورہ کی جانب بڑھانے لگی جب وہ کمر کے بل پیچھے کی جانب زمین پر
گری شداور کے آدمیوں نے میرم کو دیکھتے ہی اسے تقریباً گھسیٹتے

ہوئے شد اور کے پاس لے کر گئے احمد نے ہاتھ کا مکہ بنا کر دیوار پر ماڑا
--"

ارد شیر تم ماورہ کو اور نیشہ کو لے کر یہاں سے نکلو میں نہیں چاہتا ان
دونوں کی جان بھی خطرے میں پڑے احمد نے نیشہ کو ارد شیر کی جانب
کیا نیشہ نے نفی میں سر ہلایا کہ وہ وہاں سے نہیں جائے گی ارد شیر نے
زبردستی اسے کو اپنے ساتھ لیتے اور ماورہ کو بھی لیے کسی طرح کرتے
"گھر سے باہر نکل گیا تاکہ ان دو کو تو محفوظ جگہ پہنچا سکے۔"

ارسلان نے اپنی جیکٹ سے بیلٹ نکالتے ذرا سا جھکتے بیلٹ گھمایا اس کے
ارد گرد کھڑے دس آدمیوں کی گردن ایک جھٹکے سے ان کے وجود
سے علیحدہ ہوئی میرم جو پہلے ہی بے ہوش ہونے کے درپر تھی ارسلان
شاہ کو اتنی بے دردی سے قتل کرتے دیکھ ہوش و حواس سے بیگانہ

ہوتے زمین پر گرنے لگی جب ایک آدمی نے اسے پکڑا کچھ یہی حال ہیرا
کا بھی تھا۔

شد اور نے بے ہوش ہوئی میرم کو پکڑ کے اس کی گردن پر چاکور کھا
عانیہ ارسلان کے ہاتھ میں بیلٹ دیکھ کر سمجھ گئی کہ وہ ڈیول ڈیمن ہے
کیونکہ جب اس نے ڈیول ڈیمن کا کیس لیا تھا تو سب سے پہلی چیز ہی
اسے یہی معلوم ہوئی تھی کہ اس کے پاس ایک تیز دھار والا بیلٹ ہے

اپنی بہن کو کہو میرے بیٹے کو چھوڑیں نہیں تو اس لڑکے کو میں جان سے
مار دوں گا۔

لیڈی میجر بازو پر گولی مارو مجھے زوریز نے نہایت ہی کم آواز میں سرگوشی
کی کہ بمشکل عانیہ سن پائی تھی عانیہ کو ایک پل کے لیے پاگل معلوم ہوا

جو خود کو گولی مارنے کا کہہ رہا تھا لیکن اس نے اپنے بھائی کو اور اپنی
"بھابھی کی جان بچانے کے لیے زریز خان کے بازو پر گولی ماری۔۔
شد اور خان کے ہاتھ کپکپائے جس کی وجہ سے میرم کی گردن پر کٹ
لگ گیا بے ہوشی کی حالت میں بھی اس نے سسکی لی داؤد نے گن کارخ
ارسلان شاہ کی طرف کرتے گولی چلائی جب اچانک ارسلان شاہ کے
سامنے سے کوئی اس قدر سپیڈ سے گزرا کہ گولی اس کے بازو میں لگی اور
کوئی بھی اس کا چہرہ نہ دیکھ پایا وہ جیسے ہوا کے جھونکے کی طرح غائب ہوا
"تھا۔۔

اب کچھ وہاں کا ماحول ایسا تھا کہ شد اور نے میرم کی گردن پر چاقو داؤد
نے ہیرا کے کانٹے پر گن اور عانیہ نے زوریز خانزادہ کی کنپٹی پر گن رکھی
ہوئی تھی ارسلان شاہ سینے پر ہاتھ باندھے ان سب کی طرف دیکھ رہا تھا
اس پاس گارڈز کھڑے تھے جن کے گن کارخ نیچے کی طرف تھا انہیں

اپنی جان نہیں گوانی تھی جیسے ارسلان شاہ کے پاس کھڑے آدمیوں
"نے گوانی تھی۔۔"

شد اور خان چھوڑ دو ان دونوں کو نہیں تو جیسے ان 10 کی موت ہوئی
ہے تمہیں مارنے میں بھی ایک پل نہیں لگے گا ارسلان نے بیلٹ کو
گھماتے ہوئے داؤد کی ٹانگ پر مارا حد سے زیادہ گہرا کٹ لگنے کی وجہ
سے داؤد نیچے گرا ارسلان نے ہیرا کو پکڑ کے اپنے ساتھ لگایا ہیرا
"ارسلان شاہ کے سینے سے لگ کر پوٹ پھوٹ کر رودی۔۔"

ہر مرتبہ کی طرح شد اور خان نے اپنا پرانا حربہ استعمال کرتے وہاں ایک
بال جیسی پھینکی اور ہر جگہ دھواں پھیلا یا اور داؤد کو وہاں سے لے کر نکل
"گیا زور یز نے شد اور کو اشارہ کیا تھا کہ وہ وہاں سے نکل جائے گا۔۔"

اس سے قبل شد اور کے آدمی وہاں سے بھاگتے ارسلان شاہ نے گھر کا
دروازہ بند کر دیا اسے معلوم تھا شد اور خان یہی حربہ استعمال کرے گا
"وہاں سے غائب ہونے کا۔"

احمد جو پیلر کے پیچھے کھڑا تھا جب ارسلان نے ان آدمیوں کی گردن کاٹی
وہ آگے کی جانب بڑھنے لگا تھا جب اس کے پاؤں پر ایک زہریلے
کیڑے نے کاٹا اس کا پاؤں سن ہونے لگا قدم بڑھانا مشکل لگ رہا تھا کچھ
دیر تک ڈیول ڈیمین کے سارے آدمی شد اور خان کے اس جنگل میں
بنے گھر کے اندر داخل ہوئے اس کے سارے آدمیوں کو اپنے قبضے میں
لے کر وہاں سے نکلے ارسلان نے اپنی جیکٹ اتار کر ہیرا کے اوپر دی
تھی عانیہ نے بے ہوش ہوئی میرم کو اٹھایا اور اس کی گردن پر رومال
"رکھا جہاں سے خون نکل رہا تھا۔"

بابا! ارسلان نے ارد گرد دیکھا لیکن احمد شاہ کہیں پر بھی نہ تھا احمد شاہ
کھڑا ہوا پیلر کے پیچھے سے باہر آیا ارسلان نے احمد شاہ کے پاؤں کی
"طرف دیکھا جو سارا نیلا پڑ چکا تھا۔"

ارسلان ہیرا کو چھوڑتے اپنے بابا کی طرف بھاگا اور انہیں سہارا دیا اس
"سے قبل وہ گرتے۔"

ارسلان شاہ کا سر چکرانے لگا کیونکہ اس کے دل کی دھڑکن نہایت ہی کم
"ہو چکی تھی۔"

ارسلان تم ٹھیک ہوا ارسلان کی بند ہوتی آنکھوں کو دیکھ احمد نے پریشانی
سے پوچھا انہیں جیسے اپنا درد تو بھول ہی گیا تھا اس نے پاکٹ سے انسیر
"نکال کر مصنوعی سانس لی۔"

میں ٹھیک ہوں ان سب کو لے کر نکلے یہاں سے فوراً ارسلان نے ارد گرد دیکھا جہاں زہریلے کیڑے گھوم رہے تھے شد اور جانے سے پہلے "اپنا کام کر گیا تھا۔"

گڈومیرم کو اٹھاؤ ارسلان نے عانیہ کو میرم کو اٹھا کر وہاں سے نکلنے کا کہا زوریز احمد شاہ کو سہارا دے کر وہاں سے باہر کی طرف لے جانے لگا ہیرا گھر کے لاؤنج کے درمیان کھری آنسو بہا رہی تھی اس کے ارد گرد "چاروں طرف کیڑے تھے۔"

ارسلان نے ہیرا کو کھینچ کر اپنی طرف کیا اور اسے بازو میں اٹھا کر باہر کی طرف بھاگا۔

عانیہ، میرم، احمد اور زوریز جنگل میں بھاگ رہے تھے جب ارسلان ہیرا "کو بازو میں اٹھائے باہر لے کر آیا وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔"

وہ چھ رات کے تین بجے جنگل میں بھاگ رہے تھے ماورہ، نیشہ اور
"ارد شیر تقریباً آدھے سے زیادہ جنگل پار کر چکے تھے۔"

بابا! ارسلان کی نظر احمد شاہ کے ہاتھوں کی طرف گئی جو نیلے پڑ رہے
تھے تڑپ کر اپنے بابا کو پکارا زوریز خان نے احمد شاہ کے بے ہوش
"ہونے سے قبل انہیں بازو میں اٹھالیا۔"

صبح کے پانچ بجے وہ جنگل سے باہر نکلے عانیہ، میرم، احمد اور زوریز ایک
کار میں بیٹھے ارسلان ہیرا کو لیے اپنی کار میں بیٹھا کار کو زوریز اور
ارسلان حد سے زیادہ تیز سپیڈ میں بھگا رہے تھے میرم کی گردن پر چاکو
لگا تھا اور احمد شاہ کہ جسم میں زہر پھیل رہا تھا وہ دونوں اپنے ہوش و
"حواس سے بیگانہ تھے ہیرا کی سانسیں دھیمی چل رہی تھی۔"

ارسلان شاہ نہیں تم ہمت نہیں ہارو گے ارسلان کا سر بھاری ہو رہا تھا
کیونکہ زید شاہ کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا دوبارہ سے انہیں استعمال کیا
۔۔۔

"بھائی جی ہیرا نے موندی موندی آنکھیں کھول کر ارسلان کو دیکھا۔
میری بہادر بہن کو ہوش آگیا ارسلان نے اسے ہمت دینے کے لیے اس
کے بال ہلکے سے سہلا کر محبت پاش لہجے میں کہا ہیرا کی آنکھوں میں
موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے اسے ہوس کا نشانہ نہیں بنایا گیا تھا لیکن
اس کی برہنہ حالت کو نامحرم نے دیکھا تھا یہ سوچ کر ہی اس کی جان نکل
رہی تھی کہ اس کے محرم کے علاوہ اسے غیر محرم نے بغیر ڈوپٹے اور
پھٹے ہوئے کپڑوں میں دیکھا ہے۔۔۔

بھائی جی میں ناپاک ہو گئی ہیرا چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے پھوٹ پھوٹ کر
"رونے لگی۔۔۔

بالکل نہیں کس نے کہا ہے کہ میری بہن ناپاک ہے ارسلان نے دوبارہ
سے اس کے بال سہلائے اور کار کی بیک سیٹ سے چادر اٹھا کر ہیرا کے
"اوپر دی۔۔"

تقریباً چھ بجے وہ ہاسپٹل پہنچے احمد شاہ کو فوراً ایمر جنسی روم میں لے جایا
"کیا اور میرم کو بھی ایمر جنسی روم میں لے گئے۔۔"

اردشیر آپریشن تھیٹر اور ایمر جنسی روم کے باہر دیوار کے ساتھ ٹیک
لگائے کھڑا تھا زور یز خان نے ایک نظر اردشیر کو دیکھا جو اپنے دوست
کے لیے اپنی خوشیاں چھوڑ کر ہاسپٹل میں کھڑا تھا ایک لمحے کے لیے
اسے لگا کہ اس نے اپنی ماں کے لیے صحیح انتخاب کیا ہے جو کبھی اسے تنہا
"نہیں چھوڑے گا۔۔"

ڈاکٹر ارسلان!۔ ارسلان آئی۔ سی۔ یو میں لگا جب ڈاکٹر روم سے
باہر آئی جو کہ ہیرا کا چیک اپ کر رہی تھی ارسلان کو دیکھتے ہی اس نے
"پکارا۔۔"

ڈاکٹر زید کی وائف پریگنٹ ہے لیکن ڈاکٹر اتنا کہتے ہی خاموش ہو گئی
"ارسلان نے ابرو کہا کر پوچھا لیکن کیا؟۔۔"

ڈاکٹر زید اپنی وائف کا چیک اپ ڈاکٹر عشاء جو کہ میری دوست ہیں ان
سے کرواتے تھے وہ ایک بیماری میں مبتلا تھی ڈاکٹر عیشا نے ڈاکٹر زید کو
کہا بھی تھا کہ وہ پریگنٹ نہیں ہونی چاہیے کیونکہ بے بی کی ڈیلوری کے
وقت ان کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔ مس ہیرا کی کنڈیشن ابھی سے
کریٹیکل ہے تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں جب بے بی کی ڈیلوری ہوگی تو
تب کس حد تک کنڈیشن کریٹیکل ہو سکتی ہے ڈاکٹر نے صاف لفظوں

میں ارسلان کو ہیرا کی حالت بتادی ایک ایک کر کے جیسے ارسلان شاہ پر
"مشکلات بڑھتی جا رہی تھیں۔۔

ٹھنڈی آہ فضا کے سپرد کرتے آئی۔ سی۔ یو میں داخل ہوا زید شاہ اور
اذہان شاہ اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ بیڈ پر لیٹے ہوئے تھے ارسلان
شاہ تھکے ہوئے انداز میں زید کے پاس بیٹھا مشین کی طرف دیکھا جہاں
زید شاہ کی دھڑکنیں کم چل رہی تھیں حد زیادہ کمزور ہی ہونے کی وجہ
"سے اپنا سر زید کے کندھے پر رکھا۔۔

اسی لیے میں تجھے منع کرتا تھا زید کہ اس کام میں مت داخل ہو تو میری
کمزوری بن جائے گا اور تو بن گیا پہلی مرتبہ میں نے اپنی گڈو کی وجہ سے
خود کو بے بس محسوس کیا تھا آج تیری عزت (بیوی) کی خاطر، ارسلان
شاہ نے خود کو بے بس محسوس کیا میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤں گا

میرے سامنے تیری بیوی کے سر سے دوپٹہ اتار اگیا زید شاہ کا چہرہ
"ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر اس کے رخسار سہلائے۔۔

چلو اٹھ جا کر اپنی بیوی کو دیکھ اتنے خوشی کے موقع پر یوں منہ بنائے لیٹا
ہوا ہے ارسلان نے اس کے کندھے کو ہلکا سا جھنجھوڑا لیکن زید شاہ نہ اٹھا
۔۔"

اذہان شاہ نے موندی مندی انکھٹیں کھول کر ارسلان کی طرف دیکھا
ارسلان آٹھ کر اس کی جانب جانے لگا جب اس کے قدم لڑکھڑائے
"لیکن خود کو سنبھالتے ہوئے اذہان شاہ کے پاس بیٹھا۔۔

ماورہ! آنکھیں سختی سے بند کر کے ماورہ کو پکارا جیسے وہ ارسلان سے
"پوچھنا چاہ رہا تھا کہ وہ ٹھیک ہے۔۔

اذہان بھائی ماورہ ٹھیک ہے ارسلان نے زوریز کو میسج کیا کہ ماورہ کو اندر
بھیج دے کچھ لمحے بعد ہی ماورہ آنسو بہاتے آئی۔ سی۔ یو میں داخل ہوئی

اور تیز قدم بڑھاتے اذہان کے پاس بیٹھ کر اس کے سینے سے لگ کر
"رونے لگی۔۔"

میں اپنی بیوی کی حفاظت نہیں کر پایا اذہان نے کہا تھا جب ماورہ نے
روتے ہوئے اس کے سینے پر تھپڑ مارا اذہان شاہ کے لبوں سے سسکی نکلی
ماورہ نے روتے ہوئے اپنے شوہر کی پیشانی پر بوسہ دیا ارسلان نظر
جھکائے آئی۔ سی۔ یو سے باہر چلا گیا ایمر جنسی روم میں داخل ہوا جہاں
"احمد شاہ بے ہوش پڑے تھے۔۔"

ارسلان اپنے بابا کے پاس بیٹھ گیا تقریباً پانچ منٹ بعد احمد شاہ کو ہوش آیا
"ارسلان شاہ نے پرسکون سانس لیا۔۔"

مزہ آیا اس نے نہ محسوس طریقے سے مسکراتے ہوئے اپنے بابا کی پیشانی
سے بکھرے بال پیچھے کیے کچھ گھنٹوں میں ہی احمد شاہ کے چہرے کا

رنگ اس طرح ہو گیا جیسے جسم میں ایک قطرہ بھی خون کا نہ رہا ہو
"انہوں نے اپنے بیٹے کا ہاتھ سختی سے تھام لیا۔۔

اسماء کو کچھ بھی مت بتانا احمد نے بمشکل اٹھ کر بیٹھتے ہوئے ارسلان کو
سختی سے منع کیا کیونکہ اسماء کو جب معلوم ہونا تھا اس کے بیٹے کو گولیاں
لگی ہیں اور شوہر زہریلے کیڑے کے کاٹنے کی وجہ سے ہاسپٹل میں پڑا
"ہوا ہے اس نے ان سب کی ٹینشن میں ہاسپٹل ایڈمٹ ہو جانا تھا۔۔
ٹینشن نہ لیں مجھے آپ سے زیادہ اپنی ماں پیاری ہے اس نے اپنے بابا کو
تنگ کرنے کے باعث کہا احمد شاہ نے نفی میں سر ہلایا کہ اس کا کچھ نہیں
"ہو سکتا۔۔

زید کو ہوش آیا ارسلان کے نفی میں سر ہلانے پر احمد شاہ ادا اس ہوئے اور
ہاتھوں کو آپس میں سختی سے پیوست کر گئے بیڈ سے اترنے کی کوشش

کی لیکن پاؤں ہلنے سے انکاری تھا جسم سے زہر تو نکال دیا گیا تھا لیکن
"جس پاؤں پر کیڑے نے کاٹا تھا اسے ہلاتے تو بے پناہ درد پیدا ہوتا۔
آرام کریں آپ ٹھیک ہو جائیں گے تھوڑی دیر تک پھر زید کے پاس
چلے جائیے گا وہ اتنا کہتے ایمر جنسی روم سے باہر چلا گیا اسے زندگی عجیب
موڑ پر لے آئی تھی اسے سمجھ نہ آ رہا تھا وہ کس کے پاس جائے باپ،
بھائی، رضائی بھائی یا وہاں پر جہاں اس کی بیوی تھی جس کا خیال بار بار
"ذہن میں آ رہا تھا اور دل گھبرا رہا تھا کہیں اسے کچھ ہونہ گیا ہو۔۔
ڈاکٹر ارسلان! ڈاکٹر زید کو ہوش آ گیا ہے ایک ڈاکٹر آئی۔ سی۔ یو سے
باہر نکلتی بولی ارسلان شاہ تیز قدم بڑھاتا آئی۔ سی۔ یو میں گیا زید شاہ
ارسلان کی طرف دیکھ کر مسکرایا اسے پتہ تھا کہ اس کی بیوی محفوظ ہے
"

دل تو میرا کر رہا ہے تیرے منہ پر کھینچ کر دس تھپڑ لگاؤں ارسلان نے
"اسے سہارا دے کر بیٹھایا اور غصے سے کہا۔

"لگالیں آنکھیں موندے کہا دل بے چین تھا۔

ارسلان نے سائیڈ پر بیٹھے اذہان کی طرف دیکھا جو غصے سے ان دونوں کو
"گھور رہا تھا۔

ماورہ بمشکل چپ ہوئی تھی ارسلان نے رضا سے کہہ کر اسے گھر بھجوا دیا
"

یوں گھور کیوں رہے ہیں میری طرف ارسلان نے آنکھیں چھوٹی کر
"کے دونوں کی طرف دیکھتے استفار کیا۔

ہمیں وہ آدمی اپنے سامنے چاہیے ہیں اور گھر جانا ہے زید اور اذہان یک
زبان بولے ارسلان نے حامی میں سر ہلایا ایک پل کے لیے اس کا دل
چاہا ان دونوں کے سر پر ایک ایک تھپڑ مارے خود تو بے ہوش ہو کر بیڈ

پر پڑے تھے اور حکم ایسے چلا رہے تھے جیسے وہ ان دونوں کانوں کو کر ہو۔

"میرم اور ہیرا کو بے ہوشی کی حالت میں ہی گھر لے گئے۔"

صبح کے آٹھ بجے جب وہ سب گھر پہنچے ارسلان نے احمد شاہ کو سہارا دے کر کھڑا کیا ہوا تھا کیونکہ ان کے پاؤں پر زہریلے کپڑے کے کاٹنے کی وجہ سے وزن نہیں پڑ رہا تھا۔

میرم اور ہیرا بے ہوشی کی حالت میں کار میں پڑی ہوئی تھی زید اور اذہان رضا کا سہارا لے کر کار سے باہر نکلے جب عانیہ نے ہیرا کو اپنے بازوؤں میں اٹھایا زید نے آنکھیں پھیلا کر اپنی بہن کو دیکھا جس نے اس کی بیوی کو اپنے بازوؤں میں اٹھایا ہوا تھا۔

وہ سب گھر کے اندر داخل ہوئے اسماء جو بے چینی سے احمد کا انتظار کر رہی تھی اسے لگا کہ احمد اس سے ناراض ہو کر گھر سے باہر چلا گیا ہے نہی

اپنے کمرے میں موجود تھی عرتج لاؤنج میں بیٹھی ہوئی اور ماورہ اسماء کی
"طرح ہی بے چینی سی اذہان شاہ کا انتظار کر رہی تھی۔۔

احمد کو ارسلان کے سہارے، زید اور اذہان رضا کے سہارے، ہیرا کو
عانیہ نے بازو میں اٹھایا ہوا تھا اسماء کی آنکھوں سے روز و قطار آنسو بہنے
لگے ان سب کی ایسی حالت دیکھ کر احمد کے پاؤں پر پیٹی لگی ہوئی تھی زید
کے سر پر اور میرم بیچاری کار کی پچھلی سیٹ پر بے ہوش پڑی ہوئی تھی
۔۔"

ولید تمہاری بہن کار میں ہے اسے اٹھا کر لے آؤ ولید جو ابھی کمرے سے
باہر نکلا تھا ارسلان کے الفاظ سن کر اس کے ہوش اڑے نہ سمجھی سے
ارسلان کی طرف دیکھا کہ کیا مطلب تھا اس کے الفاظ کا کہ اپنی بہن کو
"اٹھا کر لے آؤ۔۔

میری بہن کو کیا ہوا ہے؟ ولید نے فوراً سوال داغا ولید نے گھور کر اس کی طرف دیکھا پاؤں پٹکے وہ باہر گیا اسے اپنی بہن کی فکر ستانے لگی باہر جا کر دیکھا اس کی بہن کار میں بے ہوشی کی حالت میں پڑی ہوئی تھی اور "گردن پر پیٹی لگی ہوئی تھی۔۔"

ولید اپنی بہن کو فوراً بازو میں اٹھا کر اندر لے کر گیا اسماء اپنے بیٹے اور شوہر کی حالت دیکھ کر آنسو بہانے لگی بے جان قدم ان سب کی جانب "بڑھائے۔۔"

اسماء میں ٹھیک ہوں احمد نے اسماء کے رخسار پر ہاتھ رکھ کر اس کے آنسو صاف کیے اسماء ایک نظر اپنے بیٹے کی طرف دیکھتی اور ایک نظر اپنے "شوہر کی طرف۔۔"

اسماء سب کے سامنے احمد کے سینے سے لگ کر رونے لگی احمد جوار سلان
کے سہارے بمشکل کھڑا ہوا تھا لڑکھڑا کر گرنے لگا جب ارسلان نے
"سختی سے احمد شاہ کو تھاما۔"

سیان نے رضا کے پاس جاتے زید شاہ کو سنبھالا عالیان نے آگے بڑھتے
اپنے بھائی کو تھاما اس کی آنکھیں یکدم نم ہوئی تھی اپنے بھائی کو نیم بے
ہوشی کی حالت میں دیکھتے۔۔ عانیہ نے ہیرا کو اس کے کمرے میں لٹا دیا
ارسہ بیگم اپنی بیٹی کے چہرے پر ہاتھ پھیر کر روئے جا رہی تھی انہیں
"ابھی یہ معلوم نہیں تھا کہ ان کی چھوٹی بیٹی گھر چھوڑ کر جا چکی ہے۔۔
عالیان اور سیان انہیں کمرے میں لے کر جاؤ ارسلان نے ان دونوں کو
زید اور اذہان کو کمرے میں لے جانے کا کہا اور احمد شاہ کے سینے سے لگی
"اسماء کو پیچھے کر کے اپنے ساتھ لگایا۔"

امی جان ٹھیک ہیں بابا بس پاؤں پر ہلکی سی چوٹ لگ گئی ہے ارسلان شاہ
نے سفید جھوٹ بولا صرف اپنی ماں کو دلا سادینے کے لیے احمد کو اسماء
کے سہارے پڑ کیا اور اشارہ کیا کہ اپنے شوہر کو اب کمرے میں لے
"جائیں اور ان کی خدمت کریں۔"

انشا بھی کمرے سے باہر نکلی تھی ان سب کی ایسی حالت دیکھ خطرناک
حد تک آنکھیں پھیلانے اپنے ہاتھوں کو سختی سے آپس میں پیوست کر
گئی اپنے بیٹے اور بھانجے کو زخمی دیکھ کر اس نے بے ساختہ اپنے دل کے
مقام پر ہاتھ رکھا ارسلان شاہ نے اپنے قدم اپنی ماں جی کی طرف
بڑھائے ولید اپنی بہن کو کمرے میں لے جا چکا تھا اس نے ارسلان سے
"بعد میں بات کرنے کا ارادہ کیا۔"

سب ٹھیک ہے ماں جی کچھ نہیں ہوا اذہان بھائی کو۔ اس نے ابھی ان سب کو یہ نہ بتایا کہ ان دونوں کو دو دو گولیاں لگی ہیں اور ہیرا مارا اور "میرم کے ساتھ کیا کچھ ہو گیا ہے۔۔"

عرتج معصومیت سے بلائی لب باہر نکالتے گم سم ساکت ایک جگہ "کھڑی تھی۔۔"

میری گڑیا کو کیا ہوا اتنی تکلیف کے باوجود بھی ارسلان شاہ خود کو "پر سکون کر کے اپنی بہن سے پیار بھرے لہجے میں استغفار کرنے لگا۔ اذہان بھائی اور زید بھائی کو کیا ہوا ہے عرتج نے ارسلان شاہ کے سینے پر "سر رکھا اس نے اپنی بہن کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھ کر سہلایا۔۔ سر پر چوٹ لگی ہے تمہارے زید بھائی کو اور اذہان بھائی کو پیٹ پر چھوٹی سی چوٹ لگی ہے اسے بچوں والی انداز میں سمجھانے کی کوشش کی کیونکہ وہ جس حد تک معصوم تھی اسے بچوں کے انداز میں ہی سمجھایا جاسکتا تھا

ارسلان نے اپنی نظر زیان شاہ کے کمرے کی طرف کی جسے نیشہ نے
"نیند کی گولیاں کھلا کر سلا یا ہوا تھا۔۔۔"

ارسلان نے چاروں طرف نظر دوڑائی گھر میں سب موجود تھے سوائے
"عیشان شاہ کے یہ چیز اسے حیرت میں مبتلا کر گئی۔۔۔"

ارسلان شاہ کا دل بے چین تھا اپنی حیاتم کو دیکھنے کے لیے وہ تیز تیز قدم
اٹھاتے تقریباً بھاگتے ہوئے کمرے میں گیا گہرا سناٹا کمرے میں چھایا ہوا
"تھا۔۔۔"

عین میری جان حیاتم کہاں ہوں۔۔۔ ارسلان تھک ہار کر کمرے میں
آتے انیزا کو پکارنے لگا دن بھر کی تھکاوٹ کے باعث اسکا انگ انگ
درد کے باعث کراہ رہا تھا سردرد کی شدت سے پھٹ رہا تھا شرٹ کے
"اوپری دو بٹن کھولتے وہ اسے پکارنے لگا۔۔۔"

!! مگر جواب ندار۔۔۔

"ارسلان نے پھر سے اسے پکارا۔

عین میری گڑیا میرا چھوٹا سا بچہ کہاں ہوں۔۔ ارسلان نے پھر سے پکارا
"جواب نداد۔۔

پریشان ہوتے ارسلان اب واش روم میں اسے تلاش کرنے لگا نیز اوہاں بھی
"نہیں تھی ارسلان نے ڈریسنگ روم میں دیکھا وہاں بھی نہیں۔۔
ڈریسنگ روم، واش روم، بالکنی کمرے کا کونا کونا چھان مارا لیکن اسے اس
"کی حیاتم کہی نظر نہ آئی۔۔

"ذہن یک دم بے دار ہوا دماغ کے پردوں پر خوف کا سایا لہرایا۔۔
کیا میری حیاتم مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔۔؟
"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔

حیاتم! بلند آواز میں اپنی حیاتم کو پکارا جیسے کہ وہ بس اس سے تھوڑی دیر
"چھپی ہوئی ہے وہ پکارے کا گلے پل اسکا بچہ اسکے کی پکار پر آجائے گا۔۔

"ارسلان پکارتا وہ گیا لیکن اسکی حیاتم نہیں آئی۔۔

آہہہہ۔۔۔۔۔ تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے مجھے چھوڑ کر جانے کی تم

نے آج تک اپنے شاہو کا پیار دیکھا تھا اب تم اس کا جنون دیکھو گی

ارسلان شاہ نے سائیڈ ٹیبل پر پڑی ساری چیزوں کو ہاتھ مار کر زمین پر

بوس کیا کانپٹی اور ہاتھوں کی ابھری رگیں اس کے اندر پھٹنے والے

لاوے کا پتہ دے رہی تھی انگ انگ میں اٹھتا درد دل کے درد کے

"سامنے کچھ بھی نہیں تھا۔۔

بہت برا کیا تم نے عین بہت برا میرے ساتھ اور خود کے ساتھ بھی۔۔

زور سے ہاتھوں کا مقہ بنا کر ارسلان اپنا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے شیشے

"پر دے مارا۔۔

سرخ و حشت زدہ آنکھیں شدید غصے میں ہونے کا پتہ دے رہی تھی
ہاتھوں سے خون بہہ بہہ کر کمرے میں بجھت قالین کو سرخ کر رہا تھا
خون بہنے میں مزید تیزی آئی لیکن ارسلان شاہ کو ہوش کہاں تھا۔؟
دماغ بالکل سن پڑھ چکا تھا کانپٹی کی ابھری نسیں پھٹنے کی حد تک پھول
"چکی تھی۔۔"

اس کا دل چاہا سامنے موجود ہر چیز تباہ کر دیں۔۔ "جب تیز ہوا کے
جھونکوں سے اسکے سر دپڑتے تاثرات کے ساتھ وجود بھی سرد سا
"ہو گیا۔۔"

"بالکونی میں آتے وہ اپنا سر تھام گیا۔۔"

میں آپ کو کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤں گی آپ کی حیاتم اپنے شاہو کے
پاس ہمیشہ رہے گی۔۔ انیزا کے لفظ یاد کرتا وہ اس ٹھنڈی ہوا میں بھی
"تانے کی مانند سلگ رہا تھا۔۔"

مجھے آپ کے ڈمپلز بہت پیارے لگتے ہیں یہ مجھے دے دیں۔۔ انیزا کے الفاظ یاد کرتے ارسلان اپنی سرخ آنکھیں مسلتے لوہے کے آہنی جنگلے پر "پوری قوت سے ہاتھ مار گیا۔۔

"مگر درد کی شدت ہاتھ میں نہیں اس کے دل میں اٹھی تھی۔۔ شاہو میں دانت گھاڑ دوں آپ کے ڈمپل پر۔۔ پھر سے اس ستم گر کے "لفظ اسے سماعتوں میں گونجتے سنائی دیے۔۔

نہیں میری حیات تم مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتی انیزا کی باتیں بار بار ارسلان کے کانوں میں گونج رہی تھی کانوں پر سختی سے ہاتھ جمع کروہ ہندیا نی "انداز میں چیخا۔۔

بہت بڑی غلطی کی ہے مجھ سے دور جا کر ارسلان دوبارہ کمرے میں آیا ہاتھ سے اس قدر خون نکلاتھا کہ بالکنی میں ہر جگہ خون کے قطرے نظر آئے۔۔

کار کی چابیاں پکڑ کر وہ غصے سے گھر سے باہر چلا گیا اگر وہ گھر رہتا تو اپنا پا
"کھو بیٹھتا۔۔"

زید شاہ کو جیسے ہی کمرے میں پہنچایا گیادوائیوں کے زیر اثر وہ گہری نیند
میں چلا گیا وہ ہیرا کو پکارنا چاہتا تھا لیکن گنودگی تاری ہونے کی وجہ سے
"اس کی آنکھیں بند ہو گئی۔۔"

ہیرا کو کچھ دیر بعد ہوش آیا اپنے کپڑے تبدیل کرنے کے لیے اٹھی
اپنے چکراتے ہوئے سر کو تھامتے بمشکل ڈریسنگ روم میں گئی جب اس
نے ارسلان شاہ کی چادر اپنے بدن سے ہٹائی گردن اور کندھے پر داؤد
کے دانتوں کے نشان تھے آنکھوں سے روزوں قطار آنسو بہنے لگے اس
نے فوراً سے کپکپاتے ہاتھوں سے الماری کھول کر کپڑے نکال کر آدھے
گھنٹے میں زیب تن کیے، رونے کی وجہ سے اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ

ختم نہ ہو رہی تھی جس کی وجہ سے اسے ہر کپڑے تبدیل کرنے میں
زیادہ ٹائم لگا چہرے پر مسکراہٹ سجائے باہر آئی وہ زید شاہ کو نہیں بتانا
"چاہتی تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے۔۔"

"دل بے تاب تھا زید شاہ کی آواز سننے کے لیے۔۔"

مسٹر۔۔! ہیرا نے اسے پکارا جس کی تھوڑی دیر پہلے ہی آنکھ لگی ہوئی
"تھی۔۔"

ہیرا کی آواز پر اس نے مندی مندی آنکھیں کھولی جو نم آنکھوں سے
"اس کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔"

ہاں جی مسز کہو۔۔ زید آنکھیں کھول مسکرا کر بولا تو ہیرا کی آنکھوں سے
"آنسو ٹوٹ کر گالوں پر پھسلا۔۔"

مسٹر اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔۔ وہ اس کے ساتھ بیڈ کے کنارے پر بیٹھ کر اسکا ہاتھ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں تھام کر استفار کرنے لگی۔۔

"مسز آئی ایم فائن۔۔ زید نے مسکرا کر کہا۔۔

درد ہو رہا ہے ہیرا دھیرے سے اس کے کندھے پر انگلیاں پھیر کر بولی تو "زید نے اس کے پریشانی بھرے تاثرات دیکھ کر نفی میں سر ہلایا۔۔

پکا۔۔ وہ اس کے سفید جھوٹ بولنے پر ایک بار پھر سے استفار کرنا چاہتی "تھی۔۔

ہاں جی پکا۔۔ وہ بھی اسی کے انداز میں بولا تو ہیرا اپنی آنکھیں صاف کر کے اس کے مضبوط ہاتھوں کو اپنے لبوں سے لگا گئی۔۔

اگر میں کہو آپ مجھ سے جھوٹ بول رہے ہیں تو۔۔!؟

"..ہاں جی مسز تم کہہ سکتی ہو۔۔ وہ لب دبائے معصومیت سے بولا

جی میں جانتی ہوں آپ جھوٹ بول رہے ہوں گے میں آپ کے لیے
ہلدی والا دودھ گرم کر کے لاؤں، میں جانتی ہوں آپ کو تکلیف ہو
"رہی ہوگی۔۔ وہ بھگے لہجے میں بولی تو زید مسکرایا۔۔

میری مسز تو سب جانتی ہے وہ اپنی مسکراہٹ روک کر بولا تو ہیرا نے
"خفگی سے اسے دیکھا۔۔

ظاہر ہے میں آپ کی وائف ہوں آپ کا چہرہ میں پڑھ سکتی ہوں
"مسٹر۔۔

آئے ہائے مسز تو میرے چہرے پڑھنے لگ چکی ہیں۔۔ وہ شرارت سے
"بولا ہیرا نے گھور کر اسے دیکھا۔۔

میں آپ کے لیے دودھ لے کر آتی ہوں وہ اٹھ کر جانے کے لیے پلٹی
ہی تھی کہ زید نے اس کے ہاتھ تھام کر واپس سے اپنے قریب بٹھا
"لیا۔۔

میرا درد اس وقت ایک ہی چیز ٹھیک کر سکتی ہے اور وہ تم ہو تم میرے پاس ہو تو میں بالکل ٹھیک ہوں، دودھ مجھے نہیں پینا۔ "اس کے لبوں پر نظر گاڑھے کہہ رہا تھا ہیرا نے سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا تو زید مسکرایا اس کی معصومیت پر جو اس کی نظریں نہیں پڑھ پارہی تھی۔"

وہ کیا مسٹر۔۔؟

تمہارے پس۔۔ وہ بے باکی سے بولا کہ بے ساختہ ہیرا نے اپنا ہاتھ اپنے لبوں پر رکھ دیا زید کا بے ساختہ قہقہہ روم میں گونجا ہیرا شرم سے "پانی پانی ہو گئی۔"

میں نے نہیں دیتی وہ ذرا اتراتی گردن اکڑا کر بولی اپنی شرم و حیا مٹانے کی غرض سے دل گھبرا رہا تھا کہیں زید شاہ اس کی گردن پر نشان نہ دیکھ لے۔"

مانا میں تمہاری مرضی کا منتظر ہوں لیکن تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ

"تمہاری نہ دیکھ کر میں اپنی بات سے پلٹ جاؤں گا۔"

آپ میری بات نہیں مانے گے۔ آنکھوں میں موٹے موٹو آنسو لائے

"وہ اب ایمو شنل بلیک میل کرنے پر اتر آئی تھی۔"

مسنز مجھے پسند آپکا نخرالیکن ایک حد میں جب حد سے بڑھ جائے تو میں

اپنی منمنائی پر اتر آتا ہوں۔ اس بار وہ بنا اسے مزید کچھ بھی کہنے کا موقع

دیے اس کے بالوں پر اپنے ہاتھ کا وزن بڑھاتا اسے اپنے چہرے کے

قریب کرتے ہوئے اس کے لبوں کو اپنے لبوں کی دسترس میں لے چکا

تھا۔۔۔ سانسوں کی قید بھڑنے لگی تھی وقت گزرتا جا رہا تھا وہ اس کی

دھڑکنوں کو قید کیے جیسے سانس لینے کے لئے بھی اسے اپنا محتاج کر چکا

"تھا۔۔"

ہیرا تو اس اچانک حملے پر کسی قیدی کی طرح مسٹر زید کی جان نثار
"آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔"

وہ بے بس ہوتے ہوئے خود کو اس کی قید سے چھڑوانے کی کوشش
کرنے لگی اس کی قید بہت مضبوط تھی وہ کوشش کے باوجود بھی خود اس
"سے دور نہیں ہو پارہی تھی۔۔"

اس کا ہاتھ زید کے سر کے پیچھے تھا۔۔۔ وہ چاہ کر بھی فاصلہ نہیں بنا
پارہی تھی جبکہ اب اسے اپنی سانس رکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔
"زید کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے پیچھے ہٹی تو زید کی کراہ اٹھا۔۔
ہو۔۔۔ سوری۔۔۔ تکلیف کی شدت بھرنے پر وہ اس کے پیچھے
سے اپنا ہاتھ ہٹا چکا تھا جبکہ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتی وہ خود بھی
"بوکھلا گئی تھی۔۔"

ہیرا نے خود پر لعنت بھیجی تھی وہ کیسے اپنا ہاتھ اس کے زخم پر رکھ کے
اسے تکلیف سے دوچار کر چکی تھی۔۔۔؟ آنسو ٹپ ٹپ اس کی آنکھوں
سے گرنے لگے جبکہ زید کا دھیان فی الحال اپنے کندھے کی جانب تھا
"جہاں درد کی ٹیسس اٹھ رہی تھی۔۔"

جانے کتنی دیر سے اس کا ہاتھ اس کے زخم پر تھا جسے شاید اپنا نشہ پورا
کرنے کے درمیان محسوس بھی نہ کر سکا لیکن مزاحمت کے دوران نہ
"جانے کیسے اسے تکلیف دے بیٹھی تھی۔۔"

وہ جانتا تھا اس کی "مسز" جان بوجھ کر ایسا ہر گز نہیں کر سکتی۔۔ اس نے
خود کو نارمل ظاہر کرتے ہوئے اسے دیکھا تو اس کی آنکھیں دیکھ کر جیسے
"تڑپ اٹھا تھا۔۔"

مم۔۔ میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔۔ وہ گھبرائے ہوئے لہجے میں بول
پائی تھی کہ اچانک زید نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے واپس اپنے قریب
"کھینچ لیا۔۔"

جی مسز میں جانتا ہوں۔۔ درد اپنی جگہ لیکن ابھی میرا نشہ پورا نہیں ہوا
اسے ایک بار پھر سے اپنے قریب کھینچتے ہوئے وہ اپنے سابقہ موڈ میں
"لوٹ آیا تھا۔۔"

آپ کو درد ہو رہا ہے نا اس کے بے حد قریب اس پر جھکے ہوئے وہ آنسو
بہاتے ہوئے بولی تو زید کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا وہ لمحے میں اسے اپنے
"بے حد قریب کر چکا تھا۔۔"

اتنی محبت۔۔۔ اتنی چاہت۔۔۔ آج سے پہلے کب محسوس کی تھی اس
نے۔۔۔؟

یہ تو اس کی خواہش تھی کہ کوئی اسے ٹوٹ کر چاہے اس کے لئے آنسو
بہائے اس کی خوشیوں میں خوش رہے۔۔۔

اس کے سینے سے لگی وہ خاموشی سے آنسو بہانے میں مصروف تھی زید
"کی شرٹ ساری بھگتی جا رہی تھی۔۔

مسز اگر تم اس طرح روگی تو مجھے مزید بیمار کر دو گی وہ اکتا کر بولا تو اس
"کے اوپر سے اٹھتی ہیرا نے اپنے آنسو صاف کیے۔۔

گڈ اور اب پاس آؤ۔۔ زید اسے آنسو صاف کرتے دیکھ خمار بھرے
"لہجے میں بولا۔۔

"مسٹر۔۔ اس کی فرمائش پر وہ چہرے پر مصنوعی غصہ طاری کیے بولی۔۔

اگر اس وقت تمہارے ان لبوں کا نشہ میسر نہ ہوا مسز میں ہارٹ پشٹنٹ

بن جاؤں گا دل پر ہاتھ رکھے وہ نوٹنکی سے بھرپور لہجے میں بولا وہ اسے

تنگ کرنے کی کوئی بھی کسر چھوڑنا نہیں چاہتا تھا ہیرا کے گھورنے پر اس کی مسکراہٹ گہری ہوتی جا رہی تھی۔

مسٹر میں آپ کو کچھ بتانا چاہتی ہوں اچانک سے ہیرا سیریس انداز میں بولی۔

زید نے سوالیہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا جو کنفیوز سے اپنی انگلیاں آپس میں الجھائے مڑوڑ رہی تھی۔

جی مسز کہیے۔ میں آپ کو سننے کا منتظر ہوں بھرپور لاڈ والے انداز میں گویا ہوا۔

مسٹر آپ بابا بننے والے ہیرا نے روتے ہوئے اس کے سینے پر سر رکھ کر ناز سے کہا۔

ہیرا نے ڈاکٹر کی باتیں سن لی تھی جب وہ نرس یہ کہہ رہی تھی کہ یہ ون
منتھ پریگنٹ ہے اور یہ میں نے ان کے میڈیسن لکھی ہیں یہ لے آؤ جا
"کر۔۔۔"

کک۔۔ کیا سچ میں۔۔ وہ بے یقینی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے
"بولا۔۔"

"ہیرا نے دھیرے سے اپنا سر ہامی میں ہلایا۔
ایک بار پھر کہو۔۔؟ کیا واقعی میں بابا بننے والا ہوں۔۔ زید کو جیسے یقین
"نہ آیا اسکی بات پر تو وہ پھر سے پوچھنے لگا۔
جی آپ سچ میں بابا بننے والے ہیں اپنے لبوں سے زید کے سینے کو مہکا کر
"بولی۔۔"

زید کے لیے یقین کرنا مشکل تھا کہ وہ بابا بننے والا ہے وہ ہیرا کی حالت
سے واقف تھا خوشی اور دکھ ایک ساتھ اس کے دل کا حصہ بنے وہ خوش

ہوتا یا پھر اداس۔ خوشی اس بات کی کہ اس کی بیوی کی ماں بننے والی ہے وہ باپ بن جائے گا اور دکھ اس بات کا کہ ڈیلوری کی وقت اس کی بیوی کی جان جاسکتی ہے۔ ایک پل کے لیے اس کے ذہن میں خیال آیا کہ ہیرا کو کہے کہ اباشن کروالے لیکن وہ یہ نہیں کہہ سکتا تھا ایک مرتبہ وہ اپنے بچے کو کھو چکا تھا دوبارہ کھونے کی ہمت نہ تھی۔

مسز مجھے یقین نہیں آ رہا ایسا لگ رہا ہے میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں کھلی آنکھوں سے یا تم مجھ سے جھوٹ بول رہی۔ اپنی کیفیت سے انجان زید بولا تو ہیرا نے مسکرا کر اس کے سینے سے سراٹھا کر زید کی آنکھوں میں "دیکھا جہاں خوشی کا ایک جہاں آباد تھا۔

میں آپ کو یقین دلانے کے لیے کیا کرو مسٹر۔ ہیرا بیچارگی سامنے بنا کر "بولی۔

مجھے چٹکی کاٹو۔۔ زید نے اس کے سامنے اپنا بازو پیش کیا ہیرا نے مسکراہٹ
"روکے اس کے بازو پر چٹکی کاٹی۔۔"

"آہہ ظالم۔۔ مصنوعی کراہ کر بولا۔۔"

اب آگیا یقین آپ کو میں سچ کہہ رہی۔۔ ہیرا سینے پر دونوں بازو باندھے
"پوچھنے لگی۔۔"

پرہاتھ پھیر tummy نہیں ابھی بھی نہیں آیا جب تک میں آپ کی
کرفیل نہ کرو۔۔ بے باکی کا مظاہرہ کرتے اس نے کوئی کسر نہیں چھوڑی
"تھی ہیرا کو سرخ کرنے میں۔۔"

مسٹر آپ کو شرم نہیں آتی ایسی باتیں کرتے ہوئے۔۔ ہیرا کنفیوز ہو کر
"بولی۔۔"

مسز مجھے بالکل بھی شرم نہیں آتی میں صرف باتیں نہیں کرتا میں اس پر
عمل کر کے بھی دکھاتا ہوں مجھے فیل کرنے دو۔۔ اپنا ہاتھ بے باکی سے

آگے بڑھاتے ہیرا کی پیٹ پر رکھا کہ ہیرا نے جھجک کر اپنا ہاتھ فوراً اس کے ہاتھ پر رکھ کر دیا پورے وجود میں کرنٹ کی ایک لہر دوڑی زید اس کے فیلنگ سے واقف زید بامشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کیے ہوئے تھا۔۔

تھوڑی دیر فیل کرنے دیں نہ مسز چہرے پر معصومیت سجائے وہ بالائی لب نکال کر بچوں کی طرح بولا کہ بے ساختہ اسکے کیوٹ انداز پر ہیرا کی ہنسی چھوٹ گئی۔۔

باقی سارے دکھ ایک طرف لیکن اسے بے انتہا خوشی تھی کہ وہ باپ بننے والا ہے اس نے اپنے اللہ کے حوالے سب کچھ کر دیا کہ جب ڈیلوری ہوگی تو اس کا خدا اس کی بیوی اور بچے دونوں کو محفوظ رکھے گا۔۔

آپ بہت ٹھہر کی ہوتے جارہے ہیں مسٹر ابھی ایک منٹہ ہوا فیل نہیں ہوگا۔ اپنے پیٹ پر رینگتے زید کے ہاتھوں کو محسوس کرتے وہ اپنا نچلا "لب کاٹتی نظریں جھکائے منمننائی۔

اہم۔ اہم۔ اہم۔ 8 منٹہ باقی ہے اتنا لمبہ انتظار اف میں نے تمہیں کھا جانا ہے مسز۔۔ "لبوں پر زبان پھیرتے وہ کچھ ایسے انداز میں بولا کہ ہیرا کا "سرخ چہرہ خون چھلکنے کی حد تک سرخ ہو گیا۔

بس رہنے دیں مسٹر بے بی ہونے کے بعد آپ کی محبت کم ہو جائے گی۔۔ وہ اس کی اسٹینشن پانے کی غرض سے منہ پھلا کر بولی۔۔ مسز میں گر نٹی دے سکتا ہوں محبت بڑھ جائے گی لیکن کم کبھی نہیں ہوگی۔ اللہ کے سوائے دنیا کی اور کوئی طاقت ہمارے درمیان محبت کو کم نہیں کر پائے گی تم میری پہلی اور آخری چاہت ہو، زندگی کی خواہش "بھی نہیں رہی۔۔

مسٹر پلیز اس طرح کی باتیں نہ کریں ہیرا اسے کبھی خود سے دور نہیں کر سکتی تھی وہ اپنے خدا کے بعد سب سے زیادہ پیار زید شاہ سے کرتی "تھی۔۔

پھر رومینٹک باتیں کریں۔۔ زید اس کے انداز پر مسکراتے ہوئے "بولا۔۔

نو گندی باتیں نہیں البتہ پیار والی کر سکتے ہیں ابھی مجھے آپ کے ساتھ "بہت ساری خوشیاں دیکھنی ہے۔۔

جیسے کے۔۔؟ زید اس کے گرد باہیں پھیلائے تو ہیرا اس کے سینے پر "سر رکھ گئی۔۔

وہ تو ہمیشہ سے فرصت سے بیٹھ کر اس سے باتیں کرنا چاہتا تھا اس کی خواہش جاننا چاہتا تھا اس کی پسند نا پسند کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا

لیکن وہ گم سم سی لڑکی کچھ بولتی نہیں تھی آج وہ بولنے پر آئی تو زید نے
"اسے روکا نہیں۔ وہ اس کی ہر بات میں ایک نئی بات نکال رہا تھا۔
جیسے کہ۔۔ جب ہمارا بے بی ہو گا پھر ہم اسے گھمانے لے کر جائے
گے وہ ہمیں ماما بابا کہے گا ہیرا مسیحبن کی دنیا میں جاتی اسے کہہ رہی تھی
زید کا دل کیا سختی سے اسے پکڑ کر ایک بار پھر اپنے سینے میں بھینچ
"لیں۔۔"

پھر آپ اور میں بے بی کے ساتھ کھیلیں گے ہیرا نے خوشی سے
"کہا۔۔"

جب میں آپ سے ناراض ہوں گی انہیں بھی آپ سے بات کرنے سے
"منع کروں گی۔۔ وہ ایکساٹڈ سی اپنا فیوچر پلان بتانے لگی۔۔"

اچھا جی اور ایسے کیوں۔۔ زید نے آہستہ سے ان کے کان میں سرگوشی
کی۔۔؟

"اپنی جلد بازی میں کہی بات پر غور کرتے وہ لب دانتوں تلے دبا گئی۔۔
اس حساب سے پھر مجھے دو بے بی چاہیے تاکہ ایک میرا ہو اور ایک تمہارا
"ہو۔۔"

"جبکہ ہیرا اس بار نظر اٹھا کر بھی اسے نہ دیکھ پائی۔۔
یہ چیٹنگ ہے مسز ابھی کس طرح اپنے آنے والے بے بی کو محبت سے
سے یاد کر رہی ہو اور میرے بچے کی بات آئی اب نظریں بھی نہیں ملا
"رہی زیدیوں ہی اسے شرارت سے تنگ کر رہا تھا۔۔"

"مسٹر وہ ہم دونوں کا بے بی ہو گا۔۔ ہیرا خفگی سے بولی۔۔
مسز آپ کے ارادے سن کر ایسے لگ رہا ہیں کہ آپ اسے میرا دشمن
بنائیں گی اس لیے مجھے دو جڑوہ بے بی چاہیے بیٹا آپ کا بیٹی میری۔۔ وہ
"اسکی جھکی نگاہوں میں دیکھ کر بولا۔۔"

"مم۔۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔"

"پھر کیا مطلب تھا۔۔؟ زید اسے زچ کرنے لگا۔۔

مسٹر چپ کریں ورنہ میں ہمارے بے بی کو اچھا خاصا ڈانٹوں گی۔۔ وہ
"اسے دھمکی دے کر بولی۔۔

خبردار جو تم نے میرے بچوں میں محبت کی کمی کی تو۔۔ ویسے تو تم بہت
پیاری ہو مجھے نہیں لگتا کبھی تم ظلم ٹائپ ماں ثابت ہو گی۔ لیکن پھر بھی
میں تمہیں وارن کر رہا ہوں۔ مجھے اپنے بچوں کے لئے ایک پیاری سی
ماں چاہیے۔۔ زید اس کی دھمکی کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ہیرا کے
"چہرے کو دیکھتے ہوئے شرارت سے بولا۔۔

ہیرا کو بالکل بھی امید نہ تھی کہ زید آنے والے بچے کے لیے اس قدر
"پوزیسو ہو گا۔۔

کہاں کھو گئی لگتا ہے سوچ کر بتانا چاہتی ہو دوسرے بے بی کے بارے
میں۔۔ اس کا اثر مایا ہواروپ دیکھ کر زید نے پھر گمبھیر لہجے میں
"سرگوشی کی۔۔"

اچھا یہ بتاؤ بے بی تم پر جائے گا یا مجھ پر۔۔ چھوٹے بچے کو ذہن کے
"پردوں پر لاتے زید سوچ کر مسکرا اٹھا۔۔"

"مجھے کیسے پتہ ہو گا وہ شرما کے اس کے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔"

آہاں۔۔ میں نے سنا ہے ماں جلدی اندازہ لگا لیتی ہے کہ ہونے والا بچہ
کس پر جائے گا اپنی طرف سے بات بنا کر زید نے ایک شگوفہ چھوڑتے
"مسکراتے ہوئے اس کی ٹھوڑی کو اونچا کیا۔۔"

آپ بہت بے شرم ہیں۔ وہ اس کا ہاتھ بٹاتی اس کے سینے میں منہ چھپا گئی
"جب زید مسکرایا۔۔"

ہر بار کی طرح وہ اب بھی شرمسار ہی تھی۔۔ شاید یہی چیز زید کو اس کا
"مزید دیوانہ کرتی تھی۔۔"

ویسے میں نے سنا ہے کہ بچوں کے بعد پیار بڑھ جاتا ہے میں تو دن رات
اپنا پیار بڑھنا چاہتا ہوں۔۔ اسے اپنے سینے سے لگائے آہستہ آہستہ بول
"رہا تھا۔۔"

آپ بھی نا، پتہ نہیں کون آپ کو ایسی باتیں بتاتا ہے بس کچھ بھی کہہ
"دیتے ہیں آپ۔۔"

کیوں میں نے ایسا کیا کہہ دیا۔۔؟ آنکھیں پٹیٹائے معصومیت ایک بار پھر
"چہرے پر طاری ہوئی۔۔"

یہیں کے بچے ہونے کے بعد مزید پیار بڑھتا ہے حالانکہ بچے ہونے کے
بعد تو پھر پیار کرنے کا ٹائم بھی نہیں۔۔۔ ہیرا کہتے کہتے یک دم چپ ہو
گئی اپنی بات کا مطلب سمجھتے شرمناک اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا گئی

اتنا تو وہ مقابل کو جان چکی تھی اب ضرور وہ اس تنگ کرنے کے غرض
"سے اس کی بات کا مطلب کچھ غلط ہی نکال لے گا۔"

نو میں ایسا بالکل بھی نہیں ہونے دوں گا بچوں کے لیے دوسرا کمرہ
بنواؤں گا تاکہ ہمارے رومینس میں وہ ہر گز خلل نہ ڈالیں مقابل بھی
"زید تھا وہ کہاں باز آنے والا تھا بے باک باتیں کرنے سے۔"

مسٹر آپ بہت بے شرم ہیں میں جا رہی ہوں آپ کے لیے ہلدی والا
دودھ لانے اگر مزید ٹھہر کر آپ کی ایسی باتیں سننے کو ملی میں بے ہوش
ہو جاؤں گی۔۔ ہیرا بدک کر اس کے پاس سے اٹھ کر بولی بغیر زید کی
سنے وہ فوراً سے کمرے سے بھاگ چکی تھی پیچھے زید کا بلند قہقہہ کمرے
"میں گونجا۔"

کچھ دیر بعد ہیرا دودھ لے کر کمرے میں داخل ہوئی زید کے پاس بیڈ کے کنارے پر بیٹھی اچانک ہیرا کا دوپٹہ سر سے اترا زید کی نظر اس کی "گردن پر پڑی جہاں دانتوں کے نشان تھے۔"

یہ تمہاری گردن پر کیا ہوا ہے دودھ کا گلاس اس کے ہاتھ سے پکڑ کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ کے اپنے قریب کر کے اس کے گردن پر بنے دانتوں کے نشان پر انگلیاں پھیری ہیرا نے سسکی بھرتے زید کا ہاتھ پیچھے کیا۔"

اور کس جگہ پر نشان ہے زید کی آنکھیں خون چھلکنے کی حد تک سرخ ہوئی کنپٹی اور ہاتھوں کی رگیں بے حد ابھری ہوئی تھی ہیرا کو ایک لمحے کے لیے اس سے خوف محسوس ہوا۔"

کچھ پوچھا ہے میں نے ہیرا کو خاموش بیٹھے دیکھ زید شاہ دانت کچکچاتے ہوئے بولا کچکچاتے ہاتھ اس نے اپنے کندھے پر رکھے زید نے فوراً اس کے شرٹ کندھے سے نیچے کر کے نشان دیکھے اپنے سر کو سختی سے تھام "کر بیٹھ گیا اس کی بیوی کو اس کے علاوہ کسی غیر مرد نے چھوا تھا۔"

زید مجھے بھائی نے بچا لیا تھا ہیرا نے زید کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس کے غصے کو کم کرنا چاہا زید اس کا ہاتھ جھٹکتے کمرے سے باہر نکلتے ارسلان شاہ کے کمرے کی طرف رخ کیا ہیرا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی اسے لگا کہ زید شاہ اس سے خفا ہو گیا ہے "کیونکہ اسے کسی غیر مرد نے چھوا ہے۔"

بنانا ک کیے ارسلان کے کمرے کا دروازہ کھولا لیکن کوئی کمرے میں موجود نہ تھا کمرے کی بکھری حالت دیکھ کر زید شاہ تشویش میں مبتلا ہو گیا کلین پر خون، بالکنی میں دیکھا وہاں پر جگہ جگہ خون کے قطرے تھے

ہر چیز تہس نہس ہوئی تھی وہ کمرہ جس میں دانے کے برابر بھی گند نہ
ہوتا تھا آج بکھری ہوئی حالت میں پڑا ہوا تھا زید ڈریسنگ ٹیبل کے
سامنے کھڑا تھا جب اس کی نظر ڈریسنگ روم کی کھلی ہوئی الماری پر گئی
جہاں سے کپڑے غائب تھے یعنی کہ انیزا ارسلان کو چھوڑ کر جا چکی تھی
"بے ساختہ اس کے ذہن میں خیال آیا۔"

زید اپنی حالت کی پروا کیے بغیر اپنے کمرے میں تقریباً بھاگتے ہوئے گیا
بناہیرا کی طرف دیکھے کار کی چابیاں اٹھا کر گھر سے نکل گیا اپنے دشمن
جان کارویہ دیکھ کر ہیرا جو کچھ پل پہلے خاموش ہوئی تھی پھر سے رونا
"شروع ہو گئی۔"

عیشان تقریباً 12 بجے گھر داخل ہوا سب کی نظروں سے اوچھل ہو کر
وہ اپنے کمرے میں چلا گیا جیکٹ اتار کر بیڈ پر پھینکی ڈریسنگ ٹیبل کے

سامنے کھڑے ہوتے اپنے کندھے پر بندی ہوئی پٹی کو دیکھا جہاں گولی
”لگی تھی۔۔۔“

اپ پر تو میری جان بھی قربان عیشان شاہ نے درد برداشت کرتے
ہوئے اپنے زخم کو دیکھ کر مسکرا کر کہا پٹی کھولی جہاں سے پھر خون بہنے
لگا ڈھیر ساری کاٹن اٹھا کر زخم کے اوپر رکھ کر جلد بازی میں پٹی کر کے
الماری سے کالے رنگ کا ٹروزر شرٹ نکال کر واش روم میں گھس گیا
کچھ دیر بعد باہر نکلا اور اپنے بال سیٹ کیے بے ساختہ اس کے ذہن میں
میرم ملک کا خیال آیا کہ اسے ہوش آیا ہو گا یا پھر نہیں۔ دل بے چین ہوا
دیکھنے کے لیے کمرے سے باہر نکلا کوئی بھی لاؤنج میں موجود نہ تھا سب
اپنے اپنے کمرے میں تھے بنا آواز پیدا کیے میرم کے کمرے کا دروازہ
کھولا اور دروازہ خاموشی سے لاک کر کے بیڈ کے پاس جا کر سینے پر ہاتھ
باندھ کر کھڑا ہو گیا میرم پر سکون دوائیوں کے زیر اثر سوئی ہوئی تھی

بے خود سا ہوتا عیشان شاہ اس کی گردن پر بنے زخم پر ہاتھ پھیرنے لگا
"

میرم بے بی اس کے کان کے قریب جھکتے عیشان شاہ نے سرگوشی کی
میرم جو گہری نیند سوئے ہوئی تھی عیشان شاہ کی آواز کانوں میں جاتے
ہی ہڑبڑا کر اٹھ کر بیٹھتے ہوئے اچھل کر عیشان شاہ سے دور ہوئی جو اس
"کے بے حد قریب جھکے ہوئے کھڑا تھا۔

مجھے۔۔۔۔۔ کچھ۔۔۔۔۔ مت۔۔۔۔۔ کرنا میرم بلند آواز میں روتے ہوئے
بولی وہ پہلے ہی بے تحاشہ عیشان شاہ کے خوف میں مبتلا تھی اور اب جو
اس کے ساتھ ہوا تھا اس کے بعد تو اس میں ایک گندم کے دانے کے
"برابر بھی سکت نہ تھی عیشان شاہ کو برداشت کرنے کی۔۔

میں بابا۔۔۔۔۔ سے بات کر لوں گی۔۔۔ نکاح کی پلیز چلے۔۔۔ جاؤ یہاں
سے بولتے ہوئے درمیان میں لمبی ہچکی لیتے چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر

پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اسے یہ چیز سہن نہ تھی کہ ایک نامحرم تنہائی
میں اس کے کمرے میں آتا ہے اور اس کے بے حد قریب ہو کر بے
"باک باتیں کرتا ہے۔۔۔"

او کے میرم بے بی جتنی جلد ہو سکے بات کرو کیونکہ جواب میں تمہارے
ساتھ کرنا چاہتا ہوں وہ نکاح سے پہلے نہیں کر سکتا عیشان شاہ کے الفاظ
سن کر میرم ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتے پیچھے کی جانب بیڈ پر گری
اپنے قدم اس کی جانب بڑھاتے اسے سیدھا کر کے بیڈ پر لٹا کر سائڈ ٹیبل
سے پانی کا جگ اٹھا کے ہاتھوں میں تھوڑا سا پانی ڈالا اور میرم کے منہ پر
"پانی کی چھینٹیں ماری وہ بیچاری پھر سے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔۔"

کتنی کمزور ہو تم اس کے پاس بیٹھ کر پھر سے اس کے زخم پر ہاتھ پھیرنے
لگا میرم نے سختی سے آنکھیں بند کی اور بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں جکڑا

--"

کس چیز کا بدلہ لے رہے ہو ہنوز آنکھیں بند کیے ڈرتے ہوئے اس سے
استفادہ کرنا چاہا عیشاں شاہ جو اس سے پیار بھرا رویہ اپنانے والا تھا میرم
کی الفاظ سن کر اس کے ذہن کے پردوں پر وہ منظر اور الفاظ لہرانے لگے
جو میرم ملک نے اس پر الزام لگاتے ہوئے استعمال کیے تھے۔۔ "اس
نے میرے ساتھ بد تمیزی کرنے کی کوشش کی ہے۔" الفاظ کانوں
میں گونجتے ہی عیشاں شاہ نے اس کا چہرہ سختی سے دبوچا جس کی وجہ سے
"میرم کو اپنے جبرے ٹوٹتے ہوئے محسوس ہونے لگے۔۔

جب ہمارا نکاح ہو گا میرم بے بی پھر تمہیں بتاؤ گا نہیں بلکہ پریکٹیکل
کر کے دیکھاؤ گا کہ کس چیز کا بدلہ لے رہا ہو سفاکیت سے کہتے ہوئے
اپنی بھوری آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھی میرم کی آنکھوں میں
موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے، رخسار پر سے بہہ کر فراق کے کالر میں
"جذب ہونے لگے۔۔

میں جب بھی تمہارے کہے تلخ الفاظ بھولنے کی کوشش کرتا ہوں میرم
بے بی تمہارا یہ چہرہ دیکھ کر وہ منظر ہر لمحہ میری آنکھوں کے سامنے چلتا
ہے عیشاں شاہ نے اسے پکڑ کر کھڑا کرتے دروازے کی طرف دھکا دیا
۔۔"

جاؤ اپنے ماں باپ کے پاس اور انھیں کہو کہ تم مجھ سے نکاح کرنا چاہتی
ہو عیشاں نے اسے کمرے کے باہر دھکا دیا میرم نگے پاؤں کپکپاتے
ہاتھوں سے اپنے سر پر دوپٹہ سیٹ کر کے عالم ملک کے کمرے کی طرف
"سست قدم بڑھانے لگی۔۔"

عیشاں شاہ اپنا سر سختی سے تھام گیا وہ کبھی وہ منظر نہیں بھول سکتا تھا
جب اس پر میرم ملک نے اپنی کی عزت نیلام کرنے کا الزام لگایا تھا کچھ
دیر اپنے سر کو سختی سے تھامے اس کے کمرے میں بیٹھا رہا ارد گرد دیکھتے
اپنے کمرے میں واپس چلا گیا کمرے میں داخل ہوتے ہی موبائل میں

میسیج ٹائپ کر کے میرم کو سینڈ کیا جو کچھ یوں تھا۔۔۔ "اپنے امی بابا سے
.. بات کر کے فوراً میرے کمرے میں آؤ

میرم جو ابھی عالم ملک کے کمرے کے باہر پہنچی تھی عیشان کا میسیج پڑھ کر
اس کے جسم میں کپکپاہٹ طاری ہوئی کپکپاتے ہاتھوں سے دروازہ کھولا
عالم ملک نے اپنی بیٹی کو ہوش میں دیکھتے تیز قدم بڑھاتے اسے سہارا
"دے کر اپنے ساتھ بیڈ پر بٹھایا۔۔

مجھے بات۔۔۔۔۔ ابھی تم مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوئی تو کیوں کمرے
باہر آئی ہو مجھے کال کر دیتی میں تمہارے کمرے میں آجاتا میرم کی بات
درمیان میں کاٹتے ہوئے عالم ملک فکر مندی اور پیار بھرے لہجے میں
بولے اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے اپنے باپ کا
"پیار خود کے لیے دیکھ کر۔۔۔

میری بیٹی نے مجھ سے کیا بات کرنی ہے عالم ملک نے اس کے سر پر
شفقت سے ہاتھ رکھتے کہا اسی پل اسے بیگم اور ولید ملک کمرے میں
داخل ہوئے میرم کو عالم ملک کے کمرے میں موجود دیکھ کر پریشانی اور
"فکر مندی سے اس کی جانب دیکھا۔"

بابا اگر میں کہوں کہ میرم عالم ملک کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ
کر رونے لگی ولید قدم بڑھاتے اپنی بہن کے پاس بیٹھا اور اس کا کندھا
سہلا کر اسے چپ کروانا چاہا عالم نے ٹھوڑی سی اس کا چہرہ تھامتے اپنے
"مقابل کیا۔"

"بابا کی جان جو کہنا ہے بلا جھجک کہو۔۔۔"

میں عیشان شاہ کو پسند کرتی ہوں ہمت جمع کرتے آنکھیں سختی سے بند
کر کے ایک سانس میں کہا اور پھر لمبی لمبی ہچکیاں بھرتے آنسو بہانے لگی
"

عالم ملک اور ولید ملک نے مسکرا کر میرم کی طرف دیکھا اور حامی میں سر ہلایا وہ دونوں بالکل بھی ایسے باپ اور بھائی نہ تھے جو بیٹی اور بہن کی "پسندگی کا اظہار کرنے پر غیرت تک پہنچ جاتے۔۔

اسلام میں اگر ایک عورت کسی شخص کو پسند کرتی ہے اور وہ نکاح کے لیے مناسب سمجھی جاتی ہے، تو اس کا اظہار غیر مبادی طریقے سے ہونا چاہیے، جیسے کہ کسی بزرگ یا قابل اعتماد شخص کے ذریعے رشتہ کی تجویز پیش کرنا۔ عورت کی طرف سے براہ راست اظہار پسندگی (خاص طور پر اگر وہ اس کے بغیر پردہ کرتی ہے یا کسی غیر شرعی طریقے سے اپنی پسند کا اظہار کرتی ہے) اسلامی اصولوں کے مطابق مناسب نہیں سمجھا جاتا۔۔

یعنی، عورت کا اپنے جذبات کا اظہار ایک مناسب اور شرعی طریقے سے
ہونا چاہیے، جو نہ صرف اس کی عزت کو برقرار رکھے بلکہ اس کے مذہبی
اور اخلاقی حدود کی بھی حفاظت کرے۔۔

میرم کیا یہ فیصلہ تم نے سوچ سمجھ کر کیا ہے میرم کا ہاتھ تھام کر نرمی
سے ارسہ بیگم نے اس سے پوچھا عالم ملک اور ولید دونوں اس کے
جواب کے منتظر تھے اس نے صرف ہاں میں سر ہلانے میں بہتری سمجھی
اگر وہ کچھ بولتی تو اس کا ڈر سب کو نظر آ جاتا کہ وہ عیشان شاہ کہ پریشتر
"میں آکر نکاح کی بات کر رہی ہے۔۔"

میری بیٹی خوش ہے اس سے بڑھ کر مجھے کچھ نہیں چاہیے میں احمد سے
بات کروں گا عالم ملک نے میرم کی پیشانی پر بوسہ دے کر اس کا سر
اپنے سینے کے ساتھ لگایا میرم جانتی تھی کہ اس کی ماں، باپ یا بھائی کو
منانا مشکل بات نہیں ہے لیکن جو زندگی اسے نکاح کے بعد ملنے والی

تھی اسے ہر گز نہیں چاہیے تھی ولی کی نظر میرم کے موبائل پر شو
ہوتے نوٹیفکیشن پر پڑی جہاں لکھا ہوا تھا "انہوں نے کیا کہا ہے" اس
"سے قبل میرم اپنے بھائی سے موبائل لیتی ولید نے میسج پڑھ لیا تھا۔
تم یہاں بابا پاس بیٹھو میں آتا ہوں ولی نے اس کا رخسار سہلا کر عیشان کو
میسج کیا کہ "میں آرہی ہوں" اور پھر موبائل اپنی پاکٹ میں ڈال کر
کمرے سے باہر چلا گیا میرم کی سانسیں خشک ہو گئی کہ نہ جانے ولید
"ملک اور عیشان شاہ کی ملاقات کے بعد کیا ہوگا۔"

جیسے ہی دروازہ کھلنے کی آواز آئی عیشان جٹ سے بیڈ پر سے اٹھ کر کھڑا
ہوا سامنے ولید ملک کو دیکھ کر ایک لمحے کے لیے حیران ہوا پھر خود پر
"سنجیدگی طاری کرتے ولید ملک کو ٹکر ٹکر دیکھنے لگا۔"

شرم سے ڈوب مرو مرد ہو کے تم اپنے بابا سے یہ نہیں کہہ سکے تم کسی کو
پسند کرتے ہو ولید نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے عیشان شاہ کو دیکھ کر

کہا عیشان اس کی بات کو نظر انداز کرتے نگاہیں اپنے ہاتھوں پر مرکوز کر
"گیا۔۔"

اپنے بابا سے میں نے بات کر لی ہے بے فکر رہیں آپ سالے صاحب
۔۔"

تمیز سے ہونے والے بہنوئی صاحب ابھی میں آپ کا سالہ نہیں بنا ولید
نے ویشان کے بازو کو سختی سے دبوچا اس نے سختی سے آنکھیں بند کر لی
کیونکہ جس بازو سے ولید ملک نے اسے پکڑا ہوا تھا وہاں پر گولی لگی تھی
۔۔"

ہو گیا اب چلیں جائیں سالے صاحب مجھے آرام کرنا ہے درد برداشت
سے باہر ہو رہی تھی اس وجہ سے عیشان نے چہرے پر سنجیدگی طاری
کرتے اسے باہر جانے کا کہا ولید جانتا تھا وہ سنجیدہ ہی رہتا ہے لیکن آج

اسے عیشان شاہ کے چہرے پر سنجیدگی کے ساتھ سفاکیت بھی نظر آئی
"خاموشی سے بنا کچھ کہے وہ کمرے سے چلا گیا۔"

احمد، اذہان اور زید کو گھر چھوڑ کے ارد شیر اپنے گھر گیا اماں جی غصے سے
دروازے کے پاس کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی ارد شیر گاڑی پارک
کر کے نظر جھکائے گھر کے اندر داخل ہوا جب زوریز خانزادہ بھی گاڑی
"پورچ میں کھڑی کر کے داخل ہوا۔"

اماں جی! وہ۔۔۔ اس سے قبل وہ کچھ کہتا اماں جی نے ہاتھ میں پکڑا ہوا
ڈنڈا دو سے تین مرتبہ اس کی کمر پر مارا زوریز نے مزے سے سینے پر ہاتھ
باندھ کر مسکراہٹ چھپا کر ارد شیر کی جانب ابرو اچکا کر دیکھا جیسے پوچھنا
"چاہ رہا تھا مزہ آرہا ہے۔"

اماں جی مار کیوں رہی ہیں اماں جی کے ہاتھ سے ڈنڈا پکڑ کر اس نے دور
"اچھاں کرا نہیں زبردستی اپنے بازو کے حصار میں لیا۔۔

پہلے تو تم نے مجھے بناتائے اپنا نکاح رکھوا لیا وہ تو بھلا ہوا احمد کا جس نے
مجھے بتا دیا کہ تم نکاح کرنے والے ہو۔ ابھی وہ غصہ میرا کم ہوا نہیں تھا تم
شادی کی رات اپنی بیوی کے پاس جانے کی بجائے آوارہ گردی کرنے
چلے گئے اماں جی نے ہلکی سی اس کے رخسار پر چپٹ لگائی ارد شیر نے
مسکراتے ہوئے اماں جی کو اپنے ساتھ لیے صوفے پر بٹھایا زوریز بھی
تھکے ہوئے انداز میں صوفے پر بیٹھ گیا اس کا جسم درد سے ٹوٹ رہا تھا
۔۔"

اماں جی میں کوئی آوارہ گردی کرنے نہیں گیا تھا میں اپنے اس دوست
کے ساتھ تھا اپنے اس بھائی کے پاس تھا جو ہمیشہ میرے ساتھ ہر مشکل

میں کھڑا رہا ہے ارد شیر نے پیار بھرے لہجے میں اماں جی کو بتایا اور رات
"میں ہوئی ساری واردات ان کے سامنے بیان کر دی۔۔

اچھا پھر ٹھیک ہے لیکن میں ابھی بھی نکاح والی بات سے تم سے ناراض
ہوں ارد شیر نے اماں جی کو اپنے سینے سے لگا لیا وہ بے انتہا خوش تھا کہ
اس کی اماں جی نے نور کو غلط الفاظ نہیں کہے اور خوشی خوشی اسے اپنا لیا
ہے زوریز بھی حیرت سے ان دونوں کی طرف دیکھنے لگا اسی بھی یہی لگا
"تھا کہ ارد شیر سکندر خان کی ماں اس کی مورے کو نہیں اپنائے گی۔۔
اچھا ناب ہو گیا سب کچھ جلد بازی میں آئندہ میں ٹائم سے گھر آیا کروں
گا اور پر آپ کی بہو کو ٹائم دیا کروں گا زوریز نے زبردستی چہرے پر
مسکراہٹ سجا کر کھا جانے والی نظروں سے ارد شیر کو دیکھا اس نے آنکھ
"مار کر زوریز خانزادہ کے تن بدن میں آگ لگا دی۔۔

کل سے ٹاٹم سے آنا کرنا ہے اور بیٹا تم بھی کچھ خیال کیا کرو گھر ٹاٹم سے
آنا تمہاری بیوی بھی پوری رات تمہارا انتظار کرتی رہی ہے ارد شیر سے
غصے سے کہہ کر اماں جی نے پیار بھرے لہجے میں زوریز کو ڈانٹا زوریز
"نے ہامی میں سر ہلایا اور مسکرا کر اماں جی کو دیکھا۔"

میں آتا ہوں ارد شیر اماں جی کی پیشانی پر بوسہ دے کر اپنے کمرے میں
چلا گیا زوریز نے ٹھنڈی آہ خارج کرتے خود کو پرسکون کرنا چاہا کیونکہ
اب ارد شیر اس کی مورے کا شوہر تھا اس کا حق تھا زوریز خان کی
"مورے پر۔"

ایک بات پوچھوں آپ سے اس نے جھجھکتے ہوئے اماں جی سے کہا
"انہوں نے ہاں میں سر ہلایا۔"

آپ کو میری مورے سے کوئی مسئلہ تو نہیں؟ زور یز خان زادہ کا سوال سن کر اماں جی مسکراتی ہوئی اٹھ کر اس کے پاس بیٹھی اور شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

جب تمہاری ماں تقریباً 18 کی تھی تب سے وہ میرے گھر آنا شروع ہوئی تھی اور تقریباً چھ سال وہ ہمارے گھر آتی رہی، جانتے ہو وہ ہمارے گھر کب زیادہ تر آتی تھی جب میرا سکندر گھر موجود نہ ہوتا جب درد حد سے زیادہ بڑھ جاتا تھا وہ میرے سینے سے لگ کر روتے ہوئے اپنے دل کا غبار ہلکا کرتی، میں اس کا ماضی جانتی ہوں اور یہ بھی جانتی ہوں کہ وہ تمہارے لیے کس قدر تڑپی ہے، سب کچھ جانتے ہوئے بھی میری شدید خواہش تھی کہ وہ میری بہو بنے اس لیے نہیں کہ میرا بیٹا اس سے بے پناہ محبت کرتا ہے بلکہ اس لیے کہ وہ ایک صاف دل اور خوب

سیرت لڑکی ہے اماں جی کے الفاظ سن کر زور یز خان کے جسم میں مکمل
"طور پر سکون سرائیت کر گیا۔"

جاؤ اپنی بیوی کے پاس وہ کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہے اماں جی
مسکراتے ہوئے دوبارہ سے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے اپنے
"کمرے میں چلی گئیں۔"

زور یز خان زادہ اپنے کمرے میں چلا گیا ارد شیر جو کمرے میں داخل ہوا ہی
تھا خالی کمرہ دیکھ کر چاروں طرف متلاشی نظریں دوڑائیں کہ شاید نور
اسے کہیں نظر آجائے جب نور واش روم سے نہا کر بھگے بال ٹاول میں
باندھے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہوئی۔ ارد شیر تو نور کا
نکھرا ہوا روپ دیکھتا رہ گیا بے ساختہ اس کے لبوں سے لفظ ادا ہوا۔
"دلکش" کانوں سے ارد شیر کی آواز ٹکرائی نور جھٹکے سے مڑی سامنے

است دیکھ کر اور ہڑبڑاتے ہوئے بیڈ پر پڑا اپنا دوپٹہ اٹھا کر اپنے شانوں پر
"ڈالار د شیر کے چہرے پر چھائی مسکراہٹ سمٹی۔۔

عزیزِ ارد مجھے معلوم ہے کہ میں نے نکاح سے پہلے یہ کہا تھا کہ ہمارے
درمیان ازدواجی رشتہ نہیں بنے گا لیکن اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے
کہ تم اپنے محرم کو دیکھ کر یوں ہڑبڑا کر دوپٹہ اوڑھ لو نور شر مندہ ہوتے
"سر جھکا کر ہاتھوں کو آپس میں پیوست کیے انگلیاں مروڑنے لگی۔۔

سوری! یک لفظ جواب دیتے ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں خود کو دیکھا
جب ارد شیر چلتا ہوا نور کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا بے ساختہ ہی نور شرم
سے سرخ ہوتی نظریں جھکا گئی اسے خود معلوم نہ تھا کہ یہ شرم کی سرخی
"اس کے رخسار پر کیسے چھائی یا پھر یہ نکاح کا اثر تھا۔۔

کیا ہوا بال کیوں نہیں بنا رہی اپنے سینے پر ہاتھ باندھ کر برش کی طرف
اشارہ کرتے ہوئے کہا وہ جیسے نور کو اپنے بال بناتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا
--"

آپ جائیں میں پھر بنا لوں گی نور جانے انجانے میں پھر سے غلط الفاظ
کہہ گئی ارد شیر کے چہرے پر چھائی مسکراہٹ ایک مرتبہ پھر سے سمٹی
--"

خیریت ہے اتنی عزت دی جا رہی ہے مجھے "آپ" خود کا پر سکون کر
"کے بلائی لب دانتوں تلے دبا کر "آپ" پر زور دیا۔
وہ اماں جی کہتی ہیں شوہر کو تم کہہ کر نہیں بلاتے نور کو سمجھ نہیں آ رہا تھا
کہ وہ کیا بولے جا رہی ہے کبھی وہ اس کو کہتی تھی کہ ہمارے درمیان
"رشتہ نہیں بنے گا اور کبھی اسے شوہر کا درجہ دے جاتی۔"

رونا نہیں، مجھے علم ہے تمہاری کیسی کیفیت ہو رہی ہے اس وقت
ارد شیر نے اس کا رخ اپنی جانب کر کے کندھے سے تھام کر اس کی بھیگی
آنکھوں میں دیکھ کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے رونے سے باز کیا
۔۔"

یار ویسے رہو نامیرے ساتھ جیسے ہم دونوں پہلے رہتے ہیں بیسٹ فرینڈ
بن کر ارد شیر کا ہلکا پھلکا انداز دیکھ کر نور نے آنکھیں پھاڑے اس کی
"طرف دیکھا۔۔

کیا ہوا میرا ہلکا پھلکا انداز دیکھ کر عجیب لگ رہا ہے؟ یہ سوچ رہی ہو گی کہ
میں اپنی بات سے مکر اکیوں نہیں، عزیز ارد میں ہمیشہ تمہارا بیسٹ فرینڈ
رہوں گا ہاں ہمارے درمیان ایک چیز تبدیل ہوئی ہے کہ ہم دونوں
اب ایک پاک رشتے میں بندھ چکے ہیں اور میں تب تک تمہارے ساتھ
اپنا رشتہ آگے نہیں بڑھاؤں گا جب تک میری عزیز ارد خود اپنے

پیارے پیارے لفظوں سے اس بات کا اس اظہار نہیں کرے گی کہ وہ مجھے مکمل طور پر دل سے اپنے شوہر کا درجہ دے چکی ہے ارد شیر نے نہایت ہی پر سکون انداز میں کہہ کر ہاتھ بڑھا کر نور کے سر سے ٹاول اتار "کر دور اچھالا اور برش کی طرف اشارہ کیا کہ اپنے بال بنائے۔"

بال بناؤ اپنے میں دیکھنا چاہتا ہوں عزیز ارد کیسے تیار ہوتی ہے شادی کے بعد تاکہ بعد میں، میں اپنی بیسٹ فرینڈ کو تھوڑا سا تنگ کر سکوں نور مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا کر برش پکڑ کر اپنے بال بنانے لگی۔

ارد شیر بیڈ پر جا کے بیٹھ گیا اور سینے پر ہاتھ باندھے نور کا عکس غور سے آئینے میں دیکھنے لگا۔ نور نے بالوں کو کنگی کر کے برش ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ کر ہلکی سی لائٹ پنک کالر کی لپسٹک لگائی اور سر پر دوپٹہ اوڑھ کر "ارد شیر سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئی۔"

بس اتنا ہی تیار ہونا تھا؟ ارد شیر نے سرتاپاؤں تک اس کا جائزہ لیا جس
نے تیار ہونے کے نام پر صرف ارد شیر کی اماں جی کا تحفے میں دیا ہوا
"سوٹ پہنا ہوا تھا اور میک اپ کے نام پر صرف لپسٹک لگائی تھی۔۔
تو آپ کا کیا خیال ہے میں دوسری لڑکیوں کی طرح لپسٹک لگاؤں،
بھاری جھمکے پہنوں، ہاتھوں میں چوڑیاں اور ڈھیر سارا میک اپ کروں
"؟ نور نے ہاتھ نچاتے ہوئے کہہ کر گھور کر ارد شیر کو دیکھا۔۔
پہلی بات مجھے آپ نہ کہو جب ہم دونوں میاں بیوی کی طرح رہیں گے
مجھے تب آپ کہہ کر بلانا اور دوسرا جی ہاں تم بالکل جیسے شادی شدہ
"لڑکیاں تیار ہوتی ہیں ویسے ہی تیار ہوگی۔۔
ارد نہیں میں ویسے تیار نہیں ہو سکتی میرا ایک جوان بیٹا ہے وہ کیا سوچے
گا کہ میری ماں نور بولتے ہوئے رک کر ہاتھوں کو آپس میں پیوست
"کر کے سر جھکا گئی کہ مبادا کہیں وہ اس کی بھگی آنکھیں نہ دیکھ لے۔۔

پہلے تو تم یہ رونا بند کرو تمہیں یہ سب سوچنے کی ضرورت نہیں ہے کہ
تمہارا بیٹا تمہیں تیار ہوا دیکھے گا تو اسے برا لگے گا بالکل نہیں بلکہ وہ بے
انتہا خوش ہو گا کہ میری ماں ایک خوشگوار زندگی جی رہی ہے نور کا چہرہ
ٹھوڑی سے تھامتے آنسو صاف کر کے پیار بھرے لہجے میں کہا اسی وقت
زوریز خان بنانا کیے کمرے میں داخل ہوا وہ جب کمرے میں گیا تھا تو
عنائزہ گہری نیند کے مزے لے رہی تھی اس کا دل چاہا کہ وہ اپنی
مورے سے مل لے لیکن وہ 15 منٹ سے زیادہ خود کونہ روک پایا نور
.. ہڑ بڑا کر ارد شیر سے دور ہوئی وہ بچار اپنی پیشانی مسلتا رہ گیا
مورے یہ سب کیا ہے زوریز اپنی ماں کے پاس جا کر اسے کھڑا کرتے
"ہاتھ سے سرتاپاؤں تک اس نے نور کو دیکھتے ہوئے ہاتھ ہلایا۔"

میں نے تیار نہیں ہونا تھا زوریزانہوں نے زبردستی کہہ کر لپسٹک لگوائی اور اب مجھے کہہ رہے تھے کہ میں تیار نہیں ہوئی نور کی آنکھوں سے روز و قطار آنسو بہنے لگے۔۔

مورے انہوں نے بالکل ٹھیک کہا ہے اب بالکل تیار نہیں ہوئی جن عورتوں کی نئی نئی شادی ہوتی ہے وہ تو بھاری جھمکے، چوڑیاں، کڑے اور اتنا زیادہ میک اپ کرتی ہیں اپ نے بس ایک سوٹ پہن کر اور ہلکی سی لپسٹک نہ دکھنے کے برابر لگائی ہے زوریزانہوں کے آنسو صاف کر کے مصنوعی غصے سے بولا تھا نور نے ایک پل کے لیے زوریزانہ کی طرف دیکھا اور پھر ارد شیر کی طرف۔ مسکراتا ہوا وہ نور اور زوریزانہ کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔۔

چلیں میں آپ کو تیار کرتا ہوں زوریزانہ نے نور کو پکڑ کے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بٹھایا اور دراز سے چوڑیاں، بھاری جھمکے نکال کر ٹیبل پر

رکھے۔ ریڈ کلر کی لپسٹک کا ڈکن اتارا، نور نے نفی میں سر ہلایا کہ وہ یہ نہیں لگائے گی زوریز خان نے زبردستی اپنی مورے کوریڈ کلر کی لپسٹک لگائی اسے کسی کریم یا پھر فاؤنڈیشن کی ضرورت نہ تھی اس کی رنگت دودھ جیسی سفید تھی پھر بلش پکڑ کر رخسار پر لگایا پہلے سے ہی سرخ رخسار کو اور زیادہ سرخ کیا اور آنکھوں میں کاجل لگا دیا۔ ارد شیر مسکرا کر ان دونوں ماں بیٹے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر زوریز خان زادہ نے "اپنی ماں کو جھمکے پہنائے اور ہاتھوں میں چوڑیاں۔۔

کچھ کمی ہے زوریز اپنی ماں کے چہرے کو نہایت غور سے دیکھنے لگا کہ کیا "کمی رہ گئی ہے۔۔

بس کر دو زوریز ابھی بھی کمی ہے نور نے اپنے آپ کو آئینے میں دیکھا "جسے اس کے بیٹے نے دلہن کی طرح تیار کیا تھا۔۔

میں بتاتا ہوں کس چیز کی کمی ہے ارد شیر نے سائڈ ٹیبل کے دراز سے ایک باکس نکالا اس میں سے خوبصورت لاکٹ نکال کر نور کو کھڑا کر کے اسے پہنایا جس پر عزیز ارد لکھا ہوا تھا۔

پرفیکٹ! دونوں یک زبان بولے اور پھر ایک گھوری سے ایک دوسرے کو نواز کر نور کی طرف متوجہ ہوئے جو سکائے بلوکلر کے ڈریس میں سبھی سنوری نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔

"اف عزیز ارد بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔"

اپنی لیمٹ میں رہیں میں کمرے میں موجود ہوں میرے سامنے آپ میری ماں کے لیے اس طرح کے الفاظ نہ استعمال کریں زوریز نے اپنی ماں کو سینے سے لگا کر دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔

اوہیلو یہ میری بیوی ہے اور اس وقت تم میرے کمرے میں کھڑے ہو
اگر تمہیں شرائط یاد ہوں تو تم نے کہا تھا کہ کمرے سے باہر میں تمہاری
ماں کے قریب نہ آؤں اردشیر نے نور کو کھینچ کر اپنے ساتھ لگا کر گھوری
"سے اسے نوازتے ہوئے ایک ایک لفظ پر زور دیتے بولا۔

مورے انھیں کہیں آپ سے دور ہو چھوٹے بچوں کی طرح ضد کر کے
"اردشیر کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

آپ دونوں رہیں یہاں پر اور ایک دوسرے کے ساتھ اپنی یہ لڑائی
جاری رکھیں نور نے اردشیر کو خود سے دور دھکا دیا وہ بیچاری تو ان
دونوں کے درمیان کٹیتلی بن کر رہ گئی تھی وہ تلملاتی ہوئی پاؤں پٹک کی
"کمرے سے باہر چلی گئی۔

"آپ کی وجہ سے میری مورے مجھ سے ناراض ہوئی ہیں۔

جی نہیں زوریز خانزادہ تمہاری وجہ سے میری بیوی مجھ سے ناراض ہوئی
ہے وہ دونوں ایک دوسرے پر چڑھ دوڑے ایک دوسرے کو کھا جانے
والی نظروں سے نوازتے ارد شیر واش روم میں بند ہو گیا اور زوریز
"خانزادہ تلملاتے ہوئے اپنے کمرے میں چلا گیا۔"

ارسلان ڈیول کارروپ اختیار کر کے اپنے آفس میں موجود بیسمنٹ
میں گیا جہاں سارا کمپیوٹر سسٹم تھا کی بورڈ پر ٹائپنگ کر کے انیزا کی
لوکیشن ٹریس کرنے کی کوشش کی۔ وہ ڈیول ڈیمن کی عین تھی اس کی
حفاظت کے لیے کیسے اس کی گردن کے اندر چپ بھیجی تھی وہ اچھے
"سے جانتا تھا۔"

انیزا اس وقت ایک ہاسٹل میں موجود تھی ارسلان نے لوکیشن دیکھتے
اپنے قدم بیسمنٹ کے دروازے کی طرف بڑھائے جب زید شاہ اور

رضادونوں اندر داخل ہوئے جب زید گھر سے نکلا تھا تو رضا بھی اس کے پیچھے چل دیا۔

کہاں جا رہے ہو زید نے اس کی سرخ ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر اس کے گلے لگ کر پوچھا ارسلان نے سختی سے اس کے گرد حصار بنا لیا کچھ دیر وہ "دونوں بھائی یوں ہی کھڑے رہے۔

مجھے عین کو لانا ہے ارسلان پیچھے ہٹے وہاں سے جانے لگا جب رضا اور زید نے اسے بازو سے پکڑتے روکا۔

ارسلان بھابھی کو کچھ وقت دو جو کچھ تم دونوں کے درمیان ہو چکا ہے اس کے بعد تمہیں چاہیے تھا کہ تم بھابھی کو وقت دیتے ہر چیز سمجھنے کے لیے۔

بھائی جی زید بھائی ٹھیک کہہ رہے ہیں زیادہ دن نہیں بس پانچ دن انتظار کر لے کیا معلوم بھابھی آپ سے دوری برداشت نہ کر پائیں اور خود ہی

آپ کے پاس واپس آجائے زید کے بولنے کے فوراً بعد ہی رضا بولا
ارسلان شاہ بے چینی سے بیس منٹ میں چکر کاٹنے لگا پانچ دن تو دور کی
"بات وہ تو پانچ منٹ بھی اپنی حیاتم کے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔
میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا مجھے اسے لینے جانا ہے ارسلان بے خود ہوتا
تیش میں اتے وہاں سے جانے لگا زید نے اس کا بازو پکڑا تو ارسلان شاہ
"نے خونخوار نظروں سے اسے کو دیکھا۔

ارسلان سمجھنے کی کوشش کر وجہ میرا بچہ مجھ سے دور ہوا تھا تو میں ہیرا
سے خفا رہا لیکن اسے کچھ وقت میسر ہوا تھا ہمارے رشتے کو سمجھنے کے
لیے، اختلاف خود بخود ہمارے درمیان سے ختم ہوتے گئے اور اب ہم
دونوں ایک دوسرے کے ساتھ خوش ہیں ہماری زندگی میں دوبارہ سے
خوشی آنے والی ہیں اللہ پر یقین رکھو تمہاری عین محفوظ رہے گی کچھ دن
بھا بھی کو دو۔ کیا پتہ رضا کی بات سچ نکلے کہ وہ تم سے دوری نہ برداشت

کر پائیں اور تمہارے پاس خود ہی واپس آ جائیں ارسلان نے جھٹکے سے
"اپنا بازو چھڑواتے ہاتھ کا مکا بنا کر دیوار میں دے مارا۔

ٹھیک ہے میں نہیں جاؤں گا لیکن وہاں ایک عورت بھیجو جو ہر پل میری
عین پر نظر رکھیں وہ کب کھارہی ہے، کب چل رہی ہے، کب اٹھ رہی
ہے، کب بیٹھ رہی ہے، کیا کر رہی ہے، اس کی ایک ایک حرکت مجھے
معلوم ہونی چاہیے ارسلان شاہ پاگل، جنونی انسان کی طرح اپنے
کپکپاتے ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ کر کہہ رہا تھا زید اور رضا نے ایک
دوسرے کی طرف دیکھتے اسے چیئر پر بٹھایا اور گلاس میں پانی ڈال کر اس
کے سامنے کیا ارسلان نے ہاتھ مار کر گلاس زمین پر گرایا کانچ ہر جگہ
"چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بکھر گیا۔

نہیں چاہیے مجھے پانی میں نے جو کہا ہے وہ کرو زید نے رضا کو اشارہ کیا کہ
ارسلان کے پاس رہے۔ زید شاہ نے اپنی پاکٹ سے موبائل نکال کر

ایک عورت کا نمبر ملا یا اور اسے کہا کہ انیزا کے پاس جائے اور اس کے
"پل پل کی خبر دے۔۔"

آپ کیوں کر رہے ہیں یہ سب زید نے کال کر کے ابھی فون پاکٹ میں
ڈالا ہی تھا جب عانیہ بیسمنٹ میں داخل ہوئی تینوں کے چہرے پر حیرانی
چھائی اور ارسلان شاہ نے ایک لمحے میں خود پر سفاکیت کا خول چڑھا لیا
"اور قدم بڑھاتا ہوا عانیہ کے پاس گیا۔۔"

گڈ وارسلان نے عانیہ کا ہاتھ تھامتا تو اس نے اپنے لالا کو خود سے دور
"جھٹکتے اپنا ہاتھ چھڑوا یا۔۔"

جس ڈیول ڈیمن کو اور اس کی ٹیم کو میں ڈھونڈ رہی ہوں مجھے نہیں
معلوم تھا کہ وہ میرے لالا اور میرے یہ خاندان کے افراد ہیں، لالا آپ
تو اس سے اتنے خلاف تھے اور خود ہی اس گند بھری دنیا میں داخل ہو

گئے عانیہ ہندیانی انداز میں چیخی اسے معلوم تھا کہ ارسلان شاہ گھر واپس
آنے کے بعد اپنے اڈے پر ضرور جائے گا۔

ایک طرفہ رخ دیکھ کر ہمیں الفاظ ادا نہیں کرنے چاہیے گڈ وایک دن
مکمل طور پر سچائی تمہارے سامنے لے کر آؤں گا میں اور اس دن اگر
میری یہ لیڈی میجر مجھے سزا دے گی تو مسکراتے ہوئے دل و جان سے
قبول کروں گا دوبارہ سے عانیہ کو بازو سے پکڑتے اپنے سینے سے لگالیا
۔۔"

پیچھے ہٹے اب مجھے یہ بتائیں کہ آپ کے پارٹنرز میں ہمارے خاندان کے
کون سے افراد شامل ہیں عانیہ نے ارسلان شاہ کو خود سے دور کر کے
"ناراضگی اور غصے سے ملی جولی کیفیت لہجے میں سمائے پوچھا۔

ڈیول ڈیمین یعنی کہ ارسلان شاہ، ایلف عرف زید شاہ، آر۔ کے رضا
خانزادہ، ایگل گرل عرف نیشہ خانزادی جیسے جیسے ارسلان شاہ الفاظ ادا

کرتا گیا عانیہ کے چہرے پر حیرانگی بڑھتی گئی بے یقینی سے ان سب کے
"جانب دیکھنے لگی۔۔

اور اے۔ ڈی کون ہے؟ ایک ہاتھ پیشانی پر اور دوسرا دل کے مقام پر
"رکھتے نفی میں سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔۔

بابا ارسلان شاہ کے بولنے کی دیر تھی عانیہ لڑکھڑا کر نیچے گرنے لگی زید
"اور ارسلان نے آگے بڑھتے اسے تھام کر چیئر پر بٹھایا۔۔

لالا اور کچھ رہ گیا ہے تو وہ بھی بتا دے تاکہ ایک دفعہ ہی میری جان نکل
عانیہ کے الفاظ مکمل کرنے سے قبل ہی ارسلان شاہ نے اس کے لبوں پر
"ہاتھ رکھ دیا۔۔

پاگل ہو گئی ہو تم کیا بولے جا رہی ہو زید نے غصے سے اس کی طرف
"دیکھتے ہوئے اس کے سر پر چپت لگائی۔۔

میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اب سب عانیہ آنکھوں میں موٹے
موٹے آنسو لیے ان دونوں کی طرف دیکھنے لگی اس کے ذہن سے وہ
منظر مٹ نہیں رہا تھا جب ارسلان شاہ نے 10 لوگوں کی ایک ساتھ
"گردن کاٹی تھی۔۔"

وقت کا تقاضا سمجھ لو اس نے کہہ کر اپنی نظریں ایک بڑی سی سکرین پر
نظر آتے انیزا پر مرکوز کی جس عورت کو انہوں نے بھیجا تھا وہ انیزا کے
"روم میں کیمرالگاچکی تھی۔۔"

انیزا بیڈ پر بیٹھی رونے میں مصروف تھی ارسلان شاہ سکرین پر نظر آتے
"اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگا۔۔"

لالا بھابھی جانتی ہیں کہ آپ ڈیول ہیں ارسلان نے نفی میں سر ہلا دیا
اچانک اس کے ذہن میں خیال آیا اس کے لبوں پر پراسرار مسکراہٹ
"خود بخود آگئی۔۔"

اب کیا کرنے والے ہو تم زید نے اس کی پر اسرار مسکراہٹ دیکھ کر
پریشانی اور فکر مندی سے پوچھا ارسلان شاہ تیز قدم بڑھاتا بیسمنٹ سے
باہر چلا گیا اس کے پیچھے وہ تینوں بھی نکلے اور آفس میں داخل ہوئے
ارسلان نے آفس میں بنی الماری سے اپنی جیکٹ نکال کر پہنی جو وہ
ڈیول کاروپ اختیار کرنے کے لیے پہنتا تھا اور چہرے پر ماسک لگالیا
"

وہ آدمی کہاں ہے ارسلان نے رضا کی طرف دیکھ کر اسے استفار کیا پہلے
وہ آدمیوں کا کام تمام کر کے اس کے بعد اپنے دوسرے کام پر مکمل طور
پر متوجہ ہونا چاہتا تھا۔ رضا نے ٹارچر سیل کی طرف اشارہ کر دیا وہ
چاروں اب ٹارچر سیل میں موجود تھے جہاں شد اور کے 15 آدمیوں کو
باندھا گیا تھا، ڈیول کو سامنے دیکھتے پانچ آدمی بے ہوش ہو گئے اور باقی
10 کی سانسیں سینے میں اٹک گئی۔۔۔

ارسلان نے زید کو ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا جس نے داؤد کا ساتھ دیا تھا ہیرا کے کپڑے پھاڑنے میں، زید شاہ نے اپنی جیب سے چاقو نکال کر اس آدمی کی ہاتھ میں دے مارا دردناک چیخ ماری چر سیل میں گونجی۔ ہاتھ میں سے چاقو نکال کر اس کے دوسرے ہاتھ پر مارتے ہوئے وہاں سے نکالا پھر اس کی دونوں ٹانگوں میں چاکو مارے۔ عانیہ نے زید شاہ کا یہ روپ پہلی مرتبہ دیکھا تھا وہ سختی سے ارسلان شاہ کے بازو کو تھام گئی، زید شاہ کے چہرے پر خون کے قطرے تھے یہاں تک کہ آنکھوں میں "بھی خون چلا گیا۔"

میری عزت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تم نے اس مرتبہ زید نے اس کی گردن میں چاکو اتار دیا اس آدمی کی دردناک چیخوں کے ساتھ عانیہ نے بھی چیخ ماری اور اپنا چہرہ ارسلان شاہ کے سینے میں چھپا گئی۔ اس نے عانیہ کو ایک سائیڈ پر بٹھایا اور اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی اپنی

گڈو کو اس نے باہر جانے کو نہ کہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ ضد کر کے یہیں پر بیٹھے گی۔۔

اپنا بیلٹ نکال کر بے ہوش ہوئے آدمیوں کی گردن ان کے وجود سے علیحدہ کر کے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اب ارسلان شاہ کا رخ ان "لوگوں کی طرف تھا جو اپنی آخری سانسیں گن رہے تھے۔۔

ہمیں چھوڑ دو ہم نے صرف وہاں نگرانی کی تھی، ان تینوں لڑکیوں کو ہاتھ لگانا تو دور کی بات ہے ہم نے تو دیکھا بھی نہیں وہ سب ارسلان شاہ کے سامنے گڑ گڑانے لگے ان نو آدمیوں میں سے ایک آدمی وہ تھا جس نے 13 سال پہلے عانیہ کے ساتھ زیادتی کرنے میں داؤد کا ساتھ دیا تھا۔۔

رضا ان آٹھ کو لے جاؤ اور ایسی جگہ پھینک کر آؤ کہ شد اور خان ان تک پہنچ نہ سکے ارسلان نے ایک آدمی کے بال پکڑ کے باقی آٹھ کی طرف

اشارہ کیا رضانے ہاں میں سر ہلا کر اپنے آدمیوں کو اندر بلوایا اور وہ ان اٹھوں کو وہاں سے لے کر چلے گئے پھر عانیہ کی آنکھوں سے پٹی اتار کر اس آدمی کے سامنے کھڑے کر دیا اس نے جب غور سے اس آدمی کا چہرہ دیکھا آنکھیں اس قدر سرخ ہو گئی جیسے ابھی خون چھلکنا شروع ہو جائے گا ایک پل لگا تھا اسے پہچاننے میں۔ ارسلان نے عانیہ کے ہاتھ "میں بیلٹ اور چاکو پکرا دیا۔"

عانیہ نے بیلٹ سے سب سے پہلے اس کی انگلیاں کاٹی اس کے ذہن میں وہ منظر لہرایا جب وہ آدمی داؤد کے ساتھ مل کر اس کے کپڑے پھاڑ رہا تھا پھر اس کے پاؤں کاٹے جس سے اس نے عانیہ کے پاؤں پر وزن ڈالتے ہوئے عانیہ شاہ کو قابو کرنے کی کوشش کی تھی پہلی مرتبہ لیڈی میجر کو کسی کی چیخیں سکون دے رہی تھی اس کا خون نکلنا سکون کا باعث "بن رہا تھا۔"

م۔ مج۔ مے۔ چھ۔ وڑ۔ دو بے انتہا اٹکتے ہوئے

بمشکل اپنے حلق سے تین لفظ ادا کر پایا عانیہ کا کھوکھلا قہقہہ کمرے میں
گو نجا جو اس آدمی کے دل میں خوف، ارسلان اور زید شاہ کے دل میں
”تکلیف پیدا کر گیا۔۔“

مجھے چھوڑا تھا جب میں چیک رہی تھی؟ میرے لالا کو چھوڑا تھا تم سب نے؟ تم سب نے قہقہے لگائے تھے میری اور میرے لالا کی حالت کو دیکھ کر عانیہ نے دوسرے ہاتھ میں پکڑا چا کو اس کی آنکھوں میں مارا۔ وحشت ناک چیخیں اس وقت ٹارچر سیل میں گونج رہی تھی اس نے بیلٹ پکڑ کر اس کی گردن پر مارا ایک جھٹکے سے اس کی گردن اس کے وجود سے علیحدہ ہوئی۔ اپنے ہاتھوں، چہرے، کپڑوں اور پورے ٹارچر سیل میں خون دیکھ کر عانیہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے بلند آواز میں

دھاڑے مار کر رونے لگی اس سے قبل وہ زمین پر بیٹھتی ارسلان اور زید
"شاہ نے اپنی بہن کو تھام کر سینے سے لگالیا۔۔

چلو ارسلان اور زید یک زبان بول کر عانیہ کو لیے باہر آئے آفس کے
ساتھ بنے ایک روم میں گئے الماری سے ارسلان شاہ نے اپنا ٹروزر
شرٹ نکال کر اپنی گڈو کو تھمایا تاکہ وہ خون آلود کپڑے تبدیل کر لے
ماضی کی یادوں کو بلانے کی کوشش کرتے ہوئے کپکپاتے ہاتھوں سے
"کپڑے پکڑ کر واش روم میں بند ہو گئی۔۔

وہ پانچ افراد رہتے ہیں جنہوں نے ہماری گڈو کو نوچا تھا زید شاہ نے ہاتھ کا
مکابنا کر دیوار پر مارتے ہوئے زخمی نگاہوں سے ارسلان شاہ کو دیکھا جو
ساکت کھڑا تھا اس نے تو محض کچھ پل کے لیے ان لوگوں کو اپنی بہن کو
نوچتے ہوئے دیکھا لیکن ارسلان شاہ جو تین سے چار گھنٹے داؤد اور شد اور
"کے آدمیوں کو اپنی بہن کو نوچتے دیکھتا رہا تھا۔۔

ان پانچوں کو ایسی موت دوں گا کہ دیکھنے والے کی روح کانپ اٹھے گی
ڈریسنگ ٹیبل سے ٹشواٹھا کر اپنے خون آلود ہاتھ صاف کیے کچھ دیر بعد
عانیہ کپڑے تبدیل کر کے باہر آئی آنکھیں بے انتہا سرخ تھی ارسلان
شاہ نے آگے بڑھتے اسے اپنے ساتھ لگایا پھر زید کو اشارہ کیا کہ جا کے اپنا
حلیہ درست کر و زید نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس کی طرف دیکھا اس
کی حیاتِ تم اس کے پاس نہ تھی اور یہ چیز اسے حیرانگی میں مبتلا کر رہی تھی
کہ وہ اس قدر پرسکون کیوں ہے؟ جو اس کے بغیر ایک پل بھی گزارا
نہیں کر سکتا خیر وہ اپنے ذہن میں آئے خیال اس کو جھٹکتے ہوئے
ارسلان شاہ کاٹر و زرشٹ پکڑ کر واش روم میں بند ہو گیا اسی پل رضا
"کمرے میں داخل ہوا۔"

ایک کام کرو تم بھی میرے کپڑے پکڑو اور بند ہو جاؤ واش روم میں
ارسلان کو تپ چڑھ گئی زید کے کپڑے جب بھی خون آلود ہوتے تھے

وہ اپنے کپڑے پکڑنے کی بجائے ارسلان کے کپڑے اٹھا کر چینج کر لیتا
"تھا اور بعض اوقات رضا بھی اسی طرح کرتا تھا۔"

ڈیول میرے کپڑے بالکل ٹھیک ہیں اپنا کالر ٹھیک کرتے نظر جھکا کر کہا
"ارسلان شاہ کا پہلے ہی دماغ گھما ہوا تھا وہ مزید گھمانا نہیں چاہتا تھا۔"

ارسلان نے الماری سے چادر نکال کر عانیہ کے اوپر دی زید شاہ کے
"کپڑے تبدیل کر کے باہر آتے ہی وہ سب آفس سے نکل گئے۔"

گھر پہنچے تو سب مرد حضرات لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے سوائے اذہان
شاہ کے ارسلان نے عانیہ کو اشارہ کیا کہ وہ اپنے کمرے میں چلی جائے وہ
"تینوں سب کے درمیان جا کر بیٹھ گئے۔"

تو پھر احمد شاہ کیا سوچا ہے؟ عالم ملک نے میرم اور عیشان کے رشتے کے
بارے میں بات کر لی تھی اور اب وہ احمد شاہ کے جواب کے منتظر تھے

--"

اگر بچے خوش ہیں تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے احمد شاہ نے عیشان کی طرف دیکھا جو لبوں پر قفل لگائے بیٹھا تھا اور احمد شاہ کے جواب کا منتظر تھا سب نے خوشی سے ایک دوسرے کو گلے لگایا۔

ارسلان بیٹا آپ کو تو کوئی مسئلہ نہیں؟ عالم نے ایک مرتبہ ارسلان سے پوچھنا چاہا۔

یہ فیصلے بڑوں کے کرنے والے ہوتے ہیں اگر بابا کو منظور ہے تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں اور ویسے بھی عیشان اور میرم خوش ہیں رشتے سے۔۔ سب کے چہرے پر خوشی چھا گئی ایک فرد کے چہرے پر پر اسرار مسکراہٹ تھی اور وہ عیشان شاہ تھا۔

سجاد شاہ احمد کو سہارا دیکھ کر کمرے میں لے گئے کیونکہ ان کے پاؤں میں کافی زیادہ سو جن ہو چکی تھی اس سے قبل سب لڑکے اپنا رخ عیشان کی طرف کرتے وہ وہاں سے کھسک گیا چونکہ ارسلان شاہ بھی حد

سے زیادہ تھک چکا تھا جس کے باعث وہ بھی اپنے کمرے میں چلا گیا
۔۔"

عانیہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہی چادر اتار کر بیڈ پر رکھی گردن کے
پچھے ہاتھ رکھتے چاروں طرف نظر دوڑانے لگی۔۔

تو تم ہاں نہیں کرو گی عالیان کی آواز سن کر عانیہ نے جھٹکے سے پچھے
دیکھا۔۔

عالیان پلیز اس وقت میں تم سے بحث کرنے کے موڈ میں نہیں ہوں
یہاں سے چلے جاؤ عانیہ اپنا سر تھام کر بیڈ پر بیٹھ گئی عالیان دروازہ بند کر
کے اس کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا عانیہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر غصے سے
"اس کے طرف دیکھا۔۔

تم پاگل عانیہ کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے جب اس نے عالیان کے ہاتھ
"میں گن دیکھی۔۔

مجھے ہاں یا نہ میں جواب چاہیے الفاظ ادا کر کے اس نے اپنے دل کے
"مقام پر گن رکھی۔۔۔"

یہ کیا پاگل پن ہے اور تمہیں کیا لگ رہا ہے میں تمہارا یہ پاگل پن دیکھ کر
ہاں کر دوں گی عانیہ غصے سے اسے سرتاپاؤں دیکھ کر اٹھ کر ڈریسنگ
"ٹیبیل کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔۔۔"

"مارڈالوں گا خود کو اگر تم نے نہیں کہا۔۔۔"

کوئی کسی کے لیے نہیں مر۔۔۔۔۔ عانیہ کے الفاظ حلق میں ہی رہ گئے
جب گولی چلنے کی آواز آئی وجود ساکت، آنکھیں پتھر اگئی، ہاتھ پاؤں
ہلنے سے انکاری، وہ پیچھے مڑ کر دیکھنا چاہتی تھی لیکن نہ جانے کیوں نہ
"اس کا ذہن کام کیا، نہ دل اور نہ ہی ہاتھ پاؤں۔۔۔"

عالیان شاہ کا وجود زمین پر گرا ہوا تھا وجود کے گرنے کی آواز سن کر بے
جان قدم پیچھے کی جانب کیے سائیڈ ٹیبل کے پاس عالیان شاہ کو گرے
ہوئے دیکھا دل کے مقام سے خون بہہ کر فرش پر پھیل گیا۔۔

زمین پر عالیان کے پاس بیٹھ کر اس کے چہرے کو کپکپاتے ہاتھوں سے
چھونے کی کوشش کی جیسے ہی انگلیاں ہلکی سی اس کے رخسار کے ساتھ
لگی عانیہ نے فوراً اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا وہ چیخ کر سب کو بلانا چاہتی تھی لیکن
"حلق سے آواز نہ نکلی۔۔"

لالا! بیڈ کا سہارا لے کر سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل پکڑ کے ارسلان شاہ
"کو کال کی جو دوسری بیل پر ریسیو کر لی گئی۔۔"

لالا۔۔۔عالیان۔۔۔نے۔۔۔خود۔۔۔کو۔۔۔گولی عانیہ آنسو بہاتے
اٹکتے ہوئے بول کر کال کٹ کر کے عالیان شاہ کے رخسار تھپتھپانے
"لگی۔۔۔"

چند منٹ بعد ہی ارسلان شاہ کمرے میں داخل ہوا عانیہ زمین پر عالیان
شاہ کے پاس بیٹھے رو رہی تھی فرش پر چاروں طرف خون پھیلا ہوا تھا
فوراً عالیان کو بازو میں اٹھا کر نیچے کی جانب بھاگا چونکہ سب اپنے کمرے
میں تھے جس کے باعث کسی کو بھی پتہ نہ چلا کہ عالیان کو گولی لگی ہے۔
"ہاسپٹل پہنچتے ہی ارسلان شاہ اسے اپریشن تھیٹر میں لے گیا۔۔۔"

عانیہ وہی زمین پر اپنے کپکپاتے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے بار بار زمین پر پھیلے
"عالیان شاہ کے خون کو دیکھ رہی تھی۔۔۔"

عالم ملک انیزا کو دیکھنے کے لیے کمرے میں گئے۔ تھس نہس ہوئے
کمرے کو دیکھا جب ان کی نظر الماری کی جانب پڑی جو خالی تھی انہیں

ایک لمحہ لگا تھا سمجھنے میں کہ انیز اگھر چھوڑ کر جا چکی ہے لیکن کہاں؟ اس چیز کا جواب تو صرف انہیں ارسلان شاہ ہی دے سکتا تھا اپنا سر تھا مے "دوبارہ اپنے کمرے میں چلے گئے۔"

اب آتے ہیں عالیان شاہ کی طرف جو اپریشن تھیٹر میں موت سے لڑ رہا تھا گولی اس کے سینے کے درمیان میں لگی تھی جو ارسلان شاہ نکال چکا تھا لیکن عالیان شاہ کو ہوش نہ آیا۔ سر جری مکمل کرنے کے بعد ارسلان نے عانیہ کو کال کی اور کہا کہ ہاسپٹل آجائے تقریباً گھنٹے بعد عانیہ ہاسپٹل "موجود تھی رات کے آٹھ بج چکے تھے۔"

عالیان نے گولی کیوں ماری خود کو عانیہ کی رنگت زرد پڑ گئی وہ اپنے لالا کو کیا بتاتی کہ عالیان اس کے پیچھے پڑا ہوا ہے تاکہ وہ اس سے نکاح کر لے

--"

کچھ پوچھا ہے میں نے ارسلان شاہ کا لہجہ بے انتہا سخت ہو گیا جس کی وجہ سے عانیہ کی آنکھوں میں ڈھیروں آنسو جمع ہوئے۔۔

وہ چاہتا تھا۔۔۔ میں اس سے۔۔۔ نکاح کر لو روتے ہوئے اپنے لالا سے نظریں چرا کر کہا اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ اپنے لالا کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر یہ بات کہتی۔۔

منع کیوں کیا؟ ارسلان شاہ کا سوال سن کر عانیہ نے آنکھیں خطرناک حد تک پھیلانے سے دیکھا جیسے پوچھنا چاہا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں؟۔۔۔

کب تک بھاگو گی گڈواب کی مرتبہ اس کا لہجہ سخت نہ تھا بلکہ دنیا جہاں کی محبت اپنے لہجے میں سمائے اپنی گڈو سے کہا جسے اپنی جان سے بھی زیادہ پیار کرتا تھا۔۔

آپ کو لگتا ہے وہ سب کچھ جاننے کے بعد مجھے اپنا لے گا؟ آنکھوں میں
"ڈھیروں تکلیف لیے ارسلان شاہ کو دیکھا تو اس نے ہاں میں سر ہلایا۔
آج اس نے یہ حرکت ہے گڈو۔ اب تم خود اندازہ لگا سکتی ہو وہ تمہیں
پانے کے لیے کس حد تک جاسکتا ہے عانیہ کے پاس کوئی جواب کوئی لفظ
"نہ تھا جو وہ اپنے لالا سے کہہ پاتی۔۔

مجھے امید ہے میری گڈو مجھے ناامید نہیں کرے گی جیسے ہی عالیان کو
ہوش آئے گی میں اس کا تم سے نکاح کروادو گا عانیہ کو سینے میں سختی سے
بھینچتے کہانہ وہ اپنی بہن کو تکلیف میں دیکھ سکتا تھا نہ اپنے رضائی بھائی کو
۔۔ ارسلان عانیہ کو لیے آئی۔ سی۔ یو میں گیا جہاں عالیان شاہ مشینوں
"میں جکڑا لیٹا ہوا تھا۔۔

لالا مجھ سے نہیں ہو گا میں بیوی ہونے کے فرائض پورے نہیں کر پاؤں
گی عانیہ نے ایک لمحے کے لیے عالیان شاہ کو دیکھا اور پھر پریشانی سے

اپنے لالا کو کہا ارسلان شاہ کے چہرے کے سخت تاثرات دیکھ عانیہ خاموش ہو گئی وہ جانتی تھی اس کے لالا جو بات ایک مرتبہ کہہ دیتے ہیں تو وہ کر کے ہی رہتے ہیں۔۔

"ارسلان شاہ کو صرف عالیان کے ہوش میں آنے کا انتظار تھا۔۔
لالا بابا کو برا لگے گا جب انھیں میرے نکاح کے بارے میں معلوم ہوگا کہ ان کے بغیر آپ نے میرا نکاح کر دیا ہے عانیہ نے بونگی سی دلیل ارسلان شاہ کے سامنے پیش کی لیکن ارسلان شاہ کا چہرہ بالکل سپاٹ ہو گیا کوئی تاثر نہ تھا نہ سختی کا اور نہ ہی نرمی کا۔۔

ارسلان نے جا کر مشین چیک کی عالیان کی دھڑکنیں نارمل چل رہی تھیں اور پھر بلڈ پریشر چیک کیا وہ بھی نارمل تھا یعنی کہ عالیان شاہ اب خطرے سے باہر تھا۔ دو گھنٹے انتظار کرنے کے بعد تقریباً 10 بجے عالیان شاہ نے موندی موندی آنکھیں کھولی اور اپنے پاس ارسلان شاہ

کو موجود پایا نظروں کا رخ دائیں جانب کیا جہاں اس کی دشمن جان
"کھڑی تھی۔۔"

ایک دفعہ ٹھیک ہو جا پھر تمہاری یہ عاشقی معشوقی نکالتا ہوں ارسلان نے
غصے اور اشتعال سے عالیاں شاہ کو گھورتے ہوئے کہا عالیاں کی نظروں
"کا مرکز عانیہ شاہ تھی۔۔"

ہاں تو کیا کرتا۔۔۔ میں آپ سب۔۔۔ مان نہیں رہے تھے۔۔۔ اور
جب آپ کی۔۔۔ گڈو سے بات کرتا تو۔۔۔ وہ مجھے دھتکار۔۔۔ دیتی،
میرے پاس یہ آخری۔۔۔ حل تھا یا تو۔۔۔ اپنی محبت کو پا۔۔۔ لیتا یا پھر۔۔۔
موت کو عالیاں کو بولنے میں مشکل ہو رہی تھی لیکن وہ اپنی کیفیت
ارسلان شاہ کے سامنے بیاں کرنا چاہتا تھا یا پھر شاید وہ صرف عانیہ شاہ کو
"سنا نا چاہتا تھا۔۔"

محبت تو تمہیں تمہاری مل جائے گی اس کے بعد میں تمہیں موت سے
ملواؤں گا ارسلان نے عالیان کی پیشانی پر آئے بال پیچھے کر کے سفاکیت
"سے کہا کہ عالیان شاہ کے جسم میں کپکپاہٹ طاری ہوئی۔۔

ہاں بھیج دو اندر ارسلان نے کال ریسیو کر کے کہہ کر کال کٹ کر کے اپنا
"رخ عالیان شاہ کی طرف کیا۔۔"

تیار کر لو خود کو قاضی بلو الیا ہے میں نے ارسلان نے اپنی کالی چادر اتار کر
"عانیہ کے گرد پھیلائی۔۔

بھائی میں۔۔۔ اس حالت میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جب اس حالت میں اتنی
 بکو اس کر سکتے ہو تو قبول ہے کہتے ہوئے تمہیں موت پڑ جائے گی
 ارسلان شاہ اس کی بات کاٹتے ہوئے پھنکارا عالیاں نے ہاں میں سر ہلایا
 جیسے وہ پہنا چاہ رہا تھا جیسے آپ کی مرضی بھائی جی۔۔۔ عانیہ خاموشی سے
 "بیڈ کے پاس پڑے سٹول پر بیٹھ گئی۔۔۔"

عانیہ ولد احمد شاہ آپ کا نکاح عالیان ولد سجاد شاہ کے ساتھ حق مہر 70
لاکھ طے کیا گیا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟ قاضی نے عانیہ کی طرف رخ
کر کے اس سے پوچھا تو عانیہ شاہ کی آنکھوں میں ڈھیروں آنسو جمع ہو کر
”بہنے لگے۔۔

ق۔ قبول ہے! دو مرتبہ اور پوچھنے پر اسی طرح اٹکتے ہوئے قبول ہے
بولتے ارسلان شاہ کے سینے سے لگ کر سختی سے اس کے شرٹ کو
مٹھیوں میں جکڑ لیا اسے چپ کروانے کے لیے اس کے لالانے اس کے
”گرد حصار بنا لیا اب قاضی کا رخ عالیان کی طرف تھا۔۔

عالیان ولد سجاد شاہ آپ کا نکاح عانیہ ولد احمد شاہ کے ساتھ حق مہر 70
”لاکھ طے کیا گیا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟۔۔

قبول ہے بنا اٹکے ایک پل بھی ضائع کیے بغیر عالیاں شاہ نے عانیہ شاہ کو اپنے نکاح میں قبول کر لیا دو مرتبہ اور قبول ہے کہنے کے بعد سائن کیے۔۔۔

اللہ آپ کی اس پاک زندگی کو خوشگوار رکھے قاضی عانیہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دیتے آئی۔ سی۔ یو سے باہر جلا گیا۔ ارسلان نے عانیہ کا چہرہ سامنے کر کے اس کے آنسو صاف کیے اور پیشانی پر بوسہ دیا۔

مجھے گھر جانا ہے اس سے قبل ارسلان عانیہ سے کچھ کہتا عالیاں شاہ بولا "ارسلان نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھ کر چپ رہنے کا کہا۔ گڈ وجہ تک تم نہیں چاہو گی رخصتی نہیں ہو گی عانیہ نے بھیگی آنکھیں جھکا کر اپنے بھائی کے سینے پر سر رکھ لیا وہیں پر عالیاں شاہ ادا اس ہوا جذبات میں آ کر اس کا دل چاہ رہا تھا نکاح ہو گیا ہے تو رخصتی بھی ہو جائے۔۔۔

زید جوار سلان کے کمرے میں جاتے ہی ہاسپٹل آگیا تھا کیونکہ اس کے کندھے کے سٹچز کھل چکے تھے آئی۔ سی۔ یو سے قاضی کو نکلتے ہوئے دیکھ اس کے ذہن میں خیال آیا کہ کس کا نکاح ہاسپٹل میں ہو رہا ہے سوچتے ہوئے جیسے ہی اس نے آئی۔ سی۔ یو کا دروازہ کھولا سامنے عالیاں "ارسلان اور عانیہ کو دیکھ غصے سے ان کی جانب بڑھا۔"

گھر جا کر سکون سے اس بارے میں بات کریں گے زید شاہ بولنے کے لیے لب ہلانے ہی لگا تھا جب ارسلان شاہ نے کہہ کر اس کی بولتی بند "کروادی زید نے عانیہ کو کھینچ کے اسے دور کر کے اپنے ساتھ لگالیا۔" ارسلان نے زبردستی نکاح کروایا ہے عانیہ کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر محبت بھرے لہجے میں اسے پوچھا اس نے ایک پل کے لیے ارسلان کی طرف دیکھا اور پھر زید شاہ کی طرف خاموشی سے نظریں

جھکا کر اپنے دونوں بھائیوں کے ہاتھ پکڑ کر اپنی پیشانی سے لگا کر
"مسکرائی۔۔"

تم کیوں یہاں پڑے ہوئے ہو عانیہ کی مسکراہٹ دیکھ زید نے اسے
"اپنے ساتھ لگا کر سرتاپاؤں تک عالیاں کو دیکھتے ہوئے استغفار کیا۔۔
عاشق کو موت سے ملنے کا زیادہ شوق ہو رہا تھا ارسلان کا دل چاہ رہا تھا
کھینچ کے اس کے منہ پر تھپڑ لگائے جس نے جذبات میں آکر اس نے
"خود کو گولی مار لی۔۔"

زید نے ایک نظر عانیہ کی طرف دیکھ کر ابرو اچکائی جیسے اس سے پوچھا
کہ تمہاری وجہ سے اس نے خود کو گولی مار لی ہے زید شاہ کی آنکھوں میں
"شرارت دیکھ کر عانیہ نے اس کے سینے پر بے شمار مکے مارے۔۔"

اوتے میری بات دھیان سے سن لے اگر میری بہن کو ذرا بھی تکلیف دی تو نے تجھے تو گولیاں پھر میں ماروں گا زید نے انگلی دکھا کر عالیان کو "خبردار کیا۔۔"

تکلیف اور میں؟ عالیان کی نظریں عانیہ پر ہی مرکوز تھی جب سے اسے "ہوش آیا تھا اس کی نگاہیں اپنی دشمن جاں پر ٹکی ہوئی تھی۔۔"

بیٹا تیری عاشقی معشوقی گھر جا کر میں نکالتا ہوں ارسلان نے میٹھے لہجے میں کہہ کر عالیان کے رخسار پر ہاتھ پھیرا تو وہ سختی سے آنکھیں بند کر گیا جو حرکت اس نے جذبات میں آ کر دی تھی اب اس کا انجام تو بھگتنا "تھا۔۔"

ارسلان زید کو عالیان کے پاس رکنے کا کہہ کر عانیہ کو ساتھ لیے گھر چھوڑ کے اپنے کام کی جانب چلا گیا جس کے لیے اسے کافی زیادہ دیر ہو چکی تھی۔ اس نے اپنی گاڑی ایک ہاسٹل کے سامنے روکی بنا آواز پیدا

کیے چہرے پر ماسک لگا کر روم کو کھولا جو لاک کیا ہوا تھا ڈپلیکیٹ چابی
اس نے پہلے ہی بنوالی تھی۔ دروازہ کھولتے ہی نظر بیڈ پر سوئی ہوئی
دشمن جاں پر جاٹھری جو پر سکون نیند کے مزے لے رہی تھی ڈیول کا
سکون برباد کر کے۔ قدم اس کی جانب بڑھا کر بیڈ کے پاس جا کر
کنارے پر بیٹھتے ہوئے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر کر اسے محسوس
کرنے لگا۔ اپنے چہرے پر سرد ہاتھوں کا لمس محسوس کر کے انیزا
"کسمسائی۔۔"

تمہارے اس ڈیول کا تمہارے بغیر ایک پل بھی گزارا نہیں ہے جذبات
ڈیول ڈیمن پر حاوی ہو گئے بے خود سا ہوتے جھک کر انیزا کی گردن پر
بوسہ دیا اپنی گردن پر سرد لبوں کا لمس محسوس کر کے جھٹ سے
آنکھیں کھول کر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی سامنے ماسک مین کو دیکھ کر سانسیں
"سینے میں اٹکی۔۔"

تم۔۔ کون؟ بیڈ پر پیچھے کی جانب کھسکتے ہوئے آنکھوں میں موٹے
"موٹے آنسو لیے اس سے پوچھا۔

اتنی جلد بھول گئی مجھے، مانا کہ ہماری آخری ملاقات جو کالج میں ہوئی تھی
اس کے بعد میں اپنی دشمن جاں سے نہیں مل پایا۔۔ کالج کا نام سنتے ہی
انیزا کی آنکھوں کے پردوں کے سامنے وہ منظر لہرایا جب ایک آدمی
کلاس روم میں داخل ہوا تھا اور اس نے انیزا کے قریب آنے کی
"کوشش کی تھی۔۔

مجھ سے دور رہو بیڈ کراؤن کے ساتھ چپکی ہوئی وہ ایک چھوٹی سی بچی
معلوم ہو رہی تھی ڈیول نے اپنا ہاتھ آگے کی جانب بڑھایا تو انیزا نے
"فوراً جھٹک دیا۔۔

اس کے ذہن میں اس قدر خوف سوار ہو چکا تھا کہ وہ اپنے شاہو کی
"آنکھیں ہی نہ پہچان پائی۔۔

دور رہنے کے لیے تمہارے پاس نہیں آیا مجھے تمہیں محسوس کرنا ہے
ڈیول اس کے بے حد قریب ہو کر بیٹھ گیا انیزا نے سختی سے آنکھیں میچ
"لی۔۔"

"مت چھونا ڈرتے ہوئے ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیے۔۔"

کیوں؟ زبردستی اس کا ہاتھ پکڑ کے اپنی آنکھوں پر لگا کر اس پر بوسہ دیا۔
اس کی چھوٹی سی عین کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر اس کی شرٹ کی کالر
"میں جذب ہونے لگے۔۔"

کیونکہ مجھے صرف میرے شاہو چھوتے ہیں بے ساختہ اس کی زبان سے
پھسلا۔ ذہن میں خیال آیا کہ وہ تو اپنے شاہو سے ناراض ہو کر یہاں آئی
"تھی لیکن ابھی بھی لبوں پر اس کا ہی نام تھا۔۔"

لیکن اب تمہیں تمہارے شاہو کے علاوہ یہ ڈیول چھوئے گا ڈیول نے
اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگا کے اس کے گرد سخت حصار بنایا تاکہ وہ

اس سے دوڑ نہ ہو سکے انیزا مزاحمت کرتی رہی لیکن اس چٹان نما وجود کو
"خود سے دور نہ کر پائی۔۔"

شاہو! بلند آواز میں ارسلان شاہ کو پکارتے ہوئے دھاڑے مار کر روتے
"ہوئے ڈیول ڈیمین کی باہوں میں بے ہوش ہو گئی۔۔"

حیاتم! ارسلان شاہ کی سانسیں سینے میں اٹک گئی انیزا کو اپنی باہوں میں
بے ہوش دیکھ کر ارد گرد متلاشی نظروں سے پانی کو ڈھونڈنا چاہا جو
ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا ہوا تھا ہاتھ میں تھوڑا سا پانی ڈال کر اس کے چہرے پر
چھینٹے ماری تو وہ ہڑبڑا کر اٹھتے خوف کے مارے کانپنے لگی۔ اس سے قبل
ارسلان شاہ اسے سہارا دیکھ کر بٹھاتا انیزا تقریباً بھاگتے ہوئے واش روم
"میں گئی اور الٹیاں کرنے لگی۔۔"

ارسلان شاہ کو ایک پل کے لیے سمجھ نہ آیا کہ وہ خوف کی وجہ سے الٹیاں
کر رہی ہے یا اس کی طبیعت خراب ہے تیز قدم بڑھاتے واش روم میں

داخل ہوا اور انیزا کی پیٹھ سہلانے لگا۔۔ کچھ دیر بعد جب وہ پر سکون ہوئی تو اسے سہارا دے کر باہر لانے لگا تو اس کا دل پھر سے متلانے لگا "اور دوبارہ سے جھکے الٹیاں کرنا شروع ہو گئی۔۔

عین! انیزا کو باہوں میں اٹھا کر بیڈ پر بٹھایا وہ اس قدر نڈال ہو چکی تھی کہ "اس میں ہمت نہ تھی کچھ قدم چل کر بیڈ تک آتی۔۔

شاہو! مجھے میرے شاہو پاس جانا ہے ڈیول کو اپنے قریب دیکھ کر اونچی "آواز میں روتے ہوئے ارسلان شاہ کو پکارنے لگی۔۔

شاہو! مجھے شاہو پاس جانا ہے رونے اور الٹیاں کرنے کی وجہ سے آواز کافی حد تک بھاری ہو چکی تھی ڈیول اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر کمرے سے باہر چلا گیا تقریباً 15 منٹ بے چینی سے کمرے کے باہر کھڑے ہو کر وقت گزارا اور اپنی جیکٹ، ماسک اتار کر دورا چھال کر

بال پیشانی پر بکھیرے اور ایک لمحہ ضائع کیے بغیر دروازہ کھول کر اندر
"داخل ہوا نیزا گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی۔۔۔"

حیاتم ارسلان شاہ اسے پکارتے، اس کے قریب گیا نیزا بھاگتے ہوئے
"اس کے سینے سے لگ گئی اور روز و قطار آنسو بہانے لگی۔۔"

شاہ وہ ایک گندالڑ کا اندر آیا تھا وہ بد تمیزی نیزا اتنا کہتے ہی ارسلان شاہ
کے سینے میں چہرہ چھپا کر بلند آواز میں رونا شروع ہو گئی اس نے اپنی
حیاتم کی پیٹھ سہلائی اور اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر اسے چپ کروانا
"چاہا کہ مبادہ کہیں اس کی طبیعت دوبارہ سے خراب نہ ہو جائے۔۔"

میرے ساتھ چلو گھر اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر
امید سے اس کی جانب دیکھا نیزا کو یک دم وہ فائل یاد آئی جس میں اس
"کی مس کیرج کی رپورٹس تھی۔۔"

ایک موقع دے دو شاہو کی جان انیز اس قدر خوف میں مبتلا ہو چکی تھی کہ بے ساختہ اس کا سر ہاں میں ہل گیا ارسلان نے فوراً اسے اپنے سینے سے لگا کر اس کے چہرے پر بے تحاشہ بوسے دیے۔ انیز نے اسے "ارسلان کو خود سے دور دھکا دے کر گھور کر اس کی جانب دیکھا۔ میرے پاس نہیں آنا۔! شاہو مجھے ہاسپٹل جانا ہے انیز اکا جی پھر متلانے لگا بھاگتے ہوئے دوبارہ سے واش روم میں جا کر الٹیاں کرنا شروع ہو گئی ارسلان شاہ اس کے پیچھے گیا اور ایک مرتبہ پھر سے اس کی پیٹھ سہلائی تو انیز اچہرے پر پانی مارتے ارسلان شاہ کے گلے لگ کر رونا "شروع ہو گئی اسے بات بات پر رونا آ رہا تھا۔

ارسلان اسے بازو میں اٹھائے نیچے کی جانب چل دیتا کہ اسے ہاسپٹل لے جاسکے۔ ہاسپٹل کے اندر داخل ہوتے ہی ارسلان اسے لیے اپنے

کیبن میں گیا جہاں ایک لیڈی ڈاکٹر کھڑی ہوئی تھی ارسلان نے حیران
"کن نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔"

آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟۔

دراصل ڈاکٹر جب نرس فائل میرے کیبن میں رکھنے گئی تھی اس وقت
آپ کی کچھ فائلز اس کے ہاتھ میں موجود تھی تو آپ کی فائلز میرے
کیبن میں تھی اور شاید میری آپ کے کیبن میں آگئی ہیں۔ ایوری
تھنگ از آل رائٹ؟ ڈاکٹر نے ارسلان کی بات کا جواب دے کر اس کی
"باہوں میں نڈھال انیزا کو دیکھ کر پوچھا۔"

وائٹس بہت زیادہ ہو رہی ہے اسے پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے ارسلان نے
فکر مندی سے انیزا کی طرف دیکھ کر کہا ڈاکٹر ارسلان شاہ کے الفاظ سن
"کر مسکرائی تو اس نے عجیب نظروں سے ڈاکٹر کی طرف دیکھا۔"

آپ خود ڈاکٹر ہیں آپ کو سمجھ جانا چاہیے کہ آپ کی وائف کو کیا ہوا ہے
"؟ ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے انیزا کی جانب دیکھ کر کہا۔

کیا مطلب؟۔

آئی تھنک آپ کی وائف اسپیکٹ کر رہی ہیں ڈاکٹر کے الفاظ سن کر ان
"دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور پھر ڈاکٹر کو۔
اگر آپ کہیں تو میں آپ کی وائف کا چیک اپ کر لیتی ہوں تاکہ کنفرم
ہو جائے ڈاکٹر نے ارسلان کو انیزا کو نیچے اتارنے کا اشارہ کیا ماؤف ہوتے
"ذہن کے ساتھ اس نے اپنی حیاتیم کو صوفے پر بٹھا دیا۔

ڈاکٹر ارسلان آپ باہر جائیں تاکہ میں چیک آپ کر لوں ارسلان بے
یقینی سے انیزا اور ڈاکٹر کی طرف دیکھ کر ہاں اور نہ میں سر ہلا کر کہیں
"سے باہر چلا گیا۔

کیا ہوا ارسلان واپس آگئے تم؟ زید آئی۔ سی۔ یو سے باہر نکلا جب اس نے پریشانی اور فکر مندی سے ارسلان کو اپنے کیمین کے باہر چکر لگاتے ہوئے دیکھا تو اس کے پاس جا کر استفسار کیا۔

زید ابھی چپ کر جا میرا ذہن اس وقت کام نہیں کر رہا ارسلان اتنا کہہ کر اضطراب کی کیفیت میں اور زیادہ تیزی سے چکر لگانا شروع ہو گیا۔

ایک نرس ارسلان شاہ کے کیمین میں گئی اور بلڈ سمپل لے کر باہر چلی گئی پھر 15 منٹ بعد واپس آئی اس کے ہاتھوں میں ٹیسٹ موجود تھے اس سے قبل وہ نرس سے ٹیسٹ پکڑتا وہ کیمین کے اندر چلی گئی کچھ لمحے انتظار کرنے کے بعد ڈاکٹر باہر آئی اور مسکرا کر ہاں میں سر ہلاتے ارسلان کی طرف دیکھا ارسلان لڑکھڑا کر گرنے لگا جب زید نے اسے "تھاما۔"

مبارک ہو ڈاکٹر ارسلان شاہ کو مبارک دے کر مسکراتے ہوئے وہاں
"سے چلی گئی۔۔

زید۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ باپ۔۔۔۔۔ بننے۔۔۔۔۔ والا۔۔۔۔۔ ہو ایک لفظ
کہہ کر لمبا سانس لیتے ہوئے دوسرا لفظ ادا کیا اسی طرح اپنے جملے کو مکمل
کر کے ارسلان شاہ سختی سے زید کے گلے لگ گیا زید کے چہرے پر
زندگی سے بھرپور مسکراہٹ آئی اس نے بھی اپنے بھائی کے گرد ہی
"حصار بنا لیا۔۔

ارسلان زید سے پیچھے ہوتے اپنے کعبین کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا
"تو انیز اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے بیٹھی تھی۔۔

اہنم۔۔۔ کھانستے ہوئے کھل کر مسکراتے انیزا کے پاس بیٹھ گیا آج کئی
سال بعد ارسلان شاہ کے لبوں پر خوشی سے بھرپور مسکراہٹ آئی

تھی۔ اس کی حیاتِ تم اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے ہنوز شمار ہی تھی ساری
"ناراضگی جیسے کہیں گم ہو گئی۔۔"

امید کرتا ہوں تمہارے سارے گلے شکوے دور ہو گئے اس کا سراپہ
سینے پر رکھ کر پیشانی پر بوسہ دیا انیزا نے ارسلان کے گرد حصار بنا
"لیا۔۔"

کچھ اور تو نہیں مجھ سے چھپایا نا اگر چھپایا ہے تو ابھی بتا دیں یہ نہ ہو کہ مجھے
بعد میں پتہ چلے اور پھر میں آپ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلی
جاؤں سینے پر ٹھوڑی ٹکا کر خفگی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے
"پوچھا۔۔"

پہلے وعدہ کرو خفا نہیں ہو گی ارسلان شاہ آج اپنے اور انیزا کے درمیان
"ہر دوری مٹا دینا چاہتا تھا جو راز تھے وہ عیاں کرنا چاہتا تھا۔۔"

وعدہ، نہیں ہوں گی خفا سینے پر ہاتھ باندھ کر گھوری سے نوازتے سیدھی
ہو کر بیٹھ گئی اسے معلوم ہو گیا کہ ارسلان شاہ نے اس سے کچھ اور بھی
"چھپا رکھا ہے۔۔"

مجھ سے پہلے کون تمہارے کمرے میں آیا تھا؟ ارسلان شاہ نے سر
"کھجاتے ہوئے ارد گرد دیکھتے پوچھا نیزانے نفی میں سب ہلایا۔۔"

شاہو کہہ دے یہ جھوٹ ہے وہ آپ نہیں تھے دونوں ہاتھوں میں اپنا
"سر تھام کر آنکھوں میں آنسو لیے سر جھکا گئی۔۔"

اور کتنے روپ اختیار کر کے آپ مجھ سے ملیں گے پاس اور ارسلان کا
روپ اختیار کر کے سکون نہیں ملا تھا جو ڈیول بھی بن گئے میں بھی کتنی
بیوقوف ہوں آپ مجھے بار بار عین کہہ کر بلا رہے تھے اور میرے ذہن
میں نہ آیا کہ آپ مجھے عین بلاتے ہیں نیزانے بے شمار مکے ارسلان شاہ
کے سینے پر مارے وہ مسکراتے ہوئے اس کے نازک ہاتھوں مار کھا رہا تھا

وہ بے انتہا خوش تھا کہ اس کی حیاتم نے اسے چھوڑ کر جانے کی بات نہیں
"کی۔۔

ہماری زندگی میں ایک چھوٹا سا مہمان آنے والا ہے تو پھر یہ بچوں والی
حزکتیں چھوڑ دو اگر تم اس طرح کی حرکتیں کرو گی تو پھر ہمارے چھوٹی
سی بے بی کو کون سنبھال لے گا؟ اس کے نازک ہاتھ اپنے ایک ہاتھ میں
قید کرتے شدت سے آنکھوں پر بوسہ دیا وہ جھکا گئی اسے ارسلان شاہ پر
بہت غصہ آ رہا تھا اور بے انتہا خوش بھی تھی کہ اللہ نے ان سے اگر ان
"کی خوشیاں چھینی تھی تو اب دوبارہ دے بھی دی۔۔

"مجھے ایک بات بتائیں وہ صرف میرا بچہ۔۔۔

نہیں میری جان ہم دونوں کا ہو گے مجھے تین سیٹیاں چاہیے کیا منظر ہو گا
جب میں اپنے تینوں بیٹیوں کو ایک ساتھ اپنی گود میں اٹھاؤں گا ارسلان

نے انیزا کو اپنی گود میں بٹھالیا اور اپنے ہاتھوں کو اس کے پیٹ پر حرکت دینے لگا۔

شاہو میں انسان ہو؟ خود کی طرف اشارہ کر کے جیسے اس سے یقین دہانی کروا رہی تھی خود کو کہ وہ انسان ہی ہے ایک ساتھ تین بچے۔

آوہو۔۔ میری جان میں جانتا ہوں تم انسان ہو اور انسان کے تین بچے پیدا ہو سکتے ہیں۔۔ ارسلان اس کی گردن پر جھکتے گھمبیر لہجے میں

"بولا۔۔

آپ نے کہاں دیکھ لیے کسی کو تین بچے پیدا کرتے ہوئے جواب آپ مجھ سے یہ ڈیمانڈ کر رہے ہیں انیزا نے گردن موڑنے کی کوشش کی لیکن ارسلان اس کے کوشش کو ناکام کرتے اس کی گردن پر جھکتا لو

بائٹ بنانے لگا انیزہ بن پانی مچھلی کی طرح اس کے حصار میں مچلنے لگی لیکن

"ارسلان نے ہر گز اسے آزادی نادی۔۔

ہاں بس دیکھے ہیں تم تین پر اتنا گھبرا رہی ہو میں نے تو لوگوں کے چار چار
بچے بھی ایک ساتھ ہوتے دیکھے ہیں۔۔ لب دبائے اسے زچ کرنے والا
"انداز میں کہہ رہا تھا کہ انیز اسر خ ہوئی۔

شاہ آپ بہت برے ہیں ایسی باتیں نہ کریں آپ کو شرم نہیں آتی ایک
بے بی ہو جائے وہ بھی بہت بڑی بات ہے آپ مجھ سے منہ پھاڑ کر تین
بے بیز کی ڈیمانڈ کر رہے ہیں۔۔ انیز انے جیسے ہی گردن موڑ کر کہا اس
کے لب اسرسلان کے لبوں سے مس ہوئے اسے مزید کچھ کہنے کا موقع
دیے بغیر اسرسلان اس کے پھڑپڑاتے ہوئے لبوں کو اپنی گرفت میں
لے گیا تمام تر شدتیں اس پر لٹاتے اس کے لبوں پر کھا جانے والے
انداز میں جھکا ہوا تھا جب کہ انیز آزاد ہونے کے لیے اپنے ہاتھ اس کے
سینے پر برسانے لگی لیکن مقابل کو فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا وہ تو بس اپنی
طلب پوری کر رہا تھا جو انیز کے لبوں سے ہی اس کی مٹ سکتی تھی۔

تقریباً پانچ منٹ بعد اس کے لبوں کا رس نچوڑ کر وہ دور ہوا انیزہ نے
خفگی سے اسے گھور کر اپنا بگڑا ہوا تنفس بحال کیا گردن مڑنے کی وجہ
سے اسے لگ رہا تھا جسے اکڑ چکی ہے۔۔۔ ارسلان نے ایک ہی جست میں
اسے سیدھا کرتے اس کے دونوں بازو اپنی پیٹھ پر باندھ دیے اور اس کی
گردن میں چہرہ چھپا گیا انیزہ کچھ دیر پر سکون ہونے کے لیے مزاحمت
ترک کر کے اس کے بالوں پر اپنا چہرہ رکھ گئی بگڑی ہوئی سانسیں بحال
ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی دھڑکتا ہوا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو
"بے تاب تھا۔۔"

پر سکون ہونے کے بعد وہ اپنی میٹھوں سے ارسلان کے بال جھکڑتے اپنی
گردن پر سے دور کرنے لگی ارسلان اس کی مزاحمت کو دیکھتے انیزہ کی
گردن سے اپنا چہرہ باہر نکالا اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا جو شکوہ
شکایتوں اور بے انتہا محبت سے بھری ہوئی تھی ارسلان کو جی بھر کر اس

پر پیار آیا آج اسے نئے سرے سے اپنی حیاتم سے محبت ہوئی تھی
آنکھیں جیسے پلکیں جھپکانا بھول چکی تھی انیزا کی آنکھوں میں دیکھتے اسے
دنیا جہاں کا سکون محسوس ہو رہا تھا جس میں وہ بس گم ہو کر اسے اپنی قید
میں لینا چاہ رہا تھا اس کی خواہش ناقابل قبول تھی ہاسپٹل میں وہ ہر گز
"انیزا سے اپنا سکون حاصل نہیں کر سکتا تھا۔"

شاہو میں آپ سے ناراض ہوں آپ نے اچھا نہیں کیا مجھ سے جھوٹ
بول کر۔۔ انیزا نظریں جھکائے اپنی انگلیوں سے اس کے شرٹ کے
"بٹنوں پر چھیڑ چھاڑ کرنے لگی۔۔"

شاہو کی جان، میرا بچہ، میری عین، میری شہزادی اگر میں تمہیں بتا دیتا
تم مجھے چھوڑ کر چلی جاتی مجھ سے بدگمان ہو جاتی اور پھر تمہارا شاہو جی
نہیں پاتا جیسے ہی 36 گھنٹے 48 منٹ تمہارے شاہو نے تمہارے بغیر
پل پل مر کر گزارے ہیں تمہیں اندازہ نہیں ہو سکتا عین تم میری

زندگی ہو میرا سب کچھ ہو، میرا سکون ہو میں تمہاری ناراضگی افورڈ نہیں
کر سکتا۔ ہاں البتہ اگر تم ناراض ہونا چاہتی ہو تو ضرور شوق سے ہو جاؤ
مجھے بھی منانے میں مزہ آئے گا لیکن رات کو وہ بے باکی سے کہنے لگا کہ
انیزا سرخ ہو گئی اس کی بات کی گہرائیوں میں جا کر۔۔ ارسلان نے اس
کے بھرے پھولے ہوئے سرخ گالوں کو لوحِ دیتی نظروں سے دیکھا
"اور دھیرے سے چپ کر کے وہاں اپنے لب رکھے۔۔"

شاہو اگر آپ کو مجھ سے اتنی ہی محبت ہے پھر آپ مجھ سے کچھ بھی نہ
چھپاتے مجھے اپنا ہمراز بناتے مجھ سے شیئر کرتے لیکن آپ نے ایسا نہیں
کیا۔۔ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لائے انیزا رونے لگی ارسلان
نے لب بھیج لیے اتنا اچھا ان کے درمیان رومینٹک ماحول بنا ہوا تھا کہ
"پل بھر میں اس کی حیاتم نے رو کر ماحول کا ستیاناش کر دیا۔۔"

اچھانا آئی ایم سو سوری میری کالچ کی گڑیا، میری عین اب تم نے رونا
بالکل بھی نہیں ہے میں نہیں چاہتا ہمارا بے بی سٹریس میں جائے مجھے
اپنا بے بی بالکل اپنی حیاتم کے جیسے ہنستا مسکراتا چاہیے۔۔ اپنی انگلیوں کو
دھیرے سے انیزا کی گردن پر پھیرتے وہ اسے ادھر ادھر کی باتوں میں
لگانے لگا انیزا نے ایک لمحہ ٹکٹکی باندھے اس کی جانب دیکھا وہ ارسلان
شاہ جس نے کبھی کسی سے معافی نہ مانگی تھی آج وہ اپنی حیاتم سے معافی
"مانگ رہا تھا۔۔"

لیکن مقابل بھی کوئی اور نہیں ڈیول ارسلان شاہ کی حیاتم تھی جو کہاں
"اتنی آسانی سے اب بھولنے والی تھی۔۔"

آپ مجھے ڈیویل کے روپ میں ڈرانے آتے تھے آپ نے ذرا بھی نہیں
سوچا اس پل مجھ پر کیا گزر رہی تھی مجھے خود سے گھن آتی تھی کہ میرے
شاہو کے علاوہ مجھے کوئی اور مرد چھو رہا ہے میں کچھ کہنے سے ہمیشہ قاصر

رہ جاتی تھی آپ کو میرا ذرا بھی خیال نہ آیا بہت برے ہیں آپ شاہو
میں شدید قسم کی خفا ہوں آپ سے مجھ سے بات نہ کریں۔۔ سرخ
چہرے کے ساتھ شرم سے سر جھکاتے انیزا غصے سے اس کی بریڈ پر اپنے
دانت گاڑ گئی جس پر ارسلان شاہ مسکرا اٹھا۔ اور اپنے ڈمپل پر شہادت کی
انگلی رکھی کہ یہاں پر بھی دانت گاڑھو انیزا نے غصے سے اس کے دونوں
"رخسار پر دانت گاڑ دے۔۔"

لیکن مجھے برا نہیں لگتا تھا حیاتم میں پورے حق کے ساتھ چھو رہا تھا
چاہے پاس بن کر شاہو بن کر یا ڈیوئل بن کر۔۔ ارسلان نے اس کے
بالوں میں ہاتھ پھیر کر انیزا کو شدت سے اپنے سینے میں بھینچ گیا۔ اور
یہاں انیزا کی بس ہوئی تھی وہ اس کے سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر
رونے لگی آنسو بھی وہ جو خوشی اور دکھ کے ملے جلے تاثرات کے تھے
خوشی اس بات کی وہ واپس ارسلان شاہ کے پاس آگئی تھی دکھ اس بات

کارسلان شاہ نے اس سے اتنا بڑا راز چھپایا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر اسے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنے دینے کے لیے ارسلان نے اپنا سینہ میسر کیا "جب وہ حد سے زیادہ رونے لگی ارسلان جھنجھلا کر اسے ڈانٹا۔

حیاتم خبردار اگر اب تم روتی میں ناراض ہو جاؤں گا تم سے اتنی خوشی کا موقع ہے اور تم رو کر یہ خوبصورت سے مونٹس ضائع کر رہی ہے اس کے آنسو پونچھتے ہوئے ارسلان نے اس کی بھیگی آنکھوں پر اپنے لب "رکھے کہ انیزا مسکرائی۔

شاہو میں نہیں روتی لیکن آپ کو مجھ سے وعدہ کرنا ہو گا کہ اب آپ مجھ سے کچھ بھی نہیں چھپائیں گے اگر اور کچھ چھپایا بھی ہے تو ابھی ہی مجھے بتادیں اگر بعد میں مجھے کسی اور روپ سے ڈرایا میں پکا پکا والا آپ کو چھوڑ کے چلی جاؤں گی اور مزید الفاظ اس کی لبوں میں ہی رہ گئے کیونکہ "ارسلان شاہ شدت سے اس کے لبوں کو اپنی قید میں لے چکا تھا۔

انیزا سے بار بار چمکادر کی طرح اپنے لبوں سے جھکتے دیکھ غصہ ہوتے
اپنے ناخن اس کی گردن پر کھبونے لگی لیکن مقابل کو پرواہ نہیں تھی وہ
بس انیزا کی دور جانے والی بات سنتے اس کے لبوں پر جنونیت بھرا لمس
چھوڑ رہا تھا۔ اپنی شدتیں لٹانے کے بعد وہ دور ہوا انیزا لمبے لمبے سانس
لینے لگی اسی پل زید شاہ کین میں داخل ہوا انیزا کو ارسلان کی گود میں
بیٹھے دیکھ نظریں دوسری جانب کر لی انیزا جھٹکے سے اس کی گود سے اٹھ
اگئی۔

عالیان کی طبیعت بہتر ہے میں نے ڈسچارج پیپر بنوا لیے ہیں اسے لے کر
گھر چلیں لبوں پر ہاتھ رکھ دے اپنی مسکراہٹ روکنے کی کوشش
کی۔

تقریباً صبح کے چھ بجے وہ سب گھر پہنچے تھے احمد شاہ پاؤں پر وزن ڈال
کر خود چلنے کی کوشش کر رہے تھے جب ان کی نظر لاؤنج میں داخل

ہوتے ان چاروں کی طرف گئی اور علیان شاہ کو سہارے پر چلتا دیکھ ان
"کی جانب گئے۔۔"

کیا ہوا؟ عالیان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پریشانی سے استفار کیا نظریں
چراتے اس نے ایک لمحے کے لیے ارسلان کو دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا تھا
"معاملہ سنبھال لے۔۔"

آپ کی بیٹی سے نکاح کرنے کے لیے خود کو گولی مار لی اور اب نکاح کروا
کر گھر آ گیا ہے پہلے ایک بم ارسلان شاہ نے اپنے بابا کے سر پر پھوڑا بھی
اس سے سنبھلے نہ تھے کہ نکاح والی بات بھی بتا دی عانیہ کچن سے باہر
نکلی جب احمد شاہ نے اس کی جانب دیکھا اپنے بابا کی طرف قدم بڑھاتے
"ان کے سینے پر سر رکھ گئی۔۔"

اللہ حافظ ہے ہمارے خاندان کے مردوں کا ہر کوئی کچھ نہ کچھ کروا کر بیٹھا ہوا ہے اب تم یہ کارنامہ جا کر ذرا اپنے بابا شریف کو بھی سناؤ تاکہ "تمہارے زخموں پر مرہم لگایا جائے۔"

اب تو آپ زخم دیں، مرہم دیں کوئی فرق نہیں پڑتا میری دوا مجھے مل چکی ہے پیار بھری نظروں سے عانیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا زید نے کندھے پر مکمارا ارسلان نے سر پر تھپڑ اور احمد شاہ نے اس کے پیٹ پر مکمارا کیونکہ وہ اپنے دو سالوں اور سسر کے سامنے اپنی بیوی کے ساتھ "نین مٹکا کر رہا تھا۔"

بچے کی جان لوگے کیا درد سے کراہتے ہوئے ارسلان شاہ کے کندھے پر "سر رکھا۔ انیزا خاموشی سے سر جھکا ہے کھڑی تھی۔"

زید کو کمرے میں لے جاؤ عالیان کو زید کے سہارے پر چھوڑتے اس نے انیزا کو گود میں اٹھالیا احمد شاہ نے اسے گھوری سے نوازا کہ کچھ شرم

کر لو تمہاری جوان بہن سامنے کھڑی ہے اور تم نے اپنی بیوی کو باہوں
"میں اٹھا لیا ہے۔۔"

میری بیوی کی اس وقت جو حالت ہے وہ سیڑھیاں نہیں چڑھ سکتی بابا
جان مسکرا کر کہتے ہوئے اس نے قدم سیڑھيوں کی طرف بڑھائے نہ
"سمجھی سے احمد شاہ زید کی طرف دیکھنے لگے۔۔"

میں اور ارسلان بابا بننے والے ہیں اور آپ دادا عالیان کو صوفے پر بٹھا
کر احمد شاہ کو دونوں شانوں کے تھامتے مسکراتے ہوئے کہا آنکھیں بند
کر کے مسکرا کر چہرے پر ہاتھ پھیرا اور پھر سختی سے زید شاہ کو اپنے سینے
"سے لگایا۔۔"

میں پھپھو بن جاؤں گی عانیہ نے احمد شاہ سے پیچھے ہوتے ہی اچھل کر
کہتے اپنے بھائی کے گلے لگی اور پھر ارسلان شاہ کی جانب دیکھا جو اپنے
"کمرے کے اندر داخل ہوتے دروازہ بند کر چکا تھا۔۔"

کب! مطلب کب پتہ چلا احمد شاہ کے لیے یہ خوشی کا قابل برداشت
تھی وہ جتنا خود پر کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہے تھے اتنی ہی زیادہ
"مسکراہٹ ان کے لبوں پر آتی۔۔

"مجھے کل پتہ چلا اور ارسلان کو آج۔۔

یعنی ایک لائن پر چل رہے ہو دونوں بھائی ہلکی سی چپت کے سر پر
"چپت۔۔

"نہیں میں نے ایک مہینہ پہلے کا چھکا مار لیا ہوا تھا بس پتہ کل چلا ہے۔۔
ایک کام کرو چلو بھر پانی میں ڈوب مرو تم سب میں شرم نامی چیز ہے ہی
نہیں بہن کے سامنے ہی شروع ہو جاتے ہو احمد شاہ نے ہاتھوں کو گول
کر کے کچن کی طرف اشارہ کیا کہ وہاں جاؤں اور مٹھی میں پانی بھر کر
اس میں ڈوب مرو اور پھر عانیہ کو اشارہ کیا کہ اپنے کمرے میں
"جائے۔۔

ہائے ایک دو مہینے بعد میں بھی یہ خوشی محسوس کروں گا عالیاں ٹھوڑی
کے نیچے ہاتھ ٹکا کر اپنے مستقبل کے بارے میں سوچنے لگا زید نے اس
"کی گردن پکڑی اور احمد نے اس کا ہاتھ پکڑ کر گھمایا۔

اندردفع ہوا اور جا کر آرام کر پہلے اپنی پڑھائی تو پوری کر لو پھر یہ خوشی
بھی محسوس کر لینا ذمہ داری یہ اٹھا نہیں سکتے اور نکاح کرنے کی اور بچے
پیدا کرنے کی آگ لگی ہوئی ہے اتنی عزت افزائی پر عالیاں بیچارہ
خاموش ہو گیا زید نے گھورتے ہوئے اسے سہارا دے کر کمرے تک
پہنچا دیا اور پھر اپنے کمرے میں چلا گیا تاکہ اپنی مسسز کو مناسکے جنون اور
غصے میں اس قدر پاگل ہو گیا تھا کہ اپنی معصوم سی مسز کے ساتھ سخت
"رو یہ اختیار کر گیا۔

اندردا خل ہوا ہیرا چہرے پر پریشانی سجائے سوئی ہوئی تھی اس کے
قریب بیٹھ کر کان کی لو کو لبوں سے چھو کر اس کے ساتھ نیم دراز ہو گیا
۔۔"

جانتا ہوں بہت زیادہ تمہیں تنگ کیا ہے لیکن اب صرف خوشیاں ہوگی
ہماری زندگی میں کوئی دکھ اب تمہارے قریب نہیں آنے دوں گا اسے
اپنی باہوں میں لے کر آنکھوں پر بوسا دیا ہیرا نے موندی موندی
"آنکھیں کھول کر زید شاہ کو دیکھا یک دم آنکھیں بھیگی۔۔

اپ بہت برے ہو ہمیشہ میرے ساتھ سخت رویہ اختیار کرتے ہو میری
اس میں کوئی غلطی نہیں ہے ہیرا نے اپنی گردن پر بنے نشان کی طرف
"اشارہ کرتے کہا۔۔

زید اس کے اوپر جھکتے گردن پر جہاں دانتوں کا نشان تھا شدت سے اپنا
لمس وہاں چھوڑنے لگا جیسے وہ اپنے لمس سے اس نشان مٹانا چاہتا تھا
۔۔"

مجھے تمہارے وجود پر صرف میری شدتوں کے نشان پسند ہے اپنی شہد
رنگ آنکھیں اس کی بھوری آنکھوں میں گاڑھی اور پھر اس کے پیٹ پر
"نرمی سے ہاتھ پھیرنے لگا۔

مجھ سے انتظار نہیں ہو رہا آٹھ ماہ "آٹھ ماہ" پر زور دیتے چہرے کے اٹے
"سیدھے زاویے بنا کر نظریں ہیرا پر ٹکائی۔

میں تو اس میں کچھ نہیں کر سکتی شرماتے ہوئے زید کی گردن میں بازو
"حائل کیے اس کی انہی اداؤں پر تو زید فدا تھا۔

مسٹر آپ کو بیٹا چاہیے یا پھر بیٹی پیار بھری مہر زید شاہ کی آنکھوں پر ثبت
"کی۔

پہلے بیٹی پھر بیٹا۔ ہمارے جڑواہوں کے اس نے جیسے ساری بات ہی ختم کر دی ہیرا شرم سے لال انار بن گئی زید شاہ اس کی مسکراہٹ دلی سکون کی وجہ تھا۔

زید بیٹیوں سے نفرت کیوں کرتے ہیں لوگ۔ زید شاہ بیڈ پر نیم دراز "ہوا تو ہیرا نے اس کے سینے پر سر رکھتے ہوئے پوچھا۔

ہمارے معاشرے میں بے شمار لوگ ایسے پائے جاتے ہیں جنہیں بیٹیوں سے نفرت ہوتی ہے وہ انہیں کچھ بھی نہیں سمجھتے یا تو انہیں پیدا ہوتے ہی مار دیتے ہیں یا پھر کہیں پھینک دیتے ہیں اگر جائیداد بیٹیوں کے نام لگ جائے تو بھائی ان سے رشتہ توڑ دیتے ہیں باپ بیٹی کو منحوس "کہتا ہے جب اس کا بیٹا اس ہو جاتا ہے۔

لوگ اس قدر گمراہی کے راستے پر چل پڑے ہیں کہ وہ اللہ کی رحمت کو "منحوس کہتے ہیں۔

پاگل ہوتے ہیں وہ لوگ جو بیٹیوں سے نفرت کرتے ہیں اللہ کی رحمت کو برا بھلا کہتے ہیں، اللہ جب مجھے رحمت سے نوازے گا میں اس کا جتنا بھی شکر ادا کروں وہ کم ہو گا ہیرا کے رخسار پر ہاتھ کی پشت پھیرتے "بالوں پر نہ محسوس طریقے سے لب رکھے۔۔"

آپ کو پتہ ہے زید، بیٹا ہو یا پھر بیٹی مجھے اس بات سے فرق نہیں پڑتا میں ان دونوں کو بے شمار پیار دوں گی جو محرومیاں میں نے سہی ہیں میں اپنی اولاد کو کبھی نہیں سہنے دوں گی روتے ہوئے زید کی گردن میں چہرہ چھپایا اس کے گرد حصار بناتے زید شاہ نے آنکھیں موند لی دورا تیں جاگنے کی وجہ سے اسے حد سے زیادہ نیند آرہی تھی۔۔ "دونوں ایک دوسرے کی باہوں میں پر سکون نیند میں چلے گئے۔۔"

اذہان یہ سب کیا ہے ماورہ نے بیڈ پر پھیلے کپڑوں کو دیکھ کر پیشانی پر ہاتھ مارتے کہا وہ فریش ہونے کے لیے گئی تھی تب پورا کمرہ صاف شفاف تھا "اور جب باہر آئی پورے کمرے میں اتھل پتھل مچی ہوئی تھی۔

اذہان ڈاکٹر نے آپ کو بیڈریسٹ کر کہا ہے یہ نہیں کہا تھا کہ پورا بیڈ ہی بکھیر دے آپ ماورہ بیڈ سے کپڑے اٹھاتے ہوئے تلملاتی بولی جب وہ فریش ہونے گئی تھی تو اذہان شاہ چیزوں کا سہارا لے کر الماری تک پہنچا "کپڑے نکال کر دیکھتا پسند نہ آتا تو بیڈ پر پھینکنا شروع کر دیتا۔

مجھے کپڑے پسند نہیں آرہے تھے تم دیکھ لو کوئی اچھا لگے تو میرے لیے پریس کر دو میں نے چیلنج کرنے ہے مجھے الجھن ہو رہی ہے ان کپڑوں میں اذہان نے اپنی ٹی شرٹ کی طرف اشارہ کیا جہاں خون لگا ہوا تھا

--"

ماورہ نے بلیک کلر کا ٹراؤزر شرٹ نکال کر زید کی طرف بڑھایا تو اس نے
"کندھے اچکا دیے۔۔"

میں کیسے پہنوں گا بیوی مجھے گولی لگی ہوئی ہے ڈرامیٹک انداز میں کہہ کر
اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا ماورہ کو اس کی چلاکیاں اچھے سے سمجھ آرہی تھی
۔۔ اسے سہارا دیکھ کر بٹھا کر جیسے ہی شرٹ اوپر کی جانب کی اذہان شاہ
"نے انکھ ماری۔۔"

مجھے سیدھی طرح بتادیں اگر آپ نے اس طرح کی حرکتیں کرنی ہیں تو
میں باہر چلے جاتی ہوں بھائی جی، زید بھائی یا کسی اور کو بھیج سکتی ہوں وہ آ
کر آپ کو کپڑے تبدیل کروادے خو نخواستہ نظروں سے اس کی جانب
دیکھتے ہوئے چپ کر کے بیٹھنے کا کہا اذہان شاہ بولنے لگا تھا جب ماورہ نے
اس کے لبوں پر شہادت کی انگلی رکھی۔ اور پھر اس کی شرٹ اتارنے میں

مدد کی۔ سائیڈ ٹیبل کے دراز سے کاٹن نکال کر پیٹ پر لگا خون صاف کیا
"اور پھر پیٹی تبدیل کر دی۔"

بیوی تم مجھ سے پیار نہیں کرتی نہ جانے وہ کون سی بیویاں ہوتی ہیں جو
شوہر کو کبھی یہاں پر پیار، تو کبھی یہاں پر تم نے آج تک میری پیشانی پر
بھوسہ نہیں دیا یہاں کیا خاک دو گی اذہان نے پہلے اپنے لبوں پر ہاتھ رکھا
پھر اپنے شہ رگ پر اس کے شکوہ کرنے پر ماورہ نے تکیے پر ہاتھ رکھتے اس
"کے لبوں کو نرمی سے چھوا اس کے بعد شہ رگ پر لب رکھے۔"

آج کے بعد شوہر صاحب آپ نے کسی اور کی طرف دیکھ کر مجھ سے یہ
شکوہ کیا کہ دوسروں کی بیویاں پیار کرتی ہیں اور میری نہیں کرتی تو میں
جان لے لوں گی آپ کی۔ اگر کہیں پیار چاہیے ہوتا ہے تو انسان بیوی
کو کہہ دیتا ہے ماورہ نے پہلے غصے سے اور آخری جملہ شرماتے اور جھجھکتے
"ہوئے کہا۔"

بیوی تمہاری یہ قاتل ادائیں اور بیوی کو خود پتہ نہیں چلتا کہ شوہر کو پیار
چاہیے۔ اذہان نے اپنا ہاتھ ماورہ کی کمر کی جانب لے جاتے انگلیاں
چلانے لگا اپنے کمر پر اذہان شاہ کا سرد لمس محسوس کر کے ماورہ اس کی
"گردن میں چہرہ چھپا گئی۔"

بیوی کپڑے تبدیل کر دو ٹھنڈ بہت ہے زخم میں درد شروع ہو گیا ہے
"پیٹ پر ہاتھ رکھ کر تکلیف سے کراہتے ماورہ کو کہا۔"

میں کرتی ہوں بھگی آنکھیں اس کی زخم پر مرکوز کی آنسو ٹپ ٹپ کر
"کے اذہان شاہ کے پیٹ پر گرنے لگے۔"

سب کچھ میری وجہ سے ہوا ہے اگر میرے بابا جائیداد میرے نام نہ
"کرتے تو آپ کو ماورہ بے اواز روئے جارہی تھی۔"

خبردار بیوی اگر تمہاری آنکھوں میں آنسو آئے قسمت میں تھا اپنے زخم
کی پرواہ کیے بغیر سختی سے اس کا سراپے سینے پر رکھا ماورہ کئی لمحے اس

کے سینے پر سر رکھے سکون سے آنکھیں موندے لیٹی رہی۔۔ پھر
"شرٹ پکڑ کر اذہان کو پہنانے لگی۔

بیوی رویامت کرو اس کے کپڑے تبدیل کرنے میں مدد کر کے اب
اس کے اوپر لحاف دے رہی تھی جب اذہان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے
"پاس بٹھایا۔۔

آپ میرے ساتھ ہیں تو مجھے کوئی دکھ نہیں کبھی مجھے تنہامت چھوڑے
گا اپنے شوہر کی پیشانی پر بوسہ دے کر کمر میں اس کے ساتھ نیم دراز
"ہوتے سینے پر سر رکھ لیا۔۔

مبارک ہو سیان بنانا ک کیے دروازہ کھول کر ان کے کمرے میں داخل
"ہوا اور ہٹ بڑا کر بیڈ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔۔

کیا ہو گیا تجھے سیان کو لمبے لمبے سانس لیتے دیکھ اذہان نے اسے سرتاپاؤں
تک گھور کر پوچھا تو سیان شاہ نے تیز قدم بڑھاتے اذہان کے ساتھ بیڈ پر
"بیٹھ کر کمر کمر اپنے اوپر لے لیا۔"

آپ بڑے پاپا بننے والے ہیں اور میں چاچو سیان ہاتھ نچاتے ہوئے خوشی
سے کہہ رہا تھا جیسے ہی اسے احمد شاہ سے پتہ چلا کہ زید اور ارسلان باپ
بننے والے ہیں وہ اچھلتے ہوئے پورے گھر میں گھوم کر یہ بول رہا تھا کہ
"میں چاچو بننے والا ہوں۔"

زید! حیرانگی سے کانام لیتے سیان کی طرف دیکھا کیونکہ ان کے گھر میں
سب سے بڑا چھپار ستم وہی تھا جو ہر وقت اپنی بیوی کے آگے پیچھے گھومتا
"رہتا تھا۔"

ارسلان بھائی جی اور زید بھائی دونوں اذہان ہنستے ہوئے ماورہ اور سیان کی طرف دیکھنے لگا غصہ سارا ختم ہو گیا جو سیان شاہ پر تھا کیونکہ وہ بناناک کر کے کمرے میں آیا۔

مبارک ہو آپ سب کو ماورہ نے مسکراتے ہوئے سیان اور اذہان کو مبارک دی انہوں نے بھی خیر مبارک کہتے ماورہ کو مبارک دی کیونکہ وہ بڑی ماما بننے والی تھی۔

"خیر مبارک ہمارے گھر پہ چھوٹا سا بے بی آئے گا۔"

"ہائے سیان نے خوشی سے اذہان کے کندھے پر سر رکھا۔"

چل بیٹا اٹھ اپنے کمرے میں دفع ہو اذہان نے اسے کہنی مار کے بیڈ سے

"اٹھنے کا کہا جو اس کی بیوی کی جگہ پر آکر بیٹھ گیا تھا۔"

اللہ کرے آپ تب تک باپ نہ بنو جب تک میری رخصتی نہ ہو جائے
چہرے پر ہاتھ پھیر کر شہادت کی انگلی اذہان شاہ کو دکھاتے سیان وہاں
"سے بھاگا اس سے قبل اذہان شاہ اپنا جوتا پکڑ کر اسے مارتا۔

کیوں بیچارے سے بد دعائیں لے رہے ہیں کروادے عرتج کی رخصتی
"دروازہ بند کرتے ہوئے بیڈ پر آکر اذہان شاہ کے پاس بیٹھ گئی۔

بیوی میری بہن 18 کی نہیں ہے اور جب تک وہ 18 کی نہیں ہو جاتی
میں رخصتی نہیں کرواؤں گا۔ دیکھو اس کی بد دعا سچ نہیں ہوگی اگر تم
اپنے شوہر کو پیار کرنے کا موقع دو تو اذہان نے ماورہ کی کمر کے گرد بازو
"لیپیٹا اور اس کی آنکھوں پر پھونک ماری۔

پہلے ٹھیک ہو جائیں پھر موقع بھی دے دوں گی اذہان کے رخسار پر
"دانت گاڑھ کر سینے پر سر رکھا۔

بیگم یہ تو سراسر غلط بات ہے نا وہ دونوں مجھ سے چھوٹے ہیں اور باپ
بننے والے ہیں۔ کتنا بڑا ظلم ہو رہا ہے مجھ پر میں باپ بننے سے پہلے تایا بن
گیا ہوں فرضی آنسو صاف کر کے آنکھوں میں شرارتی لیے ماورہ کو دیکھا
شرم سے بے انتہا سرخ ہوتے مزید اپنا چہرہ اذہان شاہ کی گردن میں
”چھپایا۔“

”اذہان یہ سب اللہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔“

ہاں وہ تو تمہاری بات ٹھیک ہے جب تک اللہ نہ چاہے کچھ نہیں ہو سکتا
لیکن بندوں کا بھی اس کام میں تھوڑا سا ہاتھ ہوتا ہے اذہان کے معنی خیز
اور بے باک الفاظ سن کر ماورہ کو اپنے کانوں سے دھوئیں نکلتے ہوئے
”محسوس ہونے لگے۔“

اذہان سو جائیں پوری رات نہ آپ سوئیں اور نہ ہی مجھے سونے دیا اب
آپ کا درد پہلے سے بہتر ہے تو پلینز سو جائیں اور مجھے بھی سونے دیں صبح

کے سات بچنے والے ہیں نوبے مجھے اٹھنا بھی ہے نیند کے خمار سے اس
کی آنکھیں بند ہو رہی تھی اذہان شاہ اس کے بال سہلانے لگا کچھ پل میں
"ہی وہ گہری نیند میں چلی گئی۔۔"

بوس نور کو ہم نے ایک مال میں دیکھا۔۔۔ جہاں دیکھا ہے اس جگہ کی
لوکیشن ابھی کے ابھی کے سینڈ کرو اس کی بات کاٹتے ہوئے وہ پھنکارا
تھا۔ وہ آفس میں چکر کاٹتے ہوئے داؤد کا انتظار کر رہا تھا وہاں سے غائب
ہونے کے بعد داؤد بیڈ ریسٹ پر تھا چونکہ ٹانگ پر گولی لگی تھی جس کے

باعث اس سے چلا نہیں جا رہا تھا 45 منٹ شد اور کو انتظار کروانے کے
"بعد داؤد آفس میں داخل ہوا۔"

داؤد تم یہاں کے سارے معاملات سنبھالو مجھے جانا ہے شد اور ہڑ بڑی
"میں گن اور دوسرے اوزار پکڑ رہا تھا۔"

بوس کہاں جا رہے ہیں آپ داؤد نے اسے ہڑ بڑی میں ہر کام کرتے دیکھ
"استفادہ کیا۔"

مجھے معلومات ملی ہے میرے آدمیوں نے نور کو دیکھا ہے مال میں

شد اور الفاظ ادا کرتے ہی آفس سے چلا گیا۔ داؤد مسکراتے ہوئے

صوفے پر بیٹھ گیا ایک مرتبہ پھر سے وہی کھیل کھیلا جانے والا

تھا۔ شد اور کار حد سے زیادہ سے دوڑا رہا تھا وہ جلد از جلد مال پہنچنا چاہتا

تھا۔ جس مال کی لوکیشن شد اور کے آدمی نے سینڈ کی تھی اس مال کے

سامنے گاڑی روک کر جلد بازی میں باہر نکلا اور لمبے ڈگ بھرتا ہوا

تقریباً بھاگتے ہوئے مال کے اندر گیا اور متلاشی نظروں سے نور کو تلاش کرنے لگا۔

نور اور ارد شیر مال آئے ہوئے تھے نور جب ناراض ہو کر کمرے سے باہر گئی تو اماں جی نے اس کا اداس چہرہ دیکھ کر اس سے وجہ پوچھی نور نے بس نفی میں سر ہلانا بہتر سمجھا۔۔۔ اماں جی کو سمجھ لگ گئی کہ نور کی ارد شیر کے ساتھ ان بن ہوئی ہوگی تو انہوں نے ارد شیر کو کہا کہ نور کو مال لے جائے تاکہ وہ اپنی مرضی سے شاپنگ کر سکے اور ساتھ اسے ڈپٹا بھی کہ اگر تم مجھے پہلے بتا دیتے تو میں نور کے

لیے ڈھیر ساری شاپنگ کرتی۔ اپنی عزت افزائی کروانے کے بعد اب وہ نور کے ساتھ مال میں گھوم رہا تھا لیکن نور نے ایک بھی سوٹ پسند نہ کیا۔۔

عزیزِ اردنارا ضگی ختم کردو، زور یز نے بات ہی ایسی کی تھی کہ میری زبان پھسل گئی ارد شیر اس کے گرد گھومتے ہوئے بول رہا تھا لیکن وہ بھی نور صالح تھی اس کی باتوں کو نظر انداز کرتے ارد گرد دیکھنے لگی۔۔

ارد وہ چھوٹا ہے اگر اس نے بول بھی دیا تھا تو تمہیں چاہیے تھا بڑے ہونے کا مظاہرہ کرتے اور خاموش۔۔۔۔۔ چھوٹا تمہیں وہ کہاں سے چھوٹا لگتا ہے 23 سالہ مرد تمہارے لیے چھوٹا بچہ ہے، عزیزِ ارد تو تمہاری نظر میں بڑا کتنے عمر کا شخص ہوتا ہے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا وہ نور کا بیٹا تھا وہ اپنی ماں کے معاملے میں بول سکتا تھا لیکن ان دونوں کے "معاملے میں نہیں۔۔

ارد ماں کے لیے اس کا بچہ چھوٹا ہی ہوتا ہے چاہے وہ جتنا مرضی بڑا ہو "جائے نور اپنے بیٹے کی سائیڈ لینے سے باز نہ آئی۔۔

عزیزِ ارد میں جانتا ہو وہ تمہیں کچھ ماہ پہلے ملا ہے لیکن اس کا ہر گز مطلب یہ نہیں ہے کہ تم اپنے بیٹے کے لیے اپنے شوہر وہ اگنور کرو اب کی مرتبہ ارد شیر کا لہجہ سخت ہوا تھا نور نے ایک لمحے کے لیے اپنی نظر اس کی جانب کی، اس کی آنکھوں میں لہورنگ دیکھ کر اسے اندازہ ہو گیا کہ "ارد شیر کو اس کی بات ناگوار گزری ہے۔"

میرے خیال سے تم مجھے یہاں منانے کے لیے لائے ہو اور الٹا خود ناراض ہو کر بیٹھ گئے ہو نور نے یاد دہانی کروائی کہ وہ اس کی خفگی دور کرنے کے لیے اسے یہاں لے کر آیا ہے۔۔۔

اچھا چلو یاد دونوں اپنی خفگی دور کرتے ہیں اور شاپنگ کرنے پر توجہ دیتے ہیں تو گھر جا کر اماں جی نے میرا قورمہ بنا کر تمہیں اور تمہارے بیٹے کو کھلا۔۔۔۔۔ میرا مطلب ہمارے بیٹے کو نور نے جب اس کی جانب گھور کر دیکھا تو اس نے اپنے الفاظ کی درستگی کی۔ پھر دونوں

ایک مال میں جانے لگے جب ارد شیر نور کا دوپٹہ جو زمین کو سلامی پیش کر رہا تھا اٹھانے کے لیے مڑا تو اس کی نظر شد اور پر پڑی جس نے ارد شیر کو دیکھ لیا وہ ان سے کچھ فاصلے پر تھا انھیں دیکھتے ہی وہ تیزی سے ان کی جانب بڑھنے لگا شد اور نے ارد شیر کے ساتھ ایک لڑکی کو دیکھا تھا لیکن وہ اس کا چہرہ نہ دیکھا پایا۔ شد اور کو اپنی جانب بڑھتے دیکھ اس نے نور کو اپنے پیچھے کر لیا نور اس وقت نقاب میں موجود تھی جس کے باعث اس کی آنکھیں صرف نظر آرہی تھی۔

ارد شیر سکندر خان نور کہاں ہے؟ شد اور اس کے پاس پہنچتے ہی لہجے کو دھیمہ رکھ کر چلایا تھا۔ ارد شیر کے پیچھے چھپی لڑکی کو سائیڈ پر ہو کے "دیکھنا چاہا تو اس نے نور کو مزید خود کے پیچھے چھپا لیا۔

میرے پاس اس نے کیا کرنا ہے شد اور خان عرف بے غیرت خان شد اور اس کے الفاظ سن کر پاکٹ سے گن نکالنے لگا تو نور نے پاؤں کی

ایڑیاں اوپر کرتے شد اور کی جانب دیکھا جو اپنی پاکٹ سے گن نکال رہا تھا اس سے قبل وہ گولی چلاتا نور ارد شیر کے پیچھے سے باہر نکل آئی۔۔ شد اور کے ہاتھ وہی تھم گئے وہ پہلی نظر میں ہی اسے پہچان گیا تھا اس کی کانچ سی آنکھیں وہ ہمیشہ بھیگی ہوئی محسوس ہوتی تھی آج بھی "گزشتہ سالوں کی طرح بھیگی لگ رہی تھی۔۔

نور جان! زیر لب بڑبڑایا اس کی آواز نور کے کانوں کے ساتھ ٹکرائی۔ ڈر کر ارد شیر کا ہاتھ تھام لیا کہی وہ دوبارہ اسے اپنی قید میں واپس نہ لے جائے۔ ماضی کے گزرے سال کی افیت اس کے آنکھوں کے پردوں کے سامنے لہرانے لگی۔ کئی آنسو آنکھوں سے بہہ کر بے مول ہوئے۔۔ شد اور ہاتھ بڑھا کر اس کی کلائی تھامنے لگا جب ارد شیر نے "اسے کھینچ کر اپنے دائیں جانب کیا۔۔

اردشیر سکندر میری نور کو۔۔۔۔۔ بکو اس بند کرو اپنی یہ تمہاری کچھ نہیں
لگتی شد اور خان تو اسے میری کہنا بند کرو اردشیر اس کی بات کاٹتے
"ہوئے پھنکارا تھا۔"

میرا عشق ہے جنون ہے ارد شیر تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ اسے
"میرے حوالے کر دو۔۔"

جب تک عشق محرم نہ بنے وہ حرام ہوتا ہے شدا اور خان اور یہ مجھ پر
حلال ہے ارد شیر کے ڈھکے چھپے الفاظ بہت کچھ واضح کر رہے تھے اس
نے نفی میں سر ہلایا جیسے اپنے ذہن میں آئے خیال کو جھٹکانور کبھی اس
"کے علاوہ کسی اور اپنے ہمسفر کے طور کر منتخب نہیں کر سکتی تھی۔۔
کیا بکو اس ہے میری نور۔۔۔۔ میں تمہاری زبان حلق سے کھینچ لو گا اگر
اب تم نے میری بیوی کو اپنا کہا ارد شیر شدا اور کا گریبان پکڑنے کے لیے

آگے بڑھنے لگا جب نور نے سختی سے اس کا بازو تھام کر جیسے اسے روکنا
"چاہا تھا۔"

نور جان اسے بتاؤ کے تم میری ہو اور یہ جھوٹ بول رہا ہے نہ کہ تم اس
کی بیوی ہو شد اور پھر سے نور کا ہاتھ پکڑنے ہی والا تھا جب نور ارد شیر
کے گلے لگ گئی وہ اس کی جانب دیکھنا بھی نہیں چاہتی تھی شد اور کے
جسم سے جیسے روح جدا ہو گئی۔۔ پاؤں ملنے سے نکاری، ہاتھوں میں بے
ساختہ کپکپاہٹ طاری ہوئی، لمبے لمبے سانس لیے، آکسیجن کی کمی محسوس
ہوئی اس کی نور جان اس کے علاوہ کسی اور باہوں میں تھی اس نے
شد اور خان کو چھوڑ کر ارد شیر کا ہاتھ تھام لیا تھا کیا وہ ایک موقع اسے
نہیں دے سکتی تھی، دل سے خون رس کر دل کی دھڑکن کو ختم کر رہا تھا
۔۔ آنکھیں بند ہو رہی تھی شد اور نے ایک مرتبہ بمشکل آنکھیں کھول
کر نور کی جانب دیکھ کر جیسے یقین کرنا چاہا کہ وہ اس چھوڑ کر آگے بڑھ

چکی ہے جیسے ہی اس نے نور کی جانب دیکھا دل دھڑکنا بند ہو گیا سانس
سینے میں اٹک اور اگلے ہی لمحے وہ منہ کے بل زمین پر گر گیا وہ حیرانگی
سے شداور کو دیکھنے لگے نور کی آنکھوں میں بے شمار آنسو جمع ہوئے ایک
انجانے احساس سے۔ شداور کے آدمی جو مال میں ہی موجود تھے بھاگتے
ہوئے اس کے پاس آئے اور اٹھا کر ہو سپیٹل لے گئے۔۔۔ نور کی
"آنکھیں جیسے پتھر اگئی سمجھ میں نہ آیا کہ شداور کو کیا ہوا ہے۔۔

نور۔۔ اسے زمین پر نظر ٹکائے دیکھ شانوں سے تھام کر جھنجھوڑا تو نور
"اردشیر کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے۔۔

نور کیوں رورہی ہو وہ چلا گیا ہے میری جان ریلیکس ہو جاؤ اس کا چہرا
ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر پیشانی پر پیار بھری مہر ثبت کرتے اسے
حوصلہ دینے کی کوشش کی۔ نکاح کے بعد آج پہلی مرتبہ اردشیر نے
اپنی بیوی کو اپنے لمس سے آشنا کروایا تھا۔۔ نور کو اپنے جسم پر شداور کا

لمس محسوس ہو رہا تھا وہ بار بار نفی میں سر ہلانے لگی ارد شیر اس کی حالت بگڑتے دیکھ بازوؤں میں اٹھائے باہر لے جا کر کار میں بٹھایا اور کار کا رخ ہوٹل کی جانب کر دیا اسے فل وقت سکون کی ضرورت تھی گھر لے کر جاتا تو زوریز اور اماں جی سوال کرتے نور سے اور وہ جواب دینے کی حالت میں نہ تھی۔ ہوٹل کے سامنے کار روک کر بھاگتا ہوا باہر آیا۔ نور کو اپنی باہوں میں اٹھا کر کمرے میں لے گیا راستے میں ہی اس نے کال کر کے روم بک کروالیا تھا۔ کمرے میں داخل ہو کر نور کو بیڈ پر بٹھایا کہ وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے روز و قطار رونا شروع ہو گئی وہ پورے راستے "روتے آئی تھی اور اب بھی اس کا رونا بند نہیں ہوا تھا۔"

"نور کیا ہو گیا ہے پریشانی سے اس کے پاس بیٹھ کر اپنے سینے سے لگایا۔"

ارد مجھے ڈر لگ رہا ہے اسے کیا ہو گیا تھا اگر وہ واپس آگیا تو بے شمار خیالات اس کے ذہن میں گھوم رہے تھے ارد کی شرٹ سختی سے تھام کر "اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔"

آجائے واپس میں اسے کبھی عزیز ارد کو خود سے دور نہیں لے جانے دوں گا ارد شیر نے اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر دونوں رخسار پر بوسہ دیا نور نے بھاری پلکے اٹھا کر اس کی جانب دیکھا دونوں کی نظروں کا تسامع ہوا ارد شیر ٹکٹکی باندھے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا خود پر قابو کھونے لگا بے خود سا ہوتا اس کے لبوں پر جھکا نور جیسے ساکت بیٹھی ہوئی تھی اسی حالت میں بیٹھی رہی اس کا ذہن جیسے سن ہو چکا تھا شد اور کو پہلے اپنے سامنے دیکھ کر پھر اس کا یوں ہوش و حواس سے بیگانہ ہونا اور اب ارد شیر کا اس پر حق جمانا۔ جب اس نے دیکھا کہ نور کوئی مزاحمت

نہیں کر رہی لبوں کو چھوڑتے وہ اس کی گردن پر شدت نچھاور کرنے
"لگا۔"

نور تم مجھے اپنی زندگی کا حصہ تو بنا چکی ہو، اپنی روح کا حصہ بنانا چاہو گی؟
چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر ناک سے ناک مس کرتے اس کا
جواب جاننا چاہا نور بنپلکے جھپکے ارد شیر کو دیکھے جارہی تھی اس کے پاس
کوئی جواب نہ تھا اسے دینے کے لیے ذہن میں بے شمار باتیں گھوم رہی
تھی جب اسے شد اور نے تنگ کرنے کے لیے پوچھا تھا کہ میں تم سے
نکاح کر لوں تو اس نے جواب فوراً ہاں میں سر ہلا دیا۔ اس کے ذہن
میں یہی بات گھوم رہی تھی جب ارد شیر نے اس سے سوال داغا تو اس
نے بے ساختہ ہاں میں سر ہلا دیا اسے اندازہ نہ ہو رہا تھا کہ وہ کیا کیے جا
رہی ہے ارد شیر کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نے احاطہ کیا کہ نور اس
کے ساتھ اب رشتہ بڑھانا چاہتی ہے ایک غلط فہمی کی زیر اثر وہ دوبارہ

سے اس کی گردن پر جھکتا جاں بجا لمس چھوڑنے لگا نور تو جیسے صدمے
کہاں پر نہیں میں چلی گئی تھی اسے کچھ ہوش نہ تھا وہ کہاں پر ہے اور
"بس آنکھوں سے آنسو نکلی جا رہے تھے۔"

ارد شیر بے پناہ شدتیں نور پر نچھاور کرتا رہا کبھی اس کے لبوں پر شدتیں
دکھاتا تو کبھی اس کی گردن پر تقریباً پورا دن نور نے اس کی باہوں میں
گزارا تھا ارد شیر نے مسکراتے ہوئے نور کا سراپے سینے پر رکھا کچھ دیر
وہ ویسے ہی لیٹا رہا جب اس نے نور کے جسم میں کوئی حرکت محسوس نہ
کی تو اس کا چہرہ سامنے کر کے دیکھا وہ اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ تھی
ہڑبڑا کر سیدھا ہو کر بیٹھا اور اسے تکیے پر منتقل کیا سائیڈ ٹیبل سے پانی
کے جگ میں سے ہاتھ پر تھوڑا سا پانی ڈال کر نور کے چہرے پر پھینکا اس
نے موندی موندی آنکھیں کھول کر ارد شیر کی طرف دیکھا اسے شرٹ
لیس اور اپنے بدن پر اس کی شرٹ دیکھ کر نور کو جیسے ہوش آیا تھا جھٹکے

سے اٹھ کر بیٹھتے آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے ارد شیر کی
جانب دیکھا اور نفی میں سر ہلایا پھر اس کی نظر آئینے میں نظر آتے اپنے
کی شدتوں کی نشان تھے عکس پر گئی اس کی گردن پر بے شمار ارد شیر
"یعنی وہ اس کے ساتھ اپنا رشتہ آگے بڑھا چکا تھا۔"

ارد تم نے۔۔۔ مجھ سے۔۔۔ وعدہ کیا تھا۔۔۔ کہ تم میرے
ساتھ۔۔۔۔۔ بغیر میری اجازت کے رشتہ۔۔۔ آگے نہیں بڑھاؤ
گے نور نے کمر کو اپنے گرد لپیٹ کر جیسے خود کو چھپایا اور اٹکتے ہوئے
"الفاظ ادا کیے ارد شیر نے نفی میں سر ہلادیا نور کی بات سن کر۔۔
عزیز ارد میں تمہاری اجازت سے تمہارے قریب آیا ہوں جب ہم اس
کمرے میں آئے تھے تو میں نے تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے لبوں
کو چھوا تھا اس کے بعد میں نے تم سے اجازت مانگی اور تم نے حامی میں

سر ہلایا تھا ارد شیر نے اس کے پاس بیٹھ کر کمر بل میں سے اس کا ہاتھ نکال کر تھا ماتو نور نے اسے خود سے دور جھٹک دیا۔

جہاں تک مجھے یاد ہے ارد میں نے تمہیں اجازت نہیں دی تھی روتے ہوئے اپنے آنسو صاف کر کے نفی میں سر ہلاتے ارد شیر کو کہا تو اس نے نہ سمجھی سے نور کی طرف دیکھا اس نے نور کی اجازت سے اس کے ساتھ رشتہ آگے بڑھایا تھا۔

تم سب مرد ایک جیسے ہوتے ہو اپنی بات سے مکر جاتے ہو۔ ہماری شادی کو ابھی کچھ دن گزرے ہیں اور تم اپنی بات سے مکر گئے ارد نور اپنا "چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر روز و قطار اور بلک بلک کر رونے لگی۔

نور میرا یقین کرو میں نے تمہاری اجازت سے تمہیں چھوا ہے ارد شیر تڑپ کر بولا وہ دونوں اپنی جگہ پر صحیح تھے نور اس وقت صدمے کی

حالت میں تھی تو غلطی سے اس کا سرہاں میں ہل گیا اور ارد شیر نے اس کے سر ہلانے کو رضامندی سمجھ لی۔۔

نور پلینز کچھ اور مت کہنا مجھ سے برداشت نہیں ہو گا میرے لیے تم نے رضامندی ظاہر کی تھی اگر تم نے ایک لفظ بھی اور بولا تو مجھے لگے گا کہ تمہاری نظر میں میری کوئی اہمیت نہیں ہے اور میں محرم ہونے کے باوجود تم پر حق نہیں رکھتا ارد شیر نے ہاتھوں کو آپس میں پیوست کیے دل ہزاروں دکھ سمائے کہا۔ نور نے اک نظر اس کی جانب دیکھا شد اور خان اس کا نام محرم تھا اور دس سال اس سے اپنی خواہشات پوری کرتا رہا اور ارد شیر اس کا محرم تھا اگر اس کے محرم نے اس سے سکون حاصل کیا "تو اس نے کوئی گناہ تو نہ کیا تھا بلکہ اپنا حق لیا تھا اور فرض بھی ادا کیا۔۔

ارد مجھے سینے سے لگا لو آنکھوں کو سختی سے بند کر کے کہا اسے سکون چاہیے تھا اپنے محرم کی پناہوں میں وہ اب مزید خود کو گناہگار نہیں کرنا

چاہتی تھی اردنے اس کے الفاظ سن کر اس کی جانب دیکھا اور ایک لمحہ
ضائع کیے بغیر اپنے سینے میں بیچ لیا نور نے ہمت کر کے اس کے گرد
حصار بنا لیا۔

ارد مجھے اگر کبھی تم نے ر لایا نہ تو میں نے۔۔۔۔۔ تم سے بات نہیں
کرنی ارد شیر کے سینے پر ٹھوڑی ٹکا کر کچھ الفاظ ادا کیے اور اگلے الفاظ
"سوچنے کے لیے کچھ لمحہ رکی اور پھر ادا کیے۔۔

میں نے تو کبھی عزیز ارد کو نہیں ر لایا بلکہ ہمیشہ کوشش کی ہے اسے بے
پناہ پیار دواس کی آنکھوں پر بوسہ دیا تو نور نے سختی سے آنکھیں بند
"کر کے پہلی مرتبہ اپنے محرم کے لمس کو محسوس کیا۔۔

اگر تم اجازت دو تو ارد شیر نے اپنی بات کو ادھورا چھوڑا۔ نور اس کی
"بات کا مطلب سمجھ کر شرم سے بے ہوش ہونے کے در پر پہنچ گئی۔۔

تھوڑی۔۔۔ دیر پہلے۔۔۔ ہم قریب تھے نور نے چہرہ اس کے سینے
میں چھپا کر رک رک کر کہا تو ارد شیر اس کی کمر پر ہاتھوں کو حرکت دے
"کر مسکرایا۔۔"

لیکن مجھے پھر محسوس کرنا ہے عزیز ارد کو نور کا چہرہ اسامنے کر کے لبوں کو
"نرمی چھوا تو نور کا سر بے ساختہ حامی میں ہل گیا۔۔"

ارد! جب ارد شیر نے اسے بیڈ پر لٹایا تو نور نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے
"پیالوں میں تھام کر اسے پکارا۔۔"

جی ارد کی جان آنکھوں پر پیار بھری مہر ثبت کرتے محبت پاش لہجے میں
"کہا۔۔"

میں کچھ دیر آپ کے سینے پر سر رکھ کر لیٹ جاؤ جیسے بیوی اپنے
شوہر۔۔۔ نور کو جملہ مکمل کرنا حد سے زیادہ مشکل لگا ارد سمجھ گیا کہ وہ

کیا کہنا چاہتی ہے اس کے ساتھ نیم دراز ہوتے اس کا سر اپنے سینے پر

رکھا۔۔۔ نور بھی وہ لمحات اپنے محرم کے ساتھ محسوس کرنا چاہتی تھی جو ایک شادی شدہ عورت محسوس کرتی ہے۔۔۔ نور کبھی اس کے سینے پر اپنا نام لکھتی تو شرماتے ہوتے بلائی لب کو دانتوں تلے دبا کر عزیزِ ارد لکھتی۔۔۔ نور نے اس کے سینے پر ٹھوڑی ٹکا کر ارد شیر کی آنکھوں میں "دیکھا جہاں جذبات کا سمندر تھا۔۔۔"

ارد میں آپ کے بالوں میں ہاتھ پھیر لو نور نے نظریں جھکا کر کہا ارد نے گہری نظروں سے اسے دیکھنا جانے وہ کتنی خواہشات اپنے دل میں "دبائے بیٹھی تھی۔۔۔"

ایک بچی کو جب ماں باپ کا پیار نہ ملے تو وہ احساسِ محرومی کا شکار ہو جاتی ہے اس کی زندگی یوں ہی مشکلات میں گزرتی ہے اور جب اس کی شادی ہوتی ہے تو اس کا دل چاہتا ہے اس کا محرم اس کے بھرپور نخرے اٹھائے "اس کی ہر بات مانے اس بچوں کی طرح ٹریٹ کرے۔۔۔"

تمہارا جو کچھ کرنے کا دل چاہ رہا ہے تم کر سکتی ہوں مجھ سے اجازت لینے
کی ضرورت نہیں ہے ارد شیر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے بالوں کے
جانب کیا تو نور اٹھ کر بیٹھ گئی ارد شیر نے اس کی گود میں اپنا سر رکھ لیا اور
نور اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں چلانے لگی۔۔ کچھ لمحے بعد نور نے
اس کے رخسار لب رکھے تو ارد شیر نے اس کی جانب دیکھا نور شرمنا کر اپنا
"چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔۔"

ارد شیر اٹھ کر بیٹھا گیا کچھ دیر اسے یونہی دیکھتا رہا پھر اس اپنی باہوں میں
لے کر اس پر حاوی ہوا۔ اس نے اس مرتبہ کوئی مزاحمت نہیں کی جب
شد اور اس کے قریب آتا تھا تو اسے گھن ہوتی تھی آج اس کا محرم اس
کے قریب آیا تھا تو اسے بے حد سکون ملا۔ ارد شیر کی قربت اسے سکون
بخش رہی تھی۔۔۔۔۔

عنائزہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بال بنا رہی تھی زوریز خان کام کے سلسلے میں گھر سے باہر تھا۔ کل رات کو وہ اس کا انتظار کرتی رہی اور اب صبح بھی اس کے حصے میں انتظار ہی آیا تھا رات ہو گئی لیکن زوریز ابھی "تک گھر نہ آیا۔"

تاناو اپنا کم سونا لے میں نئی آ، جے میں ہوندی تے مینو ٹیم دیندے (آپ کو اپنا کام عزیز ہے میں نہیں، اگر میں عزیز ہوتی تو آپ مجھے وقت دیتے) عنائزہ زوریز کی تصویر تھامے اس سے باتیں کر رہی تھی کیونکہ "زوریز خانزادہ تو وہاں موجود نہیں تھا جس سے شکوے کر سکتی۔"

کھڑوس کدی تولاتے کدی ماشا، میں تو اڈا کی کرا (کھڑوس کبھی پل میں تولاتو کبھی ماشا، اُف میں کیا کرو آپ کا) اپنے سر پر ہاتھ مارتے دہائی دینے والے انداز میں بولی زوریز خانزادہ جو کب سے کمرے کھڑے اس کی گوہر افشائیاں سن رہا تھا اور اس کی کیوٹ کیوٹ سی حرکات دیکھ رہا تھا وہ

کبھی اپنے سر پر ہاتھ مار رہی تھی تو کبھی چہرے پر آئے بالوں کو پیچھے
"کرتی۔۔"

جید و تسی کا ر آو گے میں تو اڈے نہ رس جانا اے، نئی میں تے تو اڈے نا
رسی ہوئی آ (جب آپ گھر آئے گے تو میں آپ سے ناراض ہو جاؤ گی
بلکہ میں تو ناراض ہو) چہرے کے اٹے سیدھے زاویے بنا کر ناراض
ہونے والے انداز میں کہا۔۔ زوریز خانزادہ اپنے قدم بڑھاتے اس کے
"پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا اور عنائزہ کو اندازہ بھی نہ ہوا۔۔"

تسی برے پیرے او (آپ بہت برے ہے) زوریز خانزادہ کی تصویر پر
لب رکھتے عنائزہ آنکھوں میں بے پناہ جذبات لیے کہہ رہی تھی اس
"بات سے انجان کہ اس کی محبت پاش نظریں اس کا شوہر دیکھ رہا تھا۔۔
زرگو! عنائزہ کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکا کر گردن پر پیار بھری مہر ثبت
"کی تو اس کے اوسان خطا ہوئے سانس سینے میں اٹک گئی۔۔"

تسی (آپ) ایک لفظ صرف اس کے لبوں پر آیا زبان ساتھ دینا چھوڑ گئی
زوریز خانزادہ اس کی حرکتوں سے محظوظ ہو کر آئینے میں اس کا عکس
"دیکھنے لگا عنائزہ کی نظریں جھکی ہوئی تھی۔"

زرگو! اب بھی وہ الفاظ بولو میں سننا چاہتا ہوں، تم نے تو مجھ سے ناراض
ہونا تھا زوریز خانزادہ نے آج پکارا ادہ کیا ہوا تھا اپنی زرگو کو تنگ کرنے کا
۔۔"

"کی بولا (کیا بولو)۔"

وہی جو کچھ دیر پہلے بول رہی تھی پھر سے ایک مرتبہ اس کی گردن پر
"لمس چھوڑا۔ عنائزہ اس کے انداز پر سٹیٹا گئی۔"

میری جان یوں سٹیٹا کیوں رہی ہو ہاتھ عنائزہ کی کمر پر حرکت کر رہے
"تھے۔ اس کا جان لیوا انداز عنائزہ کی جان سولی پر لٹکا رہا تھا۔"

تسی کیدو آئے او، تسی پانی کھالیا (آپ کب آئے ہو، آپ نے پانی کھالیا)
کوئی بات نہ سو جھی تو جو منہ میں آیا بول دیا زوریز خانزادہ اس کے
معصومانہ انداز پر مسکرایا وہ ایسی ہی تھی کوئی بات نہیں سو جھتی تو بنا
"سوچے سمجھے بول دیتی۔"

زرگو پانی پیا جاتا ہے اور کھانا کھایا جاتا ہے اگر تم کہتی ہو تو میں پانی کھالیتا
ہو اور کھانا پی لیتا ہوں۔۔۔۔۔ تسی تے میری گل نودل تے لے گئے)

آپ نے تو میری بات کو دل پر لے لیا (وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے بولی
تو زوریز نے اس کے گرد حصار مضبوط کرتے اسے آئینے میں نظر آتے
"ان دونوں کے عکس کی طرف اشارہ کیا۔"

دیکھو ہم دونوں مکمل لگ رہے ہیں، جیسے ایک دوسرے کے لیے بنے
ہو عنائزہ اس کی بات سن کر مسکراتے اور شرماتے ہوئے اس کے سینے
"میں چہرہ اچھپا گئی۔"

اف زر گو تمہاری یہ شرم حیا زور یز نے آج پختہ ارادہ کیا ہوا تھا کہ عنائزہ کو اس قدر شرم مانے پر مجبور کر دے گا کہ وہ بے ہوش ہونے کے در پر پہنچ جائے گی۔

تسی چھڑو مینو، میں تاڈے نال رسی آ (آپ چھوڑے مجھے میں آپ سے ناراض ہو) اسے خود سے دور دھکا دے کر ناراضگی کا اظہار کرتے بیڈ پر جا کر چونکری مار کر بیٹھ گئی زور یز اس کے پاس جانے لگا جب عنائزہ نے اسے ہاتھ کے اشارے سے وہی رکنے کا کہا۔

اتنی بھی کیا ناراضگی ہے جو تم مجھ سے اس قدر ناراض ہو گئی ہو زور یز اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہو کر سینے پر ہاتھ باندھے خفگی سے اس کی جانب دیکھنے لگا۔

تو انوکم میرے نابوتا سونا لے (آپ کو مجھ سے زیادہ کام عزیز ہے) ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں مروڑتے ہوئے نظر اپنے سفید پاؤں پر

ٹکائی۔۔ زوریز نے اس کی نظروں کا تعاقب کیا تو اس کی نظر عنائزہ کے سفید دودھیا پاؤں پر جا ٹھہری۔ جذبات دل سے اٹھ کر باہر آنے لگے۔ مرد عورت کو خود کے لیے سجا سنوارا دیکھ کر بہکتا ہے اور زوریز خانزادہ اپنی زرگو کے سفید دودھیا پاؤں دیکھ کر اپنے اندر اٹھتے جذبات کو نہ "روک پایا۔۔ بے ساختہ اس کی قدم عنائزہ کی جانب بڑھے۔۔

توانوں میری گل سمجھ نئی آئی (آپ کو میری بات سمجھ نہیں آئی) عنائزہ نے سخت لہجہ اپنا کر زوریز خانزادہ کو کہا تو اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اپنی چھوٹی سے بیوی کو دیکھا جو بمشکل اس کے کندھوں تک آتی تھی

--"

زرگو کہتے ہیں انسان کا جتنا قد ہو اسے باتیں بھی اتنی ہی کرنی چاہیے اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ کر اس نازک اور چھوٹا سا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھاما

"اور اپنے انگوٹھا اس کے ہاتھ کی پشت پر رگڑنے لگا۔۔

"تواڑے پلے کھنچ نئی پیا (آپ ذہن میں میری بات نہیں بیٹھی)۔۔
سونو میرے پلے براکش پیا اے جے تسی کیندے اوتے توانوں دسن
دی بجائے میں توانوں کر کے دکھا دینا (پیارے میرے دماغ میں بہت
کچھ بیٹھا ہے کہتی ہو تو آپ کو بتانے کی بجائے کر کے دیکھا دیتا ہو) زوریز
خان نے معنی خیزی سے کہتے اس کا ہاتھ پکڑ کر انگلیاں اس کی کہنی تک
لے گیا۔۔ عنائزہ نے سٹیٹائی ہوئی آنکھیں زوریز خانزادہ پر ٹکائی تو اس
کی آنکھوں میں نظر آتے جذبات مزید بڑھے۔۔

زو۔۔۔ ریز چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر پہلی مرتبہ عنائزہ نے زوریز خانزادہ
کا نام پکارا تھا زوریز نے اس کی کمر پر ہاتھ ڈالتے اپنے قریب کیا۔۔
زرگو! ہاتھوں کے پیچھے سے چہرہ نکال کر مجھے پکارو میں دیکھنا چاہتا ہو
مجھے پکارتے ہوئے تمہارے نقش کس قدر خوبصورت لگتے ہے۔۔
عنائزہ کے ہاتھ اس کے چہرے کے سامنے سے ہٹائے اور پھر اس کی

آنکھوں پر شدت سے بوسہ دیتے ہوئے کہہ کر اسے اٹھا کہ اپنی گود میں
بٹھایا۔ ایک نظر بھی عنائزہ نے زوریز کی جانب دیکھنے کی غلطی نہیں کی
کیونکہ اگر وہ زوریز کی آنکھوں میں دیکھ لیتی تو وہ مزید بہکتا، عنائزہ کو جو
کچھ پل سکون کے ملے تھے وہ ایسے غائب ہونے تھے جیسے الدین کا
"جن۔۔"

میں نے کچھ کہا ہے؟ زوریز نے عنائزہ کے چہرے سے بال ہٹا کر اس کی
پیشانی پر بوسہ دے کر سخت لہجے میں کہا۔ ایک لمحہ ایک نظر جو عنائزہ کی
زوریز خان پر ٹھہری وہ آنکھیں جھپکنا بھول گئی دل ضد پراڑ گیا کہ اس
کی گہری سبز آنکھوں میں ڈوب کر اس کے جذبات محسوس کرو
۔۔ دونوں کی نظروں کا زبردست تسامع ہوا اور وہ آنکھیں جھپکنا بھول
"گئے۔۔"

میری جان کی ناراضگی ختم ہوئی یا نہیں اسے مستقل اپنی آنکھوں میں
جھانکتے دیکھ کر پر انگلیوں کو حرکت دے کر پوچھا۔ عنائزہ شرم سے
لال ٹماڑ بنتے چہرہ پھر سے زوریز کے سینے میں چھپایا۔ زوریز نے اس کا
"چہرہ سامنے کر کے سخت نظروں سے اسے گھورا۔

زوریز۔۔۔ ریز اٹک کر کہہ کر نظریں جھکائے وہ زوریز خانزادہ کے دل
"میں اتر رہی تھی۔

صحیح طریقے سے کہو ٹھوڑی سے چہرہ اتھام کر اپنے مقابل کیا تو عنائزہ نے
"نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔

زوریز۔۔۔ یز پھر سے زبان لڑکھڑائی۔ تو زوریز نے نفی میں سر ہلایا جیسے وہ
کہنا چاہ رہا تھا بولتی جاؤ جب تک تمہاری زبان کی لڑکھڑاہٹ ٹھیک نہیں
"ہو جاتی۔

ز۔۔۔وریز! — زو۔۔۔ ریز! — زور۔۔۔ ریز!۔۔۔ کئی مرتبہ
زوریز خانزادہ کا نام پکارنا چاہا لیکن زبان سے لڑکھڑائے بغیر ادا نہ ہوا۔
زوریز خانزادہ کو اپنا ٹوٹا پھوٹا نام بھی اس کے لبوں سے حسین ترین لگ
رہا تھا دل ضد پر آگیا کہ اسے کہوں کہ وہ تمہیں پکارتی جائے اور میں سنتا
"جاؤ، خود میں نقش کرتا جاؤ۔"

زوریز خانزادہ نے عنائزہ کو بیڈ پر لٹاتے اس پر جھکنے لگا تھا جب اس کا
موبائل رنگ ہوا، موبائل پاکٹ سے نکال کر کمرے سے باہر چلا گیا
تاکہ کال سن سکے۔۔۔ موبائل پاکٹ سے نکالتے وقت اس کا دوسرا
موبائل بیڈ پر گر گیا۔ اس کے کمرے سے باہر جاتے ہی دوسرے
موبائل پر کال آنے لگی عنائزہ نے موبائل پکڑ کر چیک کیا تو اس کی اوپر "
میری خوشی" لکھا ہوا تھا نام پڑھ کر اس کے اوسان خطا ہوئے ہوئے

ہاتھوں میں لڑکھڑاہٹ شروع ہو گئی۔ کانپتے ہوئے ہاتھوں سے کال
"پک کی تو آگے سے ایک خوبصورت آواز اس کے کانوں میں گونجی۔۔
تبریز کہاں تم اتنے دن ہو گئے ہیں مجھے ملنے نہیں آئے۔۔ یہ الفاظ سن
"کر نا جانے کتنے ہی وسوسے عنائزہ کے دل میں پیدا ہوئے۔۔

تسی شاید غلط نمبر ملا لیا ہے۔ اے میرے بندے زوریزدا نمبر اے)
آپ نے شاید رنگ نمبر ملا لیا ہے یہ میرے شوہر زوریزدا نمبر ہے)
عنائزہ کو لگا کے شاید سامنے والے نے غلطی سے زوریزدا نمبر ملا لیا ہے
اس نے شاید کسی تبریز سے بات کرنی تھی۔۔ عنائزہ کی آواز سن کر وہ
"عمورت مسکرائی۔۔

نہیں میں نے بالکل صحیح نمبر ملا لیا ہے یہ میرے بیٹے کا نمبر ہے، بیٹا غلط
وسوسے اپنے ذہن میں نہ لاؤ میں اس وقت اپنی بہو سے بات کر رہی
ہوں عنائزہ کے سر کے اوپر سے اس کی باتیں گزری زوریزدا کی ماں تو نور

تھی تو وہ پھر یہ عورت اسے اپنا بیٹا کیوں کہہ رہی تھی اور زوریز کو تبریز
"کیوں بلارہی تھی۔۔"

زوریز خانزادہ باہر کال پر بات کر رہا تھا جب اس کی نظر داخلی دروازے
سے داخل ہوتے نور اور ارد شیر پر گئی۔ اس نے اپنی مورے کو غور سے
دیکھا جن کے چہرے پر سرخی چھائی تھی لبوں پر مسکراہٹ تھی اپنی ماں
کو خوش دیکھ کر وہ تیز قدم بڑھاتا سیڑھیاں اترنے لگا۔ نور نے جلد
بازی میں اسے خود کی جانب آتے دیکھا۔ جیسے ہی زوریز اپنی مورے
"کے قریب پہنچا تو ان کی پیشانی پر بوسہ دے کر ماشاء اللہ کہا۔۔
مورے یو نہی مسکراتی رہا کرے بہت پیاری لگتی ہے نور نے زوریز کا
"چہرہ اتھام کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔
"عزیز ارد شوہر پاس کھڑا ہے۔۔"

تو میں کیا کروں میں اپنے بیٹے کو پیار کر رہی ہوں نور نے بھی اسی کے
انداز میں ہر لفظ کو لمبا کر کے ادا کیا۔

میں اماں جی سے مل کر آتی ہوں نور اماں جی کے پاس چلی گئی تو ارد شیر نے
ابرواچکا کر زوریز کی جانب دیکھا۔

خوش ہو زوریز نے لمبا سانس خارج کرتے ہامی میں سر ہلایا اور ارد شیر کو
گلے لگا لیا۔

مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ میری مورے کا دل اتنی جلدی جیت لے
گے۔ میری مورے کو یونہی خوش رکھنا ہے پیچھے ہوتے نرم لہجہ اپنا کر
کہا۔

"ایک شرط پر ارد شیر نے سینے ہاتھ باندھ کے پر سوچ انداز اپنا یا۔
کیسی شرط زوریز خانزادہ نے نا سمجھی سے ارد شیر کی جانب دیکھا تو اس
نے زوریز کا بازو تھام لیا۔

مجھے اپنے باپ کی طرح عزت دو گے زوریز اس کی بات سن کی مسکرا
"دیا۔ ارد شیر نے بھی مسکراتے ہوئے اسے اپنے سینے لگایا۔
عنائزہ کتنی دیر اس کا انتظار کرتی رہی جب زوریز خانزادہ کمرے میں نہ
آیا تو موبائل پکڑ کر پاؤں پٹکتی باہر آئی زوریز اس کے ہاتھ میں اپنا
موبائل دیکھ کر ہڑبڑا گیا۔ اتنی دیر میں نور بھی اماں جی کے کمرے سے
"باہر آگئی تھی۔"

مورے اینادے موبیل تے فون آیا سی اک عورت اینا نو اپنا مونڈا تے
تبریز کے کہ بلان دئی سی (مورے ان کے موبائل پر کال آئی تھی وہ
عورت انھیں اپنا بیٹا اور تبریز کہہ کر پکار رہی تھی) عنائزہ نے عجیب سی
"کیفیت کے زیر اثر نور سے کہا تو تبریز کا رنگ اڑ گیا۔"

THE END